سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2014

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2014

(جمعتہ المبارک 7، ہفتہ 8، منگل 11، بدھ 12، جمعرات 13، جمعتہ المبارک 14-مارچ 2014)
(یوم الجمع 5، یوم السبت 6، یوم الثلاثہ 9، یوم الاربعاء 10، یوم الخمیس 11، یوم الجمع 12- جمادی الاوّل 1435ھ)

سولھویں اسمبلی: ساتواں اجلاس

جلد 7 (حصہ اوّل): شمارہ جات : 1 تا 6

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

ساتواں اجلاس

جمعتہ المبارک،7۔مارچ2014

جلد 7:شمارہ 1

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1۔	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ	------------	1
2۔	ایجنڈا	------------	3
3۔	ایوان کے عہدے دار	------------	5
4۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	------------	11
5۔	نعت رسول مقبول ﷺ	------------	12
6۔	چیئرمینوں کا پینل	------------	13

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سوالات (محکمہ داخلہ)	
7-	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ------------	13
8-	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	55
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)	
9-	مسودہ قانون (ترمیم) شہری ترقی پنجاب مصدرہ 2014 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	74
10-	مسودہ قانون گریژن یونیورسٹی لاہور مصدرہ 2014 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	74
	تحاریک التوائے کار	
11-	ملتان روڈ لاہور سوڈیوال تا سمن آباد توسیع نہ کرنے سے مسافروں کو پریشانی کا سامنا (---جاری) ------------	75
	پوائنٹ آف آرڈر	
12-	پنجاب اسمبلی کے ایوان کی کارروائی پرائیویٹ چینلز پر دکھانے کا مطالبہ------------	75
	تحاریک التوائے کار (---جاری)	
13-	لاہور، جی او آر-IV خوشنما کے گراؤنڈ فلور کے رہائشیوں کی انکروچمنٹ سے دیگر الاٹیوں کو مشکلات کا سامنا (---جاری) ------------	80
14-	گجرات شہر، محکمہ اور ٹی ایم اے کے غیر ذمہ دارانہ عمل کی وجہ سے پینے کے پانی کے منصوبہ سے محروم (---جاری) ------------	81
15-	ایل او ایس سے ملتان روڈ کی تعمیر کے نقشے اور منصوبے کو تبدیل کرنے سے لوگوں کو شدید پریشانی کا سامنا (---جاری) ------------	84
	پوائنٹ آف آرڈر	
16-	راولپنڈی میٹرو بس کے منصوبے پر عوام الناس کے تحفظات ------------	89

صفحہ نمبر		مندرجات	نمبر شمار
		سرکاری کارروائی	
		ہنگامی قانون (جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)	
92	------------	ہنگامی قانون پبلک پرائیویٹ پارٹنر شپ پنجاب مجریہ 2014	17۔
92	------------	کورم کی نشاندہی	18۔
		ہفتہ،8۔مارچ2014	
		جلد 7: شمارہ 2	
94	------------	ایجنڈا	19۔
96	------------	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	20۔
97	------------	نعت رسول مقبولﷺ	21۔
98	------------	مہمان خواتین کے Upper Chamber کے استعمال کی اجازت کے لئے قاعدہ 240 کے تحت تحریک	22۔
		تحاریک التوائے کار	
99	------------	(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)	23۔
100	------------	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	24۔
		قرارداد	
101	------------	خواتین کو قومی دھارے میں لانے اور پنجاب میں خواتین پارلیمانی گروپ (Women Cancus) قائم کرنے کا مطالبہ	25۔
		سرکاری کارروائی	
		مسودہ قانون (جو متعارف ہوا)	
102	------------	مسودہ قانون خواتین کی مناسب نمائندگی پنجاب مصدرہ 2014	26۔
103	------------	قواعد کی معطلی کی تحریک	27۔

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)		
28۔	مسودہ قانون خواتین کی مناسب نمائندگی پنجاب مصدرہ 2014	------------	104
29۔	وزیر اعلیٰ کا خطاب	------------	142
30۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	------------	147
	قرارداد		
31۔	بین الاقوامی یوم خواتین پر پاکستانی خواتین کو اپنے حقوق کے حصول کے لئے کوششوں کو خراج تحسین کا پیش کیا جانا	------------	148
	منگل، 11۔مارچ 2014		
	جلد 7: شمارہ 3		
32۔	ایجنڈا	------------	151
33۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	------------	153
34۔	نعت رسول مقبول ﷺ	------------	154
	سوالات (محکمہ لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ)		
35۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	------------	155
36۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	------------	189
	پوائنٹ آف آرڈر		
37۔	چنیوٹ میں عملہ کی بھرتی مکمل کرنے کا مطالبہ	------------	207
38۔	راولپنڈی ڈویژن میں بارشوں سے تباہ ہونے والی فصلوں پر کسانوں کو ریلیف دینے کا مطالبہ	------------	208
39۔	پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد میں عرصہ دراز سے خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا مطالبہ	------------	209
40۔	پنجاب میں ڈینگی وباء کے دوران بھرتی ہونے والی نرسوں کو ریلیف دینے کا مطالبہ	------------	209

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	تحاریک التوائے کار	
41۔	لاہور میں مرغی کی باقیات سے مضر صحت تیل کو کوکنگ آئل کارُوپ دے کر کھلے عام فروخت جاری (۔۔۔جاری) ------------	217
42۔	دیپالپور کے علاقے بصیر پور اور گردونواح میں متعدد سکول کے طلباء وطالبات ٹھنڈے فرش پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کرنے پر مجبور (۔۔۔جاری) ------------	218
43۔	حکومت پنجاب کی جانب سے لیپ ٹاپ مرمت کرنے والی کمپنی کو معاہدے کی خلاف ورزی پر230ملین روپے عائد جرمانے کو معاف کرنے پر انکوائری کا مطالبہ (۔۔۔جاری) ------------	218
44۔	صوبہ میں کرشنگ کا سیزن شروع ہوتے ہی شوگر مافیااور مڈل مین کسانوں کو لوٹنے میں مصروف (۔۔۔جاری) ------------	219
45۔	لاہور میں موہنی روڈ پر واقع کوارٹرز عملہ کی ملی بھگت سے نیلام کرنے کی سازش سے عوامی حلقوں میں تشویش (۔۔۔جاری) ------------	220
	پوائنٹ آف آرڈر	
46۔	راولپنڈی کے مشہور و معروف بازار ٹینچ بھاٹا میں وارداتوں میں اضافہ ------------	221
	تعزیت	
47۔	ملک کے مایہ ناز قاری غلام رسول (مرحوم) کے لئے دعائے مغفرت ------------	223
	غیر سرکاری ارکان کی کارروائی	
48۔	مسودہ قانون متعارف کرنے کے لئے اجازت کی تحریک ------------	225
	مسودہ قانون (جو متعارف ہوا)	
49۔	مسودہ قانون امتناع شیشہ سموکنگ مصدرہ 2014 ------------	226
	قرار دادیں (مفاد عامہ سے متعلق)	
50۔	صوبہ میں تدفین کے لئے مفت قبر کی فراہمی کا مطالبہ (۔۔۔جاری) ------------	226
51۔	کھلونا نما اسلحہ پر پابندی کا مطالبہ ------------	235

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
52-	رہائشی سکیموں کے اشتہارات کے ساتھ حکومتی سرٹیفکیٹ شائع کرنے کا مطالبہ	----------	238
53-	پنجاب کے تمام اضلاع میں لیڈی تھانوں کے قیام کا مطالبہ	----------	242
54-	آئین میں درج انسانی حقوق کو نصاب کا حصہ بنانے کا مطالبہ	----------	243
55-	فوڈ سٹریٹس کی طرز پر بک سٹریٹس بنانے کا مطالبہ	----------	244
56-	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	----------	245
	قرارداد		
57-	متحدہ قومی موومنٹ کے قائد الطاف حسین کے بیان "فوج ٹیک اوور کرے" کی پُرزور مذمت	----------	246
	بدھ، 12-مارچ2014		
	جلد 7: شمارہ 4		
58-	ایجنڈا	----------	249
59-	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	----------	251
60-	نعت رسول مقبول ﷺ	----------	252
	تعزیت		
61-	سابق معزز ممبر اسمبلی میر بادشاہ خان آفریدی کی وفات پر دعائے مغفرت	----------	253
	سوالات (محکمہ جات امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت)		
62-	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	----------	253
63-	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	----------	285
	تحاریک استحقاق		
64-	ای ڈی او ہیلتھ ٹوبہ ٹیک سنگھ کا معزز ممبر اسمبلی کو گالیاں دینا	----------	307

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	پوائنٹ آف آرڈر	
65-	سرگودھا میں حکومت اور محکمہ کی طرف سے معدنیات کا ٹھیکہ من پسند لوگوں کو دینا اور ٹھیکیداروں کا اپنی مرضی سے رائیلٹی میں اضافہ کرنا ------------	312
	تحاریک التوائے کار	
66-	حکومتی عدم توجہ کے باعث تجارتی مرکز انارکلی لاہور کے مسائل میں اضافہ ------------	317
67-	محکمہ سکولز ایجوکیشن کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے آٹھویں کلاس کے طلباء وطالبات نئے سلیبس سے محروم ------------	317
68-	شوگر ملز مالکان کی جانب سے کرشنگ سیزن لیٹ شروع کرنے سے کسانوں کو پریشانی کا سامنا ------------	319
69-	یونیورسٹی آف ایجوکیشن میں وائس چانسلر کا نااہل اور من پسند افراد کو بھرتی کرنا ------------	320
70-	ٹی ایم اے دریاخان میں کرپشن اور رشوت ستانی کا بازار گرم ------------	322
71-	بادشاہی مسجد، شاہی قلعہ اور رنجیت سنگھ کی مڑھی لاہور کے اِرد گرد غیر متعلقہ گاڑیوں کی پارکنگ سے سیاحوں کے مسائل میں اضافہ ------------	322
72-	ایل ڈی اے سٹی ہاؤسنگ سکیم میں اسٹیٹ ایجنٹوں وسرمایہ داروں کا قبضہ اور درمیانے طبقے کے لوگ اپنے حق سے محروم ------------	324
	پوائنٹ آف آرڈر	
73-	پنجاب اسمبلی کے سامنے احتجاج کرنے والی ہزاروں لیڈی ہیلتھ ورکرز کو وزیر اعلیٰ کی یقین دہانی کے باوجود ریگولر نہ کرنا ------------	326
74-	کورم کی نشاندہی ------------	331

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
	سرکاری کارروائی		
	مسودات قانون (جو متعارف ہوئے)		
75۔	مسودہ قانون (ترمیم) کارکردگی، نظم وضبط و جوابدہی ملازمین پنجاب مصدرہ 2014	------------	332
76۔	مسودہ قانون (ترمیم) سول سرونٹس پنجاب مصدرہ 2014	------------	332
77۔	مسودہ قانون (ترمیم) لائیوسٹاک بریڈنگ پنجاب مصدرہ 2014	------------	333
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)		
78۔	مسودہ قانون (ترمیم) شہری ترقی پنجاب مصدرہ 2014	------------	333
79۔	کورم کی نشاندہی	------------	357
80۔	مسودہ قانون (ترمیم) شہری ترقی پنجاب مصدرہ 2014 (۔۔۔جاری)	------------	358
81۔	کورم کی نشاندہی	------------	377
	جمعرات، 13۔مارچ 2014		
	جلد 7: شمارہ 5		
82۔	جناب ڈپٹی سپیکر کا بطور قائم مقام سپیکر اعلامیہ	------------	380
83۔	ایجنڈا	------------	382
84۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	------------	384
85۔	نعت رسول مقبول ﷺ	------------	385
	سوالات (محکمہ آبپاشی)		
85۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	------------	386
87۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	------------	420
	تحاریک استحقاق		
88۔	ڈی ایف او بھکر کا معزز ممبر اسمبلی کا فون سننے سے انکار	------------	446

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	تحاریک التوائے کار	
89-	صوبائی دارالحکومت میں زہریلے اور مردہ گوشت کی فروخت جاری ------------	448
90-	ایڈن ڈویلپر لاہور کا ایڈن ہاؤسنگ سکیم فیروزپور روڈ کے نام پر ہزاروں لوگوں کو لوٹنا ------------	449
91-	سرگودھا محکمہ اوقاف کے یونٹ نمبر 30 چک 43 شمالی کی دکانوں پر محکمہ کی ملی بھگت سے بااثر افراد کا قبضہ ------------	450
92-	چوبرجی تا یتیم خانہ لاہور سے ملحقہ قبرستانوں میں جگہ نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو میت دفنانے میں مشکلات کا سامنا ------------	452
93-	لاہور کے ہسپتالوں میں محکمہ کی غفلت سے کروڑوں روپے کی انٹی فائر ایکسرے مشینیں خراب ہونے کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا ------------	452
94-	ضلعی حکومت لاہور کا جانب سے انتہائی خطرناک قرار دی گئی 267 فیکٹریوں کی منتقلی کو ایک بار پھر نظر انداز کرنا ------------	454
95-	مال روڈ لاہور پر سر بمہر پلازے کی چیف سیکرٹری کی اجازت کے بغیر دوبارہ تعمیر جاری ------------	455
96-	سرگودھا میں ویٹرنری ہسپتالوں کے لئے ادویات کی فراہمی کا بجٹ مختص نہ کرنے سے جانوروں میں بیماریوں کی شرح میں اضافہ ------------	456
97-	سرگودھا محکمہ صحت کا بجٹ وقت سے پہلے ختم ہونے کی وجہ سے مراکز صحت کو ضروری اشیاء کی کمی کا سامنا ------------	457
98-	محکمہ فائر بریگیڈ جدید آلات سے محروم اور ملازم معاشی بحران کا شکار ------------	459
99-	لاہور کی ڈسپنسروں اور بنیادی دیہی مراکز صحت میں ادویات نہ ہونے کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا ------------	461
	پوائنٹ آف آرڈر	
100-	لاہور میں منعقدہ یوتھ فیسٹیول میں ہونے والی کرپشن کی انکوائری کا مطالبہ ------------	463

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	توجہ دلاؤ نوٹس	
101-	لاہور: جوہر ٹاؤن میں آٹھ افراد کے قتل سے متعلقہ تفصیلات -----------	467
102-	گجرات: لالہ موسیٰ میں چھ سالہ بچے کے اغواء اور قتل سے متعلقہ تفصیلات -----------	468
	پوائنٹ آف آرڈر	
103-	پنجاب اسمبلی کے سامنے احتجاج کرنے والی ہزاروں لیڈی ہیلتھ ورکرز کو وزیر اعلیٰ کی یقین دہانی کے باوجود ریگولر نہ کرنا (---جاری) -----------	471
104-	صوبہ میں جگر کی بیماری کا وسیع پیمانے پر علاج کا مطالبہ -----------	475
	سرکاری کارروائی	
	مسودات قانون (جو متعارف ہوئے)	
105-	مسودہ قانون محمد نواز شریف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی یونیورسٹی ملتان مصدرہ 2014 -----------	476
106-	مسودہ قانون (ترمیم) صنعتی تعلقات پنجاب مصدرہ 2014 -----------	476
107-	مسودہ قانون تولیدی، دوران حمل، نو مولود و بچگان صحت اتھارٹی پنجاب مصدرہ 2014 -----------	477
108-	مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب مینٹل ہیلتھ پنجاب مصدرہ 2014 -----------	477
	مسودات قانون (جو زیر غور لائے گئے)	
109-	مسودہ قانون (ترمیم) شہری ترقی پنجاب مصدرہ 2014 (---جاری) -----------	478
110-	مسودہ قانون لاہور گیریژن یونیورسٹی مصدرہ 2014 -----------	481
111-	مسودہ قانون (ترمیم) ادائیگی اجرت پنجاب مصدرہ 2013 -----------	497
112-	کورم کی نشاندہی -----------	506
113-	مسودہ قانون (ترمیم) ادائیگی اجرت پنجاب مصدرہ 2013 (---جاری) -----------	506

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	جمعتہ المبارک،14-مارچ2014	
	جلد 7: شمارہ 6	
114۔	ایجنڈا ------------	512
115۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ ------------	514
116۔	نعت رسول مقبولﷺ ------------	515
	پوائنٹ آف آرڈر	
117۔	مظفر گڑھ کی رہائشی لڑکی سے گینگ ریپ کی انکوائری رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کا مطالبہ ------------	516
	سوالات (محکمہ مواصلات وتعمیرات)	
118۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ------------	519
199۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	558
	تحاریک استحقاق	
120۔	ایوان میں حکومتی یقین دہانیوں کے باوجود ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن کمیٹیوں میں اپوزیشن کے ممبران کی بجائے الیکشن میں ہارے ہوئے لوگوں کو شامل کرنا ------------	580
	پوائنٹ آف آرڈر	
121۔	مظفر گڑھ کی رہائشی لڑکی سے گینگ ریپ کی انکوائری رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کا مطالبہ (۔۔۔جاری) ------------	583
	تحاریک استحقاق (۔۔۔جاری)	
122۔	ایس ایچ او تھانہ غلہ منڈی ساہیوال کا معزز ممبر اسمبلی کا فون سننے اور ملاقات سے انکار ------------	588
	تحاریک التوائے کار	

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
123۔	پنجاب ایجوکیشن کمیشن اور ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفس کے عدم رابطہ کی وجہ سے ہزاروں طلباء وطالبات مشکلات کا شکار ------------	590
124۔	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی جانب سے کمپیوٹرائزڈ نمبر پلیٹوں کی فراہمی میں گھپلوں کا انکشاف ------------	591
125۔	لاہور سٹی پیکج کے تحت چار بڑے شہروں کا ترقیاتی بجٹ سٹی گورنمنٹ لاہور کو جاری کرنا ------------	592
126۔	سیکنڈری بورڈ لاہور کا جعلی اسناد کی تیاری روکنے کے بہانے چار لاکھ روپے کی بجائے چار کروڑ روپے خرچ کرنے کا انکشاف ------------	593
127۔	فاڈر ریسرچ انسٹیٹیوٹ سرگودھا کے نااہل عملہ کی وجہ سے حکومت کو سالانہ کروڑوں روپے نقصان کا انکشاف ------------	594
128۔	ہسپتالوں کا ویسٹ تلف نہ کرنے کی وجہ سے موذی امراض میں اضافہ ------------	595
129۔	جلال کولڈ سٹوریج سگیاں پُل لاہور سے غیر قانونی، مردار اور مضر صحت گوشت برآمد ------------	596
130۔	لاہور میں متعلقہ ادارے کی غفلت کی وجہ سے ون ویلنگ کے واقعات کے نتیجے میں ہلاکتوں میں اضافہ ------------	598
131۔	محکمہ صحت کی عدم توجہی کی وجہ سے لاہور کے سرکاری ہسپتالوں میں وینٹی لیٹرز کی کمی کے باعث مریضوں کو پریشانی کا سامنا ------------	599
	سرکاری کارروائی	
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)	
132۔	پنجاب پنشن فنڈ برائے سال 11-2010 اور 12-2011 کی سالانہ رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	600
133۔	انڈکس	

1

اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(42)/2014/1042. Dated: 27th February, 2014. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

"In exercise of the powers conferred under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Mohammad Sarwar,** Governor of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on Friday, 7th March 2014 at 3:00 pm in the Provincial Assembly Chambers Lahore.

Dated Lahore, the
24th February, 2014

MOHAMMAD SARWAR
GOVERNOR OF THE PUNJAB"

3

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 7-مارچ2014

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ داخلہ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

آرڈیننس کا ایوان میں پیش کیا جانا

1۔ آرڈیننس پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ پنجاب 2014

ایک وزیر آرڈیننس پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ پنجاب 2014 ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ مسودہ قانون خواتین کی مناسب نمائندگی پنجاب 2014 (مسودہ قانون نمبر 4 بابت 2014)

ایک وزیر مسودہ قانون خواتین کی مناسب نمائندگی پنجاب 2014 ایوان میں پیش کریں گے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مورخہ 8-مارچ 2014 کو مسودہ قانون خواتین کی مناسب نمائندگی پنجاب 2014 پر غور و خوض کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 234 کی اصطلاح میں متذکرہ قواعد کے قاعدہ 94 کی مقتضیات کو معطل کیا جائے۔

5

صوبائی اسمبلی پنجاب

1۔ ایوان کے عہدے دار

جناب سپیکر	:	رانا محمد اقبال خان
جناب ڈپٹی سپیکر	:	سردار شیر علی گورچانی
وزیراعلیٰ	:	میاں محمد شہباز شریف
قائد حزب اختلاف	:	میاں محمود الرشید

2۔ چیئرمینوں کا پینل

1۔	چودھری لیسین سوہل، ایم پی اے	پی پی۔156
2۔	رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان، ایم پی اے	پی پی۔36
3۔	محترمہ صبا صادق، (ایڈووکیٹ)، ایم پی اے	ڈبلیو۔306
4۔	سردار شہاب الدین خان، ایم پی اے	پی پی۔263

3۔ کابینہ

1۔	راجہ اشفاق سرور	:	وزیر محنت و انسانی وسائل
2۔	کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ	:	وزیر تحفظ ماحول
3۔	جناب شیر علی خان	:	وزیر توانائی، کانکنی و معدنیات*
4۔	جناب تنویر اسلم ملک	:	وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات*

* بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر SO(CAB-.II)2-10/2013 مورخہ 11۔جون 2013 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (7تا 21۔مارچ 2014) تفویض کیا گیا۔

6

5۔	جناب محمد آصف ملک	:	وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری
6۔	رانا ثناء اللہ خان	:	وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ وزیر قانون و پارلیمانی امور *
7۔	محترمہ حمیدہ وحید الدین	:	وزیر ترقی خواتین
8۔	جناب بلال یٰسین	:	وزیر خوراک
9۔	میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن	:	وزیر خزانہ، آبکاری و محصولات *
10۔	رانا مشہود احمد خان	:	وزیر سکولز ایجوکیشن، ہائر ایجوکیشن *، امور نوجواناں * کھیلیں *، آثار قدیمہ اور سیاحت *
11۔	میاں یاور زمان	:	وزیر آبپاشی
12۔	جناب عبدالوحید چودھری	:	وزیر جیل خانہ جات
13۔	ملک ندیم کامران	:	وزیر زکوٰۃ و عشر
14۔	میاں عطاء محمد خان مانیکا	:	وزیر اوقاف اور مذہبی امور
15۔	ڈاکٹر فرخ جاوید	:	وزیر زراعت
16۔	جناب آصف سعید منیس	:	وزیر خصوصی تعلیم
17۔	سید ہارون احمد سلطان بخاری	:	وزیر سماجی بہبود اور بیت المال
18۔	ملک محمد اقبال چنڑ	:	وزیر امداد باہمی
19۔	چودھری محمد شفیق	:	وزیر صنعت، تجارت اور سرمایہ کاری
20۔	محترمہ ذکیہ شاہنواز خان	:	وزیر بہبود آبادی
21۔	جناب خلیل طاہر سندھو	:	وزیر انسانی حقوق اور اقلیتی امور

7

4- پارلیمانی سیکرٹریز

1- چوہدری سرفراز افضل	:	امور نوجواناں، کھیل، آثار قدیمہ و سیاحت
2- راجہ محمد اویس خان	:	زکوٰۃ و عشر
3- جناب نذر حسین	:	قانون و پارلیمانی امور
4- صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی	:	لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ
5- حاجی محمد الیاس انصاری	:	سماجی بہبود و بیت المال
6- جناب محمد ثقلین انور سپرا	:	اوقاف و مذہبی امور
7- محترمہ راشدہ یعقوب	:	ترقی خواتین
8- جناب عمران خالد بٹ	:	صنعت، کامرس و تجارت
9- جناب محمد نواز چوہان	:	ٹرانسپورٹ
10- جناب اکمل سیف چٹھہ	:	تحفظ ماحول
11- چوہدری محمد اسد اللہ	:	خوراک
12- نوابزادہ حیدر مہدی	:	مینجمنٹ اور پروفیشنل ڈویلپمنٹ
13- لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) شجاعت احمد خان	:	کالونیز، اشتمال املاک، پی ڈی ایم اے
14- خواجہ عمران نذیر	:	صحت
15- جناب رمضان صدیق بھٹی	:	لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ
16- جناب محمد خُرم گلفام	:	توانائی
17- چوہدری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ)	:	ایس اینڈ جی اے ڈی
18- جناب سجاد حیدر گجر	:	ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ

• بذریعہ قانون و پارلیمانی امور گورنمنٹ آف پنجاب نوٹیفکیشن نمبر PA:4-18/2013 مورخہ 12-دسمبر 2013 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

8

19- رانا محمد ارشد	:	اطلاعات وثقافت
20- میاں محمد منیر	:	آبکاری ومحصولات
21- رانا اعجاز احمد نون	:	زراعت
22- محترمہ نغمہ مشتاق	:	بہبود آبادی
23- جناب احمد خان بلوچ	:	پبلک پراسیکیوشن
24- جناب عامر حیات ہراج	:	کانکنی ومعدنیات
25- رانا بابر حسین	:	خزانہ
26- میاں نوید علی	:	محنت وانسانی وسائل
27- جناب محمد نعیم اختر خان بھابھا	:	مواصلات وتعمیرات
28- جناب محمود قادر خان	:	چیف منسٹرا نسپکشن ٹیم
29- سردار عاطف حسین خان مزاری	:	خواندگی وغیر رسمی بنیادی تعلیم
30- ملک احمد کریم قسور لنگڑیال	:	منصوبہ بندی وترقیات
31- سردار عامر طلال گوپانگ	:	سپیشل ایجوکیشن
32- مہر اعجاز احمد اچلانہ	:	داخلہ
33- چودھری خالد محمود ججہ	:	آبپاشی
34- میاں فدا حسین	:	جنگلات، جنگلی حیات وماہی گیری
35- چودھری زاہد اکرم	:	کالونیز
36- محترمہ شاہین اشفاق	:	کوآپریٹو
37- محترمہ مہوش سلطانہ	:	ہائر ایجوکیشن
38- محترمہ جوئس روفن جولیس	:	سکولز ایجوکیشن
39- جناب طارق مسیح گل	:	انسانی حقوق واقلیتی امور

9

5۔ ایڈووکیٹ جنرل

جناب مصطفیٰ رمدے

6۔ ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی : رائے ممتاز حسین بابر

ڈائریکٹر جنرل (پارلیمانی امور اینڈ ریسرچ) : جناب عنایت اللہ لک

11

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا ساتواں اجلاس

جمعتہ المبارک، 7-مارچ 2014

(یوم الجمع، 5- جمادی الاوّل 1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں شام 5 بج کر 20 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا نُوۡدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنۡ یَّوۡمِ
الۡجُمُعَۃِ فَاسۡعَوۡا اِلٰی ذِکۡرِ اللّٰہِ وَ ذَرُوا الۡبَیۡعَ ؕ ذٰلِکُمۡ خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ
کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۹﴾ فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانۡتَشِرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ
وَ ابۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِ اللّٰہِ وَ اذۡکُرُوا اللّٰہَ کَثِیۡرًا لَّعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ﴿۱۰﴾
وَ اِذَا رَاَوۡا تِجَارَۃً اَوۡ لَہۡوَۨا انۡفَضُّوۡۤا اِلَیۡہَا وَ تَرَکُوۡکَ
قَآئِمًا ؕ قُلۡ مَا عِنۡدَ اللّٰہِ خَیۡرٌ مِّنَ اللَّہۡوِ وَ مِنَ التِّجَارَۃِ ؕ
وَ اللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ ﴿۱۱﴾

سورۃ الجُمُعَة آیات 9 تا 11

مومنو! جب جمعے کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے تو اللہ کی یاد (یعنی نماز) کے لئے جلدی کرو اور (خرید و) فروخت ترک کر دو۔ اگر سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے (9) پھر جب نماز ہو چکے تو اپنی اپنی راہ لو اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت بہت یاد کرتے رہو تاکہ نجات پاؤ (10) اور جب یہ لوگ سودا بکتا یا تماشا ہوتا دیکھتے ہیں تو ادھر بھاگ جاتے ہیں اور تمہیں (کھڑے کا) کھڑا چھوڑ جاتے ہیں۔ کہہ دو کہ جو چیز اللہ کے ہاں ہے وہ تماشے اور سودے سے کہیں بہتر ہے اور اللہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے (11)

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب محمد افضل نوشاہی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

جا زندگی مدینے سے جھونکے ہوا کے لا
شاید حضور ﷺ ہم سے خفا ہیں منا کے لا
کچھ ہم بھی اپنا چہرہ باطن سنوار لیں
ابوبکر سے کچھ آئینے عشق و وفا کے لا
محروم کر دیا ہمیں جس سے نگاہ نے
عثمان سے وہ زاویے شرم و حیا کے لا
مغرب میں مارا مارا نہ پھر اے گدائے علم
دروازہ علی سے یہ خیرات جا کے لا
باطل سے دب رہی ہے پھر اُمت رسول ﷺ کی
منظر ذرا حسین سے پھر کربلا کے لا

جناب ڈپٹی سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ پینل آف چیئرمین کا اعلان کریں۔

چیئرمینوں کا پینل

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے موجودہ اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے چار معزز ممبران پر مشتمل پینل آف چیئرمین نامزد فرمایا ہے۔

1۔ چودھری یاسین سوہل، ایم پی اے — پی پی۔156
2۔ رانامنور حسین المعروف رانامنور غوث خان، ایم پی اے — پی پی۔36
3۔ محترمہ صباصادق، (ایڈووکیٹ)، ایم پی اے — ڈبلیو۔306
4۔ سردار شہاب الدین خان، ایم پی اے — پی پی۔263

شکریہ

سوالات

(محکمہ داخلہ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ داخلہ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔ جی، میاں صاحب!

میاں نصیر احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 15 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: اینٹی کار لفٹنگ ادارے کی کارکردگی ودیگر تفصیلات

*15: میاں نصیر احمد: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں حکومت نے کارچوری کی روک تھام اور کار چوروں کو پکڑنے کے لئے ایک ادارہ "اینٹی کار لفٹنگ" بنایا ہے یہ ادارہ کب معرض وجود میں آیا؟

(ب) اس ادارے میں تعینات کل افسران واہلکاران کی تعداد اور ان کے سکیلوں سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) یکم جنوری2012 سے اب تک لاہور شہر میں انٹی کار لفٹنگ کے پاس گاڑیاں چوری ہونے کی کل کتنی complaints کون کون سے تھانے سے آئی ہیں اور ان گاڑیوں کے کیا نمبرز ہیں مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(د) متذکرہ بالا عرصہ کے دوران ادارے کی کوشش سے کتنی گاڑیاں برآمد ہوئیں، ان گاڑیوں کے نمبرز اور جن مالکوں کو دی گئیں ان کے نام وپتا سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ہ) جو گاڑیاں ابھی تک برآمد نہیں ہوسکیں ان کے بارے میں یہ ادارہ کیا پیشرفت کر رہا ہے اور کب تک گاڑیاں برآمد کرنے میں کامیاب ہو جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ)

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت نے کارچوری کی روک تھام اور کارچوروں کو پکڑنے کے لئے ایک ادارہ انٹی کار لفٹنگ بنایا ہے جو سال1992 کو معرض وجود میں آیا۔

(ب) شعبہ AVLS لاہور کو مورخہ 31-03-2011 کو انتظامی تقسیم کے بعد دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے جو کہ AVLS صدر (ماڈل ٹاؤن، کینٹ وصدر)ڈویژن ہائے اور AVLS سٹی (اقبال ٹاؤن سول لائن وسٹی)ڈویژن ہائے پر مشتمل ہے۔ AVLS صدر و سٹی میں تعینات افسران وملازمان کی تعداد ذیل ہے:

DSP: 1, Insp: 5, Sis: 14, ASIs: 22, HCs: 56, FCs: 164

ان افسروں وملازمین کے سکیلز کی تفصیل ذیل ہے:

DSP: BPS-17, Insp: BPS-16, Sis/14, ASIs/09, HCs/07, FCs/05

(ج) اس ضمن میں التماس ہے کہ انٹی کار لفٹنگ کے پاس گاڑیاں چوری ہونے کی complaints براہ راست موصول نہ ہوتی ہیں بلکہ کسی بھی جرم بشمول وہیکلز چوری کے مقدمات کا اندراج براہ راست شعبہ AVLS سٹی وصدر میں نہ کیا جاتا ہے بلکہ مقدمات کا اندراج تھانہ جات کی سطح پر کیا جاتا ہے تاہم سرقہ شدہ وہیکلز کے مکمل کوائف کا ریکارڈ مطابق ایف آئی آر افسران بالا کے حکم سے ایک علیحدہ کرائم کمپیوٹر سیکشن CRO برانچ مرتب کیا جاتا ہے اس بارے میں مکمل تفصیل CRO برانچ سے لی گئی ہے جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) متذکرہ عرصہ یکم جنوری 2012 تا 13-11-05 کے دوران شعبہ AVLS سٹی و صدر کے ذریعے برآمد ہونے والی گاڑیوں کی تعداد 2473 ہے جن میں 1446 گاڑیاں سپرداری پر تقسیم ہو چکی ہیں۔ گاڑیوں کے نمبرز اور مالکان کے نام و پتا کی تفصیل برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) سرقہ شدہ وہیکلز کی برآمدگی کے لئے شعبہ AVLS روزانہ کی بنیاد پر لاہور سٹی کے داخلی و خارجی راستوں پر ناکا بندی کا اہتمام کرتا ہے۔ اس کے علاوہ لاہور سٹی کے مختلف پارکنگ سٹینڈز، شاپنگ پلازہ جات کی بیسمنٹ، ورکشاپس کی سرپرائز چیکنگ عمل میں لاتا ہے۔ ہر ماہ خصوصی ٹیمیں چیکنگ و برآمدگی مسروقہ وہیکلز کے لئے پنجاب کے دیگر اضلاع میں جاتی ہیں۔ مزید برآں سابقہ ریکارڈ یافتگان سارقان وہیکلز کو شامل تفتیش کیا جاتا ہے۔ سرقہ گی وہیکلز میں ملوث سرگرم گینگز سارقان کی گرفتاری کے لئے خصوصی ٹیمیں بھی تشکیل دی جاتی ہیں۔ ایسے اقدامات سے خاطر خواہ سرقہ شدہ وہیکلز کی برآمدگی ہوتی ہے۔ شعبہ AVLS اپنے تمام تر دستیاب وسائل کو بروئے کار لاتا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ سرقہ شدہ وہیکلز کی برآمدگی کو ممکن بنایا جا سکے۔ تاہم اس بارے میں حتمی رائے دینا ممکن نہیں کہ بقایا سرقہ شدہ وہیکلز کی برآمدگی کب تک ہو سکے گی۔ بہرکیف برآمدگی کی ہر ممکن کوشش جاری ہے انشاء اللہ کامیابی ہوگی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں نے جز (ج) میں سوال کیا تھا کہ "جنوری 2012 سے اب تک شہر لاہور میں کتنی گاڑیاں چوری ہونے کی شکایات آئی ہیں؟ مراد یہ ہے کہ کتنی گاڑیاں چوری ہوئی ہیں۔ اس کے figures میرے پاس نہیں آئے پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتا دیں کہ کتنی گاڑیاں جنوری 2012 سے اب تک چوری ہوئی ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! کیا آپ کے پاس figures کی تفصیل ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! جواب لکھا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ جواب پڑھ دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! متذکرہ عرصہ یکم جنوری2012تا 13-11-05کے دوران شعبہ AVLS سٹی وصدر کے ذریعے برآمد ہونے والی گاڑیوں کی تعداد2473 ہے جن میں1446 گاڑیاں سپرداری پر تقسیم ہو چکی ہیں۔ گاڑیوں کے نمبر اور مالکان کے نام وپتا کی تفصیل برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں آپ کی آسانی کے لئے سوال پڑھ دیتا ہوں۔ یکم جنوری2012 سے اب تک لاہور شہر میں اینٹی کار لفٹنگ کے پاس گاڑیاں چوری ہونے کی کل کتنی complaints کون کون سے تھانے سے آئی ہیں اور ان گاڑیوں کے کیا نمبرز ہیں؟ سوال برآمد ہونے اور اس کے بعد سپرداری پر تقسیم کرنے کا بھی نہیں ہوا۔ سوال یہ ہے کہ complaints کتنی آئی ہیں اور گاڑیاں کتنی چوری ہوئی ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اچلانہ صاحب! لاہور شہر سے کتنی complaints آئی ہیں، آپ کے پاس ان کی تفصیل ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! اس میں تفصیل نہیں ہے یہ سوال انہوں نے2013 میں کیا تھا۔5- مارچ یہ جواب جمع کروایا گیا ہے آئندہ اس کی تفصیل بتادیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مہر صاحب! اب تک تو اس کا جواب آ جانا چاہئے تھا۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں تفصیل نہیں مانگ رہا۔ میں نے جو سوال کیا ہے اس کا جواب مانگ رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سوال نمبر15 کا جز (ج) کا جواب مہر صاحب آپ کے پاس ابھی تک کیوں نہیں آیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! انہوں نے جو جوابات جمع کروائے ہیں actually وہ جواب اس میں پرنٹ بھی نہیں ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مہر صاحب! یہ کس کی غلطی ہے اور یہ کس کی ذِمہ داری ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ڈیپارٹمنٹ کو اس کا مکمل جواب دینا چاہئے تھا جس نے نہیں دیا اس کے خلاف ہم action کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مہر صاحب! اس کے خلاف آپ action لیں اور پھر ایوان کو بھی بتائیں۔ پرسوں اس کا جواب موصول ہوا ہے تو میرے خیال میں اب تک اس کا جواب موصول ہو جانا چاہئے تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! آپ بالکل صحیح فرما رہے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس میں بتایا گیا ہے کہ یکم جنوری 2012 تا 13-11-05 کے دوران شعبہ AVLS سٹی و صدر کے ذریعے برآمد ہونے والی گاڑیوں کی تعداد 2473 ہے جن میں 1446 گاڑیاں سپرد داری پر تقسیم ہو چکی ہیں۔ یہ ڈیڑھ سال میں تقریباً ایک ہزار گاڑی جس کا جواب نہیں دیا گیا وہ ایک ہزار گاڑی کہاں پر ہے؟ 1446 گاڑیاں تو مالکان کے سپرد کر دی گئی ہیں۔ ایک ہزار گاڑی کا کیا کیا گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! یہ گاڑیاں محکمہ پولیس کے پاس موجود ہیں۔ جو مالکان ہیں وہ عدالت سے اس کی سپرد داری کے لئے رجوع کر سکتے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! بنیادی طور پر اس سوال کا اور جو دوسرے سوالات کرتے ہیں ان کا مقصد بھی یہی ہے کہ جہاں جہاں پر کوئی اصلاح اور بہتری ہو سکتی ہے وہ کر دی جائے۔ اس میں کوئی شک نہیں پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے بالکل ٹھیک جواب دیا کہ یہ ہزاروں کی تعداد میں گاڑیاں کئی کئی مہینوں سے اور کئی کئی سالوں سے تھانوں کے اندر بغیر نمبر پلیٹ کے پولیس کے استعمال میں رہتی ہیں۔ چونکہ انہوں نے خود بھی اس بات کا اظہار کر دیا ہے کہ پولیس کے استعمال میں ہے تو کیا یہ کوئی تدارک کیا گیا ہے کہ جنہوں نے چوری کی گئی گاڑیاں برآمد کر کے مالکان کو دینی ہیں اور دی بھی اس لئے نہیں جاتیں چونکہ یہ ان کی facility کے لئے سیدھی بات ہے تھانے کے لئے اور تھانے کے اندر کام کرنے والوں کے رشتے داروں کے لئے استعمال ہوتی ہیں۔ کئی کئی سال تک یہ گاڑیاں نہیں دی جاتی کیا اس کے تدارک کے لئے کوئی اقدام کرنے کا پروگرام ہے کہ یہ چوری کی گاڑیاں جب واپس کی جاتی ہیں تو پھر گاڑیاں نہیں رہتیں صرف ان کا پنجر ہی بقایا بچتا ہے۔ اس کے تدارک کا پروگرام ہے کہ یہ جو ہزاروں گاڑیاں کئی سال تک تھانوں میں زیر استعمال رہتی ہیں ان کو روکا جا سکے یا قانونی طور پر اجازت دی ہوئی ہے کہ یہ جتنی دیر مرضی چاہیں استعمال کریں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، مہر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! جس شخص کی گاڑی چوری ہو اور وہ recover ہو جائے تو وہ کورٹ میں سپرداری کے لئے درخواست دے۔ محکمہ فوری طور پر اس کی سپرداری دینے کے لئے تیار ہے اگر عدالت آرڈر دے دے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں نے سوال یہ کیا ہے کہ سپرداری پر لینے کے لئے کوئی نہیں آیا گاڑی بھی چوری کی تو یہ تھانے کو اختیار کس نے دیا ہے کہ ڈیڑھ ڈیڑھ سال پولیس اہلکار گاڑیوں کو استعمال کریں تو اس سے مراد میں یہ سمجھوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! میاں صاحب کی بات صحیح ہے آئندہ سے یہ کیا جائے گا کہ جس شخص کی گاڑی recover ہو اس کو باقاعدہ اطلاع دی جائے گی۔ (شور وغل)

MR DEPUTY SPEAKER: Order in the House.

بہت serious بات ہو رہی ہے اگر اس کو مذاق میں نہ لیں تو مہربانی ہو گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! تھانہ یا انٹی کار لفٹنگ سیل جو گاڑی recover کرے گا وہ نوٹس کے ذریعے مالک کو اطلاع دے گا کہ آپ کی گاڑی recover ہو چکی ہے اور اس کی آپ سپرداری کرائیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں کہہ رہا ہوں کہ مالک نہیں آتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! میاں صاحب کا سوال یہ ہے کہ کس law کے تحت پولیس ڈیپارٹمنٹ ان گاڑیوں کو اپنے زیر استعمال رکھتا ہے، کیا وہ گاڑیاں پولیس کے استعمال میں ہیں یا پھر تھانے میں کھڑی کی ہوئی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! وہ گاڑیاں تھانے میں موجود رہتی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! تھانے میں موجود رہتی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! وہ گاڑیاں تھانے میں موجود رہتی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں صاحب! میرے خیال میں اگلا سوال لیتے ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ہم اس وقت بہت اہم محکمے کو discuss کر رہے ہیں اور مجھے بہت افسوس ہو رہا ہے کہ اس محکمے کو پارلیمانی سیکرٹری کے حوالے کر دیا گیا ہے جبکہ اس محکمے کی باری اتنے عرصے کے بعد آئی ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: No, this is not a way.

وہ پارلیمانی سیکرٹری بھی اسی ڈیپارٹمنٹ کے ہی ہیں، یہ کوئی بات نہیں۔ آپ اس بات کو چھوڑیں اگر اس ڈیپارٹمنٹ کے موجود نہ ہوتے تب آپ یہ بات کر سکتی تھیں۔ جی، اگلا سوال جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کا ہے۔ محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میرا سوال نمبر 47 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں سود خوروں کے خلاف کی گئی کارروائیوں کی تفصیلات

*47: **جناب احمد شاہ کھگہ:** کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ غریب لوگوں کو سود خوروں کے چنگل سے نجات دلانے کے لئے Punjab Prohibition of Private Money Lending Act 2007 بنایا گیا تھا؟

(ب) 2007 سے اب تک صوبہ بھر میں عوام کی جانب سے سود خوروں کے خلاف کل کتنی درخواستیں موصول ہوئیں اور ان درخواستوں پر سود خوروں کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ جب کوئی متاثرہ شخص کسی سود خور کے خلاف درخواست دیتا ہے تو پولیس کی طرف سے اسے کوئی خاطر خواہ تعاون حاصل نہیں ہوتا؟

(د) کیا حکومت اس قانون کو زیادہ مؤثر بنانے اور عوام میں اس قانون کے بارے میں awareness پیدا کرنے کے لئے کوئی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ)

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) 2007 سے 30- جون 2013 تک صوبہ پنجاب میں سود خوروں کے خلاف 338 درخواستیں موصول ہوئیں اور سود خوروں کے خلاف 335 مقدمات درج ہوئے جن میں سے 211

چالان ہوئے۔356 ملزمان گرفتار ہوئے۔ عدالتوں کی طرف سے ایک ملزم کو سزا ہوئی جبکہ 14 ملزم بری ہوئے۔102 مقدمات خارج ہوئے اور22 مقدمات زیر تفتیش ہیں۔

(ج) یہ تاثر کہ پولیس متاثرہ شخص کے ساتھ تعاون نہیں کرتی بالکل غلط ہے۔ جیسا کہ اوپر دیئے گئے مقدمات کی تفصیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ پولیس ہر متاثرہ شخص کے ساتھ تعاون کرتی ہے۔

(د) ہاں حکومت اس قانون کو زیادہ مؤثر بنانے اور عوام میں اس قانون کے بارے میں awareness پیدا کرنے کے لئے مؤثر اقدام کر رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! 2007 سے لے کر 2013 تک سود خوروں کے خلاف 338 درخواستیں موصول ہوئی ہیں جن میں سے 335 مقدمات چلائے گئے ہیں اور صرف ایک ہی ملزم کو سزا سنائی گئی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ چھ سال میں صرف ایک ملزم کو سزا سنائی گئی ہے۔ اس جرم کو تھوڑا بہتر بنایا جائے کیونکہ سود خور پاکستان میں ایک مافیا بن چکا ہے۔ آپ بھی جانتے ہیں کہ ہمارے معاشرے میں جس بندے کو ضرورت ہوتی ہے وہ بے چارا سود خور کے پاس جاتا ہے تو وہ سود خور اصل رقم بھی لے لیتے ہیں اور بعد میں اس پر پرچے بھی کروا کر نہ جانے کیا کیا ظلم کرتے ہیں، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایک شخص کی بجائے زیادہ ملزمان کو سزائیں دی جائیں تو بہتر نتائج سامنے آئیں گے اس بارے میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب کیا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ سزائیں دینے کا کیا ارادہ رکھتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! ملزم کو سزا دینا یا اسے بَری کرنا عدالت کا اختیار ہوتا ہے جبکہ پولیس اپنا چالان مرتب کر کے عدالت میں submit کروا دیتی ہے۔ سزا جزا کے process میں بعض اوقات مدعی صلح کر لیتے ہیں، گواہ پیش نہیں ہوتے جس سے یہ delaying tactics مدعی کی طرف سے بھی ہوتے ہیں، ملزمان کی طرف سے بھی ہوتے ہیں اور وکلاء حضرات بھی lengthy کرتے ہیں۔ پولیس ڈیپارٹمنٹ کی اس میں کوئی کوتاہی نہیں ہے کیونکہ چالان submit کروانا اس کی responsibility میں شامل ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! جز(د) میں بتایا گیا ہے کہ حکومت اس قانون کو زیادہ مؤثر بنانے اور عوام میں اس قانون کے بارے میں awareness پیدا کرنے کے لئے مؤثر اقدامات کر رہی ہے۔ کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بتانا پسند کریں گے کہ حکومت کیا کر رہی ہے جس کے کوئی نتائج عوام کو بھی ملیں؟ اس حوالے سے وضاحت فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! اس بارے میں تھانوں کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ جو لوگ بھی سود خوروں کے خلاف کارروائی کرانا چاہیں آپ فوری طور پر قانون کے مطابق اس پر action لیں اور عوام میں آگاہی پیدا کی جائے کہ سود خوروں کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے جس کا ایکٹ پنجاب اسمبلی پاس کر چکی ہے۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں یہی تو پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ آگاہی کیسے کی جا رہی ہے یا کیا طریق کار اپنایا گیا ہے؟ جیسے ایمرجنسی لائن 15 یا 1122 ہے اس طرح کی کوئی لائن بنائی جائے تاکہ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ آسانی پیدا ہو سکے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! پولیس ڈیپارٹمنٹ کے تحت تھانے ہوتے ہیں اور اگر ایمرجنسی 15 پر اطلاع دی جائے تو اس پر بھی پولیس کارروائی کرتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شاہ صاحب!

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال جناب اعجاز خان کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال میاں محمد اسلم اقبال صاحب کا ہے جو موجود ہیں۔ میاں صاحب! اپنا سوال نمبر بولئے گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 90 ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کے سوال نمبر 74 کا جواب ابھی تک موصول نہیں ہوا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! جواب موصول ہوا تھا لیکن میں سمجھتا تھا کہ جواب نامکمل ہے اور صحیح نہیں ہے اس لئے وہ واپس بھیج دیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، آپ اگلی دفعہ پھر ان کے سوال کا جواب دیں گے۔ میں اس سوال کو next week تک pending کرتا ہوں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! پلیز تشریف رکھیں کیونکہ میاں اسلم اقبال صاحب موجود ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 90 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: تھانوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*90: **میاں محمد اسلم اقبال:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور میں تھانوں کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) کتنے تھانہ جات سرکاری اور کتنے کرایہ کی بلڈنگز میں ہیں، کرایہ کی تفصیلات سے بھی آگاہ کریں؟

(ج) کیا حکومت سمن آباد تھانہ اور ملت پارک تھانہ کو سرکاری جگہ پر منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ)

(الف) کل تھانہ جات 83 ہیں۔

(ب) 49 تھانہ جات سرکاری بلڈنگ میں ہیں جبکہ 17 تھانہ جات کرائے کی بلڈنگ میں اور 17 تھانہ جات دیگر محکمہ جات کی بلڈنگ میں مقیم ہیں۔

تفصیل کرایہ جات تھانہ بلڈنگ

نمبر شمار	علاقہ	رقم
1۔	گجر پورہ	24413/-
2۔	فیکٹری ایریا	18308/-
3۔	شادمان	24413/-
4۔	سانده	28553/-

-5	کوٹ لکھپت	-/50000
-6	گلشن اقبال	-/44288
-7	سمن آباد	-/9765
-8	ملت پارک	-/50000
-9	شادباغ	-/21971
-10	ہنجروال	-/71500
-11	نصیر آباد	-/38500
-12	اسلام پورہ	-/180980 (اور بلڈنگ پر مشتمل انوسٹی گیشن اور آپریشن ونگ کے لئے)
-13	شالامار	-/43555 (دو بلڈنگ پر مشتمل کے لئے (انوسٹی گیشن اور آپریشن ونگ کے لئے)
-14	فیصل ٹاؤن	-/21699 (چار فلیٹوں پر مشتمل)
-15	ٹاؤن شپ	-/53240 (عارضی کرائے پر بوجہ تعمیر نئی بلڈنگ)
-16	گارڈن ٹاؤن	-/60000 (عارضی کرایے پر بوجہ تعمیر نئی بلڈنگ)
-17	مصطفیٰ ٹاؤن	-/35000 (عارضی کرایے پر بوجہ تعمیر نئی بلڈنگ)

(ج) چیف منسٹر سیکر ٹریٹ ڈرایکٹو نمبر PSO/SMS/1-43/2008 مورخہ 29-01-2010 متعلق تھانہ سمن آباد کے لئے ایک پلاٹ رقبہ 6 کنال واقع غزالی روڈ نزد مسجد خضری کو تھانہ کے لئے تجویز کیا گیا جس کے لئے متعلقہ محکمہ ایل ڈی اے سے این او سی حاصل کرنے کے لئے لکھا گیا۔ جو ابھی تک انڈر پروسیس ہے چیف منسٹر ڈائریکٹو کی کاپی (F/A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

تھانہ ملت پارک کے لئے حدود تھانہ کے اندر سرکاری پراپرٹی تلاش کی گئی ہے لیکن سردست کوئی بھی پراپرٹی صوبائی گورنمنٹ نہ ہے جس کو ٹرانسفر کرواکر تھانہ ملت پارک کی بلڈنگ تعمیر کروائی جاسکے۔ اس سلسلہ میں ایک پرائیویٹ آدمی محمد افتخار دین ولد شاہ دین نے ایک پلاٹ رقبہ 3 کنال واقع مسجد عارف چوک پکی ٹھٹھی سمن آباد برائے فروخت کا ارادہ رکھتا ہے جس کی ڈیمانڈ 5 لاکھ روپے فی مرلہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں نے جز(ج) کے بارے میں request کی تھی کہ "کیا حکومت سمن آباد تھانہ اور ملت پارک تھانہ کو سرکاری جگہ پر منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور کب تک جس کا یہاں جواب آیا ہے لہذا میری request ہو گی کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس جواب کا جز(ج) پڑھ دیں تاکہ اس کے بعد میں اپنا ضمنی سوال کر سکوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ جز(ج) کا جواب پڑھ دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! چیف منسٹر سیکرٹریٹ ڈائریکٹو نمبرPSO/SMS/1-43/2008 مورخہ 29-01-2010 متعلق تھانہ سمن آباد کے لئے ایک پلاٹ رقبہ چھ کنال واقع غزالی روڈ نزد مسجد خضری کو تھانہ کے لئے تجویز کیا گیا جس کے لئے متعلقہ محکمہ ایل ڈی اے سے این او سی حاصل کرنے کے لئے لکھا گیا جو ابھی تک under process ہے۔ چیف منسٹر ڈائریکٹو کی کاپی(F/A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ تھانہ ملت پارک کے لئے حدود تھانہ کے اندر سرکاری پراپرٹی تلاش کی گئی ہے لیکن سر دست کوئی بھی پراپرٹی صوبائی گورنمنٹ کی نہ ہے جس کو ٹرانسفر کروا کر تھانہ ملت پارک کی بلڈنگ تعمیر کروائی جا سکے۔ اس سلسلہ میں ایک پرائیویٹ آدمی محمد افتخار دین ولد شاہ دین نے ایک پلاٹ رقبہ تین کنال واقع مسجد عارف چوک پکی ٹھٹھی سمن آباد برائے فروخت کا ارادہ رکھتا ہے جس کی ڈیمانڈ پانچ لاکھ روپے فی مرلہ ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو یہاں پر چیف منسٹر صاحب کے لیٹر کا حوالہ دیا گیا ہے اس حوالے سے میری گزارش ہے کہ غزالی روڈ پر جس چھ کنال رقبے کے پلاٹ کا فرما رہے ہیں اس کی مجھے ذرا تفصیل بتا دیں کہ کیا وہ پلاٹ ہے یا گراؤنڈ ہے اگر وہ گراؤنڈ ہے تو ماسٹر پلان کے تحت سمن آباد کی آبادی کو اس گراؤنڈ سے محروم کیا جا سکتا ہے؟ یہ میرا سوال ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! اس سلسلے میں یہ fresh question submit کروائیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! حکومت کے پارلیمانی سیکرٹریوں کا یہ حال ہے۔ میں اُدھر کا رہائشی اور پیدائشی ہوں اس لئے سب جانتا ہوں۔ وہ ایک گراؤنڈ ہے جس کو یہ پلاٹ قرار دے رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! یہ fresh question بنتا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ مجھے آپ بتا دیں کہ یہ کیسے fresh question بنتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: مہر صاحب! اس کی آپ پوری detail دیں کہ آیا یہ گراؤنڈ ہے یا پلاٹ ہے؟ جب آپ کے اگلی دفعہ سوالات آئیں گے تو پورے ایوان کو آپ اس بارے میں آگاہ کریں گے۔ میں اس سوال کو pending کرتا ہوں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! نہیں۔ میں معذرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ میں اس سے ہٹ کر کوئی سوال نہیں کر رہا۔ جو میں سوال پوچھ رہا ہوں مجھے اس کا جواب چاہئے۔ اگر آپ نے اُن کی جگہ پر جواب دینا ہے تو آپ دے دیں، میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں جواب نہیں دے رہا بلکہ یہ کہہ رہا ہوں کہ اُن کے پاس تفصیل نہیں ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اگر ایک بندہ غلط جواب دے رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا انہوں نے آپ کو کوئی جواب نہیں دیا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! وہ fresh question کا کہہ رہے ہیں جبکہ میں اس میں سے ہی سوال پوچھ رہا ہوں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ اس کو خالی پلاٹ قرار دے رہے ہیں جبکہ میں کہتا ہوں کہ وہ خالی پلاٹ نہیں ہے اور ایک گراؤنڈ کا حصہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا وہ کسی کی ملکیت ہے؟ پارلیمانی سیکرٹری اس پلاٹ کو کسی کی ملکیت declare کر رہے ہیں یا یہ گورنمنٹ کا ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اس کا جواب وہ دیں۔ میں تو ان کی جگہ پر جواب نہیں دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا بتائیں کیونکہ یہی آپ کا سوال ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اس کا پارلیمانی سیکرٹری جواب دیں تو اس کے بعد میں بولوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، مہر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! اس میں ڈائریکٹو کا ذکر کیا گیا ہے کہ ایک پلاٹ چھ کنال واقع غزالی روڈ نزد مسجد خضری کو تھانے کے لئے تجویز کیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مہر صاحب! آیا یہ گورنمنٹ کا پلاٹ ہے یا کسی کی ملکیت ہے یا کسی گراؤنڈ کے لئے مختص ہے، وہ آپ سے یہ سوال کر رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! یہ گورنمنٹ کا ہی ہوگا اسی لئے ایل ڈی اے کو این او سی کے لئے لکھا گیا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اس حکومت کے یہ حالات ہیں۔ یہ اپوزیشن تو ان سے سوال ہی نہیں پوچھ رہی۔ اب پارلیمانی سیکرٹری سے ایک سوال کا جواب نہیں آرہا۔

معزز ممبران: وہ جواب تو دے رہے ہیں۔

MR DEPUTY SPEAKER: No cross talk. Order in the House.

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ نے اچھی direction دے دی ہے۔ انہیں کہیں کہ ایوان چلائیں اور ہم بھی کہتے ہیں کہ ایوان چلے۔ گزارش یہ ہے کہ میں اس سوال سے ہٹ کر کوئی بات نہیں پوچھ رہا۔ صرف یہ بتا دیا جائے کہ اس جگہ کا status کیا ہے کیونکہ ایل ڈی اے کے ماسٹر پلان کے اندر وہ جگہ ایک گراؤنڈ declare ہے۔ یہ سمن آباد لاہور کی پہلی planned آبادی تھی۔ کیا اس گراؤنڈ پر تھانہ بنایا جا سکتا ہے، میں یہ جواب پوچھ رہا ہوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! یہ صحیح فرما رہے ہوں گے کہ گراؤنڈ ہونے کی وجہ سے ہی شاید ایل ڈی اے نے ابھی تک این او سی نہیں دیا اور پولیس ڈیپارٹمنٹ نے تھانے کے لئے پرائیویٹ جگہ بھی ڈھونڈنے کی کوشش کی ہے جس کا انہوں نے mention بھی کیا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! وہ ملت پارک کی بات ہے۔ میں نے آپ کے توسط سے پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے اسی لئے کہا تھا کہ یہ جواب پڑھ لیں تاکہ انہیں پتا ہو کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ وہ کوئی اور جگہ کے لئے ہے۔ مجھے on the floor of the House یہ assurance دے دیں کہ گراؤنڈ کی جگہ پر تھانہ نہیں بنے گا کیونکہ وہ بچوں کے کھیلنے کی جگہ ہے اور اس planned آبادی کا حصہ ہے لہذا مجھے اسمبلی کے floor پر گورنمنٹ کی طرف سے یہ assurance چاہئے کہ اس جگہ پر تھانہ نہیں بنے گا۔ اس کے بعد میں اس کا حل بھی بتاؤں گا کہ تھانہ کہاں بن سکتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! اس سلسلے میں انکوائری کروا لیتے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ بہت اچھی بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! میں نے تو پہلے ہی آپ سے یہ عرض کر دی تھی کہ میں اس سوال کو pending کر دیتا ہوں۔ اس کی detail آ جائے گی کہ آیا یہ کسی کی ملکیت ہے، کوئی پلاٹ ہے یا گورنمنٹ کی land ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اگر اسی طرح سے جواب لینے ہیں تو پھر انہیں بتا دیا کریں۔ پہلے ایک دن سیشن چلا لیا کریں اور انہیں بتا دیا کریں کہ کل یہ ضمنی سوال بھی آنے ہیں تو آپ ان کے جوابات بھی لے کر آئیں۔ ایک دو یا تین مہینے بعد اجلاس ہونا ہوتا ہے تو جو سوال پوچھے جاتے ہیں وہ بھی نہیں آ سکتے کہ متعلقہ ڈیپارٹمنٹ نے چیف منسٹر سے ایسی غلطی کیوں کروائی ہے؟ پہلی بات تو یہ ہے کہ انہوں نے کیوں put کیا کہ اس گراؤنڈ پر آپ تھانہ بنا دیں؟ پہلے چیف منسٹر سے غلطی کروائی، پھر اس directive کو follow کرنا شروع کر دیا اور اس کے بعد ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ایک پارلیمانی سیکرٹری کو یہاں پر لا کر کھڑا کر دیا جنہیں جواب نہیں آ رہا اور انہیں ذمہ دار ٹھہرا دیا۔ جنہوں نے یہ move کیا ہے، جنہوں نے اس گراؤنڈ پر تھانہ بنوانے کی کوشش کی ہے، ان کے خلاف inquiry کا order کریں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ ماسٹر پلان میں جہاں پر گراؤنڈ ہے وہاں پر جگہ نہیں لی جا سکتی اور اس کی ایک مثال آپ کے سامنے ہے لہذا میں گزارش کروں گا کہ یہ assurance دیں کہ گراؤنڈ کی جگہ پر تھانہ نہیں بنائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے اسی لئے آپ سے کہہ دیا کہ next session میں جس دن بھی ان کے محکمے کے سوالات ہوئے اس کی detail پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس ایوان میں بتائیں گے۔ اپنے ڈیپارٹمنٹ سے بھی کہیں کہ آئندہ اس قسم کی کوتاہی بالکل برداشت نہیں کی جائے گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اس حوالے سے مزید ایک گزارش ہے کہ تھانہ ملت پارک کی حدود میں آٹھ کنال اراضی پر ناجائز قابضین بیٹھے ہوئے ہیں۔ مہربانی کریں کیونکہ گورنمنٹ کی زمین ہے اور لوگوں کی زمین ہے یعنی اسے واپس لیا جائے اور وہاں پر تھانہ بنا دیا جائے کیونکہ اس پر کوئی litigation بھی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ اس کی نشاندہی کریں۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! بتائیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ میرا کام نہیں ہے۔ میں نے انہیں بتا دیا ہے تو اب یہ معلوم کر لیں کیونکہ نشاندہی کرنا میرا کام نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، میاں صاحب! ایسا نہ کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! میاں صاحب جس پلاٹ کے بارے میں بات کر رہے ہیں، اس کی نشاندہی کروا دیں تو ہم اس کے متعلق چیف منسٹر صاحب سے request کریں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں نے ہی نشاندہی کرنی ہے تو کیا میں پٹواری ہوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! علاقے کی فلاح کے لئے آپ کر دیں۔ اس سوال کو میاں اسلم اقبال صاحب کی مشاورت کے ساتھ pending کیا جاتا ہے اور اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔ اس سوال کا جواب بھی موصول نہیں ہوا۔ مہر اعجاز احمد اچلانہ صاحب! آپ کا ڈیپارٹمنٹ کیا کر رہا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! ڈاکٹر سید وسیم اختر کے دو سوالات بہاولپور سے متعلق تھے جن کے جواب موصول نہیں ہوئے اس لئے انہیں next session کے لئے pending فرمالیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں یہ جون میں سوال دیا گیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! میں نے اس حوالے سے پہلے عرض کیا ہے کہ جوابات موصول ہوئے تھے جو کہ نامکمل تھے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچلانہ صاحب! جو بھی متعلقہ لوگ ہیں ان کے خلاف action لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جی، بالکل ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 171 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع لاہور: ڈکیتی کے مقدمات و دیگر تفصیلات

*171: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں یکم جنوری سے مئی2013 تک ڈکیتی کی کتنی وارداتیں کس کس تھانہ کی حدود میں درج ہوئی ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ان وارداتوں میں کتنے بے گناہ افراد قتل ہوئے ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) ان وارداتوں میں کتنی رقم اور دیگر کون کون سا سامان لوٹا گیا ہے؟

(د) ان مقدمہ جات میں کتنے ملزم گرفتار ہوئے اور کتنے مفرور ہیں، مفرور ملزمان کے نام اور پتا جات بتائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ)

(الف) بروئے رپورٹ جملہ ایس ڈی پی او صاحبان عرصہ ہذا کے دوران ڈکیتی / رابری مع قتل کی چار وارداتیں ہوئیں۔ یہ وارداتیں تھانہ سول لائن، ریس کورس اور پرانی انار کلی کی حدود میں سرزد ہوئیں۔

(ب) ان وارداتوں میں دو افراد دوران واردات قتل ہوئے۔

(ج) ان 4 وارداتوں میں -/7930000 روپے کی رقم لوٹی گئی۔

(د) ان وارداتوں میں تین کس ملزمان کو گرفتار کر کے حوالات جوڈیشل بھجوایا جا کر مورخہ 30-04-13 کو چالان عدالت کیا گیا۔ ان مقدمات میں پندرہ کس نامعلوم ملزمان تاحال مفرور ہیں جن کی گرفتاری کی کوشش جاری ہے۔ایسی وارداتوں کے انسداد، تدارک کے سلسلہ میں گشت، ناکا بندی کو بہتر بنایا گیا ہے نیز علاقہ کی مجاہد سکواڈ، ٹائیگرز اور محافظ سکواڈز سے بھی استفادہ کیا جا رہا ہے تاکہ عوام الناس کے جان و مال کے تحفظ کو یقینی بنایا جا سکے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (الف) میں پوچھا گیا تھا کہ ڈکیتی کی کتنی وارداتیں کس کس تھانے میں ہوئیں؟ جواب میں مجھے ڈکیتی اور robberies دونوں کو ملا کر چار وارداتیں بتائی گئی۔ میں نے تو پوچھا تھا کہ ڈکیتی کی کتنی وارداتیں ہوئیں، پہلے وہ بتا دیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! محترمہ صحیح فرما رہی ہیں اور پہلی بات actually یہ ہے کہ یہ جواب 2013-07-31 کو میرے پارلیمانی سیکرٹری بننے سے پہلے

submit کروا دیئے گئے تھے اور یہ بھی صحیح ہے کہ یہاں پر ایک سب ڈویژن کا یا ایک سرکل کا انہوں نے جواب دیا ہے جبکہ محترمہ نے سوال ڈکیتی کے متعلق پوچھا تھا اور یہاں پر جواب ڈکیتی اور robberies کے متعلق دیا ہے۔ محترمہ کے سوال کا جواب دینے کو میں تیار ہوں اور اس سلسلے میں جواب یہ ہے کہ "ضلع لاہور میں یکم جنوری تا مئی 2013 تک ڈکیتی کی کتنی وارداتیں ہوئیں"۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس دوران ڈکیتی کی 36 وارداتیں ہوئیں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! انہوں نے بالکل صحیح بات کی لیکن جو ہمیں جواب موصول ہوا اس میں واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ ایسی چار وارداتیں ہوئیں لیکن یہ ڈکیتی کی 36 وارداتیں بتا رہے ہیں تو موصوف اسے clarify کر دیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! یہ چار وارداتیں سرکل تھانہ سول لائن، ریس کورس، پرانی انار کلی کی ہیں یعنی سٹی لاہور کی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے پورے ضلع لاہور کی بتائی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! پورے لاہور میں اس دوران 36 ڈکیتی کی وارداتیں ہوئیں اور مقدمات درج ہوئے ہیں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میں بھی تو یہی سوال پوچھ رہی ہوں کہ پورے لاہور سے متعلق میں نے یہ بات پوچھی تھی کہ کن کن تھانوں میں یہ وارداتیں ہوئیں؟ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے آنے والے جواب کے مطابق تو صرف چار وارداتیں ہوئیں جبکہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کہہ رہے ہیں کہ 36 وارداتیں ہوئیں 36 وارداتوں اور چار وارداتوں میں بڑا فرق ہے اور ڈکیتی اور robberies دونوں کو ملا کر بات کی جا رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انہوں نے یہ تین تھانوں کے متعلق بتایا ہے کہ ان میں چار وارداتیں ہوئی ہیں جبکہ پورے لاہور میں 36 وارداتیں ہوئی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! میں نے پہلے آپ کو بتایا ہے کہ یہ جواب 31-7-2013 کو submit کرایا گیا تھا اور میں بھی یہ سمجھتا ہوں کہ انہوں نے سوال پورے لاہور سے متعلق کیا تھا جبکہ جواب میں صرف ایک سرکل کے متعلق ڈکیتی اور robberies

mentionکر دیا ہے حالانکہ ان کے سوال کا صحیح جواب یہ ہے کہ اس دوران 36 ڈکیتی کے مقدمات پورے لاہور ضلع میں درج ہوئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہاں پر انہوں نے یہ جواب کیوں دیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! یہ تو میں نے پہلے آپ کو عرض کیا ہے کہ یہ صحیح نہیں ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! اگر صحیح نہیں ہے تو پھر آپ ڈیپارٹمنٹ کے خلاف کارروائی کا کہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ میں نے کہہ دیا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! چونکہ سوال تھوڑا مشکوک سا ہو گیا ہے تو اس کے جز (د) میں لکھا گیا ہے کہ 15 نامعلوم ملزمان تاحال مفرور ہیں لیکن اب 36 وارداتیں نکل آئی ہیں تو یقیناً اب مفرور کی تعداد بھی زیادہ ہو گئی ہو گی تو پارلیمانی سیکرٹری صاحب مہربانی کر کے مفروروں کی تعداد بھی بتا دیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ کے پاس مفروروں کی تعداد کی تفصیل ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! میرے پاس ان 36 مقدمات کی تفصیل موجود ہے۔۔۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میں کوئی اور ضمنی سوال کر لوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! پہلے میں تفصیل بتا دوں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! یہ 15 مفروروں کے متعلق ہی بتا دیں کہ وہ گرفتار ہوئے یا نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! کوئی اور ضمنی سوال کر لوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اگر آپ کہیں تو pendingکر دیں؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! ایک ضمنی سوال کے بعد آپ اسے pendingکر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اسے pending کر دیں؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! ایک ضمنی سوال کر لینے دیں پھر اس کے بعد بے شک آپ اسے pending کر دیں۔

DEPUTY SPEAKER: Order in the House.

پارلیمانی سیکرٹری صاحب! جواب 13-07-31 کو موصول ہوا ہے تو آپ اس کے جواب کی fresh detail بتا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! تھانہ چوہنگ میں چار مقدمات میں پانچ ملزمان تھے جن میں سے ابھی تک دو مفرور ہیں جن کے نام محمد وقاص عرف وہاب اور محمد شاہد ولد محمد امین آرائیں سکنہ قطب پور ضلع بہاول پور اور اسی طرح ایک مقدمہ تھانہ رائیونڈ سٹی میں ہے جس میں ایک ملزم محمد اقبال ولد افضل علی تھا جو کہ ابھی تک مفرور ہے۔ اسی طرح تھانہ سٹی رائیونڈ میں دوسرے مقدمے میں سات نامعلوم ملزمان تھے جو ابھی تک trace نہیں ہو سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ کو تفصیل مل گئی ہے تو کیا آپ مطمئن ہیں؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ڈکیتی اور robberies کے متعلق تھوڑی سی definition بتا دیں کہ اس میں کیا فرق ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): بالکل صحیح کہا ہے۔ ڈکیتی وہ ہوتی ہے جس میں پانچ یا اس سے زائد ملزمان ہوں اور robbery وہ ہوتی ہے جس میں پانچ سے کم ملزمان ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ اس جواب سے مطمئن ہو گئی ہیں؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! اس کے بعد اب آپ سوال pending فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے بعد بھی سوال pending کر دوں؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! کیونکہ وہ مفرور ملزمان کے بارے میں ابھی تک discuss نہیں کر سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اسے بھی pending کرتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے کیونکہ میں تو پہلے ہی admit کر چکا ہوں کہ یہ جواب جو یہاں پر submit کرایا گیا تھا وہ صحیح جواب نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچلانہ صاحب! پھر یہ کس کی ذمہ داری ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! میں یہ اپنی ذمہ داری سمجھتا ہوں لیکن میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ یہ جواب 31-07-2013 کو submit کرایا گیا تھا جب میں پارلیمانی سیکرٹری نہیں بنا تھا۔ اب ڈیپارٹمنٹ کو میں نے کہا ہے کہ آپ نے یہ جواب غلط submit کرایا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچلانہ صاحب! غلط جواب دینے والوں کے خلاف آپ کب تک action لے کر ایوان کو بتائیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! next session تک بتا دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ غلط جواب دینے والوں کے خلاف action لے کر ایوان کو بتائیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جی، انشاء اللہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اگلا سوال جناب اعجاز خان صاحب کا ہے --- موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب جاوید اختر صاحب کا ہے --- موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی جناب جاوید اختر صاحب کا ہے --- موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ جی، اگلا سوال محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ کا ہے --- موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ گلا سوال بھی محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ کا ہے --- موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 381 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ کے ماڈل تھانوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*381: جناب احمد شاہ کھگہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں کتنے ماڈل تھانے کہاں کہاں بنائے گئے ہیں، تفصیل وار بتایا جائے؟

(ب) پنجاب کے ماڈل تھانوں میں کون کون سی سہولیات فراہم کی گئی ہیں نیز کیا تمام تھانوں میں یکساں سہولیات فراہم کی گئی ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے تمام ماڈل تھانوں میں جنریٹر کی سہولت میسر ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت تمام ماڈل تھانوں میں جنریٹر کی سہولت دینے کے ساتھ ساتھ یکساں سہولیات دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ)

(الف) صوبہ پنجاب میں مرحلہ وار 100 ماڈل پولیس سٹیشن بنانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ پہلے مرحلے کے 51 ماڈل پولیس سٹیشن مکمل ہو چکے ہیں اور دوسرے مرحلے کے 49 ماڈل پولیس سٹیشن پر کام جاری ہے۔ تمام 100 تھانوں کے نام اور وہ کہاں کہاں ہیں ان کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پنجاب کے تمام تھانوں میں یکسانیت کی بنیاد پر درج ذیل سہولتیں فراہم کی گئی ہیں:-

فرنیچر: ہر تھانے کے لئے 5 عدد میز اور 30 کرسیاں، 2 سٹیل الماریاں، 01 عدد استقبالیہ کاؤنٹر، 02 عدد ریوالونگ کرسیاں، 04 عدد صوفہ سیٹ۔

ٹرانسپورٹ: 01 عدد ٹیوٹا پک اپ، 10 عدد موٹر سائیکل۔

ٹیکنالوجی: 08 عدد سی سی ٹی وی کیمرہ، 01 عدد کمپیوٹر، 01 عدد پرنٹر، 01 عدد سکینر، 02 عدد پروسیس سٹسم، 01 جنریٹر۔

سول ورک

- استقبالیہ، انتظار گاہ
- حوالات کی Renovation
- 12 x 14 سائز کا ساؤنڈ پروف کمرہ
- مکمل ڈسٹیمپر بلڈنگ

(ج) پہلے مرحلے کے 51 ماڈل تھانوں میں جنریٹر کی سہولت موجود ہے۔

(د) حکومت تمام ماڈل تھانوں کو ایک جیسی سہولیات فراہم کر رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ 100 ماڈل پولیس سٹیشن بنائے جانے تھے جن میں سے 51 بنائے گئے ہیں باقی 49 پولیس سٹیشن پر کام جاری ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا حکومت ان پولیس سٹیشنوں کو اسی سال مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! جن تھانوں میں کام جاری ہے انشاء اللہ ہم اسی مالی سال میں ان کو مکمل کر لیں گے۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اسی سے related سوال ہے؟

جناب احمد خان بھچر: جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! انہوں نے جو اس میں لسٹ دی ہے اس میں میانوالی سٹی پولیس اسٹیشن کا بھی بتایا گیا ہے۔ میرے ذاتی علم میں ہے کہ نہ تو ادھر CCTV Camera ہے، جو انہوں نے ماڈل تھانہ کے بارے میں بتایا ہے کہ ٹیکنالوجی کے حساب سے ادھر جو انہوں نے facilitation دی ہوئی ہے اس میں کوئی سکینر ہے اور نہ ہی کوئی جنریٹر ہے، میرے اپنے حلقہ پی پی۔45 میں تھانہ سٹی آتا ہے تو میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ یہ چیزیں اس تھانہ میں نہیں ہیں اگر اسی طرح پارلیمانی سیکرٹری کی طرف سے جواب ملتے رہے پارلیمانی سیکرٹری صاحب ہمارے بھائی ہیں اور سادہ آدمی ہیں کیونکہ یہ محکمہ داخلہ کے متعلق سوال ہیں تو کم از کم ان کو کچھ ٹائم دے دیں اور آج تھوڑا سا وقفہ سوالات بھی بڑھا دیں۔ یہ جو سوال اور جواب کی raito ہے کافی سست جا رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جو ٹائم ہے اس کے مطابق مجھے چلانا پڑے گا۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں اپنے بھائی کی correction کر رہا ہوں اس میں جواب غلط ہے ہم اس سے مطمئن نہیں ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! ہمارا جواب صحیح ہے لیکن جس تھانے کی انہوں نے نشاندہی کی ہے اسے چیک کروا لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی آپ کب تک انہیں چیک کر کے بتائیں گے ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! next session تک بتادیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، next session تک آپ کو بتادیں گے جہاں اتنا صبر کیا ہے تھوڑا سا اور کر لیں اس کا جواب وہ دے دیں گے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں محمد رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہے ان ماڈل تھانوں میں کیا سہولیات ہیں یا نہیں اور جنریٹر ہے یا نہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا ان ماڈل تھانوں میں انصاف بھی دیا جاتا ہے یا نہیں، مجھے اس بارے میں ذرا بتادیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ کوئی specific case بتائیں کہ وہاں پر کوئی زیادتی ہوئی ہے ؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں in general پوچھ رہا ہوں کہ اگر تھانوں میں مظلوم آتے ہیں اور ایف آئی آر درج ہوتی ہے تو کیا وہاں اختیارات کا استعمال ہوتا ہے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بتائیں کہ کہیں پر کوئی زیادتی ہوئی ہے تو اس کا وہ جواب دیں گے یہ تو overall ہے اس پر کس کس کا وہ جواب دیں اگر آپ کے پاس کوئی شکایات ہیں تو بتائیں کہ کہاں پر کیا زیادتی ہوئی ہے تو اس کا وہ جواب دیں گے ۔ جی، جناب احسن ریاض فتیانہ صاحب! اگلا سوال آپ کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 389 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع فیصل آباد: تھانہ گڑھ میں قتل، ڈکیتی کے مقدمات کا اندراج و دیگر تفصیلات

*389: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) یکم مارچ 2013 سے 11-جون 2013 تک تھانہ گڑھ تحصیل تاندلیانوالہ ضلع فیصل آباد میں قتل، ڈکیتی، راہزنی اور چوری کی کتنی وارداتیں رجسٹرڈ ہوئی ہیں؟

(ب) ان میں ملوث کتنے ملزمان گرفتار ہوئے ہیں اور کتنے مفرور ہیں؟

(ج) مفرور ملزمان کو گرفتار کرنے کے لئے پولیس کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ)

(الف) یکم مارچ 2013 سے 11-جون 2013 تک تھانہ گڑھ تحصیل تاندلیانوالہ ضلع فیصل آباد میں قتل کے 2 مقدمات، راہزنی کے 6 مقدمات، چوری کے 14 مقدمات، جبکہ ڈکیتی کا کوئی مقدمہ درج نہ ہوا ہے۔

(ب) ان مقدمات میں کل 39 ملزمان ملوث ہیں ان میں 22 ملزمان گرفتار ہوئے ہیں جبکہ 17 ملزمان کی گرفتاری بقایا ہے۔

(ج) مفرور ملزمان کی گرفتاری کے لئے تھانہ کی سطح پر ایس ایچ او تھانہ اور انچارج انوسٹی گیشن کی سرپرستی میں سپیشل ٹیمیں تشکیل دی گئی ہیں تاکہ ملزمان کو جلد از جلد گرفتار کر کے مقدمات کو حقائق پر یکسو کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: میں پہلے تو یہ پوچھنا چاہوں گا---

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ سوال پر ہی آئیں اور ضمنی سوال کریں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں صرف ایک چیز ہی پوچھنا چاہوں گا کہ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے کون سا بندہ آیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں میرے خیال میں آپ بھی اسی ایوان میں موجود تھے تو آپ اگر direct ضمنی سوال پر آجائیں تو مہربانی ہو گی۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں یہی پوچھنا چاہوں گا اور میرا سوال یہ تھا کہ قتل، ڈکیتی، راہزنی اور چوری کی کتنی وارداتیں رجسٹرڈ ہوئی ہیں کیونکہ اس وقت ہمارے معاشرے کے یہ چار بڑے مسائل ہیں انہوں نے یہاں پر describe کیا We have registered 22 cases جن میں انہوں نے بتایا کہ اُنتیس criminals تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کون سے جز کی بات کر رہے ہیں؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں سوال نمبر389 کی بات کر رہا ہوں۔ آپ اس کا جز(الف) دیکھیں تو اس میں انہوں نے بتایا ہے کہ ٹوٹل بائیس مقدمے رجسٹرڈ کئے گئے ہیں آپ اس کا جز(ب) پڑھیں گے تو اس کے اندر انہوں نے بتایا ہے کہ یہ صرف تین ماہ کے مقدمے ہیں۔ ان تین ماہ کے اندر بائیس مقدمات میں انہوں نے بائیس لوگوں کو پکڑ لیا ہے اس میں ٹوٹل انتالیس لوگ تھے جن میں سے انہوں نے 17 کو چھوڑ دیا ہے اس میں آپ ان کی performance تو دیکھ ہی سکتے ہیں۔ انہوں نے بس خانہ پُری کی ہے کہ 22 مقدمات میں 22 ملزموں کو پکڑا ہے۔ secondly جو انہوں نے جز(ج) کے اندر کہا ہے کہ مفرور ملزموں کی گرفتاری کے لئے ایک special team create کی ہے

So what I would like to know what is the criteria of the team, what is the team and what is the procedure through which the team goes and what are the results got from it?

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ جب ٹیم بناتے ہیں تو گرفتاری کا کیا طریق کار ہوتا ہے، ان کا سوال یہ ہے کہ special team کیسے بناتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! جو مفرور ملزمان ہوتے ہیں ان کی گرفتاری کے لئے special teams بنائی جاتی ہیں جو ان کو گرفتار کرنے کے لئے کوشش کرتی ہیں تو یہ طریق کار ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں نے پوچھا ہے کہ special team کس طرح سے بناتے ہیں کوئی criteria ہوگا اور کوئی procedure ہوگا؟ یہ نہیں ہے کہ ہم ایک special team بنا دیتے ہیں یہ تو ہمیں بھی پتا ہے یہ تو لکھا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: احسن بھائی! کوئی اچھے officers لگاتے ہوں گے، میرے خیال میں آپ کو بھی اس کا اندازہ ہوگا۔ جی مہر صاحب! بتائیں special team کیا ہوتی ہے اور کیسے تشکیل دی جاتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! باقاعدہ جو مفرور ملزمان ہیں ان کی گرفتاری کے لئے ٹیمیں تشکیل دی جاتی ہیں، ان کی سی ڈی اے کی جاتی ہے اور مختلف جگہوں پر معلومات اکٹھی کر کے انہیں گرفتار کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر میں نے criteria پوچھا تھا یہ وہی ایک چیز repeat کئے جارہے ہیں اگر یہ تیاری کر کے نہیں آئے تو بے شک سارے سوالات pending کر دیں جب تیاری کر کے آئیں تو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کو بھی اندازہ ہے کہ special team میں کوئی اچھے officers اور ایماندار بندے لگا کر مختلف طریق کار سے وہ arrest کرتے ہوں گے۔آپ مجھے بتائیں کہ اس میں criteria کیا ہوتا ہے؟

جناب خرم شہزاد: جناب سپیکر! پھر سارے جواب آپ ہی دے دیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، میں جواب نہیں دے رہا میں صرف ان کو بتا رہا ہوں۔ میرے خیال میں یہ تو ایک general سی بات ہے جو فتیانہ صاحب کو بھی پتا ہے۔آپ ماشاء اللہ senior politician اور parliamentarian بھی ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! آپ اس پر ہمارا protest نوٹ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈھلوں صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! ڈی پی او صاحب special teams تشکیل دیتے ہیں جو گرفتاری کے لئے مختلف جگہوں پر raid کرتی ہیں، ان کے متعلق معلومات حاصل کرتی ہیں اور گرفتار کرتی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل ٹھیک۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! آپ اس کو unsatisfied تصور کریں کیونکہ یہ میرے سوال کا جواب نہیں دے سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔ اگلا سوال ڈاکٹر ملک مختار احمد بھرتھ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لیکن اس سوال کا جواب بھی موصول نہیں ہوا۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! یہ سوال ڈاکٹر ملک مختار احمد بھرتھ کا ہے اس کا جواب نہیں آیا آپ اس کا بھی ایکشن لیں۔ یہ سوال 13۔ جون 2013 کو بھیجا گیا تھا لیکن ابھی تک اس کا جواب نہیں آیا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! اس کا جواب اگلے سیشن تک آجائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال جناب فیضان خالد ورک کا ہے۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں لہذا اس کو سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی جناب فیضان خالد ورک کا ہے۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال سردار وقاص حسن موکل صاحب کا ہے۔ جی، سردار صاحب! سوال نمبر بولئے گا۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 564 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

جھنگ: غریب لوگوں کی جائیدادوں کو قبضہ گروپوں سے واگزار کروانے کی تفصیلات

*564: سردار وقاص حسن موکل: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) نگران دور حکومت میں 7۔مئی سے 15۔مئی 2013 تک کتنے ڈی او لیٹر وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ پنجاب سے ڈی پی او جھنگ کو غریب لوگوں کی جائیدادوں پر قبضہ گروپوں سے قبضہ واگزار کروانے کے سلسلہ میں موصول ہوئے؟

(ب) ان میں سے جن قبضہ گروپوں سے ڈی پی او جھنگ نے قبضہ واگزار کروایا، ان کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ پنجاب کی جانب سے No.DS(Monitoring) CMS/13/CT-47-B/0001043 مورخہ 13-05-05 کے تحت ڈی پی او جھنگ نے تا حال کوئی احکامات جاری نہیں کئے کیا ڈی پی او اس پر عملدرآمد کروانے کا ارادہ رکھتے ہیں اگر ہاں تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ):

(الف) دوران عرصہ متذکرہ ایک درخواست ازاں خرم شیراز ولد اشفاق احمد خان موصول ہوئی ہے جس کی انکوائری ڈی ایس پی صاحب سٹی سرکل سے کروائی گئی ہے جو دوران انکوائری درخواست جھوٹی اور بے بنیاد پائی گئی ہے۔

(ب) ضلع ہذا میں ایسا کوئی گروہ فعال نہ ہے۔

(ج) ضلع ہذا میں ایسا کوئی ڈائریکٹو جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے موصول نہ ہوا ہے۔ دفتر ہذا میں جب بھی جناب وزیر اعلیٰ یا کسی دیگر اتھارٹی کی طرف سے کوئی احکامات موصول ہوں تو ان کی تعمیل یقینی بنائی جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! اب ساری discussion تو ہو چکی ہے۔ میں سب سے پہلے تو یہی کہوں گا کہ یہ کتنا serious department ہے اور ان کی seriousness بھی ہمارے سامنے آ گئی ہے۔ جو سوال کا جواب دیا گیا ہے اس کے جز (ب) میں لکھا ہے کہ دوران عرصہ متذکرہ صرف ایک درخواست موصول ہوئی ہے جس میں شیراز ولد اشفاق احمد خان کا نام لکھا ہے۔ میرے سوال سے اگلا سوال نمبر 570 ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! آپ کون سے جُز کی بات کر رہے ہیں؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! Sorry یہ جز (الف) کا جواب ہے کہ دوران عرصہ ایک درخواست خرم شیراز ولد اشفاق احمد خان کی موصول ہوئی جس کی انکوائری ڈی ایس پی صاحب سے کروائی گئی جو دوران انکوائری جھوٹی اور بے بنیاد پائی گئی۔ اگلے سوال میں، میں وہ ساری باتیں نہیں کرنا چاہتا---

(اذان مغرب)

جناب ڈپٹی سپیکر: نماز کے لئے 20 منٹ کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے لئے
اجلاس کی کارروائی 20 منٹ کے لئے ملتوی کی گئی)

(نماز مغرب کے وقفہ کے بعد 6.43 پر جناب ڈپٹی سپیکر
کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار وقاص حسن موکل صاحب!

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! جز (ج) کے اندر یہ سوال کیا گیا تھا جس میں وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کی طرف سے خط کا نمبر لکھا گیا ہے کہ ڈی پی او جھنگ کو تا حال احکامات جاری نہیں کئے گئے۔ اس کے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ ضلع ہذا میں ایسا کوئی ڈائریکٹو جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے

موصول نہ ہوا ہے۔ میرے ہاتھ میں آفیشل رپورٹ ہے جو آپ کو دکھانا بھی چاہوں گا اس کے اندر ڈی پی او آفس کی طرف سے جواب with reference to exactly جو یہاں پر لکھا گیا ہے۔ چار سوال پہلے تھے اور پانچواں میرا ہے، میں اس میں آگے بھی بات کروں گا اس میں لکھا گیا ہے کہ ایک درخواست وصول کی گئی، جناب ظہیر الدین خان علیزئی کے سوال نمبر 570 کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ کوئی درخواست وصول نہیں کی گئی۔ محترمہ راشدہ یعقوب ایم پی اے صاحبہ جواب پارلیمانی سیکرٹری بن چکی ہیں ان کا بھی exactly اسی پر سوال تھا، تین سوال اور تین ہی جواب۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ چار لیٹر وصول کئے گئے، میرے والے سوال میں لکھا گیا ہے کہ ایک لیٹر وصول کیا گیا اور سوال نمبر 570 میں تحریر ہے کہ کوئی لیٹر وصول نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر! یہ 19۔ جون 2013 کا سوال ہے آخر کار خدا خدا کر کے ہوم ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جواب آئے ہیں تو وہ بھی تین ہیں۔ میرے پاس official documents ہیں جن کے مطابق تین غلط دیکھے گئے ہیں۔ میں اس پر کیا ضمنی جواب لوں، میں اس پر کیا clarification لوں، میں پہلے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ میں سوال کا کون سا جواب مانوں، راشدہ یعقوب صاحبہ والا، اپنے والا یا علیزئی صاحب والا؟ میں نے اس پر کوئی جواب نہیں لینا۔ میں on record یہ بات کر رہا ہوں کہ مجھے یہ جواب acceptable ہی نہیں ہے۔ اگر یہ attitude ہے اور میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ اس کے اندر پارلیمانی سیکرٹری صاحب کا کوئی قصور نہیں ہے بلکہ محکمے کا قصور ہے۔ آپ محکمے کا interest دیکھ لیں کہ اس وقت محکمے کی طرف سے یہاں کوئی بیٹھا ہوا بھی نہیں ہے کہ کوئی پرچی ہی بھجوا دیتا۔ میں اس کے علاوہ یہ کہنا چاہوں گا کہ آپ اس چیز کے اوپر رولنگ دیں کیونکہ آئندہ سیشن میں acceptable جواب نہیں آئیں گے۔ اس پر کارروائی کی جائے چونکہ یہ acceptable جواب نہیں ہیں۔ ہمیں اس پر آپ کی طرف سے رولنگ چاہئے کہ اگر کوئی جواب غلط آئے تو اس پر یہ اسمبلی، یہ معزز ایوان کیا کرنا چاہتا ہے۔ میرا صرف یہ سوال ہے اور یہ جواب ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! یہاں پر پارلیمانی سیکرٹری صاحب موجود ہیں، میں نے اس پر already بات کر لی ہے کہ جنہوں نے بھی اس اسمبلی میں یہ غلط جواب دیئے ہیں پارلیمانی سیکرٹری صاحب ان کے خلاف کارروائی کر کے next session میں اس ایوان کو بتائیں گے کہ انہوں نے کن کن لوگوں کے خلاف کیا کیا کارروائی کروائی ہے؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! پچھلے ایک گھنٹے سے proceeding چل رہی ہے اس میں چار سے زیادہ سوالوں کے غلط جواب دیئے گئے ہیں۔ آپ نے ان کو کہا اور انہوں نے بھی admit کر لیا، rule 61 کہتا ہے کہ جب اسمبلی کے floor پر غلط جواب دیئے جائیں گے تو اسے open discussion کے لئے رکھا جائے گا جس کے لئے دو دن کا notice دیا جائے گا۔ آپ اس پر غور کریں کہ اسے discussion کے لئے in the next two days کب رکھا جا سکتا ہے؟ اس پر کم از کم ایک سے دو گھنٹے discussion ہو کیونکہ محکمہ نے اتنے اہم مسائل پر غلط جواب دیئے ہیں۔ تمام ممبران چاہتے ہیں کہ ان کے حلقوں کے مسائل کو solve کیا جائے۔ مہینوں سے سوال گئے ہوئے ہیں لیکن ان کے غلط جواب آ رہے ہیں، یہ اگلے اجلاس میں آ کر کیا بتائیں گے؟ میں نے آج تک یہاں پر جو غلط جواب سنے ان کے متعلق میں نے کبھی نہیں سنا کہ محکمے نے، منسٹر صاحب یا پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے کبھی آ کر دوبارہ بتایا ہو کہ ہم نے محکمے کے ساتھ یہ کیا ہے؟ اگلے اجلاس تک تو سب بھول چکے ہوتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! بات یہ ہے کہ میں نے ان کو already کہہ دیا ہے کہ جن سوالوں کے جواب غلط تھے یا جن کے جواب موصول نہیں ہوئے میں نے انہیں dispose of نہیں کیا بلکہ انہیں اگلے اجلاس کے لئے pending کر دیا ہے۔ آپ یہ confirm کریں کہ جو متعلقہ لوگ ہیں ان کے خلاف کارروائی ہو گی اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس سلسلے میں next session میں اس ایوان کو جواب دیں گے۔ ہم آپ کو یہ confirm کریں گے کہ ہم پہلی بات ادھر سے start کریں گے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ اس ڈیپارٹمنٹ کو for the betterment of the people discussion کے لئے open کر دیں۔ میں یہ بات اپنے لئے، آپ کے لئے یا کسی اور کے لئے نہیں کر رہا بلکہ لوگوں کی بہتری کے لئے کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس دن محکمے کے متعلقہ لوگ بھی یہاں پر موجود ہوں گے۔ جن سوالوں کے جوابات نہیں آئے یا جن کے غلط جوابات دیئے گئے ہیں میں نے انہیں dispose of نہیں کیا بلکہ انہیں pending کر دیا ہے، ذمہ دار لوگوں کے خلاف کارروائی بھی ہو گی، وہ ادھر موجود بھی ہوں گے اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب آ کر ایوان کو بتائیں گے کہ کن کن کے خلاف کارروائی کی ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اسی اجلاس میں کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے اگلے اجلاس کے لئے pending کر دیا ہے لہذا آپ ذرا next session تک wait کر لیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحب نے rule 61 کا حوالہ دیا ہے لہذا میری استدعا ہے کہ rule 61 کے مطابق رولنگ دی جائے اور محکمہ داخلہ پر discussion کے لئے time fix کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمہ صاحب! آپ rule 61(3) بھی دیکھ لیں، یہ میرا decision ہے کہ میں نے کیا کرنا ہے۔ میں نے یہ اختیار استعمال کرتے ہوئے اسے next session کے لئے pending کر دیا ہے۔ آپ next session تک wait کر لیں اور اگر آپ کسی سوال کے جواب سے satisfied نہیں ہیں تو وہ بھی بتا دیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ اس کا فیصلہ آپ نے کرنا ہے مگر اس ایوان کے تقدس کا خیال بھی آپ ہی کو رکھنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے اس ایوان کے تقدس کا بالکل خیال ہے۔ آج میں نے یہاں پر جو کچھ دیکھا اس پر directions جاری کر دیں اور محکمہ تک یہ بات چلی گئی ہے۔ جن سوالوں کو pending کیا گیا ہے اگلے اجلاس میں ان کے ٹھیک جوابات دیئے جائیں گے اور انشاء اللہ محکمہ بھی یہاں پر موجود ہو گا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! ہماری عزت بھی آپ نے کروانی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے آپ کی عزت بالکل عزیز ہے۔ یہ مقدس ایوان ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! آج محکمہ داخلہ کے سوالات take up ہو رہے ہیں لیکن اس وقت آفیسرز گیلری میں ہوم سیکرٹری اور نہ ہی آئی جی پولیس موجود ہیں۔ کوئی seriousness نہیں، اس ایوان اور معزز ممبران کو کوئی اہمیت نہیں دے رہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمہ صاحب! ہمیں آپ کی عزت سب سے زیادہ عزیز ہے۔ آپ ذرا next session تک انتظار فرما لیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! next session تک تو یہ مسئلہ cool down ہو جائے گا۔ آج جو گرما گرمی ہے وہ cool down ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ گرما گرمی کو اسی طرح بحال رکھیں اور next session تک انتظار کر لیں۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! جب تک آپ ان کو کیفر کردار تک نہیں پہنچائیں گے اور کسی ایک محکمہ کے ذمہ دار کو سزا نہیں دیں گے تو اُس وقت تک یہ روش تبدیل نہیں ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس بارے میں بالکل فکر نہ کریں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! محکمہ داخلہ سے متعلق بحث کے لئے ایک دن fix کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! میں پہلے ہی اس پر decision دے چکا ہوں، اس پر بات کر چکا ہوں اور محکمہ کو warn کر چکا ہوں۔ میں نے ان سوالوں کو next session تک کے لئے pending کر دیا ہے لہذا اب آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ اگلا سوال جناب ظہیر الدین خان علیزئی صاحب کا ہے۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! آپ محکمہ داخلہ کے معاملات پر بحث کے لئے ایک دن fix کر دیں۔ آپ اس حوالے سے بے شک وزیر قانون کی رائے لے لیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ اگر معاملات کو اسی طرح سے چلانا مقصود ہے کہ کسی بھی نئے معزز ممبر جسے بطور پارلیمانی سیکرٹری آفس ملا ہے ان کو ہم کام کرنے کا موقع نہ دیں یا اگر موقع ملا تو انہیں اس انداز سے لیا جائے اور ثابت کیا جائے کہ وہ اپنے آفس یا معاملات کو بہتر انداز سے نہیں چلا سکتے تو یہ مناسب بات نہیں ہو گی۔ اس طرح پھر چند معزز ممبران یا وزراء کے علاوہ کسی کو یہاں پر کوئی چیز سیکھنے یا اپنی ذمہ داری کو نبھانے کا موقع نہیں ملے گا۔ میں نے ذاتی طور پر تمام پارلیمانی سیکرٹری صاحبان اور چیئرمین مجالس قائمہ کا اجلاس بلایا اور ان سے درخواست کی کہ آپ اپنی ذمہ داری کو نبھائیں۔ جب آپ ایک دو مرتبہ اپنی ذمہ داری کو نبھائیں گے تو پھر آہستہ آہستہ بہتری آتی جائے گی۔ یہ کوئی ایسی مشکل چیز یں نہیں کہ جو آدمی اس معزز ایوان میں پہنچا ہے وہ انہیں کر نہیں سکتا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے حزب اختلاف کے معزز ممبران اس معاملے میں تضحیک کا پہلو نہ نکالیں۔ میں نے آج کے دو تین سوالات دیکھے ہیں جن میں پوچھا گیا ہے کہ شہر میں تھانوں کی تعداد کتنی ہے، اتنے عرصے میں کتنی ڈکیتیاں ہوئی ہیں، ملزم کتنے گرفتار ہوئے اور ان سے جامہ تلاشی میں کیا کیا چیزیں برآمد ہوئی تھیں؟ اب اگر اس information میں کوئی کمی کوتاہی رہ جاتی ہے تو آپ اسے ضمنی سوال کے ذریعے یا دوبارہ سوال کر کے حاصل کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! اس مرتبہ rules amend کرنے کے لئے جو کمیٹی تشکیل دی گئی ہے ہم نے اس میں ایک دو تجاویز discuss کی ہیں۔ میں اس بارے میں قائد حزب اختلاف سے بھی بات کروں گا۔ ایسے سوالات جو کہ صرف حلقہ، شہر یا ضلع کی حد تک focus ہوں انہیں unstarred considered کیا جائے۔ مثال کے طور پر اگر میں نے یہ سوال دیا ہے کہ میرے حلقے میں کتنی سڑکیں ہیں، ان سڑکوں کے اُوپر کتنی پُلیاں ہیں اور ان پُلیوں کو بنے ہوئے کتنا کتنا عرصہ ہو گیا ہے؟ یہ سوال صرف میرے حلقہ سے متعلق ہے۔ اگر میں نے یہ پوچھا ہے کہ میرے حلقے میں کتنے تھانے ہیں اور ان تھانوں میں کس کس جُرم میں کون کون سا مقدمہ درج ہوا ہے؟ ایسے تمام سوالات کہ جن کا تعلق صرف اور صرف ایک مخصوص علاقے یا حلقے سے ہو تو انہیں جناب سپیکر یا ڈپٹی سپیکر کے ماتحت ایک کمیٹی کو بھجوایا جائے اور وہ فیصلہ کرے کہ کون سے سوالات starred and unstarred ہیں۔ وہ سوالات جو کہ صرف اور صرف ممبر کی information سے متعلق ہوں ان کا جواب حاصل کیا جائے اور ممبر کو unstarred question کے طور پر دے دیا جائے۔ یہاں ایوان میں صرف وہ سوالات آئیں جن میں واقعی ایسی information مانگی گئی ہو یا ایسی policy discuss ہو رہی ہو کہ جس کا پورے صوبے، اس پورے محکمے یا اس کی performance سے تعلق ہو۔ اگر قائد حزب اختلاف اور معزز ممبران حزب اختلاف بھی اس تجویز پر اپنی رضامندی ظاہر کر دیں تو پھر سوالات کے جوابات دو دو سال بعد نہیں آئیں گے۔ اس سے ایک اجلاس میں دیئے گئے سوالات کے جوابات اگلے اجلاس میں آ جایا کریں گے، سوالات میں پوچھی گئی information کا معیار بہتر ہو گا اور اس محکمہ کی performance discuss ہو سکے گی۔ ہمارے rules میں کچھ چیزیں ایسی ہیں کہ جنہیں ہمیں عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق amend کرنا پڑے گا۔

جناب سپیکر! دوسرا معزز ممبران حزب اختلاف نے امن وامان سے متعلق بحث کے لئے دن مقرر کرنے کی بات کی ہے۔ پچھلے اجلاسوں میں امن وامان سے متعلق بحث کے لئے time fix کیا جاتا رہا ہے لیکن بحث ہو نہیں سکی۔ اب میں اس کی وجوہات میں نہیں جاؤں گا کیونکہ اس پر پھر اعتراض آئے گا۔ اس اجلاس میں ہم 17-مارچ سے پہلے pre-budget discussion کروانا چاہتے ہیں۔ اس کے فوراً بعد جس دن قائد حزب اختلاف حکم کریں گے تو امن وامان پر بحث کے لئے ایک یا دو دن fix کر دیئے جائیں گے۔ جس دن بحث ہو گی اُس دن ہوم سیکرٹری، آئی جی پولیس اور باقی متعلقہ لوگ بھی موجود ہوں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! انہوں نے پارلیمانی سیکرٹری کے بارے میں کوئی بات نہیں کی البتہ محکمہ نے جو غلط جوابات دیئے ہیں ان سے متعلق اعتراضات اُٹھائے ہیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ جب ہمیں ایک چیز مل ہی غلط رہی ہے تو پھر ہم کیا کریں؟ یہ جواب ہمیں acceptable نہیں ہے۔ معزز وزیر قانون نے یہ کہا ہے کہ اگر کوئی کمی بیشی ہو تو ضمنی سوال کر کے معلوم کیا جا سکتا ہے۔ اگر مجھے اعتماد ہی نہیں کہ سوال کا جواب ٹھیک ہے تو پھر میں اس پر ضمنی سوال کیا کروں گا؟ میں اپنے سوال کی حد تک کہوں گا کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب on the floor of the House اس چیز کو admit کریں کہ یہ جواب غلط ہے اور آپ اس سوال کو pending کر دیں۔ میں نے آپ سے جو رولنگ مانگی ہے اس کے لئے میں آپ کا انتظار کروں گا اور امید رکھتا ہوں کہ آپ اسی اجلاس میں یہ رولنگ دے دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! میں نے پہلے ہی آپ کے سوال کو pending کر دیا ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سردار وقاص حسن موکل صاحب نے کہا ہے کہ یہ جواب ہمیں acceptable نہیں ہے۔ ایسا کہنا مناسب نہیں اور اس طرح سے تو پھر کوئی بات بھی سرے نہیں چڑھے گی۔ باقاعدہ rules میں یہ چیز موجود ہے کہ اس ایوان یا جس معزز ممبر نے سوال کیا ہے اسے صحیح جواب دیا جائے اور یہ اس کا استحقاق ہے۔ اگر محکمہ نے غلط جواب دیا ہے تو اس کے اُوپر باقاعدہ تحریک استحقاق آ سکتی ہے۔ محکمہ کے خلاف استحقاق کمیٹی جو فیصلہ کرے گی اس پر عملدرآمد کیا جائے گا۔ اس میں متعلقہ سیکرٹری کو سزا ہو سکتی ہے اور اس کی سروس سے متعلق remarks بھی پاس ہو سکتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ اگر جواب غلط ہے اور یہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ محکمہ نے غلط جواب دیا ہے تو اس پر action لینے کا باقاعدہ ایک طریق کار ہے۔ یہ کہنا کہ آج یا کل کے جواب acceptable نہیں، تو پھر اس طرح سے کام آگے نہیں چلے گا۔ (قطع کلامیاں)

MR DEPUTY SPEAKER: Order please. Order in the House.

آپ سب حضرات تشریف رکھیں اور مجھے آگے چلنے دیں۔ مہربانی کریں اور مجھے آگے چلنے دیں۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! ہماری بات کا جواب تو دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اس کا جواب already دے چکا ہوں اور اس سوال کو بھی pending کر دیا گیا ہے۔اب سردار وقاص حسن موکل صاحب بیٹھ گئے ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے خود admit کیا ہے کہ چار سوالات کے جوابات غلط آئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمہ صاحب! میں اس پر بات کر چکا ہوں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! جب پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے خود admit کیا ہے کہ چار سوالات کے جوابات غلط ہیں تو پھر آپ اس چیز کا notice لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے اس پر already بات کر لی ہے۔ میرے خیال میں اب اس کو اگر آگے چلا لیں تو زیادہ بہتر ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! یہ بڑا serious matter ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس پر resolution لے آئیں گے تو اس پر بات ہو جائے گی اور میں تو اس پر already کہہ چکا ہوں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس پر ہماری تحریک استحقاق بنتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمہ صاحب! بے شک وہ آپ کا right بنتا ہے آپ تحریک استحقاق لے آئیں تو ہم اُس کو rules کے مطابق دیکھ لیں گے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں یہاں پر آپ سے ایک اور بات کرنا چاہ رہا ہوں۔ ہمارے سیکرٹری اسمبلی کا کوئی حق نہیں بنتا کہ یہ اُٹھیں اور اس طرح اشارے کریں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ اس طرح کی بات نہ کریں۔ اگلا سوال جناب ظہیر الدین خان علیزئی صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب احمد خان بھچر صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! سیکرٹری اسمبلی کا کوئی حق نہیں بنتا کہ وہ ہمیں dictate کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انہوں نے آپ کو تو کچھ نہیں کہا۔ انہوں نے آپ سے کوئی بات کی ہے؟۔۔۔ نہیں نہیں، انہوں نے کوئی بات نہیں کی۔ (قطع کلامیاں)

چیمہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ آپ senior parliamentarian ہیں آپ کو یہ بات زیب نہیں دیتی۔ جی، جناب احمد خان بھچر صاحب!

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 594 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

میانوالی: سال 2011 میں لوڈ شیڈنگ کے دوران احتجاج کرنے والے لوگوں کے خلاف ایف آئی آر کا اندراج اور وزیر اعلیٰ کے حکم کے باوجود خارج نہ کرنے کا معاملہ

*594: جناب احمد خان بھچر: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 11-07-04 لوڈ شیڈنگ کے احتجاج پر تھانہ صدر میانوالی میں پولیس کی طرف سے ایف آئی آر نمبر 11/437 کے نتیجے میں 50 سے 60 افراد کو نامزد کیا گیا اور تقریباً 6000 افراد کو ملوث کیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سابقہ وزیر اعلیٰ نے خود میانوالی کا دورہ کیا اور حکم دیا کہ مقدمہ خارج کر دیا جائے جس پر کمشنر سرگودھا ڈویژن نے ریجنل پولیس آفیسر سرگودھا کو مراسلہ مورخہ 11-12-31 بھیجا کہ مذکورہ ایف آئی آر کو واپس لیا جائے جس پر آئی جی پنجاب نے ہوم سیکرٹری پنجاب کو بذریعہ چٹھی نمبر legal-780-A/2009 لکھا کہ آپ کو پراسیکیوٹر جنرل پنجاب کے ذریعے مقدمہ مذکورہ ختم کرنے کی (Discretion) صوابدید ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ وزیر اعلیٰ کے حکم کے باوجود متعلقہ پولیس نے معززین شہر کی پکڑ دھکڑ شروع کر رکھی ہے اور ان کو ہراساں کیا جا رہا ہے؟

(د) کیا مذکورہ بالا حقائق کی روشنی میں حکومت پنجاب مقدمہ مذکورہ کو فوری ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ):

(الف) 1½ ماہ قبل کچھ عناصر نے میانوالی میں ایک تنظیم تحریک حقوق میانوالی بنائی اور اس سلسلہ میں شر انگیز مہم بر خلاف چشمہ نیوکلیئر پاور پلانٹ شروع کر دی۔ اخباروں میں روزانہ

اشتہارات دینے شروع کر دیئے کہ اگر میانوالی کو لوڈشیڈنگ فری ضلع قرار نہ دیا گیا تو وہ چشمہ نیوکلیئر پاور پلانٹ کی طرف لوگوں کو اکٹھا کر کے مارچ کریں گے اور پلانٹ کا کنٹرول حاصل کر کے اس کی سپلائی اسلام آباد سے منقطع کر دیں گے۔ یہ مسئلہ تمام افسران اور ضلع کے پولیٹیکل قائدین کے نوٹس میں لایا گیا اس تحریک کے قائدین سے بھی رابطہ کیا گیا ان کی میٹنگ RPO, Commissioner اور DCO سے کرائی گئی جس میں تمام قائدین کو معاملہ کی اہمیت اور احساسیت بتلائی گئی جس پر قائدین تحریک حاجی خورشید انور، فلک شیر عوامی، جناب احمد خان بھچر موجودہ ایم پی اے وغیرہ نے یقین دلایا کہ وہ پر امن احتجاج مورخہ 04-07-11 کو جہاز چوک پر کریں گے۔ مورخہ 11-07-04 کو 08:00 بجے صبح جہاز چوک پر دھرنا شروع ہوا اور 10:45 بجے تک پر امن رہا قائدین لاؤڈ سپیکر پر تقاریر کرتے رہے۔ اس کے بعد وہ چشمہ کی جانب مارچ کرنے لگے تو ان کو DCO/DPO آفس کے قریب روکا گیا اور یاد دلایا گیا کہ انہوں نے چشمہ کی جانب نہ جانے کا وعدہ کیا تھا لیکن وہ پولیس کو روندتے ہوئے اور ہر ممکن طاقت استعمال کرتے ہوئے چل پڑے ان کو دوبارہ دتہ خیل چوک پر روکا گیا جہاں پر انہوں نے پولیس پر طاقت کا ستعمال کیا اور انسپکٹر محمد امیر اور دیگر پولیس افسران کو زخمی کیا تو ٹیئر گیس کے ذریعے شیلنگ کر کے انہیں منتشر کیا گیا۔ کچھ دیر بعد اطلاع ملی کہ شرکاء حسن چوک جو کہ چشمہ سے آدھے گھنٹے کے فاصلہ پر ہے پر اکٹھے ہو گئے ہیں اور چشمہ کی طرف جا رہے ہیں اس جگہ پر ڈی سی او اور ڈی پی او میانوالی مع ملازمین پہنچ گئے اور ان کے قائدین سے بات چیت شروع کر دی شرکاء جلوس کو ان کے لیڈروں نے بھی آمادہ کرنے کی کوشش کی۔ مگر ان کی بھی کوئی بات نہ مانی اور چشمہ پاور پلانٹ کی جانب جانے پر بضد ہوئے تو ان کی قیادت غائب ہو گئی اور 5000/6000 شر پسندوں نے پولیس پر شدید پتھراؤ کر دیا۔ تو پولیس نے ٹیئر گیس کی شیلنگ شروع کر دی لیکن ان کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے بے قابو ہو گئے۔ انہوں نے پولیس کے مختلف گروپوں کو ٹارچر کرنا شروع کر دیا اور انہیں قتل کرنے کی کوشش کی۔ ڈی سی او کو ڈنڈوں اور پتھروں سے شدید زخمی کیا اور انہیں زندہ جلانے کی کوشش کی۔ ڈی پی او میانوانی سے بھی دوسرے مقام پر یہی سلوک کیا گیا۔ ان دو افسران کے علاوہ دیگر 29 پولیس ملازمین شدید مضروب ہوئے۔ پولیس سے سرکاری پسٹل، تین کلاشنکوف، وائرلیس سیٹ، ٹیئر گیس گن اور انٹی رائٹ سامان چھین لیا گیا۔ ملزمان

نے چھینے ہوئے اسلحہ سے سیدھی فائرنگ کی جس کی وجہ سے آٹھ افراد زخمی ہوئے جن میں ایک فائر لگنے سے اور دوسرے کی حبس ہونے کی وجہ سے موت ہوئی۔ شرکاء جلوس نے پولیس کی گاڑی نمبر MIB/5455 مکمل جلا دی جبکہ مزید 4 گاڑیوں کو شدید نقصان پہنچایا۔ جلوس کی قیادت 25 لیڈروں نے کی جن کے ہمراہ 42 شریک جرم تھے جن کے پاس اسلحہ بھی تھا اور پولیس پر فائرنگ بھی کی اور پولیس نے جان بچانے کے لئے واپسی ہوائی فائرنگ کی اور اس کے علاوہ 5000/6000 شرکاء جلوس نے قانون کی خلاف ورزی کی اور پولیس افسران کو مضروب کیا اور سرکاری اسلحہ اور دیگر سامان اس کی تفصیل اوپر آ چکی ہے چھین لیا چنانچہ مقدمہ نمبر 39/2011 بجرم/149/342/148/353/186/324 395/436/440/ ت پ 16 MPO اور ATA 7 تھانہ صدر میانوالی درج کیا گیا۔ سات ملزمان گرفتار ہو کر حوالات جوڈیشل ہوئے۔ دوران تفتیش یہ بات ثابت ہوئی کہ سرکاری اسلحہ چھین کر سیدھی فائرنگ کی گئی جس سے ایک شرکاء جلوس مہر خان فوت ہو گیا۔ دوران تفتیش گرفتار شدہ ملزمان سے دو عدد کلاشنکوف مع میگزین، پمفلٹ اور موبائل فون وغیرہ برآمد ہوئے جس پر دفعہ 412 ت پ ایزاد کیا گیا۔ مقدمہ کی تفتیش میرٹ پر کی جا رہی ہے اور جرم 302 ت پ کا اطلاق بھی کیا گیا ہے۔ وقوعہ ہذا کی جوڈیشل انکوائری سیشن جج صاحب بھکر نے کی جنھوں نے بھی پولیس ایکشن کو درست قرار دیا۔ دوران تفتیش مقامی پولیس کل 88 ملزمان میں سے سات کس رانا ادریس، فلک شیر، سردار بہادر عرف بابر خان ، علی شاہ ،زین اللہ، اقبال اور ہارون ناصر گرفتار ہوئے جبکہ تین کس فوت ہو گئے اور 69PO ہوئے۔ خورشید انور اور محمد افضل قائدین تحریک مفرور ہوئے جو بعد میں گنہگار ہو کر اشتہاری ہو گئے۔ نامکمل چالان داخل عدالت ATA کورٹ سرگودھا ہوا۔ بعد ازاں محمد افضل ملزم کی درخواست پر مقدمہ کی تفتیش SSP،RIB گوجرانوالہ کے سپرد ہوئی۔ اس ٹیم میں مسٹر ادریس SSP,CTD، مسٹر ہمایوں مسعود SSP سپیشل برانچ اور مسٹر رانا جاوید اقبال ایس پی انوسٹی گیشن گجرات تھے۔ جس کے بعد مقدمہ کی دوسری تفتیش آئی جی پنجاب صاحب کے حکم سے بخت بابر ایس پی انوسٹی گیشن لاہور، مسٹر سہیل سکھیرا ایس ایس پی آپریشنز، جماعت علی SP,CRO نے کی جنھوں نے 33 کس ملزمان بشمول خورشید انور، محمد افضل اور جناب احمد خان بھچر موجودہ ایم پی اے کو بے گناہ کر دیا۔ کچھ ملزمان نے عدالت

سے ضمانتیں کرالیں اور شامل تفتیش ہوئے اس طرح کل 28 ملزمان گرفتار ہو کر چالان ہیں۔ 55 اشتہاری ہیں جبکہ تین ملزمان فوت ہو گئے ہیں اور مقدمہ زیر سماعت ATA کورٹ سرگودھا ہے تاہم ان اشتہاری ملزمان کی گرفتاری کے لئے سر دست کوئی ریڈ نہ کیا جارہا ہے۔

(ب) اس حد تک درست ہے کہ سابقہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے میانوالی کے دورہ کے دوران مقدمہ واپسی کا کمشنر سرگودھا ڈویژن کو زبانی حکم دیا تھا جنہوں نے چٹھی نمبر 5666/GB مورخہ 11-12-31 جناب آر پی او سرگودھا کو جاری کی جنہوں نے جناب آئی جی پنجاب صاحب کے ساتھ معاملہ اٹھایا اور پھر دوبارہ لیٹر نمبر 69/C مورخہ 02-01-12 کمشنر صاحب کو لکھا جنہوں نے ہوم ڈیپارٹمنٹ کو لیٹر نمبر S-642-63(2009)/401/GB مورخہ 11-02-02 مقدمہ کی واپسی کے لئے لکھا مگر ہوم ڈیپارٹمنٹ نے کوئی عمل نہ کیا اور نہ ہی پراسیکیوٹر جنرل پنجاب نے کوئی ہدایت مقدمہ واپس لینے کے متعلق کی ملزم فلک شیر وغیرہ نے رٹ پٹیشن نمبر 2078/2013 سیکرٹری ہوم ڈیپارٹمنٹ کے خلاف لاہور ہائی کورٹ میں دائر کی۔ جس میں ہوم ڈیپارٹمنٹ نے کومینٹس جمع کرائے ہیں۔ پولیس کو مقدمہ واپس لینے کا کوئی اختیار نہ ہے یہ کام پراسیکیوشن برانچ اور ہوم ڈیپارٹمنٹ کر سکتے ہیں اور ابھی تک اس بارے میں کوئی حکم برائے واپسی مقدمہ موصول نہ ہوا ہے اور نہ ہی پراسیکیوٹر جنرل پنجاب نے اپنے متعلقہ پراسیکیوٹر کو مقدمہ واپس لینے کی کوئی ہدایات جاری کی ہیں۔

(ج) پولیس نہ تو کسی شخص کو ہراساں کر رہی ہے اور نہ ہی کوئی گرفتاری عمل میں لائی ہے۔ مقامی پولیس نے صرف 7 کس ملزمان کو گرفتار کیا تھا اور اس کے بعد کسی کو ہراساں نہ کیا ہے۔ 21 کس ملزمان نے خود ضمانتیں ATA کورٹ سے کرالی تھیں جن کو رسمی طور پر گرفتار کیا گیا۔

(د) ہاں! مذکورہ بالا حقائق کی روشنی میں حکومت پنجاب مقدمہ مذکورہ کو فوری ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! یہ بڑا حساس سا معاملہ ہے اگر آپ اس سوال کے جواب کے جز (الف) میں جائیں تو انہوں نے اس میں ایک تو مجھے اُدھر موقع پر موجود کر دیا ہے جبکہ میں تو موقع پر موجود ہی نہیں تھا میں اُس دن لاہور میں تھا۔ پولیس نے اپنی تفتیش میں بھی یہی لکھا ہے کہ احمد خان بھچر اُس دن میانوالی میں موجود نہیں تھے یہ لاہور میں موجود تھے۔ انہوں نے میرے اوپر

ایف آئی آر تو درج کرائی تھی لیکن وہ ایف آئی آر جس وجہ سے بھی درج ہوئی اور یہ آپ کو جو جواب دے رہے ہیں اُس میں انہوں نے یہ لکھا ہے کہ احمد خان بھچر اُدھر موجود تھا۔ چلیں، یہاں پر وزیر قانون صاحب بھی بیٹھے ہیں اور آپ خود بھی اس معاملہ کو دیکھ لیں۔

جناب سپیکر! انہوں نے جز(ب) میں خود admit کیا ہے کہ یہ درست ہے کہ سابقہ وزیراعلیٰ پنجاب نے میانوالی کے دورہ کے دوران مقدمہ واپسی کی بابت کمشنر سرگودھا ڈویژن کو زبانی حکم دیا تھا۔ جواب میں یہ admit کیا گیا ہے کہ سابقہ وزیراعلیٰ جو اس وقت موجودہ وزیراعلیٰ بھی ہیں انہوں نے زبانی حکم دیا تھا کہ اس ایف آئی آر کو within public interest واپس لیا جائے۔

جناب سپیکر! جس دن یہ واقعہ ہوا تھا تو ملک ندیم کامران صاحب اُس وقت بھی منسٹر تھے اور وہ اس وقت ایوان میں موجود نہیں ہیں یہ خود واقعہ کے دوسرے دن تشریف لے گئے تھے اور انہوں نے وزیراعلیٰ صاحب کی طرف سے یہی بات اُدھر کہی تھی کہ وزیراعلیٰ صاحب کا حکم ہے تو ہم اس ایف آئی آر کو واپس کریں گے۔ پھر وزیراعلیٰ صاحب وہاں پر خود تشریف لے گئے تو انہوں نے خود حکم دیا۔ آج کے دن تک وہاں پر چھ ہزار آدمی anti-terrorist court میں دھکے کھا رہے ہیں۔ میں اس معزز ایوان کے سامنے یہ حلفاً بیان کر رہا ہوں کہ اس رپورٹ میں کوئی صداقت نہیں ہے۔ وہاں پر مسلم لیگ (ن) کے اس وقت کے صدر بھی اس ایف آئی آر میں نامزد کئے گئے ہیں، وہاں کے سابقہ تحصیل ناظمین، مسلم لیگ (ن)، پی ٹی آئی اور پاکستان پیپلز پارٹی کے تمام عہدیداران، senior citizens اور آپ کی امن کمیٹیوں کے ممبران کو بھی اس ایف آئی آر میں نامزد کیا گیا ہے۔ وہ لوگ آج بھی anti-terrorist court میں تاریخیں بھگت رہے ہیں اور جب وہ لوگ میانوالی سے آتے ہیں تو تین چار گاڑیاں بھر کر لے آتے ہیں۔ اگر آپ میانوالی جائیں تو اُدھر صرف دو ایم این ایز کی سیٹیں ہیں اُدھر تو چھ ہزار گھر نہیں بنتا تو اُدھر چھ ہزار بندہ کہاں سے آ گیا؟ اُدھر تمام میڈیا بھی موجود تھا۔

جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ وزیراعلیٰ صاحب نے جو زبانی حکم دیا تھا کہ اس ایف آئی آر کو واپس کیا جائے تو مجھے اُس حکم کا status بتا دیا جائے کہ اگر صوبے کے وزیراعلیٰ زبانی طور پر publicly ایک حکم دے کر آتے ہیں تو اُس کو follow کیا جا سکتا ہے یا نہیں کیا جا سکتا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! اگر معزز ممبر جز(د) پڑھیں تو اُس میں لکھا ہوا ہے کہ "ہاں مذکورہ بالا حقائق کی روشنی میں حکومت پنجاب مقدمہ مذکورہ کو فوری ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔" اس سے یہی مراد ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب کی جو ہدایات تھیں اُن کے مطابق عملدرآمد کیا جائے گا۔ سیشن جج بھی اس مقدمہ کی انکوائری کر چکے ہیں اور یہ مقدمہ عدالت میں undertrial ہے۔ اس مقدمہ میں کچھ ملزمان گنہگار پائے گئے ہیں اور کچھ بے گناہ ہیں تو وزیر اعلیٰ صاحب کی ہدایات کی روشنی میں ایک ماہ کے اندر اندر اس پر عملدرآمد کر دیا جائے گا۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! یہ بڑا حساس معاملہ ہے۔ 5/6 ہزار بندوں پر اُدھر Anti-Terrorist Court میں کیس چل رہا ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے اُس دن within public interest اس ایف آئی آر کو واپس کرنے کا حکم دیا تھا اور یہ اُس بات کو مان بھی چکے ہیں۔ اس وقت بھی عدالت میں وہ مقدمہ چل رہا ہے اور اس مقدمہ کی فریق حکومت پنجاب ہے۔ میں اُس مقدمہ کا status پوچھنا چاہتا ہوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: خان صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے اس سوال کے جواب کے جز ہائے (ب، ج اور د) کو پڑھا ہے تو جناب احمد خان بھچر صاحب میرے پاس چیمبر میں آ جائیں۔ کل تو سپیشل اجلاس ہے تو میں next week میں اس معاملہ کو دیکھ لیتا ہوں جس آپ کو بھی، آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کو اور جناب احمد خان بھچر صاحب کو بھی یقین دلاتا ہوں کہ یہ مقدمہ واقعی واپس ہونا چاہئے۔ میں Secretary Prosecution کو بلا کر اُن کے ساتھ میٹنگ کر کے اس مقدمہ کو انشاء اللہ ختم کرا دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع فیصل آباد: تھانہ بلوچنی میں ڈکیتی کے مقدمات کی تفصیلات

*57: جناب اعجاز خان: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تھانہ بلوچنی ضلع فیصل آباد میں یکم جنوری 2009 سے یکم جنوری 2013 تک ڈکیتی کے کتنے پرچے درج ہوئے؟

(ب) مذکورہ کتنے پرچہ جات میں ڈکیتی کا سامان برآمد ہوا ہے، کتنے ملزمان گرفتار ہوئے اور کتنے مفرور ہیں ان ملزمان کو کب تک گرفتار کیا جائے گا؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یکم جنوری 2009 سے یکم جنوری 2013 کے عرصہ میں کل 37 مقدمات درج رجسٹر ہوئے جن میں سے 25 مقدمات چالان، 2 مقدمات خارج جبکہ 10 مقدمات عدم پتا ہوئے۔

(ب) 25 چالان شدہ مقدمات میں 6028400 روپے کا مال برآمد ہوا۔ 151 ملزمان گرفتار ہوئے، 77 نامعلوم ملزمان کی گرفتاری بقایا ہے ان ملزمان کو جلد ٹریس کر کے گرفتار کیا جائے گا۔

راولپنڈی: تھانہ صدر میں ڈکیتی کے مقدمات کا اندراج و دیگر تفصیلات

*265: جناب اعجاز خان: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی-12 تھانہ صدر راولپنڈی میں 2008 سے 2013 تک ڈکیتی کے کتنے مقدمات درج ہوئے؟

(ب) ان مقدمات میں کتنے ملزمان کو گرفتار کیا گیا، کتنے ملزمان مفرور ہیں اور حکومت ان مفرور ملزمان کو پکڑنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

(ج) گرفتار ملزمان سے کتنا سامان یا نقدی درآمد کی گئی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پی پی-12 تھانہ صدر بیرونی راولپنڈی میں 2008 سے 13-07-15 تک ڈکیتی کے کل 20 مقدمات درج ہوئے۔

(ب) ان مقدمات میں54 ملزمان کو گرفتار کیا گیا جبکہ 37 ملزمان مفرور/عدم گرفتار ہیں۔ مفرور/عدم گرفتار ملزمان کی گرفتاری کے لئے ایس ایچ او تھانہ صدر بیرونی کی نگرانی میں خصوصی ٹیم تشکیل دی گئی ہے جسے ہدایت ہوئی ہے کہ مفرور/عدم گرفتار ملزمان کو جلد از جلد گرفتار کیا جائے۔

(ج) گرفتار ملزمان سے کل-/12528600روپے مالیت کا سامان/نقدی برآمد کی گئی ہے۔

ضلع ملتان: تھانہ جات میں سٹاف strengthکے مطابق مہیا کرنے کی تفصیلات

*279: جناب جاوید اختر: کیا وزیراعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا ضلع ملتان کے تھانہ جات میں سٹاف ان کی strengthکے مطابق ہے، اگر نہیں ہے تو اس کی وجوہات بیان فرمائیں؟

(ب) کیا حکومت پنجاب اس مسئلہ پر سنجیدگی سے غور کرتے ہوئے مذکورہ سٹاف ان کی strengthکے مطابق فوری پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ان تھانہ جات میں سٹاف کی کمی کی وجہ سے جرائم کی شرح میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع ہذا کے بیشتر تھانہ جات پر بمطابق strengthتعینات ہے جن تھانہ جات پر کمی ہے وہاں پر موجود وسائل سے کمی پوری کی جا رہی ہے-سٹاف کی کمی کی ذیل وجوہات ہیں۔

1. جس شرح سے آبادی/جرائم میں اضافہ ہوا ہے اس شرح سے پولیس کی strengthمیں اضافہ نہ ہوا ہے۔

2. دہشت گردی کی موجودہ صورت حال کے پیش نظر شخصیات، ہٹ لسٹ افراد اور اہم تنصیبات پر نفری تعینات کی گئی ہے۔

(ب) متعلقہ صوبائی حکومت ہے۔

(ج) تھانہ جات میں نفری کی کمی جرائم کی شرح میں اضافہ کا باعث بنتا ہے۔

ضلع ملتان: تھانہ جات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*280: جناب جاوید اختر: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ملتان میں کل کتنے تھانہ جات ہیں؟

(ب) پی پی-195 ملتان میں کل کتنے تھانہ جات ہیں؟

(ج) مذکورہ حلقہ کے کتنے تھانہ جات سرکاری عمارات میں ہیں اور کتنے کرایہ کی عمارات میں ہیں اوران کے کرایہ جات کی مد میں کتنی رقم ماہانہ ادا کی جاتی ہے؟

(د) کیا حکومت پنجاب ان تھانہ جات کو سرکاری عمارات بنا کر دینے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع ملتان میں کل 31 تھانہ جات ہیں۔

(ب) پی پی-195 ملتان میں کل پانچ تھانہ جات ہیں۔

(ج) مذکورہ حلقہ کے تین تھانہ جات سرکاری عمارت میں ہیں اور دو تھانہ جات کرایہ کی عمارت میں ہیں اوران کے کرایہ جات کی مد میں-/45500 رقم ماہانہ ادا کی جاتی ہے۔

(د) متعلقہ صوبائی حکومت ہے۔

ضلع لاہور: پولیس سٹیشنز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*338: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں کل کتنے پولیس سٹیشنز اور پولیس چوکیاں ہیں اور ان میں کتنی پولیس نفری موجود ہے، مکمل فہرست ایوان میں فراہم کی جائے؟

(ب) کیا ضلع لاہور میں پولیس نفری مکمل ہے یا کم ہے، ہر پولیس سٹیشن کے مطابق کمی کی نشاندہی کی جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع لاہور میں کل 83 پولیس سٹیشن اور 13 پولیس پوسٹ قائم ہیں جہاں پر کل نفری انسپکٹر 51، سب انسپکٹر 405، اے ایس آئی 565، ہیڈ کانسٹیبل 878، کانسٹیبل 6088 تعینات ہیں۔ تھانہ وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع ہذا کی منظوری نفری ذیل ہے:

نوعیت	FC	HC	ASI	SI	INSP
منظوری نفری	20302	3117	1898	1308	200
موجودہ نفری	20002	3087	2068	1283	274
کمی نفری	-300	-30	+170	-25	+74

لاہور: کرکٹ میچ پر جواء لگانے والوں کے خلاف کارروائی و دیگر تفصیلات

*351: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں کرکٹ میچوں پر جواء کرنے والے (بک میکر) Books چلاتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بکیے ٹیلی فون پر جوئے پر لگائی جانے والی رقم کی بکنگ کرتے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پولیس کے اہلکاران و افسران اس مکروہ دھندے میں بکیوں کی معاونت کرتے ہیں، اگر ہاں تو ایسے کرپٹ عناصر کے خلاف کیا کارروائی کی جاتی ہے گزشتہ تین سال میں جن اہلکاران و افسران کے خلاف کارروائی کی گئی ہے، ان سے متعلق مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے 2012 سے اب تک بکیوں اور ان کے ایجنٹوں کے خلاف کیا کیا کارروائی کی اگر کارروائی نہیں کی گئی تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ج) ڈویژن ہائے لاہور میں کوئی بھی پولیس افسر یا ملازم اس مکروہ دھندہ میں بکیوں کی معاونت نہ کرتا ہے۔

(د) لاہور کی ڈویژن ہائے کینٹ ڈویژن میں 24 مقدمات، اقبال ٹاؤن میں 25 مقدمات، ماڈل ٹاؤن میں 26 مقدمات، سول لائنز میں 31 مقدمات، صدر میں 23 مقدمات اور سٹی ڈویژن میں 204 مقدمات درج کئے گئے ہیں۔ مزید کڑی نگرانی جاری ہے۔ اگر کوئی ایسا فعل کرتا ہوا پایا گیا تو حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

شیخوپورہ: تھانہ جات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*484: جناب فیضان خالد ورک: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔166 شیخوپورہ میں کتنے تھانہ جات ہیں، ان میں تعینات عملہ کے نام، عہدہ، گریڈ اور عرصہ تعیناتی سے آگاہ کریں؟

(ب) ان میں کتنے ملازمین کے خلاف اس وقت کس کس بناء پر محکمانہ اور قانونی کاروائیاں چل رہی ہیں، تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) کتنے ملازمین کے خلاف انٹی کرپشن کے کیسز ہیں، ان کے نام، پتا اور عہدہ سے آگاہ کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پی پی۔166 شیخوپورہ میں کل 04 تھانہ جات

1۔ تھانہ ہاؤسنگ کالونی

2۔ تھانہ صدر شیخوپورہ

3۔ تھانہ بھکھی

4۔ تھانہ صدر مرید کے ہیں ان تھانہ جات میں تعینات عملہ کے نام عہدہ اور عرصہ تعیناتی کی تفصیلی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان تھانہ جات میں سے جن ملازمین کے خلاف اس وقت محکمانہ اور قانونی کارروائیاں چل رہی ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار	نام نمبر	عہدہ	جائے تعیناتی	نوعیت
1	مظہر حسین 447/SKP	ASI	تھانہ صدر شیخوپورہ	فوجداری مقدمہ میں ملوث ہونے کی بناء پر
2	مقبول احمد 1425/SKP	ASI	تھانہ بھکھی	فوجداری مقدمہ میں ملوث ہونے کی بناء پر

مذکوران کے خلاف تھانہ خانقاہ ڈوگراں میں فوجداری مقدمہ درج ہونے کی بناء پر محکمانہ کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے۔

(ج) ان تھانہ جات میں سے جن ملازمین کے خلاف انٹی کرپشن کے کیسز درج ہوئے ان کے نام، جائے تعیناتی اور عہدہ درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام نمبر	جائے تعیناتی	عہدہ
1	سمیع اللہ GL/399	SHO ہاؤسنگ کالونی	انسپکٹر BS-16
2	جاوید اختر SA/319	بھکھی	BS-14 SI

ہر دو افسران کے خلاف انٹی کرپشن کے کیسز درج ہوئے لیکن الزام ثابت نہ ہونے کی وجہ سے مقدمات ختم ہو چکے ہیں۔

ضلع شیخوپورہ: ڈکیتی کی وارداتیں ودیگر تفصیلات

*485: جناب فیضان خالد ورک: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع شیخوپورہ میں یکم جنوری 2012 سے 31- مئی 2013 تک ڈکیتی کی کتنی وارداتیں ہوئی، تھانہ وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) کتنے اشتہاری مذکورہ عرصہ میں گرفتار ہوئے اور کتنے اب تک مفرور ہیں، تفصیل فراہم کریں؟

(ج) روز بروز بڑھتی ہوئی ڈکیتیوں کو روکنے اور اشتہاریوں کے خلاف مؤثر کارروائی کے ضمن میں محکمہ پولیس نے کونسے خصوصی اقدامات اٹھائے ہیں، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع شیخوپورہ میں یکم جنوری 2012 سے 31- مئی 2013 تک ڈکیتی کی جتنی وارداتیں ہوئیں ان کی تھانہ وار تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام تھانہ	رپورٹ	چالان	عدم پتا	خارج	زیر تفتیش
1	سٹی اے ڈویژن	14	07	03	02	02
2	سٹی بی ڈویژن	10	03	04	01	02
3	ہاؤسنگ کالونی	21	12	05	-	04
4	سٹی فاروق آباد	-	-	-	-	-
5	صدر فاروق آباد	10	02	01	-	07
6	بھکھی	32	15	05	02	10
7	صدر شیخوپورہ	18	09	03	01	05
8	صفدر آباد	08	03	02		03
9	خانقاہ ڈوگراں	09	09	-	-	-
10	مانانوالہ	12	03	06	-	03
11	فیروزوالہ	10	04	04	02	-
12	شرقپور	29	10	11	01	07
13	فیکٹری ایریا	29	14	04	03	08
14	سٹی مریدکے	14	08	02	02	02

15	صدر مرید کے	34	19	09	02	04
16	نارنگ	05	03	02	-	-
17	کل میزان	255	121	61	16	57

(ب) مذکورہ عرصہ میں جتنے اشتہاری گرفتار ہوئے اور جتنے مفرور ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

گرفتار	بقایاPO
372	217

(ج) ڈکیتیوں کی روک تھام اور اشتہاریوں کی گرفتاری کے لئے ایس ایچ اوز /ایس ڈی پی اوز ضلع ہذا کو خصوصی ہدایات جاری کی گئی ہیں اور ضلع بھر میں مجرمان اشتہاریوں کی گرفتاری کے لئے خصوصی مہم مورخہ 26-07-2013 سے شروع ہو چکی ہے اور اس مہم کے دوران سنگین مقدمات کے کل 88 مجرمان اشتہاری گرفتار کئے جا چکے ہیں۔مزید برآں ضلع بھر میں مخبر خاص مقرر کئے گئے ہیں جن کی اطلاع پر فوری ریڈ کیا جاتا ہے۔ باقی مجرمان کو بھی جلد از جلد گرفتار کر لیا جائے گا۔ ایسے مجرمان اشتہاری جو کافی مقدمات میں پولیس کو مطلوب ہوتے ہیں۔ان کی گرفتاری کے لئے ان کے سر کی قیمت مقرر کروائی جاتی ہے مزید برآں دہشت گردی، فرقہ واریت اور دیگر سنگین وارداتوں میں ملوث مجرمان اشتہاری کے نام بلیک بک (black book) میں شائع کروا کر خصوصی ٹیمیں تشکیل دے کر ان کو مجرمان کی گرفتاری کا ٹاسک دیا جاتا ہے ہر ڈکیتی کے مقدمہ میں ملوث ملزمان کے خاکے جاری کروائے جاتے ہیں اور وہ پنجاب کے تمام اضلاع میں بھجوائے جاتے ہیں۔مزید برآں گزٹ انکشاف جرائم بھی جاری کر کے پنجاب کے اضلاع میں بھجوائے جاتے ہیں مجرمان اشتہاری کی معلومات کا تبادلہ ہر ضلع کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ بین الاضلاعی میٹنگ کا انعقاد کر کے گینگ Po's سابقہ ریکارڈ یافتگان کی تفصیلات کا تبادلہ کر کے ان کے خلاف خصوصی مہم شروع کروائی جاتی ہے جائے واردات سے ملنے والی شہادتیں خصوصاً فنگر پرنٹ، فٹ پرنٹ یا دیگر شہادت کو فوری طور پر بذریعہ فوٹو گرافی محفوظ کر کے ریکارڈ کا حصہ بنایا جاتا ہے۔ فنگر پرنٹ کی مدد سے PAFIS کے ذریعے نیشنل کرائسیس مینجمنٹ سسٹم (NCMC) اور NADRA سے معلومات حاصل کر کے ملزمان / مجرمان اشتہاری تک رسائی کو ممکن بنایا جاتا ہے۔

جھنگ: تھانہ صدر وسٹی کے ایس ایچ اوز کو وزیر اعلیٰ کی جانب سے مارک کی گئی درخواستوں کی تفصیلات

*570: جناب ظہیر الدین خان علیزئی: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تھانہ جھنگ صدر و سٹی کو مئی 2013 کے دوران وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ پنجاب کی جانب سے قبضہ گروپوں سے غریب لوگوں کی دادرسی کے لئے کتنی درخواستیں / ڈی او لیٹرز موصول ہوئے؟

(ب) ان میں سے کتنے ڈی او لیٹرز پر کارروائی کی گئی، ان کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) ان قبضہ گروپوں کے لوگوں کے خلاف ایس ایچ اوز نے کیا کارروائی کی اور کتنی درخواستیں ایسی ہیں جن پر ابھی تک عملدرآمد نہیں کیا گیا اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

(د) کیا ڈی پی او جھنگ ان قبضہ گروپس کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے کوئی سپیشل ٹاسک فورس بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں تاکہ شریف لوگوں کی جائیدادوں پر قبضہ کرنے والوں کے خلاف تسلسل سے کارروائی کی جاسکے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) مئی 2013 کے دوران صدر جھنگ وسٹی میں وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ سے کوئی درخواست بابت قبضہ گروپ موصول نہ ہوئی ہے۔

(ب) مئی 2013 کے دوران تھانہ صدر جھنگ وسٹی وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ سے کوئی ڈی او لیٹر بابت قبضہ گروپ موصول نہ ہوا ہے۔

(ج) مئی 2013 کے دوران تھانہ صدر جھنگ وسٹی میں وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ سے کوئی درخواست بابت قبضہ گروپ موصول نہ ہوئی ہے جس پر ایس ایچ او کارروائی عمل میں لاتے؟

(د) ضلع ہذا میں ڈی ایس پی / ایس ڈی پی اوز صاحبان کو سختی سے ہدایت کی گئی ہے وہ اپنے اپنے سرکل میں ایک سپیشل ٹاسک فورس تشکیل دیں جو قبضہ گروپ کے خلاف فوری قانونی کارروائی عمل میں لائیں تاہم مزید اس بارے میں ایس ایچ اوز صاحبان کو بھی سختی سے ہدایت جاری کر دی گئی ہے۔

ضلع سیالکوٹ: مندرانوالہ گاؤں کو سٹی تھانہ میں شامل کرنے کی تفصیلات

*645: جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مندرانوالہ گاؤں ڈسکہ شہر ضلع سیالکوٹ سے محض ½1 کلو میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے جبکہ مندرانوالہ 20 کلو میٹر کے فاصلے پر تھانہ صدر ڈسکہ سے منسلک ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ 20 کلو میٹر دور تھانہ واقع ہونے کی وجہ سے پولیس کا گشت کا نظام ناممکن ہے اور عوام کو 20 کلو میٹر کے فاصلہ پر جانا پڑتا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مندرانوالہ گاؤں کو ڈسکہ سٹی تھانہ میں شامل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ مندرانوالہ گاؤں ڈسکہ شہر کے قریب واقع ہے اور تھانہ صدر ڈسکہ سے قریب 20 کلو میٹر کی دُوری پر واقع ہے۔

(ب) تھانہ سے دور ہونے کے باوجود مؤثر گشت کا نظام موجود ہے مندرانوالہ میں تھانہ صدر ڈسکہ کی موبائل ہمہ وقت گشت کرتی ہے اس کے علاوہ UC Squad بھی برائے گشت موجود ہوتی ہے۔

(ج) اس ضمن میں اہلیان مندرانوالہ نے کبھی درخواست نہیں دی اگر یہ تھانہ سٹی میں شامل ہونا چاہتے ہیں تو اپنی request دیں اس پر رپورٹ لے کر اس پر عمل ہو سکتا ہے۔

فیصل آباد: تھانہ گڑھ میں مقدمات کا اندراج و دیگر تفصیلات

*667: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تھانہ گڑھ (فیصل آباد) پی پی-58 میں کتنے مقدمہ جات یکم جنوری 2013 سے آج تک کن کن دفعات کے تحت درج ہوئے ہیں؟

(ب) ان مقدمات میں کتنے ملزمان گرفتار ہوئے اور کتنے مفرور ہیں؟

(ج) کس کس مقدمہ کی تفتیش کے دوران کون کون سے ملزم / افراد پولیس تشدد سے ہلاک ہوئے ہیں، ان کے نام و پتاجات کیا ہیں؟

(د) کیا پولیس تشدد سے ہلاک ہونے والوں کی تحقیقات کروائی گئی ہیں اور کس کس پولیس ملازم کے خلاف مقدمہ درج ہوا ہے اور ان کو کیا کیا سزا دی گئی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تھانہ گڑھ حلقہ پی پی۔58 میں مورخہ 2013-01-01تا13-07-31تک کل 249 مقدمات درج ہوئے جن میں سے 173 مقدمات چالان، 43 مقدمات خارج، 7 مقدمات عدم پتا اور 26 مقدمات زیر تفتیش ہیں۔

(ب) ان مقدمات میں 483 ملزمان ملوث پائے گئے جن میں سے 358 ملزمان گرفتار اور 125 ملزمان کی گرفتاری بقایا چلی آرہی ہے۔

(ج) دوران تفتیش کوئی بھی ملزم پولیس تشدد سے ہلاک یا زخمی نہ ہوا ہے۔

(د) دوران تفتیش کوئی ملزم ہلاک یا زخمی ہوا ہے اور نہ ہی کوئی انکوائری ہوئی ہے۔

پولیس رولز میں ترمیم و دیگر تفصیلات

*734: قاضی احمد سعید: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 2002 میں پولیس رولز میں ترمیم کی گئی، جس کے تحت تفتیش کا عمل اتنا پیچیدہ کر دیا گیا کہ جس کے لئے پنجاب کے لئے صرف ایک ایڈیشنل آئی جی مقرر کیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ دور دراز سے آنے والے لوگوں کو اپنی تفتیش تبدیل کروانے کے لئے لاہور آنا پڑتا ہے اور وہ ایڈیشنل آئی جی کے دفتر کے چکر لگا لگا کر تھک جاتے ہیں، وقت اور پیسہ الگ ضائع ہوتا ہے؟

(ج) کیا حکومت اپنے وعدہ کے مطابق پولیس آرڈر 2002 کو تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے اس ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ 2002 میں پولیس رولز میں ترمیم بذریعہ پولیس آرڈر 2002 کی گئی تاکہ بار بار تبدیلی تفتیش کے عمل کو روک کر صرف دو دفعہ تبدیلی تفتیش ہو سکے جس سے لوگوں کو جلد انصاف میسر آئے اور اس کے لئے پہلی تبدیلی تفتیش کے لئے ایڈیشنل

آئی انوسٹی گیشن برانچ پنجاب اور دوسری کے لئے آئی جی پنجاب کو حکم جاری کرنے کا اختیار دیا گیا۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ تبدیلی تفتیش کے عمل کے دوران لوگوں کو کافی مشکل پیش آتی تھی کیونکہ پہلی تبدیلی تفتیش کے لئے درخواست دہندہ کو ایڈیشنل آئی جی کے دفتر میں درخواست دینی پڑتی تھی جس کے بعد ایڈیشنل آئی جی آرٹیکل 18(6) کے تحت متعلقہ ضلع کے ڈی پی او کو بورڈ کے لئے لکھتا تھا۔ اس کے بعد بورڈ کی ریکمنڈیشن کے مطابق تبدیلی تفتیش کے آرڈر ایڈیشنل آئی جی ہی جاری کرتا تھا۔ اس طرح لوگوں کو خاصی تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔

(ج) جی ہاں! حکومت نے اپنے وعدے کے مطابق عمل پیرا ہونے کے لئے مورخہ 24-07-13 کو پولیس آرڈر 2002 کا ترمیم آرڈیننس گورنر پنجاب نے جاری کیا جس کے مطابق پہلی تبدیلی تفتیش کا اختیار ڈی پی او، دوسری تبدیلی تفتیش کا اختیار ڈی پی او اور تیسری تبدیلی تفتیش کا اختیار آئی جی پولیس پنجاب کو تفویض کیا گیا تاکہ عوام کی مشکلات و شکایات کا ازالہ ضلع کی حد تک ہو سکے اور انہیں ہر مسئلہ کے لئے لاہور نہ آنا پڑے۔ ترمیمی آرڈیننس 2013 برائے منظوری معزز ممبران پنجاب اسمبلی جلد ہی اسمبلی میں پیش کر دیا جائے گا۔

سرگودھا: تھانہ جات میں مقدمات کے اندراج کی تفصیلات

*778: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی-32 سرگودھا میں مورخہ 11-05-13 سے اب تک تمام تھانہ جات میں کس نوعیت کے مقدمات درج کئے گئے ہیں، ان کی تعداد کیا ہے؟

(ب) جز (الف) میں پوچھی گئی تفصیلات کے مطابق درج شدہ مقدمات کی تفتیش کی موجودہ صورتحال کیا ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) حلقہ پی پی-32 میں مورخہ 11-05-13 تا 20-08-13 کے دوران جو مقدمات درج ہوئے ہیں ان کی تفصیل ہیڈ وار ذیل ہے۔

قتل	اقدام قتل	ضرر	زنا	365/B	496/A
15	13	57	4	14	8

354ت پ	365ت پ	320ت پ	489/F
9	7	5	23

506ت پ	ڈکیتی	راہزنی	382ت پ	نقب زنی	سرقہ عام
10	5	35	4	11	27

سرقہ موٹر سائیکل	سرقہ کار	سرقہ مویشی	اسلحہ	منشیات	متفرق
9	1	29	45	72	151

(ب) حلقہ پی پی۔32میں مورخہ 13۔05۔11تا 13۔08۔20کے دوران کل554مقدمات درج ہوئے اور جن میں سے 417مقدمات یکسوء ہو چکے ہیں جبکہ 137پینڈنگ ہیں جو بھی جلد از جلد یکسو کیۓ جائیں گے۔

فیصل آباد۔تھانہ جات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*853: میاں طاہر: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) فیصل آباد شہر میں کتنے تھانہ جات ہیں؟

(ب) ان تھانہ جات میں سے کس کس کی عمارت اپنی ہے اور کس کے پاس کرایہ کی عمارت ہے؟

(ج) کس کس تھانہ کی عمارت کی حالت انتہائی مخدوش ہے ان کے نام بتائیں؟

(د) کیا حکومت جن تھانہ جات کی عمارات مخدوش ہیں اور جن کی عمارت کرایہ کی ہے ان کی اپنی عمارتیں تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) فیصل آباد میں تھانہ جات کی کل تعداد40ہے۔

(ب) ان تھانہ جات میں سے 37 تھانہ جات کی عمارت اپنی ہے اور 3 تھانہ جات کی عمارت کرایہ کی ہے۔

(ج) سمن آباد،ساندل بار، روڈالہ روڈ، سٹی تاندلیانوالہ، کھرڑیانوالہ، بلوچنی، ساہیانوالہ، مریدوالا، ترکھانی، رضا آباد، سول لائن، جھنگ بازار، ملت ٹاؤن کل 13 تھانہ جات ہیں جن کی عمارت کی حالت انتہائی مخدوش ہے۔

(د) ہاں! حکومت جن تھانہ جات کی عمارات مخدوش ہیں اور جن کی عمارات کرایہ کی ہیں ان کی عمارتیں تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور سالانہ ترقیاتی پروگرام 14۔2013 کے تحت پولیس سٹیشن ریل بازار فیصل آباد اور پولیس سٹیشنوں ڈجکوٹ کی بلڈنگز زیر تعمیر ہیں۔

لاہور: شیشہ نوشی کا استعمال و دیگر تفصیلات

*1046: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں حقہ کیفے میں نوجوان نسل میں شیشہ (منشیات) کا استعمال تیزی سے بڑھ رہا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت لاہور میں حقہ کیفے میں شیشہ منشیات فروخت کرنے والوں اور پینے والوں کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ نوجوان نسل میں شیشہ (منشیات) کا استعمال تیزی سے بڑھ رہا ہے۔

(ب) رواں سال شیشہ نوشی اور شیشہ کیفے چلانے والوں کے خلاف صدر ڈویژن میں 11 مقدمات، کینٹ ڈویژن میں 14 مقدمات، اقبال ٹاؤن ڈویژن میں 13 مقدمات، ماڈل ٹاؤن ڈویژن میں 73 مقدمات، سول لائن ڈویژن میں 12 مقدمات اور سٹی ڈویژن میں 05 مقدمات درج ہوئے ہیں تاہم مزید کڑی نگرانی جاری ہے اگر کوئی بھی فرد اس میں ملوث پایا گیا تو اس کے خلاف کارروائی حسب ضابطہ عمل میں لائی جائے گی۔

لاہور: تھانہ اسلام پورہ میں مقدمہ جات کا اندراج و دیگر تفصیلات

*1098: محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تھانہ اسلام پورہ لاہور میں یکم جنوری 2013 سے 3-جولائی 2013 تک کتنے مقدمہ جات کس کس دفعات کے تحت درج ہوئے؟

(ب) اس عرصہ کے دوران لاہور ہائی کورٹ کے بیلف نے اس تھانہ سے کتنے غیر قانونی بند افراد کو برآمد کیا، ان کے نام، پتا جات کیا ہیں اور اس کے ذمہ داران کون کون ہیں؟

(ج) اس عرصہ کے دوران کتنے وکلاء کے خلاف اس تھانہ میں مقدمہ جات کس کس بناء پر درج ہوئے، ان مقدمہ جات کے نمبر اور جن کے خلاف یہ مقدمہ جات درج ہوئے، ان کے نام و پتا جات بتائیں؟

(د) ان مقدمہ جات کی تفتیش کن کن پولیس ملازمین نے کی، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ہ) ان مقدمہ جات میں سے کن کن مقدمہ جات کی تفتیش ڈی ایس پی یا ایس پی متعلقہ نے کی؟
(و) ان میں سے کتنے مقدمہ جات خارج کئے گئے اور کتنے ابھی زیر کارروائی ہیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یکم جنوری 2013 سے 3-جولائی 2013 تک جو مقدمات درج رجسٹر ہوئے ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
(ب) اس عرصہ کے دوران لاہور ہائی کورٹ کے بیلف نے تھانہ ہذا سے ایسا کوئی فرد برآمد نہ کیا ہے جو غیر قانونی بند ہوا ہو۔
(ج) اس عرصہ کے دوران وکلاء کے خلاف کل 4 مقدمات درج رجسٹر ہوئے جس کی مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
(د) ۔ایضاً۔
(ہ) وکلاء حضرات کے خلاف جو مقدمات درج رجسٹر ہوئے ان میں سے کسی کی بھی تفتیش ڈی ایس پی یا ایس پی صاحبان متعلقہ نے نہ کی ہے۔
(و) وکلاء حضرات کے خلاف کل چار مقدمات درج ہوئے جن میں سے ایک مقدمہ چالان ہو چکا ہے جبکہ باقی 13 ابھی زیر تفتیش ہیں۔

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ:۔اکال والا پولیس چوکی کی بحالی کی تفصیلات

*1101: جناب امجد علی جاوید: کیا وزیراعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گزشتہ دور میں اکال والا روڈ ٹوبہ ٹیک سنگھ پر ڈکیتی کی بڑھتی ہوئی وارداتوں کی وجہ سے اکال روڈ پولیس چوکی قائم کی گئی تھی؟
(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس چوکی کی بلڈنگ موجود ہے پھر بھی چوکی ختم کر دی گئی ہے؟
(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اکال والا پولیس چوکی ختم کرنے سے سڑکوں پر اور ملحقہ علاقوں میں دن دہاڑے چوری اور ڈکیتی جیسی وارداتوں میں اضافہ ہو گیا ہے؟
(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ چوروں اور ڈاکوؤں سے چھٹکارا دلانے کے لئے اکال والا پولیس چوکی ٹوبہ ٹیک سنگھ بحال کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) گزشتہ دور میں اکال والا روڈ پر کوئی پولیس چوکی قائم نہ کی گئی تھی بلکہ تھانہ سٹی ٹوبہ ٹیک سنگھ کی طرف سے رات کے وقت ناکہ بندی اس مقام پر کی جاتی تھی۔

(ب) پولیس چوکی کی کوئی بلڈنگ / جگہ موجود نہ ہے بلکہ ایک عدد کمرہ کسی مخیر شخص نے وہاں تعمیر کر رکھا ہے۔

(ج) اکال روڈ پر کوئی چوکی موجود نہ تھی بلکہ ناکہ بندی پوائنٹ تھا۔اب بھی دن رات اس علاقہ میں موبائل گشت جاری رہتی ہے۔مزید برآں کوئی سنگین جرم کا وقوعہ سرزد نہ ہوا ہے۔

(د) پرامن علاقہ ہے، کوئی سنگین وقوعہ سرزد نہ ہوا ہے۔پولیس کی موبائل گشت دن رات جاری رہتی ہے۔تھانہ سٹی کے قریب ترین واقع ہے۔پولیس چوکی بنانے کی ضرورت نہ ہے۔

لاہور: تھانہ غالب مارکیٹ میں ڈکیتی کے مقدمات کا اندراج و دیگر تفصیلات

*1121: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2013 تاحال تھانہ غالب مارکیٹ لاہور میں ڈکیتی کی کتنی ایف آئی آرز رجسٹرڈ ہوئیں؟

(ب) مذکورہ وارداتوں میں ملوث کتنے ملزموں کی گرفتاری عمل میں آئی؟

(ج) کیا گرفتار ملزموں سے کوئی برآمدگی ہوئی، اگر برآمدگی ہوئی تو کیا یہ اشیاء ان کے مالکان کے سپرد کر دی گئیں، ان کے نام و پتاجات سے آگاہ کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) مہتمم پولیس ماڈل ٹاؤن ڈویژن لاہور سے رپورٹ حاصل کی گئی ہے۔ جن کی رپورٹ کے مطابق تھانہ غالب مارکیٹ میں ڈکیتی کا ایک مقدمہ عرصہ متذکرہ کے دوران درج ہوا جس میں پانچ ملزمان ملوث ہیں۔

(ب) -NIL-

(ج) مقدمہ ہذا میں 3 ملزمان گرفتار ہو کر چالان مورخہ 13-08-27 ہوئے۔

ضلع جہلم: چائلڈ پروٹیکشن بیورو کے مراکز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1223: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع جہلم میں چائلڈ پروٹیکشن بیورو کے مراکز کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) مذکورہ ضلع کے چائلڈ پروٹیکشن بیورو کو سال 2010-11تا2012-13 میں کتنے بچوں کو لایا گیا؟

(ج) مذکورہ ضلع میں چائلڈ پروٹیکشن بیورو کو سال 2012-13 کے دوران بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے کتنی رقم دی گئی؟

(د) متذکرہ بیورو میں بچوں کی فلاح کے لئے کن کن منصوبہ جات پر عمل کیا گیا، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع جہلم میں چائلڈ پروٹیکشن بیورو کے زیرانتظام کوئی مرکز نہ ہے۔

(ب) مذکورہ ضلع میں چائلڈ پروٹیکشن بیورو کا کوئی مرکز نہ ہے۔

(ج) ۔ایضاً۔

(د) ۔ایضاً۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ: پولیس چوکی اڈاگی کو اڈا سونڈھ منتقل کرنے کا معاملہ

*1334: لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تھانہ رجانہ ٹوبہ ٹیک سنگھ کی پولیس چوکی اڈاگی چک نمبر 251 گ ب میں موجود ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اڈاگی میں پولیس چوکی ہونے کی وجہ سے وارداتوں پر صحیح طور پر قابو نہیں پایا جارہا اور زیادہ تر لوگوں کو تھانہ رجانہ رجوع کرنا پڑتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ تھانہ رجانہ کی حدود میں اڈا سونڈھ بہت پرانا اڈا ہے اور ایک central place ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ اڈا سونڈھ جو کہ central place بھی ہے وہاں پر پولیس چوکی شفٹ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اگر نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) کرائم کو مد نظر رکھتے ہوئے عارضی طور پر اڈا اگی پر چوکی بنائی گئی ہے جو ایک لنک روڈ پر واقع ہے اور تھانہ سے 23 کلو میٹر فاصلے پر ہے۔

(ب) جب سے اس گنجان آباد علاقہ میں عارضی چوکی اگی بنائی گئی ہے اس وقت سے لے کر اب تک جرائم میں خاطر خواہ کمی واقع ہوئی ہے۔ مزید برآں علاقہ کے لوگوں کو تھانہ رجانہ میں اپنی شکایات کے ازالہ کے لئے تھانہ رجانہ رجوع نہ کرنا پڑتا ہے۔ البتہ جرم قابل دست اندازی پولیس سرزد ہونے کی صورت میں ایسی درخواست بغرض اندراج مقدمہ متعلقہ انچارج اپنے طور پر رپورٹ تحریر کر کے تھانہ رجانہ بھجواتا ہے، اور بعد از اندراج مقدمہ تفتیش متعلقہ چوکی / بیٹ انچارج کو دی جاتی ہے۔ نیز وقوعہ کی اطلاع پر عارضی چوکی پر متعین عملہ جلد جائے وقوعہ پر پہنچ جاتا ہے۔

(ج) اڈا سونڈھ رجانہ سمندری روڈ پر واقع ہے۔ اس کے 5 کلو میٹر کے فاصلے پر ڈسٹرکٹ فیصل آباد کی حدود شروع ہو جاتی ہے اور یہ central place بھی نہ ہے بلکہ ایک سائیڈ پر واقع ہے۔ مزید برآں اڈا سونڈھ سے 8/10 کلو میٹر پیچھے رجانہ کی طرف پنجاب ہائی وے پٹرول پولیس کی پوسٹ ہے۔ جس کی گاڑی دن رات اسی روڈ پر گشت کرتی رہتی ہے۔ چوکی اگی علاقہ کے کرائم کو مد نظر رکھتے ہوئے عارضی طور پر قائم کی گئی ہے۔

ساہیوال پولیس رینج میں پولیس اہلکاران وافسران کی ترقیوں کی تفصیلات

*1465: جناب ظہیر الدین خان علیزئی: کیا وزیراعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ساہیوال پولیس رینج میں کل کتنے انسپکٹرز، سب انسپکٹرز اور اے ایس آئی کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان اہلکاران وافسران کی کل منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں؟

(ج) کتنی اسامیاں کب سے خالی چلی آ رہی ہیں؟

(د) کیا حکومت یا متعلقہ ڈی پی او ان اسامیوں کو بذریعہ پروموشن پر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو کب تک؟

(ہ) ڈی پی او ساہیوال نے اے ایس آئی اور سب انسپکٹرز کی پروموشن کے لئے آخری دفعہ کب ڈی پی سی کی میٹنگ طلب کی تھی اور اس میں کتنے اہلکاران کی پروموشن کے احکامات جاری کئے گئے؟

(و) کیا یہ درست ہے کہ اے ایس آئی کی تین سال سے ترقیاں رکی ہوئی ہیں اور کوئی ڈی پی سی طلب نہیں کی جارہی، اس کی وجوہات سے آگاہ کریں اور ان اے ایس آئی صاحبان کی ترقیاں ڈی پی سی کے ذریعے کب تک کردی جائیں گی، ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ساہیوال پولیس رینج میں کل 88 انسپکٹر، 280 سب انسپکٹرز اور 492 اے ایس آئی کام کر رہے ہیں۔

(ب) ساہیوال رینج میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد درج ذیل ہے۔

انسپکٹرز	سب انسپکٹرز	اسسٹنٹ سب انسپکٹرز
89	312	531

(ج) خالی اسامیوں کی تعداد درج ذیل ہے:

انسپکٹرز	سب انسپکٹرز	اسسٹنٹ سب انسپکٹرز
1	32	39

(i) 37 برخاست شدہ اور تنزلی عہدہ سب انسپکٹرز کی اپیل ہائے برائے فیصلہ جات دفتر ہذا میں موجود ہیں۔ مزید برآں آئی جی صاحب پنجاب لاہور نے ڈائریکٹ سب انسپکٹرز بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کی تعیناتی تک خالی اسامیاں پر نہ کرنے کی ہدایت کی ہے۔

(ii) اسسٹنٹ سب انسپکٹرز کی 30 خالی اسامیاں گریجویٹ کانسٹیبلان اور ہیڈ کانسٹیبلان (بذریعہ پی پی ایس سی) کوٹہ کے لئے مختص ہیں جبکہ باقی ماندہ 9 خالی اسامیوں کے لئے ڈی پی او صاحبان سے سفارشات مانگ لی گئی ہیں۔

(د) پی آر او ساہیوال ریجن کی طرف سے اے ایس آئی خالی اسامیاں پر کرنے کے لئے سنیارٹی کی بنیاد پر ہیڈ کانسٹیبلان کی سفارشات ان کے متعلقہ اضلاع سے مانگ لی گئی ہیں جو جلد ہی پر کرلی جائیں گی۔

(ہ) پی آر او ساہیوال ریجن کی طرف سے مورخہ 12-07-18 کو 35 کانسٹیبلان کو اے ایس آئی کے عہدہ پر ترقی اور مورخہ 13-01-01 کو 25 اے ایس آئی کو سب انسپکٹر کے عہدہ پر ترقی دینے کے احکامات جاری کئے۔

(و) یہ قطعی طور پر درست نہ ہے کہ تین سال سے ترقیاں رکی ہوئی ہیں چونکہ ریجنل آفس ساہیوال میں پی آر او، ساہیوال کی سربراہی میں اب تک چھ ڈی پی سی کا انعقاد ہو چکا ہے جس میں ترقی یاب ہونے والے اے ایس آئی اور سب انسپکٹرز کی تعداد درج ذیل ہے۔

مورخہ 10-10-12 کو 28 اے ایس آئی کو سب انسپکٹرز کے عہدہ پر جبکہ 50 کانسٹیبلان کو اے ایس آئی کے عہدہ پر ترقی دینے کے احکامات جاری کئے۔

مورخہ 12-05-04 کو 58 اے ایس آئی کو سب انسپکٹرز کے عہدہ پر ترقی دینے کے احکامات جاری کئے۔

مورخہ 12-05-14 کو 50 کانسٹیبلان کو اے ایس آئی کے عہدہ پر ترقی دینے کے احکامات جاری کئے۔

مورخہ 12-07-18 کو 35 کانسٹیبلان کو اے ایس آئی کے عہدہ پر ترقی دینے کے احکامات جاری کئے۔

مورخہ 13-01-01 کو 25 اے ایس آئی کو سب انسپکٹرز کے عہدہ پر ترقی دینے کے احکامات جاری کئے۔

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا عبدالروف صاحب مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) شہری ترقی پنجاب مصدرہ 2014 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

رانا عبدالروف: جناب سپیکر! میں

"The Punjab Development of Cities (Amendment) Bill 2014. (Bill No. 1 of 2014)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رپورٹ پیش کر دی گئی۔ محترمہ شمیلا اسلم صاحبہ مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتی ہوں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون گیریژن یونیورسٹی لاہور مصدرہ 2014 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! میں

"The Lahore Garrison University Bill 2014. (Bill No. 2 of 2014)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتی ہوں۔"

(رپورٹ پیش ہوئی)

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔ آج تحاریک استحقاق کوئی نہیں ہیں لہذا اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 651/13 جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کی ہے۔ یہ تحریک پڑھی جا چکی ہے اس کا جواب آنا تھا۔

ملتان روڈ لاہور سوڈیوال تا سمن آباد توسیع نہ کرنے سے مسافروں کو پریشانی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! شکریہ۔ تحریک التوائے کار نمبر 651 کا جواب یہ ہے کہ سوڈیوال تا موڑ سمن آباد اور سمن آباد تا چوک چوبرجی تک ملتان روڈ کی توسیع میٹرو بس سروس کے متوقع منصوبے کی وجہ سے عارضی طور پر ملتوی کر دی گئی ہے۔ جونہی اس سلسلہ میں حکومت پنجاب کوئی فیصلہ کرتی ہے تو اس کے مطابق عمل درآمد کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے اس لئے یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

پنجاب اسمبلی کے ایوان کی کارروائی پرائیویٹ چینلز پر دکھانے کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ آپ ذرا غور کیجئے کہ سندھ اسمبلی کی کارروائی prime time میں بیس سے پچیس منٹ پرائیویٹ چینلز دکھاتے ہیں۔ اس ایوان کو جو دس کروڑ عوام کا ایوان ہے، میں نے پی ٹی وی کے لئے پچھلی اسمبلی میں بھی request کی تھی، جو کوئی معزز ممبر اٹھاتا بھی ہے تو وہ عوام تک نہیں جاتے نتیجہ یہ ہے کہ burning issues performance سامنے ہے۔ پی ٹی وی کو وہ لوگ دیکھتے ہیں جنہیں رات کو نیند نہیں آتی۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ پرائیویٹ چینلز والے ہمارے دوست باہر بیٹھے ہوتے ہیں، یہ معزز لوگ ہیں ان کو اگر ہم اندر آنے دیں اور یہ ہماری کارروائی عوام کو دکھائیں تو اس سے ہماری performance بہتر ہو اور ہمیں پتا چلے کہ ہمیں کوئی دیکھ رہا ہے۔

جناب سپیکر! آپ کو سُن کر افسوس ہو گا کہ آج اخبار میں ایک خاتون کی statement آئی ہے کہ اس نے اپنے دو بچے مارے ہیں اور بیان دیا کہ اس کے گھر والے اس کو دبئی برائی کے لئے بھیج

رہے تھے۔ میری اس پر specific تحریک التوائے کار موجود ہے لیکن وہ ایوان میں نہیں لائی جا رہی۔ آپ ایک کمیٹی بنائیں اور صرف دبئی، شارجہ اور مسقط کی پروازوں کو چیک کریں کہ عورتوں کے ساتھ کیا ہو رہا ہے اگر یہاں سے ساری کارروائی عوام کو دکھائی جائے جو آپ کے لئے دومنٹ کا کام ہے۔ یہ لوگ باہر کیوں بیٹھے ہیں؟ یہ جو سیڑھیوں پر لوگ بیٹھے ہیں معزز ہیں اور یہ پرائیویٹ چینلز کو deal کرتے ہیں۔ کیا ان کے لئے اندر جگہ نہیں ہے، ان کی جگہ ہمیں بیٹھنا چاہئے اور ان کو یہاں بیٹھنا چاہئے کیونکہ یہ لوگ عوام کو بتاتے ہیں کہ ہم یہاں کیا کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر! میری آپ سے استدعا ہے کہ جو کوئی ایسی تحریک التوائے کار یا issue آتا ہے تو اس کو اللہ کے لئے dispose of نہ کریں۔ اس عورت کا آج کا بیان پڑھ لیں اور پھر یہ دیکھ لیں کہ یہاں ہمارا Ptv ہمیں کیا دکھاتا ہے؟ یقین کریں مجھے ایسا لگتا ہے جیسے پہلی Legislative Assembly کا اجلاس ہو رہا ہے اس میں صرف کچھ چہرے نظر آتے ہیں قائداعظم کی تقریر ہے اتنی mist قسم کی فلم دکھائی جاتی ہے اور وہ بھی اس وقت جس وقت کوئی شریف آدمی جاگ نہیں رہا ہوتا۔ یہاں جو معزز ممبران محنت کر کے آتے ہیں تو ان پرائیویٹ چینلز کو اندر آنے میں کیا مسئلہ ہے؟ اگر فرض کریں کہ یہ چینلز آپ کی، ہماری اور پورے ایوان کی محنت دکھائیں گے تو اس سے کیا فرق پڑے گا؟ لوگوں کو پتا لگے گا کہ کوئی تو انہیں represent کر رہا ہے۔ یہ dispose of تو ہماری قسمت میں ہے لیکن اس سے پہلے اگر کچھ ہو جائے تو بہتر ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ۔۔۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اس کا جواب رانا صاحب بہتر طریقے سے دے سکتے ہیں کیونکہ یہی بات انہوں نے بھی سابقہ دور حکومت میں کی تھی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ چاہتا ہوں کہ آج آپ اس پر ruling دیں کہ جتنے پرائیویٹ چینلز ہیں وہ یہاں اوپر اپنے کیمرے لگالیں۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ جب پاکستان میں پہلا کیمرہ آیا تھا تو وہ یہی Ptv کا کیمرہ تھا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں بھی اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں شیخ صاحب کی بات کو second کرتا ہوں یہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ ہم میڈیا کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ یہ vibrant اور جس مؤثر انداز

سے عوام کے مسائل کو سامنے لاتا ہے۔ ہمارے اسمبلی کے ایوان میں جو بھی کارروائی ہوتی ہے وہ kill ہو جاتی ہے اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم سب کو پنجاب کے دس کروڑ عوام نے منتخب کر کے اتنے اہم ایوان میں بھیجا ہے۔ اگر ان پرائیویٹ چینلز کے لوگوں کو اسمبلی کا اجلاس cover کرنے کی اجازت دی جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس کو reconsider ہونا چاہئے، فوری طور پر ہمیں پورے ایوان کی جانب سے اس طرح کی قرارداد لانی چاہئے اور آپ کو request کرنی چاہئے کہ پرائیویٹ چینلز کو فی الفور پورے ایوان کی کارروائی cover کرنے کی اجازت دی جائے۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! پاکستان پیپلز پارٹی بھی شیخ علاؤالدین صاحب اور قائد حزب اختلاف کے مؤقف کو support کرتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ اس بارے میں کافی بات ہو چکی ہے۔ یہاں لیڈر آف دی اپوزیشن، میاں محمد اسلم اقبال صاحب اور میاں خرم جہانگیر وٹو صاحب نے شیخ صاحب کی بات کو support کیا ہے۔ اس میں گزارش یہ ہے کہ یہ معاملہ اس سے پہلے پچھلی اور اس سے پچھلی term میں بھی اٹھایا گیا تھا۔ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ ہمارے موجودہ ایوان میں پریس گیلری کی capacity بڑی کم ہے اور مہمانوں کی گیلری کا کچھ حصہ پریس کے دوستوں کو دیا ہوا ہے۔ اس حوالے سے باقاعدہ طور پر پریس گیلری کے عہدیداران کے ساتھ بیٹھ کر یہ بات ہوئی تھی۔ ان ساری چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے فیصلہ یہی ہوا تھا کہ یہ ممکن نہیں ہے کہ تمام کیمروں یا تمام چینلز کو ایوان میں یا گیلری میں جگہ دی جا سکے لیکن اس وقت ایسی modern devices موجود ہیں کہ کیمروں کو سامنے گیلری میں لائے بغیر بھی اس ایوان کی مکمل coverage ہو سکتی ہے۔ اس کا انتظام اس وقت بھی موجود ہے لیکن اس کی quality انتہائی poor ہے اس کے لئے تھوڑا سا خرچہ کرنے کی بات ہے۔ میں نے سپیکر صاحب سے بات کی تھی اور سپیکر صاحب اس بات پر تیار ہیں۔ میری پریس گیلری کے موجودہ صدر ڈوگر صاحب اور جنرل سیکرٹری نعیم بٹ صاحب سے آج بھی بات ہوئی ہے اور پچھلے اجلاس میں بھی بات ہوئی تھی۔ میں نے ان سے کہا ہے کہ آپ چونکہ اس profession سے متعلقہ ہیں۔ آپ اس میں ہمیں جو the best طریق کار ہے جس سے coverage اسی طرح ہو سکے جس طرح آپ گیلری سے کریں تو اس کی feasibility یا تجویز بنا کر ہمیں دیں۔ اس بارے میں سپیکر صاحب تیار ہیں اگر اس بجٹ کی رقم تھوڑی زیادہ ہوئی تو گورنمنٹ

بھی اس میں فنڈز مہیا کرنے کو تیار ہے۔ اس میں مثال کے طور پر باہر بھی انتظام بہتر ہو سکتا ہے۔ اب قومی اسمبلی میں انہوں نے مستقل ایک جگہ بنادی ہے جہاں تمام سیاسی لیڈر dice پر جاکر اپنی بات کرتے ہیں وہاں پر inbuilt coverage اور کیمروں اور mikes کا بھی انتظام ہے۔ اس طرح وہ معاملہ بہت بہتر انداز میں ہو جاتا ہے اس لئے یہ انتظام باہر بھی کیا جا سکتا ہے۔ وہاں جو شامیانہ ہے اگر اس شامیانے کو مزید بہتر کر دیا جائے اور خاص طور پر جب گرمیوں میں بجٹ اجلاس ہو گا جو کہ سب سے لمبا اجلاس ہو گا تو وہاں صورتحال اور خراب ہوتی ہے اس لئے اس سلسلہ میں تھوڑا غور کرنے کی ضرورت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سپیکر صاحب اسی اجلاس کے دوران اس معاملے کو بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں اٹھا لیں اور شیخ علاؤالدین صاحب اور دوسرے صاحبان بھی تشریف لے آئیں لیکن میں ان کی طرف سے اس معزز ایوان اور اپوزیشن کے دوستوں اور شیخ صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ اس بارے وہ جو بھی تجویز دیں گے اور اس کے لئے جو required funds ہوں گے وہ سیکرٹریٹ بھی اور گورنمنٹ بھی مہیا کرنے کو تیار ہے تاکہ اس معاملہ کو بہتر سے بہتر انداز میں حل کیا جا سکے۔ جہاں تک coverage کا تعلق ہے تو live coverage اس وقت بھی ہو رہی ہے لیکن اس کی quality بڑی poor ہے۔ میں شیخ صاحب کو یاد دلا دوں کہ پچھلی term میں ان کا نعرہ بازی کا ایک مکالمہ ہوا تھا تو وہ میڈیا نے باقاعدہ live چلایا تھا بلکہ کئی روز وہ چلاتے رہے تھے۔ اب میڈیا کے دوستوں کی اپنی سوچ ہے کہ انہوں نے کس چیز کو live coverage دینی ہے اور کس بات کو کتنا وقت دینا ہے اور کس کو کتنا وقت نہیں دینا۔ میں نے اس مرتبہ بھی pre-session meeting میں اپنے پریس گیلری کے دوستوں سے request کی تھی کہ جب یہاں پر کوئی ایسا عمل جو نہیں ہونا چاہئے اور اسے ہم بھی محسوس کرتے ہیں کہ وہ منفی اور غلط بات تھی نہیں ہونی چاہئے تھی تو جو coverage اس کو دی جاتی ہے تو کبھی کبھی یہاں پر جو healthy debates ہوتی ہیں یا ایسے معاملات discuss ہوتے ہیں جن کا تعلق پورے صوبہ کے عوام سے at large ہوتا ہے تو ان کو بھی اتنی اہمیت دی جائے اس لئے یہ معاملہ اسی اجلاس میں انشاء اللہ تعالیٰ حل کر لیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں راناصاحب نے تفصیلی جواب دیا ہے۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! یہ لمبی باتیں ہیں۔ یہ specific وقت بتادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ appreciate کریں انہوں نے اسی اجلاس میں حل کرنے کا کہا ہے۔ انہوں نے کہہ دیا ہے آپ بھی بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں آ جائیں وہاں شیخ صاحب بھی ہوں گے۔ رانا صاحب نے بات کر دی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ صرف ایک بات کر لیں اور آج سندھ اسمبلی کی کارروائی خود دیکھیں کہ کتنی دیر تک prime time میں دکھاتے ہیں۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ جو لوگ باہر سیڑھیوں پر اور شامیانے کے نیچے بیٹھے ہیں، میں ان کے لئے جگہ کا انتظام کرا دیتا ہوں ان کو عزت سے اتنی جگہ دے دیں اور اب ایسے کیمرے آ گئے ہیں جو بہت چھوٹے سائز کے ہیں کہ یہاں پچاس چینلز آ سکتے ہیں۔ میں دعوے سے یہ کہہ رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ یہی تجویز کمیٹی میں دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری عرض تو سن لیں۔ آپ پرائیویٹ چینلز کو صرف یہ کہہ دیں کہ آپ اندر آ کر coverage لے لیں۔ اس سے ہمارے ایوان کی بہتری ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! میں آپ سے یہی بات کہہ رہا ہوں اور رانا صاحب نے بھی یہی بات کی ہے کہ اسی اجلاس میں آپ سپیکر صاحب کے ساتھ یا میں ہوا تو میرے ساتھ بیٹھ کر میٹنگ کر کے اس کا راستہ نکال لیں گے۔ اسی اجلاس میں ہو جائے گا۔

تحاریک التوائے کار

(---جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 653/13 چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب، سردار وقاص حسن مؤکل صاحب اور محترمہ باسمہ چودھری صاحبہ کی طرف سے ہے۔ یہ پڑھی جا چکی ہے اس کا جواب آنا تھا۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

لاہور، جی او آر۔IV خوشنما کے گراؤنڈ فلور کے رہائشیوں کی انکروچمنٹ سے دیگر الاٹیوں کو مشکلات کا سامنا

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): عرض یہ ہے کہ 2008 میں سب ڈویژنل آفیسر بلڈنگ، جی او آر (IV) کی نشاندہی پر چیئرمین، ٹاسک فورس جناب طفیل صدیقی صاحب نے موقع معائنہ کیا تھا۔ ان کی رپورٹ کی روشنی میں ایسے الاٹیز جنہوں نے اپنے گھروں کے باہر تجاوزات کی ہوئی تھیں ان کو اسٹیٹ آفس کی طرف سے مذکورہ تجاوزات ختم کرنے کے نوٹس جاری کئے گئے تھے اور متعدد تجاوزات موقع پر ہی ختم کر دی گئی تھیں۔ نیز ایسی کسی بھی نشاندہی پر Enforcement Cell, Estate Office, کے ذریعے تجاوزات کا جائزہ لے کر قانون کے مطابق کارروائی کی جاتی ہے اور یہ وقتاً فوقتاً جاری رہتی ہے۔ تاہم ایڈیشنل چیف سیکرٹری صاحب کی ہدایت پر Estate Officer نے دوبارہ موقع کا معائنہ کیا ہے اور موقع پر موجود تجاوزات کو گرانے کے لئے قانونی کارروائی عملی طور پر وہاں موقع پر جاری رہتی ہے ایسی کوئی شکایات آرہی ہیں ساتھ ہی تجاوزات کے خلاف کارروائی کی جارہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس تحریک کا تفصیلی جواب آگیا ہے لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 904/13 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ اس کا جواب آنا تھا کیونکہ یہ پڑھی جا چکی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اس کے بارے میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! میرا خیال ہے کہ آپ اس کا جواب سن لیں۔ اس کو رہنے دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کیا ایسا بھی ہوتا ہے کہ جواب کچھ اور ہی آجائے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! وہ میں correct کر لوں گا آپ اس کی فکر نہ کریں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! 904/13 کا جواب دیں۔

گجرات شہر، محکمہ اور ٹی ایم اے کے غیر ذمہ دارانہ عمل کی وجہ سے پینے کے پانی کے منصوبہ سے محروم

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! بڑی مہربانی۔ یہ درست ہے کہ واٹر سپلائی سکیم گجرات کا تخمینہ لاگت 684.050 ملین روپے 10-02-2009 کو منظور ہوا تھا۔ حکومت پنجاب کی طرف سے 09-2008 سے لے کر 14-2013 تک صرف 319.456 ملین فنڈز جاری کئے گئے ہیں جو کہ تخمینہ لاگت کا 47 فیصد بنتے ہیں اور اب اس منصوبہ کا revised تخمینہ لاگت جو کہ NESPAK بحیثیت Resident Consultant تیار کر رہا ہے تقریباً ایک ارب روپے تک پہنچ جائے گا۔ اس منصوبہ کے estimate کے مطابق مکمل ہونے کی میعاد ڈیڑھ سال تھی اس لئے منصوبہ کا تقریباً ایک ارب تک پہنچنا مطلوبہ فنڈز کی بروقت فراہمی کا نہ ہونا اور مارکیٹ میں قیمتوں کا بے پناہ اضافہ ہے۔ 17 واٹر ٹینکس میں سے 2 عدد ٹینکس (ایک لاکھ گیلن) بالترتیب زمیندار کالج اور سائنس کالج میں مکمل ہو چکے ہیں اور ٹی ایم اے گجرات کے زیر استعمال ہیں جبکہ عنایت پارک میں ٹینک 95 فیصد اور غازی کھوکھر میں 20 فیصد مکمل ہو چکا ہے۔ عنایت پارک کا ٹینک 31-مارچ 2014 تک فنکشنل ہو جائے گا۔ باقی 13 عدد واٹر ٹینکس مطلوبہ فنڈز کی دستیابی کے ساتھ شروع کر دیئے جائیں گے۔ یہ درست نہ ہے کہ زیر زمین سپلائی لائنز ابھی تک شروع نہیں ہو سکی بلکہ 7,84,712 فٹ پائپ لائنز میں سے 3,40,867 فٹ پائپ لائنز مکمل ہو چکی ہے اور ٹی ایم اے گجرات کے زیر استعمال ہے اور لوگوں کو صاف پانی مہیا کیا جا رہا ہے۔ سترہ ٹیوب ویلز میں سے آٹھ عدد ٹیوب ویلز ٹی ایم اے کے زیر استعمال ہیں جن میں سے چھ عدد ٹی ایم اے جرات کو handover کر دیئے گئے ہیں اور ایک عدد ٹیوب ویل کے چارج پیپر handingover کے لئے ٹی ایم اے گجرات کے پاس جمع ہیں مزید تین عدد ٹیوب ویلز جن کے بجلی کے کنکشن مطلوب ہیں جس کے لئے واپڈا کو ادائیگی کی جا چکی ہے، 31-03-14 تک functional کر دیئے جائیں گے اور باقی چھ عدد ٹیوب ویلز 30-06-14 تک functional کر دیئے جائیں گے اور انشاء اللہ حکومت پنجاب اس سلسلے میں فنڈز مہیا کر رہی ہے، یہ کام جلد ہی مکمل ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! مبارک ہو کہ شیخ علاؤالدین صاحب آپ کے جواب سے مطمئن ہیں۔ شیخ صاحب کہیں next کی تیاری میں تو نہیں ہیں۔ next بھی ان ہی کی ہے۔ شیخ صاحب! ذرا مطمئن ہو جائیں، موڈ ان کا اچھا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 908 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! شکریہ۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میری اس تحریک کا جواب ہیلتھ منسٹر دیں یا پارلیمانی سیکرٹری ہیلتھ دیں۔ آپ دیکھ لیں یہ کتنا اہم issue ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ ان کا جواب تو سن لیں، شاید آپ مطمئن ہو جائیں جیسے پہلے بھی ہو گئے تھے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اپنے گھر یا بزنس کا خود ہی جواب دے سکتا ہوں یہ تو نہیں دے سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ ان کا جواب تو سن لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ اس کو pending کر دیں، کوئی بات نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ ان کی بات تو سن لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں جب اس پر cross question کروں گا تو کیا یہ جواب دیں گے، اگر نہیں دیں گے تو کیا آپ ان کو fine کریں گے؟ اگر آپ fine نہیں کریں گے تو پھر اس کو pending کر دیں۔ میں آپ کو خود کہہ رہا ہوں بڑی simple بات ہے آپ اس کو pending کر دیں لیکن آپ ہیلتھ منسٹر یا پارلیمانی سیکرٹری کو بلائیں کیونکہ شیخ زید ہسپتال کا مسئلہ ہے وہ جواب دے دیں۔ میں خود کہہ رہا ہوں کہ اس کو pending کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! ان کا جواب تو سن لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پھر میں اس پر cross question کروں گا پھر آپ کہیں گے کہ میرا موڈ ٹھیک نہیں ہے اس لئے متعلقہ سیکرٹری اس کا جواب دے۔ میں نے بارہا گزارش کی ہے کہ وہ میرے لئے بہت محترم ہیں میں ان کی بہت عزت کرتا ہوں لیکن جو متعلقہ صاحب ہیں وہ آئیں تو سہی کیونکہ یہ ان کے محکمے کا مسئلہ ہے وہ آ کر بتائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! ظاہر ہے کہ ڈیپارٹمنٹ نے جواب بھیجا ہے اور محکمے نے ہی جواب بھیجا ہوگا اگر اس میں کچھ غلط ہو تب آپ بات کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری عرض یہ ہے کہ جس محکمے کا منسٹر یا پارلیمانی سیکرٹری ہے وہ اسی مرض کی دوا ہے اور کس مرض کی دوا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! House rules میں یہ کہیں نہیں لکھا آپ نے اس پر voting کروانی ہے، آپ ان سے جواب نہیں لینا چاہتے، بات یہ ہے کہ یہ ایک practice چل رہی ہے اور یہ rules میں کہیں نہیں ہے کیونکہ یہ عوام کے important issues ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہی عرض کر رہا ہوں۔ آپ ایک کام کریں کہ آپ اس کو pending کر دیں میں rules میں ثابت کر دوں گا gist یہ کہتا ہے rules اور condition کے جو essences ہیں وہ یہ ہیں کہ متعلقہ منسٹر جواب دے تاکہ اس کو پتا ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! اس پر voting کروالیں اگر 63 ممبر آپ کے ساتھ ہو جاتے ہیں تو پھر یہ take up ہو جائے گی۔ اس کو next session تک کے لئے pending کرتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 917/13 محترمہ راحیلہ انور صاحبہ، ڈاکٹر مراد راس صاحب اور محترمہ شنیلا رُوت صاحبہ کی طرف سے ہے۔ میرے خیال میں یہ پڑھی جا چکی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا request ہے کہ اس کو next session تک pending فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 918/13 میاں محمد اسلم اقبال صاحب، ڈاکٹر مراد راس صاحب اور محترمہ سعدیہ سہیل رانا صاحبہ کی طرف سے ہے جو پڑھی جا چکی ہے۔ کیا اس کا جواب آ گیا ہے؟

ایل او ایس سے ملتان روڈ کی تعمیر کے نقشے اور منصوبے کو تبدیل کرنے سے لوگوں کو شدید پریشانی کا سامنا

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس کا جواب آگیا ہے۔ ترقیاتی ادارہ لاہور نے LOS فیروزپور روڈ تا ملتان روڈ نالے کے ساتھ سڑک کی بحالی اور بہتری کا کام مورخہ 7-6-2013 کو شروع کیا۔ کام ابھی ابتدائی مراحل میں تھا کہ خادمِ اعلیٰ پنجاب نے لاہور کے اندر موجودہ ٹریفک اور علاقے کے مکینوں کے دیرینہ مسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے اس سڑک کو مثالی رابطہ سڑک بنانے کے احکامات جاری کئے۔ اس حکم کے بعد محکمہ نے سڑک کو نئے سرے سے ڈیزائن کرنے اور اہم رابطہ سڑک بنانے کے لئے نیسپاک کو ڈیزائن کے لئے مقرر کیا جنہوں نے اس کو عالمی معیار کے مطابق مستقبل کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے اور گندے نالے کے تعفن ماحول کو ایک خوبصورت شاہراہ میں تبدیل کرنے کے لئے کام شروع کیا۔ محکمہ نے مذکورہ بالا سڑک کا خاکہ تمام ضروری وضاحتوں کے ساتھ اتھارٹی کے سامنے رکھا جس میں کشادہ دورویہ سڑک کی تعمیر، فٹ پاتھ، تمام سروسز کی بحالی، بہتری اور سٹریٹ لائٹس کا انتظام کیا گیا تھا۔ یہ سڑک اس وقت زیر تعمیر ہے اور اس کے منظور شدہ تصریحات کے مطابق کچھ زمین درکار ہے۔ بہت غور و خوض اور سروے کے بعد کم از کم جگہ acquire کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ موقع پر موجودہ سڑک کی چوڑائی ساٹھ سے سو فُٹ کے درمیان تھی جبکہ سڑک منظور شدہ منصوبے کے مطابق ایک سو آٹھ یعنی تینتیس میٹر چوڑائی درکار ہے۔ مذکورہ زمین کے land acquire کرنے کے لئے قانون کے مطابق زمین کی قیمت اور ڈھانچہ کے معاوضہ کی تمام رقم متعلقہ شعبہ LAC کے پاس جمع کروادی گئی ہے۔ کل ستائیس کنال چھ مرلے ایک سو چھیانوے فُٹ زمین حاصل کی گئی ہے، کل ایک سو اٹھائیس گھروں یا دکانوں کو جزوی طور پر مسمار کیا گیا ہے جن میں سے اکسٹھ متاثرین اپنا معاوضہ حاصل کر چکے ہیں اور باقی اس عمل سے گزر رہے ہیں۔ مذکورہ بالا زمین کے حصول میں حائل قانونی رکاوٹوں اور موقع پر موجود دیگر کئی مسائل کے باوجود انشاءاللہ اپریل 2014 کے آخر تک کام مکمل ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جواب آگیا ہے لہذا یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ جو جواب آیا ہے اس میں پورے لاہور کے اندر شور مچا ہوا ہے اور لوگ دربدر کی ٹھوکریں کھاتے پھر رہے ہیں۔ میں نے خود ذاتی طور پر TEEPA کے سربراہ اصرار سعید سے دو دفعہ بات کی ہے۔

(اذانِ عشاء)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں صاحب! آپ کوئی بات کر رہے تھے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ میٹرو بس کو چلے ایک سال ہو گیا ہے لیکن سینکڑوں لوگ جن کی زمینیں فیروز پور روڈ اور میٹرو بس کے لئے boundary میں آئیں ابھی تک انہیں payments نہیں ہوئیں۔ سمن آباد میں گندے نالے کے دائیں بائیں انہوں نے جو جگہ لی ہے اس کی acquisition کے حوالے سے جو لوگ process میں ہیں وہ دربدر کی ٹھوکریں کھاتے پھر رہے ہیں اور کوئی پُرسانِ حال نہیں ہے۔ ایک تو جو قیمت دی جا رہی ہے وہ بھی میرے خیال میں مارکیٹ ریٹ سے کہیں کم ہے۔ اب سات لاکھ روپے مرلہ کے حساب سے پونچھ روڈ پر جو جگہ acquire کی جا رہی ہے کوئی آدمی بھی اس پر مطمئن نہیں ہے۔ اسی طرح 6 لاکھ 40 ہزار روپے مرلہ دی جا رہی ہے اور بعض جگہ پر سات لاکھ روپے ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ لاہور کے اندر فیروز پور روڈ پر پچھلے دو ماہ سے احتجاج کا سلسلہ جاری ہے، لوگوں نے دھرنے دیئے ہیں، احتجاجی کیمپ لگائے ہیں اور بادامی باغ میں بھی یہی سلسلہ ہے۔ اب سمن آباد موڑ پر بھی یہی سلسلہ چل رہا ہے۔ میں ذاتی طور پر TEEPA کے ہیڈ کے پاس ملنے کے لئے گیا اور ان سے بھی بات کی لیکن کسی جگہ کوئی proper شنوائی نہیں ہے۔ پٹواریوں، قانون گو اور تحصیلداروں کے چکر میں لوگ خوار ہو گئے ہیں۔ ایک تو لوگوں کے روزگار تباہ ہو گئے ہیں یعنی جس بندے کی بیس فٹ دکان لے لی اس کی پوری زندگی ہی اندھیری ہو گئی کیونکہ پیچھے والا front پر آ گیا۔ آج کل ویسے ہی دس بیس لاکھ روپے سے کوئی کاروبار نہیں ہوتا۔ اس بندے کی اگر ایک کروڑ روپے کی دکان تھی تو اس کو دس یا پندرہ لاکھ روپے دے دیں گے تو ساری زندگی فاقہ مستی اس کے مقدر میں آ جائے گی لہٰذا لاء منسٹر صاحب بھی یہاں بیٹھے ہیں تو میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ ان لوگوں کے لئے فوری انصاف کا حصول ممکن ہو اور ان کی جائز compensation انہیں مل سکے تاکہ وہ جو دربدر کی ٹھوکریں کھاتے پھر رہے ہیں اس سے اُن کو چھٹکارا مل سکے۔ جس طرح میں نے میٹرو بس کا ذکر کیا تو فیروز پور روڈ کے کئی cases بطور اپوزیشن لیڈر ہمارے پاس آتے ہیں کہ اس کی compensation ہمیں ابھی تک نہیں ملی جبکہ یہ ہماری فردیں اور نقشے ہیں۔ ایک افسر دوسرے

پر اور دوسرا تیسرے پر یعنی افسران اس طرح ٹال مٹول سے کام لے رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں یہ آپ اچھا کام کر رہے ہیں وہاں اس سے اُن ہزاروں خاندانوں کا مستقبل برباد ہو رہا ہے۔ خدارا اس کے لئے کوئی ایسا shortراستہ اختیار کریں کہ لوگوں کو ان کی پراپرٹی کی جائز قیمت مل سکے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں نے مختصر سی بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ یہ کشمیری طلباء کے حوالے سے ایک قرارداد ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کو آپ جمع کروادیں کیونکہ ابھی تک اس پر کوئی فیصلہ نہیں ہو سکا۔ آپ جمع کروا دیں اس کو دیکھ لیتے ہیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! یہ بہت اہم قرارداد کشمیری طلباء کے بارے میں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وٹو صاحب! آپ اسے اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کروا دیں، میں اس کو دیکھ لیتا ہوں۔ جی، میاں صاحب! آپ کوئی بات کرنا چاہ رہے تھے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں اس پر گزارش کرنا چاہ رہا تھا کہ فیروزپور روڈ سے LOS تک جہاں پر یہ سڑک بن رہی ہے وہ میرے حلقہ پی پی۔148 میں آتی ہے۔ میاں صاحب نے جس طرح بات کی ہے تو میں آپ کے توسط سے لاء منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ جو انہوں نے باتیں کی ہیں kindlyان کو ذرا دیکھا جائے۔ ان لوگوں کو آپ نے پٹواریوں اور تحصیلداروں کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا ہے۔ آپ یقین مانیں کہ میں نے بھی ان کے لئے بے انتہا کوشش کی ہے لیکن اس کے باوجود ان کا جائز مسئلہ حل نہیں ہو رہا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پٹواریوں اور تحصیلداروں نے اپنے middlemanچھوڑے ہوئے ہیں جو اُن کو کوئی پیسے دیتا ہے اس کا کیس settle ہو جاتا ہے لیکن جو پیسے نہیں دیتا اُس کا کیس settle نہیں ہوتا بلکہ وہ خوار ہو رہا ہے۔ اس میں تھوڑی سی مہربانی کریں کیونکہ ہم کوئی point scoring نہیں کرنا چاہ رہے بلکہ صرف یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ ان کو اُن کا جائز حق مل جائے۔ ایک تو وہ لوگ تیس، چالیس یا پچاس سال سے بیٹھے ہوئے تھے اُن کا روزگار بالکل برباد ہو گیا۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ آپ اُن کو رقم کیا دے رہے ہیں؟ وہاں پر ایک آریہ نگر علاقہ ہے جہاں پر دس لاکھ روپے فی مرلہ جگہ ہے اس سے کم نہیں ہے۔ یہ آریہ نگر شادمان کی طرح

ہمارے علاقے کا مہنگا ترین علاقہ ہے لیکن اُن کو آپ نے صرف 2لاکھ 80ہزار روپیہ دیا ہے۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ وہ کدھر جائیں گے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اس کے باوجود انہیں رقم بھی نہیں مل رہی۔ گزارش یہ ہے کہ concernاتھارٹی کو direction دی جائے کہ ان لوگوں کا جو جائز حق بنتا ہے وہ انہیں دے دیا جائے تاکہ انہیں اپنا کوئی متبادل روزگار مل جائے اور معاملہ settle ہو جائے۔ ہم یہ نہیں چاہتے کہ ہم اُن کے ساتھ سڑکوں پر بیٹھے ہوں، ٹریفک بلاک کر کے احتجاج کر رہے ہوں پھر وہاں پر کوئی آفیسر آئے اور assurance دے۔ جب ہمارے پاس ایک اسمبلی فورم ہے تو کیوں نہ اس اسمبلی سے متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کو direction جائے کہ اتنے دنوں میں تمام cases کو wind up کر کے رپورٹ کی جائے تو بات ختم ہو جائے گی۔ میری یہ چھوٹی سی request ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب کے notice میں یہ بات آ گئی ہے۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میری بھی گزارش سن لیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس کا جواب لاء منسٹر صاحب دینا چاہ رہے ہیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! ہر معاملے پر رانا صاحب مخالفت کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! لاء منسٹر صاحب پہلے بات کر لیں پھر آپ کی بات پر آ جاتے ہیں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میں ان کے رویے کے خلاف احتجاج کرتا ہوں کیونکہ میں جو قرارداد لانا چاہ رہا ہوں وہ یہ ہے کہ کشمیری طلباء کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے لیکن میں کوئی غلط بات تو نہیں کر رہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ کو کسی نے نہیں کہا۔ آپ اپنی قرارداد جمع کروادیں ہم rules کے مطابق اس کو اگلے سیشن میں لے لیتے ہیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! جب آپ نے کہہ دیا ہے تو پھر رانا صاحب کیوں مخالفت کر رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے آپ سے نہیں کہا بلکہ میں نے کہا تھا کہ آپ اور رانا صاحب اکٹھے ہی اگر لانا چاہتے ہیں تو لے آئیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: یہ کیوں مخالفت کرتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: No, No میں نے بالکل یہ نہیں کہا۔ میاں صاحب! آپ یہ جمع کرا دیں اس کو دیکھ لیتے ہیں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! رانا صاحب کیوں مخالفت کرتے ہیں اور میری ہر بات پر "ناں ناں" کیوں کرتے ہیں؟ میں آپ کے اجلاس کا بائیکاٹ کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ ایسے نہ کریں۔ جی، لاء منسٹر صاحب! آپ کوئی بات کرنا چاہ رہے تھے۔

(اس مرحلہ پر میاں خرم جہانگیر وٹو احتجاجاً بائیکاٹ کرکے ایوان سے باہر چلے گئے)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! وٹو صاحب نے یہ طے کر رکھا تھا کہ وہ کشمیری طلباء کے متعلق بات کر کے بائیکاٹ کریں گے تاکہ اُن کو proper coverage مل سکے۔ حالانکہ میں نے اُن سے یہ عرض کیا تھا کہ یہ قرارداد جو آپ ہاتھ میں پکڑ کر پھر رہے ہیں اس کو سیکرٹریٹ آفس میں جمع کروائیں کیونکہ اس کی فائل تیار ہونی ہوتی ہے جس کے بعد آپ کے سامنے آتی ہے۔ جس طرح بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں یہ طے ہو چکا ہوا ہے کہ اپوزیشن لیڈر صاحب، دوسرے پارلیمانی لیڈران اور لاء منسٹر کے درمیان اگر اتفاق ہو تو پھر قرارداد out of turn لائی جا سکتی ہے ورنہ وہ routine میں ہی لائی جائے۔ جو بات لیڈر آف دی اپوزیشن اور اس کے بعد میاں اسلم اقبال صاحب نے کی ہے، یہ ٹھیک ہے کہ اس ایوان سے یہ direction جانی چاہئے کہ متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کے لوگ، جن لوگوں کی حق رسی ہوئی ہے یا ان کی جو بھی رقم بنتی ہے فوری طور پر دیں لیکن میں خود اس بات کا عینی شاہد ہوں کہ public purpose کے لئے جو جگہ ہے وہ حکومتیں ہمیشہ for public purpose جو ہے وہ acquire کرتی ہیں۔ اس میں جہاں تک rate کا تعلق ہے rate تو ایک فارمولا ہے جسے کئی دفعہ اعلیٰ عدالتوں میں بھی چیلنج کیا گیا ہے لیکن بہر حال اس کے متعلق یہی سمجھا گیا ہے کہ وہ مناسب ہے اور درست ہے۔ قیمت کا تعین تو خیر اس کے مطابق ہوتا ہے لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ بعض جگہ پر ملکیت کے اور "اور" قسم کے لوگوں کے آپس میں ایک ہی

جگہ کی ملکیت کا میں بھی claim کر رہا ہوں اور کوئی اور صاحب بھی کر رہے ہیں تو اس طرح کے issues ہیں۔ باقی اس معاملے میں وزیراعلیٰ صاحب نے خود اتنی زیادہ توجہ دی ہے کہ خود ہر چیز کی monitoring کی ہے کہ کسی بھی آدمی کا جو بھی حق بنتا ہے وہ زیادہ ہے یا کم ہے، جو اس کا قانون کے مطابق حق بنتا ہے اسے فوری طور پر ملے۔ اگر لیڈر آف دی اپوزیشن کے پاس یا میاں اسلم اقبال صاحب کے پاس کوئی چند cases ہیں کیونکہ اکثریت settle ہو چکی ہے اور اپنی رقوم وصول کر چکے ہیں جس کا departments کے پاس ریکارڈ ہے۔ اگر ان کے پاس کچھ cases ایسے ہیں اور ان میں otherwise کوئی litigation کا عنصر نہیں ہے تو میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ ان لوگوں کو بلا لیں یا ان کے cases کو collect کر لیں۔ متعلقہ ڈیپارٹمنٹ اگر ایل ڈی اے ہے تو ڈی جی ایل ڈی اے، اگر ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ہے تو ڈی سی او، پٹواری اور تحصیلدار کا تو کوئی چکر ہی نہیں ہے، جس دن یہ کہیں گے وہ cases دیں۔ اس کے اوپر وہ اپنا جواب تیار کریں، ان کے ساتھ بیٹھ کر جس کا جو جائز حق بنتا ہے بالکل اسے فوری طور پر ملنا چاہئے اور انشاء اللہ تعالیٰ لے کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

راولپنڈی میٹرو بس کے منصوبے پر عوام الناس کے تحفظات

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! جس طرح کہ میٹرو بس کا عذاب لاہور پر نازل ہو چکا ہے اور یہ بھگت رہے ہیں اور ہم بھگتنے جا رہے ہیں۔ اسی طرح اس معزز ایوان کے توسط سے میں حکومت کی توجہ دلانا چاہوں گا کہ حکومت راولپنڈی میں بھی میٹرو بس سروس شروع کرنے جا رہی ہے تو اس بارے میں راولپنڈی کے عوام میں سخت تحفظات پائے جاتے ہیں، مری روڈ کے دکاندار، مری روڈ کے تعلیمی اداروں کے طالب علم، مریض غرض کہ شعبہ زندگی کے ہر مکاتب فکر کے لوگ اس میٹرو بس سروس کے خلاف ہیں۔ راولپنڈی کے عوام یہ سمجھتے ہیں کہ یہ میٹرو بس سروس عوام کے لئے

نہیں بلکہ حکومت اپنے interest میں اور اپنے کاروباری اور ذاتی مفاد کو حاصل کرنے کے لئے بنا رہی ہے اور اس کی چند مثالیں ابھی سے آنا شروع ہو گئی ہیں۔ اس میٹرو بس سروس کے لئے مریڑ چوک سے لے کر فیض آباد تک جو کھمبے ہٹانے تھے وہ 125 کے قریب تھے جن کا ٹھیکہ دو کروڑ 36 لاکھ روپے میں دیا گیا ہے۔ وہاں لیاقت باغ میں ایک سہولت بازار لگانے کے اخراجات دو کروڑ 70 لاکھ روپے آئے تھے اور اس سہولت بازار کو وہاں سے ہٹانے کے اخراجات دو کروڑ 50 لاکھ روپے آئے ہیں۔۔۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ زبانی کلامی کرپشن کا الزام لگا رہے ہیں اگر ان کے پاس کوئی ثبوت ہے تو یہ تحریری طور پر لے کر آئیں۔ میٹرو بس لاہور کے منصوبے کے متعلق کہا گیا کہ اس پر 72-ارب روپے خرچ ہو رہے ہیں پھر اس پر 90-ارب روپے خرچ ہو رہے ہیں۔ پنجاب حکومت نے پہلے دن سے یہ مؤقف دیا تھا کہ یہ منصوبہ 30 بلین روپے سے نیچے نیچے مکمل ہو گا۔ اب جب وہ مکمل ہوا ہے تو وہ سب خاموش ہو گئے ہیں جو کوئی 70-ارب روپے کہہ رہا تھا اور کوئی 90-ارب روپے کہہ رہا تھا۔ یہ 30-ارب روپے کی investment سے منصوبہ بنا ہے۔ ایک لاکھ 74 ہزار لوگ اس منصوبے پر روزانہ سفر کر رہے ہیں اور تمام وہ لوگ ہیں، بس میں وہی آدمی بیٹھتا ہے جس کے پاس اپنی گاڑی نہیں ہے یا شاید اس کے پاس اپنا موٹر سائیکل بھی نہ ہو اور ایک لاکھ 74 ہزار لوگ اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ پورے دعوے سے کہتا ہوں اور میری یہ بات آج معزز ایوان نوٹ کر لے کہ راولپنڈی اور اسلام آباد کا میٹرو بس کا جو منصوبہ ہے وہ لاہور کے منصوبے سے زیادہ کامیاب ہو گا۔ اگر لاہور کے منصوبے پر سفر کرنے والے لوگوں کا ریکارڈ نہ ٹوٹا تو جو سزا یہ کہیں میں لینے کو تیار ہوں۔ باقی بات یہ ہے کہ یہ ٹھیکہ کس کو دے دیا، وہ کس کو دے دیا، وہ کتنے میں دے دیا تو میں کہتا ہوں کہ اس قسم کا کوئی بھی معاملہ ہو، یہ پنجاب حکومت کا under the governance and leadership of Mian Muhammad Shahbaz Sharif یہ عزم ہے اور یہ اعلان ہے کہ ہمارا ہر کام on merit ہو گا اور transparent ہو گا۔ اگر یہ کہتے ہیں کہ یہ غلط دیا گیا ہے یہ صحیح نہیں دیا گیا تو یہ in black & white لائیں۔ میں انہیں ان کی بات کا بالکل جواب دوں گا لیکن اب یہ زبانی کلامی اٹھ کر یہاں پر دس باتیں کریں اور اس کے بعد میرے پاس of hand مجھے تو یہ نہیں پتا کہ وہاں پر کتنے پول ہیں، ان کا ٹھیکہ کسے دیا گیا ہے؟ اگر اس work کی میرے پاس detail موجود ہو تو میں یہ کہہ سکوں

گا کہ بھئی ٹھیکے کی یہ رقم ٹھیک ہے۔ اگر میرے پاس detail ہی موجود نہیں ہے اور یہ detail نہیں دے رہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح سے allegation لگانے کا طریقہ درست نہیں ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میری پوری بات سن لی جائے کیونکہ میرے پاس ثبوت ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عباسی صاحب! ایسے نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ اب detail میں بات ہو گئی ہے اور آپ کے پاس کوئی ثبوت ہیں تو وہ تحریری طور پر انہیں دے دیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میرے سخت تحفظات ہیں اور یہ باتیں نہیں عوام کے مسائل ہیں۔۔۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ سرکاری کارروائی شروع کرنے کا اعلان کر چکے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں اعلان کر چکا ہوں اور میں اسی پر آ رہا ہوں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سرکاری کارروائی مکمل ہو تو پھر اس کے بعد یہ بیٹھیں۔ اگر انہوں نے اسی طرح سے بات کرنی ہے تو پھر اسی طرح سے جواب دے دیں گے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ ہماری زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ میری پوری بات کیوں نہیں سنی گئی اور میں ثبوت کے ساتھ بات کر رہا ہوں۔ اگر میری بات نہ سنی۔۔۔

سرکاری کارروائی

ہنگامی قانون

(جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔ The Punjab Public Private Partnership Ordinance 2014.

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اگر آپ نے ہماری بات نہ سنی تو پھر میں واک آؤٹ کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عباسی صاحب! نہیں، یہ بات نہیں ہے بلکہ میں نے آپ کی بات سنی ہے۔اگر عباسی صاحب کو کوئی problem ہے تو میاں محمد اسلم اقبال صاحب اور اپوزیشن لیڈر صاحب کے ساتھ جا کر لاء منسٹر صاحب سے مل لیں۔کوئی بھی problem ہے تو evidence کے ساتھ انہیں دیں اور بات کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! مجھے بات کرنے دی جائے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بات یہ ہے کہ میں اعلان کر چکا ہوں اس لئے آپ تشریف رکھیں، میں اس کے بعد آپ کو موقع دوں گا۔

ہنگامی قانون پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ پنجاب مجریہ 2014

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Punjab Public Private Partnership Ordinance 2014.

DEPUTY SPEAKER: The Punjab Public Private Partnership Ordinance 2014 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under Rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997. It is referred to the Standing Committee on the Planning and Development with the direction to submit its report within one month.

کورم کی نشاندہی

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کورم کی نشان دہی کی گئی ہے۔گنتی کی جائے۔(گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔(گنتی کی گئی)

جی، کورم پورا نہ ہے اس لئے اب اجلاس 8۔مارچ 2014 بروز ہفتہ 2:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

94

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،8-مارچ2014

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سوالات

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون پر غوروخوض اوراس کی منظوری

مسودہ قانون خواتین کی مناسب نمائندگی پنجاب 2014 (مسودہ قانون نمبر4 بابت2014)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون خواتین کی مناسب نمائندگی پنجاب 2014 پر فوری غوروخوض کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ95اور کسی دیگر متعلقہ قاعدہ کی مقتضیات متذکرہ قواعد کے قاعدہ234کے تحت معطل کی جائیں۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون خواتین کی مناسب نمائندگی پنجاب2014، کوفی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون خواتین کی مناسب نمائندگی پنجاب 2014 منظور کیا جائے۔

96

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا ساتواں اجلاس

ہفتہ، 8-مارچ 2014

(یوم السبت، 6- جمادی الاوّل 1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 5 بج کر 10 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يَٰٓأَيُّهَا ٱلۡإِنسَٰنُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ ٱلۡكَرِيمِ ﴿٦﴾ ٱلَّذِي خَلَقَكَ
فَسَوَّىٰكَ فَعَدَلَكَ ﴿٧﴾ فِيٓ أَيِّ صُورَةٖ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ﴿٨﴾ كَلَّا
بَلۡ تُكَذِّبُونَ بِٱلدِّينِ ﴿٩﴾ وَإِنَّ عَلَيۡكُمۡ لَحَٰفِظِينَ ﴿١٠﴾ كِرَامٗا
كَٰتِبِينَ ﴿١١﴾ يَعۡلَمُونَ مَا تَفۡعَلُونَ ﴿١٢﴾ إِنَّ ٱلۡأَبۡرَارَ لَفِي نَعِيمٖ ﴿١٣﴾
وَإِنَّ ٱلۡفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٖ ﴿١٤﴾ يَصۡلَوۡنَهَا يَوۡمَ ٱلدِّينِ ﴿١٥﴾ وَمَا هُمۡ
عَنۡهَا بِغَآئِبِينَ ﴿١٦﴾ وَمَآ أَدۡرَىٰكَ مَا يَوۡمُ ٱلدِّينِ ﴿١٧﴾ ثُمَّ مَآ أَدۡرَىٰكَ
مَا يَوۡمُ ٱلدِّينِ ﴿١٨﴾ يَوۡمَ لَا تَمۡلِكُ نَفۡسٞ لِّنَفۡسٖ شَيۡـٔٗاۖ
وَٱلۡأَمۡرُ يَوۡمَئِذٖ لِّلَّهِ ﴿١٩﴾

سورۃ الانفِطار آیات 6 تا 19

اے انسان تجھ کو اپنے پروردگارِ کرم گستر کے باب میں کس چیز نے دھوکا دیا؟(6)(وہی تو ہے) جس نے تجھے بنایا اور (تیرے اعضاء کو) ٹھیک کیا اور (تیرے قامت کو) معتدل رکھا (7) اور جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیا (8) مگر ہیہات تم لوگ جزاء کو جھٹلاتے ہو (9) حالانکہ تم پر نگہبان مقرر ہیں (10) عالی قدر (تمہاری باتوں کے) لکھنے والے (11) جو کچھ تم کرتے ہو وہ اسے جانتے ہیں (12) بے شک نیکوکار نعمتوں (کی بہشت) میں ہوں گے۔ (13) اور بدکردار دوزخ میں (14) (یعنی) جزاء کے دن اس میں داخل ہوں گے (15) اور اس سے چھپ نہیں سکیں گے (16) اور تمہیں کیا معلوم کہ جزاء کا دن کیسا ہے؟ (17) پھر تمہیں کیا معلوم کہ جزاء کا دن کیسا ہے؟ (18) جس روز کوئی کسی کا بھلا نہ کر سکے گا اور حکم اس روز اللہ ہی کا ہوگا (19)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبولﷺ الحاج محمد علی ظہوری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبولﷺ

رحمتِ دوجہان حامیِ بے کساں شافعِ اُمتاں وہ کہاں میں کہاں
رہبر رہبراں سرورِسروراں تاج دار شہاں وہ کہاں میں کہاں
اُن کی خوشبو سے مہکے چمن در چمن تذکرے آپ کے انجمن انجمن
چاند کی چاندنی تاروں کی روشنی اُن کے رُخ سے عیاں وہ کہاں میں کہاں
مہ لقا دلِ کشاہ مجتبےٰ مُصطفےٰ رہنما پیشوا
جملہ محبوبیاں ان گنت خوبیاں ہوسکیں نہ بیاں وہ کہاں میں کہاں
عاشقوں کے لئے طور سینا بنا اُن کے قدموں سے یثرب مدینہ بنا
وہ بُلائیں مجھے یاد آئیں مجھے اُڑ کے پہنچوں وہاں وہ کہاں میں کہاں

جناب ڈپٹی سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ ایک تحریک آئی ہے جیسے وزیر قانون زیر قاعدہ 240 پیش کرنا چاہتے ہیں میں ان کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنی تحریک پیش کریں۔

مہمان خواتین کے Upper Chamber کے استعمال کی اجازت کے لئے قاعدہ 240 کے تحت تحریک

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 240 کے تحت آج مورخہ 8-مارچ 2014 کو خواتین کے عالمی دن کے موقع پر اسمبلی کے اجلاس کی کارروائی دیکھنے کے لئے معزز مہمان خواتین کو اسمبلی کا Upper Chamber استعمال کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 240 کے تحت آج مورخہ 8-مارچ 2014 کو خواتین کے عالمی دن کے موقع پر اسمبلی کے اجلاس کی کارروائی دیکھنے کے لئے معزز مہمان خواتین کو اسمبلی کا Upper Chamber استعمال کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 240 کے تحت آج مورخہ 8-مارچ 2014 کو خواتین کے عالمی دن کے موقع پر اسمبلی کے اجلاس کی کارروائی دیکھنے کے لئے معزز مہمان خواتین کو اسمبلی کا Upper Chamber استعمال کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چونکہ اسمبلی کا جو Upper Chamber ہے وہ usually ہمارے صحافی بھائیوں اور بہنوں کے زیر استعمال ہوتا ہے۔ ہم نے پریس گیلری کے صدر اور سیکرٹری صاحب سے خصوصی طور پر request کی تھی کہ آج کے دن ان معزز خواتین کو جو مختلف طبقات زندگی میں خواتین کی نمائندگی کرتی ہیں، جو خواتین کی empowerment کے لئے اور خواتین کے حالات کو بہتر کرنے کے لئے معاشرے میں ایک بھرپور کردار ادا کرتی ہیں ان کو آج اس ایوان کی کارروائی کو witness کرنے کے لئے دعوت دی گئی تھی۔ آج اسمبلی کے Upper Chamber میں بٹھانے کے لئے اسمبلی کے معزز صحافی بھائیوں، بہنوں اور پریس گیلری کے صدر و سیکرٹری صاحبان سے گزارش کی تھی کہ آج وہ پریس گیلری تک اپنی ضروریات کو پورا کریں اور یہ Upper Chamber ان معزز خواتین کے لئے آج کے دن کے لئے مختص کر دیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ آج ایجنڈے پر question hour نہیں ہے اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 919/13 محترمہ نگہت شیخ کی ہے۔ کیا یہ پڑھی جا چکی ہے؟

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! یہ پڑھی جا چکی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب ابھی تک موصول نہیں ہوا ہے لہذا اس کو next week تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس تحریک کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 920/13 بھی محترمہ نگہت شیخ کی ہے اور یہ بھی پڑھی جا چکی ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا بھی جواب نہیں آیا اس کو بھی next week تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کو بھی next week تک pending کیا جاتا ہے۔ اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔۔۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! میری یہ تحریک التوائے کار خواتین کے issue پر ہی تھی۔ میری گزارش ہو گی کہ اس کو صرف جواب تک ہی محدود نہ کیا جائے کیونکہ جہیز کی کمی کی وجہ سے خواتین کو تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور ان کو قتل کر دیا جاتا ہے۔ میری یہ تحریک التوائے کار نمبر 920/13 اسی حوالے سے تھی اور میں چاہوں گی کہ آپ خواتین کو اس پر بات کرنے کا موقع دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! ابھی تک اس کا جواب نہیں آیا جب جواب آجائے گا تو پھر اس پر انشاء اللہ بات ہو جائے گی۔ اب ہم سرکاری کارروائی لیتے ہیں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میں خواتین کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی کوئی قرارداد میرے پاس تو نہیں آئی کیا آپ نے جمع کروائی ہے؟

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! یہ میرے پاس ہے آپ مجھے اسے پیش کرنے کی اجازت دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔ اس طرح نہیں ہوتا بلکہ پہلے rules کو suspend کرنا پڑتا ہے اور وہ میرے پاس ایجنڈے پر نہیں آئی۔ میرے پاس سرکاری کارروائی ہے اس پر بعد میں بات ہو گی۔ ایک اور قواعد کی معطلی کی تحریک آئی ہے۔ وزیر ترقی خواتین محترمہ حمیدہ وحیدالدین خواتین کے عالمی دن کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک پیش کرنا چاہتی ہیں۔ وہ اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر ترقی خواتین (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے خواتین کے عالمی دن کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے خواتین کے عالمی دن کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

چونکہ اس کی مخالفت نہیں کی گئی۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے خواتین کے عالمی دن کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

خواتین کو قومی دھارے میں لانے اور پنجاب میں خواتین پارلیمانی گروپ (Women Cancus) قائم کرنے کا مطالبہ

وزیر ترقی خواتین (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان خواتین کے عالمی دن کے موقع پر بابائے قوم قائداعظم محمد علی جناحؒ کی بصیرت کی روشنی میں پاکستان کی خواتین کو معاشی، سماجی اور سیاسی شعبوں میں پاکستان کے مساوی شہری کے طور پر قومی دھارے میں لانے کے لئے اپنی بھرپور وابستگی اور حمایت کا اظہار کرتا ہے نیز یہ ایوان اس ضمن میں حکومت پنجاب کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتا ہے اور اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے تحت خواتین کے حقوق اور ترقی کے لئے صوبہ پنجاب میں خواتین پارلیمانی گروپ women caucus قائم کیا جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان خواتین کے عالمی دن کے موقع پر بابائے قوم قائداعظم محمد علی جناحؒ کی بصیرت کی روشنی میں پاکستان کی خواتین کو معاشی، سماجی اور سیاسی شعبوں

میں پاکستان کے مساوی شہری کے طور پر قومی دھارے میں لانے کے لئے اپنی بھرپور وابستگی اور حمایت کا اظہار کرتا ہے نیز یہ ایوان اس ضمن میں حکومت پنجاب کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتا ہے اور اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے تحت خواتین کے حقوق اور ترقی کے لئے صوبہ پنجاب میں خواتین پارلیمانی گروپ women caucus قائم کیا جائے۔"

اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان خواتین کے عالمی دن کے موقع پر بابائے قوم قائداعظم محمد علی جناح کی بصیرت کی روشنی میں پاکستان کی خواتین کو معاشی، سماجی اور سیاسی شعبوں میں پاکستان کے مساوی شہری کے طور پر قومی دھارے میں لانے کے لئے اپنی بھرپور وابستگی اور حمایت کا اظہار کرتا ہے نیز یہ ایوان اس ضمن میں حکومت پنجاب کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتا ہے اور اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے تحت خواتین کے حقوق اور ترقی کے لئے صوبہ پنجاب میں خواتین پارلیمانی گروپ women caucus قائم کیا جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون

(جو متعارف ہوا)

مسودہ قانون خواتین کی مناسب نمائندگی پنجاب مصدرہ 2014

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی take up کرتے ہیں۔

MR DEPUTY SPEAKER: The Punjab Fair Representation of Women Bill 2014. Minister for Law to introduce the Punjab Fair Representation of Women Bill 2014.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS/ LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I introduce the Punjab Fair Representation of Women Bill 2014.

قواعد کی معطلی کی تحریک

MR DEPUTY SPEAKER: The Punjab Fair Representation of Women Bill 2014 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997. Minister for Law may move the motion for suspension of rules.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS/ LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the requirements of rule 94, rule 95 and all other relevant rules of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be dispensed with under rule 234 of the Rules ibid, for immediate consideration of the Punjab Fair Representation of Women Bill 2014."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the requirements of rule 94, rule 95 and all other relevant rules of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be dispensed with under rule 234 of the Rules ibid, for immediate consideration of the Punjab Fair Representation of Women Bill 2014."

The motion moved and the question is:

> "That the requirements of rule 94, rule 95 and all other relevant rules of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be dispensed with under rule 234 of the Rules ibid, for immediate consideration of the Punjab Fair Representation of Women Bill 2014."

(The motion was carried.)

مسودہ قانون

(جوزیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون خواتین کی مناسب نمائندگی پنجاب مصدرہ 2014

MR DEPUTY SPEAKER: First reading starts. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS/ LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Fair Representation of Women Bill 2014 be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Fair Representation of Women Bill 2014 be taken into consideration at once."

LEADER OF OPPOSITION (Mian Mehmood-ur-Rasheed): Mr Speaker! I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، انہوں نے oppose کیا ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جناب سپیکر! اس میں ان کی طرف سے ایک amendment آئی ہے اس کو take up کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، amendment آئی ہوئی ہے میں پڑھ رہا ہوں۔

There is an amendment in this motion. The amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Siddique Khan, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah- ud-Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Khurram Shahzad, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mr Abdul

Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Khawaja Muhammad Nizam-ul-Mehmood, Rais Ibrahim, Khalil Ahmed, Makhdoom Syed Ali Akbar, Mr Faiza Ahmad Malik, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan and Mrs Baasima Chaudhary. Any mover may move it.

LEADER OF OPPOSITION (Mian Mehmood-ur-Rasheed): Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Fair Representation of Women Bill 2014 be circulated for eliciting opinion thereon by 20th September 2013."

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، 2013؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ misprint ہے لیکن 2014 ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب! فرمائیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ misprint نہیں ہے۔ انہوں نے جو original amendment move کی ہے میں نے اس کی کاپی آپ کے آفس سے حاصل کی ہے۔ جس کو اپوزیشن کے ممبران نے signatures کے ساتھ motion/amendment move کی ہے۔ اس میں یہی ہے کہ:

> That the Punjab Fair Representation of Women Bill 2014 be circulated for eliciting opinion thereon by 20th September 2013.

یہ ان کا کاغذ ہے یعنی جس motion کو signatures کے ساتھ move کی ہے اس کی یہ کاپی ہے۔

جناب سپیکر! آج خواتین کا عالمی دن ہے اور خواتین کے عالمی دن کے حوالے سے یہ ایوان legislation کرنے جا رہا ہے۔ آپ یہ دیکھ لیں کہ خواتین کی empowerment اور آزادی کی مخالفت اس وقت دنیا میں طالبان یا تحریک انصاف کر رہی ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کے طرف سے "شیم شیم" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر! آج خواتین کے عالمی دن کے موقع پر آپ یہ بات نوٹ فرمائیں، میری بہنیں بھی نوٹ فرمالیں اور آج پوری دنیا میں خواتین بھی یہ نوٹ کرلیں کہ اس دنیا میں خواتین کی آزادی کی مخالفت طالبان کر رہے ہیں یا تحریک انصاف کر رہی ہے۔۔۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!۔۔۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ مجھے اس پر بات کرنے دیں گے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں! آپ لیڈر آف دی اپوزیشن کی بات سنیں یا آپ بات کرلیں۔ ایک بندہ بات کر لے وہ کھڑے ہوئے ہیں۔ جی، میاں محمود الرشید صاحب! فرمائیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں انتہائی افسوس کے ساتھ یہ بات کرنا چاہ رہا ہوں۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، no cross talk.

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اگر لاء منسٹر اس ایک اچھے موقع پر ماحول کو پراگندہ کرنا چاہتے ہیں اور ماحول کو خراب کرنا چاہتے ہیں تو یہ ان کی صوابدید ہے۔ یہ ایک clerical mistake ہے، ہم خواتین کی empowerment کی سب سے زیادہ بات کرتے ہیں، یوتھ کی empowerment کی سب سے زیادہ بات کرتے ہیں۔۔۔ (قطع کلامیاں)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ لیڈر آف دی اپوزیشن بات کر رہے ہیں۔ ان کو دیکھیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! میں نے ان کو floor دیا ہوا ہے وہ بات کر رہے ہیں۔ (شور وغل)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ ایوان کو in order رکھیں، آپ یہ ذہن میں رکھیں کہ آج خواتین کے عالمی دن پر وزیر اعلیٰ نے آنا ہے۔ اگر آپ نے قائد حزب اختلاف کو بات نہ کرنے دی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ بات کر رہے ہیں، میں نے ان کو floor دیا ہوا ہے۔ میاں صاحب! آپ بھی ان کو بات کرنے کا موقع دے دیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ House in order کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! وہ میرا کام ہے۔ جی، آپ تشریف رکھیں تو وہ بات کریں گے۔ جی، میاں محمود الرشید صاحب! پلیز آپ بات کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں بات یہ کر رہا تھا [******] (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! no, آپ کو ایسے الفاظ زیب نہیں دیتے۔ آپ قائد حزب اختلاف ہیں انہوں نے کسی کی ذات پر بات نہیں کی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اس طرف سے باتیں کی گئی ہیں۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، کوئی بات نہیں کر رہا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آپ House in order کروائیں اور مجھے بات کرنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ ذاتیات پر بات نہ کریں۔ آپ اس Bill کے حوالے سے بات کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ تشریف رکھیں، آپ ان کی بات سنیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! ذاتیات سے ہٹ کر بات کریں۔

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک اچھے موقع پر جبکہ سارے لوگ خواتین کو empower کرنا چاہتے ہیں اور اس سلسلے میں سب سے زیادہ آواز پی ٹی آئی نے بلند کی ہے، ہم اس میں contribute کرنا چاہتے ہیں۔ اگر ہم اس بل میں ترمیم لے کر آئے ہیں تو یہ اس لئے لے کر آئے ہیں کہ ایک اچھا کام اچھے طریقے سے ہو۔ آپ یہ کام ایک بھونڈے طریقے سے کیوں کرنے جا رہے ہیں؟ آپ ایک اچھا کام کرنے جا رہے ہیں تو اس کو اچھے طریقے سے کریں اس سلسلے میں آپ اپوزیشن کو بھی onboard لیں اپوزیشن کی معزز خواتین جن کی اس سلسلے میں بہت contribution ہے، ہماری خواتین نے اس معزز ایوان میں خواتین کو empower کرنے کے لئے ہمیشہ آواز اٹھائی ہے، اسمبلی کے ایوانوں کے اندر اور باہر ہر جگہ آواز اٹھائی ہے۔ اس ترمیم میں اگر ہماری دو تین خواتین participate کر لیتی ہیں اور قائد حزب اختلاف اس میں اپنی opinion دے دیتا ہے، اس میں کوئی اچھی تجاویز لے کر آتا ہے تو آپ کو خوش آمدید کہنا چاہئے۔ آپ جو بل لا رہے ہیں ہم تو اس کو appreciate کرتے ہیں۔ اس بل کو مزید بہتر کرنے کے لئے ہماری ایک ترمیم آئی ہے جسے آپ نے take up کر لیا اسے پڑھ دیا وہ اب اس ایوان کا حصہ بن گئی اور اس پر آپ نے مجھے اب بات کرنے کی بھی اجازت دے دی۔ اس موقع پر وزیر قانون کی طرف سے اس طرح کی بات کرنا مناسب نہیں ہے جس کی وجہ سے پورے ایوان کا ماحول خراب ہو رہا ہے۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! میں اس سلسلے میں ایک چھوٹی سی بات کرنا چاہتا ہوں کہ کل بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں یہ طے ہوا تھا۔۔۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ قائد حزب اختلاف میرے لئے قابل احترام ہیں وہ مجھے وہ طریقہ بتادیں جس سے ہم اس بل کو 20۔ستمبر 2013 تک مشتہر کر سکیں۔۔۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب والا! یہ ایک clerical mistake ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ ایک clerical mistake ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ریکارڈ نکلوالیں قائد حزب اختلاف نے جو تحریک پیش کی ہے اس میں انہوں نے 2013 کہا ہے، اگر میری یہ بات غلط ہے تو پھر آپ جو مرضی فیصلہ کر دیں۔ ورنہ مجھے یہ طریقہ بتائیں کہ 20۔ستمبر 2013 تک اس کو کس طرح سے مشتہر کریں؟ یا تو پھر یہ کہیں کہ اسے 2013 تک مشتہر کر دیا جائے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب والا! ایک بل جو اسمبلی سیکرٹریٹ کی طرف سے circulate ہوا اس میں ایک clerical mistake آئی لیڈر آف اپوزیشن نے اس کو پڑھا، جب انہوں نے اس کو پڑھا، جو اوپر لکھا ہوا تھا انہوں نے اس کو as it is پڑھ دیا۔ اب رانا صاحب کہہ رہے ہیں کہ اس کا ریکارڈ نکلوالیں یہ ایک clerical mistake تھی اس کو نظر انداز کرنا چاہئے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): ایک پیپر جو کہ اپوزیشن نے خود جمع کروایا ہے اس میں 2013 لکھا ہوا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب والا! یہ ایک clerical mistake ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): یہ پرنٹ آپ کی طرف سے دیا گیا ہے، آپ نے اس کو پرنٹ کروا کر، دستخط کروا کر بھیجا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ تشریف رکھیں اور میری بات سنیں۔ یہ بات بھی رولز میں نہیں ہے کہ جب تک بل introduce نہ ہو آپ اس میں amendment نہیں دے سکتے تھے لیکن چونکہ آپ کی طرف سے ایک ترمیم آئی تھی وزیر قانون نے اس کو take up کیا اور یہ بات ایجنڈے پر آ گئی میں نے بھی اس کو پڑھ دیا ہے اب اگر آپ اس پر بات کرنا چاہتے ہیں تو بات کر سکتے ہیں اور اب اس کو 2013 کی بجائے 2014 کر دیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! میں ایک چھوٹی سی گزارش کرنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ اس غلطی کی تصحیح کر دی جائے اور 2013 کی بجائے 2014 کر دیا جائے۔ جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس موقع پر سب سے پہلے ان خواتین ورکرز کو، خواتین کی وہ انجمنیں اور فورم جو خواتین کو empower کروانے کے لئے معاشرے کے اندر سرگرم عمل ہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ اسمبلی کی ان خواتین کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنہوں نے ہمیشہ خواتین کی empowerment کی بات کی لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ خواتین کے اتنے اہم issue پر جو کہ ہمارے معاشرے کا 52 فیصد ہیں ان کے متعلق قانون کو اتنی افراتفری اور عجلت میں لے کر آ رہے ہیں اس پر مجھے تعجب بھی ہے اور افسوس بھی ہے۔ آپ ایک بڑا اچھا کام کرنے جا رہے ہیں لیکن اس کے لئے اگر آپ ایک اچھا طریق کار

بھی اختیار کر لیتے تو کیا ہی اچھا ہوتا۔ اس بل کو اگر آپ elicit کرتے اس کو آپ مشتہر کرتے اور وہ تمام stakeholders وہ خواتین کی انجمنیں، عام خواتین ورکرز House Wives اور گھریلو خواتین کو اس کا پتا چلتا کہ ہمارے لئے یہ قانون سازی ہونے جا رہی ہے۔ ان کی طرف سے بھی کوئی مثبت تجاویز اور constructive چیزیں سامنے آتیں جو اس بل کے اندر add ہو سکتی تھیں۔ اپوزیشن کو بھی آپ اعتماد میں لیتے پارلیمانی لیڈروں کو اعتماد میں لیتے، اپوزیشن کی خواتین کو اعتماد میں لیتے تو یہ بل اس سے کہیں بہتر طریقے سے پیش کیا جا سکتا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے پہلے 2012 میں حکومت کی طرف سے خواتین کا ایک پیکیج دیا گیا لیکن اس پر بھی ستر فیصد عمل نہیں ہوا، پیکیج تو آ گیا اب بھی قانون سازی ہو جائے گی لیکن اصل معاملہ قانون سازی کے بعد اس کی implementation ہے اور آج جو ہم 66 مختلف Acts کے اندر minor تبدیلی کر کے خواتین کی نمائندگی کو زیادہ کر رہے ہیں۔ اس پر بھی ہمیں کوئی شک و شبہ نہیں ہے اور یہ ایک اچھی چیز ہے لیکن اس سے ہمارے معاشرے کی جو عام خواتین ہیں ان کا اس بل سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ اس وقت سنڈیکیٹ میں دو خواتین ہیں وہاں پر تین کر دیں گے کسی جگہ چار خواتین ہیں ان کو آپ بے شک چھ کر دیں لیکن اس سے ہماری عام خواتین کو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ وہ خواتین جو اس وقت ہمارے معاشرے کے اندر سخت دباؤ کا شکار ہیں جن کو جنسی طور پر ہراساں کیا جاتا ہے ان کی آبروریزی ہوتی ہے ان کے ساتھ امتیازی سلوک برتا جاتا ہے، اغواء کی وارداتیں ہوتی ہیں، گھروں میں جو خواتین کام کرتی ہیں، ان کے تحفظ کے لئے ان کی protection کے لئے اس کی prevention کے لئے ان پر ظلم اور زیادتی، تشدد کی روک تھام کے لئے کوئی مؤثر قانون سازی نہیں ہو سکی ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ treasury benches کی طرف سے یہ قانون آتا لیکن ہم نے یعنی پی ٹی آئی نے Protection of Women and Prevention کے نام سے یہاں پر بل جمع کروایا ہوا ہے۔ میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ اس بل کو بھی آپ جلد از جلد take up کریں اور اس کو اسمبلی سے پاس بھی کروائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ بھی بتاتا چلا جاؤں کہ حکومت کی تمام تر کوششوں، کاوشوں کے باوجود خواتین میں تشدد کا جو رجحان ہے یہ اس کی statistics ہیں جس میں ہر سال دس فیصد اضافہ ہو رہا ہے اور بدقسمتی سے وزیر قانون کا جو ضلع ہے وہ اس میں سر فہرست ہے جس میں crime rate 1038 یعنی پورے پنجاب کے اندر سب سے زیادہ خواتین کے ساتھ ظلم زیادتی اور تشدد کے جو واقعات

ہوئے ہیں وہ فیصل آباد میں ہوئے ہیں۔ یہ بات وزیر قانون کے لئے بھی اور ہم سب کے لئے بھی لمحہ فکریہ ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ پچھلے دنوں جو بلدیاتی ایکٹ ہم نے پاس کیا ہے، ہم بات تو یہاں پر کرتے ہیں خواتین کو empower کرنے کی لیکن treasury benches کے قول وفعل میں تضاد ہے۔ اس سے پہلے جو بلدیاتی ایکٹ تھا اس کے اندر یونین کونسل کی سطح پر 38 فیصد خواتین کی نمائندگی تھی جسے کم کرکے 15 فیصد کر دیا گیا ہے۔ یہاں women empowerment کہاں چلی گئی۔ یونین کونسل کے تیرہ ممبران میں سے ایک peasant اور لیبر خاتون ہوتی تھی اور چار خواتین جنرل سیٹوں سے elect ہو کر آتی تھیں لیکن پچھلے ایکٹ میں اس کو کم کرکے دو کر دیا گیا ہے۔ اس پر بھی پہلے ایک کی proposal آئی تھی اس پر ہم نے احتجاج کیا، خواتین کی مختلف انجمنوں نے بھی اس پر احتجاج کیا جس پر اس کو بڑھا کر دو کر دیا گیا۔ ایک طرف تو آپ یہ ایکٹ لاکر خواتین کو empowerment کی بات کر رہے ہیں دوسری طرف آپ نے جو پچھلا قانون پاس کیا ہے اس میں خواتین کی نمائندگی بیس فیصد کم کر دی ہے۔ یہ قول وفعل کا بہت بڑا تضاد ہے اور یہ افسوسناک چیز ہے اس طرح سے نہیں ہونا چاہئے تھا۔ اسی طرح میں یہ سمجھتا ہوں کہ پچھلے دنوں یہاں پر لیڈی ہیلتھ ورکرز جن کی پورے پنجاب کے اندر تعداد تقریباً 49 ہزار ہے، ان میں سے ڈیڑھ ہزار خواتین کو، حیلوں بہانوں کے ساتھ آپ نے نوکریوں سے برخاست کر دیا۔

جناب سپیکر! ساڑھے سینتالیس ہزار پچھلے بیس سالوں سے خواتین ایڈہاک پر یہاں نوکری کر رہی ہیں، جولائی 2012 میں سپریم کورٹ نے فیصلہ کیا کہ ان تمام خواتین کو regular کر دیں۔ ایک برس ہو گیا نوٹیفکیشن بھی ہو گیا لیکن اس پر عمل درآمد نہیں ہوا۔ ستمبر 2013 میں یہاں پر ہزاروں خواتین نے دھرنا دیا تو حکومت نے ان سے پھر وعدہ کیا کہ ہم تین ماہ کے اندر سب کو regular کر کے باقاعدہ لیٹر جاری کر دیں گے لیکن بدقسمتی سے وہ دن نہیں آیا اور دوبارہ 17-فروری 2014 کو یہاں پر ہزاروں خواتین نے دھرنا دیا۔ کتنی شرمناک بات ہے، کتنی افسوسناک بات ہے کہ اس قوم کی، اسی پنجاب دھرتی کی بہو، بیٹیاں، مائیں اور بہنیں کھلے آسمان تلے یہاں مال روڈ پر دو دن تک دھرنا دیئے بیٹھی رہیں انہوں نے رات بھی یہاں پر گزاری۔ اس وقت خواتین کے حقوق کی بات کرنے والی حکومت کہاں گئی تھی، آپ نے ان کے مسائل کیوں حل نہیں کئے اور آپ نے ان کی بات کیوں نہیں سنی؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ خواتین جو پولیو، ڈینگی، زچہ بچہ اور باقی تمام کاموں پر کام کرتی ہیں ان کی سات ہزار

روپے تنخواہ ہے، وہ سینتالیس ہزار خواتین ہیں ان کو show cause notices ملے ہوئے ہیں۔ کیا حکومت یہ نہیں کر سکتی تھی، کیا وزیراعلیٰ ازراہ کرم یہ نہیں کر سکتے تھے، ان کا دل کانپ نہیں اٹھا اور انہیں خیال نہیں آیا کہ یہ جو مزدوری کرنے والی خواتین ہیں انہیں تنخواہیں دی جائیں؟ ہمارا اسلام تو یہ کہتا ہے کہ جب ایک مزدور مزدوری کرے تو اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کی تنخواہ دے دو لیکن یہ خواتین جن کو تین تین ماہ سے تنخواہیں نہیں دی گئیں وہ سڑکوں پر دھکے کھاتی ہیں۔ کوئی شوق سے آتا ہے، کسی کی ماں، کسی کی بہن، کسی کی بیٹی، کسی کی بہو شوق سے سڑک پر آتی ہے؟ نہیں آتی۔ یہ سارا کچھ آپ کے سامنے ہو رہا ہے آپ خواتین کی empowerment کی بات کرتے ہیں لیکن جو خواتین اس وقت مسائل کا شکار ہیں خدارا ان کی بہتری کے لئے آپ آگے بڑھیں۔ سنبل کیس کو کئی ماہ ہو گئے لیکن اس کیس کا کچھ پتا نہیں کہ کیا بنا۔ اتنا شور وغل ہوا، سپیشل انویسٹی گیشنز ہوئیں، فرانزک لیب کی بات ہوئی، کئی کمیٹیاں بنیں، زمین نگل گئی یا آسمان کھا گیا، کیا بنا؟ کچھ نہیں ہوا۔ یہ ایک سنبل کیس نہیں ہے ہر گاؤں میں ہر تھانے میں سنبلیں رُلتی پھرتی ہیں، روتی پھرتی ہیں، پکارتی پھرتی ہیں کہ کون ہے جو ہمارے حقوق کی بات کرے، کون ہے جو ہمیں تحفظ دے اور کون ہے جو ہمیں تشدد، ظلم و زیادتی سے نجات دلائے؟ میں کہتا ہوں کہ آپ آج جو بل لے کر آ رہے ہیں جو ایکٹ لے کر آ رہے ہیں خدارا اس سے عام خواتین کی زندگی میں کوئی بہتری آنے کی توقع نہیں ہے۔

معزز خواتین حزب اقتدار: کس کی زندگی میں بہتری آنی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ہم سب کو سوچنا چاہئے کہ ہم ایسی قانون سازی کریں جس سے اس وقت عام خواتین جو ظلم کے نظام میں جکڑی ہوئی ہیں، جن کے ساتھ زیادتی اور تشدد ہوتا ہے، جن سے بیگار لی جاتی ہے جنہیں اغواء کیا جاتا ہے، جنہیں جسم فروشی پر مجبور کیا جاتا ہے، جن کی تھانوں میں آبروریزی ہوتی ہے اور جن کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ آپ ان کی protection کے لئے تو بات کرتے ہیں ایک واقعہ ہو جاتا ہے اس پر تو آپ کہتے ہیں کہ انہیں دارالامان میں لے جائیں، ان کو تحفظ دیں گے، ہم انہیں assist کریں گے اور ہم ان کی بہتری کے لئے کوشاں ہیں لیکن اس کی prevention کے لئے کہ وہ پر تشدد واقعات نہ ہوں انہیں جنسی طور پر ہراساں نہ کیا جائے، انہیں ظلم و زیادتی کا نشانہ نہ بنایا جائے اس کے لئے اس طرح کے قوانین آنے چاہئیں تاکہ اس طرح کے کاموں کی حوصلہ شکنی ہو۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ خواتین کے لئے یہ ایک اچھا دن ہے ان کے لئے ہم سب کو مل کر اور پوری سوسائٹی کو کوشش کرنی ہوگی۔ اس area میں ابھی بہت کام کرنے والا باقی ہے اس طرح کے قوانین تو بن جاتے ہیں لیکن اصل معاملہ وہ sprit اور اس کی implementation ہے کہ ہم ان قوانین پر implementation کروا پاتے ہیں یا نہیں؟ اگر یہ elicit کیا جاتا، اگر یہ اخبارات میں مشتہر کیا جاتا تو اس پر کہیں بہتر قانون سازی ہو سکتی تھی اور خواتین کے مختلف مسائل پر بہتر طریقے کے ساتھ یہاں پر قانون سازی کر سکتے تھے۔ میں اس موقع پر ایک اور بات بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ قائد ایوان نہیں ہیں میری خواہش تھی کہ وہ بھی یہاں پر آتے تو میں بات کرتا۔ اس ایوان کے جو منتخب لوگ ہیں ان کی بھی تذلیل و رسوائی کی جا رہی ہے۔ جب اس ایوان کے کسی فرد کی تذلیل ہوتی ہے تو وہ اس ایوان کی تذلیل ہوتی ہے، وہ اس ایوان کی رسوائی ہوتی ہے کہ یہ منتخب لوگ جنہیں لاکھوں خواتین و حضرات نے ووٹ دے کر ایوان کے اندر بھیجا ہے اور آج آپ انہیں ان کے جائز حقوق سے deprive کر رہے ہیں۔ یہاں پر آپ نے DCCs بنائی ہیں ان میں ضلع کی تعمیر و ترقی سے ان منتخب نمائندوں کو باہر کر دیا ہے اور جو شکست خوردہ عناصر ہیں ان کو ان کمیٹیوں میں لا کر آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ ہمارا اس پر بالکل پہلے بھی احتجاج تھا اور ہم سمجھتے ہیں کہ یہ تماشا بند ہونا چاہئے اور اس جمہوری دور کے اندر ہمیں نئی روایات کو جنم دینا چاہئے۔ یہ اتنی بڑی تعداد ہے اور اپوزیشن کے ٹوٹل ملا کر اگر چالیس پینتالیس یا پچاس لوگ ہیں تو یہ ان کو برداشت کرنے کا مادہ پیدا کریں، ان کو ان کے جائز حقوق دیں یہ بھی منتخب ہو کر آئے ہیں۔ ان کے ساتھ اس طرح کی discrimination اور امتیازی سلوک کسی طور پر بھی قابل قبول نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں ایک دفعہ پھر خواتین کے عالمی دن کے موقع پر اپوزیشن کی طرف سے ان تمام خواتین کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جو خواتین کی empowerment کے لئے اور خواتین کو اس ظلم و زیادتی کے نظام سے چھٹکارا دلانے کے لئے جدوجہد کر رہی ہیں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں صاحب! امید ہے آپ اسی بل پر ہی رہیں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جیسے آپ کہیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ آج عورتوں کا دن ہے ہمیں بھی موقع دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! میں ان کی بات سن لوں اس کے بعد آپ کو بھی موقع دے دیں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال: سانوں اج پتا چلیا جے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! ان کی amendment ہے ان کو بات کرنے دیں پوائنٹ آف آرڈر بعد میں ہو گا۔ جی، میاں صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: بہت شکریہ، جناب سپیکر! آپ نے مہربانی کی ٹائم دیا۔ خواتین کے عالمی دن کے حوالے سے میں سب سے پہلے۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: No cross talk میاں صاحب! یہاں پر جتنی بھی معزز خواتین تشریف لائی ہیں میں اپنی اور پورے ایوان کی طرف سے انہیں یہاں پنجاب اسمبلی آمد پر welcome کہتا ہوں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہم پاکستان تحریک انصاف اور اس ایوان کی طرف سے اپنی ان تمام بہنوں کو جو یہاں تشریف لائی ہیں کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ خواتین کے عالمی دن کے حوالے سے یہاں پر جو بل introduce کیا گیا ہے میں اس میں اپنے حوالے سے بھی چند گزارشات کرنا چاہوں گا اور ہم نے جو amendment propose کی ہے اس حوالے سے بھی بات کرنے کی جسارت کروں گا۔ گزارش ہے کہ اس صوبے کے اندر مسلم لیگ (ن) کی چھٹی بار حکومت ہے۔۔۔

معزز ممبران حزب اقتدار: ساتویں باری بھی آئے گی۔

معزز ممبران حزب اختلاف: اب نہیں آئے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: No , no, no cross talk میاں صاحب! آپ اپنی بات کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! انہیں کہیں کہ تھوڑا سا حوصلہ کریں۔ میں ابھی تقریر کرتا ہوں یہ ذرا حوصلے سے سنیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اسی پر بات کریں گے تو بہتر ہو گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: آپ فکر نہ کریں میں اسی پر بات کروں گا۔ آپ پہلے ایوان تو in order کروا لیں۔ آپ مجھے بار بار کہتے جا رہے ہیں کہ اسی پر بات کریں، اسی پر بات کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اسی پر رہیں گے تو انشاءاللہ ایوان بھی in order رہے گا۔ اگر آپ اسی پر رہیں گے تو میں ایوان کو in order کروں گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ فکر نہ کریں آپ صرف ایوان in order کرائیں۔ انشاء اللہ پاکستان مسلم لیگ کو بڑی چیزوں کا خیال آئے گا ابھی انہیں یوتھ کا خیال آیا ہے۔ پاکستان تحریک انصاف نے یوتھ کو اپنی طرف attract کیا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ اپنی ترمیم کی طرف آئیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: آپ فکر نہ کریں میں اسی طرف آرہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! اگر آپ اپنی ترمیم تک محدود رہیں گے تو میرے لئے بھی زیادہ بہتر ہو گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! مہربانی کر کے مجھے بات کرنے دیں۔ میں اسی طرف ہی آرہا ہوں۔ یہ Bill کا حصہ ہے۔ میں کوئی بات اپنے پاس سے نہیں کر رہا اس لئے آپ مجھے بات تو کرنے دیں۔ گزارش یہ ہے کہ پاکستان تحریک انصاف نے Youth کی بات کی تو مسلم لیگ (ن) نے Youth کو اپنی طرف attract کرنے کے لئے جو بھونڈا مذاق پوری قوم کے ساتھ کیا وہ آپ کے سامنے ہے۔ (قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order please. Order in the House.

میاں صاحب! آپ پھر کہتے ہیں کہ مجھے interrupt کیا جاتا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ حوصلہ رکھیں۔ ان سے کہیں کہ سچ سننے کا حوصلہ پیدا کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! میرے خیال میں آج کے دن یہ باتیں آپ کو زیب نہیں دیتیں اس لئے ایسا نہ کریں۔ میں نے آپ کو floor دیا ہے تو آپ اپنی ترمیم کے حوالے سے بات کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اگر آپ مجھے اپنی بات نہیں کرنے دیتے تو پھر تقریر لکھ کر دے دیں میں وہی بول دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایسی بات نہیں ہے۔ آپ بات کریں۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! Youth نے پاکستان کا بڑا نام روشن کیا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گیلری میں میری خواتین بہنیں اور صحافی بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ مجھے بتا دیں کہ سر کے ساتھ اخروٹ توڑنے سے پاکستان کا کتنا نام روشن ہوا ہے؟ بنیانیں سیدھی کون پہنے گا، الٹی کون پہنے گا، توے پر سب سے زیادہ روٹیاں کون لگائے گا، اُلٹا ہو کر کون ناچے گا اور سیدھا ہو کر کون ناچے گا؟ یہ نام پیدا کیا ہے۔ اس Youth Festival کے اُوپر عوام کے خون پسینے کی کمائی خرچ

ہوئی ہے اس لئے ہمیں بولنے کا حق ہے اور ہم اس بارے میں بات کریں گے۔ یہ عوام کے taxes سے حاصل ہونے والی کمائی ہے۔ یہ کسی حکمران کی کمائی نہیں ہے۔ گزارش یہ ہے کہ تمام چوراہوں کے اُوپر اپنے ایم پی اے اور ایم این اے صاحبان کی تصاویر لگا دی گئی ہیں۔

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! انہیں کہیں کہ ایجنڈے کے اُوپر بولیں۔ اپنی ترمیم پر بات کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: کیا میں جھوٹ بول رہا ہوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ کی ترمیم خواتین کے Bill کے حوالے سے ہے جبکہ آپ Youth Festival کے بارے میں بات کر رہے ہیں۔ آپ اپنی ترمیم تک محدود رہیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔ ان باتوں کے لئے آپ کو پھر موقع مل جائے گا۔ ابھی اجلاس چلے گا اس لئے اس وقت آپ اپنی ترمیم پر بات کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہی تو رونا ہے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: آج خواتین کا عالمی دن ہے اور اس وقت خواتین کے حوالے سے Bill پر بات ہو رہی ہے جبکہ میاں اسلم اقبال Youth Festival کا رونا رو رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! آپ تشریف رکھیں اور ان کو بات کرنے دیں۔ No cross talk please. Order in the House. محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ جی، میاں صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں چند منٹوں میں اپنی بات کو سمیٹنے کی کوشش کروں گا۔ حکومت نے خواتین کے حوالے سے یہ Bill introduce کرایا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس Bill کو اسمبلی میں introduce کرانے سے گھر میں بیٹھی ہوئی، کھیتوں اور دفتروں میں کام کرنے والی خواتین کی زندگیوں پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: آواز نہیں آ رہی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! انہیں بات کرنے دیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! ہمیں ان کی بات سنائی نہیں دے رہی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، ان کی بات سنائی دے رہی ہے۔ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ No cross talk. جی، میاں صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ کھیتوں میں کام کرنے والی، مختلف دفاتر میں کام کرنے والی خواتین کی زندگیوں اور روزمرہ کے معاملات کے اُوپر اس Bill کے introduce کرانے سے کیا فرق پڑے گا؟ آپ نے خانہ پُری کرنے کے لئے حکومت کے زیر سایہ چلنے والی چند یونیورسٹیوں میں خواتین کی تعداد بڑھانے کا کہا ہے یعنی جہاں پر دو مرد ہیں وہاں ایک خاتون ڈال دی جائے یا جہاں پر تین مرد ہیں وہاں پر ایک خاتون شامل کر لی جائے۔ اس سے عام زندگی سے تعلق رکھنے والی خواتین کی صحت پر کیا اثر پڑے گا؟

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر انہیں خواتین کا اتنا خیال ہے تو پنجاب کے اندر جو بچیاں سکول نہیں جا رہیں ان کا ذمہ دار کون ہے، کیا یہ خواتین نہیں ہیں اور یہ کس کی ذمہ داری ہے؟ یہ ریاست کی ذمہ داری ہے۔ آج آپ اس طرح کے چند کام کر کے پورے معاشرے کے اندر اپنا نام پیدا کرنا چاہ رہے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس ایوان کا ماحول بہتر رہے۔ یہ ہماری بات سُنیں اور جب ان کی باری آئے تو ہم بھی ان کی بات سُنیں۔۔۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں اپنے حزب اختلاف کے بھائیوں اور خاص طور پر میاں محمد اسلم اقبال سے یہ گزارش کرنی چاہوں گا کہ اگر وہ پنجاب حکومت کی education policy discuss کرنا چاہتے ہیں تو ہم ایک پورا دن اس کے لئے مختص کر دیں گے۔ اُس دن وہ پنجاب کی education policy کو discuss کریں۔ وہ جہاں جہاں پر weakness identify کریں گے ہم ان کو درست کریں گے۔ اگر وہ پنجاب میں امن و امان کی صورتحال کی خرابی کو discuss کرنا چاہتے ہیں اور نشاندہی کرنا چاہتے ہیں تو ہم اس کے لئے بھی تیار ہیں۔ اس سے پہلے بھی متعدد اجلاسوں میں امن و امان کے حوالے سے بحث رکھی گئی۔ اس اجلاس میں جس دن میاں صاحب یا قائد حزب اختلاف حکم کریں گے ہم اس پر بحث کر لیں گے اور اُس روز یہاں پر متعلقہ اداروں کے سربراہ بھی موجود ہوں گے۔ آج خواتین کا عالمی دن ہے اور ہم نے خواتین کے حوالے سے تقریباً چھیاسٹھ قوانین میں ترمیم کرنے کے لئے یہ Bill پیش کیا ہے۔ میاں محمد اسلم اقبال فرما رہے ہیں کہ اس ترمیم کی وجہ سے چند خواتین کو فائدہ پہنچے گا۔ ایسا بالکل نہیں ہے۔ اس Bill کے منظور ہونے سے 25992 خواتین کو اس صوبے کی decision making میں حصہ دار بنایا جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! کیا میری بات سُنے بغیر وزیر قانون صاحب جواب دیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ ان کی بات تو سُن لیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ یہ حوصلہ حوصلہ کرتے ہیں اب ذرا خود بھی حوصلہ کریں۔ اس Bill میں وہ کون سی خرابی ہے کہ جس کی وجہ سے انہوں نے یہ اپنی ترمیم دی ہے؟ یہ اپنی ترمیم پر بات کریں اور وہ وجہ اس ایوان کو سمجھائیں کہ اس Bill کو اخبارات میں 20- ستمبر 2013 تک کیوں مشتہر کیا جائے؟ (قہقہے) یہ اس کی وجہ بتائیں؟ باقی چیزیں تو irrelevant ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! رانا صاحب کو بات کرنے کی کتنی جلدی ہے۔ ان میں حوصلہ نہیں ہے کہ کسی کی بات سُن لیں۔ کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ ابھی اپوزیشن بات کر رہی ہو اور وزیر قانون جواب دینا شروع کر دیں، کیا پارلیمانی تاریخ میں کبھی آپ نے ایسا دیکھا ہے؟ آج رانا صاحب ہم سے بھی آگے دوڑنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! یہاں معزز خواتین آئی ہوئی ہیں اس لئے میں آپ سے بارہا یہی کہہ رہا ہوں کہ اس ترمیم تک محدود رہ کر بات کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: [***] میں اسی ترمیم پر ہی بات کر رہا ہوں، عورتوں کے حوالے سے بات کر رہا ہوں اور آپ وہ بھی نہیں سننا چاہ رہے۔ کیا آپ خواتین کے حوالے سے بات نہیں سننا چاہتے؟

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! ان کو تو بات کرنے کی تمیز ہی نہیں ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میاں صاحب اپنے الفاظ واپس لیں۔ سپیکر کسی کا [***] نہیں ہوتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اس بات پر میاں صاحب کو معاف کرتا ہوں کہ وہ اپنی بات جلدی ختم کریں گے۔ میاں صاحب! میں آپ سے بارہا یہی کہہ رہا ہوں کہ اپنی ترمیم پر بات کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اگر اسی طرح کا ماحول رکھنا ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ انشاء اللہ میں آپ کو گارنٹی دیتا ہوں کہ جب قائد ایوان آئیں گے تو پھر میں بھی ان کی تقریر کے دوران کھڑا ہو کر بولوں گا اور مجھے کوئی روک کر دکھائے۔ یہ کوئی طریق کار ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! اگر آپ Chair کو [***] کہہ کر مخاطب کریں گے تو پھر یہی کچھ ہو گا۔ کارروائی سے [****] الفاظ حذف کئے جائیں۔

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ خواتین کے حوالے سے already جو legislation انہوں نے کی ہوئی ہے۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ صوبہ میں کتنی بچیاں سکولوں میں نہیں جاتیں ان کے لئے انہوں نے کیا اقدامات کئے ہیں؟

جناب سپیکر! اگلی بات یہ ہے کہ دوران زچگی ہسپتالوں کے اندر انتظامات ناکافی ہونے کی وجہ سے جو عورتیں موت کے منہ میں چلی جاتی ہیں اس صوبہ میں حکومت نے ان کے لئے کیا legislation کی ہے اور ان خواتین کے اوپر کون سا کام کیا ہے؟ زچگی کے دوران سب سے زیادہ اموات اس region کے اندر ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ اس پر کوئی قرار داد لے آئیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!

"ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور"

اور

"اناں ونڈے ریوڑیاں بھوں بوں کے اپنیاں یانوں"

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے گزارش کروں گا کہ اس بل کے اندر آپ نے کیا کرنا ہے، اس بل کے اندر آپ نے جو منظوری لینی ہے اس کے بعد جو لوگ حکومت کے منظور نظر ہوں گے ان کی ساری کھپت ہونی ہے۔ دیہاتوں میں کام کرنے والی اور عام دفتروں میں کام کرنے والی بے چاری خواتین کا اس بل سے کیا تعلق ہے؟ آج تیس سال بعد انہیں ہوش آگیا ہے کہ ہم خواتین کے حقوق کے لئے لڑ رہے ہیں۔ کیا یہ پہلے سو رہے تھے اور کیا انہیں پہلے پتا نہیں تھا کہ اس صوبہ میں 52 فیصد خواتین رہتی ہیں؟ اس وقت انہیں ہوش نہیں آیا تھا۔ آج صرف چند خواتین کو دکھانے کے لئے کہ ہم خواتین کے حقوق کے بڑے علمبردار ہیں کہ آج ہم ترمیم لے کر آ رہے ہیں۔ رانا صاحب بھی صاف ستھرے کھڑے ہو کر کہتے ہیں کہ جناب ہم یہ کر رہے ہیں اور ہم وہ کر رہے ہیں۔ ان سے کچھ نہیں ہونا۔ "ایہہ سر نال صرف اخروٹ بھنن گے تے ذہین بچیاں دے مقدر اخروٹ ٹٹن وچ سارے رڑھ جان گئے۔" انہوں نے کچھ نہیں کرنا۔ انہوں نے صرف اور صرف اپنی تشہیر کرنی ہے۔ انہوں نے اخباروں میں بڑے بڑے اشتہار دینے ہیں۔ یہ پیسے تو عوام کے خون پسینے کی کمائی ہے اور یہ ان کے پیسے نہیں ہیں بلکہ عوام کی کمائی ہے۔ یہ tax money ہے اور اس tax money کو روکا جائے جو یہ ضائع کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ فیملی کورٹس کے اندر جو طلاق کے کیس پڑے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کون سی ایسی legislation introduce کرائی ہے اور اس میں کوئی time period مقرر کیا ہے کہ خواتین کو relief مل جائے۔ان کے کیس کا فیصلہ آتے آتے ان خواتین کے بالوں میں چاندی آ جاتی ہے اور یہ حقوق کے علمبردار بنے ہوئے ہیں۔انہیں حکومت کی چند یونیورسٹیاں مل گئی ہیں اور انہوں نے اس کے ساتھ جو سلوک کرنا ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔اس کے بعد اگلی فہرست جب آئے گی تو دیکھئے گا اس کے اندر سوائے ان کی کوئی ووٹر یا سپورٹر ہو گی جن کو اس کے اندر accommodate کرنا ہے۔اس سے کسی خاتون کے مالی حالات پر کوئی اثر نہیں پڑنا یہ جو مرضی بل لے آئیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے حکمرانوں کو کہوں گا کہ خدارا اپنی ذاتی تشہیر کو چھوڑیں اور خواتین کے اصل حقوق کی طرف آئیں، انہیں ایجوکیشن دیں، ان کے علاج معالجہ کی طرف دیکھیں، انہیں معاشرے میں جس harassment کا سامنا ہے اس کی طرف دیکھیں اور اس پر legislation کریں۔ ان کے اوپر جو تیزاب پھینکا جاتا ہے اس کے اوپر قانون موجود ہے اور کتنے ایسے کیسز ہیں جو عدالتوں سے انصاف دلا کر لائے ہیں؟

جناب سپیکر! آج خواتین کا عالمی دن ہے اور اسمبلی کو ایک بائیس گریڈ کے افسر کے ذریعے یہاں پر قید و پابند کر دیا گیا ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! ایسی باتیں نہ کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ان کو یہاں پر حاضری لگانے کے لئے رکھا گیا ہے۔ وہ حاضری لگانے کے لئے باہر کھڑے ہیں otherwise روزانہ ہی یہاں پر اسمبلی کا اجلاس ہوتا ہے اور اس طرح تو کوئی یہاں آکر نہیں بیٹھتا۔ آج صرف اور صرف ان خواتین کو دکھانے کے لئے کہ ہم پوری تعداد میں ہیں۔ یہاں پر تو کورم پورا نہیں ہوتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ اس legislation پر بات کریں۔ اس کا کیا جواز ہے؟ آپ پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ آپ کو یہ باتیں زیب نہیں دیتیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ تو کورم پورا نہیں کر سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ کیا message دے رہے ہیں؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ تو کورم پورا نہیں کر سکتے یہ کیا legislation کریں گے؟ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ! میرا خیال ہے کہ آپ نے جو ترمیم دی ہے اسی پر رہیں گی تو زیادہ بہتر ہے، نہیں تو میں question put کروں گا۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! انشاء اللہ میں اسی ترمیم پر رہوں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں آپ سے یہی امید کرتا ہوں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں آج آپ کے توسط سے سب سے پہلے اس معزز ایوان میں دونوں اطراف میں بیٹھی ہوئی خواتین ممبران اور گیلری میں بیٹھی خواتین کو 8-مارچ کے حوالے سے مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ پنجاب اسمبلی کی خواتین ایک اور مبارکباد کی بھی مستحق ہیں کہ انہوں نے بہت سالوں کی کوشش کے بعد بالآخر پنجاب اسمبلی کے اندر Women Caucus کو بنایا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں اس کو اس لئے خراج تحسین پیش کروں گی کہ یہ وہ کوشش ہے کہ اس کوشش میں ہم سمجھتے ہیں کہ جن قوانین، چیزوں اور issues پر ہم بات کرنا چاہتے ہیں وہ کر سکیں گے۔ ہم seriously چاہتے ہیں کہ اس صوبہ کے اندر خاص طور پر پنجاب اسمبلی کے اندر خواتین کی بہبود کے لئے عملی طور پر اقدامات ہوں۔ ہم نے یہ کوشش کی ہے کہ یہ Caucus بالخصوص اس کو focus کرے اور اس چیز کو make sure کرے کہ پنجاب اسمبلی کے floor پر آئندہ آنے والے سالوں کے اندر صوبہ پنجاب کی خواتین کے لئے بہتر اور اچھے قوانین بنائے جائیں گے۔ اس کے علاوہ نہ صرف قوانین بنائے جائیں گے اور ان کو کاغذوں کی نذر کیا جائے گا بلکہ ہم کوشش کریں گے کہ ان قوانین کے اوپر صحیح طریقے سے عملدرآمد کرائیں۔ ان قوانین کی awareness اور فوائد ایک عام عورت کو کیسے پہنچ سکتے ہیں؟ اس چیز کو ہم یقینی بنائیں گے تو ہم نے اس عہد اور سوچ کے ساتھ Women Caucus کی طرف پہلا قدم رکھا ہے۔ مجھے امید ہے کہ across the party line کا جو وعدہ ہے وہاں بیٹھی ہوئی میری تمام بہنیں اس وعدے کو یاد رکھیں گی اور ہمیں مل کر اس قانون سازی کو آگے لے کر چلنا ہے۔

جناب سپیکر! آج جو بل اسمبلی میں پیش ہوا ہے۔ اس کے حوالے سے اچھا تو یہ ہوتا کہ ہم تمام خواتین جو اس وقت اسمبلی میں ہیں ان کو پہلے اعتماد میں لے لیا جاتا، ان کو یہ بل پڑھا دیا جاتا اور اس کے

بعد یہ بل اسمبلی میں آتا تاکہ ہم یہاں بات کرتے اور اگر باہر بات کرتے تو ہمیں اس کا بخوبی علم ہوتا۔ اس پر آج ہمیں جو ترمیم دینی پڑی ہے کہ اس کی تشہیر کی جائے یا اس کو پہلے discuss کیا جائے تو شاید اس کی ضرورت بھی نہ پڑتی کیونکہ ہمارے علم میں ہوتا کہ اس کے کیا فوائد ہیں؟ یہ فوائد کس کس سطح تک اور کن کن خواتین یعنی ایک عام خاتون یا صرف وہ خواتین جو کچھ فیصد ہیں جو دفاتر میں جاتی ہیں یا ملازمتوں پر ہیں ان کو پہنچ گئے۔ میرے بھائی نے ابھی جو بات کی ہے اس کو تلخی کی طرف نہ لے کر جائیں۔ ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ کیا ہی اچھا ہو کہ پنجاب اسمبلی میں جب بھی کوئی قانون سازی ہونے لگے اس سے پہلے ممبران کو اعتماد میں لے لیا جائے تاکہ جب ہم بات کرنے کے لئے کھڑے ہوں تو کم از کم ہمارے منہ میں الفاظ نہ ڈالے جائیں اور ہمیں یہ کاغذ نہ پکڑا دیا جائے کہ یہ یہاں آکر پڑھ دو۔ ہمیں پتا ہو کہ ہمیں کس issue کی طرف جانا ہے اور اس پر کیا قانون بنانا ہے۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اس کی تفصیل ہم سب کو پتا ہونی چاہئے تاکہ ہم اس پر اچھا قانون بنا سکیں۔ آپ آج bulldoze کر کے اس بل کو بے شک پاس کرا لیں۔ ہمیں آئندہ آنے والے وقت میں اس پر یہ مشکل دوبارہ آئے گی کہ جب ہم کوئی بل لانے لگیں گے تو ہمیں اعتماد میں نہیں لیا جائے گا۔ ان خواتین کو پتا نہیں ہو گا کہ کون سا بل آ رہا ہے؟ یہ کہہ دیا جائے گا کہ بل پیش ہونے لگا ہے ہم سب حاضری پوری کر لیں۔ ہم یہاں عورتوں کی empowerment کی بات کر رہے ہیں۔ ہم آج پنجاب کی عورت کو empower کرنے کی طرف پہلا قدم اٹھانے جا رہے ہیں۔ میں آج آپ کے توسط سے وزیر اعلیٰ پنجاب، ان کی ٹیم، یہاں جتنی خواتین موجود ہیں اور جو لوگ مجھے سن رہے ہیں ان سے کہوں گی کہ ہم آج اس floor سے اپنی role model قائدین خواتین جو گزری ہیں ان کو بھی سلام پیش کرنا چاہیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آج آپ کے توسط سے وزیر اعلیٰ پنجاب سے یہ گزارش کروں گی کہ سب سے پہلے گھر سے شروعات ہوتی ہیں، پہلے اپنا گھر درست کیا جاتا ہے پھر کسی عام آدمی کو relief ملتا ہے۔ آپ کا گھر درست نہیں ہے، آپ کے گھر میں بیٹھی جو عورتیں ہیں جن کو آپ نے یہ ایوان دیا ہے، جن کو آپ نے نامزد کر کے ٹکٹ دے کر ان اسمبلیوں میں بھیجا ہے کیا اس عورت کا استحصال نہیں ہو رہا؟ وہ ایم پی ایز خواتین جن کو یہ کہہ کر ایک طرف کر دیا جاتا ہے کہ یہ reserve seats پر آئی ہیں۔ کیا ان کا پہلے right نہیں ہے کہ ان کو ڈویلپمنٹ فنڈز وہ برابری کی سطح پر دیئے جائیں؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس کے علاوہ جو District Coordination Committees بنائی جاتی ہیں کیا ان عورتوں کا یہ right نہیں ہے کہ وہ ان کمیٹیوں میں مرد ایم پی ایز کے برابر بیٹھیں اور کیا ان کی نمائندگی اس میں ہے؟ جو کمیٹیاں بنی ہیں ہم نے ان کی فہرستیں دیکھی ہیں۔ آپ اپوزیشن کو تو چھوڑ دیں کیا حکومتی خواتین کو District Coordination Committees میں نمائندگی ملی ہے؟ نہیں ملی تو میں سمجھتی ہوں کہ پہلے آپ اپنا گھر تو درست کریں اس کے بعد ہم صوبہ پنجاب کی عورت کی بات کریں تو شاید لوگ ہمیں سنیں گے اور مانیں گے۔ اس سے دو سال پہلے جو package دیا گیا تھا اس پر کیا عملدرآمد ہوا اور آنے والے وقت میں آج یا کل جو package دیا جا رہا ہے اس پر وزیر اعلیٰ پنجاب کی نیک نیتی مشکوک نہیں ہوگی؟ میرے جیسی اپوزیشن کی خاتون بھی کھڑی ہو کر اپنی حکومتی خواتین کا اس قانون سازی میں ساتھ دے گی کیونکہ مجھے یہ پتا ہوگا کہ میری بہنوں کا استحصال نہیں ہو رہا، ان کو ان کا حق مل رہا ہے اور پھر باہر جو بہنیں ہیں جن کے لئے میں یہاں آکر بیٹھی ہوں ان کا استحصال نہیں ہوگا۔ جب گھر میں استحصال بند ہوگا، جب اپنی بہنیں اور بیٹیاں جنہیں آپ نے ایوانوں میں بٹھایا ہے ان کا استحصال آپ سالہا سال سے کرتے چلے جا رہے ہیں۔ آج دوسری اسمبلی میں وزیر اعلیٰ پنجاب اس اسمبلی میں بیٹھ کر ہمارا استحصال کر رہے ہیں۔ ہمیں وہ درجہ اور مقام ملنا چاہئے جو ہمارا قانونی و آئینی حق ہے کہ ہم مرد ایم پی ایز کے برابر ہیں۔ آج تک ہمیں کبھی اس اسمبلی میں بیٹھ کر یہ محسوس نہیں ہوا اور ہمیں ہمیشہ یہ کہا گیا کہ ہم کیٹیگری 2 میں آتے ہیں اور ہم reserve seats پر آئی ہیں تو ایسا کیوں ہے؟ میرا آج اس ایوان سے یہ سوال ہے اور مجھے امید ہے کہ پہلے آپ اپنے گھر کو درست کریں گے اور پھر آپ قانون سازی کی طرف جائیں گے۔ شکریہ

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! مجھے بھی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کا موقع دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! میں آپ کو بولنے کا موقع دوں گا۔ آپ تشریف رکھیں۔ مہربانی۔

(اس مرحلہ پر قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف ایوان میں تشریف لائے)

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے

"دیکھو دیکھو کون آیا، شیر آیا شیر آیا" اور "شیر۔۔۔اِک واری فیر" کی نعرہ بازی)

میں چیف منسٹر صاحب کو ایوان میں خوش آمدید کہتا ہوں۔ محترمہ سعدیہ سہیل رانا صاحبہ! آپ اپنی ترمیم پر بات کریں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آج جو مہمان خواتین آئی ہوئی ہیں، جو خواتین حکومتی بنچوں پر بیٹھی ہیں، پارٹی لائن سے above ہو کر تمام خواتین کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ اس دن کے لئے جو آج ہم یہاں پر منا رہے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ خواتین کے لئے ایک دن مقرر کرنا کافی نہیں ہے۔ یہ خواتین وہ خواتین ہیں جو مائیں، بہنیں اور بیٹیاں ہیں، جن کی قربانیاں اتنی زیادہ ہیں کہ وہ شاید ہم گننے بیٹھیں تو ہمیں ساری زندگی لگ جائے تب بھی ہم ان کا حساب کر سکتے اور نہ ہی ہم ان کو اس کا اجر دے سکتے ہیں۔ یہ جو amendment ہم پیش کر رہے تھے آج اس پر بہت بات ہو گئی ہے کہ اس کی تشہیر کیوں ضروری ہے اس لئے کہ اس میں ہم سب کی رائے شامل ہوتی، اگر آپ ایک اچھا کام کرنے جا رہے ہیں تو کیوں نہ اس بل کو زبردست اور بہترین طریقے سے پیش کیا جائے تاکہ اس میں کوئی کمی یا گنجائش باقی نہ رہے۔ فائزہ صاحبہ نے comprehensive بات کر کے یہ بات complete کر دی ہے۔ میں آج صرف ایک بیٹی کا ذکر کرنا چاہوں گی وہ بیٹی جس کا نام ہم صرف election campaign میں اپنی خبریں بنانے اور ووٹ حاصل کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں لیکن آج کے دن اگر اس بیٹی کا نام نہ لیا جائے تو بہت زیادتی ہو گی اور وہ بیٹی ڈاکٹر عافیہ صدیقی ہے۔ ہم اس کے نام پر ووٹ تو لیتے ہیں وہ میاں محمد نواز شریف، میاں محمد شہباز شریف، جناب عمران خان اور جناب آصف علی زرداری کی بھی بہن ہے لیکن جب غیرت مند بھائیوں کی ایک بہن دشمنوں کے قبضے میں ہو اور اس کی آبرو ریزی ہو رہی ہو، وہ بدترین حالات کا شکار ہو، ایسے میں بھائیوں کو کیسے چین آ سکتا ہے؟ میری گزارش ہے کہ ہم نے اپنی election campaign میں جو نعرے بازی کی تھی۔ جس عورت کو ہم ایک نعرے کے لئے استعمال کرتے ہیں اس کے بارے میں سوچیں اور آج کے دن کا یہ بہترین تحفہ ہو گا کہ اگر حکومت وعدہ کرے کہ وہ عافیہ صدیقی کو پاکستان واپس لے کر آئے گی۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر مراد راس صاحب!

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں سب سے پہلے تمام خواتین جو یہاں پر تشریف لائی ہیں ان کو International Women's Day پر مبارکباد دیتا ہوں۔ I wish them best of luck کیونکہ جس طرح کے اقدامات گورنمنٹ اٹھا رہی ہے ان کو luck کی بہت زیادہ ضرورت ہو گی۔ آج میں یہ بھی دیکھ رہا ہوں کہ attendance کتنی زبردست ہے کہ آج سے پہلے ہم نے کبھی

ایسی attendance نہیں دیکھی۔ کل رات کا واقعہ ہے کہ کورم پورا نہیں تھا تو Bill پیش نہیں کیا گیا۔ (ہمیں وقت نہیں ملا to prepare for this Bill)

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آج کے ایجنڈے پر یہ بل رکھا گیا تھا تو اسی پر ہی رہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں اسی پر ہی ہوں۔ میں صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ بہت اچھا لگ رہا ہے، I wish کہ ہر روز ایسی attendance ہو بہت اچھا لگے گا۔ بہت شکریہ۔ اس کے علاوہ باہر گارڈ بھی ضرور کھڑا کریں۔ میں سب سے پہلے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ Women's Day تو منایا جا رہا ہے، یہ بہت اچھی بات ہے مگر on ground realities کیا ہیں؟ سب سے ضروری چیز یہ ہے کہ ہم نے on ground realities دیکھنی ہیں کہ وہ کیا ہیں؟ Lady Health Workers کا احتجاج اسمبلی کے باہر اور پریس کلب کے باہر ہوا ہے۔ ابھی تک ان کے لئے کیا کیا گیا ہے؟ باقی چیزیں بھول جائیں۔ I am talking about the past few days only کہ کچھ پہلے دن جو ابھی گزرے ہیں، پچھلا ہفتہ اور اس سے پچھلا ہفتہ ان کے اندر جو چیزیں ہوئی ہیں ان کے لئے ابھی تک کیا کیا گیا ہے؟ کیونکہ جو بھی اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں وہ ان کے لئے نہیں ہیں، وہ صرف selected لوگوں کے لئے ہیں۔ It's only for the selected people جو عام بندہ ہے اس کو کوئی relief نہیں ہے۔ اس Bill میں بھی آپ پڑھ لیں۔ Bill میں شاید لکھا بھی ہو implementation کوئی نہیں ہے۔ There is no implementation of any sort اس کے اندر آپ دیکھ لیں گے کہ 25 ہزار عورتوں کا نام بھی ہے، وہ بھی میں آپ کو اپنی تقریر کے آخر میں بتا دوں گا کہ percentage کیا بنتی ہے، جو کہ رانا صاحب کہہ رہے تھے کہ 25 ہزار عورتوں کو ہم compensate کریں گے۔ حکومت پچھلے پانچ سال میں اور اب چھٹا سال بھی چل رہا ہے تو عورتوں کو نوکریاں دینے کے لئے گورنمنٹ نے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟ عورتوں کو jobs available کرنے کے لئے، عورتوں کو کم از کم اس level پر لانے کے لئے کہ وہ جا کر interview دے سکیں اور نوکریاں حاصل کر سکیں اس کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟ Education wise ابھی تک کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟ We would like to know کہ آج اس چیز کا جواب دیا جائے پچھلے پانچ سال میں کیا کیا اقدامات اٹھائے ہیں تاکہ ہمیں بھی پتا لگے کہ کس direction میں سب جا رہے ہیں؟ یہ جو 25 ہزار خواتین کی باری باری بات ہو رہی ہے کہ 25 ہزار خواتین کو compensate کیا جا رہا ہے۔ 25 ہزار وہ ہوں گی جو کسی کی جاننے والی، کسی کی رشتے دار ہوں گی اور کوئی سفارش سے لگوا دے گا۔ پلیز عام بندے کی بات کریں، عام عورت کی بات کریں، عام بہن کی

بات کریں، عام ماں کی بات کریں، Not the selected people۔ میں ایک اور point جو ہماری اسمبلی میں ہے وہ آپ کو بتاتا ہوں جو ہماری بہنیں یہاں پر ایم پی ایز ہیں، جو حکومتی ایم پی ایز ہیں میں ان کا آپ کو بتاتا ہوں کہ ان کو جس طرح deal کیا جاتا ہے، ان کے ساتھ جس طرح بیوروکریسی deal کرتی ہے، ان کے ساتھ جس طرح اس ایوان میں بات کی جاتی ہے، میں آپ کو بتا رہا ہوں، آپ کے سامنے یہ سب کچھ ہوا ہے۔ ان کو کس چیز پر بولنے کی اجازت ہے، کس چیز پر بولنے کی اجازت نہیں ہے، ان کو بھی اس ایوان کے اندر آزادی نہیں ہے۔ میں آپ کو یہ بتادوں کہ یہ directions پر چلتی ہیں، جب انگلی کھڑی ہو تو تالی بجادو، انگلی بیٹھ گئی تو تم بھی بیٹھ جاؤ، directions پر سب کچھ ہوتا ہے۔ اس ایوان کے اندر آزادی نہیں ہے، جتنی میری بہنیں حکومتی side پر بیٹھی ہوئی ہیں میں یہ بتادوں کہ This is the fact this is not the story آپ نے بھی دیکھا ہے، میں نے بھی دیکھا ہے اور سب نے دیکھا ہے، جو ادھر بیٹھے ہوئے ہیں ان کو بھی پتا ہے۔ میں ایک چیز پوچھنا چاہتا ہوں کہ عورتوں کو حقوق کے لئے ?Have you ever thought کہ صرف عورتوں کا حق ایک سہاگ رات ہے اور ایک wedding night ہے؟ یہ ایک یہ چیز ہے۔ کیونکہ ہم باقی جو چیزیں کر رہے ہیں ان پر implement تو ہم کچھ کر ہی نہیں رہے ہیں۔ ڈرامے بازی کر رہے ہیں۔ ڈرامے بازی بہت زیادہ ہے، show بہت زیادہ ہے۔ Show is on لیکن اس show کا فائدہ کسی کو بھی نہیں ہو رہا۔ 80 فیصد عورتیں جو rural areas میں رہتی ہیں اُن کے حالات جا کر دیکھیں کیونکہ جب وہ pregnancy میں جاتی ہیں تو اُن میں سے اگر کسی کو بھی تھوڑی سی serious problem ہو جائے تو پچانوے فیصد ان میں سے مر جاتی ہیں۔ آج ہم کس قسم کی باتیں کر رہے ہیں؟

(اذانِ عصر)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میرے خیال سے سب سے ضروری چیز اس وقت یہ ہے کہ ہم جھوٹ بولنا بند کریں۔ جب تک ہم جھوٹ بولنا بند نہیں کریں گے تب تک کوئی چیز بھی ٹھیک نہیں ہوگی۔ آج ہمیں مل کر یہاں پر یہ عہد کرنا چاہئے کہ ہم عوام کے ساتھ جھوٹ بولنا بند کریں اور ڈرامہ بازی بند کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ Bill پر بات کریں۔

DR MURAD RAAS: I am saying about Bill.

MR DEPUTY SPEAKER: Thank you.

ڈاکٹر مراد راس: کیونکہ عورتوں کے ساتھ جھوٹ بولا جارہا ہے، عورتوں کو دھوکا دیا جارہا ہے اور اُن کو ایک ڈرامہ دکھایا جارہا ہے جس طرح کا آج یہ ڈرامہ ہے۔ اسمبلی میں کبھی اتنی attendance نہیں ہوئی لیکن آج منسٹر صاحبان کی سیٹوں پر بیٹھنے کی جگہ نہیں ہے۔ آپ دیکھیں کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ کتنے tight ہو کر بیٹھے ہوئے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ یہ insult کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ آج کسی کو بیٹھنے کی جگہ نہیں مل رہی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ اسی amendment پر آجائیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! جھوٹ کی بات یہ ہے کہ عورتوں کے ساتھ جھوٹ بولا جارہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! یہ زیادتی ہے۔ (قطع کلامیاں)

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز! تمام ممبران تشریف رکھیں۔ چنیوٹی صاحب! تشریف رکھیں۔ میں اُن سے بات کر رہا ہوں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں to the point بات کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ یہ کیا بات کر رہے ہیں؟ آپ اسی amendment پر رہیں کیونکہ آپ to the point بات نہیں کر رہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں آپ کو یہاں اپوزیشن کی عورتوں کا بتلا دوں کہ ہماری خواتین جو Bill یا questions دیتی ہیں maximum and majority of the questions and adjournment motions کو dismiss کر دیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! میں یہاں پر آپ کی correction کر دوں کہ تمام questions میرے پاس آتے ہیں اور ایک ایک question کو میں خود پڑھ کر اس پر sign کرتا ہوں لہذا یہ بات

آپ کی بالکل ٹھیک نہیں ہے۔ جتنے بھی questions میرے پاس آتے ہیں میں ایک بھی question کسی کا reject نہیں کرتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر مراد راس: بالکل ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ کا ایک question بھی reject نہیں ہوتا۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! آپ مجھے یہ بتائیں کہ وہ کدھر جاتے ہیں؟

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! ان کے یہ غیر مہذب الفاظ ہیں۔

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! ان کی باتیں فضول ہیں۔ ان کو آپ حذف کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز! آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ سوالات جاتے کدھر ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! جو بھی questions آتے ہیں ان کو اسمبلی سیکرٹریٹ بھیجتا ہے اور جو بھی question اسمبلی سے متعلقہ ہوتا ہے وہ انشاء اللہ آتا ہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس کا amendment سے کیا تعلق ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ پلیز amendment پر بات کریں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں صرف دو منٹ اور بات کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے امید ہے کہ آپ amendment پر ہی بات کریں گے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! صرف دو منٹ کی بات ہے۔ میں اپنے حلقہ گلبرگ کی بات کرتا ہوں۔ گلبرگ بڑی زبردست اور top کی جگہ ہے لیکن میں آپ کو بتا دوں کہ میں وہاں پر لڑکیوں کے گورنمنٹ ہائی سکول گیا ہوں، اس کے علاوہ مزید دو گورنمنٹ گرلز ہائی سکول گیا ہوں جن کی تصویریں میرے اس فون کے اندر ہیں کہ ایک ہی کلاس کے اندر آدھی بچیاں زمین پر بیٹھی ہوئی ہیں اور آدھی بچیاں کرسیوں پر بیٹھی ہوئی ہیں۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو بچیاں زمین پر بیٹھی ہوئی ہیں اور جو کرسیوں پر بیٹھی ہوئی ہیں اُن میں فرق کیا ہے اور اُن کا کیا قصور ہے؟

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ ڈاکٹر صاحب! آپ بات کریں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! آپ وہاں گورنمنٹ گرلز ہائی سکول گنگا آئس فیکٹری کو جا کر دیکھیں کہ اس کا کیا حال ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ اسی amendment پر بات کریں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں amendment پر ہی بات کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بات کریں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اس سکول کا جو climax ہے انہی بچیوں کے کلاس روم کی کھڑکیوں سے پرائیویٹ سکول نظر آ رہا ہے جنہوں نے Astroturf بچھائی ہوئی ہے اور وہ والی بال کھیل رہے تھے جبکہ ان کے پاس بیٹھنے کے لئے کرسیاں ہی نہیں ہیں۔ آپ دیکھیں کہ اتنی زیادتی ہو رہی ہے۔ یہ میں آپ کو لاہور شہر کے نمبر ایک علاقہ گلبرگ کے بارے میں بتا رہا ہوں اور انہی چیزوں پر بڑی باتیں آج ہو سکتی ہیں۔ آج ہم پچیس ہزار عورتوں کو credit دینے جا رہے ہیں یہ بڑی اچھی بات ہے مگر hopefully یہ میرٹ پر فیصلے ہوں گے۔ صرف میرٹ پر فیصلے ہونے ضروری ہیں لیکن پھر سے یہ نہ ہو کہ کسی کی چاچی، کسی کی پھوپھی، کسی کی بہن یا کسی کی کچھ لگتی ہو kindly یہ نہ کیجئے گا اور for God sake ہم اس دفعہ صرف میرٹ پر فیصلہ کریں۔ آخری چیز جو یہ پچیس ہزار عورتوں کا کہہ رہے ہیں میں اس حوالے سے ذرا ratio بتا دوں جو بہت ضروری ہے۔ یہ ratio صرف 0.00048 percent of the women of the Punjab بنتی ہے جن کو ہم اس Bill کے ذریعے empower کرنے جا رہے ہیں مگر ہم ذرا عام لوگوں کا سوچیں۔ اگر ہم نے عام لوگوں کا نہ سوچا تو اسی عوام اور انہی عورتوں نے ہمارے گریبان پکڑ لینے ہیں لہذا ہم عوام کے ساتھ سچ بولیں، اُن کو relief دیں اور actual relief دیں۔ آپ کا بہت بہت شکریہ

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ایک منٹ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عباسی صاحب! آپ نے اس پر بات کرنی ہے؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! بالکل اس پر بات کرنی ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: میں نے بھی بات کرنی ہے اور بہت سارے لوگوں نے بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا، سب نے بات کرنی ہے تو آپ لوگ فیصلہ کر لیں۔ عباسی صاحب! بہت سے لوگوں نے بات کرنی ہے۔ چونکہ یہ خواتین کے حوالے سے ہی Bill ہے تو میرے خیال میں ہم تین منٹ طے کر لیتے ہیں اور ایک time limit مقرر کر دیتے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جنہوں نے amendment دی ہوئی ہے وہ تو بات کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سب نے بات کرنی ہے اور اُدھر سے بھی بات کرنی ہے تو اس پر تین منٹ مقرر کر دیتے ہیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ہم کوشش کریں گے کہ فضول بات نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اُدھر سے بھی بات کرنی ہے۔ Rules of Procedure میں Rule 207 ہے۔ عباسی صاحب! آپ اس پر صرف تین منٹ بات کریں اور تین منٹ مقرر کر دیں۔ ان کے بعد چیمہ صاحب اور پھر سردار صاحب بات کریں گے۔ میں یہی امید کرتا ہوں کہ اسی amendment سے ہی relevant رہیں گے۔

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں انشاء اللہ تعالیٰ amendment پر ہی بات کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مہربانی ہوگی۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! حکومتی جماعت کا بھی شکریہ کہ اِن کو خواتین کا خیال تو آیا چاہے آٹھ مارچ کے حوالے سے ہی سہی۔ آج کم از کم اس ایوان میں پچھلے آٹھ نو مہینے کے بعد خواتین کے مسائل پر اور ان کی بہتری کے لئے ایک Bill پیش کیا گیا ہے۔ ہماری اس میں amendment یہ ہے کہ یہ Bill مشتہر کیا جائے اور عام لوگوں تک پہنچایا جائے تاکہ جن کے مسائل کے حل کے لئے یہ Bill پیش کیا جارہا ہے اُن کو پتا ہو کہ ہمارے کیا کیا قانونی حقوق ہیں اور ہمارے لئے کیا قانون سازی ہو رہی ہے؟ ہمارے پاکستان کی آبادی میں 52 فیصد خواتین ہیں جن میں سے اسّی فیصد خواتین دیہاتوں میں رہتی ہیں اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ یہ Bill مشتہر کیا جائے۔ میری وہ ماں، بہن اور بیٹی جو دُور دراز دیہاتوں میں رہتی ہیں وہ صبح اٹھ کر کھیتوں میں جاتی ہیں اور شام کو واپس آتی ہیں تو ان کے گھر میں بچوں کے لئے روٹی نہیں ہوتی اس لئے اُن کو پتا ہونا چاہئے کہ اس معاشرے میں ہمارا کیا حق ہے؟ میری اس بیٹی اور بہن کو پتا ہونا چاہئے جس پر تیزاب پھینک دیا جاتا ہے اور اس کو ونی کر دیا جاتا ہے اُس کو پتا ہونا چاہئے کہ میرے

حقوق کیا ہیں؟ ہم اس لئے چاہتے ہیں کہ یہ Bill آپ مشتہر کریں کیونکہ صبح ہماری مائیں، بہنیں یا بیٹیاں گھروں سے دفتر کے لئے، یونیورسٹی کے لئے اور کالج کے لئے باہر نکلتی ہیں تو اُن کو گھر سے نکلنے سے سڑکوں یا بس سٹاپ پر ان کے ساتھ جو رویہ اپنایا جاتا ہے اُن کو پتا ہونا چاہئے کہ اگر ہمارے ساتھ یہ رویہ روا رکھا گیا تو ہمارے لئے کیا قانون سازی ہوئی ہے اور ہم اپنا حق کس طرح حاصل کر سکتی ہیں؟ اس حکومت کا خواتین کے ساتھ رویہ ہمیں کچھ دن پہلے مال روڈ پر نظر آ گیا تھا کہ خواتین کے ساتھ ان کی کتنی ہمدردی ہے اور خواتین کے گھر کا یہ کتنا خیال رکھتے ہیں؟ اُس وقت جب پولیس والے میری ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں پر ڈنڈے برسا رہے تھے اُس وقت سارے قانون موجود تھے لیکن کوئی قانون جا کر اُن میری بہنوں، ماؤں اور بیٹیوں کی حفاظت نہیں کر سکا اور کوئی قانون ان کو پولیس کے ظلم سے نہیں بچا سکا۔ قانون تو بہت ہیں مگر آپ کا روّیہ اور آپ کا قول و فعل imagine کرتا ہے کہ آپ کتنی ایمانداری سے ان خواتین کو جو ہمارے معاشرے کا ایک اہم حصہ ہیں ان کی protection کرنا چاہتے ہیں۔ اگر واقعی آپ انہیں حقوق دینا چاہتے ہیں تو مال روڈ پر ان کے ساتھ یہ ظلم نہ ہوتا۔ مال روڈ کے اوپر پورے پنجاب نے دیکھا ہے کہ ان خواتین کے ساتھ پولیس نے کیا کیا؟ ہمارے قائد ایوان بیٹھے ہیں تو انہوں نے ان پولیس والوں کے خلاف کیا ایکشن لیا ہے جنہوں نے ان کے دوپٹے کھینچے؟ قانون بنانے کی نہیں بلکہ اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عباسی صاحب! آپ کا ٹائم پورا ہو گیا ہے اس لئے آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ ہماری 52 فیصد خواتین کو پتا ہونا چاہئے کہ جو 66 ترامیم کرنے ہم جا رہے ہیں، میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اس معزز ایوان میں میرے دس بھائی اٹھ کر یہ بتا دیں یا ان کے نام گنوا دیں تو ہمیں کوئی پتا نہیں کہ کیا کرنے جا رہے ہیں۔ قانون کہیں اور بنتے ہیں اور ترامیم کہیں اور ہوتی ہیں لیکن کسی ممبر کو یہ پتا نہیں ہے کہ یہ قانون ہے کیا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عباسی صاحب! بس بہت ہو گئی اور آپ کا ٹائم بھی ختم ہو گیا ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! بس میں ختم کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، عباسی صاحب! بہت ٹائم ہو گیا ہے کیونکہ باقی ممبران نے بھی بات کرنی ہے اس لئے آپ تشریف رکھیں۔ جی، چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب! آپ تین منٹ میں اسی ترمیم سے متعلق اپنی بات مکمل کریں گے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آج خواتین کے عالمی دن کے حوالے سے حکومت نے خواتین کی empowerment کے لئے بل اسمبلی میں introduce کروایا ہے تو اس حوالے سے یقیناً یہ ایک اچھا قدم ہے کہ خواتین کو empowerment کرنے کے لئے عملی کام کیا جائے۔ ہم اس بل سے متعلق یہ ترمیم لائے ہیں کہ اس بل کی 20۔ ستمبر 2014 تک circulation کی جائے تاکہ عام خواتین بھی دیکھ سکیں کہ کیا ان کے حقوق ہیں اور جو خواتین دیہاتوں میں بیٹھی ہیں، جن کے ساتھ زیادتیاں ہوتی ہیں، وہ خواتین اخبارات کے ذریعے دیکھ سکیں کہ اس بل میں ان کے حقوق کے لئے کیا بات کی گئی ہے۔ اس بل میں 66 ترامیم کے حوالے سے بات کی گئی ہے جن میں کچھ یونیورسٹیاں، کچھ نیم سرکاری ادارے کچھ ایسی کارپوریشنز ہیں جن میں چھوٹی چھوٹی ترامیم کر کے خواتین کی تعداد جو پہلے ایک یا دو تھی انہیں بڑھانے کے علاوہ اس میں کوئی ایسی پیشرفت یا ایسی چیز نظر نہیں آتی کہ جس پر یہ کہا جا سکے کہ آج خواتین کے حقوق کے حوالے سے جو دن ہے، اس دن میں خواتین کی empowerment کے لئے حکومت اقدامات اٹھا رہی ہے۔ اس حوالے سے میری گزارش ہو گی کہ اس بل کو اخبارات میں مشتہر کیا جائے تاکہ ان این جی اوز سے، ان اداروں سے، ان خواتین سے جو خواتین اس حوالے سے کام کرتی ہیں، ہماری ممبران اسمبلی ہیں، ان سے out put لی جائے جس کے نتیجے میں ہم اس بل کو ایسے اچھے طریقے سے لائیں جس میں حکومتی اور اپوزیشن کی بھرپور نمائندگی ہو جس سے یہ نظر آئے کہ یہ بل پنجاب کا مکمل اور متفقہ بل ہے نہ کہ یہ نظر آئے کہ اس پر کسی کو اعتراض ہوا ہے۔

جناب سپیکر! اس سے پہلے 2002 میں ہماری یعنی چودھری پرویز الٰہی صاحب کی حکومت تھی جس دوران کچھ اقدامات ہوئے۔ آج جو وزیر صاحبہ جس وزارت کے حوالے سے بات کر رہی ہیں تو یہ وزارت بھی انہی کے دور میں بنائی گئی تھی۔ اس دور میں ان کا جو وژن تھا، اس میں انہوں نے gender reforms action programme عورتوں کے لئے شروع کیا جو کہ 6.8 ملین روپے کا تھا جس میں خواتین کو ہنرمند اور گھریلو خواتین کی عزت اور قتل کے حوالے سے اور خواتین کے معاملات کو protect کرنا ضروری تھا۔ میں یہ چیزیں اخبارات میں اس لئے چاہ رہا ہوں تاکہ خواتین کے یہ جو معاملات ہیں جن میں ان پر گھریلو تشدد، عزت کے نام پر قتل کیا جاتا ہے، اس سلسلے کی بھی آج projection ہونی چاہئے لیکن مجھے اس بل میں یہ projection نظر نہیں آ رہی اور نہ ہی نظر آ رہا ہے کہ یہ معاملہ آگے چلا ہے۔ غیر رسمی تعلیمی اداروں میں خواتین کو جو سند دی جاتی تھی، share دیا جاتا تھا،

انہیں ٹریننگ انسٹیٹیوٹ میں ہنر سکھائے جاتے تھے اور بلا سود قرضے دیئے جاتے تھے تو میں چاہوں گا کہ ایسے اداروں اور ایسے سلسلے کو بھی اس میں introduce کیا جاتا۔

جناب سپیکر! یہی وہ چیزیں ہیں جن کی وجہ سے باہر کی خواتین کو خاص طور پر جیلوں میں rehabilitation ہوتی تو وہ بہتر تھا کیونکہ خواتین کے حوالے سے اور وومن ڈویلپمنٹ کی وزارت میں کام کرنے کے لئے خواتین کو full empowerment دی جاتی۔ بچوں کی تعلیم کے لئے ماہانہ وظائف دیئے جاتے۔ یہ وہ چیزیں تھیں جو کہ حقیقت میں ہونی چاہئیں تھیں۔ یہاں پر خواتین کو 33 فیصد نمائندگی بھی اسی دور میں ملی یعنی 2002 کے دور میں، ہی یہاں پر بیٹھی ہوئی خواتین کو یہ حق دیا گیا اور یہ اسی دور کا کارنامہ ہے کہ آج خواتین ان اسمبلیوں میں بیٹھی ہیں۔

جناب سپیکر! دکھ اس بات کا ہے کہ لوکل گورنمنٹ بل جو پاس کیا گیا اس میں خواتین کی نمائندگی 33 فیصد نہیں بلکہ وہ کم کر دی گئی اور مجھے یاد ہے کہ ہمارے دور میں راولپنڈی میں خواتین کی پہلی یونیورسٹی کا قیام بھی عمل میں آیا تھا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمہ صاحب! بہت شکریہ۔ جناب سبطین خان صاحب!

جناب محمد سبطین خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! پہلے تو Punjab Fair Representation of Women Bill 2014 اس میں جتنی ترامیم بھی ہیں بالکل ہم ان کی تائید کرتے ہیں بلکہ ان ترامیم سے بڑھ کر ہم کچھ مزید women empowerment کے لئے جو تجاویز دینا چاہتے تھے اور جو ہماری تجویز تھی کہ اس بل کو پبلک میں publish کیا جائے for the public کیونکہ ہمارا یہ view point تھا کہ اس میں different جو سوسائٹیز ہیں، جو سول سوسائٹی ہے، جو خواتین کی اور جتنی بھی اس طرح کی این جی اوز ہیں، ان کا بھی in put آئے تاکہ ہم اسے بھی شامل کریں۔ اس میں 66 ترامیم جو ہیں، اس میں ہمارا کوئی اختلاف نہیں، پی ٹی آئی پہلے دن سے یہی چاہتی ہے، women empowerment پر ہم یقین رکھتے ہیں، ہماری اکثریتی آبادی تقریباً 52 یا 53 فیصد they are represented by the women community, so we strongly اس کو ہم تسلیم کرتے ہیں اور ہم مانتے ہیں but the problem is this کہ ہم اسے publish اس لئے کروانا چاہتے تھے کہ جس طرح لوکل گورنمنٹ کا haphazardly اس بل کو یہاں سے ہم نے approve کیا اور delimitations پر جا کر ہماری عدلیہ ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ نے روک دیا۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اسے بھی جلد بازی میں bulldoze نہ کیا جائے بلکہ اپوزیشن کو اعتماد میں لیا جائے اور

اس میں کوئی برائی نہیں ہے۔ ہمارے حکومتی بنچوں والے بھی ووٹ لے کر آئے اور ہم بھی ووٹ لے کر آئے ہیں۔ اس میں میری دو چار تجاویز ہیں اس لئے ہم چاہتے تھے کہ اس بل کو publish کیا جائے۔

جناب سپیکر! اگر دیکھیں کہ اس میں دو classes کی verification ہو رہی ہے جن میں ایک urban class اور ایک rural class جو urban class ہے جو ہماری خواتین ہیں تو اس میں 66 ترامیم سے ان میں بہتری آئے گی لیکن جو ہماری simple class ہے جو ہماری rural class ہے، جو ہماری backward class ہے اور جو ہماری un educated women ہیں، ان کے متعلق میری یہ گزارش ہو گی کہ ہر پولیٹیکل پارٹی کو on the floor of the House ہم ایک دوسرے کو قائل کریں، ایک دوسرے کو convince کریں اور ایک settled کو ٹار کھیں۔ یہ نہیں کہ پولیٹیکل پارٹیوں کی طرف سے کوئی پابندی تو نہیں ہے۔ ہمیں بھی پتا ہے، چاہے وہ پی ٹی آئی ہو، چاہے وہ مسلم لیگ (ن) ہو، چاہے مولانا فضل الرحمن ہوں، ہر پولیٹیکل پارٹی میں سے جو خواتین ہیں وہ الیکشن لڑ سکتی ہیں لیکن نہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ صرف ایک آدھ منٹ چاہوں گا۔ میں یہ چاہوں گا کہ ہم پولیٹیکل پارٹیاں اپنے آپ کو پابند کریں، ہم اس کو limit کریں کہ اتنے فیصد ٹکٹ عورتوں کو دیں گے اور خواتین براہ راست الیکشن لڑ کر آئیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ہمارا ایک بہت بڑا domestic violence کا issue جو ہمارے backward areas میں ہوتا ہے۔ دوسرے نمبر پر ہم یہ چاہتے ہیں اور اگر ہم سے مشورہ کیا جاتا کہ 18 سال سے کم عمر کی بچی کو نکاح کی اجازت نہیں ہونی چاہئے اور اگر وہ اپنی immaturity کی وجہ سے نکاح کر بھی لیتی ہے اور وہ عدالت میں چلی جاتی ہے تو عدالت کو فوری طور پر case turn down کر دینا چاہئے till she is mature بلکہ جو مرد ممبر ہے یا اس کی فیملی کے جو ممبر ہیں، ان کو واقعی سزا دینی چاہئے تاکہ اس چیز کی ہم حوصلہ شکنی کریں تاکہ 10/12 اور 14/15 سال کی بچیوں کا civil marriages کی طرف رجحان ختم ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خان صاحب! جلدی سے اسے مکمل کریں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! آپ شروع میں ہی پانچ منٹ یا دس منٹ رکھ لیتے تو بہتر تھا کیونکہ پہلے آپ نے کھلا ٹائم دے دیا اور جب ہماری باری آئی ہے تو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خان صاحب!آپ کی طرف سے سب نے بات کرنی ہے اور پہلے مجھے نہیں بتایا کہ انہوں نے بات کرنی ہے اس لئے اب ٹائم مختصر کیا گیا ہے۔

جناب محمد سبطین خان: آخر میں یہ کہوں گا کہ خلع جو کہ اہم issueہے اور اگر آج یہ wind up نہیں ہو گا تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں کہ کل آپ اتوار کو بھی سیشن کر لیں اور اسے بے شک نبھائیں۔ انشاء اللہ ہم اس پر پوری طرح سے بات کریں گے۔آخر میں مزید یہ بھی کہنا چاہوں گا خلع کا حق جو ہے، ہمیں بھی پتا ہے اور آپ سب کو بھی پتا ہے کہ نکاح نامے میں موجود ہے لیکن میری یہ رائے ہو گی کہ جو نکاح نامے کی true spiritہے اس پر سو فیصد عملدرآمد ہونا چاہئے۔خلع کے لئے جو خواتین عدالتوں میں جاتی ہیں اور تین تین اور چار چار مہینے وکیل کرو، دیہاتی خواتین کے اتنے sourcesاور resourcesنہیں ہوتے تو خلع جو ہے اسے بھی مصالحتی کمیٹیوں میںsettleکیا جائے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

جناب محمد سبطین خان: خواتین کو عدالتوں میں نہ جانے دیا جائے۔آخر میں یہ کہوں گا کہ ہماری مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح جب الیکشن میں آئی تھیں تو تب بھی دھاندلی کے ذریعے انہیں ہرایا گیا تھا۔اب میں چاہتا ہوں کہ ان true spiritہم جو خواتین کے لئے یہاں on the floor of the House commitmentکر رہے ہیں اور جو وعدے وعید کر رہے ہیں تو میں انشاء اللہ توقع کرتا ہوں کہ اگلے سال جب عالمی یوم خواتین آئے گا تو اس میں سے at least 80فیصد پر عملدرآمد ہو چکا ہو گا۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ راحیلہ انور صاحبہ!

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! شکریہ، سب سے پہلے تو میری جو بہنیں یہاں تشریف لے کر آئی ہیں اور ہمارا جو آج Women Dayمنایا جا رہا ہےall over the worldاُس پر میں اپنی بہنوں کو پہلےwelcomeکروں گی اور پھر مبارکباد دوں گی آج ہم عورتوں کے لئے بات کی جا رہی ہے تو بل میں بھی اسی سلسلے میں آج میں نےamendmentدی ہے اُس کا مقصد بھی یہی ہے کہ ہم عورتوں کو اتنی importanceدی جائے ہمیں بھی پتا ہو، چلیں ہم تو ایوان میں بیٹھی ہوئی ہیں ہم تو پھر بھی کہیں نہ کہیں سے یہ پتا چلا لیتی ہیں لیکن عام عورتوں کے لئے یہ مشتہر کرنا بہت ضروری ہے تاکہ عورتوں کو کم از کم یہ پتا ہو کہ اُن کے لئے کیا ہونے جا رہا ہے۔ہمارے مذہب نے آج سے 14سو سال پہلے وہ حقوق ہم

عورتوں کو دیئے جو کہ مغربی ممالک کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے اور آج latest وہ حقوق اپنے لئے لینے میں کامیاب ہوئی ہیں تو جو حقوق ہمیں آج سے چودہ سو سال پہلے ہمارے دین اسلام نے دیئے تھے ہم کیوں اُن کو implement نہیں کر سکتے۔ ہم بل تو پاس کرتے ہیں ہم Women's Day بھی آج منا رہے ہیں، ہم تقریریں بھی کریں گے اور چلے جائیں گے لیکن وہ ان پر implementation نہیں ہو سکے گا جو آسیہ جیسی عورتیں اور بے شمار اُن جیسی عورتوں کی میں مثالیں دے سکتی ہوں اُن کی آبرو لوٹی جائے گی، Bill pass ہوں گے اُن پر action کوئی نہیں ہوگا۔ مجھے یہ بتائیے کہ اگر یہاں پر صرف Bill ہی pass ہونے ہیں implementation نہیں ہونی تو کیا فائدہ ان باتوں کا؟ ہم عورتوں کے لئے اول تو کوئی بات ہی نہیں کرتا اگر خوش قسمتی سے آج ہمارا دن منایا جارہا ہے اور خوش قسمتی سے ہمارے لئے آج موقع آیا ہے کہ عورتوں کے مسائل پر بات کی جائے اور ہمارے لئے یہاں اسمبلی میں بھی بات کی جائے اور قانون پاس ہوں تو قانون ایسے پاس ہونے چاہئیں جن پر implement بھی ہو میں اپنی بہنوں کے لئے جو آج یہاں آئی ہوئی ہیں ماشاء اللہ سے ساری educated ہیں اور different شعبوں سے ہیں کوئی ٹیچر بھی ہوں گی۔ World Economic Furm کی اور UN کی بھی report ہے کہ ہم gender equality میں 140 میں سے 135ویں نمبر پر ہیں، ہم کیسی باتیں کرتے ہیں، اسلام نے تو ہمیں بہت سے حقوق دیئے ہوئے ہیں۔ ہمارا قانون بھی ہمیں حقوق دیتا ہے لیکن ہمارے حقوق تو دیکھیں۔ عورتیں "ونی" بھی ہو رہی ہیں اور عورتیں جل کر بھی مر رہی ہیں، عورتیں ہر قسم کے مظالم کا شکار ہو رہی ہیں جیسا کہ میری بہن نے بات کی، میری باقی بہنوں نے بھی بات کی اور میرے بھائیوں نے بھی بات کی۔ یہاں اس ایوان میں discrimination ہے وزیر اعلیٰ صاحب آج خوش قسمتی سے ہمارے درمیان ہیں ہم اپنی آواز پہنچانا چاہیں گی، ہمارے ساتھ discrimination نہ کی جائے۔ وہ کہتے ہیں ناں آپ جانور کو بھی ماریں تو آخر وہ بھی بدک جاتا ہے ہم تو انسان ہیں۔ میری وزیر اعلیٰ صاحب سے request ہے غور کیجئے گا اس بات پر کہ ہم عورتیں بھی empower ہوں گی تو آپ لوگ empower ہوں گے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر قانون!

محترمہ شنیلا رُوت: جناب سپیکر---

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ نے بات کرنی ہے؟--- تین منٹ بات کریں۔ محترمہ! آپ بات کریں۔

محترمہ شنیلارُوت: شروع خداوند یسوع مسیح کے نام جو نہایت ہی رحیم ہے اور مہربان ہے۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے یہ موقع دیا کہ میں اپنے خیالات کا اظہار کر سکوں۔ آج ہم Women Day کو observe کر رہے ہیں ہم اس کو مناتے نہیں ہیں please اس بات کو نوٹ کیا جائے کہ ہم Women's Day کو مناتے نہیں ہیں ہم اس کو observe کرتے ہیں اور ہم اُن خواتین کی، اُن بہنوں کی یاد میں آج اس دن کو یاد کرتے ہیں جنہوں نے بہت محنت کی جدوجہد کی اور آج ہمیں اس نہج پر لا کر کھڑا کر دیا ہم اُن خواتین کے لئے آج عہد کرتے ہیں اور میں یہ چاہوں گی کہ آج اس ایوان میں بیٹھے ہوئے میرے تمام بھائی بہنیں بات تو کریں گی لیکن آج میں نے اس لئے اپنے بھائیوں کو موقع دیا کہ ہم اُن سے بھی سننا چاہتے ہیں کہ وہ ہمارے لئے کیا جذبات اور خیالات رکھتے ہیں۔ اسی طرح سے میں treasury benches پر بیٹھے ہوئے بھائیوں سے بھی یہ کہنا چاہتی ہوں کہ آج عہد کرنے کا دن ہے، آج وعدے کا دن ہے، آج وعدہ کرنے کا دن ہے کہ آپ اپنی بہنوں کے ساتھ اپنی ماؤں کے ساتھ اپنی بیٹیوں کے ساتھ یہ وعدہ کریں کہ اپنے گھر میں اُن کو وہ حق دیں گے، وہ عزت دیں گے اور وہ جگہ دیں گے جس کی وہ مستحق ہیں یہ جو law ہم آج بنانے جا رہے ہیں یہ Bill جو آج lay ہوا ہے، میں سمجھتی ہوں یہ ایک اچھا قدم ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی سمجھتی ہوں کہ کیا ہی اچھا ہوتا، کیا ہی خوبصورت بات ہوتی کہ ہم ناچیز خواتین اور ہمارے وہ مرد بھائی جو اپوزیشن بنچوں پر بیٹھے ہیں ہمیں بھی اپنے ساتھ لیا جاتا آخر ہم بھی عورتوں کی empowerment کی بات کرتے ہیں۔ خدارا میری وہ بہنیں جو اوپر گیلری میں بیٹھی ہوئی ہیں میں انہیں کہنا چاہتی ہوں کہ میں بھی آپ میں سے ہی ہوں۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ تحریک انصاف آج اس عورت کے ساتھ کھڑی ہے اور اس بیٹی کے ساتھ کھڑی ہے، اس ماں کے ساتھ کھڑی ہے جو پانچ کروڑ عوام ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہم چند privileged خواتین کے لئے تو یہ Bill لے کر آ گئے ہیں لیکن ہم نے ان بہنوں کے لئے، ان ماؤں، بیٹیوں کے لئے سوچا ہی نہیں جو گلی نالی cross کر کے ہی نہیں آ سکتیں۔ جن کے رشتے نہیں آتے اور جن کو کوئی پوچھتا ہی نہیں۔ اگر آج Domestic Violence کا Bill پیش ہوتا تو پھر میں سمجھتی کہ ہم پانچ کروڑ عورتوں کی بات کر رہے ہیں۔ آج ہم ایک مخصوص طبقے کی بات کرنے جا رہے ہیں۔ میں اس کی مخالفت نہیں کرتی کیونکہ یہ ایک اچھی بات ہے لیکن کیا ہم نے سوچا کہ Domestic Violence Bill ابھی تک پاس نہیں ہوا، وہ ابھی تک ہماری میزوں کی زینت بنا بیٹھا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گی کہ ہماری حکومتوں نے اسمبلی میں خواتین کرنے بہت سے Bill پاس کئے ہیں جیسے Women Protection Bill, Women Anti Practices Bill پاس ہوا اور کمیشن بن گیا یہ سب کچھ ہوگیا لیکن ان پر عملدرآمد صفر ہے، صفر۔ ان پر آج تک کوئی عملدرآمد نہیں ہوا۔ کتنے harassment کے Bill رپورٹ ہوئے ہیں؟ ہمیں بتایا جائے کہ اس سے کتنی خواتین کو ریلیف ملا ہے، کتنی عورتوں کو اس Bill کی وجہ سے فائدہ ہوا ہے؟ ہمیں اپنے رویوں کو بدلنا ہوگا، ہمیں اپنے attitudes کو بدلنا ہوگا۔ میرے وہ بھائی جو اس ایوان میں بیٹھے ہیں جب تک وہ اپنے رویّوں کو نہیں بدلیں گے۔ اس وقت تک ہم اس پاکستان میں تبدیلی نہیں لا سکتے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! بہت شکریہ۔ جی، وزیر قانون!

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں نے صرف دو منٹ بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! پلیز، میں آپ کو next time دس منٹ بولنے کا موقع دے دوں گا لیکن ابھی لاء منسٹر کی بات سن لیں، مہربانی کرکے تشریف رکھیں۔ جی، وزیر قانون!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں اپوزیشن کے معزز ممبران کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس Bill میں amendment دے کر بحث میں حصہ لیا اور اظہار خیال کیا۔ میں ان کی اس خوبی کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ انہوں نے اپنی تمام تر تقاریر میں اس بات کو خاص طور پر ملحوظ خاطر رکھا کہ ایک تو انہوں نے اس Bill کو touch نہیں کیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس Bill میں کون کون سی amendments ہو رہی ہیں اور ان amendments سے خواتین کی empowerment میں کیا کیا فائدہ پہنچے گا۔ اسی طرح انہوں نے تمام مہارت سے جو amendment دی تھی اس پر بھی انہوں نے کوئی اظہار خیال نہیں کیا کہ اس Bill کو مشتہر کرکے 20۔ستمبر 2013 کب آئے گا کہ جب ہم اس کو دوبارہ اس ایوان میں لاکر legislate کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ خواتین کی empowerment کے حوالے سے میرے اپوزیشن کے بھائیوں نے شاید وہی بات کی ہے جو بقول شاعر کہ "اس نے وعدہ کیا ہے پانچویں دن کا" کسی سے سن رکھا ہو گا کہ "دنیا چار دن کی ہے" (قہقہے)

جناب سپیکر! تمام تر گفتگو یہ ہوئی ہے کہ کچھ نہیں ہو گا، کچھ نہیں کیا جائے گا، یہ بالکل دھوکا ہے، یہ بالکل show ہے اور یہ بالکل اشتہارات ہیں۔ یعنی ان کی ہر بات مایوسی کی طرف تھی۔ یہ وہ forces ہیں جنہوں نے ہمیشہ خواتین کو اپنے حقوق کی جدوجہد کرنے کے لئے اسی طرح روکنے کی کوشش کی ہے۔ جب اس معاشرے میں چند خواتین، آج بھی یہ کہہ رہے ہیں کہ اس سے چند خواتین کو فائدہ پہنچے گا۔ ان کے لئے پچیس ہزار خواتین چند خواتین ہیں۔ یعنی جب واقعی اُس وقت ملک میں طالبات نے یہ سنا کہ سائے گہرے ہیں جو آج بھی بعض جگہوں پر ہیں تو اُس وقت چند خواتین نے ہی اس ملک میں، اس معاشرے میں خواتین کی آزادی اور empowerment کے لئے جدوجہد شروع کی تھی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس وقت بھی یہی کہا گیا تھا کہ یہ چند خواتین ہیں یہ کیا کر سکیں گی، کچھ نہیں ہو گا، کچھ نہیں بدلے گا، Bill پاس نہیں ہو گا اور اگر پاس ہو گیا تو اب implement نہیں ہو گا۔ یہ مایوسی پھیلانے والی جو قوتیں ہیں یہ ہمیشہ سے اپنا عمل کرتی رہی ہیں لیکن ہماری بہادر خواتین نے، ہماری ان بہادر ماؤں نے، بہنوں نے اور بیٹیوں نے ہمیشہ اس ملک میں جدوجہد کی ہے۔ انہوں نے آزادی کے وقت سے لے کر آج 8-مارچ2014 تک جدوجہد کی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آج پنجاب حکومت under the dynamic leadership of Mian Muhammad Shehbaz Sharif یہ Bill introduce کر رہی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یہ Bill ایک امید ہے، یہ Bill خواتین کی جدوجہد کو appreciation ہے اور یہ خواتین کو آگے بڑھنے کا ایک حوصلہ ہے۔ یہ کوئی آخری قدم نہیں ہے لیکن یہ ایک بھرپور قدم ہے۔ آج تک تقاریر ہوتی رہیں، بعض usual قسم کی تبدیلیاں ہوتی رہیں لیکن آج تک decision making forum پر خواتین کو share نہیں دیا گیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ بات مسلمہ ہے کہ یہ جو گفتگو کی گئی کہ عورتیں ظلم کا شکار ہیں۔ جب تک خواتین decision making bodies پالیسی ساز اداروں میں اور decision making میں نہیں بیٹھیں گی اُس وقت تک یہ سفر مکمل نہیں ہو سکتا۔ اِس وقت جو Bill میرے پاس ہے اس میں 66

Government departments، وہ تمام departments کی ہیں۔ وہ تمام مختلف amendments، وہ تمام institutions، وہ تمام public private partnership کے ادارے ہیں۔ ان تمام اداروں میں جو پالیسی ساز ادارے ہیں، جو syndicates ہیں، جو بورڈ آف گورنرز ہیں، جو بورڈ آف مینجمنٹ ہیں ان amendments کے ذریعے سے decision making اداروں میں خواتین کو share دیا جارہا ہے اور ان کی representation کے مطابق دیا جارہا ہے۔ اس سے جب خواتین ان اداروں میں پالیسی سازی کریں گی، فیصلہ سازی کریں گی تو وہ جدوجہد جو انہوں نے آج تک فیصلہ سازی کے فورم سے باہر رہ کر کی ہے انشاء اللہ آنے والے دنوں میں وہ رنگ لائے گی اور یہ کوششیں بارآور ہوں گی۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ آج 8-مارچ کیونکہ خواتین کا عالمی دن ہے۔ میرے اپوزیشن کے بھائیوں نے بھرپور کوشش کی ہے کہ کسی نہ کسی طرح سے اس کو کبھی مشتہر کرنے کے سلسلے میں، کبھی تقاریر کو لمبا کرنے کے سلسلے میں adjourn کیا جائے لیکن میری آپ سے اور اس معزز ایوان سے یہ گزارش ہے کہ اس amendment کو rule out کیا جائے اور اس Bill کو آج ہی پاس کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That the Punjab Fair Representation of Women Bill 2014, as introduced, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th September 2014."

(The motion was lost.)

Now, the motion moved and the question is:

"That the Punjab Fair Representation of Women Bill 2014 be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

SCHEDULE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Schedule of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Schedule of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS/ LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Fair Representation of Women Bill 2014, be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Fair Representation of Women Bill 2014, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Fair Representation of Women Bill 2014, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، قائد ایوان صاحب بات کرنا چاہیں گے۔

وزیراعلیٰ کا خطاب

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں آج آپ کی وساطت سے اس پورے معزز ایوان اور خاص طور پر اپنی خواتین بہنوں کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ آج خواتین کے عالمی دن پر پنجاب اسمبلی کے اس معزز ایوان میں اتنی بھاری اکثریت کے ساتھ خواتین کے حقوق کا Bill پاس ہوا ہے۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "unanimous pass" کی آوازیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، خاموشی اختیار کریں۔

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! لیڈر آف دی اپوزیشن نے unanimous کہا ہے تو ان کی بہت مہربانی اور میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ ہماری اس قوم کی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کے حقوق کی طرف ایک بہت بڑا قدم ہے۔ میں ابھی ترکی سے آرہا ہوں، سب سے پہلے ترکی کے وزیراعظم جناب طیب اردگان کا ذکر کروں گا جو ابھی پاکستان میں اپنے حالیہ دورے پر تشریف لائے تھے تو ان کا جس طریقے سے والہانہ استقبال کیا گیا انہوں نے پاکستان بھر کے عوام اور خاص طور پر لاہور کے عوام کا بھرپور شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے جس طریقے سے محبت کے پھول نچھاور کئے ان کا دل موہ لیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ترکی وہ اسلامی ملک ہے کہ وہاں ترکی کی مساجد پانچوں نماز کے وقت بھری ہوتی ہیں، جمعہ کے دن مساجد میں جگہ نہیں ملتی لیکن معاشرے کا ہر فرد خواتین مردوں کے شانہ بشانہ کام کرتی ہیں چاہے وہ کھلیان ہوں، کھیل کے میدان ہوں، دفاتر ہوں، زراعت ہو، ہیلتھ کیئر ہو، انڈسٹری ہو، کامرس ہو اور چاہے وہ financial management ہو۔ ترکی کے اندر آج جو خوشحالی ہے، ترکی کا جو انقلاب آیا وہ ترکی کی پوری قوم کی شبانہ روز محنت کا مرہون منت ہے اور اس میں خواتین کا role مردوں سے کسی طور پر کم نہیں ہے۔

جناب سپیکر! ابھی دو ہفتے پہلے لاء منسٹر صاحب میرے ساتھ تھے اور ہم چین کے دورے پر تھے۔ آج چین کی جو ترقی کا راز ہے، آج چین دنیا کی دوسرے نمبر پر سب سے بڑی معاشی اور عسکری قوت بن چکا ہے۔ اگر آپ آج چین کی ترقی اور خوشحالی کا دور دورہ دیکھیں تو عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ آج چین کے reserves چار ٹریلین ڈالر ہیں، چین کی export یعنی bilateral trade امریکہ کے ساتھ 600 سے 700 بلین ڈالر کی ہے، چین کی آج سالانہ ترقی یعنی GDP ساڑھے سات فیصد اوسطاً ہے اور آج چین دنیا پر حکمرانی کر رہا ہے۔ یہ حکمرانی نعرے مار کر نہیں بلکہ عملی طور پر مسلسل محنت کر کے چین نے آج دنیا میں اپنا لوہا منوایا ہے۔ وہاں پر بھی ایک ارب تیس کروڑ کی آبادی میں خواتین مردوں کے شانہ بشانہ مل جل کر چین کے اندر خوشحالی کا انقلاب لے کر آئی ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ اور اس معزز ایوان کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ صدر پاکستان جناب سید ممنون حسین صاحب کی سربراہی میں جو وفد چین گیا تھا وہاں پر وفد کے دورے کے دوران چین کی حکومت اور چین کی اعلیٰ ترین قیادت نے پاکستان کے مسائل کو اچھی طرح سے سمجھا ہے۔ چین کی پاکستان کے ساتھ والہانہ دوستی، چین نے پاکستان کے ساتھ 68 سال میں شاید ہر موقع پر چاہے جنگ ہو یا امن ہو، چاہے زلزلے ہوں یا طوفان ہو یا سیلاب ہو ہمیشہ پاکستان کی مدد کی اور ہمیشہ پاکستان کے ساتھ کھڑا رہا۔ چین کو اچھی طرح علم ہے کہ یہاں پر بجلی نہ ہونے کی بنا پر اندھیرے ہیں، چین کو اچھی طرح پتا ہے کہ یہاں پر بدقسمتی سے تشدد، militancy اور دہشت گردی نے پاکستان کی economy کو بُری طرح تباہ کر رکھا ہے۔ چین اچھی طرح جانتا ہے کہ پاکستان اس کا ایک آزمایا ہوا بہترین دوست ہے اور وہ یہ بات کہتے ہوئے نہیں تھکتے کہ عالمی افق پر جب دنیا کے ممالک ہم سے ملنا پسند نہیں کرتے تھے تو پاکستان ہمارے ساتھ کھڑا رہا۔ چینی اس بات کا اقرار کرتے ہوئے کبھی نہیں تھکتے کہ جب انہیں دنیا میں جانے کے لئے ایک ہی corridor دستیاب تھا اور وہ کراچی تھا۔ چین اچھی طرح جانتا

ہے کہ اقوام متحدہ میں سب سے پہلے چین کی نمائندگی کے لئے پاکستان نے اس کو support کیا۔ جب چین اس دنیا میں ایک آزاد ملک کی طرح سامنے آیا تو پاکستان نے چین کو فی الفور recognized کیا۔ چین وہ ملک ہے جس نے پاکستان کا کبھی ساتھ نہیں چھوڑا۔

جناب سپیکر! آج اس دورے پر انہوں نے پاکستان کے لئے سات سالہ ایک پروگرام دیا ہے اور انہوں نے 32۔ارب ڈالر کا package دیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس میں کوئلے کی بنیاد پر بجلی کے منصوبے ہیں، اس میں پن بجلی کے منصوبے ہیں، اس میں infrastructure کے منصوبے ہیں، اس میں پاکستان چائنا economic corridor کے منصوبے ہیں، اس میں پاکستان ریلوے کے نظام کو مضبوط کرنے کے منصوبے ہیں۔ چین نے بڑے ہی دوستانہ انداز میں کہا کہ پاکستان کی خوشحالی ہماری اپنی خوشحالی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ہر level پر پاکستان کے ساتھ ہماری دوستی ہمالیہ سے اونچی، سمندروں سے گہری، شہد سے میٹھی ہے اور لوہے سے زیادہ مضبوط ہے۔ دنیا میں پاکستان جیسا دوست چین کے پاس اور کوئی نہیں۔ اس سے زیادہ ہمارے لئے خوشی اور عزت کی بات کیا ہو سکتی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ آج اس دن کے موقع پر ہمیں اس بات کا عہد کرنا ہوگا کہ یہ economic package جو چین نے ہمیں سات سالہ دیا ہے یہ 4.5۔ارب ڈالر کا سالانہ package بنتا ہے۔ اگر ہم ایمانداری اور شبانہ روز محنت کر کے منصوبے بنا کر، اس پر کوئلے کے پلانٹس، بجلی بنانے اور بجلی distribute کرنے کے پلانٹس اور ریلوے کے نظام کو بہتر کرنے اور ان hydropower project کے لئے اگر دن رات محنت کریں گے، اگر 32۔ارب ڈالر کا 70 فیصد یا 80 فیصد بھی حاصل کر لیا تو پاکستان کے اندر سے اندھیرے ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیں گے اور یہ ملک اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جائے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں بات کر رہا تھا کہ کسی بھی معاشرے میں خواتین کی contribution کے بغیر معاشرہ توانا، صحت مند، progressive اور خوشحال نہیں ہو سکتا۔ آج Landmark Bill اس معزز ایوان نے پاس کیا ہے یہ ایک بہت بڑا قدم ہے۔ جس طرح لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ پنجاب کی decision making bodies میں اگر 25ہزار خواتین کی نمائندگی ہوگی تو میں آپ کی وساطت سے قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ 25ہزار خواتین انشاءاللہ آنے والے دنوں، ہفتوں اور سالوں میں 25لاکھ خواتین وہاں پر نمائندگی کریں گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ Bill تو آج empowerment کا پاس ہوا ہے، کون نہیں جانتا کہ اس صوبے کے اندر Punjab Education Endowment Fund کے ذریعے بچوں کو وظیفہ مل رہا ہے اس میں ہماری 25 ہزار بچیاں ہیں، قوم کی بیٹیاں ہیں اور صوبے کی بیٹیاں ہیں۔ اس صوبے کے اندر جو 2 لاکھ لیپ ٹاپ دیئے گئے میں لیڈر آف دی اپوزیشن کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ 50 فیصد ہی نہیں تقریباً 60 فیصد لیپ ٹاپ ان قوم کی بچیوں کو دیئے گئے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس صوبے کے اندر پچھلے دو سالوں میں جو چھوٹے loans یعنی قرضہ جات دیئے گئے اس میں 4۔ارب روپے کے 50 فیصد قرضے سلائی کڑھائی اور دوسرے کاموں کے لئے اپنی قوم کی بیٹیوں اور ماؤں کو دیئے گئے جس سے وہ عزت کے ساتھ روزگار کما رہی ہیں۔ اسی طریقے سے وزیر اعظم پاکستان نے روزگار کے سلسلے میں جو ایک نیا 100۔ارب روپے کے پراجیکٹ کا اعلان کیا ہے اور اس کی پہلی قرعہ اندازی اسلام آباد میں ابھی ہوئی ہے اس میں 50 فیصد قرضے پاکستان کی بیٹیوں اور ماؤں کے لئے ہیں یعنی 50۔ارب روپے کے قرضے ان کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ کہنا بڑا آسان اور کرنا بڑا مشکل ہوتا ہے، انتہائی قابل احترام قائد حزب اختلاف کی تقریر میں اپنے چیمبر میں سن رہا تھا کہ مال روڈ پر احتجاج ہوا، تشدد ہوا، میں ان کو اس سلسلے میں یقین دلاتا ہوں کہ میں اس معاملے کی انکوائری کرواکر اس معزز ایوان میں پیش کردوں گا لیکن میں آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں شاید لیڈر آف دی اپوزیشن کے علم میں یہ بات نہ ہو یہ وہ لیڈی ہیلتھ ورکرز پروگرام تھا، جو پچھلی حکومت نے صوبوں کو اعتماد میں لئے بغیر خود ہی اعلان کر دیا تھا اور کسی صوبے سے اس کا ذکر تک نہیں کیا تھا۔ پچھلے دور میں جبکہ میں بھی وہاں پر جاتا تھا وہاں پر Council of Common Interest کی میٹنگیں ہوئیں وہاں پر انہوں نے کہا کہ اب اس پروگرام کو صوبے لے لیں۔ ان کی تنخواہوں کے لئے سالانہ اربوں روپے چاہئیں، اس سلسلے میں اس معزز ایوان کو اعتماد میں لینے کے لئے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس وقت کی حکومت نے صوبوں کو اعتماد میں نہیں لیا، ہمیں اعتماد میں نہیں لیا، ہمیں یہ نہیں بتایا گیا کہ ان ہزاروں بچیوں کو وہ سیاسی بنیادوں پر اسلام آباد میں پاکستان کے لئے ہائر کر رہے ہیں لیکن چونکہ وہ ہماری قوم کی بیٹیاں ہیں، میں یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ نہ صرف ہم ان کو ریگولر کریں گے بلکہ یہاں پر ان کے لئے ایک قانون لے کر آئیں گے اور ان تمام بچیوں کو انشاء اللہ تعالیٰ ریگولر کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر ہماری آبادی کا پچاس فیصد خواتین ہیں، میڈیکل کالج میں ہماری جو قوم کی بیٹیاں ہیں ان کی میڈیکل کی تعلیم کے لئے ہمارے جو پبلک میڈیکل کالج ہیں، چاہے وہ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج ہے، فاطمہ جناح میڈیکل کالج ہے یا نشتر میڈیکل کالج ہے یعنی جتنے بھی پنجاب بھر میں یا پاکستان بھر میں میڈیکل کالج ہیں آپ جانتے ہیں کہ انتہائی subsidized بہت کم خرچ پر ہم بچے اور بچیوں کو میڈیکل کی تعلیم دیتے ہیں اور پھر ہماری قوم کی بیٹیاں ڈاکٹر بنتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت بڑی خدمت ہے اور ایک بہت بڑا چیلنج ہے جو ہمارے بچے اور بچیاں تعلیم کے زیور سے اپنے آپ کو آراستہ و پیراستہ کر کے ایک بہت بڑے noble cause کے لئے آگے بڑھتے ہیں لیکن پھر ہوتا کیا ہے ؟اس وقت میڈیکل کالجوں میں 60 سے 70 فیصد بچیاں اور تیس سے چالیس فیصد بچے ہوتے ہیں۔ قوم کا اربوں روپے کا سرمایہ ہر سال لگتا ہے تو پھر ہسپتالوں میں مریض اس بات کی بھی توقع کرتے ہیں کہ ہماری بیٹیاں آگے بڑھیں گی، ڈگری حاصل کر کے ہسپتالوں میں آئیں گی اور مسیحا بن کر ان کا علاج کریں گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسی چیز ہے جس کے لئے ہمیں ایک culture change لانا ہو گی اور ہمیں اپنی ان بیٹیوں کو ان کے والدین سے یہ درخواست کرنا ہو گی کہ جب قوم اپنے خون پسینے کی کمائی سے ان بیٹیوں پر تعلیم کے لئے اتنی بڑی رقوم خرچ کرتی ہیں تو ہسپتالوں میں مریض اور ان کے والدین جو کوئی کینسر کے مرض میں مبتلا ہے کوئی تپ دق کے مرض میں مبتلا ہے، کوئی کسی اور موذی بیماری میں مبتلا ہے وہ بجا طور پر یہ توقع کرتے ہیں کہ یہ بیٹے اور بیٹیاں ہسپتالوں میں آئیں گے ان کا علاج کریں گے اور گھروں میں نہیں بیٹھیں گے۔

جناب سپیکر! جہاں تک رہی بات دیہات کی، میں سمجھتا ہوں کہ ہماری یہ مائیں اور بہنیں بہت زیادہ productive ہیں۔ وہ صبح گیارہ بجے دودھ مکھن اور پیڑے اپنے بھائیوں کے لئے خاوندوں کے لئے لے کر جاتی ہیں پھر وہ وہاں پر چارا بھی کاٹتی ہیں اور اس کے علاوہ جانوروں کی دیکھ بھال بھی کرتی ہیں، زمینوں کی دیکھ بھال بھی کرتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری دیہات کی بہنیں اور مائیں بہت زیادہ productive ہیں اور قوم کی معاشی پیداوار میں ان کی بڑی contribution ہے۔ میں آپ کو اور اس ایوان کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ آج ہم نے جو یہاں پر قدم اٹھایا ہے اب یہ قدم پیچھے نہیں جائے گا اور انشاء اللہ یہ قدم آگے جائے گا۔ ہم اس ملک کے اندر اور اس صوبے کے اندر خواتین کی عزت اور تکریم کے لئے ہم ہر وہ کام کریں گے جس میں ان کی بہتری ہو۔ قانون کے ذریعے اور ہر طریقے سے ان کے لئے کام کریں گے جس سے انشاء اللہ ہماری یہ مائیں اور بہنیں اللہ تعالیٰ نے ان کو جو قدرت دی ہے اور ان

کو جو qualities دی ہیں اس کو آگے بڑھ کر وہ contribute کریں اور اس طرح پاکستان جو ہے دنیا کے نقشے پر ایک باوقار اور ایک طاقت ور ملک بن کر نکلے۔ میں آپ سب کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں اور جس طرح لیڈر آف دی اپوزیشن نے کہا کہ آج یہ ایوان کس طرح بھرا ہوا ہے۔ جناب لیڈر آف دی اپوزیشن! یہ اپنی ماؤں اور بہنوں کو empower کرنے کے لئے بھرا ہوا ہے اور یہ سارے اس ایوان میں آئے ہیں۔ آپ کا بہت شکریہ، مہربانی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ حنا پرویز بٹ ایم پی اے کی طرف سے قواعد کی معطلی کی تحریک آئی ہے کہ خواتین کے عالمی دن کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک پیش کرنا چاہتی ہیں۔ وہ اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے خواتین کے عالمی دن کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے خواتین کے عالمی دن کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے خواتین کے عالمی دن کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: میں معزز ممبران سے کہوں گا کہ وہ اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔ محترمہ! اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

بین الاقوامی یوم خواتین پر پاکستانی خواتین کو اپنے حقوق کے حصول کے لئے کوششوں کو خراج تحسین کا پیش کیا جانا

محترمہ حنا پرویز بٹ: یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان بین الاقوامی یوم خواتین کے موقع پر پاکستانی خواتین کو زندگی کے ہر شعبہ میں اپنے حقوق کے حصول کو یقینی بنانے کے لئے قابل تعریف کوششوں پر خراج تحسین پیش کرتا ہے اور اس ضمن میں حکومت پنجاب کی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب منسٹرز صاحبان! آپ اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔ Order in the House. جی، محترمہ! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

ان خواتین کی بدولت یہ خاندان مضبوط معاشرہ بااختیار اقوام کی تعمیر ہوتی ہے نیز پنجاب کا یہ منتخب ایوان اس بات کا عزم کرتا ہے کہ خواتین کے خلاف تشدد کے خاتمے اور خواتین کے معاشرے میں باوقار مقام دینے نیز برابری کے حقوق دلانے کے لئے مؤثر قانون سازی کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان بین الاقوامی یوم خواتین کے موقع پر پاکستانی خواتین کو زندگی کے ہر شعبہ میں اپنے حقوق کے حصول کو یقینی بنانے کے لئے قابل تعریف کوششوں پر خراج تحسین پیش کرتا ہے اور اس ضمن میں حکومت پنجاب کی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے ان خواتین کی بدولت یہ خاندان مضبوط معاشرہ بااختیار اقوام کی تعمیر ہوتی ہے نیز پنجاب کا یہ منتخب ایوان اس بات کا عزم کرتا ہے کہ خواتین کے خلاف تشدد کے خاتمے اور خواتین کے معاشرے میں باوقار مقام دینے نیز برابری کے حقوق دلانے کے لئے مؤثر قانون سازی کی جائے۔"

اس قرار داد کی مخالفت نہیں کی گئی اس لئے اب سوال یہ ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان بین الاقوامی یوم خواتین کے موقع پر پاکستانی خواتین کو زندگی کے ہر شعبہ میں اپنے حقوق کے حصول کو یقینی بنانے کے لئے قابل تعریف کوششوں پر خراج تحسین پیش کرتا ہے اور اس ضمن میں حکومت پنجاب کی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے ان خواتین کی بدولت یہ خاندان مضبوط معاشرہ بااختیار اقوام کی تعمیر ہوتی ہے نیز پنجاب کا یہ منتخب ایوان اس بات کا عزم کرتا ہے کہ خواتین کے خلاف تشدد کے خاتمے اور خواتین کے معاشرے میں باوقار مقام دینے نیز برابری کے حقوق دلانے کے لئے مؤثر قانون سازی کی جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہوا لہذا اب اجلاس بروز منگل مورخہ 11-مارچ 2014 سہ پہر 3 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

151

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 11-مارچ2014

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

حصہ اوّل

(مسودہ قانون)

THE PUNJAB PROHIBITION OF SHEESHA SMOKING BILL 2014.

CH SHEHBAZ AHMED:	to move that leave be granted to introduce the Punjab Prohibition of Sheesha Smoking Bill 2014.
CH SHEHBAZ AHMED:	to introduce the Punjab Prohibition of Sheesha Smoking Bill 2014.

152

حصہ دوم

(مسودہ قانون)

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

(مورخہ 11-فروری2014کے ایجنڈے سے زیر التواء رکھی گئی قرارداد)

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر کے قبرستانوں میں تدفین کے لئے مفت قبر کی فراہمی یقینی بنائی جائے۔

(موجودہ قراردادیں)

1- شیخ اعجاز احمد: اس ایوان کی رائے ہے کہ معصوم بچوں کے اندر اسلحہ کے رجحان میں کمی کے لئے کھلونا نما پستول، بندوق اور کلاشنکوف وغیرہ بنانے، فروخت کرنے اور درآمد پر پابندی عائد کی جائے
تاکہ آئے روز بچوں سے اچانک گولی چل جانے کے واقعات میں انسانی جانوں کے ضیاع کو روکا جاسکے۔

2- جناب احمد شاہ کھگہ: اس ایوان کی رائے ہے کہ عوام الناس کو دھوکا دہی سے بچانے کے لئے اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ مختلف رہائشی سکیموں کی جانب سے لوگوں کو مرعوب کرنے کی غرض سے اخبارات میں جو پُرکشش اشتہارات دیئے جاتے ہیں، ان اشتہارات میں حکومت کی طرف سے ایک سرٹیفکیٹ بھی شائع کیا جائے جس کی تصدیق لوگ متعلقہ دفتر سے بآسانی کر سکیں تاکہ لوگ جھوٹی ہاؤسنگ سکیم کی دھوکا دہی سے بچ سکیں۔

3- ڈاکٹر نوشین حامد: اس ایوان کی رائے ہے کہ پنجاب کے تمام اضلاع میں لیڈی تھانوں کا قیام یقینی بنایا جائے۔ اگر فوری طور پر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو موجودہ تھانوں میں خواتین کے لئے الگ کمرہ مختص کیا جائے۔

4- محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: اس ایوان کی رائے ہے کہ آئین میں درج بنیادی انسانی حقوق کو نصاب کا حصہ بنایا جائے۔

5- محترمہ نگہت شیخ: اس ایوان کی رائے ہے کہ فوڈ سٹریٹ کی طرز پر بک سٹریٹس بھی بنائی جائیں تاکہ نئی نسل میں کتابوں سے لگاؤ، دلچسپی اور لگن پیدا ہو۔

153

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا ساتواں اجلاس

ہفتہ، 11-مارچ 2014

(یوم الثلاثہ، 9-جمادی الاوّل 1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 25 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

وَاَغۡطَشَ لَیۡلَهَا وَاَخۡرَجَ ضُحٰهَا (29)

وَالۡاَرۡضَ بَعۡدَ ذٰلِكَ دَحٰهَا (30) اَخۡرَجَ مِنۡهَا مَآءَهَا وَمَرۡعٰهَا (31)

وَالۡجِبَالَ اَرۡسٰهَا (32) مَتَاعًا لَّكُمۡ وَلِاَنۡعَامِكُمۡ (33)

فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الۡكُبۡرٰى (34) یَوۡمَ یَتَذَكَّرُ الۡاِنۡسَانُ مَا سَعٰى (35)

وَبُرِّزَتِ الۡجَحِیۡمُ لِمَنۡ یَّرٰى (36) فَاَمَّا مَنۡ طَغٰى (37) وَاٰثَرَ الۡحَیٰوةَ

الدُّنۡیَا (38) فَاِنَّ الۡجَحِیۡمَ هِیَ الۡمَاۡوٰى (39) وَاَمَّا مَنۡ خَافَ مَقَامَ

رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفۡسَ عَنِ الۡهَوٰى (40) فَاِنَّ الۡجَنَّةَ هِیَ الۡمَاۡوٰى (41)

سورۃ النّٰزعات آیات 29 تا 41

اور اسی نے رات کو تاریک بنایا اور (دن کو) دھوپ نکالی (29) اور اس کے بعد زمین کو پھیلا دیا (30) اسی نے اس میں سے اس کا پانی نکالا اور چارا اگایا (31) اور اس پر پہاڑوں کا بوجھ رکھ دیا (32) یہ سب کچھ تمہارے اور تمہارے چارپایوں کے فائدے کے لئے (کیا) (33) تو جب بڑی آفت آئے گی (34) اس دن انسان اپنے کاموں کو یاد کرے گا (35) اور دوزخ دیکھنے والے کے سامنے نکال کر رکھ دی جائے گی (36) تو جس نے سرکشی کی (37) اور دنیا کی زندگی کو مقدم سمجھا (38) اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے (39) اور جو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا اور جی کو خواہشوں سے روکتا رہا (40) اس کا ٹھکانہ بہشت ہے (41)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

لو مدینے کی تجلی سے لگائے ہوئے ہیں
دل کو ہم مطلع انوار بنائے ہوئے ہیں
کشتیاں اپنی کنارے سے لگائے ہوئے ہیں
کیا وہ ڈوبیں جو محمد کے تیرائے ہوئے ہیں

حاضر و ناظر و نور و بشر و غیب کو چھوڑ
شُکر کر وہ تیرے عیبوں کو چُھپائے ہوئے ہیں
سَر پہ رکھ دیجئے ذرا دست تسلی آقا
غم کے مارے ہیں زمانے کے ستائے ہوئے ہیں
کیوں نہ پلڑا تیرے اعمال کا بھاری ہو نصیرؔ
اب تو میزان پہ سرکار بھی آئے ہوئے ہیں

ملک مظہر عباس راں: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

سوالات

(محکمہ لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ .Let the Speaker speak first اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور اُن کے جوابات دیئے جائیں گے۔ میں اپنے بھائی مظہر عباس راں صاحب سے کہوں گا کہ آپ سب نے مل کر یہ فیصلہ کیا ہوا ہے کہ وقفہ سوالات کے دوران پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوگا۔ وقفہ سوالات کے بعد میں آپ کی بات ضرور سنوں گا۔ پہلا سوال میاں نصیر احمد کا ہے--- تشریف فرما نہیں ہیں لہذا یہ سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کا ہے۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 48 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں گلی محلوں کی سڑکوں کی تعمیر میں قواعد کی خلاف ورزی کی تفصیلات

*48: **جناب احمد شاہ کھگہ:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جب گلی محلوں کی نئی سڑکیں بنائی جاتی ہیں تو لوکل گورنمنٹ رولز کے مطابق اس ٹوٹی ہوئی سڑک کے اوپر ہی سڑک بنانا منع ہے بلکہ ٹوٹی ہوئی سڑک کو کھود کر ملبہ اٹھا کر پھر نئی سڑک بنانا ضروری ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ لوکل گورنمنٹ گلی محلوں کی سڑکیں بناتے ہوئے ان رولز پر کوئی عمل نہیں کرتا جس کی وجہ سے لوگوں کی پراپرٹیاں نیچے سے نیچے جارہی ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت آئندہ اس قانون کے مطابق ہی سڑکیں بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ گلیوں کا plinth level ایک جیسا ہی رہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب رمضان صدیق بھٹی):

(الف) اس متعلق کوئی مروجہ قانون نہ ہے۔تاہم موقع کی مناسبت سے executing agencies اس بات کا خاص خیال رکھتی ہیں کہ کوئی بھی سڑک اور گلی لوگوں کے مکانات سے اونچی نہ ہو،مزید برآں کوئی بھی سڑک اور گلی تعمیر کرنے سے قبل اس کا مفصل سروے کیا جاتا ہے اور موقع کی مناسبت سے پرانی گلی اور سڑک کو dismantle کرکے پرانا ملبہ ہٹا کر اس پر نئی گلی وسڑک بنائی جاتی ہے تاکہ plinth level ایک جیسا ہی رہے۔

(ب) ۔ایضاً۔

(ج) ۔ایضاً۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! جواب کے جز(ب) میں محکمہ نے کہا ہے کہ "پرانی گلی اور سڑک کو dismantle کرکے پرانا ملبہ ہٹا کر اس پر نئی گلی وسڑک بنائی جاتی ہے۔" یہ بالکل غلط جواب دیا گیا ہے کیونکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔اکثر گلی محلے ایسے ہیں کہ جہاں سے ملبہ نہیں ہٹایا جاتا بلکہ اس کے اُوپر ہی سڑک بنا دی جاتی ہے۔اس سے ہوتا یہ ہے کہ جب سڑک گھروں سے اُونچی ہو جاتی ہے تو ساری گلی کے گھروں کے اندر پانی جانا شروع ہو جاتا ہے اور ٹھیک دس سال بعد ان گھروں کو اُونچا کرنا پڑتا ہے۔جواب میں بتایا گیا ہے کہ:

"اس سے متعلق کوئی مروجہ قانون نہ ہے"

تو کیا محکمہ یا حکومت اس حوالے سے قانون سازی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ یہ ایک بہت ہی گھمبیر مسئلہ ہے۔اس حوالے سے قانون سازی کی جائے تاکہ پرانا ملبہ اُٹھا کر ہی نئی سڑک تعمیر کی جائے۔

جناب سپیکر: قانون تو آپ مل کر بنائیں گے بہر حال اس کا جواب لیتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب رمضان صدیق بھٹی): جناب سپیکر! اگر معزز ممبر جواب غور سے پڑھتے تو پھر ان کی تسلی ہو جاتی۔جواب کے جز(الف) میں لکھا ہوا ہے کہ:

"موقع کی مناسبت سے Executing Agencies اس بات کا خاص خیال رکھتی ہیں کہ کوئی بھی سڑک اور گلی لوگوں کے مکانات سے اُونچی نہ ہو،مزید برآں کوئی بھی سڑک اور گلی تعمیر کرنے سے قبل اس کا مفصل سروے کیا جاتا ہے

اور موقع کی مناسبت سے پرانی گلی اور سڑک کو dismantle کر کے پرانا ملبہ ہٹا کر
اس پر نئی گلی و سڑک بنائی جاتی ہے۔"

یعنی پرانی گلی یا سڑک کو dismantle کیا جاتا ہے اور ملبہ اُٹھا کر اسی level پر نئی گلی یا سڑک بنائی جاتی ہے۔ اس بات کا فیصلہ متعلقہ Executing Agency کا انجینئر کرتا ہے۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں پارلیمانی سیکرٹری کو visit کرا سکتا ہوں کیونکہ یہ مسائل موجود ہیں۔ شہروں میں یہ بہت گھمبیر مسئلہ ہے۔ میں اس کی نشاندہی بھی کرا سکتا ہوں۔ میں درخواست کروں گا کہ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ پہلے پرانا ملبہ اُٹھایا جائے اور پھر نئی سڑک بنائی جائے۔

جناب سپیکر: سردار وقاص حسن موکل صاحب! آپ بھی کوئی ضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! پہلے شاہ صاحب کے سوال کا جواب تو آنے دیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے جواب دے دیا ہے کہ ہم موقع کی مناسبت سے ملبہ اُٹھا کر نئی سڑک تعمیر کرتے ہیں۔ اگر شاہ صاحب کوئی نشاندہی کرنا چاہتے ہیں تو کر دیں ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں نشاندہی کر دوں گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال اعجاز خان صاحب کا ہے۔۔۔ معزز ممبر تشریف فرما ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ کا ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 67 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے چودھری عامر سلطان چیمہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: بابو صابو انٹرچینج پر نیا قبرستان بنانے کی تفصیلات

*67: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چوبرجی تا یتیم خانہ اور اس سے تمام ملحقہ آبادیوں کے قبرستانوں میں میت دفنانے کی کوئی گنجائش نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان علاقوں کے رہائشیوں کی اس تکلیف کو ختم کرنے کے لئے حکومت نے بابو صابو انٹر چینج میں ایک بڑا قبرستان بنانے کا پروگرام بنایا تھا قبرستان کتنے ایکڑ پر محیط تھا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بابو صابو انٹر چینج میں قبرستان بنانے کے منصوبے کو روک دیا گیا، روکنے کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بابو صابو انٹر چینج میں جلد از جلد قبرستان بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو یہ منصوبہ کب تک مکمل کر لیا جائے گا، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب رمضان صدیق بھٹی):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ چوبرجی تا یتیم خانہ اور ملحقہ آبادیوں کے لئے ایک قبرستان بنانے کی تجویز ہے۔ اس قبرستان کا رقبہ 9 ایکڑ 3 کنال اور 13 مرلہ ہوگا۔ یوسی۔84 کے لئے 5 ایکڑ 3 کنال 13 مرلہ اور یوسی۔90 کے لئے 4 ایکڑ شامل ہے۔

(ج) ٹاؤن انتظامیہ مذکورہ سکیم کے لئے دستیابی فنڈز و منظوری کی منتظر ہے جیسے ہی سکیم کے لئے فنڈز دستیاب ہوں گے فوراً اس پر کام شروع کر دیا جائے گا۔

(د) مذکورہ بالا فنڈ کے حصول کے بعد یونین کونسل نمبر 84 اور 90 میں قبرستان کی تعمیر کا کام شرع کر دیا جائے گا جو تقریباً چھ ماہ میں مکمل ہو جائے گا۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! یہ سوال 4۔جون 2013 کو بھجوایا گیا اور اس کی ترسیل 17۔جون 2013 کو ہوئی تھی۔ جواب کے جز (د) کے اندر لکھا گیا ہے کہ "مذکورہ بالا فنڈ کے حصول کے بعد یونین کونسل نمبر 84 اور 90 میں قبرستان کی تعمیر کا کام شروع کر دیا جائے گا جو تقریباً چھ ماہ میں مکمل ہو جائے گا۔" میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ چھ ماہ کا عرصہ کب ختم ہوگا؟ دس ماہ پہلے ہی سوال و جواب کی ترسیل میں لگ گئے ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری اس کا current status بتادیں اور دوسرا یہ بھی بتادیں کہ یہ چھ مہینے کس جگہ پر fit ہوتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب رمضان صدیق بھٹی): جناب سپیکر! ان قبرستانوں کی تعمیر کے لئے تقریباً 16 کروڑ روپے کے تخمینہ جات لگائے گئے تھے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے ان کی منظوری دے دی ہے۔ اس وقت یہ سکیم محکمہ پی اینڈ ڈی میں pending ہے۔ جیسے ہی یہ رقم ٹاؤن انتظامیہ کو دستیاب ہوتی ہے ہم اس پر کام شروع کر دیں گے۔ امید ہے کہ مالی سال 2014-15 میں یہ سکیم مکمل ہو جائے گی۔ اس وقت مالی سال 2013-14 چل رہا ہے اور انشاءاللہ مالی سال 2014-15 میں یہ کام مکمل ہو جائے گا۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری نے فرمایا ہے کہ وزیر اعلیٰ نے 16 کروڑ روپے کی منظوری دے دی ہے اور میرا خیال ہے کہ یہ منظوری موجودہ مالی سال کے لئے ہو گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب رمضان صدیق بھٹی): جناب سپیکر! میں نے کہا ہے کہ وزیر اعلیٰ نے سمری منظور کر لی ہے اور انشاءاللہ تعالیٰ مالی سال 2014-15 میں یہ کام ہو جائے گا۔ آپ نے time limit مانگی تھی اس لئے میں نے time limit دے دی ہے۔ ابھی funds جاری بھی ہو جائیں تو جون تک اس سکیم کا مکمل ہونا ممکن نہیں ہے کیونکہ tendering process بھی ہوتا ہے۔ اس میں پہلے ٹینڈر ہوتے ہیں، prequalification ہوتی ہے اور پھر سکیم شروع ہوتی ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! انہوں نے وہاں پر کوئی construction نہیں کرنی، صرف چار دیواری بنانی ہے اور وہ چار دیواری بھی اینٹوں سے نہ بنائیں وہاں پر تار وغیرہ ہی لگا دیں۔ لاہور کے اندر آج قبرستانوں کے جو حالات ہیں آپ اُس کے بارے میں سوچ ہی نہیں سکتے۔ آپ مکہ کالونی چلے جائیں یا لاہور کے جس ایریا میں مرضی چلے جائیں سب سے بڑا issue قبروں کے حوالہ سے آ رہا ہے کہ قبروں کے اوپر قبریں بنائی جا رہی ہیں۔ ایک ایک قبر کے اندر دو دو، تین تین لوگوں کو ڈالا جا رہا ہے۔ ایک غریب آدمی قبر کے لئے 25 ہزار روپیہ کہاں سے دے؟ ان کو لاہور کے قبرستان کے لئے ایک الگ ایریا بنانا چاہئے جہاں پر لوگ اپنی میتوں کو اسلام کے احکامات کے مطابق باعزت طریقے سے دفن کر سکیں۔ لاہور کے اندر ہر جگہ، ہر سوسائٹی، اور ہر آبادی کے اندر یہ حال ہے۔ اگر اس کے اوپر کوئی پروگرام بن رہا ہے تو آج ہمیں ضرور بتائیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! معزز ممبر کو لاہور کے اندر قبرستان بنانے کے حوالہ سے محکمہ کی مکمل planning بتادیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب رمضان صدیق بھٹی): جناب سپیکر! قبرستان کی صرف چار دیواری کے لئے ہی پیسے درکار نہیں ہیں بلکہ جیسے اس سوال کے جواب میں ذکر کیا گیا ہے کہ قبرستان کے لئے 9 ایکڑ زمین کی خرید کے لئے بھی پیسے درکار ہیں تو وہ ملا کر 16.5 کروڑ روپیہ بنتا ہے۔ یہ منصوبہ پی اینڈ ڈی میں ہے تو اگر وہاں سے یہ منصوبہ approve بھی ہوتا ہے تو پھر بھی اس منصوبہ کے شروع ہونے میں چھ ماہ درکار ہیں تو اس لئے میں نے اگلے مالی سال کا ٹائم دیا ہے کیونکہ اگلے مالی سال میں یہ منصوبہ شروع ہوکر مکمل ہو جائے گا۔ چوبرجی اور اُس سے ملحقہ آبادیوں کے لئے میانی صاحب کا جو قبرستان ہے وہ بہت پرانا ہے اور وہاں پر گنجائش بھی بہت کم ہے۔ ہم نے وہاں پر کافی حد تک encroachment ختم کرا کر جو جگہ واگزار کرائی ہے وہاں پر ہم کوشش کر رہے ہیں کہ قبرستان کے حوالہ سے جو تکلیف ہے اُس میں کمی آسکے۔ اس کے علاوہ ہمیں جہاں جہاں حکومت کی زمین کی نشاندہی ہوتی ہے تو ہم وہاں پر نئے قبرستان بنا لیتے ہیں۔ ہم نے پچھلے سال باگڑیاں میں بھی 84 کنال پر ایک نیا قبرستان بنایا ہے۔

جناب سپیکر: جو نئی ہاؤسنگ سکیمیں بنتی ہیں اُن میں قبرستان کی جگہ نہیں ہوتی؟ قبرستانوں کے لئے آپ کی special direction ہونی چاہئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب رمضان صدیق بھٹی): جناب سپیکر! لاہور شہر کی بڑھتی ہوئی آبادی کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت نے ایک کمیٹی بنائی ہوئی ہے جس میں ہم لاہور میں چار بڑے قبرستان بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں اور یہ فیصلہ کیا ہے کہ لاہور میں میانی صاحب قبرستان کی طرز پر چار بڑے قبرستان بنیں کیونکہ ایل ڈی اے یا سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سے جو approved societies ہوتی ہیں وہاں پر قبرستان کی جگہ چھوڑی جاتی ہے لیکن جو چھوٹی چھوٹی آبادیاں ہوتی ہیں اور وہ بڑھتی جا رہی ہیں وہاں پر قبرستان کی جگہ نہیں چھوڑی جاتی تو اس لئے وہاں پر مسائل آتے ہیں تو گورنمنٹ اس معاملہ کو seriously دیکھ رہی ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اگر کسی اور معزز ممبر کو یہ جواب دے دیا جائے تو وہ سمجھے گا کہ حکومت کی طرف سے بڑا اچھا جواب آیا ہے اور وہ بیٹھ جائے گا لیکن میں یہاں پر اس جواب پر نہیں بیٹھوں گا

یہ ہمیں بتائیں کہ نئے قبرستانوں کے لئے یہ کون کون سے اقدامات اُٹھانا چاہتے ہیں اور کب تک اُٹھائیں گے ؟آپ سوچ نہیں سکتے کہ مجھے ہر دوسرے دن قبر کے لئے call آرہی ہوتی ہے کہ صرف قبر کے لئے 25ہزار روپیہ مانگا جارہا ہے۔ یہ بہت ہی اہم issue ہے اس لئے اس کو اس طرح آرام سے نہ جانے دیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(جناب رمضان صدیق بھٹی): جناب سپیکر!میں پہلے بھی جواب دے چکا ہوں کہ حکومت لاہور شہر میں چار بڑے قبرستان بنانے کا plan کر رہی ہے اور حکومت Graveyard Authority بھی بنانے جا رہی ہے جس کے تحت یہ چاروں قبرستان بنیں گے اور یہ authority لاہور میں پہلے سے موجود قبرستانوں کی نگرانی بھی کرے گی۔ جس طرح معزز ممبر نے بتایا کہ قبر کے لئے پیسے لئے جاتے ہیں تو اگر کسی بھی سرکاری قبرستان میں اس طرح کی کوئی شکایت ہے تو ہمارے نوٹس میں لائیں ہم اُس پر کارروائی کریں گے۔

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر!میں قبرستانوں کے سلسلہ میں بڑی اہم بات کرنا چاہتا ہوں۔ یہ پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیموں کی بات کر رہے ہیں تو ان سکیموں والے تمام public utility sites اور قبرستان کی ساری زمین فروخت کر دیتے ہیں اور ایل ڈی اے والے اُن کو نہیں پوچھتے۔ میں یہاں پر ججز کالونی فیز۔1 کی مثال دے سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!قریشی صاحب نے جو بات کی ہے اس کا بھی نوٹس لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(جناب رمضان صدیق بھٹی): جناب سپیکر!اگر کہیں پر کوئی ایسا ہوا ہے تو یہ بالکل ہمارے نوٹس میں لے کر آئیں ہم اُن کے خلاف کارروائی کریں گے۔ ایل ڈی اے یا سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے ان سوسائٹیوں کو پاس کرنے کے جو by laws ہیں اُن کے تحت تقریباً تین فیصد زمین قبرستان کے لئے چھوڑی جاتی ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر!اگر یہ قبرستان بنا کر صرف چادیواری کر دیں تو لوگ اپنے عزیزوں کی میتوں کو دور لے کر جانے کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر86 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں بلدیاتی انتخابات کروانے کی تفصیلات

*86: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ منتخب بلدیاتی اداروں کا قیام اب پاکستان میں موجود صوبوں کی ذمہ داری ہے؟

(ب) حکومت، پنجاب میں یہ انتخاب کب تک کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) نیز اس کے لئے کیا نظام وضع کیا گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب رمضان صدیق بھٹی):

(الف) درست ہے۔

(ب،ج) حکومت پنجاب بلدیاتی انتخابات کے انعقاد پر پورا یقین رکھتی ہے اس کے لئے حکومت پنجاب صوبہ میں نیا بلدیاتی نظام متعارف کروانا چاہتی ہے۔ نئے بلدیاتی قانون کے مسودہ کی بیشتر دفعات پر اتفاق رائے ہو چکا ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ نئے بلدیاتی قانون کا مسودہ عنقریب ایوان میں پیش کر دیا جائے گا۔ نئے بلدیاتی نظام کی ایوان سے منظوری کے بعد بلدیاتی انتخابات کے لئے الیکشن کمیشن آف پاکستان سے درخواست کی جائے گی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! مجھے اس سوال کے جواب پر صرف یہی ضمنی سوال کرنا ہے کہ 31- جولائی 2013 کو اس کا جواب موصول ہوا تھا تو اُس کے بعد بہت ساری developments ہوئی ہیں لیکن ابھی تک اس صوبے کے اندر بلدیاتی انتخابات کا انعقاد ممکن نہیں ہو سکا ہے اور صوبہ بلوچستان میں جہاں علیحدگی کی تحریک اور law and order کی situation بڑی خراب ہے وہاں پر یہ انتخابات ہو گئے ہیں۔ میں حکومت وقت سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ بلدیاتی انتخابات کب تک کرائیں گے، کوئی حتمی تاریخ یا کوئی مہینہ بتا دیں کہ ہم فلاں مہینہ میں بلدیاتی انتخابات کرا دیں گے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(جناب رمضان صدیق بھٹی):
جناب سپیکر!بلدیاتی الیکشن کرانا الیکشن کمیشن کا کام ہے تو الیکشن کمیشن نے ہی schedule announce کرنا ہے۔ اس سے پہلے جب الیکشن کمیشن نے بلدیاتی انتخابات کا schedule announce کیا تھا تو حکومت پنجاب نے اُس کی مکمل تیاری کی اور 30۔جنوری کو الیکشن ہونے تھے لیکن لاہور ہائی کورٹ کے فیصلہ کے بعد الیکشن postpone ہو گئے جس فیصلہ کے خلاف الیکشن کمیشن نے سپریم کورٹ میں اپیل دائر کی ہوئی ہے۔ سپریم کورٹ کا جو بھی فیصلہ ہو گا یا الیکشن کمیشن جو بھی schedule announce کرے گا ہم اُس کے مطابق الیکشن کرانے کے لئے تیار ہیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر!معزز پارلیمانی سیکرٹری نے کہا کہ حکومت پنجاب بلدیاتی انتخابات کے انعقاد کے لئے پوری طرح تیار تھی لیکن عدالت کے فیصلے کے بعد الیکشن postpone ہو گئے۔ عدالتوں نے 2013 کے ایکٹ کی Clauses (7), (8) and (10) جو fundamental rights کے ساتھ متصادم declare کیا ہے تو میرا یہ سوال ہے کہ اُس پر آپ کب قانون سازی کریں گے ؟

جناب سپیکر: Matter is sub-judice. Question No. جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!سوال نمبر 87 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

بہاولپور: بلوچ کالونی کے رہائشیوں کو بجلی کنکشن کے حصول کے لئے این او سی جاری کرنے کی تفصیلات

*87: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولپور میں ٹی ایم اے سٹی کی حدود میں ڈی سی او آفس کے سامنے بلوچ کالونی واقع ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہاں اب پلاٹ خرید کرنے والوں نے مکانات تعمیر کر لئے ہیں لیکن ٹی ایم اے سٹی واپڈا سے بجلی کے کنکشن کے حصول کے لئے این او سی نہیں جاری کر رہا، جس کی وجہ سے یہ مکین سخت اذیت میں ہیں؟

(ج) ٹی ایم اے بہاولپور بجلی کے کنکشن کے حصول کے لئے کب تک این او سی جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

(د) مذکورہ کالونی میں جن لوگوں نے مکانات تعمیر کئے ہیں کیا ٹی ایم اے سٹی نے باضابطہ نقشے پاس کئے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب رمضان صدیق بھٹی):

(الف) یہ درست ہے کہ ڈی سی او آفس کے سامنے بلوچ کالونی واقع ہے جو ایک قدیمی کالونی ہے۔

(ب) یہ ایک پرائیویٹ کالونی ہے۔ مالکان کالونی سے عوام کا پلاٹوں کی خرید و فروخت کا تعلق ان کا ذاتی معاملہ ہے۔ ٹی ایم اے سٹی بجلی کے کنکشن کے لئے NOC براہ راست جاری نہیں کر سکتی۔

(ج) بلوچ کالونی ایک قدیمی کالونی ہے۔ ٹی ایم اے سٹی کی منظور شدہ / غیر منظور شدہ کی فہرست میں اس کالونی کا نام درج نہ ہے۔

(د) ٹی ایم اے سٹی اس کالونی کے نقشہ جات باضابطہ پاس کر رہی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں محکمہ کے جواب سے agree نہیں کرتا کیونکہ یہ میرا حلقہ ہے اور وہاں پر لوگ مجھے approach کرتے رہتے ہیں انہوں نے جو کہا ہے کہ ٹی ایم اے سٹی کالونی کے نقشہ جات باضابطہ پاس کر رہی ہے۔ یہ جواب جو محکمہ کی طرف سے آیا ہے یہ درست نہیں ہے۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ بتا سکتے ہیں کہ محکمہ نے اس کالونی کا آخری نقشہ کب پاس کیا ہے؟ کیونکہ وہاں واپڈا بجلی کے لئے کنکشن دینے سے انکاری ہے کہ جب تک ٹی ایم اے انہیں NOC نہیں دے گی ہم یہاں بجلی نہیں دیں گے۔ یہ عملی پوزیشن ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب رمضان صدیق بھٹی): جناب سپیکر! معزز ممبر نے جو پوچھا ہے یہ بالکل متعلقہ نہ ہے کیونکہ واپڈا قدیم آبادیوں میں بجلی کے لئے این او سی نہیں مانگتا بلکہ جہاں قدیم آبادیوں کے ساتھ جو چھوٹی چھوٹی نئی آبادیاں بننا شروع ہو جاتی ہیں تو واپڈا وہاں پر این او سی مانگتا ہے کہ یہ آبادی کسی ٹی ایم او، کسی سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ یا ڈویلپمنٹ اتھارٹی سے approve ہے یا نہیں؟ وہ کالونی کے لئے NOC مانگتے ہیں اور کالونی کے مالکان کا فرض ہوتا ہے کہ وہ جو ڈویلپمنٹ چارجز لوگوں سے لیتے ہیں اس کے عوض وہاں پر وہ بجلی فراہم کریں اس لئے

ٹی ایم اے قدیم آبادی سے این او سی نہیں مانگتا اور یہ آبادی بہت پرانی ہے اور لوگوں کے پرانے گھر بنے ہوئے ہیں انہوں نے اس وقت نقشے پاس نہیں کرائے تھے۔ اگر اب کوئی نیا گھر بناتا ہے اور وہ ٹی ایم اے میں نقشہ submit کرے گا تو ٹی ایم اے اسے ضرور پاس بھی کرے گا اور واپڈا کے کنکشن کے لئے این او سی بھی دے دے گا۔

جناب سپیکر: اگر کوئی نیا گھر بنائے گا تو پھر اسے کنکشن کے لئے NOC apply کرنا چاہئے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں آپ سے صرف یہ direction چاہتا ہوں کیونکہ میری اس سلسلہ میں براہ راست معلومات ہیں کہ لوگ مشکل کا شکار ہیں۔ میں اس حوالے سے پوری details ثبوت کے ساتھ لے کر آؤں گا، آپ پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے کہہ دیں کہ میں ان کے سامنے یہ ساری چیزیں پیش کروں گا تو محکمہ میرے ساتھ بیٹھ جائے اور اس معاملہ کو sort out کرے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ آپ ان کے ساتھ بیٹھ جائیں اور اس کا حل کریں، عوام کی تکلیف دور ہونی چاہئے۔ آپ joint meeting کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب رمضان صدیق بھٹی): جناب سپیکر! ہم بالکل ان کے ساتھ بیٹھ کر یہ مسئلہ حل کروا دیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! مجھے اس کے ساتھ یہ بات بھی عرض کرنی ہے اگر آپ اجازت دیں گے تو میں مختصراً یہ بات عرض کروں گا کہ حکومت علماء کا ایک بورڈ بٹھائے جو اس بات پر اجتماعی discussion کے بعد کوئی direction دے دے کہ قبرستان کا issue اس وجہ سے بہت grave ہو جاتا ہے کہ پکی قبریں بن جاتی ہیں۔ آپ پکی قبروں کے حوالے سے سعودی عرب کو دیکھیں تو وہاں پکی قبریں نہیں ہوتیں۔ اگر ہم اس پر کچھ کر لیں تو اس کے نتائج کافی بہتر ہوں گے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! اس بحث میں نہ پڑیں تو بہتر ہے۔ مہربانی بہت شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ کا ہے، ان کی درخواست آئی ہے کہ اس سوال کو pending کیا جائے تو یہ سوال pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ شمیلہ اسلم صاحبہ کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔

سردار محمد جمال خان لغاری: جناب سپیکر! میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

MR SPEAKER: No, not at this stage. It's not a point of order.

سردار محمد جمال خان لغاری: جناب سپیکر! منسٹر صاحبان ایوان میں کیوں نہیں آرہے؟

MR SPEAKER: Parliamentary Secretary is sitting here.

سردار محمد جمال خان لغاری: جناب سپیکر! بے شک ہیں لیکن ان کی موجودگی لازم ہے۔

جناب سپیکر: .They may come یہ کوئی ضروری نہیں ہے اور پارلیمانی سیکرٹری جواب دے سکتے ہیں۔

سردار محمد جمال خان لغاری: جناب سپیکر! وہ بے شک جواب دیں لیکن ایوان کے معاملات میں منسٹر صاحبان کی دلچسپی ضروری ہے۔

جناب سپیکر: جی، ابھی آ جائیں گے۔ Don't worry اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔۔ تشریف نہیں رکھتیں لہذا یہ سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! وزراء میں سے کوئی وزیر بھی موجود نہیں ہے۔ ہم اپوزیشن کے تمام ممبران اس پر دو منٹ کے لئے ٹوکن واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف دو منٹ کا ٹوکن واک آؤٹ
کرکے ایوان سے باہر چلے گئے)

جناب سپیکر: اپوزیشن نے دو منٹ کا ٹوکن واک آؤٹ کیا ہے۔ ملک صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر جو بات کرنا چاہتے تھے وہ کرلیں۔

ملک مظہر عباس راں: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے علاقہ میں اور خاص طور پر میرے حلقہ پی پی-201 میں فیصل آباد موٹروے جو ملتان کے لئے بن رہا ہے وہاں پر تمام infrastructure تباہ ہوگیا ہے۔ وہاں ٹرک اور ٹرالیوں نے پختہ سڑکوں، سولنگ اور حتیٰ کہ کچی سڑکوں کو بھی تباہ و برباد کردیا ہے۔ اس سے نہروں کے پل اور سڑکوں کے پل بھی ختم ہوگئے ہیں۔ مہربانی کرکے کوئی کمیٹی بنائی جائے تاکہ اس ٹھیکیدار کو پابند کیا جائے کہ وہ ان کی مرمت کرائے کیونکہ اس کے بعد اگر ہمیں یہ مرمت اپنے فنڈز سے کرانی پڑی تو پھر پچاس سال تک ان سڑکوں کی مرمت نہیں ہو سکے گی۔ یہ صرف میرے حلقہ کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ پورے جنوبی پنجاب کا مسئلہ ہے۔ اس پر ضرور توجہ دیں کیونکہ یہ estimates میں بھی شامل ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! اس پر کوئی تحریک التوائے کار لائیں جس پر ہم کوئی کارروائی بھی شروع کریں۔

ملک مظہر عباس راں: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر مراد راس صاحب! اندر آ جائیں دو منٹ ہو گئے ہیں۔ میری left side والے دوست اندر تشریف لے آئیں دو منٹ ہو گئے ہیں۔ اب میں کارروائی شروع کرنے لگا ہوں۔ اگلا سوال جناب اعجاز خان صاحب کا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان میں آ گئے)

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 262 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے جناب اعجاز خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد: چک نمبر 69ر۔ب کا سولنگ اور پلیوں کی تعمیر کی تفصیلات

*262: **جناب اعجاز خان:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر 69ر۔ب یو سی۔25 تحصیل جڑانوالہ فیصل آباد کا سولنگ اور پلیاں 2008 سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں؟

(ب) کیا حکومت اس گاؤں میں سولنگ اور پلیوں کی ڈویلپمنٹ کا کام کروانا چاہتی ہے، تو کب تک، نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب رمضان صدیق بھٹی):

(الف) درست ہے چک نمبر 69ر۔ب گھسیٹ پورہ تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد کی آبادی کثیر ہے نکاسی آب کا نظام بہت خراب ہے، نالیاں، نالہ اور پلیوں کی تعمیر بھی ضروری ہے جس کا تخمینہ لاگت مبلغ 2 کروڑ روپے ہے۔

(ب) اگلے مالی سال 15-2014 میں فنڈز مختص کر کے گندے پانی کے نکاس اور نالیوں و پلیوں کی تعمیر کی جائے گی۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال بڑا limited ہے اور میں صرف ان سے assurance چاہتا ہوں کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ ان problems کے حل کے لئے فنڈز 15-2014 کے بجٹ میں دے دیں گے۔ میں یہ assurance چاہتا ہوں کہ یہ فنڈز کب تک دیئے جائیں گے؟

جناب سپیکر: انہوں نے آپ کو یہ جواب تو نہیں دیا کہ ہم نہیں دیتے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! یہ بڑی loosely term ہے جو اس ایوان میں استعمال کی جاتی ہے کہ یہ کر دیا جائے گا۔ میں نے ایک نئی چیز۔۔۔

جناب سپیکر: اس ایوان میں، میں اور آپ ہی پڑھے لکھے نہیں ہیں بلکہ اور لوگ بھی پڑھے لکھے ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ جب تک کوئی نہ کوئی dead line نہیں دی جائے گی اس وقت تک ہم کامیاب نہیں ہوں گے۔ میں exact date کی بات نہیں کہہ رہا، یہ کسی مہینے کی date دے دیں یا اس quarter تک ہو جائے گا بتا دیں۔ میں سال چھ مہینے کا نہیں quarter کا کہتا ہوں کہ کس quarter میں ہو جائے گا۔ یہ بھی بتا دیں؟

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ یہ بتائیں کہ یہ شروع کہاں سے کریں، وہ کون سی جگہ ہے؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! جو سوال میں ہے۔

جناب سپیکر: آپ سوال کو بھی پڑھیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں نے پڑھا ہے۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ انہوں نے جو نالیاں بنانی ہیں اور جو چیزیں بنانی ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ ہم اس کے لئے فنڈز بجٹ میں مختص کر دیں گے لیکن بات یہ ہے کہ یہ کب کریں گے اور یہ کب تک ختم ہو جائے گا۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ assurance دی جائے کہ یہ کب تک ختم ہو جائے گا؟

جناب سپیکر: انہوں نے تو اپنے دور میں ہی کرنا ہے بعد میں تو نہیں کر سکتے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! یہ تو پھر پانچ سال بعد بھی پھر یہی کہیں گے۔

جناب سپیکر: وہ جلد کریں گے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! یہ کسی قسم کی assurance تو دیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(جناب رمضان صدیق بھٹی): جناب سپیکر!اس کا تخمینہ لاگت 2کروڑ روپے ہے۔ اس کو ہم نے15-2014کے بجٹ میں رکھا ہے۔اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم صد فیصد اس پر وعدہ نہیں کر سکتے کہ فیصل آباد ضلع کو جب ڈویلپمنٹ کا بجٹ جاری ہوتا ہے تو ضلع کے حساب سے مسائل کو priorityلگا کر حل کیا جاتا ہے۔یہاں پر بھی priority لگا دی جائے گی جو زیادہ اہم ہوں گی ان کو کر دیا جائے گا اور باقی اگلے مالی سال میں کر دی جائیں گی۔

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!یہ گورنمنٹ کی ایک bullet proofگاڑی کی amountہے۔اگر وہ دے دی جائے تو لوگوں کی زندگیاں آسان ہو جائیں گی۔صرف ایک bullet proofگاڑی جس کی قیمت بھی اس سے زیادہ ہوتی ہے---

جناب سپیکر:ڈاکٹر صاحب!وہ گاڑی تو آپ نے بھی خریدی ہوگی اور آپ کو پتا ہی ہوگا کہ وہ کتنے پیسوں میں خریدی ہے؟

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!میں نے نہیں خریدی ہے۔صرف اتنی amountہے تو میرے خیال میں لوگوں کے لئے یہ کر دیا جائے تو بہت اچھا ہو جائے گا۔بہت شکریہ۔

جناب سپیکر جی،اگلا سوال جناب جاوید اختر صاحب کا ہے---وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ سوال dispose ofکیا جاتا ہے۔اگلا سوال بھی جناب جاوید اختر صاحب کا ہی ہے لہذا یہ سوال بھی dispose ofکیا جاتا ہے۔اگلا سوال جناب ظہیر الدین خان علیزئی صاحب کا ہے---وہ تشریف نہیں ہیں رکھتے لہذا یہ سوال بھی dispose ofکیا جاتا ہے۔اگلا سوال انہی کا ہے---تشریف نہیں ہیں لہذا یہ سوال بھی dispose ofکیا جاتا ہے۔اگلا سوال محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ کا ہے اس سوال کو pendingکیا جائے۔
اگلا سوال جناب ابو حفص محمد غیاث الدین صاحب کا ہے۔کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب ابو حفص محمد غیاث الدین:جناب سپیکر!میرا سوال نمبر371ہے اس کا جواب پڑھ دیا جائے۔

جناب سپیکر:پارلیمانی سیکرٹری صاحب!اس کا جواب پڑھ دیں۔ غیاث الدین صاحب!جواب پڑھنا ضروری نہیں ہے سپیکر ویسے بھی ان کو کہہ سکتا ہے کہ ٹھیک ہے ویسے آپ کی مرضی ہے۔بہتر یہ ہے کہ آپ ضمنی سوال کریں کیونکہ آپ کا سوال لمبا ہے اس میں وقت بہت زیادہ لگے گا۔

نارووال: شکر گڑھ کی سڑکوں کی تعمیر ومرمت کی تفصیلات

*371: جناب ابو حفص محمد غیاث الدین: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سڑک شکر گڑھ تا سکھو چک براستہ بھائی افغاناں کھنہ شاہ پور بھنگو وغیرہ سڑک شکر گڑھ تا گمٹالہ براستہ خانیوال بیر والی مانگا وغیرہ سڑک شکر گڑھ تا لیسر کلاں براستہ سہاوڑہ وغیرہ تینوں جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ چکی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تینوں سڑکیں فارم ٹو مارکیٹ کا درجہ رکھتی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ ہر سال ان سڑکوں کے لئے مرمت اور درستی کی مد میں کثیر رقم ہڑپ کر جاتا ہے جبکہ موقع پر کوئی کام نہیں کرتا؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان تینوں سڑکوں کے بنانے، چوڑا کرنے اور ذمہ دار افراد کی انکوائری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب رمضان صدیق بھٹی):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ یہ تینوں سڑکیں جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں، ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے پاس فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے ان سڑکوں کی مرمت نہیں کی جا سکی لیکن اب وزیر اعلیٰ کی ہدایات پر ان سڑکوں کے تخمینہ جات بنائے جا رہے ہیں۔ فنڈز دستیاب ہونے پر ان سڑکات کی بحالی کا کام شروع کر دیا جائے گا۔

(ب) یہ درست ہے کہ یہ تینوں سڑکیں فارم ٹو مارکیٹ (farm to market) کا درجہ رکھتی ہیں اور ان کی مرمت سے اہل علاقہ بالخصوص کسانوں کو بہت فائدہ ہو گا۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے پاس فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے ان سکیموں کی مرمت پچھلے کئی سالوں سے نہ کی گئی ہے۔

(د) سڑکوں کی سالانہ مرمت غیر ترقیاتی بجٹ کا حصہ ہوتی ہے۔ ضلعی حکومت نارووال پچھلے چار سالوں سے غیر ترقیاتی اخراجات کی مد میں مبلغ 429.184 ملین روپے خسارے کا شکار ہے۔ وزیر اعلیٰ کی منظوری کے بعد مبلغ 12.500 ملین روپے 2011-12 میں جاری کئے گئے جن سے تنخواہیں اور دوسرے اخراجات بمشکل پورے ہو سکے۔ وسائل کی کمی کی وجہ سے ضلعی حکومت ان سڑکوں کی مرمت کے لئے فنڈز مہیا نہیں کر سکی۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کی

ہدایت پر ان سڑکوں کی بحالی کے لئے تخمینہ لگایا جارہا ہے۔ فنڈز دستیاب ہونے پر ان سڑکوں کی بحالی کا کام شروع کر دیا جائے گا۔ چونکہ کوئی رقم ہڑپ نہ کی گئی ہے لہذا انکوائری کی ضرورت نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب ابوحفص محمد غیاث الدین: جناب سپیکر! میرے سوال کے جز(الف) کا جواب یہ موصول ہوا ہے کہ فنڈز دستیاب ہونے پر ان سڑکوں کی بحالی کا کام شروع کر دیا جائے گا۔ میں نے یہاں پر نشاندہی بھی کی ہے کہ یہ سڑکیں farm to market کا درجہ رکھتی ہیں اور زمیندار سڑکیں نہ ہونے کی وجہ سے آڑھتیوں کے ظلم کا شکار ہوتے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ فنڈز کب تک دستیاب ہو جائیں گے؟ یہ سڑکیں بنادی جائیں کیونکہ یہ بہت اہم سڑکیں ہیں۔

جناب سپیکر: غیاث الدین صاحب! یہ خانیوال NHA میں ہے؟

جناب ابوحفص محمد غیاث الدین: جناب سپیکر! یہ خانووال ہے خانیوال نہیں ہے اور یہ شکر گڑھ میں ہے۔

جناب سپیکر: غیاث الدین صاحب! میں نے خانیوال پڑھا ہے۔ میں نے کہا کہ شکر گڑھ سے خانیوال کہاں پہنچ گئے ہیں؟

جناب ابوحفص محمد غیاث الدین: جناب سپیکر! یہ خانووال ہے خانیوال نہیں ہے۔

جناب سپیکر: غیاث الدین صاحب! آپ کے پاس کیا لکھا ہوا ہے؟

جناب ابوحفص محمد غیاث الدین: جناب سپیکر! خانووال میں "ی" جو ہے وہ زائد ڈال دی گئی ہے اور یہ خانووال ہے۔

جناب سپیکر: غیاث الدین صاحب! آپ نے لکھا ہی ایسے ہوگا۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! انہیں بتا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب رمضان صدیق بھٹی): جناب سپیکر! شکریہ۔ معزز ممبر نے جن سڑکوں کی نشاندہی کی ہے میرا پھر وہی جواب ہے کہ ان میں سے جو priority پر ہوں گی ہماری کوشش ہوگی کہ اس کو 2014-15 کے بجٹ میں رکھ کر بنادیا جائے کیونکہ اس سال کا جو ڈویلپمنٹ بجٹ ہے اس میں ترمیم نہیں ہو سکتی۔ اس financial year میں

سڑکیں نہیں بن سکتیں اور اگلے بجٹ میں جو سڑک priority پر ہو گی جس کی یہ نشاندہی کریں گے تو کوشش ہو گی کہ انشاء اللہ اس کو بنا دیا جائے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! یہ تو پھر 16-2015 میں ہو گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب رمضان صدیق بھٹی): جناب سپیکر! نہیں۔ یہ 15-2014 میں ہوں گی۔

جناب سپیکر: غیاث الدین صاحب! کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب ابو حفص محمد غیاث الدین: جناب سپیکر! میرا ان سے ضمنی سوال یہ ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کہہ رہے ہیں کہ جب دوسرا اجلاس ہو گا تو فنڈز دے دیئے جائیں گے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سڑکیں ٹوٹ چکی ہیں ان سڑکوں کے دونوں اطراف بہت زیادہ آبادی ہے اور کسی کے بیمار ہونے کی صورت میں شکر گڑھ ہسپتال لانے کے لئے مریضوں کو بہت زیادہ تکلیف اٹھانا پڑتی ہے میں اپنے فاضل دوست سے یہ عرض کروں گا کہ یہ ذرا ٹائم دے دیں کہ کتنی دیر تک یہ سڑکیں تعمیر کر دی جائیں گی کیونکہ ان کی حالت بہت مخدوش ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب رمضان صدیق بھٹی): جناب سپیکر! میں اپنے معزز ممبر کو گزارش کر دوں کہ میں نے اگلے اجلاس کی بات نہیں کی بلکہ میں نے financial year کی بات کی تھی کہ 15-2014 میں جو سڑکیں priority پر ہوں گی ان کو تعمیر کروا دیں گے۔ اگر کسی جگہ پر مرمت کا کام ضروری ہوا تو ان کی نشاندہی پر کوشش کریں گے کہ اس جگہ کی مرمت کروا دی جائے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! ویسے پیچ ورک تو ضرور ہو جانا چاہئے۔ باقی جہاں لمبی چوڑی بات ہو اس میں آپ طریق کار کے مطابق چلیں لیکن ان چیزوں کا ذرا خیال کریں اور ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو بھی اس حوالے سے سمجھائیں۔

جناب مہدی عباس خان: جناب سپیکر! میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: کہیں آپ پارلیمانی سیکرٹری تو نہیں ہیں؟

جناب مہدی عباس خان: جناب سپیکر! آپ بے شک سیکرٹری سمجھ لیں۔

جناب سپیکر: جی؟

جناب مہدی عباس خان: جناب سپیکر! میں مولانا صاحب کی بات میں ایک اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ خالی نارووال کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ پورے پنجاب کی سڑکیں بدحالی اور ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں۔ براہ مہربانی نئی سڑکیں بنانے کی بجائے کوئی چار پانچ سال بعد ان ٹوٹی پھوٹی سڑکوں جن پر پیدل چلنا بھی مشکل ہے ان کی بحالی کا کام کیا جائے۔ مہربانی کر کے بجائے نئی سڑکیں بنانے کے اس کام کے لئے آئندہ بجٹ میں رقم رکھ دی جائے۔ یہ میری requestہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، انہوں نے آپ کی تجویز سن لی ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میری بھی ایک requestہے۔

جناب سپیکر: حضور! گوہر افشانی فرمائیں۔

سردار شہاب الدین خان: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں معزز ممبر کی بات کو second کرتے ہوئے کہوں گا کہ یہ مسئلہ صرف کسی ضلع کا نہیں ہے بلکہ آپ خصوصاً جنوبی پنجاب میں چلے جائیں تو وہاں جو سڑکیں عرصہ چھ سال سے جیسی تھیں ویسی ہی ہیں۔ پانچ سال کی پچھلی گورنمنٹ بھی PML(N) کی تھی اور اب بھی ماشاء اللہ PML(N) کی ہے۔ وہاں پر سڑکوں کا کوئی حال نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جب آپ کی گورنمنٹ وفاق میں تھی تو کسی نے آپ کو روکا تھا کہ اُدھر کوئی ڈویلپمنٹ نہ کروائیں؟

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! وفاق میں تھی لیکن یہ provincial matter ہے کہ ٹوٹی ہوئی سڑکوں کو بحال کریں۔

جناب سپیکر: آپ کو کوئی روکتا نہیں ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ request کروں گا۔۔۔

جناب سپیکر: بے شک موٹروے بنادیتے ہمیں کیا اعتراض تھا؟

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! اس میں اعتراض کی بات نہیں ہے۔ میں ڈاکٹر مراد راس صاحب کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہوں گا کہ یہ ٹائم فریم تو دیا کریں کہ کب تک یا کس بجٹ میں ان سڑکوں کو مرمت کرنے کے لئے فنڈز رکھیں گے کیونکہ چھ سال سے سڑکوں کا کوئی حال نہیں ہے اور یہاں ایسے ہی بات کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: مصالحے وغیرہ نہ لگائیں بلکہ آرام سے بات کریں۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب رمضان صدیق بھٹی): جناب سپیکر! یہ تحریری طور پر ہمیں سڑکیں لکھ کر دے دیں، ہم ان کو check کروا لیتے ہیں۔ یہ اپنی تجاویز ہمیں لکھ کر دے دیں۔

جناب سپیکر: وہ بھی پڑھے لکھے ہیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو لکھ کر دے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ لکھ کر دے دیں تو وہ action کریں گے جہاں ضرورت ہوگی۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میرے پاس یہ تحریری والی بات کا جواب ہے۔

جناب سپیکر: کیا کہہ رہے ہیں؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا کہ یہ تحریری طور پر لکھ کر دے دیں۔ میں نے اپنے آفیشل لیٹر پیڈ پر تاریخ ڈال کر ڈی سی او قصور کو تین مہینے پہلے تمام چیزیں لکھ کر یہی کہا کہ میں شاید اپوزیشن میں ہوں اس وجہ سے شاید یہ کام نہ ہوں لیکن آپ repairing and maintenance میں میرے حلقے کی سڑکوں کا سروے کرا لیں جس میں land farm بھی آتی ہے، وہاں sugar cess کے بھی فنڈز ہیں۔

جناب سپیکر: یہاں ڈی سی او کی بات نہیں ہو رہی بلکہ اس ایوان کی بات ہو رہی ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہاں تشریف فرما ہیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے کہ محکمے تک یہ چیز پہنچ جائے۔ ہمارا کام تحریری پہنچانا ہے لیکن محکمے کا بھی تو کوئی کام ہونا چاہئے کہ وہ اپنے طور پر بھی کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ ان کی بات بھی ضرور سنیں جو انہوں نے بتائی ہے اور اس کا notice بھی لیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میں ذرا بات مکمل کر لوں۔ انہوں نے فرمایا کہ تحریری طور پر بھجوا دیں۔ میں یہی کہہ رہا ہوں کہ ان کے آفس میں میرے لیٹر پیڈ پر sign کے ساتھ تین مہینے سے ایک چیز پڑی ہوئی ہے جس کا کوئی جواب نہیں ہے۔ ہمارے ساتھ اس طرح زیادتی نہ کریں کیونکہ یہ

سارے پنجاب کا مسئلہ ہے۔ اگر دیہاتوں کی سڑکوں پر pot holes کو ختم کر دیا جائے گا تو حکومت کا ہی فائدہ ہے۔ ایک سڑک ٹوٹنے سے بچ جائے گی تو بعد میں ہم یہاں پر یہ بات نہیں کریں گے کہ سڑکوں کا یہ حال ہے۔ آپ سارے سوال دیکھ لیں تو پورے پنجاب کے ہر سوال میں یہی مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: مؤکل صاحب! Let's come to Question No. 371 اور اس میں آپ ضمنی سوال کریں۔ اگلا سوال فیضان خالد ورک صاحب کا ہے۔

جناب فیضان خالد ورک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میرا سوال نمبر 397 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: اس بات پر آپ کا شکریہ کیونکہ اس میں ٹائم بہت لگنا تھا۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

شیخوپورہ: بس سٹینڈز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*397: **جناب فیضان خالد ورک:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) شیخوپورہ میں کتنے بس / ویگن سٹینڈز ہیں اور یہ کس جگہ پر واقع ہیں؟

(ب) ان سٹینڈز سے 12-2011 سے آج تک حکومت کو کتنی آمدنی ہوئی ہے؟

(ج) ان سٹینڈز کی دیکھ بھال پر حکومت نے 12-2011 سے آج تک کتنی رقم خرچ کی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب رمضان صدیق بھٹی):

(الف) ضلع شیخوپورہ میں چھ "ڈی" کلاس / کمپنی / پرائیویٹ سٹینڈز موجود ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ سلیمان ٹریول، بتی چوک شیخوپورہ
2۔ ورک ٹریول، گوجرانوالہ روڈ شیخوپورہ
3۔ میاں ٹریول، عزیز بھٹی روڈ شیخوپورہ
4۔ الحق ٹریول، فاروق آباد
5۔ بخاری ٹریول، فاروق آباد
6۔ سادات ٹریول، اجنیانوالہ

حال ہی میں دو "سی" کلاس میونسپل سٹینڈز شیخوپورہ کی تحصیل مریدکے اور صفدر آباد میں منظور کئے گئے ہیں۔ جس کی انتظامیہ متعلقہ تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن ہے۔

(ب) چونکہ سال 12-2011 میں صرف "ڈی" کلاس سٹینڈز ضلع شیخوپورہ میں موجود تھے لہذا گورنمنٹ ریونیو کا ذریعہ آمدن صرف لائسنس کی تجدید تھا۔ ڈی کلاس سٹینڈ کی تجدید کی فیس موٹر وہیکلز رولز1962 کے رول نمبر 2-A/253 کے مطابق کی جاتی ہے۔ DRTA کی میٹنگ مورخہ 09-04-20 ڈی کلاس سٹینڈز کی تجدید کی مد میں تین سال کے دوران کل ریونیو مبلغ -/186000 روپے جمع ہوا۔ اس کے بعد 14-02-28 تجدید اور نئے سٹینڈز کی کل رقم ریونیو مبلغ -/1,34,000 روپے جمع ہوا۔ لائسنس کی تجدید تمام قانونی تقاضے پورے کرنے کے بعد کی جاتی ہے۔

(ج) سال 12-2011 میں کوئی میونسپل بس یا ویگن سٹینڈ نہ تھا لہذا ان کی دیکھ بھال پر حکومت کی کوئی رقم خرچ نہ کی گئی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میں جز (الف) پر صرف اتنا پوچھنا چاہوں گا کہ انہوں نے جو جواب دیا ہے اس میں تقریباً چھ اڈوں کا بتایا ہے جہاں پر بس یا وین سٹینڈز ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ان کا کوئی criteria ہے جو approve کرتے ہیں، ان کا کیا قانون ہے جس کے تحت یہ approve کرتے ہیں۔ ابھی ایسے بھی سٹینڈز ہیں جن کی وجہ سے roads بند رہتے ہیں جیسے سلمان ٹریول یا ورک ٹریول کی مثال ہے۔ ان کا کوئی حل ہے کہ ان کو move کر کے تھوڑا سا دُور کیا جائے تاکہ ان کی وجہ سے جو ٹریفک جام ہوتی ہے وہ نہ ہو۔

جناب سپیکر: میرے پیارے بھائی! یقیناً ان چیزوں کا ان کو پتا ہے۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! یہ مجھے تھوڑا بتا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب رمضان صدیق بھٹی): جناب سپیکر! میں معزز ممبر کو بتاتا چلوں کہ بس سٹینڈز کو لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ نہیں بلکہ ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ منظور کرتا ہے۔ صرف ایک معمولی سی لائسنس فیس ہوتی ہے جو ہر دو یا تین سال بعد ہم وصول کرتے ہیں۔ اس کے جتنے بھی rules چاہے وہ approval کے حساب سے ہیں یا دوسرے ہیں وہ ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ کے ہی متعلقہ ہیں لہذا معزز ممبر اس حوالے سے اپنا سوال ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ سے کریں۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میں ایک اور چیز پوچھنا چاہوں گا۔ اسی سوال کے جز (ب) میں انہوں نے جواب دیا ہے کہ "لائسنس کی تجدید تمام قانونی تقاضے پورے کرنے کے بعد کی جاتی ہے۔" وہ قانونی تقاضے کیا ہیں ذرا ان کے بارے میں بتا دیں؟

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب رمضان صدیق بھٹی): جناب سپیکر! اس حوالے سے لائسنس کی تجدید کے ساتھ لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ کی ہماری متعلقہ ایڈمنسٹریشن ان پرائیویٹ سٹینڈز کی building plans کو approve کرتی ہے یا ان کا main road سے جو set back ہوتا ہے ان کو approve کرتی ہے۔ اس کے علاوہ ان کی بلڈنگ یا سٹینڈز کا ڈیزائن ہوتا ہے ہم صرف اس کی حد تک approve کرتے ہیں۔ باقی تقاضوں کے متعلق میں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں کہ وہاں پر کتنی بسیں ہوں گی، ٹائم کیا ہو گا اور کیا rules ہوں گے وہ ہمارے ڈیپارٹمنٹ میں نہیں آتے۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میرا آخری ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے پوچھنا چاہوں گا کہ ایسے بھی بس یا وین سٹینڈز چل رہے ہیں جن کے پاس کوئی لائسنس نہیں ہے۔ مجھے اپنے شہر کا کافی حد تک علم ہے کہ وہاں پر کون کون سے routes چل رہے ہیں۔ میں ان کے بارے میں پوچھنا چاہوں گا کہ وہ ان کے یا ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ کے تحت آتے ہیں تاکہ جو غیر قانونی سٹینڈز چل رہے ہیں ان کے خلاف کوئی کارروائی کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب رمضان صدیق بھٹی): جناب سپیکر! ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی یا ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ ہی routes کے حوالے سے permit جاری کرتا ہے۔ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ یا لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ یہ permit جاری نہیں کرتا بلکہ ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ جاری کرتا ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال میاں طارق محمود صاحب آف ڈنگہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی ان کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال میاں طاہر صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ situation اس وجہ سے پیدا ہوتی ہے کہ ایم پی اے صاحبان کو معلوم ہی نہیں ہوتا کہ کل ان کا سوال آئے گا۔ اگر ایک دن پہلے سوالات دے دیا کریں تو ہم ایک دوسرے کو اطلاع کر سکتے ہیں کہ آپ کا سوال آ رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ہم قاعدے قانون کے تحت چلتے ہیں اور بغیر قاعدے قانون کے نہیں چل سکتے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ کے پاس اختیارات ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسے نہیں ٹھیک۔ He should come here and he should be attentive to his question. اگلا سوال میاں محمد اسلم اقبال صاحب کا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 593 ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ دُور چلے گئے ہیں۔ ذرا نزدیک آئیں۔ یہ آپ کا پہلا سوال ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 456 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں بلدیاتی انتخابات نہ کروانے کی تفصیلات

*456: میاں محمد اسلم اقبال: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں آخری بلدیاتی الیکشن 2007 میں ہوئے جن کی میعاد 2011 میں ختم ہوئی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبہ میں 2011 میں ایک ہی پارٹی کی حکومت تھی مگر پھر بھی بلدیاتی الیکشن نہ کرائے گئے بلکہ عوامی نمائندوں پر عدم اعتماد کرتے ہوئے، بلدیاتی قانون میں

ترمیم کے ذریعے ایڈمنسٹریٹر مقرر کئے گئے اور ہر چھ ماہ بعد ترمیم کے ذریعے مدت میں توسیع کی جاتی رہی؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت، پنجاب میں بلدیاتی الیکشن نہ کروانے کی ٹھوس وجوہات سے ایوان کو آگاہ کرنے کو تیار رہے، اگر نہیں تو کیوں نیز اس وقت صوبہ کے تمام ضلعی اور تحصیل ناظموں پر کرپشن کی وجہ سے عدم اعتماد کیا گیا تھا تو کیا حکومت متعلقہ اداروں کی آڈٹ رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کو تیار ہے تو کب تک، نہیں تو کیوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب رمضان صدیق بھٹی):

(الف) درست نہ ہے۔ صوبہ پنجاب میں آخری بلدیاتی الیکشن 2005 میں منعقد ہوئے تھے جن کی میعاد 2010 میں ختم ہوئی تھی۔

(ب) پنجاب حکومت صوبہ میں نیا بلدیاتی قانون متعارف کروانا چاہتی تھی۔ جس کے لئے نئے بلدیاتی قانون کا مسودہ تیار کر کے سابقہ صوبائی اسمبلی میں پیش کیا گیا تھا۔ صوبائی اسمبلی کی مدت میعاد ختم ہونے پر بلدیاتی قانون کا یہ بل غیر مؤثر ہو گیا۔ جس کی وجہ سے بلدیاتی انتخابات کا انعقاد بروقت نہ ہو سکا۔ اب دوبارہ بلدیاتی قانون کا مسودہ نئی اسمبلی میں پیش کر دیا گیا ہے۔
منتخب مقامی حکومتوں کے نمائندوں پر عدم اعتماد نہ کیا گیا تھا بلکہ ان کے آفس کی مدت میعاد ختم ہونے پر بلدیاتی اداروں میں ایڈمنسٹریٹرز کا تقرر بعد از ضروری ترامیم لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کے تحت کیا گیا ہے۔

(ج) حکومت پنجاب بلدیاتی انتخابات کے انعقاد پر پورا یقین رکھتی ہے۔ اس کے لئے حکومت پنجاب صوبہ میں نیا بلدیاتی نظام متعارف کروانا چاہتی ہے۔ نئے بلدیاتی قانون کا مسودہ ایوان میں پیش کر دیا گیا ہے۔ ایوان سے اس مسودے کی منظوری کے بعد نیا بلدیاتی قانون نافذ کر دیا جائے گا۔ بعد ازاں نئے بلدیاتی انتخابات کے لئے الیکشن کمیشن آف پاکستان سے درخواست کی جائے گی۔ مقامی حکومتوں کی آڈٹ رپورٹس ایوان میں پیش نہ ہوتی ہیں بلکہ پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 کی دفعہ 179-A کے تحت متعلقہ ایڈہاک اکاؤنٹس کمیٹی کے روبرو پیش ہوتی ہیں۔ جس میں آڈٹ اعتراضات پر بمطابق قانون کارروائی کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ سوال جو پوچھا گیا تھا اس کے جواب کے حوالے سے میں آپ کے توسط سے پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ request کروں گا کہ جو یہ سوال کیا گیا تھا اس کا یہی جواب سمجھا جائے یا یہ اس کو update کرنا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب رمضان صدیق بھٹی): جناب سپیکر! جب سوال کیا گیا تھا تو اس وقت لوکل گورنمنٹ ایکٹ 2013 اسمبلی میں پاس نہ ہوا تھا۔ چونکہ اسمبلیوں کی مدت ختم ہو رہی تھی تو پچھلے tenure میں ہم نے جو بل پیش کیا تھا اس وقت اسمبلی کی مدت ختم ہو گئی تھی جس کی وجہ سے وہ غیر مؤثر ہو گیا۔ 2013 کا لوکل گورنمنٹ ایکٹ approve ہو چکا ہے جس کے مطابق 23-8-2013 کو اس کا notification بھی ہو چکا ہے جو نافذ العمل ہے۔ اس ایکٹ کے مطابق الیکشن کمیشن نے جب شیڈول کا اعلان کیا تو حکومت نے الیکشن کی تیاری بھی کی لیکن لاہور ہائی کورٹ کے فیصلے کے بعد الیکشن کو ملتوی کر دیا گیا ہے کیونکہ ہائی کورٹ نے لوکل گورنمنٹ کے ایکٹ کی دفعات 8,9 اور 10 کو آئین سے متصادم قرار دیا۔ حکومت اس کے خلاف اپیل میں نہیں کی گئی جبکہ الیکشن کمیشن سپریم کورٹ میں گیا ہے۔ سپریم کورٹ جو بھی فیصلہ کرے گی اور الیکشن کمیشن جو شیڈول جاری کرے گا ہم اس پر الیکشن کروانے کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر: .The matter is subjudice اگلا سوال جناب عارف محمود عباسی صاحب کا ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! سوال نمبر 553 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع راولپنڈی: پانچ سال سے زائد ایک جگہ پر تعینات آفیسر کی ٹرانسفر کا معاملہ

*553: جناب محمد عارف عباسی: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی میں موجودہ ای ڈی او (میونسپل سروسز) کب سے تعینات ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان کی تعیناتی پانچ سال سے زیادہ ہو چکی ہے؟

(ج) کیا مندرجہ بالا ای ڈی او کا عرصہ تعیناتی حکومتی پالیسی اور قواعد و ضوابط کے مطابق ہے، اگر نہیں تو کیا حکومت ان کو تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب رمضان صدیق بھٹی):

(الف) اس ضمن میں گزارش ہے کہ موجودہ ای ڈی او (میونسپل سروسز) راجہ اظہر الدین کی تعیناتی مورخہ 13-04-25 کو عمل میں آئی (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)۔

(ب) درست نہ ہے کیونکہ مذکورہ تعیناتی کو صرف تین ماہ دس دن ہوئے ہیں۔

(ج) موجودہ ای ڈی او (میونسپل سروسز) کی تعیناتی قواعد وضوابط / رولز آف بزنس کے مطابق عمل میں لائی گئی ہے۔ کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال چودھری شہباز احمد صاحب کا ہے۔

چودھری شہباز احمد: جناب سپیکر! سوال نمبر 560 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: جی ٹی روڈ سے گھوڑے شاہ کی کشادگی و دیگر تفصیلات

*560: چودھری شہباز احمد: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سوامی نگر لاہور میں جی ٹی روڈ سے گھوڑے شاہ روڈ پر تقریباً دو اڑھائی سو گز کی سڑک 10 فٹ یا اس سے بھی کم چوڑی ہے جس کی وجہ سے وہاں پر ہر وقت ٹریفک جام رہتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سڑک کے اس تنگ حصے کی کشادگی کے لئے منظوری ہو چکی ہے اور رہائشیوں کو رقوم کی ادائیگی اور سڑک بنانے کے لئے فنڈز بھی جاری کئے گئے تھے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس سڑک کی کشادگی کے سلسلہ میں رہائشیوں کو ادائیگیاں کب تک شروع ہو جائیں گی اور اس کے بعد اس سڑک کے بنانے کا کام کب تک مکمل ہوگا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب رمضان صدیق بھٹی):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) متاثرہ رہائشیوں کی جگہ اور سٹرکچر کی قیمت مبلغ -/1,24,65,396 روپے اور -/22,32,438 روپے بذریعہ چیک نمبر 1212953 بتاریخ 06-03-2012 اور چیک نمبر 1973826 بتاریخ 23-01-2013 لینڈ ایکوزیشن کلکٹر کو کر دی گئی ہے۔ متعلقہ رہائشی وہاں سے اپنا چیک وصول کر سکتے ہیں۔ سڑک کی تعمیر کا کام سٹرکچر گرانے اور ملبہ صاف کرنے کے بعد تین ہفتوں میں مکمل کر دیا جائے گا۔

چوہدری شہباز احمد: جی، جناب سپیکر! میں چاہوں گا کہ مجھے پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس بات کی یقین دہانی کروادیں کہ اس کی رقم آچکی ہے تو یہ وہاں کے رہائشی لوگوں کو کب تک چیک دیں گے اور اس سڑک کو کشادہ کب تک کر دیا جائے گا؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب رمضان صدیق بھٹی): جناب سپیکر! اس سڑک کو کشادہ کرنے کے حوالے سے بتاتا چلوں کہ جن لوگوں کی پراپرٹی یا بلڈنگز لے رہے تھے۔۔۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! پریس گیلری میں بیٹھے ہوئے صحافی بھائی واک آؤٹ کر گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب اور میاں نصیر احمد صاحب دونوں جا کر معلوم کریں کہ صحافی بھائی واک آؤٹ کیوں کر کے گئے ہیں کیونکہ میرے علم میں کوئی ایسی بات نہیں ہے؟

(اس مرحلہ پر وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور میاں نصیر احمد
صحافیوں سے مذاکرات کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب رمضان صدیق بھٹی): جناب سپیکر! اسی مارچ کے مہینے میں متاثرین کو چیک دے دیئے جائیں گے۔ شروع میں یہ ہوا کہ کچھ متاثرین نے اعتراض کیا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: اس مہینے میں دے دیئے جائیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(جناب رمضان صدیق بھٹی): جناب سپیکر! انشاء اللہ تعالیٰ اسی مارچ کے مہینے میں چیک دے دیئے جائیں گے اور اس کے بعد فوری طور پر کام شروع ہو جائے گا۔

چودھری شہباز احمد: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال میاں طاہر صاحب کا ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال میاں محمد اسلم اقبال صاحب کا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: شکریہ، جناب سپیکر! سوال نمبر 593 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: چوبرجی تا یتیم خانہ وملحقہ آبادیوں کے لئے قبرستان بنانے کی تفصیلات

*593: **میاں محمد اسلم اقبال:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چوبرجی تا یتیم خانہ لاہور تمام ملحقہ آبادیوں کے قبرستانوں میں میت دفنانے کی کوئی گنجائش نہ ہے جس کی وجہ سے متذکرہ بالا آبادیوں کے مکین سخت اضطراب میں ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان علاقوں کے رہائشیوں کی اس تکلیف کو ختم کرنے کے لئے حکومت نے بابو صابو انٹرچینج میں ایک بڑا قبرستان بنانے کا پروگرام بنایا تھا، یہ قبرستان کتنے ایکڑ پر محیط تھا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بابو صابو انٹرچینج میں قبرستان بنانے کے منصوبے کو روک دیا گیا، روکنے کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت عوام کی اس دیرینہ پریشانی کو ختم کرنے کے لئے بابو صابو انٹرچینج میں جلد از جلد قبرستان بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو یہ منصوبہ کب تک مکمل کر لیا جائے گا، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب رمضان صدیق بھٹی):

(الف) یہ درست ہے کہ لاہور کے موجودہ قبرستانوں میں میت دفنانے کی گنجائش تقریباً نہ ہونے کے برابر ہے جس کی وجہ سے ملحقہ آبادیوں کے مکینوں کو میت دفنانے میں متعدد مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(ب) درست ہے۔ علاقہ کے رہائشیوں کی تکلیف کو مدنظر رکھتے ہوئے جناب وزیراعلیٰ پنجاب نے مذکورہ بالا سکیم کی سمری منظور کی تھی مذکورہ قبرستان کا رقبہ یو سی۔84میں 43 کنال اور13مرلہ جبکہ یو سی۔90میں32 کنال پر محیط ہو گا۔ مزید سکیم کا PC-I مبلغ -/16,01,30,043روپے(160.13 ملین)تیار کرکے جناب ڈسٹرکٹ آفیسر (پلاننگ) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کو بذریعہ چٹھی نمبری 1191/TO(I&S) مورخہ 12-11-08 ارسال کیا گیا جو کہ حصول فنڈز و منظوری کے لئے محکمہ پی اینڈ ڈی میں زیرکارروائی ہے۔

(ج) ٹاؤن ہذا کی طرف سے مذکورہ کام کی تعمیر کو روکا نہیں گیا بلکہ ٹاؤن انتظامیہ مذکورہ سکیم کے لئے دستیابی فنڈز کی منتظر ہے جس کے بعد کام شروع ہو سکے گا۔

(د) مذکورہ بالا فنڈز کے حصول اور منظوری ٹینڈرز کے بعد یونین کونسل 84اور 90 میں تعمیر قبرستان کا کام شروع کروایا جائے گا اور تقریباً چھ ماہ کے عرصہ میں منصوبہ کو مکمل کر دیا جائے گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اس سوال کے جز(ب) کے بارے میں ضمنی سوال ہے کہ وزیراعلیٰ صاحب کو اس کی منظوری کے لئے 2012-11-08 کو سمری ارسال کی گئی اور اب تقریباً2014کا مارچ کا مہینہ ہے تو گزارش یہ ہے کہ کب تک اس سمری کی منظوری ہو جائے گی کیونکہ اتنا عرصہ گزرنے کے باوجود تاحال منظوری نہیں ہوئی تو یہ کب تک منظور ہو جائے گی؟

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ لاہور کے رہائشیوں کو پہلے تھانہ کچہری کی problem تھی اور اب میت دفنانے کی بھی آ رہی ہے۔ اب لوگوں کی سفارشیں آتی ہیں کہ اپنے کسی پیارے کی تدفین کرنی ہے تو اس کے لئے جگہ دستیاب نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: کافی دیر پہلے اس حوالے سے بات ہو چکی ہے اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب آپ کو بتا بھی دیں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں آپ سے یہ request کروں گا کہ متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری ہمیں time limit بتادیں کہ کب تک یہ منظور ہو جائے گی کیونکہ 2012 سے 2014 تک دو سال گزر گئے ہیں۔ جب حکومت نے کوئی پراجیکٹ شروع کرنا ہو اور جہاں سے سمجھتی ہے کہ کوئی فائدہ نظر آرہا ہے تو اپنی مرضی سے وہ پراجیکٹ کر لیتی ہے لیکن اس طرح کا کوئی پراجیکٹ شروع نہیں کرتی جس سے کسی بے چارے غریب آدمی کی تدفین کسی مناسب جگہ پر اچھے انداز میں ہو جائے۔ اس کے لئے میری request ہے کہ جواب دے دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب رمضان صدیق بھٹی): جناب سپیکر! یہ بالکل وہی same سوال ہے جو عامر سلطان چیمہ صاحب نے بھی کیا اور وہی قبرستان کے بارے میں ہے۔ اس سے قبل میں تفصیل کے ساتھ بات کر چکا ہوں اور میں بتا چکا ہوں کہ حکومت قبرستانوں کے انہی مسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے Graveyard Authority کے نام سے بھی ایک ادارہ قائم کر رہی ہے جو کہ نہ صرف نئے قبرستان بلکہ جو پہلے سے قبرستان ہیں، ان کا انتظام بھی سنبھالے گی۔ میں اس ضمنی سوال کے حوالے سے بتانا چاہوں گا کہ میاں شہباز شریف صاحب نے سمری منظور کر لی ہے اور اب معاملہ پی اینڈ ڈی میں ہے۔ میں پہلے ہی تاریخ دے چکا ہوں کہ 15-2014 کے مالی سال میں اس زمین کی قیمت اور چار دیواری کی لاگت 16 کروڑ روپے ہے تو یہ دونوں قبرستان انشاء اللہ تعالیٰ کر دیئے جائیں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! محترم پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا اور میں امید کرتا ہوں کہ جو انہوں نے بات کی ہے کہ اسی سال میں یہ ہو جائے گا۔۔۔

جناب سپیکر: انشاء اللہ۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جس لحاظ سے مہنگائی اور جس لحاظ سے امن وامان کی صورتحال دن بدن خراب ہو رہی ہے اور لوگ بھوک سے مر رہے ہیں تو حکومت کو چاہئے کہ وہ اور تو کچھ نہیں کر سکتی تو قبرستان ہی بنا دے۔ شکریہ

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ کا ہے۔۔۔ تشریف فرما نہ ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال مخدوم سید مرتضیٰ محمود صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی انہی کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ کا ہے۔۔۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتیں اس لئے یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال قاضی احمد سعید صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 769 ہے ، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

جہلم شہر: صفائی کرنے والے ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*769: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جہلم شہر میں اس وقت کتنے ملازمین صفائی کے لئے کام کر رہے ہیں؟

(ب) سال 2011-12 اور 2012-13 کے دوران عملہ صفائی کی تنخواہوں پر کتنے اخراجات ہوئے؟

(ج) اس حلقہ میں کوڑا کرکٹ اٹھانے کے لئے کتنی گاڑیاں ہیں، یہ گاڑیاں کب خریدی گئی تھیں؟

(د) کتنی گاڑیاں چالو حالت میں ہیں اور کتنی خراب پڑی ہیں، ان گاڑیوں کے سال 2011-12 اور 2012-13 کے مرمت/پٹرول کے اخراجات بتائیں؟

(ہ) مذکورہ شہر میں مزید کتنے عملہ صفائی کی ضرورت ہے اور کب تک، تفصیل فراہم کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب رمضان صدیق بھٹی):

(الف) جہلم شہر میں 294 سینٹری ورکرز صفائی کے کام پر مامور ہیں۔

(ب) عملہ صفائی کی تنخواہوں کی مد میں اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سال	تنخواہ
2011-12	-/46098500 روپے
2012-13	-/50332500 روپے

(ج) گاڑیوں کی تعداد اور سال خرید درج ذیل ہے:

گاڑیوں کی تعداد	سال خرید
3	1995
1	2003
1	2006
6	2007
1	2010
کل تعداد12	

(د) کل بارہ ٹریکٹروں میں سے نو عدد چالو حالت میں ہیں اور تین خراب ہیں۔ مرمت اور پٹرول کے اخراجات درج ذیل ہیں:

سال	مرمت اخراجات	ڈیزل اخراجات
2011-12	-/186135روپے	-/3895006روپے
2012-13	-/147760روپے	-/4129470روپے

(ہ) مزید300 سینٹری ورکرز کی ضرورت ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میرے سوال کے جواب میں انہوں نے یہاں پر گاڑیوں کی تفصیل بھی بتائی ہے اور یہ بتایا ہے کہ جہلم شہر میں 294 سینٹری ورکروں صفائی کے کام پر مامور ہیں اور آگے جا کر انہوں نے جز(ہ) میں بتایا ہے کہ مزید300 سینٹری ورکروں کی ضرورت ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 294 سینٹری ورکروں وہاں پر صفائی کے لئے کافی نہیں ہیں کہ 300مزید سینٹری ورکروں کی ضرورت ہے؟

(اس مرحلہ پر وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور میاں نصیر احمد صاحب ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

جناب سپیکر: جی، بھٹی صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب رمضان صدیق بھٹی): جناب سپیکر!294 سینٹری ورکروں پہلے سے کام کر رہے ہیں لیکن آپ کو پتا ہے کہ بڑے شہروں کی آبادیاں تیزی سے بڑھتی جا رہی ہیں اور آئے دن وہاں پر نئے مکانات، نئی گلیاں اور نئے شہر آباد ہوتے جا رہے ہیں تو اس حوالے سے یہ ضرورت پڑتی رہتی ہے اس لئے ہم نے مزید300 سینٹری ورکرز کی ضرورت کا بتایا ہے کہ صفائی کے لئے ان کی ضرورت ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! انہوں نے 300 سینٹری ورکروں کے بارے میں بات کی ہے کہ کس وجہ سے ان کی وہاں ضرورت ہے تو میں بھی یہ مانتی ہوں کہ دن بدن شہر بڑا ہو رہا ہے اور ہمیں تو وہاں پر بہت زیادہ لوگ چاہئیں لیکن وہاں پر صفائی کے حالات کبھی جا کر آپ دیکھیں تو پتا چلے گا کہ وہاں پر کتنے ابتر حالات ہیں۔ میں صرف ان سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ 40 مسلمان سینٹری ورکر جو وہاں پر تعینات کئے گئے ہیں، جو وہاں کی انتظامیہ کے مختلف افسروں کے گھروں میں کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کو تفصیل بھی دے سکتی ہوں اگر پارلیمانی سیکرٹری صاحب چاہیں کہ کس کس گھر میں کون کون کام کر رہا ہے؟ اے ڈی سی (جی) کے گھر تین لوگ کام کر رہے ہیں، ڈی سی او کے گھر میں کام کر رہے ہیں، ججوں کے گھر کام کر رہے ہیں اور اس کے علاوہ سب انجینئر ان کا تو even گاڑی کا نمبر جس پر ڈرائیور سینٹری ورکروں ہے تو میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ یہ جو سب کچھ ہو رہا ہے اس پر کون کنٹرول کرے گا اور اس کا کیا criteria ہے کہ وہ جاتے تو سینٹری ورکر ہیں لیکن وہ کام اس طرح کر رہے ہیں جیسے ان کے ذاتی ملازم ہیں۔ پہلے تو اس پر کنٹرول ہو پھر مزید بھرتی کئے جائیں کیونکہ یہ حکومت کا نقصان ہو رہا ہے۔ پہلے تو مجھے مہربانی کر کے اس بات کا جواب دیں کہ وہ کس criteria سے لوگوں کے گھروں میں جا کر کام کر رہے ہیں؟

(اذان عصر)

جناب سپیکر: DCO پرائیوٹ ہوتا ہے یا سرکاری ملازم ہوتا ہے؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! یہ ان کو authorized نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی، ان سے پتا کرتے ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! یہ کیسی discrimination ہے کہ عیسائی صفائی کا کام کریں اور مسلمان ڈرائیور اور مالی کا کام کریں یہ مہربانی فرما کر مجھے جواب دے دیں؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! جلدی سے جواب دے دیں کیونکہ Question Hour مکمل ہو رہا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب رمضان صدیق بھٹی): جناب سپیکر! اس سے پہلے محکمہ میں صفائی کے لئے صرف مسیحیوں کو بھرتی کیا جاتا تھا جو کہ امتیازی سلوک کیا جا رہا تھا۔ اب ان کے ساتھ یہ امتیازی سلوک نہیں ہو گا کیونکہ وہ بھی پاکستانی شہری ہیں۔ پہلے

ان کو دوسرے درجہ کا شہری بنا کر رکھا گیا تھا اور اشتہارات میں مسیحی ہونا لازمی قرار دیا گیا تھا تو یہ اس حکومت نے ختم کر دیا ہے اب مسلمان بھی اس ڈیپارٹمنٹ میں بھرتی ہو سکتے ہیں اور جہاں تک ہماری معزز ممبر نے کہا ہے تو یہ ہمیں list دیں اور نشاندہی کریں اگر اس طرح کا کوئی کام ہوا ہے تو ہم انشاء اللہ کارروائی کریں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ! Question hour is over now

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب رمضان صدیق بھٹی): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

لاہور۔ پارکنگ سٹینڈز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5: **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں سائیکل، موٹر سائیکل اور موٹر کار کے لئے کتنے پارکنگ سٹینڈز موجود ہیں نیز یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان پارکنگ سٹینڈز میں کتنی پارکنگ فیس وصول کی جاتی ہے؟

(ج) کیا مختلف مقامات پر پارکنگ فیس بھی مختلف وصول کی جاتی ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ ٹھیکیدار سرکاری ریٹ سے زائد پارکنگ فیس بھی وصول کرتے ہیں؟

(ہ) اگر درج بالا جز کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ایسے ٹھیکیداروں کے خلاف کیا کارروائی کر رہی ہے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) لاہور پارکنگ کمپنی اس وقت 162 پارکنگ سٹینڈ، پارک اینڈ رائیڈ سٹینڈ (لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) اور اتوار بازار کی پارکنگ بھی خوش اسلوبی سے چلا رہی ہے۔

(ب) لاہور پارکنگ کمپنی ضلعی حکومت لاہور جتنے بھی پارکنگ سٹینڈ چلا رہی ہے ان سب میں موٹر سائیکل سے دس روپے اور موٹر کار سے بیس روپے وصول کئے جاتے ہیں۔

(ج) لاہور پارکنگ تمام پارکنگ سٹینڈ میں یکساں پارکنگ فیس وصول کرتی ہے۔

(د) اگر کسی بھی پارکنگ سٹینڈ سے زائد پارکنگ فیس وصولی کی اطلاع موصول ہو تو لاہور پارکنگ کمپنی متعلقہ ٹھیکیدار کے خلاف فی الفور سخت قانونی کارروائی کرتی ہے۔

(ہ) جواب جز(د) کے مطابق ہے۔

ضلع فیصل آباد:69(رب) تجاوزات کا مسئلہ

*61: جناب اعجاز خان: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع فیصل آباد تحصیل جڑانوالہ چک نمبر69رب گھسیٹ پورہ کی گلیوں اور بازاروں میں غیر قانونی تھڑے بنے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے لوگوں کو گلیوں اور بازاروں سے گزارنے میں پریشانی ہوتی ہے؟

(ب) کیا حکومت ان تجاوزات کو گلیوں اور بازاروں سے صاف کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک نہیں تو کیوں؟

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ/ قانون وپارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) درست ہے۔

(ب) ناجائز تجاوزات کی نشاندہی کے لئے محکمہ ریونیو کو بذریعہ چٹھی نمبریG/541 مورخہ 25-07-2013 تحریر کر دیا گیا ہے۔ محکمہ ریونیو کی طرف سے نشاندہی کے بعد ناجائز تجاوزات کو ختم کر دیا جائے گا۔

ضلع وہاڑی میں سلاٹر ہاؤس کی تفصیلات

*145: محترمہ شمیلہ اسلم: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع وہاڑی میں سلاٹر ہاؤسز کس کس جگہ واقع ہیں؟

(ب) ان سلاٹر ہاؤسز میں صفائی کا کیا انتظام ہے؟

(ج) ان سلاٹر ہاؤسز میں چیک اینڈ بیلنس کا کیا انتظام ہے،2012-13 کے دوران کتنے جرمانے کئے گئے ہیں اور وہ جرمانے کس وجہ سے کئے گئے ہیں، ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون وپارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) تحصیل بورے والا میں سلاٹر ہاؤس چونگی نمبر 5 بشیر ٹاؤن میں واقع ہے جبکہ تحصیل وہاڑی میں خانیوال روڈ نزد پاسکو گودام واقع ہے جبکہ تحصیل میلسی میں نزد قدہ چوک کرم پور روڈ پر واقع ہے۔

(ب) سلاٹر ہاؤس بوریوالہ میں روزانہ کی بنیاد پر صفائی ستھرائی کی جاتی ہے اس کام کے لئے شعبہ سینی ٹیشن بورے والا میں مستقل طور پر عملہ تعینات کر رکھا ہے جبکہ وہاڑی میں ایک ماشکی برائے دھلائی تعینات ہے جو صبح چار بجے سے دوپہر دو بجے تک ڈیوٹی سرانجام دیتا ہے۔ چیف آفیسر ہیڈ کوارٹر ہفتہ میں دو دفعہ اور سینٹری انسپکٹر روزانہ کی بنیاد پر صفائی کی نگرانی کرتا ہے۔ جبکہ میلسی میں سلاٹر ہاؤس کو روزانہ دھویا جاتا ہے۔

(ج) ویٹرنری آفیسر بوریوالہ اور ٹیکس سپرنٹنڈنٹ ٹی ایم اے بورے والا مذبحہ خانہ میں ذبحہ اور گوشت کے معیار کی بابت روزانہ کی بنیاد پر چیک اینڈ بیلنس کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔ سال13-2012 میں مضر صحت گوشت فروخت کرنے پر20 قصابوں کو-/11,000 روپے جرمانہ کیا گیا۔ تحصیل وہاڑی میں بھی ویٹرنری آفیسر تعینات ہے جو صبح چار بجے سے ساڑھے چھ بجے تک ڈیوٹی سرانجام دیتا ہے۔ جانوروں کو چیک کرتا ہے اور گوشت پر اپنی مہر ثبت کرتا ہے۔ سال13-2012 کے دوران 27 قصابوں کو مضر صحت گوشت فروخت کرنے کی وجہ سے 13,500روپے جرمانہ کیا گیا جبکہ تحصیل میلسی میں سلاٹرنگ کے دوران ویٹرنری آفیسر مع سٹاف موجود ہوتا ہے۔ سال13-2012 کے دوران کوئی جرمانہ عائد نہ کیا گیا ہے۔

لاہور: جیل روڈ سروسز ہسپتال انڈر پاس میں دکانوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*170: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور جیل روڈ سروسز ہسپتال انڈر پاس میں کل کتنی دکانیں ہیں، ان دکانوں کی نیلامی کب ہوئی، خریداروں کے نام اور پتاجات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) مذکورہ دکانوں کی نیلامی کے لئے کن کن مقامی اخبارات میں کب اشتہار دیا گیا نیز ان اشتہارات پر کل کتنی لاگت آئی؟

(ج) مذکورہ دکانوں کی نیلامی میں کتنی پارٹیوں نے حصہ لیا؟

(د) مذکورہ دکانوں کی نیلامی کو کتنا عرصہ کے لئے لیز پر دیا گیا؟

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون وپارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) پراپرٹی واقع نزد سروسز ہسپتال انڈر پاس جیل روڈ پر کل 16 عدد دکانات تعمیر شدہ ہیں دکان نمبر 2،1 اور دکان نمبر 16، 15 کا نیلام عام 1999 میں ہوا جبکہ بقایا 12 عدد دکانات کا نیلام عام 2011-12-03 کو ہوا۔ تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پراپرٹی واقع نزد سروسز ہسپتال انڈر پاس جیل روڈ پر فروخت کئے جانے کے لئے محکمہ کی جانب سے اخبار اشتہار شائع کروایا گیا تھا، شائع شدہ اشتہارات پر تقریباً مبلغ -/17000 روپے خرچ ہوئے، اخبار اشتہار کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پراپرٹی واقع نزد سروسز ہسپتال انڈر پاس جیل روڈ پر 16 عدد دکانات کو فروخت کیا گیا تھا۔ نیلام عام میں دکانات کو خریدنے کے لئے جن افراد نے بولی میں حصہ لیا تھا ان کی تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) پراپرٹی واقع نزد سروسز ہسپتال انڈر پاس جیل روڈ پر کسی بھی دکان کو لیز پر نہ دیا گیا ہے۔

لاہور: پیدائش سرٹیفکیٹ کی فیس میں اضافہ کی تفصیلات

*172: **محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور نے پیدائش کے سرٹیفکیٹ کی فیس 300 روپے سے بڑھا کر 650 روپے کر دی گئی ہے؟

(ب) کیا اس فیس کے بڑھائے جانے کا اطلاق صوبہ کے تمام اضلاع میں بلاتفریق کیا جا رہا ہے یا کہ ابتدائی مراحل میں صرف لاہور ہی میں ہے؟

(ج) اگر حکومت اضافہ ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس فیس کے بڑھائے جانے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ/ قانون وپارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست نہ ہے جبکہ حکومت پنجاب نے بذریعہ نوٹیفکیشن نمبری SOR(LG)36-2/2005 مورخہ 09-08-2012 کے تحت فیس لیٹ اندراج اموات/ پیدائش کو ختم کر دیا ہے جبکہ سرٹیفکیٹ جاری کرنے کی فیس صرف-/100روپے مقرر ہے۔

(ب) کوئی اضافہ نہ کیا گیا ہے بلکہ صوبہ بھر میں صرف-/100روپے فیس وصول کی جارہی ہے۔

(ج) اس کا جواب جز(الف) میں دے دیا گیا ہے۔

ملتان:پی پی-195 میں سڑکوں کی تعمیر ومرمت کی تفصیلات

*291:جناب جاوید اختر:کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی-195 ملتان میں اس وقت کتنی سڑکوں کی تعمیر ومرمت کا کام ہو رہا ہے،ان کے نام، تخمینہ لاگت اور مدت تکمیل سے آگاہ کریں؟

(ب) ان سڑکوں کی تعمیر کب شروع کی گئی اور اس وقت ان پر کتنے فیصد کام ہوا ہے اور کتنے فیصد کام بقایا ہے؟

(ج) ان سڑکوں کی تعمیر کا کام کن کن سرکاری ملازمین کی زیر نگرانی ہو رہا ہے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ/ قانون وپارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):

(الف) اس وقت پی پی-195 ملتان میں دوران سال 14-2013 کسی سڑک کی تعمیر یا مرمت کا کام نہیں ہو رہا۔

(ب) پی پی-195 ملتان میں دوران سال 14-2013 کوئی سڑک زیر تعمیر نہیں ہے۔

(ج) سڑکوں کی تعمیر کا کام نہیں ہو رہا ہے۔

ملتان:پی پی-195 میں سڑکوں پر خرچ کی جانے والی رقم کی تفصیلات

*292:جناب جاوید اختر:کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی-195 ملتان میں حکومت نے سال12-2011 کے دوران کتنی رقم سڑکوں کی تعمیر و مرمت پر خرچ کی ہے؟

(ب) ان سڑکوں کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ج) ان میں سے کون کون سی سڑکیں مکمل ہو چکی ہیں اور کن کن سڑکوں پر کام جاری ہے؟

(د) ان سڑکوں کی تعمیر و مرمت کا ٹھیکہ کن کن پارٹیوں کو دیا گیا، ان کے نام اور پتاجات سے آگاہ کریں؟

(ہ) ان میں سے جو سڑکیں ابھی تک مکمل نہیں ہوئیں، ان کو کب تک مکمل کر دیا جائے گا؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) پی پی-195 ملتان میں دوران سال12-2011 مبلغ 24.622 ملین روپے سڑکوں کی تعمیر و مرمت پر خرچ ہوئے۔

(ب) سڑکوں کے نام اور تخمینہ لاگت درج ذیل ہے:

1۔ امپروومنٹ پختہ سڑک لبرٹی مارکیٹ بلاک ٹی لمبائی 0.5 کلومیٹر تخمینہ لاگت مبلغ 2.974 ملین روپے

2۔ کشادگی و بہتری سڑک از مدنی چوک تا گندہ نالہ سمیج آباد لمبائی 2200 فٹ تخمینہ لاگت مبلغ 5.526 ملین روپے

3۔ تعمیر پی سی پیور بستی کوتوال اور محمد پورہ تخمینہ لاگت 1.400 ملین روپے

4۔ تعمیر پی سی کارپٹنگ سڑک شاہ فیصل کالونی غوث پورہ یو سی 13 تخمینہ لاگت 2.002 ملین روپے

5۔ تعمیر پی سی پیور منظور آباد اور شاہین آباد یو سی 16 تخمینہ لاگت مبلغ 2.998 ملین روپے

6۔ تعمیر پی سی پیور محلہ اعوان پورہ یو سی 17 تخمینہ لاگت مبلغ 0.998 ملین روپے

7۔ تعمیر پی سی پیور چاہ خانو والہ یو سی 18 تخمینہ لاگت مبلغ 1.002 ملین روپے

8۔ تعمیر پی سی پیور اور نالیاں محلہ آغا پورہ محلہ ہزاریاں یو سی 19 تخمینہ لاگت مبلغ 1.002 ملین روپے

9۔ امپرو ومنٹ سڑک یو بلاک، نیو ملتان محلہ صدیقیہ یو سی 11
تخمینہ لاگت مبلغ2.217 ملین روپے

10۔ تعمیر پی سی پیور اور نالیاں محلہ شریف پورہ محلہ مومن آباد اور محلہ عثمان پورہ یو سی15
تخمینہ لاگت مبلغ5.283 ملین روپے

(ج) تمام سڑکیں مکمل ہو چکی ہیں۔

(د) (1) رمضان کنسٹرکشن کمپنی نقشبند کالونی ملتان
(2) ملک ربنواز بٹھ، بٹھ کالونی ملتان
(3) رسول بخش بھٹہ کالونی ملتان
(4) توکل کنسٹرکشن کمپنی التمش روڈ ملتان
(5) رمضان کنسٹرکشن کمپنی نقشبند کالونی ملتان
(6) ملک ریحان احمد خونی برج ملتان
(7) نذیر احمد طاہر وارڈ نمبر 6 بیرون دہلی گیٹ ملتان
(8) ملک ارسلان قاسم بھٹہ کالونی ملتان
(9) نذر حسین گلی نمبر3 گیٹ نمبر 1 حسن آباد خانیوال روڈ ملتان
(10) ملک ریحان احمد خونی برج ملتان

(ہ) تمام سکیمیں / سڑکیں مکمل ہو چکی ہیں۔

ملتان: پی پی۔194 کی سڑکوں کی تعمیر و مرمت کی تفصیلات

*305: جناب ظہیر الدین خان علیزئی: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔194 ملتان میں اس وقت کتنی سڑکوں کی تعمیر و مرمت کا کام ہو رہا ہے، ان کے نام، تخمینہ لاگت اور مدت تکمیل بتائیں؟

(ب) ان سڑکوں کی تعمیر کا کام کب شروع ہوا تھا اور اس وقت ان پر کتنے فیصد کام ہوا ہے اور کتنے فیصد کام بقایا ہے؟

(ج) ان سڑکوں کی تعمیر و مرمت کا کام کن کن سرکاری ملازمین کی زیر نگرانی ہو رہا ہے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):

(الف) اس وقت پی پی-194 ملتان میں دوران سال14-2013 کسی سڑک کی تعمیر یا مرمت کا کام نہیں ہو رہا۔

(ب) پی پی-194 ملتان میں دوران سال14-2013 کوئی سڑک زیر تعمیر نہیں ہے۔

(ج) سڑکوں کی تعمیر کا کام نہیں ہو رہا ہے۔

ملتان: پی پی-194 میں سڑکیں پختہ کرنے کے لئے مختص کی گئی رقم کی تفصیلات

*306: جناب ظہیر الدین خان علیزئی: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی-194 ملتان میں کس کس سڑک کی حالت انتہائی مخدوش ہے، ان کی لمبائی و نام سے آگاہ کریں؟

(ب) ان سڑکوں کی از سر نو تعمیر کب تک متوقع ہے؟

(ج) سال13-2012 میں اس حلقہ کی کس کس سڑک کو پختہ کرنے کے لئے رقم مختص کی گئی تھی اور ان سے کتنی سڑکیں پختہ کر دی گئی ہیں، ان کے نام اور مختص رقم کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):

(الف) پی پی-194 ملتان میں جن سڑکوں کی حالت مخدوش ہے وہ درج ذیل ہیں:۔

1) ایم ڈی اے چوک تالودھی کالونی لمبائی 2 کلومیٹر

2) رجوانہ روڈ چونگی نمبر 7 تا پل باراں لمبائی 1.5 کلومیٹر

3) صدیقیہ روڈ نواب پور روڈ تا گلگشت کالونی لمبائی 1 کلومیٹر

(ب) فنڈز مہیا ہونے پر ان سڑکوں پر کام شروع کر دیا جائے گا۔

(ج) پی پی-194 ملتان میں سال13-2012 کے دوران جو سڑکیں پختہ کی گئیں ان کے نام اور تخمینہ لاگت درج ذیل ہیں:

1. تعمیر پی سی سی پیور (Paver) یو سی 1 اور یو سی 2 تخمینہ لاگت مبلغ 3.563 ملین روپے
2. تعمیر پی سی سی پیور (Paver) یو سی 7 تخمینہ لاگت مبلغ 2.617 ملین روپے
3. تعمیر پی سی سی پیور (Paver) اور سولنگ یو سی 8 تخمینہ لاگت مبلغ 2.102 ملین روپے

4. تعمیر پی سی سی پیور(Paver) یوسی9 تخمینہ لاگت مبلغ2.000ملین روپے
5. تعمیر پی سی پیور(Paver) یوسی10اور یوسی11 تخمینہ لاگت مبلغ2.194ملین روپے
6. کشادگی و بہتری لنک روڈ بوسن روڈ تا گول باغ گلگشت کالونی ملتان لمبائی1200فٹ تخمینہ لاگت مبلغ 25.253ملین روپے

ضلع گجرات: بچوں کی گراؤنڈز کی تعمیر کو مکمل کرنے کا معاملہ

*424: میاں طارق محمود: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

کیا یہ درست ہے کہ ٹی ایم اے کھاریاں ضلع گجرات نے بمقام چکوڑی بھیلووال، رندھیر اور ٹوبہ آدم پی پی-113 میں تین جگہ بچوں کے لئے گراؤنڈز بنانے کا کام شروع کیا تھا جو ادھورا ہے حکومت کب تک یہ کام مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

اس امر میں عرض ہے کہ تعمیر گراؤنڈز بمقام چکوڑی بھیلووال، رندھیر اور ٹوبہ آدم کا تخمینہ لاگت30.00لاکھ روپے لگایا تھا اور تعمیر کا کام ٹھیکیدار الریاض ٹریڈرز کو ورک آرڈر نمبر341/TO(I&S) مورخہ23-01-2013 کے تحت الاٹ کیا گیا تھا۔ ٹھیکیدار نے موقع پر80فیصد تک کام مکمل کر لیا ہے۔ مذکورہ کام مون سون اور برسات کے موسم کی وجہ سے زیر التواء ہے۔ ٹھیکیدار مذکور کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ مون سون کی بارشوں کے ختم ہوتے ہی بقیہ کام جلد از جلد پایہ تکمیل کو پہنچائے۔

ضلع گجرات: پی پی-113 لنک روڈ ڈھولہ اور ٹیبالہ ساہیاں کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*425: میاں طارق محمود: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ٹی ایم اے کھاریاں ضلع گجرات نے پی پی-113 میں لنک روڈ ڈھولہ اور لنک روڈ ٹیبالہ ساہیاں کا کام کب شروع کیا تھا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑکوں کا کام تاحال مکمل نہ ہو سکا ہے، اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

(ج) مذکورہ سڑکوں کا کام کب تک مکمل ہو جائے گا اور ان سڑکوں کو زیر التواء رکھنے والے ٹھیکیداران ودیگر ذمہ داران کے خلاف حکومت کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون وپارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف)

1۔ سڑک ڈنگہ روڈ تا ڈھولہ کی تعمیر کا آغاز مورخہ 2012-07-23 کو ہوا۔ ٹھیکہ کی کل مالیت 30لاکھ روپے ہے جس میں ٹھیکیدار کو مبلغ 19.70لاکھ روپے ادائیگی ہو چکی ہے۔

2۔ تعمیر سڑک بقیہ کام از موضع گھر کو تا ڈھولہ کے کام کا آغاز مورخہ 13.11.2012 کو ہوا ٹھیکہ کی کل مالیت 32لاکھ روپے ہے جس میں سے ٹھیکیدار کو 14.35لاکھ روپے کی ادائیگی ہو چکی ہے۔

3۔ تعمیر ومرمت سڑک موضع چھماں اڈا تا بھیالہ ساہیاں کے کام کا آغاز مورخہ 12-11-13 کو ہوا۔ اس منصوبے کی کل مالیت 40لاکھ روپے ہے جس میں سے ٹھیکیدار کو مبلغ 8.62لاکھ روپے کی ادائیگی ہو چکی ہے۔

(ب) سڑکات کا کام واٹر بانڈ مکمل ہو چکا ہے۔ تارکول کا کام بوجہ مون سون مکمل نہ ہو سکا ہے۔

(ج) مون سون بارشوں کی وجہ سے کام مکمل نہ ہو سکا ہے۔ جونہی مون سون ختم ہو گا تارکول کا کام مکمل کر دیا جائے گا۔

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ فیصل آباد کا بجٹ ودیگر تفصیلات

*439: میاں طاہر: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ فیصل آباد کا سال 13-2012 کا کل بجٹ کتنا تھا؟

(ب) مذکورہ سال کے دوران کون کون سے ترقیاتی منصوبے اس ضلع میں سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ فیصل آباد نے شروع کئے ان کے تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ج) ان میں سے کتنے مکمل ہو چکے ہیں اور کتنے ابھی زیر تکمیل ہیں؟

(د) جو منصوبے مکمل ہو چکے ہیں، کیا ان کے مکمل ہونے اور ان کے کام کے معیاری ہونے کی تصدیق تھرڈ پارٹی سے کروائی گئی ہے یا اس محکمہ کے افسران نے کی ہے؟

(ہ) ان میں سے کس کس منصوبہ میں ناقص مٹیریل کے استعمال کی شکایت پائی گئی؟

(و) اس ناقص مٹیریل کے استعمال کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے اور اس کے خلاف کیا کیا محکمانہ یا قانونی ایکشن ہوا ہے، تفصیلاً بیان کریں؟

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ فیصل آباد کا بجٹ برائے سال 13-2012 مبلغ 15560.816 ملین روپے (13579.636 ملین روپے غیر ترقیاتی جبکہ 1981.180 ملین روپے ترقیاتی) تھا۔ ترمیمی بجٹ کی کل مالیت مبلغ 16695.905 ملین روپے (16614.798 ملین روپے غیر ترقیاتی جبکہ 2081.107 ملین روپے ترقیاتی بجٹ)

(ب) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ فیصل آباد نے مالی سال 13-2012 کے دوران 873 ترقیاتی مناصوبہ جات شروع کئے جن کا تخمینہ لاگت 2081.107 ملین روپے تھا۔ ان منصوبہ جات کی فہرست تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان منصوبہ جات میں سے 804 منصوبہ جات مکمل ہو چکے ہیں جبکہ 69 زیر تکمیل ہیں۔ تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) این ایل سی کے ذریعے زیر عمل لائی جانے والی سڑکوں کے منصوبہ جات کی نگرانی و تصدیق نیسپاک کے ذریعے کروائی گئی جبکہ دیگر منصوبہ جات کے معیاری ہونے کی تصدیق متعلقہ محکمہ کے افسران نے کی ہے۔

(ہ) ناقص مٹیریل کے استعمال کے بارے میں کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔

(و) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ فیصل آباد کے ترقیاتی منصوبوں میں ناقص مٹیریل کے بارے میں کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے اس لئے کوئی تادیبی کارروائی نہ کی گئی ہے۔

ضلع شیخوپورہ: گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول کی عمارت کی تعمیر میں کرپشن کی تفصیلات

*581: میاں طاہر: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول جنبو گالہ نارنگ منڈی ضلع شیخوپورہ کی بلڈنگ، محکمہ بلڈنگ کی طرف سے محکمہ تعلیم سکولز کو سپرد کرنے سے قبل ہی ناقص مٹیریل کے استعمال کے باعث اس کے فرش بیٹھ چکے ہیں اور چار دیواری کسی وقت بھی گر سکتی ہے؟

(ب) کیا حکومت اس بلڈنگ کی ناقص تعمیر کی تحقیقات کروانے، ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرنے اور ان سے خُورد بُرد کردہ رقم واپس لینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون وپارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے کہ سکول ہذا کی بلڈنگ محکمہ تعلیم کے حوالے کر دی گئی تھی۔ ٹھیکیدار نے کام بالکل ٹھیک کیا تھا۔ جولائی / اگست 2013 کے heavy flood کی وجہ سے نارنگ منڈی میں دوسری بلڈنگز کی طرح یہ عمارت بھی متاثر ہوئی کیونکہ پانی 12 سے 14 دن کھڑا رہا۔ جس کی وجہ سے فرشوں میں کریک آ گئے اور چار دیواری میں معمولی کریک آئے۔ اس کے علاوہ کوئی کریک نہ آیا ہے۔ Heavy flood کی وجہ سے نقصانات کا ریکارڈ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں موجود ہے۔ مذکورہ سکول کے ہیڈ ماسٹر کی رپورٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ بلڈنگ کے ٹھیکیدار نے کام تسلی بخش کیا تھا۔ تاہم سیلاب کی وجہ سے خراب ہونے والا کام ٹھیکیدار نے دوبارہ مرمت کر دیا ہے اور اب سکول کی بلڈنگ تسلی بخش ہے۔

لاہور: پارکنگ سٹینڈز پر موٹر سائیکل کے چارجز 10 روپے فی گھنٹہ وصولی کی تفصیلات

*637: محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر میں سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ مین سڑکوں پر واقع پارکنگ سٹینڈ کو چلانے کا اختیار رکھتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان پارکنگ سٹینڈز کی اکثریت گورنمنٹ ریٹ سے ڈبل بلکہ ٹرپل پیسے وصول کر رہی ہے، خصوصاً شاہ عالمی، حفیظ سنٹر میں موٹر سائیکل کے 10 روپے فی گھنٹہ وصول کئے جا رہے ہیں؟

(ج) کیا حکومت پنجاب ایک خصوصی انسپیکشن ٹیم بنانے کو تیار ہے جو ان سٹینڈز کا سرپرائز وزٹ کر سکے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے کہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور شہر میں واقع بتیس سڑکوں کا انتظام سنبھالے ہوئے ہے لہذا ان سڑکوں کے اوپر سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور پارکنگ چلانے کا مکمل اختیار رکھتی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ لاہور پارکنگ کمپنی کے زیر انتظام چلنے والے کسی بھی پارکنگ سٹینڈ سے گھنٹوں کے حساب سے پارکنگ فیس وصول نہیں کی جارہی۔ تمام پارکنگ سٹینڈز پر موٹر سائیکل سے دس روپے پارکنگ فیس وصول کی جاتی ہے۔

(ج) حکومت پنجاب لاہور شہر میں پارکنگ کے مسائل سے بخوبی آگاہ ہے لہذا ان مسائل کو حل کرنے کے لئے وزیر اعلیٰ کے احکامات پر لاہور پارکنگ کمپنی کا قیام عمل میں آیا ہے جو کہ ضلعی حکومت لاہور کا ذیلی ادارہ ہے۔ لاہور پارکنگ کمپنی اپنے زیر انتظام تمام پارکنگ سٹینڈز کی باقاعدگی سے انسپیکشن کرتی ہے۔ زائد پارکنگ فیس وصولی کی اطلاع پر لاہور پارکنگ کمپنی فی الفور سخت قانونی کارروائی کرتی ہے۔

ضلع رحیم یار خان: ترقیاتی منصوبوں کی تفصیلات

*651: مخدوم سید مرتضیٰ محمود: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 10-2009 تا 13-2012 حکومت نے حلقہ پی پی-292 اور 295 ضلع رحیم یار خان بشمول تحصیل صادق آباد میں کون کون سے ترقیاتی منصوبے شروع کئے تھے، ان منصوبوں کے نام مع مختص کی گئی رقم کی تفصیل بتائی جائے؟

(ب) جو منصوبے مکمل کئے جا چکے ہیں ان کی اور جو ابھی تک نامکمل ہیں ان کی تفصیل مع بروقت مکمل نہ ہونے کی وجوہات بتائی جائیں؟

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):

(الف) سال 10-2009 میں حلقہ پی پی-292 میں پانچ منصوبہ جات اور پی پی-295 میں چھ منصوبہ جات شروع کئے گئے۔ سال 11-2010 میں حلقہ پی پی-292 میں 22 منصوبہ جات اور پی پی-295 میں آٹھ منصوبہ جات شروع کئے گئے۔

سال12-2011 میں حلقہ پی پی-292 میں سولہ منصوبہ جات شروع کئے گئے۔

سال13-2012 میں حلقہ پی پی-292 میں آٹھ منصوبہ جات حلقہ پی پی-295 میں آٹھ منصوبہ جات شروع کئے گئے۔ ان منصوبوں کے نام مع مختص رقم کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تمام منصوبہ جات مکمل ہو گئے ہیں۔ تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع رحیم یار خان: فنڈز کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*652: مخدوم سید مرتضیٰ محمود: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مالی سال10-2009 اور11-2010 کے دوران ضلع رحیم یار خان کو صوبائی حکومت کی طرف سے کتنے فنڈز فراہم کئے گئے؟

(ب) ان سالوں کے دوران ضلعی حکومت کا اپنا بجٹ کتنا تھا؟

(ج) ان سالوں کے دوران ضلعی حکومت کی طرف سے ٹی ایم اے صادق آباد کو کتنی رقم سالانہ دی گئی؟

(د) ضلعی حکومت نے ان سالوں کے دوران کتنی رقم ترقیاتی منصوبوں پر خرچ کی، تفصیلاً بتایا جائے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):

(الف) مالی سال10-2009 اور11-2010 کے دوران ضلعی حکومت رحیم یار خان کو صوبائی حکومت کی طرف سے فراہم کردہ فنڈز کی تفصیلات درج ذیل ہے:

سال	فراہم کردہ فنڈز
2009-10	836.322 ملین روپے
2010-11	780.934 ملین روپے

(ب) ان سالوں کے دوران ضلعی حکومت رحیم یار خان کے اپنے بجٹ کی تفصیلات درج ذیل ہے:

سال	فراہم کردہ فنڈز
2009-10	288.835 ملین روپے
2010-11	302.693 ملین روپے

(ج) ان سالوں کے دوران ضلعی حکومت رحیم یار خان کی طرف سے ٹی ایم اے صادق آباد کو کوئی رقم فراہم نہیں کی گئی۔

(د) ضلعی حکومت نے ان سالوں کے دوران جتنی رقم ترقیاتی منصوبہ جات پر خرچ کی اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

سال	فراہم کردہ فنڈز
2009-10	768.482ملین روپے
2010-11	768.482ملین روپے

منصوبہ جات کی تفصیل سال وار تخمینہ لاگت اور خرچ کردہ رقم تتمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع راجن پور: سیلاب سے تباہ ہونے والی سڑک کی تعمیر نو کا معاملہ

*671: **محترمہ فائزہ احمد ملک**: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راجن پور بنگلہ اچھا تا بستی ملک پیر بخش کو جانے والی روڈ سیلاب 2010 کے دوران تباہ و برباد ہو گئی تھی جس کے بارے میں متعلقہ افسران اور ڈی سی او راجن پور کو درخواست بھی دی تھی مگر کوئی عمل نہ ہوا ہے؟

(ب) کیا حکومت اس روڈ کو بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) مذکورہ سڑک سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے سال 2007-08 کے تحت ڈسٹرکٹ ہائی وے (روڈز) راجن پور نے تعمیر کی تھی جو کہ سیلاب 2010 کے دوران تباہ و برباد ہو گئی تھی اس سڑک کی منظوری ڈی سی او / چیئر مین ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی راجن پور نے مورخہ 19-04-2011 کو دی تھی لیکن فنڈز موصول نہ ہونے کی وجہ سے سکیم پر کام نہ ہو سکا۔

(ب) اس سال کے بجٹ میں اس سڑک کی مرمت کر دی جائے گی۔

صوبہ میں لوکل باڈیز کے الیکشن میں تاخیر کی وجوہات

*735:قاضی احمد سعید: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں لوکل باڈیز کی 2011 میں مدت ختم ہو گئی تھی اور 90 یوم کے اندر الیکشن کروانا ضروری تھا؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت صوبہ میں الیکشن نہ کروانے کی مکمل وجوہات سے ایوان کو آگاہ کرے، نیز کب تک آئندہ الیکشن کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) درست ہے مگر 90 یوم کے اندر الیکشن کروانا ضروری نہ تھا۔

(ب) پنجاب لوکل گورنمنٹ ایکٹ 2013 نافذ العمل ہو چکا ہے، حکومت پنجاب مذکورہ بالا قانون کی روشنی میں بلدیاتی انتخابات جلد از جلد کروانے کے لئے کوشاں ہے۔

ضلع پاکپتن: چک شاہ کھگہ روڈ کی تعمیر و مرمت کی تفصیلات

*799:جناب احمد شاہ کھگہ: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 10 کلو میٹر پر محیط چک شاہ کھگہ روڈ جو ساہیوال پاکپتن روڈ اور پاکپتن عارف والا روڈ کو ملاتی ہے، اس کی حالت عرصہ دراز سے انتہائی ناگفتہ بہ ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت چک شاہ کھگہ روڈ کی تعمیر و مرمت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) ضلعی حکومت سڑک کی تعمیر و مرمت کا ارادہ رکھتی لیکن فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے یہ ابھی ممکن نہ ہے لہذا ضلعی حکومت پاکپتن District revised ADP 2013-14 جو کہ مارچ/اپریل 2014 میں منظور ہو گا اس میں فنڈز کی دستیابی پر سڑک پر کام شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

ضلع جہلم: سڑکوں کی تعمیر و مرمت کی تفصیلات

*821: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع جہلم میں حکومت نے سال 12-2011 اور 13-2012 کے دوران کتنی رقم سڑکوں کی تعمیر و مرمت پر خرچ کی ہے؟

(ب) ان سڑکوں کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ج) کون کون سی سڑکیں مکمل ہو چکی ہیں اور کن سڑکوں پر ابھی کام جاری ہے؟

(د) ان سڑکوں کی تعمیر / مرمت کا ٹھیکہ کن کن پارٹیوں کو دیا گیا ہے، ان کے نام اور پتا جات بتائیں؟

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):

(الف) ضلع جہلم میں سال 12-2011 کے دوران سڑکوں کی تعمیر اور مرمت پر 531.576 ملین روپے اور سال 13-2012 میں 112.628 ملین روپے خرچ ہوئے۔

(ب) ان سڑکوں کے نام اور تخمینہ لاگت کی تفصیلات تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ج) تمام سڑکوں پر کام مکمل ہو چکا ہے۔

(د) ان کی تعمیر و مرمت کا ٹھیکہ جن پارٹیوں کو دیا گیا ہے ان کی تفصیلات تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

ضلع لاہور: کنٹینر رکھنے کا criteria و دیگر تفصیلات

*849: ملک سیف الملوک کھوکھر: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع لاہور میں سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کا عملہ کوڑا کرکٹ کے لئے چھوٹے کنٹینر مختلف جگہوں پر رکھتا ہے نیز کیا کوڑا کرکٹ کے کنٹینر رکھنے کے لئے کوئی خاص جگہ مختص کی جاتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کنٹینرز رکھنے کے لئے کوئی criteria بھی بنایا گیا ہے اگر ہاں تو کیا؟

(ج) جو چھوٹے کنٹینرز رکھے جا رہے ہیں وہ specification کے مطابق بنوائے جا رہے ہیں اگر جواب ہاں میں ہے تو پھر جگہ جگہ یہ کنٹینرز ٹوٹ پھوٹ کا شکار کیوں ہیں، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:۔

(الف) یہ درست ہے۔ LWMC نے 0.78 سائز کے چھوٹے کنٹینرز مختلف مقامات پر رکھے ہوئے ہیں۔ یہ کنٹینرز خاص طور پر ان جگھوں پر رکھے گئے ہیں جہاں ان سے پہلے کوڑے کے ڈھیر لگا کرتے تھے۔

(ب) لاہور میں کنٹینرز رکھنے کے لئے ترک کمپنیوں نے ایک مکمل پلان تشکیل دیا ہے۔ جس میں ہر علاقے کی آبادی اور کوڑے کی پیداوار کے مطابق کنٹینرز کو رکھا جاتا ہے۔

(ج) یہ کنٹینرز specification کے مطابق ہی بنائے گئے ہیں جو کہ مندرجہ ذیل وجوہات کی بناء پر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوتے ہیں۔

i. اکثر لوگ تعمیراتی ملبہ ان کنٹینرز میں پھینک دیتے ہیں، جن کا وزن یہ کنٹینرز برداشت نہیں کر پاتے اور ٹوٹ جاتے ہیں۔

ii. اکثر کنٹینرز کے ہینڈلز اور ٹائرز چوری کر لئے جاتے ہیں۔

iii. LWMC کے ورکرز کی ناکافی مہارت کی وجہ سے کنٹینرز خالی کرتے وقت یہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتے ہیں تاہم ان کو تربیت دی جا رہی ہے۔

iv. Scavengers اور پرائیویٹ سوسائٹی کے ورکرز اکثر ان کنٹینرز کو کوڑا اکٹھا کرنے کے لئے ایک جگہ سے دوسری جگہ گھسیٹتے ہیں جس وجہ سے یہ جلد ٹوٹ جاتے ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، مجھے ایک منٹ بولنے دیں، کام توکرنے دیں اور آگے توچلنے دیں۔ تحریک استحقاق کوئی نہیں ہے۔اب تحاریک التوائے کار کا وقت شروع ہوتا ہے۔جی، پہلے point of order پر چیمہ صاحب ہیں پھر دوسرے ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر!ہماری تحریک استحقاق جمع ہے جوکہ ہم تین ممبران نے جمع کروائی ہے اور آپ ابھی تحریک التوائے کار کو time دے رہے ہیں۔آپ مہربانی کر کے ہماری تحریک استحقاق take up کریں۔

جناب سپیکر: میرے پاس کوئی تحریک استحقاق نہیں ہے، میرے office میں ہو گی لیکن ابھی تک میرے پاس نہیں آئی اور جب وہ میرے پاس آئے گی تو پھر میں دیکھوں گا۔جی چنیوٹی صاحب!آپ فرمائیں۔

چنیوٹ میں عملہ کی بھرتی مکمل کرنے کا مطالبہ

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: شکریہ۔جناب سپیکر!میں نے 2012 میں مطالبہ ایک سوال جمع کروایا تھاکہ بلدیہ چنیوٹ کے کتنے ملازمین ہیں، صفائی والے کتنے چاہئیں تو جواب آیا تھاکہ اس وقت 170 کام کر رہے ہیں اور 520 ملازمین ہونے چاہئیں۔یہ وعدہ کیا گیا تھاکہ 2013 میں باقی بھرتی مکمل کر دی جائے گی۔اب 2013 کی بجائے 2014 آگیا ہے لیکن ابھی تک وہ بھرتی مکمل نہیں کی گئی۔میری درخواست یہ ہے کہ وہاں صفائی کا معاملہ بڑا ابتر ہے تو حکومت سے کہا جائے کہ جو وعدہ کیا گیا تھا باقی اسامیوں پر بھی بھرتی کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!ان کا point نوٹ کریں۔آپ کا point valid ہے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جی، بہت شکریہ

پیر خضر حیات شاہ کھگہ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب!میں آپ کی بات سن رہا ہوں۔

پیر خضر حیات شاہ کھگہ: میں اس ایوان کو متوجہ کروانا چاہتا ہوں کہ ہمارے ضلع ساہیوال میں DHQ Hospital کی خستہ حالی ہے اور محکمہ کی عدم توجہ کی وجہ سے وہاں ڈاکٹر نہیں ہیں تو اس حوالے سے میں چاہتا ہوں کہ اس ایوان میں مجھے بات موقع دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،آپ کچھ لکھ کر دیں،آپ اس پر adjournment motion لائیں۔

پیر خضر حیات شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں چاہتا ہوں کہ اسی اجلاس کے اندر۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں،ایسے نہیں۔آپ میرے آفس میں لکھ کر دیں۔ہم اس کا نوٹس لیں گے۔

پیر خضر حیات شاہ کھگہ: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! آج تو آپ کو خوشی خوشی آنا چاہئے۔آخر آپ اتنے اچھے موقع سے آئے ہیں۔

جناب سپیکر: اللہ کا شکر ہے کہ میں تو ہر وقت خوش خوش رہتا ہوں۔

راولپنڈی ڈویژن میں بارشوں سے تباہ ہونے والی فصلوں پر کسانوں کو ریلیف دینے کا مطالبہ

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! آج تو آپ کو ہمیں خوشی خوشی time دینا چاہئے۔ایک بڑا important مسئلہ ہے۔آپ سب کے سامنے ہے کہ ابھی جو راولپنڈی ڈویژن میں بارشیں ہو رہی ہیں اُس سے لوگوں کی فصلیں تباہ ہو گئی ہیں، almost گندم ابھی process میں تھی اور جب گندم کے سٹے نکل رہے تھے تو اوپر سے اتنی شدید ژالہ باری ہوئی ہے کہ وہاں پر لوگوں کو سمجھ نہیں آ رہا کہ وہ کیا کریں کیونکہ ان کی یہ main crop ہے ان کا سارا دارومدار اسی پر ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! ان کی بات نوٹ کریں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میری آپ کے توسط سے حکومت سے request ہے کہ kindly ان لوگوں کی طرف دیکھیں کیونکہ وہ اتنے بڑے زمیندار نہیں ہیں اور ان کو پتا ہے کہ بارانی علاقوں میں جو فصلیں ہیں، ایک تو مہنگائی کی وجہ سے ہر چیز اتنی مہنگی ہے کہ وہ بے چارے جب کھادیں ڈالتے ہیں، جب پانی لگاتے ہیں، جب تیل لیتے ہیں تو ان کی ویسے ہی کمر ٹوٹ جاتی ہے اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے اُن بے چاروں کے لئے یہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے کہ ان کی فصلیں کھڑی کھڑی تباہ ہو گئی ہیں۔ میں حکومت سے پرزور appeal کروں گی کہ ان لوگوں کی welfare کے لئے ضرور کچھ نہ کچھ help کریں کیونکہ یہ حکومت کا فرض بنتا ہے دوسرا میں ایک اور request کروں گی کہ جب یہ تحصیلدار تخمینہ لگانے

کے لئے جاتے ہیں کہ کتنی فصلیں تباہ ہوئیں اور کیا ہوا ؟ Kindly ہمارے نمائندں کو بھی اُن committees میں ڈالا جائے تاکہ لوگوں کو انصاف مل سکے۔

جناب سپیکر: جی، بلال یٰسین صاحب! آپ نے ان کی بات سنی ؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! آدھی بات سنی ہے۔ میں بہن سے ابھی detail لے لیتا ہوں۔

پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد میں عرصہ دراز سے خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا مطالبہ

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں نے 3- دسمبر 2013 کو سوال جمع کروایا تھا جس کا نمبر 524 تھا محکمہ صحت پنجاب میڈیکل کالج کے اندر admin اور superintendent کی 29 نوکریاں تھیں آپ کو بھی یاد ہو گا اُس وقت وہ 13 سال سے خالی پڑی ہیں، DPC کی meeting ہونی تھی اور یہ نہیں ہوئی۔ اُس وقت بھی ڈاکٹر فرخ جاوید صاحب نے یہاں پر ہمیں آپ کے سامنے یہ کہا تھا کہ یہ جنوری میں meeting ہو جائے گی اور یہ اسامیاں fill کر دی جائیں گی۔ ان کو 13 سال ہو گئے ہیں اور چودھواں سال شروع ہو گیا ہے ابھی تک اس پر کوئی activity نہیں ہوئی، اس پر کوئی لائحہ عمل نہیں بنایا گیا۔ وہ لوگ جن کو یہ نوکریاں۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ان کا سوال نمبر note کریں اور اس کا جواب لے کر مجھے بتائیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اس حوالے سے میں نے تحریک استحقاق جمع کروائی اور وہ reject ہو کر واپس آ گئی۔

جناب سپیکر: ہم نے اس کو لے لیا ہے۔ اس سوال کا نمبر 524 ہے اس کو note کیا جائے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! نہیں۔ آپ کے پیچھے محترمہ شُنیلا رُوت کھڑی ہیں۔ جی، شُنیلا رُوت صاحبہ!

پنجاب میں ڈینگی وباء کے دوران بھرتی ہونے والی نرسوں کو ریلیف دینے کا مطالبہ

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ انتہائی اہم مسئلہ کی طرف دلانا چاہتی ہوں۔ ہماری جو پنجاب کی نرسیں ہیں ڈینگی آنے کے دوران اُن کی ایڈہاک پر بھرتی کی گئی تھی۔ وہاں کسی نے چار سال، کسی نے پانچ سال، کسی نے چھ سال بطور نرس کام کیا۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحبان! ذرا محترمہ کی بات غور سے سنیں، آپ نے اس کا جواب دینا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! اب ان کو terminate کیا جا رہا ہے، ان کو پانچ پانچ مہینے اور چھ چھ مہینے کی تنخواہیں بھی نہیں دی جا رہی ہیں۔ وہ دو دن سے سڑکوں پر پھر رہی ہیں، ان کی طرف کوئی متوجہ نہیں ہو رہا ہے۔ یہ ہماری بیٹیاں ہیں، یہ ہماری بہنیں ہیں اور یہ ہماری مائیں ہیں۔ ابھی دو دن پہلے ہم نے عورتوں کا دن بڑے جوش و خروش سے منایا تھا۔ پنجاب حکومت نے یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم عورتوں کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کریں گے، کیا یہ عورتیں نہیں ہیں جو سڑکوں پر پھر رہی ہیں؟ حکومت کا کوئی بندہ اُن کے پاس نہیں گیا اور ان کو ریلیف نہیں دیا گیا۔ میں یہ کہنا چاہوں گی کہ یہاں سے منسٹر صاحبان جائیں اور اُن سے بات کریں کیونکہ وہ ہماری بہنیں ہیں، ہماری بیٹیاں ہیں۔ یہ وہ بہنیں ہیں کہ جب ہم بیمار ہوتے ہیں تو وہ ہماری خدمت کرتی ہیں، یہ وہ ہیں جو ہمارا گند بھی اٹھاتی ہیں اور آج ان کے لئے ہمارے کان بند ہو گئے ہیں، ہم سنتے ہی نہیں ہیں۔ یہاں پر دعوے تو بہت کئے گئے تھے لیکن ہمارا ضمیر ہی سو گیا ہے۔ ویسے کہتے ہیں کہ ہم خواتین کو ان کے حقوق دیں گے لیکن ضمیر سو گیا ہے۔ آپ حکم کریں کہ وزیر صاحب باہر جائیں، وہ لڑکیاں آج بھی پریس کلب کے سامنے بیٹھی ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر: یہاں وزیر صاحب ہیں یا نہیں؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! ابھی تک ہمارے صحافی بھائی نہیں آئے۔

جناب سپیکر: مجھے پتا چل گیا ہے۔ ان کا کوئی ایسا معاملہ ہے جس میں گورنمنٹ کا کوئی عمل دخل نہیں ہے بلکہ وہ پرائیویٹ ہے۔ میرے خیال میں صحافی بھائی ابھی آ جائیں گے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فتیانہ صاحب!

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ بہت اہم مسئلہ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: وہ مسئلہ پھر لکھ پڑھ کر لائیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے book میں سے ایک لائن پڑھنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: چلیں، پڑھیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! یہ ہمارے ممبران کی Salaries, Allowances and Privileges Act, 1974 ہے۔ اس کے سیکشن 3 کے سب سیکشن 4 میں ہے کہ:

> The salary mentioned in sub-section (1) shall automatically be increased by the Government in proportion to the increase in the salary of the civil servants.

آپ مجھے یہ بتائیں کہ کیا اس پر عمل ہو رہا ہے، اگر عمل نہیں ہو رہا ہے تو میری طرف سے دی گئی تحریک استحقاق کیوں accept نہیں ہو رہی ہے؟

جناب سپیکر: میری طرف سے عمل جاری ہے۔ آپ ذرا اچھے کی امید رکھیں اور اس کو exploit نہ کریں، مہربانی کریں۔ اگر آپ اس کو exploit کریں گے تو پھر معاملہ خراب ہو جائے گا۔ آپ میرے پاس آ جائیں میں آپ کو بتا دوں گا۔

وزیر آبکاری و محصولات / خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! صحافیوں نے جو واک آؤٹ کیا تھا اس حوالے سے آپ نے مجھے اور میاں نصیر احمد کو اُن کے پاس بھیجا تھا۔ آپ کی اور اس معزز ایوان کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ وہ ان کا personal matter ہے۔ "دنیا" نیوز چینل نے تیس لوگوں کو نوکری سے برخاست کیا ہے جس کی وجہ سے وہ ان کے خلاف باہر احتجاج کر رہے ہیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں نے بہت اہم بات کرنی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب! دیکھیں، آپ بعد میں بات کر لینا۔ اس وقت تحاریک التوائے کار کا وقت ہے اس کا ٹائم تھوڑا رہتا ہے پہلے میں ان کو لے لوں۔ تحریک التوائے کار نمبر 917/13۔۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! صحافی بھائیوں نے جو بائیکاٹ کیا تھا تو جو صاحبان آپ نے ان کے پاس بھیجے تھے۔۔۔

(اس مرحلہ پر صحافی حضرات واک آؤٹ ختم کر کے پریس گیلری میں واپس تشریف لے آئے)

جناب سپیکر: میں صحافی بھائیوں کو welcome کہتا ہوں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ نے جن معزز ممبران کو باہر صحافیوں کے پاس بھیجا تھا تو انہوں نے کہا تھا کہ ہم بھی اس معاملے میں اپنا اثر ورسوخ استعمال کرنے کو تیار ہیں۔ اگر "دنیا" نیوز چینل نے تیس صحافیوں کو بلاوجہ ملازمت سے برخاست کر دیا ہے تو اس میں اس معزز ایوان کا کوئی تو عمل دخل نہیں ہے لہذا آپ اپنا بائیکاٹ ختم کر دیں۔ بہر حال اُن کی مہربانی ہے کہ انہوں نے بائیکاٹ ختم کر دیا ہے اور وہ واپس آ گئے ہیں۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اس سلسلے میں اس معزز ایوان کی طرف سے یا آپ کی طرف سے جو بھی کوئی اثر ورسوخ استعمال کیا جا سکے تو وہ کیا جانا چاہئے۔ یہ تیس افراد کو بے روزگار کیا گیا ہے جو بلاوجہ کیا گیا ہے۔ ہمارے جتنے بھی media houses اور اخبارات ہیں وہاں سے اکثر یہ شکایات آتی رہتی ہیں کہ انہوں نے پانچ ماہ کی تنخواہ نہیں دی، چھ ماہ کی تنخواہ نہیں دی۔ وہاں پر کسی بھی رپورٹر کو یعنی وہ رپورٹر بھی اسی طرح سے ایک مزدور ہے جس طرح سے ایک عام آدمی کسی جگہ پر مزدوری کرتا ہے۔ وہ آدمی خبر حاصل کرنے کے لئے مزدوری کرتا ہے۔ ان کے ساتھ اس طرح ہو رہا ہے کہ اگر ایک آدمی آج کسی media house یا اخبار میں ملازم ہے اور جب وہ صبح آتا ہے تو اسے پتا چلتا ہے کہ آپ کا گیٹ بند ہو گیا ہے۔ اس کے بعد ان لوگوں کا کوئی پُرسان حال نہیں ہے۔ کوئی ایسا فورم نہیں ہے جہاں پر جا کر وہ اپنی دادرسی کر سکیں۔ میں اس سلسلے میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ جو ہمارے پریس گیلری کے صدر اور سیکرٹری ہیں ان کے ساتھ بیٹھ کر یا جو ہمارے پریس کلب کے elected لوگ جو صدر اور باقی عہدیدار ہیں ان کے ساتھ بیٹھ کر اس معاملے پر بات کی جائے۔ میں اُن کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر اس سلسلے میں کوئی legislation required ہے تو وہ بھی ہم کرنے کو تیار ہیں کیونکہ اُس وقت تک خبر صحیح معنوں میں لوگوں تک نہیں پہنچ سکتی جب تک خبر دینے والے کو کم از کم اپنی ملازمت کا تحفظ نہ ہو۔ جو آج "دنیا" نیوز چینل کے بارے میں specific معاملہ تھا تو یہاں پر میاں محمد اسلم اقبال تشریف فرما ہیں، میں آپ کے ساتھ ساتھ اُن سے بھی گزارش کروں گا کہ وہ بھی اس معاملے میں اپنا اثر ورسوخ استعمال کریں۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! شکریہ۔ رانا صاحب نے اپنی خبر بنوانے کے حوالے سے تو بات کر لی ہے لیکن جو باہر بے چاری نرسیں بیٹھی ہیں ان کے بارے میں بھی یہ کوئی تھوڑی سی مہربانی کر دیں۔ جو

لوگ انہوں نے نکالے ہیں، غریبوں کے پیٹ پر جو انہوں نے ٹانگ ماری ہے اور ہر روز ہزاروں کی تعداد میں نرسیں بے روزگار ہو کر باہر بیٹھی ہوتی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: اس مسئلے کو ایسے ہی issue نہ بنائیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر میاں محمد اسلم اقبال کو یہاں پر "دنیا" نیوز چینل کے بارے میں بات کرنا اتنا ناگوار گزرا ہے تو میں on the floor of the House یہ یقین دلاتا ہوں کہ جو بات میری بہن محترمہ شُنیلا رُوت نے نرسوں کے بارے میں اٹھائی تھی کیونکہ قائد ایوان وزیر اعلیٰ پنجاب خود دو روز قبل اس بات کی یقین دہانی کروا چکے ہیں۔ انہوں نے ان پر تشدد کی بات کی تھی تو انہوں نے اس کا بھی کہا تھا کہ میں انکوائری کر کے رپورٹ ایوان میں پیش کروں گا اور اس مسئلے کے متعلق بھی انہوں نے کہا تھا کہ ہم اس مسئلے کو within one week resolve کر دیں گے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جو نرسوں کا معاملہ ہے اس کو within one week انشاء اللہ تعالیٰ گورنمنٹ resolve کرے گی اور سب کے روزگار کا تحفظ کرے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ان میں سے کسی کو بھی، چاہے وہ ایڈہاک پر ہے یا کسی طرح سے بھی ہے ان سب کو بے روزگار نہیں کیا جائے گا۔ یہ بھی اس بات کا اعلان کریں کہ انہوں نے جو تیس غریب رپورٹر نکالے ہیں یہ بھی ان کو بحال کر دیں گے اور ان سے ان کا روزگار نہیں چھینیں گے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! میں آپ سے یہ request کرتا ہوں کہ sympathetic consideration ہونی چاہئے۔ ہمارے صحافی بھائی بھی انسان ہیں اور وہ بھی اس ملک کے باشندے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اگر کوئی بھی معزز ممبر اپنی بات کر رہا ہو، آپ نے اُس کو floor دیا ہو اور وہ بات کرنا چاہ رہا ہو تو اُدھر سے اس ممبر کی بات کے اوپر یعنی جب بھی میں بات کرتا ہوں رانا ثناء اللہ خان کی ایک ہی بات ہوتی ہے کہ یہ فوراً ہی کھڑے ہو جاتے ہیں۔ بات سے پہلے ہی وہ react کر جاتے ہیں اور سمجھ جاتے ہیں کہ پتا نہیں کیا بات ہونے جا رہی ہے۔ اگر آپ نے مجھے floor دیا ہے تو بات کرنا میرا حق بنتا ہے۔ کل پرسوں بھی میں جب اسی طرح بول رہا تھا تو رانا صاحب پھر اسی طرح اٹھ کر بات کرنے لگے۔ ابھی میری بات مکمل بھی نہیں ہوئی تھی تو رانا صاحب نے پہلے ہی جواب دے

دیا۔ ایک کام کر لیں کہ جب میں بولنے لگوں تو رانا صاحب پہلے اس کا جواب دے دیا کریں، میں بعد میں کچھ کہہ لیا کروں گا کیونکہ یہ ان کا ایوان کے اندر ایک طریق کار بن گیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! گزارش ہے کہ رانا صاحب نے چینل کے حوالے سے جو بات کی ہے اس سلسلے میں جو میرے end سے ہو سکتا ہے اس کو میں ضرور دیکھوں گا اور بات کروں گا۔ میں صرف یہ بات کر رہا ہوں کہ۔۔

جناب سپیکر: یہ کسی ایک چینل کے بارے میں نہیں ہے بلکہ یہ تمام چینل کی بات ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اس بارے میں تو حکومت نے Bill لے کر آنا ہے، حکومت قانون سازی کرے۔ اپنے پیراں تے بھار پان تے کھلون کرن۔ اوناں دے خلاف قانون سازی کیوں نئی کردے؟ کل ای Bill لے کے آن، اسّیں نال ہیگے آں، اِہ Bill لے کے آن (نعرہ ہائے تحسین)

MR.SPEAKER: Please, No cross talk.

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! پرسوں لیڈی ہیلتھ ورکرز کا احتجاج تھا آج جو باہر نرسیں بیٹھی ہوئی ہیں۔۔۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! "دنیا" نیوز چینل ان کا ہے۔۔۔

MR SPEAKER: Let him speak. You are not only the member. He is a member also. Be careful.

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! جس طرح رانا ثناء اللہ خان نے کھڑے ہو کر بات کی ہے وہ بڑی اچھی بات کی ہے۔ کاش! یہ اس وقت بھی کھڑے ہو کر بات کرتے جب ہم قبرستان کی بات کر رہے تھے۔ یہاں پر صرف 30 بندے ہیں اور وہاں پر لاکھوں لوگ suffer کر رہے ہیں۔ اگر اس پر بھی کھڑے ہو کر بات کرتے اور اس طرف بھی توجہ دیتے جہاں پر لاکھوں families کو اتنی tension ہے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب تو آ گیا ہے۔ No point of order. پہلی تحریک التوائے کار محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کی تھی اس کا جواب چاہئے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!

جناب سپیکر: میرے خیال میں جواب الجواب رہنے دیں تو بہتر ہے۔ آپ کیا کرتے ہیں؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں وہ بات نہیں کرنے جارہا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میاں اسلم اقبال صاحب کیونکہ بیٹھ گئے ہیں تو اس لئے میں کچھ عرض کرنے کی جسارت کروں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جو نرسوں کے حوالے سے بات کی تھی وہ بات کیونکہ میاں صاحب سے پہلے ہو چکی تھی اور اس کا جواب قائد ایوان نے دیا تھا لیکن انہوں نے اس بات کو repeat کرنا شروع کیا تو میں نے سمجھا کہ میں ان کی خدمت میں عرض کر دوں تاکہ ان کا وقت ضائع نہ ہو۔ باقی جہاں تک انہوں نے قبرستانوں کے متعلق بات کی ہے تو ایک قرارداد آج pending ہے اور میں ڈاکٹر صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ اس سلسلے میں حکومت جو بھی کر رہی ہے میں بالکل اس کا جواب عرض کروں گا لیکن میاں محمد اسلم اقبال نے ساری باتیں اِدھر اُدھر کی ہیں جو بات میں نے ان سے عرض کی تھی اس کا انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔

جناب سپیکر: انہوں نے sympathetic consideration کے لئے کہا ہے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میں نے کہا دیا ہے بس! آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں نرسوں کے حوالے سے بات کر رہی ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ تشریف رکھیں، مجھے تحریک التوائے کار کا جواب لینے دیں۔ جی، محترمہ راحیلہ انور صاحبہ، شُنیلا رُوت صاحبہ اور ڈاکٹر مراد راس صاحب کی تحریک التوائے کار کا جواب آنا تھا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر917 کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا گزارش ہے کہ اس کو next week تک pending فرما دیں۔

جناب سپیکر:ابھی تک جواب موصول نہیں ہوا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!ابھی جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر:اس کا notice لیں یہ بات تو ٹھیک نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!آپ کی مہربانی ہو گی میں آج reminder بھجوا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر:آپ کی مہربانی اس کے بعد آپ کو extension نہیں ملے گی I tell you جی، next week تک pending کی جاتی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر919 محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کی طرف سے ہے، یہ پڑھی جا چکی ہے اور اس کا جواب آنا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!اس کا بھی جواب موصول نہیں ہوا۔ گزارش ہے کہ اس کو بھی next week تک pending کر دیں۔

جناب سپیکر:Last extension اس کے بعد نہیں ملے گی.This I tell you جی، pending till next week. اگلی تحریک التوائے کار نمبر920 بھی انہی کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!اس کا بھی جواب نہیں آیا لہذا گزارش ہے کہ next week تک pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: بھائی! یہ کیا مسئلہ ہے، اس طرح کیوں ہو رہا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!انشاءاللہ next week میں ان کا جواب آ جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، تحریک التوائے کار نمبر921 بھی ان کی ہے اور اس کا بھی جواب آنا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، اس کو پڑھیں۔

لاہور میں مرغی کی باقیات سے مضر صحت تیل کو کوکنگ آئل کا روپ دے کر کھلے عام فروخت جاری

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! شکریہ۔ پنجاب فوڈ اتھارٹی ایکٹ 2011 کے تحت پنجاب فوڈ اتھارٹی مختلف اضلاع میں معرض وجود میں آچکی ہے اسی طرح لاہور میں 2۔ جولائی 2012 کو پنجاب فوڈ اتھارٹی ایکٹ کے تحت ضلعی اتھارٹی قائم ہو چکی ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ صاف ستھری خوراک کو یقینی بنایا جائے۔ ضلع لاہور کے 9 ٹاؤنوں میں پنجاب فوڈ اتھارٹی کی ٹیمیں اس سلسلے میں اپنا کردار بڑی مستعدی سے ادا کر رہی ہیں۔ مختلف مقامات جہاں پر مردہ جانوروں کی ہڈیاں اور دیگر باقیات کو پگھلا کر صابن وغیرہ بنایا جا رہا ہے وہاں قانونی طور پر کارروائی کی جا رہی ہے۔ اس اتھارٹی کی جانب سے محتاط رویّہ برتتے ہوئے ضلع لاہور میں اب تک سات ایسی فیکٹریوں کو seal کیا گیا ہے جو کہ ان جرائم میں ملوث تھیں اور اس طرح کے مواد کو استعمال کر رہی تھیں۔ 5 فیکٹریاں بند روڈ پر واقع ہیں جن کے خلاف پنجاب فوڈ اتھارٹی کی جانب سے کارروائی عمل میں لائی گئی ہے۔ مزید برآں پنجاب فوڈ اتھارٹی کی جانب سے کھلے کوکنگ آئل کی فروخت پر پہلے سے ہی پابندی ہے اور اس سلسلے میں تمام فیلڈ ٹیمیں سختی سے پابندی کر رہی ہیں۔ پنجاب فوڈ اتھارٹی کی جانب سے کھلا تیل فروخت اور استعمال کرنے کے خلاف سخت کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے اور ضلع لاہور میں 11 ایسے مقامات کو seal کر دیا گیا ہے جو کہ کھلا تیل استعمال یا فروخت کر رہے تھے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا گیا ہے لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 923 محترمہ سعدیہ سہیل رانا صاحبہ اور ڈاکٹر مراد راس صاحب کی طرف سے تھی یہ بھی پڑھی جا چکی ہے اور اس کا جواب آنا تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، تحریک التوائے نمبر923 کا جواب سنیں۔

دیپالپور کے علاقے بصیر پور اور گردونواح میں متعدد سکولوں کے طلباء وطالبات ٹھنڈے فرش پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کرنے پر مجبور

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون وپارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر! ضلع اوکاڑہ بصیر پور روڈ کے گردونواح میں سرکاری سکولوں میں حکومت پنجاب کی طرف سے طلبہ وطالبات کو ضروری تعلیمی سہولتیں مہیا کی گئی ہیں جن سکولوں میں سہولیات کی کمی ہے اسے بتدریج پورا کیا جارہا ہے تاہم سرد موسم کی شدت کے پیش نظر ضلعی تعلیمی افسران کو چٹھی مورخہ 2014-01-09 کے ذریعے ضروری انتظام کرنے کی ہدایت کی گئی ہے اور نہ صرف ضلع اوکاڑہ بصیر پور میں بلکہ پورے پنجاب میں بتدریج جہاں پر ان سہولیات کی کمی ہے انہیں پورا کرنے کے لئے کاوشیں کی جارہی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 925/13 میاں محمود الرشید صاحب کی طرف سے تھی اس کا جواب آگیا ہے؟

حکومت پنجاب کی جانب سے لیپ ٹاپ مرمت کرنے والی کمپنی کو معاہدے کی خلاف ورزی پر 230 ملین روپے عائد جرمانے کو معاف کرنے پر انکوائری کا مطالبہ

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون وپارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہوگیا ہے اور اس طرح ہے کہ مورخہ 19- دسمبر 2013 کو روزنامہ "Tribune" میں چھپنے والی خبر کے سلسلے میں عرض یہ ہے کہ لیپ ٹاپ سپلائی کرنے والی کمپنی کے ساتھ کئے گئے معاہدے کے مطابق خلاف ورزی پر متعلقہ کمپنی کو جرمانہ کیا جاسکتا ہے تاہم جرمانے کی رقم تحریراً فائنل نہ ہوئی ہے۔ اس سلسلے میں محکمہ ہائرایجوکیشن نے مورخہ 2013-12-28 کو ایک ٹیکنیکل کمیٹی تشکیل دی ہے جو آئی ٹی لیب پراجیکٹ کی طرف سے تجویز کردہ جرمانہ کی رقم کو چیک کر کے finalize کرے گی اور بعد ازاں جرمانہ متعلقہ کمپنی سے وصول کیا جائے گا۔ چونکہ ابھی جرمانہ متعلقہ فرم پر عائد نہیں کیا گیا لہٰذا اس میں کمی کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: جی، تحریک التوائے کار نمبر 925 پڑھی گئی ہے اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 930 چودھری عامر سلطان کی چیمہ صاحب کی طرف سے ہے اور اس کا جواب آنا تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا گزارش ہے کہ اس کو next week تک کے لئے pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ Last extension ہے اس کے بعد ٹائم نہیں ملے گا۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، I am sorry. مجھے یہ مکمل کر لینے دیں اس کے بعد آپ کو موقع دوں گا۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! ایک تو ہمیں آپ نے ولیمہ پر نہیں بلایا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی، آپ کا گھر ہے جا کر کھالیں مجھے کیا کہتی ہیں۔ وہ آپ کا اور آپ کے بھتیجے کا مسئلہ ہے مجھے کوئی پتا نہیں ہے۔ شکریہ۔ تحریک التوائے کار نمبر 943 کا جواب آگیا ہے؟

صوبہ میں کرشنگ کا سیزن شروع ہوتے ہی شوگر مافیا اور مڈل مین کسانوں کو لوٹنے میں مصروف

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! شکریہ۔ اس کا جواب پہلے موصول ہو گیا تھا اور پڑھ دیا گیا تھا۔ مزید یہ pending اس لئے رکھی گئی تھی کہ ڈاکٹر صاحب کو district اور Mills-wise detail چاہئے تھی کہ ان کے خلاف کیا کیا کارروائی کی گئی ہے تو اس وقت اس کی تمام تفصیل میرے پاس available ہے۔ اگر ڈاکٹر صاحب ٹائم دیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ باہر جا کر بیٹھ جانا۔ آپ ذرا اس کا ایوان کا ٹائم بچائیں کیونکہ بہت short time ہے اور ہمارے پاس ابھی کافی تحاریک التوائے کار ہیں۔ شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ آپ نے بھی اس کا سختی سے notice لیا تھا، کسانوں کا استحصال ہوتا ہے اور اس ملک پر مافیا کی حکمرانی ہے۔ اس میں شوگر مل مافیا ہے، اخبار مالکان مافیا۔۔۔

جناب سپیکر: اس پر بحث نہیں ہو سکتی ہے، آپ جواب پڑھ لیں اور اگر آپ مطمئن نہیں ہوں گے تو پھر میں دیکھوں گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس کا جواب ایوان میں آنا چاہئے تاکہ اس ایوان کو پتا چلے کہ شوگر مافیا کیا کرتا ہے؟۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! میرے پاس مکمل districtاور Mills-wise تفصیل موجود ہے کہ ان کے خلاف کتنی شکایتیں موصول ہوئیں، ان کے خلاف کتنی کارروائی ہوئی ہے، کتنے ان پر جرمانے ہوئے اور کتنے اڈوں کو سیل کیا گیا۔ میں جواب ایوان کی میز پر رکھ دیتا ہوں، ڈاکٹر صاحب آکر دیکھ لیں اور اگر مزید کسی وضاحت کی ضرورت ہوئی تو انشاء اللہ ضرور پیش کریں گے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، آپ کی مہربانی یہ جواب ایوان کی میز پر رکھ دیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 943 کو dispose of کیا جاتا ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 14/2 ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ، محترمہ سعدیہ سہیل رانا صاحبہ اور محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کی طرف سے تھی۔ اس سے پہلے میاں محمود الرشید صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 14/1 ہے۔ اس کا جواب آگیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب والا! تحریک التوائے کار نمبر 14/1 کا جواب آگیا ہے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھ دیں۔

لاہور میں موہنی روڈ پر واقع کوارٹرز عملہ کی ملی بھگت سے نیلام کرنے کی سازش سے عوامی حلقوں میں تشویش

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب والا! یہ بات درست ہے کہ موہنی روڈ پر 164 کوارٹر، بادامی باغ ایریا میں 64 کوارٹر اور ٹیمپل روڈ پر 16 کوارٹر جن کا رقبہ ڈیڑھ مرلہ سے دو مرلہ ہے۔ یہ تمام کوارٹر 1950 کی دہائی میں مہاجروں کو پانچ سے سات روپے ماہانہ کرایہ پر دیئے گئے تھے۔ یہ تمام کرایہ داران 1980 سے کرایہ نہیں دے رہے لہذا لینڈ ایکٹ 1998 کے بعد اب

کرایہ وصول نہیں کیا جا سکتا۔ محکمہ ایل ڈی اے کی مجاز اتھارٹی یہ سمجھتی ہے کہ ان کرایہ داران کو بے دخل کرنا ممکن نہ ہے لہذا اس امر کو مد نظر رکھتے ہوئے وزیر اعلیٰ پنجاب کو 2012 میں ایک سمری ارسال کی گئی جس میں ان کرایہ داران کو مالکانہ حقوق دینے کی استدعا کی تھی لیکن بعض تکنیکی وجوہات کی بناء پر سیکرٹری قانون پنجاب نے اس پر یہ رائے دی کہ اس سمری کو مسترد کیا جائے کیونکہ یہ قوانین اور قاعدے کے مطابق نہیں ہے۔ اس ضمن میں عرض یہ ہے کہ درج بالا کوارٹروں کو نیلام کرنے کے لئے ایل ڈی اے نے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کو کوئی سمری نہیں بھیجی۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 2/14 کا جواب آگیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب والا! تحریک التوائے کار نمبر 2/14 کا تفصیلی جواب موصول نہیں ہوا ہے اس لئے ہم نے محکمے سے کہا ہے کہ اس کا تفصیلی اور درست جواب بھجوایا جائے لہذا استدعا ہے کہ اس تحریک کو بھی اگلے ہفتے تک کے لئے مؤخر کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے مؤخر کیا جاتا ہے، تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اب ہم غیر سرکاری اراکین کی کارروائی شروع کرتے ہیں، آج کے ایجنڈے پر درج ذیل کارروائی ہے۔ مسودہ قانون، مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں۔۔۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

راولپنڈی کے مشہور و معروف بازار ٹینچ بھاٹا میں وارداتوں میں اضافہ

جناب آصف محمود: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ انتہائی اہم نوعیت کے معاملے کی طرف دلانا چاہتا ہوں، اس وقت جناب وزیر قانون بھی بیٹھے ہوئے ہیں، میں نے پچھلے اجلاس کے آخری دن بھی بات کرنے کی کوشش کی تھی لیکن مجھے اجازت نہیں ملی تھی۔ اب میں دوبارہ عرض کرتا ہوں کہ راولپنڈی میں ٹینچ بھاٹا بازار جو کہ وہاں کا کافی مشہور و معروف بازار ہے جہاں پر لیڈیز شاپنگ کرتی ہیں۔ اس کے ارد گرد کی جو ملحقہ آبادیاں ہیں وہاں پر ایک series of dacoities اور راہزنی کی وارداتیں

اس قدر بڑھی ہوئی ہیں کہ ایک ایک دن کے اندر دو دو، تین تین وارداتیں ہو رہی ہیں اور بڑی continuously ہو رہی ہیں۔ میں نے اس سلسلے میں انتظامیہ سے بھی بارہا بات کرنے کی کوشش کی، concerning police officers سے بھی بات کرنے کی کوشش کی لیکن ابھی تک اس کی طرف کسی کی توجہ مبذول نہیں ہوئی۔ اس بازار کے اندر کوئی ٹریفک وارڈن ہوتا ہے نہ ہی اس کی سکیورٹی کے لئے کوئی پلان ہے لہذا وہاں پر بہت بڑی دہشت گردی کا اندیشہ ہے کیونکہ اس بازار میں بڑا ہجوم اور رش ہوتا ہے اور یہ پورے ایشیاء کا ایک مشہور بازار ہے۔ میں آپ کے توسط سے جناب وزیر قانون کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہوں گا کیونکہ آئے دن تین سے چار وارداتیں اسی بازار کے اندر ہوتی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ بازار کا نام تیزی میں لے گئے ہیں۔

جناب محمد آصف: ٹینچ بھاٹا بازار۔

جناب سپیکر: ٹینچ بھاٹا بازار؟

جناب محمد آصف: جی، ٹینچ بھاٹا۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ متعلقہ پولیس افسران کو اس سلسلے میں ہدایات دیں کیونکہ اس سے چھوٹے دکاندار بہت زیادہ متاثر ہوئے ہیں even علاقے کے اندر جتنے تنور والے ہیں وہ بھی سارے لٹ چکے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کی اس سلسلے میں وزیر قانون سے میٹنگ کرواتے ہیں، وزیر قانون صاحب! ان کی بات غور سے سن لیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پھر آپ یہ نہیں کروانا چاہتے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ان کی بات مکمل ہو گئی ہے۔ الحمد للہ میں آپ کو اس سلسلے میں تحسین پیش کرتا ہوں کہ جو current issues ہوتے ہیں اس پر آپ بات کرنے کی اجازت دے دیتے ہیں اور جب Assembly in session ہوتی ہے تو اس سے عوام کے اندر اسمبلی کا وقار بھی بلند ہوتا ہے اور عوام کو اسمبلی پر اعتماد بھی ہوتا ہے کہ عوام کے نمائندے وہاں پر عوامی معاملات کو اٹھاتے ہیں۔ جس طرح ابھی نرسوں کا معاملہ یہاں پر آیا تھا اس پر وزیر قانون نے کہا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس کا نوٹس لے لیا ہے اور چھ دن کے اندر اندر یہ مسئلہ resolve ہو جائے گا۔ میں آپ کے توسط سے یہ گزارش بھی کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اگر یہ direction دے دیں کہ جو action بھی انہوں نے لیا ہے وہ

ایوان کے اندر بھی پیش کر دیا جائے تو اس سے مزید بہتری ہو جائے گی اور اس معزز ایوان کا وقار بھی بلند ہو گا۔ اسی طرح یہاں پر صحافیوں کا جو معاملہ ہے، انہوں نے پریس گیلری سے واک آؤٹ بھی کیا ہے کیونکہ اتنے زیادہ صحافی بیک جنبش قلم نکالے گئے ہیں، یہ بات بھی چونکہ ایوان کے اندر آئی ہے اس کے لئے بھی کوئی نہ کوئی via media بننا چاہئے۔ اخبار مالکان اور میڈیا مالکان کا جو مافیا ہے یہ ملک کے اندر جو مرضی کرتے رہیں، میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ چند روز پہلے میں اسلام آباد جا رہا تھا تو راستے میں، میں نے دو اخبارات خریدے ایک اردو کا اخبار تھا اور ایک انگریزی کا Express Tribune تھا۔ جب اخبار کی خبریں اور ایڈیٹوریل وغیرہ دیکھ رہا تھا تو ورق گردانی کرتے ہوئے ایک foolscap کا اشتہار میرے سامنے آگیا۔ اس اشتہار کے اندر خواتین کے جو پرس ہوتے ہیں اس کی publicity کے حوالے سے اشتہار تھا اور اشتہار کیا تھا؟ ایک خاتون صوفے پر بیٹھی ہے اور اس نے اپنے private parts کو پرس کے ذریعے سے ڈھانپا ہوا ہے۔ فوٹو دیکھتے ہی اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ خاتون جو ہیں، میں بہت ہی دکھے دل کے ساتھ یہ بات کر رہا ہوں اور خواتین سے یہ گزارش کروں گا کہ ان چیزوں کا ایوان کے اندر نوٹس لیا کریں۔ اس صوفے پر جو خاتون بیٹھی تھیں صاف نظر آ رہا تھا کہ وہ بالکل بے لباس ہے اور اس نے صرف پرس کے ذریعے سے اپنے private parts کو چھپایا ہوا ہے۔ یہ جو چیزیں ہیں، اس ملک کے اندر میڈیا مالکان جو بے حیائی پھیلا رہے ہیں---

جناب سپیکر: بہت شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: اس کا بھی ہمیں proper طریقے سے نوٹس لینا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

تعزیت

ملک کے مایہ ناز قاری غلام رسول (مرحوم) کے لئے دعائے مغفرت

ڈاکٹر سید وسیم اختر: آخری بات میں نے یہ عرض کرنی ہے کہ اس ملک کے مایہ ناز قاری غلام رسول صاحب جنہوں نے بہت سارے students قرأت کے اندر پیدا کئے ہیں اور ان کی اپنی خوبصورت آواز بھی تلاوت کے حوالے سے ایک لمبے عرصہ تک گونجتی رہی ہے ان کا کل انتقال ہو گیا ہے میں یہ request کروں گا کہ ایوان ان کے لئے دعائے مغفرت کرے۔

(اس مرحلے پر قاری غلام رسول (مرحوم) کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: بول لیں لیکن جلدی کریں۔

جناب احمد خان بھچر: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے ٹائم دیا۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر آپ لکھ کر لائے ہیں؟

جناب احمد خان بھچر: جناب والا! میں ایک سوال کے متعلق بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: سوال کیا ہے؟

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میرا ایک سوال نمبر 638 تھا جو محکمہ تعلیم کے بارے میں پیش ہوا تھا، اس میں محکمہ تعلیم کے جتنے بھی ٹیچرز تھے ان کو ریگولر کیا گیا تھا، وزیر تعلیم نے اس پر assurance دلائی تھی کہ ان کو ریگولر کر دیا جائے گا لیکن اس وقت ground reality یہ ہے اور میانوالی کے حوالے سے مجھے پتا ہے کہ میانوالی میں جب اس سلسلے میں رابطہ کیا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ آپ لوگ ابھی ایڈہاک بنیاد پر ہو۔۔۔

جناب سپیکر: آپ بات غور سے سنا کریں، انہوں نے کیا کہا ہے؟ کیا کرتے ہیں، Reporter be careful. جی، بھچر صاحب!

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر Assurance Committee کو refer کریں۔ چونکہ جتنی بھی باتیں آتی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: سوال نمبر note کریں اور مجھے بتائیں پھر اس کے بعد میں دیکھتا ہوں۔ تشریف رکھیں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب والا! میرا سوال نمبر 638 ہے اور محکمہ تعلیم سے متعلق ہے۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

جناب سپیکر: سوال نمبر 638 کو note کریں۔ اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں۔ سب سے پہلے مسودہ قانون ہے۔

مسودہ قانون متعارف کرنے کے لئے اجازت کی تحریک

MR SPEAKER: The Punjab Prohibition of Sheesha Smoking Bill 2014. Ch Shahbaz Ahmad may move the Punjab Prohibition of Sheesha Smoking Bill 2014.

CH SHAHBAZ AHMED: Sir, I move:

"That the leave be granted to introduce the Punjab Prohibition of Sheesha Smoking Bill 2014."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the leave be granted to introduce the Punjab Prohibition of Sheesha Smoking Bill 2014."

The motion moved and the question is:

"That the leave be granted to introduce the Punjab Prohibition of Sheesha Smoking Bill 2014."

(The motion was carried.)

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں اس law کو oppose کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: پھر آپ پہلے کیوں نہیں بولے؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: میں اس وقت بولا تھا۔

جناب سپیکر: اب تو carry ہو گیا ہے۔ شکریہ

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ پرائیوٹ ممبرز بل ہیں، ہمیں انہیں encourage کرنا چاہئے۔ اب یہ بل کمیٹی کے حوالے ہو جائے گا اگر وہاں پر کوئی ممبر اس پر اعتراض کرنا چاہے یا اسے oppose کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔

مسودہ قانون

(جو متعارف ہوا)

جناب سپیکر: جی، شہباز احمد صاحب! Please introduce the Bill.

مسودہ قانون امتناع شیشہ سموکنگ مصدرہ2014

CH SHEHBAZ AHMED: Mr Speaker! I introduce the Punjab Prohibition of Sheesha Smoking Bill 2014.

MR SPEAKER: The Punjab Prohibition of Sheesha Smoking Bill 2014 has been introduced in the House under rule 90(4) of the Rules of the Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997. Under rule 94, it is referred to the Standing Committee on Health with the direction to submit its report within one month.

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب سپیکر: جی، مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں۔ مورخہ 11- فروری2014 کے ایجنڈے سے زیرالتواء رکھی گئی قرارداد، ہم پہلے مورخہ 11- فروری2014 کے ایجنڈے سے زیرالتوار کھی گئی قرارداد لیتے ہیں۔ یہ قرارداد محترمہ سعدیہ سہیل رانا کی طرف سے تھی۔ وہ اسے پیش کر چکی ہیں اس قرارداد کو pending کیا گیا تھا۔ محرک اپنی قرارداد کے حق میں کوئی documentary proof دینا چاہتے ہیں تو لائیں اور پھر وہ document وزیر قانون کو پیش کریں۔

صوبہ میں تدفین کے لئے مفت قبر کی فراہمی کا مطالبہ

(---جاری)

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، جناب سپیکر! چونکہ یہ قرارداد میں نے پیش کی تھی اس لئے میں اس میں تھوڑی سی بات بھی کرنا چاہوں گی اور میں ثبوت بھی ساتھ لے کر آئی ہوں تاکہ دکھا سکوں۔ یہ بہت زیادہ important موضوع ہے، اس میں میرا کوئی ذاتی فائدہ نہیں بلکہ یہ عام آدمی کے right کے لئے ہے۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو میں اس میں تھوڑی سی بات کرنا چاہوں گی۔

جناب سپیکر: آپ نے ادھر کوئی documents دینے تھے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جی، بالکل، میں ثبوت کے لئے documents ساتھ لے کر آئی ہوں تاکہ آپ کو دکھا سکوں۔ میں پہلے تو آپ کی اجازت سے ایک شعر پڑھنا چاہوں گی۔

جناب سپیکر: میرے لئے؟

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میں اس کے متعلق ایک شعر پڑھنا چاہوں گی۔

جناب سپیکر: میں نے کہا کہ میرے متعلق پڑھنا ہے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا:

ٹھکانا قبر ہے کچھ تو کر عبادت اقبال
روایت ہے کہ خالی ہاتھ کسی کے گھر جایا نہیں کرتے

جناب سپیکر! In short مطلب یہ ہے کہ ہم سب کا ٹھکانا قبر ہی ہے اور اگر ہم اپنی قبر کی فکر نہیں کرتے، بے شک ہم نشیمن ہاؤس بنا کر لوگوں کو بانٹیں چونکہ موت تو یقینی ہے امیر نے بھی مرنا ہے اور غریب نے بھی مرنا ہے لیکن ایسی کیا وجہ ہے کہ حکومت اس چیز کو ensure نہیں کر سکتی کہ ایک بندے کو مرنے کے بعد قبر کے لئے جو دو گز جگہ درکار ہوتی ہے کم از کم اسے وہ حق دیں اور وہ قبر حکومت کے ذمہ ہے کہ ہر انسان کو ملنی چاہئے۔ میرے پاس documentary ثبوت ہیں، ایک ویڈیو بھی ہے اور ساتھ چٹیں بھی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ کچی قبر کا سات ہزار روپیہ، پکی قبر کا بیس ہزار روپیہ اور اگر سوسائٹی کی بات کریں تو ڈیفنس کی قبر کا ایک لاکھ روپیہ ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ یہ documents لاء منسٹر صاحب کو بھجوا دیں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جی، میں بھجوا رہی ہوں۔

جناب سپیکر: میں آپ سے کہہ رہا ہوں کہ ان کو بھجوائیں۔ اگر documents صحیح ہوں گے تو پھر دیکھیں گے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: .let her speak جی، محترمہ!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! اگر لاء منسٹر صاحب اسے reject کرنا چاہیں تو ان کی مرضی لیکن میں آج اس کا فیصلہ لینا چاہتی ہوں۔ میں چاہتی ہوں کہ آپ اس مسئلے پر ایوان میں ووٹنگ کروا لیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!۔۔۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون وپارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر! اگر قائد حزب اختلاف کوئی بات کرنا چاہتے ہیں تو کر لیں۔

قائد حزب اختلاف(میاں محمودالرشید):جناب سپیکر!میں اس میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ لاہور کے مختلف قبرستانوں کے بارے میں بہت عرصے سے لوگوں کی شکایات تھیں۔۔۔

جناب سپیکر:میرے محسن، میرے محترم!آج صبح سوالات میں اس پر بہت سیر حاصل گفتگو ہو چکی ہے۔آج وقفہ سوالات میں اسے لیا گیا ہے انہوں نے assurance بھی دلوائی ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ:جناب سپیکر!sorry کہ آپ کو interrupt کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر:میں نے ان کو floor دیا ہوا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ:جناب سپیکر!آج میں جب سے ایوان میں آیا ہوں قبریں قبریں ہو رہی ہیں آج کا تو سارا اجلاس قبروں کے حوالے سے ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر:چیمہ صاحب!میں نے قائد حزب اختلاف کو floor دیا ہے ابھی میں ان کی بات سنوں گا۔ مہربانی۔

قائد حزب اختلاف(میاں محمودالرشید):جناب سپیکر!میں کچھ رسیدیں لے کر آیا ہوں جن میں پہلی رسید سات ہزار چھ سو روپے کی ہے دوسری رسید میں چار ہزار چھ سو روپے ہیں اور تیسری رسید میں سات ہزار چھ سو روپے ہیں۔میں یہ رسیدات وزیر قانون کی خدمت میں بھیج رہا ہوں۔

(اس مرحلہ پر قائد حزب اختلاف نے رسیدیں وزیر قانون کو بھیجیں)

جناب سپیکر:آپ کے پاس اس کے اور ثبوت بھی ہیں؟

قائد حزب اختلاف(میاں محمودالرشید):جناب سپیکر!یہ ایک عام آدمی کا مسئلہ ہے اور ہمارے ہاں کچھ اس طرح کی روایات ہیں کہ آج کے دور میں غریب کے لئے مرنا بھی مشکل ہو گیا ہے۔ موت پر جس طرح کے ہمارے رسم ورواج ہیں جیسے یہ قل ہے یہ ختم ہے، قبر کھودنے سے پہلے وہاں پر جھگڑا ہوتا ہے کہ آٹھ ہزار روپیہ دیں گے اور پانچ ہزار روپے کی رسید کٹوائیں گے تو یہاں پر قبر کھود سکتے ہیں ورنہ آپ قبر نہیں کھود سکتے۔یہ ایک نہیں بلکہ میں نے پچھلے دس دنوں میں درجن بھر قبرستانوں کے اندر لوگوں کو بھیج کر پوری تحقیقات کی ہیں۔میں یہ بھی پوچھنا چاہوں گا کہ 17-اپریل 2012 کو اسی ایوان کے اندر یہ بات ہوئی کہ دس نئے قبرستانوں کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی، 21-جنوری 2013 کو وزیر اعلیٰ نے ایک

اجلاس بلایا اور اجلاس کے بعد ایک ارب روپے کے فنڈز جاری کرنے کا اعلان ہوا کہ لاہور کے اندر دس قبرستان بنائیں گے اور ہر قبرستان دو ہزار کنال پر مشتمل ہو گا۔ میرا خیال ہے کہ اب پورا لاہور acquisition پر ہے اور ایل ڈی اے پورے لاہور کو acquire کر رہا ہے۔ بارڈر ایریا سے لے کر مانگا منڈی تک تمام دیہاتوں کے اندر باقاعدہ یہ announce کر دیا گیا ہے کہ رجسٹریاں نہیں ہوں گی اور فردیں جاری کرنا بند کر دیں اور راوی زون کے نام سے لاکھوں ایکڑ اراضی acquire کی جا رہی ہے۔ ڈی ایچ اے بارڈر تک جا پہنچا ہے اب ادھر کوئی زمین نہیں ہے، ادھر آپ قصور روڈ پر چلے جائیں تو مصطفیٰ آباد للیانی تک یہی کیفیت ہے۔ خدارا یہ اتنا اہم مسئلہ ہے اور اس میں پورے لاہور کے اندر جو اندھیر نگری مچی ہوئی ہے کہ باضابطہ کوئی management نہیں ہے، کوئی کمیٹی نہیں ہے کوئی انتظامیہ نہیں ہے جو یہاں کے مسائل کو regularize کرے۔ بعض قبرستان جرائم کے اڈے بنے ہوئے ہیں وہاں پر نشئی، بھنگی، ڈاکو اور جرائم پیشہ لوگوں نے اپنی آماجگاہیں بنائی ہوئی ہیں۔ میری وزیر قانون سے درخواست ہے کہ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے اگر اس میں مزید بھی depth میں جا کر کوئی بات کرنی ہے تو آپ اس پر کوئی پارلیمانی کمیٹی بنا دیں اس میں اپوزیشن کے بھی ایک دو لوگوں کو ڈالیں جو اس پورے مسئلے کو دیکھے۔ یہ ڈیڑھ کروڑ شہر کی آبادی کا بہت ہی گھمبیر اور بہت ہی اہم مسئلہ ہے اس پر سنجیدہ کوشش ہونی چاہئے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے جنوری 2013 میں جو ایک ارب روپے کے فنڈز کا announce کیا تھا اگر وزیر قانون کے پاس اس کا کوئی جواب ہے تو اس سے بھی ایوان کو مطلع کریں وگرنہ آئندہ مستقبل میں اس حوالے سے یہاں پر حکومت یقین دہانی کرائے کہ غریب اور عام آدمی کے لئے قبر کی جگہ ہر فرد کو مفت مہیا کی جائے گی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، رانا صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میں آپ کو انکار کر نہیں سکتا۔ یہ میرے لئے بہت مشکل مسئلہ ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب مجھے بابا جی کا ایک منٹ کے لئے پوائنٹ آف آرڈر سن لینے دیں۔ جی، فرمائیں!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، ٹھیک ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ اور وزیر قانون کا بھی شکریہ کہ مجھے موقع عنایت فرمایا ہے۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر ہی ہونا چاہئے۔

میاں محمد رفیق: جی، جب یہ قرارداد پیش ہوئی تو اس پر میں نے اضافہ کے لئے یہ تجویز پیش کی تھی کہ پختہ قبریں بنانے پر پابندی لگادی جائے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! مجھے بات تو کر لینے دیں پھر فیصلہ آپ کے اختیار میں ہے۔

جناب سپیکر: یہاں controversial بات نہیں ہونی چاہئے۔

میاں محمد رفیق: میں نے اس کے لئے یہ توضیح پیش کی تھی کہ ایسا وقت بھی آئے گا کہ قبروں کے لئے جگہ نہ ملے گی۔ میں بہادر شاہ ظفر کا ایک شعر پیش کرنا چاہوں گا:

کتنا بد نصیب ہے ظفر دفن کے لئے
دو گز زمین بھی نہ ملی کوئے یار میں

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی۔

سردار محمد جمال خان لغاری: جناب سپیکر! میں ایک انتہائی اہم معاملہ کو point out کرنا چاہتا ہوں کیونکہ رانا ثناء اللہ صاحب تشریف رکھتے ہیں اور انہی سے متعلقہ یہ معاملہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سردار محمد جمال خان لغاری: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ہر پاکستانی کا آئینی حق ہے کہ وہ اپنے جان و مال کی حفاظت کرے۔ پاکستان کے تین صوبوں میں غیر ممنوعہ بور کے اسلحہ لائسنسوں کے اجراء سے اس حق کی ادائیگی کی جا رہی ہے۔ ان صوبوں میں مکمل پڑتال کرنے کے بعد غیر ممنوعہ بور کے اسلحہ لائسنسوں کا اجراء ہو رہا ہے۔ پنجاب کے اندر شہری اپنے جان و مال کی حفاظت نہیں کر پا رہے کیونکہ یہاں پر کافی عرصے سے غیر ممنوعہ بور کے اسلحہ لائسنسوں پر پابندی لگی ہوئی ہے۔ میری استدعا ہے کہ وزیر قانون بیان فرمائیں کہ کیا یہ پابندی ختم کی جا رہی ہے یا بدستور جاری رہے گی؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں پہلے اس قرارداد سے متعلق عرض کروں گا۔ قبرستانوں کے حوالے سے میں یہ عرض کروں گا کہ تقریباً پچانوے فیصد قبرستانوں کی جگہ حکومت فراہم کرتی ہے۔ تمام دیہات میں سرکاری اراضی یا

شاملات دیہہ میں سے قبرستانوں کے لئے زمین مختص کی جاتی ہے اور آج تک دیہات کے باسیوں سے قطعی طور پر ایک روپیہ بھی وصول نہیں کیا گیا۔ تمام کی تمام جگہ مفت دی گئی ہے اور اگر اس میں کوئی extension ہوتی ہے یا مزید جگہ شامل کی جاتی ہے تو وہ بھی free of cost ہوتی ہے۔ اسی طرح شہروں میں بھی جہاں پر جگہ موجود تھی وہاں قبرستان بنے ہوئے ہیں اور حکومت نے ان قبروں کے لئے کبھی بھی کوئی قیمت وصول نہیں کی ہے۔ باقاعدہ ریونیو ریکارڈ کے مطابق وہ جگہ مفت دی گئی ہے۔ اسی طرح پرائیویٹ سوسائٹیوں میں خواہ وہ ڈی ایچ اے یا کوئی اور ہو ان تمام کے لئے حکومت کی یہ شرط شامل ہے کہ جب وہ اپنی سوسائٹی کا نقشہ بنائیں گے تو اس میں پارکس، سڑکوں، قبرستان اور دوسری ضروریات کے لئے مفت جگہ چھوڑیں گے اس جہاں تک حکومت کی ذمہ داری کا تعلق ہے تو حکومت اس معاملے میں کوئی رقم charge نہیں کر رہی اس لئے یہ سوال پیدا نہیں ہوتا کہ حکومت قبر کے لئے جگہ مفت دے۔ حکومت تو پہلے ہی قبروں کے لئے مفت جگہ دے رہی ہے اور آج تک تمام قبرستانوں کو جگہ charges کے ساتھ نہیں بلکہ without charges دی گئی ہے۔ اب اس کے بعد اگلا سوال جو کہ محترم قائد حزب اختلاف کی ان رسیدات سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ یہ ایک رسید قبرستان کمیٹی علامہ اقبال ٹاؤن کی ہے، دوسری رسید قبرستان کمیٹی کریم بلاک کی ہے اور اسی طرح سے مزید رسیدیں بھی ہیں۔ یہ اس طرح سے ہے کہ جس طرح لوگ اپنے محلے یا علاقے میں مسجد بناتے ہیں۔ مسجد بنانے کے بعد ہر جمعہ کو ایک طریق کار کے مطابق چندہ اکٹھا کیا جاتا ہے جس سے مؤذن کی تنخواہ، بجلی کا بل، صفائی، مسجد کی دیکھ بھال اور دوسرے اخراجات پورے کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح سے قبرستانوں کی دیکھ بھال کے لئے وہاں کے لوگوں نے اپنے طور پر privately قبرستان کمیٹیاں بنائی ہوئی ہیں۔ اب یہ کمیٹیاں غیر رجسٹرڈ ہیں اور حکومت سے کوئی کمیٹی رجسٹرڈ نہیں ہے۔ انہیں قطعی طور پر کوئی اختیار نہیں دیا گیا کہ وہ قبرستان کی دیکھ بھال کے لئے چندہ وصول کریں۔ اب چاہئے تو یہ کہ اس محلے میں جو لوگ صاحب حیثیت ہیں وہ یہ اخراجات برداشت کریں کیونکہ یہ بھی ایک نیک عمل ہے۔ اس میں خیرات، صدقات اور زکوٰۃ کے پیسے خرچ کئے جا سکتے ہیں لہذا جو لوگ دے سکتے ہیں وہ دیں اور جو نہیں دے سکتے انہیں ان charges سے مبرا قرار دے دیا جائے۔ اصل میں یہ بات لوکل level پر manage کرنے والی ہے۔ مثال کے طور پر یہ جو قبرستان کمیٹیاں بنی ہوئی ہیں یہ اسی علاقے کے معززین پر مشتمل ہوں گی۔ اگر اب حکومت ان لوگوں کے خلاف مقدمات درج کرنا شروع کر دے اور ان کو اس معاملے میں پکڑنا شروع کر دے تو یہ کوئی مناسب عمل نہیں ہوگا۔ یہ کمیٹیاں privately بنی ہوئی ہیں، ان کی حکومت سے کوئی رجسٹریشن

ہے اور نہ ہی حکومت سے منظوری لی گئی ہے۔ ان معاملات کو local leve پر manage کرنا چاہئے اور ایسا ہوتا بھی ہے۔ اگر ایک علاقے میں مسجد بنی ہوئی ہے تو اس علاقے کے صاحب حیثیت لوگ لاکھوں روپے بھی مسجد کے لئے چندہ دے دیتے ہیں اور ایک غریب آدمی کچھ بھی نہیں دیتا لیکن اسے مسجد میں نماز یا جمعہ پڑھنے سے کوئی روکتا تو نہیں۔ یہی صورتحال قبرستانوں میں ہونی چاہئے۔ تاہم اگر معزز قائد حزب اختلاف یہ چاہتے ہیں تو میں ان کی ذاتی شکایت پر ان قبرستان کمیٹیوں کے خلاف جن کی رسیدات مجھے دی گئی ہیں تھانے میں مقدمات درج کروا دیتا ہوں اور پھر اس کو محترم قائد حزب اختلاف pursue کرلیں۔ میری ان سے گزارش ہے کہ یہ معاملہ اس طرح سے حل کرنے یا حکومت کی مداخلت کرنے کا نہیں ہے۔ یہ انتظام علاقے کے لوگ privately اپنے طور پر کرتے ہیں۔ علاقے کے صاحب حیثیت لوگ ضرور خرچ کریں اور جو صاحب حیثیت نہیں ان سے یہ رقم قطعی طور پر نہیں لینی چاہئے۔ قائد حزب اختلاف یا محترمہ نے جس قسم کی بات کی ہے کہ وہاں پر لڑائی جھگڑا ہوا ہے، کسی سے زبردستی پیسے وصول کئے گئے ہیں یا کسی کو میت دفن کرنے سے منع کیا گیا ہے تو ہم اس بارے میں پولیس کو ایک circular جاری کر دیتے ہیں کہ کسی فرد کو کسی بھی بنیاد یا عذر پر تدفین سے نہیں روکا جائے گا اور اگر کوئی روکے گا تو وہ جرم کا مرتکب ہوگا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ واقعی جرم ہے۔ اگر کسی کو تدفین کے لئے کوئی روکے تو وہ متعلقہ تھانے میں شکایت کرے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس بارے میں مزید گہرائی میں نہیں جانا چاہئے۔ میں یہی گزارش کروں گا کہ محترمہ سعدیہ سہیل رانا میری اس یقین دہانی اور ان گزارشات کے بعد اپنی قرارداد کو withdraw کرلیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں اس حوالے سے صرف دو منٹ بات کرنا چاہتا ہوں۔ رانا ثناء اللہ صاحب نے تدفین کے لئے صرف پیسوں کے issue کے حوالے سے بات کی ہے۔ قبرستان کا مسئلہ بہت بڑا ہے جس پر آج بہت بحث ہو چکی ہے اور میں اس کو دہرانا نہیں چاہتا۔ رانا ثناء اللہ صاحب کو چاہئے کہ اس پر فوراً ایک کمیٹی بنائیں۔ وہ کمیٹی دیکھے کہ یہ معاملات کس طرح resolve ہونے ہیں۔ صرف یہ issue نہیں کہ قبروں کے لئے پیسے لئے جا رہے ہیں بلکہ جگہ بھی نہیں ہے اور ایک قبر پر تین سے لے کر دس دس قبریں بنائی جا رہی ہیں۔ یہ بہت بڑا issue ہے۔ پورے شہر کا مسئلہ ہے۔ آپ نے آج ساری تفصیل سُنی اور تقریباً لاہور کی نوے فیصد سے زیادہ آبادی کو یہ مسئلہ درپیش ہے۔ لوگ عزت دار طریقے سے اپنے رشتہ دار کو دفن نہیں کر سکتے۔ صرف پیسوں کا issue نہیں بلکہ جگہ کا مسئلہ اس سے زیادہ سنگین ہے۔ پیسوں کا اتنا بڑا issue نہیں جتنا کہ جگہ کا ہے۔ حکومت پنجاب کی طرف سے بتایا گیا ہے کہ ہم

نے لاہور کے چاروں اطراف میں قبرستان کے لئے جگہ مختص کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ اس بارے میں کمیٹی بیٹھے اور فوراً فیصلہ کیا جائے کہ تدفین کے لئے کیا انتظام کرنا ہے؟ اس طرح خالی باتیں کرنے سے لوگوں کو ریلیف نہیں مل سکتا۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس کے لئے ایک کمیٹی بنا دیں۔ میں اس کمیٹی میں شامل ہونے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر: اس میں کمیٹی بنانے کی ضرورت نہیں۔ آپ نے جو بات کی وزیر قانون نے اس کا notice لیا ہے۔ وزیر قانون تمام تھانوں کو یہ ہدایت جاری کریں کہ اگر کوئی زبردستی کسی کو تدفین سے منع کرے تو اس کے خلاف ایکشن لیا جائے اور اگر کوئی voluntarily pay کرے تو پھر ٹھیک ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اگر یہ ایوان کوئی سفارش کرنا چاہتا ہے تو ایک بے حد ضروری قرارداد ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ اس قرارداد کو کیوں withdraw کیا جائے؟ جبکہ مسائل ہیں اور مختلف issues ہیں اگر یہ ایوان اس قرارداد کو پاس کر دیتا ہے تو وزیر قانون جو بات کر رہے ہیں اس قرارداد سے اُن کی بات کو strength ملے گی۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس قرارداد میں ہے کہ حکومت تدفین کے لئے مفت جگہ فراہم کرے تو میں نے گزارش کی ہے کہ تدفین کے لئے جگہ تو پہلے ہی مفت فراہم ہو رہی ہے یہاں جگہ کا تو مسئلہ نہیں ہے۔ جس قبرستان کے ساتھ سرکاری جگہ available ہے میں ڈاکٹر مراد راس صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ حکومت وہ جگہ فراہم کرنے کو تیار ہے لیکن جو قبرستان آبادی میں بالکل surrounded ہو گئے ہیں تو اب وہاں آبادی گرا کر تو قبرستان کے لئے جگہ فراہم نہیں کی جا سکتی۔

جناب سپیکر: اگر کوئی بندہ voluntarily کوئی پیسا دیتا ہے تو اُس کو کوئی منع نہیں کر سکتا اور اگر زبردستی کوئی پیسا مانگے گا تو اُس کے لئے میں نے وزیر قانون سے کہہ دیا ہے کہ آپ اُس کا تدارک کریں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! حکومت لاہور شہر سے باہر کہیں بھی قبرستان کے لئے جگہ دے دے تو لوگ اپنے عزیزوں کی میتوں کو وہاں پر لے جانے کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! میری بات سُنیں آپ اس معاملہ کو issue نہ بنائیں۔ اگر آپ اس قرارداد کو واپس لینا چاہتے ہیں تو مجھے اعتراض نہیں ہے ورنہ مجھے تو put question کرنا پڑے گا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آپ اس قرارداد کو put کریں، اس پر ووٹنگ کرائیں تاکہ لاہور میں رہنے والے لوگوں کو پتا چلے کہ حزب اختلاف نے قبر کی فراہمی کے لئے قرارداد پیش کی جس کی مسلم لیگ (ن) والے مخالفت کر رہے ہیں۔ اگر یہ قرارداد turned down ہوتی ہے تو ٹھیک ہے۔ یہ کوئی بات ہے کہ ہم ایک common بات کر رہے ہیں اور رانا ثناء اللہ خان دیہاتوں کو لے کر بیٹھ گئے ہیں۔ اس لاہور شہر کے اوپر پورے پنجاب سے اتنا پریشر ہے، کراچی سے لوگ یہاں پر آ رہے ہیں، بلوچستان سے لوگ یہاں پر آ رہے ہیں اور یہاں پر لوگوں کا حقیقی معنوں میں مسئلہ ہے۔ رانا ثناء اللہ خان اس مسئلہ کو نہیں سمجھ رہے جبکہ ان کے لاہور کے اپنے ایم پی ایز بھی اس بات کے گواہ ہیں کہ یہ بہت شدید مسئلہ ہے جس پر ہم نے ایک قرارداد دی ہے جو گورنمنٹ کو strength فراہم کرے گی۔ آپ اس قرارداد کو put کر کے رائے شماری کرا لیں کہ قبر کی جگہ کی مفت فراہمی کے لئے مسلم لیگ (ن) کی حکومت اگر oppose کرتی ہے تو لاہور کے لوگوں کو پتا چلنا چاہئے کہ کس نے oppose کیا ہے اور کون اس کے لئے بات کر رہا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! انہوں نے قبر کے 10 ہزار روپے کے لئے شور مچایا ہوا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ بڑی مہربانی۔ بہت شکریہ۔ No cross talk. جی، رانا صاحب! Please no cross talk.

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے جو بات کی ہے کہ آپ نے دیہات کو بیچ میں شامل کر لیا ہے، ہم تو لاہور کی بات کر رہے ہیں لیکن اُن کی قرارداد میں ایسا نہیں ہے۔ قرارداد کے اندر انہوں نے صوبہ بھر کی بات کی ہے۔

MR SPEAKER: I am going to put this question now.

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"صوبہ بھر کے قبرستانوں میں تدفین کے لئے مفت قبر کی فراہمی یقینی بنائی جائے۔"

(قرارداد نامنظور ہوئی)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "شیم، شیم" کے نعرے)

جناب سپیکر: اگلی قرارداد شیخ اعجاز احمد صاحب کی ہے وہ اپنی قرارداد پیش کریں۔

کھلونا نما اسلحہ پر پابندی کا مطالبہ

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! اس ایوان کی رائے ہے کہ:

"معصوم بچوں کے اندر اسلحہ کے رجحان میں کمی کے لئے کھلونا نما پستول، بندوق اور کلاشنکوف وغیرہ بنانے، فروخت کرنے اور درآمد پر پابندی عائد کی جائے تاکہ آئے روز بچوں سے اچانک گولی چل جانے کے واقعات میں انسانی جانوں کے ضیاع کو روکا جا سکے۔"

جناب سپیکر: جی، یہ قرارداد پیش کی ہے کہ:

"معصوم بچوں کے اندر اسلحہ کے رجحان میں کمی کے لئے کھلونا نما پستول، بندوق اور کلاشنکوف وغیرہ بنانے، فروخت کرنے اور درآمد پر پابندی عائد کی جائے تاکہ آئے روز بچوں سے اچانک گولی چل جانے کے واقعات میں انسانی جانوں کے ضیاع کو روکا جا سکے۔"

وزیر صنعت (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! میں اس قرارداد کو oppose کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

وزیر صنعت (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ موجودہ قوانین کے تحت اس قسم کے کھلونے بنانا جس میں پستول، کلاشنکوف اور بندوق وغیرہ ہو کسی بھی انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ چائنا، کوریا، تائیوان اور جاپان سے کھلونے پاکستان میں آتے ہیں۔ پاکستان میں اور خصوصی طور پر پنجاب میں کوئی ایسا معاملہ سامنے نہیں آیا کہ ان کھلونوں کی وجہ سے کسی نے اصلی پستول، بندوق یا کلاشنکوف چلا دی ہو۔ اس طرح کے کھلونے تفریح کی شکل اختیار کر گئے ہیں ہماری فلموں اور ویڈیو پروگراموں میں کھلونوں کی لڑائی، جھگڑا اور ان کھلونوں کو چلایا جاتا ہے لہذا ہم اس سلسلہ میں کوئی پابندی لگا سکتے ہیں اور نہ ہی اس کی وجہ سے کوئی جانی یا مالی نقصان ہونے کا خطرہ ہے۔ اگر کوئی اور اس طرح کا معاملہ ہے تو میرے خیال میں اگر اس کو قومی اسمبلی میں اُٹھایا جائے تو زیادہ بہتر ہے لہذا میرے خیال کے مطابق ایسے کھلونوں پر کوئی پابندی لگانے کی ضرورت نہیں ہے۔ شکریہ

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! وزیر صنعت میرے لئے بڑے قابل احترام ہیں اور مجھے یہ بھی پتا ہے کہ یہ وزیر صنعت ہیں۔ ان کو اس طرح کا جواب دینے کی اس لئے ضرورت پڑی کہ میری اس قرارداد کی وجہ سے یہ اپنی انڈسٹری کو شاید ڈوبتا ہوا دیکھ رہے ہیں۔ اس قرارداد کے پیچھے spirit یہ ہے کہ سوسائٹی میں بچوں کے اندر ایک aggression پایا جاتا ہے۔ جب بچے ماں باپ سے پیسے لیتے ہیں تو اس کے بعد سیدھے جنرل سٹور یا ڈیپارٹمنٹل سٹور پر جاتے ہیں وہاں سے وہ اسلحہ خرید کر لاتے ہیں۔ وہ معصوم بچے ہوتے ہیں وہ اصل اسلحہ نہیں لے کر آتے کھلونا لاتے ہیں لیکن وہ ایک weapon لے کر آتے ہیں اور آج کل اتنے جدید weapons کھلونوں کی صورت میں بن رہے ہیں۔ ان میں باقاعدہ سارا سسٹم دیا گیا ہے، ان میں bullets ڈلتی ہیں، اس کے بعد بچے چیمبر میں bullets چڑھاتے ہیں اور اس کے بعد ایک دوسرے پر فائر کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ معصوم بچے ہیں جیسے کسی نے کہا تھا کہ معصوم بچے سبز کونپل کی مانند ہوتے ہیں۔ اگر ان کو اس معصومیت میں جو سکھایا جاتا ہے وہ سیکھ جاتے ہیں جیسے آپ ایک vine گھر میں لگاتے ہیں تو اس کو آپ آگے پیچھے کر سکتے ہیں لیکن ایک پودا جب تن آور درخت بن جاتا ہے تو پھر آپ اس کو modify نہیں کر سکتے اس کو پھر کاٹنا پڑتا ہے۔ میں نے جب یہ قرارداد اس ایوان میں پیش کی تو میں بہت سوچ سمجھ کر اسے اس ایوان میں لایا ہوں۔ میری گزارش ہے کہ پورے ایوان کا انشاء اللہ اس میں consensus آنا چاہئے کہ یہ قرارداد اس لئے ہے کہ ہم اپنے بچوں کو اسلحہ سے پاک culture دیں۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے اور بہت سے کھلونے ہیں جیسے چھوٹی گاڑیاں اور دوسرے کھلونے ہیں۔

جناب سپیکر: کیا گاڑیوں کے حادثات نہیں ہوتے؟

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! حادثات ہونا علیحدہ بات ہے لیکن میں اس پر جو arguments دے رہا ہوں وہ یہ ہیں کہ آئے روز واقعات ہوتے ہیں کہ جب بچے کھلونا پستول لیتے ہیں اور اس کے بعد گھروں میں جو weapons ہوتے ہیں پھر وہ اصلی پستول بھی نکالتے ہیں جن سے حادثات ہوتے ہیں۔ میں نے یہ قرارداد اس لئے پیش کی ہے اور اگر ہم چاہتے ہیں کہ جہاں پر دہشت گردی کا ایک ناسور ہمارے ملک میں پل رہا ہے وہاں ہم دوسرے ممالک اور دوسری اقوام کو یہ پیغام دیں کہ ہمارا ملک بڑا peaceful اور امن پسند ملک ہے۔

جناب سپیکر: اگر ان کو ہر چیز کا پتا ہو اور آپ کو کسی چیز کا پتا نہ ہو تو پھر آپ کیا کریں گے؟

شیخ اعجاز احمد: جی۔

جناب سپیکر: آپ جن کا ذکر کر رہے ہیں ان کو تو ہر چیز کا پتا ہو گا اور آپ کو کسی بات کا ہی پتا نہ ہو تو پھر آپ کیا کریں گے؟

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! وہ ایک الگ اور علیحدہ debate ہے۔ اگر آپ کہیں گے تو میں اس پر بھی debate کرنے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر: میں قرارداد کے حوالے سے ابھی question put کرتا ہوں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! آپ queston put کریں۔ اس پر ایوان کی رائے آ جائے گی۔

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ معصوم بچوں کے اندر اسلحہ کے رجحان میں کمی کے لئے کھلونا نما پستول، بندوق اور کلاشنکوف وغیرہ بنانے، فروخت کرنے اور درآمد پر پابندی عائد کی جائے تاکہ آئے روز بچوں سے اچانک گولی چل جانے کے واقعات میں انسانی جانوں کے ضیاع کو روکا جاسکے۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! رانا ثناء اللہ صاحب جان بوجھ کر باہر چلے گئے ہیں۔ انہیں پتا تھا کہ اس قرارداد پر انہیں شکست ہونی ہے تو وہ باہر چلے گئے ہیں۔ اگر وہ یہاں ہوتے تو زیادہ مزہ آتا۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں معزز ایوان میں تشریف فرما تمام ممبران کا بڑا مشکور ہوں کہ انہوں نے unanimously یہ قرارداد منظور کی۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میری ایک انتہائی اہم قرارداد ہے میں اس کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! لاء منسٹر صاحب ابھی آ جائیں گے تو بات کر لیجئے گا۔ اگلی قرارداد جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کی ہے۔ جی، کھگہ صاحب! آپ اپنی قرارداد پڑھیں۔

رہائشی سکیموں کے اشتہارات کے ساتھ حکومتی سرٹیفکیٹ شائع کرنے کا مطالبہ

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ عوام الناس کو دھوکا دہی سے بچانے کے لئے اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ مختلف رہائشی سکیموں کی جانب سے لوگوں کو مرعوب کرنے کی غرض سے اخبارات میں جو پُرکشش اشتہارات دیئے جاتے ہیں، ان اشتہارات میں حکومت کی طرف سے ایک سرٹیفکیٹ بھی شائع کیا جائے جس کی تصدیق لوگ متعلقہ دفتر سے بآسانی کر سکیں تاکہ لوگ جھوٹی ہاؤسنگ سکیم کی دھوکا دہی سے بچ سکیں۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ عوام الناس کو دھوکا دہی سے بچانے کے لئے اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ مختلف رہائشی سکیموں کی جانب سے لوگوں کو مرعوب کرنے کی غرض سے اخبارات میں جو پُرکشش اشتہارات دیئے جاتے ہیں، ان اشتہارات میں حکومت کی طرف سے ایک سرٹیفکیٹ بھی شائع کیا جائے جس کی تصدیق لوگ متعلقہ دفتر سے بآسانی کر سکیں تاکہ لوگ جھوٹی ہاؤسنگ سکیم کی دھوکا دہی سے بچ سکیں۔"

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! I oppose it

جناب سپیکر: کھگہ صاحب! آپ اپنی قرارداد کے حق میں بات کریں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ پنجاب میں ہزاروں نہیں لاکھوں لوگ جعلی ہاؤسنگ سکیموں کا شکار ہو چکے ہیں۔ ان میں لوگوں نے اپنی پنشن کی رقم اور خواتین نے اپنے زیوارات بیچ کر رقم جمع کرائی ہوتی ہے بعد میں جب اقساط پوری ہو جاتی ہیں تو لوگ پلاٹ لینے کے لئے جاتے ہیں تو انہیں کہا جاتا ہے کہ یہاں پلاٹ ہی نہیں ہے۔ میری صرف یہ گزارش ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے ایک ایسا سرٹیفکیٹ آ جائے کہ واقعی یہ اصل سکیم والے ہیں جعلی نہیں ہیں اور عوام دھوکا دہی اور نقصان سے بچ سکیں۔ اس میں کئی مثالیں ہیں کہ لوگوں نے پانچ پانچ سال اقساط جمع کرائی ہیں، اس میں میری فیملی بھی شامل ہے کہ انہوں نے پانچ سال اقساط جمع کرائیں اور اب پانچ سال بعد سکیم والے کہہ رہے ہیں

کہ آپ اپنے پیسے اسی rate پر لے جائیں۔ یہ بہت گھمبیر مسئلہ ہے اس لئے میری پورے ایوان سے گزارش ہے کہ اس پر غور کیا جائے اور اس قرارداد کو منظور کیا جائے۔ بہت شکریہ۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں ایک غلطی بتانا چاہتا ہوں کہ یہاں لفظ "مرعوب" لکھا ہوا ہے یہاں صحیح لفظ "مرغوب" آئے گا۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! ایل ڈی اے کی جانب سے عوام الناس کے مفاد اور انہیں دھوکا دہی سے بچانے کے لئے وقتاً فوقتاً غیر قانونی ہاؤسنگ سکیموں کے بارے میں اخبارات میں اشتہارات کے ذریعے لوگوں کو inform کیا جاتا ہے۔ جب کسی غیر قانونی سکیم کا اشتہار اخبار میں آتا ہے تو ایل ڈی اے اس کے متعلق عوام الناس کو فوری طور پر بذریعہ اشتہار مطلع کرتی ہے۔ اس کے علاوہ one window counter بنائے گئے ہیں جہاں پر پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیموں کے بارے میں مکمل معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔ ایل ڈی اے نے website پر پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیموں کے بارے میں تفصیلات فراہم کی ہیں۔ اس کے علاوہ رولز میں ترمیم کی ہے کہ کوئی سپانسر سکیم کا اخبارات میں اشتہار نہیں دے سکتا جب تک کہ وہ ایل ڈی اے سے NOC حاصل نہ کرے۔

جناب سپیکر! گورنمنٹ کے ادارے اور نیم سرکاری ادارے پابند ہوتے ہیں کہ DG(PR) کے ذریعے ان کے اشتہارات اخبارات کو جاتے ہیں لیکن پرائیویٹ سکیمیں براہ راست اخبارات کو اشتہارات دیتے ہیں اس لئے ہمارا وہاں پر check and balance نہیں ہوتا لیکن جو ہمارے purview میں آتے ہیں ان کو ہم روک سکتے ہیں۔ اب شاہ صاحب کا جو پوائنٹ ہے کہ جو پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیمیں ہیں ان کو روکا جائے تو اس کا ایک mechanism اور parameter موجود ہے، TMO's اور DCO's کے پاس اس کی منظوری ہوتی ہے اس لئے میں یہ کہوں گا کہ as such ان کا جو DG(PR) کے متعلق سوال تھا اس میں ہم گورنمنٹ کی سکیموں کے متعلق تو بالکل روکتے ہیں اور قانون کے مطابق عمل ہوتا ہے۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! گورنمنٹ کی سکیمیں تو ماشاء اللہ شاندار ہیں۔ میں نے پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیموں کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اخبارات میں یا ٹی وی پر جو پرائیویٹ سکیموں کے اشتہارات آتے ہیں تو ان کے پاس حکومت سے منظوری کا ایک سرٹیفکیٹ ہو تاکہ ہم لوگ جو غریب اور تھوڑے پیسوں والے ہیں سستے پیچ کے پیچھے اپنی تنخواہیں اور چھوٹی چھوٹی بچتیں کر کے چلے جاتے ہیں۔ ہمیں اس سے غریب عوام کو بچانا ہے۔ وزیر قانون ماشاء اللہ بہت سمجھدار ہیں اس کے لئے کوئی ایسا طریق کار بنا دیا جائے تاکہ آئندہ عوام کو بچایا جاسکے کیونکہ جو پہلے لٹ چکے ہیں وہ تو لٹ گئے ہیں بقایا تو بچ جائیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ جو resolution کھگہ صاحب نے پیش کی ہے اس کی wording کو اس طرح سے construe کیا جاسکتا ہے کہ اگر گورنمنٹ کی طرف سے سرٹیفکیٹ issue نہ کیا جائے تو پھر وہ اشتہار ہی جاری نہیں ہو سکتا۔ پھر اخبارات کا جو بزنس ہے اس پر بہت بڑی قدغن لگ جائے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر resistance ہو گی۔ اس بات کو oppose کیا جائے گا کیونکہ جو کوئی پرائیویٹ پارٹی ہے وہ پرائیویٹ اشتہار دے رہی ہے اور اخبار اس اشتہار کو چھاپ رہا ہے تو میرا خیال ہے کہ کھگہ صاحب اس کی wording کو تھوڑا درست کر لیں۔ اس پر یہ پابندی لگانا کہ جب تک گورنمنٹ سرٹیفکیٹ نہ دے اس وقت تک آپ اشتہار نہیں دے سکتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایسا قانون یا اختیار معزز ایوان recommend کرتا ہے تو اس کو بھی misuse کیا جاسکتا ہے اور پھر گورنمنٹ کئی ایسی جگہوں پر جہاں سرٹیفکیٹ جاری کرنا بنتا ہے وہاں پر بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی آفیسر اس میں reluctance کرے اس لئے اخبارات کو اس بات کا پابند کرنا کہ آپ روزانہ سرٹیفکیٹ کے لئے گورنمنٹ سے رجوع کریں پھر آپ اشتہار شائع کریں تو اس حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ اس پر بھی بحث ہو گی۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ دونوں بیٹھ کر with the consultation اس کو اچھے طریقے سے بنا لیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ سفارش کے انداز میں اس کو کر لیں اس کے مطابق پاس کر لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: پھر with the consultation اس پر بات ہو گی لہذا فی الحال اس کو pending کیا جاتا ہے۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں اتنا پڑھا لکھا نہیں ہوں لیکن میں اس کو صحیح کر کے دوبارہ پیش کر دوں گا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں انتہائی اہم قرارداد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے دنوں ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین نے ایک اس طرح کی statement دی ہے کہ فوج حکومت کو takeover کر لے۔ اس حوالے سے میں نے ایک مذمتی قرارداد یہاں پر جمع کروائی ہے کہ جمہوریت کی بساط لپیٹنے کے لئے اور جمہوری اداروں کو نقصان پہنچانے کے لئے اس طرح کی خواہش کی ہمیں مذمت کرنی چاہئے اور اس ایوان سے وہ قرارداد منظور کروا کر بھجوائی جانی چاہئے اور یہ out of turn آپ مجھے لینے کی اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! out of turn لینے کی اجازت نہیں دے سکتے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کا موقع دیا جائے کیونکہ میری بہت ضروری اور کام کی بات ہے۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب! آپ میرا تو کام ہونے دیں۔ چلیں، بات کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ نے تھوڑا وقت دے دیا ہے آپ کا بہت شکریہ۔ میں آپ کی توجہ عوام کی جان و مال کی حفاظت جو حکومت کی prime responsibility ہے، کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ راولپنڈی میں پچھلے کچھ عرصے سے جرائم میں بے پناہ اضافہ ہو گیا ہے۔ گزشتہ رات ایک دکان پر کچھ لوگ آئے ہیں اور باپ بیٹے کو قتل کر کے پیسے لے گئے ہیں۔ اس سے پہلے یہ ہوتا تھا کہ ڈاکو آتے تھے۔۔۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! اس کے بعد میری قرارداد ہے اور یہ ہمارا حق ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کا بھی حق ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ہمارا بھی حق ہے ہم بھی ایوان میں ووٹ لے کر آئے ہیں۔ ہمارا بھی اتنا ہی حق ہے جتنا کسی اور ممبر کا ہے۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب! اس پر پہلے بات ہو چکی ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اس پر پہلے بات نہیں ہوئی ہے۔ پہلے یہ ہوتا تھا کہ ڈاکو آتے تھے اور لوگوں سے چیزیں چھین کر چلے جاتے تھے لیکن پچھلے کوئی تین چار ہفتے سے سات لوگ قتل ہو چکے ہیں اور پچھلے تین دنوں میں تین لوگ قتل ہو چکے ہیں۔ ڈاکو آتے ہیں ذرا سی resistance کی جائے تو بندے کو مار کر چلے جاتے ہیں۔ گزشتہ رات پینتالیس سالہ باپ اور اس کا انیس سالہ بیٹا مین روڈ پر سوا بارہ بجے جا رہے تھے اور ڈاکوؤں نے ان سے پیسے چھینے ہیں اس پر انہوں نے تھوڑی سی مزاحمت کی تو ان کو قتل کر دیا گیا۔ اب لوگ ہمارے پاس آتے ہیں اس سے تین دن پہلے سی این جی سٹیشن مین روڈ پر اسی طرح کے لوگ آئے انہوں نے cashier سے پیسے چھینے اور اس کو گولی مار کر چلے گئے۔ اب ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ لوگ تو ہمارے پاس آتے ہیں اور چیخ و پکار کرتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب! آپ توجہ دلاؤ نوٹس لائیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میرے پاس اخبار ہے اس میں خبر آئی ہے۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب! اخبار کا میں کیا کروں؟ آپ توجہ دلاؤ نوٹس لائیں۔ بڑی مہربانی۔ تیسری قرارداد ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کی ہے۔

پنجاب کے تمام اضلاع میں لیڈی تھانوں کے قیام کا مطالبہ

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ پنجاب کے تمام اضلاع میں لیڈی تھانوں کا قیام یقینی بنایا جائے۔ اگر فوری طور پر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو موجود تھانوں میں خواتین کے لئے الگ کمرہ مختص کیا جائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ پنجاب کے تمام اضلاع میں لیڈی تھانوں کا قیام یقینی بنایا جائے۔ اگر فوری طور پر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو موجود تھانوں میں خواتین کے لئے الگ کمرہ مختص کیا جائے۔"

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس کو oppose نہیں کرتا لیکن میں محترمہ کی information کے لئے یہ عرض کرتا ہوں کہ تمام ماڈل پولیس سٹیشنوں میں حکومت کی طرف سے already اس کا بندوبست کیا گیا ہے اور باقی تھانوں

میں بھی پولیس ڈیپارٹمنٹ خواتین کے لئے علیحدہ Complaint Centre اور جگہ مختص کرنے کا پروگرام رکھتی ہے۔ اس میں عملے کی shortage ہے جوں جوں عملہ میسر آتا جائے گا تو اس پر عمل کیا جائے گا۔ یہ تو already کام ہو رہا ہے اگر اس کے باوجود محترمہ اس قرارداد کو پاس کروانا چاہتی ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! اگر یہ کام ہو رہا ہے تو قرارداد منظور کرنے میں کیا حرج ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! مجھے یہ بتائیں کہ جب وہ یہ کام کر ہی رہے ہیں تو پھر قرارداد کی کیا ضرورت ہے؟

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! پھر یہ متفقہ طور پر منظور کر لی جائے کیونکہ ان کا بھی یہی ارادہ ہے اور ابھی تک اسمبلی میں اس طرح کی کوئی قرارداد پیش نہیں کی گئی۔

جناب سپیکر: محترمہ! ارادہ ان کا بھی اور آپ کا بھی ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! اگر یہ اپوزیشن کی طرف سے پیش کر دی گئی ہے تو اس کو میرا خیال ہے کہ متفقہ طور پر منظور کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ! ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ بس آپ تشریف رکھیں۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ پنجاب کے تمام اضلاع میں لیڈی تھانوں کا قیام یقینی بنایا جائے۔ اگر فوری طور پر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو موجود تھانوں میں خواتین کے لئے الگ کمرہ مختص کیا جائے۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اگلی قرارداد محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

آئین میں درج انسانی حقوق کو نصاب کا حصہ بنانے کا مطالبہ

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ آئین میں درج بنیادی انسانی حقوق کو نصاب کا حصہ بنایا جائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ آئین میں درج بنیادی انسانی حقوق کو نصاب کا حصہ بنایا جائے۔"

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اس میں اگر ایک ترمیم کر دی جائے تو یہ قرارداد پھر زیادہ بہتر ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ آئین میں درج بنیادی انسانی حقوق کو نصاب کا حصہ بنایا جائے"

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں "ناں" کہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اب آپ نے کیا کرنا ہے؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! مجھے بات تو کرنے دی جائے۔

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے کیونکہ آواز کے حساب سے قرارداد کے حق میں "ہاں" والوں کی تعداد زیادہ ہے اور "ناں" والے کم ہیں لہذا قرارداد منظور ہوتی ہے۔

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب سپیکر: اگلی قرارداد محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کی ہے۔ وہ اپنی قرارداد پیش کریں۔

فوڈ سٹریٹس کی طرز پر بک سٹریٹس بنانے کا مطالبہ

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ فوڈ سٹریٹ کی طرز پر بک سٹریٹس بھی بنائی جائیں تاکہ نئی نسل میں کتابوں سے لگاؤ، دلچسپی اور لگن پیدا ہو۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ فوڈ سٹریٹ کی طرز پر بک سٹریٹس بھی بنائی جائیں تاکہ نئی نسل میں کتابوں سے لگاؤ، دلچسپی اور لگن پیدا ہو۔"

اس کو کسی نے oppose نہیں کیا۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں بات کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: مجھے بات کرنے دیں اور مجھے ایسے نہ ٹوکا کریں۔This is not good. I will not allow.

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! یہ میرا right ہے کہ میں اس کو oppose کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ oppose کر دیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں اس کو oppose کرتا ہوں۔ پہلے بھی آپ نے مجھے بات کرنے نہیں دی۔

جناب سپیکر: میں نے کہا کہ ان کے حق میں زیادہ ووٹ ہیں۔ کیا آپ جمہوریت پر یقین نہیں رکھتے؟ آپ اس کو بھی oppose کریں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں بالکل oppose کرتا ہوں کیونکہ الیکٹرانک کا دور ہے۔

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ فوڈ سٹریٹ کی طرز پر بک سٹریٹس بھی بنائی جائیں تاکہ نئی نسل میں کتابوں سے لگاؤ، دلچسپی اور لگن پیدا ہو۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! مجھے اپنا مدعا بیان کرنے کی اجازت تو دی جائے۔

جناب سپیکر: اگر پہلے ہوتا تو پھر علیحدہ بات تھی۔ جی، قائد حزب اختلاف میاں محمود الرشید متحدہ قومی موومنٹ کے قائد کے بیان کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک پیش کرنا چاہتے ہیں۔ جی، محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے متحدہ قومی موومنٹ کے قائد

الطاف حسین کے بیان کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے متحدہ قومی موومنٹ کے قائد الطاف حسین کے بیان کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے متحدہ قومی موومنٹ کے قائد الطاف حسین کے بیان کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

متحدہ قومی موومنٹ کے قائد الطاف حسین کا بیان "فوج ٹیک اوور کرے" کی پُرزور مذمت

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان متحدہ قومی موومنٹ کے قائد الطاف حسین کے بیان پر کہ "فوج حکومت کو takeover کر کے اور اقتدار اپنے ہاتھوں میں لے لے" پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے اس کی پُرزور مذمت کرتا ہے اور اس عزم کا اظہار کرتا ہے کہ وہ ایسی کسی بھی سوچ کی مخالفت کرتا رہے گا۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان متحدہ قومی موومنٹ کے قائد الطاف حسین کے بیان پر کہ "فوج حکومت کو takeover کر کے اور اقتدار اپنے ہاتھوں میں لے لے" پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے اس کی پُرزور مذمت کرتا ہے اور اس عزم کا اظہار کرتا ہے کہ وہ ایسی کسی بھی سوچ کی مخالفت کرتا رہے گا۔"

اس قرارداد کی چونکہ مخالفت نہیں کی گئی ہے لہذا یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان متحدہ قومی موومنٹ کے قائد الطاف حسین کے بیان پر کہ "فوج حکومت کو takeover کر کے اور اقتدار اپنے ہاتھوں میں لے لے" پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے اس کی پُرزور مذمت کرتا ہے اور اس عزم کا اظہار کرتا ہے کہ وہ ایسی کسی بھی سوچ کی مخالفت کرتا رہے گا۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس کل بروز بدھ مورخہ 12-مارچ 2014 صبح 10:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

250

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،12۔مارچ 2014

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات امور نوجوانان، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

(اے) مسودات قانون کا ایوان میں پیش کیا جانا

1۔ مسودہ قانون (ترمیم) کارکردگی، نظم وضبط و جوابدہی ملازمین پنجاب 2014

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) کارکردگی، نظم وضبط و جوابدہی ملازمین پنجاب 2014 ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ مسودہ قانون (ترمیم) سول سرونٹس پنجاب 2014

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) سول سرونٹس پنجاب 2014 ایوان میں پیش کریں گے۔

3۔ مسودہ قانون (ترمیم) لائیو سٹاک بریڈنگ پنجاب 2014

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) لائیو سٹاک بریڈنگ پنجاب 2014 ایوان میں پیش کریں گے۔

4۔ مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب شہروں کی ترقی 2014 (مسودہ قانون نمبر 1 بابت 2014)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب شہروں کی ترقی 2014، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب شہروں کی ترقی 2014 منظور کیا جائے۔

250

5۔ مسودہ قانون (ترمیم) لاہور گیریژن یونیورسٹی 2014 (مسودہ قانون نمبر 2 بابت 2014)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) لاہور گیریژن یونیورسٹی 2014، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے تعلیم نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) لاہور گیریژن یونیورسٹی 2014 منظور کیا جائے۔

251

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا ساتواں اجلاس

بدھ، 12-مارچ 2014

(یوم الاربعاء، 10-جمادی الاوّل 1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 58 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر کرنے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَاۗءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا ۝61
وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ۝62
وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَي الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ
قَالُوْا سَلٰمًا ۝63 وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ۝64

سُوْرَۃُ الفرقان آیات 61 تا 64

اور (اللہ) بڑی برکت والا ہے جس نے آسمانوں میں برج بنائے اور ان میں (آفتاب کا نہایت روشن) چراغ اور چمکتا ہوا چاند بھی بنایا (61) اور وہی تو ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے والا بنایا۔ (یہ باتیں) اس شخص کے لئے جو غور کرنا چاہے یا شکر گزاری کا ارادہ کرے (سوچنے اور سمجھنے کی ہیں) (62) اور اللہ کے بندے تو وہ ہیں جو زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے (جاہلانہ) گفتگو کرتے ہیں تو سلام کہتے ہیں (63) اور جو وہ اپنے پروردگار کے آگے سجدے کر کے اور (عجز و ادب سے) کھڑے رہ کر راتیں بسر کرتے ہیں (64)

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

اے ختم رُسل اے شاہ زمن
اے پاک نبی رحمت والے
تو جان سُخن موضوع سُخن
اے پاک نبی رحمت والے
اے عُقدہ کشائے کون و مکاں
تیرے وصف نہیں محتاج بیاں
عاجز ہے زباں قاصر ہے دہن
اے پاک نبی رحمت والے
اے پاک شجر کے پاک ثمر
تارے ہیں نبی اور تو ہے قمر
ہے ماہ جبیں تیری ایک کرن
اے پاک نبی رحمت والے
اے بدر و حنین کے راہنما
اے فاتح خیبر کے مولا
تیرا ایک اشارہ کفر
اے پاک نبی رحمت والے

تعزیت

سابق معزز ممبر اسمبلی جناب میر بادشاہ خان آفریدی کی وفات پر دعائے مغفرت

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اس سے پہلے کہ ہم ایجنڈا کی کارروائی شروع کریں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس ایوان کے سابق معزز ممبر جناب میر بادشاہ خان آفریدی جو بڑے بارونق آدمی تھے رضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی)

سوالات

(محکمہ جات امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت کے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور منسٹر صاحب ان کے جوابات دیں گے۔ مجھے خوشی ہے کہ آج پہلا سوال دینے والے کی چھٹی ہے، وہ abroad ہیں لہذا اس کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔ سوال نمبر بولیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: سوال نمبر 133 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

بہاولپور: چولستان میں سیاحت کے فروغ کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*133: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چولستان ممتاز آثار قدیمہ اور اپنے مخصوص کلچر کی بنیاد پر اس خطہ میں ایک ممتاز نام رکھتا ہے؟

(ب) کیا حکومت اس علاقے میں سیاحت کے فروغ کے لئے کوئی اقدامات اٹھا رہی ہے؟
(ج) چولستان میں محکمہ سیاحت کے تحت کل کتنے ریسٹ ہاؤسز ہیں؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ چولستان ممتاز آثار قدیمہ اور اپنے مخصوص کلچر کی بنیاد پر اس خطہ میں ایک ممتاز نام رکھتا ہے۔

(ب) جی ہاں! ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن آف پنجاب (TDCP) 2005 سے اس علاقہ میں ہر سال "ٹی ڈی سی پی" چولستان جیپ ریلی" باقاعدگی سے منعقد کروا رہی ہے جسے دیکھنے کے لئے پورے ملک سے تقریباً ایک لاکھ کے قریب لوگ آتے ہیں۔ نیز ضلع بہاولپور میں لال سوہانرا نیشنل پارک میں چھ کمروں پر مشتمل ایک ریزارٹ ٹی ڈی سی پی نے تعمیر کر رکھا ہے جس کی مزید اپ گریڈیشن تکمیل کی آخری مراحل میں ہے۔

(ج) چولستان کے علاقہ میں محکمہ سیاحت کا کوئی ریسٹ ہاؤس نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! مجھے چولستان کے حوالے سے یہ سوال پوچھنا ہے کہ جواب میں انہوں نے جیپ ریلی کا تذکرہ کیا ہے وہ جو area ہے اس area کے اندر جو وہاں کے سابق حکمران نواب صادق خان عباسی تھے، وہاں پر بہت ساری ایسی چیزیں ہیں کہ جس کو ہم سیاحت کے لئے مختص کر سکتے ہیں۔ National Heritage قرار دے سکتے ہیں۔ چولستان کی مخصوص ثقافت بہت پرانی ہے اس حوالے سے محکمہ کیا vision رکھتا ہے؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت اہم سوال ہے جو ہمارے فاضل دوست نے کیا ہے۔ بدقسمتی یہ رہی ہے کہ چولستان اور خاص طور پر اس ریجن کے اندر جتنا historically اور culturally rich علاقہ ہے اس کو ماضی میں tap نہیں کیا گیا اور جس طرح awareness آ رہی ہے اس کو بہتر کیا جا رہا ہے۔ جیپ ریلی جس کی یہ بات کر رہے ہیں جب یہ شروع کی گئی تو اس میں تین سے چار ہزار لوگ شریک ہوتے تھے۔ اس سال میں خود وہاں پر موجود تھا اور اس دفعہ لوگوں کی تعداد ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ تھی جو اس جیپ ریلی کو دیکھنے کے لئے وہاں پر موجود تھے۔ نہ صرف پورے پاکستان سے بلکہ دنیا کے مختلف مقامات سے لوگ یہاں پر تشریف لائے تھے اور یہاں پر جو دراوڑ فورٹ ہے اس پر already

ہمارا focus ہو چکا ہے۔ وہاں کے جو وارثان ہیں ان سے ہم پچھلے دو سال سے بات چیت کر رہے ہیں اگر آپ خود اتنے بڑے treasure کو سنبھال نہیں سکتے تو کیا حکومت اس کو takeover کر لے اور اس پر پیسا لگانا شروع کرے؟ اسی طرح یہاں پر حکومت دو rest houses بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ اس علاقے کے اندر desert جو کہ سفاری ہے اس کو بھی شروع کرایا جا سکے۔ یہاں پر جو تہذیب موجود ہے اس کے جو artifacts اور crafts ہیں اس کے لئے ہم ایک جامع پلان سمال انڈسٹریز کے ساتھ مل کر بنا رہے ہیں اور hopefully اگلے چھ ماہ میں یا اگلی جیپ ریلی جب آئے گی تو اس میں آپ کو اس سال کے مقابلے میں نمایاں تبدیلیاں نظر آئیں گی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں ایک correction کرنا چاہوں گا۔ میرے معزز منسٹر نے اس ریلی کے حوالے سے جو بات کی ہے، ڈاکٹر صاحب بھی اس بات کی گواہی دیں گے کہ یہ جیپ ریلی اس وقت کے دور میں پہلی دفعہ جب میں منسٹر تھا تو اس وقت یہ میرے end سے حکومت کے اندر شروع کی گئی تھی۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ جو انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ دو چار ہزار بندے دیکھنے آتے تھے میں ان کی اطلاع کے لئے correction کر دوں کہ جو متعلقہ ایم پی اے صاحبان اس ضلع کے ہیں وہ اس بات کی گواہی دیں گے کہ اس وقت بھی وہاں پر لوگوں کا ہجوم ہوتا تھا اور تقریباً تیس، چالیس، پچاس ہزار تک لوگ اس کو دیکھنے آیا کرتے تھے۔ وہ صرف ایک دن پر محیط نہیں ہوتا تھا بلکہ جیپ ریلی کے ساتھ دوسرے میلہ جات بھی وہاں پر لگائے جاتے تھے وہ تقریباً چار سے پانچ روز تک جاری رہتا تھا۔ میں بس point of explanation پر یہی بات کہنا چاہتا تھا۔

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی اچھا اقدام ہو تو اس کو appreciate کرنا چاہئے۔ ایک بہترین کاوش کا آغاز کیا گیا تھا جس کی وجہ سے اس علاقے کے اندر دن بہ دن بہتری آ رہی ہے تو میں سابقہ منسٹر کو اس پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! سابق منسٹر تو میں تھا۔

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! یہ جو دونوں سابق منسٹر صاحبان تھے میں ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! پیشتر اس کے کہ ہم ضمنی سوالات کی طرف بڑھیں۔ ہمارے انڈیا سے معزز مہمان آئے ہوئے ہیں، جن میں ورندر سنگھ، مسٹر اواتر سنگھ، مسٹر راج پال سنگھ، مسٹر یاوندر سنگھ، مسٹر جسوندر سنگھ، اور ہر وندر سنگھ شامل ہیں، ہم ان سب کو اس ایوان میں آمد پر خوش آمدید کہتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں آپ کی بات کو second کرتا ہوں اور میں اپنی اور اپنے تمام دوستوں کی طرف سے معزز مہمانوں کو ایوان میں خوش آمدید کہتا ہوں۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! شاید وزیر موصوف بھی کچھ کہنا چاہتے ہوں تو میرا خیال ہے کہ پھر ذرا انتظار کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق اور اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! جس طرح آپ نے ان تمام معزز مہمانوں کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے خوش آمدید کہا ہے تو میں بھی ان تمام دوستوں کو جو انڈیا سے تشریف لائے ہیں اور اس وقت Visiting Gallery میں بیٹھے ہیں on the behalf of the Punjab Government کو خوش آمدید کہتا ہوں اور صرف اس جملے کے ساتھ "کہ محبت کی کبھی سرحدیں نہیں ہوتیں" اس لئے ہم آپ کے بہت شکر گزار ہیں کہ آپ یہاں پر تشریف لائے ہیں۔ بہت شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ جیپ ریلی ایک اچھا event ہے اور میاں محمد اسلم اقبال صاحب نے شروع کیا تھا ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور رانا صاحب نے اس کو آگے بڑھایا ان کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں لیکن یہ جو جیپ ریلی ہے اس میں غریب آدمی کی practical participation نہیں ہوتی اور high-ups وہاں شغل میلے کا ایک سلسلہ شروع کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! اتنی بڑی شاباش میاں صاحب کو دی گئی ہے اور آپ نے ساری بات کو الٹ پلٹ کر دیا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اس کو الٹ پلٹ نہیں کر رہا، میں اس کی نفی نہیں کر رہا ہوں اور میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ اس ریلی کو بند کر دیا جائے۔ میں نے تو ان کی حوصلہ افزائی اور ان کا شکریہ ادا کیا ہے۔ رانا مشہود صاحب نے بڑی محنت کر کے پنجاب میں یوتھ فیسٹیول کا بہت بڑا event کروایا

ہے اور اس میں دن رات یہ مصروف رہے ہیں۔اس حوالے سے اچھا کام کیا ہے اور وہ محنت کرتے ہیں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ چولستان کا ایک اپنا کلچر ہے وہاں کی ثقافت ہے، وہاں پر دستکاری ہے، اس کے حوالے سے ایک ہفتہ event ہر سال گورنمنٹ اپنی supervision کے اندر وہاں پر ترتیب دے اس سے ہر سطح کے لوگوں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔کیا اس قسم کا پروگرام arrange کرنے کے لئے کوئی منصوبہ بندی کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! پہلے میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ نے بھی کبھی چولستان میں جا کر ریلی دیکھی ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے دیکھی ہے۔

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! ڈاکٹر سید وسیم اختر ہمارے بڑے پرانے دوست، ساتھی ہیں اور یہ ہمیشہ بڑے اچھے طریقے سے اپنے آپ کو ایوان میں carry کرتے ہیں۔ جو چولستان جیپ ریلی ہے اس کے ساتھ بہت زیادہ لوگوں کے کاروبار وابستہ ہو چکے ہیں کیونکہ جب اتنی بڑی تعداد میں لوگ وہاں پر آتے ہیں تو وہاں کے لوگ اپنے گھر کرائے پر دیتے ہیں۔ وہاں پر ایک نیا کلچر develop ہو گیا ہے کہ وہاں پر چونکہ گیسٹ ہاؤسز اور ہوٹلوں کی کمی ہے تو وہاں کے مقامی لوگ اپنے گھروں میں paying guest کے طور پر لوگوں کو رکھتے ہیں۔ جیسے چولستان اور خصوصاً بہاولپور کی کڑاہی کے حوالے سے research آئی ہے اس میں چولستان جیپ ریلی میں جو لوگ دُور دُور سے شریک ہوتے ہیں اس کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ چولستان میں ہم اگلے سال جو کرنے جا رہے ہیں اس حوالے سے میں ایوان کو یہ بتانا چاہوں گا کہ دراوڑ فورٹ کا notification حکومت نے already جاری کر دیا ہوا ہے اور اس کو protected side بھی declare کر دیا ہوا ہے۔ وہاں ہم عباسی فیملی کے notice میں لے کر آ چکے ہیں کہ اس پر حکومت جو کام کرنا چاہ رہی ہے اس کی protection کے لئے اگلے سال مارچ تک اگر آپ نے اجازت نہ دی تو اس کو باقاعدہ حکومت take-over کر لے گی تاکہ اتنا بڑا heritage ضائع نہ ہو اور اس پر ہم کام کریں۔ چولستان کے حوالے سے جو کلچر ہے یعنی گانے یا میوزک ہے اس کو promote کرنے کے لئے ڈاکٹر وسیم اختر صاحب کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنا دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ پہلے اُن سے میوزک کا پوچھ لیں کہ میوزک کو promote کرنا چاہئے؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ اگلے سال زیادہ بہتر طریقے سے ہم جو ایک ہفتے کا پروگرام کرائیں گے اس میں local stake holders کو شامل کر کے کرائیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! رانا مشہود صاحب نے اس حوالے سے جو بات کی ہے یہ ایک خیر کا کام ہے اور میں اس میں پوری طرح participate کرنے کے لئے تیار ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں چولستان کے حوالے سے بات کر رہا ہوں تو ابھی تھر کا جو معاملہ ہوا ہے وہ انتہائی شرمناک ہے جس میں براہِ راست وزیر اعلیٰ سندھ اس کے ذمہ دار ہیں۔ اسی طرح وہاں کے کمشنر، ڈی سی وغیرہ لگے ہوئے ہیں ان کی براہِ راست ذمہ داری ہے۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے اس کا notice لے لیا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! Notice تب لیا جب وقت گزر گیا۔ وہاں بے چارے اتنے بچے اپنی جان ہار گئے اور حکومت بیٹھی رہی کہ شاید کیڑے مکوڑے مر گئے ہیں کوئی انسان نہیں ہیں۔ اس طرح کا رویہ بڑا شرمناک ہے اور ظاہری بات ہے کہ ہم بھی اس پر احتجاج کرتے ہیں۔ جو notice لیا ہے اچھا کیا ہے لیکن main responsible لوگ یعنی وزیر اعلیٰ سندھ، کمشنر یا ڈی سی کو sack کیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر! دوسری بات میں یہ عرض کروں گا کہ چولستان میں پچھلے پانچ چھ مہینے سے کوئی بارش نہیں ہو رہی تو وہاں پر بھی drought کی کیفیت پیدا ہو رہی ہے لہذا میں حکومت کو بہت پہلے ہی متنبّہ کر رہا ہوں کہ ابھی اس کا بندوبست کرنے کی کوئی منصوبہ بندی کریں۔

MR SPEAKER: Order please. Order in the House.

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! جہاں تک تھر کا issue ہے frankly حکومت پاکستان اور حکومت پنجاب کا vision بڑا clear ہے کہ وقت آئے گا تو جو لوگ بھی اس میں ملوث ہیں یعنی جن کی غیر ذمہ داری کی وجہ سے یہ ہوا اُن کے اوپر بھی الزام لگے گا لیکن اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم سب کچھ بھول کر اپنے ان بہنوں، بھائیوں اور بچوں کے لئے جو کچھ کر سکتے ہیں ہمیں کرنا چاہئے۔ حکومتیں اس حوالے سے ذمہ داروں کا تعین بھی کریں گی اور ان کے خلاف کارروائی بھی ہو گی لیکن وقت کی آواز یہ ہے اور میں ایوان کی طرف سے بھی کہوں گا کہ ہم سب کو مل کر جو حصہ ہم ڈال سکتے ہیں ہمیں ڈالنا چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! ایک ضمنی سوال ہے۔

MR SPEAKER: It will be last supplementary on this question. Ok?

سردار وقاص حسن موکل: جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میرا منسٹر صاحب سے سوال صرف یہ ہے کہ جیپ ریلی، فورٹ دراوڑ اور چولستان کی national heritage کی بات کر رہے ہیں تو اس کے فروغ کے لئے تو اقدامات ہیں لیکن اس کی preservation کے لئے کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں کیونکہ اگر کسی بھی جگہ پر ایک لاکھ سے زائد عوام آتی ہے تو وہاں پر بہت زیادہ گند اور اس طرح کے مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔ اگر آنے والے وقت میں اس جگہ کو ہم preserve ہی نہیں کریں گے تو فروغ کیا کریں گے؟ وزیر موصوف ذرا اس کو highlight کر دیں کہ جیپ ریلی یا ان events کے بعد یا پہلے یہ کس قسم کے اقدامات کر رہے ہیں تاکہ آنے والی نسلوں تک یہ چیز ایسے ہی چلتی رہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میرے خیال میں موکل صاحب نے ماشاء اللہ دنیا بھی لازمی دیکھی ہو گی کیونکہ یہ پڑھے لکھے ہمارے دوست ہیں۔ جہاں پر tourist زیادہ جاتے ہیں وہاں پر چیزیں خود بخود سنبھلنا شروع ہو جاتی ہیں اور infrastructure develop ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ میں نے جتنا study کیا ہے ان علاقوں میں اس طرح کے initiatives لینے کا مقصد بھی یہ ہوتا ہے کہ دنیا کا رُخ اس طرف ہو اور وہاں کا infrastructure develop ہو۔ میں مثال یہ دوں گا کہ جس وقت یہ ریلی شروع کی گئی تھی تو اس وقت وہاں پر علاقے اور سڑکوں کی حالت اور آج کی حالت میں فرق آنے کی بہت بڑی وجہ یہ ہے کہ وہاں پر اتنی زیادہ تعداد میں لوگ جانا شروع ہو گئے۔ میں یہ بھی ایوان کو بتانا چاہوں گا کہ وہاں پر کم از کم 80 ہزار لوگ جو غریب اور متوسط طبقے سے تعلق رکھتے ہیں، جو اس میں شرکت اس لئے کرتے ہیں کہ ان کے کاروبار چلتے ہیں۔ جب اتنی بڑی تعداد میں لوگ آتے ہیں تو hopefully ہر آئندہ آنے والا سال نہ صرف کلچر کی promotion اور اس کلچر کی preservation میں بلکہ اس علاقے کے infrastructure کی ڈویلپمنٹ میں یہ بہت بڑا کردار ادا کرے گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: شاباش۔ اگلا سوال محترمہ شمیلہ اسلم صاحبہ کا ہے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! سوال نمبر 154 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع وہاڑی: ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی کے ممبران و دیگر تفصیلات

***154: محترمہ شمیلہ اسلم:** کیا وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع وہاڑی میں کھیلوں کے فروغ کے لئے ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی بنائی گئی ہے اس کمیٹی کے ممبران کے نام اور نوٹیفکیشن سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) وہاڑی ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی کو مالی سال 13-2012 کے دوران کتنے فنڈز فراہم کئے گئے اور کمیٹی نے ان فنڈز کو کہاں کہاں خرچ کیا؟

(ج) کیا ہاکی کے فروغ کے لئے حکومت پنجاب ضلع وہاڑی میں خورشید انور سٹیڈیم میں آسٹروٹرف بچھانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو کب تک؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) جی ہاں! سپورٹس بورڈ پنجاب کے ترمیم شدہ قواعد کے مطابق ڈسٹرکٹ لیول پر ڈسٹرکٹ سپورٹس اینڈ یوتھ ڈویلپمنٹ کونسل تشکیل دی گئی ہے۔ کونسل کے کنوینئر میاں عمران خان دولتانہ ہیں جبکہ دیگر ممبران میں آصف سعید خان منہیس ممبر صوبائی اسمبلی پی پی۔238، جناب محمد نعیم اختر خان بھابھا ممبر صوبائی اسمبلی پی پی۔237، ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر وہاڑی، ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر ایجوکیشن وہاڑی، ڈپٹی ڈائریکٹر کالجز وہاڑی، چودھری خلیل احمد سیکرٹری وہاڑی کلب، زاہد منیر بھٹی صدر ڈسٹرکٹ ہاکی ایسوسی ایشن وہاڑی اور ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر وہاڑی شامل ہیں۔

(ب) ڈسٹرکٹ سپورٹس اینڈ یوتھ ڈویلپمنٹ کونسل وہاڑی کو مالی سال 13-2012 میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ وہاڑی کی جانب سے چوبیس لاکھ اڑتیس ہزار روپے کے فنڈز موصول ہوئے۔ یہ فنڈز پنجاب یوتھ فیسٹیول 2012 کے سلسلے میں ضلعی سطح پر مقابلوں کے انعقاد، ضلعی لیول پر نقد انعامات، ڈویژن کی سطح پر ہونے والے انٹر ڈسٹرکٹ مقابلوں اور صوبائی سطح کے

مقابلوں میں شرکت پر خرچ کئے گئے اس کے علاوہ جشن آزادی کے موقع پر وہاڑی اور میلسی میں کھیلوں کے مقابلوں کے انعقاد پر خرچ کئے گئے۔

(ج) خورشید انور سٹیڈیم وہاڑی میں فی الحال آسٹروٹرف بچھانے کا کوئی منصوبہ حکومت کے زیر غور نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! جز (ب) میں بتایا گیا ہے کہ ڈسٹرکٹ وہاڑی کو سال 13-2012 کے درمیان 24 لاکھ 38 ہزار روپے کے فنڈز موصول ہوئے لیکن میں نے پوچھا یہ ہے کہ جتنی بھی وہاں پر games ہوئیں اُن پر علیحدہ علیحدہ سے بتایا جائے کہ کتنے پیسے خرچ کئے گئے اور جو میڈلز دیئے گئے اُن پر کتنی رقم خرچ ہوئی جس کی اس میں detail نہیں دی گئی؟

جناب سپیکر: انہوں نے جو detail دی ہے اس کو آپ check کر لیں۔

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں اس میں یہ سمجھتا ہوں کہ محترمہ وہاں وہاڑی سے بہت فعال ممبر ہیں، تمام اداروں کے اندر ان کا جانا بھی ہوتا رہتا ہے اور یہ personal interest بھی لیتی ہیں۔ یہ چیز تو ان کو ہمیں بتانی چاہئے تھی کہ کتنی چیزیں use ہوئیں اور اس میں کتنا فرق ہے؟ میں اس ایوان کے توسط سے یہ بتانا چاہوں گا کہ overall detail جو پوچھی گئی تھی وہ بتا دی تھی۔ اگر ان کو پوری detail چاہئے تو already سپورٹس بورڈ یہاں پر موجود ہے۔ یہ اجلاس کے بعد بیٹھ جائیں تو ہم ان کو ایک ایک چیز کی detail آج ہی provide کر دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، اگلا ضمنی سوال کریں۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! سوال کے جز (ج) میں بتایا گیا ہے کہ ہاکی کے فروغ کے لئے حکومت پنجاب ضلع وہاڑی میں خورشید انور سٹیڈیم میں آسٹروٹرف بچھانے کا ارادہ نہیں رکھتی۔ صورتحال یہ ہے کہ وہاڑی نے ہاکی کے کئی نامور کھلاڑی پیدا کئے ہیں جن میں وسیم رندھاوا اور کاشف شیروانی وغیرہ شامل ہیں۔ جب وہاں پر سپورٹس فیسٹیول ہو رہا تھا تو وہاں پر آسٹروٹرف بچھانے کے لئے ڈی سی او وہاڑی نے ایک کثیر رقم کا اعلان کیا تھا تو میں جاننا چاہ رہی ہوں کہ جس رقم کا اعلان کیا گیا تھا، کیا اس کے تحت ابھی آسٹروٹرف بچھائی جائے گی یا نئے بجٹ میں اس کے لئے رقم مختص کی جائے گی؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! یہ 8- جون کا سوال ہے اور اس کا جواب 31- جولائی 2013 کو آیا تھا۔ اس کے بعد کی ڈویلپمنٹ یہ ہے کہ حکومت نے اس کے لئے آسٹروٹرف کے لئے منظوری دے دی ہوئی ہے اور اس سال کے اندر ہی وہاں پر آسٹروٹرف کا process start ہو جائے گا کیونکہ اس میں باقاعدہ پوری دنیا میں best آسٹروٹرف کے لئے ٹینڈر کرنے ہوتے ہیں تو ان کے لئے اور وہاڑی کے لئے خوشخبری یہ ہے کہ اس سال وہاڑی کے اندر آسٹروٹرف آ جائے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کو مبارک ہو۔

محترمہ شمیلہ اسلم: بہت شکریہ

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ کا ہے لیکن وہ ملک سے باہر ہیں لہذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کا ہے۔ سوال نمبر بولیں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 382 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پاکپتن: پی پی-229 میں کھیلوں کے لئے گراؤنڈز بنانے کی تفصیلات

*382: جناب احمد شاہ کھگہ: کیا وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پاکپتن میں کون کون سی کھیلوں کے گراؤنڈز ہیں؟

(ب) کیا پاکپتن کے حلقہ پی پی-229 کی عوام کے لئے کھیلوں کی گراؤنڈز میسر ہیں تو کہاں کہاں اور کون کون سی کھیلوں کی گراؤنڈز ہیں؟

(ج) اگر کھیلوں کی گراؤنڈز میسر نہ ہیں تو کیا حکومت پنجاب حلقہ کی عوام کے لئے کرکٹ، ہاکی، فٹبال اور دوسری کھیلوں کی گراؤنڈز بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) پاکپتن میں مندرجہ ذیل کھیلوں کے گراؤنڈز ہیں۔

1- سپورٹس سٹیڈیم SP/36 پاکپتن۔ 2- پلے گراؤنڈز نزد لاری اڈا پاکپتن

3- ریلوے کرکٹ گراؤنڈ پاکپتن 4- بیڈمنٹن ہال TMA پاکپتن

5- ضیاء شہید سٹیڈیم عارفوالہ 6- الہلال فٹبال گراؤنڈ عارفوالہ
7- بیڈمنٹن ہال عارفوالہ 8- ہاکی گراؤنڈ عارفوالہ

مندرجہ بالا کھیلوں کے گراؤنڈ میں کرکٹ، ہاکی، فٹبال، والی بال اور دیگر تمام گیمز کے مقابلہ جات منعقد ہوتے ہیں۔

(ب) حلقہ پی پی-229 میں عوام کے لئے کوئی مناسب کھیلوں کے گراؤنڈز میسر نہ ہیں۔ علاوہ ازیں مندرجہ ذیل گورنمنٹ ہائر/ ہائی سکولز میں کھیلوں کے گراؤنڈز موجود ہیں۔

1-	گورنمنٹ ہائی سکول 29/SP	فٹبال، ہاکی، کرکٹ اور باسکٹ بال
2-	گورنمنٹ ہائی سکول 83/D	فٹبال، ہاکی اور کرکٹ
3-	گورنمنٹ ہائی سکول 70/D	فٹبال اور کرکٹ
4-	گورنمنٹ ہائی سکول نورپور	فٹبال اور ہاکی
5-	گورنمنٹ ہائی سکول 96/D	فٹبال اور والی بال
6-	گورنمنٹ ہائی سکول ڈھپی	فٹبال، ہاکی اور کرکٹ
7-	گورنمنٹ ہائی سکول 27/SP	فٹبال اور باسکٹ بال
8-	گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول ملکہ ہانس	باسکٹ بال

(ج) حکومت پنجاب حلقہ کی عوام کے لئے کرکٹ، ہاکی، فٹبال، اور دوسری کھیلوں کے گراؤنڈز جلد بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! انہوں نے جواب دیا ہے کہ اس حلقہ میں کل آٹھ سکول ہیں جن میں گراؤنڈز ہیں۔ میرا ضمنی سوال اور گزارش بھی ہے کہ آٹھ نمبر پر گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول ملکہ ہانس ہے۔

جناب سپیکر: آپ گزارش کسی اور طرف نہ کریں۔ آپ نے گزارش نہیں کرنی کیونکہ آپ معزز ممبر ہیں۔ آپ سوال پوچھ سکتے ہیں جس کا جواب لے سکتے ہیں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میری request یہ ہے کہ ملکہ ہانس ایک تاریخی قصبہ ہے جس میں حضرت وارث شاہ صاحب نے بیٹھ کر ہیر بھی لکھی ہے اور اس کی آبادی یقیناً پچاس ہزار کے قریب ہے۔ اس میں صرف باسکٹ بال کا ایک چھوٹا سا گراؤنڈ ہے۔ اس قصبے میں محکمہ اوقاف کا سینکڑوں ایکڑ رقبہ بھی

پڑا ہے لہذا مہربانی فرما کر گراؤنڈ کے لئے دو چار ایکڑ دے دیا جائے کیونکہ ملکہ ہانس کے باسیوں کی بہت دیرینہ خواہش بھی ہے۔ میں ان سے یہ request بھی کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ پھر کیا کر رہے ہیں؟

جناب احمد شاہ کھگہ: چلو نہیں کرتا۔ براہِ مہربانی مجھے یہاں گراؤنڈ کے لئے کوئی یقین دہانی کرائیں اور اسی سال اس کا افتتاح بھی رانا صاحب خود کریں کیونکہ یہ بڑے سپورٹس مین ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ ملکہ ہانس گراؤنڈ کے لئے اگر یہ کوئی یقین دہانی کرادیں تو مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! ان کی یہ supplementary request ہے۔

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں دو چیزیں اس ایوان کے notice میں لے کر آنا چاہتا ہوں کہ سپورٹس کلچر کا revival ہے اس پر باقاعدہ پوری working موجود ہے اور پاکستان کی تاریخ میں سال 12-2011 کے اندر پہلی دفعہ یہ ہوا کہ ہم نے پورے پنجاب کے اندر پہلی دفعہ 4 ہزار 312 گراؤنڈز کو identify کیا، اُن کا nomenclature تبدیل کر کے باقاعدہ یہ کیا کہ ان گراؤنڈز کے اندر اب کوئی اور activity نہیں ہو سکے گی، ان پر قبضہ نہیں ہو سکے گا، یہاں پر کوئی پلازے نہیں بن سکیں گے اور یہ حکومت پنجاب کا ان گراؤنڈز کی identification کے بعد وہاں پر سپورٹس فیسٹیول اور پھر سپورٹس فیسٹیول کا انعقاد ہوا۔ اس سال پانچ ہزار سے زائد گراؤنڈز تھیں تو ہر آنے والے سال میں ان گراؤنڈز کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ میرے فاضل ممبر نے جس طرف نشاندہی کی ہے تو ہم نے بالکل already تمام اضلاع میں کہہ دیا ہے کہ وہ گراؤنڈز جو identify ہو چکی ہیں ان کی maintenance کا ایک پورا طریق کار بن رہا ہے جس کے لئے sustainable model پر ہم جا رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جو نئی گراؤنڈز identify ہو رہی ہیں انہیں develop کرنے کے لئے اور ان پر کام کرنے کے لئے معزز ایوان سے میری گزارش ہے کہ آپ اپنے طور پر بھی، ہم سپورٹس فیسٹیول کے خاتمہ کے فوری بعد تمام اضلاع میں کمیٹیاں بنا رہے ہیں جو ان سپورٹس گراؤنڈز کی identification، ان پر جو self sustainable model کی طرف جانا ہے، میں ایک بات اور بھی کہوں گا کہ جہاں جہاں پر حکومت کے ایم پی ایز اور ایم این ایز موجود ہیں وہاں اور جہاں پر نہیں ہیں وہاں پر اپوزیشن کے ایم پی ایز اور ایم این ایز کو بھی ساتھ لے کر چلیں گے اور

ان کمیٹیوں کے اندر انہیں بھی پورا موقع دیں گے تاکہ actual صورتحال نکل کر سامنے آ سکے اور چل سکے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: Congratulations جی،اب کسی اور طرف بات نہ لے کر جانا۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی،اسی سوال کے متعلقہ بات کریں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! اسے ضمنی سوال ہی سمجھیں۔ رانا صاحب نے پہلے بھی میرے ساتھ ایک وعدہ کیا تھا۔ میں نے اسی معزز ایوان میں کھڑے ہو کر ان سے پوچھا تھا کہ جو DCCs آپ بنا رہے ہیں تو کیا اس میں اپوزیشن کے ممبر ہوں گے تو رانا صاحب نے فرمایا تھا کہ اس میں ہوں گے۔ میں نے ان کے وعدے پر اعتبار کیا تھا اور آج بھی یہ۔۔۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے ان سے ابھی جواب لیتے ہیں۔ لینے دینے کی بات چھوڑیں آپ چھلانگیں تو دیکھیں۔

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں معزز ممبر سے کہوں گا کہ میں نے جو بات کی ہے وہ سپورٹس کمیٹی میں share دینے کی کی ہے حکومت میں دینے کی نہیں کی ہے۔(قہقہہ)

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! اگر آپ ریکارڈ نکلوالیں کہ اگست کے مہینے میں رانا صاحب ہی وزیر تھے اور اب بھی وہی ہیں۔ میں نے ایک سوال کیا تھا اور رانا صاحب نے ایک بات کی تھی کہ ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن کمیٹیاں بن رہی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ پھر بات ادھر لے گئے ہیں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! اب میں دوبارہ یہ سوال کروں گا کیونکہ۔۔۔

جناب سپیکر: میں اس کا تو نوٹس لے سکتا ہوں لیکن پہلے والی بات کا نہیں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محنت و انسانی وسائل (میاں نوید علی): جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ آپ ضمنی سوال نہیں کر سکتے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محنت وانسانی وسائل (میاں نوید علی) جناب سپیکر! میں پارلیمانی سیکرٹری بن کر عذاب میں آ گیا ہوں۔ میرے حلقے کا سوال ہے۔

MR SPEAKER: No, I am sorry for that, you are not allowed. Thank you, have your seat.

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سردار شہاب الدین خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! رانا صاحب نے سپورٹس فیسٹیول کے حوالے سے بڑی گفتگو کی ہے۔ رانا صاحب ہمارے لئے بڑے قابل احترام بھائی ہیں اور آپ کے توسط سے related question ہے کیونکہ گراؤنڈز کے حوالے سے بات ہو رہی تھی تو میں وزیر موصوف کی توجہ ساؤتھ کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ جنوبی پنجاب میں پچھلے پانچ سال دیکھیں اور اب بھی موجودہ حکومت کو ایک سال ہونے کو ہے تو ضلع لیہ کے حوالے سے بات کروں گا کہ چوک اعظم سٹی ضلع لیہ کے حوالے سے وہاں پر خورشید سپورٹس کمپلیکس کی ایک بنیاد رکھی تھی، پتا نہیں کتنے بجٹ وہاں پر پاس ہو چکے ہیں، وزیر موصوف کیا مجھے یہ بتائیں گے کہ ساؤتھ کے حوالے سے جو ڈویلپمنٹ ہو رہی ہے تو کیا ساؤتھ میں ضلع لیہ، ڈیرہ غازی خان، راجن پور اور مظفر گڑھ میں بھی گراؤنڈز کو بہتر کرنے کے لئے کوئی بجٹ مختص کرنے کا ارادہ ہے؟

جناب سپیکر: وہ سارے پنجاب کے وزیر ہیں، صرف ایک سائیڈ کے وزیر نہیں ہیں۔

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! ہر سال جو بجٹ آتا ہے اس کے اندر ہر ڈویژن کا اور پھر district wise اس کا حصہ ہوتا ہے۔ سپورٹس فیسٹیول کی میرے محترم بھائی نے بات کی ہے تو اس دفعہ ہم نے یہ کیا تھا کہ ہر ضلع کی ہر level کے خاتمہ پر جب اس کی assessment کروائی جو کہ independent assessments تھیں۔ میں اس معزز ایوان کو یہ بتانا چاہوں گا کہ جب neighbourhood اور village council کا level ہوا، جب یونین کونسل کا level ہوا، جب tehsil level کا ہوا، جب district level کا ہوا اور جب divisional level کا ہوا تو ان پانچ levels کے اندر جن اضلاع نے ٹاپ کیا، ہم پہلے تین اضلاع لیتے تھے جو top کرتے تھے اور تین اضلاع جو سب سے نیچے ہوتے تھے تو ان پانچ events میں تین اضلاع میں سے ہمیشہ دو اضلاع جنوبی پنجاب کے آئے۔ اتنا زیادہ interest وہاں پر تھا اور وہاں پر جو participations

تھیں، وہاں سے جس طرح کھلاڑی نکل کر آئے، میں یہاں پر بالکل یہ ایوان کو کہنا چاہتا ہوں کہ ہم نے گراونڈز امریکہ اور انگلینڈ کے level کی نہیں بنا دیں لیکن ہم نے ایک آغاز کیا ہے اور آئندہ آنے والا ہر دن ان گراونڈز کی maintenance کے حوالے سے، ان گراونڈز کی identification کے سلسلے میں اور پھر اس سے بڑھ کر یہ لوگ جو winners یہاں سے نکل رہے ہیں تو ان winners کو ہم لوگ نہ صرف یہ کہ انعامات دیتے ہیں بلکہ انعامات کے بعد وزیر اعلیٰ پنجاب نے، پنجاب کی تاریخ میں پہلی مرتبہ، جس طرح پنجاب ایجوکیشن انڈوومنٹ فنڈ کا قیام کیا تھا جس سے آج ہمارے وہ بچے اور بچیاں جن کی تعلیم کا خرچہ وہ خود نہیں اٹھا سکتے، پرائیویٹ انسٹیٹیوشنز میں ان کی تعلیم کا خرچہ حکومت پنجاب اٹھاتی ہے اور incidentally اس ماڈل کو Duffield نے ماڈل بنا کر دنیا کے ساتھ جو پسماندہ ممالک میں لے کر جا رہا ہے، انہی بنیادوں پر سپورٹس انڈوومنٹ فنڈ کا قیام 2۔ ارب روپے سے کیا جا رہا ہے جس میں ہر سال 2۔ ارب روپے کا اضافہ کیا جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! انڈوومنٹ سپورٹس فنڈ سے جو sports veterans ہیں، جن کی ساری عمر سپورٹس کی خدمت میں گزر جاتی ہے اور پھر اس کے بعد ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا، یہ ان کی maintenance پر، انہیں دوبارہ فعال بنا کر ان کے کردار کو دوبارہ سپورٹس کی طرف لے کر آنے کے لئے اور یہ جو budding talent نکل رہا ہے، اس کی grooming کے لئے یہ سپورٹس انڈوومنٹ فنڈ بنایا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم نے دو فیصد جو sports activities کے لئے اور دو فیصد youth development کے حوالے سے ہر ضلع کے A.D.P کے اندر مختص کر دیا ہے جو کہ ایک صحت مند معاشرے اور صحت مند قوم کی طرف ایک آغاز ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر irrespective of political divide ہم سب کو مل کر اسے appreciate کرنا چاہئے اور اس میں جہاں جہاں پر خامیاں نظر آئیں، انہیں بالکل point out کرنا چاہئے تاکہ ہم اس پر اپنی اصلاح کر سکیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! سپورٹس فیسٹیول کے ذریعے انتاز بردست ٹیلنٹ سامنے آ رہا ہے اور پوری دنیا کے اندر پاکستان کا نام روشن ہو رہا ہے کہ سر سے کتنے اخروٹ توڑنے ہیں، بنیان کتنی جلدی پہننی ہے، روٹیاں کتنی جلدی لگانی ہیں، الٹا ہو کر کیسے ناچنا ہے، سیدھا ہو کر کیسے ناچنا ہے؟ یہ سوچ لیں

کہ عوام کا پیسا کتنی بے دردی سے ان events کے اوپر ضائع کیا جا رہا ہے۔ رانا صاحب اور ان کی حکومت کو بہت بڑا کریڈٹ جاتا ہے اور میں سب سے کہوں گا کہ ان کے لئے clapping کی جائے۔

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! جو point out میرے فاضل دوست نے کیا ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ آج ہمیں اس کی پوری ایک assessment کرنی چاہئے اور میں اس معزز ایوان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس Youth Festival کا impact معاشرے پر کیا پڑا ہے، یوتھ پر کیا پڑا ہے اور دنیا کی تین بڑی آرگنائزیشنز یہ پاکستان کی آرگنائزیشنز نہیں ہیں۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف اپنی نشستوں پر کھڑے ہو گئے)

MR SPEAKER: No interruption please

انہیں جواب مکمل دینے دیں۔

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جب اس معزز ایوان کے floor پر کوئی سوال پوچھا جاتا ہے تو مہربانی کر کے اس کا جواب سن کر بات کیا کریں۔

جناب سپیکر: جی، بالکل۔

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس کا جو impact معاشرے پر آیا ہے، آج اس کے اوپر باقاعدہ studies ہو رہی ہیں، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ انہیں جو گنز ورلڈ ریکارڈز نظر آ رہے ہیں جس پر یہ کہتے ہیں کہ سر سے اخروٹ توڑے، ناریل توڑے تو بات یہ ہے کہ سپورٹس فیسٹیول کی اصل spirit کیا ہے؟ سپورٹس فیسٹیول شروع ہو رہا ہے neighbourhood اور village council level سے، جس طرح میں نے پہلے کہا کہ پھر یونین کونسل سے ہوتا ہوا صوبائی سطح تک پہنچتا ہے۔ اس کے بعد جو talent یہاں پر نکلتا ہے، ابھی ہمارے قومی سپورٹس فیسٹیول جس میں تمام صوبے شرکت کر رہے ہیں اور اس کے اندر ہمارا جو talent نیچے سے نکل کر آیا ہے جسے raw talent کہتے ہیں، ہم اس کا مقابلہ اس نیشنل talent کے ساتھ کروائیں گے اور جب اس کے بعد انٹرنیشنل سطح کے لوگ پچھلے سال 26 ملک اس پاکستان میں آئے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہاں پر آنے کو کوئی تیار نہیں ہے تو اس سال انشاء اللہ تعالیٰ 40 ممالک اس فیسٹیول کے اندر شرکت کریں گے اور national level سے International level تک ہم اپنے talent کو اپنی صلاحیتیں دکھانے کا موقع دیں گے اور قوم کو موقع دیں گے کہ اس talent کو دیکھ سکے۔

جناب سپیکر: آپ اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں اور وزیر موصوف کو بات مکمل کرنے دیں۔

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! یہ میری پوری بات تو سن لیں کیونکہ ابھی انہوں نے گنز بک کی بات کی ہے تو اگر یہ اخروٹ توڑنے والی بات کرتے ہیں تو اخروٹ توڑنے والا ریکارڈ کس ملک کا تھا؟ اس ملک کے اندر جس وقت یہ ریکارڈ بنا تھا اور اس وقت ہم یہ ریکارڈ توڑ رہے ہیں، امریکہ، کینیڈا، چین، جاپان، جرمنی کے ریکارڈ کو documented کوئی پاکستانی ایجنسی نہیں کر رہی بلکہ یہ وہ S.O.Ps ہیں، یہ وہ terms ہیں جو پوری دنیا کے اندر نافذ ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف اپنی نشستوں پر کھڑے ہو کر
کہنے لگے کہ یہ سوال کا جواب دیں تقریر نہ کریں)

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں کیونکہ وہ آپ کی بات کا جواب دے رہے ہیں اور سننے کی ہمت اور حوصلہ بھی رکھیں۔

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! آخری بات کر کے میں ختم کرتا ہوں اور آخری بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پاکستانی نوجوانوں کا عزم دیکھیں، جس اخروٹ توڑنے والے کی یہ بات کرتے ہیں اس کی پیشانی سے خون نکلنا شروع ہو گیا تھا، وہ کراچی کا بچہ تھا، وہ بچہ کراچی سے اپنی ٹیم لے کر آیا، اس نے شرکت کی اور آج اس کے کلب کو، جس کلب کی وہ نمائندگی کرتا تھا، اس کلب نے تین ریکارڈ بنائے، آج انہیں اپنے فن کا مظاہرہ کرنے کے لئے گنز نے اپنے ہیڈ آفس بلایا ہے کہ وہاں پر آ کر یہ کر کے دنیا کو دکھاؤ۔ یہ پاکستانی نوجوانوں کا عزم ہے اور یہ پاکستان کا sharp image ہے جو دنیا کے سامنے جا رہا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ضمنی سوال کے جواب میں وزیر موصوف نے یہاں پر جو اتنی لمبی تقریر فرمائی ہے---

جناب سپیکر: جو پوچھا تھا اس کا جواب تو انہوں نے دینا تھا۔

قائدِ حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یوتھ فیسٹیول کے اندر صرف ایک event ہے جس کو انہوں نے postpone کیا اور اس غریب صوبے کا کروڑوں روپیہ اُس پر ضائع ہوا۔۔۔

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ان کو بات کرنے دیں۔

قائدِ حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یوتھ فیسٹیول پر جو کروڑوں روپے کی کرپشن ہے اس کے قصے زبان زد عام ہیں اور پنجاب کا ہر فرد پوچھتا ہے کہ یہ ڈرامہ بازی جو یوتھ فیسٹیول کے نام پر ہو رہی ہے اس کے اندر ہمارے خون پسینے اور ٹیکسوں کی رقم کو اس طرح سے کیوں ضائع کیا جا رہا ہے؟ یہ جو انہوں نے اتنی لمبی تقریر کی ہے وہ میری یہ بات سن لیں، اب یہ میری بات سننے کا حوصلہ پیدا کریں۔ دو لاکھ ٹریک سوٹ خریدے گئے جس میں 400 روپے کا ایک ٹریک سوٹ 1100 روپے میں خریدا گیا۔

جناب سپیکر: آپ میری بات سنیں، Please listen me. میاں صاحب! مجھے بات کرنے دیں (شور وغل)

قائدِ حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب کی حکومت کہتی ہے کہ جہاں کرپشن ہے آپ بتائیں۔ یہ یوتھ فیسٹیول میں کرپشن کا mega scandal ہے اس کی تحقیقات ہونی چاہئیں کہ قوم کے کروڑوں بلکہ اربوں روپے کس طرح سے ضائع کئے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کو اختیار حاصل ہے کہ آپ black and white لے کر آئیں۔

We can take notice of it?

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف کی بات کا جواب دوں گا۔۔۔ (قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Please order in the House.

ان کی بات کا جواب دینے دیں۔

وزیر امور نوجوانان، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! جب میں اس معزز ایوان میں کھڑا ہوں تو میں اس بات کا فخر کے ساتھ اعلان کرتا ہوں کہ جب ہم نے سپورٹس فیسٹیول کروایا تو اُس کا audit ہوا جب ہم نے پچھلا یوتھ فیسٹیول کروایا اُس کا بھی audit ہوا، درمیان میں interim حکومت بھی آئی اور اللہ کے فضل سے ایک audit پیرا نہیں بنا۔ اتنا شفاف، اتنا transparent اور اتنا merit based---(قطع کلامیاں)

MRSPEAKER: Please order in the House.

وزیر امور نوجوانان، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): اب آپ بات سننے کا حوصلہ پیدا کریں---

(اس مرحلہ پر معزز حزب اختلاف کے ممبران اپنی نشستوں پر کھڑے ہو گئے)

(معزز حزب اقتدار ممبران کی طرف سے "یوتھ فیسٹیول زندہ باد" کی نعرہ بازی)

قائدِ حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!---

MRSPEAKER: Yes, This is not fair.

انہوں نے ہمت سے سنا ہے، صبر سے سنا ہے، غور سے سنا ہے اور اب آپ بھی سنیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!---

جناب سپیکر: میاں صاحب! میری بات سنیں اب ان کو کیا کہتے ہیں، آپ نے بات کی ہے اور کیا انہیں جواب دینے کا حق نہیں ہے؟ (قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order please, order please, order in the House. Be careful. No cross talk please.

آپ اس کا کوئی black and white لے کر آئیں ہم اس کا نوٹس لیں گے۔

قائدِ حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): یہ سوال کا جواب دیں؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر جی، وہ جواب دے رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!---

جناب سپیکر: جی، مائیک بند کر دیں۔ آپ کیا کر رہے ہیں؟ (شور و غل)

What are you doing? No, No. Order please, order please, order in the House.

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): قائد حزب اختلاف نے سوال کیا ہے اور میں اس کا جواب on the floor of the House دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی پہلے اُن کی بات سن لیں؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے سوال کیا اس کا جواب تو لے لیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! آپ تشریف رکھیں

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! پورے سوال کا ہی جواب دے رہا ہوں۔ میں اسی کا جواب دے رہا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ طریق کار درست نہیں ہے۔ میاں صاحب! آپ کے پاس اختیار ہے، قانون نے آپ کو حق دیا ہے اور اپنا حق استعمال کریں۔

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میاں صاحب پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کو Head کرتے ہیں۔ میاں صاحب جواب لے لیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! جب وزیر موصوف غلط بیانی کریں گے، صریحاً جھوٹ بولیں گے تو بات آگے نہیں چلے گی۔

جناب سپیکر: جی، نہیں چلے گی۔

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میاں صاحب قائد حزب اختلاف ہیں اور میں ان کا بہت احترام کرتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، احترام کرنا چاہئے۔

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! ہم نے زندگی میں اس مقدس ایوان تک پہنچنے کے لئے جیلیں کاٹیں، صعوبتیں برداشت کیں، ہم کبھی غلط بات نہیں کریں گے اور انہوں نے بڑے آرام سے کہہ دیا کہ جھوٹ بولا جائے گا۔ رانا مشہود احمد اس مقدس

ایوان کا تقدس کبھی پامال نہیں ہونے دے گا۔ میں جو بات یہاں کروں گا پوری ذمہ داری اور پورے ریکارڈ کے ساتھ کروں گا(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ کیا کرتے ہیں، آپ کو کس نے جھوٹ اور غلط جواب کا کہا؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت(رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! یہاں میاں محمود الرشید صاحب نے بات کی کہ 2 لاکھ ٹریک سوٹ تیار کئے گئے۔ یہ ریکارڈ کی بات ہے کہ پندرہ ہزار athletes جو نیچے سے جیتتے ہوئے اوپر تک پہنچے اُن کے لئے یہ ٹریک سوٹ تیار ہوئے اور اگر پندرہ ہزار سے اوپر تعداد میں ایک بھی زیادہ ہو تو ہم حاضر ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ چار سو روپے میں ملنے والا ٹریک سوٹ گیارہ سو کا خریدا گیا۔ اس یوتھ فیسٹیول کے اندر بارہ کمیٹیاں بنی ہوئی ہیں جو ایک ایک step کو monitor کرتی ہیں۔ (شور وغل)

جناب سپیکر! اس کے اندر PEPRA Rule کو in letter and spirit follow کیا گیا اور اس کے ساتھ ساتھ آج ہم اپنے نوجوانوں کو کھیلوں کی طرف نہ لے کر آئیں تو کیا ان کے ہاتھوں میں کلاشنکوفیں دے دیں؟ آج اُن کو ہم نے تعلیم کے میدان میں آگے لے کر جانا ہے، آج ان کو کھیل کے میدان میں آگے لے کر جانا ہے، آج اس قوم کا مستقبل صرف اور صرف اس چیز سے وابستہ ہے کہ ہم اپنے نوجوانوں کی capacity building کریں۔ اس capacity building پر ہم پر جتنے مرضی الزامات آتے رہیں ہم اس قوم کی خاطر یہ تمام الزامات بھی برداشت کریں گے اور اپنے نوجوانوں کی character building کے اندر، capacity building پر اپنا کردار ادا کرتے رہیں گے۔ انہوں نے آخری بات کی کہ قومی ترانے کے ریکارڈ پر حکومت کا کروڑوں روپے لگ گیا۔

جناب سپیکر! ریکارڈ کو درست رکھنا چاہئے ہم نے اس کے اندر sponsors رکھے ہوئے تھے، ہم نے accommodate کیا ہے۔ ہم ان کو opening ceremony میں accommodate کر رہے ہیں۔ ہماری international opening ceremony بھی آئے گی اس کے اندر ہم ایک ایک پیسے کا حساب رکھ رہے ہیں---

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ان کو کون monitor کر رہا ہے اور یہ کس طرح monitoring ہوتی ہے؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحب ابھی سیاست میں نئے نئے آئے ہیں ان کو پتا چل جائے گا کہ کس طرح monitoring ہوتی ہے۔(شور وغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ان کی بات سنیں، یہ ٹھیک نہیں ہے۔ پہلے سردار صاحب کا جواب لینے دیں۔

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! انہیں اخروٹ ٹوٹنے کی اتنی تکلیف ہے اگر تربوز ہوتا تو پھر کیا ہوتا۔(قہقہہ)

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، شکریہ۔ جی، کھگہ صاحب!

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! ماشاء اللہ یوتھ فیسٹیول میں بہت اچھے ریکارڈ بنائے گئے میں رانا صاحب کو اُن کی داد دیتا ہوں۔ ابھی انہوں نے بتایا ہے کہ اخروٹ توڑنے کا جو ریکارڈ بنایا گیا ہے اس میں اس شخص کا خون بھی نکلا ہے۔ میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ جس دن یہ فیسٹیول کینسل ہوا تھا اُس دن اولے بھی پڑے تھے میرے پاکپتن سے بھی کافی لڑکے آئے تھے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنا ضمنی سوال کریں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان کے بھی سر پھٹے ہیں ان کو بھی ورلڈ ریکارڈ ملا ہے یا نہیں ملا؟

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پاکپتن میں جو grounds ہیں۔ انہوں نے میرے دو grounds کے بارے میں بتایا ہے تو میں وزیر صاحب سے کہنا چاہتا ہوں کہ وہاں کوئی کمیٹی بنا دیں جو ان کو چیک کرے کہ ان میں پانی کھڑا ہے ان کا level برابر ہے یا نہیں ہے؟ ان grounds سے متعلقہ کافی مسائل ہیں کیونکہ آبادی بہت بڑی ہے اور grounds تھوڑے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کے متعلق کیا کوئی کمیٹی بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں نے پہلے ہی معزز ایوان کے سامنے کہا ہے کہ جہاں جہاں ہمارے محترم ایم پی اے صاحبان سمجھتے ہیں کہ

وہاں پر grounds available ہیں ان کو identify کر کے ہمیں بتائیں کیونکہ ہمارا vision ہی یہ ہے کہ ہم ان grounds کو آباد کرنا چاہتے ہیں۔ یہ بالکل میرے نوٹس میں لائیں۔

جناب سپیکر: راناصاحب! آپ اپنے کسی آفیسر کی ڈیوٹی لگائیں جو کھگہ صاحب کے ساتھ رابطہ کریں۔

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! Question Hour کے بعد یہ مجھ سے ملیں۔ یہاں متعلقہ افسران موجود ہیں میں بالکل ان کے ساتھ مل کر یہ مسئلہ حل کراتا ہوں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں نے بھی بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، سردار صاحب!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ اسی بحث و مباحثہ میں کافی دیر ہو گئی ہے۔ محترم وزیر صاحب نے میرے ضمنی سوال کا جواب نہیں دیا۔

جناب سپیکر: کس کا؟

سردار شہاب الدین خان: میرا ضمنی جو سوال تھا۔ محترم وزیر صاحب نے بڑی تفصیلاً ایسی speech کی ہے جو انہیں جلسہ عام میں کرنی چاہئے تھی لیکن یہ انہوں نے on the floor of the House کی ہے۔ انہوں نے بہت تعریفیں کی ہیں۔

جناب سپیکر: آپ نے جو ضمنی سوال پوچھا تھا اس کا جواب انہوں نے دے دیا ہے۔ انہوں نے کوئی غیر پارلیمانی الفاظ استعمال نہیں کئے جن کو میں حذف کراتا۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ پچھلے پانچ سال حکومت PML(N) کی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب نے جواب دے دیا ہے اگر آپ نے سنا نہ ہو تو پھر میں کیا کروں؟

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں ان کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔ کیا south کے لئے کوئی رقم مختص کی گئی ہے یا کرنے والے ہیں، یہ کم از کم اتنا تو جواب دے دیں؟

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، وہ ابھی بتاتے ہیں۔

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ میرے معزز دوست کو سپورٹس بورڈ کی working کا پتا نہیں ہے۔ سپورٹس بورڈ پیسے مختص نہیں کرتا بلکہ اس میں یہ ہوتا ہے کہ جو ہمارے اضلاع ہیں ان میں باقاعدہ پہلی دفعہ 4 فیصد فنڈ رکھا گیا ہے۔ اس کے بعد جتنی grounds identify ہوئیں یہ grounds کسی ضلع میں دو سو ہیں اور کسی ضلع میں تین سو ہیں اور کسی کے اندر پانچ سو ہیں۔ ہمارے پاس جہاں جہاں سے identifications آتی رہیں ہم ان پر پیسا لگاتے رہے۔ میں نے on the floor of the House ان سے request کی ہے کہ اگر آپ سمجھتے ہیں، بلکہ میں نے یہ بھی بتایا ہے کہ اتنا potential موجود ہے کہ جو پہلے topers آتے رہے ہیں وہ جنوبی پنجاب کی طرف سے آتے رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں بڑا مفصل جواب ایوان کے سامنے لے کر آیا ہوں۔ اگر آپ مزید کچھ پوچھنا چاہتے ہیں تو میں اس کے لئے بھی حاضر ہوں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! خورشید کمپلیکس سٹی چوک اعظم اس کا 2008 میں سنگ بنیاد رکھا گیا تھا اور اس کے بعد آج تک۔۔۔

جناب سپیکر: خورشید سٹیڈیم، لیہ۔

سردار شہاب الدین خان: جب south کی بات کرتے ہیں تو تخت لاہور، میرے لئے رانا صاحب بہت قابل احترام ہیں یہ تخت لاہور کی بات کیوں ہوتی ہے؟ اس لئے ہوتی ہے کہ south کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! انہوں نے جس سٹیڈیم کی نشاندہی کی ہے میں ابھی اس Question Hour کے بعد یہاں پر ڈی جی سپورٹس موجود ہیں، سیکرٹری سپورٹس موجود ہیں اور متعلقہ افسران بھی موجود ہیں میں ابھی جا کر انہیں اپنے پاس بٹھا کر ہدایت دیتا ہوں، اگر اس سٹیڈیم میں کوئی کمی رہ گئی ہے یا اس پر کوئی کام نہیں ہوا تو میں آپ کو بالکل اطمینان دلاتا ہوں کہ اس پر کام فوری طور پر شروع کرائیں گے۔ میں معزز ایوان کو یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اس الیکشن 2013 میں تخت لاہور کا نعرہ جنوبی پنجاب نے مسترد کر دیا ہے۔ وہاں سے جس طرح مسلم لیگ (ن) کو mandate ملا ہے یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ جنوبی پنجاب کے عوام میاں محمد شہباز شریف، میاں محمد نواز شریف اور مسلم لیگ (ن) کی قیادت پر اعتماد کرتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! منسٹر صاحب یہ فرما دیں کہ پورے لاہور شہر کے اندر ایم پی ایز، ایم این ایز کی جو تصویروں والی فلیکسیں لگی تھیں اس مد میں حکومت پنجاب نے کتنا خرچہ کیا ہے؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ پی ایچ اے کو اس مد میں کتنے پیسے ٹیکس کی شکل میں جمع کروانے پڑے؟

جناب سپیکر: یہ fresh question بنتا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! وہ اس بات کا جواب دے دیں کہ لاہور شہر کے اندر جتنی فلیکسیں لگی ہیں ان کی promotion کے لئے ایم پی ایز، ایم این ایز، ہارے ہوئے، جیتے ہوئے اور سبھی کے۔ غریب عوام کی جیب سے کتنے پیسے اس کی نذر ہوئے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! بات صرف اتنی سی ہے کہ جتنی لاہور کے اندر promotions ہوئی ہیں اس کے اندر جو سپورٹس بورڈ ہے یہ صرف اور صرف اپنے event پر خرچہ کرتا ہے جس کے اوپر صرف اور صرف چیف منسٹر پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی تصویر ہوتی ہے کیونکہ وہ Chief Executive of the Province ہیں۔ اس کے علاوہ جتنے بھی ایم پی ایز اور ایم این ایز کی تصاویر لگی آئی ہیں تو وہ انہوں نے اپنی جیب سے لگوائی ہیں اس پر حکومت کا کوئی خرچہ نہیں ہوا۔

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میانوالی سپورٹس کمپلیکس 2005-06 سے ابھی تک نامکمل پڑا ہے۔

جناب سپیکر: جی، میانوالی سٹیڈیم؟

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر! سپورٹس کمپلیکس، آپ براہ مہربانی اس پر توجہ دیں اور اس کی funding کریں تاکہ وہ سپورٹس کمپلیکس مکمل ہو جائے۔

جناب سپیکر: جی، میانوالی سپورٹس میانوالی کا کہہ رہے ہیں۔

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! اس میں ہمارا وژن یہ ہے کہ ہم انشاءاللہ تعالیٰ اس سال sports facilities district wise identify کر رہے ہیں اور ان کو maintains بھی کر رہے ہیں۔ ہم district wise sports academies بنانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے جو نشاندہی کی ہے ویسے تو یہ fresh question بنتا ہے

لیکن میانوالی سپورٹس کمپلیکس کا ریکارڈ منگوا کر دیکھوں گا اور اس میں جو کچھ کرنے کی ضرورت ہوئی تو ان کو لازمی کروا کر دیں گے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! سوالات کے لئے زیادہ ٹائم رکھیں، ہم نے سوالات دیئے ہوئے ہیں اور ہم نے کب پوچھنے ہیں؟ خدا خدا کر کے میرا سوال آیا ہے لیکن وقت پہلے ختم ہو جائے گا۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کون سے سوال پر پوچھنا چاہتے ہیں؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! سوال نمبر 387 پر ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کدھر ہیں؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! وہ پانی پینے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: ابھی تک تو ان کا نمبر نہیں آیا۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! یہ اسی کا ضمنی سوال ہے جس پر یہ ساری debate ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، ہم کون سے سوال پر تھے؟ پانچ سوال مکمل ہو گئے ہیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! سوال نمبر 387 ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ابھی تو اس سوال کا نمبر ہی نہیں آیا، آپ پہلے ضمنی سوال پوچھ رہے ہیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! سوال نمبر 387 پر ہی debate ہو رہی ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، احمد شاہ کھگہ صاحب! دوسرا سوال بھی آپ کا ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! On his behalf.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سوال نمبر بولئے گا۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! سوال نمبر 387 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں کھیلوں کے فروغ کے لئے مختص کیا گیا بجٹ و دیگر تفصیلات

*387: جناب احمد شاہ کھگہ: کیا وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 12-2011 اور 13-2012 کے بجٹ میں حکومت نے صوبہ میں کھیلوں کے فروغ کے لئے کل کتنا بجٹ مختص کیا تھا؟

(ب) ان سالوں کے دوران جو بجٹ رکھا گیا وہ کن کن اضلاع میں خرچ کیا گیا، مکمل تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) سال 12-2011 میں مبلغ-/22,21,61,000 روپے سپورٹس بورڈ پنجاب کو کھیلوں کے فروغ کے لئے جاری کئے گئے۔ اسی طرح سال 13-2012 میں مبلغ-/99,02,61,000 کی خطیر رقم کھیلوں کے فروغ کے لئے مختص کی گئی۔ تفصیل (الف، ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال 12-2011 میں سپورٹس بورڈ پنجاب کو کھیلوں کے فروغ کے لئے جاری کی جانے والی رقم برائے تعمیر سٹیڈیم بھکر، کھلاڑیوں کے کیمپ، مقابلے فیسٹیول اور فلاح و بہبود پر خرچ کی گئی اور سال 13-2012 میں جاری کی جانے والی رقم کھیلوں کے مقابلہ جات، سپورٹس فیڈ ریشنز کی مالی معاونت، نیشنل ہاکی سٹیڈیم لاہور میں نئی آسٹرو ٹرف کی تنصیب، پنجاب یوتھ فیسٹیول، پنجاب انٹرنیشنل سپورٹس فیسٹیول کا انعقاد اور کھلاڑیوں کی مالی معاونت پر خرچ کی گئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ضمنی سوال ہے؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! سوال کے جز (ب) کے حوالے سے وزیر صاحب یا محکمہ سے پوچھا گیا تھا کہ ان سالوں کے دوران جو بجٹ رکھا گیا ہے وہ کن کن اضلاع میں خرچ کیا گیا ہے اس کی مکمل تفصیل سے آگاہ کیا جائے اور انہوں نے اس کے جواب میں دو اضلاع کا نام لیا ہے اس میں بھکر اور ایک نیشنل ہاکی سٹیڈیم لاہور رہے۔ باقی کی detail میں مختلف لوگوں کو دی گئی ضمنی گرانٹس کے نام وغیرہ شامل ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ہم نے درخواست یہ کی تھی کہ actually اگر جن ضلعوں میں

Sport Boards نے کوئی خرچ کیا ہے تو اس کی تفصیل دی جائے؟ تفصیل اس کے اندر نہیں دی گئی اور صرف دو اضلاع بھکر اور لاہور کا بتایا گیا ہے، کیا وزیر صاحب بیان فرمائیں گے کہ یہ صرف بھکر اور لاہور میں ہوا ہے یا اس لسٹ یا جواب کے علاوہ کوئی اور چیز بھی ہے جو ہمارے تک نہیں پہنچ سکی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر امور نوجوانان، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! مجھے سے پہلے بھی ایک معزز ممبر نے پوچھا تھا تو میں نے اس وقت بھی ایوان کو apprise کیا تھا کہ سپورٹس بورڈ as such خود پیسا نہیں لگاتا۔ یہ overall دیکھ رہا ہوتا ہے اور سپورٹس کی ترقی اور ترویج کے کام کرتا ہے اور جو پیسا سپورٹس پر لگتا ہے وہ ضلع کے بجٹ کے اندر سے آتا ہے یا پھر حکومت سپورٹس بورڈ کی مشارات سے ADP کے اندر جو کچھ direct funds رکھتی ہے تو اس میں وہ والی سکیمیں آتی ہیں۔ یہاں پر سپورٹس بورڈ کو چھوڑ کر سوال یہ ہونا چاہئے تھا کہ سپورٹس کی ترقی کے لئے پنجاب حکومت نے کیا کام کیا تو اس میں پھر ہم آپ کو پوری تفصیل بتاتے کیونکہ یہاں پر صرف سپورٹس بورڈ کا پوچھا گیا تھا اور سپورٹس بورڈ نے یہ کام خود اپنے طور پر کیا ہے otherwise حکومت جو کھیلوں کی ترویج کے لئے کر رہی ہے اس کے لئے سالانہ اربوں روپیہ رکھا بھی جاتا ہے اور لگایا بھی جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال قاضی احمد سعید صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کا ہے۔ جی، سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! سوال نمبر 772 ہے، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع جہلم: محکمہ سپورٹس کا سٹاف و دیگر تفصیلات

*772: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر امور نوجوانان، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع جہلم محکمہ سپورٹس میں کل کتنا سٹاف کام کر رہا ہے؟

(ب) اس ضلع میں کھیلوں کے فروغ کے لئے کتنا فنڈز سال 11-2010 تا 13-2012 مختص کیا گیا؟

(ج) اس ضلع کے شہریوں کو کھیلوں کی کون کون سی سہولیات فراہم کی گئی ہیں؟

وزیرامور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف)

ٹوٹل سٹاف	موجودہ سٹاف
1ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر جہلم بی پی ایس 17	1ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر جہلم بی پی ایس 17
3تحصیل سپورٹس آفیسرز، بی پی ایس 16	خالی
4جونیئر کلرک بی پی ایس 07	2جونیئر کلرک بی پی ایس 07
1نائب قاصد بی پی ایس 01	1نائب قاصد بی پی ایس 01

(ب) کھیلوں کے فروغ کے لئے:

2010-11	2011-12	2012-13
943000/-روپے	1856330/-روپے	1500000/-روپے

مختص کئے گئے۔

(ج) ضلع جہلم میں انٹرنیشنل سائز جمنیزیم تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ جس میں ان ڈور تمام کھیلوں کی سہولیات مرد و خواتین کے لئے فراہم ہوں گی۔ ضلع کونسل سپورٹس ہال میں بیڈمنٹن کی سہولت موجود ہے۔

سٹیڈیم پنڈ دادنخان، منی سٹیڈیم سوہاوہ، گورنمنٹ ہائی سکول بوائز جہلم کی گراؤنڈ، اور گورنمنٹ ہائی سکول چک جمال کی گراؤنڈ اپ گریڈ کی جا چکی ہیں۔

باقی تمام سکولوں اور کالجوں میں کھیلوں کی سہولیات موجود ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! انہوں نے جو میرے سوال کا جواب دیا ہے اس میں جز (الف) میں میں نے ان سے کوئی detail مانگی تھی تو اس میں بتایا گیا ہے کہ تین سپورٹس تحصیل افسروں کی seats خالی ہیں اور پھر چار جونیئر کلرکس ہیں جن میں سے دو کی seats خالی ہیں تو میں آپ کے توسط سے وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ ویسے تو حکومت کا بڑا شور ہے اور بڑے دعوئے ہو رہے ہیں کہ لوگوں کو روزگار دیا جا رہا ہے لیکن یہاں پر اسامیاں خالی ہیں اور بجائے اس کے کہ ان کو vacate نہ رہنے دیا جاتا اور ان کو fill کر دیا جاتا تو ٹھیک تھا، یہ کیوں خالی ہیں اور کب تک ان پر تعیناتی ہو گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! ماضی کی حکومتوں میں بالکل یہ رہا ہے کہ جہاں پر جگہ نہیں بھی تھی وہاں پر بھی لوگوں کو بھرتی کیا گیا، ملکی خزانہ پر بوجھ ڈالا گیا اور پاکستان اپنا خرچہ اغیار سے بھیک مانگ کر چلاتا رہا۔ آج حکومت کا وژن یہ ہے کہ کم از کم resources پر اپنا خرچہ چلائیں۔ ہم نے اس وقت سپورٹس کے حوالے سے یہ کیا ہے کہ سکول ایجوکیشن اور ہائر ایجوکیشن کے اداروں کے سپورٹس آفیسران اور فزیکل ایجوکیشن کے لوگوں کو ساتھ لے کر کام کر رہے ہیں۔ آپ کو یہ تو نظر آ رہا ہے کہ تین یا چار اسامیاں خالی ہیں لیکن آپ کو یہ نظر نہیں آ رہا کہ سپورٹس کلچر کا revival انہی لوگوں کے ساتھ مل کر دوبارہ صوبے میں کیا اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ آپ کو اس میں مزید بہتری نظر آئے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! آپ ذرا یہ بھی بتا دیں کہ کب تک ان اسامیوں کو fill کرنے کا ارادہ ہے؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! ان کو ابھی fill کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا ابھی یہ خالی رہیں گی؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! جی، ابھی یہ خالی رہیں گی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! محترمہ کھڑی ہیں ابھی ان کا سوال ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! وہ بعد میں اپنا سوال کر لیں گی پہلے میں کر لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا ضمنی سوال اسی سوال کے متعلقہ ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جی، اسی سے متعلقہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ مطمئن ہیں، وہ سوال کر لیں؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! پہلے وہ سوال کر لیں پھر بعد میں، میں کر لوں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، آپ پہلے سوال کریں کیونکہ آپ کا سوال ہے۔ میاں صاحب! آپ تشریف رکھیں اور اس کے بعد سوال کر لینا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آج آپ بھی ان کے ساتھ مل گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں بالکل نہیں ملا، rules کے مطابق چل رہا ہوں اور ابھی میڈیم کھڑی ہیں اس لئے ان کا supplementary question take up کرتے ہیں۔ جی، محترمہ فرمائیں!

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! سوال کے جز (ج) میں بتایا گیا ہے کہ جہلم میں انٹرنیشنل سائز جمنیزیم تکمیل کے آخری مراحل میں ہے اور پھر آگے بتایا گیا ہے کہ ضلع کونسل سپورٹس ہال میں بیڈمنٹن کی سہولت موجود ہے تو تقریباً جہلم شہر کی 20 لاکھ کی آبادی ہے اور اس کے لئے صرف ایک بیڈمنٹن کورٹ بنا ہوا ہے، پھر وہاں پر ایک سول کلب ہے اس کا بھی اس طرح کا کورٹ بنا ہوا ہے جس کی حالت زار ناقص ہے جس کا یہاں پر کوئی ذکر ہی نہیں ہے۔ اگر یہ کبھی جا کر اس کی حالت زار دیکھیں تو ان کو سمجھ آ جائے گی کہ وہاں پر کیا ہو رہا ہے۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گی کیونکہ ابھی منسٹر صاحب نے بڑے دعوے کئے ہیں کہ وہ کھیلوں کے فروغ کے لئے یہ بھی کریں گے اور وہ بھی کریں گے۔ یہ چاہتے ہیں کہ لوگوں کے بچوں کے ہاتھوں میں کلاشنکوف نہ دیں تو میں پوچھنا چاہوں گی کہ جہلم تقریباً 20 لاکھ لوگوں کا شہر ہے اور کیا وزیر صاحب سمجھتے ہیں کہ اس کے لئے صرف ایک بیڈمنٹن کورٹ کافی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب! کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ایک کافی ہے یا اور بنانے کا ارادہ ہے؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی جب بات کی تھی تو میں نے یہ کہا تھا کہ میاں محمد شہباز شریف صاحب کی سربراہی میں پہلی دفعہ sports facilities کو بنانے، ان کو maintain کرنے اور سپورٹس کلچر کو revival کرنے کا آغاز ہوا ہے۔ اس میں تو میں نے ایوان کو بڑا open کہا ہے کہ آج جہاں جہاں پر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ کوئی کمی ہے تو اس کو identify کریں ہم انشاء اللہ تعالیٰ irrespective of divide کہ یہ اپوزیشن یا حکومت بنچوں سے ہیں آپ کے ساتھ مل بیٹھ کر کام کرنے کی کوشش کریں گے کیونکہ یہ یوتھ کے مستقبل کا سوال ہے۔ یہ معاشرے کی صحت کا سوال ہے اور ہم اس میں مل کر کام کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اب آپ آخری ضمنی سوال کریں کیونکہ اس کے بعد ٹائم بالکل ختم ہو رہا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! انہوں نے آگے جا کر کہا ہے کہ باقی تمام سکولوں اور کالجوں میں کھیلوں کی سہولیات موجود ہیں۔ یہ بہت ہی generalize قسم کا جواب ہے تو کیا کوئی مجھے specific قسم کا جواب دیں گے کہ یہ سہولیات کس قسم کی ہیں؟ اس سے پہلے بھی انہوں نے سٹیڈیم پنڈ دادنخان، منی

سٹیڈیم سوہاوہ، گورنمنٹ ہائی سکول بوائز جہلم کی گراؤنڈ اور گورنمنٹ ہائی سکول چک جمال کی گراؤنڈ اپ گریڈ کی جا چکی ہیں۔ میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ گراؤنڈ اپ گریڈ کرنے سے کیا مراد ہے؟ میں پوچھنا چاہوں گی کہ کیا ان grounds میں مٹی ڈال دی گئی ہے یا کوئی اور provide facilities کی گئی ہیں، کیا ان کو وہاں پر کرسیاں لگا دی ہیں upgrading سے ان کی کیا مراد ہے، مجھے اس بات کا بھی specific جواب دے دیں کہ سکولوں اور کالجوں میں کھیلوں کی جو سہولیات ہیں وہ کس قسم کی ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ اب آخری ضمنی سوال ہے اور وزیر موصوف اس کا جواب دے دیں۔

وزیر امور نوجوانان، سپورٹس، آثار قدیمہ و سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو یہ کہنا چاہوں گا کہ جب سپورٹس سے متعلق سوالات ہوں تو ہم سب کو sportsman spirit بھی پیدا کرنی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر صاحب! وقت کم ہے آپ پہلے اس سوال کا جواب دے دیں۔

وزیر امور نوجوانان، سپورٹس، آثار قدیمہ و سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں اس کا جواب ہی دے رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بس آپ جواب دے دیں۔

وزیر وزیر امور نوجوانان، سپورٹس، آثار قدیمہ و سیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! آپ سوال لمبا کرواتے ہیں اور جواب مختصر مانگتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس کا مختصر سا جواب دے دیں۔

وزیر امور نوجوانان، سپورٹس، آثار قدیمہ و سیاحت (رانا مشہود احمد خان): یہ جو ہم یہاں پر mention کر رہے ہیں، یہاں پر بہت زیادہ encroachments تھیں، یہاں پر بہت زیادہ قبضے تھے، محترمہ نے اس کی طرف تو نشاندہی نہیں کی لیکن ہم نے ان encroachments کو ختم کروا کر وہاں پر اس کی حالت کو بہتر کرنا شروع کیا ہے۔ اس کے باوجود بھی اگر محترمہ سمجھتی ہیں کہ اس میں کوئی کمی رہ گئی ہے تو میں جہلم آ جاتا ہوں، یہ میرے ساتھ چلیں مجھے site دکھائیں اور جو بھی کمی یہ بتائیں گی ہم اس کو پورا کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ محترمہ جو بھی کمی ہے آپ وزیر موصوف کو بتائیں وہ اس کو دور کریں گے۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر امور نوجوانان، سپورٹس، آثار قدیمہ وسیاحت (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع رحیم یار خان: غازی سپورٹس کمپلیکس کا قیام ودیگر تفصیلات

*736: قاضی احمد سعید: کیا وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) غازی سپورٹس کمپلیکس صادق آباد ضلع رحیم یار خان کا قیام کب عمل میں آیا؟

(ب) یہ اپنے قیام سے اب تک کس کس محکمہ کے کتنا عرصہ زیر کنٹرول رہا ہے اور آج کس محکمہ کے زیر کنٹرول ہے؟

(ج) غازی سپورٹس کمپلیکس میں کون کون سی کھیلوں کے لئے سہولت دستیاب ہے؟

(د) قیام سے اب تک یہاں پر تحصیل اور ضلع یا کسی بھی قسم کے کھیلوں کے کتنے اور کون کون سے مقابلہ جات منعقد ہوئے، تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) غازی سپورٹس کمپلیکس (جناح سپورٹس کمپلیکس) کا قیام سال 06-2005 میں عمل میں آیا۔

(ب) غازی سپورٹس کمپلیکس کا قیام جب سے عمل میں آیا ہے اس کا کنٹرول 60 بریگیڈ پاک آرمی کے پاس رہا ہے۔

(ج) غازی سپورٹس کمپلیکس (جناح سپورٹس کمپلیکس) میں (1) ہاکی گراؤنڈ (2) فٹبال گراؤنڈ (3) باسکٹ بال کورٹ (4) والی بال کورٹ (5) سکواش کورٹ اور (6) ان ڈور جمنیزیم ہال کی سہولیات دستیاب ہیں۔ یہاں اس امر کی وضاحت کی جاتی ہے کہ جمنیزیم ہال میں والی بال، بیڈمنٹن، ٹیبل ٹینس اور تیکوانڈو کے کھیلوں کی سہولت میسر ہے۔

(د) ہاکی: 1986 سے ہر سال آل پاکستان سوناکپ ٹورنامنٹ احسن طریقہ سے منعقد ہو رہا ہے۔
باڈی بلڈنگ: سال 2011 میں مسٹر پنجاب و مسٹر پنجاب جونیئر باڈی بلڈنگ کے مقابلہ جات، ضلعی باڈی بلڈنگ ایسوسی ایشن نے منعقد کروائے۔
تیکوانڈو: آل پنجاب سوناکپ چیمپئن شپ 2012 میں منعقد ہوئی۔
کبڈی: سال 2012 میں آل پنجاب کبڈی ٹورنامنٹ زیر کنٹرول پاک آرمی منعقد ہوا۔
بیڈ منٹن: سال 2012 میں انٹر تحصیل نشان حیدر بیڈ منٹن ٹورنامنٹ زیر کنٹرول پاک آرمی منعقد ہوا۔
ٹیبل ٹینس: انٹر تحصیل نشان حیدر ٹیبل ٹینس ٹورنامنٹ سال 2012 میں زیر کنٹرول پاک آرمی منعقد ہوا۔
فٹبال: انٹر کلب ڈسٹرکٹ فٹبال ٹورنامنٹ سال 2013 میں زیر نگرانی پاک آرمی منعقد ہوا۔

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کھیلوں کے گراؤنڈز کی تفصیلات

*811: لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: کیا وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کون کون سی کھیلوں کے گراؤنڈز ہیں؟

(ب) کیا پی پی۔87 میں عوام کے لئے کھیلوں کی گراؤنڈز میسر ہیں اگر میسر ہیں تو کہاں کہاں اور کون کون سی کھیلوں کی گراؤنڈز میسر ہیں؟

(ج) اگر کھیلوں کی گراؤنڈز میسر نہ ہیں تو کیا حکومت پنجاب حلقہ کی عوام کے لئے کرکٹ، ہاکی، فٹبال اور دیگر کھیلوں کی گراؤنڈز بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں فٹبال، ہاکی، کرکٹ، کبڈی، دیسی کشتی، اکھاڑہ، اتھلیٹکس، ٹیبل ٹینس، سکواش اور دیگر کھیلوں کے گراؤنڈ موجود ہیں۔

(ب) پی پی۔87 میں مختلف کھیلوں کے درج ذیل گراؤنڈز موجود ہیں۔

I۔ مکمل تعمیر شدہ سپورٹس گراؤنڈز

نمبر شمار	جگہ	تفصیل سپورٹس گراؤنڈ	کیفیت
1	چک نمبر335گ ب	فٹبال، ہاکی، ایتھلیٹکس	مکمل تیار ہے اور کھیل کے لئے دستیاب ہے۔

II۔ پی پی87 میں قائم سرکاری تعلیمی اداروں کے سپورٹس گراؤنڈز

نمبر شمار	جگہ	تفصیل سپورٹس گراؤنڈ
1	چک نمبر289ج ب	گورنمنٹ ہائی سکول289ج ب
2	جانی والا	گورنمنٹ ہائی سکول جانی والا
3	چک نمبر151گ ب	گورنمنٹ ہائی سکول151گ ب
4	موروثی پور	گورنمنٹ ہائی سکول موروثی پور
5	رجانہ	گورنمنٹ ہائی سکول رجانہ
6	چک نمبر361گ ب	گورنمنٹ ہائی سکول361گ ب
7	چک نمبر318ج ب	گورنمنٹ گرلز ہائی سکول318ج ب
8	چک نمبر293گ ب	گورنمنٹ گرلز ہائی سکول293گ ب
9	رجانہ	گورنمنٹ گرلز ہائی سکول رجانہ
10	موروثی پور	گورنمنٹ ڈگری کالج موروثی پور
11	رجانہ	گورنمنٹ ڈگری کالج رجانہ

iii۔ مجوزہ سپورٹس گراؤنڈز

نمبر شمار	جگہ	مختص رقبہ برائے سپورٹس گراؤنڈز کنال	مرلہ	کیفیت
1	چک نمبر151گ ب	06	22	محکمہ مال کی طرف سے جگہ
2	چک نمبر515گ ب	03	11	مختص کردی گئی ہے، فنڈز فراہم
3	چک نمبر152گ ب	17	12	ہونے پر گراؤنڈز مکمل کئے جا
4	چک نمبر184گ ب	01	16	سکتے ہیں۔
5	چک نمبر291ج ب	00	34	

(ج) حکومت کی طرف سے فنڈز کی دستیابی پر سیریل نمبر iii پر دیئے گئے سپورٹس گراؤنڈز ڈویلپ کرکے ان میں عوام کے لئے مزید کرکٹ، ہاکی، فٹبال اور دیگر کھیلوں کی سہولیات فراہم کردی جائیں گی۔

ضلع فیصل آباد: کھیلوں کے گراؤنڈز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*818: جناب اعجاز خان: کیا وزیر امور نوجوانان، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی-52 فیصل آباد میں کون کون سی کھیلوں کے گراونڈز ہیں، یوسی وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) اگر مذکورہ حلقہ میں کھیلوں کی گراؤنڈ میسر نہ ہے تو حکومت پنجاب حلقہ کی عوام کے لئے کرکٹ، ہاکی، فٹبال اور دیگر کھیلوں کی گراونڈز بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) پی پی-52 میں محکمہ سپورٹس کی ایک بھی گراؤنڈ موجود نہ ہے تاہم کچھ سکولوں میں کھیلوں کے گراؤنڈ موجود ہیں۔ بے آباد سرکاری زمین موجود ہے۔ جہاں پر مقامی کھلاڑی اپنی مدد آپ کے تحت فٹبال، ہاکی، کرکٹ، کبڈی وغیرہ کھیلتے ہیں۔ یونین کونسل وار لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پی پی-52 میں سرکاری جگہ موجود ہے حکومت پنجاب کھیلوں کی ترقی کے لئے کوشاں ہے تاکہ کھلاڑیوں کو بہترین سہولتیں میسر آسکیں۔

سیاحت کی ترقی کے لئے اٹھائے گئے اقدامات و دیگر تفصیلات

*824: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ سیاحت اپنے محکمے کی ترقی و ترویج کے لئے نئے سیاحتی مقامات کی تلاش کرتا ہے؟

(ب) محکمہ سیاحت کی جانب سے محکمے کی ترقی و ترویج کے لئے کئے جانے والے مثبت اقدامات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(ج) گزشتہ پانچ سالوں میں جن مقامات کو سیاحت کے حوالے سے اہم مراکز بنانے کے لئے تلاش کیا گیا ہے، ان کے بارے میں مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(د) اگر تلاش نہیں کئے گئے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) جی ہاں! محکمہ ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن آف پنجاب (TDCP) سیاحت کی ترقی کے لئے پنجاب بھر میں سیاحوں کو سہولتیں بہم پہنچانے کے لئے نئے ریزارٹس اور سیاحتی مقامات کی

تلاش کر رہا ہے اور اس سلسلہ میں پنجاب میں بہت سے اضلاع میں سیاحتی مقامات کی نشاندہی کی گئی ہے۔ جن میں درابی جھیل چکوال، چیئر لفٹ فورٹ منرو کی تنصیب، سفاری ٹرین مری اور انڈس کوئین (دریائی جہاز) کوٹ مٹھن ضلع راجن پور میں زائرین کے لئے سہولیاتی مرکز کا قیام شامل ہے۔

(ب) پتریاٹہ پر لگائی گئی چیئر لفٹ کو اپ گریڈ کیا گیا ہے اور سیاحوں کا اذیت ناک انتظار ختم کرنے کے لئے محکمہ ہذا الیکٹرانک سسٹم متعارف کروا رہا ہے تاکہ سیاحوں کو بین الاقوامی معیار کے مطابق سہولیات فراہم کی جا سکیں۔ اس کے علاوہ سیاحوں کی حفاظت کے لئے چیئر لفٹ اور کیبل کار کو مزید محفوظ بنانے کے لئے عملدرآمد ہو رہا ہے۔

مری میں سیاحوں کی تفریح کے لئے سفاری ٹرین چلائی گئی ہے اور یہ پاکستان میں پہلی دفعہ متعارف کروائی گئی ہے جو کہ سیاحوں کی توجہ کا مرکز ہے۔ اس کے پلیٹ فارم کو مزید خوبصورت اور سہولیات سے آراستہ کیا جا رہا ہے۔

ضلع بہاولپور میں لال سوہانرا نیشنل پارک کے مقام پر محکمہ ہذا کا ریزارٹ اپ گریڈیشن کے آخری مراحل میں ہے اور عنقریب سیاحوں کے لئے کھول دیا جائے گا۔

ضلع چکوال میں کلر کہار کے مقام پر ٹی ڈی سی پی نے ایک ائر کنڈیشنڈ ریزارٹ تعمیر کر رکھا ہے ریزارٹ پر موجود قدرتی جھیل کو مزید سہولیات سے آراستہ کیا جا رہا ہے اور اسے آلودگی اور ناجائز تجاوزات سے بچانے کے لئے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے ساتھ مل کر عمل درآمد کیا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ علاقے کے سیاحتی مراکز کا نقشہ تیار کیا گیا ہے اور سیاحوں کی سہولیات کے پیش نظر ٹورز کا بھی انعقاد کیا جا رہا ہے۔

جنوبی پنجاب کی ترقی اور سیاحت کو فروغ دینے کے لئے محکمہ ہذا فورٹ منرو ضلع ڈیرہ غازی خان کے مقام پر چیئر لفٹ لگانے اور کوٹ مٹھن ضلع راجن پور میں ریزارٹ بنانے کا ارادہ رکھتا ہے۔

(ج) گزشتہ پانچ سالوں میں سیاحت کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(د) ترقیاتی امور جاری ہیں اور ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن آف پنجاب (TDCP) نے سیاحت کی ترقی کے لئے بے شمار مقامات پر پبلک پرائیویٹ پارٹنر شپ کے تحت ٹورسٹ ریزارٹ بنانے کا ارادہ رکھتا ہے۔

لاہور: شالیمار باغ کی آمدن و دیگر تفصیلات

*1474: باؤ اختر علی: کیا وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) شالیمار باغ لاہور سے سال 11-2010 تا 13-2012 کون کون سی مد میں، کتنی کتنی آمدن ہوئی، سال وار بیان کی جائے؟

(ب) اگر باغ کے اندر مختلف اقسام کی اشیاء فروخت کرنے کا کوئی ٹھیکہ دیا گیا ہے تو ٹھیکیدار کا نام، فروخت کرنے کی اشیاء، ریٹ اور ٹھیکہ کی شرائط اور ٹھیکہ کی میعاد سے آگاہ کریں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ باغ کے اندر اشیاء فروخت کرنے والے ٹھیکیدار مقررہ ریٹ سے زیادہ وصول کر رہے ہیں؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) شالیمار باغ لاہور میں سال 11-2010 تا 13-2012 کے دوران حاصل شدہ آمدنی کی تفصیل درج ذیل ہے:

	بکنگ کاؤنٹر	کار پارکنگ	کنٹین	نیلامی پلاٹ	فوٹو گرافی	ٹوٹل
2010-11	5400,000/-	-----	----	-----	45000/-	54,45,000/-
2011-12	59,01,786/-	231,961/-	958,826/-	105,000/-	----	71,97,573/-
2012-13	60,60,511/-	248,200/-	958,826/-	-----	----	72,67,537/-

(ب) شالیمار باغ میں آنے والے زائرین و سائرین کی سہولت کے لئے ایک کنٹین بنائی گئی ہے جو سالانہ ٹھیکے کی بنیاد پر کام کرتی ہے موجودہ ٹھیکہ کی تفصیل درج ذیل ہے:

نام ٹھیکیدار	محمد جاوید
نام اشیاء برائے فروخت	منرل واٹر، کولڈ ڈرنک پیک، جوس، چپس، آئس کریم، دہی بھلے، چائے بسکٹ وغیرہ
فروخت ہونے والی اشیاء کے ریٹ	ریٹ لسٹ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
شرائط ٹھیکہ	کنٹین سالانہ بنیاد پر ٹھیکہ پر دی گئی ہے۔ ٹھیکیدار تمام اشیاء منظور شدہ ریٹ پر بیچنے کا پابند ہے۔

کھانے پینے کی تمام اشیاء معیاری اور تازہ ہونگی۔ کنٹین میں استعمال ہونے والی کراکری، فرنیچر، وغیرہ اعلیٰ معیار کے ہوں گے دیگر تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ ٹھیکیدار کنٹین کھانے پینے کی اشیاء کو مقررہ ریٹ سے زائد فروخت کر رہا ہے۔اشیاء کی فروخت پر کڑی نگرانی کی جاتی ہے۔

لاہور: شالیمار باغ میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1475: باؤ اختر علی: کیا وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) شالیمار باغ لاہور میں اس وقت کس کس گریڈ کے کتنے مستقل ملازمین خدمات سرانجام دے رہے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مستقل ملازمین کے علاوہ عارضی بنیادوں پر بھی ملازمین خدمات سرانجام دے رہے ہیں اگر ہاں تو ان کی تعداد، ملازم کا نام، عہدہ اور تاریخ تعیناتی سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) شالیمار باغ میں اس وقت درج ذیل مستقل ملازمین خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔

1	ایس ڈی او	1	BS-17
2	کیوریٹر	1	BS-17
3	سب انجینئر	1	BS-11
4	گارڈن اسسٹنٹ	1	BS-09
5	الیکٹریشن	1	BS-06
6	سکیورٹی سپر وائزر	2	BS-05
7	ہیڈ مالی	1	BS-04
8	سکیورٹی گارڈ، چوکیدار	12	BS-01
9	سائیٹ اٹینڈنٹ	17	BS-01
10	مالی، بیلدار	16	BS-01
11	سویپر	5	BS-01
12	آئل مین	1	BS-02

(ب) یہ درست ہے کہ شالامار باغ میں مستقل ملازمین کے علاوہ عارضی بنیادوں پر بھی 30ملازمین تعینات ہیں یہ ملازمین مالی / بیلدار کے طور پر ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں انکی مدت ملازمت ایک وقت میں 89دن کے لئے ہوتی ہے ملازمین کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع بہاولپور: ریسٹ ہاؤسز و ہوٹلوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1528: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر امور نوجوانان، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع بہاولپور میں ٹی ڈی سی پی کے زیر نگرانی ریسٹ ہاؤسز / ہوٹلوں کی تعداد کیا ہے وہ کہاں کہاں واقع ہیں نیز ان میں سے ہر ایک میں مہمانوں کے ٹھہرنے کی گنجائش کتنی ہے کرایہ کتنا ہے نیز کمروں کے درجات کیا ہیں؟

(ب) مذکورہ ریسٹ ہاؤسز / ہوٹلوں کی آخری بار مرمت اور تزئین و آرائش کب کی گئی اور اس پر کتنی لاگت آئی؟

(ج) کیا مذکورہ بالا ریسٹ ہاؤسز / ہوٹلوں میں سرکاری افسروں اور ان کے عزیز و اقارب کے علاوہ سیاحوں کو بھی ٹھہرایا جاتا ہے نیز ان کو بک کرانے کا کیا طریق کار ہے؟

وزیر امور نوجوانان، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) ضلع بہاولپور میں ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن آف پنجاب (TDCP) کے زیر انتظام صرف ایک tourist resort ہے۔ جو لال سوہانرا نیشنل پارک کے مقام پر سیاحوں کی سہولت کے لئے دس کمروں پر مشتمل ہے اور کمرے کا کرایہ -/3500 روپے مع ٹیکس ہے۔ تمام کمرہ جات ایک ہی درجہ کے ہیں۔

(ب) مذکورہ tourist resort مرمت اور تزئین و آرائش کے لئے بند ہے اور اس پر تقریباً 54.49 ملین لاگت آئے گی۔

(ج) مذکورہ tourist resort میں سرکاری افسروں، ان کے عزیز و اقارب اور سیاح کرایہ ادا کر کے ٹھہر سکتے ہیں۔ اس کی بکنگ موقعہ پر موجود آفیسر سے یا محکمہ کے تمام دفاتر سے ہو سکتی ہے۔

ضلع گجرات: ڈنگہ شہر میں سپورٹس گراؤنڈ بنانے کا معاملہ

*1538: میاں طارق محمود: کیا وزیر امور نوجوانان، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈنگہ شہر اور گردونواح کے گاؤں میں سپورٹس کے لئے گراؤنڈ نہیں ہے جبکہ شاملات کا رقبہ موجود ہے جو چراگاہ آسائش دیہہ کہلواتا ہے؟

(ب) کیا اس رقبہ کو استعمال میں لا کر بچوں کی سپورٹس کے لئے پنجاب حکومت اپنے وژن کے مطابق گراؤنڈ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) یہ درست ہے کہ ڈنگہ شہر اور اس کے گردونواح میں کوئی سپورٹس گراؤنڈ نہ ہے۔ البتہ موضع ڈنگہ میں شاملات دیہہ کا رقبہ تعدادی 2423K-01M موجود ہے جس میں سے کچھ رقبہ پر غیر ممکن آبادی ہو چکی ہے۔ بقیہ رقبہ زیر کاشت مشتریان، الاٹیان اور حصہ داران ہے۔ اس ضمن میں قبل ازیں ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) / نائب مہتمم (بندوبست) گجرات نے بخدمت جناب ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) / مہتمم (بندوبست) گجرات کی خدمت میں رپورٹ بروئے نمبری 2284 مورخہ 06-11-29 ارسال کی جس میں تحریر کیا کہ بمطابق ریکارڈ مسل حقیت سال 12-1911 کھیوٹ نمبر 517 بخانہ ملکیت شاملات دیہہ اور بخانہ کاشت حصہ داران / مقبوضہ مالکان کا اندراج موجود ہے جس سے عیاں ہے کہ رقبہ شاملات دیہہ ہے آسائش دیہہ نہ ہے۔ رجسٹر حقداران زمین سال 24-1923 کے کھیوٹ نمبر 372 میں بخانہ ملکیت شاملات دیہہ چراگاہ کا اندراج ہے اور بخانہ کاشت حسب سابق مقبوضہ مالکان حصہ داران کا اندراج موجود ہے۔ اس چار سالہ میں لفظ چراگاہ علیٰحدہ تحریر کیا گیا معلوم ہوتا ہے۔ سال 65-1964 کے چہار سالہ میں بخانہ ملکیت شاملات دیہہ کی بجائے آسائش دیہہ چراگاہ کے لفظ کا اندراج خلاف ضابطہ طور پر کر دیا گیا۔ کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ مابعد جناب ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) / مہتمم (بندوبست) گجرات نے بروئے حکم مورخہ 09-10-12 حکم دیا کہ رقبہ مذکور کی قسم شاملات دیہہ کی بجائے آسائش دیہہ درج کی جائے لیکن بعد ازاں بروئے حکم نامہ نمبر 1176 مورخہ 09-10-22 کو حکم مذکورہ واپس لے لیا گیا جس کے بعد کاغذات مال میں اندراج خانہ ملکیت میں تاحال شاملات دیہہ چلا آ رہا ہے۔ نقل ہائے کاغذات متعلقہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) چونکہ اراضی مذکورہ بالا پر حصہ داران، مشتریان، الاٹیان قابض ہیں لہذا اس رقبہ پر سپورٹس بنانے کی بابت صوبائی حکومت اپنی ترجیحات کے مطابق کوئی مناسب حکم صادر فرما سکتی ہے۔

صوبہ میں سپورٹس فیسٹیول کا انعقاد ودیگر تفصیلات

*1658: محترمہ حنا پرویز بٹ :کیا وزیر امور نوجوانان ، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) صوبہ پنجاب میں سپورٹس فیسٹیول منعقد کرنے کا اہم مقصد کیا تھا اور اس مقصد کے حصول کے لئے حکومت نے کیا کیا اقدامات اٹھائے؟

(ب) لاہور میں سپورٹس فیسٹیول کا صدر دفتر کہاں پر ہے؟

(ج) ضلع لاہور میں سپورٹس فیسٹیول کے صدر دفتر میں کل کتنے ملازمین ہیں تمام ملازمین کے عہدہ، گریڈ اور ناموں کی تفصیل سے اس ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(د) ضلع لاہور کے سپورٹس فیسٹیول کے صدر دفتر کا انچارج کون ہے نیز اس انچارج کو حکومت کی طرف سے کیا کیا سہولیات میسر ہیں؟

(ہ) سال2008تا2011 ضلع لاہور کے سپورٹس فیسٹیول کے صدر دفتر کے انچارج کو کل کتنی مراعات دی گئیں، سال وار تفصیل مہیا کی جائے؟

وزیر امور نوجوانان، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) صوبہ پنجاب میں سپورٹس فیسٹیول منعقد کرنے کا مقصد نوجوانوں میں کھیلوں کا شوق پیدا کرنا ہے تاکہ وہ ملک وقوم کا نام روشن کر سکیں اور منفی معاشرتی سرگرمیوں سے دور رہیں۔
اس مقصد کے حصول کے لئے حکومت پنجاب نے پنجاب میں محلہ کی سطح سے لے کر انٹرنیشنل لیول تک کے کھیلوں کے مقابلے منعقد کروائے۔

(ب) لاہور میں سپورٹس فیسٹیول کا صدر دفتر اقبال پارک سپورٹس کمپلیکس لاہور میں واقع ہے۔

(ج) ضلع لاہور میں سپورٹس کے دفتر میں ملازمین کے عہدہ، گریڈ اور ناموں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ضلع لاہور کے سپورٹس کے صدر دفتر کا انچارج ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر لاہور ہے۔
گورنمنٹ کی طرف سے گریڈ17 آفیسر کو جو مراعات مہیا کی جاتی ہیں مثلاً دفتر، سٹاف وہی مراعات / سہولیات انہیں بھی میسر ہیں۔

(ہ) سال2008تا2011 میں کوئی سپورٹس فیسٹیول منعقد نہیں ہوا۔

لاہور: شالامار باغ میں سیاحوں کو فراہم کی جانے والی سہولیات و دیگر تفصیلات

*1982: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر امور نوجوانان، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) شالامار باغ لاہور میں کل کتنے درخت ہیں نیز ان درختوں کی کیا کیا اقسام ہیں اور یہ درخت کب سے لگے ہوئے ہیں؟

(ب) شالامار باغ لاہور میں آنے والے سیاحوں کو حکومت کی طرف سے کیا کیا سہولیات فراہم کی جاتی ہیں؟

(ج) 2012-13 کو شالامار باغ میں سائیکل و موٹر سائیکل سٹینڈ کا ٹھیکہ کتنے میں اور کس ٹھیکیدار کو دیا گیا؟

وزیر امور نوجوانان، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) شالامار باغ لاہور میں درختوں کی کل تعداد 637 ہے۔ ان درختوں میں کچھ سایہ دار ہیں اور کچھ پھل دار ہیں۔ ان درختوں کی درج ذیل اقسام ہیں۔ درختوں کی قامت 7 فٹ سے لے کر 60 فٹ تک کی ہے۔ ان کی عمریں بھی ایک سال سے لے کر 100 سال کی ہیں۔

-1	آم	-2	جامن	-3	انار
-4	گل چین	-5	املتاس مولسری	-6	آلوچہ
-7	ناشپاتی	-8	ارجن	-9	پٹیرن پیپڑ سنجو
-10	آملہ	-11	کچنار	-12	فاکس مختلف اقسام
-13	کرزیا لنگنی	-14	ڈھاک	-15	سڑکولیا
-16	منگولیا	-17	شاہ بلوط		

آم اور جامن کے درخت انگریز دور میں لگائے گئے تھے جبکہ دیگر اقسام کے درخت مختلف ادوار میں اگائے گئے ہیں۔

(ب) شالامار باغ میں آنے والے سیاحوں کو درج ذیل سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔

-1 باغ میں سیاحوں کے بیٹھنے کے لئے بنچ مہیا کئے گئے ہیں۔

-2 سیاحوں کے لئے باغ میں کنٹین موجود ہے، جہاں مناسب نرخوں پر کھانے پینے کی معیاری اشیاء فروخت کی جاتی ہیں۔

-3 باغ میں زائرین کے لئے زنانہ اور مردانہ بیت الخلاء کی سہولت بھی مہیا کی گئی ہے۔

4۔ باغ میں سیر کے دوران تصاویر کھنچوانے کی سہولت بھی مناسب نرخوں پر فراہم کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں پرائیویٹ گائیڈز بھی موجود ہوتے ہیں جو مناسب معاوضے پر سائرین کو باغ کی تاریخ کے متعلق آگاہ کرتے ہیں۔

5۔ ایسے طلباء جو گروپ کی صورت میں اساتذہ کے ساتھ آتے ہیں ان کا داخلہ فری ہوتا ہے۔

(ج) سال13-2012 میں شالا مار باغ لاہور میں سائیکل سٹینڈ موٹر سائیکل سٹینڈ کا ٹھیکہ مبلغ -/2,48,200 روپے سالانہ ہے۔ مدت ٹھیکہ ایک سال کے لئے ہے۔ ٹھیکیدار کا نام ذوالفقار علی ولد محمد علی ہے۔

ضلع چنیوٹ: تاریخی عمارات کی خستہ حالی کی تفصیلات

*2069: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع چنیوٹ میں موجود تاریخی عمارتوں کی حالت نہایت ہی خستہ ہے؟

(ب) سال13-2012 کے بجٹ میں ضلع چنیوٹ کی تاریخی عمارتوں کی دیکھ بھال کے لئے حکومت پنجاب نے کل کتنا فنڈ رکھا نیز یہ فنڈ کہاں کہاں اور کن کن عمارتوں پر خرچ کیا، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) چونکہ ضلع چنیوٹ میں موجود تاریخی عمارات اٹھارویں ترامیم کے بعد محکمہ آثار قدیمہ پنجاب کے کنٹرول میں آئی ہیں اس لئے ان کی دیکھ بھال کے لئے پلان تیار کیا جا رہا ہے اور یہ درست نہ ہے کہ ان تاریخی عمارات کی حالت نہایت خستہ ہے بلکہ ان کی حالت قدرے بہتر ہے۔

(ب) ضلع چنیوٹ میں محکمہ آثار قدیمہ کے زیر سایہ دو محفوظ عمارتیں ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔ شاہی مسجد چنیوٹ
2۔ مقبرہ شاہ برہان
3۔ گلزار محل
4۔ Rock carring واقع الف محلہ وچونگی نمبر 1، تحصیل چنیوٹ

سال2012میں محکمہ اوقاف کی طرف سے شاہی مسجد چنیوٹ کی دیکھ بھال کے لئے دو ملین دیئے گئے جس کی بدولت شاہی مسجد کی مرمت کا کام جاری ہے جبکہ مقبرہ شاہ برُہان کی مرمت کے لئے پلان تیار کیا جارہا ہے۔ دونوں عمارتوں کی دیکھ بھال اور مرمت میں ارد گرد موجود تجاوزات سب سے بڑی رکاوٹ ہیں جس کا سد باب کرنے کے لئے سپریم کورٹ کے حکم کے تحت تمام اضلاع کے DCO کو تجاوزات ہٹانے کے لئے خط تحریر کر دیئے ہیں۔

لاہور: سپورٹس سٹی کا قیام ودیگر تفصیلات

*2214: ڈاکٹر فرزانہ نذیر: کیا وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور میں سپورٹس سٹی کے قیام کا منصوبہ کب تک پایۂ تکمیل کو پہنچے گا؟

(ب) اس منصوبے کے لئے حکومت پنجاب نے کتنی رقم مختص کی ہے؟

(ج) کالج اور یونیورسٹی کی سطح پر کیا سپورٹس کو as a subject متعارف کروایا جارہا ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) سپورٹس سٹی کے قیام کا منصوبہ ابھی تک ابتدائی مراحل میں ہے، اس منصوبہ کے لئے کنسلٹنٹ مقرر کرنے کے لئے سمری پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کو محکمہ سپورٹس کی جانب سے بجھوائی جاچکی ہے جو ابھی تک فائنل نہ ہوئی ہے جوں ہی کنسلٹنٹ مقرر کیا جاتا ہے اس منصوبے کا PC-II تیار کر کے اعلیٰ حکام کو منظوری کے لئے بجھوا دیا جائے گا۔

(ب) چونکہ ابھی تک اس منصوبے کا PC-II تیار نہ ہوا ہے جو کہ کنسلٹنٹ مقرر ہونے کے بعد تیار ہو گا بعد ازاں منصوبے کا PC-I تیار کیا جائے گا اور اس کے بعد معزز ایوان کو منصوبے کے متعلق معلومات و تفصیلات فراہم کی جاسکیں گی۔

(ج) کالج اور یونیورسٹی کی سطح پر سپورٹس as a subject پہلے سے موجود ہے۔ پنجاب کی تمام بڑی بڑی یونیورسٹیز سپورٹس سائنسز میں اعلیٰ تعلیم کی ڈگری دے رہی ہیں۔ علاوہ ازیں کالجز کی سطح پر صحت و جسمانی تعلیم (فزیکل ایجوکیشن) کے نام سے مضمون شامل ہیں۔

مزید برآں حکومت پنجاب سپورٹس یونیورسٹی کے نام سے ایک مکمل ادارہ بنانے کے منصوبے پر بھی کام کر رہی ہے۔

پنجاب سپورٹس بورڈ کا بجٹ ودیگر تفصیلات

*2245: محترمہ جیدہ خالد خان: کیا وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب سپورٹس بورڈ کا سالانہ بجٹ برائے سال 14-2013 کتنا ہے اس میں انتظامی اخراجات اور کھیلوں کی ترقی کے لئے کتنے فنڈز مختص کئے گئے ہیں؟

(ب) کیا پنجاب سپورٹس بورڈ ضلعی اور تحصیل سطح پر مقامی کھیلوں کے لئے مالی امداد فراہم کرتا ہے اگر ہاں تو اس کا طریق کار کیا ہے؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) سپورٹس بورڈ پنجاب کا سالانہ بجٹ برائے سال 14-2013 مبلغ چار کروڑ روپے ہے اور انتظامی اخراجات پر 3,14,65,000 روپے جبکہ کھیلوں کے لئے 85,35,000 روپے ہے۔

(ب) سپورٹس بورڈ پنجاب ضلعی اور تحصیل سطح پر مقامی کھیلوں کے لئے مالی امداد فراہم نہیں کرتا۔ متعلقہ ضلعی حکومت ہی مقامی سطح پر کھیلوں کے لئے بجٹ فراہم کرتی ہے۔

حکومت کے زیر سرپرستی پنجاب بھر میں کھیلوں کے باقاعدہ سالانہ ٹورنامنٹس کے انعقاد کی تفصیلات

*2444: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حکومت کے زیر سرپرستی وزیر انتظام پنجاب بھر میں صوبہ کی سطح پر کون کون سے کھیلوں کے باقاعدہ سالانہ ٹورنامنٹس کا انعقاد ہوتا ہے؟

(ب) کیا پنجاب کی سطح پر کرکٹ، ہاکی، کبڈی اور والی بال کی کوئی ٹیمیں موجود ہیں اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں، کیا مستقبل میں اس طرح کی ٹیموں کو تشکیل دے کر بین الصوبائی مقابلے / ٹورنامنٹس کروانے کا کوئی پروگرام ہے؟

(ج) صوبائی حکومت نے کرکٹ، ہاکی، کبڈی اور والی بال کے قومی اور بین الاقوامی سطح کے کھلاڑی پیدا کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے اور سہولیات مہیا کی ہیں؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) حکومت پنجاب کی ہدایت کے تحت سپورٹس بورڈ پنجاب کے زیر انتظام تمام کھیلوں جن میں آرم ریسلنگ، اتھلیٹکس، بیڈمنٹن، بلیرڈ، کرکٹ (ٹیپ بال)، والی بال، رسہ کشی، باڈی بلڈنگ، فٹبال، ویٹ لفٹنگ، باسکٹ بال، شطرنج، کرکٹ (ہارڈ بال)، ہاکی، کبڈی، میٹ ریسلنگ، مڈ ریسلنگ، ٹیبل ٹینس، کراٹے، تیکوانڈو، بیس بال، باکسنگ، میراتھن، پاور لفٹنگ، رگبی اور سائیکلنگ وغیرہ شامل ہیں۔ باقاعدہ ٹورنامنٹس منعقد کئے جاتے ہیں۔ مزید برآں حکومت پنجاب کے زیر سرپرستی ہونے والے گزشتہ سپورٹس فیسٹیول اور یوتھ فیسٹیول میں 26 کھیلیں شامل کی گئیں جبکہ موجودہ یوتھ فیسٹیول 2014 میں 34 مختلف کھیلیں شامل کی گئی ہیں۔ جو کہ محلہ لیول سے شروع ہو کر صوبائی سطح پر کھیلی جائیں گی۔

(ب) جی ہاں! پنجاب کی سطح پر کرکٹ، ہاکی، کبڈی اور والی بال کی ٹیمیں موجود ہیں۔ تاہم کرکٹ کے معاملات کی پاکستان کرکٹ بورڈ خود دیکھ بھال کرتا ہے جبکہ سپورٹس بورڈ پنجاب کی ہاکی، کبڈی اور والی بال کے علاوہ اور بہت سے کھیلوں کی ٹیمیں پاکستان سپورٹس بورڈ کے زیر انتظام ہونے والے بین الصوبائی مقابلوں میں باقاعدہ حصہ لیتی ہیں۔ یہ مقابلے ہر سال ہوتے ہیں اور پنجاب کی ٹیم ان مقابلوں میں اب تک سب سے زیادہ فاتح رہی ہے۔ مستقبل میں بھی پنجاب کی ان کھیلوں کی ٹیمیں بین الصوبائی مقابلوں میں بھرپور حصہ لیں گی۔ مزید برآں حالیہ پنجاب یوتھ فیسٹیول 2014 کے سلسلہ میں نیشنل سپورٹس کا انعقاد بھی کیا جا رہا ہے جس میں تمام صوبوں کی ٹیمیں حصہ لیں گی۔

(ج) جی ہاں! صوبائی حکومت محکمہ سپورٹس کرکٹ، ہاکی، کبڈی اور والی بال کے معیار کو بہتر کرنے کے لئے اقدامات کر رہی ہے نرسری کو بھرپور طریقے سے تیار کیا جا رہا ہے۔ حال ہی میں ہونے والا چوتھا ورلڈ کپ کبڈی (انڈیا) پنجاب 30۔ نومبر تا 14۔ دسمبر منعقد ہوا جس میں سپورٹس بورڈ پنجاب کی زیر نگرانی کھلاڑیوں کا ایک ماہ کا ٹریننگ اینڈ کوچنگ کیمپ لگایا گیا اور تمام کھلاڑیوں کی میرٹ پر سلیکشن کی گئی۔ پنجاب کی کبڈی ٹیم نے سخت مقابلے کے بعد

ورلڈکپ میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔ 22-فروری 2014 سے لے کر 25-فروری 2014تک لاہور میں انڈوپاک گیمز(INDO-PAK GAMES)اور انٹرنیشنل سپورٹس فیسٹیول کا انعقاد کروایا جارہاہے جس میں ہاکی، کرکٹ، کبڈی، دیسی کشتی، میٹ ریسلنگ، فٹبال اور والی بال شامل ہیں۔ اس ضمن میں پنجاب سپورٹس بورڈ ان کھیلوں کے ٹریننگ اینڈ کوچنگ کیمپ کا انعقاد کروا رہا ہے تاکہ بہترین ٹیمیں تشکیل دی جاسکیں۔ مزید برآں حکومت پنجاب ضلعی سطح پر سپورٹس اکیڈیمیز کے قیام کے لئے کوشاں ہیں تاکہ گراس روٹ لیول سے ہی کھلاڑیوں کی تربیت کی جائے اور وہ بین الصوبائی سطح پر ملک کا نام روشن کرسکیں۔

لاہور: سپورٹس سٹی کا قیام و دیگر تفصیلات

*2686: ڈاکٹر فرزانہ نذیر: کیا وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور میں سپورٹس سٹی کا قیام کب تک عمل میں لایا جائے گا؟

(ب) اس کے لئے انفراسٹرکچر اور بجٹ کی تفصیلات بتائیں؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) سپورٹس سٹی کے قیام کا منصوبہ ابھی تک ابتدائی مراحل میں ہے، اس منصوبہ کے لئے کنسلٹنٹ مقرر کرنے کے لئے سمری پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کو محکمہ سپورٹس کی جانب سے بجھوائی جاچکی ہے جو ابھی تک فائنل نہ ہوئی ہے جوں ہی کنسلٹنٹ مقرر کیا جاتا ہے اس منصوبے کا PC-II تیار کرکے اعلیٰ حکام کو منظوری کے لئے بھجوا دیا جائے گا۔

(ب) چونکہ ابھی تک اس منصوبے کا PC-II تیار نہ ہوا ہے جو کہ کنسلٹنٹ مقرر ہونے کے بعد تیار ہوگا بعد ازاں منصوبے کا PC-I تیار کیا جائے گا اور اس کے بعد معزز ایوان کو منصوبے کے متعلق معلومات و تفصیلات فراہم کی جاسکیں گی۔

ضلع فیصل آباد: خواتین میں کھیلوں کے فروغ کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*2781: محترمہ مدیحہ رانا: کیا وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ سپورٹس نے سال 11۔2010اور12۔2011 کے دوران کھیلوں کے فروغ کے لئے کتنے ٹورنامنٹ کروائے؟

(ب) کیامذکورہ ضلع میں خواتین کی کوئی سپورٹس ٹیمیں ہیں،اگرہاں تو کتنی اور کون کون سی نیز ان ٹیموں نے مذکورہ سالوں میں کتنے ٹورنامنٹس میں حصہ لیا؟

(ج) کیا خواتین میں کھیلوں کے فروغ کے لئے مذکورہ عرصہ میں کوئی عملی اقدامات اٹھائے گئے اگرہاں توکیا؟

وزیرامورنوجواناں، سپورٹس،آثار قدیمہ اور سیاحت(رانامشہود احمد خان):

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ سپورٹس نے مذکورہ عرصہ میں جوجسٹو ،ہاکی ،،تیکوانڈو، ٹیبل ٹینس،بیڈ منٹن ، تھرو بال ،ایلش ،کراٹے ،والی بال ، باسکٹ بال ،ہینڈ بال ،کرکٹ ، فٹبال، کبڈی،ریسلنگ ،دیسی کشتی دنگل ، چک بال ، باکسنگ ، باڈی بلڈنگ ،ویٹ لفٹنگ ،جمناسٹک اورا تھلیٹکس کے تقریباً80 سے زائد ٹورنامنٹ کروائے۔ ان کے علاوہ سپورٹس بورڈ کے ہونے والے مقابلہ جات میں بھی فیصل آباد ضلع کی گرلزاور بوائز ٹیموں نے حصہ لیا۔

(ب) ہاں فیصل آباد میں خواتین کی سپورٹس ٹیمیں موجود ہیں ان میں 14 کھیلوں کی ٹیمیں شامل ہیں تفصیل حسب ذیل ہے:

اتھلیٹکس،بیڈ منٹن،کرکٹ ،ہاکی ،والی بال ، باسکٹ بال ، تھرو بال، نیٹ بال ، چک بال، تیکوانڈو ،کراٹے ،جوجسٹو اور ٹیبل ٹینس مذکورہ عرصہ میں ان ٹیموں نے تقریباً 30 ٹورنامنٹس میں حصہ لیا۔

(ج) ہاں خواتین میں کھیلوں کے فروغ کے لئے ہر ممکن اقدامات کئے جاتے رہے ہیں ان اقدامات میں خواتین کی کھیلوں کے ٹورنامنٹس کاانعقاد ،ماہر کوچز کے زیر نگرانی ٹریننگ اور کوچنگ کیمپوں کا انعقاد ، گراؤنڈز کی فراہمی ، خواتین کے سکولوں اور کالجوں کے گراؤنڈز کی بہتری شامل ہے۔

صوبہ میں ریزارٹ کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2803:جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: کیاوزیرامورنوجواناں، سپورٹس،آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ میں TDCP کے کل کتنے ریزارٹ ہیں اور وہ کہاں کہاں موجود ہیں؟

(ب) ہر ریزارٹ میں کل کتنے کمرے ہیں اور ان کمروں کی بکنگ کا کیا طریق کار ہے نیز ان کا کتنا کرایہ ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ان ریزارٹ میں صرف اعلیٰ سرکاری عہدیدار ہی رہ سکتے ہیں اور عوام الناس کو رہنے کی کوئی سہولت نہ ہے؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن آف پنجاب (TDCP) کے رہائش کے لئے پنجاب کے مختلف اضلاع میں سیاحوں کی تفریح / سہولت کے لئے ٹورسٹ ریزارٹ تعمیر کر رکھے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	ضلع	مقام
1۔	لاہور	جلو پارک
2۔	قصور	چھانگا مانگا
3۔	چکوال	کلر کہار
4۔	بہاولپور	لال سوہانرا نیشنل پارک
5۔	ڈیرہ غازی خان	فورٹ منرو

(ب)

نمبر شمار	ضلع	مقام	سہولت
1۔	لاہور	جلو پارک	16 کمرے بمعہ باتھ
2۔	قصور	چھانگا مانگا	5 بیڈز بمعہ باتھ
3۔	چکوال	کلر کہار	12 کمرے بمعہ باتھ
4۔	بہاولپور	لال سوہانرا نیشنل پارک	10 کمرے بمعہ باتھ
5۔	ڈیرہ غازی خان	فورٹ منرو	05 بیڈز بمعہ باتھ

1۔	جلو پارک، لاہور:	کرایہ ایگزیکٹو کمرہ	2500/-روپے	(تمام ٹیکس شامل ہیں)
2۔	چھانگا مانگا، قصور:	کرایہ وی آئی پی کمرہ	6150/-روپے	(ایضاً)
		کرایہ ڈیلکس کمرہ	3125/-روپے	(ایضاً)
		کرایہ سٹینڈرڈ کمرہ	2250/-روپے	(ایضاً)
3۔	کلر کہار چکوال:	کرایہ ایگزیکٹو کمرہ	3100/-روپے	(ایضاً)
		کرایہ ڈیلکس کمرہ	2600/-روپے	(ایضاً)
		سٹینڈرڈ کمرہ	1500/-روپے	(ایضاً)
4۔	لال سوہانرا نیشنل پارک۔ بہاولپور:	کرایہ ایگزیکٹو کمرہ	3500/-روپے	(ایضاً)
5۔	فورٹ منرو، ڈیرہ غازی خان:	کرایہ ڈیلکس کمرہ	2750/-روپے	(ایضاً)

مندرجہ بالا ریزارٹ کی بکنگ کے لئے عوام الناس / سیاح موقع پر جا کر یا بذریعہ ٹیلی فون بکنگ کروا سکتے ہیں نیز ٹی ڈی سی پی ہیڈ آفس لاہور سے بھی ایڈوانس بکنگ کروائی جا سکتی ہے۔

(ج) جی نہیں! یہ درست نہ ہے، ٹورسٹ ریزارٹ میں سرکاری عہدیداران اور دوسرے سیاح و عوام الناس میں کوئی تفریق نہیں، ہر کوئی مقرر کردہ کرایہ ادا کر کے ٹھہر سکتا ہے۔

لاہور: شاہی قلعہ میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2804: جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: کیا وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) شاہی قلعہ لاہور میں کل کتنے ملازمین کب سے کس کس سکیل میں تعینات ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ شاہی قلعہ کی خستہ حالی بہت بڑھ رہی ہے صرف خاص خاص جگہوں کی ہی صفائی ستھرائی کی جاتی ہے اور عومی جگہوں پر کوئی توجہ نہ ہے، اس میں موجود عجائب گھر میں لائٹس کا بھی خاطر خواہ بندوبست نہ ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس قومی ورثہ کی مکمل دیکھ بھال کے لئے کیا تدابیر اپنانے کا ارادہ رکھتی ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) شاہی قلعہ لاہور میں کل ملازمین کی تعداد 96 ہے جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) شاہی قلعہ لاہور تقریباً 55 ایکڑ پر مشتمل ہے جس کی صفائی کے لئے محض سات خاکروب کام کر رہے ہیں جن کے ساتھ ہفتہ وار چھٹی اور دیگر ناگزیر حالات میں تعاون کرنا پڑتا ہے لیکن اس کے باوجود قلعہ کی صفائی ستھرائی پر توجہ دی جاتی ہے اور عومی اور خاص جگہوں میں کوئی تخصیص نہیں ہے۔ علاوہ ازیں قلعہ میں موجود نوادرات گیلریز میں باقاعدہ لائیٹس کا بندوبست ہے تاہم لوڈ شیڈنگ کا مسئلہ پورے ملک میں ہے اور بسا اوقات اس کا سامنا قلعہ کی انتظامیہ کو بھی کرنا پڑتا ہے محکمہ آرکیالوجی، حکومت پنجاب کی طرف سے مختص کئے گئے فنڈز میں مسلسل مرمت اور دیکھ بھال کے کام کر رہا ہے جواب بھی جاری ہیں۔

(ج) محکمہ آرکیالوجی، حکومت پنجاب اس بات سے بخوبی آگاہ ہے کہ شاہی قلعہ نہ صرف ہمارا قومی ورثہ ہے بلکہ پوری دنیا کے معزز مہمانوں کے لئے ہماری پہچان بھی ہے لہذا اب بھی اس کی خوبصورتی اور بہتری پر کام جاری ہے اور مستقبل میں بھی ماہرین کی محنت سے مختلف پراجیکٹس پر کام جاری رہے گا جن کی تکمیل کے لئے مسلسل کام ہو رہا ہے۔

صوبہ میں تاریخی عمارات کی تزئین و آرائش کی تفصیلات

*2959: محترمہ سعدیہ سہیل رانا: کیا وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

محکمہ آثار قدیمہ نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران صوبہ میں کون کون سی تاریخی عمارات کی تزئین و آرائش کی اور ان پر کتنے کتنے اخراجات ہوئے، علیحدہ علیحدہ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

محکمہ آثار قدیمہ نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران تاریخی عمارات کی تزئین و آرائش پر جو اخراجات کئے ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

صوبہ میں سیاحت کو فروغ دینے کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*2967: محترمہ سعدیہ سہیل رانا: کیا وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب میں سیاحت کو فروغ دینے کے لئے حکومت پنجاب نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران کون کون سے منصوبے شروع کئے ہیں؟

(ب) ان منصوبوں کا تخمینہ لاگت کیا ہے اور یہ منصوبے کب تک مکمل ہونے ہیں؟

وزیر امور نوجواناں، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) پچھلے پانچ سالوں کے دوران 14 منصوبے شروع کئے گئے جن کی تفصیلات (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) اِن منصوبوں کا تخمینہ لاگت 481.680 ملین ہے اور یہ منصوبوں کی تکمیل کی تفصیل بھی (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع لاہور: محکمہ سپورٹس کا بجٹ واستعمال کی تفصیلات

*3035: **محترمہ فائزہ احمد ملک**: کیا وزیر امور نوجوانان، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور محکمہ سپورٹس کا سال14-2013 کا کل بجٹ کتنا ہے، کتنی رقم صوبہ کی جانب سے اور کتنی سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کی جانب سے موصول ہوئی ہے؟

(ب) یہ رقم کن کن منصوبوں پر خرچ کی جارہی ہے، تفصیلات فراہم کریں؟

وزیر امور نوجوانان، سپورٹس، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا مشہود احمد خان):

(الف) صوبائی حکومت کی جانب سے محکمہ سپورٹس ضلع لاہور کے لئے ترقیاتی بجٹ کی مد میں سال 14-2013 میں 252.027 ملین روپے مختص کئے گئے جبکہ غیر ترقیاتی بجٹ کی مد میں سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کی جانب سے محکمہ سپورٹس ضلع لاہور کے لئے 12.705 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں جبکہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کی جانب سے محکمہ سپورٹس ضلع لاہور کے لئے ترقیاتی بجٹ کی مد میں کوئی رقم سال 14-2013 میں مختص نہ کی گئی ہے۔

(ب) حکومت پنجاب کی طرف سے محکمہ سپورٹس ضلع لاہور کے لئے سال 14-2013 میں مختص کی گئی رقم جن ترقیاتی منصوبوں پر خرچ کی جارہی ہے ان کی تفصیل (A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ مجھے اس پر دو منٹ بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ میری بات سنیں اور تشریف رکھیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! مجھے دو منٹ بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ وزیر موصوف کے کمرے میں بیٹھ جائیں اور اس سلسلے میں ان سے بات کر لیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! آپ میری بات تو سن لیں۔

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: میں وقفہ سوالات ختم کر چکا ہوں، آپ تشریف رکھیں۔ اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 1 جناب امجد علی جاوید صاحب!

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میری بات تو مکمل ہونے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ آپ بیٹھ جائیں، میں نے اب floor ان کو دے دیا ہے۔ جہلم کے متعلقہ جو بھی آپ کے معاملات ہیں انہوں نے اس کے متعلق کہہ دیا ہے آپ ان کے چیمبر میں بات کر لیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! یہ جو encroachments کے متعلق بات کر رہے ہیں یہ ان کے دور میں ہوئی ہیں، یہ کس طرح کہہ رہے ہیں کہ جہلم میں سکولوں میں encroachments ہیں، مجھے اس پر شدید اعتراض ہے۔ جہلم کے لوگ سکول مانگتے ہیں، کالج مانگتے ہیں، وہ encroachments نہیں کرتے، میں مانتی ہوں کہ ہر جگہ encroachments ہوتی ہیں لیکن سکولوں میں encroachments نہیں ہیں، وزیر موصوف میرے ساتھ چلیں اور مجھے دکھائیں کہ کہاں پر encroachments ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! sports grounds کی بات ہو رہی تھی، سکولوں کی بات انہوں نے نہیں کی۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! grounds بھی ان سکولوں کے ساتھ ہی ہوتے ہیں، ان سے ہٹ کر نہیں ہوتے۔ اگر اس پر کسی نے encroachments کی تو اس وقت انہی کی گورنمنٹ تھی، انہی کے لوگ تھے، میں ان کو بتانے کے لئے تیار ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ جو بھی معاملات ہیں آپ وزیر موصوف کے ساتھ بیٹھ کر discuss کر لیں۔ جناب امجد علی جاوید صاحب اپنی تحریک استحقاق پیش کریں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ ہمارے اتنے اہم سوالات ایوان میں آنے سے رہ جاتے ہیں، اپوزیشن والے اتنے لمبے لمبے سوالات پوچھ کر ایوان کا وقت ضائع کر دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں میں ان کو floor دے چکا ہوں۔ ان کے بعد آپ کو موقع دیا جائے گا۔ میاں صاحب! فرمائیں۔

ای ڈی او ہیلتھ ٹوبہ ٹیک سنگھ کا معزز ممبر اسمبلی کو گالیاں دینا

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ (قطع کلامیاں)

MR DEPUTY SPEAKER: Order in the House.

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! ہمارے اتنے اہم سوالات ان کی وجہ سے رہ جاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ وہ بات کر رہے ہیں آپ ان کی بات سنیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! وہ اتنے لمبے لمبے سوالات کرتے ہیں جس کی وجہ سے ہمارے اہم سوالات بھی رہ جاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! میں اس پر کیا کر سکتا ہوں آپ تشریف رکھیں۔ آپ کا اگر کوئی سوال رہ گیا ہے تو وزیر موصوف یہاں پر موجود ہیں وہ آپ کے سوال کا جواب دے دیں گے۔ آپ پلیز! تشریف رکھیں۔ میاں صاحب! آپ اپنی بات کریں۔

جناب امجد علی جاوید: معاملہ یہ ہے کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں تعینات ای ڈی او (ہیلتھ) ڈاکٹر اعجاز حیدر ہیں۔ ای ڈی او (ہیلتھ) ٹوبہ ٹیک سنگھ کے انتہائی نامناسب اور غیر ذمہ دارانہ روّیے اور بدزبانی کے خلاف محکمہ صحت کا عملہ کئی مرتبہ احتجاجی جلوس اور ریلیاں نکال چکا ہے اور درجنوں LHW's اور دیگر ملازمین ملازمت سے استعفیٰ دے چکے ہیں۔ ای ڈی او مذکورہ کا ڈینگی کے جعلی سپرے کا سکینڈل بھی میڈیا کے ذریعے منظر عام پر آ چکا ہے۔ مزید برآں یہ کہ ڈی سی او ٹوبہ ٹیک سنگھ چٹھی نمبری 1578/DCO/Admn کے تحت مورخہ 2-جنوری 2014 سیکرٹری ہیلتھ کو مذکورہ ای ڈی او، ہیلتھ ٹوبہ ٹیک سنگھ کی غیر تسلی بخش کارکردگی اور confused شخصیت کی بناء پر ٹوبہ ٹیک سنگھ سے ٹرانسفر کرنے کے لئے لکھ چکے ہیں۔ محکمہ سوئی گیس کے عملہ نے مورخہ 20-فروری 2014 کو ای ڈی او، ہیلتھ ٹوبہ ٹیک سنگھ کی رہائش گاہ پر چھاپہ مارا اور گیس چوری ثابت ہونے کے بعد رپورٹ محکمہ کو forward کر دی۔ اس واقعہ کی اطلاع ملتے ہی الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے نمائندے موقع پر پہنچ گئے اور فوٹیج حاصل کر کے اپنے اپنے چینل اور اخبارات کو رپورٹ کرنا شروع کر دیا۔ اس دوران میڈیا کے نمائندوں نے پاکستان مسلم لیگ (ن) کے ضلعی صدر اور حکومتی نمائندے کی حیثیت سے میرا مؤقف لیا۔ اس پر میں

نے واضح طور پر کہا کہ حکومت اور پارٹی کسی بھی چور کا ساتھ نہ دے گی اور جو بھی بجلی اور گیس کی چوری میں ملوث پایا جائے گا اس کو قرار واقعی سزا دلوائی جائے گی اور کسی کو اس کے عہدہ / حیثیت کی بنیاد پر کسی قسم کی کوئی رعایت نہیں ملے گی۔ جناب محمد افضل گجر۔۔۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! وزیر موصوف تو چلے گئے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر تعلیم صاحب! آپ کہیں جا رہے ہیں؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب موجود ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ جناب امجد علی جاوید صاحب!

جناب امجد علی جاوید: جناب محمد افضل گجر جو کہ APP اور روزنامہ "اسلام" کے نمائندہ ہیں انہوں نے موقع پر ہی میرے سامنے ای ڈی او (ہیلتھ) ٹوبہ ٹیک سنگھ سے ان کا مؤقف لینے کے لئے رابطہ کیا چونکہ میرا مؤقف الیکٹرانک میڈیا پر آ چکا تھا اس لئے مذکورہ ای ڈی او نے اپنا مؤقف دینے کی بجائے فوراً حکومت اور میرا نام لے کر غلیظ گالیاں دینا شروع کر دیں۔ اس نے جو غلیظ گفتگو اور بدزبانی میرے متعلق کی اس کی گواہی مذکورہ نمائندہ روزنامہ "اسلام" اور APP حلف دینے کو تیار ہیں۔ لہذا مذکورہ ای ڈی او، ہیلتھ ٹوبہ ٹیک سنگھ نے دانستہ طور پر میرا استحقاق مجروح کیا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق آج ہی پڑھی گئی ہے اس لئے میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اس تحریک کو اگلے ہفتے تک کے لئے مؤخر کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس تحریک استحقاق کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! مہربانی فرما کر میری تحریک کو استحقاق کمیٹی کے پاس بھیج دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے جواب آ جائے پھر اس پر فیصلہ کریں گے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! مجھے short statement کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اگلے ہفتے اس کا جواب منگوائیں۔ امجد علی جاوید صاحب! اس کا جواب آ جائے پھر اسی اجلاس میں اس پر کچھ نہ کچھ کرتے ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! پوائنٹ آف آرڈر پر کوئی تقریر نہیں ہوگی۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! مجھے بھی بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اس کے بعد آپ کو موقع دیا جائے گا۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے یوتھ فیسٹیول کے بارے میں فرمایا ہے کہ بڑے میرٹ پر سارا کام ہو رہا ہے۔ میں یہ گزارش کروں گی کہ ایک بچہ جس کا نام وجیہ الحسن ہے اور یہ نعت خواں ہے۔ وزیر حسین میموریل سکول علی پور چٹھہ گوجرانوالہ میں کلاس نہم کا طالب علم ہے، اس نے تحصیل اور division level پر نعت خوانی کے مقابلوں میں اوّل پوزیشن حاصل کی تھی۔ یوتھ فیسٹیول میں نعت خوانی کے مقابلوں کے لئے پہلے 18- تاریخ کی announcement ہوئی تھی۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی بات جاری رکھیں، میں سن رہا ہوں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! پنجاب کی سطح پر مقابلے کی تاریخ 18- فروری تھی جو کہ net پر بھی دی گئی تھی جس کے چیف کوآرڈینیٹر ضیاء المصطفیٰ سلہری تھے، جب سکول کے پرنسپل عمر گل 18- فروری کو بچے کو ساتھ لے کر مقابلے میں شرکت کے لئے گئے تو وہاں جا کر پتا چلا کہ یہ مقابلہ تو 17- تاریخ کو ہو چکا ہے۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اس بچے کے ساتھ بہت زیادتی ہوئی ہے، آپ خود بتائیں کہ ایک بچہ جو پنجاب level پر جیت کر آیا ہے اس کو پھر اس طرح سے مقابلے میں شرکت سے محروم رکھا جائے تو بہت بڑی زیادتی ہوگی۔ پھر اس کی کوئی انفرادی طور پر net اطلاع کی گئی پر اور نہ ہی پرنسپل صاحب کو اطلاع دی گئی۔ میری آپ سے یہ humble request ہے کہ آپ kindly اس معاملے کو takeover کریں، منسٹر صاحب کو بولیں کہ وہ ذرا اس کو دیکھیں کہ اس بچے کے ساتھ جو زیادتی ہوئی ہے اس کا ازالہ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت شروع ہوتا ہے۔ محترمہ! منسٹر صاحب نے already آپ سے کہا ہے، اب وہ اپنے چیمبر میں موجود ہیں آپ جا کر ان سے مل لیں

اور آپ نے جو بات کی ہے یہ written ان کو دے دیں وہ اس کی انکوائری کروا کر آپ کو بتا دیں گے۔ اب تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: شکریہ۔ جناب سپیکر! منسٹر صاحب چلے گئے لیکن میں آپ کو اور وزیر صاحب کو بھی ایک یاد دہانی کروانا چاہ رہی تھی کہ ہائر ایجوکیشن اور سیکنڈری ایجوکیشن سے related میرے کچھ سوالات تھے جن کے محکمے کی طرف سے غلط جواب دیئے گئے تھے۔ جب پہلے اجلاس میں غلط جواب آیا تھا تو بڑے سپیکر صاحب نے مجھے یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ اگلے اجلاس میں وزیر صاحب ایوان کے floor پر صحیح جواب دیں گے اور مجھے تحریک استحقاق جمع کرانے سے منع کیا گیا تھا کہ آپ ابھی صحیح جواب آنے کا انتظار کر لیں۔ چونکہ میرے پاس ثبوت تھے اور میں نے یہ request کی تھی کہ محکمے کے خلاف تحریک استحقاق بنتی ہے۔ پھر second time آپ نے مجھے یہ assurance دلائی کہ جواب آئے گا آج چوتھا اجلاس ہو گیا ہے لیکن ابھی تک منسٹر صاحب نے میرے سوالات پر محکمے کی طرف سے مجھے اعتماد میں نہیں لیا۔ ابھی یہاں پر تحاریک استحقاق پڑھی جا رہی تھیں میرا یہ سوال ہے کہ اگر ہم نے تحریک استحقاق جمع کرانی ہے اور وہ آپ کی یا سپیکر صاحب کی ٹیبل پر فائلوں کے نیچے رکھ دی جاتی ہے تو میرا خیال ہے کہ ہمارا استحقاق اسی طرح مجروح ہوتا رہے گا، محکمے اسی طرح کرتے رہیں گے جیسے ابھی پہلے جوابات دیئے گئے ہیں۔ سپورٹس اینڈ کلچر کا انتہائی important issue ہے لیکن اس پر جس طرح سے گول مول اور توڑ مروڑ کر جواب دیئے گئے ہیں۔ یہ ساری باتیں بڑی سوچنے کی ہیں کہ ہم کس طرف جا رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ کا حق ہے کہ آپ تحریک استحقاق جمع کرائیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! وہ آپ کی ٹیبل پر پڑی رہے گی، پھر اس کا فائدہ؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بالکل نہیں پڑی رہے گی۔ آپ جمع کرائیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں نے پہلے FBR کے خلاف ایک تحریک استحقاق جمع کرائی تھی لیکن آج تک اسے ایوان میں پیش کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ایک دفعہ انہیں چیمبر میں بلا کر ان سے پوچھ لیتا ہوں کہ انہوں نے ابھی تک جواب کیوں نہیں دیا۔ اگر انہوں نے ابھی تک جواب نہیں دیا تو پھر آپ کا right بنتا ہے کہ آپ تحریک استحقاق دیں ہم اسے take up کریں گے۔ جی، چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب!

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں ایک بڑے important issue پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ issues بھی آپ ہی کے ہیں۔ جی، فرمائیں!

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! پچھلے کئی دنوں سے نرسز احتجاج کر رہی ہیں، بارش میں بھی بیٹھی رہی ہیں لیکن حکومت پنجاب کی طرف سے کوئی pay attention نہیں کی جا رہی، ان کی بات سننے والا کوئی نہیں ہے۔ میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ آپ یہاں سے گورنمنٹ کے نمائندے ان کے پاس بھیجیں اور ان کے جو issues ہیں انہیں resolve کیا جائے اور انہیں کسی نہ کسی end کی طرف لے کر آئیں۔ وہ روز بیٹھی ہوئی ہیں، بارش ہو، گرمی ہو یا سردی لیکن وہ دن رات بیٹھی ہوئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ بھی اس اجلاس میں موجود تھے وزیر اعلیٰ صاحب نے یہاں پر خود commit کیا تھا کہ ایک ہفتے کے اندر اندر یہ problem resolve کر کے ان کا جو بھی right ہے وہ انہیں دیں گے۔ میرے خیال میں ابھی ایک ہفتہ نہیں ہوا آپ ان کی commitment دیکھ لیں۔ کل وزیر قانون نے بھی آپ کے سامنے اس کا جواب دیا تھا۔

میاں نوید علی: جناب سپیکر! کل لاء منسٹر نے جواب دیا تھا کہ یہ معاملہ with in one week resolve کر دیا جائے گا۔

ڈاکٹر مراد راس: کیا وہ ایک ہفتے تک یہاں بیٹھی رہیں گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ آخر وہ commitment کر کے گئے ہیں تو ظاہر ہے وہ اس پر کام کر رہے ہوں گے۔ انہوں نے on the floor of the House ایک ہفتے کی بات کی ہے لہذا ذرا اسے دیکھ لیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ آپ کوئی ایسا طریقہ اپنائیں کہ انہیں یہاں سے اٹھا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر آ جاتے ہیں تو ان سے جواب لے لیتے ہیں۔ چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 196 ہے۔ چیمہ صاحب موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب! آپ دوسرے مائیک پر آ جائیں۔ مائیک ٹھیک کرائے جائیں۔

سرگودھا میں حکومت اور محکمہ کی طرف سے معدنیات کا ٹھیکہ من پسند لوگوں کو دینا اور ٹھیکیداروں کا اپنی مرضی سے رائیلٹی میں اضافہ کرنا

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب کی توجہ ایک بڑے اہم مسئلہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں اس وقت مائنز اینڈ منرل کے وزیر بھی ایوان میں موجود ہیں۔ آپ نے بڑی مہربانی فرمائی کہ تین روز کی effort کے بعد مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر وقت دیا ہے۔ گزارش یہ ہے کہ سرگودھا میں مائنز اینڈ منرل کا ایک بڑا اچھا بزنس ہو رہا ہے وہاں پر لاکھوں لوگوں کو روزگار ملا ہوا ہے۔ وہاں پہاڑیوں سے حکومت پنجاب کو at least چھپن کروڑ روپے کا سالانہ ریونیو مل رہا ہے۔ جب بھی caretaker government آتی ہے تو اس وقت وہاں پر ان پہاڑیوں کی نیلامی ہوتی ہے، 2008 میں جب caretaker government تھی جس وقت الیکشن ہو رہے تھے اس وقت من مرضی سے وہاں کے ڈپٹی ڈائریکٹر نے اپنی کمیٹی کو بٹھا کر پہاڑیوں کی نیلامی کروائی اور اپنی مرضی کے پسندیدہ ٹھیکیداروں کو ٹھیکے دے دیئے گئے۔ جب یہ بات point out ہوئی تو اس وقت انہوں نے منت سماجت کر کے، اس وقت کی گورنمنٹ سے ادھر ادھر مل کر اس auction کو پاس کر دیا اور اپنی مرضی کے ٹھیکیداروں کو ٹھیکے award کر دیئے۔ چونکہ ان کا پانچ سال کا contract تھا وہ ختم ہوا تو پھر 2013 کی caretaker government میں پھر سے ان پہاڑیوں کی نیلامیاں کر دیں اور اپنی مرضی کے ٹھیکیداروں کو کم قیمت سے پھر سے دوبارہ وہ ٹھیکے award کر دیئے ہیں جس وجہ سے گورنمنٹ کے ریونیو کو نقصان ہوا ہے اور اس کے بعد اہم مسئلہ یہ ہے کہ وہ ٹھیکیدار آئے روز اپنی مرضی

سے اپنی monopoly سے رائیلٹی بڑھاتے رہتے ہیں۔ وہاں کی جو لیبر ہے وہاں کے جو کریشنز اونرز اور جو وہاں پر کرشنگ کا بزنس کر رہے ہیں انہیں disturb کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میں بڑا اہم نکتہ بیان کر رہا ہوں پورے پنجاب میں پتھر وہاں سے آ رہا ہے، ہماری ڈویلپمنٹ کا سارا معاملہ اس پر انحصار کر رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! منسٹر صاحب یہاں پر موجود ہیں۔۔۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ ان دونوں auctions کو دیکھنے کے لئے ان کی transparency check کرنے کے لئے وزیر صاحب کو ساتھ شامل کر کے معزز ایوان کی ایک کمیٹی بنائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ رانا صاحب! اس پر کمیٹی نہیں بنائی جائے گی۔ وزیر صاحب موجود ہیں ذرا ان کا جواب سن لیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر کانکنی و معدنیات (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! گزارش ہے کہ جب بھی open auction ہوتا ہے اس سے زیادہ transparent طریقہ نہیں ہے۔ اگر اس میں کسی بھی ٹھیکیدار کو کوئی grievance ہے تو وہ میرے notice میں لائیں تو ہم اس پر ضرور انکوائری کرائیں گے۔ میرے پاس لوگ آئے تھے اور وہ کہتے تھے کہ یہ ٹھیکہ کم لاگت میں ہوا ہے میرا ان سے اور معزز ممبر سے بھی یہ سوال ہے کہ کیا ان لوگوں نے اس auction میں حصہ لیا؟ جب ایک آدمی auction میں حصہ نہیں لیتا اور اس کے بعد یہ اعتراض کرے کہ یہ auction کم قیمت میں ہوئی ہے تو میرا خیال ہے کہ اس کا یہ اعتراض بنتا نہیں ہے۔ So open auction is the best way to get the best price.

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! میرے خیال میں آپ اس کے لئے اخبار میں ایڈورٹائزمنٹ کرتے ہیں اور auction کے لئے ایک date دی جاتی ہے۔ رانا صاحب! منسٹر صاحب کی بالکل جائز بات ہے۔

وزیر کانکنی و معدنیات (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! اسے National Dailies میں ایڈورٹائز کیا جاتا ہے اور اگر auction میں پچھلی لیز کے پیسے سے کم highest bid آئے تو اسے کینسل کر دیا جاتا ہے اور پھر اس کے بعد subsequently اسے دوبارہ auction کیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! ذرا ان کی ایک بات note کر لیں کہ وہاں پر جو ٹھیکیدار overcharge کر رہا ہے اسے check کر لیں اگر وہ شیڈول سے ہٹ کر پیسے لے رہا ہے تو پھر اس کے خلاف کارروائی کریں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! اگر انہوں نے auction manipulate نہ کیا ہو تو میں اس کی ذمہ داری لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! اس چیز کو confirm کر لیں کہ کیا وہ اخبار میں اشتہار آیا تھا؟ کیا open auction ہوا تھا؟ اگر ایسے ہی دفتر میں بیٹھ کر ٹھیکہ الاٹ کیا گیا ہے تو پھر ان کی بات valid ہے۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! اس وقت caretaker government تھی اور جنرل الیکشن ہو رہا تھا اس لئے انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں تھا اور انہوں نے من پسند ٹھیکیداروں کو ٹھیکے دیئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! ڈیپارٹمنٹ ایک چیز Advertise کرتا ہے تو جو چاہے اس open auction میں حصہ لے۔

وزیر کانکنی و معدنیات (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! میں یہ بھی clear کر دیتا ہوں کہ اس میں اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ محکمہ اسے manipulate کرتا ہے، ہو سکتا ہے محکمہ manipulate کرتا ہو لیکن اگر کوئی کسی مجبوری کے تحت auction میں حصہ نہیں لیتا تو اسے check کرنے کے لئے دنیا میں کوئی mechanism نہیں ہے کہ اگر کوئی آ کر open auction میں participate نہ کرے اور bid نہ دے اور اس کے بعد یہ کہا جائے کہ یہ auction fake ہے I think that is not fair کوئی بھی گورنمنٹ ہو اگر وہ اخبار میں اشتہار دینے کے بعد اس auction process سے گزری ہو تو میرا خیال ہے کہ اس auction process کو challenge نہیں کیا جا سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! آپ رانا منور غوث کو ساتھ بٹھا کر اس کی پوری تفصیل دے دیں اور چیک کروا لیں کہ اگر وہاں پر کوئی over charge کر رہا ہے تو اس کی روک تھام کریں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ وزیر معدنیات بیٹھے ہیں اور میں ایک اہم مسئلہ کی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔ یہ ساری تحاریک التوائے بھی بہت اہم ہیں۔

جناب احمد خان بھچر: اگر آپ اجازت دیں تو مجھے صرف ایک بات ان کے گوش گزار کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! ہمارے تھل میانوالی کے علاقے میں جو lease agreements ہو رہے ہیں۔۔۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! اگر پوائنٹ آف آرڈر پر وقت دینا ہے تو پھر تحاریک التوائے کار کا وقت بڑھا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! احمد خان بھچر صاحب کی بات سُن لیں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں ایک منٹ میں اپنی بات ختم کر لوں گا۔ ہمارے علاقے تھل میانوالی میں lease agreements ہو رہے ہیں جبکہ یہ رقبے اب سیراب ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ چونکہ یہ رقبے lease agreements میں پہلے سے شامل ہیں اس لئے ٹھیکیداروں کو lease میں مل جاتے ہیں۔ آپ اور شیر علی خان صاحب نے یہ علاقہ دیکھا ہوا ہے۔ ادھر موگے لگ گئے ہیں، lining ہو چکی ہے اور کئی جگہوں پر آبادی ہے لیکن ابھی تک وہ رقبے محکمہ معدنیات کی طرف سے ٹھیکے پر دیئے جاتے ہیں۔ اس کی وجہ سے لوگوں اور ٹھیکیدار کے درمیان جھگڑے ہوتے ہیں اور کئی ایف آئی آرز درج ہو چکی ہیں۔ میری آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب سے یہ گزارش ہے کہ واں بھچراں، مظفر پور، میانوالی کے علاقوں میں جو رقبے آباد ہو چکے ہیں اُن کو exempt کر دیا جائے۔ اب ان لوگوں کی زمینیں آباد ہو چکی ہیں اور یہ رقبے ٹھیکے پر دینے سے کافی مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔

وزیر کانکنی و معدنیات (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! میں clarify کر دوں کہ مالک زمین کی مرضی کے بغیر محکمہ معدنیات کسی کے رقبے سے کوئی معدنیات نہیں اُٹھا سکتا۔ محکمہ معدنیات کے ٹھیکیدار کی ذمہ داری ہے کہ وہ مالک زمین کو مالکانہ ادا کرے۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ مالک زمین کی مرضی کے بغیر وہاں سے ریت یا کوئی بھی معدنیات اُٹھائی جائیں۔ اگر کوئی رقبہ آباد ہو چکا ہے تو اس سے کوئی معدنیات نہیں اُٹھائی جائیں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔چودھری عامر سلطان چیمہ کی تحریک التوائے کار نمبر198/14 ہے۔۔۔وہ موجود نہیں ہیں اس لئے اس تحریک التوائے کار کوdispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر199/14بھی چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اس لئے اس تحریک التوائے کار کو بھی dispose ofکیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر200/14بھی چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔۔۔وہ موجود نہیں ہیں لہذااس تحریک التوائے کار کوdispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر202/14بھی چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔۔۔وہ موجود نہیں ہیں اس تحریک التوائے کار کو بھیdispose ofکیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر203/14 بھی چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے اور تحریک التوائے کار کو بھی dispose ofکیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر205/14بھی چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔۔۔وہ موجود نہیں ہیں اس تحریک التوائے کار کو بھیdispose ofکیا جاتا ہے۔

سردار محمد جمال خان لغاری: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سردار صاحب!

سردار محمد جمال خان لغاری: جناب سپیکر! میرا ایک نہیں بلکہ تین انتہائی اہمیت کے حامل پوائنٹ آف آرڈر ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب!کوئی کمی بیشی نہیں ہو سکتی؟

سردار محمد جمال خان لغاری: جناب سپیکر! یہ سارے بہت اہم ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، ایسا کریں کہ ابھی آپ تشریف رکھیں اور تحاریک التوائے کار کے بعد میں آپ کو وقت دیتا ہوں۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر207/14 شیخ علاؤالدین اور محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کی طرف سے ہے۔ شیخ صاحب کی طرف سے تحریری طور پر آیا ہوا ہے کہ ان کی تحریک التوائے کار کو pendingکر لیا جائے تو اس تحریک التوائے کار کو pendingکیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر210/14 شیخ علاؤالدین اور محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کی طرف سے ہے۔اس تحریک التوائے کار کو بھیpendingکیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر211/14 شیخ علاؤالدین اور محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کی طرف سے ہے۔اس تحریک التوائے کار کو بھیpendingکیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر213/14 شیخ علاؤالدین اور محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کی طرف سے ہے۔اس تحریک التوائے کار کو بھی

pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 214/14 ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کی طرف سے ہے۔

حکومتی عدم توجہ کے باعث تجارتی مرکز انار کلی لاہور کے مسائل میں اضافہ

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 12- فروری 2014 کی خبر کے مطابق 164 سالہ قدیم کاروباری و تجارتی مرکز انار کلی بازار حکومت کی عدم توجہ کے باعث مسائل کا گڑھ بن گیا ہے۔ ناجائز پارکنگ سٹینڈ، تجاوزات، بجلی کی بوسیدہ لٹکتی ہوئی تاریں اور ٹوٹے پھوٹے فرش نے بازار کی رونق کو دُھندلا دیا ہے۔ مسائل کے باعث گاہکوں نے ادھر کا رُخ کم کر دیا ہے جس سے کاروبار پر منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ سکیورٹی کے مسائل بھی موجود ہیں۔ اس کے علاوہ بازار میں دہشت گردی کے واقعات بھی ہو چکے ہیں۔ ان تمام مسائل کی وجہ سے تاجروں اور دور دراز کے علاقوں سے شاپنگ کرنے کے لئے آنے والے لوگوں میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! یہ تحریک آج ہی پڑھی گئی ہے اور ابھی تک اس کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا اس کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 216/14 ڈاکٹر مراد راس کی طرف سے ہے۔

محکمہ سکولز ایجوکیشن کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے آٹھویں کلاس کے طلباء وطالبات نئے سلیبس سے محروم

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 17- فروری 2014 کی خبر کے مطابق لاہور پنجاب میں مخصوص

پبلشروں کی کتابوں کا انتخاب ممکن نہ ہونے پر سال 2014 کے لئے آٹھویں جماعت کے نئے سلیبس کو ہی روک دیا گیا۔ لاکھوں طلبہ کو آٹھویں کے نئے سلیبس سے محروم رکھا جا رہا ہے جبکہ پہلی سے لے کر دسویں تک نیا سلیبس پڑھایا جا رہا ہے۔ محکمہ سکول ایجوکیشن کی جانب سے نئے سلیبس کی کتابوں میں غلطیاں ہونے کا بہانہ بنا کر پرانا سلیبس بحال کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں جس کا مقصد Punjab Curriculum کی کارکردگی کو صفر بنانا ہے اور مخصوص پبلشرز کو اپنے خلاصے فروخت کرنے کا موقع دے کر کروڑوں روپے کا فائدہ دینا ہے۔ آٹھویں کے نئے سلیبس کو روکنے کے لئے محکمہ سکول ایجوکیشن کی جانب سے حقائق کے منافی مختلف سمریوں کی تیاری جاری ہے۔ نئے سلیبس کی سلیکشن کے لئے بنائی گئی کمیٹیوں نے ڈھائی ماہ میں مکمل چیکنگ کے بعد کتابوں کی سلیکشن کی جبکہ محکمہ سکول ایجوکیشن نے نئے سلیبس کے اعلان کو ہی روک دیا۔ پنجاب حکومت نے 2014 کے لئے آٹھویں جماعت کے بھی نئے سلیبس کے احکامات دیئے جس کے لئے Curriculum Authority نے سات ماہ کی کوششوں کے بعد 116 کتابوں کو این او سی جاری کئے جن میں سے آٹھ کتابوں کو نصاب کا حصہ بنانے کا فیصلہ ہوا جس کے لئے ہر کتاب کے سبجیکٹ سپیشلسٹ کی کمیٹیاں بنائی گئی تھیں۔ پہلے ایسی کمیٹیاں بنائی گئی تھیں کہ جن میں مخصوص پبلشرز کے نمائندے شامل تھے۔ منتخب کی جانے والے کتابوں میں محکمہ سکول ایجوکیشن کے من پسند پبلشرز کی کتابیں منتخب نہیں ہوئیں جس پر پرانا سلیبس بحال کرنے کا فیصلہ کیا گیا تاکہ من پسند پبلشرز خلاصہ چھاپ کر کروڑوں روپے فائدہ حاصل کر سکیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! یہ تحریک آج ہی پڑھی گئی ہے اور اس کا جواب نہیں آیا لہذا اسے اگلے ہفتے تک pending کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! یہ تحریک التوائے کار پڑھی تو آج گئی ہے لیکن اسمبلی کی طرف سے محکمہ کو یہ تحریک 21-فروری کو گئی ہے اس لئے اس کا جواب آنا چاہئے تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): انشاء اللہ اس کا جلد جواب منگوا لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس کا جواب منگوائیں۔ ایک ایک مہینے تک تحاریک کا جواب نہیں آتا۔ اس تحریک پر 21-فروری 2014 کی تاریخ لکھی ہوئی ہے۔ آپ کو چاہئے تھا کہ اس کا جواب منگوا لیتے۔ جب آپ کے پاس اسمبلی سیکرٹریٹ کی طرف سے تحریک التوائے کار آجاتی ہے تو اس کا جواب منگوا لیا کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جی، ٹھیک ہے۔ جواب منگوالیا کریں گے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! یہ بہت اہم issue ہے۔ جماعت اوّل سے آٹھویں تک کے سلیبس کی بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس تحریک کا جواب Monday تک منگوائیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 219/14 سردار وقاص حسن مؤکل صاحب کی طرف سے ہے۔

شوگر ملز مالکان کی جانب سے کرشنگ سیزن لیٹ شروع کرنے سے کسانوں کو پریشانی کا سامنا

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "خبریں" مورخہ 17۔ فروری 2014 کی خبر کے مطابق ضلع قصور کے گنے کے کاشتکاروں نے شوگر ملوں کی زیادتیوں، کروڑوں روپے کے گنے کے واجبات دبانے، کرشنگ سیزن لیٹ کر کے کسانوں سے اونے پونے گنا خریدنے کی شکایات پر اپنی گہری تشویش کا اظہار کیا ہے۔ کسان راہنماؤں نے کہا ہے کہ شوگر ملوں نے گزشتہ سال کی نسبت گنے کی قیمتیں کم کر کے اور کاشتکاروں کے گنے کے واجبات ہڑپ کر کے کسان برادری کے کروڑوں روپے لوٹ لئے ہیں۔ شوگر مل مالکان سرعام کین ایکٹ کی دھجیاں بکھیر رہے ہیں۔ حکومت اور حزب اختلاف میں شامل تمام بڑی بڑی پارٹیوں کے سربراہ اور دیگر بڑے بڑے سیاستدان شوگر ملوں کے مالک ہیں اس لئے انہوں نے ملوں کو لوٹ مار کی کھلی چھٹی دے رکھی ہے۔ شوگر مل مالکان اور حکومت کی پالیسیوں کی وجہ سے گزشتہ سیزن میں گنے کے رقبہ میں 25 فیصد کمی ہوئی ہے اور اس سال مل مالکان کے ناروا اور ظالمانہ رویہ سے دل برداشتہ ہو کر گنے کے کاشتکاروں میں 50 فیصد کمی ہو جائے گی۔ اس خبر سے عوام میں تشویش پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا اس کو pending کرنے کی استدعا کی جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو next week تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 14/220۔ شیخ اعجاز احمد صاحب کی ہے۔

یونیورسٹی آف ایجوکیشن میں وائس چانسلر کا نااہل اور من پسند افراد کو بھرتی کرنا

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ یونیورسٹی آف ایجوکیشن کا قیام حکومت پنجاب کے اعلیٰ تعلیم کے شعبہ کے زیر انتظام 2002 میں ہوا۔ یہ سرکاری سطح پر نہ صرف صوبہ پنجاب بلکہ ملک بھر کی تعلیم کے شعبہ میں پہلی پیشہ ورانہ یونیورسٹی ہے لیکن یونیوسٹی کے وائس چانسلر نہ صرف وزیراعلیٰ پنجاب کی میرٹ کی بنیاد پر تمام عہدوں پر تقرریوں کی پالیسی کو سبوتاژ کر رہے ہیں بلکہ حکومت پنجاب کی میرٹ پالیسی کو نظر انداز کرتے ہوئے اہم عہدوں پر اہل امیدواروں کی تقرری کرنے کے بجائے اپنے اختیارات سے تجاوز کرتے ہوئے من پسند افراد کو اضافی چارج دے دیا ہے اور ستم بالائے ستم یہ ہے کہ گورنر پنجاب کے بھی میرٹ کے مطابق اہل لوگوں کے تقرر کرنے اور نااہل لوگوں کو ہٹانے کے واضح احکامات کو یکسر نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ کسی بھی یونیورسٹی میں تین عہدے رجسٹرار، کنٹرولر امتحانات اور خازن اہم ستون ہیں جن کی تقرری کا اختیار صرف گورنر پنجاب کے پاس ہے مگر ہر سال ان عہدوں پر تقرری کے لئے صرف خانہ پُری کرتے ہوئے اخبار میں اشتہار دے دیا جاتا ہے مگر اہل امیدواروں کے درخواست گزار ہونے کے باوجود میرٹ کی بنیاد پر تقرری نہیں کی جاتی۔ آخری دفعہ تقریباً ایک سال پہلے دسمبر 2012 میں اشتہار دیا گیا مگر آج تک اُن اہل امیدواروں کو میرٹ کی بنیاد پر تقرری کا موقع نہیں دیا گیا اور نہ ہی اہل امیدواروں کی درخواستوں کی چھان بین کی گئی ہے۔ رجسٹرار اور کنٹرولر جو کہ بی ایس 20 کی پوسٹیں ہیں اُن کا چارج گریڈ 19 کے ایک اسسٹنٹ پروفیسر کو دیا گیا ہے جبکہ گریڈ 20 کے خازن کا اضافی چارج گریڈ 18 کے لیکچرر کو دیا گیا ہے حالانکہ ان اہم عہدوں پر تقرری کا اختیار صرف گورنر پنجاب کے پاس ہے۔ وائس چانسلر کا ان نااہل افراد کو چارج دینے سے نہ صرف انہیں حکومتی خزانے سے تمام فنڈز اپنی مرضی سے استعمال کرنے میں مدد مل رہی ہے بلکہ بہت سی تدریسی و غیر تدریسی اسامیوں پر نااہل افراد کی تقرری کرنے میں بھی کوئی رکاوٹ

درپیش نہ ہے اوراس سے نہ صرف اعلیٰ انتظامی عہدوں کی گریڈ20اسامیاں مسلسل خالی رکھی جارہی ہیں بلکہ گریڈ19کی ایڈیشنل ڈائریکٹر اور گریڈ18کی ڈپٹی ڈائریکٹر کی اسامیوں کا آخری دفعہ اشتہار اگست 2011اور مئی2013میں دے کراہل امیدواروں کی درخواستوں کی مدمیں فیس تو وصول کی گئی لیکن وہ فیس واپس کی گئی اور نہ اہل امیدواروں کو میرٹ کی بنیاد پر تقرری کا موقع دیا گیا۔ مئی 2013میں گریڈ19کے اسسٹنٹ پروفیسر کی تدریسی اسامیوں کے لئے بھی درخواستیں مانگی گئیں اور اشتہار میں یہ واضح درج کیا گیا کہ چار سالہ تدریسی وپیشہ ورانہ تجربہ،بنیادی تعلیمی قابلیت ایم فل کے بعد کا ہونا چاہیے مگر رجسٹرار کی ریگولر تقرری نہ ہونے کی وجہ سے انہوں نے نہ صرف ان امیدواروں کو بھی انٹرویو کے لئے بلالیا جن کا چار سالہ تجربہ ایم فل کے بعد کا نہ ہے بلکہ انہیں تقررنامے بھی دے دیئے گئے ہیں۔ان نا اہل اسسٹنٹ پروفیسر بی ایس19کی تقرری سے مستقبل میں تعلیمی پیشہ سے منسلک ہونے والے افراد کو پیشہ ورانہ تربیت نہیں مل سکے گی۔اسی طرح سے سیکشن14(4)Kکی آڑ میں فرد واحد نے صوابدیدی اختیار جو کہ14(4)aاستعمال کر کے جو تقرریاں کی ہیں وہ ترمیمی آرڈیننس 2012کی خلاف ورزی ہے۔یونیورسٹی آف ایجوکیشن لاہور میں اعلیٰ انتظامی اور تدریسی اسامیوں پر غیر قانونی تقرریاں فوراًروکنا مفاد عامہ میں ہے وگرنہ مستقبل کے اساتذہ کو پیشہ ورانہ تعلیم دینے کا یہ ادارہ تباہ ہو جائے گااور حکومت پنجاب کے انقلابی اقدام کا کوئی فائدہ نہ ہو گالہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کراس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار کا جواب بھی ابھی موصول نہیں ہوا۔انشاء اللہ next week میں اس کا جواب بھی آجائے گا۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی،اگلی تحریک التوائے کار نمبر221محترمہ حنا پرویز بٹ صاحبہ کی ہے۔اُن کی request آئی ہے کہ میری تحاریک التوائے کار نمبر221اور223کو next week کے لئے pending کر دیا جائے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر226جناب احمد خان بھچر صاحب کی ہے۔

ٹی ایم اے دریاخان میں کرپشن اور رشوت ستانی کا بازار گرم

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ٹی ایم اے دریاخان ضلع بھکر نے کرپشن اور رشوت ستانی کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ کلور کوٹ روڈ، بھکر روڈ، دلیوالہ روڈ اور محلہ بلوچاں والا کے سینکڑوں لوگوں نے نقشہ جات کے لئے عرصہ دو سال سے ٹی ایم اے دریاخان میں درخواستیں جمع کروائی ہوئی ہیں لیکن ٹی ایم اے دریاخان کے ٹی ایم او اور دیگر عملہ کے لوگ نقشہ جات کی منظوری میں لیت ولعل سے کام لے رہے ہیں۔ نقشہ فیس ادا کرنے کے باوجود علاقہ کے مکینوں سے مزید رشوت کے لالچ میں انہیں کئی کئی مہینوں تک دفتر کے چکر لگوائے جاتے ہیں۔ جب لوگوں نے اپنے کام کے سلسلہ میں ان کے پاس جانا ہوتا ہے تو وہ بات ہی نہیں سنتے بلکہ ان کی تذلیل کرتے ہیں۔ ٹی ایم اے کے افسران و عملہ کے ناروا سلوک کے باعث علاقہ کے ہزاروں لوگ پریشانی واذیت میں مبتلا ہیں۔ مذکورہ صورت حال کے پیش نظر تحصیل دریاخان کے لوگوں میں حکومت کے خلاف شدید غم وغصہ اور نفرت پائی جارہی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: کیا تحریک التوائے کار نمبر 226 کا جواب آگیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتہ کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 14/227 میاں محمد اسلم اقبال صاحب اور محترمہ سعدیہ سہیل رانا صاحبہ کی طرف سے ہے۔ جی، میاں محمد اسلم اقبال صاحب! آپ اپنی تحریک التوائے کار پڑھیں۔

بادشاہی مسجد، شاہی قلعہ اور رنجیت سنگھ کی مڑھی لاہور کے اِرد گرد غیر متعلقہ گاڑیوں کی پارکنگ سے سیاحوں کے مسائل میں اضافہ

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ

یہ ہے کہ روزنامہ "نئی بات" مورخہ 18-فروری2014 کی خبر کے مطابق لاہور محکمہ آثار قدیمہ کی عدم توجہ کے باعث بادشاہی مسجد، شاہی قلعہ اور رنجیت سنگھ کی مڑھی کے لئے مختص کردہ پارکنگ میں غیر متعلقہ کمرشل درجنوں بھاری گاڑیوں کو پارک کرنے کا سلسلہ عروج پر پہنچ گیا، آلودگی سے تاریخی عمارت کو نقصان پہنچنے کے ساتھ ساتھ سیر و تفریح کے لئے آنے والے شہریوں اور سیاحوں کو بھی پارکنگ میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے جبکہ شہریوں کو اوور چارجنگ کی بھی مشکلات ہیں۔ سرکلر روڈ پر شاہی قلعہ کی بیرونی دیوار کے باہر قائم کی گئی پارکنگ میں لاری اڈا سے متعلقہ بسیں مزدے، ویگنیں، منی ٹرک اور دیگر بھاری گاڑیاں درجنوں کی تعداد میں کھڑی کی جاتی ہیں۔ مذکورہ پارکنگ جس کا ٹھیکہ 26 لاکھ روپے میں ہوا تھا کو تاریخی بادشاہی مسجد شاہی قلعہ اور رنجیت سنگھ کی مڑھی پر آنے والے سیاحوں کے لئے مختص کیا گیا ہے۔ اس کے برعکس وہاں بڑی تعداد میں آنے جانے والی کمرشل گاڑیاں آلودگی کا سبب بنتی ہیں جو قدیم ثقافتی ورثہ کے لئے نقصان دہ ہے۔ غیر متعلقہ گاڑیوں سے سیاحوں کو پارکنگ میں مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ شہریوں نے کئی بار انتظامیہ سے ٹھیکیدار اور اس کے عملہ کی جانب سے پارکنگ فیس کی پرچیوں پر لکھی گئی رقم پر مارکر سے تاریخ لکھ کر زائد رقم وصول کرنے کی شکایات کی گئی ہیں۔ شہریوں سے اوور چارجنگ کرتے ہوئے کار سے بیس کی بجائے پچاس روپے تک ویگن سے پچاس کی بجائے سو روپے تک اور بس سے دو سو روپے تک بھی وصول کئے جاتے ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: کیا تحریک التوائے کار نمبر 227 کا جواب آ گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتہ کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 14/228 محترمہ نبیلہ حاکم علی خان صاحبہ، محترمہ راحیلہ انور صاحبہ اور محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ کی طرف سے ہے۔ جی، محترمہ نبیلہ حاکم علی خان صاحبہ! آپ اپنی تحریک التوائے کار پڑھیں۔

ایل ڈی اے سٹی ہاؤسنگ سکیم میں اسٹیٹ ایجنٹوں و سرمایہ داروں کا قبضہ اور درمیانے طبقے کے لوگ اپنے حق سے محروم

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نئی بات" مورخہ 18۔ فروری 2014 کی خبر کے مطابق لاہور صوبائی دارالحکومت میں فیروزپور روڈ پر بننے والی سب سے بڑی ہاؤسنگ سکیم ایل ڈی اے سٹی کی غیر قانونی طور پر فائلوں کی فروخت کی جا رہی ہے۔ متوسط طبقہ کے لئے بنائی جانے والی ہاؤسنگ سوسائٹی میں سرمایہ داروں نے قبضے جمانا شروع کر دیئے ہیں اور انویسٹمنٹ کے سنہری موقع کی پیش کش کر کے سرمایہ دار لوگوں کو پلاٹوں کی فائلیں فروخت کی جا رہی ہیں اور درمیانے طبقے کا حق مارا جا رہا ہے۔ پرائیویٹ ڈویلپرز اور ایل ڈی اے کے درمیان معاہدہ طے پایا تھا کہ ایل ڈی اے کے لئے بننے والی فائلوں اور اسٹیٹ ایجنٹس کا تمام تر ریکارڈ ایل ڈی اے کے پاس رجسٹرڈ ہو گا مگر پرائیویٹ ڈویلپرز کے سب اسٹیٹ ایجنٹس کی طرف سے اشتہارات کے ذریعے سادہ لوح عوام سے پیسے بٹورے جا رہے ہیں اور ایل ڈی اے سٹی میں گھپلوں کے لئے بھی نئی راہ کھولی جا رہی ہے۔ جن اسٹیٹ ایجنٹس کی طرف سے فائلیں فروخت کی جا رہی ہیں ان میں باجوہ اسٹیٹ، تاج اسٹیٹ، لیڈز اسٹیٹ، علی بلڈرز اور فضائیہ اسٹیٹ شامل ہیں۔ دوسری جانب ایل ڈی اے حکام کی طرف سے اس غیر قانونی امر کے خلاف کوئی نوٹس نہیں لیا جا رہا ہے اور ایل ڈی اے سٹی میں لاہور ترقیاتی ادارے سے رجسٹریشن کے بغیر فائلوں کی فروخت کی جا رہی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کو بھی pending کرنے کی استدعا کی جاتی ہے کیونکہ جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اس تحریک التوائے کار کو بھی اگلے ہفتہ کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

سردار محمد جمال خان لغاری: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

سردار محمد جمال خان لغاری: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ یہ میرے ضلع کا معاملہ ہے، ساتھ والے ضلع کا معاملہ ہے اور نہ یہ صرف لاہور کا معاملہ ہے بلکہ یہ پورے صوبہ پنجاب کا معاملہ ہے۔ ہم نے چند دن پہلے خواتین کے لئے مختلف قوانین میں ترامیم کی تھیں جن میں انہیں بہت سے حقوق دیئے گئے ہیں۔ یہ نہ صرف خواتین کا معاملہ ہے بلکہ بچے بچیاں جو پرائمری، مڈل اور ہائی سکولوں میں پڑھتے ہیں یہ ان کا معاملہ ہے۔ ہم لوگ جہاں دانش سکولوں کے فروغ کی بات کرتے ہیں تو یہ بڑی بہترین بات ہے لیکن بچوں اور بچیوں کی تذلیل ہو رہی ہے۔ میں majority of the schools of the Punjab کی بات کر رہا ہوں ان کے پاس بیٹھنے کا فرنیچر نہیں ہے۔ وہ جب زمین پر بیٹھتے ہیں تو ان کے ذہن مستقل مفلوج ہو کر رہ جاتے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ جہاں پر missing facilities کے لئے حکومت پنجاب کے احسن اقدامات اس وقت زیر تکمیل ہیں وہاں پر کم از کم فرنیچر کو بھی ایک missing facility تصور کیا جائے کیونکہ اگر ایک دفعہ ان معصوم بچوں کے ذہن مفلوج ہو کر رہ گئے تو پھر کچھ بھی کرتے رہیں ان کے ذہن وہیں کے وہیں جم کر رہ جائیں گے۔

جناب سپیکر! میرا دوسرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہی خواتین جن کی خاطر الحمد للہ ہم لوگ اتنا کچھ کر رہے ہیں۔ اس وقت 20 خواتین اغواء ہیں اور ڈیرہ غازی خان کا قبائلی علاقہ تُمن کھوسہ ہے وہاں پر ایک بہت بڑا نامی گرامی مفرور اور اشتہاری جس کا نام غلام حسین زنگلانی ہے اس کے قبضہ میں ہیں۔ میرا ایک قریبی دوست اپنی گاڑی وہاں سے لینے گیا تھا۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! نام دوبارہ بتائیں۔

سردار محمد جمال خان لغاری: جناب سپیکر! اس کا نام غلام حسین زنگلانی کھوسہ ہے، زنگلانی کھوسوں کی sub tribe ہے۔ اس کے قبضہ میں وہ خواتین ہیں۔ جو ڈیرہ غازی خان کی خواتین نہیں ہیں بلکہ وہ وسطی پنجاب کی خواتین ہیں۔ وہ اس وقت اغواء ہیں اور ہر روز ان کے ساتھ زناء بالجبر کھلے عام ہو رہا ہے۔ میں جب یہ بات اپنے پی اے جو بارڈر ملٹری پولیس کا کمانڈر ہے اس کے علم میں لایا تو اس نے کہا کہ سردار صاحب یہ بات ہمارے علم میں ہے لیکن ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ ہماری فورس کے پاس launchers ہیں لیکن rockets نہیں ہیں، اس کے پاس rocket launchers ہیں، ہمارے پاس bullet proof vest نہیں ہے اور ہمارے پاس سوٹے اور ہلمٹ تک نہیں ہیں کہ اگر کسی قسم کی کوئی بدنظمی ہو جائے تو ہم ہجوم کو منتشر کر سکیں۔ آپ کیا چاہتے ہیں کہ میں فورس کو وہاں پر بھیجوں تو یہ فورس پہلے ہی demoralize ہے۔ جناب! کون جائے گا جو ان خواتین کو اس بندے سے جو بندہ نہیں خبیث الخبیث ہے

کی حراست سے چھڑائے گا۔ کیا یہ پنجاب کی ذمہ داری نہیں ہے۔ایسی کون سی فورس ہے جو پنجاب کے پاس نہیں ہے کیا وہ رینجرز کو نہیں کہہ سکتے اور کیا وہ ایلیٹ فورس کو نہیں بھیج سکتے ؟(نعرہ ہائے تحسین) مجھے یہاں سراہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ان عورتوں کو کم از کم اس ظلم سے نجات دلانے کے لئے رینجرز اور special paratroopers کو وہاں بھیجیں۔

جناب سپیکر! میرا تیسرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میں نے کل بھی یہاں اظہار کیا تھا لیکن مجھے اس کا کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ میں آج پھر دوبارہ آپ کی وساطت سے وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان صاحب سے مؤدبانہ گزارش کروں گا کہ مہربانی کر کے اس کی تشریح کریں تاکہ مجھے بار بار یہ کہنے کی ضرورت نہ پڑے۔ آئین میں جب ہر شہری کا ایک حق ہے کہ وہ اپنے جان و مال اور املاک کی حفاظت کرے۔ یہ ہر شہری کا بنیادی حق ہے کہ اس کو اسلحہ لائسنس غیر ممنوعہ بور جاری ہوں۔ میں ممنوعہ بور کلاشنکوف وغیرہ کی بات ہی نہیں کر رہا جبکہ باقی تینوں صوبوں میں اس حق کی حفاظت کی جا رہی ہے اور وہاں کی حکومتیں وہ حق دے رہی ہیں تو پنجاب تو سب سے زیادہ پرامن صوبہ ہے۔ یہاں پر ایسی کیا وجہ ہے کہ وہ حق اس وقت تک نہیں دیا جا رہا؟ براہ کرم مہربانی کر کے کوئی تو میری استدعا کو سنے۔

جناب سپیکر: میرے بھائی! ذرا تھوڑی سی محنت کیا کریں۔ آپ رولز کے مطابق یعنی جو رولز اجازت دیتے ہیں وہ لکھ کر سیکرٹریٹ میں داخل کریں پھر انشاء اللہ اس پر عمل ہم کرائیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پنجاب اسمبلی کے سامنے احتجاج کرنے والی ہزاروں لیڈی ہیلتھ ورکرز کو وزیر اعلیٰ کی یقین دہانی کے باوجود ریگولر نہ کرنا

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ایک بہت ضروری اور اہم مسئلہ ہے پچھلے دو دن سے یہاں پر ہزاروں خواتین نرسیں دھرنا دیئے ہوئے ہیں، ایک طرف قائد ایوان، ایوان میں یقین دہانی کرواتے ہیں کہ وہ ریگولر ہو جائیں گی لیکن ابھی وہ ہوتی ہیں یا نہیں یہ تو بعد کی بات ہے لیکن انہوں نے کہا تھا کہ وہ ریگولر ہو جائیں گی۔ ان لیڈی ہیلتھ ورکرز کی تعداد سینتالیس ہزار تھی۔ یہ اڑھائی

ہزار خواتین نرسیں ہیں جن میں سے اٹھارہ سو ایڈہاک ہیں۔180لوگوں کو کل terminationکے noticesدے دیئے گئے ہیں۔یہ پنجاب اسمبلی کا ایوان ہے،یہاں پر وزیر قانون بھی بیٹھے ہیں۔میں گزارش کروں گا کہ خواتین کے معاملے میں خاص طور پر یہ ایک مقدس پیشہ ہے جس سے یہ نرسیں تعلق رکھتی ہیں۔یہ ہمارے اسی پنجاب کی بہنیں،بہواور بیٹیاں ہیں۔خدا کے لئے راتوں کو انہیں تنہا چھوڑ دینا اور کوئی serious noticeنہ لینا قابل مذمت ہے۔رات ہم ٹی وی پر دیکھ رہے تھے کہ وزیراعلیٰ نے ایک کمیٹی بنادی ہے تو میرا خیال تھا کہ شاید یہ معاملہ resolveہو چکا ہو گا لیکن صبح انہیں دیکھ کر انتہائی تکلیف ہوئی۔میں اور میرے ساتھ ہماری تمام اپوزیشن جماعتوں کے جو پارلیمانی لیڈر ہیں، ہم ان کے کیمپ میں ابھی گئے تھے اور ان سے مل کے آئے ہیں۔میں گزارش کروں گا کہ اس پر حکومت کو priority basisپر آج ہی اس مسئلے کا کوئی نہ کوئی حل نکالنا چاہئے۔ورنہ لوگ سوچنے پر مجبور ہوں گے کہ یہ ایک trendپنجاب کے اندر بنتا جا رہا ہے کہ جب تک لوگ سڑکوں پر نہ آئیں،چیخ وپکار نہ کریں،آگ نہ لگالیں،خود سوزی نہ ہو جائے اور خود کشی کرنے تک نہ جائیں تب تک مسئلہ حل نہیں ہوتا لیکن ایوان کے اندر بیٹھا کوئی فرد آواز نہیں سنتا۔میری درخواست ہے کہ ان بچیوں کو باعزت طور پر وہاں سے اٹھایا جائے،ان کے جو بھی جائز مسئلے مسائل ہیں ان سب کو حکومت حل کرتے ہوئے ان کو regularکرے اور ان کے دھرنے کو ختم کروائے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر! میں نے کل بھی عرض کیا تھا اور اب بھی میں معزز ایوان اور قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ کل بھی ان کے ساتھ negotiationہوئی ہے۔آج اس وقت بھی ان کے ساتھ بات ہو رہی ہے۔تین چار categoriesہیں جن میں سے کچھ کا معاملہ فوری طور پر through notificationحل ہو سکتا تھا تو اس کو کر دیا گیا ہے،کچھ میں file workاور کچھ ایسی چیزیں ہیں کہ جو ان کے مطالبے کو پورا کرنے سے پہلے کرنے کی ہیں۔ان کے متعلق ان سے یہ کہا گیا تھا کہ within a weekآپ کا یہ معاملہ حل کر دیا جائے گا۔وزیراعلیٰ نے بھی ان کو یقین دہانی کروائی تھی۔مشیر صحت نے بھی یقین دہانی کروائی لیکن ان کو شاید اپنے طور پر اس بات کا oppressionہے کہ اگر ہم احتجاج میں رہیں گی تو ہمارا مطالبہ پورا ہو گا۔رات کو بھی ان کو requestکی گئی تھی کہ آپ کے ساتھ یہ time lineطے ہو گئی ہے تو آپ مہربانی کر کے اپنا احتجاج ختم کر دیں تو یہ معاملہ within this weekحل ہو جائے گا لیکن وہ کہتی ہیں کہ ہم احتجاج میں رہنا چاہتی ہیں آپ ہمارے ان معاملات کو حل کریں۔میں

قائد حزب اختلاف اور اس معزز ایوان کو بھی یقین دلاتا ہوں کہ اگلے دو چار روز میں یہ معاملہ تمام formalities پوری کر کے حل کر دیا جائے گا۔اس میں کچھ انڈسٹریز کے، کچھ Lady Health Visitors کے معاملات ہیں، کچھ کی promotion کا مسئلہ ہےاور کچھ ایڈہاک پر ہیں جو کہتی ہیں کہ اب ہمیں ہر قیمت پر ریگولر کر دیا جائے۔ ایڈہاک ایمپلائی کو ریگولر کرنے کے لئے جو متعلقہ rules اور law ہیں اس میں بھی کسی چیز کو amend کرنے یا formalities پورا کرنے کی ضرورت ہے تو اس پر کام ہو رہا ہے۔ قطعی طور پر ایسا نہیں ہے کہ وہ احتجاج کر رہی ہیں اور ان کا کوئی سننے والا نہیں ہے یا اس پر کسی کا دھیان نہیں ہے۔ گورنمنٹ کے لوگ اور متعلقہ ڈیپارٹمنٹ بھی ان کے ساتھ engage ہے اور انشاءاللہ اگلے دو چار روز میں یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ باقی جہاں تک میرے بھائی محترم جمال لغاری صاحب نے بات کی ہے آپ نے اس پر اپنی observation دی ہے اور میری بھی ان سے یہ request ہے کہ اگر وہاں پر کچھ حالات کی سنگینی اس طرح سے ہے، جس طرح سے وہ فرما رہے ہیں تو اس کے حل کے لئے ہمارے پاس دو تین طریق کار ہیں یا تو وہ تحریک التوائے کار لے آئیں تاکہ متعلقہ صاحبان جنہوں نے ان سے بات کی ہے ان سے جواب آ جائے یا وہ question لے آئیں، اس پر قرارداد لے آئیں، توجہ دلاؤ نوٹس لے آئیں یا جو بھی طریق کار ان کو ٹھیک لگتا ہو کر لیں تاکہ متعلقہ ڈیپارٹمنٹ سے جواب آنے کے بعد اس مسئلے کو حل کیا جائے۔

سردار محمد جمال خان لغاری: جناب سپیکر! ان 20 خواتین کا کیا ہو گا کیا وہ اسی طرح روتی رہیں گی اگر میری بات نہ سنی گئی تو میں استعفیٰ دے دوں گا۔ میں حق اور سچ بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ rules کو کیوں follow نہیں کر رہے ؟آپ لکھ کر دیں ہم اس پر notice لیں گے۔

سردار محمد جمال خان لغاری: جناب سپیکر! میں کوئی غلط بیانی نہیں کر رہا۔

جناب سپیکر: ہم کب آپ کو یہ بات کہہ رہے ہیں؟ آپ دو لفظ لکھ کر دیں گے تو ہم اس پر پوری طرح notice لیں گے۔ آپ رولز کے مطابق آئیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میرا یہ خیال ہے کہ بجائے گول مول بات کرنے کے ان کا مسئلہ حل کیا جائے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! لغاری صاحب نے انتہائی اہم مسئلہ کی طرف توجہ دلائی ہے۔ وہاں پر کسی کی مائیں، بہنیں اغواء کے بعد موجود ہیں اور ہم اس چکر میں پڑے ہوئے ہیں کہ آپ قرارداد لے آئیں۔۔۔

جناب سپیکر: یہ کیا طریق کار ہے اور آپ کیا کر رہے ہیں؟ یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ سردار صاحب! آپ لکھ کر دے دیں اور مہربانی کریں۔ اس طرح میں بھی اس پر notice لینے والا بنوں گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! وزیر قانون کو اس پر statement دینی چاہئے تھی۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے ان کو کہہ دیا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: کہ جو متعلقہ پولیٹیکل ایجنٹ ہے میں اس سے بات کرتا ہوں اور بات کر کے اس مسئلہ کو حل کیا جائے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ لکھ کر لے آئیں۔ سردار صاحب اسمبلی کے ایک معزز ممبر ہیں۔

جناب سپیکر: میرے بھائی! معزز ممبر ہی لکھ کر دیتے ہیں۔ کیا وہ معزز نہیں ہیں، آپ کیا کر رہے ہیں؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جو صاحب اختیار ہیں یہ ان سے ابھی بات کر لیں۔

جناب سپیکر: آپ اس کے بعد بات کر کے ان کو بتا دیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اب اس پر کوئی بات نہیں ہو گی۔ مہربانی۔ جی، محترمہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ابھی لاء منسٹر صاحب نے نرسوں اور ہیلتھ وزیٹرز کی بات کی ہے ان کا احتجاج کل یا پرسوں سے نیا شروع نہیں ہوا بلکہ ان کا پچھلے پانچ سال سے مطالبہ ہے اور پانچ سال انہوں نے سڑکوں پر دھرنے دیئے ہیں لیکن اس مطالبے کی طرف توجہ نہیں دی گئی۔ انہوں نے آرام سے کہہ دیا ہے کہ وہ بیٹھنا چاہتی ہیں جس پر مجھے انتہائی افسوس ہے کہ اپنے گھروں سے فیملی اور اپنے بچے چھوڑ کر تین دن سے سڑکوں پر بیٹھی ہوئی ہیں۔ کیا اُن کو سڑکوں پر بیٹھنے کا شوق ہے؟ میں ان کی اس بات کی انتہائی مذمت کرتی ہوں کہ ان کو سڑکوں پر بیٹھنے کا شوق ہے۔ آپ کی یقین دہانی کے اوپر یقین آنا چاہئے کیونکہ آپ عملی طور پر کچھ کریں۔

جناب سپیکر: شوق کی بات کس نے کی ہے؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ان کی بات کا مؤقف ہی یہ ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسے ٹھیک نہیں ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ان کا مؤقف ہی یہ ہے کہ ہم یقین دہانی کرا رہے ہیں لیکن وہ جانا نہیں چاہتیں۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسی بات نہیں ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! اگر آپ کی بات پر یقین ہو اور حکومت کی بات پر اعتماد ہو کہ عمل ہو گا تو کیوں کوئی اپنے گھروں سے نکل کر سڑک پر احتجاج کے لئے آئے گا؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں ایڈوائزر صاحب صبح آکر ایوان کو بتائیں گے کہ کہاں تک انہوں نے اس معاملے کو ٹھیک کیا ہے، کہاں تک ان کو console کیا ہے، ان کے مطالبات کیا ہیں اور کتنی حد تک وہ کر سکتے ہیں؟ ہم اس بات کا جواب مشیر صحت برائے وزیر اعلیٰ سے لیں گے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ شوق کا لفظ انہوں نے ایسے ہی کہہ دیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، میں نے نہیں سنا۔ آپ اس بات کو چھوڑ دیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے قطعی طور پر یہ بات نہیں کی۔ ہمیں اس بات کا احساس ہے کہ ان کو تکلیف ہے جس کی وجہ سے انہوں نے یہاں آکر اپنا احتجاج شروع کیا ہے۔ جمہوریت میں پُرامن احتجاج کرنا ہر کسی کا حق ہے، اسے تسلیم کیا جانا چاہئے اور اس کا احترام ہونا چاہئے لیکن ان کے ساتھ جو بات چیت ہوئی ہے اس کے مطابق معاملے کو حل کرنے کی جو کوشش کی جا رہی ہے ہم نے ان سے یہ request کی ہے کہ آپ اپنا احتجاج ختم کر دیں تو آپ کا یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ میں نے صرف یہ بات کی ہے۔ باقی جہاں تک میرے بھائی جمال لغاری صاحب کا تعلق ہے تو میں پھر آپ کی وساطت سے اُن سے عرض کروں گا کہ جہاں سے اغواء ہوا ہے وہاں پر انہوں نے کوئی درخواست دے کر مقدمہ درج کروایا ہو گا اس کی تفصیلات ہوں گی، ملزمان کا کوئی نام ہو گا یعنی یہ ساری چیزیں ہونی چاہئیں۔ کل بھی انہوں نے میرے ساتھ بات کی تھی اور اس سے پہلے بھی کی تھی۔ اگر وہ صرف یہاں پر بات کرنے کی حد تک اس issue کو alive رکھنا چاہتے ہیں تو میں اُن کو روک نہیں سکتا لیکن جب تک وہ بنیادی requisite information نہیں دیں گے تب

تک میں زبانی طور پر بھی ان سے نہیں پوچھ سکتا۔ اگر وہ تحریری طور پر دیں تو پھر آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ اس کے متعلق action لیں اور میرا بھی فرض ہے کہ میں اس کا جواب دوں۔

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: I am sorry. ابھی میں بول رہا ہوں اس کے بعد بات کیجئے گا۔ آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔

(a) Introduction of Bills

(b) Consideration and passage of Bills.

کورم کی نشاندہی

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ نے کیا کہا؟

جناب آصف محمود: کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہذا گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

(اذانِ ظہر)

جناب سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)
کورم پورا ہے لہذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سرکاری کارروائی

مسودات قانون

(جو متعارف ہوئے)

مسودہ قانون (ترمیم) کارکردگی، نظم و ضبط و جوابدہی ملازمین پنجاب مصدرہ 2014

MR SPEAKER: Now, we take up the Government Business. Minister for law to introduce the Punjab Employees Efficiency, Discipline and Accountability (Amendment) Bill 2014.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I introduce the Punjab Employees Efficiency, Discipline and Accountability (Amendment) Bill 2014.

MR SPEAKER: The Punjab Employees Efficiency, Discipline and Accountability (Amendment) Bill 2014 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to Standing Committee on Services and General Administration for report within one month.

مسودہ قانون (ترمیم) سول سرونٹس پنجاب مصدرہ 2014

MR SPEAKER: Now, the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2014. Minister for law to introduce the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2014.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I introduce the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2014.

MR SPEAKER: The Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2014 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to Standing Committee on Services and General Administration for report within one month.

مسودہ قانون (ترمیم) لائیوسٹاک بریڈنگ پنجاب مصدرہ 2014

MR SPEAKER: Minister for Law to introduce the Punjab Livestock Breeding Bill 2014.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I introduce the Punjab Livestock Breeding Bill 2014.

MR SPEAKER: The Punjab Livestock Breeding Bill 2014 has been introduced in the House under 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Livestock and Dairy Development for report within one month.

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون (ترمیم) شہری ترقی پنجاب مصدرہ 2014

MR SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Punjab Development of Cities (Amendment) Bill 2014. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Development of Cities (Amendment) Bill 2014, as recommended by the Standing Committee

on Housing, Urban Development and Public Health Engineering, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Development of Cities (Amendment) Bill 2014, as recommended by the Standing Committee on Housing, Urban Development and Public Health Engineering, be taken into consideration at once."

There is an amendment in this motion. The amendment is from Mian Mehmood-ur-Rasheed and others.

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اپوزیشن کی یہ ترمیم اندر میعاد نہ ہے تو میں اسے under Rule 105(2) object کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب نے اسے object کر دیا ہے کہ آپ کو دو دن پہلے کرنا چاہئے تھا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آج 12-مارچ ہے جبکہ جمعہ کے دن اس بل کی رپورٹ lay ہوئی ہے اور ہم نے 10-مارچ کو ترامیم جمع کروائی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ دن پورے ہو گئے ہیں لہذا آپ اسے چیک کروالیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! 7-مارچ کو بل کی رپورٹ lay ہوئی ہے اور Rules کے مطابق 8 اور 9 کو یہ ترامیم دی جا سکتی تھیں جو کہ دو clear days بنتے ہیں۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں اور دیکھیں کہ جن کی طرف سے ترامیم آئی ہیں ان میں محترمہ جیدہ خالد صاحبہ نے اپنا استعفیٰ 8-مارچ کو بھیج دیا ہے اور ان کا نام بھی اس میں شامل ہے it means کہ آپ سمجھ گئے ہیں میری باقی بات کو؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ مسئلہ نہیں ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ وزیر قانون جو روّیہ اختیار کئے ہوئے ہیں کہ اپوزیشن کسی بات پر بھی قانون سازی میں حصہ نہ لے سکے میں سمجھتا ہوں کہ یہ رویہ ٹھیک نہیں ہے۔ آپ نے اتنی افراتفری میں وومن ڈے declare کر دیا، اتوار کی چھٹی آ گئی اور 7 تاریخ کو آپ نے۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے فائل منگوائی ہے اور میں اسے دیکھتا ہوں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ آپ اسے دیکھ لیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر verification میں office کو کوئی time لگتا ہے تو جس طرح سے قائد حزب اختلاف فرما رہے ہیں تو subject to that verification یہ بل کے اوپر بات کر لیں کیونکہ oppose تو انہوں نے اسے کیا ہے۔

جناب سپیکر: مجھے نام پڑھنے دیں۔ میں نام تو پڑھوں گا ناں۔ جن کے نام ہیں وہ میں پڑھ لوں گا۔ میاں محمود الرشید، جناب تیمور مسعود، ڈاکٹر مراد راس، جناب آصف محمود، راجہ راشد حفیظ، جناب اعجاز خان، جناب محمد عارف عباسی، جناب اعجاز حسین بخاری، ڈاکٹر صلاح الدین خان، جناب احمد خان بھچر، جناب محمد سبطین خان، جناب مسعود شفقت، جناب ظہیر الدین خان علیزئی، جناب جاوید اختر، جناب وحید اصغر ڈوگر، جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی، جناب احمد علی خان دریشک، جناب عبدالمجید خان نیازی، جناب ممتاز احمد مہاروی، محترمہ سعدیہ سہیل رانا، ڈاکٹر نوشین حامد، محترمہ راحیلہ انور، محترمہ نبیلہ حاکم علی خان، محترمہ ناہید نعیم، محترمہ شُنیلا رُوت، قاضی احمد سعید، سردار شہاب الدین خان، مخدوم سید مرتضیٰ محمود، میاں خرم جہانگیر وٹو، خواجہ محمد نظام المحمود، جناب رئیس ابراہیم خلیل احمد، مخدوم سید علی اکبر محمود، محترمہ فائزہ احمد ملک، چودھری مونس الٰہی، سردار وقاص حسن موکل، چودھری عامر سلطان چیمہ، جناب محمد آصف نکئی، ڈاکٹر محمد افضل، جناب احمد شاہ کھگہ اور محترمہ باسمہ چودھری میں سے کوئی بھی بات کر سکتا ہے اس وقت تک کہ جب فائل میرے پاس up to date ہونے دیں۔ مجھے چیک کرنے دیں اور اگر within time آپ ہوئے تو میں یقیناً آپ کو اجازت دوں گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ سے ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ابھی جب اپوزیشن نے کورم point out کیا تو گھنٹیاں بج رہی تھیں اور ساتھ ہی چونکہ ظہر کی اذان کا وقت ہو گیا تو اذان شروع ہو گئی اور گھنٹیاں بھی بج رہی تھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اذان کی sanctity کے خلاف ہے اور آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ گھنٹیاں پہلے بج رہی تھیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں جو بات کر رہا ہوں اس میں آپ ڈائریکشن یہ دے دیں کہ اگر اذان ہو رہی ہو تو اذان مکمل ہونے تک گھنٹیاں روک دی جائیں۔

جناب سپیکر: اس دوران جو پوائنٹ آف آرڈر لے کر کورم کی نشاندہی کرے تو اس کا کیا کیا جائے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! نہیں، میں سمجھتا ہوں کہ وہ بھی مناسب نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ نوٹس لیتے ہیں اور be careful in future

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! مہربانی

MR SPEAKER: Any mover can move it except Mr Khurram Shahzad, Mian Muhammad Aslam Iqbal and Sardar Ali Raza Khan Dreshak.

LEADER OF OPPOSITION (Mian Mehmood-ur-Rasheed): I move:

> "That the Punjab Development of Cities (Amendment) Bill 2014, as recommended by the Standing Committee on Housing, Urban Development and Public Health Engineering, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 30th April. 2014."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Development of Cities (Amendment) Bill 2014, as recommended by the Standing Committee on Housing, Urban Development and Public Health Engineering, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 30th April 2014."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose.

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب! آپ اپنی بات کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ سارے اضلاع کے اندر اتھارٹیز بننے جا رہی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ جو بل ہے یہ آئین سے متصادم ہے اور آئین کے آرٹیکل 148 میں بڑا واضح طور پر ہماری لوکل باڈیز کو empower کرنے کی بات کی گئی ہے کہ انہیں ہم نے ایڈمنسٹریٹو اور financial power دینی ہے لیکن بلدیاتی انتخابات کے اندر بھی یہ سنجیدہ نہیں ہیں، انتخابات کروا نہیں رہے اور یہ تمام کام جو منتخب نمائندوں کا ہے، شہروں کی ڈویلپمنٹ، وہاں پر عوام کے حقوق کا خیال رکھنا، ان کے بنیادی مسائل کے سلسلے میں ترقیاتی کام کروانا، ان کی فلاح و بہبود کے منصوبے مکمل کرنا، پلان کرنا، عملدرآمد کرنا جیسے سارے کام وہاں کے منتخب میئر یا ضلع کونسل کے چیئرمین کا یہ prerogative ہے۔ یہ آئین کے تحت ان کے اختیارات ہیں۔ انہوں نے خود جو بل پاس کیا ہوا ہے تو اس کے اندر بھی یہ ان کے اختیارات ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ کتنی ستم ظریفی ہے کہ ایک طرف آپ نے اس سے پہلے ڈسٹرکٹ ہیلتھ اتھارٹی بنادی ساتھ ہی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن اتھارٹی بھی بنادی اور اب ان اتھارٹیز کے بعد پیچھے کیا بچتا ہے؟ پہلے ان بلدیاتی اداروں کے preview سے ان کے دائرہ اختیار سے آپ نے صحت اور تعلیم جیسے بنیادی مسئلے کو نکال دیا ہے اور ان کے لئے اتھارٹیز بن گئی ہیں جنہیں حکومت پنجاب مانیٹر کرے گی اور وہ ان کے سامنے جواب دہ ہوں گی۔ اب رہی سہی جو کسر تھی تو یہ بالکل total یعنی اس ترمیم کے منظور ہونے کے بعد اس ایکٹ کے لوکل باڈیز کے متعلق یہ کہیں گے کہ اس کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ یہ پہلے بھی خاص ہے اور یہ بلدیاتی انتخابات نہیں کروانا چاہتے۔ Premature پہلے جو بلدیاتی ادارے elected تھے پچھلے tenure میں ان کو توڑ دیا گیا اور یہ کہا گیا کہ ہم چھ ماہ کے اندر نئے انتخابات کروائیں گے۔ وہ چھ چھ ماہ کرتے ہوئے ڈیڑھ برس کا عرصہ گزر گیا اور اب یہ نئی حکومت منتخب ہو کر آئی تو اب اس کے بعد بھی تقریباً ایک سال ہونے کو ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ظلم عظیم ہے۔ اگر ہم development پر اس طرح کی authorities بنائیں گے اور ہم نے اس پر بھی یہ کہہ دیا کہ وزیراعلیٰ خود یا جس کو وہ نامزد کریں گے وہ اس ضلعی اتھارٹی کو head کرے گا تو میرا خیال ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب کے پاس اتنا وقت نہیں ہے درجن بھر وزارتیں پہلے ان کے پاس ہیں اور اُن محکموں کے ساتھ بھی انصاف نہیں ہو رہا۔ آپ 36 اضلاع کی اتھارٹیز بنانے جا رہے ہیں اور وزیراعلیٰ اُن کو head کریں یا اُن کا کوئی nominee وہاں پر آجائے تو یہ جمہوریت کی توہین ہے اور یہ عوام کے elected اداروں کا خون کرنے کے مترادف ہے۔ یہ بات ہے کہ وہ لوگ جو district council اور town کے اندر elect ہو کر آئیں گے، اسی طرح district میں district council کے

چیئرمین ہوں گے اور لاہور میں میئر ہو گا تو یہ ان کے اختیارات پر ڈاکا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر اس کو elicit کیا جاتا اور اس کو مشتہر کیا جاتا تو پورے پنجاب سے لاکھوں کی تعداد میں اس پر feedback آتا تو لوگ چیخ اُٹھتے اور لوگوں کے سامنے ساری صورتحال واضح ہو جاتی کہ یہ حکومت بلدیاتی اداروں کے تمام اختیارات چھین کر وزیراعلیٰ پنجاب کو گھنٹہ گھر بنانا چاہتے ہیں کہ اُن کے بغیر پنجاب کے اندر ایک پتہ بھی نہ ہلے، ہر چیز اُن کے مشورے سے ہو، ہر چیز اُن کی نامزدگی سے ہو اور ہر چیز ان کے آنکھ کے اشارے سے ہو جو کہ جمہوریت کی توہین ہے۔ ہمارا صوبہ اور ہمارا ملک اسی لئے آگے نہیں بڑھ رہا کہ ہمیں اس سوچ کی نفی کرنی ہے اور ہمیں power کو share کرنا ہے۔ Good governance اس طرح نہیں آئے گی ایک آدمی کو جو پہلے وزیراعلیٰ پنجاب ہو، اُس کے پاس اختیارات ہوں، پورا بجٹ اس کی disposal پر ہو اور سارا کچھ اس کے پاس ہے تو اُس کے بعد اب مزید یہ ایک amendment کے ذریعے یا آپ اتھارٹیز بنا کر اُس spirit کی، اُن اختیارات کی تقسیم کی، good governance کی اور rule of law کی total نفی کر رہے ہیں۔ آپ ان نامزد اداروں کے ذریعے ان اضلاع کے نظام کو چلائیں گے تو ان بلدیاتی اداروں کے سربراہوں کے لئے کوئی اختیار پیچھے نہیں بچے گا اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو ہونے جا رہا ہے انتہائی ظالمانہ فعل ہے اور پنجاب کے لوگ کسی صورت اس ظلم اور زیادتی کو معاف نہیں کریں گے۔ بلدیات کے elected لوگ جو grass roots level پر elect ہو کر اپنے گلی، محلے اور ٹاؤن شہر کی development کی بات کرنا چاہتے ہیں، آج وہاں پر بھی وزیراعلیٰ کا نمائندہ آ کر بیٹھ جائے گا، اپنے منظور نظر لوگ ہوں گے اور پھر بس اللہ اللہ خیر سلا اور لوگوں کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہو گا اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر یہ amendment مشتہر کی جاتی، اس کو elicit کیا جاتا اور اس پر stakeholders کی آراء آتیں تو پتا چلتا کہ کتنی بڑی تعداد میں لوگ اس کی مخالفت کرتے ہیں اور شاید وزیر قانون یہ Bill یہاں پیش ہی نہ کرتے اور واپس لے لیتے اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ Bill آئین سے بھی متصادم ہے اور یہ amendments جو انہوں نے پیش کی ہیں یہ جمہوریت کی روح کے بھی خلاف ہے اس لئے میں اس کی بھرپور مخالفت کرتا ہوں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، عارف عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ ہمیں یہ سمجھ نہیں آتی کہ وزیراعلیٰ صاحب کو پنجاب کا بادشاہ بنانے میں کیا کسر رہ گئی تھی کہ یہ اضلاع کی اتھارٹیز کے بھی سارے اختیارات ان کو دے دیئے جائیں۔ یہ Bill جو پاس ہونے جا رہا ہے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ totally کاروباری

نقطۂ نظر سے پورے پنجاب کی زمینوں کو اپنے کنٹرول میں لانے کی ایک گھناؤنی سازش ہے۔ جناب وزیراعلیٰ کو خود نہیں پتا کہ اُن کے پاس کون کون سے محکمے ہیں اور کیا کیا ذمہ داریاں ہیں اور ہر چیز وزیراعلیٰ کے اختیار میں ہے، اگر اس ایوان کے اختیارات ہیں تو وہ اتھارٹیز جو اضلاع میں بنیں گی، جو تحصیلوں میں بنیں گی اور جو ٹاؤنز میں بنیں گی آپ اُن کے اختیارات پہلے ہی وزیراعلیٰ کو دے رہے ہیں۔ آپ نے ایجوکیشن کمیشن بنا کر ایجوکیشن پہلے ہی نکال دی ہے اور پنجاب کے under کر دی ہے، آپ نے فنانس اور ہیلتھ پہلے نکال دی تو اُن کے پاس رہ کیا گیا ہے، بلدیاتی اختیارات بلدیاتی اداروں سے کیوں چھینے جا رہے ہیں، حکومت کو کیا خوف ہے کہ یہ وزیراعلیٰ یا وزیراعلیٰ کا نامزد شخص کیوں، پنجاب کے عوام کے منتخب نمائندے کیوں نہیں، District Council کے چیئرمین کیوں نہیں، کیا خطرہ ہے اور کیا خوف ہے یا کیا وہ لالچ ہے جو ہر چیز اپنے ہاتھ کے نیچے رکھنا چاہتے ہیں اور یہ جو land acquire کریں گے۔ وزیراعلیٰ صاحب کی مرضی کے بغیر وہاں development کا کوئی کام ہو سکتا ہے اور نہ ہی وہاں کوئی سکیم بن سکتی ہے آپ پورا پنجاب ان کے حوالے کیوں کرنے جا رہے ہیں، آپ کیا کوئی monopoly چاہتے ہیں، کیا چاہتے ہیں؟ پھر بادشاہت کا اعلان کر دیں، بلدیاتی الیکشن بھی چھوڑ دیں اور یہ بھی چھوڑ دیں ہم اس کی پُرزور مذمت کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ یہ Bill عوام کے پاس جائے اور عوام کو پتا چلے کہ ہم جو اس ایوان میں اُن کے مفاد کے تحفظ کے لئے یہاں آئے ہوئے ہیں تو ہم اُن کے لئے کیا کر رہے ہیں؟ اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ یہ Bill عوام میں بھیجا جائے اور عوام کی رائے لی جائے۔ مجھے یقین ہے کہ جب یہ Bill عوام میں جائے گا اور عوام کی grass roots level کی قیادت کے پاس جائے گا تو وہ اس کو سمجھیں گے، اتنی بڑی مخالفت ہو گی کہ کسی کی جرأت نہیں ہو گی اس Bill کو ایوان میں پیش کرنے کی۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر نوشین حامد!

ڈاکٹر نوشین حامد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! ہماری طرف سے جو amendment دی گئی ہے کہ اس کو عوام کے لئے مشتہر کیا جائے۔ میں سمجھتی ہوں کہ جو سول سوسائٹی ہے وہ democracy کا بہت اہم ستون ہوتا ہے اور اس کی involvement کے بغیر جب بھی کوئی کام کیا جاتا ہے تو اس کا رزلٹ اچھا نہیں آتا ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری جمہوریت مضبوط ہو تو پھر ہمیں اپنی سول سوسائٹی کو empower کرنا پڑے گا۔ ہم لوگ democratic political culture میں active participation of Civil Society اور پبلک کے بغیر اس کو implement نہیں کر سکتے ہیں۔ یہ بھی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ensure کرے کہ citizen کو اس کی

performance کے بارے میں پوری information ہو۔ سول سوسائٹی میں این جی اوز موجود ہوتی ہیں، think tanks ہوتے ہیں، میڈیا ہوتا ہے، social and religious groups ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کو اپنے لئے کوئی political power نہیں چاہئے ہوتی بلکہ وہ ملک کے بہتر مفاد میں اچھے مشورے دے سکتے ہیں۔ جب ووٹرز ہمیں ووٹ دے کر اس ایوان میں بھیجتے ہیں تو پھر میں سمجھتی ہوں کہ جب وہ ہم پر trust کرتے ہیں تو ہماری بھی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ ہم بھی ان کو confidence میں لیں کہ ان کے ساتھ کیا ہونے جا رہا ہے اور ان کی تقدیروں کے کیا فیصلے ہو رہے ہیں؟ اس لئے اس کے اندر citizens کی بھی participation ہونی چاہئے۔ Citizens کو یہ اختیارات ہونے چاہئیں کہ وہ پالیسی میں اپنا influence use کر سکیں۔ اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہماری پالیسی اور legislation sustainable ہو تو پھر یہ صرف consensus کے ساتھ ہی ہو سکتا ہے۔ Consensus صرف اسی وقت possible ہوتی ہے جب آپ عوام کے ساتھ consultation کریں، ان کے ساتھ بیٹھ کر غور و فکر کریں اور stakeholders کے ساتھ debate کریں۔ یہ policy making میں ایک بہت بڑا چیک ہوتا ہے جس میں ہم citizens کو confidence میں لیتے ہیں اور public کو اپنے ساتھ شامل کرتے ہیں۔ جب ہم ایسا نہیں کرتے ہیں تو اس کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔ پچھلے آٹھ نو مہینے سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ لوگ protest کر رہے ہیں، ان کے اندر ایک بے چینی پائی جاتی ہے، وہ یہاں کی گئی legislations کو own نہیں کرتے اور ان کو نہیں مانتے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آپ دیکھ لیں پچھلے آٹھ نو مہینوں کے درمیان کون سڑکوں پر نہیں آیا؟ ٹیچر سڑکوں پر موجود ہیں، نرسیں موجود ہیں، ینگ ڈاکٹرز موجود ہیں، ہیلتھ ورکرز موجود ہیں، کلرک موجود ہیں اور ساری عوام سڑکوں پر نکلی ہوئی ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم ان کو confidence میں نہیں لیتے اور ان کی opinion اپنی legislation میں شامل نہیں کرتے۔ اگر ہم یہ تمام legislations جو یہاں ہوئی ہیں ان میں ان کی opinion ڈالی ہوتی تو situation میں بہت فرق ہوتا۔ جو stakeholders ہوتے ہیں ان میں scientists and experts بھی شامل ہوتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس Bill کے اندر کچھ ایسے lacunas ہیں، کچھ ایسی کی کوتاہیاں ہیں کہ اگر اس کے اندر ہمارے scientists ہوتے، experts ہوتے تو میرا خیال ہے کہ ہم اس کو بہتر طریقے سے formulate کر سکتے۔ ان کے schedule(A) میں سزائیں مقرر کی گئی ہیں۔ اس میں انہوں سے

ڈرینج اور سیوریج کے حوالے سے pollution کو account کیا ہے اور سزائیں رکھی ہیں۔ اگر ان میں کوئی expert موجود ہوتا تو وہ ان کو یہ بتاتا کہ اس کے اندر air pollution کو بھی شامل کیا جائے۔ اس وقت جو air pollution ہے یہ dirty water سے بڑی threat ہے۔ Air pollution کی وجہ سے جو ہمارا پانی ہوتا ہے، جو ہمارا soil ہوتا ہے ان کی acidification ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے ہماری فصلیں اور جنگلات سب پر اثر ہوتا ہے۔ ایک recent research کے مطابق پاکستان میں air pollution کی وجہ سے جو rice کا crop ہے اس میں 40 percent reduction آئی ہے اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ ہمیں ان Bills کو مشتہر کرنا چاہئے تاکہ اس میں expert opinions آئیں۔ اس کے علاوہ ایک رپورٹ ہوتی ہے جس کو Environmental Impact Assessment Report کہتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس کے بارے میں سب کو معلوم ہے لیکن اس Bill میں اس کا بھی کہیں ذکر نہیں ہے کہ جب constructions ہوں گی، جب یہاں پر مختلف قسم کی changes لائی جائیں گی تو وہ رپورٹ جب تک موجود نہ ہو کسی چیز کی بھی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ یہاں اس رپورٹ کا بھی کہیں ذکر نہیں ہے۔ اس کے علاوہ وہ industries جو residential areas میں موجود ہیں ان کے لئے بھی اس میں کوئی law موجود نہیں ہے۔ وہ industries بالکل گھروں کے درمیان موجود ہیں اور وہاں پر pollutions پھیلا رہی ہیں جس کی وجہ سے پھیپھڑوں، کینسر، heart and kidney diseases بہت تیزی سے پھیل رہی ہیں۔ اس میں مجھے ایک اور چیز جو نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ جو اس میں انہوں نے جرمانہ رکھا ہے وہ تین لاکھ روپے اور سات سال قید ہے۔ یہ جرمانہ کمرشل پلازوں اور کھوکھے ریڑھیوں کے لئے برابر رکھا ہے۔ کیا یہ انصاف ہے کہ کمرشل پلازے والا بھی وہی تین لاکھ روپے جرمانہ دے اور ایک کھوکھے والا جس کی روزمرہ کی آمدنی دو سو، تین سو یا چار سو روپے ہوتی ہے وہ بھی اتنا ہی جرمانہ دے؟ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت ناانصافی ہے اور اس Bill میں بہت سی ایسی کمی کوتاہیاں ہیں جن کو اگر public opinion کے لئے پیش کریں تو وہ ہمارے سامنے آئیں گی اور ہم ایک بہتر legislation کر سکیں گے۔ بہت شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، محترمہ سعدیہ سہیل رانا!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں اپنی بات کا آغاز اشفاق احمد کے قطعہ سے کرنا چاہوں گی۔

"ایک بات ہمیشہ زندگی بھر یاد رکھنا کہ کسی کو دھوکا نہ دینا۔ دھوکے میں ایک بڑی جان ہوتی ہے۔ یہ کبھی نہیں مرتا گھوم کر ایک دن واپس آپ کے پاس ہی پہنچ جاتا ہے کیونکہ اس کو اپنے ٹھکانے سے بہت محبت ہوتی ہے۔"

جناب سپیکر! ہم نے اس میں جو پہلی amendment پیش کی وہ تھی کہ اس کو رائے عامہ کے لئے مشتہر کیا جائے۔ میرے خیال میں جب آپ رائے عامہ کے لئے کوئی Bill مشتہر کرتے ہیں تو جیسے جیسے آپ کو عام لوگوں کی رائے ملتی ہے تو رائے کے ساتھ ساتھ رضا بھی ملتی ہے۔ جب اس کی رائے اس Bill میں شامل ہوگی تو اس کی رضا بھی شامل ہوگی۔ سب سے positive point تو اس کا یہ ہے کہ وہ لوگ آپ کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں جن کے بل پر آپ حکومت کرتے ہیں، جن کے بل پر آپ حکمرانی کرتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کو حکومت سے کیوں اتنی ہمدردی ہے؟

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! ہم بھی حکومت کا حصہ ہیں۔ مجھے اس Bill میں جو چیز سب سے زیادہ prominent لگی وہ یہ ہے کہ آخر کار سارے اختیارات ہمارے جناب محترم چیف منسٹر کے پاس اور حاکم اعلیٰ کے پاس ہیں۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ وہ صوبے کے Chief Executive ہیں تو ان کے پاس تو already بہت ذمہ داریاں ہیں۔ ماشاءاللہ ان کے پاس بیس وزارتیں ہیں اور [*******]

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! یہ میری اپنی رائے ہے اور مجھے رائے کے اظہار کا حق ہے۔

جناب سپیکر: اس کو ریکارڈ کا حصہ نہ بنایا جائے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جب ہم ایک ہی وقت میں یعنی اگر آج میں یہ ذمہ داری لے لوں کہ میں نے دن میں پچاس کام کرنے ہیں تو میں کسی ایک کام کو بھی بہتر طریقے سے نہیں کر سکوں گی۔ بہتر یہی ہوتا ہے کہ ہم اتنی ہی ذمہ داریاں لیں جو ہم کر سکیں کیونکہ صرف وزارتیں لینا یا hold لینا ہی مقصد نہیں ہوتا بلکہ اصل مقصد تو اس کی کارکردگی ہوتی ہے۔ اس وقت آپ کے ملک اور عوام کو کارکردگی چاہئے۔ آپ کو وہ کام کرنا چاہئے جو عوام کے لئے بھلائی پیدا کر سکے اور آپ سے ایسے فیصلے کروا سکے جو عوام دوست ہوں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر! اب بات آتی ہے اتھارٹی پر۔ اب ہم نے بلدیاتی الیکشن تو نہیں کروایا لیکن ہم نے بلدیاتی حکومت کو قسطوں میں لانا شروع کر دیا ہے اور ہم نے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے ہیں۔ جو power devolve کرنے کا ایک نظریہ تھا کہ power آخر تک جائے گی لیکن وہ power بڑے طریقے کے ساتھ ہم واپس اپنی طرف ہی لا رہے ہیں۔ ہم پہلے بھی اتھارٹی لائے، ایک اتھارٹی ہم اور لے آئے ہیں اور جو اس کے لاکھوں کے فنڈز ہیں ظاہر ہے کہ اس کا اختیار بھی اسی کے پاس ہو گا جو اس کو head کر رہا ہے۔ یقین مانیں کہ جب میں نے یہ Bill پڑھا تو میرے اندر سے آواز آئی کہ "میاں صاحب جان دیو، کسی اور دی واری وی آن دیو" (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جیسے اپوزیشن لیڈر نے بھی کہا کہ یہ Bill آئین کی اصل روح کے خلاف ہے۔ ہم آرٹیکل 148 کی بات کرتے ہیں جس میں ہم power devolve کرتے ہیں اور آخری tear تک کرتے ہیں۔ اب جو میں بات کرنے لگی ہوں مجھے پتا ہے کہ میری بہنوں کی بڑی زور سے آواز آئے گی لیکن بات یہ ہے کہ ہم ہیں تو جمہوریت کا حصہ۔ جمہوریت والے کہتے ہیں کہ ہم جمہوریت لے کر آئے ہیں لیکن ہمارے اندر کہیں مغل اعظم چھپا ہوا ہے جو ہمیں یہ برداشت نہیں کرنے دیتا کہ ہم ایک عام عوامی نمائندے کو وہ طاقت اور power دے سکیں کہ وہ عوام کے floor پر عوام کی بات کر سکے۔ خدا کے لئے اب ہمیں مغل اعظموں کی ضرورت نہیں ہے، بادشاہ عالم کی ضرورت نہیں ہے اور "میرا سلطان" بھی آج کل بڑا hit چل رہا ہے ہمیں "میرا سلطان" کی بھی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہمیں جمہوری لوگوں کی ضرورت ہے۔ جمہوریت وہ ہے جو جمہور سے نکلی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ مجھے address کریں وہاں کیوں کر رہی ہیں؟

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جمہوریت جمہور سے نکلی ہے اور جمہور کا مطلب عوام ہے۔ میں اس Bill کو بلدیاتی نظام bulldoze کرنے کی ایک سازش سمجھتی ہوں۔ ہم یہ Bill پاس کر کے بلدیاتی نظام کو کسی نہ کسی طریقے سے bulldoze کر رہے ہیں۔ جو عوام کا حق ہے، جو عوامی نمائندوں کا حق ہے وہ اُن کو نہیں مل رہا ہے وہ ہم پلیٹ میں سجا کر اپنے حکمرانوں کے دربار میں ہی پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اس طرح کے عوامل سے آپ کی حکومت کی شہرت بہت minus میں چلی جاتی ہے اور آپ اپنی سیاسی شہرت کھونے لگتے ہیں۔ اگر غور کریں جیسے ڈاکٹر نوشین صاحبہ نے بھی بہت اچھے طریقے سے کہا ہے کہ کتنے لوگ ہیں جو اتنے کم وقت میں سڑکوں پر نہیں آئے؟ کیونکہ ان کو ان کے حقوق نہیں ملے۔ اگر ایک سیاسی لیڈر وہاں جا کر ان کو تھپکی دیتا ہے، حوصلہ دیتا ہے تو آپ کی طرف سے آواز آتی ہے کہ ان کے

مسائل بھی وہی حل کریں گے، جو کافی قابل ندامت ہے۔ ایسی چیزیں نہیں ہونی چاہئیں بلکہ دل بڑا کرنا چاہئے کیونکہ ہم سب پاکستانی ہیں اور ہم سب کا پاکستانی لوگوں کے مسائل سے تعلق ہے۔ میں ایک بات کرنا چاہوں گی کہ جو اس Bill میں compensation کی بات ہوئی ہے۔ یہ میری اپنی رائے ہے یہ شاید amendment میں نہ بھی ہو کہ compensation کا ریکارڈ، معذرت کے ساتھ کہ وہ اتنا اچھا نہیں ہے وہ جنابہ حضرت میٹرو صاحبہ کے مسئلے میں کیونکہ جب میں میٹرو کا نام لیتی ہوں تو ڈر لگتا ہے جب ہم نے میٹرو صاحبہ کو بنایا تو جو ان کے affectees تھے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کو میٹرو نے کس طرح ڈرا دیا؟

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! اگر میں جنگلا بس کہہ دوں تو یہاں کھڑی میں قتل ہو جاؤں گی۔ آج تک اس کے متاثرین کو compensation نہیں ملی اور میں سمجھتی ہوں کہ اگر رائیونڈ کے محل کا دس فیصد بھی دے دیا جائے تو ان بے چاروں کو compensation مل جائے گی۔ اگر اسی طرح ایک کمیٹی بنائی جائے اور اس کے چیئرمین اپوزیشن لیڈر ہوں تو میرے خیال میں جو ہم compensation کی بات کرتے ہیں وہ بہت احسن طریقے سے ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر! میں آخری بات یہ کہنا چاہوں گی کہ ویسے تو ہمارے لاء منسٹر صاحب کا یہ خیال ہے کہ اسمبلی میں آکر بیٹھنا ٹائم ضائع کرنے کے مترادف ہے کیونکہ انہوں نے کہا کہ چیف منسٹر صاحب کے پاس اتنا ٹائم ضائع کرنے کے لئے نہیں کہ وہ اسمبلی میں آکر بیٹھیں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے اگر کہیں پر یہ بات آگئی ہے تو اس کو ریکارڈ کا حصہ نہیں سمجھنا چاہئے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! آپ سے آخری استدعا یہ ہے کہ خدارا پاکستان کی اٹھارہ کروڑ عوام ہے اور اس کے کچھ نمائندے جو یہاں پر بیٹھے ہیں ان پر رحم کریں اور ان پر ترس کھائیں۔ لوگ قحط اور بھوک سے مر رہے ہیں آپ اپنے اقتدار کو چھوڑیں اور عوام کا سوچیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، آپ کا بہت شکریہ۔ محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ! آپ بات کریں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! شکریہ۔ پنجاب اسمبلی کے floor پر ہمیشہ قانون بنائے جاتے ہیں اور میں سمجھتی ہوں کہ صوبے کی بہتری اور کارکردگی کو بڑھانے کے لئے قوانین کا بننا اور قوانین پر عملدرآمد کرانا ہر حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے لیکن افسوس اس بات کا ہوتا ہے کہ جس طرح سے

اپوزیشن کی suggestions کو bulldoze کیا جاتا ہے اور جس طریقے سے اپنے ہی صوبے کے انتظامی معاملات کی دھجیاں بکھیری جا رہی ہیں، اس چیز کا افسوس ہے کہ یہ اسمبلی جس کے اندر چیزوں کو debate کیا جاتا ہے اور debate کرنے کے بعد bulldoze کر دیا جاتا ہے تو پھر کبھی کبھی یہ خیال آتا ہے کہ شاید ہمیں debate کرنی ہی نہیں چاہئے اور ہمیں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جانا چاہئے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! یہ سب سے زیادہ جمہوری روّیوں کی نفی ہے۔ میں آج اپنی amendment پر بات کرتے ہوئے یہ کہوں گی کہ جب اس سے پہلے لوکل باڈی ایکٹ پنجاب اسمبلی میں پیش ہوا تو تب بھی دو اتھارٹیز بنائی جا رہی تھیں اس وقت بھی ہم نے اپوزیشن کے ممبران کی حیثیت سے ان کو debate کیا اور ہم نے حکومت سے درخواست کی کہ یہ اتھارٹیز نہ بنائیں۔ ان اتھارٹیز کے بنانے سے معاملات complicated ہو جائیں گے، معاملات خراب ہوں گے اور محکموں کی کارکردگی مزید بدترین ہو جائے گی لیکن ہماری رائے کو کسی قسم کی کوئی اہمیت نہیں دی گئی اور وہ اتھارٹیز بنا دی گئیں۔ آپ نے اس ایکٹ کے اندر عورتوں کی نمائندگی کم کر دی اور آج آپ عورتوں کے حقوق کی بات کر رہے ہیں اور پنجاب اسمبلی حقوق دینے جا رہی ہے۔ پہلے لوکل باڈی ایکٹ کو review کریں اور اس میں عورتوں کی نمائندگی 33 فیصد کریں اس کے بعد باقی نمائندگی کو لینے جائیں۔

جناب سپیکر! آج ہمیں یہ amendment اس لئے دینی پڑی کہ ہم سمجھتے ہیں کہ آج پھر پنجاب حکومت ایک ایسی اتھارٹی بنانے جا رہی ہے، پاکستان کے آئین میں دیئے گئے اپنے اختیارات صدر پاکستان نے پارلیمنٹ کو دیئے۔ میرا خیال ہے کہ پاکستان کی تاریخ میں ایک بہت بڑی revolution آئی کہ جب کسی صدر نے اپنے اختیارات پارلیمنٹ کو دیئے یعنی اپنے سے نیچے اختیارات devolve کئے۔ کیا ہمیں اس روایت کو قائم نہیں رکھنا، کیا ہمیں جمہوریت کو مضبوط نہیں کرنا کہ ہم اپنے اردگرد کے اختیارات کو لے کر گھوم رہے ہیں اور اپنے آپ اور اپنی ذات کو مضبوط کرتے چلے جا رہے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ یہ جو اتھارٹی بننے جا رہی ہے آج اگر ہم دیکھیں تو اس اتھارٹی کا محور وزیراعلیٰ پنجاب ہیں۔ صوبہ پنجاب کے 36 اضلاع ہیں تو کیا وزیراعلیٰ پنجاب تمام 36 اضلاع کے چیئرمین ہوں گے کیوں؟ سوال یہ ہے کہ کیا وہاں پر ایسے ایم پی ایز اور ایسے لوگ نہیں ہیں جن کو وہاں بٹھایا جائے۔ میرا سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ لوکل باڈیز الیکشن کیوں نہیں کرائے جاتے؟ وہ کام جو ایک چیئرمین یا وائس چیئرمین کو کرنا چاہئے وہ وزیراعلیٰ پنجاب جا کر ہر ضلع کے اندر کیوں کریں گے؟ ہمارا سوال یہ ہے کہ ہم اپنے

اختیارات کو بجائے نچلے level پر devolve کریں، ہم لوکل باڈی الیکشن کی طرف جائیں اور ہم اس process کو مکمل کر کے جس کی ذمہ داری ہے اس کو کرنے دیں۔" جس کا کام اسی کو ساجھے" اسی لئے کہا گیا کہ جو لوگ جس کام کے لئے بنائے جاتے ہیں یا جو عہدے جن کاموں کے لئے بنائے جاتے ہیں۔ وہ عہدے تبھی سجتے ہیں جب ان عہدوں کو اختیارات دیئے جائیں۔ اگر تمام اختیارات وزیر اعلیٰ کے پاس آئیں گے تو کیا پنجاب اسمبلی جس کا کام قانون سازی کرنا ہے اس کا دھیان قانون سازی سے ہٹ کر اور چیزوں کی طرف چلا جائے گا۔ میں سمجھتی ہوں کہ سب سے پہلے تو ہمیں لوکل گورنمنٹ کی تشکیل کی طرف جانا چاہئے اور ان اتھارٹیز میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ ہم سب سے پہلے اپنے کئے گئے ہر عہد اور وعدے سے ہٹتے جا رہے ہیں، C.O.D میں جو چیزیں تھیں ہم ان سے ہٹ گئے۔ اس کے بعد دیکھیں کہ ایک ایسا سسٹم بننے جا رہا ہے کہ پہلے ہم قبضہ مافیا کو رو رہے ہیں، پنجاب کے اندر جس بُری طرح سے قبضہ مافیا نے اپنا دھرنا دیا ہوا ہے اور جس طرح سے زمینوں پر قبضہ کیا ہے ایک دفعہ پھر وزیر اعلیٰ پنجاب کے ہوتے ہوئے یہاں پر قبضہ مافیا activate ہوا ہے یعنی اگر 30 لاکھ ایکڑ کی زمین ہے تو میرا خیال ہے وہ 12 یا 13 لاکھ ایکڑ میں فروخت ہو رہی ہے اس سے بڑا ظلم کسی ایک عام آدمی کے ساتھ کیا ہو گا کہ حکومت آتی ہے اس کی زمین پر قبضہ کر لیتی ہے اور جب آپ سرکاری ریٹ لگاتے ہیں تو اس کی زمین کوڑیوں کے مول جاتی ہے جو کہ اربوں روپے کی زمین ہے۔ مطلب اتنا بڑا damage ہم کس کو دے رہے ہیں؟ اس صوبے کے لوگوں کو جنہوں نے آپ کو ووٹ دے کر ان اسمبلیوں میں بیٹھا دیا ہے آپ ان کا بیڑہ غرق کرنے جا رہے ہیں؟ خدا کے لئے ان پر رحم کریں۔ یہ اتھارٹی مت بنائیں اور اگر یہ اتھارٹی آپ نے بنائی تو اس کے نقصان ہی نقصان ہیں اس سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا صرف ایک بندے کی ذات کو ضرور فائدہ ہو گا یا اس کے نیچے personal oblige کرنے کے لئے جن افسروں کو بنایا جائے گا تو ان زمینوں پر قبضے کر کے وہ ضرور oblige ہوں گے۔ اس سے ہمارے عام آدمی کی حق تلفی ہو گی، آپ غور کریں اور اس صوبے کے لوگوں پر رحم کریں۔

جناب سپیکر: جی، آپ سوچ سمجھ کر کچھ کہا کریں، ان افسروں کو بُرا نہ کہا کریں۔

محترمہ ناہید نعیم: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ بات کریں میں سن رہا ہوں۔

محترمہ ناہید نعیم: جناب سپیکر! میں اس Bill کو دیکھ کر یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ عوام کے ساتھ کھلا مذاق ہے اور اس سے یہ لگتا ہے کہ حکومت بلدیاتی انتخابات کروانے کے موڈ میں نہیں ہے۔ اگر سارے

اختیارات حکومت کو اپنے پاس ہی رکھنے ہیں تو یہ سب ٹوپی ڈرامہ کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ میری حکومت سے درخواست ہے کہ خدا کے لئے عوامی لوگوں کو طاقت ور کریں اور عوام کے ساتھ اور مذاق نہ کریں یہ عوام ویسے ہی بہت بُرے حالات میں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شکریہ

میاں خرم جہانگیر وٹو: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! یہ Bill جو حکومت کی جانب سے move کیا گیا ہے اور جس پر ہماری joint opposition کی جانب سے amendment آئی ہے کہ اس کو رائے عامہ کے لئے مشتہر کیا جائے۔ سب سے پہلے تو میں یہ کہوں گا کہ اختیارات کی مرکزیت سے جمہوریت کا فائدہ نہیں ہوتا بلکہ اس سے جمہوریت کا نقصان ہوتا ہے۔ آپ نے پیچھے جو لوکل گورنمنٹ ایکٹ پاس کیا اور جس انداز سے اس کو پاس کیا اور جس طریقے سے اپوزیشن کی amendments اور بالخصوص میری amendments کو bulldoze کیا، آج مجھے دیکھ کر بڑی حیرانی بھی ہوئی اور مجھے بڑی خوشی بھی ہوئی ہے کہ چلیں "دیر آید درست آید" میں نے اس دن جو 14 ترامیم لوکل گورنمنٹ ایکٹ کی تیار کر کے پیش کی تھیں تو on the floor of the House کہا گیا کہ یہ time barred ہیں اور late آئی ہیں اور آج سارے کے سارے حالات بدل گئے۔ آپ کی Chair اس ایوان کے حقوق، اس ایوان کے پاس کئے ہوئے قوانین اور معزز ممبران کی custodian ہے۔ یہاں پر کوئی بھی ایسا قانون پاس نہیں ہو سکتا کہ جو خلاف شریعت ہو اور جو لوگوں کے انسانی حقوق کے خلاف ہو۔ ابھی یہ جو amendment move کی گئی ہے، ہمارے باقی معزز ممبران نے بھی اس پر بات کی۔۔۔

جناب سپیکر: میرے بھائی یہ ترمیم تو آپ ہی کی طرف سے آئی ہے۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: یہ amendment جو یہاں پر move کی گئی ہے، اس کے سیکشن 4 میں یہ کہا گیا ہے کہ اس اتھارٹی کا چیئرمین چیف منسٹر ہوگا، اس کا پورا structure ہی بدل دیا گیا ہے۔ میٹروپولیٹن کارپوریشن کے حوالے سے یہ بل ہے اور Metropolitan Corporation کے حوالے سے حکومت ایک نیا structure لے کر آنا چاہتی ہے جس میں سیکرٹری اور دیگر لوگ شامل ہیں، چیف منسٹر کو اس کا head بنا دیا گیا ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اسی اسمبلی نے اس سے پہلے ایک لوکل گورنمنٹ ایکٹ پاس کیا ہے، آپ کی سربراہی میں حکومت کے پیش کئے ہوئے لوکل گورنمنٹ ایکٹ کے مطابق جب پہلے ہی ایک ڈسٹرکٹ اتھارٹی موجود ہے Metropolitan Authority موجود ہے، جب آپ نے اس کا پہلے ہی ایک ڈھانچہ بنا دیا ہے پھر آپ کیسے ایک نئی اتھارٹی بنا سکتے ہیں۔ آپ جب تک parent

lawکو تبدیل نہیں کرتے، جب تک گورنمنٹ parent lawکو تبدیل نہیں کرتی تب تک یہ اسمبلی نیا ڈھانچہ بنا ہی نہیں سکتی۔ مجھے تو اس بات پر بھی حیرانی ہے کہ یہ قانون اسمبلی میں لے کیسے آئے ہیں؟ یہ اس قانون کو اسمبلی میں لا سکتے ہیں اور نہ ہی اسے پاس کروا سکتے ہیں۔ اگر انہوں نے اس قانون کو پاس کروانا ہے تو پہلے لوکل گورنمنٹ ایکٹ میں amendmentکریں جو یہ اسمبلی پہلے ہی پاس کر چکی ہے۔ اس میں amendmentsکریں، اس کے sectionsکو تبدیل کریں، اس میں یہ بات لکھیں کہ اس اتھارٹی کا سربراہ چیف منسٹر ہوگا۔ اگر یہ قانون پاس کیا گیا تو یہ میں سمجھتا ہوں کہ اس اسمبلی کی بڑی کوتاہی ہوگی اور یہ کوتاہی اس اسمبلی کے سر پر رہے گی۔ لوگ کہیں گے کہ پنجاب اسمبلی میں قوانین پاس نہیں ہو رہے بلکہ پنجاب اسمبلی قوانین کے ساتھ مذاق کر رہی ہے اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ اس قانون کا structureاس وقت تک تبدیل نہیں ہو سکتا جب تک پہلے بل میں ترمیم نہیں ہو جاتی۔ سیکشن 4 جو یہ لانا چاہتے ہیں وہ تب تک تبدیل نہیں ہو سکتا جب تک یہ لوکل گورنمنٹ ایکٹ کا وہ structureتبدیل نہیں ہو جاتا۔ اس کے علاوہ سیکشن 24 جو کہ زمین acquireکرنے کے حوالے سے ہے، آپ دیکھیں کہ جب alreadyاس سلسلے میں ایک قانون موجود ہے اور بڑا تفصیلی قانون موجود ہے کہ حکومت جو بھی acquire propertyکرے گی وہ ایک ہاؤسنگ سکیم کے تحت acquireکر سکتی ہے، اس کو ہاؤسنگ سکیم کا درجہ دیا جائے گا پھر اس کو acquireکر سکتی ہے۔ اب مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ یہ حکومت لوگوں کے ساتھ کرنا کیا چاہتی ہے؟ صرف اور صرف یہ جنگلا بس سروس کے سلسلے میں بے چارے غریب لوگوں کی جو پراپرٹی یہ لوگ acquireکر رہے ہیں ان کو معاوضہ نہیں دے رہے بلکہ اس پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں، اسی طرح سے تمام Metropolitan Corporations میں زبردستی قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! پہلے قبضہ کر لیا پھر اپنی من مرضی کا ریٹ ان کو دے دیا۔ اس ترمیم سے ان کو پھر یہ اختیار مل جائے گا کہ نہ صرف یہ کہ جو زمینیں acquireکریں گے ان کو ہاؤسنگ سوسائٹی کا درجہ دینے کے علاوہ یہ چاہیں تو کل کو کسی کے گھر پر قبضہ کر لیں، یہ چاہیں تو کل کو کسی کے سکول پر قبضہ کر لیں، یہ چاہیں تو کسی کی agriculture propertyپر قبضہ کر لیں اس لئے میری یہ گزارش ہوگی کہ یہ اختیار اگر ان کو دے دیا گیا تو میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب میں کہرام برپا ہو جائے گا اور یہ ساری اسمبلی اس کی ذمہ دار ٹھہرائی جائے گی کہ یہ amendmentانہوں نے پاس کرنے کا موقع دیا۔ یہ بات صرف اپوزیشن کی بھی نہیں ہے، یہ بات حکومت کی بھی نہیں ہے بلکہ یہ بات ہے عوامی نمائندگی کی۔ کوئی بھی

معزز ممبر چاہے وہ اپوزیشن میں بیٹھا ہے یا حکومت میں بیٹھا ہے یہ اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ عوام کے حقوق کا تحفظ کرے اور ان کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کا مداوا کرے۔ یہ ترمیم اگر پاس ہو جاتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑی زیادتی پنجاب کے عوام کے ساتھ کوئی ہو نہیں سکتی۔

جناب سپیکر! سیکشن 32 جو کہ penalty کا سیکشن ہے جس میں سزائیں تجویز کی گئی ہیں کہ سزائیں کیا ہوں گی؟ ماشاءاللہ ان کی طرف law and parliamentary affairs سے متعلقہ بڑے لائق لوگ بیٹھے ہیں، میں ان کا معترف ہوں، انہوں نے بڑے قوانین پاس کئے ہیں لیکن سیکشن 32 اور سیکشن۔34 دونوں میں جو سزائیں تجویز کی گئی ہیں وہ بڑی دلچسپ ہیں، اس میں Part A موجود ہے ، اس کے تحت discharging any dangerous chemical اور دیگر چیزیں اگر discharge کرتا ہے اور اس سے کوئی بندہ injure ہو جاتا ہے یا اس کو کوئی نقصان ہوتا ہے یا environment کو کوئی نقصان ہوتا ہے تو اس کی سزا تو زیادہ رکھ دی گئی ہے۔ Part B جس میں 12 کے قریب سب سیکشن موجود ہیں جس کا سب سے اہم سب سیکشن جس کی اگلے دن مبشر لقمان نے بھی بات کی ہے اور وہ سیکشن بڑا ہی اہم ہے میں اس کو پڑھ دیتا ہوں

> Unauthorized occupation without permission of the owner of land or plot in a housing scheme developed sand controlled by the authority

اور اسی طرح سے

> Failure or neglect of sponsor to abide by or fulfil the commitment may to a person regarding allotment of a plot, housing unit or price of the same in any scheme.

جناب سپیکر! ایک غریب آدمی کے پلاٹ پر کوئی قبضہ کر لیتا ہے اس کے ساتھ promise fulfil نہیں کرتا تو یہ بھی کروڑوں اربوں روپے کی گیم ہے لیکن اس پر سزا کیا ہے؟ اس پر سزا کچھ نہیں ہے صرف دو سال اور تین سال کی سزا تجویز کی گئی ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس سزا کو زیادہ کرنا چاہئے تھا اس کو سخت کرنا چاہئے تھا اور کم از کم سات سال کی سزا ہونی چاہئے تھی لیکن انہوں نے اس کو کم کر دیا ہے اور Part A کی سزاؤں کو زیادہ کر دیا ہے۔ اس قانون میں بہت سارے flaws ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس بل کو مشتہر کیا جائے اور اس بل کو change کیا جائے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں بھی کچھ عرض کروں۔

جناب سپیکر: سبطین خان صاحب! آپ بھی ٹائم کا ذرا خیال رکھیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! صرف دو سے اڑھائی منٹ لوں گا۔That's all.

جناب سپیکر: نہیں، میں آپ کو پانچ منٹ دیتا ہوں آپ اڑھائی منٹ کیوں مانگتے ہیں؟

جناب محمد سبطین خان: مہربانی۔

جناب سپیکر: یہ صرف آپ کے لئے ہیں۔

جناب محمد سبطین خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

The Punjab Development of Cities (Amendment) Bill 2014, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 30th April 2014.

اور آج ہم سوچ سمجھ کر 13 نہیں کہیں گے بلکہ 14 ہی کہیں گے۔(قہقہے)

جناب سپیکر! میری بڑی مختصر سی یہ بات ہے کہ اس بل میں جو ہماری طرف سے ترمیم ہے کہ اس بل کو اپریل تک پبلک کی رائے لینے کے لئے بھیجا جائے۔اس کو ہمیں بہت زیادہ personal نہیں بنانا چاہئے۔

جناب سپیکر: کیا آپ پبلک کے نمائندے نہیں ہیں؟

جناب محمد سبطین خان: جناب ہم بالکل نمائندے ہیں۔

جناب سپیکر: ہزاروں آدمیوں نے آپ پر اعتماد کیا اور آپ کو یہاں منتخب کر کے بھیجا ہے۔ان کو آپ کو اور مجھے بھی یہاں منتخب کر کے بھیجا ہے۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! کاش! جس طرح لوگوں نے ہم پر اعتماد کیا ہے، گورنمنٹ بھی سمجھے کہ اس پر عوام نے اعتماد کیا ہے (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس سلسلے میں بڑی brief اور crisp سی بات کروں گا کہ ہمیں اس سلسلے میں haphazardness کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے۔اس میں میری دلیل یہ ہے کہ لوگ گورنمنٹ ایکٹ

کے ٹائم پر بھی یہی کہتے رہے اور اس میں ہمارے معزز وزیر قانون نے بڑا زور اور stress دے کر کہا کہ ہماری بارہ، تیرہ میٹنگیں ہوئیں، اس میں کوئی اختلاف نہیں رانا صاحب ٹھیک کہتے ہیں۔۔۔

MR SPEAKER: Please be attentive, be attentive listen care fully.

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! جب ان بارہ تیرہ میٹنگز کا کوئی رزلٹ نہ نکلے اور وہ in vain چلی جائیں، وہ اوپر اوپر سے ہی نکل جائیں تو پھر ان بارہ تیرہ میٹنگز کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ دیکھیں آپ ہی اس اجلاس کو Chair کر رہے تھے اور میرے خیال میں رات کے 9 بج گئے تھے اور ہم نے وہ کیا لیکن ultimate اس کا رزلٹ یہ نکلا کہ حکومت نے جو delimitations کی ہوئی تھیں عدالتوں نے وہ خارج کر دیں۔ پھر جہاں سے کام شروع ہوا تھا ہم دوبارہ اسی point پر آ کر کھڑے ہو گئے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ صرف حکومت کے لئے embarrassment position نہیں ہے بلکہ ہم بھی اس ایوان کے ممبر ہیں۔ جب کسی ایم پی اے پر کوئی بات کی جائے گی تو اس میں یہ بات نہیں آئے گی کہ یہ PML(N) کا ایم پی اے ہے، یہ PTI کا ایم پی اے ہے، یہ PML(Q) کا ایم پی اے، یہ پیپلز پارٹی کا ایم پی اے یا جماعت اسلامی کا ہے۔ ایم پی اے تو ایم پی اے ہے چاہے وہ کسی بھی سیاسی پارٹی کا ہو۔ تو یہ سارے ایوان پر دھبہ لگتا ہے اس لئے میری گزارش ہے کہ اس میں جلد بازی نہ کی جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آج کل سوشل میڈیا کا دور ہے تو ہم اس سے کیوں کترا رہے ہیں؟ یہ جو چھوٹی چھوٹی amendments ہیں میں پھر سے گزارش کر رہا ہوں کہ ہماری جو یہ چھوٹی چھوٹی amendments ہیں ان سے ہمارے common man اور ہمارے صوبے پر بہت دور رس نتائج پڑتے ہیں۔ اس وقت This House is representing 62 percent of the population. تو میری آپ کی وساطت سے یہ گزارش ہے کہ why not اس کی ایک ویب سائٹ بنا دیں اور میں یہ بڑا نیک نیتی کے ساتھ مشورہ دے رہا ہوں کہ اسے پاس کرنے سے پہلے اس ویب سائٹ پر لے آئیں اور جو لوگوں کی رائے ہے جن میں انجینئرز ہیں، ڈاکٹرز ہیں، اس میں لائرز ہیں، اس میں ینگ ڈاکٹرز ہیں، اس میں نرسز ہیں، اس میں ہیلتھ ورکرز ہیں، سول سوسائٹی بھی ہے، ہیومن رائٹس والے بھی ہیں وہ اسے دیکھ لیں اور وہ ویب سائٹ پر اپنی آراء دے دیں اور پھر ان آراء کو لے کر ہم ایوان کے اندر اسے debate کر لیں پھر اس پر ایک دن کی بجائے دو چار یا پانچ دن بات کر لیں چونکہ اس نے پورے پنجاب کو matter کرنا ہے۔ میری اتنی سی گزارش تھی کہ اسے جلد بازی میں نہ کریں کہیں یہ back fire ہو کر جس طرح گورنمنٹ اور ہمیں لوکل گورنمنٹ بل میں

face embarrassment کرنا پڑی اگر اس میں کوئی courts میں چلا گیا اور وہاں سے stay آ گیا تو پھر یہ ہمارے لئے باعث شرمندگی اور ندامت ہو گا۔

جناب سپیکر: ہم عدالتوں کا احترام کریں گے، عدالت کا حکم ہمارے سر آنکھوں پر۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! ہم ایسا کام ہی کیوں کریں کہ بعد میں احترام کرنا پڑے، ہم تھوڑا سا سیدھا کام کر لیں۔ بہت بہت۔ شکریہ

جناب سپیکر: لگتا نہیں کہ ایسا ہو۔ بہت شکریہ۔ جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اپوزیشن کے دوستوں نے جو ترمیم پیش کی ہے اس میں انہوں نے کہا تو یہ ہے کہ اس بل کو مشتہر کیا جائے اور 30۔ اپریل تک آراء لی جائیں پھر اس کے بعد قانون سازی کی جائے۔

جناب سپیکر: ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ آئین سے متصادم ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): انہوں نے اِدھر اُدھر کی باقی تو تمام باتیں کی ہیں لیکن انہوں نے اس پر کسی آئینی آرٹیکل کا کوئی حوالہ نہیں دیا بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے جو بات کی ہے وہ آئین سے متصادم ہے۔ آئین میں باقاعدہ قانون سازی کا ایک طریق کار درج ہے اور اس طریق کار میں آئین میں کہیں یہ نہیں لکھا کہ یہ جو sovereign Houses ہیں صوبائی اسمبلیز ہیں، سینیٹ ہے اور قومی اسمبلی ہے یہ قانون سازی کرنے سے پہلے بل کو مشتہر کریں بلکہ آئین کا تقاضا اور آئین کی سکیم یہ ہے کہ ان اداروں میں جو لوگ بیٹھے ہیں دراصل وہی عوام کے نمائندے ہیں ان کی آراء ہی عوام کی آراء ہیں اس لئے آئین میں کوئی ایسا آرٹیکل یا کوئی ایسی شق ہے کہ جس کے تحت قانون سازی سے پہلے اس قسم کے اشتہار دینے کی ضرورت ہو اور نہ ہی یہ practicable ہے۔ باقی انہوں نے لوکل گورنمنٹ بل کو بڑا discuss کیا ہے۔ لوکل گورنمنٹ بل علیحدہ سے پاس ہو چکا ہے اور لوکل گورنمنٹ بل جس شکل میں، جس structure کے ساتھ اب پاس ہوا ہے اس میں یہ amendment بڑی ضروری ہے کیونکہ پہلے ڈسٹرکٹ ناظم کا ضلع میں status اور تھا اب وہ status تین چار جگہوں پر تقسیم ہو گا۔ اگر شہری ایریا ہے تو ڈسٹرکٹ ناظم کی جگہ میئر ہو گا اگر رورل ایریا ہے تو وہاں پر ڈسٹرکٹ کونسل کا چیئرمین ہو گا پھر جو قصبے ہیں وہاں پر میونسل کمیٹیز ہوں گی

اس لئے اب ڈسٹرکٹ ناظم کی جگہ وہ اتھارٹی تین چار جگہوں پر تقسیم ہو گی۔ اب یہ ممکن نہیں ہے کہ اب کسی کو وہی role دیا جائے جو کہ پہلے ڈسٹرکٹ ناظم کا تھا۔ اس لئے یہ amendment ضروری ہے۔

جناب سپیکر! اپوزیشن کی جو بھی ترامیم ہیں یا ان کی رائے ہے اس کا پورا احترام ہے لیکن اب اس بات کا کیا کیا جائے کہ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ 36 اضلاع میں کر رہے ہیں۔ یہ 36 اضلاع میں کیسے ہو گا؟ یعنی یہ اتھارٹی تو 36 اضلاع میں ہے ہی نہیں یہ تو صرف پانچ بڑے شہروں میں ہے اس لئے اس کا 36 اضلاع سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ باقی ان کی بات گھوم گھما کر میاں صاحبان پر آ جاتی ہے پھر وہ وہی بات دہرا دیتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: میں دونوں طرف گزارش کروں گا کہ یہاں لیڈر شپ کے بارے میں کوئی ایسی بات نہ کریں چونکہ اس سے دل آزاری ہوتی ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کے باوجود دہر بار یہی بات کہ میاں صاحب جان دیو ساڈی واری آن دیو۔ مجھے گاؤں کے اس میر زادے کی بات یاد آتی ہے جس نے اپنی ماں سے پوچھا تھا کہ اگر گاؤں کا نمبر دار نہ رہے تو پھر کیا بنے گا تو اس نے کہا تھا کہ پورا گاؤں بھی نہ رہے تو بیٹا تم نمبر دار نہیں بنو گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! بہت قانونی بات ہے، رانا صاحب جو کہہ رہے ہیں اور آپ نے بھی ارشاد فرمایا میرے خیال میں قائد ایوان اس ایوان کا حصہ ہیں۔ اگر ہم ان پر بات نہیں کریں گے، ان کو criticize نہیں کریں گے، ان کے barriers ہیں ان کے جو اقدامات ہیں اگر ان پر یہاں بات نہیں ہو گی تو پھر کہاں بات ہو گی؟

جناب سپیکر: نہیں، civilized بات ہونی چاہئے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ بالکل قانونی بات ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب حکومت کے سربراہ ہیں اگر ہم ان کو یہاں criticize نہیں کر سکتے تو پھر کہاں جا کر کریں گے؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ نے میری بات ہی نہیں سنی۔ میں نے کہا ہے کہ ایک دوسرے کی قیادت کے بارے میں غلط الفاظ استعمال نہ کریں۔ مہربانی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): یہ ٹھیک ہے لیکن ہمیں تنقید سے کوئی نہیں روک سکتا۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That the Punjab Development of Cities (Amendment) Bill 2014 as recommended by Standing Committee on Housing, Urban Development and Public Health Engineering, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 30th April 2014."

(The motion was lost.)

Now the motion moved and the question is:

"That the Punjab Development of Cities (Amendment) Bill 2014 as recommended by Standing Committee on Housing, Urban Development and Public Health Engineering, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR. SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. There are four amendments in it. The first amendment is from Mian Mehmood ur Rasheed, Mr Muhammad Siddique Khan, Dr Murad Raas, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mr Abdul

Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth…

یہ تین حضرات اس میں بول نہیں پائیں گے۔

(Mr Khurram Shahzad, Mian Muhammad Aslam Iqbal & Sardar Ali Raza Khan Dreshak would not be able to speak on the current Bill.)

Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr Muhammad Afzal, Mr Ahmad Shah Khagga, Mrs Baasima Chaudhary and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

MR MUHAMMAD ARIF ABBASI: Sir, I move:

That in Clause 3 of the Bill, in proposed subsection (4) the Principal Act, for the rider Clause, the following be substituted:

"(4) The Authority shall consist of the following members and the Chairman who shall be the Mayor of a Metropolitan Corporation or the Chairman of the District Council; in the absence of the Mayor or the Chairman of the District Council, a Deputy Mayor or the Vice Chairman of Municipal Corporation shall act as the Chairman of the Authority."

MR. SPEAKER: The motion moved is:

That in Clause 3 of the Bill, in proposed subsection (4) the Principal Act, for the rider Clause, the following be substituted:

"(4) The Authority shall consist of the following members and the Chairman who shall be the

Mayor of a Metropolitan Corporation or the Chairman of the District Council; in the absence of the Mayor or the Chairman of the District Council, a Deputy Mayor or the Vice Chairman of Municipal Corporation shall act as the Chairman of the Authority."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose it.

جناب سپیکر: جی، عارف عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اس میں پھر وہی بات ہے کہ ہم جو قانون سازی کر رہے ہیں کیا یہ عوام کی بہتری کے لئے یا اپنے اختیارات بڑھانے کے لئے کر رہے ہیں، کیا کاروباری یا سیاسی مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے یہ قانون سازی کی جا رہی ہے یا عوام کی فلاح و بہبود اور بہتری کے لئے کی جا رہی ہے؟ آئین کے Article-140(A) میں تمام مالی، سیاسی اور انتظامی اختیارات نچلی سطح پر لوکل گورنمنٹ کو دینے کا کہا گیا ہے اور آئین کے تحت ہم اس کے پابند ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ ہم نیچے سے اختیارات چھین کر کیوں ایک شخص کو دے رہے ہیں؟ ہمارے وزیر اعلیٰ بہت محترم اور قابل احترام ہیں لیکن ان کے پاس اور بڑی ذمہ داریاں ہیں۔ وہ وزیر توانائی کا کردار بھی ادا کر رہے ہیں، وہ un-officially وزیر خارجہ کی ذمہ داریاں بھی نبھا رہے ہیں اور ادھر اُدھر آ جا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے پاس پنجاب حکومت کے بہت سے محکمے بھی ہیں اس لئے میں نہیں سمجھتا کہ جب وزیر اعلیٰ کو آپ اس اتھارٹی کا چیئرمین بنا رہے ہیں تو وہ اس کو properly deliver کر پائیں گے۔ اس ایوان کے [***] حکومتی ایم پی اے صاحبان بھی شاید ان سے مل نہیں پا رہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: .Order please. Order in the House ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔ عباسی صاحب! یہ مناسب بات نہیں ہے۔

It would be better if you withdraw your words.

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کھڑی ہو گئیں اور
کہنا شروع کر دیا[**********]"

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں جو بات کر رہا ہوں وہ میں کروں گا باقی آپ کی مرضی ہے۔ اگر آپ یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتے ہیں تو یہ آپ کا اختیار ہے۔

جناب سپیکر: اگر حکومتی ممبران کی طرف سے یہی بات آپ سے کہی جائے تو پھر کیا کہیں گے؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ایک مافیا بننے جا رہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: عارف عباسی صاحب! جو بات میں کہہ رہا ہوں اس کو سُننے کی کوشش کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! سٹیل مل پر پہلے ہی ایک مافیا کا قبضہ ہے۔ سٹیل، سیمنٹ، شوگر، پولٹری کی صنعتوں پر بھی مافیا بن چکے ہیں اور اب یہ اسی طرز کا ایک لینڈ مافیا بننے جا رہا ہے۔ پورے پنجاب میں لینڈ مافیا بننے جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب! آپ کو تین منٹ سے زیادہ وقت نہیں ملے گا۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ میری بات تو سُن لیں۔ آپ سُن تو لیں کہ میں کہنا کیا چاہ رہا ہوں؟

جناب سپیکر: کیا آپ میری بات سُن رہے ہیں؟

جناب محمد عارف عباسی: جی، میں آپ کی بات سُن رہا ہوں۔ اگر میں آپ کی بات نہیں سُنوں گا تو پھر کس کی سُنوں گا؟

کورم کی نشاندہی

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں کورم کی نشاندہی کرتا ہوں۔ کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہذا گنتی کی جائے (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)
کورم پورا نہ ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

---

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 356 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

کورم پورا ہے، کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ عباسی صاحب! چیئر کی طرف سے آپ کو کہا گیا تھا کہ آپ اپنے الفاظ واپس لیں لیکن آپ نے الفاظ واپس نہیں لئے۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے اور آئندہ سے آپ محتاط رہیے۔ اگر آپ نے آئندہ کوئی ایسی بات کی تو

I tell you, I shall not spare in future.

مسودہ قانون (ترمیم) شہری ترقی پنجاب ترقی مصدرہ 2014

(۔۔۔جاری)

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میرا کوئی ایسا لفظ جس کے بارے میں آپ سمجھتے ہیں کہ وہ ٹھیک نہیں ہے تو اُس کو میں واپس لے لیتا ہوں لیکن being a Chief Minister انہوں نے جو باتیں کی ہیں میں نے اُس کے حوالے سے بات کی ہے اُن کی ذات کے حوالے سے کوئی ایسی بات نہیں کی۔ میں نے مافیا کے حوالے سے جو بات کی ہے اگر آپ اُس کے حوالے سے کہہ رہے ہیں تو مافیا بالکل بنے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، جی۔ آپ جلدی جلدی اپنی بات مکمل کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میری بات یہاں پر ختم ہوئی تھی کہ اس ملک میں چونکہ کافی سارے مافیاز اسی طرح بن چکے ہیں۔ شوگر، سٹیل، سیمنٹ، پولٹری کی صنعت اور دودھ پر بھی مافیا بن چکا ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ اس طرح کی قانون سازی کر کے ہم grass roots level پر حکومت کی طاقت سے لوگوں کے حقوق چھین رہے ہیں۔ حکومت عوام کی فلاح و بہبود، عوامی مسائل حل کرنے اور عوام کو services دینے کے لئے ہوتی ہے۔ آج آپ جو قانون سازی کر رہے ہیں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس قانون سے پنجاب کے عوام کو کوئی فائدہ پہنچے گا نہ یہ قانون اُن کی ضرورت ہے۔ یہ قانون شاید حکمرانوں کی ضرورت ہو اور اُن کے ذاتی مفادات شاید اس قانون کے ساتھ وابستہ ہوں جب کہ پنجاب کے عوام کا اس قانون کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ جیسا کہ وزیر قانون صاحب نے کہا کہ ہم نے یہاں پر بلدیات پر بات کی تو ہم نے بلدیات پر اس لئے بات کی تھی کہ آپ بلدیاتی اداروں کے اختیارات چھیننے جا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اُس بل میں جان بوجھ کر یہاں پر ایسی شقیں ڈالی گئیں، اُس بل میں بدنیتی کی بنیاد پر ایسی قانون سازی کی گئی تاکہ یہ قانون عدالتوں میں جا کر چیلنج ہو اور بلدیاتی انتخابات سے ہماری جان چھوٹ جائے۔ ہم چیختے رہے کہ یہ بلدیاتی بل آئین کے خلاف ہے، یہ بلدیاتی بل عوام کے مفادات کے خلاف ہے لیکن اُس پر ہماری بات کسی نے نہیں سُنی۔ ہوا وہی جو خیال تھا اور جس خیال کو مدنظر رکھ کر وہ

قانون سازی کی گئی تھی تاکہ یہ ایکٹ عدالت میں چیلنج ہو اور انتخابات نہ کرانے پڑیں اور نچلی سطح پر اختیارات نہ دینے پڑیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ مسلم لیگ (ن) کی یہ روایت ہے کہ انہوں نے نچلی سطح پر منتخب نمائندوں کو کبھی بھی اختیارات نہیں دیئے۔ ان کی ایک خاص قسم کی عادت ہے کہ بیوروکریسی کے ذریعے معاملات چلاتے ہیں۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب! آپ پچھلی تاریخ پوری طرح پڑھتے ہیں، آپ ذرا پچھلی تاریخ دیکھیں؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں جہاں تک پڑھ سکتا ہوں پچھلی تاریخ بالکل پڑھتا ہوں۔ میں نے پچھلی تاریخ بھی دیکھی ہے اور پچھلے پانچ سال بھی دیکھے ہیں۔ مسلم لیگ (ن) کے منشور میں تھا کہ ہم چھ مہینے کے اندر اندر بلدیاتی الیکشن کرائیں گے لیکن انہوں نے ہر وہ حربہ استعمال کیا جس سے بلدیاتی الیکشن ملتوی کرنے پڑیں اور ابھی ہمیں نہیں پتا کہ ان پانچ سالوں میں بھی یہ بلدیاتی انتخابات ہوں گے یا نہیں؟ ہم تو یہاں پر لوگوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے آئے ہیں، ہم تو اپنے لوگوں کے حقوق کی بات کرنے کے لئے آئے ہیں، ہم اپنے لوگوں کے مسائل حل کرنے کے لئے آئے ہیں نہ کہ اُن کے مسائل بڑھانے کے لئے آئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بل ایک تو آئین کی Clause 140(A) کے بالکل متصادم ہے کہ آپ نے جو اختیارات نچلی سطح پر دینے ہیں وہ آپ اپنے چیف منسٹر کو دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! دوسرا ہم سمجھتے ہیں کہ آپ لوگوں کی جائیدادوں اور اُن کے گھروں پر قبضہ کرنے کی ایک گھناؤنی سازش کر رہے ہیں۔ پچھلے سے پچھلے tenure میں بھی اس اسمبلی سے ایک بل پاس ہوا تھا کہ اگر ایک سوسائٹی 80 فیصد رقبہ خرید لیتی ہے تو 20 فیصد رقبہ acquire کرنے کا اُس کو حق دیا جاتا ہے تو اُس کے تحت ہم راولپنڈی والوں نے جو بُھگتا جس طرح لوگوں کے ساتھ ظلم و زیادتی ہوئی وہ بھی ریکارڈ پر ہے تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اگر یہ بل پاس ہو گیا تو لوگوں کے مفادات کو زد پہنچے گی، لوگوں کو تکلیف ہو گی تو ہم لوگوں کی اس تکلیف کا حصہ نہیں بننا چاہتے اس لئے اس بل کی بھی بھرپور مذمت کرتے ہیں اور اگر آپ نے کوئی اتھارٹی بنانی ہے تو وہ ضلع کے منتخب نمائندوں کے نیچے بنائیں جو کہ مقامی لوگوں کو جواب دہ ہے اور لوگوں کی اُن تک approach ہے۔ اب نیچے لوگوں پر جو ظلم و ستم ہو گا تو وزیراعلیٰ صاحب تک کون پہنچ سکے گا تو اس لئے ہماری گزارش ہے کہ ہماری اس ترمیم کو منظور کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، جناب سبطین خان صاحب!

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! ہماری amendment یہ ہے کہ:

The Authority shall consist of the Chairman, who shall be the Chief Minister or any other person nominated by him and the following members...

اس میں following members کی formation دی ہوئی ہے۔اس پر ہمارا اعتراض یہ ہے کہ ہمیں یہ feelings ہیں کہ لوکل گورنمنٹ کے انتخابات جب بھی ہوں گے تو اُس میں جہاں میئر یا ضلع چیئر مین حزب اختلاف کے بن جائیں گے تو اُن کو روکنے کے لئے انہوں نے یہ amendment دی ہے کہ چیف منسٹر صاحب یا اُن کے nominated person as a Chairman فرائض انجام دیں گے۔اگر یہاں پر چیف منسٹر کے ساتھ متعلقہ میئر یا متعلقہ چیئر مین ضلع کونسل ہو جاتا تو اُس میں تھوڑی سی نیک نیتی جھلکتی۔یہ ہماری amendment ہے اور چیف منسٹر کی حد تک تو چلیں ایک logic سمجھ آتا ہے لیکن nominated? Why any other person جب ایک منتخب میئر ہے یا ضلع کونسل کا ایک چیئر مین ہے تو پھر کم از کم اُس کو تو موقع دیا جائے نہ کہ وہاں پر اپنے من پسند بندے لائے جائیں۔Clause 3(4) میں ہماری گزارش یہ ہے اور جس طرح آپ نے بھی کہا اور اس بات پر ہمارا سو فیصد اتفاق ہے اور آج نو دس مہینے ہو گئے ہیں کہ یہ معزز ایوان بڑے اچھے طریقے سے چل رہا ہے تو ہمیں ان روایات کا پاس رکھنا چاہئے اور ہمیں اپنی top leadership کے نام نہیں لینے چاہئیں اور undue criticism نہیں کرنی چاہئے اس بات پر آپ کے ساتھ ہمارا بالکل اتفاق ہے کہ ہمیں ایک رواداری رکھنی چاہئے۔آج social media vibrant media and کا دور ہے۔یہاں پر ہماری جو cross talk ہوتی ہے اور ہم یہاں پر لڑائیوں والے actions کر کے ایک دوسرے کو دکھا رہے ہیں تو یہ ہمارے MPA's کی insult ہے اور اس سے باہر کی دنیا میں ہمارا کیا impression جائے گا تو آپ کے ساتھ میرا تو اتفاق ہے کہ ہمیں رواداری کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔باقی یہ جو Clause-3(4) ہے جیسے آپ کو بھی پتا ہے کہ ہمارے Honourable Chief Minister is fully busy. He seems to be a busy personality. تو اُس میں یہ دیکھیں کہ انہوں نے international tours کرنے ہیں، کہیں بجلی، گیس اور اسی طرح بہت ساری چیزوں کے حوالے سے اُن کی مصروفیات ہیں اور وہ اپنے صوبہ کے حوالے سے جو بھی کر رہے ہیں وہ یقیناً good faith میں کر رہے ہوں گے ناں، ہم کوئی ایسی بات نہیں کرتے لیکن میں یہاں پر ایک فقرہ کہنا چاہوں گا کہ یہ Autocratic style of retaining power as according to us, it is undemocratic. میں اس میں صرف یہ کہوں گا کہ So, democracy needs

نہیں کر violate کو constitution تو ہم delegating and devolution of powers. رہے بلکہ ہم constitution پر ہی چلنے کی کوشش کر رہے ہیں بلکہ ہمیں حزب اقتدار بار بار دھکا دے کر constitution سے ہٹانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اگر اس میں یہ amendment ہوتی نہ کہ اس میں یہ یہ formation ہوگی اور جب لوکل گورنمنٹ کے انتخابات ہو جائیں گے تو Then the elected Mayor or Chairman of the District Council would head this Authority. تو پھر چلیں ایک logic سمجھ میں آتی تھی کہ جب تک الیکشن نہیں ہوگا This is the temporary face. لیکن بات یہ ہے کہ ہم ایک طرف decentralization of powers کا نعرہ لگا رہے ہیں اور اُدھر ہم اُس power کو decentralization of power کی طرف لے کے جا رہے ہیں تو ہمارے قول و فعل میں بہت سارا تضاد ہے تو آپ کی وساطت سے وزیر قانون صاحب سے میری یہ گزارش ہے کہ اس کو اتنا personal نہ لیں۔ اگر حزب اختلاف کی طرف سے ایک اچھی تجویز ہے تو اُس سے یہ ہوگا کہ consistency بھی prevail کرے گی اور اُن کو کنٹرول کرنے کی ultimate authority تو وزیر اعلیٰ اور اُن کی ٹیم کے پاس ہی ہے لیکن آپ ایک منتخب میئر اور اُس کو اُس کے ایک basic right سے بھی deprive کر رہے ہیں کہ اُس کے پاس اتنی authority بھی نہ ہو کہ وہ جس کسی بڑے شہر کا میئر ہے وہ independently کام کر سکے بلکہ اوپر سے اُس کو dictation آ جائے اور اُس dictation کے تحت اُس کا کام وہیں stagnant ہو جائے تو میری تو اتنی سی amendment ہے کہ Chief Minister is the Chief Executive of the province. وہ ایوان میں بے شک نہ بھی آئیں۔

He is Chief Executive Means Chief Executive and he is the Controlling Authority. He is the Big Boss of the Province

تو why to come in these small authorities یہ میئر کا کام ہے، یہ چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل کا کام ہے۔ Let it be with them جب وہ ہر چیز کو monitor کر سکتے ہیں اور جب ان کے پاس پوری powers اور authorities ہیں تو میرا خیال ہے کہ یہ بہت چھوٹی amendments ہیں اور اس پر چیف منسٹر صاحب کے لیول کے مطابق نہیں ہیں۔ اس کے ساتھ ہی میں اپنی بات ختم کرتا ہوں کیونکہ میں آپ کا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، رانا صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اپوزیشن نے اس میں جو ترمیم دی ہے انہوں نے یہ کہا ہے کہ:

"The Authority shall consist of the following members and the Chairman who shall be the Mayor of a Metropolitan Corporation..."

تو پورے صوبہ میں ایک ہی میٹروپولیٹن کارپوریشن ہے جو لاہور کی ہے۔

"..or the Chairman of the District Council;"

اب باقی جو چار Authorities فیصل آباد، ملتان، گوجرانوالہ اور راولپنڈی ہیں۔ وہاں پر جو میٹروپولیٹن کارپوریشن ہی نہیں وہاں تو میونسپل کارپوریشنز ہیں۔ ان کی اس تجویز کو اگر شامل کر لیا جائے تو وہاں پر پھر ڈسٹرکٹ کونسل کے چیئرمین اس Authority کے چیئرمین بن جائیں گے جبکہ یہ Authorities صرف اور صرف urban areas کے لئے ہیں۔ یہ پھر کیسے possible ہو سکتا ہے کہ فیصل آباد کے میئر کے بجائے ڈسٹرکٹ کونسل کے چیئرمین کو اس Authority میں لے لیا جائے۔ یہ technically ہی practicable نہیں ہے۔ میرا خیال ہے انہوں نے جس بندے کو یہ ترامیم بنانے کے لئے رکھا ہوا ہے، اس کی جا کر خبر لیں اور اس سے کہیں کہ وہ ترتیب دیتے وقت کم از کم Act کو دیکھ لیا کرے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

That in Clause 3 of the Bill, in the proposed subsection (4) of the Principal Act, for the rider Clause, the following be substituted:

"(4) The Authority shall consist of the following members and the Chairman who shall be the Mayor of a Metropolitan Corporation or the Chairman of the District Council; in the absence of the Mayor or the Chairman of the District Council, a Deputy Mayor or the Vice Chairman of Municipal Corporation shall act as the Chairman of the Authority."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: The second amendment is from Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Siddique Khan, Dr Murad Raas, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr Muhammad Afzal, Mr Ahmad Shah Khagga, Mrs Baasima Chaudhary, Ms Jayeda Khalid Khan and Dr. Syed Waseem Akhtar. Who is to move it?

MS NABILA HAKIM ALI KHAN: Sir, I move:

> "That in Clause 3 of the Bill, for para (a) of the proposed subsection (4) of the Principal Act, the following be substituted:-
>
> "(a) four members of the Provincial Assembly of the Punjab, including at least one member from the Opposition, if there be any, and one woman member, to be nominated by the Speaker in consultation with the Leader of the House and Leader of Opposition;"

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 3 of the Bill, for para (a) of the proposed subsection (4) of the Principal Act, the following be substituted:-

"(a) four members of the Provincial Assembly of the Punjab, including at least one member from the Opposition, if there be any, and one woman member, to be nominated by the Speaker in consultation with the Leader of the House and Leader of Opposition;"

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

MR SPEAKER: Please carry on.

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! جب قوانین بنائے جاتے ہیں تو اس وقت سب سے پہلے اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ قانون ایسا ہو جس میں تمام لوگوں کی نمائندگی ہو۔ آج ہم ایوان میں بیٹھے ہیں اور یہاں پر جس طرح اپوزیشن کو بات کرنے کا موقع دیا جاتا ہے اسی طرح میرا خیال ہے کہ ہر قانون کو بناتے وقت بھی ان ہی چیزوں کا خیال رکھا جانا بہت ضروری ہے تاکہ ایک comprehensive اور بہتر قانون سازی کی جا سکے۔ مجھے اس بات کی کبھی سمجھ نہیں آ سکی ہم یہاں ایوان میں سب کو ساتھ لے کر چلنے کی باتیں کرتے ہیں، کیا یہ صرف نعرے بازیوں کی حد تک ہونا چاہئے؟ یہ کون سی روایت کو ہم جنم دے رہے ہیں یہ کون سا طریق کار ہے جس کو ہم adopt کر رہے ہیں؟ ہمیشہ اصلاح کے لئے consensus اور مشاورت کی ضرورت ہوتی ہے اور ہم اس وقت تک اپنی اصلاح نہیں کر سکتے جب تک ہم consensus یا مشاورت نہیں کرتے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ جب ہم اپنی اصلاح کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے ہمیں پہلے اس کی نیت کرنی پڑتی ہے، جب ہم خود چاہیں گے تو ہی ہماری اصلاح ہو سکتی ہے۔ ہم اپنے صوبے کی بہتری کے لئے ایک قدم ڈویلپمنٹ کی طرف بڑھا رہے ہیں۔ حکومتی بنچوں کی طرف سے بار بار اس بات کا اظہار کیا جاتا ہے کہ ہمارا مقصد اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلنا ہے، ہم تو Standing Committees میں بھی نمائندگی دے رہے ہیں، ہم تو ایوان میں بھی آپ کو بات کرنے کی اجازت دے رہے ہیں۔ پھر یہ قانون بناتے وقت اپوزیشن کہاں گئی؟ ایک اتھارٹی بنائی جا رہی ہے کیا یہاں پر اپوزیشن کی نمائندگی ضروری نہیں ہے، یہ کون سا طریقہ ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! یہ ہم پوچھ لیں گے۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! ہم ایوان کے ممبران ہیں۔ اسمبلی سے nomination ہو رہی ہے اور اپوزیشن کا کوئی نمائندہ اس میں شامل نہیں کیا جارہاہے۔ پہلے ہم نے باتیں کی ہیں کہ authorities بناکر کون سے حقوق ہیں جو نیچے جانے چاہئیں۔ کن کے حقوق ہیں جن کو ہم غصب کرنے جارہے ہیں؟ اب تو بات اسمبلی میں بیٹھے ہوئے ممبران کی ہے اور یہ ہمارے اپنے حق کی بات ہے۔ ہمیں اپنے حق کے لئے صرف بات کرنی نہیں چاہئے بلکہ جو بات ہم آپ سے کررہے ہیں اور آپ ایوان کے custodian ہیں اور آپ کو بھی بلاشبہ اپنی رائے اس میں شامل کرنی چاہئے کیونکہ یہ ایک اہم point ہے جس پر آج میں بات کر رہی ہوں۔ میں تمام ایوان کی بھی توجہ چاہتی ہوں کہ اس میں اپوزیشن کی نمائندگی ہو جہاں پر ہم نے سول سوسائٹی کی بات کی ہے یہ عوام کا حق بھی ہے عوام سے consultation کرنی ضروری تھی وہاں پر اس ایوان کو نمائندگی بھی دینی چاہئے۔ یہ کون سا طریقہ ہے کہ ہم اتھارٹی بنارہے ہیں اور اس میں ہم اپوزیشن کے نمائندے کا کہیں کوئی ذکر نہیں کر رہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ کبھی بھی کوئی نظام اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک ہم اس کی بہتری کے لئے اور اچھی قانون سازی کے لئے تمام لوگوں کی مشاورت اس میں شامل نہ کریں اور سب کی رائے اس میں شامل ہونی چاہئے۔ اسی طرح میری گزارش ہوگی کہ اس میں اپوزیشن کو بھی نمائندگی دی جائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: شُنیلا رُوت صاحبہ!

محترمہ شُنیلہ رُوت: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں اس Clause پر اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتی ہوں کہ:

That in Clause 3 of the Bill, for para (A) of the purposed sub- section (4) of the Principal Act, the following be substituted :

(a) four members of the Provincial Assembly of the Punjab, including at least one member from the Opposition, if there be any, and one woman member, to be nominated by the Speaker in consultation with the Leader of the House and Leader of Opposition."

جناب سپیکر! میں اس میں یہ بات بڑے افسوس اور احترام کے ساتھ کہنا چاہتی ہوں کہ پاکستان میں اور خصوصاً پنجاب میں تقریباً پانچ فیصد minorities رہتی ہیں اور جب ہم یہ اتھارٹیز بناتے ہیں یا Standing Committees کا تعین کرتے ہیں تو ہم ان کو بالکل بھول جاتے ہیں کہ یہاں پر بسنے والی اقلیتوں کے بھی کچھ حقوق ہیں ان کو بھی ہم نے ساتھ لے کر چلنا ہے اور وہ ایک کمزور آواز ہوتی ہے ان کو ہم بالکل بھی اپنے ساتھ لے کر چلنا پسند نہیں کرتے۔ یہی کچھ اس Bill کے ساتھ ہوا ہے اس Bill میں Standing Committee میں کوئی minority کا بندہ نہیں تھا اس لئے ان کے حقوق کا بالکل ذکر نہیں کیا اور جب ہم اس committee کو constitute کر رہے ہیں اس کو تشکیل دے رہے ہیں۔ اس میں نہ صرف اپوزیشن کی نمائندگی ضروری ہے بلکہ اس میں دو خواتین بھی ہونی چاہئیں اور پنجاب میں خواتین کی تعداد پانچ کروڑ ہے اور خاتون آپ نے صرف ایک رکھی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ دو خواتین ہونی چاہئیں اور minority سے بھی ایک ممبر ہونا چاہئے تاکہ اقلیتوں کے جو تحفظات ہیں ان کو دیکھا جا سکے اور ان کے اوپر بات کی جا سکے۔ میں بہت دیر سے یہ دیکھ رہی ہوں کہ جہاں بھی ہم نے اتھارٹیز بنائی ہیں وہاں پر ہم نے minorities کو نظر انداز کیا ہے اور اس وجہ سے ہم کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو میں یہ addition کرنا چاہوں گی کہ:

One member from minority community and at least two women members should be part of this Authority.

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس میں یہی عرض کروں گا کہ تین ممبرز کو اس اتھارٹی کا حصہ بنایا گیا ہے اس میں ایک خاتون ہے اور خواتین کی جو representation اور proportion ہے اس کے مطابق ہے۔ اس میں کوئی قدغن نہیں ہے اور اس معزز ایوان میں جتنے بھی ممبران بیٹھے ہیں چاہے ان میں سے کسی کا تعلق اپوزیشن سے ہے، treasury سے یا minority سے ہے تو یہاں پر کوئی اس قسم کی قدغن نہیں ہے کہ کس کو شامل کیا جا سکتا ہے، کس کو نہیں کیا جا سکتا ہے؟ Any member of the House ان تینوں میں سے نامزد ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! اب ہم پوچھ لیتے ہیں کہ کیا سپیکر کو یہ اختیار ہونا چاہئے یا نہیں کیونکہ آپ جمہوریت پر تو یقین رکھتی ہیں؟ ابھی میں question put کرتا ہوں اس کے بعد جواب آ جائے گا۔ آپ جو

amendmentدے رہی ہیں اس کے مطابق ہوا اور آواز زیادہ ہوئی تو پھر آپ کے حق میں ہو جائے گا۔

The amendment moved and the question is:

That in Clause 3 of the Bill for para (a) of the purposed sub- section (4) of the Principal Act, the following be substituted:

"(a) four members of the Provincial Assembly of the Punjab, including at least one member from the Opposition, if there be any, and one woman member, to be nominated by the Speaker in consultation with the Leader of the House and Leader of Opposition."

(The motion was lost.)

جناب سپیکر: ایوان کا وقت دس منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ دونوں next amendments identical ہیں ان amendments کے جو پہلی دو amendments vote out ہوئی ہیں۔

MR SPEAKER: Since these amendments are identical, substantial to the first amendment in Clause 3 which has been lost, therefore, the same are inadmissible under rule 106(b) of 98(4) and these are ruled out of order.

Now, the motion moved and the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/ قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ Clause 5 میں جو amendment ہے اس میں اس amendment کے ذریعے کہا گیا ہے۔۔۔

CLAUSE 5

MR SPEAKER: What happened to Clause 6? Let me do it. Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/ قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! Clause 6 میں جو amendment اپوزیشن کے معزز ممبران نے دی ہے اس میں انہوں نے یہ کہا ہے کہ جو زمین acquire کی جائے تو وہ مارکیٹ پرائس کے اوپر کی جائے۔ اس سلسلے میں اتھارٹی ایکٹ کے تحت Acquisition Act کا اطلاق اس پر ہوتا ہے اور یہ Acquisition Act میں already موجود ہے کہ compensation مارکیٹ پرائس کے مطابق ہی ہو گی۔

جناب سپیکر: تو پھر اس کو آپ withdraw کر لیں۔ آپ withdraw کر لیں یہ آپ کے لئے بہتر رہے گا۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں اس پر بات کرنا چاہوں گی۔

جناب سپیکر: آپ ایک بات کریں۔ بات تو آپ اس وقت کریں گے جب اس کو withdraw نہیں کریں گے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ہم اس کو withdraw نہیں کریں گے۔

محترمہ شنیلہ رُوت: ہم اس کو withdraw نہیں کرنا چاہتے۔

جناب سپیکر: جی، وہ اس کو withdraw نہیں کرنا چاہتے۔

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it, the amendment is from Mian Mehmood-ur-

Rasheed, Mr Muhammad Siddique Khan, Dr Murad Raas, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr Muhammad Afzal, Mr Ahmad Shah Khagga, Mrs Baasima Chaudhary, Ms Jayeda Khalid Khan and Dr. Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it?

DR. SYED WASEEM AKHTAR: I move:

> That in Clause 6 of the Bill, in the proposed Section 24 of the Principal Act, the following proviso be added at the end:
>
> "Provided that the compensation for the land or property so acquired, shall be paid in accordance with the prevailing market price."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> That in Clause 6 of the Bill, in the proposed Section 24 of the Principal Act, the following proviso be added at the end:
>
> "Provided that the compensation for the land or property so acquired, shall be paid in accordance with the prevailing market price."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I oppose with the observation that market prices already there in law.

جناب سپیکر: پھر کیا ضرورت ہے؟

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں نے اس پر بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، اُن کو بات کر لینے دیں۔ آپ کی جو بات تھی وہ انہوں نے پہلے ہی منظور کی ہوئی ہے۔ اب آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ Time is short.

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! رانا صاحب اس کو explain کر دیں کہ کیسے مارکیٹ پرائس ہے؟ وجہ یہ ہے کہ ہم بھی اس ملک کے اندر اور پنجاب کے اندر رہتے ہیں اور سارے process کو ہم دیکھتے ہیں۔

جناب سپیکر: کیا کوئی ambiguity ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میری بات سن لیں۔ گزارش یہ ہے کہ آئے روز یہ جھگڑے ہمارے پاس آئے رہتے ہیں اور اس وقت بھی رحیم یار خان کے اندر میں مثال دے کر عرض کروں گا کہ منصور باجوہ حکومت پنجاب کے سیکرٹری رہے ہیں اُن کی پراپرٹی وہاں پر acquire ہوئی ہے اور کوئی چار سال گزر گئے ہیں لیکن یہی جھگڑا چل رہا ہے کیونکہ مارکیٹ پرائس کے مطابق ان کو payment نہیں ہو رہی۔ میں خود اُن کو لے کر کمشنر بہاولپور کے پاس گیا اور وہاں پر بڑی لمبی بحث ہوئی پھر کمشنر صاحب نے agree کیا کہ میں واپس بھیجتا ہوں اور ڈی سی او سے کہتا ہوں کہ اس کو درست کرے لیکن تاحال اس سلسلے میں کچھ نہیں ہو سکا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ جب اختیارات آپ بیوروکریسی کو دے دیں گے تو اس کے نتیجے میں یہی کچھ ہوتا ہے۔ میں ایوان کے تمام ممبران کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ یہ ٹھیک ہے کہ جب قانون سازی ہو رہی ہوتی ہے تو یہ آپ کا حق ہے کیونکہ آپ حکومتی پارٹی میں ہیں اور جب رانا صاحب ہاتھ ایسے اونچا کریں گے تو آپ سب نے "ہاں" کہنی ہے۔ یہ اپنی جگہ بات درست ہے۔

جناب سپیکر: آپ یہ clear کریں۔ کہیں رانا صاحب کے حوالے سے آپ میری بات تو نہیں کر رہے ہیں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں رانا ثناء اللہ صاحب کی بات کر رہا ہوں۔ میں آپ کے توسط سے ایوان کے ممبران کو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ افسوسناک بات یہ اس حوالے سے ہے کہ حکومتی بنچوں پر بیٹھے دوست اس Bill کو پڑھتے ہی نہیں ہیں اور کچھ بھی نہیں دیکھتے کہ کیا ہو رہا ہے۔ انہیں معلوم ہے کہ رانا ثناء اللہ صاحب نے جب ہاتھ کھڑا کرنا ہے تو ہم نے "eyes" کہنا ہے۔ میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ جب آپ اس Bill کو پاس کر رہے ہیں تو عملی مشکل کیا ہے؟ اب خدانخواستہ کوئی ایسا موقع آ گیا ہے کہ آپ میں سے خواتین یا مرد ممبران کی پراپرٹی کسی گورنمنٹ اتھارٹی میں کسی purpose کے لئے acquire ہو گی تو اُس وقت جب وہ آپ کو اپنی مرضی کی پرائس دیں گے تو پھر آپ چیخیں گے کہ مارکیٹ پرائس تو یہ بنتی ہے لیکن گورنمنٹ ہمیں یہ پرائس دے رہی ہے۔ ان چیزوں کو دیکھنے، پڑھنے اور سوچ سمجھ پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ اس طرح کی قانون سازی basic human rights کے بھی خلاف ہے کہ آپ کسی کی پراپرٹی لے لیتے ہیں اور اپنی مرضی کی پرائس اسے دے دیتے ہیں جبکہ مارکیٹ میں اس کو زیادہ پرائس مل سکتی ہے۔ ہم نے اس میں amendment جو دی ہے وہ صرف اسی حوالے سے ہے کہ اس میں آپ باقاعدہ مارکیٹ پرائس کو incorporate کر دیں تاکہ اگر کل کو آپ بھی رگڑے میں آ گئے تو آپ کا حق بھی اس میں مارا نہیں جا سکے گا۔ اس قانون کو اس حوالے سے بالکل clear ہونا چاہئے اس لئے میں بہت ہی ادب سے رانا ثناء اللہ صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ اس کی وضاحت کر دیں کہ یہ کیسے ہے اور کیا اس طرح کی باقاعدہ practice ہو رہی ہے کہ مارکیٹ پرائس جو لوگوں کو دی جاتی ہے کیونکہ میں بہاولپور سے منتخب ہو کر آیا ہوں تو وہاں سڑک extend کرنے کے لئے بھی پراپرٹی acquire کی گئی ہے۔ اسی طرح میں نے رحیم یار خان میں ایک ریٹائرڈ گورنمنٹ کے سیکرٹری کی آپ کو مثال دی ہے کہ وہ اس چکر میں پھنسا پڑا ہے۔

جناب سپیکر: ایوان کا وقت آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اگر رانا صاحب explain کر دیں گے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ یہ explain کر دیں کہ لوگوں کو right کے مطابق ان کی زمین acquire کرتے وقت اُن کو مارکیٹ پرائس دی جائے تو یہ بہت مناسب ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ شنیلا رُوت صاحبہ!

MS SHUNILA RUTH: Sir, I would like to once again we reiterate what but I said earlier

کہ اس قسم کے قانون جو ہم بنانے جا رہے ہیں یہ ایسے لگتا ہے کہ ہر کسی سے جینے کا حق بھی ہم چھیننا چاہ رہے ہیں۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ یہ بل پاس کر کے، وہ جو لینڈ مافیا ہے، جو پہلے ہی ہمارے ملک میں exist کرتا ہے اور پنجاب میں تو بڑی بہتات میں exist کرتا ہے تو انہیں ایک اور سرٹیفکیٹ دینے کے لئے جا رہے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت غلط بات ہے اور ہم minorities اور اقلیتیں یہ بھگت چکی ہیں۔ جیسے رانا صاحب نے کہا کہ یہ پہلے ہی قانون موجود ہے تو میرے علم میں ہے کہ یہ قانون موجود ہے اور ہم اس کا خمیازہ پہلے ہی بھگت چکے ہیں اور اب بھی ہماری minorities کی properties جو حکومت release نہیں کر رہی اور یہ بل پاس کر کے تو ہم انہیں ایک اور سرٹیفکیٹ دے رہے ہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ اس بل کے ساتھ ساتھ یہ لائن ضرور add کی جائے کہ:

> However the properties of religious minorities used for promotion of the religious purposes will not be effected by this law

کیونکہ اگر یہ کوئی گرجا گھر ہے، کوئی سکول ہے یا کوئی ہسپتال ہے تو حکومت کو یہ اجازت نہیں ہونی چاہئے کہ وہ ان کی properties پر قبضہ کر لے اور پھر ان کا جو دل چاہے، چاہے وہاں پر پارکنگ پلازہ بنا دے یا کوئی اور کام کر لے، جو ویلفیئر کی جگہ ہیں، کمیونٹیز کی جگہ ہیں، چاہے وہ عیسائیوں کی ہیں یا ہندوؤں کی ہیں یا سکھوں کی، سکھوں کی properties کے ساتھ حکومت پہلے ہی بہت کھیل کھیل رہی ہے، جب دل چاہتا ہے ان کو بیچ دیتے ہیں اور جب دل چاہتا ہے انہیں نیلام کر دیتے ہیں کیونکہ وہ ایک کمزور کمیونٹی ہے اس لئے وہ خاموش ہو جاتی ہے۔ ہمیں ڈر ہے اور ہمیں اس بات کا اندیشہ ہے کہ اس کی وجہ سے ہمارے جو ادارے اور properties ہیں ان پر بھی حکومت ہاتھ ڈالے گی اور ہم اس کی اجازت نہیں دیں گے لہذا مہربانی کر کے اس میں یہ Clause add کی جائے کہ:

> However the properties of religious minorities used for promotion of the religious purposes will not be effected this land.

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کی amendment تو اس میں نہیں ہے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! یہ میری گزارش ہے۔

جناب سپیکر: جناب محمد سبطین خان صاحب!

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! ہماری یہ جو ترمیم ہے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جس طرح رانا صاحب نے کہا کہ prevailing مارکیٹ پرائس اس پر لکھی گئی ہے لیکن ہمارا جو ماضی کا تجربہ ہے وہ رانا ثناء اللہ صاحب کی بات کی نفی کرتا ہے۔ ہمارے میانوالی شہر میں ایک چشمہ بیراج early 1970 میں بنا تھا اس وقت بھی یہی کہا گیا تھا یا متبادل زمین دی جائے گی مگر آج تک۔۔۔

جناب سپیکر: سبطین صاحب! 1970 والے میرے خیال میں سارے ہی اسی لئے چلے گئے ہیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! قانون تو ادھر ہی ہے (قہقہہ)

اس وقت بھی یہی کہا گیا تھا کہ یا انہیں compensation دی جائے گی یا متبادل زمین دی جائے گی۔ آج رانا صاحب کی سربراہی میں آپ ایک کمیٹی بنا دیں اور کالونیز ڈیپارٹمنٹ ریونیو بورڈ سے ریکارڈ نکلوا لیں۔ آج تک ان کی تاریخیں چل رہی ہیں اور آج تک وہ 1970 early issue والا settle down نہیں ہوا۔ اب ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ جو Clause 6 میں ہم نے ترمیم دی ہے تو میری رائے میں it is un-Islamic, un-ethical and morally wrong اس کے reasons بھی ہیں۔ اب ایک بات ہے کہ میری ایک چیز ہے، میری پراپرٹی ہے، چلیں حکومت کو ایک upper edge ہونا چاہئے اور ہوتا بھی ہے کہ اگر وہ کسی اچھے کام کے لئے میری زمین یا میری جائیداد لینا چاہتی ہے تو at least اسے time limit دیا جائے، میری پراپرٹی lets suppose ایک لاکھ روپے کی ہے، آپ مارکیٹ پرائس پر وہ payment کرتے کرتے ایک لاکھ روپے مجھے واپس کرتے ہیں بیس سال بعد اور کہتے یہ ہیں کہ ہم نے تو مارکیٹ پرائس دے دی، اس وقت اس کی قیمت ایک لاکھ روپے تھی۔ معذرت کے ساتھ میری بات کو غلط sense میں مت لیا جائے جیسے انگریزی کی ایک مثال ہے کہ:

> Three wolfs and the sheep sitting together and deciding what to take at dinner

تو اب یہ سمجھنے کی بات ہے، یہ کمزور اور طاقتور کے درمیان کیونکہ حکومت ہمیشہ طاقتور ہوتی ہے، کمزور وہ بندہ ہوتا ہے جس سے زمین لی جاتی ہے، اس کی کوئی limit بنائیں اور جو اس کی مارکیٹ پرائس ہے وہ انہیں وقت پر ملنی چاہئے۔ میں تو خود اس چیز کا victim ہوں کہ میری inherited property باپ دادا کی

پراپرٹی، کوئی الاٹمنٹ والی پراپرٹی نہیں ہے، میری 38 کنال اراضی گلبرگ میں پڑی ہے جو میرے مرحوم دادا نے خریدی تھی اور آج تک اس پر کچی آبادی declare کرنے کی کوشش کی گئی، ہمیں آج تک اس کی متبادل زمین ملی نہ ہمیں اس کے متبادل کوئی قیمت ملی، یہ ریکارڈ پر ہے اور آپ ریکارڈ چیک کروائیں۔ اگر میری بات غلط ہے تو مجھے اس کی سزا دی جائے۔ ہم جو parliament House میں بیٹھے ہیں، ہمیں سمجھایہ جاتا ہے کہ ہم privileged class سے belong کرتے ہیں کیونکہ آپ کی وساطت سے ہماری جو آواز ہے وہ حکومت کے کانوں تک پہنچتی ہے تو جب privileged class کی یہ مثال ہے تو جن کی اتنی کوئی آواز نہیں ہے تو پھر ان پر تو وہی مثال ہے نہ کہ:

Three wolfs and a sheep sitting together and deciding what to take at dinner.

تو اس میں آپ دیکھیں تو sheep بے چاری کی کیا حالت ہو گی، wolfs کیا کریں گے ؟ طاقتور طاقتور ہوتا ہے but ان چیزوں کو ہمیں define کرنا چاہئے۔ میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ ان کے بڑے land marking نتائج آتے ہیں، پنجاب پر آتے ہیں، کل عوام ہمیں بھی پوچھے گی کہ ہم بھی پچاس پچاس، ساٹھ ساٹھ ہزار ووٹ لے کر اس معزز ایوان میں آئے بیٹھے ہیں تو ہمیں بھی لوگ پوچھیں گے کہ یار مان لیا کہ حکومت نے آپ کی بات نہیں سنی لیکن آپ نے اس پر agitate کیا کیا، آپ نے اپنا ریکارڈ کیا کرایا اور آپ نے اپنے concerns کیا ریکارڈ کرائے ؟ آپ نے پنجاب کے عوام کی پریشانیوں کی کیا نشاندہی کروائی اور کیا آپ نے یہ چیزیں کیں ؟ ہم نے اپنا حق ادا کرنا ہے اور آپ کی مہربانی ہے کہ آپ اپوزیشن کو پورا ٹائم دیتے ہیں۔ ہم اپنا حق ادا کریں گے آگے حکومت کی مرضی ہے کہ وہ جو کام کرے۔ شکریہ

MR SPEAKER: You have tried to fetch at least heal..

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! مہربانی۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو بات میرے بھائی سبطین خان صاحب نے کی ہے تو وہ implementation اور یعنی بعد میں جو معاملات ہوتے ہیں، ان سے متعلق کی ہے۔ انہوں نے اس لاء کی نہ تو کوئی ترمیم purpose کی ہے اور نہ ہی اس میں کوئی نقص identify کیا ہے۔ جب ایوارڈ ہوتا ہے تو لوگ عدالتوں میں چلے جاتے ہیں اور وہاں پر اس بات پر جھگڑا ہوتا ہے کہ یہ title درست نہیں ہے، میں بھی اس میں حصہ دار ہوں یا فلاں حصہ دار نہیں ہے تو اس وجہ سے جب litigation شروع ہوتی ہے تو وہ litigation اپیل در اپیل چلتی

ہے تو اس وجہ سے it may possible کہ کوئی معاملہ 1970 کا ہو یا 1980 کا ہو اور وہ pending پڑا ہو۔ جہاں تک محترمہ نے بات کی ہے تو یہ پہلے ہی قانون موجود ہے کہ جو مذہبی عبادت گاہیں ہیں وہ مسجد ہو یا کسی دوسرے مذہب کی عبادت گاہ ہو، ان کو اس طرح سے acquire نہیں کیا جاتا بلکہ انہیں پہلے ہی تحفظ حاصل ہے۔ محترم ڈاکٹر وسیم صاحب نے جو بات کی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کی بات درست ہے نہ ہی مناسب ہے کہ ممبران اسمبلی وہاں پر بیٹھ کر معاملات کو پوری طرح سے دیکھتے یا سمجھتے نہیں ہیں البتہ یہ بات درست ہے کہ جس طرح سے کل ایک تصویر کا انہوں نے ذکر کیا تھا تو جتنی باریک بینی سے۔۔۔

جناب سپیکر: نہ، نہ، میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جتنی باریک بینی اور گہرائی سے چیزوں کو یہ دیکھتے ہیں، اتنی گہرائی سے شاید کوئی نہ دیکھتا ہو لیکن ایسا نہیں ہے کہ جو معزز ممبران ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: چھوڑیں اس بات کو۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! وہ legislation کو دیکھتے نہیں ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ جو Land Acquisition Act کا اطلاق اس تمام acquisition کے اوپر ہوگا جو یہ اتھارٹی کرے گی۔ اب جو Land Acquisition Act ہے اس میں ایک بہت بڑی قدغن اور تحفظ یہ ہے کہ حکومت for public purpose اسے acquire کر سکتی ہے otherwise اور کسی purpose کے لئے نہیں کر سکتی۔ Public purpose جو ہے وہ ہائی کورٹ، شریعت کورٹ، سپریم کورٹ تک define ہے۔ اب اس کے بعد بات مارکیٹ پرائس کی آ گئی تو مارکیٹ پرائس جو ہے market price dose not being, the price جو کہ مالک کی demand ہو۔ اب جس کی زمین acquire کی جائے اس کی جو demand ہے یا وہ جو سمجھتا ہے وہ مارکیٹ پرائس نہیں ہے، مارکیٹ پرائس کے تعین کا ایک طریق کار طے ہے اس کے مطابق جو acquisition authority ہے وہ اس کا تعین کرتی ہے اور وہ جو تعین کرتی ہے وہ challengeable ہے اور لوگ writs میں ہائی کورٹ میں گئے اور بعد میں سپریم کورٹ اور شریعت کورٹ میں گئے جس کے اوپر 15 فیصد over and above کا فیصلہ ہوا۔ وہ بھی لاگو ہے اور وہ بھی ملتا ہے تو باقاعدہ طور پر جس قیمت کا تعین ہوتا ہے وہ challengeable ہے۔ اگر کسی کو اس پر

اعتراض ہے کہ یہ صحیح مقرر نہیں ہوااور اس سلسلے میں سپریم کورٹ کی اتھارٹیز ہیں جن میں انہوں نے تفصیل کے ساتھ اس پورے procedure کو دیکھنے کے بعد authenticate کیا ہے اور اس کے مطابق یہ سارا process ہوتا ہے۔ مزید یہ ہے کہ یہ جو land Acquisition Act ہے یہ صوبائی ایکٹ ہے، یہ اس معزز ایوان کی domain میں ہے۔ اگر میرے اپوزیشن کے بھائی یا کوئی اور بھی ممبر اس میں کوئی اور بہتری کرنا چاہتے ہیں یا اس میں کوئی اور کسی قسم کی conditions کو add کرنا چاہتے ہیں تو وہ اس بل میں ایک ترمیم لا سکتے ہیں۔ یہ صوبائی بل ہے اور اگر اس میں کوئی اور بہتری لائی جا سکتی ہے تو وہ لائی جا سکتی ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: سبطین خان صاحب چشمہ بیراج کی بھی بات کر رہے تھے کہ 1970 میں جو لوگوں سے acquire کی گئی۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/ قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے وہی بات کی ہے نہ کہ title کا جھگڑا ہوتا ہے اور لوگ litigation میں، عدالتوں میں چلے جاتے ہیں اور جب تک عدالتوں کا فیصلہ نہ ہو تو اس وقت تک معاملہ لٹکا رہتا ہے۔

MR SPEAKER: The Amendment moved and the question is:

> That in Clause 6 of the Bill, in the proposed Section 24 of the Principal Act, the following proviso be added at the end:-
>
> "Provided that the compensation for the land or property so acquired, shall be pa in accordance with the prevailing market price."

(The motion was lost.)

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! "ناں" والوں کی آواز زیادہ تھی کیونکہ لاء منسٹر صاحب نے ہاتھ کھڑا کیا تھا جس پر حکومتی بنچوں نے زیادہ زور سے ہاں میں جواب دیا۔

جناب سپیکر: جی، نہیں، (قہقہہ)

MR SPEAKER: Now, the Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now, the Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR SPEAKER: Now, the Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جب سوال put کر دیا جائے تو اس وقت کورم point out نہیں کیا جا سکتا۔

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR SPEAKER: Now, the Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR SPEAKER: Now, the Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

کورم کی نشاندہی

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، کورم point out کر دیا گیا ہے، گنتی کی جائے۔ پہلے سوال put کرنے پر کیا گیا تھا جو کہ صحیح نہیں تھا اور اب ٹھیک ہے لہذا گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جی، گنتی کی گئی ہے کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: دوبارہ گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

گنتی کی گئی ہے اور کورم پورا نہیں ہے لہذا اب اجلاس 13- مارچ بروز جمعرات صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

380

جناب ڈپٹی سپیکر کا بطور قائم مقام سپیکر اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(12)/2013/1050. Dated: 13th March 2014. Pursuant to the provisions of clause (3) of Article 53 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **Sardar Sher Ali Gorchani, *Deputy Speaker*,** Provincial Assembly of the Punjab, shall act as Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, with immediate effect, vice **Rana Muhammad Iqbal Khan, *Speaker,*** Provincial Assembly of the Punjab, who has assumed office of the Acting Governor.

RAI MUMTAZ HUSSAIN BABAR
Secretary

382

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،13-مارچ2014

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ آبپاشی)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

(اے) مسودات قانون کا ایوان میں پیش کیا جانا

1۔ مسودہ قانون محمد نواز شریف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی یونیورسٹی ملتان2014

ایک وزیر مسودہ قانون محمد نواز شریف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی یونیورسٹی ملتان2014 ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ مسودہ قانون (ترمیم) صنعتی تعلقات پنجاب2014

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) صنعتی تعلقات پنجاب 2014 ایوان میں پیش کریں گے۔

3۔ مسودہ قانون تولیدی، دوران حمل، نومولود، وبچگان صحت اتھارٹی پنجاب2014

ایک وزیر مسودہ قانون تولیدی، دوران حمل، نومولود، وبچگان صحت اتھارٹی پنجاب2014 ایوان میں پیش کریں گے۔

4۔ مسودہ قانون (ترمیم) مینٹل ہیلتھ پنجاب2014

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) مینٹل ہیلتھ پنجاب2014 ایوان میں پیش کریں گے۔

383

(بی) مسودہ قانون پر غور وخوض اوراس کی منظوری

1۔ مسودہ قانون (ترمیم) شہروں کی ترقی پنجاب 2014(مسودہ قانون نمبر 1 بابت 2014)

مسوہ قانون (ترمیم) شہروں کی ترقی پنجاب 2014 پر (ضمن 10 سے) دوبارہ ضمن وار غور و خوض

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسوہ قانون (ترمیم) شہروں کی ترقی پنجاب 2014 منظور کیاجائے۔

2۔ مسودہ قانون لاہور گیریژن یونیورسٹی 2014(مسودہ قانون نمبر 2 بابت 2014)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون لاہور گیریژن یونیورسٹی 2014، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے تعلیم نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون لاہور گیریژن یونیورسٹی 2014 منظور کیاجائے۔

3۔ مسودہ قانون (ترمیم) ادائیگی اجرت پنجاب 2013(مسودہ قانون نمبر 11 بابت 2013)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) ادائیگی اجرت پنجاب 2013، جیسا کہ سپیشل کمیٹی نمبر 1 نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے ،فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) ادائیگی اجرت پنجاب 2013 منظور کیاجائے۔

384

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا ساتواں اجلاس

جمعرات،13-مارچ2014

(یوم الخمیس،11-جمادی الاوّل1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بجے زیر صدارت جناب سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری کرنے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ
الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ
تُوعَدُونَ ﴿٣٠﴾ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ
وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ﴿٣١﴾
نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ ﴿٣٢﴾

سُوۡرَۃُ حٰمٓ السجدۃآیات30 تا32

جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ (اس پر) قائم رہے اُن پر فرشتے اُتریں گے (اور کہیں گے) کہ نہ خوف کرو اور نہ غمناک ہو اور بہشت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا خوشی مناؤ(30) ہم دُنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست تھے اور آخرت میں بھی (تمہارے رفیق ہیں) اور وہاں جس (نعمت) کو تمہارا جی چاہے گا تم کو (ملے گی) اور جو چیز طلب کرو گے تمہارے لئے (موجود ہو گی)(31)(یہ) بخشنے والے مہربان کی طرف سے مہمانی ہے(32)

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ حافظ سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

دلوں سے غم مٹاتا ہے محمد نام ایسا ہے
نگر اُجڑے بساتا ہے محمد نام ایسا ہے
انہی کے نام سے پائی فقیروں نے شہنشاہی
خُدا سے بھی ملاتا ہے محمد نام ایسا ہے
محبت کے کنول کھلتے ہیں اُن کو یاد کرنے سے
بڑی خوشبوئیں لاتا ہے محمد نام ایسا ہے
مدد حاصل ہے مجھ کو ہر گھڑی شاہِ مدینہ کی
مری بگڑی بناتا ہے محمد نام ایسا ہے

سوالات

(محکمہ آبپاشی)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈا پر محکمہ آبپاشی سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور اُن کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 82 ہے، پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پیڈا ایکٹ 1997 کے مقاصد و دیگر تفصیلات

*82: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) PIDA Act کیا ہے یہ کب سے نافذ العمل ہے، اس کے کیا مقاصد ہیں؟

(ب) پنجاب میں کن کن نہروں پر اس ایکٹ کے مطابق عمل ہو چکا ہے؟

(ج) کیا ان نہروں پر ٹیل والے علاقوں میں پانی کی فراہمی بہتر ہوئی ہے کہ نہیں، جہاں پر اس ایکٹ کے مطابق supervisory bodies بنا دی گئی ہیں؟

(د) جن جن نہروں پر PIDA Act کے تحت باڈیز بنا دی گئی ہیں وہاں پر 03-06-2013 تک ان باڈیز کی تشکیل کے بعد پانی چوری کے کتنے مقدمات درج ہوئے ہیں، نیز اس ایکٹ کے نفاذ سے پہلے ان نہروں کے علاقہ میں اتنی ہی مدت کے دوران جو مدت اس کے نفاذ سے متصل ہے، کتنے مقدمات پانی کی چوری کے درج ہوئے اور کتنی شکایات متعلقہ افسران کے پاس موصول ہوئیں؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) صوبائی اسمبلی پنجاب نے 27-جون 1997 کو پنجاب اریگیشن اینڈ ڈرینج اتھارٹی بل 1997 پاس کیا جس کی توثیق جناب گورنر پنجاب نے 27-جون 1997 کو فرمائی اور پنجاب اریگیشن اینڈ ڈرینج اتھارٹی ایکٹ 1997 میں جاری ہوا۔

حکومت پنجاب نے تقریباً صدی پرانے نہری نظام سے انتظامی امور اور طریقہ ہائے کو کسانوں کی شمولیت سے بہتر انتظامی کارکردگی، شفافیت اور کم لاگت، تعمیر و مرمت اور آپس کے پانی کی تقسیم کے مسائل کو اپنے طور پر حل کے لئے پیڈا ایکٹ منظور کیا۔ ایکٹ کے مطابق بالآخر محکمہ انہار پنجاب کلی طور پر پیڈا میں ضم ہوگا اور ایک خود مختار ادارہ کے طور پر اپنے امور سرانجام دے گا۔ پیڈا ایکٹ 1997 موجودہ محکمہ آبپاشی میں بنیادی اصلاحات کا غماز ہے۔ ادارہ جاتی اصلاحات کے تحت کسان تنظیمیں (FOs) کسانوں کے آپس کے پانی تقسیم کے جھگڑے اور راجباہ لیول تک نہروں کی پانی کی تقسیم، موگوں کی دیکھ بھال اور پٹریوں کی حفاظت اور مرمت اور آبیانہ کی تشخیص اور محاصل کی ریکوری کرتی ہیں۔

ایریا واٹر بورڈ: 10 کسان نمائندوں اور 9 غیر کسان ممبران پر مشتمل باڈی ہے۔ جس کے ذمہ کسان تنظیموں (FOs) کی کارکردگی میں مدد اور چیکنگ کرنا ہے اور نہری نظام کی اصلاح کے لئے تجاویز دینا ہے۔

پیڈا اتھارٹی: کم از کم چھ کسان ممبران اور 5 غیر کسان ممبران جس کے چیئرمین وزیر آبپاشی ہیں، پر مشتمل ایک خود مختار ادارہ ہے۔ جس کے فرائض و اختیارات میں نہروں اور سیم نالوں سے متعلقہ امور سے متعلق پالیسی وضع کرنا اور اس کی انجام دہی کے لئے عملی اقدامات کرنا اور حکومت پنجاب کی مشاورت سے آبیانہ اور سیم نالوں سے متعلق فیس کا تعین کرنا شامل ہے تاکہ کسانوں کو پانی مہیا کرنے اور سیم نالوں کے اخراجات کو پورا کیا جاسکے۔

(ب) پنجاب میں درج ذیل پانچ بڑی نہروں پر بمطابق ایکٹ عمل ہو چکا ہے۔

1۔ لوئر چناب کینال (ایسٹ) سرکل فیصل آباد۔ مارچ 2005
2۔ لوئر چناب کینال (ویسٹ) سرکل فیصل آباد۔ اگست 2007
بشمول لوئر جہلم کینال سرکل سرگودھا (جزوی) ستمبر 2007 (6 نہریں)
3۔ بہاولنگر کینال سرکل بہاولنگر۔ مارچ 2011
4۔ لوئر باری دوآب کینال سرکل ساہیوال۔ مارچ 2012
5۔ ڈیرہ جات کینال سرکل، ڈی جی خان۔ مارچ 2013

(ج) پیڈا کے زیر انتظام 401 نہروں پر کسان تنظیمیں کام کر رہی ہیں۔ فیصل آباد ایسٹ اور ویسٹ سرکل میں ٹیلوں پر نہری پانی کی فراہمی میں بہتری آئی ہے جبکہ نئے سرکل مثلاً بہاولنگر، LBDC ساہیوال اور ڈیرہ جات کینال سرکل ڈیرہ غازیخان میں بہتری کی گنجائش موجود ہے۔

(د) تقابلی گوشوارہ مقدمہ جات پانی چوری

		دوران فارم باڈیز	قبل ازاں فارم باڈیز
1-	لوئر چناب کینال ایسٹ سرکل فیصل آباد	6055	4155
2-	لوئر چناب کینال ویسٹ سرکل فیصل آباد	1288	1965
	بشمول لوئر جہلم کینال سرکل سرگودھا(6نہریں) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے		
3-	ڈیرہ جات کینال سرکل، ڈی جی خان	528	178
4-	بہاولنگر کینال سرکل بہاولنگر	7418	15149
5-	لوئر باری دوآب کینال سرکل، ساہیوال	2660	2314
	میزان:	17949	23761

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ پانی کا معاملہ بہت اہم ہے جس سے پنجاب کی معیشت، کسان کی خوشحالی اور عوام کی خوشحالی منسلک ہے۔ اس میں کچھ ضمنی سوالات ہیں اور میں وزیر موصوف سے گزارش کروں گا کہ ذرا حوصلے سے سماعت بھی فرمائیں اور اُن کے جوابات بھی ٹھیک ٹھیک دیں۔

جناب سپیکر! میں نے پہلی بات تو یہ عرض کرنی ہے کہ ہمارے نظام کے اندر secretaries to the government بالعموم non-technical لوگ ہوتے ہیں ان کو محکموں کی سربراہی دی جاتی ہے اور ظاہر ہے کہ non-technical آدمی کے لئے محکمہ کو سمجھنے میں کچھ ٹائم لگتا ہے۔ محکمہ آبپاشی میں پچھلے ڈیڑھ سال میں یہ پانچویں سیکرٹری صاحب ہیں جو اس محکمہ کو head کر رہے ہیں۔ مثال یہی ہے کہ کرکٹ کھیلتے کھیلتے اچانک صبح پتا چلتا ہے کہ کل ہاکی کھیلنی ہے اب ہاکی کے نظام کو سمجھنے کے لئے کچھ ٹائم لگتا ہے تو جب سمجھ لیتے ہیں تو پتا لگتا ہے کہ فٹ بال کھیلنے کے لئے لگا دیا گیا ہے، یہ practice نہیں ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ محکمہ نے 1997 میں جو PIDA Act بنایا یہ کن مقاصد کے تحت بنایا گیا تھا؟ دوسری بات یہ ہے کہ اس کے تحت 17 water area boards بننے تھے اور 15 سال کی مدت میں اس کی تکمیل ہونی تھی۔ یہ سارا کام World Bank کے loan پر ہو رہا ہے۔ یہ ایکٹ 1997 میں پاس ہوا اور آج 2014 ہے تو 17 سال ہو گئے ہیں اور اس کا جواب یہ آ رہا ہے کہ ہم 17 سال میں صرف پانچ water area board بنا پائے ہیں۔ باقی جو بارہ water area boards رہ گئے ہیں اُن کو بنانے کے لئے کتنی مدت درکار ہوگی؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، درمیان میں جو آٹھ سال گزرے ہیں کیا اس کا جواب بھی آپ میاں صاحب سے لینا چاہتے ہیں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ Governments کی continuity ہوتی ہے۔ میں نے جس طرح عرض کیا ہے کہ سیکرٹریز ہی گورنمنٹ ہوتے ہیں کیونکہ انہوں نے اس کو چلانا ہوتا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پچھلی pace ان کے سامنے ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! پہلے ان سے جواب لے لیتے ہیں۔ جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! آپ جانتے ہیں کہ سیکرٹری محکمہ کا overall administrative head ہوتا ہے۔ یہ کوئی ضروری نہیں کہ وہ ٹیکنیکل سٹاف ہی سے ہو۔ ہمارے محکمہ آبپاشی کے اندر دیگر تمام افسران ٹیکنیکل انجینئر ہیں اور وہ محکمہ کو خوش اسلوبی سے چلاتے ہیں۔ محکمہ کی overall administration کے لئے سیکرٹری موجود ہوتا ہے۔ حکومت گاہے بگاہے سیکرٹریز کو لگاتی ہے اور پھر دیگر assignment کے لئے جو درکار ہوں تو انہیں مناسب جگہ پر تبدیل کر دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! انہوں نے دوسری بات PIDA Act کی جو غرض و غایت ہے وہ کی ہے۔ میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جیسے آپ جانتے ہیں کہ پنجاب کے اندر جو نہری نظام ہے یہ دنیا کا سب سے بڑا contiguous gravity flow irrigation system ہے۔ پاکستان کی معاشی زندگی میں یہ سسٹم ایک اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ یہ تقریباً ایک سو سال سے زیادہ عرصہ پر محیط ہے۔ اس کا مستعد ٹیکنیکل سٹاف بڑی خوش اسلوبی سے محکمہ کو چلا رہا ہے لیکن کسان جو اس کا اصل main stakeholder ہے اور beneficiary consumer بھی ہے۔ ان کے معاملات کو حل کرنے میں اور ان کی مشکلات کو دور کرنے میں محکمہ کے اندر وہ قابلیت نہ تھی جس کی وجہ سے عام کسان کو empower کرنے کے لئے، اپنے مسائل کے حل کرنے کے لئے یہ PIDA Act 1997 کے اندر میاں محمد شہباز شریف کی حکومت لے کر آئی تھی۔ اس PIDA Act کے تحت ہم نے کسانوں کو اپنے مسائل خود حل کرنے کے لئے اور Public Private Partnership کا ایک بہترین نمونہ اس صوبہ میں اس ایکٹ کے طور پر دیا تھا۔ آپ جانتے ہیں کہ اس کے اندر basic unit کھال پنچایت ہے، کھال پر موجود تمام shareholders ایک الیکشن کے ذریعے پانچ آدمیوں کو منتخب کرتے ہیں جن میں ایک چیئرمین ہوتا ہے۔ وہ کھال کے پانی کو design discharge کے مطابق اس کے flow کو ensure کرتا ہے۔ اسی

طرح کھال کی تعمیر و مرمت کو وہ ensure کرتا ہے۔ وہ وارہ بندی کے disputes کو بھی دیکھتے ہیں کہ وہ درست طریقے سے باہمی مشاورت سے حل ہو جائیں اور پھر آبیانہ کی collection کرتے ہیں۔ اس سے اوپر distributaries کی سطح پر ایک آرگنائزیشن ہوتی ہے۔ یہ تمام کھالوں کے چیئرمین کی الیکشن کے ذریعے ایک management body بنتی ہے جس کے اندر چیئرمین، وائس چیئرمین، سیکرٹری، خزانچی اور اسی طرح پانچ ممبران ہوتے ہیں جن میں سے ایک head لیا جاتا ہے، دو درمیان اور دو tail سے لئے جاتے ہیں۔ یہ بھی وہاں پر آبیانہ collection کرتے ہیں۔ اسی طرح وہ پانی کی regulation کے انچارج ہوتے ہیں۔ ان کی ذمہ داری نہر کی maintenance بھی ہوتی ہے، جو بھی disputes وہاں پر سامنے آتے ہیں اگر پانی چوری ہوتا ہے تو اس کی نشاندہی کرتے ہیں اور پرچہ جات کراتے ہیں۔ اس سے اوپر Area Water Board ہوتا ہے۔ یہ تمام کینال سب ڈویژنز سے ایک ایک ممبر کو چُنا اور اس کے بعد Area Water Board کی جتنی سب ڈویژنز ہوتی ہیں ان پر محیط ممبران اس کا حصہ بنتے ہیں اور تین سال کے اندر by rotation ایک چیئرمین اور ایک وائس چیئرمین منتخب ہوتا ہے جو اپنے کینال سرکل کے تمام معاملات جو پانی سے متعلقہ ہوتے ہیں ان کو حل کرتے ہیں اور دیکھ بھال کرتے ہیں۔ اسی طرح اس سے اوپر پنجاب کی سطح پر Punjab Irrigation and Drainage Authority بھی موجود ہے، اس کے چیئرمین وزیر آبپاشی بھی ہوتے ہیں جو اس کا سربراہ ہوتا ہے، چھ کسان جو حکومت نامزد کرتی ہے اس کے ممبران ہوتے ہیں اور پانچ سرکاری ممبران ہوتے ہیں جو مختلف محکمہ جات کے سیکرٹریز ہوتے ہیں۔ اس طرح پورے پنجاب کے نظام آبپاشی کی دیکھ بھال کی جاتی ہے۔ میں نے PIDA Act کی غرض و غایت آپ کو بتادی ہے۔

جناب سپیکر! ان کا دوسرا ضمنی سوال یہ تھا کہ مطلوبہ سالوں کے اندر پورے پنجاب میں PIDA Act کیوں لاگو نہیں ہوا؟ اس سلسلہ میں، میں عرض کرتا ہوں کہ جس ایکٹ کا انہوں نے حوالہ دیا ہے کہ اس میں پندرہ سال کی مدت رکھی گئی ہے کہ تمام 17 نہروں پر PIDA کا کنٹرول ہو گا۔ اس میں یہ ایک ضروری mandatory Clause ہے کہ سب سے پہلے PIDA ایک پائلٹ پراجیکٹ بنائے گی، چلائے گی اور اس کے بعد اگر اس میں کوئی خامیاں ہوں گی تو اس کی اصلاح کرے گی اور اگر اس میں کوئی بہتری لانی ہو گی تو اس کے مطابق آئندہ اس کو سسٹم کے اندر شامل کیا جائے گا۔ LCC east کے اندر سب سے پہلا پائلٹ پراجیکٹ 2005 کے اندر شروع ہوا۔ اس کی روشنی کے اندر پھر ہم اسے پانچ نہروں تک لے گئے ہیں۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ یقین دلاتا ہوں کہ جس طرح فنڈز دستیاب

ہوتے گئے تو ہم one by one تمام نہروں کو اس Punjab Irrigation and Drainage Authority کے ماتحت لے کر آئیں گے اور یہ Public Private Partnership کا ایک بہترین نمونہ ہوگا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے تو بالکل pinpoint کر کے پوچھا تھا کہ کیا یہ time limit دے سکتے ہیں؟ کیونکہ سترہ سالوں میں پانچ circles پر یہ بنا ہے اور اس نے سترہ circles پر بننا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! کیا آپ اس کا کوئی حتمی time دے سکتے ہیں؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! آپ جانتے ہیں کہ پاکستان کا نہری نظام بہت بڑا نظام ہے اور اس کی عمر ایک صدی پر محیط ہے۔ یہ خستہ حالی کا شکار ہے اور ہم کسانوں کی تنظیموں کو اس وقت تک یہ handover نہیں کرتے جب تک اس کی rehabilitation نہ کر لیں۔ آپ جانتے ہیں کہ rehabilitation کے لئے ایک خطیر رقم درکار ہے میں time line دینے سے قاصر ہوں لیکن میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اب پاکپتن کینال سرکل پر کام شروع ہو جائے گا۔ اس کی funding available ہو گئی ہے۔ اسی طرح جب ہمیں funding ہوتی جائے گی نہروں کی rehabilitation ہوتی جائے گی اور پھر ہم انشاء اللہ تعالیٰ وہ کسانوں کی تنظیموں کے سپرد کرتے جائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! میرے خیال میں انہوں نے تفصیلی جواب دے دیا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں اس پر contest اور بحث نہیں کرتا کیونکہ جواب ابھی تک نامکمل ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ ان کو معلوم نہیں ہے کہ فنڈز کب آئیں گے اور کب یہ کام مکمل ہوگا۔ ہم بہرحال اس سے اتفاق کرتے ہیں کہ انہوں نے خود جواب دیا ہے کہ Punjab Irrigation Department کی inefficiency کی وجہ سے Punjab Irrigation and Drainage Authority بنائی گئی تاکہ بہتری آ سکے۔ اس میں یہ بھی لکھا ہوا ہے اور ان کا اپنا جواب ہے کہ PIDA Act کے مطابق بالآخر محکمہ انہار پنجاب کلی طور پر PIDA میں ضم ہوگا اور ایک خود مختار ادارہ کے طور پر اپنے امور سرانجام دے گا" لیکن ابھی تک یہ PIDA محکمہ آبپاشی کا ایک bursary ہے۔ جب تک آپ اس کو اس کی روح کے مطابق independence نہیں دیں گے اور جس طرح آپ کو محکمہ کے حوالے سے شک تھا کہ یہ صحیح طرح deliver نہیں کر رہا اور tail پر پانی نہیں پہنچ رہا۔ PIDA بنانے کی تین وجوہات تھیں اور انہیں اس نے کام کرنے تھے۔ وہاں proper maintenance نہیں تھی اسے دیکھنا تھا،

inequitable water distribution تھی tail پر پانی نہیں پہنچتا تھا اس کو دیکھنا تھا اور پانی چوری کے معاملات کو cater کرنا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! اس میں تفصیل انہوں نے بتا دی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کو ایک خود مختار ادارے کے طور پر بنایا جانا ہے۔ پانچ نہروں پر تو بن گیا ہے تو یہ کب تک اس پورے نظام کو "PIDA Authority میں switch over کریں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! منسٹر صاحب نے کہہ دیا ہے کہ وہ کوئی time نہیں دے سکتے۔ جونہی ان کے پاس funds available ہوں گے میرے خیال میں پاکپتن نہر کا کام۔۔۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اس سوال کی بات نہیں کر رہا وہ تو ختم ہو گیا ہے۔ اس کے جواب کے اندر لکھا ہوا ہے اور ایکٹ میں بھی ہے کہ PIDA Authority ultimately محکمہ پیڈا (پنجاب اریگیشن ڈیپارٹمنٹ) اس کو switch over کرلے گی اور independent ادارے کے طور پر کام کرے گی۔ مجھے یہ پوچھنا ہے کہ یہ کام کب تک ہو جائے گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! جن نہروں پر کسان تنظیمیں بن چکی ہیں وہ کلی طور پر خود مختار ہیں اور PIDA Authority کے ماتحت ہیں اور وہ اپنا نظام آزادانہ طور پر چلا رہی ہیں۔ محکمہ اریگیشن کے ایکسیئن، سب ڈویژنل آفیسر، سب انجینئر، ایس ای اور چیف انجینئر level پر ان کی معاونت کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب ابھی کھڑے ہیں کیونکہ ان کا سوال ہے اس لئے میری گزارش ہے کہ آپ سب بیٹھ جائیں۔ میاں صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔ ابھی بھی محکمہ اریگیشن کے PIDA کا جو دفتر بنا ہے اس کا جو ہیڈ ہے۔

He is working under the Secretary Irrigation-

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! اس میں اگر آپ کو کوئی شکایت ہے تو وہ منسٹر صاحب کو بتا دیں۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! سیکرٹری اریگیشن، ایم ڈی پیڈا بھی ہیں۔ وہ بحیثیت ایم ڈی پیڈا اپنا کام سرانجام دیتے ہیں اس لئے اس پر اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! تیسرا ضمنی سوال کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں کوئی point scoring نہیں کرنا چاہتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! اگلا سوال بھی آپ کا ہی ہے۔ بہتر ہے کہ آپ وہ کر لیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ بہت اہم سوال ہے اس معاملے میں پورے پنجاب کی اریگیشن منسلک ہے۔ میں نے یہ سوال کیا تھا کہ کیا ان نہروں پر ٹیل والے علاقوں میں پانی کی بہتری ہوئی ہے یا نہیں؟ اب محکمے کا جواب یہ ہے کہ جب پیڈا تھا تو ٹیلوں پر پانی کی فراہمی 72 فیصد تھی، جب پنجاب اریگیشن ڈیپارٹمنٹ تھا تو پانی کی فراہمی 84 فیصد تھی۔ جب پیڈا تھا تو ٹیل پر پانی 13 فیصد ہے اور جب اریگیشن ڈیپارٹمنٹ تھا تو پانی 8 فیصد تھا۔ ٹیل خشک پیڈا کے دور میں 14 فیصد اور PID کے دور میں 7 فیصد تھا یعنی اس کا مطلب یہ ہوا ہے کہ یہ جو آپ نے handover کیا ہے یہ deliver نہیں کر رہا اور نظام پہلے کے مقابلے میں خراب ہو رہا ہے۔ یعنی اس کے جواب میں تو یہی ہے اور اسی طرح میں نے چوری کے معاملات کے بارے میں پوچھا ہے۔ اب انہوں نے پانچ کینال واٹر بورڈ بنائے ہیں۔ اس کی تفصیل لکھی ہوئی ہے اگر آپ جواب دیکھ لیں۔ اس میں بہاولنگر کینال سرکل میں جو چوری کے واقعات ہیں وہ دوران فارمر باڈیز 7418 ہیں اور قبل ازیں فارمر باڈیز 15149 ہیں۔ اس کی وجہ سے جو net result ہے وہ ذرا بہتر ہو گیا ہے ورنہ باقی تین جو ہیں لوئر چناب کینال ایسٹ سرکل فیصل آباد میں theft کے cases increase ہوئے ہیں۔ اسی طرح ڈیرہ جات کینال سرکل، ڈی جی خان میں بھی چوری کے واقعات increase ہوئے ہیں۔ اسی طرح لوئر باری دوآب کینال سرکل ساہیوال میں بھی theft کے cases increase ہوئے ہیں۔ یعنی جن مقاصد کے لئے یہ نظام بنا تھا اس حوالے سے یہ نظام deliver نہیں کر رہا ہے۔ یہ میں نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ یہ خود محکمہ کہہ رہا ہے۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ نظام اگر deliver نہیں کر رہا ہے تو اس کی improvement کے لئے محکمہ اور وزیر موصوف کیا کر رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! اس کی improvement کے لئے آپ کیا کر رہے ہیں؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کوئی بھی نظام روزِاول سے درست نہیں ہوتا وہ اپنے ارتقائی مراحل طے کر کے ہوتے ہوئے درست ہوتا جاتا ہے۔ ہمارے ہاں جو سسٹم 2005 کے اندر بنا تھا اس میں کافی بہتری آئی ہے اور جو 2007 کے اندر بنا تھا اس کے اندر with the passage of time بہت بہتری آرہی ہے۔ جو بھی نیا نظام کینال سرکلز پر بنا ہے اس کے اندر ابھی ضرور کچھ معاملات درست کرنے والے ہیں کیونکہ ہمارے جو کسان بھائی ہیں جو elect ہو کر آتے ہیں ان کو ابھی تک طریق کار کا علم نہیں ہے۔ ہم ان کی ٹریننگ کا انتظام کر رہے ہیں تاکہ وہ بہتر طور پر skilled ہو سکیں اور وہ اپنے محکمے کو چلا سکیں۔ جہاں تک انہوں نے اعداد و شمار کا ذکر کیا ہے تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان میں بڑھوتری اس لئے نہیں آئی کہ وہاں پر پانی کی چوری بڑھ گئی ہے۔ پانی چوری پہلے بھی ہوتی تھی لیکن مقدمات درج نہیں ہوتے تھے۔ اب حکومت نے اس بات پر سختی کی ہے کہ تمام سب ڈویژن کے XENs اس بات کو ensure کریں کہ ان کے علاقے کے اندر جتنی بھی چوریاں ہوں ان کی ایف آئی آر درج ہونی چاہئیں، چوروں کو پکڑا جائے اور ان کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ یہ گراف اس بات کی علامت ہے کہ محکمے نے اس میں بہتری لانے کے لئے efficiency دکھائی ہے۔ چوری تو پہلے بھی ہوتی تھی لیکن اس کو ریکارڈ پر نہیں لایا جاتا تھا اور ایف آئی آر کم درج ہوتی تھیں۔ اب ہم نے وہاں پر سب ڈویژنل سطح پر تین آدمیوں اے۔ سی، ایکسیئن اور متعلقہ تھانے کے ایس ایچ او کی کمیٹی بنادی ہے۔ یہ لوگ باقاعدہ وہاں پر monitor کرتے ہیں، چوری کی روک تھام کے لئے ایف آئی آر بھی درج کرتے ہیں، لوگوں کو پکڑ کر اندر بھی کرتے ہیں اور کینال ایکٹ کے تحت دفعہ 70 کی کارروائی بھی ہوتی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں آخری ضمنی سوال کر رہا ہوں۔ وزیر موصوف کا جو جواب ابھی آیا ہے یہ حقائق کے بالکل اُلٹ ہے۔ میں figure کے ساتھ اس کو contest کر سکتا ہوں لیکن بہر حال میں اس بحث میں نہیں جانا چاہتا۔ آخری سوال مجھے یہ پوچھنا ہے کہ ---

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ کے ایک سوال پر ہی بیس منٹ ہو گئے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ بہت اہم سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: باقی سب ممبران نے بھی محنت کی ہوئی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا مختصر سا ضمنی سوال ہے۔ یہ آبیانہ ان باڈیز نے collect کرنا تھا جس میں سے 50 فیصد حکومت کے پاس آنا تھا اور 50 فیصد وہاں پر ہی خرچ ہونا تھا۔ اس 50 فیصد میں سے 60 فیصد maintenance اور بہتری کے لئے خرچ ہونا تھا اور 40 فیصد اس باڈی نے administratively استعمال کرنا تھا۔ مجھے یہ پوچھنا ہے کہ یہ جو پانچ areas انہوں نے واٹر بورڈ کے بنائے ہیں اس میں PIDA کے مقابلے میں آبیانے کی جو recovery ہے، PIDA کے دَور میں یہ بہتر ہوئی ہے یا کم ہوئی ہے ؟ اگر figure موجود ہیں تو وہ دے دیں ورنہ یہ اپنا ایک اندازہ بتا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ کے پاس figures موجود ہیں کہ کتنی recovery ہوئی ہے ؟ PIDA ایکٹ بننے کے بعد recovery زیادہ ہوئی ہے یا کم ہوئی ہے ؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! PIDA ایکٹ بننے کے بعد آبیانے کی recovery میں بہتری آئی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ آہستہ آہستہ اس کے اندر مزید بہتری آتی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اس کے exact figures ڈاکٹر صاحب کو دے دیں گے۔ جی، آپ اگلے سوال پر آ جائیں۔ ڈاکٹر صاحب! یہ آپ کو figures دے دیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اگلے سوال پر آ جاؤں گا لیکن اس observation کے ساتھ کہ میں figures لے کر آؤں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ آپ کو خود دے دیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں بتاؤں گا کہ یہ آبیانے کی recovery گورنمنٹ کو کم ہوئی ہے۔ اب اگلے سوال پر آ جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! پلیز، تشریف رکھیں۔ پہلے ہی بیس منٹ ایک ہی سوال پر ہو گئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کھڑے ہیں اور وہ satisfy ہیں۔ اس کے بعد اگلا سوال ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بڑا اہم سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اگلے سوال پر بات کر لیجئے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال نمبر 83 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

میلسی سائفن کی ری ماڈلنگ کی تفصیلات

*83: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میلسی سائفن کی remodeling کی جا رہی ہے، اگر یہ درست ہے تو یہ remodeling کس ضرورت کے تحت کی جا رہی ہے اور اس سائفن کو بنانے اور تجویز کرنے والی کون سی اتھارٹی ہے اور وہ کن ماہرین پر مشتمل ہے؟

(ب) اس پر کتنی لاگت آئے گی اور یہ کام کب تک مکمل ہو جائے گا؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ میلسی سائفن کی remodeling کی جا رہی ہے جس کے ذریعے ضلع بہاولپور کو 1600 کیوسک اضافی پانی میسر ہو گا وجوہات درج ذیل ہیں۔

i۔ ضلع بہاولپور کی نہروں کے پانی کی کمی کو پورا کرنے کے لئے Capacity میں اضافہ

ii۔ نہری وارہ بندی کا خاتمہ

iii۔ نئے جنگلات، زرعی رقبہ جات کو پانی کی فراہمی

اس سائفن کو بنانے کی تجویز محکمہ آبپاشی بہاولپور نے ضلع بہاولپور میں پانی کی موجودہ کمی کو پورا کرنے کے لئے دی اور اس سائفن کی فزیبلٹی سٹڈی نیسپاک کے ماہرین (انجینئرز) نے تیار کی جس کی باقاعدہ منظوری ایکنک نے بذریعہ چٹھی نمبری Bwp-56-SO (Prog)/2000 مورخہ 29-09-2012 دی۔

(ب) اس منصوبہ کی مجوزہ قیمت مبلغ 2571.088 ملین روپے ہے اور یہ منصوبہ تین سال کی مدت میں مکمل ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟ مجھے امید ہے کہ آپ پچھلے ٹائم کو دیکھتے ہوئے مختصر ہی بات کریں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!اب میں مختصر بات کروں گا۔ جواب کے جز(ب) میں انہوں نے لکھا ہے کہ منصوبہ کی مجوزہ قیمت مبلغ2571.088 ملین روپے ہے اور یہ منصوبہ تین سال کی مدت میں مکمل ہو گا۔ ظاہر ہے ECNEC نے ستمبر2012 میں منظور کیا ہے۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا منصوبے پر کام شروع ہو گیا ہے اور اس سال 14-2013 کے بجٹ میں انہوں نے اس منصوبے کے لئے کتنی رقم رکھی ہے اور فروری2014 تک اس پر کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے؟ یہ ذرا اس حوالے سے بتادیں۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر!اس کا جو PC-1 بنا تھا اس کو revise کیا گیا ہے۔ اس وقت فنڈز چونکہ دستیاب نہیں تھے اور قیمتیں بڑھنے کی وجہ سے revise PC-1 بنایا گیا ہے جس کی قیمت اس وقت 4ہزار 544 ملین بنتی ہے جو محکمے نے approve کر دیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ صوبائی ڈویلپمنٹ working body کے پاس چلا جائے گا اور وہاں approve ہونے کے بعد جب فنڈز مہیا ہوں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس پر کام شروع کر دیا جائے گا لیکن ابھی تک کوئی پیسے release نہیں ہوئے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہاں جواب آیا ہے اور اسی وجہ سے ہم یہ نعرہ لگانے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ "اساں قیدی تخت لاہور دے" اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ بہاولپور صوبہ یا جنوبی پنجاب صوبہ علیحدہ بنوائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب!اسی سوال پر آ جائیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اسی سوال پر ہی آ رہا ہوں۔ مجھے یہ یقین دہانی کروائیں کہ یہ remodeling کا منصوبہ ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ بہاولپور میں اس علاقہ کے اندر ضلع میں 1600 کیوسک اضافی پانی میسر ہو گا۔ اس جواب کے مطابق اس سال اس کام کو شروع ہونا تھا لیکن انہوں نے اب نئی بات سنا دی ہے کہ PC-1 revise کر دیا۔ مجھے یہ واضح یقین دہانی کروائیں کہ اس کے اوپر کام کب شروع ہو گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کوئی ٹائم دے سکتے ہیں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! مجھے "گا گے گی" کا کوئی گانا نہیں سننا۔ مجھے یہ بتائیں کہ یہ کب کام شروع کروائیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ گانا نہیں ہے۔ ڈاکٹر صاحب! آپ ایسے الفاظ سے اجتناب کریں۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! میں نے ان سے عرض کیا ہے کہ اس کا revise PC-1 بن چکا ہے، PC-1 میں اس کے پیسے enhance ہو چکے ہیں تو ڈیپارٹمنٹ سے approval کے بعد یہ صوبائی ڈویلپمنٹ working body کے پاس جائے گا وہاں سے approval کے بعد جب بھی فنڈز release ہوں گے تو اس پر کام شروع ہو جائے گا۔ میں اس کی date اس وقت تک نہیں دے سکتا جب تک وہ اس کی approval نہ کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال جناب احسن ریاض فتیانہ صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1355 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع جہلم: موضع نوگراں کے فلڈ بند کی بحالی کی سکیم کی تفصیلات

*1355: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل و ضلع جہلم کے گاؤں موضع نوگراں کے فلڈ بند کی بحالی کی سکیم کب کس میٹنگ میں کس کی سربراہی میں منظور ہوئی؟

(ب) بنیادی طور پر یہ سکیم کتنی مالیت کی تھی، سکیم کب شروع ہو کر کب ختم ہونی تھی، اس کا ٹوٹل دورانیہ بیان فرمائیں؟

(ج) مذکورہ سکیم کے estimate کی کاپی فراہم کریں نیز فلڈ بند کی بحالی سے متعلق estimate میں دیئے گئے نمایاں شکایت بھی بیان فرمائیں؟

(د) مذکورہ سکیم کے ٹھیکیدار و کمپنی کا نام، پتہ اور موبائل نمبر بیان فرمائیں؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) مورخہ 2009-08-08 کو نوگراں فلڈ بند کو تعمیر کرنے کے لئے ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر جہلم کی جانب سے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کو درخواست کی گئی جس پر وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کی ہدایت پر عملدرآمد کے لئے طریقہ کار کے مطابق Departmental Development Sub Committee کی میٹنگ میں زیر سربراہی سیکرٹری اریگیشن، گورنمنٹ آف دی پنجاب منعقدہ اریگیشن ڈیپارٹمنٹ لاہور مورخہ 09-10-10 کو

بحوالہ چٹھی نمبری SO(Flood)VI-17-2009 مورخہ 09-10-20 اس سکیم کو منظور کیا گیا۔

(ب) اس سکیم کی مالیت 129.620 ملین روپے منظور ہوئی تھی۔ بعد ازاں متعلقہ سکیم کے ٹینڈر میں ٹھیکیدار نے تخمینے سے 33.80 فیصد زیادہ ریٹ دیا جس کو وزیر اعلیٰ پنجاب نے منظور کر دیا اور اس کام کی administrative approval مبلغ 171.483 ملین روپے ہو گئی۔ (Including 33.8 percent above rates as quoted by the contractor) اس سکیم کا دورانیہ 11-06-16 تا 12-06-15 ایک سال پر مشتمل تھا۔ یہ سکیم 11-06-16 کو شروع ہوئی تاہم بوجوہ بروقت مکمل نہ ہو سکی اور تاحال کام جاری ہے۔

(ج) Estimate کی کاپی بمع رپورٹ ہمراہ لف ہے۔ جس میں تمام حقائق کی تفصیل موجود ہے۔ مذکورہ سکیم کا 23 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے اور بقایا 77 فیصد کام میں مٹی، پتھر اور land acquisition کا کام ہونا ابھی باقی ہے۔

(د) ٹھیکیدار کا نام: حماد ظفر

کمپنی کا نام: M/S Reliable Engineering Services (Pvt.) Ltd

پتہ: H.No. 164-A PCSIR Society Phase-I Canal Bank Road Lahore

Mobile Phone No. 0301-8650301

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! جز (ب) کے جواب میں انہوں نے سکیم کی مالیت بتائی ہوئی ہے۔ پھر آگے بتایا ہوا ہے کہ متعلقہ سکیم کے ٹینڈر میں ٹھیکیدار نے تخمینے سے 33.80 فیصد زیادہ ریٹ دیا جس کو وزیر اعلیٰ پنجاب نے منظور کر دیا۔ اس میں including 33.8 percent جو above rates ہیں اور آگے انہوں نے بتایا ہے کہ اتنے ملین روپے کی approval ہو گئی۔ اسی میں آگے جواب ہے کہ 16-06-11 تا 15-06-2012 ایک سال پر مشتمل تھا۔ یہ سکیم 16-06-11 کو شروع ہوئی تاہم بوجوہ بروقت مکمل نہ ہو سکی اور تاحال کام جاری ہے۔

جناب سپیکر! ابھی جز (ج) میں انہوں نے آگے جواب دیا ہے کہ statement کی کاپی مع رپورٹ لف ہے جو مجھے پانچ منٹ پہلے ملی ہے۔ میرے لئے ناممکن ہے کہ میں اس کو پڑھوں کیونکہ وہ اتنا بڑا پلندا ہے جس کو میں کیسے پڑھوں اور کس طرح بحث کروں کہ اس میں کیا ہے اور مجھے کیا کہنا چاہئے؟

بہر حال اس میں تمام حقائق کی تفصیل موجود ہے۔ مذکورہ سکیم کا 23 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے اور بقایا 77 فیصد کام میں مٹی، پتھر اور land acquisition کا کام ہونا ابھی باقی ہے۔ میرا آپ کے توسط سے جناب منسٹر صاحب سے یہ سوال ہے کہ 23 فیصد کام مکمل ہوا اور 77 فیصد کام رہ گیا ہے تو یہ کیا کام ہوا کیونکہ اس میں مٹی، پتھر اور land acquisition کا کام تو ابھی رہتا ہے لہذا kindly یہ مجھے بتائیں کہ 23 فیصد کیا کام ہوا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! یہ منصوبہ ADP کے تحت 16-06-2011 کو شروع ہوا اور اس کے مکمل کرنے کی میعاد ایک سال تھی لیکن پانچ دفعہ اسے ٹینڈر کیا گیا جس میں سے سب سے کم ریٹ اس ٹھیکیدار نے دیئے مگر اس ٹھیکیدار نے تھوڑا سا کام کرنے کے بعد کام کرنا بند کر دیا۔ محکمے نے اسے notices دیئے کہ کام مکمل کیا جائے لیکن اس نے کام کرنا ختم کر دیا۔ اس کے بعد محکمے نے اس ٹھیکیدار کا کام ختم کر کے دوبارہ ٹینڈر کیا اور 24-09-2012 کو ایک فرم ایم ایس المعمار ایسوسی ایٹس نے حصہ لیا۔ اس نے 112.80 فیصد زائد پر ٹینڈر داخل کرایا جسے محکمہ نے منظور نہیں کیا۔ محکمہ نے پھر اپنی ایک کلاز کے ذریعے ثالثی کمیٹی اور افسران مقرر کئے، arbitration کے ذریعے دوبارہ ٹھیکیدار کو مجبور کیا کہ آپ اپنا ٹھیکہ مکمل کریں اور ثالثی کا فیصلہ ہونے کے بعد مئی 2013 کے اندر ٹھیکیدار نے دوبارہ کام شروع کیا۔ اس کے بعد چند وجوہات کی بناء پر ٹھیکیدار نے پھر کام بند کر دیا جس پر محکمہ نے اسے final notice دیا اور اب اس کا ٹھیکہ ختم کر کے risk and cost کے اوپر کام لگا دیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ کا سوال یہ ہے کہ اس نے 23 فیصد کیا کام کیا ہے؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! 23 فیصد کام کے اندر انہوں نے پتھر کا کام، apparent اور stone pitching وغیرہ کر کے بند کو مضبوط کیا ہے۔ اس کے اندر main problem یہ تھا کہ nearest quarry جو پچاس پچپن کلومیٹر پر تھی، ٹھیکہ میں موجود تھا کہ وہاں کا پتھر لانا ضروری ہے۔ اس quarry سے ٹھیکیدار پتھر لیتا رہا اس کے بعد وہاں سے پتھر کی availability نہیں تھی تو دوسری quarry جہاں سے پتھر لانا تھا وہ کافی دُور ہے وہاں سے اسے lead پڑتی تھی جس کی بنیاد پر وہ ٹھیکہ کا کام کرنے سے بھاگ گیا۔ اب اس ٹھیکہ کو risk and cost کے اوپر لگا دیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ یہ جس ٹھیکیدار کی بات کر رہے ہیں کیا اس سے بنک سکیورٹی لی گئی تھی اور جب وہ بھاگ گیا تو کیا اس کی سکیورٹی ضبط کی گئی تھی؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! اس کی سکیورٹی ضبط کر لی گئی ہے جو 20 لاکھ روپے تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! اب آخری ضمنی سوال ہو گا۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! آج میرا جو سوال آیا ہے سالہا سال سے یہ جہلم میں ہمارے لئے نہایت ہی اہم مسئلہ بنا ہوا ہے۔ اس نوگراں بند کا اگر کسی کو پتا ہے اور ایوان میں کافی لوگ موجود ہوں گے جنہیں جہلم کی صورتحال معلوم ہے۔ جہلم میں CMH واحد ہسپتال ہے کہ جہاں competent ڈاکٹر ہیں، یہ اس کو لگتا ہے، لاکھوں کی آبادی ہے اور جب بھی سیلاب آتا ہے تو وہ تباہی کرتا ہے۔ ہمارے لئے یہ بہت بڑا مسئلہ ہے شاید عام لوگ یہ نہ سمجھ سکیں لیکن ہمارے لئے یہ بہت بڑا مسئلہ ہے۔ انہوں نے ابھی بتایا ہے کہ بنک گارنٹی ضبط کر لی گئی ہے لیکن 2012 کے تو سارے فنڈز استعمال ہوئے ہیں۔ کیا اس نے فنڈز واپس کئے ہیں یا صرف اس کی سکیورٹی ضبط کی گئی ہے اور کیا اس پر کوئی کارروائی بھی ہوئی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: کیا اسے کوئی advance payment کی گئی تھی؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ اس کی سکیورٹی ضبط کر لی گئی ہے اور risk and cost پر ٹینڈر لگا دیئے گئے ہیں۔ یہ اس کے لئے penalty ہے اور جتنی زائد رقم اس پر لگے گی وہ ٹھیکیدار کی جیب سے جائے گی۔ میں اس ایوان کو ensure کرتا ہوں کہ risk and cost پر لگنے کے بعد چھ ماہ کے اندر اندر انشاء اللہ تعالیٰ فلڈ بند بن جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ! اگلا سوال بھی آپ ہی کا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1357 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع جہلم: موضع نوگراں کے فلڈ بند کے کام کی بندش کی تفصیلات

*1357: **محترمہ راحیلہ انور:** کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل و ضلع جہلم کے گاؤں موضع نوگراں کے فلڈ بند کا کام کب شروع کیا گیا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ کام آغاز کے کچھ عرصہ بعد ہی بند ہو گیا۔ کتنے عرصہ بعد بند ہوا نیز کام بند ہونے کی وجوہات پر مبنی جامع رپورٹ پیش کریں؟

(ج) محکمہ نے کام بند کرنے پر ٹھیکیدار کے خلاف جو کارروائی کی، اس کی نقل ایوان میں پیش کریں؟

(د) جس وقت کام بند ہوا، اس وقت کتنی مالیت کا کتنے فیصد کام ہو چکا تھا؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) یہ کام مورخہ 2011-06-16 کو شروع کیا گیا۔

(ب) یہ کام 13 ماہ بعد 17-جولائی 2012 کو ٹھیکیدار نے ترگئی کوائری سے پتھر دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے بند کر دیا۔

(ج) محکمہ نے ٹھیکیدار کو آخری نوٹس برائے خاتمہ ٹھیکہ مورخہ 2014-02-27 کو دے دیا ہے اور اس کام کو ختم کرنے کا فیصلہ 2014-03-12 کو کر دیا جائے گا۔

(د) اس وقت مبلغ 41.02 ملین روپے کا کام ہو چکا ہے جو کل کام کا 23.94 فیصد بنتا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! اسی سلسلے میں آگے میں نے سوال کیا ہوا تھا جس کا جز (ب) میں جواب ہے "یہ کام 13 ماہ بعد 12-07-17 کو ٹھیکیدار نے ترگئی quarrry سے پتھر دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے بند کر دیا"۔ میرا سوال یہ ہے کہ جب یہ ٹھیکیدار نے کام بند کیا تو کوئی چیک اینڈ بیلنس تھا کیونکہ انہوں نے اوپر مجھے جواب دیا ہے کہ ہم نے اس کی بنک گارنٹی ضبط کر لی جو کہ بعد میں ہوئی لیکن جب یہ کام 13 ماہ بعد بند ہوا تو کیا اس وقت چیک اینڈ بیلنس تھا کہ اس نے کام بند کر دیا ہے اور کیا یہ انکوائری ہوئی کہ ترگئی quarrry---

جناب قائم مقام سپیکر: ایک بات میں کہہ دوں کہ انہوں نے یہاں پر بہت بڑی بات کہہ دی ہے کہ چھ ماہ کے اندر اندر آپ کا یہ مسئلہ حل ہو جائے گا اور آپ کا بند بھی بن جائے گا۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں تو ان کی شکر گزار ہوں---

جناب قائم مقام سپیکر: اس کی کوئی انکوائری کی گئی ہے؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! ہمارے لئے یہ زندگی اور موت کا مسئلہ ہے اور آخر میں ان کا میں نے شکریہ ضرور ادا کرنا تھا---

جناب قائم مقام سپیکر: بہتر یہ ہے کہ ابھی آپ ان کا شکریہ ادا کر دیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! کیونکہ ہمارا یہ بڑا دیرینہ مسئلہ ہے اور latterly کہ ہمارے راستے بند ہو جاتے ہیں اور ہمارے لوگ اس وجہ سے بالکل بے آسرا ہو جاتے ہیں لیکن۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: انشاء اللہ آپ کا یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

محترمہ راحیلہ انور: لیکن مجھے مہربانی کر کے یہ تو جواب دے دیں ناں اور میں بھی مطمئن ہو جاؤں کہ اس سے پہلے جو کام ہوتا رہا اور آئندہ کے لئے بھی میں ایک اچھی امید رکھوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! اس پر کوئی چیک اینڈ بیلنس رکھا گیا ہے؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! پہلے ہی انہوں نے ہمیں ایک سال کا ٹائم دیا تھا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وہ on the floor of the House کہہ رہے ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! اس وقت انہی کی حکومت تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! اس پر جو 23 فیصد کام ہوا ہے اس کا کوئی چیک اینڈ بیلنس ہے اور کیا آپ نے کوئی visit کیا ہے؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! جو بھی کام ہوتا ہے اسے باقاعدہ چیک کیا جاتا ہے اور اس کے مطابق اسے ادائیگی کی جاتی ہے۔ بقایا کام کے سلسلے میں پچھلے سوال میں عرض کیا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس کے ٹنڈر ابھی اخبار میں چلے جائیں گے اور چھ ماہ کے اندر بلکہ اس سیلاب کے سیزن سے پہلے ہم انہیں یہ بند بنا کر دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے۔ محترمہ ان کا شکریہ ادا کر دیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں نے وعدہ کیا ہے کہ میں آخر میں ان کا بھرپور شکریہ ادا کروں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب آخر میں ان کا شکریہ ادا کر ہی دیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! انہوں نے پتھر کی وجہ بتائی ہے تو یہاں پر facts بتانا میں اپنا فرض سمجھتی ہوں اور criticize نہیں کروں گی کیونکہ شاید لوگ سمجھیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ میٹرو فلائی اوور کے لئے اس کنٹریکٹر نے سات میل کا حصہ کنٹریکٹ پر لیا اور یہاں سے اس نے بے تحاشا پیسا کمایا اور

میرا خیال ہے کہ اب اسے کام کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہو گی کیونکہ جتنا پیسا اس نے کمایا ہے۔ یہ facts جو ہیں ان کا سب کو پتا ہونا چاہئے اور میں اس لئے بھی یہ بات کر رہی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! انہوں نے ٹنڈر اخبار میں بھجوانے کا کہا ہے۔ کوئی اچھا کنٹریکٹر آ جائے گا تو اسے کام دے دیں گے اس لئے ان کا شکریہ ادا کر دیں۔ جی، منسٹر صاحب! آخر میں آپ انہیں کوئی گارنٹی دے دیں۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! یہ کام نیسپاک کی نگرانی میں ہو رہا ہے اور بقایا کام بھی انہی کی نگرانی میں ہو گا۔ اس کے اندر یہ تھرڈ پارٹی ہے، محکمہ تو اس کی نگرانی اپنے طور پر کر رہا ہے جبکہ تھرڈ پارٹی نیسپاک کے consultants اس کی نگرانی کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! بہت شکریہ۔ بہت سے سوال ہیں اور مجھے پہلے بھی ممبران کی طرف سے کہا جا رہا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! مجھے شکریہ تو ادا کرنے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، منسٹر صاحب کا شکریہ ادا کر دیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے منسٹر صاحب کا شکریہ ادا کرتی ہوں اور امید کرتی ہوں کہ پہلے انہوں نے اگر ہمیں سال کا وقت دیا تھا اور ابھی چھ مہینے کا دیا ہے تو یہ اس بات کو honor کریں گے اور چھ مہینے کے بعد اگر میری زندگی ہوئی اور میں اس ایوان میں ہوئی تو انشاء اللہ ان سے ضرور پوچھوں گی۔ اگر انہوں نے وہ مکمل کر دیا تو انشاء اللہ اپنے علاقے کے لوگوں کے ساتھ ان کا شکریہ ادا کروں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب احسن ریاض فتیانہ صاحب کا سوال ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال ملک احمد یار ہنجرا صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ نبیلہ حاکم علی خان صاحبہ کا ہے۔۔۔ تشریف فرما نہ ہیں لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ حنا پرویز بٹ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 1891 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب کی نہروں میں پانی کے بہاؤ کی تفصیلات

*1891: محترمہ حنا پرویز بٹ: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا محکمہ آبپاشی کے زیر انتظام انہار میں پانی کا بہاؤ نہروں کی گنجائش کے مطابق ہوتا ہے اگر نہیں تو اصل بہاؤ اور گنجائش میں کتنے کیوسک کا فرق ہوتا ہے؟

(ب) پنجاب کی تمام بڑی نہروں میں 2010 سے 2012 تک کتنا پانی کم چلایا گیا۔ نہر وار تفصیل بتائی جائے؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) محکمہ آبپاشی کے زیر انتظام انہار میں پانی کا بہاؤ دریاؤں میں پانی کی دستیابی اور واٹر اکارڈ میں منظور شدہ ایلوکیشن کے مطابق رکھا جاتا ہے۔ فصل خریف کے اوائل یعنی اپریل اور مئی کے مہینوں میں دریاؤں میں پانی کی دستیابی نہروں کی گنجائش سے کم ہوتی ہے اور اس کی ایلوکیشن بھی کم ہے جس کی وجہ سے نہروں میں پانی کا بہاؤ بھی کم ہوتا ہے مزید برآں چونکہ اپریل اور مئی کے مہینوں میں ربیع کی فصلات کی کٹائی کی جاتی ہے نتیجتاً پانی کی طلب کم ہوتی ہے۔ جون تا ستمبر کے مہینوں میں برف پگھلنے اور مون سون بارشوں کی وجہ سے دریاؤں میں پانی کی دستیابی کی صورتحال بہتر ہوتی ہے اور اس لئے اکارڈ کے مطابق ایلوکیشن بھی زیادہ مقدار میں ہوتی ہے لہذا نہروں کو بھی پانی کی طلب اور ان کی گنجائش کے مطابق چلایا جاتا ہے کیونکہ فصل خریف کے دوران پانی کی طلب بھی زیادہ ہوتی ہے۔

ربیع سیزن میں چونکہ پانی کی دستیابی طلب سے کم ہوتی ہے اور اکارڈ ایلوکیشن بھی کم ہے لہذا پنجاب کی نہروں کو اس طرح چلایا جاتا ہے کہ فصلوں کی بوائی اور پکائی کے دوران ضرورت کے مطابق پانی مہیا کیا جائے اور پانی کی دستیابی کی کمی کو اس طرح سے بانٹا جائے کہ ربیع کی فصلوں پر کوئی مضر اثرات نہ ہوں۔ نہروں میں اصل بہاؤ اور گنجائش کا فرق برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ارسا کا صوبہ پنجاب کے لئے سال 2010 تا سال 2012 کے دوران مختص کردہ حصہ، پنجاب کی share %age بمعہ پانی کی مقدار (اصل بہاؤ) برائے خریف اور ربیع بھی وضاحتی نوٹ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی ہے۔ (ب) پنجاب کی تمام بڑی نہروں میں 2010 سے 2012 تک چلائے گئے پانی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال جز(الف) سے متعلق ہے کہ کیا پانی کے اصل بہاؤ کی مقدار انڈس ریور سسٹم اتھارٹی کے مختص کردہ Punjab share کی percentage کے مطابق ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! ارسا نے پنجاب کا جو share مختص کیا ہوا ہے، پانی کا flow اس کے accord کے مطابق ہی ملتا ہے اور اگر پانی کے اندر کمی بیشی ہو تو پھر اسی حساب سے اس کے اندر کمی بیشی ہوتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال قاضی عدنان فرید صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہ ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال میاں طاہر صاحب کا ہے۔

میاں طاہر: جناب سپیکر میرے سوال کا نمبر 1969 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع فیصل آباد: مائنز، راجباہوں اور نہروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1969: میاں طاہر: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں کون کون سے مائنز، راجباہ اور انہار ہیں؟

(ب) ان کی بھل صفائی پر سال 12-2011 تا 13-2012 میں کتنی رقم خرچ کی گئی؟

(ج) ان سالوں کے دوران بھل صفائی مہم کے لئے مختص رقم سے کون کون سی اشیاء کس کس مقصد کے لئے خرید کی گئیں؟

(د) کتنی رقم ان سالوں کے دوران بھل صفائی کے لئے استعمال ہونے والی مشینری کے لئے پٹرول/ڈیزل پر خرچ ہوئی؟

(ہ) کتنی رقم خُورد بُرد کرنے کا انکشاف ہوا اور اس کے ذمہ داران کون کون سے ملازمین/افسران تھے اور ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) ضلع فیصل آباد میں مائنز، راجباہ اور انہار کی تعداد مندرجہ ذیل ہے۔ فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

فاریاواٹربورڈ	مائنر	راجباہ	انہار (برانچ)
ایل سی سی (ایسٹ)	44	48	2
ایل سی سی (ویسٹ)	28	22	2
میزان:	72	70	4

(ب) بھل صفائی پر سال12-2011اور13-2012میں بالترتیب-/3,932,000روپے اور -/1,046,000روپے بالتفصیل درج ذیل خرچ کئے گئے ہیں۔ یہ رقم فارمرز آرگنائزیشنز نے اپنے وسائل سے خرچ کی کیونکہ ان انہار کی بھل صفائی کی ذمہ داری PIDAکے تحت فارمر آرگنائزیشنز کی ہے۔

سال	ایریاواٹربورڈ	خرچہ	
2011-12	ایل سی سی (ایسٹ)	-/2,962,000روپے	(تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)
	ایل سی سی (ویسٹ)	-/970,000روپے	ایضاً
	میزان:	-/3,932,000روپے	(تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)
2012-13	ایل سی سی (ایسٹ	----	
	میزان:	1,046,000روپے	

(ج) فارمرز آرگنائزیشنز نے بھل صفائی کے لئے مختص کی گئی رقم سے صرف بھل صفائی کروائی اور کوئی مشینری یا دیگر اشیاء نہیں خریدیں۔

(د) فارمرز آرگنائزیشنز نے بھل صفائی کے لئے استعمال ہونے والی مشینری کے لئے پٹرول / ڈیزل کی مد میں کوئی رقم خرچ نہ کی کیونکہ بھل صفائی کا تمام کام کسان تنظیموں نے بذریعہ ٹینڈر ٹھیکیدار اور لیبر سے کروایا۔

(ہ) بھل صفائی کے تمام کام فارمرز آرگنائزیشنز نے خود اپنی نگرانی میں مکمل کروائے۔ محکمہ کے عملہ نے صرف اور صرف ٹیکنیکل سپورٹ فراہم کی۔ لہٰذا کوئی بھی ملازم / آفیسر کسی بھی فراڈ یا خُورد بُرد میں ملوث نہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں طاہر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال جز(د) سے متعلق ہے کہ جن ٹھیکیداروں نے لیبر سے بھل صفائی کا کام سرانجام دیا ہے تو انہیں ادائیگی محکمہ کے افسران نے کی ہے یا فارمر آرگنائزیشن نے کی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! اس جواب کے اندر ہی لکھا ہوا ہے کہ بھل صفائی کے تمام کام فارمر آرگنائزیشن نے اپنی نگرانی میں خود مکمل کروائے ہیں اور محکمہ کے عملہ نے صرف ٹیکنیکل سپورٹ فراہم کی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب! اس کا جواب پڑھ لیں۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! بھل صفائی کے لئے مشینری ٹھیکیداروں کی اپنی تھی یا محکمہ نے مہیا کی تھی؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آب پاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! جب ٹھیکیدار کام کرتے ہیں تو وہ اپنی مشینری لے کر آتے ہیں اور محکمہ سے ان کا کوئی لینا دینا نہیں ہوتا اور اگر محکمہ خود کروائے تو پھر وہ اپنی مشینری دیتا ہے۔ یہ تو ویسے بھی فارمر آرگنائزیشنز نے کام کروایا ہے تو ٹھیکیدار نے اپنے طریق کار سے کئے ہوں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ کا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 1973 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ضلع لاہور: بھل صفائی پر خرچ کی گئی رقم و دیگر تفصیلات

*1973: محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں کون کون سی مائنر، راجباہ اور انہار ہیں؟

(ب) ان کی بھل صفائی پر سال 12-2011 تا 13-2012 میں کتنی رقم خرچ کی گئی؟

(ج) ان سالوں کے دوران بھل صفائی مہم کے لئے مختص رقم سے کون کون سی اشیاء کس کس مقصد کے لئے خرید کی گئیں؟

(د) کتنی رقم ان سالوں کے دوران بھل صفائی کے لئے استعمال ہونے والی مشینری کے لئے پٹرول / ڈیزل پر خرچ ہوئی؟

(ہ) کتنی رقم خُورد بُرد کرنے کا انکشاف ہوا اور اس کے ذمہ داران کون کون سے ملازمین / افسران تھے اور ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) ضلع لاہور میں مائنر، راجباہ اور انہار کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب)

نمبر شمار	مالی سال	خرچہ (ملین روپے)
1۔	2011-12	4.464
2۔	2012-13	1.646

(ج) ان سالوں کے دوران بھل صفائی کے لئے مختص رقم سے کوئی چیز نہ خریدی گئی۔

(د) ان سالوں کے دوران بھل صفائی بذریعہ گورنمنٹ ٹھیکیداران کروائی گئی اس لئے بھل صفائی کے لئے مختص رقم سے پٹرول یا ڈیزل پر کوئی رقم خرچ نہ کی گئی۔

(ہ) کسی بھی ملازم یا افسر نے کوئی رقم خورد بُرد نہ کی ہے اور نہ ہی اس کا انکشاف ہوا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال جز (د) سے متعلق ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ "محکمہ ٹھیکیداروں کے ذریعے بھل صفائی کرواتا ہے اور اس پر محکمہ کا کوئی خرچہ نہیں آتا"۔ سوال یہ ہے کہ جب ٹھیکیداروں کو ٹھیکہ دیا جاتا ہے تو وہ خرچہ کہاں سے کیا جاتا ہے، آخر محکمہ کہہ رہا ہے کہ ہمارا پٹرول یا ڈیزل پر کوئی خرچہ نہیں آتا تو جب آپ ٹھیکہ دیتے ہیں تو وہ خرچہ کیا محکمہ کی طرف سے نہیں ہوتا، محکمے نے ٹھیکیدار کو ادائیگی نہیں کرنی؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! انہوں نے سوال کیا تھا کہ کیا اس کے اوپر کوئی مشینری یا پٹرول وغیرہ صرف ہوا ہے تو ہم نے عرض کیا ہے کہ ہم نے یہ ٹھیکے پر دے دیا ہے اور ٹھیکیدار ہی یہ سارا کام کرواتا ہے۔ اس کے پاس ریکارڈ ہو گا کہ وہ کس طریقے سے کرواتا ہے بہر حال ہم نے اس کا ٹھیکہ ٹھیکیدار کو دے دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ بعد میں اس کی ادائیگی کرتے ہیں؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! بالکل، بعد میں ادائیگی کی جاتی ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! بات تو یہی ہے اور میرے سوال کا اگر proper طریقے سے جواب دے دیا جاتا کہ ہم ٹھیکیداروں سے صفائی کرواتے ہیں اور کسی ٹھیکیدار کو یہ ٹھیکہ دیتے ہیں تو وہ محکمہ کی

طرف سے ایک proper جواب ہوتا جس سے مجھے اپنے سوال کا جواب بھی مل جاتا اور میری تسلی بھی ہو جاتی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ محکمہ نے proper جواب دیا ہے لیکن سمجھنے میں کوئی فرق آ رہا ہے اور میں پھر دوبارہ عرض کر دیتا ہوں کہ ہم جس وقت ٹھیکہ دیتے ہیں تو حکومت اس کے پیسے دیتی ہے، ٹھیکیدار اپنے طریقے سے وہ کام کرواتا ہے۔ اب اس کے اندر کتنے ملازم اس نے رکھے ہوئے ہیں، اس پر ڈیزل کا کتنا خرچ آیا ہے، کون سے پیسے کس مد کے اندر خرچ کئے ہیں تو یہ ٹھیکیدار کا بزنس ہے، ہم نے تو اسے بھل صفائی کرا کے ٹھیکے کے پیسے دینے ہیں اور جتنے کا ٹھیکہ ہونا ہے حکومت پنجاب نے پیسے دے دینے ہیں۔ اب اس کے اندر ambiguity والی بات تو کوئی نہیں ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! جز (ب) کے جواب کے متعلق آپ کے توسط سے میں وزیر موصوف سے جاننا چاہوں گی کہ مالی سال 12-2011 اور 13-2012 میں سے کسی ایک سال کا بتادیں کہ کتنے مربع فٹ بھل نکالی گئی ہے جس پر یہ خرچہ بتایا گیا ہے کہ یہ ہوا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! اس حوالے سے آپ کے پاس کوئی تفصیل ہے؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! اس میں کوئی مربع فٹ کی تفصیل موجود نہیں ہے۔ جتنے علاقہ میں نہر کے اندر بھل ہوتی ہے اسے باقاعدہ ٹھیکیدار جا کر inspect کرتا ہے اور اس کے بعد اپنی bidding دیتا ہے جس پر ٹھیکہ اسے الاٹ کر دیا جاتا ہے۔ 12-2011 اور 13-2012 میں بھل صفائی کی تفصیل دے دی گئی ہے جو 12-2011 میں 4.464 ملین اور 13-2012 میں 1.646 ملین بھل صفائی کے لئے پیسے رکھے ہیں اور دیئے ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! جب بھی ہم کسی محکمہ سے متعلق سوال کرتے ہیں تو یقیناً ہمارا مقصد یہی ہوتا ہے اور اب محکمہ جات کو بھی یہ پتا ہے کہ ممبران اسمبلی کو جواب proper طریقے سے دینا چاہئے۔ ابھی میرے بھائی کہہ رہے تھے کہ جتنا سوال کیا گیا تو میرا خیال ہے کہ میرا سوال بڑا واضح تھا، اگر آپ محکموں کو ہدایت کر دیں کہ جو جواب محکمہ کی طرف سے آئے اس کی مکمل تفصیل ہونی چاہئے۔ یہ نہیں ہونا چاہئے کہ ہم اس کے بھی آگے سے جز بنائیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ کو اس کی مکمل تفصیل منسٹر صاحب دے دیں گے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: اس کو محکمہ کیسے استعمال کرتا ہے یا پھر لوگ اُٹھا کر لے جاتے ہیں؟ اگر محکمہ نہیں کرتا تو کیا کوئی ایسی تجویز زیر غور ہے کہ اُس بھل کو utilize کیا جا سکے اور اس سے محکمہ فائدہ اُٹھا سکے؟ چونکہ جب ہم لوگ بھل خریدنے جاتے ہیں تو بھل کی ٹرالی پانچ ہزار روپے میں ملتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر محکمہ اس کو زیر استعمال لائے تو حکومت کے لئے بھی profitable ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! اس کا کیا کرتے ہیں؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زماں): جناب سپیکر! محکمہ اس بھل کو نکال کر کسی دور جگہ پر لے کر نہیں جاتا بلکہ Horticulture والے اس بھل کو موقع پر اپنے قبضے میں لے لیتے ہیں اور اپنے استعمال میں لاتے ہیں اگر محکمہ اس کو transport کرے تو اسے ایک بھاری رقم ادا کرنا پڑتی ہے اسی لئے محکمہ اس بھل کو Horticulture Department کو دے دیتا ہے جو کہ government کا ہی ادارہ ہے جو اسے شہر کی خوبصورتی کے لیے پودے اور پھول لگانے کی خاطر استعمال کرتا ہے تو یہ بھل اسی کام کے لئے utilize ہوتی ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! محکمہ کے لئے میری تجویز ہے کہ اگر وزیر صاحب چاہیں، کیونکہ PHA اور دوسرے بڑے ادارے صرف بڑے شہروں میں ہیں لیکن چھوٹے شہروں میں نہیں ہیں تو اگر اس مٹی کی نیلامی کر دی جائے یا ٹھیکہ پر دے دی جائے تو ٹھیکیدار کو جو آمدنی ہو گی محکمہ بھی اس سے فائدہ اُٹھا سکتا ہے اور دیگر کاموں میں بھی استعمال کر سکتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اچھی تجویز ہے۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زماں): جناب سپیکر! انہوں نے لاہور کی نہر کا پوچھا ہے اور لاہور بڑا شہر ہے---

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اُن کی تجویز اچھی ہے۔ منسٹر صاحب! ان کی تجویز پر غور کریں اگر اس سے فائدہ اُٹھایا جا سکے تو اُٹھائیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! مجھے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) معین نواز وڑائچ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) معین نواز وڑائچ: جناب سپیکر! جب محکمہ بھل صفائی کے لئے نہروں کی بندی کرتا ہے تو جن علاقوں کا زیر زمین پانی کڑوا ہے specially موسم گرما میں وہاں بہت نقصان ہوتا ہے زیر زمین پانی میٹھا ہوتا ہے وہ تو tube well چلا کر گزارا کر لیتے ہیں جن جگہوں میں زیر زمین پانی کڑوا ہے وہاں specially باغات کا خاصا نقصان ہوتا ہے تو is it possible کہ یہ کوئی اس قسم کا schedule بنالیں کہ جہاں پانی کڑوا ہے ادھر بندی کا different schedule ہو اور جہاں پانی میٹھا ہے جہاں گزارا ہو سکتا ہے وہاں کا different schedule ہو؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (میاں یاور زماں): جناب سپیکر! عام طور پر تو perennial اور non perennial system جو ہے وہ subsoil water کی بنیاد پر بنایا جاتا ہے کہ جہاں پر پانی میٹھا ہے وہاں پر non perennial system رائج ہے اور جہاں پر پانی کڑوا ہے وہاں پر perennial system موجود ہے اور اگر کہیں کسی zone کے اندر otherwise ہے تو اس پر سوچ بچار کی جا سکتی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس کو take up کر لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میجر صاحب! آپ منسٹر صاحب کے ساتھ اجلاس کے بعد بیٹھ جائیں۔ اگلا سوال جناب جمیل حسن خان صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کا ہے۔ جی، سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر سوال نمبر 2060 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے؟

سال 2011، پانی چوروں کے خلاف درج کئے گئے مقدمات کی تفصیلات

*2060: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں محکمہ آبپاشی نے سال 2011 کے دوران کل کتنے پانی چوروں کے خلاف مقدمات کن کن تھانوں میں درج کروائے، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ان میں سے کتنے لوگوں کو جرمانہ، سزائیں اور وارننگ دی گئی، مکمل تفصیل سے اس ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ آبپاشی کی طرف سے پانی چوری کے کیسز متعلقہ تھانے میں بھجوائے گئے لیکن متعلقہ پولیس کے عدم تعاون کی وجہ سے پنجاب میں پانی چوروں کے خلاف کارروائی عمل میں نہ لائی جا سکی، آخر کیوں، وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) محکمہ انہار نے سال 2011 کے دوران 45008 کیسز بابت پانی چوری محکمہ پولیس کو بھجوائے جن میں سے 6975 مقدمات درج کئے گئے اور 554 ملزمان کو پکڑا گیا۔ جس کی زون وائز تفصیل درج ذیل ہے۔

زون کا نام	دوران سال 2011 پولیس کو بھجوائے	دوران سال 2011 مقدمات درج ہوئے	دوران سال 2011 ملزمان پکڑے گئے	کیفیت
لاہور	6858	2108	210	تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے
فیصل آباد	4256	995	--	ایضاً
بہاولپور	15548	1800	179	ایضاً
ڈیرہ غازی خان	3580	519	165	ایضاً
سرگودھا	4656	955	--	ایضاً
ملتان	8237	501	--	ایضاً
ایل بی ڈی سی آئی پی	1837	97	--	ایضاً
میزان	45008	6975	554	ایضاً

(ب) پانی چوری کی بابت جو بھی کیس زیر دفعہ 430PP درج کرائے جاتے ہیں اُن کی پیروی ضلع پراسیکیوٹر عدالت میں کرتا ہے۔ جس کی تفصیل متعلقہ محکمہ سے حاصل کی جا سکتی ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ جو پانی چوری کے وقوعہ جات / کیسز محکمہ پولیس کو بھجوائے جاتے ہیں محکمہ پولیس ان کیسز میں محکمہ سے تعاون کرتا ہے جس کی وجہ سے پانی چوری میں کافی حد تک کمی واقع ہوتی ہے۔ مزید برآں قانون میں ضروری ترامیم کرکے پانی چوری کے جرم کو ناقابل ضمانت بنانے پر غور کیا جا رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! ضمنی سوال پہلے میری ایک گزارش ہو گی کہ جو اسمبلی کا پچھلا tenure تھا اُس میں سوال نامے پہلے مل جاتے تھے تو members اپنی تیاری کے ساتھ آتے تھے اور انہیں ایوان میں سوال نامے کا agenda ایک دن پہلے مل جاتا تھا لیکن اب یہ ایوان میں نہیں ملتا ہے

membersکو پتا نہیں ہوتا کہ ہمارے سوال آرہے ہیں اس وجہ سے کئیmembersوقت پر پہنچ بھی نہیں سکتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! پہلےscheduleدے دیا جاتا ہے آپ کے سوال آپ نے دیئے ہوئے ہیں ظاہر ہے وہagendaپر آتے ہیں اجلاس کا تقریباً15دن کاagenda issueکر دیا جاتا ہے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! محکمہ کا صرف نام دیا جاتا ہے اور یہ نہیں بتایا جاتا کہ کس کسmembersکے سوال اس میںexpectedہیں۔اب دیکھیں اتنی لمبی تفصیل مجھے ایک جز کی دے دی گئی ہے تو میں اس کو کتنا پڑھ سکتی تھی؟ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ب) میں انہوں نے جو تفصیل دی ہے جو میں نے اب جلدی جلدی میں دیکھ لی ہے جو اضلاع انہوں نے بتائے ہیں تو اس میں سال 2011 میں پانی چوروں کے خلاف درج مقدمات کی تفصیلات صرف فیصل آبادzoneکی ہے باقیzonesکی تفصیلات وہ مجھے بتادیں کہ کتنے پانی چوروں کے خلاف مقدمات درج ہوئے ہیں؟

جناب سپیکر: آپ کون سے جز کی بات کر رہی ہیں؟

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! جز(الف) کی۔

جناب قائم مقام سپیکر جی، منسٹر صاحب۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! ملتان زون کے اندر 238 کیسز درج کرائے گئے 176 کیسز پر عملدرآمد ہوا ہے اور ملتانzoneکے اندر2لاکھ90ہزار4سو روپے جرمانہ کیا گیا جبکہ جیل بھیجے جانے والوں کی تعداد17ہے، اجراء کیسز کی تعداد92ہے، فیصلہ شدہ کیسز کی تعداد51ہے، عائد کردہ جرمانہ59800ہے اور جیل بھیجے جانے والوں کی تعداد2ہےLBDC IP programmeمیں اجراء کا کیس ایک ہے، فیصلہ شدہ کیس ایک ہے اجراء23کیسز فیصلہ شدہ22کیسز اور عائد کردہ جرمانہ11200ہےDG KHAN zoneکے اندر اجراء کیسز کی تعداد208ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! یہ تو لمبیdetailہے۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): محترمہ نے لمبیdetailمانگی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! یہ تو لمبیdetailہے، آپ اگر کسی ایکzoneکا پوچھیں تو بہتر ہے۔

محترمہ نگہت شیخ: ٹھیک ہے لیکنdetailدے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! یہ detail انہیں دے دیں۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال بھی جز (الف) سے متعلقہ ہے اس میں انہوں نے جو detail دی ہے اُس میں مختلف تھانوں میں جو کیسز report ہوئے ہیں اُن کی detail ہے میں یہاں صرف ایک یا دو کا نام لیتی ہوں ،راجن پور صدر میں report cases 117 ہیں، registered 23 ہیں اور 2 ملزمان گرفتار ہیں۔ اسی طرح صدر علی پور تھانہ میں cases 43 report ہوئے، صرف registered 2 ہوئے اور کوئی ملزم گرفتار نہیں ہوا، اب اس کی باقی کی تفصیل بھی اسی طرح ہے کہ cases تو کہیں زیادہ تعداد میں report ہوتے ہیں لیکن registered کم ہوتے ہیں اور ملزمان بھی کوئی گرفتار نہیں ہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ پہلے سے یہ practice چلی آرہی ہے کہ جس موگے کے اوپر پانی چوری ہوتا ہے اس کے تمام shareholders پر پرچہ کر دیا جاتا تھا۔ اب محکمہ نے یہ ہدایت جاری کی ہے کہ تمام موگہ جات کے shareholders پر پرچہ کرانے کی بجائے آپ specific پرچے کروائیں جو موقع پر گرفتار ہو یا جس کے کھیت کے اندر پانی لگ رہا ہو اس پر پرچہ کروائیں۔ اس کے اندر تھوڑی سی کمی ہے لیکن انشاء اللہ تعالیٰ آپ دیکھیں گے کہ اس کے ساتھ بہتری آئے گی۔ اب ہم نے specific لوگوں پر پرچے درج کروانے کے لئے احکامات جاری کئے ہیں۔ پہلے ایف آئی آر درج ہو جاتی تھی لیکن تھانے والے پورے چک کو پکڑنے سے قاصر تھے اسی لئے کوئی کارروائی نہیں ہوتی تھی۔ اب specific لوگوں پر جو پرچے ہوں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ ان کے خلاف کارروائی بھی ہوگی۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! جو کیس رجسٹرڈ ہوئے ہیں ان کا کیا بنے گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! جو cases registered ہیں ان ملزمان کو بھی گرفتار کروائیں۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! ہمارا کام ایف آئی آر درج کرا دینا ہے باقی کام محکمہ پولیس سے متعلقہ ہے انہوں نے گرفتاریاں کرنی ہوتی ہیں۔ ہمارے ہر سب ڈویژن کے اندر آفیسر موجود ہوتا ہے جو ہم نے تھانہ اور کچہری کے لئے depute کیا ہوتا ہے اور وہ کیسوں کی پیروی کر رہا ہوتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آخری ضمنی سوال کریں۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! جز(ج) میں میرا سوال یہ تھا کہ کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ آبپاشی کی طرف سے پانی چوری کے کیسز متعلقہ تھانے میں بھجوائے گئے لیکن متعلقہ پولیس کے عدم تعاون کی وجہ سے پنجاب میں پانی چوروں کے خلاف کارروائی عمل میں نہ لائی جا سکی، آخر کیوں، وجوہات بیان کی جائیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ درست ہے کہ جو پانی چوری کے وقوعہ جات / کیسز محکمہ پولیس کو بھجوائے جاتے ہیں محکمہ پولیس ان کیسز میں محکمہ سے تعاون کرتا ہے جس کی وجہ سے پانی چوری میں کافی حد تک کمی واقع ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! ایک طرف تو یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ درست ہے۔ یعنی میری بات کو کہہ رہے ہیں کہ یہ درست ہے اور دوسری طرف کہہ رہے ہیں کہ ہمارے محکمے کے ساتھ محکمہ پولیس تعاون کرتا ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ جز(ج) کی تفصیل میں یہ اسی سے related جواب دے رہے ہیں کہ یہ درست ہے کہ جو پانی چوری کے وقوعہ جات / کیسز محکمہ پولیس کو بھجوائے جاتے ہیں محکمہ پولیس ان کیسز میں مکمل تعاون نہیں کرتا۔ مجھے یہ بتادیں کہ ان تینوں میں سے کون سی بات درست ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ جو ہم ان کے پاس specific case بھیجتے ہیں ان کے اندر پولیس ہمارے ساتھ بھرپور تعاون کرتی ہے۔ جو ہم موگہ کی بنیاد پر ان کے پاس کیس بھیجتے ہیں وہ ہمارے ساتھ اس طرح تعاون نہیں کرتی جس طرح specific cases میں کرتی ہے۔ چونکہ اس کے اندر پورا چک involve ہوتا ہے اب پولیس پورے چک کو گرفتار کر کے حوالات کے اندر بند کرنے سے عاجز آجاتی ہے۔ میں نے یہ عرض کر دیا کہ جہاں پر specific cases ہیں وہاں پولیس ہمارے ساتھ بہت اچھا تعاون کر رہی ہے اور جہاں پر اس قسم کے معاملات ہیں وہاں پر پھر پولیس کی طرف سے سستی بھی ہے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! ان کی طرف سے جو جواب آیا ہے اس میں دونوں جز مختلف ہیں۔ دونوں جانب تفصیل سے ایک جیسا جواب ہونا چاہئے تھا۔ پولیس تعاون کرتی ہے یا نہیں کرتی؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! انہوں نے بتادیا ہے کہ پورے چک کو گرفتار کرنے میں ظاہر ہے مسئلہ ہے لیکن specific case میں پولیس ان کے ساتھ تعاون کرتی ہے۔ منسٹر صاحب! اس چیز کو بھی

ensure کروائیں کہ جو چوری کرتا ہے تو پورا چک ہی اگر اس میں involve ہوا تو چوری تو پھر سب نے ہی کرلی ہے۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! پورا چک چوری نہیں کرتا بلکہ جو beneficiaries ہوتے ہیں جب پانی چوری ہو جاتا ہے۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ویسے پورے چک پر پرچہ بھی نہیں بنتا۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! میں نے اسی لئے کہا ہے کہ اب محکمہ نے نئی ہدایات دے دی ہیں کہ specific لوگوں پر پرچے کروائیں، دو یا تین آدمی نامزد کریں جو اس فعل کے اندر involve ہوتے ہیں۔ پہلے جو لوگ مر جاتے تھے ان کے خلاف بھی پرچے ہوتے رہے ہیں ہم نے اس کو condemn کر کے نئی ہدایت دی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب یہ آخری سوال سردار شہاب الدین خان کا ہے۔

سردار شہاب الدین خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2082 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع لیہ: سیلاب کی تباہ کاریوں کی تفصیلات

*2082: سردار شہاب الدین خان: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع لیہ میں حالیہ سیلاب کے دوران 14 یونین کونسلز میں فصلات (کپاس، گنا، مونگی، چاول) کا نقصان ہوا ہے، اس کے ازالے کے متعلق حکومت پنجاب نے کیا لائحہ عمل تیار کیا ہے؟

(ب) کیا حکومت لیہ شہر اور کہروڑ لال عیسن تحصیل کہروڑ کو سیلاب کی تباہ کاری سے بچانے کے لئے فلڈ بند بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) سوال متعلقہ محکمہ آبپاشی نہ ہے۔ بورڈ آف ریونیو سے متعلقہ ہے۔

(ب) فلڈ بند بنانے کے لئے دریائے سندھ کی ماڈل سٹڈی کروانے کے بعد مندرجہ ذیل دو عدد PC-1 برائے بچاؤ تباہ کاریاں دریائے سندھ تیار کئے گئے ہیں۔

نمبر شمار	سکیم کا نام	تخمینہ لاگت	تاریخ(ریٹس)
1	پی سی ون برائے بچانے بستی شادو خان تابستی جھکڑ بمعہ دیگر انفرا سٹر کچرازاں تباہ کاریاں دریائے سندھ	661.027ملین روپے	ایم آر ایس فروری تاجولائی2012
2	پی سی ون برائے بچانے لیہ شہر اور دیگر انفرا سٹر کچرازاں تباہ کاریاں دریائے سندھ	783.404ملین روپے	ایم آر ایس فروری تاجولائی2012

مندرجہ بالا دونوں پی سی ون پری سی ڈی ڈبلیو پی سے کلیئر ہو چکے ہیں اور پلاننگ کمیشن اسلام آباد کو مزید کارروائی کے لئے بجھوائے جا چکے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب کے جز(ب) میں سکیموں کے نام دئیے ہیں کہ PC-1 برائے بچانے بستی شادو خان تا بستی جھکڑ مع دیگر infrastructure ازاں تباہ کاریاں دریائے سندھ اور PC-1 برائے بچانے لیہ شہر اور دیگر infrastructure ازاں تباہ کاریاں دریائے سندھ۔ اس کے PC-1 بھی 2012 سے بنے ہوئے ہیں۔ وزیر موصوف اتنا ensure کروادیں کہ ان پر کام کب شروع ہوگا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! یہ PC-1 جو ہیں یہ Central Development Working Party سے clear ہو چکے ہیں اور Planning Commission اسلام آباد کوارسال ہو گئے ہیں جونہی وہاں سے ان پر اجازت نامہ آجاتا ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس پر کام شروع کروادیں گے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں ذرا detail سے پوچھنا چاہوں گا کہ پنجاب میں جو "فلڈ بند" ہوتے ہیں یہ ضروری ہوتا ہے کہ Planning Commission کی اجازت کے بغیر بھی بنائے جاتے ہیں یا نہیں بنائے جاتے؟ کیونکہ اس کا طریق کار جو میرے علم میں ہے اس کو تو ECNIC میں جانا چاہئے تھا۔ وزیر موصوف ذرا تفصیلاً بتادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! اس کی ذرا تفصیل بتادیں کہ کیا یہ "فلڈ بند" کمیشن کو بھیجنا ضروری ہوتا ہے؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! یہ بھیجنا ضروری ہوتا ہے اسی لئے گئے ہوئے ہیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! اس کے لئے کوئی ٹائم دے دیں جس طرح میری بہن کو ایک ٹائم چھ مہینے کا دے دیا گیا ہے۔ یہ سال تک کا بتا دیں کہ اس پر کام شروع ہو جائے گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! فیڈرل گورنمنٹ ہمارے ماتحت نہیں ہے جب بھی وہ اس پر فیصلہ کر کے بھیجیں گے ہم انشاء اللہ اس پر عملدرآمد کروائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! یہ important issue ہے اس کو ذرا آپ personally دیکھیں۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! کوشش کریں گے کہ یہ جلدی ہو جائے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ جو انہوں نے amendment کی ہے میں اس کو سراہتا ہوں۔ پہلے جب موگہ ٹوٹتا تھا تو سارے چک پر مقدمے ہو جاتے تھے اب جو انہوں نے ترمیم کی ہے کہ specific مقدمے درج ہوا کریں گے میں اس پر ان کو اور ان کے محکمے کو شاباش دیتا ہوں۔ اس کے ساتھ وزیر اعلیٰ سے یہ بھی request کروں گا کہ اب جو سیکرٹری لگا دیئے گئے ہیں انہیں تین سال تک تبدیل نہ کریں تاکہ یہ سارے کام مکمل ہو جائیں کیونکہ بار بار کی تبدیلی سے نقصان ہوتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ آخری ضمنی سوال ہے۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر! پانی کے ضیاع کو روکنے کے لئے نہروں اور کھالوں کو پکا کیا جا رہا ہے تو میں آپ کے توسط سے منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ میرے حلقے میں ایک بڑی نہر تھل میانوالی جا رہی ہے اس کا ایک portion کچا پڑا ہے جس کی وجہ سے پورے علاقے میں سیم پھیلی ہوئی ہے۔ یہاں تک کہ جو قبرستان ہے اس میں بھی تدفین کرنے میں بڑی مشکل پیش آ رہی ہے۔ پلیز، یہ اس پر کوئی توجہ دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! میری گزارش ہے کہ یہ آپ منسٹر صاحب کو لکھ کر دے دیں وہ اس کو چیک کرا کر آپ کو اس کی detail بتا دیں گے۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! میں اپنے ٹیکنیکل سٹاف کو وہاں بھجوا دوں گا وہ اس کو دیکھ لیں گے اور اس کی feasibility بناتے ہیں، پھر اس کا کچھ نہ کچھ کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اب وقفہ سوالات کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع فیصل آباد: دریائے راوی کے کٹاؤ کا شکار ہونے والے موضع جات کے نام و دیگر تفصیلات

*1078: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد اور ٹوبہ ٹیک سنگھ کے کون کون سے موضع جات ایسے ہیں جو دریائے راوی کے کٹاؤ کا شکار ہیں، ان موضع جات کے نام بتائیں اور کتنی اراضی اور آبادی گزشتہ پانچ سالوں میں دریا کے کٹاؤ میں آ چکی ہے؟

(ب) حکومت نے ان موضع جات کو دریا کے کٹاؤ سے بچانے کے لئے سال 2011-12 اور 2012-13 کے دوران کتنی رقم کس کس مد اور کس جگہ خرچ کی ہے؟

(ج) سال 2013-14 کے دوران حکومت نے اس مقصد کے لئے کتنے فنڈز مختص کئے ہیں؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) ضلع فیصل آباد اور ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے مندرجہ ذیل موضع جات و دیہات دریائے راوی کے کٹاؤ کی وجہ سے متاثر ہوئے ہیں۔

ضلع فیصل آباد:

1۔ ٹھٹھہ دیوکا
2۔ موضع شیرازہ
3۔ چک نمبر 622/RB

گزشتہ پانچ سالوں میں فیصل آباد ضلع کی چودہ سو ایکڑ اراضی دریا برد ہو چکی ہے۔ یہ تمام موضع جات اور چکوک دریا کے کنارے پر واقع ہیں اور out of irrigation boundary ہیں۔

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ:

1۔	موضع چک 3/58 ٹکڑا 2/58 ٹکڑا	2۔	موضع جھلار سگھلہ
3۔	موضع حویلی تارا	4۔	چک نمبر 731گ ب
5۔	موضع شاہل شاہ	6۔	موضع بھسی کاٹھیا
7۔	موضع خوشحال کے بھگیلے/بکھے کے بگھیلے	8۔	چک نمبر 733گ ب
9۔	موضع محمد شاہ/مل فتیانہ۔		

یہ تمام موضع جات اور چکوک دریا کے بیڈ میں واقع ہیں۔

گزشتہ پانچ سالوں میں ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں دو ہزار ایکڑ اراضی دریا برد ہو چکی ہے۔

(ب) حکومت نے دوران سال 12-2011 اور سال 13-2012 کوئی رقم / فنڈ خرچ نہ کی ہے۔

(ج) حکومت نے سال 14-2013 کے دوران ابھی تک کوئی رقم / فنڈز مہیا نہ کئے ہیں۔ محکمہ انہار اپنے حفاظتی بندوں کو maintain کرتا ہے اور صرف اسی کے لئے محکمہ انہار کو فنڈز مہیا کئے جاتے ہیں۔

فیصل آباد: پانی چوری کے مقدمات و دیگر تفصیلات

*1574: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جون 2013 سے آج تک پی پی-58 فیصل آباد میں پانی چوری کے کتنے مقدمہ جات کس کس کے خلاف کس کس تھانہ میں درج ہوئے؟

(ب) کتنے مقدمہ جات پر فیصلہ ہو چکا ہے اور کتنے ابھی کس کس عدالت میں زیر سماعت ہیں؟

(ج) کتنے مقدمہ جات کے چالان ابھی مکمل نہ ہوئے ہیں اور کس بناء پر چالان مکمل نہیں ہوئے؟

(د) کتنے مقدمہ جات میں کن کن افراد کو کیا کیا سزا / جرمانہ ہوا ہے۔ تفصیل بیان کریں؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) یکم جون 2013 سے 30- ستمبر 2013 تک پی پی-58 فیصل آباد میں پانی چوری کے 25 مقدمات تھانہ گڑھ، ایک مقدمہ تھانہ تاندلیانوالہ اور 15 مقدمات تھانہ ماموں کانجن میں درج کرائے گئے۔ 06 کیسز بابت ستمبر 2013 صدر کسان تنظیم بھوجہ کے دفتر میں

زیر سماعت ہیں۔ جن ملزمان کے خلاف مقدمات درج ہوئے، انکی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جواب جز (الف) میں بیان کر دیا گیا ہے مزید تفصیل محکمہ پولیس کے متعلقہ ہے۔

(د) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع مظفر گڑھ: دریا برد ہونے والی اراضی کے متاثرین کو معاوضہ کی ادائیگی و دیگر تفصیلات

*1742: ملک احمد یار ہنجرا: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع مظفر گڑھ تحصیل کوٹ ادو کے مواضعات لون والا، پر یاڑ غربی، بیٹ قائم والا، بھو بھڑ اور کچا پتل وغیرہ کی ہزاروں ایکڑ زرعی اراضی دریائے سندھ کے کٹاؤ کی وجہ سے تباہ ہو گئی ہے اور کئی بستیاں صفحہ ہستی سے مٹ چکی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا مواصعات کے جن لوگوں کی زرعی زمین دریا برد ہو چکی ہے ان کو ابھی تک حکومت کی طرف سے کوئی زمین نہیں دی گئی اور نہ ہی کوئی معاوضہ دیا گیا ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ بالا متاثرین جن کی زمین دریا کی نذر ہو چکی ہے کو اپنی رہائش اور جانوروں کی دیکھ بھال کے لئے زمین یا معاوضہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔ ایوان کو آگاہ کریں؟

(د) کیا حکومت دریائے سندھ کے کٹاؤ کو روکنے کے لئے ہنگامی بنیادوں پر کوئی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) جی ہاں! درست ہے۔

(ب) محکمہ انہار سے متعلقہ نہ ہے۔ زرعی زمین، مال مویشی اور مکانات و تعمیرات کے نقصانات کا تخمینہ لگانا اور ازالہ کرنا مقامی ضلعی حکومت، پی ڈی ایم اے اور ریلیف کمشنر کی ذمہ داری ہے۔

(ج) جز(ب) میں جواب دے دیا گیا ہے۔

(د) جی ہاں! دریائے سندھ کے کٹاؤ کو روکنے کے لئے ایک سکیم کنسٹرکشن آف جے ہیڈ سپر برجی نمبر20000 اور گائیڈ ہیڈ سپر برجی نمبر25000 مگسّن برانچ جس کا تخمینہ لاگت 782 ملین روپے ہے۔ فیڈرل فلڈ کمیشن اسلام آباد کو منظوری کے لئے روانہ کر دی گئی ہے اور اس کام کو بشرط منظوری اندازاً دو مہینے تک شروع کر دیا جائے گا۔

ضلع اوکاڑہ: گوگیرہ برانچ نہر میں پانی کی کمی کے باعث متاثرہ دیہاتوں کی تفصیلات

*1815: محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گوگیرہ برانچ (310 برجی) گوگیرہ ڈسٹری بیوٹری نہر ضلع اوکاڑہ سے نکل کر ضلع ساہیوال دریائے راوی کے آخر تک جاتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس نہر کی لمبائی زیادہ ہونے کی بدولت اسکا پانی بہت کم ہو گیا ہے اور اس کی ٹیلوں پر آنے والے 60 دیہات شدید پانی کی کمی سے متاثر ہو رہے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس برانچ کے پشتے اور کنارے عدم دیکھ بھال کی بدولت ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ سابقہ دور حکومت میں اس نہر کو LBDC نہر قادر آباد سے لنک کر کے پانی بڑھانے کے لئے Feasibility رپورٹ بنائی گئی تھی؟

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس نہر کا پانی بڑھانے کے لئے اس کو LBDC نہر قادر آباد سے لنک کر کے ایک کثیر رقبہ اور چکوک کو پانی کی فراہمی کو یقینی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اور پشتوں کی مرمت کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) یہ درست نہ ہے، گوگیرہ برانچ ایل بی ڈی سی کی برجی نمبر R/818+58 ضلع قصور سے نکلتی ہے اور برجی نمبر 000+32 پر ضلع اوکاڑہ میں داخل ہونے کے بعد برجی نمبر 500+224 ضلع ساہیوال میں داخل ہوتی ہے اور اس کی ٹیل برجی نمبر 924+308 پر واقع ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ گوگیرہ برانچ تقریباً ایک صدی پرانی نہر ہے اس کے کنارے بعض جگہوں سے کمزور ہیں اس لئے اپنے حصے کا پانی لمبائی کیوجہ سے نہیں بلکہ کمزور کناروں کی وجہ سے نہیں لے سکتی۔ البتہ ایل بی ڈی سی امپر وومنٹ پراجیکٹ شروع ہو چکا ہے۔کناروں کی مضبوطی کے بعداس کی ٹیل پر پانی پورا پہنچے گا۔

(ج) ایل بی ڈی سی سسٹم اور گوگیرہ کینال سسٹم تقریباً ایک سو سال پرانا ہے اور اب ایل بی ڈی سی امپر وومنٹ پراجیکٹ شروع ہو چکا ہے جو کہ جون2015تک پایہ تکمیل تک پہنچے گا۔ جس کے بعداس کے کنارے اور پشتے ڈیزائن کے مطابق ہو جائیں گے۔

(د) ہاں یہ درست ہے کہ سابقہ دور حکومت میں سال 2004 کے دوران گوگیرہ لنک چینل کیfeasibilityبنائی گئی تھی جو کہ R-4ڈسٹی کی برجی نمبر29850سے نکل کر گوگیرہ کی برجی نمبر217360پر لنک کرنا تھا۔ گوگیرہ لنک چینل کی سکیم حکومت نے چند تکنیکی وجوہات کی بناء پر منظور نہ کی تھی۔البتہ اب ایل بی ڈی سی امپر وومنٹ پراجیکٹ کی وجہ سے یہ مسئلہ مکمل طور پر حل ہو جائے گا۔ یہ پراجیکٹ جون2012سے شروع ہو کر جون2015 تک پایہ تکمیل کو پہنچے گا۔

(ہ) LBDCقادر آباد نہر سے پانی بڑھانے کی کوئی سکیم فی الحال زیر غور نہیں البتہ ایل بی ڈی سی امپر وومنٹ پراجیکٹ کا کام ٹھیکیدار کو الاٹ ہو چکا ہے جس کے تحت اس نہر پر کام جون 2015تک مکمل ہو جائے گا اور ٹیلوں پر پانی کی کمی دور ہو جائے گی۔

ضلع بہاولپور: پی پی-268کے رقبہ کو سیراب کرنے والی نہروں کی تفصیلات

*1909: قاضی عدنان فرید: کیاوزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی-268 ضلع بہاول پور کے قابل کاشت رقبہ کو سیراب کرنے کے لئے کون سی نہروں سے پانی سپلائی کیا جاتا ہے ان کے نام اور ان کا منظور شدہ پانی کتنا ہے؟

(ب) مالی سال2013-14میں نہر/6L/AP Branches، سلطان ڈسٹری بیوٹری/بہاول ڈسٹری بیوٹری کیmaintenance/repairکے لئے کتنی رقم رکھی گئی ہے اور یہ کب تک خرچ کی جائے گی؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) حلقہ پی پی۔268ضلع بہاولپور کے قابل کاشت رقبہ کو سیراب کرنے کے لئے 6-L/A.P ڈسٹری بیوٹری بمع سسٹم ، سلطان ڈسٹری بیوٹری بمع سسٹم اور بہاول ڈسٹری بیوٹری بمع سسٹم سے پانی سپلائی کیا جاتا ہے۔ان کا منظور شدہ پانی بالترتیب396کیوسک،415کیوسک اور320کیوسک ہے۔

(ب) مالی سال14۔2013میں نہر6-L/A.P Branch، سلطان ڈسٹری بیوٹری اور بہاول ڈسٹری بیوٹری کی Maintenance/Repairکے لئے بالترتیب1.0ملین روپے (Emergency works)،3.5ملین روپے اور2.0ملین روپے رکھے گئے ہیں۔یہ رقم 30-06-14تک خرچ کی جائے گی۔

ضلع ننکانہ صاحب:پی پی۔174میں موجود نہروں کے پشتے ٹوٹنے کی تفصیلات

*1999: جناب جمیل حسن خان: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی پی۔174 ننکانہ صاحب میں موجود نہروں کے پشتے ٹوٹے ہوئے ہیں؟

(ب) کیا حکومت نے موجودہ بجٹ میں ان نہروں کی بحالی کے لئے کوئی فنڈز مختص کئے ہیں اگر کوئی فنڈز مختص نہ کئے ہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) ضلع ننکانہ صاحب میں گزرنے والی نہروں کے مختلف جگہوں پر پشتے معمول کی ٹوٹ پھوٹ (Wear & tear) کی وجہ سے کچھ کمزور ہیں جن کی مرمت کا تخمینہ کروڑوں میں بنتا ہے۔یہ اخراجات سالانہ Operation & Maintenance (O&M) بجٹ سے پورے نہیں ہو سکتے۔تاہم ضرورت کے مطابق موجودہ بجٹ سے ان کی مرمت کروائی جاتی ہے۔

(ب) حکومت پنجاب نے نہروں کی بحالی کے لئے ایک جامع منصوبہ ADPکے تحت "Selective Lining of Irrigation Channels, Phase-II"کے نام سے

شروع کر رکھا ہے جس میں مالی سال14-2013 کے لئے300 ملین روپے مرحلہ وار نہروں کی لائننگ، کمزور اور ٹوٹے ہوئے پشتوں کی مرمت کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔

ضلع چنیوٹ: سیلاب سے ہونے والے نقصانات و دیگر تفصیلات

*2091: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اگست2013 کے سیلاب میں ضلع چنیوٹ کا کتنا زرعی رقبہ زیر آب آیا ہے اس سیلاب سے کون کون سی فصل تباہ ہوئی ہے نقصان کے تخمینہ سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا درست ہے کہ چنیوٹ کے موضع دھری کی 115 مربع زمین دریا چناب کے کٹاؤ سے زیر آب آ گئی اور مقامی آبادی مسلسل 8 سال سے دھری کے مقام پر بند باندھنے کی اپیل کر رہی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک اس علاقہ میں دریائے چناب کے کنارے پر بند باندھنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) محکمہ انہار سے متعلقہ نہ ہے۔

(ب) ایضاً

(ج) یہ علاقہ پہلے ہی چنیوٹ فلڈ بند کے اندر دریا کے کھادر ایریا یعنی دریا کے bed میں واقع ہے لہٰذا محکمہ ہذا میں بابت موضع دھری ضلع چنیوٹ کوئی حفاظتی بند باندھنے کی سکیم زیر غور نہ ہے۔

نہر اپر جہلم گجرات کے مقام پر شگاف کی مرمت کو مزید پختہ کرنے کی تفصیلات

*2150: میاں طارق محمود: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نہر اپر جہلم گجرات جو ہیڈ رسول سے نکجاہ جاتی ہے پنجن شاہ کے مقام پر اس میں شگاف پڑا تھا جو بروقت پر کر لیا گیا تھا؟

(ب) کیا محکمہ مذکورہ شگاف کو مزید پختہ کرنے کے لئے کوئی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتا ہے تاکہ آئندہ کوئی حادثہ نہ ہو؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) جی ہاں۔ درست ہے

(ب) شگاف والی جگہ کو مضبوط کر دیا گیا ہے تاہم محکمہ انہار نے نہر اپر جہلم کینال کے کمزور حصوں کی مضبوطی کے لئے سکیم تیار کی ہے جس میں پنجن شمانہ جہاں شگاف پڑا تھا اس کی مضبوطی بھی شامل ہے۔ سکیم کی منظوری کے بعد تعمیراتی کام کا آغاز ہو جائے گا۔

ضلع پاکپتن: پی پی۔229 میں نہری پانی کی عدم دستیابی و زرعی پیداوار کی کمی کی تفصیلات

*2201: جناب احمد شاہ کھگہ: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔229 ضلع پاکپتن کے علاقہ میں نہری پانی ششماہی نہروں کے ذریعے مہیا کیا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹیل والے علاقوں میں نہری پانی کی عدم دستیابی کی وجہ سے زرعی پیداوار میں کمی واقع ہوتی ہے؟

(ج) کیا حکومت زرعی پیداوار کو بڑھانے کے لئے پی پی۔229 کے تمام علاقوں میں سارا سال چلنے والی (Perennial) ایسٹرن بار نہر سے پانی مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔229 ضلع پاکپتن کے علاقہ میں نہری پانی ششماہی نہروں کے ذریعے مہیا کیا جاتا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کیونکہ حلقہ پی پی۔229 کی انہار ششماہی ہیں اور حالیہ فصل کے دوران نہروں کی ٹیل پر پورا پانی دستیاب رہتا ہے لہٰذا زرعی پیداوار میں کمی بوجہ نہری پانی واقع نہیں ہوتی۔

(ج) محکمہ انہار کا ایسا کوئی پروگرام نہیں ہے کہ جس سے non-perennial نہروں کو پورا سال پانی مل سکے۔ حلقہ پی پی۔229 میں انہار کو صرف فصل خریف میں پانی مہیا کیا جاتا ہے کیونکہ خریف سیزن میں ڈیموں میں اضافی پانی میسر ہوتا ہے اور ان ششماہی انہار کو پانی بحساب 5.5 کیوسک فی ہزار ایکڑ مہیا کیا جاتا ہے جبکہ سالانہ انہار کو پانی سارا سال بحساب 3.60 کیوسک فی ہزار ایکڑ مہیا کیا جاتا ہے۔ یہ ایک پالیسی معاملہ ہے۔

عباسیہ لنک کینال کے خراب لفٹ پمپس کی درستگی کا مسئلہ

*2223: قاضی عدنان فرید: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجند سے نکالنے والی عباسیہ لنک کینال کو جب چلایا گیا تو پرانی عباسیہ کینال کے متاثرہ کسانوں کو منظور شدہ پانی کی ضرورت پوری کرنے کے لئے اس پر لفٹ پمپ لگائے گئے تھے، اب ان میں سے کتنے لفٹ پمپ پنجند ہیڈ ورکس سے لیاقت پور تک working position میں ہیں؟

(ب) جو خراب لفٹ پمپ ہیں ان کی مرمت کے بارے میں کوئی پلان ہے، انہیں کب تک، درست کر دیا جائے گا؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ پنجند سے نکلنے والی عباسیہ لنک کینال کو جب چلایا گیا تو پرانی عباسیہ کینال کے متاثرہ کسانوں کو منظور شدہ پانی کی ضرورت پوری کرنے کے لئے اس پر سات عدد لفٹ پمپ لگائے گئے تھے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

1-	برجی نمبر	L/7	(ورکنگ کنڈیشن)
2-	برجی نمبر	L/38	(ورکنگ کنڈیشن)
3-	برجی نمبر	L/55	(بند ہے)
4-	برجی نمبر	L/74+200	(بند ہے)
5-	برجی نمبر	L/95+800	(بند ہے)
6-	برجی نمبر	L/103	(بند ہے)
7-	برجی نمبر	L/105	(بند ہے)

اب ان میں سے صرف دو لفٹ پمپس پنجند ہیڈ ورکس سے لے کر لیاقت پور تک ورکنگ پوزیشن میں ہیں اور بقایا پانچ لفٹ پمپس ورکنگ پوزیشن میں نہ ہیں جیسا کہ مندرجہ بالا تفصیل سے واضح ہے۔

(ب) جو خراب لفٹ پمپس ہیں ان کی مرمت کے بارے میں کوئی پلان زیر غور نہ ہے۔ چونکہ یہ پمپس بجلی سے چلتے تھے۔ واپڈا کی سروس لائن موجود نہ ہے اور ان پمپس کا انفراسٹرکچر بھی بالکل ختم ہو چکا ہے۔

سال 2010، غیر قانونی طور پر توڑے گئے بند و دیگر تفصیلات

*2254: سردار وقاص حسن موکل: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سیلاب 2010 کے دوران غیر قانونی طور پر بند توڑنے کے واقعات اور ان سے ہونے والے واقعات کی تحقیقات کے لئے جسٹس (ریٹائرڈ) منصور علی شاہ کی سربراہی میں ایک کمیشن تشکیل دیا گیا؟

(ب) کیا مذکورہ بالا کمیشن کی رپورٹ حکومت کو پیش کر دی گئی تھی؟

(ج) کیا کمیشن کی سفارشات میں ایسے افراد کی نشاندہی کی گئی ہے جو غیر قانونی طور پر بند توڑنے کے موجب بنے اور اگر ایسا ہے تو ایسے افراد کے خلاف کیا قانونی کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) جی ہاں! سیلاب 2010 کے دوران غیر قانونی طور پر بند توڑنے کے واقعات اور ان سے ہونے والے واقعات کی تحقیقات کے لئے جسٹس سید منصور علی شاہ کی سربراہی میں ایک کمیشن بحوالہ ہوم ڈیپارٹمنٹ مراسلہ نمبر SO(IS-II)7-25/2010 مورخہ یکم ستمبر 2010 کو تشکیل دیا گیا تھا۔ تفصیل (A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے

(ب) جی ہاں! اس فلڈ انکوائری ٹرائیبونل 2010 کی رپورٹ حکومت پنجاب (سیکرٹری داخلہ پنجاب) کو بحوالہ نمبر SO(Floods)VII-10/2010 مورخہ 18-اپریل 2011 کو پیش کر دی گئی تھی۔ تفصیل (B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) کمیشن کی سفارشات پر جن افراد کی نشاندہی کی گئی ہے ان افسران کے خلاف انٹی کرپشن میں ایف آئی آر نمبری 10/9 مورخہ 2010-10-13 درج کروادی گئی ہے اور ساتھ ساتھ محکمہ نے ان کے خلاف مندرجہ ذیل دو انکوائریاں شروع کیں:

(۱) جناح بیراج کے اوپر والی سائیڈ پر لیفٹ گائیڈ بند (Left Guide Bund Upstream Jinnah Barrage) کے ٹوٹنے کی انکوائری کی تفصیل "C" (ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(۲) تونسہ بیراج، جامپور فلڈ بند اور فخر فلڈ بند وغیرہ (Breach in Left Marginal Bund Taunsa Barrage, Jampur Flood Bund and Fakher Flood Bund etc.) کے ٹوٹنے کی انکوائری (تفصیل "D" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

مندرجہ بالا دو انکوائریوں میں سے جناح بیراج والی انکوائری کا فیصلہ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے کر دیا ہے اور فیصلے میں قصوروار سرکاری ملازمین کو زیر تحت پیڈا ایکٹ 2006 مختلف سزائیں دی گئی ہیں تفصیل (ڈی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جبکہ تونسہ بیراج، جامپور

فلڈ بند اور فخر فلڈ بند وغیرہ کی انکوائری ابھی زیر کارروائی ہے تفصیل (سی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

آر کیو لنک کینال سے قادر آباد بیراج کی اراضی پر ناجائز قابضین کی تفصیلات

*2287: سید طارق یعقوب: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ آر کیو لنک کینال پر مانو چک پل سے قادر آباد بیراج تک محکمہ نہر کا کئی ایکڑ رقبہ موجود ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہاں پر محکمہ کی ملی بھگت سے کئی ایکڑ رقبہ پر ناجائز تعمیرات اور قبضہ گروپس نے قبضہ کر رکھا ہے؟

(ج) کیا محکمہ اس سرکاری زمین کو واگزار کروانے کے لئے کوئی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) جی ہاں درست ہے کہ برجی نمبر 566+113 مانو چک سے برجی نمبر 256+145 قادر آباد بیراج تک نہر کے دونوں پشتوں کے ساتھ تقریباً 381.36 ایکڑ سرکاری رقبہ موجود ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ محکمہ کی کوئی ملی بھگت نہ ہے قبضہ گروپس کے خلاف متعلقہ پولیس سٹیشن میں پرچے درج کروائے گئے ہیں۔ ان تمام لوگوں کی لسٹ بنا کر نوٹس بھی جاری کئے گئے ہیں اور جناب ڈی سی او اور ڈی پی او کو زمین واگزار کروانے کے لئے لکھا گیا ہے۔ نقول ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ج) محکمہ نے تمام ناجائز قابضین کو نوٹس جاری کئے ہیں اور متعلقہ حکام کو قبضہ واگزار کرانے کے لئے لکھا گیا ہے۔ نقول ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

منی ڈیمز بنانے کی تفصیلات

*2309: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 13-2012 میں بارانی علاقوں کے لئے دو سو mini dams کی تعمیر کے لئے 16 کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب تک کوئی mini dam نہیں بن سکا اگر بنا ہے تو ان ڈیمز کی تعداد بتائی جائے؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) 2012-13 میں بارانی علاقوں کے لئے جن 200 منی ڈیمز کا منصوبہ بنایا گیا تھا وہ محکمہ انہار کے تحت نہیں بلکہ Department for Agricultural Barani Area Development کے تحت بنانے کا منصوبہ تھا۔ محکمہ انہار کو اس ضمن میں کوئی فنڈز نہیں دیئے گئے۔

(ب) منی ڈیمز کی تعمیر کے سلسلے میں متعلقہ ادارہ Department for Agricultural Barani Area Development سے رجوع کیا جائے۔

پوٹھوہار کے علاقہ میں 11 ڈیمز کی تکمیل و دیگر تفصیلات

*2311: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پوٹھوہار کے علاقے میں 11 ڈیم جون 2012 تک مکمل ہو گئے ہیں ان سب ڈیموں کی جگہ اور تخمینہ کی الگ الگ تفصیل بیان کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پوٹھوہار کے بارانی علاقوں میں ان گیارہ ڈیموں کے علاوہ کوئی اور ڈیم بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) پوٹھوہار کے علاقہ میں گیارہ ڈیمز جو مالی سال 2007-08 سے لے کر جون 2012 تک مکمل ہوئے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	ڈیم کا نام	تخمینہ لاگت (ملین روپے)	ضلع	تحصیل
1	ڈھوک ہم ڈیم	250.754	چکوال	چکوال
2	ڈھوک جھنگ ڈیم	213.966	چکوال	چکوال
3	منڈی ڈیم	82.109	چکوال	چکوال
4	اتھوال/لکھوال ڈیم	449.348	چکوال	چکوال
5	دھرابی ڈیم	383.294	چکوال	بلکسر
6	منوال ڈیم	98.070	چکوال	چکوال
7	اگہان ڈیم	509.602	جہلم	گوجر خان
8	پھلینہ ڈیم	117.621	راولپنڈی	گوجر خان
9	گڑھا تم سنگھ ڈیم	165.075	جہلم	سوہاوہ
10	شاہ حبیب ڈیم	43.427	جہلم	جہلم
11	فتح پور ڈیم	57.130	جہلم	سوہاوہ

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ حکومت ان گیارہ ڈیمز کے علاوہ پوٹھوہار کے بارانی علاقوں میں مزید بارہ ڈیمز بنانے کا ارادہ رکھتی ہے جن میں سے اس وقت آٹھ ڈیمز زیر تعمیر ہیں۔ دو ڈیمز کا PC-I منظور ہو چکا ہے اور ایک ڈیم کا PC-II برائے فزیبلٹی منظور ہو چکا ہے جبکہ ایک ڈیم ناکافی فنڈز کی دستیابی کی وجہ سے شروع نہیں ہو سکا مزید تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

صوبہ میں پانی چوری روکنے کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیل

*2563: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

صوبہ پنجاب میں نہری پانی چوری کو روکنے کے لئے محکمہ نے کیا کوئی نیا نظام وضع کیا ہے، اگر ہاں تو اس کی مکمل تفصیلات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

محکمہ انہار نے صوبہ پنجاب میں نہری پانی کی چوری روکنے کے لئے ایک مانیٹرنگ شعبہ جس کا نام Program Monitoring and Implementation Unit ہے بنایا ہے جس کی وساطت سے مندرجہ ذیل نظام متعارف کروایا ہے۔ یہ شعبہ پانی چوری کی روک تھام کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات روزانہ کی بنیاد پر کر رہا ہے۔ پنجاب میں پانی چوری کے حوالے سے مکمل تفصیلات برائے سال جنوری تا دسمبر 2013 اکٹھی کی گئی ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

نمبر شمار	زونل آفس	پانی چوری کے کیسز جو پولیس کو بھجوائے	ایف آئی آر کا اندراج	گرفتاریاں
1	لاہور	13766	1858	655
2	فیصل آباد	7844	1182	100
3	ڈی جی خان	7183	846	144
4	بہاولپور	18479	1319	78
5	سرگودھا	5148	1500	486
6	ملتان	11776	450	1
7	کل تعداد کیسز	64196	7155	1464

محکمہ انہار پنجاب کے شعبہ پی ایم آئی یو نے ڈیٹا بیس مینجمنٹ اور اریگیشن مینجمنٹ انفارمیشن سسٹم تیار کیا ہے جس کا مقصد پانی کی ترسیل اور تقسیم کے نظام کو شفاف اور برابری کی سطح پر کرنا

ہے۔اس کے علاوہ محکمہ انہار کی ویب سائیٹ بنائی گئی ہے جسے روزانہ کی بنیاد پر اپ ڈیٹ کیا جاتا ہے۔

پی ایم آئی یو کا فیلڈ سٹاف روزانہ کی بنیاد پر نہروں کے ڈسچارج کی مقدار کی پیمائش کرتا ہے اور اس کی رپورٹ بذریعہ ایس ایم ایس ڈیٹا بیس کو بھجواتا ہے۔اِس ڈیٹا کی بنیاد پر پی ایم آئی یو روزانہ کی بنیاد پر پانی کی پیمائش سے متعلقہ رپورٹس کا اجراء ویب سائیٹ پر کرتا ہے۔

پانی چوری کی روک تھام کے لئے پی ایم آئی یو روزانہ کی بنیاد پر بغیر اطلاع دیئے موگہ جات کی فیلڈ مانیٹرنگ بھی کرتا ہے۔اِس ضمن میں دسمبر2013 تک 1749 رپورٹس بابت پانی چوری اور توڑنے موگہ جات محکمانہ کارروائی کے لئے مجاز افسران کو بھجوائی گئی ہیں جس کی بنیاد پر ان افسران اور اہلکاروں کے خلاف کارروائی کی جا رہی ہے۔

پی ایم آئی یو کا فیلڈ سٹاف روزانہ کی بنیاد پر پانی کی چوری کے حوالے سے جو معلومات بذریعہ ایس ایم ایس ڈیٹا بیس میں مہیا کرتا ہے وہی معلومات کمپیوٹرائزڈ سسٹم کے ذریعے متعلقہ افسران کو پہنچ جاتی ہیں جس سے پانی چوری کی بروقت روک تھام میں مدد ملتی ہے۔اِس ضمن میں دسمبر 2013 تک کی جانے والی 59392 پانی چوری کی رپورٹس بذریعہ ایس ایم ایس متعلقہ فیلڈ سٹاف کو بھیجی جا چکی ہیں۔

پی ایم آئی یو نے موگہ جات کی ترمیم کے سلسلے میں ایک منظم نظام وضع کیا ہے جس کی بدولت بغیر جواز کے موگہ جات کی ترمیم ناممکن بنی ہے اور محکمہ کی ملی بھگت کے ذریعے موگہ جات کی غیر قانونی ترمیم کرنے کا سدباب ہوا ہے۔

پی ایم آئی یو نے کسانوں کے لئے ایک کمپیوٹرائزڈ شکایات وصول کرنے کا نظام بنایا ہے جس کے ذریعے کسانوں کی ٹال فری نمبر پر شکایات وصول کی جاتی ہیں۔وزیرِاعلیٰ پنجاب اور چیف سیکرٹری پنجاب کی طرف سے محکمانہ / نہری نظام سے متعلق شکایات بھی وصول کی جاتی ہیں اور وصول کردہ شکایات کو فوراً کمپیوٹرائزڈ نمبر لگا کر متعلقہ افسران کو فوری عملدرآمد کے لئے بذریعہ ای میل / فیکس / ڈاک بھجوایا جاتا ہے۔اِس سلسلے میں مورخہ دسمبر 2013 تک 220280 شکایات درج کی گئیں اور اُن میں سے 142867 شکایات کا ازالہ کر دیا گیا اور باقی ماندہ شکایات کے جلد تدارک کے لئے متعلقہ افسران کو باقاعدگی سے ہدایات جاری کی جاتی ہیں۔

اس کے علاوہ پی ایم آئی یو ورلڈ بنک کے تعاون سے Real Time Flow Monitoring اور Decision Support System کے پراجیکٹس پر کام کر رہا ہے جس کا مقصد انسانی مدد کے بغیر موبائل ٹیکنالوجی کی مدد سے نہروں کے ہیڈ اور ٹیل پر پانی کی مقدار کی پیمائش اور خودکار نظام کی بدولت محکمہ انہار کے ڈیٹا بیس میں معلومات کو اکٹھا کرنا ہے جس سے پانی کی ترسیل کے نظام میں مزید شفافیت اور یکسانیت آئے گی اور پانی چوری کی روک تھام میں مدد مل سکے گی۔

جہلم:احمد آباد کے مقام پر بنائے گئے بند کی مرمت کی تفصیلات

*2673: محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دریائے جہلم کے سیلاب سے بچنے کے لئے سال 1992 میں بمقام احمد آباد تحصیل پنڈ دادنخان ودیگر دیہات کو محفوظ کرنے کے لئے بند بنایا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مسلسل بارشوں اور دیگر موسمی حالات کی وجہ سے مذکورہ بند خستہ حالت ہو چکا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اگر اس کی بروقت مرمت نہ کی گئی تو اس سے احمد آباد ودیگر دیہات سمیت موٹروے کے کافی حصہ کو خطرہ ہے؟

(د) کیا حکومت اس حفاظتی بند کی جلد از جلد مرمت یا تعمیر کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) سال 1992 میں محکمہ ہذا کے تحت بمقام احمد آباد تحصیل پنڈ دادنخان کوئی بند نہ بنایا گیا ہے۔

(ب) جز (الف) میں جواب دے دیا گیا ہے۔

(ج) ایضاً

(د) ایضاً

پنجاب کے دریاؤں کے پانی کی پیمائش کا طریق کار ودیگر تفصیلات

*2688: ڈاکٹر فرزانہ نذیر: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب کے دریاؤں کے پانی کی پیمائش کا کیا طریقہ ہے؟

(ب) ان دریاؤں پر گیجز کو لگائے ہوئے کتنے سال ہو گئے ہیں؟

(ج) پنجاب میں جو دریا داخل ہوتے ہیں کیا کوئی ایسا نظام موجود ہے جو بتائے کہ کتنا پانی داخل ہو رہا ہے؟

(د) پنجاب میں جو دریا ہیں کیا ان کا کوئی سروے کیا گیا ہے کہ maximum کتنا پانی carry کر سکتا ہے؟

(ہ) جب سیلاب آتا ہے تو دریاؤں کی capacity بڑھانے کے لئے کیاانتظامات کئے گئے ہیں؟

(و) کس کس دریا کی capacity بڑھائی گئی ہے تاکہ سیلاب سے بچاؤ کے لئے بند بنائے جائیں اور کہاں پر بند بنائے گئے؟

وزیرآبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) دریاؤں میں پانی کے بہاؤ (discharge) کی پیمائش کے لئے مختلف اہم مقامات پر بہاؤ اور دریا کی گہرائی کے مطابق گیجز لگائی جاتی ہیں۔ ان گیجز سے ریڈنگ (reading) حاصل کرکے پہلے سے بنائے گئے ڈسچارج ٹیبل سے پانی کے بہاؤ کی پیمائش کیوسک میں حاصل کی جاتی ہے۔

(ب) پنجاب میں دریائے سندھ طاس کے علاقے میں گیجز کو لگائے ہوئے سو سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے۔

(ج) پنجاب کے علاقے میں جو دریا داخل ہوتے ہیں۔ ان کے بہاؤ کی پیمائش کے لئے بیراجز اور ہیڈ ورکس پر گیجز لگائی گئی ہیں۔ اُن تمام مقامات پر جہاں پر ہیڈ ورکس نہیں ہیں وہاں پر بھی گیجز موجود ہیں۔ ان تمام مقامات پر عملہ موجود ہے جو روزانہ کی بنیاد پر اور سیلاب کے سیزن کے دوران ہر گھنٹے کے بعد پانی کے بہاؤ کی پیمائش کرتا ہے۔

(د) دریاؤں پر ہیڈ ورکس کی تعمیر سے قبل متعلقہ مقام سے گزرنے والے پانی کا مکمل سروے کیا جاتا ہے اور پچھلے سو سال کی تاریخ کو مدنظر رکھ کر ہیڈ ورکس کی Design Capacity کا تعین کیا جاتا ہے۔ دریائے سندھ، دریائے جہلم، دریائے چناب، دریائے راوی اور دریائے ستلج کی maximum capacity کا چارٹ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ہ) سیلاب کے دوران دریاؤں کی Capacity بڑھانے کے لئے انتظامات کرنا ممکن نہیں ہے تاہم سیلابی پانی کو ہیڈ ورکس اور دیگر interventions کو نقصان پہنچائے بغیر گزارنے کے انتظامات کئے جاتے ہیں جن میں ہیڈ ورکس کے بریچنگ سیکشنز اور ریگولیشن کے آپریشن اور دیگر interventions پر stone dumping سے اُن کی حفاظت وغیرہ شامل ہے۔

(و) پنجاب میں دریائے چناب پر واقع خانکی، تریموں اور پنجند ہیڈ ورکس کے سیلاب کے پانی کی capacity بڑھائی جارہی ہے۔ موجودہ اور مجوزہ capacities درج ذیل ہیں:

	موجودہ صلاحیت (کیوسک)	مجوزہ صلاحیت (کیوسک)
خانکی ہیڈورکس	800,000	11,00,000
تریموں ہیڈورکس	6,45,000	8,75,000
پنجند ہیڈورکس	700,000	8,65,000

خانکی ہیڈورکس پر کام شروع ہوگیا ہے جبکہ تریموں ہیڈ ورکس اور پنجند ہیڈورکس کے منصوبے ڈیزائن کے مراحل میں ہیں۔ نئے ڈیزائن میں بیراج اور اُس سے ملحقہ بندوں کو بھی مضبوط کیا جارہا ہے۔

ضلع قصور: تھمن راجباہ کو پختہ کرنے کی تفصیلات

*2742: جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مصطفیٰ آباد ضلع قصور میں تھمن راجباہ کچا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ راجباہ سے پانی چوری کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے پانی ٹیل تک نہیں پہنچ پاتا؟

(ج) کیا حکومت پانی چوری کی روک تھام کرنے کے لئے تھمن راجباہ کو پختہ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) یہ درست ہے کہ تھمن راجباہ کچا ہے جبکہ آر ڈی 55 تا 66 سائیڈ لائننگ موجود ہے۔

(ب) اس حد تک درست ہے کہ راجباہ تھمن سے کبھی کبھار پانی چوری ہوتا ہے مگر ٹیل پر پانی پہنچتا ہے۔ پانی چوروں کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے اور تاوان بھی ڈالا جاتا ہے۔

(ج) محکمہ نے پانی چوری کی روک تھام کرنے کے لئے تھمن راجباہ کو پختہ بنانے کا پراجیکٹ اسٹیمیٹ مبلغ 242.414 ملین روپے کا فریم کیا ہے اور یہ پراجیکٹ PSDP فنڈز کے تحت تجویز کیا گیا ہے لیکن فنڈز کی کمی کی بناء پر پراجیکٹ کی منظوری حاصل نہ ہو سکی۔ البتہ موجودہ سالانہ بندی میں اس کے انتہائی کمزور کنارے تقریباً 15 لاکھ روپے کی مالیت سے پختہ کر دیئے گئے ہیں اور اس سال ٹیلوں پر پانی کی کمی کا انشاء اللہ کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔

بی آر بی لنک کینال ڈسکہ اور مرالہ راوی کینال اپر چناب

سے ریت نکالنے کا ٹھیکہ دینے و دیگر تفصیلات

*2770: جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ قبل ازیں محکمہ انہار، بی آر بی لنک کینال ڈسکہ اور مرالہ راوی کینال اپر چناب میں ہر سال دسمبر میں نہر بندی کے دوران عوام کو ریت نکالنے کا ٹھیکہ دیتے تھے اور محکمہ کو لاکھوں روپے وصول ہوتے تھے اور نہر میں سے ریت نکال دی جاتی تھی جس سے نہر کا لیول ڈاؤن ہو جاتا تھا اور عوام کو سستے داموں ریت بھی میسر تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب گزشتہ چار سالوں سے نہر سے ریت نکالنے کا ٹھیکہ نہیں دیا گیا۔ نہر کا bed level بلند ہو چکا ہے اور نہر کے کناروں کے اطراف والی زمین سیم زدہ ہو گئی ہے، لوگوں کی فصلیں خراب ہو رہی ہیں؟

(ج) کیا محکمہ انہار دونوں نہروں میں سے ریت نکالنے کا ٹھیکہ دینے کا ارادہ رکھتا ہے جس سے محکمہ کو لاکھوں روپے وصول ہوں گے اور عوام کو سستے داموں ریت بھی ملے گی اور نہر کے اطراف سے زمینیں بھی سیم زدہ ہونے سے بچ سکیں گی، کیا محکمہ فوری اس بابت ایکشن لینے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) درست نہ ہے۔ محکمہ نے کبھی بھی بی آر بی کینال ڈسکہ، مرالہ راوی لنک کینال اور اپر چناب کینال کے بیڈ سے ریت نکالنے کا ٹھیکہ نہ دیا ہے۔

(ب) مندرجہ بالا نہروں کا بیڈ لیول اپنے ڈیزائن سے پہلے ہی تقریباً ایک فٹ تک نیچا ہو چکا ہے۔ لہٰذا اس میں سے مزید ریت نکالنے کی اجازت نہ دی جا سکتی ہے۔

(ج) مندرجہ بالا جواب کی روشنی میں محکمہ کا ریت نکالنے کی اجازت دینے کا ارادہ نہ ہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ: پانی چوری کی تفصیلات

*2796: لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔87ٹوبہ ٹیک سنگھ کا زیادہ رقبہ ترکھانی راجباہ اور مونگی راجباہ کی ٹیل پر واقع ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان دونوں راجباہوں میں غیر قانونی کٹس لگا کر یا موگوں کا سائز ضابطے کے خلاف بڑا کر کے پانی چوری کیا جاتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا غیر قانونی موگوں کے ذریعے چوری کی وجہ سے ٹیل پر پانی بالکل نہیں پہنچتا جس سے حلقہ پی پی۔87 نہری پانی سے عملاً محروم ہے اور کسان شدید مشکلات کا شکار ہیں؟

(د) حکومت مذکورہ بالا راجباہوں میں پانی چوری کے خاتمے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے نیز کیا ذمہ داران کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) یہ درست ہے کہ راجباہ ترکھانی اور مونگی کے ٹیل کا رقبہ پی پی۔87ٹوبہ ٹیک سنگھ میں واقع ہے۔

(ب)

(i) ترکھانی راجباہ کی لمبائی mile30.61 ہے۔ راجباہ کی لمبائی زیادہ ہونے کی وجہ Head reach والے زمیندار موگہ جات توڑ کر پانی چوری کر کے ناجائز آبپاشی کرتے ہیں جس کی وجہ سے ٹیلوں پر پانی کی کمی واقع ہوتی ہے۔ جس کی روک تھام کے لئے محکمہ پانی چوری کرنے والوں کے خلاف پولیس کارروائی عمل میں لاتا ہے اور تاوان بھی لگاتا ہے۔

(ii) مونگی راجباہ چونکہ صدر ایف او (کسان تنظیم) کے کنٹرول میں ہے۔ اس کے موگہ جات کی توڑ پھوڑ اور درستی کی ذمہ داری صدر ایف او راجباہ مونگی کی ہے۔ صدر ایف او پانی چوری کے کیسز مرتب کر کے ڈویژنل آفس کو ارسال کرتا ہے۔ اس پر بذریعہ ڈویژنل کینال آفیسر، لوئر گوگیرہ ڈویژن حسب ضابطہ کارروائی و نوٹس جاری کر کے تاوان لگایا جاتا ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ Head reach پر پانی چوری ہوتا ہے۔ جس کے لئے محکمہ نے سول انتظامیہ کے ساتھ مل کر ایک ٹیم تشکیل دی ہوئی ہے۔ جو گاہے بگاہے موقع پر ریڈ کر کے ملزمان کے خلاف کارروائی عمل میں لاتی ہے۔ اور ان کے خلاف پرچہ پولیس دیا جاتا ہے نیز پانی چوری کرنے والوں پر تاوان بھی لگایا جاتا ہے۔ محکمہ اور انتظامیہ کی کوششوں کی وجہ سے پانی چوری میں کافی کمی واقع ہوئی ہے۔ جس کی وجہ سے اب ٹیلوں پر پانی کی فراہمی ممکن ہوئی ہے۔ جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) پانی چوری کی روک تھام کے لئے پانی چوری کرنے والوں کے خلاف پرچہ پولیس اور تاوان کیس بنائے جاتے ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ایف آئی آرز کے اندراج نہ ہونے اور اندراج شدہ ایف آئی آرز پر کاروائی نہ ہونے کے متعلق محکمہ پولیس جواب دے سکتا ہے۔

تھل کینال کی ری ماڈلنگ کی تفصیلات

*2810: جناب امیر محمد خان: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کچھ عرصہ قبل تھل کینال جو کہ میانوالی، لیہ، بھکر اور خوشاب کے اضلاع کو سیراب کرتی ہے اس کی remodeling کی گئی تھی؟

(ب) اگر جواب ہاں میں ہے تو کتنی نہر کی remodeling کی گئی تھی، کتنی کی ابھی تک ہونا باقی ہے کیا حکومت باقی حصہ کی remodeling کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) درست ہے، تھل کینال جو کہ اضلاع میانوالی، خوشاب، بھکر، لیہ اور مظفر گڑھ کے رقبہ جات کو سیراب کرتی ہے کی ری ماڈلنگ کی گئی ہے۔

(ب) تھل کینال کی ری ماڈلنگ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(i) تھل کینال جو کہ جناح بیراج نزد کالا باغ کے مقام سے دریائے سندھ کے بائیں کنارے سے نکلتی ہے کی ری ماڈلنگ از برجی 0 تا 157+662 ٹیل جو کہ تھل کینال مین لائن اپر کے نام سے موسوم ہے کی ری ماڈلنگ کی گئی ہے۔

(ii) تھل کینال مین لائن اپر کی ٹیل برجی 662+157 تھل کینال مین لائن لوئر کی 0 برجی شروع ہوتی ہے اور ٹیل 500+502 ختم ہوتی ہے۔ اس کینال کے حصے یعنی برجی نمبر 0 تا 500+68 کی ریماڈلنگ کی گئی ہے اور اس سے نیچے کا حصہ ٹیل تک باقی ہے۔ اس سلسلہ میں piaip consultants کے تحت منصوبہ زیر تجویز ہے جو منظوری اور فراہمی فنڈز کے بعد پایۂ تکمیل تک پہنچ جائے گا۔ انشاء اللہ۔

پانی چوری روکنے کے لئے اٹھائے گئے اقدامات و دیگر تفصیلات

*2976: محترمہ سعدیہ سہیل رانا: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ آبپاشی نے پانی چوری روکنے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں، ان کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ب) صوبہ میں پانی چوری کرنے والوں کے خلاف اس سال کل کتنے مقدمات درج ہوئے ہیں؟

(ج) کیا حکومت پانی چوری روکنے کے لئے کوئی بہتر اقدامات یا بہتر قانون سازی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) نہری پانی چوری کی روک تھام کے لئے محکمہ آبپاشی کی جانب سے درج ذیل اقدامات اُٹھائے گئے ہیں۔

1۔ جناب چیف منسٹر پنجاب کے حکم پر پانی چوری روکنے کے لئے تحصیل کی سطح پر اسسٹنٹ کمشنر، سب ڈویژنل کینال آفیسر اور متعلقہ تھانہ کے ایس ایچ او پر مشتمل معائنہ کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں جن کا مقصد راجباہوں کی چیکنگ، پانی چوری کا سدباب اور پانی چوروں کو پکڑنا ہے۔

2۔ پانی چوری کی روک تھام کو مانیٹر کرنے کے لئے محکمہ آبپاشی میں "Programme Monitoring and Implementation Unit" کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ جسکے اہلکار راجباہوں پر patrolling کرتے ہیں اور پانی چوری کے وقوعات کی موجودگی پر رپورٹ دیتے ہیں جس پر محکمہ فوری عمل درآمد کرتے ہوئے عملہ فیلڈ کو ہدایات جاری کرتا ہے اور اس میں کوئی اہلکار ملوث ہو تو اس کے خلاف انضباطی کارروائی کی سفارش کرتا ہے۔ مزید برآں پانی چوری کی شکایت رجسٹر کرنے کے لئے ٹال فری نمبر دیا گیا ہے جس پر شکایت وصول ہوتے ہی فوری ایکشن لیا جاتا ہے۔

3۔ اس کے علاوہ محکمہ کی جانب سے متعلقہ ایکسین، ایس ای اور چیف انجینئرز صاحبان بھی انتظامی طور پر پابند ہیں کہ وہ اپنی اپنی حدود میں راجباہوں کی اچانک چیکنگ کریں اور پانی چوری کی روک تھام کو یقینی بنائیں۔

(ب) پنجاب میں پانی چوری کرنے والوں کے خلاف جنوری 2013 تا دسمبر 2013 کے دوران جو مقدمات رپورٹ یا درج ہوئے ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

نمبر شمار	زونل آفس	پانی چوری کے کیسز جو پولیس کو بھجوائے	ایف آئی آر کا اندراج	گرفتاریاں
1	لاہور	13766	1858	655
2	فیصل آباد	7844	1182	100
3	ڈی جی خان	7183	846	144
4	بہاولپور	18479	1319	78
5	سرگودھا	5148	1500	486
6	ملتان	11776	450	1
	کل تعداد کیسز	64196	7155	1464

(ج) محکمہ کی جانب سے تجویز کیا گیا ہے کہ پانی چوری کی روک تھام کے لئے دفعہ نمبر430 اور378 پاکستان پینل کوڈ1876 میں ترمیم کرتے ہوئے اس جرم کو ناقابل ضمانت بنایا جائے اور پبلک پراپرٹی کو نقصان پہنچانے کی صورت میں متعلقہ دفعہ کو بھی کارروائی میں شامل کیا جائے۔ اس جرم کو ناقابل ضمانت بنانے کے لئے کینال اینڈ ڈرینج ایکٹ کی دفعہ 70 میں موجود جرمانے اور قید کی سزاؤں میں اضافے کی ترامیم بھی محکمہ ہذا میں زیر غور ہیں۔

ضلع ننکانہ صاحب: نالہ ڈیک کی لائننگ اور بہتری کے لئے اٹھائے گئے اقدامات و دیگر تفصیلات

*3064: ملک ذوالقرنین ڈوگر: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) نالہ ڈیک جو کہ ضلع شیخوپورہ اور ضلع ننکانہ صاحب سے گزرتا ہوا سید والا کے مقام پر دریائے راوی میں گرتا ہے ضلع شیخوپورہ کی حد تک تو اس نالہ کی لائننگ اور وائڈنگ، کناروں پر پشتے بنا کر ٹھیک کیا گیا جس سے کافی بہتری آئی ہے لیکن ضلع ننکانہ میں نالہ ڈیک کی لائننگ اور بہتری کو نظر انداز کیا گیا ہے جس کی وجہ سے حالیہ بارشوں اور سیلاب سے نالہ ڈیک نے بہت نقصان پہنچایا ہے جس سے نالہ ڈیک پر آباد سینکڑوں دیہات کی انتہائی قیمتی فصلات اور دیہات تباہ ہو گئے ہیں؟

(ب) کیا محکمہ آبپاشی ڈیک نالہ کے بقیہ حصہ واقع ضلع ننکانہ کو بھی ضلع شیخوپورہ کی طرح مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) یہ درست ہے کہ نالہ ڈیک ضلع شیخوپورہ اور ضلع ننکانہ صاحب سے گزر کر دریائے راوی میں گرتا ہے۔ اس کا بالائی حصہ (Upper Reach) آر ڈی 362+000 سے Source تک زیر انتظام رچنا ڈرینج ڈویژن شیخوپورہ لاہور زون میں واقع ہے۔ جبکہ زیریں حصہ آر ڈی 0+000 تا 362+000 فیصل آباد ڈرینج ڈویژن فیصل آباد (فیصل آباد زون) سے متعلقہ ہے اس حصہ میں فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے کوئی مرمتی کام نہ ہوا ہے جس سے اس میں بہتری آ سکے۔

(ب) نالہ ڈیک کے متعلقہ حصہ کی ناگفتہ بہ حالت کو مد نظر رکھتے ہوئے سروے جاری ہے اور جلد ہی اس مسئلہ کے سدّباب کے لئے ایک سکیم کا پی سی ٹو اور پی سی ون تیار کیا جائے گا اور بعد از منظوری اور فنڈز کی دستیابی پر کام شروع کر دیا جائے گا۔

ضلع سرگودھا: منظور شدہ پانی کی فراہمی کی تفصیلات

*3219: چودھری فیصل فاروق چیمہ: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک 45 جنوبی تحصیل و ضلع سرگودھا ایک گنجان آباد آبادی ہے جس کا زیادہ تر انحصار زراعت پر ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ چک 45 کو سیراب کرنے والی راجباہ ٹیل پر آتی ہے اور پچھلے کافی سالوں سے یہ راجباہ پانی کی کمی کا شکار ہے؟

(ج) کیا حکومت اس چک کے رہائشیوں کو پانی کا منظور شدہ کوٹا فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ چک 45 جنوبی تحصیل و ضلع سرگودھا ایک گنجان آباد آبادی ہے جس کا زیادہ تر انحصار زراعت پر ہے

(ب) جی ہاں یہ درست ہے کہ چک 45 جنوبی کا کچھ حصہ موگہ نمبر 61574/TR ٹیل ملکے برانچ سے سیراب ہوتا ہے۔ راجباہ کو منظور شدہ ڈسچارج کے مطابق پانی فراہم کیا جاتا ہے (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) راجباہ کی ٹیل پانی کی کمی کا شکار نہ ہے۔

(ج) چک 45 جنوبی کے آب نوشان کو منظور شدہ کوٹا کے مطابق پانی فراہم کیا جا رہا ہے۔

ضلع سرگودھا: بھک راجباہ کو پختہ کرنے کی تفصیلات

*3227: چودھری فیصل فاروق چیمہ: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بھک راجباہ سرگودھا ضلع کے کافی چکوک کو سیراب کرتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بھک راجباہ کا چک 71 شمالی والا حصہ نہایت کمزور ہے اور کنارے کمزور ہونے کی وجہ سے آئے دن اس راجباہ میں شگاف پڑ جاتا ہے جس سے پانی اور فصلیں ضائع ہوتی ہیں؟

(ج) کیا حکومت اس راجباہ کو پختہ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ بھک راجباہ ضلع سرگودھا کی حدود میں واقع کافی چکوک کے رقبہ جات کو سیراب کرتی ہے۔ بھک راجباہ سے سرگودھا تحصیل کے چک نمبر70 شمالی،71 شمالی ریمونٹ ڈپو دھریمہ چک 74 شمالی،75 شمالی،81 شمالی،82 شمالی،91 شمالی،93 شمالی موضع بھک وسکندرپور کے رقبہ جات 18199 ایکڑ سیراب ہوتے ہیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ بھک راجباہ از برجی 6تا13 برجی جو کہ چک نمبر 71 شمالی کے نزدیک سے گزر رہا ہے، کے کنارے کمزور ہیں اور نہ ہی یہاں دوران سال 2013 اور 2014 میں کوئی شگاف پڑا ہے۔

(ج) ہاں یہ درست ہے کہ راجباہ بھک کو پختہ کرنے کے لئے 104.78 ملین کے تخمینہ لاگت پر مشتمل PC-I بنایا گیا ہے جو مزید کارروائی کے لئے زیر غور ہے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! ہمیں کوئی وقت ہی نہیں ملتا اتنا ٹائم ضمنی سوالوں پر لگا دیا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آج آپ کا اس میں کوئی سوال نہیں تھا۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! اس میں میرا سوال بھی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے، آپ کا اس میں سوال ہے اور اس سوال میں اگر آپ کو کوئی problem ہے تو آپ منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ جائیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، امجد جاوید صاحب!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! دو اجلاس پہلے میرا ایک سوال آبپاشی سے متعلق تھا۔ میرے حلقے کے دو دیہات ہیں بائیس سالوں سے ان دیہاتوں میں نہری پانی نہیں گیا۔ اس پر جناب سپیکر نے منسٹر صاحب کو direction دی تھی کہ آپ اس کا انتظام کریں لیکن اس بات کو بھی تین چار ماہ گزر چکے ہیں لیکن ابھی تک اس direction پر محکمے کی طرف سے کوئی عملدرآمد نہیں ہوا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! منسٹر صاحب چلے گئے ہیں آپ اجلاس کے بعد میرے چیمبر میں آجائیں ہم ان کو بلا لیں گے اور ان سے بات کر لیں گے۔ اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں لیکن میرے خیال میں لاء منسٹر کسی میٹنگ میں بیٹھے ہیں اور request کر کے گئے ہیں لہذا ابھی ہم privilege

motion لیتے ہیں، اسے pending کر لیتے ہیں اور تحاریک التوائے کار کے ٹائم کے بعد take up کریں گے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سردار صاحب! فرمائیں۔ میاں صاحب! آپ کو اس کے بعد موقع دیتے ہیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میں اس پر یہی بات کرنا چاہتا ہوں کہ Question Hour کے دوران 15 سوالوں کے جواب آئے ہیں اور ٹائم ختم ہو گیا۔ ان میں سے 19 سوال رہ گئے ہیں جن میں میرا سوال بھی تھا اور میں نے ساری کارروائی سنی ہے۔ I am sure کہ آپ یہی کہیں گے کہ منسٹر صاحب کے ساتھ بات کر لیں کیونکہ جواب وہاں پر آ گئے ہیں۔ میری درخواست یہ ہے کہ اگر سوال آ جاتے ہیں، آپ دیکھیں کہ کم از کم چھ سے آٹھ مہینے پہلے کیا ہوا سوال آتا ہے۔ آج محکمہ والے بھی موجود تھے اور وزیر صاحب بھی موجود تھے۔ میری صرف اور صرف آپ سے اتنی request ہے کہ آپ کی اس پر ruling آنی چاہئے کہ وہ سوال جو کم از کم اس سوال کی book list میں آ گئے ہیں ان سوالوں کے جواب کے لئے time extend کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! اس میں گزارش یہ ہے کہ میں bound ہوں کیونکہ Question Hour کا ٹائم ایک گھنٹہ مختص ہے اور ہمیں اس کے مطابق چلنا ہوتا ہے۔ آپ کے ہی colleagues ہیں جنہوں نے اس پر تین یا چار ضمنی سوالات کرنے ہوتے ہیں۔ ہمارے اس پر rules amend ہو رہے ہیں یہ بات سپیکر صاحب کے سامنے رکھی گئی ہے اور سپیکر صاحب جتنا چاہیں اس time کو extend کر سکتے ہیں۔ انشاء اللہ جونہی یہ approve ہوتے ہیں تو جتنے سوالات بھی ہوں گے ان سب کے جواب لیجئے گا۔ جی، میاں صاحب! آپ فرمائیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر وقفہ سوالات آبپاشی کے متعلق تھا جو کہ گزر چکا ہے۔ اب یہاں پر وزیر صاحب موجود ہیں، محکمہ موجود ہے اور نہ ہی PIDA والے موجود ہیں۔ میرا پوائنٹ آرڈر یہ ہے میں ایک محاورہ کے طور پر کہتا کہ:

When the gold rusts what shall the iron do

میں چوری کے حوالے سے بات کرتا ہوں کہ جو پانی چور، پانی چوری کرتے ہیں ان پر دفعہ 430 کا پرچہ درج ہوتا ہے۔ یہ قابل ضمانت ہے اس پرچے کی تھانیدار بھی ضمانت لے سکتا ہے اور عدالت سے بھی اس کی ضمانت لے سکتے ہیں۔ پانی چور کہتے ہیں کہ کر لو جو کرنا ہے۔ پنجابی میں جو کہتے ہیں وہ غیر پارلیمانی الفاظ کے زمرے میں آتے ہیں جیسے میں نہیں کہہ سکتا لیکن آپ ان کا تصور کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات ڈاکٹر سید وسیم اختر کے سوال میں PIDA سے متعلقہ ہے کہ PIDA کے بننے سے نہروں میں کون سی بہتری آئی ہے اور کیا ٹیلوں پر پانی پہنچایا گیا؟ اب میں آپ کو اس پانی چوری یا ڈکیتی کی مثال دیتا ہوں کہ آر۔ بی جھنگ برانچ کی ایک نہر ہے اس نہر کی ٹیلوں پر پانی نہیں جاتا۔ محکمہ یا PIDA والے۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! دیکھیں۔۔۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ بہت اہم سوال ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں! بات یہ ہے کہ منسٹر صاحب یہاں سے چلے گئے ہیں اور انہوں نے جواب دے دیئے ہیں۔ اب میں آپ کو اس پر کیا response کر سکتا ہوں؟ آپ اس سیشن کے بعد آ جائیں منسٹر صاحب کو بلا لیتے ہیں۔ میں نے پہلے بھی ایک معزز ممبر میاں جاوید علی صاحب سے کہا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ بات تو ٹھیک ہے کہ ہم چیمبر میں بات کر لیں گے لیکن یہ بات ریکارڈ پر آ جانی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کا جو بھی problem ہے وہ لکھ کر دے دیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! دیکھیں! میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ یہ نہری پانی کی ڈکیتی کی بات ہے۔ ہمارے خلاف ہماری نہر پر یہ ڈکیتی محکمہ کر رہا ہے، یہ حکومت کر رہی ہے اور محکمہ آبپاشی کر رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آج آپ یہ لکھ کر دے دیں۔ اس پر منسٹر صاحب سے جواب لیتے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ یہ بات ریکارڈ پر تو آنے دیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ایک نہر آر بی جو کہ LCC West کی نہر ہے اس پر پانی چوری یہ روک نہیں سکتے، موگوں کو توڑنا یہ روک نہیں سکتے، ٹیل پر پانی پہنچا نہیں سکتے اور ٹیلوں پر پانی پہنچانے کے لئے

ہماری نہر لوئر گوگیرہ برانچ جو کہ بھاگٹ سب ڈویژن کو feed کرتی ہے۔ بھاگٹ سب ڈویژن کی سات نہریں ہیں اور سات نہروں پر سات F.O ہیں۔ سات F.O کے صدر کے احتجاج کے باوجود بھی ایک نئی نہر ہماری نہر لوئر گوگیرہ برانچ جو کہ بھاگر سب ڈویژن کو feed کرتی ہے اس میں سے 50 یا 100 کیوسک کی نئی نہر گل مائیز نکال کر، اپنی نہر جو کہ آربی نہر ہے میں ڈال کر اس کی ٹیلوں پر پانی پہنچانا چاہتے ہیں۔ یہ اپنی نہر کی درستی تو کیوں کر نہیں سکتے، وہاں پر پانی چوری کیوں نہیں روک سکتے؟۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! میں نے آپ کی بات بالکل سن لی ہے اور ریکارڈ پر بھی آ گئی ہے۔ اگر اس قسم کی کوئی چوری یا ڈکیتی ہو رہی ہے تو آپ اسے written میں منسٹر صاحب کو دیں ہم منسٹر صاحب سے اس کا جواب لے لیتے ہیں۔

تحاریک استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر: تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ جناب نجیب اللہ خان صاحب! آپ اپنی تحریک استحقاق پڑھیں۔

ڈی ایف او بھکر کا معزز ممبر اسمبلی کا فون سننے سے انکار

جناب نجیب اللہ خان: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میں نے DFO بھکر جناب گل نور سے ایک عوامی مسئلے کے لئے مورخہ 3-مارچ 2014 کو ان ٹیلیفون نمبرز so and so پر رابطہ کیا تو اس کے PA نے کہا کہ DFO سیٹ پر نہ ہیں۔ میں نے دوبارہ ان کے موبائل نمبر پر رابطہ کرنے کی کوشش کی تو مذکورہ آفیسر نے ٹیلیفون attend کرنا بھی گوارہ نہ کیا۔ پھر میں نے دوسرے دن بھی دفتر رابطہ کیا تو ڈی ایف او نے جان بوجھ کر مجھے سے بات نہ کی۔ اس طرح مسلسل تین دن رابطہ کرتا رہا لیکن مذکورہ آفیسر نے دفتر میں پیغامات چھوڑنے اور متعدد بار ٹیلی فون کرنے کے باوجود مجھ سے رابطہ نہ کیا۔ علاوہ ازیں میرے حلقے میں لاکھوں روپے کی جنگلات کی لکڑی چوری کی جارہی تھی میں اس سلسلے میں ڈی ایف او و بتانا چاہتا تھا لیکن DFO کے متذکرہ بالا رویے سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک استحقاق کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرارداد دے کر استحقاق کمیٹی کے حوالے کی جائے۔

جناب سپیکر!اس میں تھوڑی سی ضمنی بات ہے کہ DFO صاحب کرپشن کی وجہ سے reward ہو چکے ہیں اور اسی سیٹ پر براجمان ہیں اور باقاعدہ طور پر اپنے عملے کے سامنے آفس میں بیٹھ کر عوامی نمائندگان کو غلط القابات سے نوازتے ہیں، وہ ڈھیٹ بن کر بیٹھے ہیں اور وہاں پر ایک منہ زور گھوڑے کا کارنامہ انجام دے رہے ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ جس شخص کا رویہ عوامی نمائندوں کے ساتھ ایسا ہے، میں مسلسل تین دن اور دن میں کئی بار ٹیلی فونک رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن اس نے آگے سے کوئی response دیا اور نہ جواب دیا۔ یہ چیزیں ریکارڈ پر موجود ہیں اس کے PA کو لکھوایا اور سب پیغام چھوڑے لیکن off the record بات یہ ہے کہ اس نے دفتر میں یہ کہا کہ میں ان کی وجہ سے نہیں بیٹھا اور نہ ہی مجھے ان کی کوئی ضرورت ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری موصوف!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! یہ 11-مارچ کو جمع کروائی گئی ہے، آج 13-مارچ کو ایوان میں پیش ہوئی ہے اور محکمہ کی طرف سے ابھی جواب موصول نہیں ہوا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس تحریک استحقاق کو next week تک pending کرتے ہیں اس کا جواب آنا بہت ضروری ہے۔ آپ تحریک استحقاق اس کا جواب منگوائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: نجیب اللہ خان صاحب! اس کا جواب آتا ہے تو پھر بعد میں اسے دیکھتے ہیں۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میری تحریک استحقاق بھی کافی عرصہ سے لاپتا ہے مہربانی کر کے اس بارے میں بھی کچھ کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ میرے چیمبر میں آجائیں اس بارے میں بات کر لیتے ہیں اور اسے دیکھ لیتے ہیں۔ جی، تحریک التوائے کار نمبر 321/14 محترمہ حنا پرویز بٹ صاحبہ کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کار next week تک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک

التوائے کار نمبر 14/236 محترمہ سعدیہ سہیل رانا صاحبہ، محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ اور محترمہ ناہید نعیم صاحبہ کی طرف سے ہے۔

صوبائی دارالحکومت میں زہریلے اور مردہ گوشت کی فروخت جاری

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نئی" بات مورخہ 19۔فروری 2014 کی خبر کے مطابق لاہور صوبائی دارالحکومت میں غیر قانونی سلاٹرنگ میں ملوث مافیا مردہ گوشت فروخت کرنے لگا ہے۔ جس کے باعث شہر کے مختلف علاقوں میں اس زہریلے گوشت کی خرید و فروخت جاری ہے اور لوگ پیٹ، جگر اور آنتوں کی بیماریوں میں مبتلا ہوتے جا رہے ہیں اور آئے روز زہریلے کھانوں کے باعث لوگ ہسپتالوں تک پہنچ جاتے ہیں جس کی بنیادی وجہ شہر میں حرام گوشت کی فروخت ہے۔ مردہ جانوروں کا گوشت زیادہ تر شیخوپورہ، مریدکے، ننکانہ، قصور اور چھوٹے علاقوں سے لاہور کی حدود میں داخل ہوتا ہے۔ عوامی حلقے اس لعنت کے خلاف سراپا احتجاج ہیں اور حکومت سے سخت اقدام کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): شکریہ۔ جناب سپیکر! اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ لاہور میں غیر قانونی slaughtering میں ملوث مافیا کے خلاف ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اور لائیو سٹاک کی مشترکہ کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے۔ اس سلسلے میں سیکرٹری لائیو سٹاک اور کمشنر لاہور ڈویژن نہ صرف لاہور بلکہ ارد گرد کے تمام اضلاع میں بھی سخت کارروائی کرنے اور غیر قانونی slaughtering کو روکنے کے لئے ممکنہ ضروری اقدامات کر رہے ہیں۔ محکمہ لائیو سٹاک اور سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور نے کارروائی کر کے چودہ قصابوں کے خلاف ایف آئی آر درج کروائیں اور 3 ہزار 9 سو 68 کلو گرام مضر صحت گوشت جو کہ قریبی اضلاع سے لا کر کولڈ سٹوریج میں رکھا گیا تھا اس کو ضائع کیا گیا۔ اس کے علاوہ پچھلے دو ماہ کے دوران 295 لوگوں کے خلاف ایف آئی آر درج کروائی گئیں اور 10 ہزار 1 سو 54 کلو گرام مضر صحت گوشت جو کہ قابل استعمال نہیں تھا اسے ضائع کروایا گیا۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میں اس میں ایک بات add کرنا چاہتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ!اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب والا!ایف آئی آر تو درج ہو گئیں لیکن اس چیز کو make sure کیا جائے کہ سزائیں دی جائیں کیونکہ یہ اتنا خطرناک کام ہے، لاکھوں جانوں کی زندگی کا کھیل ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس چیز کو ensure کروائیں۔ اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے لہذا یہ تحریک التوائے dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 237/14 چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب، محترمہ جیدہ خالد خان صاحبہ، یہ تو resign کر گئی ہیں۔جناب احمد شاہ کھگہ!

ایڈن ڈویلپر لاہور کا ایڈن ہاؤسنگ سکیم فیروزپور روڈ کے نام پر ہزاروں لوگوں کو لوٹنا

جناب احمد شاہ کھگہ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 12-فروری 2014 کو چینل "ARY" نے اپنے پروگرام "کھرا سچ" میں ایڈن ہاؤسنگ پراجیکٹ اور ایڈن لینڈز سے متاثرین ہزاروں لوگوں کی دادرسی کے لئے اپنے پروگرام میں ایڈن پراجیکٹ کی حقیقت کو بے نقاب کیا۔اس باوثوق ذرائع کے مطابق ایڈن پراجیکٹس فراڈ سے ہزاروں لوگ اپنی جمع پونجی سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ تفصیل کے مطابق آج سے تقریباً پانچ سال پہلے ایڈن ہاؤسنگ سکیم کے مالکان نے "ایڈن لینڈ فیروزپور روڈ سکیم" کے بارے میں تمام اخبارات اور مختلف چینلز پر پُرکشش اشتہارات دینا شروع کئے۔ جس میں دعویٰ کیا گیا کہ ہم developments مکمل کر کے تین سال کے اندر اندر اپنے کلائنٹس کو قبضہ دے دیں گے۔ لوگوں کی بڑی تعداد نے ان پر اعتماد کیا، مڈل کلاس سے تعلق رکھنے والے اکثر لوگوں نے اپنے زیور فروخت کر کے عمر بھر کی جمع پونجی "ایڈن لینڈ فیروزپور روڈ سکیم" میں اس امید سے جمع کرا دی کہ ہمارے بچوں کو چھت میسر آ جائے گی لیکن افسوس کہ پانچ سال گزر جانے کے باوجود ابھی تک "ایڈن لینڈ فیروزپور روڈ سکیم" پر کھیت کھلیان ہی ہیں اور دور دور تک کوئی ڈویلپمنٹ/پلاٹ کا نام ونشان نہیں ہے۔اس بابت جب بھی ایڈن کے عملے سے پوچھا جاتا ہے تو وہ مسلسل غلط بیانی سے کام لے کر جھوٹی تسلیاں دیتے ہیں۔ عوام کی ایک بڑی تعداد اب ان کی دھوکا دہی سے تنگ آ کر مایوسی کا شکار ہو گئی ہے۔ ایڈن ڈویلپرز کے تمام پراجیکٹس جھوٹ پر مبنی ثابت ہو رہے ہیں۔ 2008 سے اب تک 7ہزار سے زائد متاثرین رقم ادا کر کے مکان یا پلاٹ حاصل نہیں کر سکے بلکہ اس کمپنی نے سادہ لوح افراد

کو سنہری خواب دکھا کر ان کی عمر بھر کی کمائی وصول کر کے اسی رقم سے دوسرا پراجیکٹ شروع کر کے انہیں پلاٹ یا مکان سے محروم کر دیا۔ اس کمپنی نے 10 پراجیکٹس میں سے ابھی تک ایک بھی مکمل نہیں کیا۔ حکومت کی ذمہ داریوں میں سے ایک بنیادی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ رعایا کے مال کا تحفظ کرے اور انہیں ذہنی صدمات سے بچائے اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ پنجاب اسمبلی اس اہم معاملے میں اپنی دخل اندازی کرتے ہوئے لوگوں کو "ایڈن ہاؤسنگ پراجیکٹس" کے فراڈ سے نجات دلانے کے لئے ضروری اقدامات کرے تاکہ عوام کو ایک بڑے کرب سے نجات مل سکے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب والا! اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا اسے اگلے ہفتے تک کے لئے مؤخر کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ ایک important مسئلہ ہے اس کا جواب منگوایا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب والا! اگلے ہفتے میں اس کا جواب آ جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلے ہفتے میں اس کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): اگلے ہفتے میں اس کا جواب آ جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 238/14 چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب، سردار وقاص حسن مؤکل، ڈاکٹر محمد افضل صاحب کی طرف سے پیش ہوئی ہے۔

سرگودھا محکمہ اوقاف کے یونٹ نمبر 30 چک 43 شمالی کی دکانوں پر محکمہ کی ملی بھگت سے بااثر افراد کا قبضہ

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نئی" بات مورخہ 19-فروری 2014 کی خبر کے مطابق محکمہ اوقاف سرگودھا زون

میں محکمانہ قواعد وضوابط کے برعکس لاری اڈا سے متصل محکمہ کی دکانوں پر ملازموں اور قبضہ مافیا نے ملی بھگت سے غیر قانونی بس اڈا قائم کر لیا ہے اور محکمہ اوقاف کو 20 سال سے کرایہ نہ ملنے پر لاکھوں کا نقصان ہو رہا ہے۔ تفصیلات کے مطابق جنرل بس سٹینڈ میں محکمہ اوقاف کے یونٹ نمبر 30 چک 43 شمالی پر موجود 2 دکانوں پر محکمہ کے ملازموں کی ملی بھگت سے بااثر قبضہ مافیا نے ملی ٹریولز کے نام سے غیر قانونی بس اڈا قائم کر رکھا ہے اور 20 برس سے محکمہ کو کرایہ بھی موصول نہیں ہو رہا۔ 1993 میں یہ دکانیں کرایہ پر دی گئیں اور محکمہ اوقاف کے قوانین کے مطابق محکمہ کی جانب سے کرایہ پر دی جانے والی دکانیں یا زرعی اراضی صرف انہی مقاصد کے لئے استعمال کی جا سکتی ہے نہ کہ کسی بس اڈا یا کسی دوسرے مقصد کے لئے۔ کرایہ کی عدم وصولی پر محکمہ نے مذکورہ شخص کے خلاف عدالت سے رجوع کیا مگر محکمہ کا وکیل آخری بار 1995 میں اس کیس کے سلسلے میں عدالت پیش ہوا جس کے بعد ملازموں کی ساز باز کے باعث وہ 19 سال میں دوبارہ کبھی پیش نہیں ہوا جبکہ زون کا عملہ ہر ماہ اس جگہ سے 20 سے 25 ہزار ماہانہ کما رہا ہے اور کھاتوں میں جعلی اندراج کے ذریعے محکمہ کو لاکھوں کا نقصان پہنچایا جا رہا ہے۔ دوسری جانب سے آر ٹی اے سرگودھا کی جانب سے بھی اس بس ویگن اڈے کو غیر قانونی قرار دیا جا چکا ہے مگر بااثر مافیا کے خلاف کارروائی سے قاصر ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب والا! اس تحریک التوائے کار کا بھی جواب موصول نہیں ہوا اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ اسے بھی اگلے ہفتہ تک کے لئے مؤخر کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو بھی اگلے ہفتہ تک کے لئے مؤخر کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 14/239 چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔ وہ چونکہ موجود نہیں ہیں اس لئے اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 14/240 بھی چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں لہذا اس تحریک التوائے کار کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اس کی بعد تحریک التوائے کار نمبر 14/243 چودھری عامر سلطان چیمہ اور جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کی طرف سے پیش کی گئی ہے۔

چوبرجی تا یتیم خانہ لاہور سے ملحقہ قبرستانوں میں جگہ نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو میت دفنانے میں مشکلات کا سامنا

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 20۔فروری2014 روزنامہ "ایکسپریس" کے مطابق چوبرجی تا یتیم خانہ کے درمیان تمام ملحقہ آبادیوں میں قبرستانوں میں میت دفنانے کی گنجائش ختم ہو چکی ہے۔ جس کی وجہ سے مذکورہ آبادیوں کے مکینوں کو شدید مشکلات کا سامنا ہے۔ حکومت نے ان آبادیوں کے مکینوں کے اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے بابو صابو انٹرچینج کے قریب 200 کنال پر مشتمل زمین قبرستان کے لئے مختص بھی کی تھی لیکن تاحال یہ معاملہ کھٹائی کا شکار ہے۔ لوگ اپنے پیاروں کو دفنانے کے لئے جس کرب سے گزر رہے ہیں وہ بیان سے باہر ہے۔ لیکن افسوس کہ گورنمنٹ کی اس طرف ذرا بھی توجہ نہ ہے۔ جس کی وجہ سے عوام میں بہت زیادہ بے چینی پائی جا رہی ہے۔ یہ مسئلہ فوری طور پر اس بات کا متقاضی ہے کہ بابو صابو انٹرچینج کے قریب یا کہیں بھی اس مقصد کے لئے جگہ مختص کی جائے اور عوام کو اس مستقل پریشانی سے نجات دلائی جائے۔ حکومت کی جانب سے اس اہم مسئلے کو پس پشت ڈالنے سے لوگوں میں شدید غم و غصہ اور اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب والا! اس تحریک التوائے کار کا بھی جواب موصول نہیں ہوا لہذا اسے بھی اگلے ہفتے تک کے لئے مؤخر کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

لاہور کے ہسپتالوں میں محکمہ کی غفلت سے کروڑوں روپے کی انٹی فائر ایکسرے مشینیں خراب ہونے کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ

روز نامہ "خبریں" مورخہ 20۔ فروری2014کی خبر کے مطابق لاہور کے ہسپتالوں میں ایکسرے مشینوں کی خرابی سے مریض پریشانی کا شکار ہیں۔لاہور کے بڑے ہسپتال جناح، سروسز ، جنرل، گنگارام، میوہسپتال میں کروڑوں روپے کی انتہائی حساس اینٹی فائرایکسرے مشینیں محکمہ صحت کی غفلت کے باعث عرصہ دراز سے خراب ہیں جن کی درستی کے لئے کوئی عملی اقدامات نہیں اٹھائے گئے جس کے باعث غریب اور سفیدپوش مریض خوار ہو رہے ہیں اور انہیں سخت پریشانی کا سامنا ہے اور باہر سے پرائیویٹ طور پر مہنگے ایکسرے کروانے کے باعث مالی مشکلات کا شکار ہیں اور خوار ہو رہے ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر!میں باتھ روم میں گیا ہوا تھا اور آپ نے میری عدم موجودگی میں میری دو تحاریک التوائے کار dispose of کر دی ہیں۔میری گزارش ہے کہ مجھے پڑھنے کی اجازت دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب!میں نے تو دو دفعہ آپ کا نام لیا ہے اور اب dispose of کر چکا ہوں۔کل بھی آپ کی تحاریک تھیں لیکن آپ موجود نہیں تھے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر!میں کل نہیں تھا۔ میری استدعا ہے کہ مجھے آج کی دونوں تحاریک التوائے کار پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں۔اس تحریک التوائے کار کا جواب سن لیں پھر اس کے بعد۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر!ابھی اس تحریک التوائے کار کا جواب نہیں آیا میری گزارش ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو بھی next week تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار next week کے لئے pending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 245/14 محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ اور محترمہ سعدیہ سہیل رانا کی طرف سے ہے۔

ضلعی حکومت لاہور کا جانب سے انتہائی خطرناک قرار دی گئی 267 فیکٹریوں کی منتقلی کو ایک بار پھر نظر انداز کرنا

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دنیا" مورخہ 20۔فروری 2014 کی خبر کے مطابق انتہائی خطرناک قرار دی گئی 267 فیکٹریوں کی منتقلی ایک بار پھر نظر انداز ہو گئی۔ دو سال قبل ضلعی حکومت کی جانب سے کئے جانے والے سروے میں انتہائی خطرناک قرار دی گئی 267 فیکٹریوں کو شہر سے باہر منتقل کرنا تھا جس کے لئے مختلف محکمہ جات کی جانب سے متعلقہ فیکٹریوں کو فائنل وارننگ کے نوٹسز جاری کئے جا چکے تھے لیکن دو سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود بھی اس حوالے سے کوئی پیشرفت نہ ہو سکی جبکہ چند روز قبل ڈی سی او کے احکامات کے بعد چند دنوں کے لئے ان فیکٹریوں کے خلاف آپریشن کیا گیا جس کے بعد چار فیکٹریوں کو سیل کر دیا گیا تھا اور بعد ازاں ان میں سے دو فیکٹریوں کو مشروط ڈی سیل کر دیا گیا۔ انٹی انکروچمنٹ مہم میں تیزی کے بعد مذکورہ بالا فیکٹریوں کے خلاف کارروائی ایک بار پھر پس پشت چلی گئی ہے۔ فیکٹریوں میں ٹیکسٹائل کی 20، کیمیکل کی 92، گارمنٹس کی 31، فوڈ کی 9، انجینئرنگ کی 72، بیکری کی 2 پیکجز کی 7، پیپر کی 5، فرنیچر کی 3، الیکٹرانکس ورکس کی 1 اور لیدر کی 2 شامل ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس میں بھی استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو بھی next week تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار بھی next week تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 252/14 محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کی طرف سے ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! مجھے اجازت ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں۔ اس کے بعد میں آپ کی دونوں تحاریک التوائے کار لیتا ہوں اور میں یہ آخری دفعہ آپ کے لئے کر رہا ہوں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں نے پہلے کبھی اجازت لی ہی نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پہلی اور آخری دفعہ۔ چودھری صاحب! میں محترمہ کے بعد آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ جی، محترمہ!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! تحاریک التوائے کار کے بعد آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

مال روڈ لاہور پر سر بمہر پلازے کی چیف سیکرٹری کی اجازت کے بغیر دوبارہ تعمیر جاری

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "اوصاف" کی خبر کے مطابق "چیف سیکرٹری پنجاب کی اجازت کے بغیر ہی مال روڈ پر پلازے کی تعمیر جاری،، بلڈنگ انسپکٹر طاہر حفیظ کی پشت پناہی پر قانون کی دھجیاں اڑا دی گئیں۔" تفصیل کچھ یوں ہے کہ چیف سیکرٹری پنجاب کی اجازت کے بغیر صوبائی دار لحکومت کے حساس ترین مال روڈ پر پلازے کی تعمیر دھڑلے سے جاری ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ حساس ترین مال روڈ پر کسی بھی پلازے کی تعمیر سے پہلے چیف سیکرٹری سے اجازت لینا لازمی ہوتا ہے مگر اس تعمیر پر چیف سیکرٹری پنجاب کے اختیارات کو کچھ سمجھا ہی نہیں گیا اور مضبوط پشت پناہی کے باعث قانون کی دھجیاں اڑا کر رکھ دی گئی ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ اس بلڈنگ کو نامعلوم اہلکاروں کی جانب سے کھولا گیا اور تعمیر کو دوبارہ شروع کرانے کی اجازت دی گئی تھی۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس بلڈنگ کے پیچھے سابق ٹی ایم او داتا ٹاؤن میر اکمل اور سابق انفورسمنٹ انسپکٹر شبیر ہیں جو کہ غیر قانونی تعمیر کے باعث داتا گنج بخش ٹاؤن کے فرض شناس افسروں نے اس پلازے کو سر بمہر کر دیا تھا بلڈنگ انسپکٹر طاہر حفیظ بھی اس انتہائی نوعیت کے غیر قانونی کام میں برابر کا شریک ہے۔ صوبائی دار لحکومت کے حساس ترین مال روڈ پر چیف سیکرٹری پنجاب کی اجازت کے بغیر پلازے کی تعمیر کی وجہ سے نہ صرف لاہور شہر بلکہ صوبہ کی عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر ایوان میں بحث کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس میں بھی گزارش ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو next week کے لئے pending کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار بھی next week کے لئے pending کی جاتی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 14/239 چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! میں نے کہا تھا کہ تحاریک التوائے کار کے بعد۔ جی، چودھری صاحب!

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! اگلی تحریک التوائے کار بھی میری ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب باہر تھے اس لئے میں نے ان کو پہلے ٹائم دیا ہے۔ ان کے بعد آپ اپنی تحریک التوائے کار پیش کرنا۔

سرگودھا میں ویٹرنری ہسپتالوں کے لئے ادویات کی فراہمی کا بجٹ مختص نہ کرنے سے جانوروں میں بیماریوں کی شرح میں اضافہ

چودھری عامر سلطان چیمہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دنیا" میں مورخہ 17۔ فروری 2014 کی خبر کے مطابق محکمہ لائیو سٹاک کی طرف سے ویٹرنری ہسپتالوں میں ادویات کی فراہمی کے لئے حکام بالا کو بھجوائی گئی فزیبلٹی رپورٹس بجٹ نہ ہونے پر مسترد کر دی گئیں۔ لائیو سٹاک کی طرف سے حکام کو رپورٹ پیش کی گئی کہ ضلع سرگودھا میں جانوروں کی تعداد کے تناسب سے ادویات اور ویکسینیشن کے لئے ایک کروڑ روپے کا اضافی بجٹ فوری درکار ہے مگر صوبائی حکام نے عمل درآمد سے معذرت کرتے ہوئے مذکورہ رپورٹ کو آئندہ مالی سال کے بجٹ میں شامل کرنے کی ہدایت کی جبکہ ادویات کی کمی کی وجہ سے جانوروں میں بیماریوں کی شرح میں اضافہ ہو رہا ہے اور ویکسینیشن کا عمل انتہائی متاثر ہو کر بند ہونے کے قریب ہے۔ موجودہ صورتحال میں فارمرز انتہائی پریشان ہیں جبکہ ضلع میں وبائی بیماریاں پھیلنے کا بھی خدشہ ہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ محکمہ لائیو سٹاک کے لئے مختص بجٹ گزشتہ کئی برسوں سے ناکافی ثابت ہو رہا ہے بالخصوص ویٹرنری ہسپتالوں میں ادویات کی قلت اور علاج معالجہ کی ناکافی سہولیات کے باعث ضلع بھر میں مویشیوں کا جانی نقصان معمول بنتا جا رہا ہے اور گزشتہ چند ماہ کے دوران بھی مختلف تحصیلوں میں مویشیوں کی ہلاکت کے پے در پے واقعات پیش آ چکے ہیں۔ اس کے باوجود صوبائی حکام اس سنجیدہ مسئلے کا

نوٹس لینے پر آمادہ نظر نہیں آتے۔ موجودہ صورتحال میں دودھ اور گوشت کی پیداوار بڑھانا ناممکن نظر آ رہا ہے۔اس خبر سے ضلع بھر کی عوام میں شدید بے چینی پائی جاتی ہے۔لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): شکریہ۔جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار کے جواب میں عرض ہے کہ بذریعہ لیٹر مورخہ 2014-03-04 ادویات کی خریداری پر لگی پابندی حکومت پنجاب نے اٹھالی ہے جس کے بعد ہسپتالوں میں استعمال کے لئے ادویات کی خریداری کے کام کا آغاز کر دیا گیا ہے اس سلسلے میں جناب ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر زراعت سرگودھا کو سال 14-2013 کے بجٹ میں مختص مبلغ چھ لاکھ روپے کی ادویات کی خریداری کے لئے ٹینڈر طلب کرنے کے لئے پنجاب حکومت کی طرف سے ایک چٹھی مورخہ 14-02-26 کو ارسال کر دی گئی تھی۔ بہت جلد ادویات کی خریداری کا عمل مکمل کر لیا گیا اور یہ ادویات ضلع سرگودھا کے ہسپتالوں میں تقسیم کر دی گئی ہیں۔اس کے علاوہ ضلع بھر میں 18 لاکھ چھوٹے بڑے جانوروں میں سے 14-2013 میں اب تک جولائی تا فروری 976558 جانوروں کو حفاظتی ٹیکے لگائے جا چکے ہیں اور 353038 جانوروں کا علاج معالجہ کیا گیا ہے اور مزید حفاظتی ٹیکہ جات کا کام ہنگامی بنیادوں پر جاری ہے۔یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ضلع میں جانوروں میں کسی وبائی بیماری کی شکایت موصول ہوئی ہے اور نہ ہی جانوروں میں وبائی امراض پھیلنے کا کوئی خدشہ ہے۔ محکمہ لائیو سٹاک ضلع سرگودھا کا عملہ دن رات مویشی پال حضرات کو تکنیکی سہولت فراہم کرنے کے لئے یونین کونسل تحصیل اور ضلع کی سطح پر ہمہ وقت موجود ہے۔اس کے علاوہ چھ تحصیلوں میں ایک ایک موبائل ویٹرنری ڈسپنسری موجود ہے اور کسی بھی بیماری کی صورت میں فوری کارروائی کے لئے تیار ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 240/14 بھی چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔

سرگودھا محکمہ صحت کا بجٹ وقت سے پہلے ختم ہونے کی وجہ سے مراکز صحت کو ضروری اشیاء کی کمی کا سامنا

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ

یہ ہے کہ روزنامہ "دنیا" (سرگودھا) مورخہ 17- فروری 2014 کی خبر کے مطابق مالی سال کی تیسری سہ ماہی کے اختتام سے قبل ہی بجٹ ختم ہونے پر ضلع کے اکیاون بنیادی مراکز صحت کے لیبر رومز میں بنیادی سامان اور ادویات کی فراہمی مکمل طور پر بند ہو کر رہ گئی ہے۔ ای ڈی او (ہیلتھ) نے سیکرٹری صحت پنجاب کو ارسال کردہ اپنی رپورٹ میں آگاہ کیا تھا کہ اکیاون بنیادی مراکز صحت کے لئے لیبر رومز میں سیلف کٹس برنولا، کاٹن رول، گاوز، کارڈ کلپ جیسی سولہ بنیادی اشیاء کی فراہمی کے لئے اضافی بجٹ ارسال کیا جائے۔ بنیادی مراکز صحت پر اشیاء کی فراہمی کا بجٹ انتہائی کم رکھا گیا ہے جس کی وجہ سے دشواری کا سامنا ہے۔ صوبائی سیکرٹری نے رپورٹ پر عملدرآمد کی بجائے اسے فائلوں کی نذر کر دیا۔ مذکورہ بنیادی مراکز صحت میں علاج معالجہ کے لئے آنے والے مریضوں کو بھی شدید مشکلات کا سامنا ہے اور عوام کو شہروں کی طرف رُخ کرنا پڑتا ہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ ادویات کی فراہمی کے لئے مختص بجٹ مقررہ مدت سے قبل ختم ہونا معمول بن چکا ہے مگر حکام نے چُپ سادھ رکھی ہے۔ اس خبر سے سرگودھا کی عوام میں شدید بے چینی پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ ای ڈی او (ہیلتھ) سرگودھا نے سیکرٹری صحت حکومت پنجاب کو کوئی ایسی رپورٹ ارسال نہ کی ہے کہ جس میں اکیاون بنیادی مراکز صحت کے لئے اضافی بجٹ کی demand کی گئی ہو۔ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی طرف سے سال میں ایک دفعہ ہی بجٹ مہیا کیا جاتا ہے۔ ضلعی حکومت صحت پورے سال میں ایک ہی مرتبہ ادویات و دیگر ضروری اشیاء کی خریداری کرتی ہے۔ مالی سال 2013-14 میں محکمہ صحت سرگودھا کو ادویات کی مد میں مبلغ 4 کروڑ 59 لاکھ 72 ہزار روپے کا بجٹ دیا گیا تھا۔ اس وقت تمام مراکز صحت پر بنیادی و ضروری ادویات موجود ہیں اور اسی طرح ڈسٹرکٹ سٹور میں بھی ادویات موجود ہیں۔ بنیادی مراکز صحت پر کسی قسم کی ادویات کی کمی یا دشواری کا سامنا نہ ہے اور مریضوں کو مفت ادویات مہیا کی جا رہی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے لہذا یہ تحریک التوائے کار کو dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 253/14 محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کی ہے۔

محکمہ فائر بریگیڈ جدید آلات سے محروم اور ملازم معاشی بحران کا شکار

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک موقر اخبار روزنامہ "اوصاف" کی خبر کے مطابق محکمہ فائر بریگیڈ بدحال اور تجربہ کار فائر فائٹر معاشی بحران کا شکار ہیں۔ انسداد آگ کے ماہرین کو جدید تقاضوں کے مطابق آلات، گاڑیاں اور آگ پر قابو پانے کا سامان فراہم کیا جائے۔ تفصیل کچھ یوں ہے کہ فائر بریگیڈ ایک ایسا حساس ادارہ ہے جو اندرونی طور پر انسانی جان و مال اور املاک کی حفاظت کا ذمہ دار ہے۔ مگر اس محکمہ پر عدم توجہ کے باعث یہ محکمہ خود بدحالی کا شکار ہو چکا ہے۔ سہولتیں نہ ہونے کے باعث کئی دہائیوں سے قائم ہونے والا محکمہ اپنی افادیت کھو رہا ہے اور اس میں کام کرنے والے تجربہ کار فائر فائٹر ترقی اور حوصلہ افزائی نہ ہونے کے باعث معاشی بدحالی کا شکار ہو رہے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان تجربہ کار اور انسداد آگ کے ماہرین کو جدید تقاضوں کے مطابق آلات، گاڑیاں اور آگ بجھانے کا سامان فراہم کیا جائے اور آگ پر قابو پانے کے طریقوں کو روشناس کرانے کے لئے تعلیمی اداروں میں سپیشل لیکچر اور شہریوں کو آگہی کے لئے ورکشاپس منعقد کی جائیں۔ نیز پلازوں کے نقشہ جات آگ بجھانے کے مروجہ قوانین کو مدنظر رکھتے ہوئے منظور کئے جائیں اور اس پر سختی سے عمل بھی کرایا جائے۔ لاہور کی آبادی جب پچاس لاکھ کے قریب تھی تو اس وقت یہاں 13 فائر سٹیشن اور آگ بجھانے کے لئے پانی کی 13 گاڑیوں کے علاوہ 250 کا عملہ تھا۔ اب 1122 کے قیام کے بعد اس محکمہ کی افادیت کو کم کرنے کی کوشش کی گئی مگر سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے ماتحت کام کرنے والے فائر فائٹروں نے اپنے فن، تجربہ اور مہارت کی بناء پر اپنی مخصوص افادیت کو قائم رکھا ہے۔ ماضی میں شہر کے بڑے پلازوں، پیس، گلبرگ، بھنڈارہ سنٹر، اچھرہ، الفتح سٹور اور اتیج کریم بخش گلبرگ میں لگنے والی بڑی آگ کو محکمہ کے فائر فائٹروں نے اپنی جانوں پر کھیل کر قابو پایا تھا۔ انہوں نے کہا کہ اچانک اور شارٹ سرکٹ کے باعث لگنے والی آگ سے جانی نقصان کے کم ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے جبکہ سپیشل مقاصد کے لئے لگائی جانے والی آگ میں ایسے کیمیکل استعمال کئے جاتے ہیں جس کے باعث جانی نقصان زیادہ ہوتا ہے۔ 1122 کے ملازمین اپنے ڈی جی ڈاکٹر رضوان احمد کی قیادت میں بہترین پرفارمنس کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ ایل ڈی اے پلازہ میں لگنے والی آگ پر قابو پانے کے لئے دونوں محکموں کے ملازمین نے بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کیا تھا۔ شہر میں قائم ہونے والے بڑے پلازے آگ لگنے کے حوالے سے "danger zone" ہیں کیونکہ اگر ان پلازوں میں کسی وجہ

سے آگ لگ جائے تو اسے بجھانے کے کوئی انتظامات نہیں ہیں۔ حکومت کو چاہئے کہ ان پلازوں کی تعمیر سے قبل ان کے نقشے اُس وقت تک پاس نہ کئے جائیں جب تک وہاں آگ بجھانے کے حوالے سے کوئی تدبیری حربہ استعمال نہ کیا گیا ہو۔ تعمیر ہونے والے پلازوں میں فائر سلنڈر نصب کئے جائیں تاکہ ان کی مدد سے فوری طور پر تھوڑی آگ پر قابو پایا جا سکے۔ پلازوں کے مالکان کو چاہئے کہ وہ اپنے گارڈوں کے ساتھ فائر فائٹر بھی بھرتی کریں۔ مزید برآں فائر بریگیڈ کے عملے کو ٹینکی والے ہیلی کاپٹر دیئے جائیں تاکہ وہ چھت سے پانی پھینک کر آگ پر قابو پا سکیں۔ ملازمین کو رسک الاؤنس دیا جائے اور 1122 کے فائر فائٹروں کے مطابق بنیادی پے سکیل۔11 بھی دیا جائے اور ڈیلی ویجز ملازمین کو مستقل کیا جائے تاکہ وہ ذہنی اور جسمانی قوت کے ساتھ بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کر سکیں۔ محکمہ فائر بریگیڈ میں پائے جانے والے معاشی بحران، سٹاف کو جدید آلات کی کمی اور ان کو ان کے کام کے مطابق مناسب پے سکیل نہ دیئے جانے کی وجہ سے فائر بریگیڈ کے ملازمین میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جا رہا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا ابھی تک جواب موصول نہیں ہوا۔ آپ اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 257/14 ڈاکٹر مراد راس اور جناب احمد خان بھچر صاحب کی طرف سے ہے۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! ڈاکٹر مراد راس اور جناب احمد خان بھچر مجھے بتا کر گئے ہیں۔ میری یہ درخواست ہے کہ آپ اس تحریک التوائے کار کو کل تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے اس تحریک التوائے کار کو کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار شیخ علاؤالدین کی ہے۔ وہ ملک سے باہر ہیں۔ اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 273/14 محترمہ شُنیلا رُوت اور محترمہ سعدیہ سہیل رانا کی طرف سے ہے۔

لاہور کی ڈسپنسریوں اور بنیادی دیہی مراکز صحت میں ادویات نہ ہونے کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ " نئی بات "مورخہ 23- روری2014 کی خبر کے مطابق شہر بھر کے بنیادی و دیہی مراکز صحت اور ڈسپنسریوں پر گزشتہ چھ مہینوں سے مریضوں کے لئے ادویات بالکل ناپید ہو چکی ہیں جس کی وجہ سے مریض بروقت علاج معالجہ سے محروم ہیں۔ جبکہ ای ڈی او (ہیلتھ) لاہور کی جانب سے چھ ماہ کا عرصہ گزرنے کے باوجود بھی ڈسپنسریوں اور بنیادی و دیہی مراکز صحت کے لئے ادویات نہیں خریدی جا سکیں۔ ذرائع کے مطابق گزشتہ چھ مہینوں سے شہر بھر کی تمام ڈسپنسریاں اور بنیادی و دیہی مراکز صحت پر مریضوں کے لئے علاج معالجہ کے لئے ہر قسم کی ادویات نایاب ہو چکی ہیں جس کی وجہ سے مریض بروقت علاج سے محروم ہیں۔ ادویات میسر نہ ہونے کے باعث ڈسپنسریوں پر تعینات عملہ بھی گپیں ہانکتے ہوئے بغیر کسی کام کے پورا دن گزارنے کے بعد گھروں کو چلا جاتا ہے۔ اس وقت شہر کے مختلف علاقوں میں قائم ڈسپنسریوں پر مریضوں کا بہت زیادہ رَش رہتا ہے۔ ادویات مکمل طور پر ختم ہو چکی ہیں۔ ان سرکاری ڈسپنسریوں سے روزانہ ہزاروں مریض بغیر علاج معالجہ کے اپنے گھروں میں واپس چلے جاتے ہیں۔ ذرائع نے بتایا کہ محکمہ صحت پنجاب سے 6 کروڑ 35 لاکھ روپے کا سالانہ بجٹ ڈسپنسریوں، بنیادی و دیہی مراکز صحت کے لئے ادویات کی خریداری کے لئے فراہم کیا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود شہر بھر کی ڈسپنسریوں، بنیادی مراکز صحت اور دیہی مراکز صحت میں ادویات بالکل ختم ہو چکی ہیں۔ اس خبر سے لاہور شہر کی عوام میں شدید بے چینی پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول نہیں ہوا اس لئے میری درخواست ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اب ہم Call Attention Notices لیتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ بہاولپور ڈویژن کے اندر چولستان تقریباً چھیاسٹھ لاکھ ایکڑ رقبے پر مشتمل ہے اور وہاں آبادی scattered ہے۔ وہاں کے بچے تعلیم سے محروم رہتے تھے۔ میں اس بات پر وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی تحسین کرتا ہوں کہ انہوں نے وہاں 75 کے قریب سکول non-formal education کے حوالے سے کھلوا دیئے۔ ان سکولوں میں اس وقت پانچ ہزار کے قریب بچے اور بچیاں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ان بچوں کو پڑھانے کے لئے اسی علاقے کے پڑھے لکھے نوجوانوں اور خواتین کو induct کیا گیا ہے۔ بچیوں کو تین ہزار روپے اور مردوں کو پانچ ہزار روپے تنخواہ دی جا رہی ہے لیکن یہ سارا پراجیکٹ time limited تھا جو کہ 31-مارچ2014 کو wind up ہو رہا ہے۔ میں نے اس سلسلہ میں وزیراعلیٰ صاحب سے ملاقات میں بھی اُن سے گزارش کی تھی کہ یہ ایک اچھا پراجیکٹ ہے لہذا اس کو جاری رہنا چاہئے کیونکہ اس سے بچوں کی تعلیم ہو رہی ہے اور یہ بچے بہاولپور، رحیم یار خان یا بہاولنگر نہیں جا سکتے کیونکہ یہ غریب لوگ ہیں تو وزیراعلیٰ صاحب نے میری بات سے agree کیا اور انہوں نے اپنے ڈپٹی سیکرٹری سے کہا کہ اس معاملہ کو دیکھیں اور یہ پراجیکٹ جاری رہنا چاہئے لیکن تاحال اس حوالہ سے کوئی عملی پیشرفت نہیں ہوئی۔ میں آپ کے توسط سے یہ بات اس معزز ایوان کے اندر رکھ رہا ہوں اور آپ سے یہ التماس کروں گا کہ آپ کسی معزز وزیر کو direct کریں کہ اس حوالہ سے جو بھی پیشرفت ہے اُس سے ایوان کو آگاہ کریں۔ یہ پانچ ہزار بچوں کی تعلیم کا معاملہ ہے اور بہت اہم معاملہ ہے کیونکہ وہ غریب لوگوں کے بچے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ایجوکیشن منسٹر صاحب سے اس پر جواب لے لیتے ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں محمود الرشید صاحب!

لاہور میں منعقدہ یوتھ فیسٹیول میں ہونے والی کرپشن کی انکوائری کا مطالبہ

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! کل یہاں پر یوتھ فیسٹیول کی activities میں کرپشن کے حوالہ سے بات ہوئی تو رانا مشہود احمد خان نے کہا کہ اُس کا آڈٹ ہوا ہے۔ میں یہ بات آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ اُس کا آڈٹ ابھی نہیں ہوا۔ پچھلے یوتھ فیسٹیول کا تو آڈٹ ہوا ہوگا۔ اس ایوان کے اندر کھڑے ہو کر میں یہ سمجھتا ہوں کہ میاں محمد شہباز شریف جو قائد ایوان بھی ہیں اور وہ برملا کہتے ہیں کہ ہم نے کرپشن کا خاتمہ کر دیا ہے لیکن یوتھ فیسٹیول کے اندر mega corruption ہے۔ میں درخواست کروں گا کہ ایک کمیٹی بنائیں اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ یوتھ فیسٹیول لاہور شہر کے اندر ہوا ہے اور مختلف لوگ جو suppliers ہیں وہ ہمارے ساتھ بھی رابطہ کر رہے ہیں۔ میں نے کل بھی چیلنج کیا تھا اور آج میں دوبارہ چیلنج کر رہا ہوں کہ دو لاکھ track suits، دو لاکھ ٹوپیاں اور دو لاکھ lunch box ہیں۔ ایک lunch box, Rs. 55 to 60 میں پڑتا ہے اور وہ دو لاکھ lunch box 140 روپے میں supply ہوا ہے۔ دو لاکھ ٹوپیاں ہیں اور 300 روپے فی ٹوپی۔ اُردو بازار سے اچھی سے اچھی ٹوپی 50/60 روپے کی مل جاتی ہے۔ اسی طرح سے آپ آگے آئیں تو یہ اڑھائی لاکھ جھنڈیاں اور 15 روپے کی ایک جھنڈی، یہ جھنڈی 3 روپے کی بن رہی ہے اُس کا انہوں نے 15 روپے ریٹ لکھا ہوا ہے۔ لاہور میں ٹینٹ سروس کا ایک بہت بڑا ادارہ ہے اُس کو کرسیوں کا آرڈر دیا گیا۔ کسی جگہ 300 روپیہ فی کرسی اور کسی جگہ ڈیڑھ سو روپیہ فی کرسی کرایہ ہے اور وہ بھی ادا نہیں کیا گیا۔ 30 لاکھ روپیہ ادا کیا گیا ہے اور ایک کروڑ روپیہ ابھی دینا ہے وہ ڈی جی سپورٹس کے پاس بار بار چکر لگا رہے ہیں اور وہ اُن کی بات سننے کو تیار نہیں ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس طرح منڈا منڈا ڈال کر اس issue کو دفن نہیں ہونے دینا چاہئے۔ یہ پورا معزز ایوان custodian ہے اور مسلم لیگ (ن) کی حکومت کا دعویٰ ہے کہ ہم نے کرپشن ختم کر دی ہے۔ شہر لاہور کے اندر ہم سب کی ناک کے نیچے اگر ہر جگہ ہر چینل کے اوپر آدھے آدھے گھنٹے اور ایک ایک گھنٹے کا یہ پورا پروگرام چلا ہے اور کسی نے اُس کا جواب نہیں دیا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے اوپر آپ کو ruling دینی چاہئے اور میں رانا ثناء اللہ خان سے بھی گزارش کروں گا کہ اس کرپشن کی تحقیق ہونی چاہئے اور اصل حقائق قوم کے سامنے آنے چاہئیں کہ 37 محکمہ جات سے سپورٹس کی مد میں اربوں روپیہ کی کٹوتی کی گئی جو عوام کے خون پسینے کے ٹیکس کے پیسے تھے اُس اربوں روپیہ کو اس طرح یوتھ فیسٹیول کے نام پر منڈا منڈا ڈال کر ہم کرپشن کی نذر کر دیں گے تو میرے خیال میں یہ کسی صورت بھی قابل قبول نہیں ہے۔ ہم نے سب کو جواب دینا ہے یہاں بھی جواب دینا ہے

اور مرنے کے بعد بھی جواب دینا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس پر رانا ثناء اللہ خان صاحب کو بات کرنی چاہئے۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو خصوصی طور پر ایک تفصیلی خط بھی لکھوں گا۔ تمام رسیدیں اور تمام facts and figures بھی میں اُس خط کے ساتھ بھجواؤں گا اور اُن سے گزارش کروں گا کہ وہ اس کی تحقیقات کرائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! اس پر اگر آپ written میں کچھ دینا چاہیں تو اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کروا دیں اُس کو پھر ہم دیکھ لیتے ہیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے جو فرمایا ہے کہ میں آج بھی اس دعویٰ کو repatriate کرتا ہوں کہ اللہ کے فضل سے پنجاب حکومت کے پچھلے پانچ سال بھی سب کے سامنے ہیں اور اب بھی شفافیت اور میرٹ کی ایک مثال قائم کی ہے اور کسی بھی معاملہ میں جہاں کہیں بھی کوئی ابہام پیدا کرنے کی کوشش کی گئی یا کوئی الزام آیا تو اُس الزام کی تحقیقات ہوئی ہیں اور ایک دو معاملات میں ایسا بھی ہوا ہے کہ جس پر ایک چینل نے پروگرام کیا اور وزیر اعلیٰ کی ذات کے اوپر براہ راست الزامات لگائے تو انہوں نے اُس کی بھی انکوائری کرائی اور بعد میں اُس کی رپورٹ سب کے سامنے آئی جس میں قطعی طور پر کوئی صداقت نہیں تھی۔ قائد حزب اختلاف نے یہ کہا ہے کہ وہ وزیر اعلیٰ صاحب کو لیٹر لکھنے جا رہے ہیں۔ بالکل ہمیں اُن کا بے پناہ احترام ہے یہ لیٹر لکھیں میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ جن جن points کو یہ identify کریں گے اُن کے اوپر بالکل transparent اور غیر جانبدار انکوائری کرائی جائے گی لیکن یہ میری گزارش ہے کہ انکوائری کا جو بھی رزلٹ ہو، اُس کو پھر تسلیم کیا جائے۔ پھر الزام در الزام کی روایت جو ہے اُس کو میں سمجھتا ہوں کہ ختم ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ کل محترم وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف صاحب تحریک انصاف کے سربراہ جناب عمران خان صاحب کے گھر تشریف لے کر گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم جناب عمران خان کے بھی مشکور ہیں کہ انہوں نے جس خوش دلی سے میاں محمد نواز شریف کو اپنے گھر میں receive کیا اور اُس کے بعد وہاں پر میٹنگ میں national issues کے حوالہ سے ایک مثبت تاثر اُبھرا اور قوم نے ایک satisfaction محسوس کی ہے۔ ہمیں political issues کے اوپر بالکل سیاست کرنی چاہئے، اپنی پارٹی کی projection بھی کرنی چاہئے اور دوسری پارٹی کی کمزوریوں کو highlight بھی کرنا چاہئے۔ اگر قائد حزب اختلاف کسی معاملہ میں انکوائری چاہتے ہیں تو میں سمجھتا

ہوں کہ حکومت کا یہ فرض ہے کہ اُس انکوائری کو satisfaction of the Leader to the of the Opposition کرایا جائے لیکن اُس کے رزلٹ کو پھر دونوں طرف سے تسلیم کیا جائے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی پارلیمانی کمیٹی بنانی ہے تو حزب اختلاف کے معزز ممبران سے بھی کسی ایک کو اُس کمیٹی میں شامل کر لیا جائے۔ رانا ثناء اللہ خان صاحب نے دوسری جو بات کی ہے کہ وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف جناب عمران خان کے ہاں گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بڑا اچھا gesture ہے کہ صف اول کی دونوں political parties کی leaderships میں اگر یہ ice break ہوئی ہے اور وہ آپس میں national issues پر متفق ہوئے ہیں تو میرا یہ خیال ہے کہ یہ ملک کے لئے بہت بہتر ہے اور اس وقت ہمارا پورا ملک جس دہشت گردی کی آگ میں جل رہا ہے اُس کے لئے ایک بہترین حکمت عملی بنانے کے لئے ان دونوں لیڈروں کا آپس میں ملنا اور ایک دوسرے کے لئے خیر سگالی کے جذبات کا اظہار اور ہمارے لیڈر نے تو یہ کہا ہے کہ اس issue پر کوئی political point scoring نہیں ہوگی۔ ہم تمام سیاستوں کو ایک طرف رکھتے ہوئے ملک کے اندر امن کی بحالی کے لئے اور پاکستان کی بہتری کے لئے حکومت جو بھی اقدامات کرے گی ہم اُس کا ساتھ دیں گے اور یہ سب لوگوں نے دیکھا اور سُنا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسی gesture کو آگے بڑھاتے ہوئے اور رانا ثناء اللہ خان ہمیشہ ہمارے business کو oppose کر دیتے ہیں۔ آج بھی ہماری ایک تحریک استحقاق تھی میں وہ نہیں لے کر آیا۔ چیف سیکرٹری صاحب کی طرف سے آج سے 4/6 ماہ پہلے ایک notification کہ تمام elected لوگ District Co-ordination Committee کے ممبر ہوں گے۔ ہمیں deprive کر دیا جاتا ہے اور وہاں پر ہارے ہوئے لوگوں کو اُس کمیٹی میں شامل کیا جاتا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ national leaders کا آپس میں جو gesture ہے اور اُن کا آپس میں ایک interaction بھی ہوا ہے اور اگر ایک خیر سگالی اور working relationship بننے جا رہا ہے تو اس کا یہاں پنجاب کے اندر حزب اقتدار کی طرف سے ہمیں ایک مثبت جواب ملنا چاہئے اور ہمارے حزب اختلاف کے ان 30/40 لوگوں کو deprive کرنے کی بجائے، ان کو pin point کر کے ذلیل و رسوا کرنے کی بجائے اور انہی کے اضلاع کے اندر ان سے ہارے ہوئے لوگوں کو ڈی سی صاحب، کمشنر صاحب اور ڈی آئی جی صاحب اپنی میٹنگوں میں بلائیں اور اُن کے ذریعے سے ان کے حلقوں کے اندر جا کر ساری activities

جاری رکھیں تو ان کو بھی اپنے اس رویہ پر نظر ثانی کرنی چاہئے اور being a member of the Assembly ہمارا جو استحقاق breach ہو رہا ہے رانا ثناء اللہ خان کو اُس کا بھی خیال رکھنا چاہئے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، رانا صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ایک دو issues تھے، فنڈز اور DCC کے issues تھے۔ محترم قائد حزب اختلاف نے DCC کمیٹی کا ذکر کیا ہے اور ان کے علاوہ ایک دو issues اور تھے۔ میں نے انہیں suggest کیا تھا کہ آپ وقت نکالیں، آپ کی اور وزیر اعلیٰ صاحب کی ایک میٹنگ ہونی چاہئے جس میں اس قسم کے issues پر face to face discussion ہو جائے کیونکہ اس کے ہمیشہ اچھے نتائج نکلے ہیں اور اچھا نتیجہ ہی نکلے گا۔ اس کے بعد پاکستان مسلم لیگ (ق) اور پاکستان پیپلز پارٹی کے پارلیمانی لیڈرز کے ساتھ بھی میری یہ بات ہوئی تھی تو پھر جس دن میٹنگ کا اہتمام کیا گیا اس دن وزیر اعلیٰ سے میری بات ہوئی تھی وہ یہی بات تھی کہ اپوزیشن کی تینوں جماعتوں کے پارلیمانی لیڈرز آپ سے ملیں گے اور قائد حزب اختلاف بھی ملیں گے۔ میرا خیال ہے کہ اس وقت شاید کوئی پارٹی پالیسی آڑے تھی تو اس دن قائد حزب اختلاف نے اس بات کو مناسب نہیں سمجھا اور یہ اس دن میٹنگ میں نہیں آئے جبکہ پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان مسلم لیگ (ق) کے دونوں پارلیمانی لیڈرز کی وزیر اعلیٰ سے ملاقات ہوئی تھی۔ میرا خیال ہے کہ کل کے event کو پوری قوم نے سراہا ہے اور قائد حزب اختلاف کے لئے شاید اب یہ ممکن ہے تو یہ دوبارہ اس بات پر غور کر لیں۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف اگر آپس میں مل بیٹھیں تو ان معاملات کو بڑی آسانی سے حل کیا جا سکتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ رانا صاحب نے بالکل ٹھیک بات کی ہے۔ میاں محمد نواز شریف وزیر اعظم پاکستان اگر خود جناب عمران خان کے گھر چلے گئے ہیں اور وہ سمجھتے تھے کہ اس issue پر ان کی پولیٹیکل پارٹی جو ایک stakeholder ہے اور خیبر پختونخوا میں ان کی حکومت ہے ان کو onboard لینا ضروری ہے۔ اگر وزیر اعلیٰ پنجاب یہاں ایوان میں آتے ہیں اور وہ اس خواہش کا اظہار کرتے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ بطور ایم پی اے ہم کوئی فنڈز نہیں مانگ رہے۔ یہ issues ہیں ان پر یہاں وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپنی پہلی تقریر جس میں وہ قائد ایوان منتخب ہوئے تھے اس میں کہا تھا کہ میں خود اپوزیشن کے پاس چل کر جاؤں گا۔ انہوں نے repeatedly دو

دفعہ کہا تھا اور ہم سمجھتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب سے ہمیں ملاقات برائے ملاقات کا کوئی شوق نہیں ہے لیکن جہاں تک ہمارے استحقاق کا معاملہ ہے تو وہ مجروح ہو رہا ہے۔ اس میں اگر وزیر اعلیٰ پنجاب اسمبلی کے اجلاس کے دوران ملنا چاہیں گے تو اس میں ہمیں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ہم اس پر بھی اپنی میٹنگ کر کے بات کر لیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب ہم Call Attention Notices لیتے ہیں۔ پہلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 332 میاں مناظر حسین رانجھا صاحب کا ہے، وہ اسے proceed نہیں کرنا چاہتے۔ اس لئے اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد دوسرا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 463 میاں محمود الرشید صاحب کا ہے۔ جی، میاں صاحب!

لاہور: جوہر ٹاؤن میں آٹھ افراد کے قتل سے متعلقہ تفصیلات

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) بحوالہ روزنامہ "دنیا" مورخہ 2014-02-19/18 کیا یہ درست ہے کہ لاہور جوہر ٹاؤن میں ایک ہی خاندان کے آٹھ افراد بیدردی سے قتل کر دیئے گئے؟

(ب) مذکورہ واقعہ میں ملزمان کی گرفتاری میں کیا پیشرفت ہوئی ہے، ایوان کو مکمل تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) اس میں یہ معاملہ میڈیا کے ذریعے بھی کافی highlight ہوا ہے اور اس معاملہ کا سب کو پتا ہے۔ یہ انتہائی افسوسناک اور دردناک واقعہ ہے کہ گھر کے ہی ایک فرد نذیر احمد جو اپنے بھائیوں میں سب سے بڑا تھا۔ اب تک کی جو تفتیش ہے، جو واقعات ہیں، موقع سے جو evidence collect ہوئی ہے، اس کی ایک handwriting بھی وہاں سے for investigation purpose میسر آئی تھی اور ایک آلہ قتل بھی وہاں پر تھا۔ وہاں ہلاک

ہونے والوں میں بچے، خواتین اور مرد شامل تھے۔ ان سب کے سر پر ہتھوڑے کے وار کر کے ہلاک کیا گیا۔ اس سے پہلے انہیں کھانے میں زہر دیا گیا اور جب وہ بے ہوش ہو گئے تو اس کے بعد متوفی نذیر احمد نے سارا واقعہ کیا اور اس کے بعد خود زہر پی کر ہلاک ہوا۔ یہ بات تقریباً scientific evidence کے ذریعے ثابت ہو چکی ہے کہ نذیر احمد ہی اپنے اہل خانہ کا قاتل تھا اور قتل کرنے کے بعد اس نے خُود کشی کی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس توجہ دلاؤ نوٹس کا جواب آ گیا ہے۔ اس لئے اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 481 محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ!

گجرات: لالہ موسیٰ میں چھ سالہ بچے کے اغواء اور قتل سے متعلقہ تفصیلات

محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ یکم مارچ 2014 "دنیا نیوز" ٹی وی چینل کی خبر کے مطابق لالہ موسیٰ گجرات میں ایک 6 سالہ بچے کو 50 لاکھ تاوان کے لئے اغواء کر کے قتل کر دیا گیا؟

(ب) اس کیس کی مکمل صورتحال سے ایوان کو آگاہ فرمائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!

(الف و ب) یہ درست ہے۔ یہ واقعہ ہوا اور چھ سالہ بچے مرتضیٰ کو تاوان کے لئے اغواء کیا گیا اور اس کے بعد پہچانے یا پکڑے جانے کے خوف سے اس بچے کو بڑی بے دردی کے ساتھ قتل کر دیا گیا۔ اس میں ملزمان عبداللہ اور علی رضا نامی اشخاص ہیں۔ ان دونوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور انہوں نے اپنا جرم تسلیم بھی کر لیا ہے۔ اس کے علاوہ جو دیگر evidences and circumstances ہیں انہوں نے بھی اس بات کی تصدیق کر دی ہے کہ یہ دونوں ملزمان ہیں جو جسمانی ریمانڈ پر پولیس کے پاس ہیں اور زیر تفتیش ہیں۔ اس مقدمہ کو یکسو کر کے انشاء اللہ چالان عدالت میں with in a weak time پیش کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، اس توجہ دلاؤ نوٹس کا جواب بھی آ گیا ہے اس لئے یہ توجہ دلاؤ نوٹس بھی dispose of کیا جاتا ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فتیانہ صاحب!

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ مجھ سے کل میرے ایک معزز ممبر ساتھی نے بات کی تھی کہ ہمارے ایم پی ایز بڑے مظلوم ہوتے ہیں۔ اس پر بڑا اعتراض کیا گیا تھا۔ میں اس میں تھوڑا سا اضافہ کرنا چاہوں گا کہ میرے خیال میں ہمارا ایم پی اے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ لوٹ مار کر گیا، اتنی کرپشن کر گیا اور لاکھوں روپے وہ حکومت سے لے رہا ہے تو میں یہ بتانا چاہوں گا کہ ہمارا وہ بے چارہ ایم پی اے قطعاً ایسا نہیں تھا۔ وہ بے چارہ تو اصل میں ہی مظلوم ہے۔ جناب! ایک ایم پی اے وہ ہوتا ہے جو اپنے گھر سے نکلتا ہے، کافی پیسے خرچ کرتا ہے اور اس مقام پر آتا ہے، اس floor پر آتا ہے تاکہ وہ عوام کی خدمت کر سکے۔ میں خود تو ایک اچھے گھرانے سے ہوں مجھے شاید اس چیز سے فرق نہیں پڑتا لیکن میرے بہت سے ایسے colleagues ہیں جو کہ ایک average family سے یا middle class family سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے بارے میں ہمیں یہ سوچنا چاہئے۔ کیا یہ ایوان صرف امیر لوگوں کے لئے ہے یا یہ ایوان ان لوگوں کے لئے بھی ہے جو کہ different social classes سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کو یہاں represent کرتے ہیں؟

جناب سپیکر! یہاں پر میڈیا کے بھائی بھی بیٹھے ہوئے ہیں میں یہ چاہوں گا کہ وہ یہ بتائیں کہ ہمارے یہاں کے ممبران کی دس ہزار روپے تنخواہ ہے، صرف دس ہزار روپے تنخواہ ہی نہیں ہے میں ان کو یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ ہر طرح کا الاؤنس ڈال کر انہیں کل 42 ہزار روپے ملتے ہیں۔ وہ اس 42 ہزار روپے میں کس طرح سے گزارا کرتے ہوں گے؟ یہ سب سوچ ہی سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں آپ کو یہ بتانا چاہوں گا کہ ہمارے کئی ممبران یہاں پر رہائش نہ ہونے کی وجہ سے آ نہیں سکتے کیونکہ یہاں پر ہاسٹل میں کمرے نہیں ہیں کہ وہ یہاں آ کر ہاسٹل میں ٹھہر سکیں۔ اس کے علاوہ حکومت ان کو ایک دن رہنے کے لئے صرف 15 سو روپیہ دیتی ہے جو اتنا کم ہے کہ ان پیسوں میں میرے خیال میں ریلوے سٹیشن کے قریب کسی چھوٹے سے ہوٹل میں مشکل سے کمرہ ملے گا۔ کیا یہ ہمارے ایم پی اے کا استحقاق ہے، اگر وہ مظلوم نہیں تو کیا ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! صرف یہی نہیں میں آپ کو یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ ہمارے جن بے چارے معزز ممبران کو کمرے مل جاتے ہیں ان سے lump sum 18 ہزار روپے لئے جاتے ہیں تو وہ بقیہ 24 ہزار روپے میں کیا حلقہ چلائیں گے، کیا عوام کی خدمت کریں گے، کیا چیز deliver کریں گے جس کے لئے وہ

آئے ہیں؟ میں یہاں پر اپنے معزز colleagues سے مذاق کرنے نہیں آیا بلکہ میں وہ حقیقت بیان کرنے آیا ہوں کہ یہاں یہ سمجھا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ میرے معزز colleague including me corrupt ہیں تو ہم corrupt نہیں ہیں۔ ہم لوگ صرف ستم ظریف اور حالات کے مارے ہوئے ہیں کہ ہمارے ایوان کے لیڈر ہم پر نظر کرم نہیں کرتے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آپ سے کہوں گا کہ میں نے جو مسئلہ آپ کو دیا تھا اس لئے نہیں دیا تھا کہ وہ میرے ذاتی مفاد کا تھا بلکہ وہ اس پورے ایوان کے مفاد کا تھا۔ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ میرے کئی ایسے بہن اور بھائی ہیں شاید جن کو بولنے کی اجازت نہیں کہ وہ اپنے حق میں آواز اٹھا سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں۔ یہاں سب کو بولنے کی اجازت ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! بات اتنی ہے کہ اگر ہم اس ایوان کے اندر بیٹھے ہوئے تین ساڑھے تین سو لوگ اگر اپنے استحقاق کا تحفظ نہیں کر سکتے اور اپنے لئے آواز نہیں اٹھا سکتے تو پھر اپنی دس کروڑ عوام کی کیا آواز اٹھائیں گے اور ہم ان کے استحقاق کے لئے کیا لڑائی کریں گے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جب بندہ خود کسی قابل نہیں ہے تو پھر اس نے کسی کی کیا خدمت کرنی ہے؟ اس کے علاوہ میں جو بات کر رہا تھا کہ Rules of Procedure کی کتاب ہمیں بتاتی ہے کہ اس طرح ممبر منتخب ہو کر آئے گا۔ یہاں آ کر یہ procedures follow یہ ہوں گے۔ اس طرح سے اپوزیشن لیڈر، لیڈر آف دی ہاؤس ہوں گے اور آپ ہوں گے۔ آپ ہم سب کو lead کریں گے، آپ اس ایوان کے Head ہوں گے اور ہم سب نے آپ کے حکم کو ماننا ہے اور تعمیل کرنی ہے۔ اسی طرح یہ کتاب یہ بھی بتاتی ہے کہ جو قانون میں نے آپ کو بتایا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: فتیانہ صاحب! آپ ایک کام کریں۔ میں نے آپ سے پہلے بھی کہا ہے کہ اس اجلاس کے بعد آپ آ جائیں اس پر ہم بیٹھ کر بات کر لیتے ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میری بات complete ہو لینے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: فتیانہ صاحب! مجھے پتا ہے آپ مجھے rules کے بھی حوالے دینے لگ گئے ہیں۔ آپ اجلاس کے بعد آ جائیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! یہ میری ذات کا مسئلہ نہیں ہے۔ آپ مجھے rule پڑھنے کا موقع دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: فتیانہ صاحب!آپ نے کل یہ پڑھ دیا تھا۔ میں نے آپ سے کہا ہے کہ آپ چیمبر میں تشریف لائیں، لاء منسٹر صاحب بھی ہوں گے تو اس پر بیٹھ کر بات کر لیں گے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ کوئی طریقہ نہیں ہے جو ممبران کو تنخواہ اور الاؤنسز ملتے ہیں وہ privilege act اس ایوان سے pass کیا ہوا ہے۔ اگر ان کو اعتراض ہے کہ وہ کم ہے تو یہ اس پر amendment move کریں۔ پوائنٹ آف آرڈر پر بیس بیس منٹ کی تقریر کا کوئی جواز نہیں بنتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: راناصاحب! بالکل ٹھیک ہے۔ فتیانہ صاحب!آپ چیمبر میں آ جائیں وہاں بات کریں گے۔ وزیر اعلیٰ کے مشیر صحت خواجہ سلمان رفیق صاحب یہاں پر موجود ہیں وہ آکر nurses کے احتجاج کے حوالے سے بات کریں۔ میں نے فتیانہ صاحب آپ کو floor دیا ہے اور آپ کی بات سن لی ہے۔ آپ میرے چیمبر میں آ جائیں اپوزیشن لیڈر صاحب کو بھی بلا لیتے ہیں اور لاء منسٹر صاحب سے بات کر لیں گے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں نے کل بھی اس پر بات کی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: فتیانہ صاحب! بالکل کل آپ نے بات کی تھی۔ سپیکر صاحب اور میں بھی کل یہاں پر موجود تھا ہم نے آپ کی بات سن لی تھی۔ آپ پلیز تشریف رکھیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

پنجاب اسمبلی کے سامنے احتجاج کرنے والی ہزاروں لیڈی ہیلتھ ورکرز کو وزیر اعلیٰ کی یقین دہانی کے باوجود ریگولر نہ کرنا

(---جاری)

مشیر صحت برائے وزیر اعلیٰ(خواجہ سلمان رفیق): جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ میں اس معزز ایوان کو اعتماد میں لوں۔ ہماری جو بچیاں اس وقت سڑک پر موجود ہیں میں ان کے بارے میں بتانا چاہوں گا کہ اس issue پر ہم تقریباً پچھلے تین ہفتوں سے working کر رہے ہیں۔ ینگ نرسنگ ایسوسی ایشن اور پنجاب نرسنگ ایسوسی ایشن کے تمام نمائندگان کے ساتھ ہم نے detail meetings کی ہیں اس میں، میں خود اور پارلیمانی سیکرٹری عمران نذیر صاحب بھی بیٹھتے

رہے، سیکرٹری ہیلتھ، ڈی جی ہیلتھ، ڈی جی نرسنگ اور ہمارے باقی لوگ بھی اس میں شرکت کرتے رہے ہیں۔ میں اس issues کو تفصیل کے ساتھ بتانا چاہوں گا تاکہ یہ تمام معزز بہنوں اور بھائیوں کے علم میں آجائے۔ ہمارے پاس چار categories میں بچیاں کام کر رہی ہیں۔ ایک category جو کہ ریگولر نرسز کی ہے ان کے اپنے issues تھے۔ ان کے issues ان کی promotion کے حوالے سے تھے کیونکہ گزشتہ چودہ پندرہ سال سے ان کی promotion نہیں ہوئی تھی۔ ہم نے ان کے ساتھ بیٹھ کر detail discussion کی ہے۔ چار نرسوں نے جب گریڈ-16 سے گریڈ-17 میں جانا ہے اور جب وہ head nurse بنیں گی تو اس کے لئے ہماری ان سے باتیں طے ہو گئی تھیں کہ ہمارے پاس سسٹم میں 250 سیٹیں موجود ہیں، ہم اسی مہینے کے آخر میں ڈی پی سی کر رہے ہیں لیکن یہ ناکافی تھیں۔ ہم نے محکمہ خزانہ سے بات کی، اپنے سسٹم کو دیکھا اور ہم اس میں انشاء اللہ کئی گنا اضافہ کر رہے ہیں۔ ہم انشاء اللہ چھ سے آٹھ ماہ میں 20 اور 21 سال سے جو بچیاں ایک ہی گریڈ میں کام کر رہی ہیں ان سب کو promote کر دیں گے۔ ایک ان کا issue تھا کہ ان کو جو allowances ملتے تھے ان کے dress allowance، ان کے mess allowance، اس میں maternity یا چھٹی پر جانے کی صورت میں جو کٹوتی ہوتی تھی۔ ہم نے ان کی اس بات کو تسلیم کیا، اس سے اتفاق کیا ہے اور ہم اس کو بھی فنانس ڈیپارٹمنٹ سے مل کر انشاء اللہ notify کروا دیں گے۔ اس کے بعد جن جگہوں یا ہوسٹلز میں وہ بچیاں رہائش پذیر تھیں اور جن سکولز میں پڑھ رہی تھیں ان کے حوالے سے ان کی resolution تھی کہ وہاں پر ماحول کو بہتر کرنے کی ضرورت ہے۔

(اذان ظہر)

جن سکولز میں وہ بچیاں پڑھ رہی ان کو بہتر کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم نے اس کو ok کیا اور وزیر اعلیٰ سے بات کی ہے اور تقریباً دس کروڑ سے زائد رقم مختص کی ہے۔ تو انشاء اللہ اس سال ہم ان کی رہائش اور سکولز کو بہتر کریں گے۔ ایک ان کی ڈیمانڈ تھی کہ جب ہم پوسٹ گریجویشن کرتی ہیں تو اس میں ہم کو اعزازیہ ملنا چاہئے۔ ہم نے کچھ عرصہ پہلے ڈاکٹرز کو ایف سی پی ایس جتنی بھی scholarships ہیں ان کو اعزازیہ دیا تھا اور پانچ ہزار اعزازیہ ان کو دینا شروع کر دیا ہے۔ ہم نے اس سے بھی اتفاق کیا اور کہا ہے کہ ایک recommendation ہم HEC کو بھیجیں گے جب HEC اس کو wet کر دے تو ہم آپ کو دینا شروع کر دیں گے۔ ریگولر بیٹیاں جو ہمارے ساتھ کام کر رہی ہیں یہ ان کے مطالبات تھے۔ contract mod پر ہمارے ساتھ آٹھ سو سے زائد بچیاں کام کر رہی ہیں۔ contract mod

میں ہم ان کو ریگولر کر سکتے تھے۔ ہم نے ان کی اس بات سے اتفاق کیا اور وہ سمری ہم نے move کر دی ہے اور وہ بچیاں بھی انشاء اللہ ریگولر ہو جائیں گی۔ ایڈہاک میں دو طرح کی بیٹیاں ہمارے ساتھ کام کر رہی ہیں۔ ایک بچیاں وہ ہیں جو ہمارے سرکاری اداروں سے پڑھتی ہیں۔ ان کو ہم bonded nurse کہتے ہیں وہ ہمیں bond دیتی ہیں اور اس بات کو ensure کرتی ہیں کہ وہ سرکاری اداروں اور سرکاری ہسپتالوں میں کام کریں گی۔ اس کے ساتھ جب فرسٹ ائیر، سیکنڈ ائیر، تھرڈ ائیر میں پڑھتی ہیں تو وہ پڑھ بھی رہی ہوتی ہیں اور ہسپتال میں آکر خدمت بھی کر رہی ہوتی ہیں۔ So service rule کے تحت ہم ان بچیوں کو job دے سکتے تھے مگر 180 بچیاں ایسی بھی ہمارے سسٹم میں آ گئی ہیں جن میں سے کسی کو دو سال پہلے اور کسی کو تین سال پہلے بھرتی کیا گیا ان لوگوں کے خلاف ہم کارروائی کر رہے ہیں۔ ایڈہاک mod میں جب آپ کسی کی تعیناتی کرتے ہیں تو ظاہر ہے کہ وہ regular job نہیں ہوتی۔ پبلک سروس کمیشن سے جو ڈاکٹرز ہوں، پیرامیڈکس ہوں، نرسز ہوں۔ وہ جب بھی آتی ہیں تو ان کو replace کر لیتی ہیں۔ 266 ایڈہاک بچیوں کو re appoint کیا جا رہا تھا بات صرف 180 بچیوں کی تھی اور اس کی ایک اور وجہ تھی کہ ہماری ایک بیٹی پچھلے سال ہائیکورٹ میں چلی گئی تھی اور فاضل عدالت نے محکمہ صحت کے موقف سے اتفاق کیا اور ان کی اپیل کو خارج کر دیا تھا۔ میں بات کو short کرتا ہوں کہ پرسوں رات ہم ان سے مذاکرات میں تھے ظاہر ہے جب بیٹیاں سڑکوں پر بیٹھی ہوں جس طرح کہ ہم تمام لوگوں کی جو feelings ہیں کہ بچیوں کو سڑک پر نہیں بیٹھنا چاہئے۔ ہم پرسوں رات نو بجے ان کے پاس گئے تھے۔ سیکرٹری ہیلتھ، ڈی جی ہیلتھ، ڈی جی نرسنگ بھی ہمارے ساتھ تھیں۔ ہم نے صبح ساڑھے پانچ بجے تک تقریباً آٹھ نو گھنٹے ان کے ساتھ مذاکرات کئے اور کوئی دو گھنٹے سڑک پر ان کے ساتھ بیٹھے رہے۔ پھر ہم نے YNA سے مذاکرات کئے اور ان بچیوں سے مذاکرات کئے۔ ان کو ہم نے سمجھانے کی پوری کوشش کی اور پھر ہم نے ان کو یہ بھی کہا کہ جن کا ایڈہاک ختم ہوا تھا ان کو کہا گیا تھا کہ آپ تمام بچیاں continue کریں۔ پہلی بات ہے کہ کسی بچی یا کسی نرس کو terminate نہیں کیا گیا۔ 28۔ فروری تک ہم سب کو تنخواہ دے رہے تھے مگر پرسوں رات ہم نے ان کو یہ ensure کیا کہ آپ واپس جا کر اپنی ڈیوٹیاں کریں۔ آپ continue کریں آپ کو تنخواہ ملے گی۔ ہم نے 1450 بچیوں کی requisition پبلک سروس کمیشن میں بھیج دی ہے۔ ہمارے پاس تین ہزار کی capacity موجود ہے اور یہ بچیاں ستائیس یا اٹھائیس سو ہیں جن میں سے 2600 وہ ہیں جو سرکاری سکولوں سے پڑھی ہوئی ہیں اور 180 بچیاں وہ ہیں جو پرائیویٹ اداروں سے پڑھی ہوئی ہیں۔ ہم نے ان کو ایک اور favor بھی دی

کہ پبلک سروس کمیشن میں جب آپ کا interview ہوگا تو آپ کو experience کے نمبر بھی ملیں گے۔ہزاروں کی تعداد سے جو بچیاں اداروں سے پڑھی ہوئی ہیں۔ظاہر ہے کہ ان کا بھی حق ہے کہ وہ سسٹم میں آئیں اور ان کو بھی نوکری دینا حکومت کا حق ہے۔1450 کی requisition میں نے بھیج دی ہے اور تین سے چار ماہ کے بعد جونہی یہ سسٹم مکمل ہوگا پندرہ سو، ساڑھے پندرہ سو بچیوں کی requisition اور بھیج دیں گے اور یہ سلسلہ صرف تین ہزار پر ختم نہیں ہوگا جب چھ سے آٹھ ماہ میں گریڈ۔16 سے ریڈ۔17 میں ہماری بچیاں promote ہوں گی تو کئی سو اسامیاں اور خالی ہو جائیں گی۔میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ پبلک سروس کمیشن ایک constitutional body ہے۔ہم اس کو overrule نہیں کر سکتے ہم adhocism کو وقت کے ساتھ ساتھ ختم کر رہے ہیں کہ بچیاں اور بچے قابلیت کی بنیاد پر، مقابلے کی بنیاد پر اور میرٹ کی بنیاد پر پبلک سروس کمیشن سے آئیں۔ہم نے ان بچیوں کو واضح favour دی ہے کہ آپ نے جو experience حاصل کیا اور جو ہمارے مریضوں کی خدمت کی اس کے نمبر آپ کو پبلک سروس کمیشن سے ملیں گے۔یہ تمام بچیوں کی ایک اکثریت ہے اور ان کی کثیر تعداد ہے یہ دوبارہ پبلک سروس کمیشن سے regular بنیاد پر واپس آ جائیں گی۔ان کی اسامیاں تین ہزار ہیں لیکن promotion کے بعد یہ چار ہزار تک بھی جا سکتی ہیں۔کل رات بھی ڈی جی صاحب اور ڈی جی نرسنگ صاحبہ ان بچیوں کے پاس گئے تھے۔ان میں سے آدھی بچیوں نے withdraw کیا اور rejoin بھی کر لیا ہے۔اب وہ بچیاں کہہ رہی ہیں کہ adhoc کو regular کریں۔اس میں مسئلہ یہ آ رہا ہے کہ اس کا کوئی قانون موجود نہیں ہے۔محکمہ صحت میں صرف بچیاں cadres پر کام نہیں کر رہی ہیں بلکہ اس کے علاوہ ہمارے پاس ڈاکٹروں کے cadres ہیں وہ بھی adhoc پر کام کر رہے ہیں۔یہ اس وقت تک کام کرتے ہیں جب تک پبلک سروس کمیشن سے کوئی مستقل ڈاکٹر ان کی جگہ پر آ کر نہیں لگ جاتا۔یہی صورتحال paramedics کی ہے۔محکمہ صحت میں ہزاروں کی تعداد میں adhoc پر لوگ موجود ہیں اور پنجاب کے مختلف محکموں میں بھی adhoc پر لوگ موجود ہیں۔ہم صرف چند بچیوں کے لئے پورے قانون اور service rules کو تبدیل نہیں کر سکتے۔بنیادی طور پر بھی یہ اُس بچی کا right ہے جس نے ڈپلومہ کیا یا ڈگری حاصل کی ہے اور وہ ہزاروں کی تعداد میں ہیں جو گھروں میں بیٹھی ہوئی ہیں س لئے اگر open competition میں یہ بچیاں دوبارہ آ جائیں گی تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کسی بچی کو terminate نہیں کیا گیا۔یہ پچاس، سو یا ڈیڑھ سو بچیاں جو اس وقت سڑک پر بیٹھی ہیں یہ سب job میں ہیں۔ان کو continue کرنے

کے لئے کہہ دیا گیا ہے لیکن جب پبلک سروس کمیشن سے انہی میں سے کوئی بچی آ جائے گی تو اس کو replace کر دیا جائے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب!

صوبہ میں جگر کی بیماری کا وسیع پیمانے پر علاج کا مطالبہ

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر محکمہ صحت سے متعلق ہے۔یہاں پر وزیر اعلیٰ کے مشیر موجود ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ جگر کے transplant کا ہمارے صوبہ اور ملک میں علاج تو ضرور ہو رہا ہے لیکن یہ علاج بڑے تھوڑے پیمانے پر ہو رہا ہے۔ اس وقت یہ بیماری بہت زیادہ پھیل رہی ہے۔ میری آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ کے مشیر صاحب سے یہ گزارش ہے کہ جگر کے علاج کے لئے مریضوں کو اپنے ہمسایہ ممالک انڈیا یا چائنا جانا پڑتا ہے اس لئے علاج کی سہولتوں کو بہتر کرنے کے لئے، لوگوں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچانے کے لئے اور جو لوگ affordable نہیں ہیں ان کو زیادہ facilitate کرنے کے لئے پاکستان اور پنجاب میں زیادہ سے زیادہ سہولت فراہم کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، خواجہ صاحب!

مشیر برائے وزیر اعلیٰ (خواجہ سلمان رفیق): جناب سپیکر! پنجاب میں شیخ زید ہسپتال واحد پبلک سیکٹر ہے جہاں پر ہم نے liver transplant شروع کیا تھا اور وہ facility الشفاء اور اس کے بعد پنجاب میں ہے۔ liver transplant کو یا کسی بھی speciality کو خاص طور پر جو organ transplant ہے اس کو establish کرنے کے لئے جو human resource چاہئے وہ ہوتا ہے، جو ٹریننگ چاہئے وہ ہوتی ہے اور جو expertise چاہئیں وہ ہوتی ہیں مگر اس کے لئے تھوڑا وقت لگتا ہے۔ ابھی بھی ہمارا "اپالو" کے ساتھ contract ہے ہمارے اپنے لوگوں کی capacity building ہو رہی ہے۔ ہم بچوں کے liver transplant پر بھی شروعات کر رہے ہیں اس کی منظوری وزیر اعلیٰ صاحب نے دی ہے لیکن اس کو بھی چلڈرن ہسپتال میں شروع کرتے ہوئے چھ سے آٹھ ماہ لگیں گے۔ اس میں سرجن ہیں، نرسنگ کی ٹریننگ ہے اور ڈاکٹروں کی ٹریننگ ہے۔ محکمہ صحت اور حکومت پنجاب organs transplant پر کام کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ heart transplant جو پاکستان میں نہیں ہے اس پر

ہم نے ملتان انسٹیٹیوٹ میں ابھی discussion کی ہے اور اس پر بھی پیشرفت کر رہے ہیں۔ ہم جو پنجاب میں organ transplant ہے اس کی specialty کو بہتر سے بہتر کرنے کی پوری کوشش کریں گے۔

سرکاری کارروائی

مسودات قانون

(جو متعارف ہوئے)

مسودہ قانون محمد نواز شریف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی یونیورسٹی ملتان مصدرہ 2014

MR ACTING SPEAKER: Now, We Government Business. Minister for Law to introduce Muhammad Nawaz Shareef University of Engineering and Technology Multan Bill 2014.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah khan): Mr Speaker! I introduce Muhammad Nawaz Shareef University of Engineering and Technology Multan Bill 2014.

MR ACTING SPEAKER: Muhammad Nawaz Shareef University of Engineering and Technology Multan Bill 2014 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and it is referred to the Standing Committee on Education for report within one month.

مسودہ قانون (ترمیم) صنعتی تعلقات پنجاب مصدرہ 2014

MR ACTING SPEAKER: Now, Minister for Law to introduce the Punjab Industrial Relations (Amendment) Bill 2014.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah khan): Mr Speaker! I introduce the Punjab Industrial Relations (Amendment) Bill 2014.

MR ACTING SPEAKER: The Punjab Industrial Relations (Amendment) Bill 2014 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and it is referred to the Standing Committee on Labor and Human Resource for report within one month.

مسودہ قانون تولیدی، دوران حمل، نومولود و بچگان صحت اتھارٹی پنجاب مصدرہ 2014

MR ACTING SPEAKER: Now the Punjab Reproductive, Maternal, Neo-Natal and Child Health Authority Bill 2014. Minister for Law to introduce the Punjab Reproductive, Maternal, Neo-natal and Child Health Authority Bill 2014.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah khan): Mr Speaker! I introduce the Punjab Reproductive, Maternal, Neo-natal and Child Health Authority Bill 2014.

MR ACTING SPEAKER: The Punjab Reproductive, Maternal, Neo-natal and Child Health Authority Bill 2014 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and it is referred to the Standing Committee on Health for report within one month.

مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب مینٹل ہیلتھ مصدرہ 2014

MR ACTING SPEAKER: Now, the Punjab Mental Health (Amendment) Bill 2014. Minister for Law to introduce the Punjab Mental Health (Amendment) Bill 2014.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah khan): Mr Speaker! I introduce the Punjab Mental Health (Amendment) Bill 2014.

MR ACTING SPEAKER: The Punjab Mental Health (Amendment) Bill 2014 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and its refer to the Standing Committee on Health for Report within one month.

مسودات قانون

(جو زیر غور لائے گئے)

مسودہ قانون (ترمیم) شہری ترقی پنجاب مصدرہ 2014

(---جاری)

MR ACTING SPEAKER: Now, we resume Clause by Clause consideration of the Bill Development of Cities Amendment Bill 2014. Consideration of the Bill up to Clause 9 was completed on 12th March 2014. Now, we take up Clause 10.

CLAUSE 10

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR. ACTING SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR ACTING SPEAKER: Now, Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR ACTING SPEAKER: Now, Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Development of Cities (Amendment) Bill 2014, be passed."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Development of Cities (Amendment) Bill 2014, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Development of Cities (Amendment) Bill 2014, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

(نعرہ ہائے تحسین)

مسودہ قانون لاہور گیریژن یونیورسٹی مصدرہ 2014

MR ACTING SPEAKER: First reading starts. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah khan): Mr Speaker! I move:

> "That the Lahore Garrison University Bill 2014, as recommended by the Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Lahore Garrison University Bill 2014, as recommended by the Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

There is an amendment in it, the amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rashseed, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Mr Muhammad Siddique Khan, Dr Murad Raas, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhachar, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Khurram Shahzad, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mr Ali Raza Khan Dreshak, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Mr Shahabuddin Khan, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Mr Khurram Jahangir Wattoo, Khawaja Muhammad Nizam-ul- Mehmood, Rais Ibrahim Khalil Ahmed, Makhdoom Syed Ali Akbar, Mrs Faiza Ahmed Malik, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas

Hassan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Dr Muhammad Afzal, Mr Ahmad Shah khagga, Mrs Baasima Chaudhary. Any mover may move it.

DR NAUSHEEN HAMID: I move:

> "That the Lahore Garrison University Bill 2014, as recommended by the Standing Committee on Education, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 30th April 2014."

MR. ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Lahore Garrison University Bill 2014, as recommended by the Standing Committee on Education, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 30th April 2014."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah khan): Mr. Speaker! I oppose.

جناب قائم مقام سپیکر: جی، oppose ہوا ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! یہ جو بل لایا گیا ہے میں سمجھتی ہوں کہ تعلیم کو promote کرنے کے لئے بہت اچھا step ہے کیونکہ تعلیم ہماری پہلی ترجیح ہے اور اگر ہم اپنی قوم کو اس طرف لے کر جانا چاہتے ہیں تو تعلیم ہی وہ واحد ذریعہ ہے جس سے ہماری قوم ترقی کر سکتی ہے لیکن اس بل میں کچھ چیزیں ایسی ہیں جو کہ قابل غور ہیں اور انہیں دیکھنا چاہئے اسی لئے ہم یہ recommendations دے رہے ہیں کہ اسے public opinion کے لئے elicit کیا جائے۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ ایک پرائیویٹ سیکٹر کی یونیورسٹی ہے جسے ہم چارٹر دینے جا رہے ہیں۔ اس میں دیکھنا یہ ہے کہ جب ہم پرائیویٹ سیکٹر کو چارٹر دے دیں گے تو کیا ہم ان پر کوئی چیک اینڈ بیلنس بھی رکھ رہے ہیں کیونکہ عموماً دیکھا یہ گیا ہے کہ جب پرائیویٹ سیکٹر کے ادارے حکومت کے کنٹرول میں نہیں ہوتے ان کا فیس سٹرکچر ان کے اساتذہ کی تنخواہیں اور نہ ہی والدین کے مسائل حکومت کے کنٹرول میں ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں ایک بہت اچھا قدم حکومت پنجاب کی طرف سے 2012 میں ایک ایجوکیشن کمیشن کی تشکیل دینے کے لئے ایک

recommendation دی گئی تھی جسے public opinion elicit کرنے کے لئے اخبارات میں بھی مشتہر کیا گیا تھا۔ یہ ایک اچھا قدم تھا جس کی وجہ سے پرائیویٹ سیکٹر کے اداروں پر حکومت کا کوئی چیک اینڈ بیلنس رہتا مگر 2012 فروری تک ان کی تجاویز مانگی گئی تھیں جس پر لاکھوں لوگوں نے اپنی تجاویز بھی دی تھیں اور in put آیا تھا لیکن اس کے اوپر کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ ایجوکیشن کمیشن جو کہ recommend کیا گیا تھا، اس کے بنانے کے بعد اگر پرائیویٹ سیکٹر کی یونیورسٹیوں اور اداروں کو چارٹر دیں تو یہ ایک بہتر قدم ہوگا۔ اس کے علاوہ اس بل میں ایک دو چیزیں قابل غور ہیں جن میں پہلے نمبر پر یہ ہے کہ اس کے اندر انہوں نے جو basic science subjects introduce کروائے ہیں ان میں فزکس، کیمسٹری اور ریاضی ہے جبکہ بیالوجی بھی ایک بہت اہم subject ہے اور میرا خیال ہے کہ اس کی demand بھی بہت زیادہ ہے۔ اس یونیورسٹی کے پاس پہلے ہی دو functional campus موجود ہیں اور وہاں پر بیالوجی کی اچھی ٹیچرز بھی موجود ہیں تو میں سمجھتی ہوں کہ اگر اس کے اندر بیالوجی کا مضمون بھی add کر دیا جاتا تو اس سے ہم بہتر سروس فراہم کر سکتے تھے۔

جناب سپیکر! ابھی حال ہی میں 8۔ مارچ کو خواتین کا دن declare کیا گیا اور اس سلسلے میں حکومت نے کچھ اچھے اقدامات کی announcement کی تھی، اس میں female representation بڑھائی گئی تھی مگر ہمیں اس بل کے اندر صرف ایک خاتون کو ڈال دینے سے وہ requirement پوری نہیں ہوتی اور عملی طور پر اس میں خواتین کی نمائندگی نظر نہیں آ رہی ہے۔ اس بل کے اندر ایک step مزید یہ ہے کہ یہ ادارہ فوج کا ایک انسٹیٹیوشن ہے جو کہ فوج کے under آتا ہے اور فوج والوں کے جو اپنے لوگ ہوتے ہیں ان کے لئے تو بہت ساری concession رکھی ہوتی ہیں، ان کے لئے فیس سٹرکچر میں بھی بہت concession ہوتی ہے اور انہیں دوسری مراعات بھی دی جاتی ہیں لیکن سویلین کے لئے اس بل کے اندر as such کچھ نظر نہیں آ رہا کہ ان کے لئے بھی کوئی اس طرح کا کوٹا رکھا گیا ہے کہ جس کے تحت انہیں بھی مراعات دی جائیں گی۔ یونیورسٹی کی جو آمدنی ہوگی اس میں سے سکالرشپ دو فیصد رکھا گیا ہے تو میں ایک یہ بھی recommendation دینا چاہوں گی کہ public opinion بھی لے لیا جائے اور اسے دو فیصد سے بڑھا دیا جائے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ یہ سکالرشپ ہونہار طلباء کے لئے ہوگا اور جو میرٹ پر آئے ہوں گے تو اس کے اندر غریب بچوں کے لئے بھی کوئی کوٹا نہیں رکھا گیا کہ جو deserving بھی

ہوں اور بے شک وہ اتنے ذہین نہ ہوں کہ وہ سکالرشپ کے معیار پر پہنچیں مگر ان کے لئے کوئی کوٹا ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! اس بل میں بورڈ آف گورنرز کا جو format بنایا گیا ہے تو اس کے ایک ممبر HEC کے چیئرمین بھی ہیں اور آپ کے توسط سے یاد دہانی کروانا چاہوں گی کہ پچھلے کئی مہینوں سے بلکہ پچھلے ایک سال سے HEC کا چیئرمین تعینات نہیں کیا گیا۔ 12-02-2014 آخری تاریخ اسلام آباد ہائیکورٹ کی طرف سے دی گئی تھی کہ HEC کے چیئرمین کی تعیناتی کی جائے مگر some how حکومت نے عدالت کے حکم کو تسلیم نہیں کیا اور آج تک تعیناتی نہیں کی گئی اور یہ ایک بہت اہم قومی ادارہ ہے اور میرا خیال ہے کہ اس کے چیئرمین کے بغیر a ship without a captain والا حال ہے۔ تعلیم اوّلین ترجیح ان کے کہنے کے مطابق ہے مگر اتنے اہم قومی ادارے کا چیئرمین آج تک مقرر نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر! آنریری ڈگری کا ذکر ہے کہ یونیورسٹی کے تحت آنریری ڈگریاں بھی دی جائیں مگر اس حوالے سے کوئی معیار نہیں بتایا گیا تو میں سمجھتی ہوں کہ اس میں یہ بھی addition ہونا چاہئے کہ آنریری ڈگری اسی آدمی کو دی جائے گی جس کی ایجوکیشن کی فیلڈ میں کوئی prominent service ہو۔ یہ تھوڑی سی recommendations تھیں اور میرا خیال ہے کہ اگر public opinion کے لئے اسے ہم مشتہر کریں تو ہمیں اس طرح کی اور بھی recommendations ملیں گی۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ!

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! مجھے وقت دینے کا بہت شکریہ میں سمجھتی ہوں کہ یہ جو بل آج ہم منظور کرنے جا رہے ہیں یہ حکومت کی طرف سے ایک اچھا اقدام ہے کیونکہ میں سمجھتی ہوں کہ تعلیم ہمارا goal ہے کہ پاکستان میں ہر بچہ تعلیم یافتہ ہو اور اس قسم کے اقدام کرنے کے بعد بہت سی سہولیات بچوں کو ملیں گی اور وہ مزید آگے بڑھیں گے اور ترقی کریں گے لیکن میں سمجھتی ہوں کہ اس بل میں کچھ ایسی باتیں ہیں جو میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتی ہوں اور میں یہ اس لئے چاہتی ہوں کہ اس بل کے متعلق عام عوام کو بتایا جائے، اسے elicit کیا جائے، اسے مشتہر کیا جائے تاکہ تمام لوگ اسے دیکھیں اور لوگوں کی طرف سے اچھی opinion لی جا سکیں۔ جب ہم کسی بھی قانون کو بناتے ہیں تو وہ لوگوں کے لئے بناتے ہیں، ہم اپنے لئے قانون نہیں بناتے اور قانون اس لئے بنائے جاتے ہیں کہ لوگوں کو facilitate کیا جائے اور ان کے لئے آسانیاں پیدا کی جائیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس میں لوگوں کی

رائے شامل کرنا بہت لازمی ہے اور مجھے اس بات کی بھی سمجھ نہیں آ رہی کہ ہمارے لاء منسٹر صاحب جلدی جلدی اپنے قانون پاس کروا رہے ہیں اور عام لوگوں کی رائے کو اس میں شامل نہیں کرنا چاہ رہے۔ یہ بہت اچھی بات ہے اور ہم اسے appreciate بھی کرتے ہیں لیکن کیا ہی اچھا ہوتا کہ ہم اپنے پنجاب کے لوگوں کی رائے بھی اس میں شامل کرتے۔

جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں اپنی رائے دینا چاہتی ہوں اور اس بل کے حوالے سے میں سمجھتی ہوں کہ generally کوئی کوٹا مختص نہیں کیا گیا۔ ہمارے معاشرے میں کمزور طبقات بھی ہیں جس میں خواتین ہیں، سپیشل بچے ہیں اور اقلیتیں ہیں جن کے لئے اس بل میں کسی قسم کا کوئی کوٹا مختص نہیں کیا گیا کہ وہ اس یونیورسٹی میں کس طرح سے شامل ہو کر فائدہ اٹھا سکیں گے۔ اس کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ اس میں کوئی فیس سٹرکچر نہیں ہے کہ کتنی فیس ہو گی کیونکہ عام طور پر اس طرح کی پرائیویٹ یونیورسٹیاں، کالجز اور سکولز اپنا ہی فیس سٹرکچر رکھتے ہیں اور مڈل کلاس سے تعلق رکھنے والے بچے یا غریب بچے صرف اس لئے داخل نہیں ہو سکتے اور اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے کہ وہ شاید وہاں کی فیس ادا نہیں کر سکیں گے۔ مجھے یہ ڈر ہے کہ یہ یونیورسٹی ایک خاص اور مخصوص طبقے کے لئے محدود ہو کر نہ رہ جائے جیسے کہ اس کی ایک Clause سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پر جو داخلے ہوں گے، خاص طور پر اگر Clause 5 دیکھیں جس میں بڑا واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ:

Subject to reasonable restriction

اب ایک طرف تو آپ کہہ رہے ہیں کہ it will be open for all ہر ایک کے لئے یہاں پر facility ہو گی کہ ہر بچے کو یہ اجازت ہو گی کہ وہ یہاں پر داخلہ لے سکے indiscriminately نہ اس کے اوپر قوم، علاقہ اور ڈومیسائل کی کوئی تفریق نہیں کی جائے گی لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ subject to reasonable restriction اب یہ اپنے آپ کو ہی contradict کر رہا ہے اور اس سے ایسے لگتا ہے کہ آپ کے ذہن میں اور آپ کے اندر کوئی ایسی بات ہے کہ آپ اس clause کے تحت کچھ بچوں کو اس سے محدود کر دیں گے اور انہیں restrict کر دیں گے اور وہ اس یونیورسٹی میں داخل نہیں ہو سکتے۔ اگر اس قسم کے کوئی خدشات بھی ہیں تو میں سمجھتی ہوں کہ اس کے لئے ایک extra clause بنانے کی ضرورت ہے بجائے اس کے کہ ہم اس کو generalize کر دیں۔ اس سے بہت سے لوگ محروم ہو جائیں گے اس لئے اس Clause کو ختم کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! اس بل میں کوئی بھی ایسی کمیٹی نہیں ہے جسے ہم ڈسپلن کمیٹی کہہ سکیں۔ یہ ڈسپلن کمیٹی ہم نے Academic Council کے سپرد کر دی ہے۔ Academic Council کا کام ڈسپلن اور conduct کو دیکھنا نہیں ہوتا بلکہ اس کا کام نصاب کو دیکھنا ہوتا ہے، اس کا کام اور بہت سی چیزوں کو چیک کرنا ہوتا ہے، subjects کو چیک کرنا ہوتا ہے نہ کہ ڈسپلن کو اور ڈسپلن بہت اہم چیز ہے، خاص طور پر کسی بھی ادارے میں ڈسپلن ہونا، بچوں کا conduct دیکھنا اس میں missing ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ ہونا بہت ضروری ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: order in the House خاموشی اختیار کریں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! اس کو اگر ہم آگے پڑھیں تو اس میں appointment of Vice Chancellor بھی بڑی مدھم ہے اس میں کچھ سمجھ نہیں آ رہی it is not clear at all اگر ہم Clause 10 دیکھیں تو اس میں لکھا ہے:

> The government shall on recommendation on search committee appoint the Vice Chancellor.

اب اس Bill میں Search Committee کا کوئی ذکر نہیں ہے اور اگر کوئی ایسی search committee ہے تو ہمیں Law Minister بتا دیں کہ وہ کون سی Search Committee ہے جس کے تحت Vice Chancellor کا چناؤ کیا جائے گا کیونکہ اس Bill میں اُس کا ذکر نہیں ہے اس لئے یہ بالکل unclear ہے اس میں کوئی clarity نہیں ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس university کا audit بھی بہت vague ہے جو clear نہیں ہے اور اس چیز کو بھی واضح کرنے کی ضرورت ہے جو Board of Governor ہے اُس میں یہ درج کیا گیا ہے کہ اگر Vice Chancellor چھٹی پر چلا جاتا ہے یا وہ resign کر دیتا ہے یا اپنی بیماری کی وجہ سے وہ اپنی services کو continue نہیں کر سکتا تو اس میں لکھا گیا ہے جو چیئر مین ہو گا وہ کسی شخص کو بھی اُس کے لئے appoint کر دے گا اور میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ کسی بھی شخص کو appoint کرنا درست نہیں ہے۔ اسی Bill میں اگر آپ دیکھیں تو 18 Clause پیرا 3 میں بڑا clearly لکھا ہے کہ جتنے بھی office bearers ہوں گے elected members ہوں گے، sorry، وہی hold offices کر سکیں گے اس لئے یہ Clause بھی جو اپنے آپ کو ہی contradict کر رہا ہے اس قسم کی اور بھی بہت سی باتیں ہیں جن کو دیکھنے کی ضرورت ہے اور اس لئے یہ بہت ضروری ہے کہ اس Bill کو ہم لوگوں تک پہنچائیں جتنی بھی نظروں سے یہ گزرے گا، جتنے بھی لوگ

اس کو پڑھیں گے اور جتنے بھی ذہن اس میں لگیں گے تو یہ خوبصورت اور اچھاBillبن کر آئے گا جس سے بہت سے لوگ فائدہ اُٹھا سکیں گے اس لئے میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ جوBillہے اس میںrulesپر بھی بات کرنا چاہتی ہوں کہ کون سے rulesہیں، کوئیrulesنہیں بنائے گئے as prescribed bythe Governmentکے ذہن میں جوrulesہیں وہ عوام تک بھی تو آنے چاہئیں لوگوں کو بھی پتا چلے اسBillمیں اس کا ذکر ہونا چاہئے حکومت نے اسBillپر عملدرآمد کے لئےrulesبنانے ہیں، وہ کیوں نہیں بنائے گئے، کسی کو اس بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔اس Billکے بارے میں کچھ پتا نہیں ہے۔اسBillکے حوالے سے عوام کی رائے معلوم کرنا بہت ضروری ہے اور یہ صرف اسBillکو مشتہر کر کے حاصل کی جا سکتی ہے جو کہ بہت اچھا اقدام ہوگا۔حکومت کو بھی اسBillکے حوالے سے بڑے دل کا مظاہرہ کرنا پڑے گا اورBillکو عام کر کے اس کو اخبارات میں دیں اورwebsitesپر دیں تاکہ عوام کی رائے اس میں شامل کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! شکریہ۔آج جو ہماراissueہے وہ Garrison Universityہے اس کے اوپر ہم نےamendmentدی ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری حکومت کا یہ دعویٰ ہے کہ پنجاب کے اندر تعلیمی اصلاحات اور تعلیمی انقلاب لا کر یقیناً اچھےstepsاٹھائیں گے تو انقلاب بھی آئے گا۔ میری گزارش ہے کہ ضرورuniversityبنائیں لیکنuniversityبنانے جا رہے ہیں تو اس میں جو بہت سارےmeasuresہیں ان کو لینا ضروری ہے۔ جوBillہم نے دیکھا ہے اسBillکے اندر ہمیں کچھ چیزیں نظر آئیں مجھ سے پہلے کچھ لوگوں نے اس میں مختلف چیزوں پر ذکر کیا لیکن مجھے جو نظر آیا وہ یہ ہے کہ اس کے اندر کوئی چیز واضح نہیں کی گئی کہ حکومت اسے بنانے جا رہی ہے تو فیسوں کا جو تعین ہے اور فیسیں کسmeritکے تحت اسuniversityکی رکھی جائیں گی اُس بارے میں کوئی چیزclear نہیں ہے تو میریrequestہے اورsuggestionہے کہ اس کی فیسیں جوPunjab university یا اور ہماری سرکاریuniversitiesہیں ان کےlevelپر رکھی جائیں لیکن اس کے لئے بھی ضروری ہے کہ اگر حکومت تعلیمی اصلاحات لانا چاہتی ہے تو پھر جو تعلیم کے اوپرtaxہے اس کو پہلے ختم کرنا ہوگا۔ جس حکومت نے آتے ہی تعلیم اور بچوں کے پڑھنے پر ٹیکس لگا دیا ہے کہ جو بچہ پچاس ہزار فیس دیتا ہے اس کے اوپر پچاس ہزار پر ٹیکس لگے گا تو پھر ہم کس طرح توقع کرتے ہیں کہ ایسی صورتحال کے اندر ہم یا کوئی

بھی عام بندہ کسی اچھی university کے اندر اپنے بچے کو پڑھانے کے لئے بھاگ دوڑ کرے گا یا خواہش رکھے گا جب اس کے بچے کے اوپر ٹیکس لگے گا۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ اگر سرکاری university ہے تو اس کا level کی فیسوں کے برابر ہو اور اس کا پورا criteria سرکاری ہونا چاہئے اُس کے Punjab university اندر کوئی بھی چیز ایسی نہیں ہونی چاہئے جس سے ابہام سامنے آئے جیسے Vice Chancellor کی تعیناتی کا جو procedure بتایا جا رہا ہے اُس میں بھی شفافیت نظر نہیں آ رہی پھر اس کے Board of Governors کے اندر ہمارے ممبران صوبائی اسمبلی کی تعیناتی کا کیا procedure ہو گا اور کتنے ممبران ہوں گے اور Board of Governors کن لوگوں پر مشتمل ہو گا؟ تو پھر اس میں جو important بات تھی کہ اس university کا audit کیسے ہو گا؟ اس کے علاوہ میں سمجھتی ہوں اس طرح کے steps لینے چاہئیں تھے کہ پہلے اس میں ہماری suggestions آ جاتیں اور پھر اس کے بعد اگر ہم اس کو اسمبلی میں لے آتے تو میرا خیال ہے کہ بہتر طریقے سے اسے study کر کے اور اس کے اوپر تمام ممبران صرف اپوزیشن ہی اس میں amendment نہ لائے بلکہ حکومت کی طرف سے بھی اس میں رائے آنی چاہئے۔ صرف اپوزیشن اس میں amendment لانے کی کوشش کر رہی ہے، Bill پاس ہو جائے گا ہماری amendment کو overrule کر دیا جائے گا اس میں حکومت کی طرف سے بھی کوئی نہ کوئی رائے شامل ہونی چاہئے تھی۔ اگر اس چیز پر غور کر لیا جائے اگر اس میں کوئی بہتری لائی جا سکتی ہے تو پھر اس کو discuss کر کے اس میں بہتری کی کوشش کی جانی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اپوزیشن کے معزز ممبران نے سارے Bill کے مختلف پہلوؤں پر بات کی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے بہتر کیا ہے کیونکہ ان کی جو باقی amendments ہیں وہ ساری time barred ہیں لیکن اس amendment پر انہوں نے کوئی بات نہیں کی، انہوں نے کوئی حوالہ نہیں دیا کہ law میں اور constitution میں legislation کے rules میں کیونکر ضروری ہے کہ اس کو مشتہر کیا جائے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ یہ Bill پچھلی اسمبلی جو اسمبلی 2013 میں ختم ہو گئی تھی اس میں یہ پیش کیا گیا اور کے بعد یہ Standing Committee کے پاس گیا Standing Committee کی رپورٹ اسمبلی میں پیش ہوئی۔ Bill publish ہوا اور public بھی ہوا۔ رپورٹ بھی publish ہوئی اور

publicہوئی۔ یہ تو ایک سال سے مشتہر ہو رہا ہے اب اس کو نئے سرے سے دو ماہ کے لئے مشتہر کرنے کا تو کوئی جواز نہیں بنتا۔ کیونکہ انہوں نے کوئی ایسا حوالہ نہیں دیا کہ یہ کوئی law کی requirement ہے یا Constitutiond requirement ہے کہ اس وجہ سے اس کو مشتہر کیا جائے اس لئے اس amendment کو rule out کیا جائے۔

MR ACTING SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That the Lahore Garrison University Bill 2014, as recommended by the Standing Committee on Education, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 30th April 2014."

(The motion was lost.)

Now, the motion moved and the question is:

> "That the Lahore Garrison University Bill 2014, as recommended by the Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR ACTING SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR ACTING SPEAKER: Now, the Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it, the amendment is from:-

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose.

کیونکہ یہ amendment time barred ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ لاء منسٹر صاحب کی طرف سے oppose ہوئی ہے۔ 11 تاریخ کو یہ نوٹس receive ہوا ہے۔ (2)105 rules کہتا ہے کہ two clear days ہونے چاہئیں۔ چونکہ یہ time barred ہے اس لئے اس کو نہیں لیا جا سکتا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ ہم نے پرسوں ایک بجے جمع کروائی تھی اور ابھی 2:00 بجے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! رانا صاحب ٹیکنیکل باتوں کا سہارا لے کر ہمیشہ کوشش کرتے ہیں کہ اپوزیشن کی آواز کو دبایا جائے۔ ابھی انہوں نے بڑا اچھا gesture show کیا تھا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ technicalities کا سہارا نہیں لینا چاہئے۔ اگر کوئی ممبر ان ترامیم کے بارے میں بولنا چاہتا ہے تو اس پر اجازت دے دینی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! میں تو rules کے مطابق چل رہا ہوں انہوں نے oppose کیا ہے۔

Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 17

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 17 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 18

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 18 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 19

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 19 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 20

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 20 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 21

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 21 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 22

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 22 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 23

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 23 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 23 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 24

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 24 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 24 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 25

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 25 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 25 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 26

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 26 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 26 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 27

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 27 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 27 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 28

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 28 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 28 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 29

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 29 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 29 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 30

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 30 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 30 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 31

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 31 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 31 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

SCHEDULE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Schedule of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Schedule of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ulla Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Lahore Garrison University Bill 2014, be passed."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Lahore Garrison University Bill 2014, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Lahore Garrison University Bill 2014, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! آج آپ چپ ہی رہیں، کل موقع دے دیں گے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! بہت ضروری بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ چھوٹا ساBill ہے اس کے بعد بات کر لینا۔

جناب محمد عارف عباسی: بڑا اہم مسئلہ ہے مجھے صرف دو منٹ دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، عباسی صاحب! بولیں۔ لاء منسٹر صاحب! ایک منٹ ذرا ان کی بات سن لیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے اس ایوان اور حکومت کی توجہ دلوانا چاہتا ہوں کہ ہسپتال میں جو پارکنگ فیس لی جا رہی ہے یہ پہلے ختم کر دی گئی اور نگران حکومت کے دور میں دوبارہ لاگو کر دی گئی۔ پہلے 20 روپے پرچی کے لیتے تھے مجھے لاہور کا نہیں پتا لیکن راولپنڈی کے ہسپتالوں میں مریضوں سے 20 روپے پارکنگ فیس اور پہلے گھنٹے کے بعد ہر چکر پر 10 روپے وصول کئے جا رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! آپ اس کو written میں لے کر آئیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ کو اندازہ نہیں ہے کہ لوگ کتنے پریشان ہیں۔ یہ فیس بہت زیادہ ہے اور اگر حکومت اس پر مناسب سمجھتی ہے تو۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: لاء منسٹر صاحب یہاں موجود ہیں بات ان کے نوٹس میں آ گئی ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میری درخواست ہے کہ اس پر نظر ثانی کی جائے اور کوشش کی جائے کہ اس پر جتنی compensation ہو سکے وہ دی جائے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بالکل اگر آپ اس پر کچھ written میں لے کر آئیں گے تو دیکھ سکتے ہیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جی، بالکل ٹھیک ہے۔

مسودہ قانون (ترمیم) ادائیگی اجرت پنجاب مصدرہ 2013

MR ACTING SPEAKER: First reading starts. We take up the Punjab Payment of Wages (amendment) Bill 2013. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Payment of Wages (Amendment) Bill 2013, as recommended by Special Committee No.1, be taken into consideration at once."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Payment of Wages (Amendment) Bill 2013, as recommended by Special Committee No. 1, be taken into consideration at once."

There is an amendment in this motion. The amendment is from Mian Mehmood-ur-Rasheed, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Slah Ud Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Khuram Shahzad, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Rass,Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

MR MUHAMMAD ARIF ABBASI: Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Payment of Wages (Amendment) Bill 2013, as recommended by Special Committee No.1, be

circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 1st April 2014."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Payment of Wages (Amendment) Bill 2013, as recommended by Special Committee No.1, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 1st April 2014."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/ LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose.

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ جو wages کے بارے میں amendment کرنے جا رہے ہیں۔ ہمارا یہ خیال ہے کہ اگر اس کو عوام کی رائے کے لئے مشتہر کر دیا جائے، ان لوگوں کے لئے جن کے لئے یہ Bill پاس ہو رہا ہے، ہمارا عام مزدور طبقہ جو اس Bill کا beneficiaries ہو گا۔ آپ کو پتا ہے کہ ہمارے پنجاب میں خصوصاً urban areas اور rural areas دونوں میں مزدور طبقہ انتہائی بری حالت میں ہے ان کو کوئی پتا نہیں ہے کہ ان کے حقوق کیا ہیں؟ وہ صبح سات بجے کام پر جاتے ہیں اور رات کو دس گیارہ بجے ان کو چھوڑا جاتا ہے۔ انہیں نہیں پتا کہ میرا حق کیا ہے، میری ڈیوٹی کیا ہے اور میں کس سے کیا مانگوں؟ اس لئے ہم چاہ رہے تھے کہ یہ عام public کے لئے مشتہر کر دیا جائے۔ ورکشاپوں، ریسٹورنٹس اور ہمارے دیہاتوں میں مزارعین یا جس قسم کے ملازم ہیں ان کو پتا ہو کہ ان کا حق کیا ہے؟ اس وقت کیونکہ سب سے مظلوم طبقہ جس کو ہم معاشرے کی backbone کہتے ہیں وہ unskilled manpower ہے اس Bill کا فائدہ بھی unskilled manpower کو ہو گا۔ unfortunately ان میں لٹریسی ریٹ یا خواندگی کی شرح بہت کم ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ Bill public کیا جائے، یہ عام لوگوں تک پہنچے جو مزدور طبقہ ہے جن کے حقوق سلب ہو رہے ہیں اور جن کے لئے یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ ان کے حقوق سلب نہ ہوں اور ان کو قانونی حق مل سکے اس لئے ہم چاہ رہے تھے کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں اگر ایک مہینہ تک آپ Bill کو public کر دیں گے تو متاثر لوگوں اور ان کی جو یونین ہیں یا معاشرے کے باقی لوگ یا NGOs جو لیبرز کے حقوق کے لئے کام کرتی ہیں ان سب کے لئے اگر ہم یہ اخبار میں دے دیں تو ہمیں بہتر feedback ملے گی اور اچھے طریقے سے

comprehensive قسم کا Bill پیش کر سکیں گے۔ یہ بھی جو انہوں نے Bill پیش کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اس کو public opinion کے لئے مشتہر کر دیں تو اس میں بہت ساری improvements ہو سکتی ہیں۔ میرا نہیں خیال کہ اس کو مشتہر کرنے میں حکومت کا کوئی نقصان ہو گا یا اس میں اور کسی قسم کا نقصان ہو گا تو اسے مشتہر کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب! فرمائیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اب اس میں، میں کیا عرض کروں کہ ہم 18th amendment کے بعد اس ایکٹ کو up کرنے جا رہے ہیں تو اس میں اب کس بات کو مشتہر کیا جائے؟ میرا خیال ہے کہ محترم میرے بھائی نے اس کو سمجھا نہیں ہے۔ یہ 18th amendments کے بعد devolve ہوا ہے اور ہم اس Bill کو up کرنے جا رہے ہیں اور یہ ہمارے اس معزز ایوان کا حق ہے۔ ہم نے اس میں penalties, gratuity compensation, اور provident funds میں اضافہ کیا ہے اور یہ اتنی سی بات ہے اس میں، میں نہیں سمجھتا کہ اس میں کسی قسم کی کوئی required ہے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That the Punjab Payment of Wages (Amendment) Bill 2013, as recommended by Special Committee No.1, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 1st April 2014."

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: Now, the motion moved and the question is:

> "That the Punjab Payment of Wages (Amendment) Bill 2013, as recommended by Special Committee No.1, be taken into the consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR ACTING SPEAKER: Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Mian Mehmood Ur Rasheed, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Slah Ud Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Khuram Shahzad, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Rass, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer Uddin Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, , Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary, Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

DR NAUSHEEN HAMID: Mr Speaker! I move:

> "That in Clause 8 of the Bill, in para (a)(ii)and in para (b), for the words "one thousand" the words "ten thousand", and for the words "five hundred", the words" two thousand" be substituted respectively."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That Clause 8 of the Bill, in para (a)(ii)and in para (b), for the words "one thousands" the words "ten thousand", and for the words "five hundred", the words" two thousand" be substituted respectively."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose.

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ!

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! لیبر سے متعلقہ یہ ایک انتہائی اہم بل ہے، 1936 کا ایکٹ ہے جس کو ہم amend کرنے جا رہے ہیں اور آج 2014 ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ 78 سال گزر چکے ہیں۔ اس سلسلے میں ہم لوگوں نے جو amendment دی ہے یہ delayed wages اور unlawful deduction سے related ہے۔ جب ایک مالک اپنی لیبر کو wages delay کر کے دیتا ہے یا کسی وجہ سے ان کی unlawful deduction کرتا ہے تو اس کو جو fine impose کیا جاتا ہے وہ original Bill میں دس روپے تھا جس کو گورنمنٹ نے اب ایک ہزار تجویز کیا ہے جبکہ میں سمجھتی ہوں کہ آج کل کا جو زمانہ ہے اس وقت جو inflation rate ہے، اس زمانے کا یعنی 1936 کا دس روپے اور آج کا ایک ہزار روپیہ برابر نہیں ہے۔ اس وقت تو دس روپے میں کتنے ہی دنوں کا راشن آ جاتا تھا اور آج ایک ہزار روپے کی وہ value نہیں ہے۔ اگر آپ سونے کا ریٹ بھی دیکھیں تو آپ کو خود ہی اندازہ ہو جائے گا کہ 1936 میں یہ ریٹ کیا تھا اور آج یہ ریٹ کہاں پر ہے؟ اگر اس حساب سے بھی دیکھا جائے تو یہ ایک ہزار روپے بہت نامناسب ہے کیونکہ جس وقت کسی مزدور کو اس کی تنخواہ دیر سے ملتی ہے یا بغیر کسی وجہ کے اس کی کوئی unlawful deduction ہوتی ہے اور بغیر کسی وجہ کے اس کی تنخواہ روک لی جاتی ہے تو اس کے گھر کے کیا حالات ہو جاتے ہیں؟ ان کے گھر میں تو کھانا تک نہیں ہوتا، ان کا چولہا تک نہیں جلتا، بچوں کی سکولوں کی فیس بھی نہیں جاتی۔ اسی وجہ سے ہمارے ملک میں خودکشیوں کا ریٹ بڑھ گیا ہے، ہمارے مزدور طبقہ میں، غریب غرباء میں frustration کتنی بڑھ گئی ہے جس کی وجہ سے چوری ڈکیتیوں اور دوسری ساری وارداتوں میں بے تحاشا اضافہ ہو گیا ہے اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ ہم نے جو amendment دی ہے کہ اس کو ایک ہزار کی بجائے دس ہزار روپے کیا جائے تاکہ یہ ایک deterrent ثابت ہو سکے۔ Employees کے لئے اتنی amount ضرور ہونی چاہئے کہ industrialist wages delay کرنے کی صورت میں یا unlawful deduction کرنے میں تھوڑا سا hesitant محسوس کریں۔

جناب سپیکر! اسی طرح اسی ترمیم میں جو دوسری recommendation جو ہم لوگوں نے دی ہے وہ malicious application کے بارے میں ہے یعنی اگر کوئی جھوٹی درخواست دیتا ہے تو اس سلسلے میں original Bill میں پہلے fine پچاس روپے تھا اب حکومت نے پانچ سو روپے recommend کیا ہے جب کہ ہم لوگ کہتے ہیں کہ اس کو دو ہزار روپے کر دیا جائے کیونکہ جھوٹی درخواست چاہے employer دے رہا ہو یا employee دے رہا ہو ایک بہت بڑا hassle ہوتا ہے اور دونوں صورتوں میں حق مارا جاتا ہے تو اس لئے اس کی بھی amount اتنی ہو کہ وہ ایک deterrent ثابت ہو سکے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون و پارلیمانی امور!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں پہلے ہی بڑا اضافہ کیا گیا ہے، دس روپے سے ایک ہزار اور پچاس روپے سے پانچ سو تک لایا گیا ہے۔ اس میں دونوں صورتیں ہو سکتی ہیں، ایک صورت میں آجر کو اور دوسری صورت میں اجیر کو دینا پڑتا ہے یعنی ایک صورت میں مالک اور دوسری صورت میں مزدور کو دینا پڑے گا اس لئے اس میں اتنا زیادہ اضافہ مناسب نہیں ہے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in Clause 8 of the Bill, in para (a)(ii)and in para (b), for the words "one thousand" the words "ten thousand", and for the words "five hundred", the words" two thousand" be substituted respectively.

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Mian Mehmood-ur-Rasheed, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif

Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Slah-ud-Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Khuram Shahzad, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Rass,Mr Masood Shafqat, Mr Muhammad Siddique Khan, Mr Zaheer Uddin Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary and Dr Syed Waseem Akhtar.

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ دونوں ترامیم identical ہیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں میں پڑھ رہا ہوں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب والا! کورم نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: فی الحال میں put question کر رہا ہے اس وقت کورم کی نشاندہی نہیں ہو سکتی۔

Since this amendment is substantially identical to the amendment in Clause 8 which has been lost, therefore the same is inadmissible under rule 106 sub-Clause (b), rule 194 and 198 sub-Clause 4 and its ruled out of the order.

Now, the question is:

"That Clause 9 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

کورم کی نشاندہی

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب والا! کورم نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہذا گنتی کی گئی۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)
کورم پورا ہے کارروائی شروع کرتے ہیں۔

مسودہ قانون (ترمیم) ادائیگی اجرت پنجاب مصدرہ 2013

(---جاری)

CLAUSE 10

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it, which I have study and this amendment is substantially identical to the amendment in Clause 9 which has been lost. Therefore the same is inadmissible under rules 106/b and 198/4 and it is ruled out of the orders.

Now the question is:

"That Clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Mian Mehmood-ur-Rasheed, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Slah-ud-Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Khurram Shahzad,

Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas,Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer Uddin Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

MR MUHAMMAD ARIF ABBASI: Mr Speaker! I move:

> That in Clause 12 of the Bill, the purposed section 25 of the Principal Act, be renumbered as sub-section (1) and the following be added as sub-section (2):
>
> "(2) A copy of the Act and the rules made there under shall also be provided to each employee of the industrial establishment or commercial establishment."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> That in Clause 12 of the Bill the purposed section 25 of the Principal Act, be renumbered as sub-section (1) and the following be added as sub-section (2):-
>
> "(2) A copy of the Act and the rules made there under shall also be provided to each employee of the industrial establishment or commercial establishment."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose.

جناب قائم مقام سپیکر: لاء منسٹر صاحب نے oppose کیا ہے۔ جی، عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ amendment لانے کا ہمارا مقصد یہ تھا کہ جن لوگوں کے لئے یہ قانون بن رہا ہے ان تک یہ معلومات کیسے پہنچیں گی۔ ہمارا مزدور طبقہ جو فیکٹریوں میں کام کر رہا ہے، جو کھیتوں میں کام کر رہا ہے، جو مختلف جگہوں پر ورکشاپوں میں کام کر رہا ہے اسی طبقے کا سب سے زیادہ استحصال ہوتا ہے۔ اس amendment کا یہ مقصد تھا کہ ہر آجر کو پابند کیا جائے کہ وہ اس بل کی منشاء کے مطابق اس کی ساری کلاز لکھ کر اپنے اپنے کارخانوں، ورکشاپوں، ریسٹورانوں میں اور جہاں جہاں مزدور کام کرتے ہیں وہاں لگائی جائیں تاکہ ان کو پتا ہو کہ ان کے کیا کیا حقوق ہیں۔ اس وقت پوری دنیا میں لیبر سے آٹھ گھنٹے مزدوری لی جاتی ہے اور آٹھ گھنٹے کے بعد اس کے چار جزڈ گنا ہونے چاہئیں لیکن میں بڑے یقین سے کہتا ہوں کہ پاکستان میں شاید پانچ فی صد مزدوروں کو بھی یہ سہولت حاصل نہیں ہے ان کو نہیں پتا کہ ان کے working hours کتنے ہیں؟ انہیں سوشل سکیورٹی کی کیا سہولت حاصل ہے اور ان کو اپنے آجر پر کیا کیا حقوق حاصل ہیں؟ ان سے بے دردی سے کام لیا جاتا ہے، جتنا استحصال مزدور طبقے کا ہمارے معاشرے میں ہو رہا ہے شاید اور کسی طبقے کا نہیں ہو رہا۔ اس ترمیم کا مقصد یہ ہے کہ اس میں ہر employees کو جو اس ایکٹ کا beneficiary ہے اس تک یہ ایکٹ پہنچایا جائے۔ چاہے ان کی یونینز کے ذریعے پہنچایا جائے، چاہے ان کے آجر کے ذریعے پہنچایا جائے تاکہ employees کو ہر level پر اپنے حقوق کا پتا ہو۔ میرا خیال ہے کہ اسے انا کا مسئلہ نہ بنایا جائے اور اگر یہ حکومت واقعی مزدوروں کی بہتری چاہتی ہے تو اس amendment کو منظور کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے اور جن لوگوں کے لئے یہ قانون بن رہا ہے ان کے لئے یہ ایک بڑی اچھی چیز ہوگی۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس شق کے مطابق فیکٹری مالک یا آجر کے لئے ضروری ہے کہ وہ مزدوروں کے متعلقہ قوانین سے متعلق تحریر کی کاپی اپنی فیکٹری میں کسی نمایاں جگہ پر آویزاں کرے تاکہ تمام مزدوروں کو اس سے آگاہی حاصل ہو سکے۔ اب یہ amendment لے کر آئے ہیں کہ وہ کاپی ہر مزدور کو دی جائے۔ بہت ساری ایسی فیکٹریاں ہیں جن میں مزدوروں کی تعداد ہزاروں میں ہوتی ہے اس لئے یہ ناممکن ہے کہ اس قسم کی amendment کو پاس کیا جائے لہذا میری استدعا ہے کہ اسے rule out کیا جائے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

That in Clause 12 of the Bill, the proposed section 25 of the Principal Act, be renumbered as sub-section (1)and the following be added as sub-section (2):

"(2) A copy of the Act and the rules made there under shall also be provided to each employee of the industrial establishment or commercial establishment."

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: Now, the question is

"That Clause 12 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: Third reading starts Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Payment of Wages (Amendment) Bill 2013 be passed."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Payment of Wages (Amendment) Bill 2013 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Payment of Wages (Amendment) Bill 2013 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا لہذا اب اجلاس بروز جمعۃ المبارک 14-مارچ 2014 صبح 9.00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

512

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،14-مارچ2014

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ مواصلات وتعمیرات)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

پنجاب پنشن فنڈ برائے سال 11-2010اور 12-2011 کی سالانہ رپورٹس

ایک وزیر پنجاب پنشن فنڈ برائے سال 11-2010اور 12-2011 کی سالانہ رپورٹس ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

514

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا ساتواں اجلاس

جمعتہ المبارک،14-مارچ2014
(یوم الخمیس،12-جمادی الاوّل1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10بج کر20منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يَوْمَ
تَرْجُفُ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيبًا مَّهِيلًا ﴿١٤﴾
وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيلًا ﴿١١﴾ إِنَّ لَدَيْنَا
أَنكَالًا وَجَحِيمًا ﴿١٢﴾ وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَعَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٣﴾ يَوْمَ
تَرْجُفُ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيبًا مَّهِيلًا ﴿١٤﴾

سورة المُزمّل آيات 14تا19

جس دن زمین اور پہاڑ کانپنے لگیں اور پہاڑ ایسے بھربھرے (گویا) ریت کے ٹیلے ہو جائیں(14)(اے اہل مکہ) جس طرح ہم نے فرعون کے پاس (موسیٰ کو) پیغمبر (بنا کر) بھیجا تھا(اسی طرح) تمہارے پاس بھی (محمدؐ) رسول بھیجے ہیں جو تمہارے مقابلے میں گواہ ہوں گے (15) سو فرعون نے (ہمارے) پیغمبر کا کہنا نہ مانا تو ہم نے اس کو بڑے وبال میں پکڑ لیا(16)اگر تم بھی (ان پیغمبروں کو) نہ مانو گے تو اس دن سے کیونکر بچو گے جو بچّوں کو بوڑھا کر دے گا (17)(اور) جس سے آسمان پھٹ جائے گا۔ یہ اس کا وعدہ (پورا) ہو کر رہے گا(18) یہ (قرآن) تو نصیحت ہے۔ سو جو چاہے اپنے پروردگار تک (پہنچنے کا) رستہ اختیار کرلے(19)

وماعلينا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

لمحہ لمحہ شمار کرتے ہیں
آپ کا انتظار کرتے ہیں
اس پہ راضی خدا کی ذات ہوئی
مصطفیٰ سے جو پیار کرتے ہیں
میں خطا بار بار کرتا ہوں
وہ کرم بار بار کرتے ہیں
مدحتِ مصطفیٰ ہے سرمایہ
ہم یہی کاروبار کرتے ہیں
ان کے غم میں ظہوری چین ملے
چارہ گر بے قرار کرتے ہیں

جناب قائم مقام سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے میں محکمہ مواصلات و تعمیرات سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! خیر ہے صبح صبح۔

مظفر گڑھ کی رہائشی لڑکی سے گینگ ریپ کی انکوائری رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کا مطالبہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ رات آپ نے ٹی وی پر دیکھا ہوگا اور آج کے اخبارات میں بھی ہے کہ مظفر گڑھ کے اندر ہماری ایک بچی کے ساتھ گینگ ریپ ہوا ہے اور جس طرح پولیس نے ملزمان کو favour کیا ہے یقیناً اس میں پیسے کا کھیل بھی ہوگا اور وڈیرے جو وہاں پر ہوں گے ان کی سرپرستی بھی ہوگی۔ اس کے نتیجے میں اس بچی کے بس میں کچھ نہیں تھا۔ اگر اس بچی کے پاس خود کش جیکٹ ہوتی تو وہ پہن کر تھانے میں چلی جاتی اور پورے تھانے کو blast کر دیتی لیکن اس بچی کے بس میں جو تھا اس نے اپنے آپ کو آگ لگا دی ہے۔ یہ معاشرے کی شکل اس نے دکھائی ہے کہ کس قسم کا نظام ہم لے کر چل رہے ہیں۔ اس واقعہ پر دل بہت دکھی ہوا ہے۔ میں کسی کو allegate نہیں کرنا چاہتا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آپ، میں اور ہم سب کو جو دونوں side پر لوگ بیٹھے ہیں انہیں اس پر سوچنا چاہئے۔ میں یہ درخواست کروں گا کہ آپ براہ مہربانی گورنمنٹ کو یہ نوٹس جاری کریں کہ پیر والے روز اس کی ابتدائی رپورٹ یہاں ایوان میں پیش کی جائے۔ یہ کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے۔ اس کی رپورٹ پیش ہونی چاہئے اور اس حوالے سے اگر کوئی رپورٹ نہیں آتی تو پھر ہم اس پر مزید بات کریں گے اور ہم اس پر ٹوکن بائیکاٹ کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! بات یہ ہے کہ بہت ہی افسوسناک واقعہ پیش آیا ہے اس میں کوئی شک نہیں، میں نے بھی کل دیکھا ہے۔ آپ کے نوٹس میں ہے کہ چیف منسٹر صاحب نے اس واقعہ کے

نوٹس لے لیا ہے، لاء منسٹر صاحب بھی تھوڑی دیر میں آ جائیں گے اور وہ آپ کی اس بات کا جواب بھی دے دیں گے تو ان کا آنے کے انتظار کریں۔ آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے یہ بہت ہی افسوسناک واقعہ ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ کس کس واقعہ کا ہم نوٹس لیں گے۔ گزارش یہ ہے کہ جس طرح سے تھانہ کلچر change کرنے کی بات کی جاتی ہے اور جس طریقے سے اسمبلی میں آ کر یہ واویلا کیا جاتا ہے کہ ہم اس صوبے اور ملک سے تھانہ کلچر کو تبدیل کریں گے۔ آپ دیکھ لیں اس تھانہ کلچر کو تبدیل کرنے کے حوالے سے کل کون سا واقعہ ہو گیا ہے۔ ایک بچی جس کے ساتھ زیادتی ہوئی اس کے بعد تھانے والوں نے اس کے مطابق اس کو انصاف نہیں دیا وہ بھی زیادتی تھی بلکہ وہ اس سے بڑی زیادتی تھی۔ اس بچی کے ساتھ زیادتی ہوئی تو پھر اس نے خود سوزی کرنے کے لئے اپنے آپ کو آگ لگالی۔ کیا اس صوبے کا یہ امن وامان ہے؟ کبھی ہم چھوٹو گینگ سے negotiation کر کے بندے چھڑاتے ہیں۔ ہم ڈاکوؤں سے مذاکرات کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! لاء منسٹر صاحب ابھی تھوڑی دیر میں آ جاتے ہیں تو آپ ان کے سامنے یہ بات کر لیں تاکہ وہ آپ کی بات کا جواب بھی دے سکیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! بات ٹھیک ہو گئی ہے یہ ہمارا حق ہے کہ پنجاب کے لوگوں کی آواز اس ایوان میں اٹھائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! میں نے آپ کو منع نہیں کیا۔ بالکل آپ بات کریں میں نے کہا کہ لاء منسٹر صاحب آ جائیں تاکہ وہ آپ کی بات کا جواب بھی دے دیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اس صوبے کے اندر امن وامان کی کوئی صورتحال نہیں ہے۔ دن دہاڑے ڈاکے، ڈکیتیاں، اغواء برائے تاوان، بچیوں کی عزت لوٹنا روزمرہ کا معمول بن گیا ہے۔ میں لاہور شہر میں رہتا ہوں رات دس بجے کے بعد آپ اپنے گھر سے باہر نہیں نکل سکتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ کی بات ٹھیک ہے۔ اس وقت بات مظفر گڑھ میں جو افسوسناک حادثہ پیش آیا ہے اس کے متعلق ہو رہی ہے۔ اس کی بات کر لیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! کیا عوام اس مقصد کے لئے حکومت کو ٹیکس دیتی ہے کہ دن دہاڑے ڈکیتیاں ہوں، کیا اس مقصد کے لئے عوام مینڈیٹ دے رہی ہے کہ ہمارے حکمران protocol کی شکل میں گھروں میں بیٹھیں اور عوام باہر لٹتی رہے؟ بات کرنے دیا کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! میں نے آپ کو منع نہیں کیا میں نے کہا ہے کہ لاء منسٹر صاحب ابھی تھوڑی دیر میں آ جائیں گے اور آپ کی اس بات کا جواب وہ دے دیں گے۔ میں نے آپ کو منع نہیں کیا ہے میں نے تو آپ کو floor دیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے بھی بات کی ہے۔ چیمہ صاحب اور سردار شہاب الدین خان بھی کھڑے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہم اپوزیشن، اس پر بھرپور احتجاج کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! وہ آپ کا حق ہے، بالکل آپ کریں، آپ کو کوئی نہیں روکتا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف علامتی واک آؤٹ کر گئے)

جناب قائم مقام سپیکر: سندھو صاحب! آپ اس پر کوئی بات کرنا چاہتے ہیں؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! ڈاکٹر وسیم صاحب نے جو بات کی تھی واقعی یہ بڑا دلخراش اور دردمند واقعہ ہے۔ اس کے لئے worthy چیف منسٹر میاں محمد شہباز شریف، لاء منسٹر اور میں نے بطور منسٹر انسانی حقوق اس پر نوٹس لیا اور ان کو suspend اور dismiss بھی کیا ہے لیکن جو ڈاکٹر صاحب نے بات کی ہے وہ انتہائی اہم بات ہے کہ ہم Monday تک اس کی تفصیلی رپورٹ اس ایوان میں پیش کریں۔ واقعی یہ انسانی حقوق کی بہت بڑی پامالی ہے جس طریقے سے بھی ہوا ہے اور جن لوگوں نے ان کے ساتھ ناانصافی کی ہے میں ڈاکٹر صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ ان پر abetment کا چارج بھی لگے گا اور abetment وہی ہوتی ہے جو سزا کسی main ملزم کو ملتی ہے وہی abetment کرنے والے کو ملتی ہے۔ ابھی لاء منسٹر صاحب آتے ہیں اور میں ڈاکٹر صاحب کی بات کو wattage دیتا ہوں کہ اس کی رپورٹ منگوا کر ایوان کے سامنے پیش کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! لاء منسٹر صاحب ابھی آ جاتے ہیں میں اپوزیشن سے بھی یہی گزارش کروں کہ جو لوگ واک آؤٹ کر کے گئے ہیں وہ واپس آ جائیں۔ بالکل یہ ایک افسوسناک واقعہ ہے۔ لاء منسٹر صاحب آتے ہیں، اگر آپ ایک دن بحث کے لئے رکھنا چاہتے ہیں تو وہ بھی ان کی مشاورت سے رکھ لیتے ہیں۔ میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ ایوان میں تشریف لے آئیں۔ ڈاکٹر صاحب! آپ جائیں اور ان کو ساتھ لے کر آئیں۔

سوالات

(محکمہ مواصلات و تعمیرات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ پہلا سوال نمبر 125 محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ کا ہے میرے خیال میں وہ نہیں ہیں اور ان کی طرف سے request آئی ہوئی ہے تو اس کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کا ہے۔ وہ واک آؤٹ پر گئی ہوئی ہیں۔ وہ تشریف لے آئی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب! بہت شکریہ باقی ساتھیوں کو بھی لے کر آئیں۔ محترمہ راحیلہ انور صاحبہ! اگلا سوال آپ کا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! مجھے دو منٹ دے دیں یہ میری request ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! ٹھیک ہے اس کے بعد آپ سوال کر لیں۔ اگلا سوال الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب کا ہے۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں ؟ اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان صاحب کا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! on his behalf سوال نمبر 1114 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ (معزز ممبر نے لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ: ٹوٹ پھوٹ کا شکار سڑکوں کی تعمیر کا معاملہ

*1114: لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی-87 ٹوبہ ٹیک سنگھ میں موجود زیادہ تر سڑکات جو دوسری سڑکات کو لنک کرتی ہیں، وہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس حلقہ میں گنے کی کاشت بہت زیادہ ہوتی ہے جس کی وجہ سے تمام سڑکات پر رش رہتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس حلقہ میں جو سڑکات بنی ہوئی ہیں ان کا پچھلے پانچ سال کے دوران مرمت/پیچ ورک بھی نہیں کیا گیا؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ تمام سڑکات کی مرمت کا کام کروانے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) پنجاب ہائی وے ڈیپارٹمنٹ کے زیر انتظام ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سڑکیں مناسب حالت میں ہیں تاہم دوسری سڑکات کو لنک کرنے والی سڑکات ضلعی حکومت کے متعلقہ ہیں جو مناسب مرمت نہ ہونے کی وجہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں۔

(ب) ہاں یہ درست ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ محکمہ پنجاب ہائی وے کی سڑکوں پر متواتر پیچ ورک اور مرمت کی جاتی ہے جس کی بناء پر یہ سڑکیں مناسب حالت میں ہیں۔ محکمہ پنجاب ہائی وے کی جو سڑکیں حلقہ پی پی۔87 میں آتی ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

1۔ فیصل آباد سندھلیاں والی روڈ کلو میٹر نمبر 78.79 تا 108

2۔ جھنگ ٹوبہ ٹیک سنگھ چیچہ وطنی بورے والا روڈ کلو میٹر نمبر 41 تا 67

بقیہ ضمن پنجاب ہائی وے کے متعلقہ نہ ہے۔ بلکہ یہ ڈسٹرکٹ ہائی وے کے متعلقہ ہے۔

(د) یہ تمام روڈ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے متعلقہ ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! (ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس حلقہ میں جو سڑکات بنی ہوئی ہیں ان کا پچھلے پانچ سال کے دوران مرمت/پیچ ورک بھی نہیں کیا گیا؟ اس کا محکمہ نے یہ جواب دیا ہے کہ یہ درست نہ ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف علامتی واک آؤٹ
ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

MR ACTING SPEAKER: Well Come back thank you

جناب امجد علی جاوید: محکمہ پنجاب ہائی وے کی سڑکوں پر متواتر پیچ ورک اور مرمت کی جاتی ہے جس کی بناء پر یہ سڑکیں مناسب حالت میں ہیں۔ کوئی تین ماہ پہلے ان سڑکوں کی حالت زار کے لئے میں ہائی وے کے دفتر گیا تھا۔ وہاں پر جو XEN صاحب تھے ان سے جب میں نے یہ صورتحال discuss کی تو انہوں نے کہا میرے پاس تارکول تو موجود ہے لیکن اس کے نیچے جلانے کے لئے لکڑیوں کے پیسے نہیں

ہیں اس لئے ہم متواتر دو تین سال سے یہ کام نہیں کر پا رہے اور یہاں پر یہ جواب دیا جا رہا ہے کہ وہاں routine میں کام ہوتا ہے تو یہ پیسے کہاں جاتے ہیں؟ یہ جو بس کاغذی کارروائی ہوتی ہے تو اس کا منسٹر صاحب جواب دے دیں۔ مجھے XEN صاحب نے personally یہ جواب دیا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں اس بات کا جواب تو نہیں دے سکتا کہ ایکسیئن نے ان کو وہاں پر کیا کہا ہے لیکن سوال کی حد تک بتانا چاہتا ہوں کہ معزز ممبر کا سوال overall ہمارے road network جس میں district network بھی شامل ہو جاتا ہے تو ہمارے district network کی حالت بہت خراب ہے جو ضلعی حکومت کے under ہے۔ Punjab Provincial Highway کے under دو roads ہیں اور جس طرح انہوں نے mention کیا ہے۔ ان دونوں roads پر M&R کے حوالے سے کچھ نہ کچھ activities ہوتی رہتی ہیں۔ 12-2011 میں بھی فیصل آباد سمندری road پر 4.845 ملین خرچ کیا گیا اور 13-2012 میں بھی اس پر 1.049 ملین روپیہ خرچ کیا گیا ہے۔ یہ regular feature ہے جوں جوں maintenance and repair کے فنڈز آتے ہیں کیونکہ دو roads ہی Provincial Highway سے related ہیں ان کی regular maintenance ہوتی رہتی ہے۔ انہیں ایکسیئن نے کیا کہا اس کا میں یہاں جواب نہیں دے سکتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ منسٹر صاحب سے مل کر آپ کا جو بھی معاملہ ہے وہ بتا دیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ انہوں نے اس میں دو roads لکھی ہوئی ہیں۔ مجھے یہ بتا دیں کہ جو فیصل آباد سے ٹوبہ ٹیک سنگھ کو road آتی ہے وہ کس محکمہ کی ہے، کیا وہ National Highway کی ہے؟ اس کا کچھ حصہ بھی اسی حلقہ میں fall کرتا ہے۔ اس کے آگے ٹوبہ ٹیک سنگھ سے شورکوٹ جاتی ہے وہ کس محکمہ کی ہے؟ منسٹر صاحب اس کے بارے میں بتا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میرے خیال میں بڑا واضح جواب دے دیا گیا ہے کہ پی پی-87 میں Provincial Highway سے related یہ دو roads ہی ہیں باقی سڑکیں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سے related ہوں

گی یا NHA سے related ہوں گی۔ Provincial Highway سے related صرف یہ دو سڑکیں ہی ہیں جن کا Provincial Highway ذمہ دار ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! منسٹر صاحب تو اپنا بیان دے رہے ہیں لیکن یہ ذرا محکمہ سے confirm کر لیں جو میں گزارش کر رہا ہوں کہ فیصل آباد تا ٹوبہ ٹیک سنگھ روڈ Provincial Highway میں ہے یا district highway میں ہے؟ وہ تین districts کی road ہے، اسی طرح سے ٹوبہ سے شور کوٹ جانے والی road ہے اور ایک road پر recently کام ہو رہا ہے۔ وہ بھی Provincial Highway سے related ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! اگر اس کے متعلق کوئی بات ہے تو آپ بتا دیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں تو یہی کہہ رہا ہوں کہ ہم روزانہ اس پر سفر کر کے آتے اور جاتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب کا جواب سن لیتے ہیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! اس میں جواب بڑا clear ہے۔ سوال کیا گیا تھا کہ Provincial Government کی کون سی roads ہیں جو ہم نے وہ mention کر دیں۔ اگر معزز ممبر کے پاس کوئی information ہے تو بتا دیں۔ چونکہ میں نے ڈیپارٹمنٹ کو بڑا واضح کر دیا ہے کہ اسمبلی کا ایک استحقاق ہے اگر یہاں کوئی غلط information ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے آئی جس کی وجہ سے میں embarrass ہوا تو everybody will be held accountable. اگر آپ سمجھتے ہیں کہ کوئی Provincial road اس میں شامل نہیں ہے تو آپ identify کریں action لینا میرا کام ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا بھی ضمنی سوال ہے۔ آج تو ضمنی سوال کے لئے موقع دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب! حاضر ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! سوال کا جز(ب) گنے کی کاشت کے حوالے سے ہے جو sugar cane growing areas ہیں۔ صرف یہ حلقہ نہیں بلکہ اس حلقہ سے بھی زیادہ راوی بیلٹ کے ساتھ ساتھ میرا حلقہ PP-90 ہے جو کہ best sugar cane growing area ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! کون سے جز کی بات کر رہے ہیں؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہی سوال 1114 ہے جو لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان صاحب کا زیر بحث تھا۔ یہ sugar cane growing area کی بات ہے وہاں پر سڑکوں کی ضرورت تو ہے اور راوی بیلٹ کے ساتھ ساتھ راوی بند کے اوپر ایک سڑک بھی بنی ہوئی ہے، پہلے بند تھا پھر وہ پکی سڑک بن گئی اور وہ گنے کی ٹرالیوں یا transportation کے کام آتی ہے جو ساری ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ کیا محکمہ مواصلات اس پر بھی توجہ دے گا کیونکہ یہ best sugar cane growing area ہے اور سب سے زیادہ گنا وہاں پیدا ہوتا ہے، کمالیہ شوگر مل کے لئے سب سے زیادہ یہ feeder area ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! جواب لے لیتے ہیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی واضح کیا ہے کہ کچھ district roads ہیں اور جن roads کا یہ ذکر کر رہے ہیں وہ sugar cess roads ہیں جس کا انتظام بھی district government کے پاس ہی ہے وہ Provincial Highway سے related نہیں ہے ان کا انتظام district government ہی کر سکتی ہے کیونکہ sugar cess کے funds اسی district government کے پاس جاتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ محترمہ! اگلا سوال بھی ہے تو میرے خیال میں آپ اپنے پہلے سوال پر ہی آ جائیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میرا پہلا سوال نمبر 776 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع جہلم: نالہ گھان پر پل کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*776: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع جہلم کی واحد طویل ترین پنڈ داد نخان روڈ پر شدید عوامی مطالبہ کے باوجود برساتی نالہ گھان پر پل تعمیر نہیں کیا جارہا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ پل نہ ہونے کی بناء پر عوام کو ملوٹ پل کا ایک لمبا چکر کاٹ کر واپس اس سڑک پر آنے کے لئے تقریباً ایک گھنٹہ لگ جاتا ہے جبکہ یہی راستہ کینٹ کی طرف سے صرف 10 منٹ کا ہے؟

(ج) جہلم کینٹ سے نکلنے والی سڑک اور ملوٹ پل سے نکلنے والی سڑک کی چوڑائی بیان فرمائیں؟

(د) کیا حکومت عوامی پریشانی کو مدنظر رکھتے ہوئے مالی سال 14-2013 میں نالہ گھان پل تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک پل بنایا جائے گا؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) یہ بات درست ہے کہ جہلم پنڈ داد نخان روڈ پر واقع نالہ گھان پر کوئی پل تعمیر نہیں کیا جارہا۔ البتہ عوامی مطالبہ پر وزیراعلیٰ پنجاب کے دفتر سے ایک ہدایت نامہ مورخہ 13-09-26 کو جاری ہوا ہے جس کے تحت مذکورہ پل کی تخمینہ لاگت مانگی گئی ہے جو کہ بذریعہ ڈی۔ سی او۔ جہلم ڈپٹی سیکرٹری (پلاننگ) وزیراعلیٰ آفس کو بھجوا دی گئی ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ بات درست ہے کہ جہلم پنڈ داد نخان روڈ پر نالہ گھان کا پل نہ ہونے کی وجہ سے عوام کو بذریعہ ملوٹ پل پنڈ داد نخان جانا پڑتا ہے جس کا فاصلہ تقریباً 5 کلو میٹر زیادہ بنتا ہے کیونکہ براستہ کینٹ بخاری چوک تک فاصلہ 14 کلو میٹر بنتا ہے اور براستہ ملوٹ یہ فاصلہ 19 کلو میٹر بنتا ہے نقشہ کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ لیکن براستہ ملوٹ سڑک (جو کہ ضلعی حکومت جہلم کے زیر انتظام ہے) مناسب مرمت نہ ہونے کی وجہ سے شکستہ حالت میں ہے جس کی وجہ سے بخاری چوک تک پہنچنے کے لئے تقریباً آدھا گھنٹہ اضافی وقت لگتا ہے۔

(ج) جہلم کینٹ سے نکلنے والی سڑک کی زیادہ تر چوڑائی 20 فٹ ہے جبکہ بخاری چوک تک کچھ جگہ پر 12 فٹ بھی ہے۔ ملوٹ پل کی طرف سے جانے والی سڑک کی چوڑائی 20 فٹ ہے لیکن یہ شکستہ حالت میں ہے۔

(د) مالی سال 14-2013 میں نالہ گھان پر کینٹ کی طرف سے پل تعمیر کرنے کا کوئی منصوبہ اس محکمہ میں زیرِ غور نہ ہے۔ البتہ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ وزیرِ اعلیٰ پنجاب آفس کی ہدایت کے مطابق لاگت کا تخمینہ بذریعہ ڈی سی او جہلم وزیرِ اعلیٰ پنجاب آفس کو بھجوا دیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! جز (الف) کے جواب میں انہوں نے کہا ہے کہ "یہ بات درست ہے کہ جہلم پنڈ داد نخان روڈ پر واقع نالہ گھان پر کوئی پُل تعمیر نہیں کیا جارہا" اسی جز میں آگے انہوں نے بتایا ہے کہ "پُل کی تخمینہ لاگت مانگی گئی ہے جو کہ بذریعہ ڈی سی او جہلم ڈپٹی سیکرٹری پلاننگ وزیر اعلیٰ کو بھجوا دی گئی ہے۔" میں پہلے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ پلاننگ جو مانگی ہے تو کیا اس پر implementation کا بھی ارادہ ہے یا جس طرح پہلے ہوتا ہے کہ جب لوگوں کا بہت زیادہ اصرار ہوتا ہے تو لاگت لگوالی جاتی ہے مگر سالہا سال وہ منصوبہ اسی طرح ہی رہ جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ ایسی بات نہ کریں کیونکہ کل منسٹر صاحب نے آپ سے fully commitment کی ہے تو میرے خیال میں آپ کے کام ہو رہے ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں ابھی بھی یہی سوچ رہی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! اس سال اس کو take up کرنے کا کوئی ارادہ ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! سب سے پہلے جس طرح معزز ممبر نے نشاندہی کی ہے یہ بات درست ہے کہ وہاں پر پُل missing ہے اور recently چیف منسٹر سیکرٹریٹ سے reference بھی آیا تھا۔ یہ تقریباً 2.6 ملین کا estimate ہے جو وہاں بھیج دیا گیا ہے۔ ابھی بجٹ آرہا ہے تو اگر اس کی منظوری ہو کر allocation آجاتی ہے تو انشاء اللہ ہماری کوشش ہو گی کہ اس کو take up کیا جائے لیکن چونکہ وہ بھی مقامی ہیں اور اس پراجیکٹ کو میں نے بھی کافی study کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس پُل سے زیادہ جس کی طرف محترمہ کا اشارہ ہے، جو parallel route ہے جس کا mention بھی کیا گیا ہے جو ملوٹ پُل سے آتا ہوا بخاری چوک تک آتا ہے ان کے لئے میں یہ بھی خوشخبری دینا چاہتا ہوں کہ اس کی بھی کافی حد تک progress آگے جا چکی ہے۔ اس کا background یہ ہے کہ یہ پُل کنٹونمنٹ ایریا سے شروع ہوتا ہے، اگر یہ پُل بن بھی جائے تو public at large یعنی پبلک ٹرانسپورٹ یا ہیوی ٹرانسپورٹ اس

route کو پھر بھی استعمال نہیں کر سکے گی کیونکہ یہ کنٹونمنٹ ایریا ہے۔ میرے study کرنے کے مطابق ہمارا زیادہ emphases یہ ہونا چاہئے کہ جو براستہ ملوٹ پُل بخاری چوک سڑک جا رہی ہے اس کو اگر road winding and rehabilitate کر کے بنا دیا جائے تو اس میں public at large کا زیادہ فائدہ ہو گا لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ یہ پُل بن جائے تو لوکل آبادیوں کو definitely فائدہ ہو گا لہذا یہ دونوں پراجیکٹ زیر غور ہے۔ ملوٹ والی rehabilitation کافی آگے بڑھ چکی ہے اور ہم امید کرتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے کرم کیا تو اس کی منظوری کے کافی حد تک chances ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے یہ بات کی ہے تو میرا اس بات کو ماننے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے۔ میرا وہاں پر گھر ہے اور مجھے بہت دفعہ آنا جانا پڑتا ہے۔ انہوں نے ابھی جو وہاں پر rehabilitation کی بات کی ہے تو ملوٹ کا پُل تقریباً گر چکا ہے۔ میں گرنے کو اس sense میں کہہ رہی ہوں کہ ہم لوگ ڈرتے ہوئے وہاں سے گاڑیاں نہیں گزار سکتے۔ میں authentic بات کر رہی ہوں کیونکہ میرا وہاں پر گھر ہے لہذا منسٹر صاحب kindly اس کو recheck کرائیں کیونکہ وہ سڑک اس قابل بھی نہیں ہے کہ وہاں سے گزرا جائے۔ میں نے آگے بھی سوال کیا ہے اس میں آپ دیکھئے کہ سڑک خراب ہونے کی وجہ سے ہمیں کتنا ذلیل ہو کر کہاں سے کہاں جانا پڑتا ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ آدھا گھنٹہ زیادہ لگ جاتا ہے کیونکہ ملوٹ کی سڑک بھی خراب ہے اور پُل بھی خراب ہے۔ ہم اگر کاروں پر بھی جاتے ہیں تو پھر بھی اس سڑک کے چھوٹے سے ٹکڑے کو cross کرتے ہوئے ڈیڑھ گھنٹہ لگ جاتا ہے۔ میری منسٹر صاحب سے یہ humble request ہے کہ kindly یہ اسے recheck کریں کہ ہمارا مسئلہ کب تک حل ہو جائے گا؟ آگے انہوں نے جز (ج) میں کہا ہے کہ "جہلم کینٹ سے نکلنے والی سڑک کی زیادہ تر چوڑائی بیس فُٹ ہے جبکہ بخاری چوک تک کچھ جگہ پر بارہ فُٹ بھی ہے۔" میں منسٹر صاحب کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ سڑک کی بیس فُٹ چوڑائی کہیں بھی نہیں ہے۔ وہ ایک چھوٹی سی سڑک ہے جس کی حالت یہ ہے کہ وہاں سے ٹریکٹر کے علاوہ کوئی چیز گزر بھی نہیں سکتی۔ کیا منسٹر صاحب بتائیں گے کہ یہ اس سڑک کو بھی اس قابل بنائیں گے تاکہ اس سڑک پر گاڑیاں بھی گزر جائیں، کیا یہ اس کی چوڑائی بھی بڑھائیں گے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! سب سے پہلے میں واضح کرتا جاؤں کہ جس سڑک کا میں نے براستہ ملوٹ ذکر کیا ہے وہ صوبائی ہائی وے کی responsibility میں نہیں ہے۔ That is the district road میں نے تو

آپ کو ایک further خوشخبری سنائی ہے کہ وہ ڈسٹرکٹ روڈ ہونے کے باوجود ڈیپارٹمنٹ نے بھی اس کا initiative لیا ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب کے بھی علم میں یہ بات لائی گئی ہے تو کافی حد تک chances ہیں کہ اس کی سپیشل پیکج کے تحت widening کرنے کا منصوبہ انشاء اللہ انشاء اللہ نزدیک پہنچ چکا ہے۔ باقی آپ نے بات کی کہ اگر وہ 20 فٹ نہیں ہے تو یہ آپ کا argument بڑا valid ہے چونکہ میں نے اس کی کافی تسلی کی ہے، کافی in depth study کی ہے اور ڈیپارٹمنٹ سے پوچھا کہ کیا یہ سڑک 20 فٹ ہے یا نہیں۔ آگے جو 12 فٹ کا mention ہے تو اس کے متعلق بھی میں نے پوچھا ہے کہ یہ 12 فٹ کیوں ہے تو اس حوالے سے یہی بتایا گیا ہے کہ وہاں پر نالہ بنتا ہے اور اس کی approach roads بنی ہوتی ہیں اس لئے وہ جگہ کم ہے لیکن اگر آپ نے اس چیز کی طرف نشاندہی کرائی ہے تو میں اسے مزید verify کر لیتا ہوں۔ جس طرح میں نے mention کیا کہ یہ پل اس آبادی کے لئے ضروری ہے اور اس کا estimate بھی گیا ہوا ہے تو یہ دونوں پراجیکٹ parallel چل رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ کسی نہ کسی پراجیکٹ میں پیش فت ہو جائے گی جس سے لوگوں کو ریلیف دینے میں کافی حد تک مدد ملے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! میرا خیال ہے کافی تفصیل آ گئی ہے اس لئے اب اگلے سوال پر آ جائیں؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! مجھے آخری ضمنی سوال کرنے دیں کیونکہ یہ ہمارے لئے بہت اہم مسئلہ ہے۔ یہ پنڈ دادنخان تک واحد سڑک ہے اور جہلم میں قومی اسمبلی کے دو ہی حلقے ہیں جن میں ایک 62 اور دوسرا 63 ہے اور حلقہ 63 کی یہ واحد سڑک ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اپنا ضمنی سوال کریں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! ابھی انہوں نے جز(د) میں کہا ہے کہ مالی سال 14-2013 میں نالہ گھان پر کینٹ کی طرف سے پل تعمیر کرنے کا کوئی منصوبہ محکمہ میں زیر غور نہ ہے البتہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت کے مطابق لاگت کا تخمینہ بذریعہ ڈی سی او جہلم، وزیر اعلیٰ آفس کو بھجوادیا گیا ہے۔ یہ ہمارے اوپر رحم کریں، ہم تو وہاں پر احتجاج کر کے بھی تھک گئے ہیں۔ ابھی بھی آپ جا کر دیکھیں تو وہاں پر بینرز لگے ہوئے ہیں اور ہماری یہ حالت ہے کہ جب بارش ہو جاتی ہے تو آدھے لوگ ادھر رہ جاتے ہیں، آدھے لوگ اُدھر رہ جاتے ہیں، ہم اپنے گھروں کو جا کر نہیں دیکھ سکتے اور اس سے لاکھوں لوگ Affected ہیں۔ میں آپ کو یہ بتا رہی ہوں کہ یہ واحد سڑک ہے جو حلقہ 63 کی ہے تو ہمیں بتائیں کہ ہم وہاں پر کیا کریں۔ مسلم لیگ (ق) کی حکومت میں یہ نالہ گھان پر پل بنا جس پر آج

تک انہیں لوگ دعائیں دیتے ہیں۔ یہ بھی دعائیں لیں کیونکہ یہ لوگوں کی بھلائی کا کام ہے۔ اگر ایک ڈکٹیٹر نے یہ کام کر دیا اور لوگ آج بھی اسے یاد کرتے ہیں تو یہ عوامی حکومت ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! ان کے نوٹس میں یہ چیز آ گئی ہے اس لئے اب آپ اگلے سوال پر آ جائیں کیونکہ یہ سوال بھی آپ کا ہی ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 1251 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے، مجھے آج ٹائم نہیں ملا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع جہلم: پنڈ داد نخان روڈ کے پانچ سو فٹ چھوڑے گئے ٹکڑا کی تعمیر نو کا معاملہ

*1251: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل و ضلع جہلم کے گاؤں موضع نوگراں سے گزرنے والی پنڈ داد نخان روڈ کا تقریباً پانچ سو فٹ (نصف گاؤں سے نالہ گھان تک) ٹکڑا سڑک کی تعمیر نو کے وقت چھوڑ دیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ سی اینڈ ڈبلیو کا مؤقف ہے کہ نالہ گھان پر بننے والے پل کے شولڈر اس جگہ پر بننے ہیں اس لئے مذکورہ ٹکڑا نہیں بنایا گیا؟

(ج) محکمہ سی اینڈ ڈبلیو مذکورہ پل کی تعمیری لاگت، پل کی تعمیر کا دورانیہ اور کام کب شروع ہو گا نیز پل کی ٹوٹل لمبائی بیان کرے، اگر نہیں تو بیان کرے کہ پل کا منصوبہ اس وقت کس stage پر ہے؟

(د) اگر مذکورہ پل کی تعمیر کا دور دور تک نام نشان نہ ہے تو کیا محکمہ درج بالا پانچ سو فٹ سڑک کا ٹکڑا مالی سال 14-2013 میں مکمل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اگر نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) یہ بات درست ہے کہ تحصیل و ضلع جہلم کے گاؤں نوگراں سے گزرنے والی جہلم پنڈ داد نخان روڈ کا 800 فٹ حصہ (نوگراں تا نالہ گھان) سڑک کی کشادگی و بہتری کے دوران نالہ گھان پر پل کی approaches کی تعمیر کے لئے چھوڑ دیا گیا تھا۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ یہ حصہ نالہ کہان پر بننے والے پل کی approaches کے لئے چھوڑ دیا گیا کیونکہ تکنیکی طور پر اس حصہ نے پل کی تعمیر کے ساتھ ہی تعمیر ہونا ہے۔

(ج) اگر اس پل کی تعمیر کی جائے تو اس وقت تعمیری لاگت تقریباً 206 ملین روپے ہو گی اور اس کی لمبائی تقریباً 1000 فٹ ہو گی ساتھ ہی تقریباً 2 کلو میٹر کی approach روڈ بنے گی اور اس پل کی تعمیر کا دورانیہ تقریباً ایک سال ہو گا۔ فی الحال اس پل کا کوئی منصوبہ سی اینڈ ڈبلیو ڈیپارٹمنٹ میں منظور نہ ہے، البتہ وزیرِاعلیٰ پنجاب آفس کے ایک ہدایت نامہ مورخہ 26-09-2013 کے تحت تخمینہ لاگت بذریعہ ڈی۔سی۔او جہلم وزیرِاعلیٰ پنجاب آفس بھجوایا گیا ہے۔

(د) اگرچہ تکنیکی طور پر مذکورہ حصہ کی تعمیر پل کے ساتھ منسلک ہے لیکن عوام کی تکلیف کو مدنظر رکھتے ہوئے اس خستہ حال ٹکڑے کی خصوصی مرمت کا کام مورخہ 8-مارچ 2014 کو شروع کر دیا گیا ہے جو کہ 10-مئی 2014 تک مکمل کر لیا جائے گا جس کا تخمینہ لاگت 29 لاکھ 97 ہزار روپے ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ چار ضمنی سوال کر چکی ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! ہمارا اصل میں یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! باقی ممبران بھی ہیں بیٹھے اور ان کے حلقے کے بھی اتنے ہی اہم معاملات ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں جواب سے مطمئن ہوں۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میں اسی سے related صرف از راہ انفارمیشن جو محترمہ نے کہا ہے کہ ہم نے بڑے protest کئے ہیں تو میں نے محکمہ سے پوچھا ہے کہ اگر یہ اتنا ہی ضروری ہے تو کیا وہاں سے بہت زیادہ کبھی آواز پیدا ہوئی ہے تو مجھے بتایا گیا کہ جتنی اس کی اہمیت تھی اتنی آواز وہاں سے پیدا نہیں ہوئی۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! وہ بڑا اہم معاملہ ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں۔ اگلا سوال احمد شاہ کھگہ صاحب کا ہے۔ محترمہ! بس ٹھیک ہے۔ آپ رہنے دیں۔ میں اگلے سوال پر آ چکا ہوں۔ منسٹر صاحب! وہ بہت اہم معاملہ ہے جیسے محترمہ کہہ رہی ہیں ان کی بات سنیں اور محکمہ کی بات پر یقین نہ کریں۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! آپ میرا point نہیں سمجھے کیونکہ میں نے تو اسے admit کیا ہے۔۔۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! یہ بہت اہم اور دیرینہ مطالبہ ہے، جگہ جگہ اس کے لئے احتجاج ہوتے ہیں اور وہاں اس کے لئے کمیٹیاں بھی بنی ہوئی ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! بس آپ تشریف رکھیں کیونکہ منسٹر صاحب کو میں نے کہہ دیا ہے کہ آپ کی بات زیادہ اہم ہے محکمہ کی نہیں ہے۔ جناب احمد شاہ کھگہ صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب آصف محمود صاحب کا ہے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 1581 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع اوکاڑہ: دیپالپور سے وساویوالہ روڈ کی از سر نو تعمیر کی تفصیلات

*1581: جناب آصف محمود: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) دیپالپور سے وساویوالہ حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ روڈ کی تعمیر پہلی دفعہ کب کی گئی اور اس پر کل کتنے اخراجات ہوئے؟

(ب) پہلی دفعہ تعمیر کے بعد اب تک اس کی کتنی دفعہ تعمیر و مرمت اور پیچ ورک ہو چکا ہے اور ہر دفعہ اس پر کتنے کتنے اخراجات ہوئے اور اس کی ہر دفعہ فائنل انسپیکشن کن کن افسران و اہلکاران نے کی، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ سے آگاہ کریں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ روڈ پر کروڑوں روپے خرچ کرنے کے بعد بھی جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے کیا محکمہ اس کی از سر نو تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو کب تک؟

وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) سڑک دیپالپور تا وساویوالہ حویلی لکھا (لمبائی 25.20 کلومیٹر) ضلع اوکاڑہ 10 فٹ کشادہ کی پہلی دفعہ تعمیر 83-1982 میں شروع ہوئی اور 86-1985 میں مکمل ہوئی جس پر 17.168 ملین لاگت آئی۔

(ب) سڑک ہذا کی 20 فٹ تک کشادگی و بحالی کا کام 89-1988 میں شروع ہوا اور 91-1990 میں مکمل ہوا جس پر 23.680 ملین روپے لاگت آئی۔ بعد ازاں 1991 تا 2001 سڑک ہذا ایکسیئن ہائی وے ڈویژن اوکاڑہ اور 2001 میں ضلعی نظام کے نفاذ کے بعد ڈسٹرکٹ آفیسر (روڈز) اوکاڑہ کے زیر کنٹرول رہی جو سڑک کی مرمت و پیچ ورک کرواتے رہے مورخہ 31.10.2007 کو حکومت پنجاب کی جانب سے سڑک ہذا کو (Provincialzed) کر دیا گیا جس کے بعد سڑک ہذا دیکھ بھال کے لئے پراونشل ہائی وے ڈویژن اوکاڑہ کو ٹرانسفر کر دی گئی تعمیر کے بعد اب تک سڑک مذکورہ کی مرمت پر جو اخراجات کئے گئے ان کی تفصیلات (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ج) سڑک مذکورہ کو ٹریفک کے قابل رکھنے کے لئے مرمت کا کام مختلف سالوں کے دوران مرحلہ وار کیا گیا جس کی بدولت سڑک کے کافی حصے بہتر حالت میں موجود ہیں اور سڑک پر ٹریفک کی روانی میں کوئی دشواری نہ ہے۔ مزید براں سڑک ہذا کے کچھ حصے خستہ حالی کے شکار ہیں جن کی خصوصی مرمت درکار ہے جو کہ فنڈز کی دستیابی پر مرمت کر دیئے جائیں گے مزید سڑک ہذا کی از سر نو تعمیر کے لئے کوئی فنڈز یا ہدایات موصول نہ ہوئی ہیں۔

جناب آصف محمود: میرا ضمنی سوال جز (ب) سے متعلق ہے جس میں بتایا گیا کہ سڑک کی مرمت اور پیچ ورک کرواتے رہے ہیں لیکن ground on تو یہ نہیں ہوا بلکہ یہ کاغذوں میں پیچ ورک ہوتا رہا ہے اور موقع پر اس کی situation بالکل قطعاً اس سے مختلف ہے۔ آپ جائیں تو دیکھیں کہ وہ سڑک کھنڈرات کا نقشہ پیش کر رہی ہے۔ میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ کیا اس سڑک کی از سر نو تعمیر کا ارادہ رکھتے ہیں یا نہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! پہلے اس کا جواب دیں کہ وہ کہتے ہیں کہ وہاں پر کوئی کام نہیں ہوا؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! جتنی انفارمیشن مانگی گئی ہے، جو concerned بندے ہیں، جنہوں نے اس کی مرمت کی، ان کی ذمہ داری تھی، ان کے نام بھی mention ہیں، 13-2012 میں 12.758 ملین روپے اس سڑک کی repair and maintenance پر لگائے گئے ہیں۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ پیسا ٹھیک نہیں لگا تو اس کی نشاندہی کریں۔ آگے ذمہ دار افسر کا بھی reference دیا گیا ہے تو ان کے خلاف ایکشن لیا جا سکتا ہے اور یہ انفارمیشن آپ کے سامنے ہے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! یہ منسٹر صاحب! میرے ساتھ چلیں اور حالات دیکھ لیں کیونکہ on ground قطعاً اس کا کام نہیں ہوا۔ کاغذوں میں پیچ ورک ضرور کیا ہو گا لیکن on ground یہ سڑک بالکل کھنڈرات کا منظر پیش کر رہی ہے کیونکہ میں نے خود ذاتی طور پر اس سڑک پر سفر کیا ہے جو کہ انتہائی خستہ حال ہے۔ اسی جواب کے جز۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، اس کو چیک کر لیں اور verify کرا لیتے ہیں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! جز (ج) میں محکمہ ایک طرف تو کہہ رہا ہے کہ ٹریفک کی روانی میں کوئی دشواری نہ ہے اور اگلی لائن میں خود ہی فرما رہے ہیں کہ "اس سڑک کے بیشتر حصے خستہ حالی کا شکار ہیں جن کی خصوصی مرمت درکار ہے جو کہ فنڈز کی دستیابی پر مرمت کر دیئے جائیں گے۔ مزید سڑک ہذا کی از سر نو تعمیر کے لئے کوئی فنڈ یا ہدایات موصول نہ ہوئی ہیں"۔ مجھے بتایا جائے کہ اس کی ہدایات کون جاری کرے گا اور کیا آپ موجودہ مالی سال کے اندر اس کی مرمت وغیرہ کروانے کا ارادہ رکھتے ہیں یا نہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! اس سڑک کی جو history نظر آ رہی ہے تو یہ سڑک کافی پرانی ہے اور definitely ہمیں rehabilitation کو، special repair اور maintenance سے link up نہیں کرنا چاہئے۔ چونکہ ایک بڑی سڑک ہے اور جس رقم کا میں نے ذکر کیا ہے تو اس میں چھوٹا موٹا پیچ ورک اور دیکھ بھال ہی ہو سکتی ہے لیکن definitely جتنی سڑک کی age ہو گئی ہے تو شاید اسے rehabilitation کی ضرورت ہو سکتی ہے۔ اسے دیکھ لیتے ہیں، جتنی سڑکیں rehabilitate ہو جائیں، جتنی نئی بن جائیں وہ

کم ہیں، بات resources کی ہے۔ آپ نے اسے identify کیا ہے تو انشاء اللہ ہم کوشش کریں گے کہ اس کے resources کا بندوبست کریں تاکہ لوگوں کی پریشانی کو دور کیا جا سکے لیکن overall بہت بڑا road network ہے، وسائل کمزور ہیں۔ اس میں جو بڑا پیریڈ ہے کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے پاس بھی یہ سڑک چلی گئی تھی اور میرے خیال میں یہ 7/8 سال کا عرصہ ہے جس میں زیادہ خرابی ہوئی ہے اور اس عرصے میں اس کی باقاعدہ مرمت اور maintenance نہیں ہو سکی لیکن انشاء اللہ کوشش کریں گے کہ اگر فنڈز وافر مقدار میں میسر ہو گئے تو اس سڑک کو بھی ترجیحی لسٹ میں شامل کر لیا جائے گا۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! resources کی کمی، یہی رونا ہم لوگ روتے ہیں کہ گورنمنٹ کی ترجیحات ہونی چاہئیں، بڑے بڑے پراجیکٹ، یوتھ فیسٹیول اور میٹرو بس سروس، لیکن بنیادی ضروریات زندگی کی سہولتیں تو آپ عوام کو دے نہیں پا رہے اس لئے آپ مجھے صاف لفظوں میں بتا دیں کہ کیا یہ سڑک تعمیر کریں گے یا نہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترم! اس کا جواب تو انہوں نے دے دیا ہے کہ کوشش کریں گے کہ فنڈز دستیاب ہونے پر یہ ہو جائے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! وہ صاف لفظوں میں ہاں یا ناں میں جواب دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! یہ تو انہوں نے دھمکی کی آواز میں پوچھا ہے کہ صاف الفاظ میں بتائیں ویسے بڑے مہربان ہیں۔ میں نے جس طرح کہا ہے کہ آپ نے اسے identify کیا ہے تو بہت ساری سڑکوں کی ضرورت ہے اور یہ بھی بڑی سڑک ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ کوشش کریں گے۔ جو ڈیپارٹمنٹ کا کام ہے کہ پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ کو اس کا estimate بنا کر بھیج دیتی ہے جہاں سے اس کی اگر allocation آ گئی تو انشاء اللہ اسے بنا دیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آصف صاحب! اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چیمہ صاحب! میں نے آصف محمود صاحب کو اگلے سوال کے لئے کہہ دیا ہے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! انہیں ضمنی سوال کرنے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! منسٹر صاحب بتائیں کہ اس سال M&R فنڈ میں کتنی رقم ملی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! ویسے تو یہ fresh question بنتا ہے۔ M&R فنڈ کی رقم calculation of kilometers کے حساب سے ایک فارمولا ہوتا ہے جو block allocation کی صورت میں ملتی ہے اور محکمہ کا اس علاقے کا جو ایکسین یا ایس ای ہوتا ہے، وہ اپنے علاقے کی سڑکوں کی حالت یا priority جو ہوتی ہیں وہ اندازے سے spent کرتا ہے لیکن exact amount میرے پاس اس وقت موجود نہیں ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! محکمے کو M&R کے لئے کافی فنڈ ملتے ہیں تو کیا اس سے یہ اس سڑک کی special repair کر سکتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: چیمہ صاحب! وہ کہہ رہے ہیں کہ انہیں exact amount کا نہیں پتا ہے آپ کا fresh question بنتا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! محکمہ اپنے M&R فنڈ سے special repair کر سکتا ہے۔ میری صرف یہ گزارش تھی کہ منسٹر صاحب اس پر ہمدردانہ غور فرمائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! نہیں، special repair کے لئے اتنی بڑی رقم نہیں ہوتی جو اتنی بڑی سڑک کی مرمت کر سکے۔ یہ سڑک جب بھی ہو گی تو rehabilitation پیکج کے تحت ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال جناب آصف محمود صاحب کا ہے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 1582 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع اوکاڑہ: تحصیل دیپالپور کی حدود میں آنے والی سڑکوں کی تعمیر و مرمت کی تفصیلات

*1582: جناب آصف محمود: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ کی حدود میں آنے والی کن کن سڑکوں کی گزشتہ پانچ سالوں کے دوران از سر نو تعمیر، مرمت و پیچ ورک کیا گیا ان کے نام و مقام اور کل اخراجات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ب) مذکورہ تحصیل کی حدود میں کتنی ایسی سڑکیں ہیں جو انتہائی خستہ حال ہیں جن کو عرصہ دراز سے تعمیر نہیں کیا جا رہا ہے اس کی وجوہات سے آگاہ کریں اور یہ کب تک تعمیر کر دی جائیں گی؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) اس ضمن میں استدعا ہے کہ گزشتہ پانچ سالوں کے دوران محکمہ پراونشل ہائی وے ڈیپارٹمنٹ اوکاڑہ نے تحصیل دیپالپور کی حدود میں آنے والی جن جن سڑکوں کی از سر نو تعمیر، مرمت و پیچ ورک کا کام کیا ہے ان کا نام اور کل اخراجات کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ کی حدود میں آنے والی محکمہ پراونشل ہائی وے کی سڑکات کے جو حصے خستہ حالی کا شکار ہیں ان کی تفصیلات (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ ان سڑکات کے خستہ حال حصوں کی خصوصی مرمت درکار ہے اور مرمت کا کام فنڈز کی دستیابی پر کر دیا جائے گا۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! یہ اسی سے ملتا جلتا سوال ہے اور اس کا جواب بھی پیچ ورک وغیرہ سے متعلق ہے اور یہ بھی ملتا جلتا ہی ہے اس لئے میں منسٹر صاحب سے humbly request کروں گا کہ اس پر تھوڑی سی نظر ثانی کریں کیونکہ محکمہ ان سے totally غلط بیانی کر رہا ہے حالانکہ وہاں پر کوئی پیچ ورک نہیں ہوا۔ صرف کاغذوں پر پیچ ورک کا ضرور mention کر دیا ہے لیکن آپ اگر وہاں پر جا کر اس تحصیل کی سڑکوں کے حالات دیکھیں تو وہ کھنڈرات کا منظر پیش کر رہے ہیں۔ آپ میرے ساتھ چلیں میں

آپ کو نشاندہی کر دوں گا کہ وہاں پر کیا حالات ہیں اور لوگ انتہائی مشکلات کا شکار ہیں۔ آپ سے humbly request ہے کہ اس پر تھوڑی سی توجہ دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! آصف محمود صاحب کی بات پر غور کریں۔ اگلا سوال ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 1669 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: سوڈیوال تا چوبرجی روڈ کی توسیع و دیگر تفصیلات

*1669: **ڈاکٹر نوشین حامد:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے ملتان روڈ لاہور ٹھوکر نیاز بیگ تا چوبرجی روڈ کی دونوں جانب توسیع کرنے کا پراجیکٹ شروع کیا تھا جن کو دو فیزوں میں بنانا تھا اس پر دونوں اطراف کتنی کتنی توسیع کی گئی؟

(ب) دونوں فیزوں کی تعمیر پر کتنا وقت لگا اور کتنی لاگت آئی، دونوں فیزوں کی الگ الگ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹھوکر نیاز بیگ سے سوڈیوال تک تو دونوں اطراف سے سڑک کو وسیع کر دیا گیا، لیکن سوڈیوال تا چوبرجی تک توسیع نہ کرنے کی وجہ بتائی جائے؟

(د) کیا حکومت سوڈیوال تا چوبرجی روڈ کی توسیع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے ملتان روڈ لاہور کی دونوں جانب توسیع کا پراجیکٹ شروع کیا تھا جس کو 2 فیز میں مکمل کیا گیا۔ ٹھوکر نیاز بیگ تا سکیم موڑ (فیز-I) کی لمبائی 7.7 کلو میٹر ہے جبکہ سکیم موڑ تا چوک چوبرجی (فیز-II) کی لمبائی 3.5 کلو میٹر ہے۔ فیز-I کی تعمیر و توسیع لاہور رنگ روڈ اتھارٹی کی زیر نگرانی کی گئی جبکہ فیز-II کی تعمیر محکمہ ہائی وے پنجاب کی زیرِ نگرانی سرانجام پائی۔ پہلے مرحلے (ٹھوکر نیاز بیگ تا سکیم موڑ) سڑک ہذا کی کشادگی اوسطاً 5 سے 35 فٹ (زمین کی دستیابی اور ڈیزائن کی ضرورت کے مطابق)

توسیع دی گئی جبکہ انٹر سیکشن کو120 فٹ تک کھلا کیا گیااور مناسب جگہوں پر پارکنگ فراہم کی گئی جبکہ دوسرے مرحلے سکیم موڑ تا بسطامی روڈ(1.24 کلومیٹر) کی توسیع 29.5فٹ سے 39 فٹ تک دونوں اطراف کی گئی ہے جبکہ بسطامی روڈ سے چوک چوبرجی(لمبائی 2.26کلومیٹر) لینڈ ایکوزیشن کے نوٹیفکیشن 6(4)17 کی منظوری نہ ہونے کے سبب کوئی توسیع نہ کی گئی بلکہ صرف پہلے سے تعمیر شدہ سڑک کو کارپٹنگ اور rehabilitate کیا گیا۔

(ب) پہلے مرحلے (ٹھوکر نیاز بیگ تا سکیم موڑ) کی تعمیر مالی سال 10-2009 (اکتوبر 2009) میں شروع ہو کر مالی سال 12-2011 (ستمبر 2011) میں مکمل ہو چکی ہے جس کا تخمینہ لاگت بشمول حصول اراضی 3483 ملین روپے ہے(لاگت تعمیر سڑک 2136 ملین روپے + حصول اراضی 1347 ملین روپے) جبکہ دوسرے مرحلے (فیز-II) سکیم موڑ تا بسطامی روڈ (سوڈیوال) کی تعمیر اکتوبر 2012 کو شروع کی گئی اور تقریباً 8 ماہ کے عرصہ میں 1331 ملین روپے کی لاگت سے بشمول حصول اراضی مکمل کر لی گئی۔(لاگت تعمیر سڑک 596 ملین روپے + حصول اراضی 735 ملین روپے)۔

(ج) جی ہاں یہ درست ہے کہ ٹھوکر تا بسطامی روڈ(سوڈیوال) کی توسیع کر دی گئی جبکہ بسطامی روڈ (سوڈیوال) تا چوبرجی کی توسیع MTS(میٹروبس سروس) پراجیکٹ کی متوقع منظوری کے باعث عارضی طور پر مؤخر کر دی گئی۔مزید یہ کہ اس سیکشن کی لینڈ ایکوزیشن کے نوٹیفکیشن 6(4)17 کی منظوری بھی نہ ہو سکی۔

(د) اس جز کا جواب جز(ج) میں دے دیا گیا ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! انہوں نے جز(ب) میں بتایا ہے بلکہ وہ amount بھی mention کر دی گئی ہے جو حصول اراضی کے لئے ادائیگی کی ہے تو کیا جن لوگوں کی land acquire کی گئی ہے ان تمام لوگوں کو مکمل ادائیگی کر دی گئی ہے؟ اس کی تفصیل بتا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات(جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میری معلومات کے مطابق چونکہ اس پراجیکٹ کو مکمل ہوئے کافی وقت ہو گیا ہے تو land acquisition کے جتنے بھی issues تھے کم از کم 99.99 فیصد resolve ہو چکے ہیں اور میرے علم میں land acquisition سے related کوئی issue باقی ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جز(ج) میں انہوں نے کہا ہے کہ عارضی طور پر بسطامی روڈ سے چوبرجی تک توسیع مؤخر کر دی گئی ہے تو حکومت کب تک اسے complete کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میرے خیال میں جواب میں بڑا واضح mention کیا گیا ہے کہ میٹرو بس کی extension بھی expected ہے ہم اگر ابھی اس road کو بنا دیں بعد میں میٹرو بس بن جائے تو پھر دوبارہ اس کو بنائیں تو اگر آپ government کا expense مزید بڑھانا چاہتی ہیں تو اس کو بنا دیا جائے گا ورنہ جب میٹرو بس کی extension اُس طرف مکمل ہو جائے گی تو اس کے فوراً بعد اس کو انشاء اللہ بنا دیا جائے گا۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! منسٹر صاحب سے آپ کے توسط سے پوچھنا چاہوں گی کہ کیا محکموں کے پاس کوئی ایسا mechanism موجود ہے کہ ایک سڑک کو جب construction کرنے جاتے ہیں تو اس project کو صرف ایک ہی دفعہ بنایا کریں کیونکہ ہر تین ماہ کے بعد اس سڑک کو ادھیڑ کر اس کا نقشہ بدل جاتا ہے تو یہ بڑی عجیب سی صورتحال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ آپ کس question پر ہیں؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! یہی سوال جو ڈاکٹر صاحبہ کا ہے اسی پر میں ضمنی سوال کر رہی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کون سے جز کی بات کر رہی ہیں؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! سوال نمبر 1669 کی بات کر رہی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کا تو بنتا ہی نہیں ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! انہوں نے مجھے ضمنی کرنے کی اجازت دی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کسی ایک جز کے بارے میں پوچھ لیں؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! یہ جو ٹھوکر نیاز بیگ کی توسیع کا منصوبہ ہے۔ ایک سال کے اندر اس کو تین دفعہ ادھیڑا گیا ہے میں وہاں رہتی ہوں، اس وجہ سے میں concern رکھتی ہوں کہ محکموں کے پاس mechanism کوئی نہیں ہے، کوئی system نہیں ہے کہ محکمہ ایک دفعہ اُس پر کام کرے یا ایک دفعہ project کو complete کر کے اُس کے نقشے بنا کر اُس کے اوپر construction کرے کیونکہ ہر چار

ماہ بعد وہ سڑک توڑی جاتی ہے اور اُس کے اوپر نیا منصوبہ بنایا جاتا ہے کیا عوام کا پیسہ اس طرح سے ضائع کرنا جائز ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! یہ ایک comment ہے جو اس سوال پر دیا گیا ہے اگر یہ اس کے کسی جز کے متعلق پوچھ لیتیں کہ یہ کتنی دفعہ اکھاڑ کر بنا یا گیا ہے تو میں اُس کا بہتر جواب دے سکتا ہوں یہ ان کا اچھا comment ہے کوشش کرنی چاہئے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! اس جواب میں جو انہوں نے detail دی ہے کہ construction ہو گی ہے اور توسیع کر دی گئی ہے یہ توسیع تیسری دفعہ ہو رہی ہے۔ میرا ضمنی سوال ان سے یہی ہے کہ ایک دفعہ کیوں نہیں کی جاتی، بار بار اُسی سڑک کو توڑ کر اُس میں توسیع کیوں کی جاتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! اب دوبارہ اس کو توڑنے کا ارادہ تو نہیں ہے؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر آج کل انہوں نے سڑک پھر توڑ دی ہے اس ایک سال کے اندر تیسری دفعہ اس سڑک کو توڑا جا رہا ہے۔ پنجاب حکومت کے پاس اتنا فالتو پیسا ہے کہ وہ سڑکوں پر برباد کیا جا رہا ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! توڑنے کا ارادہ ہوتا تو میں نے جس طرح پہلے واضح کیا ہے کہ میٹرو بس کی future extension کی وجہ سے اس project کو فی الحال روکا ہوا ہے ورنہ ہم اس کو بنا دیتے اور میٹرو بس کے روٹ کے بعد دوبارہ اس کو توڑ دیا جاتا۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ٹھوکر نیاز بیگ چوک جہاں سے یہ start ہو رہا ہے وہاں پر کوئی میٹرو بس نہیں ہے۔ تیسری دفعہ شروع کیا گیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ کی بات منسٹر صاحب نے نوٹ کر لی ہے۔ اگلا سوال جناب آصف باجوہ (ایڈووکیٹ) صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال قاضی احمد سعید صاحب کا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! on his behalf (معزز ممبر نے قاضی احمد سعید کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سوال نمبر بولئے گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر سوال نمبر 1871 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: چوبرجی کوارٹرز کے رہائشیوں کے مسائل کی تفصیلات

*1871: قاضی احمد سعید: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چوبرجی کوارٹرز لاہور کے "پی" بلاک، "جی" بلاک، "او" بلاک اور "بی" بلاک میں واٹر سپلائی اور سیوریج کا انتظام انتہائی ناقص ہے اور مکین آمیزش زدہ گندہ پانی پینے پر مجبور ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بارش کے پانی کے نکاس کا خاطر خواہ انتظام نہ ہے اس مقصد کے لئے حکومت کی طرف سے ایک ٹیوب ویل لگایا گیا لیکن کافی عرصہ سے اس کو بارشیں ہونے کے باوجود استعمال میں نہیں لایا گیا اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) حکومت کب تک مذکورہ علاقہ کے مذکورہ بالا مسائل حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور مذکورہ ٹیوب ویل کو استعمال میں لانے کا ارادہ رکھتی ہے، نہیں تو وجہ سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) درست نہ ہے۔ چوبرجی کوارٹرز لاہور میں واٹر سپلائی اور سیوریج کے پانی کی کوئی آمیزش نہیں ہے۔ چوبرجی کوارٹرز میں واٹر سپلائی اور سیورج کا نظام بطریق احسن کام کر رہا ہے۔ تقریباً ایک ماہ پہلے ایل ڈی اے نے سمن آباد نالے کی سڑک کی تعمیر کی وجہ سے کچھ کوارٹرز کو گرایا تھا۔ دوران مسماری پانی کی لائنوں کو کاٹنے کی وجہ سے صرف چند گھنٹے چوبرجی کوارٹرز کے کچھ بلاکس میں پانی گدلا ہوا جو کہ کنکشن مکمل منقطع کرنے پر درست ہو گیا۔ علاوہ ازیں چوبرجی کوارٹرز کالونی کے کچھ بلاکس میں پرانے واٹر سپلائی لائنوں میں سکیل کا خدشہ رہتا ہے اور دو مرتبہ یہ شکایت بھی آئی ہے کہ گھروں میں گدلا پانی آ رہا ہے۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ پائپ لائنیں پرانی ہونے کی وجہ سے ان میں سکیل (Scale) جمع ہو گئی ہے جن کو ہائیڈرینٹس کھولنے سے صاف کرا دیا گیا۔ ان پائپوں کو وقتاً فوقتاً بذریعہ ہائیڈرینٹس صاف کیا جاتا ہے اور گدلے پانی کی شکایت ختم ہو گئی ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ چوبرجی کوارٹرز کے بارشی پانی کا عمومی طور پر نکاس سمن آباد ڈرین میں ہوتا ہے۔ ڈسپوزل پمپ کو اس وقت چلایا جاتا ہے جبکہ ملحقہ ڈرین میں پانی کی سطح نکاسی آب میں رکاوٹ بنے۔ یہ ضرورت صرف شدید بارشوں میں پیش آتی ہے۔ مذکورہ ڈسپوزل پمپ درست حالت میں کام کر رہا ہے۔

(ج) مذکورہ بالا جوابات کے پیش نظر واضح ہے کہ چوبرجی کوارٹرز میں واٹر سپلائی اور سیوریج پانی کی آمیزش سے متعلق کوئی مسئلہ درپیش نہ ہے۔ ڈسپوزل پمپ مذکورہ درست حالت میں ہے۔ اور صرف بوقت ضرورت استعمال کیا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال اس کے جز (الف) میں water supply اور sewerage کے انتظام کے حوالے سے ہے کہ یہاں پر جو پینے والے پانی کی پرانی pipelines ہیں منسٹر صاحب ان کو کب تک تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی وزیر موصوف!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! جس طرح میاں صاحب نے سوال پوچھا ہے یہ ایک ongoing process ہے اگر آپ چوبرجی کالونی میں پانی کی pipelines کی تفصیلات میں جائیں تو الحمدللہ وہ بھی میرے پاس موجود ہیں 6 انچ قطر کا پائپ جس کی لمبائی 720 فٹ ہے، 4 انچ قطر کے پائپ کی لمبائی 4212 فٹ ہے، 3 انچ کے قطر کے پائپ کی لمبائی 6120 فٹ ہے، اور 2 انچ قطر کے پائپ کی لمبائی 4955 فٹ ہے یہ ایک ongoing process ہے for example 2002-03 ان میں جو پائپ 720 فٹ تھا جہاں ضرورت تھی 50 فٹ کا pipe تبدیل کر دیا گیا، 4 انچ قطر کا 4212 فٹ کے against جہاں کوئی problem نظر آیا 909 فٹ change کر دیا گیا، 3 انچ قطر کے 6120 فٹ میں سے 2000 فٹ تبدیل کر دیا گیا اور 2 انچ قطر کے 4955 فٹ پائپ کی لائن میں سے 2900 فٹ تبدیل کر دی گئی ہے۔ مقصد بتانے کا یہ ہے کہ definitely یہ pipes بہت پرانے ہیں اور جوں جوں resources پیدا ہوتے ہیں اور جہاں پر problems آتی ہیں اُن pipe کو gradually replace کر دیا جاتا ہے اور کیا جا رہا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میرے حلقہ کے اندر چوبرجی کوارٹرز ہیں میں اپنے انتہائی قابل احترام منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ مہربانی کر کے اپنے سٹاف کے ساتھ اُس area کا خود visit کر لیں تا

کہ انہیں پتا چل جائے کہ on ground reality کیا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ جو انہوں نے یہاں پر اسی سوال کے جز(الف) کے اندر جواب فرمایا ہے کہ ایل ڈی اے کی ایک سڑک LOS نالے کے اوپر بن رہی ہے تو اس کے pipe ٹوٹنے کی وجہ سے نا صرف چو برجی کوارٹرز جو اُس کے left side پر لگتے ہیں اُن کی پینے کے پانی کی تمام pipeline خراب ہو چکی ہیں بلکہ جو right side پر سمن آباد کا علاقہ ہے جو کہ لاہور کی پہلی پوش آبادی ہے ایل ڈی اے کی planned آبادی ہوا کرتی تھی وہاں پر پانی کا انتہائی ناقص انتظام ہے جہاں ایک ایک فٹ پانی سمن آباد کے اندر کھڑا رہتا ہے اور بارہا شکایات متعلقہ department کو کروانے کے باوجود بارہا نا صرف میں نے خود بلکہ لوگوں کے ذریعے بھی میرے نام سے وہاں complaint درج ہے ایک ایک فٹ sewerage کا پانی سمن آباد کے اندر کھڑا رہتا ہے اور حکومت کے کسی بندے کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں سے ان لوگوں نے PTI کے بندے کو ووٹ دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! ضمنی سوال کر لیں اتنے سوالات ہیں پتا نہیں کہ آپ درمیان میں کس کو گھسیٹ کر لے آتے ہیں؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ منسٹر صاحب مجھے ساتھ مت لے کر جائیں، اپنے سٹاف کے ساتھ جا کر صرف اس area کو check کر لیں۔اگر یہ سمجھتے ہیں کہ اُس کو ٹھیک ہونا چاہئے تو کر دیں اگر یہ سمجھتے ہیں کہ نہیں، ان کا گزارہ ہو رہا ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔اس میں میری صرف گزارش یہ ہے کہ یہ جا کر visit کر کے اُس کو ٹھیک کروا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اس کا visit کر لیں یہ آپ کے office کے قریب بھی ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): انشاءاللہ میری کوشش ہو گی کہ وہ کام کروں جس میں overall public کی بہتری ہو۔آپ نے identify کیا ہے ہم انشاءاللہ اس کو visit بھی کریں گے۔جیسا کہ میں نے پہلے بھی بیان کیا ہے کہ ہماری کوشش چیزوں کو resolve کرنے کی ہوتی ہے۔آپ نے disposal کے حوالے سے بات کی ہے تو محکمہ کے بقول اس کی information یہ ہے کہ وہاں ایک تیس سال پرانا disposal pump بھی موجود ہے اور ایک نیا لگایا گیا ہے۔دونوں disposable pump working حالت میں ہیں۔ان کو visit کے دوران دیکھ لیں گے کہ کیا وہ دونوں working حالت میں ہیں یا نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کو visit کر کے پھر بتائیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! اس پر بات ہو گئی ہے انہوں نے confirm کر دیا ہے اور آپ کی خواہش کے مطابق وزٹ بھی کر لیں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں بات کی تصحیح کرنا چاہ رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: تصحیح ہو گئی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: نہیں ہوئی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جب وہ visit کر لیں گے تو سارا ٹھیک ہو جائے گا۔ میاں صاحب! پلیز، تشریف رکھیں۔ ممبران میرے پاس آ کر شکایات کرتے ہیں کہ ہمارے سوال رہ جاتے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: میں نے جو ضمنی سوال کیا ہے اس پر بھی جواب آنا چاہئے تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ نے گارنٹی مانگی ہے وہ انہوں نے دے دی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! اگر ضمنی سوال ہو گا تو بولنے کی اجازت دوں گا ورنہ مائیک بند رہے گا۔ اسی سے متعلقہ ضمنی سوال کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! انہوں نے جو disposal pump کی بات کی ہے تو اِس وقت نالے کے اوپر جو ایل او ایس کی سڑک بنا رہے ہیں یہ اُس کی بات کر رہے ہیں لیکن جہاں پانی کھڑا رہتا ہے اس حوالے سے disposal pump کی بات نہیں کر رہے ہیں۔ وہاں سمن آباد کے لئے نیا disposal pump لگانے کی ضرورت ہے اس لئے میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ مجھے اس کے بارے میں جواب دے دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! یہ سوال چوبرجی کوارٹر سے related ہے اس لئے میں نے ان کو چوبرجی کوارٹر کے حوالے سے disposable pump کی information دی ہے۔ انہوں نے جو پہلے چوبرجی کوارٹر کے

حوالے سے identify کیا ہے اس کا میں visit کروں گا اگر اس information میں سے کوئی information وہاں ٹھیک نہ پائی جاتی تو اس کا انشاء اللہ ایکشن لیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال قاضی احمد سعید کا ہے وہ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال قاضی عدنان فرید کا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! On his behalf (معزز ممبر نے قاضی عدنان فرید کے ایماء پر سوال دریافت کیا)

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! On his behalf

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! یہ سوال میاں صاحب کو کر لینے دیں آپ ضمنی سوال کر لینا۔ جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: بے حد شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ سوال نمبر 1910 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ایم پی ایز حضرات کی رہائش کے مسئلہ کو حل کرنے کی تفصیلات

*1910: **قاضی عدنان فرید:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

حکومت لاہور میں پنجاب کے دوسرے اضلاع سے آنے والے ایم پی ایز کی رہائش کا مسئلہ حل کرنے کے لئے کوئی خصوصی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) یہ سوال اسمبلی سیکرٹریٹ سے متعلقہ ہے تاہم اس وقت ایم پی اے حضرات کے لئے مندرجہ ذیل ہاسٹل موجود ہیں:

1۔ پیپلز ہاؤس: جس میں چالیس ایم پی اے حضرات کے لئے رہائش کی سہولت موجود ہے۔

2۔ ایم پی اے ہوسٹل: جس میں چھتیس ایم پی اے حضرات کے لئے رہائش کی سہولت موجود ہے۔ اس کے علاوہ معزز ایم پی اے حضرات کی رہائش کے لئے کوئی نئی سکیم موجود نہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اس سوال کا جواب یہ آیا ہے کہ ایم پی اے حضرات کے لئے پیپلز ہاؤس میں چالیس کمروں کی رہائش کا بندوبست ہے اور نئے ایم پی اے ہاسٹل میں چھتیس کمروں کا بندوبست ہے

جب کہ ایوان میں 371 ایم پی ایز ہیں۔ اگر ہم فراخدلی سے سوچیں کہ 71 ایم پی ایز پوش ایریا ڈیفنس میں رہتے ہیں، 100 ایم پی ایز ارد گرد قریب سے آتے ہوں گے اور چلے جاتے ہوں گے۔ کم از کم 200 ایم پی ایز ایسے ہیں جن کو رہائش کی ضرورت ہے جو پنجاب کے دور دراز علاقوں سے آتے ہیں۔ اُن کے لئے قومی اسمبلی کی طرز پر lodges بنائے جانے کا کوئی پروگرام حکومت کے پیش نظر ہے یا نہیں ہے، چاہتی ہے یا نہیں چاہتی یا "اوناں نوں ایس طرح ای رولناں چاہندی اے"؟

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! یہ سوال پہلے بھی آیا تھا تو سپیکر صاحب نے اس پر commitment کی تھی، وہ اس matter کو دیکھ رہے ہیں۔ وہ جس دن آئیں گے تو اسمبلی میں اس کا جواب بھی بتادیں گے۔ رانا صاحب! کیا آپ اس پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں میاں صاحب کی خدمت میں عرض کر دیتا ہوں اور یقین دلاتا ہوں کہ موجودہ حکومت کا جس کے سربراہ میاں محمد شہباز شریف ہیں ایسا کوئی پروگرام نہیں ہے۔ (قہقہہ)

جناب قائم مقام سپیکر: اس کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ ڈاکٹر صاحب! اگر آپ کو بھی جواب مل گیا تو پھر اگلے سوال پر چلتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ جو رانا صاحب نے جواب دیا ہے وہ میاں صاحب کے اس فقرے کا دیا ہے کہ "موجودہ حکومت کیا سانوں ایویں ای رولنا چاندی اے"؟ ظاہر ہے انہوں نے اس حوالے ٹھیک جواب دیا ہے۔ مجھے تو منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا ہے کہ یہ جو تفصیل جواب میں آئی ہوئی ہے اس میں چالیس اور چھتیس ایم پی ایز تو accommodate ہوتے ہیں لیکن جو خواتین دور دراز سے آتی ہیں ان کے بھی مسائل ہوتے ہیں۔ منسٹر صاحب اتنی بات بتادیں کہ کیا مستقبل میں کوئی نیا ہاسٹل تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: اس کا جواب تو آ گیا ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! نئے ہاسٹل بنانے سے محکمہ سی اینڈ ڈبلیو کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ محکمہ سی اینڈ ڈبلیو کی ذمہ داری یہ ہے کہ جو چیز بنی ہوئی ہے اس کی repair and maintenance اور دیکھ بھال کرنا ہے۔

ہماری اس ذمہ داری میں اگر کسی کو کوئی problem ہے تو وہ میرے علم میں لا سکتے ہیں۔ باقی ہاسٹل بنانا this is not job of the C&W department بلکہ یہ اسمبلی سیکرٹریٹ سے متعلق ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال جناب جمیل حسن خان کا ہے۔

جناب جمیل حسن خان: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1998 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع ننکانہ صاحب: پی پی۔174 میں سڑکوں کی مرمت کی تفصیلات

*1998: جناب جمیل حسن خان: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 11-2010 اور 12-2011 میں پی پی۔174 ضلع ننکانہ صاحب میں سڑکوں کی مرمت پر کتنا فنڈ خرچ کیا گیا؟

(ب) کیا محکمہ نے آئندہ کے لئے ان سڑکوں کی مرمت کے لئے کوئی فنڈز رکھے ہیں اگر نہیں رکھے تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) حلقہ پی پی۔174 ضلع ننکانہ صاحب میں محکمہ شاہرات پنجاب کی دو سڑکیں واقع ہیں:

(i) لاہور جڑانوالہ روڈ حصہ (موڑ کھنڈا تا بچیکی) جس کی لمبائی 12 کلو میٹر ہے یہ سڑک سال 13-2012 میں مکمل ہوئی اس کی مرمت پر سال 11-2010 اور 12-2011 میں کوئی فنڈ خرچ نہ کیا گیا ہے۔

(ii) موڑ کھنڈا بائی پاس کی مرمت پر سال 11-2010 میں 2 لاکھ 25 ہزار روپے خرچ کیا گیا جبکہ سال 12-2011 میں کوئی رقم برائے مرمت خرچ نہ کی گئی ہے۔ اس حلقہ کی بقایا سڑکیں ضلعی حکومت ننکانہ صاحب کی ذمہ داری میں آتی ہیں۔

(ب) جیسا کہ اُوپر بیان کیا گیا ہے حلقہ پی پی۔174 میں واقع سڑک لاہور جڑانوالہ (موڑ کھنڈا تا بچیکی) پچھلے مالی سال کے دوران مکمل ہوئی ہے حکومت ہر سال سڑکوں کی مرمت کے لئے فنڈز مختص کرتی ہے ان فنڈز کا استعمال اس سڑک کی مرمت کے لئے بھی ضرورت کے مطابق استعمال کیا جائے گا جبکہ موڑ کھنڈا بائی پاس کی بحالی و خصوصی مرمت حکومت کی طرف سے مہیا کردہ سالانہ فنڈز سے ممکن نہ ہے اس سڑک کی بحالی و مرمت کا تخمینہ 43.00 ملین روپے لگایا گیا ہے تاحال بحالی و مرمت کی مد میں اتنی رقم مہیا نہ ہو سکی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب جمیل حسن خان: جناب سپیکر! انہوں نے جواب دیا ہے کہ آپ کے حلقہ میں دو سڑکیں آتی ہیں۔ ایک موڑ کھنڈا بائی پاس اور دوسری موڑ کھنڈا تا بچیکی ہے۔ جب کہ میرے حلقے کے اندر موڑ کھنڈا بلو کی روڈ بھی آتی ہے اور بچیکی کھیڑا روڈ بھی آتی ہے جو ان کے حصے میں ہی ہے۔ چلیں، یہ تو دیکھ لیں گے کہ یہ روڈ ان کی ہے یا نہیں ہے لیکن میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ہم ہر روز سنتے ہیں کہ mega project بن گیا ہے اور ہمارے چیف منسٹر صاحب کی کوشش ہے کہ پنجاب میں لوگوں کو تمام سہولتیں دی جائیں۔ اس کے لئے جتنے بھی فنڈز چاہئیں ان کا بندوبست کیا جائے تاکہ لوگ خوشحال ہوں لیکن unfortunately یہ خوشحالی اس وقت تک نہیں آسکتی جب تک ہماری Management، ہماری Ministries اور ہمارے آفیسروں کی correction نہیں ہو جاتی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: خان صاحب! اس کے متعلق کوئی ضمنی سوال کر دیں۔

جناب جمیل حسن خان: جناب سپیکر! میں اسی کے متعلق بات کر رہا ہوں کہ dual carriage way فیصل آباد سے لاہور کے لئے بنا تھا جو ابھی تک مکمل نہیں ہوا۔ یہ بہت بڑا project تھا اس پر پنجاب حکومت نے huge amount خرچ کی ہے لیکن اس کا رزلٹ یہ ہے کہ اس میں روڈ کی compaction نہیں کی گئی اور اس میں slope نہیں رکھی گئی جو عام چیز ہے۔ اتنی اہم سڑک پر جب بارش ہوتی ہے تو وہاں درمیان میں پانی کھڑا رہتا ہے۔ کیا منسٹر صاحب کو نہیں چاہئے کہ یہ قیمتی سڑکیں جو ہمارا سرمایہ ہیں ان کے بارے میں ان کا کوئی mechanism ہو، ان کو رپورٹ کی جائے اور محکمہ ان کو بتائے کہ فلاں جگہ پر یہ کام ٹھیک نہیں ہوا، وہاں پر سارا بربادی کا سامان ہوا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یہ ٹھیک نہیں بنائی گئی، آپ کا یہی سوال ہے؟

جناب جمیل حسن خان: جی، ہاں۔ یہ ٹھیک نہیں بنائی گئی۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! کیا یہ موڑ کھنڈا بائی پاس کی بات کر رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کس روڈ کی بات کر رہے ہیں؟

جناب جمیل حسن خان: جناب سپیکر! میں dual carriage way کی بات کر رہا ہوں جو بچیکی سے موڑ کھنڈا ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! Provincial Highway سے پی پی-174 related میں جو روڈز ہیں یہ ان سے باہر ہیں۔

جناب جمیل حسن خان: جناب سپیکر! یہ جواب میں انہوں نے ہی mention کیا ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! جس روڈ سے متعلق انہوں نے نشاندہی کی ہے اس روڈ پر recently دوبارہ کام ہوا ہے۔ یہ جو شکایات بتا رہے ہیں ان کو میں دیکھ لیتا ہوں۔ اگر ان میں واقعی کوئی محکمانہ کوتاہی پائی گئی تو ان کے خلاف ایکشن بھی لیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: خان صاحب! وقفہ سوالات کے بعد آپ منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ جائیں اور اس کو چیک کروائیں۔

جناب جمیل حسن خان: جناب سپیکر! اس روڈ میں جو بہت بڑی غلطی ہے وہ یہ ہے کہ اس کے shoulder کی compaction نہیں ہوئی، وہاں کھڈے پڑ گئے ہیں اور وہ اتنے بڑے پڑ گئے ہیں کہ انہوں نے مین روڈ کو damage کرنا شروع کر دیا ہے۔ وہاں جاتے جاتے ٹرک بھی ان کھڈوں میں گر جاتے ہیں۔ میں منسٹر صاحب کا مشکور ہوں گا کہ ان کے جو بھی آفیسر ہیں ان سے جواب طلبی کریں اور اس کی correction کروائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! یہ روڈ موڑ کھنڈا تا بچیکی جس کی لمبائی 12 کلومیٹر ہے کیا اس کے اندر یہ area fall کرتا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! اس کو confirm کرائیں کہ کیا بات ہے؟ اگلا سوال بھی جناب جمیل حسن خان کا ہے۔

جناب جمیل حسن خان: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2010 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع ننکانہ صاحب: پی پی-174 میں بنائی گئی سڑک کی صورتحال کی تفصیلات

*2010: جناب جمیل حسن خان: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سابق دور حکومت میں پی پی-174 کے قصبہ موڑ کھنڈا ضلع ننکانہ صاحب کے گرد بائی پاس سڑک تعمیر کی گئی تھی جو ناقص مٹیریل استعمال ہونے کی بناء پر جلد ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئی ہے؟

(ب) کیا اس منصوبہ کے حوالے سے کوئی محکمانہ انکوائری کی گئی اور اگر کوئی انکوائری ہوئی تو اس کی رپورٹ پر کیا ایکشن لیا گیا؟

(ج) حکومت اس منصوبہ کی از سر نو تعمیر و مرمت کے لئے کوئی منصوبہ بندی کر رہی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) یہ درست ہے کہ سابق دورِ حکومت میں پی پی-174 کے قصبہ موڑ کھنڈا ضلع ننکانہ صاحب کے گرد بائی پاس سڑک سال 2005 میں تعمیر کی گئی۔ تعمیر کے کچھ عرصہ بعد سڑک میں کچھ نقائص پیدا ہو گئے اور سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئی۔

(ب) سڑک میں پیدا شدہ نقائص کی باقاعدہ انکوائری کروائی گئی اور ذمہ دار افسران کو محکمانہ قواعد و ضوابط کے تحت سزائیں سنائی گئیں۔

(ج) سڑک کی بحالی کے لئے 43 ملین روپے کا تخمینہ لاگت منظور کیا گیا لیکن فنڈز کی کمی کے باعث بحالی و مرمت کا کام تاحال شروع نہیں کیا جا سکا ہے۔

جناب جمیل حسن خان: جناب سپیکر! انہوں نے جواب میں کہا ہے کہ جن لوگوں نے غلط کام کیا ہے ان کے خلاف کارروائی کی گئی ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ یہ بائی پاس 2005 میں بنا تھا اور میں اُس وقت حلقہ میں موجود تھا۔ میں نے دیکھا ہے کہ جو روڈ کے لئے مٹی کی ceiling ہے وہ ایک دن ہی کی گئی، دو چار دن میں اس کے اوپر رولر پھیرا گیا اور سڑک بن گئی۔ ٹھیک ایک مہینے کے بعد وہ ساری سڑک خراب ہو گئی اور یقین جانیں کہ برباد ہو گئی ہے۔ وہ بائی پاس ہے موڑ کھنڈا اس کا بڑا اہم شہر ہے۔ پتا نہیں کہ یہ سڑک ٹھیک ہو گی یا نہیں ہو گی، میرے خیال میں اس کی خرابی کی وجہ سے کم و بیش 2005 سے لے کر آج تک ڈکیتی کے دوران دو تین سو آدمی زخمی ہو چکے ہیں اور یہ اس کے حالات ہیں۔ میں آپ کے توسط سے منسٹر صاحب سے عرض کروں گا کہ یہ مجھے بتائیں کہ جن لوگوں نے یہ غلط کام کیا

ہے ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے ؟اس وقت کا ٹھیکیدار جس نے یہ سڑک بنائی ہے آیا اس کو ڈی لسٹ کیا گیا ہے یا نہیں کیا گیا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر موصوف!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! معزز ممبر نے جس مسئلے کی طرف نشاندہی کی ہے وہ بالکل ٹھیک ہے۔ یہ 5.02 کلو میٹر بائی پاس تھا، 2005 میں بنا اور بننے کے کچھ عرصے بعد ہی اس میں problems آ گئیں۔ باقاعدہ اس کی انکوائری بھی ہوئی اور اس وقت کے ذمہ داران آفیسران ایکسیئن، ڈی او اور سب انجینئر تھے ان سب کے خلاف محکمانہ طور پر کارروائی بھی کی گئی۔ Definitely وہ ٹھیکیدار جس نے غلط کام کیا تھا اس کی بھی security forfeit کر لی گئی لیکن اس platform سے آگے شاید وہ بعد میں بات کریں لیکن میں نے اس کی information بھی لی ہے۔ اس بائی پاس کے حالات واقعی بڑے pathetic ہیں اور اس کو ٹھیک ہونا چاہئے۔ ڈیپارٹمنٹ کی کوشش ہو گی کہ ہم اس ADP میں اپنی طرف سے جو پی اینڈ ڈی کو proposals بھیجیں گے اس میں اس بائی پاس کو propose کر کے بھیجیں گے کیونکہ میں نے specifically معلومات لی ہیں اس بائی پاس کی حالت واقعی ہی بہت خراب ہے اور ٹریفک کے لئے وہاں پر کوئی اتنے بہتر حالات نہیں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، انہوں نے guarantee دے دی ہے۔

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر! میانوالی میں عیسیٰ خیل روڈ کی انتہائی خستہ حالت ہے اور اس کے لئے پونے دو ارب روپے رکھے گئے تھے لیکن ابھی تک وہاں پر کام شروع نہیں ہوا۔

جناب قائم مقام سپیکر: خان صاحب! آپ یہ بات بعد میں کر لیں۔ منسٹر صاحب! آپ خان صاحب کی بات سنیں اور اس کو inquire کرائیں لیکن یہ اس سوال سے related نہیں ہے۔ وہ میانوالی کی روڈ کا ذکر کر رہے ہیں۔ آپ ان کو اپنے چیمبر میں بلا کر اس کی انکوائری کرائیں۔ جی، اگلا سوال الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب کا ہے۔ چنیوٹی صاحب! سوال نمبر بولئے گا۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! سوال نمبر 2095 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب اسمبلی کی نئی عمارت کا ٹھیکہ و تعمیر کی تفصیلات

*2095: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبائی اسمبلی پنجاب کی نئی بلڈنگ کا ٹھیکہ کتنی رقم میں دیا گیا اور اس کی مدت تکمیل کیا مقرر کی گئی؟

(ب) کیا مقررہ مدت میں تعمیر مکمل نہ ہونے کی وجہ سے معروضی حالات میں منصوبہ کی مالیت بڑھتی جارہی ہے اور تعمیری کام نہایت سست روی سے چل رہا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ نئی بلڈنگ کی تعمیر مکمل نہ ہونے کی وجہ سے موجودہ ہال میں ممبران بہت تنگی سے بیٹھتے ہیں؟

(د) کیا حکومت جلد از جلد اس کی تعمیر مکمل کرانے کا ارادہ رکھتی ہے اور کب تک اس کی تعمیر مکمل ہو جائیگی نیز اس بلڈنگ سے ملحق مسجد کی تعمیر بھی منظور کی گئی تھی اور اس کے لئے ممبران نے اڑتالیس لاکھ روپے بھی اپنی تنخواہوں میں سے جمع کروائے تھے، کیا اس مسجد کی تعمیر بھی جلد از جلد مکمل کروائی جائے گی تاکہ ممبران اور اسمبلی کے ملازمین اچھے انداز میں نماز ادا کر سکیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) نئی پنجاب اسمبلی بلڈنگ ADP کی دو سکیموں پر مشتمل ہے

i۔ ایڈیشنل اسمبلی بلڈنگ۔ جس کا تخمینہ لاگت 1470.196 ملین روپے ہے

ii۔ ایکسٹینشن آف پنجاب اسمبلی بلڈنگ۔ جسکا تخمینہ لاگت 1053.195 ملین روپے ہے

ایڈیشنل اسمبلی بلڈنگ کا ٹھیکہ مختلف گروپوں کی شکل میں 1174.484 ملین روپے کا دیا گیا تھا جن کی مدت تکمیل مختلف ہے (detail attached as annex-A)

ایکسٹینشن اسمبلی بلڈنگ کا ٹھیکہ مختلف گروپوں کی شکل میں 782.049 ملین روپے کا دیا گیا تھا جن کی مدت تکمیل مختلف ہے (detail attached as annex-B)

(ب) یہ درست ہے کہ مقررہ مدت میں تعمیر مکمل نہ ہونے کہ وجہ سے منصوبہ کی مالیت بڑھتی جا رہی ہے۔ بلڈنگ کی تعمیر کا کام اس وقت فنڈز کے نہ ہونے کی وجہ سے بند ہے۔ موجودہ مالی سال(14-2013) میں اس سکیم کے لئے ADP میں کوئی فنڈ مختص نہ کئے گئے ہیں۔

(ج) یہ درست ہے۔

(د) فنڈز مہیا ہونے کے 1½ سال بعد بلڈنگ مکمل کی جا سکے گی۔

بلڈنگ سے ملحق مسجد کی تعمیر اسمبلی کی سکیم کا حصّہ نہیں ہے۔ اس کے لئے جناب سپیکر پنجاب اسمبلی نے ایک کمیٹی قائم کی ہے جو اسکا ڈیزائن وغیرہ فائنل کرے گی اور تعمیر کا کام کروائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! حکومت میرے سوال کے جز(د) میں جواب دیا ہے کہ فنڈز مہیا ہونے کے ڈیڑھ دو سال بعد بلڈنگ مکمل کی جائے گی اور باقی اسمبلی کی مسجد کا جو معاملہ ہے اس کمیٹی کا میں بھی ممبر ہوں اور انشاء اللہ توقع ہے کہ جلد شروع ہو جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: انشاء اللہ وہ شروع ہو جائے گی۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: لیکن میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو وعدہ کیا گیا ہے کہ فنڈز مہیا ہونے کے ڈیڑھ دو سال بعد بلڈنگ مکمل ہو جائے گی تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کی بھی کوئی مدت ہے کہ فنڈز کب تک مہیا ہو جائیں گے اور یہ بلڈنگ کب شروع ہو جائے گی؟ کیونکہ ڈیڑھ دو سال تو اس کے بعد ہی شروع ہوں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چنیوٹی صاحب! آپ منسٹر صاحب کی کوئی سفارش کر دیں۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! پچھلے سیشن میں بھی یہ سوال آیا تھا اور سپیکر صاحب نے یہاں ذمہ داری لی تھی کہ وہ بھی چیف منسٹر صاحب سے بات کریں گے۔ سی اینڈ ڈبلیو نے جس طرح commit کیا ہے کہ جس دن سی اینڈ ڈبلیو کو فنڈز مل گئے اس کے ڈیڑھ سال کے اندر اندر balanc کام ختم کر دیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: چنیوٹی صاحب! اس معاملے کو سپیکر صاحب خود دیکھ رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب! فرمائیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ یہاں اسمبلی کے احاطے میں جو مشینری پڑی ہوئی تھی، جس میں air conditioning units اور باقی مشینری تھی جو کہ زنگ آلود ہو رہی تھی جس پر اپوزیشن نے توجہ دلائی تھی تو وہ مشینری کہاں گئی؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! یہ نشاندہی کا معاملہ میرے نالج میں نہیں ہے کہ اس سے پہلے نشاندہی کرائی گئی تھی۔ آج آپ نے نشاندہی کی ہے میں اس کی information لوں گا لیکن میرے knowledge میں نہیں ہے کہ اس کی کوئی نشاندہی کرائی گئی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں وہ محفوظ مقام پر پہنچا دی گئی ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! محفوظ مقام پر تو پھر یہ دریا برد ہو گئی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، اس کو اندر شفٹ کر دیا گیا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ پنجاب اسمبلی صوبہ پنجاب کا اہم ایوان ہے اور سب سے معزز ادارہ ہے۔ اس طرح کسمپرسی کے حالات میں یہاں پر visitors کی بیٹھنے کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ لاء منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ میڈیا کے کیمروں کو اندر لانے کے لئے یہاں پر کوئی جگہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر! ہم کروڑوں روپے یوتھ فیسٹیول اور دیگر اللوں تللوں پر لگا رہے ہیں جو پوری قوم دیکھ رہی ہے، ان ممبران کا استحقاق بھی مجروح ہو رہا ہے کہ آخر یہ بلڈنگ جو ہمارے پڑوس میں کھڑی ہے اور اس کی لاگت میں کروڑوں روپے کا اضافہ ہو جائے گا۔ ابھی تھوڑے سے پیسوں سے اس کو مکمل کیا جا سکتا ہے تو میرا خیال ہے کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ اس پر ان کا وزیر اعلیٰ سے بات کر کے اس کو جلد از جلد مکمل کرنے کا ارادہ ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ سے بھی بات ہو گئی تھی میرے خیال میں سپیکر صاحب اس پر بات کر رہے ہیں۔ وہ جس وقت آتے ہیں تو وہ پھر ہی اس کا خود ہی جواب دے دیں گے کیونکہ انہوں نے خود ہی اس کی ذمہ داری لی تھی۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ اس پر جواب دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس وقت کیونکہ چیئر پر سپیکر صاحب موجود تھے انہوں نے ہی ذکر کیا تھا کہ میں اس کا جواب دوں گا تو وہ جونہی آتے ہیں اس کا جواب دے دیں گے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمودالرشید): جناب سپیکر! اس پر میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ اس وجہ سے مکمل نہیں ہو رہی کہ سابق وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی نے اس کا افتتاح کیا تھا؟

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! جونہی سپیکر صاحب آتے ہیں تو وہ اس کا آپ کو بہتر جواب دے دیں گے۔ میرے خیال میں ان کا wait کر لیا جائے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ضمنی سوال؟

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! میرے خیال میں آپ اگلے سوال پر آ جائیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اس پر ابھی دو سوال ہوئے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! اس پر تین سوال ہو گئے ہیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! سوال کے جز (ج) میں جواب دیا گیا ہے کہ یہ درست ہے کہ نئی بلڈنگ کی تعمیر نہ ہونے کی وجہ سے موجودہ ہال میں ممبران بہت تنگی سے بیٹھتے ہیں۔ اس میں حکومت کہتی ہے کہ جی بالکل تنگی سے بیٹھتے ہیں اور جز (ب) میں کہتے ہیں کہ یہ درست ہے کہ مقررمدت میں تعمیر مکمل نہ ہونے کی وجہ سے مالیت بڑھتی جا رہی ہے اور بلڈنگ کی تعمیر کا کام اس وقت فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے بند ہے۔ موجودہ مالی سال 14-2013 میں اس سکیم کے لئے ADP میں کوئی فنڈز نہیں رکھے گئے۔ اس کا مطلب ہے کہ کیا حکومت جان بوجھ کر معزز ممبران کو تنگ دیکھنا چاہتی ہے؟ 14-2013 کے ADP میں جاری ایک منصوبے کے لئے فنڈز کیوں نہیں رکھے گئے وزیر موصوف صاحب اس کی ذرا وضاحت کریں گے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میرے خیال میں ہم اس پر اب جتنی بحث کرتے رہیں، ہمیں پہلے تو تھوڑا سا سمجھنے کی ضرورت ہے کہ اس پراجیکٹ کی sponsoring agency اسمبلی سیکرٹریٹ ہے۔ C&W is in an executing agency in this respect. جس طرح C&W Department نے commit کیا ہے کہ جب فنڈز آ گئے تو فنڈز ملنے کے ڈیڑھ سال بعد کام مکمل کر دیا جائے گا۔ اگر یہ کام as

department مکمل نہ ہوا تو آپ C&W کو مجرم قرار دے سکتے ہیں لیکن اس کا سپیکر صاحب نے آخری سیشن میں خود اظہار کیا تھا کہ وہ اس کو خود personally take up کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وہ کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ اس کا وہ خود آکر جواب دیں گے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! باقی جو اپوزیشن لیڈر صاحب نے ایک point اٹھایا تھا۔ اس کی information کے لئے اور سپیکر صاحب کے حکم کے مطابق نئی بلڈنگ کے ساتھ چبوترا بنا کر اس پر وہ مشینری رکھ دی گئی ہے اور اس پر پلاسٹک ڈال کر اس کو محفوظ کر لیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے بھی یہ جواب دے دیا تھا کیونکہ میرے نوٹس میں تھا کہ محفوظ کر لی گئی ہے۔ اگلا سوال جناب محمد انیس قریشی صاحب کی طرف سے ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! سوال نمبر 2077 ہے، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع قصور: کوٹ رادھا کشن شہر کی سڑکوں کی ابتر صورت حال کی تفصیلات

*2177: **جناب محمد انیس قریشی:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل کوٹ رادھا کشن ضلع قصور میں ڈی او روڈز اور ڈی او بلڈنگ تعینات نہ کیا گیا ہے؟

(ب) کیا بھی درست ہے کہ کوٹ رادھا کشن شہر کے اندر سے گزرنے والی رائے ونڈ روڈ اور میر صاحب روڈ جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ چکی ہیں کیا حکومت ان روڈز کو فوری تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) ڈسٹرکٹ آفیسر (روڈ و بلڈنگ) کی تعیناتی ضلعی حکومت کے تحت ضلع کی سطح پر ہوتی ہے جبکہ ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (روڈ و بلڈنگ) کی تعیناتی ضلعی حکومت کے تحت تحصیل کی سطح پر ہوتی ہے۔ تحصیل کوٹ رادھا کشن میں الگ سے ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر روڈ و بلڈنگ تعینات نہ کئے جاتے ہیں کیونکہ یہاں پر ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (روڈ و بلڈنگ) کی منظور شدہ اسامی نہ ہے۔ تحصیل کوٹ رادھا کشن کے متعلقہ کام ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر قصور (روڈ و بلڈنگ) کے دائرہ

اختیار میں آتے ہیں۔اس وقت ان دفاتر میں جو افسران تعینات ہیں اُن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔کامران مبارک ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر روڈز قصور (تاریخ تعیناتی01.12.2012)
2۔محمد اسلم ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر بلڈنگ قصور (تاریخ تعیناتی12.02.2014)

(ب) کوٹ رادھا کشن شہر کے اندر سے گزرنے والی رائے ونڈ چھانگا مانگا روڈ جس کی لمبائی 31 کلو میٹر ہے۔اس سڑک کا3.50 کلو میٹر حصہ کوٹ رادھا کشن شہر سے گزرتا ہے۔اس میں سے 2300 فٹ لمبائی میں خصوصی مرمت کے تحت سڑک کو مرمت کیا جا رہا ہے۔اس حصّے کی مرمت کا کام مارچ کے آخری ہفتہ میں مکمل کر دیا جائے گا۔تاہم باقی2.5 کلو میٹر میں مرمت کا کام مئی2014 کے وسط تک فنڈز کی دستیابی پر مکمل کر دیا جائے گا جبکہ میر صاحب روڈ ضلعی حکومت سے متعلقہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے اپنے سوال کے جواب میں یہ کہا ہے کہ تحصیل کوٹ رادھا کشن میں الگ سے ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر بلڈنگ اور ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر روڈ تعینات نہ کئے گئے۔اس تحصیل کو بنے ہوئے سات سال ہو گئے اس کے باوجود دونوں آفیسرز قصور میں بیٹھتے ہیں کوٹ رادھا کشن میں کیوں تعینات نہیں کئے گئے؟Post create کرنے میں کیا امر مانع ہے؟ budget reallocation کرکے posts create کی جاسکتی ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ دونوں بندوں کو یہاں کوٹ رادھا کشن میں تعینات کیا جائے اور انہیں قصور میں نہ بٹھایا جائے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! کوٹ رادھا کشن کو غالباً06-2005 میں تحصیل کا درجہ دیا گیا ہے۔ابھی جس طرح بتا دیا گیا ہے کہ اس کو ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر بلڈنگ اور ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر روڈ قصور سے handle کر رہے ہیں تو یہ permanent arrangement ہے administratively فی الحال وہاں اس بات کی ضرورت نہیں ہے کہ وہاں permanent posting کی جائے کیونکہ ایک طرف ہم گورنمنٹ کے resources کو بچانے کی بھی بات کرتے ہیں۔فی الحال جو ڈیپارٹمنٹ کا کام ہے وہ اس setup پر احسن طریقے سے چل رہا ہے۔

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! کوٹ رادھا کشن سات سال سے تحصیل بنی ہوئی ہے تو کیا resources بچانے کا فارمولا وہیں پر استعمال کرنا ہے اور کوئی جگہ نہیں ہو سکتی؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! اس کو future میں حل کرنے کا کوئی ارادہ ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ فی الحال at the moment یہ permanent arrangement چل رہا ہے اور اگر in future کوئی ضرورت محسوس ہوئی تو seats create کر کے وہاں پر post کر دیئے جائیں گے۔

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ یہ قصور چھانگا مانگا روڈ کی بات کر رہے ہیں۔ اس کے شہر کے اندر جو روڈ بن رہی ہے وہ ایک مہینے سے بند پڑی ہے اور اس کے فنڈز release نہیں کئے جا رہے۔ اس پر جو patchwork ہو رہا ہے وہ بھی انتہائی ناقص کوالٹی کا ہے کیونکہ مٹی کو ہٹائے بغیر اس پر بجری پھینک کر تار کول ڈال کر پیچ ورک کیا جا رہا ہے۔ جو پندرہ بیس دن کے بعد اکھڑ جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! اس کا جواب دیں۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): اس کی جو میں نے physical progress لی ہے، اس کا جو raising portion ہے two thousand RFT complete ہو گیا ہے اور base course level تک complete ہو گیا ہے overlay portion تین سو فٹ مکمل کر دیا گیا ہے۔ PST on both portion in progress ہے۔ اگر اس میں کوالٹی کی شکایت آ رہی ہے تو اس کو مزید explore کر لیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: قریشی صاحب! مزید پھر آپ منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ کر بات کر لیں۔

جناب منان خان: جناب والا! میرا ابھی ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آخری ضمنی سوال آپ کر لیں لیکن اسی سوال سے related ہونا چاہئے۔

جناب منان خان: جناب والا! میری وزیر صاحب سے گزارش ہے کہ شکر گڑھ نارووال روڈ محکمہ مواصلات و تعمیرات نے کچھ عرصہ پہلے ہی بنائی تھی جس کا ایک portion Bajna to Mundi Khail ہے جو کہ بننے کے فوراً بعد ہی ٹوٹ گئی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ آپ کا fresh question بنتا ہے۔

جناب منان خان: جناب fresh question کی تو turn ہی نہیں آتی۔

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر مواصلات صاحب! آپ منان خان صاحب کو بلائیں اور ان کی جو بھی شکایت ہے اس کو دور کریں۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): اجلاس ختم ہونے کے بعد خان صاحب مجھے چیمبرز میں مل لیں، میں انشاء اللہ ان کی شکایت دور کر دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں آپ سے درخواست کروں گا کہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں وقفہ سوالات ختم کر چکا ہوں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ایک سوال نمبر 2228 جو کہ اسمبلی بلڈنگ کے حوالے سے ہے، یہ سوال رہے گا تو اس پر discussion بھی رہ جائے گی اور سپیکر صاحب اس کا جواب بھی دے دیں گے لہذا میں یہ request کروں گا کہ آپ میرے اس سوال کو pending کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: سوال نمبر 2228 کو pending کیا جاتا ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع چنیوٹ: اڈا شیخن کے مقام پر دریا پر پل تعمیر کرنے کی تفصیلات

*1094: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع چنیوٹ تقریباً 70 کلومیٹر لمبا ہے جس کی ڈیڑھ تحصیل دریائے چناب کے مشرقی کنارے پر جبکہ باقی ڈیڑھ تحصیل اس دریا کے مغربی کنارے آباد ہے اڈا شیخن جو تحصیل لالیاں کی آخری آبادی ہے، وہاں سے تحصیل بھوانہ کی مسافت 140 کلومیٹر بنتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس ستر کلو میٹر لمبے ضلع میں دریائے چناب پر صرف ایک پل قابل استعمال ہے اور کیا یہ بھی درست ہے کہ اڈا شیخن کے مقام پر اگر دریا پر پل تعمیر کر دیا جائے تو یہ 140 کلو میٹر کی مسافت صرف 4 کلو میٹر رہ جاتی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس مقام پر دریائے چناب کے اوپر پل فوری طور پر تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) یہ درست ہے کہ ضلع چنیوٹ تقریباً 70 کلو میٹر لمبا ہے۔ بقیہ ضمن محکمہ ریونیو سے متعلقہ ہے۔ یہ بھی درست ہے کہ اڈا شیخن جو تحصیل لالیاں کی آخری آبادی ہے اس کی مسافت تحصیل بھوانہ سے تقریباً 140 کلو میٹر نہیں بلکہ 112 کلو میٹر بنتی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ اس 70 کلو میٹر لمبے ضلع میں دریائے چناب پر صرف ایک ہی پل ہے اور یہی پل لوگوں اور ٹریفک کے استعمال میں ہے۔ حکومت پنجاب پہلے ہی اڈا کلری جو کہ اڈا شیخن سے پہلے آتا ہے پر پل تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے یہ مقام چینوٹ اور بھوآنہ کے تقریباً درمیان میں ہے اور یہ مقام پل بنانے کے لئے تکنیکی طور پر اور بظاہر سب سے موزوں جگہ ہے اور اڈا شیخن سے بہتر جگہ ہے۔ اس مقام پر پل بننے سے بھوآنہ تا اڈا شیخن کا فاصلہ 112 کلو میٹر سے کم ہو کر تقریباً 23 کلو میٹر رہ جاتا ہے۔ جبکہ اگر یہ پل اڈا شیخن پر بنایا جائے تو یہ فاصلہ 4 کلو میٹر تو نہیں بلکہ تقریباً 24 کلو میٹر رہ جاتا ہے۔

(ج) حکومت پنجاب اڈا شیخن سے پہلے اڈا کلری کے قریب دریائے چناب پر پل بنانے کا ارادہ رکھتی ہے جو کہ اڈا کلری سے بھوآنہ تک 15.77 کلو میٹر کا فاصلہ بنتا ہے۔ ٹھیکیدار موقع پر mobilize ہو گیا ہے۔

مری: محکمہ (سی اینڈ ڈبلیو) ریسٹ ہاؤسز و گیسٹ ہاؤسز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1447: جناب احمد شاہ کھگہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ سی اینڈ ڈبلیو کے مری میں کتنے ریسٹ ہاؤسز / گیسٹ ہاؤسز ہیں؟

(ب) ان ریسٹ ہاؤسز میں کیا عام پبلک کو بھی رہنے کی اجازت ہے؟

(ج) ان ریسٹ ہاؤسز کے کرایہ جات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) ان ریسٹ ہاؤسز کو عام پبلک کے لئے کرایہ پر حاصل کرنے کا طریق کار کیا ہے؟

(ہ) یکم جنوری 2012 سے 31-دسمبر 2012 تک گورنمنٹ کو ان ریسٹ ہاؤسز سے کتنا کرایہ وصول ہوا، ہر ریسٹ ہاؤس کی علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات وتعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) مری میں محکمہ سی اینڈ ڈبلیو ڈیپارٹمنٹ کا کوئی ریسٹ ہاؤس / گیسٹ ہاؤس نہیں ہے۔

(ب) جیسا کہ جز (الف) کے جواب میں بیان کیا گیا ہے کہ محکمہ سی اینڈ ڈبلیو ڈیپارٹمنٹ کے پاس مری میں کوئی ریسٹ ہاؤس نہیں ہے لہذا غیر متعلقہ ہے۔

(ج) جیسا کہ جز (الف) کے جواب میں بیان کیا گیا ہے کہ محکمہ سی اینڈ ڈبلیو ڈیپارٹمنٹ کے پاس مری میں کوئی ریسٹ ہاؤس نہیں ہے لہذا غیر متعلقہ ہے۔

(د) جیسا کہ جز (الف) کے جواب میں بیان کیا گیا ہے کہ محکمہ سی اینڈ ڈبلیو کے پاس مری میں کوئی ریسٹ ہاؤس نہیں ہے لہذا غیر متعلقہ ہے۔

(ہ) جیسا کہ جز (الف) کے جواب میں بیان کیا گیا ہے کہ محکمہ سی اینڈ ڈبلیو ڈیپارٹمنٹ کے پاس مری میں کوئی ریسٹ ہاؤس نہیں ہے لہذا غیر متعلقہ ہے۔

ضلع لاہور: محکمہ بلڈنگز کے دفاتر کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1533: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں محکمہ بلڈنگز کے کتنے دفاتر ہیں نیز یہ دفاتر کہاں کہاں پر واقع ہیں؟

(ب) ضلع لاہور کے محکمہ بلڈنگز میں کتنے ایگزیکٹو انجینئرز ہیں نیز ان کو سال 13-2012 میں کتنی رقم خرچ کرنے کے لئے دی گئی نیز انہوں نے کن کن منصوبوں پر کتنی رقم خرچ کی اور کتنی بقایا بچی اور کیوں، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات وتعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) ضلع لاہور میں چیف انجینئر کے دو سپرنٹنڈنگ انجینئر کے دو ایگزیکٹیو انجینئر کے آٹھ، اور سب ڈویژنل آفیسر کے 27 عدد دفاتر ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1) چیف انجینئر، پنجاب بلڈنگز ڈیپارٹمنٹ، نارتھ زون، پرانی انارکلی، لاہور۔

2) چیف انجینئر، پنجاب بلڈنگز ڈیپارٹمنٹ، ساؤتھ زون، پرانی انارکلی، لاہور۔

3) سپرنٹنڈنگ انجینئر، پروانشل بلڈنگز سرکل نمبر 1، میکلوڈ روڈ لاہور۔

ان کے ماتحت ایگزیکٹو انجینئر اور سب ڈویژنل آفیسرز کی تفصیلات درج ہیں:

1)ایگزیکٹو انجینئر، فسٹ پروانشل بلڈنگز ڈویژن، میکلوڈ روڈ لاہور

i۔ سب ڈویژنل آفیسر، پروانشل بلڈنگز سب ڈویژن نمبر 1، pwd سیکرٹریٹ، لاہور

ii۔ سب ڈویژنل آفیسر، پروانشل بلڈنگز سب ڈویژن نمبر 3، میکلوڈ روڈ، لاہور

iii۔ سب ڈویژنل آفیسر، پروانشل بلڈنگز سب ڈویژن نمبر 4، گورنر ہاؤس لاہور

iv۔ سب ڈویژنل آفیسر، پروانشل بلڈنگز کنسٹرکشن سب ڈویژن نمبر 1، میکلوڈ روڈ، لاہور

2)ایگزیکٹو انجینئر، سیکنڈ پروانشل بلڈنگز ڈویژن، میکلوڈ روڈ لاہور

i۔ سب ڈویژنل آفیسر، پروانشل بلڈنگز سب ڈویژن نمبر 5، میکلوڈ روڈ، لاہور

ii۔ سب ڈویژنل آفیسر، پروانشل بلڈنگز سب ڈویژن نمبر 6 سول سیکرٹریٹ، لاہور

iii۔ سب ڈویژنل آفیسر، پروانشل بلڈنگز سب ڈوشیرن نمبر 7، میکلوڈ روڈ، لاہور

iii۔ سب ڈویژنل آفیسر، پروانشل بلڈنگز سب ڈویژن نمبر 8، فیصل ٹاؤن gor-v، لاہور

3)ایگزیکٹو انجینئر، تھرڈ پروانشل بلڈنگز ڈویژن، جنرل ہسپتال لاہور

i۔ سب ڈویژنل آفیسر، پروانشل بلڈنگز سب ڈویژن نمبر 9، چوہنگ، لاہور

ii۔ سب ڈویژنل آفیسر، پروانشل بلڈنگز سب ڈویژن نمبر 10، پولیس لائن، لاہور

iii۔ سب ڈویژنل آفیسر، پروانشل بلڈنگز سب ڈویژن نمبر 11، جنرل ہسپتال، لاہور

iv۔ سب ڈویژنل آفیسر، پروانشل بلڈنگز کنسٹرکشن سب ڈویژن نمبر 2، جنرل ہسپتال، لاہور

4)سپرنٹنڈنگ انجینئر، پروانشل بلڈنگز سرکل نمبر 2، میکلوڈ روڈ لاہور

ان کے ماتحت ایگزیکٹیو انجینئر اور سب ڈویژنل آفیسرز کی تفصیلات درج ہیں:

1)ایگزیکٹو انجینئر، فورتھ پروانشل بلڈنگز ڈویژن، میکلوڈ روڈ لاہور

i۔ سب ڈویژنل آفیسر، پروانشل بلڈنگز سب ڈویژن نمبر 12 میکلوڈ روڈ لاہور

ii۔ سب ڈویژنل آفیسر، پروانشل بلڈنگز سب ڈویژن نمبر 15، لاہور ہائی کوٹ، لاہور

iii۔ سب ڈویژنل آفیسر، پروانشل بلڈنگز سب ڈویژن شیخوپورہ

iv۔ سب ڈویژنل آفیسر، پروانشل بلڈنگز سب ڈویژن، ننکانہ صاحب

2)ایگزیکٹو انجینئر، ففتھ پروانشل بلڈنگز ڈویژن، میکلوڈ روڈ، لاہور

i۔ سب ڈویژنل آفیسر، پروانشل بلڈنگز سب ڈویژن نمبر 19، GOR-I لاہور

ii۔ سب ڈویژنل آفیسر، پروانشل بلڈنگز سب ڈویژن چیف منسٹر سیکرٹریٹ، لاہور

iii۔ سب ڈویژنل آفیسر، پروانشل بلڈنگز سب ڈویژن، پنجاب اسمبلی لاہور

3)ایگزیکٹو انجینئر، سیکتھ پروانشل بلڈنگز ڈویژن، چلڈرن ہسپتال لاہور

i۔ سب ڈویژنل آفیسر، پروانشل بلڈنگز سب ڈویژن نمبر 20، چلڈرن ہسپتال لاہور

ii۔ سب ڈویژنل آفیسر، پروانشل بلڈنگز سب ڈویژن نمبر 21، چلڈرن ہسپتال لاہور

iii۔ سب ڈویژنل آفیسر، پروانشل بلڈنگز سب ڈویژن نمبر 22، چلڈرن ہسپتال لاہور

iii۔ سب ڈویژنل آفیسر، پروانشل بلڈنگز سب ڈویژن، قصور

4)ایگزیکٹو انجینئر، ساؤتھ پروانشل بلڈنگز ڈویژن، میکلوڈ روڈ، لاہور

i۔ سب ڈویژنل آفیسر، پروانشل بلڈنگز سب ڈویژن نمبر 13، وحدت کالونی، لاہور

ii۔ سب ڈویژنل آفیسر، پروانشل بلڈنگز سب ڈویژن نمبر 14، وحدت کالونی, لاہور

iii۔ سب ڈویژنل آفیسر، پروانشل بلڈنگز سب ڈویژن نمبر 2، چوبرجی گاڈرن اسٹیٹ، لاہور

5)ایگزیکٹو انجینئر، پروانشل بلڈنگز ڈویژن، جی۔او۔آرز، میکلوڈ روڈ، لاہور

i۔ سب ڈویژنل آفیسر، پروانشل بلڈنگز سب ڈویژن نمبر 17، GOR-I لاہور

ii۔ سب ڈویژنل آفیسر، مینٹیننس سب ڈویژن نمبر I، GOR-I لاہور

iii۔ سب ڈویژنل آفیسر، مینٹیننس سب ڈویژن نمبر II، GOR-III لاہور

iv۔ سب ڈویژنل آفیسر، مینٹیننس سب ڈویژن نمبر III، GOR-II لاہور

مزید برآں ضلعی حکومت کے ماتحت کام کرنے والے ڈسٹرکٹ بلڈنگ کے دفاتر کے متعلق معلومات چیف انجینئر ڈسٹرکٹ سپورٹ اینڈ مانیٹرنگ سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

(ب) ضلع لاہور میں پنجاب محکمہ بلڈنگز ڈیپارٹمنٹ میں آٹھ عدد ایگزیکٹو انجینئرز ہیں اور جو رقم سال 13-2012 میں خرچ کرنے کے لئے دی گئی ان کی تفصیل اور مختلف منصوبہ جات پر جو رقم خرچ کی گئی ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سیالکوٹ: سول ہسپتال ڈسکہ کے ایمرجنسی کے مریضوں کو ٹریفک کے رش کے باعث مشکلات کا سامنا و دیگر تفصیلات

*1709: جناب محمد آصف باجوہ، (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سیالکوٹ سے لاہور اور لاہور سے سیالکوٹ جانے والی ٹریفک ڈسکہ شہر میں سول ہسپتال کے سامنے سے بائی پاس نہ ہونے کی وجہ سے گزرتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سول ہسپتال ڈسکہ کے سامنے اور اس کے دونوں اطراف اس روڈ پر ہر وقت سینکڑوں گاڑیاں ٹریفک جام ہونے کی وجہ سے رکی رہتی ہیں جس بناء پر مریضوں خاص کر ایمرجنسی کے مریضوں کو شدید مشکلات پیش آتی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اگر اور جیسر والا سے بھروکے پل سے پہلے گوجرانوالہ روڈ سے گلوٹیاں بائی پاس بنا دیا جائے تو یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے کیا حکومت اس منصوبہ پر غور کر رہی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) یہ درست ہے کہ سیالکوٹ سے لاہور آنے اور جانے والی ٹریفک سول ہسپتال ڈسکہ شہر کے سامنے سے گزرتی ہے جو ڈسکہ کا پرانا بائی پاس ہے۔ یہ بائی پاس 1973 میں تعمیر کیا گیا تھا اور آبادی کے پھیلاؤ کی وجہ سے شہر کا حصہ بن گیا ہے

(ب) یہ درست ہے کہ اس سڑک پر زرعی ورکشاپ اور غلط پارکنگ کی وجہ سے کبھی کبھار ٹریفک کا بہت زیادہ رش ہو جاتا ہے جس کو بہتر ٹریفک مینجمنٹ کے ذریعے خاصا بہتر کیا جا سکتا ہے۔

(ج) اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر نیا بائی پاس بنے تو اس سے ڈسکہ شہر اور پرانا بائی پاس سے گزرنے والی ٹریفک میں نمایاں کمی آسکتی ہے۔ یہاں پر یہ امر قابل ذکر ہے کہ پرانا بائی پاس روڈ جس کی چوڑائی صرف 24 فٹ تھی اس کو دورویہ کرنے کا منصوبہ زیر تعمیر ہے جس پر FWO کام کر رہی ہے جس کی تکمیل سے 24+24 فٹ کیرج وے کے ساتھ 6 فٹ چوڑائی میں پکا شولڈر اور 15+15 فٹ چوڑائی میں سروس لین بھی بنائی جا رہی ہے جس سے سابقہ 24 فٹ سڑک کے بدلے میں سڑک کی چوڑائی 90 فٹ ہو جائے گی۔ امید کی جاتی ہے کہ ٹریفک جام کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔

لاہور: چوبرجی کوارٹرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1872: قاضی احمد سعید: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) چوبرجی لاہور میں سرکاری کوارٹرز کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) چوبرجی کوارٹرز کی تزئین و آرائش اور مرمت کے لئے 12-2011، 13-2012 اور 14-2013 کے بجٹ میں کتنی رقم رکھی گئی، الگ الگ تفصیل سال وائز بیان فرمائیں؟

(ج) کتنے ایسے کوارٹر ہیں جن پر مذکورہ سالوں کے دوران کوئی رقم خرچ نہیں کی گئی؟

(د) کیاچوبرجی کوارٹرز لاہور میں کچن کیبن بنانے کی کوئی سکیم زیر غور ہے، اگر ہاں تو اس کی موجودہ صورتحال کیاہے، مکمل تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیرہاؤسنگ وشہری ترقی اورپبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات وتعمیرات (جناب تنویراسلم ملک):

(الف) چوبرجی گارڈن اسٹیٹ کالونی میں سرکاری کوارٹرز کی کل تعداد409ہے۔

(ب) چوبرجی کوارٹرز میں تزئین وآرائش کا کام محکمہ بلڈنگز سے متعلقہ نہ ہے۔مرمت کے لئے 12۔2011، 13۔2012اور14۔2013کے دوران خرچ کی گئی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مالی سال	سالانہ مرمت	خصوصی مرمت
12۔2011	1.904ملین	0.111ملین
13۔2012	2.305ملین	2.325ملین
14۔2013	1.207ملین	0.039ملین
کل رقم	5.416ملین	2.475ملین

سال واراورکوارٹروار تفصیل اخراجات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

اس ضمن میں مزید یہ بتانا ضروری ہے کہ چوبرجی کوارٹرز کی سالانہ مرمت کے لئے درکار فنڈز برائے سال12۔2011 13۔2012اور14۔2013 بالترتیب10.462، 11.508اور 12.659ملین روپے تھا۔

(ج) جن کوارٹرز میں مذکورہ سالوں میں کوئی رقم خرچ نہ کی گئی ہے۔انکی کل تعداد 16 ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) چوبرجی گارڈن اسٹیٹ کالونی میں فی الحال کچن کیبنز بنانے کی کوئی سکیم زیر غور نہیں ہے۔

لاہور، شیخوپورہ، فیصل آبادی ہائی ویز کی تعمیر وٹول ٹیکس وصولی کی تفصیلات

*2429:ڈاکٹر سید وسیم اختر:کیاوزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور، شیخوپورہ، فیصل آباد ہائی ویز جوBOT کے تحت تعمیر کی گئی تھی، اس کے تعمیراتی اخراجات وغیرہ(Construction Cost etc)وصول کرنے کے لئے تعمیر کرنے والی کمپنیز کتنے عرصہ تک کس شرح سے ٹول ٹیکس وصول کر سکیں گی۔اس ٹول ٹیکس میں گزشتہ

عرصہ کے دوران کتنا اضافہ ہوا ہے ٹول ٹیکس میں کس شرح سے کتنے عرصہ بعد اضافہ کی منظوری دی جا چکی ہے؟

(ب) اس سڑک پر سفر کرنے والوں کو ٹول ٹیکس کی ادائیگی کر کے کیا کیا سہولیات فراہم کی گئی ہیں سڑک کی ٹوٹ پھوٹ یا کسی حادثہ کی صورت میں بھی کیا کنٹریکٹرز کی کوئی ذمہ داری متعین کی گئی ہے؟

(ج) کیا حکومت متعلقہ کنٹریکٹرز سے طویل سفر کرنے والوں کو یکمشت ادائیگی کی سہولت مہیا کروانے کو تیار ہے، مثلاً فیصل آباد سے لاہور آنے والے مکمل ٹول ٹیکس پہلے ٹول پلازہ پر ادا کر دیں تاکہ باقی ٹول پلازوں پر لمبی قطاروں سے بچ سکیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) تعمیراتی کمپنی (LAFCO) کو معاہدہ کے مطابق 25 سال تک ٹول ٹیکس وصول کرنے کا حق حاصل ہے۔ معاہدہ کے مطابق کمپنی کو ٹیکس میں سالانہ 5.74 فیصد اضافہ کرنے کا اختیار حاصل ہے اور اُس کے مطابق ہی اضافہ کیا جا رہا ہے۔ شرح ٹال ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) لاہور۔ شیخوپورہ۔ فیصل آباد روڈ اس معاہدہ سے پہلے صرف لاہور (بیگم کوٹ) تا شیخوپورہ دو رویہ سڑک تھی جبکہ شیخوپورہ سے شاہ کوٹ تا فیصل آباد صرف 24' فٹ چوڑی سنگل کیرج وے (Single Carriageway) تھی۔ معاہدہ کے مطابق لاہور (بیگم کوٹ) تا شیخوپورہ دو رویہ سڑک کی بین الاقوامی معیار کے مطابق تعمیرِ نو کی گئی جبکہ شیخوپورہ تا فیصل آباد سڑک کو اسی معیار کے مطابق دو رویہ تعمیر کیا گیا۔ معاہدہ کی مدت کے دوران کمپنی سڑک کو درست حالت میں رکھنے کی ذمہ دار ہے جس کے لئے معاہدہ میں باقاعدہ طریق کار وضع کیا گیا ہے جبکہ کمپنی اس بات کی ذمہ دار ہے کہ وہ سڑک پر ایک پراجیکٹ کنٹرول سنٹر قائم کرے جس میں کم از کم دو اہل کار حادثہ کی اطلاع وصول کرنے کے لئے ہر وقت موجود ہونے ضروری ہیں۔ حادثہ کی اطلاع موصول ہونے کے فوری بعد یہ اہل کار ہنگامی مرمت اور ریکوری ٹیم کو متحرک کریں گے اور حادثہ کی اطلاع متعلقہ ہنگامی خدمات جیسے کہ پولیس اور ایمبولینس سروس کو اطلاع دیں گے۔

(ج) کمپنی کے ساتھ معاہدہ کے مطابق اس سہولت کی گنجائش نہ ہے۔

فیروزپور روڈ لاہور تا قصور کی تعمیر کی تفصیلات

*2552:جناب محمد نعیم صفدر انصاری: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیروزپور روڈ لاہور تا قصور کی تعمیر کب ہوئی ہے؟

(ب) اس کی مرمت کے ذمہ داران کون کون ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس سڑک کی حالت مصطفیٰ آباد سے قصور تک انتہائی خراب ہے؟

(د) اس کی مرمت نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں نیز کب تک اس کی مرمت کر دی جائے گی؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) لاہور قصور روڈ کی تعمیر مالی سال 07-2006 سے شروع ہو کر اکتوبر 2010 کو مکمل ہو گئی تھی اور اس سڑک کا باقاعدہ افتتاح جناب چیف منسٹر پنجاب نے کیا تھا۔

(ب) اس روڈ کو مکمل کرنے کے بعد ایک سال تک متعلقہ ٹھیکیداران اس کی مرمت کے ذمہ دار تھے جبکہ مارچ 2012 کو یہ سڑک جزوی طور پر لاہور رنگ روڈ اتھارٹی کو منتقل کر دی گئی تھی اس لئے اس روڈ کی مرمت کی ذمہ دار جزوی طور پر ہائی وے ڈیپارٹمنٹ اور لاہور رنگ روڈ اتھارٹی ہے۔ اس کی تفصیل ذیل میں دی گئی ہے۔

1	پل گجومتہ تا ایلیٹ ٹاؤن (لمبائی 4.5 کلومیٹر)	پنجاب ہائی وے ڈیپارٹمنٹ
2	ایلیٹ ٹاؤن تا قصور (لمبائی 28.35 کلومیٹر)	لاہور رنگ روڈ اتھارٹی

(ج) یہ درست نہیں ہے۔ سیکشن نمبر 2 یعنی ایلیٹ ٹاؤن تا قصور Main Carriage Way کے شدید خراب پورشن کی مرمت اکتوبر 2013 میں کروائی گئی ہے۔ اب اس سیکشن میں کوئی شدید خراب پورشن نہیں ہے۔ مرمت کے ضمن میں milling (مشین کے ذریعے سڑک کی اوپری تہ کو اتارنا) اسفالٹ کارپٹ اور لین مارکنگ کے آئٹم کئے گئے ہیں۔ البتہ سروس روڈ کے کچھ حصے ناہموار ہیں اور چند جگہوں پر مرمت درکار ہے۔

(د) ضروری مرمت کا کام مکمل کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس وقت سڑک کے ساتھ موجود ڈرین کی صفائی کا کام جاری ہے۔

لاہور: فیروزپور روڈ پر واقع ٹال پلازہ مصطفیٰ آباد کا ٹھیکہ و دیگر تفصیلات

*2553: جناب محمد نعیم صفدر انصاری: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیروزپور روڈ لاہور / قصور پر واقع ٹال پلازہ مصطفیٰ آباد کا ٹھیکہ کب کس پارٹی کو کتنی رقم میں دیا گیا تھا؟

(ب) اس ٹال پلازہ کے ٹھیکہ کی آمدن کہاں جاتی ہے؟

(ج) کیا اس ٹال پلازہ پر کسی کو ریلیف دیا جاتا ہے تو کن کن افراد کو یہ ریلیف دیا جاتا ہے؟

(د) اس ٹال پلازہ پر کس شرح سے گاڑیوں سے ٹال وصول کیا جاتا ہے؟

(ہ) کیا اس جگہ پر مقررہ ریٹ پر ہی ٹال وصول کیا جاتا ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) فیروزپور روڈ لاہور / قصور ٹال پلازہ کا ٹھیکہ جولائی 2013 میں میسرز فیضان کیمونیکیشن انٹرنیشنل کو نو کروڑ چھیاسی لاکھ میں دیا ہے۔

(ب) اس ٹال پلازہ کی آمدن LRRA کے اکاؤنٹ میں جاتی ہے۔ اس اکاؤنٹ سے روڈ کی مرمت، بجلی کے بلوں اور دیگر کاموں پر خرچ کی جاتی ہے۔

(ج) مندرجہ ذیل گاڑیاں ٹال ٹیکس سے مستثنیٰ ہیں۔

1- جھنڈے والی گاڑیاں جن پر قصر صدارت یا گورنر ہاؤس کی پلیٹ ہو
2- تمام جھنڈے والی سرکاری گاڑیاں
3- پولیس کی گشت والی گاڑیاں
4- محکمہ صحت، سوشل سکیورٹی یا ہلال احمر کی ایمبولینس گاڑیاں
5- فوجی سرکاری گاڑیاں
6- آگ بجھانے والی اور ریسکیو 1122 کی گاڑیاں

(د) ٹال پلازہ کی ریٹ لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) ٹھیکیدار مقررہ ریٹ پر ٹال وصول کرنے کا پابند ہے اور مقررہ ریٹ پر ہی ٹال ٹیکس وصول کرتا ہے۔

صوبہ میں شروع کئے گئے ترقیاتی منصوبہ جات کی صورتحال و دیگر تفصیلات

*2934: محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 6-اکتوبر 2013 کو محکمہ مواصلات و تعمیرات نے وزیر اعلیٰ کو ایک میٹنگ میں ترقیاتی منصوبہ جات جو کہ صوبہ میں جاری ہیں، پر بریفنگ دی؟

(ب) محکمہ نے کل کتنے منصوبہ جات پر بریفنگ دی ان میں سے کتنے مکمل ہو چکے ہیں اور کتنے زیر تکمیل ہیں؟

(ج) یہ بریفنگ کس کس نے دی تھی، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(د) بریفنگ کے دوران محکمہ کو کیا کیا ہدایات ملیں؟

(ہ) بریفنگ کے بعد محکمہ ان منصوبہ جات کی تکمیل کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) درست ہے۔

(ب) محکمہ کی طرف سے چھ عدد منصوبہ جات (بیمار منصوبہ جات) پر بریفنگ دی ان منصوبہ جات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1- کشادگی و بہتری سڑک سیالکوٹ، وزیر آباد، رسول نگر، کوٹ ہرا، جلال پور بھٹیاں ضلع حافظ آباد، نہر قادر آباد اور بلو کی پر پل کی تعمیر

2- تعمیر پل دریائے توی سید پور پتن ضلع سیالکوٹ۔

3- تعمیر سڑک نارووال تا لاہور براستہ بدوملی ضلع شیخوپورہ و لاہور (لمبائی 42.71 کلومیٹر)

4- تعمیر سڑک سوہاوہ۔ چکوال۔ تلہ گنگ۔ میانوالی (لمبائی 40.37 کلومیٹر)

5- تعمیر سڑک جھنگ بھکر تا دریا خان ضلع بھکر (لمبائی 107.06 کلومیٹر)

6 - کشادگی و بہتری سڑک میانوالی۔ مظفر گڑھ (لمبائی 50.08)

ان میں سے پہلے تین عدد منصوبہ جات پر کام تیزی سے شروع کر دیا گیا ہے جبکہ بعد والے تین عدد منصوبہ جات پر کام شروع کرنے کے لئے انتظامات آخری مراحل میں ہیں۔

(ج) بریفنگ سیکرٹری مواصلات و تعمیرات نے دی

نام: محمد مشتاق احمد گریڈ: بی ایس 20

(د) بریفنگ کے دوران محکمہ کو منصوبہ جات جلد مکمل کرنے کی ہدایت کی گئی

(ہ) محکمہ ان منصوبہ جات کو جلد مکمل کرنے کے لئے تمام ضروری اقدامات کر رہا ہے۔ ان منصوبہ جات کی منظوری محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات سے حاصل کی جا چکی ہے اور ٹھیکہ جات کے لئے ضروری کارروائی کی جا رہی ہے۔

چیچہ وطنی سے جھنگ براستہ ٹوبہ ٹیک سنگھ روڈ کو دورویہ کرنے کی تفصیلات

*3025: لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) چیچہ وطنی سے جھنگ براستہ ٹوبہ ٹیک سنگھ روڈ کی لمبائی اور چوڑائی کتنی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ کچھ سال پہلے ایک چائنہ کمپنی کے ذریعے یہ روڈ بنوائی گئی تھی، اس پر کتنی لاگت آئی اور کتنے عرصہ میں مکمل کی گئی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کارپیٹڈ روڈ ہونے کی وجہ سے ڈرائیور حضرات اپنی گاڑیوں کو بہت تیز رفتار میں چلاتے ہیں جس سے روزانہ کی بنیاد پر کئی حادثات رونما ہوتے ہیں؟

(د) کیا حکومت اس کارپیٹڈ روڈ کو دورویہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ قیمتی انسانی جانوں کا ضیاع نہ ہو سکے اگر نہیں تو وجوہات سے آگاہ کریں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) چیچہ وطنی سے جھنگ براستہ ٹوبہ ٹیک سنگھ سڑک کی کل لمبائی 89.690 کلومیٹر ہے اور سڑک کی چوڑائی 32 فٹ ہے جس میں کارپیٹڈ روڈ 24 فٹ چوڑی اور اس کے دونوں طرف چار چار فٹ چوڑے پختہ شولڈرز ہیں۔

(ب) جی ہاں یہ بات درست ہے کہ یہ سڑک چائنہ کی ایک کمپنی نے بنائی تھی جو کہ پراجیکٹ انجینئرنگ سیل (سی اینڈ ڈبلیو ڈیپارٹمنٹ) لاہور کی زیر نگرانی مورخہ 10-04-08 کو مکمل ہوئی جس کا منظور شدہ تخمینہ لاگت 3055.195 ملین روپے تھا۔

(ج) یہ بات درست ہے کہ اس سڑک کی رائیڈنگ کوالٹی بہت اچھی ہے۔ لیکن کسی بھی حادثے کا موجب ڈرائیور حضرات کی غفلت اور غیر ذمہ دارانہ رویہ بنتا ہے۔ جبکہ موجودہ سڑک کی چوڑائی انتہائی مناسب ہے۔

(د) یہ سڑک چند سال پہلے ہی مکمل ہوئی ہے اور اس کی چوڑائی بشمول پختہ شولڈرز 32 فٹ ہے۔ اور ٹریفک کو گائیڈ کرنے کے لئے سڑک پر لین مارکنگ بھی کی گئی ہے۔ تاکہ ڈرائیور حضرات محتاط ڈرائیونگ کریں اور کسی بھی حادثے سے بچنے کے لئے اپنی لین میں رہیں اس لئے فی الحال اس سڑک کو دورویہ کرنے کا کوئی منصوبہ زیر غور نہ ہے۔

ضلع ننکانہ صاحب: سڑکوں کی تعمیر ومرمت ودیگر تفصیلات

*3065: **ملک ذوالقرنین ڈوگر:** کیاوزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ننکانہ کے مندرجہ ذیل روڈز کی تعمیر تخمینہ لاگت، سال اور کنٹریکٹرز کی تفصیل بیان فرمائیں؟

1- ننکانہ مانگٹانوالہ روڈ
2- ننکانہ شاہ کوٹ روڈ
3- ننکانہ مانانوالہ روڈ
4- ننکانہ واربرٹن روڈ
5- ننکانہ بچیکی روڈ
6- ننکانہ بچیانہ روڈ
7- موڑ کھنڈاتا بھائی پھیرو روڈ

(ب) ان سڑکات کی مرمت اور دیکھ بھال پر گزشتہ پانچ سال میں ہونے والے اخراجات کی تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) ان پر کام کرنے والے بیلداروں کی تعداد کیا ہے؟

(د) کیا یہ روڈز اس وقت قابل مرمت ہیں اور محکمہ کب تک ان کی مرمت کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات وتعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) ضلع ننکانہ صاحب کی جن سڑکات کے متعلق استفسار کیا گیا ہے اُن کی تعمیر تخمینہ لاگت، سال اور کنٹریکٹرز کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

نمبر شمار	سڑک کا نام	تخمینہ لاگت ملین روپے	سال تکمیل	ٹھیکیدار کا نام
1	ننکانہ مانگٹانوالہ روڈ	199.700	27-06-2009	میسرز سرور اینڈ کمپنی
2	ننکانہ شاہ کوٹ روڈ	296.809	30-06-2008	میسرز خالد رؤف اینڈ کمپنی
3	ننکانہ مانانوالہ روڈ	51.140	24-03-2009	میسرز بی.کے کنسٹرکشن
4	ننکانہ واربرٹن روڈ	323.488	24-05-2008	میسرز شفیق برادرز
5	ننکانہ بچیکی روڈ	92.376	20-02-2009	میسرز سرور اینڈ کمپنی
6	ننکانہ بچیانہ روڈ	یہ سڑک محکمہ شاہرات نے تعمیر نہ کی ہے بلکہ یہ سڑک ضلعی حکومت نے تعمیر کی ہے		
7	موڑ کھنڈہ تا بھائی پھیرو روڈ	132.402	25-10-2008	میسرز یاسین برادرز

(ب) یہ تمام سڑکات ضلعی حکومت ننکانہ صاحب کے انتظام و انصرام میں آتی ہیں گو کہ ان کی تعمیر / بحالی وغیرہ محکمہ شاہرات نے صوبائی اخراجات سے کی ہے تاہم ان کی مرمت کے فنڈز محکمہ شاہرات کو مہیا نہیں کئے جاتے۔ محکمہ کی جانب سے متعدد بار ضلعی حکومت کو ان سڑکات کی دیکھ بھال کے لئے لکھا جا چکا ہے۔

(ج) چونکہ یہ صوبائی سڑکات نہ ہیں اس لیئے ان پر محکمہ شاہرات کی طرف سے کوئی بیلدار تعینات نہ ہے۔

(د) یہ تمام سڑکات سال 09-2008 میں مکمل ہو گئی تھیں اس لئے اب ان کی مرمت درکار ہے لیکن یہ مرمت ضلعی حکومت کی ذمہ داری میں آتی ہے۔

فیصل آباد: رنگ روڈ بنانے کی تفصیلات

*3109: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا حکومت فیصل آباد شہر میں لاہور کی طرز پر رنگ روڈ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو اس کے لئے کیا لائحہ عمل تیار کیا گیا ہے اور اس رنگ روڈ بنانے کی بیک گراؤنڈ کیا ہے؟

(ب) اس کے لئے کتنی رقم مالی سال 14-2013 میں مختص کی گئی ہے؟

(ج) اس رنگ روڈ پر کب تک کام شروع ہونے کی امید ہے اور یہ منصوبہ کتنی لاگت کا ہے اور یہ کب تک مکمل ہو گا؟

(د) اگر اس کا ٹھیکہ دے دیا گیا ہے تو کس کمپنی کو کب، کس اتھارٹی نے کتنی رقم میں دیا ہے، اس منصوبہ کی لمبائی اور چوڑائی کتنی ہے اور اس میں کیا کیا کام کروایا جائے گا؟

(ہ) اس منصوبہ کا نقشہ ایوان میں پیش کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) جی ہاں حکومت پنجاب فیصل آباد میں لاہور کی طرز پر پہلے سے موجود سنگل کیرج وے پر دو رویہ رنگ روڈ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس کی تعمیر سے فیصل آباد شہر میں ٹریفک کا رش کم کرنے میں مدد ملے گی۔ اس ضمن میں مزید عرض ہے کہ حکومت BOT کی بنیاد پر پبلک پرائیوٹ پارٹنر شپ (PPP) سے اس سڑک کی تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ب) رواں مالی سال 14۔2013 میں حکومت پنجاب نے کوئی بھی رقم اس منصوبے کے لئے مختص نہ کی ہے کیونکہ پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ کے تحت رقم پرائیویٹ کمپنی خود لگاتی ہے۔

(ج) حکومت جلد از جلد پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ کے تحت اس منصوبے پر کام شروع کرنا چاہتی ہے۔ اس منصوبے کا تخمینہ لاگت تقریباً 7200 ملین روپے ہے۔ اس منصوبے کو کام الاٹ کرنے کے بعد تین سے چار سال لگ سکتے ہیں۔

(د) اس منصوبے کا ٹھیکہ کسی بھی کمپنی کو نہیں دیا گیا ہے جبکہ اس کی لمبائی 97.53 کلو میٹر ہے اور چوڑائی دورویہ 24 فٹ ایک طرفہ ہے۔

(ہ) اس منصوبے کے نقشہ کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی ہے۔

محکمہ مواصلات و تعمیرات کی طرف سے شروع کی گئی ترقیاتی سکیموں کی تفصیلات

*3112: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 09۔2008 سے 13۔2012 تک ضلع فیصل آباد اور ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں محکمہ ہذا نے جو ترقیاتی سکیمیں شروع کی ہیں ان کے نام، تخمینہ لاگت، مدت تکمیل اور آغاز کام کی تاریخ بتائیں؟

(ب) ان میں سے کتنی اور کون کون سی سکیمیں مکمل ہو چکی ہیں، کتنی اور کون کون سی نامکمل ہیں؟

(ج) کس کس سکیم پر کب سے کام بند پڑا ہے، ان سکیموں کے نام، مدت تکمیل، تخمینہ لاگت اور خرچ کردہ رقم کی تفصیل سکیم وائز بتائیں؟

(د) جن سکیموں پر کام بند کر دیا گیا ہے اور جو نامکمل ہیں ان پر کام بند کرنے کی وجوہات کیا ہیں اور اس کے ذمہ دار کون کون سرکاری یا غیر سرکاری افراد ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ بتائیں؟

(ہ) کیا حکومت نامکمل اور بند سکیمیں شروع کروانے، ان کو مکمل کروانے اور ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) ضلع فیصل آباد اور ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مالی سال 09۔2008 سے 13۔2012 تک ہائی وے کی ترقیاتی سکیموں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

09۔2008سے13۔2012تک ضلع فیصل آباد اور ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بلڈنگز کی جو ترقیاتی سکیمیں شروع کی گئیں ان کے نام، تخمینہ لاگت، مدت تکمیل، تاریخ آغاز کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع فیصل آباد میں پچھلے پانچ سالوں میں ہائی وے کی42سکیموں پر کام کیا گیا جن میں سے 40مکمل ہو گئی ہیں جبکہ02سکیموں پر کام جاری ہے۔ جس کی تفصیل(اے)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

مندرجہ ذیل تین سکیمیں جو09۔2008سے پہلے شروع ہوئیں ان پر بھی کام جاری ہے اور یہ فنڈ کی کمی کی وجہ سے مکمل نہ ہو سکیں۔

1۔ تعمیر و کشادگی فیصل آباد بائی پاس تا ماڑی پتن، لمبائی53.41کلو میٹر، آغاز تعمیر21.02.2007

2۔ تعمیر و کشادگی فیصل آباد بائی پاس کوآنہ تا جسوآنہ، لمبائی17.03کلو میٹر، آغاز تعمیر27.02.2007

3۔ تعمیر کھرڑیانوالہ بائی پاس، لمبائی17.38کلو میٹر، آغاز تعمیر16.01.2007

درج بالا کاموں کے علاوہ ایک اور سکیم دورویہ سڑک، کھرڑیانوالہ والا تا ساہیانوالہ جو میں شروع ہوئی اور12۔2011سے فنڈ کی عدم دستیابی کی وجہ سے تعمیر کا کام بند پڑا ہے۔

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں پچھلے پانچ سالوں میں ہائی وے کی38سکیموں پر کام کیا گیا جن میں سے35مکمل ہو گئی ہیں جبکہ تین سکیموں پر کام جاری ہے۔ جس کی تفصیل(بی)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع فیصل آباد میں بلڈنگز کی75سکیموں میں سے40سکیمیں اور ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں 28سکیموں میں سے22سکیمیں مکمل ہو چکی ہیں فہرست(سی)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ مزید برآں ضلع فیصل آباد میں35سکیمیں اور ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں چھ سکیمیں نامکمل ہیں۔ نامکمل سکیموں کی فہرست(ڈی)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع فیصل آباد اور ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مالی سال09۔2008سے13۔2012تک ہائی وے کی جو ترقیاتی سکیمیں شروع کی گئی ہیں ان میں سے کسی بھی سکیم پر کام بند نہ ہے۔

ضلع فیصل آباد اور ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مالی سال09۔2008سے13۔2012تک بلڈنگز ہائی وے کی جن سکیموں پر کام بند پڑا ہے ان سکیموں کے نام، مدت تکمیل، تخمینہ لاگت اور خرچ کردہ رقم کی تفصیل درج ذیل ہے:

ضلع فیصل آباد

سکیم کا نام	مدت تکمیل	تخمینہ لاگت (ملین)	خرچ کردہ رقم
1۔اپ گریڈیشن /اسٹیبلشمنٹ آف لیب سکول گورنمنٹ ایلیمنٹری ٹیچرز فیصل آباد	ایک سال	33.822	9.000
2۔اسٹبلشمنٹ آف گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین ستیانہ بنگلہ تحصیل جڑانولہ ضلع فیصل آباد	ایک سال	86.082	14.265
3۔ تعمیر پروٹوٹائپ جیمنیزیم بلڈنگ تحصیل لیول (چک جھمرہ) فیصل آباد	دو سال	61.466	30.000
4۔ تعمیر پروٹوٹائپ جیمنیزیم بلڈنگ تحصیل لیول (جڑانوالہ) فیصل آباد	دو سال	78.468	6.432
5۔ تعمیر برائے 32 نمبر ڈیتھ سیل سنٹرل جیل فیصل آباد	ایک سال	15.038	16.730
6۔ تعمیر برائے ایڈیشنل ٹائلٹ فسیلیٹیز سنٹرل جیل فیصل آباد	ایک سال	10.478	7.470

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ

1۔ تعمیر اضافی لیٹرین ڈسٹرکٹ جیل ٹوبہ ٹیک سنگھ	ایک سال	13.520	9.970
2۔ تعمیر چاردیواری اور حفاظتی دیوار ڈسٹرکٹ جیل ٹوبہ ٹیک سنگھ	ایک سال	34.157	30.008

(د) ضلع فیصل آباد اور ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مالی سال 09۔2008 سے 13۔2012 تک ہائی وے کی جو ترقیاتی سکیمیں شروع کی گئی ہیں ان میں سے کسی بھی سکیم پر کام بند نہ ہے۔

ضلع فیصل آباد اور ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مالی سال 09۔2008 سے 13۔2012 تک بلڈنگز کی جو جو سکیمیں بند اور نامکمل ہیں ان کی تفصیل اور وجوہات درج ذیل ہیں۔

ضلع فیصل آباد

نام سکیم	کام بند ہونے کی وجہ
1۔اپ گریڈیشن /اسٹیبلشمنٹ آف لیب سکول گورنمنٹ ایلیمنٹری ٹیچرز فیصل آباد	سال 13۔2012 بقایا فنڈز مہیا نہیں کئے گئے جس کے لئے درخواست کی گئی۔
2۔اسٹبلشمنٹ آف گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین ستیانہ بنگلہ تحصیل جڑانولہ ضلع فیصل آباد	عدالت عالیہ لاہور کی طرف سے حکم امتناعی جاری ہونے کی وجہ سے کام بند پڑا ہوا ہے۔
3۔ تعمیر پروٹو ٹائپ جیمنیزیم بلڈنگ تحصیل لیول (چک جھمرہ) فیصل آباد	سال 12۔2011 سے فنڈز مہیا نہیں کئے گئے جس کے لئے درخواست کی گئی ہے۔
4۔ تعمیر پروٹو ٹائپ جیمنیزیم بلڈنگ تحصیل لیول (جڑانوالہ) فیصل آباد	سال 12۔2011 سے فنڈز مہیا نہیں کئے گئے جس کے لئے درخواست کی گئی ہے۔
5۔ تعمیر برائے 32 نمبر ڈیتھ سیل سنٹرل جیل فیصل آباد	اس سکیم کے 12۔2011 میں فنڈز نہیں آئے۔13۔2012 میں جو فنڈز مہیا کئے گئے وہ خرچ کر دیئے گئے۔اس مالی سال میں فنڈز مہیا نہیں کئے گئے جس کے لئے درخواست کی گئی ہے
6۔ تعمیر برائے ایڈیشنل ٹائلٹ فسیلیٹیز سنٹرل جیل فیصل آباد	سال 13۔2012 سے فنڈز مہیا نہیں کئے گئے جس کے لئے درخواست کی گئی ہے لہذا کوئی سرکاری یا غیر سرکاری افراد کی وجہ سے تاخیر نہ ہے۔

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ

1۔ تعمیر اضافی لیٹرین ڈسٹرکٹ جیل ٹوبہ ٹیک سنگھ	موجودہ مالی سال میں فنڈز مہیا نہیں کئے گئے جس کے لئے درخواست کی گئی ہے۔
2۔ تعمیر چار دیواری اور حفاظتی دیوار ڈسٹرکٹ جیل ٹوبہ ٹیک سنگھ۔	موجودہ مالی سال کے بجٹ میں سکیم موجود نہ ہے اور فنڈز مہیا نہ کئے گئے ہیں جس کے لئے درخواست کی گئی ہے لہذا کوئی سرکاری یا غیر سرکاری افراد کی وجہ سے تاخیر نہ ہے

(ہ) ضلع فیصل آباد اور ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ہائی وے کی کسی بھی سکیم پر کام بند نہ ہے لہذا کسی کے خلاف کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔ البتہ نامکمل سکیموں پر کام جاری ہے۔

ضلع فیصل آباد اور ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بلڈنگز کی نامکمل اور مکمل سکیموں کو شروع کروانے اور مکمل کروانے کے بارے میں تفصیل درج ذیل ہے:

ضلع فیصل آباد میں 29 نامکمل منصوبوں پر کام جاری ہے اور چھ منصوبوں پر کام بند ہے پانچ عدد منصوبہ جات کے لئے فنڈز کی فراہمی کی درخواست کی گئی ہے۔ دستیابی پر کام مکمل کر لیا جائے گا۔

ایک عدد منصوبہ پر کام عدالت عالیہ سے حکم امتناعی خارج ہونے پر کام شروع کر دیا جائے گا۔ کسی سرکاری یا غیر سرکاری افراد کی وجہ سے تاخیر نہ ہے۔

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں 4 نامکمل منصوبوں پر کام جاری ہے اور 2 منصوبوں پر کام بند ہے جن کے لئے فنڈز کی فراہمی کی درخواست کی گئی ہے۔

دستیابی پر کام مکمل کر لیا جائے گا۔ کسی سرکاری یا غیر سرکاری فرد کی وجہ سے تاخیر نہ ہے۔

ضلع سرگودھا: ٹوٹ پھوٹ کا شکار سڑکوں کی تفصیلات

*3220: چودھری فیصل فاروق چیمہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مانگنی پل لاہور روڈ تحصیل و ضلع سرگودھا تا 58 جنوبی بیریر روڈ فیصل آباد روڈ ایک انتہائی اہم سڑک ہے جو کہ ضلع سرگودھا کی دو اہم شاہراہوں کو آپس میں ملاتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کروڑوں روپے کی لاگت سے تعمیر ہونے والی یہ سڑک اس وقت شدید ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(ج) کیا حکومت اس اہم سڑک کی مرمت کا کوئی ارادہ رکھتی ہے اور اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) جی ہاں یہ درست ہے۔ یہ سڑک لاہور سرگودھا روڈ کو سرگودھا فیصل آباد روڈ سے ملاتی ہے۔

(ب) جی ہاں یہ درست ہے۔ مذکورہ سڑک ضلعی حکومت سرگودھا کے زیر انتظام تھی اور ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سرگودھا کی طرف سے مناسب مرمت نہ کرنے کی وجہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔

(ج) اب یہ سڑک صوبائی محکمہ شاہرات کے حوالے کر دی گئی ہے۔ مذکورہ سڑک ریسر فیسنگ پروگرام 14-2013 میں ریسر فیسنگ کے لئے منظور ہو چکی ہے۔ حکومت کی طرف سے فنڈز موصول ہوتے ہی اس پر کام شروع کروادیا جائے گا۔

ضلع سرگودھا: سرگودھا شاہین آباد روڈ کی ابتر صورت حال کی تفصیلات

*3225: چودھری فیصل فاروق چیمہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرگودھا شاہین آباد روڈ چند سال سے انتہائی خستہ ہو چکی ہے جس کی وجہ سے عوام الناس کو شدید مشکلات کا سامنا ہے؟

(ب) کیا حکومت اس سڑک کو مرمت یا دوبارہ تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ / مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک):

(الف) جی ہاں یہ درست ہے۔

(ب) مذکورہ سڑک ضلعی حکومت سرگودھا کے زیر انتظام ہے۔ تاہم حکومت پنجاب نے اس سڑک کو بحالی کے لئے خصوصی ڈسٹرکٹ پروگرام میں شامل کیا ہے جس کی مورخہ 04-03-2014 کو حکومت سے منظوری ہو چکی ہے۔ جس کی لاگت کا تخمینہ 143 ملین روپے ہے۔ حکومت کی طرف سے فنڈز موصول ہونے پر اس سڑک پر کام شروع کر دیا جائے گا۔

تحاریک استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو عرض کروں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترم اپوزیشن لیڈر صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اپوزیشن کے چھبیس ممبران کی طرف سے ایک تحریک استحقاق 28۔اگست 2013 کو جمع کروائی گئی تھی۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس کو آج take up کیا جائے کیونکہ یہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے جس کے لئے ہم نے مہینوں انتظار بھی کیا لہٰذا اب آپ مجھے یہ تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت دیں تاکہ میں اس کو ایوان کے اندر پڑھ دوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! رول 74 کے تحت یہ تحریک استحقاق سپیکر صاحب کے پاس تھی، میں نے اس کو نہیں دیکھا اس لئے آپ اس پر مہربانی کریں اور آج اس کو رہنے دیں، میں چیمبر میں بیٹھ کر اس کو دیکھ لیتا ہوں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! کیونکہ یہ ایک انتہائی اہم معاملہ ہے اور اس پر چھ ماہ گزر گئے ہیں اب بھی سپیکر صاحب اس پر کوئی step نہیں لیتے اور verbal یقین دہانیاں کرواتے ہیں تو یہ ہمارا right ہے، ہم اسمبلی کے ممبر ہیں اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس سلسلے میں ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ ہمیں آج یہ تحریک استحقاق اس ایوان میں پڑھنے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے، مجھے آپ اس پر آج کا دن دے دیں، میں اس کو دیکھ لیتا ہوں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب والا! ہم بھی اس اسمبلی کے ممبر ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب آپ میرے لئے قابل احترام ہیں، میں آپ سے صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ سپیکر صاحب نے اس تحریک استحقاق کو رول 74 کے تحت اپنے پاس رکھا ہوا ہے اور اس رول کے تحت وہ اسے اپنے پاس رکھ سکتے ہیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب والا! آج اس کو ایجنڈے پر لے آئیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں آج تو اسے نہیں لا سکتا کیونکہ میں نے ابھی تک اس تحریک استحقاق کو دیکھا تک نہیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب والا! پچھلے چھ مہینے سے یہ تحریک استحقاق pending چلی آ رہی ہے، ہم بھی اس معزز ایوان کے ممبر ہیں ہمیں بھی عوام نے منتخب کر کے بھیجا ہے، ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! آپ اور اپوزیشن کے تمام معزز ممبران میرے لئے قابل احترام ہیں۔۔۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب والا! آج اسے ہر صورت میں پیش کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے لئے آپ قابل احترام ہیں لیکن یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب والا! آج ہم پیش کریں گے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف اپنی نشستوں سے احتجاجاً کھڑے ہو گئے)

جناب قائم مقام سپیکر: یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ میں نے یہ تحریک استحقاق ابھی دیکھی تک نہیں ہے کیونکہ یہ سپیکر صاحب کے پاس موجود ہے۔ کل بھی اس پر بات ہوئی تھی وزیر قانون نے اس کا جواب بھی دے دیا تھا۔ عباسی صاحب! یہ کوئی طریقہ نہیں ہے، میں آپ کو بات کرنے کا پورا موقع بھی فراہم کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف یہ کہتے رہے کہ
یہ تحریک استحقاق آج ہی take up کی جائے)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں اس پر کچھ عرض کروں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر قانون صاحب کی بات سن لیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ/ قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری اپوزیشن کے محترم بھائیوں سے یہ گزارش ہے کہ وہ اس طرح سے احتجاج کرنے کی بجائے قائد حزب اختلاف کو موقع دیں اور وہ اپنی بات کر دیں تاکہ ہمیں بھی سمجھ آئے کہ وہ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر قانون صاحب! بات یہ ہے کہ یہ تحریک استحقاق سپیکر صاحب کے پاس ہے انہوں نے رول 74 کے تحت اپنے پاس رکھی ہوئی ہے اور میری نظر سے یہ ابھی تک نہیں گزری۔ میں نے اس لئے ان سے یہ کہا ہے کہ آج کا دن آپ اس پر صبر کر لیں اجلاس تو ابھی چل رہا ہے سوموار کو اس پر بات کر لیتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب محمد عارف عباسی: جناب والا! اس تحریک استحقاق کو چھ ماہ کا عرصہ ہو گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ/ قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں house on the floor of the اپنے معزز اپوزیشن کے ممبران، محترم لیڈر آف دی اپوزیشن کو بھی اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ یہ جو تحریک استحقاق ہے، اس میں معاملہ زیر بحث یہ ہے کہ ہمارے اپوزیشن کے دوستوں کا معزز ممبران کا یہ خیال ہے کہ جو DCC Committees ہیں ان میں ان کا استحقاق ہے کہ ان کو اس میں بطور ممبر رکھا جائے۔ میرا یہ مؤقف ہے کہ وہ ایک انتظامی dispensation ہے اور ممبران کا جو استحقاق ہے وہ اس میں cover نہیں ہوتا۔۔۔

جناب محمد عارف عباسی: کیسے cover نہیں ہوتا؟

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ/ قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): آپ میری بات تو سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ان کی بات تو سنیں۔

جناب محمد عارف عباسی: باتیں سننے کے لئے تو بیٹھے ہیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ/ قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اگر لیڈر آف دی اپوزیشن کا یہ خیال ہے کہ اس سوال پر detail سے غور و فکر ہونا چاہئے اور اس بات کا فیصلہ ہونا چاہئے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے استحقاق کمیٹی ایک بہتر فورم

ہے، وہاں پر اپوزیشن بھی موجود ہے، حکومتی ممبران بھی موجود ہیں اور ہمارے جو استحقاق کمیٹی کے چیئرمین ہیں وہ بھی بڑے seasoned اور senior parliamentarian ہیں اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس معاملے کو وہاں پر بھیج دیا جائے، استحقاق کمیٹی میں اس پر discussion ہو پھر اس پر جو بھی فیصلہ ہو گا، جو استحقاق کمیٹی فیصلہ کرے گی میں سمجھتا ہوں اپوزیشن کو بھی اسے accept کرنا چاہئے اور on behalf of government میں بھی آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم اس کو accept کریں گے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): وزیر قانون کی وضاحت کے بعد اب اس میں کوئی ابہام باقی نہیں رہا، اب آپ مجھے یہ تحریک استحقاق پڑھنے دیں، اس کے بعد آپ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں تاکہ یہ اتنے مہینوں کے pending معاملے کا کوئی حل نکل سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! میں نے تو آپ سے یہ گزارش کی تھی کہ اگر آپ سوموار تک رک جاتے۔۔۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب والا! رانا صاحب اس وقت قائم مقام گورنر ہیں، اس طرح سے یہ اجلاس ہمارا گزر جائے گا، میرے اوپر بھی ہمارے ایم پی ایز کا pressure ہے کہ ہم اس پر بات نہیں کرتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں! آپ اپنا pressure ختم کریں اور آپ اپنی تحریک استحقاق کو پڑھ دیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں یہاں پر انڈیا سے انٹرنیشنل اداکار اوم پوری صاحب اور ان کے ساتھیوں کو پنجاب اسمبلی گیلری میں آمد پر خوش آمدید کہتا ہوں۔ Welcome جی، میاں صاحب!

ایوان میں حکومتی یقین دہانیوں کے باوجود ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن کمیٹیوں میں اپوزیشن کے ممبران کی بجائے الیکشن میں ہارے ہوئے لوگوں کو شامل کرنا

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ لوکل گورنمنٹ بل پیش کئے جانے کے بعد جناب لاء منسٹر / لوکل گورنمنٹ رانا ثناء اللہ خان صاحب نے متعدد مرتبہ اسمبلی کے فلور پر، میٹنگز میں اور میڈیا پر یہ کہا کہ ہم

صوبہ پنجاب کے ہر ضلع میں ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن کمیٹیاں تشکیل دیں گے اور ہر ضلع میں ممبران اسمبلی کو بلاتفریق جماعت نمائندگی دی جائے گی۔ اس کے علاوہ منسٹر ایجوکیشن منسٹر نے بھی on the floor of the House یقین دہانی کرائی تھی کہ DCC میں اپوزیشن کے ممبران اسمبلی کو بھی ضرور شامل کیا جائے گا۔ اس حوالے سے چیف سیکرٹری پنجاب نے 7-اگست2013 کو نوٹیفکیشن No. SO(CAB-II)8-2/2013(6) جاری کیا اور اس کی روشنی میں DCC کے ممبران کے لئے مزید نوٹیفکیشنز ہوئے ہیں لیکن کسی بھی ضلع میں اپوزیشن کے ممبران اسمبلی کو شامل نہ کیا گیا ہے بلکہ اپوزیشن کے ممبران اسمبلی سے ہارنے والے امیدواروں کو DCC کا ممبر بنایا گیا ہے۔ حکومت پنجاب کے اہم اور ذمہ دار وزراء کے بیانات اور اسمبلی floor پر دی گئی statements کے باوجود اپوزیشن کے ممبران اسمبلی کو DCC کا ممبر نہ بنانے سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت اور اس کے نمائندے عوام کی فلاح و بہبود نہیں چاہتے اور صرف من مانی کرتے ہوئے سب کچھ bulldoze کرنا چاہتے ہیں۔ حکومت پنجاب کے اس رویہ سے صوبائی اسمبلی پنجاب کے ہر ممبر کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔ اس پر پہلے بھی کافی بات ہو چکی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پہلے وزیر قانون صاحب کا جواب لے لیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس پر بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ایک specific question ہے کہ:

whether the membership of DCC is privilege which is covered under the Privileges Act or not.

اس کا فیصلہ Privilege Committee کردے جو بھی فیصلہ ہوگا ہم اس پر عمل کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک مجلس استحقاق کے سپرد کی جاتی ہے ایک مہینے کے اندر اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں گیلری میں موجود بھارتی اداکار اوم پوری صاحب کو یہاں ایوان میں تشریف لانے پر on behalf of honourable House خوش آمدید کہتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ان کا یہ بیان جو کل اخبارات کا حصہ تھا کہ انہوں نے یہاں پر ایک پریس کانفرنس میں یہ commit کیا ہے کہ وہ ہندوستان میں کسی ایسی فلم کا حصہ نہیں بنیں گے جس میں پاکستان کے خلاف کوئی مواد موجود ہو۔ میں اس بات پر بھی انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ انہوں نے جس قسم کے جذبات کا اظہار کیا ہے اور انہوں نے خود آکر دیکھا ہے کہ پاکستان میں اپنے ہمسایہ ملک کے لوگوں کے لئے، اپنے ہمسایہ ملک اور دیگر ممالک کے لئے پاکستان کے عوام میں ہمیشہ سے انتہائی محبت پیار اور عزت کے جذبات موجود ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ ہمسایہ ممالک کے آپس میں جو باہمی تنازعات ہیں، table پر بیٹھ کر ان کا حل نکالیں اور محبت اور پیار کے رشتوں کو آگے بڑھائیں تاکہ یہ خطہ بھی دنیا کے دوسرے خطوں کی طرح مزید ترقی کر سکے اور ہم اپنی تمام تر energies تمام تر توانائیاں غربت کے خلاف لڑنے میں صرف کریں، جہالت کے خلاف لڑنے میں صرف کریں۔ اس معاشرے کو، اس علاقے کو جو کہ کسی زمانے میں سونے کی چڑیا کہلاتا تھا اس کو اس طرح سے آگے بڑھائیں کہ یہ بھی ایک ترقی یافتہ علاقہ ہو۔ یہاں پر کوئی ان پڑھ ہو، جاہل ہو، یہاں پر کوئی دوائی کے بغیر مرے اور نہ ہی کوئی بھوک سے مرے اور یہ علاقہ بھی دنیا میں ترقی یافتہ علاقوں کے ہم پلہ ہو۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جن جذبات کا اظہار رانا ثناء اللہ صاحب نے کیا ہے ظاہر ہے ہمارے ترجمان ہیں میں اس حوالے سے ان کی پوری تائید کرتا ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ یہ request کرتا ہوں کہ یہ موصوف واپس انڈیا جا کر یہ پیغام بھی وہاں کی حکومت کو دیں کہ کشمیر کا مسئلہ resolve کیا جائے کیونکہ یہی ایک issue ہے۔ دوسرا ہمارے حصے کے جو دریا ہیں ان پر ڈیم نہ بنائے جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! ان کو welcome کر دیں تو زیادہ بہتر ہو جائے گا۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آج تھوڑا لیٹ پہنچا ہوں۔ مجھے یہاں پر آنے معلوم ہوا کہ مظفر گڑھ کے واقعہ کے بارے میں بات ہوئی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! یہاں پر بات ہوئی تھی آپ اس کا جواب دے دیں۔

پوائنٹ آف آرڈر
مظفر گڑھ کی رہائشی لڑکی سے گینگ ریپ کی انکوائری رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کا مطالبہ

(۔۔۔جاری)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مظفر گڑھ میں ایک آمنہ بی بی بیٹی نے خود سوزی کی جس کے نتیجے میں اس ہلاکت ہوگئی اس پر اپوزیشن کے دوستوں نے احتجاج بھی کیااور واک آوٹ بھی کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس واقعہ پر ہر فرد غم زدہ ہے، یہ انتہائی قابل مذمت واقعہ ہوا ہے، یہ قطعی طور پر نہیں ہونا چاہئے تھا۔ایسے واقعات کا ہر قیمت پر تدارک ہونا چاہئے، ایسے واقعات کا بھرپور notice لیا جانا چاہئے لیکن ان تمام چیزوں کے ساتھ ساتھ ہمیں حقائق کو بھی پیش نظر رکھنا چاہئے اور ہمیں ان indulges کا ان افراد کا جو معاشرے کے لئے بدنامی اور ذلت کا باعث بنیں انہیں معاشرے سے علیحدہ کرنا چاہئے اور انہیں سزا دینی چاہئے لیکن چند افراد کے گناہ کو یا ان کے غلط عمل کو پورے معاشرے کے چہرے پر paint نہیں کرنا چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں جتنی بھی NGOs یا دوسرے لوگ جو اس بارے میں اظہار خیال کرتے ہیں انہیں اس بات کا خیال رکھنا چاہئے۔

جناب سپیکر!اس واقعہ کے حقائق یہ ہیں کہ آمنہ بی بی جس کی عمر 18 سال کے قریب بتائی گئی ہے 5۔جنوری 2014 کو اس نے تھانے میں یہ رپورٹ کی کہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ بازار یا شہر جا رہی تھی اور راستے میں چار افراد جو کہ نقاب پہنے ہوئے تھے انہوں نے ان کو زبردستی روکا اور روکنے کے بعد اس کے بھائی کو مارا پیٹا اور اس کے ساتھ زیادتی کی کوشش کی۔اب یہ بات کی جا رہی ہے کہ اس کی evidence کو ضائع کیا گیا حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ایف آئی آر میں زیادتی کی کوشش کا بیان ہے اگر اس میں زیادتی سرزد ہونے کی بات کی ہوتی تو لازمی طور پر اس کا طبی معائنہ کروایا جاتا۔اس نے ایف آئی آر میں یہ بیان کیا کہ ان چار میں سے ایک فرد کا نقاب ذرا اتر گیا تو میں نے اسے پہچان لیا اس کا نام نادر ولد عبدالعزیز ہے۔جب یہ مقدمہ درج ہو گیا اس کے بعد نامعلوم ملزمان کو بھی تلاش کرنے کی کوشش کی گئی اور نادر ولد عبدالعزیز کے خلاف جب پولیس نے اس پر ریڈز وغیرہ کئے تو وہ عدالت گیا اور عدالت سے اس کی bail before arrest ہو گئی، bail before arrest کروانے کے بعد وہ

شامل تفتیش ہو گیا۔ نادر آمنہ کی حقیقی بہن کا دیور ہے ایک ہی خاندان ہے آپس میں رشتہ دار ہیں اور دوران تفتیش آمنہ کی دو بہنوں نذیراں بی بی اور سکینہ بی بی اور ایک خالہ نے باقاعدہ شامل تفتیش ہو کر یہ بیان دیا یا یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ نادر کو خواہ مخواہ غلط طور پر اس مقدمے میں ملوث کیا جا رہا ہے کیونکہ نادر اور آمنہ کے والد کی آپس میں مقدمے بازی ہے۔ نادر نے اس بات کا ثبوت بھی پیش کیا کہ ان کے درمیان لین دین کے جھگڑے پر سیشن کورٹ میں ایک مقدمہ زیر سماعت ہے۔ ان حقائق کی بنیاد پر نادر کی ضمانت confirm ہو گئی۔ اس کے بعد یہ خاندان ڈی پی او سے ملا اور دوبارہ تفتیش کے لئے کہا تو دوبارہ تفتیش ڈی ایس پی صدر کے حوالے کی گئی۔ دوبارہ تفتیش میں بھی نادر کا جو مؤقف تھا کہ وہ اس دن وہاں پر موجود ہی نہیں تھا بلکہ وہ فلاں جگہ پر موجود تھا اور اس کے متعلق اس نے وہاں سے evidence بھی پیش کی۔ اس پر اس خاندان کو یہ گلا تھا کہ ہماری تفتیش ان کی مرضی یا ان کے مؤقف کے مطابق نہیں ہو رہی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس واقعہ کی دو مرتبہ پہلے تفتیش ہوئی ہے تو یہ تیسری مرتبہ اور چوتھی مرتبہ ہو سکتی ہے اور ہونی چاہئے۔ فرزانہ باری صاحبہ بڑی activist ہیں وہ ہمیشہ اس تلاش میں رہتی ہیں کہ ان کو کوئی نہ کوئی بہانہ ملے اور وہ مغرب کی آنکھ کا تارا بننے کے لئے ہمارے معاشرے پر لعن طعن کریں۔ انہوں نے اس نادر کو بہت بڑا جاگیر دار اور زمیندار بنایا ہوا ہے کہ ایک زمیندار کے بیٹے نے یہ زیادتی کی۔ اگر زیادتی ہوئی ہے اور نادر اس میں ملزم ہے، اگر اس نے اپنی بے گناہی کا کوئی ثبوت بھی پیش کیا ہے تو یہ علیحدہ بات ہے اس کا فیصلہ عدالت کرے گی لیکن کم از کم ان حقائق کو کہ جو وہ ہے وہی بیان کرنا چاہئے نہ کہ اس کو کسی اور کلاس سے منسلک کر دیا جائے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جائے کہ یہاں اس معاشرے میں یا اس ملک میں یا اس صوبے میں اس قسم کا ماحول ہے کہ یہاں پر جو بڑے لوگ ہیں وہ اس قسم کی زیادتیوں میں ملوث ہوتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس بات سے بھی تھوڑا اجتناب کرنا چاہئے اور ساتھ ہی ساتھ کسی کے ساتھ اگر ظلم ہو، زیادتی ہو تو اس کا بالکل ہر قیمت پر ازالہ ہونا چاہئے لیکن کسی صورت میں بھی اپنی بات منوانے کے لئے violence اختیار کرنا یا خود سوزی کا طریق کار اختیار کرنا میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس رجحان کی حوصلہ افزائی قطعی طور پر نہیں کرنی چاہئے۔ ہمیں اس بات کو پیش نظر رکھنا چاہئے کہ حقائق یہ ہیں کہ اگر کوئی فرد معاشرے کے طاقتور طبقے سے ہے تو اس کے خلاف بھی قانون پر اسی طرح سے عمل کیا جائے گا چونکہ جو مجرم ہے وہ مجرم ہے خواہ وہ کسی بھی طاقتور کلاس سے تعلق رکھتا ہو۔

جناب سپیکر! جب سے یہ معاملہ دوبارہ آیا ہے تو وزیراعلیٰ پنجاب نے اس کی تحقیق اور انکوائری ایڈیشنل آئی جی انوسٹی گیشن کو سونپی ہے وہ آج گیارہ بجے وہاں موقع پر پہنچ گئے ہیں۔ وہ ان تمام چیزوں کا احاطہ کریں گے کہ آیا یہ وقوعہ ہوا ہے یا اس کو fabricate کیا گیا ہے، کیا ملزم نادر کو کوئی رُور عایت دی گئی، اس تفتیش میں کسی قسم کی کوئی کوتاہی برتی گئی یا اس خاندان سے کسی قسم کی کوئی زیادتی کی گئی ہے؟ تفتیشی افسران تمام points کا جائزہ لے کر رپورٹ پیش کریں گے اور میں یہ رپورٹ اس معزز ایوان میں پیش کروں گا۔ میں اس معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ کسی بھی جگہ پر کسی اہلکار کی کوئی کوتاہی، تجاوز اور زیادتی پائی گئی تو اسے قانون کے مطابق سزا دی جائے گی۔ اس انتہائی افسوسناک واقعہ کی footage موجود ہے۔ اگر اس footage کو آپ بھی دیکھیں گے تو اسی نتیجہ پر پہنچیں گے کہ جب اس بیٹی نے اپنے اُوپر پٹرول یا کوئی liquid چھڑک کر اپنے آپ کو آگ لگائی تو اُس وقت اس کے ساتھ کچھ اور لوگ بھی موجود تھے۔ یہ اُن لوگوں کی بالکل دسترس میں تھی اور اگر وہ چاہتے تو اسے اس عمل سے روک سکتے تھے۔ جس طرح سے یہ footage بنی ہے اس سے تو یہ گمان ہوتا ہے کہ شاید کچھ لوگوں کو یہ معلوم تھا کہ یہ واقعہ اسی طرح سے ہوگا اور اس کو اس انداز سے cover کیا جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسے عناصر جنہوں نے اپنے کسی مقصد کے لئے اس معصوم بیٹی کو ورغلایا یا اس بات پر مجبور کیا تو ہمیں ان کا notice لینا چاہئے۔ انکوائری کمیٹی اس بارے میں حقائق سامنے لائے گی اور اس معزز ایوان کو بھی اس بابت آگاہ کیا جائے گا۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! یہ پولیس گردی پر ایک بہت بڑا سوالیہ نشان ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! میرے خیال میں اب اس پر مزید بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ نے ایک بات کی اور اس کا جواب بھی آگیا ہے۔ آپ نے اس پر walkout بھی کر لیا ہے۔ اب تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف نشستوں سے کھڑے ہو کر
بات کرنے کی اجازت طلب کرتے رہے)

Order please. Order in the House.

یہ طریق کار ٹھیک نہیں ہے۔ آپ سب تشریف رکھیں۔ اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ جائیں اور آپ میں سے ایک آدمی بات کرے۔ اس پر آپ میں سے کوئی ایک بندہ بولے۔ قائد حزب اختلاف بات کر لیں۔ آپ پہلے ہی اس معاملے پر بات کر چکے ہیں اور walkout بھی کر چکے ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: آپ یہ بھی دیکھیں کہ اس عورت نے خودکشی کرنے کا انتہائی قدم کیوں اٹھایا؟ وزیر قانون کی طرف سے تو اس پولیس گردی پر پردہ ڈالا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! انکوائری کمیٹی کی رپورٹ آنے دیں پھر اس پر بات ہو جائے گی۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ تو پولیس کو cover دیا جا رہا ہے اور پولیس کی حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! رپورٹ آ جانے دیں۔ آپ پہلے بھی اس پر protest کر چکے ہیں۔ رپورٹ آنے کے بعد تمام حقائق آپ کے سامنے آ جائیں گے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ پولیس کی حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے اور اس کی نااہلی پر پردہ ڈالا جا رہا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! مجھے ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔ آپ نے کہا تھا کہ اس کا جواب چاہئے اور وزیر قانون نے اس کا تفصیلی جواب دے دیا ہے۔ آپ سب حضرات تشریف رکھیں۔ اب تحریک استحقاق نمبر 2 پیر خضر حیات شاہ کھگہ صاحب کی ہے۔ شاہ صاحب! اپنی تحریک پیش کریں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! یہ مناسب بات نہیں ہے۔ ہمیں بات تو کرنے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! بہت بات ہو چکی ہے۔ اب مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ محترمہ! تشریف رکھیں۔ آپ اس پر بات کر چکی ہیں اور قائد حزب اختلاف نے بھی اس پر بات کی ہے اور وزیر قانون نے اس کا جواب دے دیا ہے۔ اب آپ اس کی رپورٹ آ جانے دیں پھر اس پر بات کر لیں گے اور اگر آپ کہیں گے تو پولیس کے معاملات پر بحث کے لئے بھی ایک دن رکھ لیا جائے گا۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ہمیں بات تو کرنے دیں۔ اگر آپ نے ہمیں اس پر بات نہ کرنے دی تو میں احتجاجاً walkout کر جاؤں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ پہلے walkout کر گئے تھے اور میں نے درخواست کی تو آپ واپس آ گئے۔ اب مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ ڈاکٹر صاحب! تشریف رکھیں۔ عباسی صاحب! آپ بھی مہربانی کر کے بیٹھ جائیں اور اس کی رپورٹ آنے دیں۔ محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! اگر آپ نے مجھے بات نہ کرنے دی تو میں walkout کر جاؤں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! مہربانی کر کے walkout نہ کریں۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! وزیر قانون کا بیان حقائق کے بالکل برعکس ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: انہوں نے کوئی ایسی بات نہیں کی بلکہ یہ کہا ہے کہ جب final inquiry report آئے گی تو وہ اس ایوان کے سامنے پیش کر دی جائے گی۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! وزیر قانون تو پولیس کو cover دے رہے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، یہ غلط ہے۔ وہ کسی کو cover نہیں دے رہے۔ عباسی صاحب! اب تشریف رکھیں۔ آپ اس کی رپورٹ آ جانے دیں۔ وہ رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے گی۔ قبل از وقت کوئی بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب رپورٹ آ جائے گی تو پھر آپ جتنا بولنا چاہیں میں آپ کو وقت دوں گا۔ یہ میری commitment ہے کہ جب اس کی رپورٹ ایوان میں پیش ہو گی تو آپ جتنی بات کرنا چاہیں گے میں آپ کو وقت دوں گا۔ اس وقت وزیر قانون بھی ادھر ہوں گے۔ جی، پیر صاحب!

پیر خضر حیات شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔۔۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف بدستور اپنی نشستوں
پر کھڑے ہو کر بات کرنے کی اجازت طلب کرتے رہے)

MR ACTING SPEAKER: Order please. Order in the House.

میں نے آپ سے کہہ دیا ہے کہ جس دن اس کی رپورٹ آ جائے گی اس دن آپ کو بات کرنے کا موقع دیا جائے گا۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ ایک بہت بڑا واقعہ ہے۔ یہ کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بالکل یہ بہت بڑا واقعہ ہے۔ آپ اس کی رپورٹ آنے دیں۔ جب رپورٹ ایوان میں پیش ہو گی تو پھر آپ جتنا وقت بولنا چاہیں گے میں آپ کو دوں گا۔ میں عباسی صاحب، ڈاکٹر مراد راس صاحب، محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ، محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ اور ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ تشریف رکھیں۔ اس معاملے پر قائد حزب اختلاف، میاں محمد اسلم اقبال، ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب پہلے بات کر چکے ہیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اس کی رپورٹ کب آئے گی؟

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر قانون صاحب! اس کی رپورٹ کب تک آ جائے گی؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ میں نے اس واقعہ کی مذمت کی ہے، اس کے اُوپر اظہار افسوس کیا ہے اور حقائق کے علاوہ ایک لفظ نہیں کہا۔ نادر کسی جاگیر دار یا زمیندار کا بیٹا ہوتا تو بالکل میں اس کے پورے کوائف یہاں پر بیان کرتا اور نادر کا تعلق اسی فیملی سے ہے تو اس حقیقت کو حکومت، پولیس اور نہ ہی حزب اختلاف چھپا سکتی ہے۔ دوسرا ایڈیشنل آئی جی پولیس موقع پر تفتیش کے لئے گئے ہیں۔ انہیں وزیر اعلیٰ پنجاب نے چوبیس گھنٹے کا وقت دیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ کل تک اپنی رپورٹ مکمل کر کے آ جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ پیر کو اس رپورٹ کی کاپی اور اس سے متعلق حقائق ایوان کی میز پر رکھ دیئے جائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ سب پیر تک انتظار کر لیں۔ عباسی صاحب! اب پلیز تشریف رکھیں۔ جی، پیر صاحب!

تحاریک استحقاق

(---جاری)

ایس ایچ او تھانہ غلہ منڈی ساہیوال کا معزز ممبر اسمبلی کا فون سننے اور ملاقات سے انکار

پیر خضر حیات شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو کہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں نے مورخہ 21- جنوری 2014 کو دوپہر 11.57 پر ایس ایچ او، غلہ منڈی ساہیوال انسپکٹر فرخ کے موبائل فون پر کال کی اور کہا کہ میرے پاس ایک بندہ آیا ہے جو بڑا مظلوم ہے، اس کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے، اس کی ایف آئی آر درج کروانی ہے اور میں اس سلسلے میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا کہ میں ابھی تو تھانے سے باہر جا رہا ہوں آپ شام سات بجے آ جائیں۔ میں نے شام سات بجے ایس ایچ او کو بار ہا فون کیا لیکن اس نے میرا فون attend نہیں کیا اور بعد ازاں فون بند کر دیا۔ میں نے بندہ بھیج کر پتا کرایا تو پتا چلا کہ ایس ایچ او تھانے میں موجود ہے۔ میں تھانے پہنچا تو ملازمین نے بتایا کہ ایس ایچ او ساتھ کوارٹر میں بیٹھے ہیں۔ میں نے کہا کہ جا کر انہیں بتائیں کہ میں نے ملنا ہے وہ

ملازم واپس آیا اور کہا کہ صاحب گشت پر چلے گئے ہیں۔ میں نے کہا کہ گاڑی تھانے میں موجود ہے اور ایس ایچ او ابھی کوارٹر پر موجود تھے تو گشت پر کیسے چلے گئے؟ اس پر پولیس ملازمین نے کہا کہ ہم تو چھوٹے ملازم ہیں ہمیں جو حکم ملا وہ آپ کو بتا دیا۔ بعد میں ایس ایچ او نے مدعی سے رابطہ کر کے اُس کی بہت بے عزتی کی اور کہا کہ آپ ابھی تو ایم پی اے کو لائے ہو اور میں نے جس طرح کا سلوک اس کے ساتھ کیا ہے وہ سب آپ نے دیکھ لیا ہے۔ اب اگر کسی کو ساتھ لائے تو آپ کو اس کا انجام بھگتنا پڑے گا لیکن اس سے اگلے ہی دن مدعی نے پیسے دے کر اسی ایس ایچ او سے اسی تھانے میں ایف۔ آئی۔ آر درج کروائی جس کے سارے ثبوت میرے پاس موجود ہیں۔ ایک طرف تو ایس ایچ او موصوف میرے کہنے پر کام کرنا تو کجا میرا فون سننے کے لئے تیار نہیں، میں تھانے گیا تو وہ مجھے ملنے کی بجائے کوارٹر میں جا کر بیٹھ گیا اور جھوٹ بولا کہ گشت پر ہے اور دوسری طرف جب اس کی جیب گرم ہوئی تو فوری طور پر ایف آئی آر درج کر لی اور اس نے یہ ثابت کر دیا کہ کوئی بھی مظلوم شخص اپنی داد رسی کے لئے کسی منتخب نمائندے کے پاس نہ جائے بلکہ پیسے لے کر direct میرے پاس آئے ورنہ اس کی کوئی شنوائی نہیں ہو گی۔ ایس ایچ او موصوف نے میرا فون سننے اور مجھے ملنے سے انکار کر کے میرا استحقاق مجروح کیا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک استحقاق کو باضابطہ قرار دے کر اس کو مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کھگہ صاحب! کیا آپ کوئی شارٹ سٹیٹمنٹ دینا چاہتے ہیں۔

پیر خضر حیات شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں چاہوں گا کہ اس کو مزید verify کیا جائے کہ یہ ایف آئی آر کیوں درج نہیں کی گئی؟ ایک road accident ہوا تھا جس کو دو ہفتہ late کر کے ایف آئی آر درج کی گئی۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے، اس کی findings بھی اس ایوان میں پیش کی جائیں تاکہ اس ایوان کو پتا ہو کہ لوگوں کے ساتھ اس طرح کیوں زیادتی ہو رہی ہے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا اسے اگلے ہفتہ کے لئے pending کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس تحریک استحقاق کو اگلے ہفتہ کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق رانا طاہر شبیر صاحب کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ اس تحریک استحقاق کو pending کیا جاتا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار محترمہ گُلناز شہزادی صاحبہ کی ہے۔

پنجاب ایجوکیشن کمیشن اور ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفس کے عدم رابطہ کی وجہ سے ہزاروں طلباء وطالبات مشکلات کا شکار

محترمہ گُلناز شہزادی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے پبلک سروس کمیشن اور ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفس میں Coordination نہ ہونے کی وجہ سے ہزاروں طلباء و طالبات اور تعلیمی ادارے مشکلات کا شکار ہیں۔ فروری 2014 میں ہونے والے 8th کلاس کے امتحانات میں پبلک ایجوکیشن کمیشن کی طرف سے Provided date sheet میں صرف پانچ Subjects شامل کئے گئے جو website پر available ہیں۔ اس date sheet کے قریباً ڈیڑھ ماہ بعد District Level پر ایک اور ڈیٹ شیٹ provide کی گئی جس میں آٹھ مضامین کو شامل کیا گیا۔ پہلی آنے والی date sheet کے بعد ہوم اکنامکس / آرٹ، عربی اور Social Studies کے ساتھ in touch نہ رہنے کی وجہ سے تمام گورنمنٹ سکولز، طلباء اور طالبات کو شدید پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔ 8th کلاس کے امتحانات میں بہتر نتائج حاصل کرنے اور unfair means کو prevent کرنے کے لئے اس mismanagement کے خلاف ضروری اقدام کئے جائیں اور District Level پر لئے جانے والے تینوں پیپرز کو cancel کیا جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا اسے اگلے ہفتہ کے لئے pending کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار اگلے ہفتہ کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 257/14 ڈاکٹر مراد راس صاحب اور جناب احمد خان بھچر صاحب کی طرف سے ہے۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی جانب سے کمپیوٹرائزڈ نمبر پلیٹوں کی فراہمی میں گھپلوں کا انکشاف

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نئی بات مورخہ 16۔فروری2014 کی خبر کے مطابق 2006 میں پنجاب میں گاڑیوں، موٹر سائیکلوں، رکشہ اور ٹرکوں کے مالکان کو کمپیوٹرائزڈ نمبر پلیٹیں فراہم کرنے کا منصوبہ شروع کیا گیا تھا۔ پنجاب کے سابق سیکرٹری ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن خواجہ شمائل جو اس وقت بھی اعلیٰ عہدے پر تعینات ہیں نے 2006 میں گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں کی رجسٹریشن کے وقت انہیں کمپیوٹرائزڈ نمبر پلیٹیں محکمہ ایکسائز کی جانب سے دینے کی تجویز پیش کی تھی جسے منظور کر کے تین ایم کمپنی کو پلیٹیں بنانے کا ٹھیکہ دے دیا گیا۔ کمپنی نے بیوروکریسی سے ملی بھگت کر کے ظاہر کیا کہ پلیٹوں کا خام مال جرمنی سے درآمد کیا جاتا ہے جبکہ پلیٹیں کراچی کی ایک مقامی کمپنی سے تیار کرائی جا رہی تھیں۔ ان پلیٹوں میں کوئی کمپیوٹرائز چپ تھی نہ کیمرا جو محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کا اصل منصوبہ تھا۔ خواجہ شمائل نے اپنے دست راست فیصل قریشی کو نمبر پلیٹوں کا پراجیکٹ ڈائریکٹر مقرر کیا جس نے نیشنل بنک سیکرٹریٹ میں ریوالونگ فنڈ کھلوایا جو غیر قانونی تھا اور سرکاری محکموں میں اپنی طرز کی پہلی مثال ہے۔ ذرائع کے مطابق اس فنڈ سے اربوں روپے اس پراجیکٹ کو چلانے والے افسروں کے اکاؤنٹ میں منتقل ہوئے جس سے انٹی کرپشن کی تحقیقاتی ٹیم کو اس کا ریکارڈ فراہم نہیں کیا جا رہا ہے۔ اس وقت بھی انکوائری شروع کی گئی لیکن مذکورہ افسروں نے اثر ورسوخ سے اسے رکوا لیا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا اسے اگلے ہفتہ کے لئے pending کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار اگلے ہفتہ کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 274/14 جناب محمد صدیق خان صاحب، محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ، محترمہ سعدیہ سہیل رانا صاحبہ کی طرف سے ہے۔ جی، محترمہ!

لاہور سٹی پیکج کے تحت چار بڑے شہروں کا ترقیاتی بجٹ سٹی گورنمنٹ لاہور کو جاری کرنا

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دُنیا" مورخہ 23۔فروری 2014 کی خبر کے مطابق محکمہ خزانہ نے چار بڑے شہروں کا ترقیاتی بجٹ سٹی گورنمنٹ لاہور کو جاری کر دیا۔ لارج سٹی پیکج کے تحت فیصل آباد، گوجرانوالہ، ملتان اور راولپنڈی کے 41 کروڑ روپے سے زائد کے فنڈز لاہور کی سکیموں پر خرچ کئے جائیں گے۔ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات نے بلاک ایلوکیشن سے فنڈز کی دیگر سکیموں میں منتقلی کی منظوری دے دی ہے جس کے بعد فنڈز کا اجراء کیا گیا۔ چار بڑے شہروں کا ترقیاتی بجٹ جو مرحلہ وار سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کو جاری کیا گیا ہے۔ پہلے مرحلہ میں 5 کروڑ بعد ازاں 8 کروڑ اور 6 کروڑ 70 لاکھ شامل ہیں۔ فیصل آباد، گوجرانوالہ، ملتان اور راولپنڈی کے ترقیاتی بجٹ سے 21 کروڑ 10 لاکھ روپے کی الگ کٹوتی کر کے ریسکیو 1122 کو سٹی گورنمنٹ لاہور کے توسط سے فنڈز جاری کئے گئے ہیں۔ لاہور کے علاوہ دیگر چار شہروں میں فنڈز کا اجراء نہ ہونے سے لارج سٹی پراجیکٹ کی مجوزہ سکیمیں اس سال مکمل نہیں ہو سکیں گی۔ جاری ترقیاتی کام بھی متاثر ہونے کا خدشہ ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا اسے اگلے ہفتہ کے لئے pending کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار اگلے ہفتہ کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 14/275 چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی طرف سے ہے۔ جی، چودھری صاحب!

سیکنڈری بورڈ لاہور کا جعلی اسناد کی تیاری روکنے کے بہانے چار لاکھ روپے کی بجائے چار کروڑ روپے خرچ کرنے کا انکشاف

چوہدری عامر سلطان چیمہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "خبریں" مورخہ 24۔فروری 2014 کی خبر کے مطابق سیکنڈری بورڈ لاہور نے جو کام 4 لاکھ میں ہو سکتا ہے اس کے لئے 4 کروڑ خرچے کی تیاری مکمل کر لی۔ غریب طلباء و طالبات کی فیسوں سے اکٹھی ہونے والی رقم سے اسناد کے لئے مہنگا کاغذ خریدا جارہا ہے۔ جس کے اصل یا نقل ہونے کی تصدیق صرف سیکنڈری بورڈ لاہور ہی کرے گا اور مہنگا کاغذ خریدنے کا بہانہ یہ بنایا جارہا ہے کہ اس سے آئندہ جعلی اسناد نہیں بن سکیں گی کیونکہ اس میں 9 سکیورٹی فیچر ڈالے جائیں گے جس سے اس طرح کی سند بنانا ممکن نہیں رہے گا حالانکہ سند پرانے ڈیزائن اور کاغذ کی ہو یا نئے ڈیزائن اور کاغذ کی اس کے جعلی یا اصلی ہونے کے بارے میں جب سیکنڈری بورڈ نے ہی فیصلہ کرنا ہے تو پھر کاغذ 4 لاکھ روپے کا ہو یا پھر 4 کروڑ روپے کا اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ صرف 4 لاکھ سالانہ کی قربانی دے کر یہی کام سیکنڈری بورڈ کی انتظامیہ تصدیق کا عمل مفت کر کے سرانجام دے سکتی ہے جس سے سند کی نقل بنانے والوں کا کاروبار بھی ختم ہو جائے گا اور سیکنڈری بورڈ لاہور کے 4 کروڑ روپے بھی بچ سکتے ہیں لیکن لگتا ایسے ہے کہ جیسے سیکنڈری بورڈ کی انتظامیہ کسی مخصوص مقصد یا لالچ کے باعث یہ کام کرنے کے لئے بضد ہے اور اپنا اندرونی سسٹم معمولی سی توجہ سے بہتر بنا کر جعلی اسناد کی روک تھام کی بجائے 4 کروڑ روپے ہر حالت میں خرچ کرنا چاہتی ہے حالانکہ اس رقم کو بچا کر غریب طلباء و طالبات کو فیسوں میں ریلیف بھی دیا جا سکتا ہے۔ تعلیمی حلقوں نے سیکنڈری بورڈ لاہور کی جانب سے اپنا اندرونی نظام بہتر بنانے کی بجائے خطیر رقم اپنے اللے تللوں پر خرچ کرنے کی شدید مخالفت کی ہے اور ان حلقوں کا کہنا ہے کہ چیئرمین، سیکرٹری اور کنٹرولر چونکہ ڈیپوٹیشن پر سیکنڈری بورڈ میں آتے ہیں اس لئے بورڈ کے نظام کو بہتر بنانے کی بجائے اپنے مخصوص مقاصد کے لئے لاہور بورڈ کے خزانے میں موجود خطیر رقم کو فضول اور لاحاصل منصوبوں پر خرچ کر کے اپنے تعلیمی اداروں میں واپس چلے جاتے ہیں۔ ہر نیا آنے والا بھی پچھلے کی پیروی کرتا چلا جاتا ہے۔ تعلیمی حلقوں نے وزیراعلیٰ سے بورڈ حکام کی جانب سے اپنا سسٹم بہتر بنانے کی بجائے اس فضول خرچی کرنے کی کوشش کا نوٹس لینے کا مطالبہ کیا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا اسے اگلے ہفتہ کے لئے pending کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار اگلے ہفتہ کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 294/14 بھی چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی ہے۔ جی، چودھری صاحب!

فاڈر ریسرچ انسٹیٹیوٹ سرگودھا کے نااہل عملہ کی وجہ سے حکومت کو سالانہ کروڑوں روپے نقصان کا انکشاف

چودھری عامر سلطان چیمہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ سرگودھا میں محکمہ زراعت کے ادارہ فاڈر ریسرچ انسٹیٹیوٹ کے پاس تقریباً 150 ایکڑ زمین چارہ جات کے بیجوں کی تحقیق اور چارہ جات کے اعلیٰ قسم کے بیجوں کی کسانوں کو فراہمی کے لئے مختص ہے۔ یہ پاکستان میں پہلا ادارہ ہے جس نے چارہ جات کے اعلیٰ قسم کی اقسام دریافت کی ہے لیکن آج کل بدقسمتی سے یہ ادارہ نالائق عملے کی وجہ سے زوال پذیر ہے۔ عملے کی نااہلی کی وجہ سے نہ صرف ادارے کی کارکردگی متاثر ہو رہی ہے بلکہ حکومت کو سالانہ کروڑوں روپے کا نقصان بھی ہو رہا ہے اور یہاں پر تعینات عملہ نے عرصہ دراز سے کوئی نئی قسم کے چارہ جات کے بیج دریافت نہیں کئے۔ سائنسدانوں نے اس عرصے کے دوران ایک بھی ریسرچ پبلیکیشن نہ کی ہے۔ اس ادارے کے سائنسدان ماہانہ ایک لاکھ روپیہ تنخواہ لے رہے ہیں مگر کارکردگی صفر ہے۔ ان کی نااہلی کی وجہ سے جونیئر سائنس دانوں کی کارکردگی پر بھی برا اثر پڑ رہا ہے۔ اکثر اس ادارے کا عملہ زرعی ادویات کا ذاتی کاروبار کرتے ہیں اور اس ادارے کو ناقص زرعی ادویات مہنگے داموں فروخت کرتے ہیں جس کی وجہ سے ادارے میں بیجوں کی پیداوار بہت کم ہو رہی ہے جس کی تازہ مثال برسیم 60 کنال سے صرف ایک من پیدا ہو رہا ہے۔ حالانکہ ماضی میں ایک کنال رقبہ سے ایک من برسیم کا بیج حاصل کیا جاتا رہا ہے۔ اس طرح کم پیداوار سے حکومت کو اس مد میں تقریباً 7 لاکھ روپے کا نقصان ہوا ہے۔ اس طرح گندم کی 33 کنال رقبے سے صرف 2800 کلوگرام گندم کی پیداوار حاصل کی گئی جو کہ انتہائی کم ہے حالانکہ گندم کی فصل تمام کھادیں بروقت پانی مہیا کیا گیا اور اس مد میں بھی حکومت کو ہزاروں روپے کا نقصان پہنچایا گیا اور ادارے نے دو ایکڑ زمین پر آم کی فصل بیچ کر تمام رقم اپنی جیب میں ڈال لی اور سرکاری خزانے میں کوئی پیسا جمع نہ کرایا۔

فاڈر ریسرچ انسٹیٹیوٹ سرگودھا کا اعلیٰ بیج پیدا کرنے کی وجہ سے ملکی سطح پر بہت مشہور ہے لیکن عدم دلچسپی کی وجہ سے سرگودھا میں لوبرن کے بیج کا ایک دانہ بھی نہیں بنایا جارہا ہے۔ اسی طرح باقی فصلوں کا بیج بھی نہ ہونے کے برابر ہے۔ ادارے کی قیمتی مشینری کھلے آسمان کے نیچے پڑی ہے نہ ہی اسے استعمال میں لایا گیا ہے، کچھ مشینیں کئی کئی لاکھوں کی خریدی گئی ہیں لیکن آج تک اسے استعمال میں نہ لایا جاسکا بلکہ کھلے آسمان کے نیچے پڑی خراب ہو رہی ہیں۔ ان نالائق اور نااہل زرعی سائنسدانوں کی وجہ سے حکومت کو کروڑوں کا نقصان ہو رہا ہے۔ حکومت پنجاب کو چاہئے کہ فاڈر ریسرچ انسٹیٹیوٹ سرگودھا کو ایک نئے سرے سے ایک فعال اور اعلیٰ کارکردگی کا حامل ادارہ بنایا جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا اسے اگلے ہفتہ کے لئے pending کرلیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار اگلے ہفتہ کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 315/14 ڈاکٹر مراد راس صاحب اور جناب احمد خان بھچر صاحب کی طرف سے ہے۔ جی، بھچر صاحب!

ہسپتالوں کا ویسٹ تلف نہ کرنے کی وجہ سے موذی امراض میں اضافہ

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 25۔فروری 2014 کی خبر کے مطابق لاہور محکمہ صحت کی عدم توجہ اور سرکاری ہسپتالوں کے ایم ایس و دیگر انتظامیہ کی نااہلی کے باعث ہسپتالوں میں میڈیکل ویسٹ کو تلف نہ کرنے سے متعدد موذی امراض پھوٹنا شروع ہو گئے ہیں۔ میو، جناح اور گنگارام ہسپتال میں جابجا ویسٹ پڑا ہونے سے ہیپاٹائٹس کا مرض بڑھنے لگا ہے۔ چلڈرن، جنرل اور سروسز ہسپتال میں دیگر انفیکشن کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ حکومت پنجاب کے احکامات کے باوجود ہسپتالوں میں میڈیکل ویسٹ کے ہر طرف ڈھیر نظر آتے ہیں۔ ہسپتال کی حدود نشہ کرنے والے افراد استعمال شدہ سرنجوں کا سرعام استعمال کرتے نظر آتے ہیں۔ سرجیکل آلات کو ایسے ہی پھینک دیا جاتا ہے۔ شہریوں نے حکومت پنجاب سے

اس صورت حال کا نوٹس لینے کا مطالبہ کیا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا اسے اگلے ہفتہ کے لئے pending کر لیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ہم بہت محنت کر کے ایوان میں بزنس لے کر آتے ہیں اور یہاں ان کے جواب نہیں آتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ان سب تحاریک کے جواب آئیں گے۔ میں اس پر already notice لے چکا ہوں۔ یہ تحریک 5-مارچ کو گئی ہے۔ میں نے پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو جو کہنا تھا وہ میں کہہ چکا ہوں۔ انہوں نے پورے departments کو letters بھی لکھ دیئے ہیں۔ اگلے ہفتہ میں انشاء اللہ سب کا جواب آ جائے گا۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار اگلے ہفتہ کے لئے pending کی جاتی ہے۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! ہمارے جو اضلاع پسماندہ ہیں ان کے ہسپتالوں کا بھی بُرا حال ہے۔ اسی رپورٹ میں اس کو بھی شامل کر لیں اور ان کی تفصیلات بھی منگوا لیں، خصوصاً میانوالی کی رپورٹ منگوا لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: گوندل صاحب! آپ اس کی بھی تفصیل منگوا لیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 321/14 محترمہ حنا پرویز بٹ صاحبہ کی طرف سے ہے۔ جی، محترمہ!

جلال کولڈ سٹوریج سگیاں پُل لاہور سے غیر قانونی، مردار اور مضر صحت گوشت برآمد

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ " نئی بات" مورخہ 28-فروری 2014 کے مطابق "سلاٹر ہاؤس میں مردار گوشت کا انکشاف" تفصیل یوں ہے کہ جلال کولڈ سٹوریج نزد سگیاں پل میں غیر قانونی طور پر قائم سلاٹر ہاؤس میں

چھاپے کے دوران چار ہزار کلو گرام مضر صحت گوشت قبضے میں لے کر تلف کر دیا گیا۔ اس گوشت پر کینٹ
مذبحہ خانے کی مہر لگی ہوئی تھی۔ یہ تو صرف ایک غیر قانونی سلاٹر ہاؤس سے اتنی بڑی مقدار میں مردار گوشت برآمد ہوا ہے اور ایسے کئی غیر قانونی سلاٹر ہاؤس قائم ہیں جو اس مکروہ اور گھناؤنے کاروبار میں ملوث ہیں اور شہریوں کو مردار اور مضر صحت گوشت کھلا رہے ہیں۔ یہ لوگ دیدہ دلیری سے نہ صرف غیر اسلامی اور غیر قانونی کام کر رہے ہیں بلکہ شہریوں کی زندگیوں سے بھی کھیل کر اپنی تجوریاں بھر رہے ہیں۔ اس خبر سے بالعموم پنجاب بھر اور بالخصوص لاہور کی عوام میں شدید غم و غصہ، بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول ہو گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پڑھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! یہ ایک اہم مسئلہ ہے جس کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ صوبائی دارالحکومت لاہور میں غیر قانونی slaughtering--

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! حکومتی ممبر کی تحریک کا جواب آگیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ نزدیک کا تھا اس لئے موصول ہو گیا ہے۔ جی، گوندل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! لاہور میں غیر قانونی slaughtering میں ملوث مافیا کے خلاف ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اور محکمہ لائیو سٹاک کی طرف سے کارروائیاں عمل میں لائی گئی ہیں۔ اس سلسلہ میں سیکرٹری لائیو سٹاک اور کمشنر لاہور ڈویژن نہ صرف لاہور بلکہ ارد گرد کے اضلاع میں بھی سخت کارروائی کرنے اور غیر قانونی slaughtering کو روکنے کے لئے تمام ممکنہ اقدامات کر رہے ہیں۔ محکمہ لائیو سٹاک اور سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور نے کارروائی کر کے 14 قصابوں کے خلاف ایف آئی آر درج کروائیں اور 3968 کلو گرام مضر صحت گوشت جو کہ قریبی اضلاع سے لا کر cold storage میں رکھا گیا تھا اس کو ضائع کیا گیا۔ اس کے علاوہ پچھلے دو

ماہ کے دوران 295 لوگوں کے خلاف مقدمات درج کئے گئے اور 10154 کلو گرام مضر صحت گوشت کو بھی تلف کیا گیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کا جواب آ گیا ہے اس لئے یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 328/14 بھی محترمہ حنا پرویز بٹ صاحبہ کی طرف سے ہے۔ جی، محترمہ!

لاہور میں متعلقہ ادارے کی غفلت کی وجہ سے ون ویلنگ کے واقعات کے نتیجے میں ہلاکتوں میں اضافہ

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ " نئی بات" مورخہ 3-مارچ2014 کے مطابق "تین ماہ کے دوران ون ویلنگ کرتے گیارہ نوجوان ہلاک 143 زخمی" تفصیل یوں ہے کہ لاہور کی اہم شاہراہوں اور دیگر چھوٹی بڑی سڑکوں پر تین ماہ کے دوران ون ویلنگ کرتے ہوئے 143 سے زائد نوجوان زخمی ہو کر ہسپتالوں میں پہنچ گئے جبکہ گیارہ سے زائد ہلاک ہو گئے۔ پولیس کارروائی ڈالنے کے لئے درجنوں نوجوانوں کو ویلر قرار دے کر گرفتار کرنے کے بعد رشوت لے کر چھوڑ دیتی ہے اس لئے ان واقعات میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ ویلروں کی فیورٹ سڑکوں میں مال روڈ، جیل روڈ، فیروز پور روڈ، کینال روڈ، جی ٹی روڈ، گلبرگ مین بلیوارڈ، بند روڈ، ایئرپورٹ روڈ اور اندرون شہر کی مختلف سڑکیں شامل ہیں جن پر ویلروں کے مقابلے ہوتے ہیں اور ان پر لاکھوں روپے کا جواء بھی ہوتا ہے۔ ویلر مقابلے کے لئے سپیشل موٹر سائیکلیں مکینکوں سے بھاری رقم خرچ کر کے تیار کرواتے ہیں جن پر نئی موٹر سائیکل سے بھی زیادہ خرچ آتا ہے۔ پنجاب اسمبلی نے اس خطرناک برائی جس میں انتہائی قیمتی جانیں ضائع ہوتی ہیں اور کئی گھروں میں صف ماتم بچھ جاتا ہے کی روک تھام کے لئے قانون سازی کی تھی لیکن متعلقہ ادارے جنہوں نے اس پر عملدرآمد کروانا تھا وہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں غفلت برت رہے ہیں۔ جس وجہ سے آئے روز ایسے حادثات رونما ہو رہے ہیں اور ان میں زخمیوں کے ساتھ ساتھ ہلاکتیں بھی ہوتی ہیں۔ اس پر لاہور کے شہریوں میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس میں گزارش ہے کہ اسے اگلے ہفتہ کے لئے pending کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار اگلے ہفتہ کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 329/14 ڈاکٹر محمد افضل صاحب، چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب اور سردار وقاص حسن موکل صاحب کی طرف سے ہے۔ جی، چودھری صاحب!

محکمہ صحت کی عدم توجہی کی وجہ سے لاہور کے سرکاری ہسپتالوں میں وینٹی لیٹرز کی کمی کے باعث مریضوں کو پریشانی کا سامنا

چودھری عامر سلطان چیمہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "خبریں" مورخہ 3-مارچ2014 کی خبر کے مطابق صوبائی دارالحکومت کی ایک کروڑ 20 لاکھ کی آبادی کے لئے لاہور کے بڑے چھوٹے سرکاری ہسپتالوں میں وینٹی لیٹرز کی تعداد چند سو بھی نہیں ہے جبکہ محکمہ صحت کے اعلیٰ افسران مصنوعی سانس بحال رکھنے کی مشینوں کی کمی کو پورا کرنے سے جان بوجھ کر پہلو تہی کر رہے ہیں۔ سرکاری ہسپتالوں میں غریب لواحقین نظر آتے ہیں لیکن ان کا کوئی پرسان حال نہیں۔ اپنے پیاروں کی سانسوں کو بحال رکھنے کے لئے ہسپتال کی انتظامیہ کی منت سماجت کرنے لگے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف کی ذاتی کوششوں سے شاہدرہ کی عوام کے لئے بننے والا گورنمنٹ ہسپتال شاہدرہ میں وینٹی لیٹرز موجود ہیں لیکن اینستھزیا کے ڈاکٹر نہ ہونے کی وجہ سے وینٹی لیٹرز فنکشنل نہیں ہو سکے۔ بیشتر مریضوں کے لواحقین کو پرائیویٹ ہسپتالوں میں وینٹی لیٹرز حاصل کرنے کے مشورے دیئے جاتے ہیں لیکن پرائیویٹ ہسپتالوں میں موجود وینٹی لیٹرز غریب مریضوں کی پہنچ سے دور ہیں۔ محکمہ صحت کے اعلیٰ افسران نے سرکاری ہسپتالوں میں وینٹی لیٹرز کی کمی بارے معلوم ہونے کے باوجود بھی حکومت کو سب اچھا کی رپورٹ فراہم کرنے کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس میں گزارش ہے کہ اسے اگلے ہفتہ کے لئے pending کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار اگلے ہفتہ کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

سرکاری کارروائی

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈا پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔

پنجاب پنشن فنڈ برائے سال 11-2010 اور 12-2011 کی سالانہ رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

MR ACTING SPEAKER: Annual Reports of the Punjab Pension Fund for the year 2010-11 & 2011-12 Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Annual Reports of the Punjab Pension Fund for the Year 2010-11 & 2011-12.

MR ACTING SPEAKER: The Annual Reports of the Punjab Pension Fund for the Year 2010-11 & 2011-12 has been laid.

آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اجلاس بروز سوموار مورخہ 17-مارچ 2014 سہ پہر 3:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

INDEX

PAGE NO.

A

AAMIR SULTAN CHEEMA, CH.

ADJOURNMENT MOTIONS regarding-

-Disclosure of heavy loss to Government due to ineligible staff of Fodder Research Institute Sargodha 594

-Disclosure of spending rupees 40 million instead of rupees 4 lac by Secondary Board Lahore on the lame excuse of preparation of superior quality certificates 593

-Increase in diseases of animals due to non-allocation of funds for medicines in veterinary hospitals of Sargodha 456

-Problems faced by patients due to shortage of ventilators in hospitals of Lahore due to negligence of Health Department 599

-Shortage of necessary articles in Health Centres of Sargodha due to before time completion of the budget of Health Department 457

BILL *(Discussed)*- 132

-THE PUNJAB FAIR REPRESENTATION OF WOMEN BILL, 2014 65

questions REGARDING-

-Details about case registered in Police Stations of Sargodha *(Question No. 778*)* 157

-Details about establishment of new graveyard at Babu Sabu Interchange Lahore *(Question No. 67*)* 69

-Registration of cases of robbery in Police Station Ghalib Market Lahore and other details *(Question No. 1121*)* 357

QUORUM-

-Indication of quorum of the House during session held on 12th March, 2014

ABDUL RAUF, RANA

report ***(LAID IN THE HOUSE)*** REGARDING-

-The Punjab Development of Cities (Amendment) Bill, 2014 (Bill No.1 of 2014) 74

ABU HAFS MUHAMMAD GHIYAS-UD-DIN, MR.

question REGARDING-

-Construction and repair of roads of Shakargarh, Narowal *(Question No. 371*)* 170

PAGE NO.

ADDRESS TO THE HOUSE by-
-Chief Minister of the Punjab (Muhammad Shahbaz Sharif, Mian) 142
ADJOURNMENT MOTIONS regarding-
-Conspiracy of LDA for bogus auction of quarters situated at Mohni Road Lahore 220
-Corruption and bribery in TMA Darya Khan 322
-Demand for holding inquiry about remittance of fine amounting to Rs.230 million imposed upon Laptop repairing company on breach of contract 218
-Disclosure of embezzlements in provision of computerized number plates by Excise & Taxation Department 591
-Disclosure of heavy loss to Government due to ineligible staff of Fodder Research Institute Sargodha 594
-Disclosure of spending rupees 40 million instead of rupees 4 lac by Secondary Board Lahore on the lame excuse of preparation of superior quality certificates 593
-Discovery of illegal and unhygienic meat of dead animals from Jallal Cold Storage Saggian Bridge Lahore 596
-Exploitation of farmers of sugarcane by sugar mafia and middlemen at start of crushing season 219
-Hold of estate agents and capitalists over LDA City Housing Scheme and deprivation of mediocres of their rights 324
-Illegal possession over Auqaf Unit No.30 Chak No.43, Northern Sargodha with connivance of departmental staff 450
-Increase in deaths in incidents of one wheeling in Lahore due to negligence of concerned department 598
-Increase in diseases of animals due to non-allocation of funds for medicines in veterinary hospitals of Sargodha 456
-Increase in fatal diseases due to not destroying waste of hospitals 595
-Increase in problems of business market of Anarkali Lahore due to carelessness of Government 317
-Issuance of development fund of four big cities to City Government Lahore under Large City Package 592
-Looting the people by Eden Developers Lahore 449
-Non-availability of drinking water in Gujrat city due to irresponsible behaviour of concerned department and TMA 81
-Non-availability of furniture in many schools of Baseerpur and adjacent villages 218
-Non-availability of modern equipment and financial crisis to employees in Fire Brigade 459
-Non-availability of new syllabus to students of 8th class due to stubbornness of Schools Education Department 317
-Once again ignoring the shifting of 267 dangerous declared factories by District Government Lahore 454

PAGE NO.

-Openly sale of unhygienic cooking oil prepared by chicken-waste in Lahore 217
-Problems faced by farmers due to late starting of crushing season by owners of sugar mills 319
-Problems faced by patients due to out of order X-Ray Machines in hospitals of Lahore due to carelessness of concerned department 452
-Problems faced by patients due to shortage of ventilators in hospitals of Lahore due to negligence of Health Department 599
-Problems faced by other allottes due to encroachments by allottees of ground floor of GOR-IV Khushnuma 80
-Problems faced by passengers due to not extension of Multan Road Lahore from Sodiwal to Samanabad 75
-Problems faced by patients due to non-availability of medicines in BHUs and dispensaries of Lahore 461
-Problems faced by people due to changing map and project of construction of road from LOS to Multan Road Lahore 84
-Problems faced by people due to non-availability of space in graveyards in area from Chauburji to Yateem Khana Lahore 452
-Problems faced by students due to non–coordination between Punjab Education Commission and District Education Officers 590
-Problems faced by tourists due to parking of irrelevant vehicles in surroundings of Badshahi Mosque & Lahore Fort 322
-Recruitment of favorite and incapable persons in University of Education by Vice Chancellor 320
-Restart of construction of sealed plaza at Mall Road Lahore without permission of Chief Secretary 455
-Sale of poisonous and dead Cattle's meat in Lahore 448
-Shortage of necessary articles in Health Centres of Sargodha due to before time completion of the budget of Health Department 457

ADNAN FAREED, QAZI

questions REGARDING-

-Details about canals irrigating land of PP-268, district Bahawalpur *(Question No. 1909*)* 424
-Problem of repair of lift pumps of Abassia Link Canal *(Question No. 2223*)* 427
-Redressal of problems of residential accommodation of MPAs *(Question No. 1910*)* 544

AGENDAS FOR THE SESSIONS HELD ON-

-7th March, 2014 3
-8th March, 2014 94
-11th March, 2014 151
-12th March, 2014 249
-13th March, 2014 382

PAGE NO.

-14th March, 2014 512
AHMAD SHAH KHAGGA, MR.
ADJOURNMENT MOTIONS regarding-
-Looting the people by Eden Developers Lahore 449
-Problems faced by people due to non-availability of space in graveyards in area from Chauburji to Yateem Khana Lahore 452

questions REGARDING-
-Budget allocation for development of sports in the province and other details *(Question No. 387*)* 279
-Details about action taken against Private Money Lenders in the province *(Question No. 47*)* 19
-Details about construction of Chak Shah Khagga Road district Pakpattan *(Question No. 799*)* 204
-Details about construction of play grounds in PP-229, Pakpattan *(Question No. 382*)* 262
-Details about violation of rules in construction of roads of towns and streets *(Question No. 48*)* 155
-Non-availability of canal water and shortage of agricultural production in PP-229, district Pakpattan *(Question No. 2201*)* 427
-Number of Model Police Stations of the province and other details *(Question No. 381*)* 34
-Number of Rest Houses and Guest Houses of C & W Department and other details *(Question No. 1447*)* 559
-Reasons for delay in holding the elections of Local Bodies in the province *(Question No. 735*)* 204

Resolution REGARDING-
-Demand for publication of NOC from Government in advertisements of housing schemes 238
AHMED KHAN BHACHER. MR
ADJOURNMENT MOTIONS regarding-
-Corruption and bribery in TMA Darya Khan 322
-Increase in fatal diseases due to not destroying waste of hospitals 595

question REGARDING-
-Non-cancellation of case registred against protestors of load-shedding in Mianwali despite of orders of the Chief Minister *(Question No. 594*)* 49
AHMED SAEED, QAZI

questionS REGARDING-
-Amendment in Police Rules and other details *(Question No. 734*)* 64
-Details of problems of residents of Chauburji Quarters Lahore 540

PAGE NO.

(*Question No. 1871**) 285
-Establishment of Ghazi Sports Complex in district Rahim Yar Khan and other details (*Question No. 736**) 563
-Number of quarters in Chauburji Lahore and other details (*Question No. 1872**)

AHMED YAR HUNJRA, MALIK

question REGARDING-
-Payment of relief fund to the victims of river erosion in district Muzaffargarh and other details (*Question No. 1742**) 422

AKHTAR ALI, BAO

questionS REGARDING-
-Income from Shalimar Garden Lahore and other details (*Question No. 1474**) 290
-Number of employees in Shalimar Garden Lahore and other details (*Question No. 1475**) 291

ALLAUDDIN, SHEIKH

point of order REGARDING-
-Demand for telecasting the proceedings of the Punjab Assembly at private TV Channels 75

AMEER MUHAMMAD KHAN, MR.

question REGARDING- 439
-Details about remodeling of Thal Canal (*Question No. 2810**)

AMJAD ALI JAVAID, MR
PRIVILEGE MOTION regarding-
-ABUSING MPA BY EDO HEALTH TOBA TEK SINGH 307

question REGARDING- 68
-Reinstatement of Police Check Post Akal Wala district Toba Tek Singh (*Question No. 1101**)

ARCHEOLOGY DEPARTMENT-

questionS REGARDING-
-Details about dilapidation of historical buildings in district Chiniot (*Question No. 2069**) 296
-Details about renovation of historical buildings in the province (*Question No. 2959**) 304

	PAGE NO.
-Details about steps taken for development of tourism in Cholistan, Bahawalpur *(Question No. 133*)*	253
-Facilities provided to tourists at Shalimar Garden Lahore and other details *(Question No. 1982*)*	295
-Income from Shalimar Garden Lahore and other details *(Question No. 1474*)*	290
-Number of employees in Lahore Fort and other details *(Question No. 2804*)*	303
-Number of employees in Shalimar Garden Lahore and other details *(Question No. 1475*)*	291
ASIF MEHMOOD, MR.	
point of order REGARDING-	221
-Increase in incidents of robberies in Tench Bhatta Bazar Rawalpindi	
questions REGARDING-	535
-Details about construction and repair of road of tehsil Depalpur, district Okara *(Question No. 1582*)*	530
-Details about reconstruction of road from Depalpur to Wasawewala district Okara *(Question No.1581*)*	
QUORUM-	331
-Indication of quorum of the House during session held on 12th March, 2014	
AUTHORITIES-	
-Of the House	5
AYESHA JAVED, MRS.	
questions REGARDING-	
-Action taken against gamblers (book makers) of cricket in Lahore and other details *(Question No. 351*)*	58
-Number of Police Stations in district Lahore and other details *(Question No. 338*)*	57
AZMA ZAHID BUKHARI, MRS.	
Resolution REGARDING-	
-Demand for making the human rights, included in the constitution, part of syllabus	243

PAGE NO.

B

BILLS-
-Muhammad Nawaz Sharif University of Engineering and Technology Multan Bill, 2014 *(Introduced in the House)* 476
-The Lahore Garrison University Bill, 2014 *(Considered and passed by the House)* 481-496
-The Punjab Civil Servants (Amendment) Bill, 2014 *(Introduced in the House)* 332
-The Punjab Development of Cities (Amendment) Bill, 2014 *(Considered and passed by the House)* 333, 478-480
-The Punjab Employees Efficiency, Discipline and Accountability (Amendment) Bill, 2014 *(Introduced in the House)* 332
-The Punjab Fair Representation of Women Bill, 2014 *(Introduced in the House)* 102
(Considered and passed by the House) 104-142
-The Punjab Industrial Relations (Amendment) Bill, 2014 *(Introduced in the House)* 476
-The Punjab Livestock Breeding Bill, 2014 333
-The Punjab Mental Health (Amendment) Bill, 2014 *(Introduced in the House)* 477
-The Punjab Payment of Wages (Amendment) Bill, 2014 *(Considered and passed by the House)* 497-510
-The Punjab Prohibition of Sheesha Smoking Bill, 2014 *(Introduced in the House)* 226
-The Punjab Reproductive, Maternal, Neonatal and Child Health Authority Bill, 2014 *(Introduced in the House)* 477

C

CABINET-
-Of the Punjab 5

Call attention Notices REGARDING- 467
-Details about eight murders in Johar Town Lahore
-Details about kidnap and murder of six years old child in Lalamusa Gujrat 468

CHIEF MINISTER OF THE PUNJAB
-See under Muhammad Shahbaz Sharif, Mian

COMMUNICATION & WORKS DEPARTMENT-

questions REGARDING-
-Construction and repair of roads of district Nankana Sahib and other details *(Question No. 3065*)* 570
-Construction of bridge over Ghan Nala district Jhelum *(Question* 523

	PAGE NO.
No. 776)*	
-Construction of bridge over river Chinab at Adda Sheikhupura district Chiniot *(Question No. 1094*)*	558
-Construction of Lahore-Sheikhupura-Faisalabad Highways and details of receipt of toll tax *(Question No. 2429*)*	564
-Contract of Toll Tax at Mustafabad, Ferozpur Road Lahore and other details *(Question No. 2553*)*	567
-Details about construction and repair of road of tehsil Depalpur, district Okara *(Question No. 1582*)*	535
-Details about construction of Ferozpur Road from Lahore to Kasur *(Question No. 2552*)*	566
-Details about construction of Ring Road Faisalabad *(Question No. 3109*)*	571
-Details about contract and construction of new building of Punjab Assembly *(Question No. 2095*)*	551
-Details about development schemes started by C & W Department *(Question No. 3112*)*	572
-Details about dilapidated roads in district Sargodha *(Question No. 3220*)*	575
-Details about making the road from Chichawatni to Jhang via Toba Tek Singh dual way *(Question No. 3025*)*	569
-Details about reconstruction of road from Depalpur to Wasawewala district Okara *(Question No.1581*)*	530
-Details about repair of roads of PP-174, district Nankana Sahib *(Question No. 1998*)*	546
-Details about worst condition of roads of Kot Radha Kishan district Kasur *(Question No.2177*)*	555
-Details about worst condition of Sargodha– Shaheedabad Road Sargodha *(Question No. 3225*)*	576
-Details of problems of residents of Chauburji Quarters Lahore *(Question No. 1871*)*	540
-Extension of road from Chauburji to Sodiwal Lahore and other details *(Question No. 1669*)*	536
-Matter of dilapidated roads of district Toba Tek Singh *(Question No. 1114*)*	519
-Matter of reconstruction of road in Pind Dadan Khan district Jhelum *(Question No. 1251*)*	528
-Number of offices of Buildings Department in district Lahore and other details *(Question No. 1533*)*	560
-Number of quarters in Chauburji Lahore and other details *(Question No. 1872*)*	563
-Number of Rest Houses and Guest Houses of C & W Department and other details *(Question No. 1447*)*	559
-Position of development projects started in the province and other details *(Question No. 2934*)*	567

PAGE NO.

-Position of roads constructed in PP-174, district Nankana Sahib *(Question No. 2010*)* 549
-Problems faced by patients of Civil Hospital Daska due to traffic rush and other details *(Question No. 1709*)* 562
-Redressal of problems of residential accommodation of MPAs *(Question No. 1910*)* 544

Condolence ***(PRAY FOR FORGIVENESS)-***
-On the sad demise of Ex MPA Mr. Meer Badshah Khan Afridi 253
-On the sad demise Qari Ghulam Rasool 223

E

EHSAN RIAZ FATYANA, MR.

questions REGARDING-
-Cases of water theft in Faisalabad and other details *(Question No. 1574*)* 421
-Details about construction of Ring Road Faisalabad *(Question No. 3109*)* 571
-Details about development schemes started by C & W Department *(Question No. 3112*)* 572
-Names of Mozas (Villages) of district Faisalabad victimized by erosion of river Ravi and other details *(Question No. 1078*)* 420
-Number of cases registered in Police Station Garrh (PP-58) Faisalabad and other details *(Question No. 667*)* 63
-Registration of cases of murder and robbery in Police Station Garrh, Faisalabad *(Question No. 389*)* 36

QUORUM-
-Indication of quorum of the House during session held on 7th March, 2014 92

f

FAISAL FAROOQ CHEEMA, CH.

questions REGARDING-
-Details about dilapidated roads in district Sargodha *(Question No. 3220*)* 575
-Details about pavement of Behak water course district Sargodha *(Question No. 3227*)* 442
-Details about supply of sanctioned water to Chak No. 45, Southern Sargodha *(Question No. 3219*)* 442
-Details about worst condition of Sargodha–Shaheedabad Road Sargodha *(Question No. 3225*)* 576

PAGE NO.

FAIZA AHMED MALIK, MRS.

Call attention Notice REGARDING-

-Details about kidnap and murder of six years old child in Lalamusa Gujrat 468

BILLS *(Discussed)*- 487

-The Lahore Garrison University Bill, 2014 344

-The Punjab Development of Cities (Amendment) Bill, 2014 121

-THE PUNJAB FAIR REPRESENTATION OF WOMEN BILL, 2014 200

questions REGARDING- 305

-Details about charging Rs.10 per hour for motorcycle at parking stands in Lahore *(Question No. 637*)* 408

-Details about utilization of budget by Sports Department Lahore *(Question No. 3035*)* 567

-Funds incurred on desilting of minors and water courses in Lahore and other details *(Question No. 1973*)* 203

-Position of development projects started in the province and other details *(Question No. 2934*)* 67

-Reconstruction of roads destroyed by floods in district Rajanpur *(Question No. 671*)*

-Registered cases in Police Station Islampura Lahore and other details *(Question No. 1098*)*

FAIZAN KHALID VIRK, MR.

questions REGARDING-

-Number of bus stands in Sheikhupura and other details *(Question No. 397*)* 175

-Number of incidents of robberies in district Sheikhupura and other details *(Question No. 485*)* 60

-Number of Police Stations in PP-166, Sheikhupura and other details *(Question No. 484*)* 59

FARZANA NAZIR, DR.

questions REGARDING-

-Establishment of Sports City in Lahore and other details *(Question No. 2214*)* 297

-Establishment of Sports City in Lahore and other details *(Question No. 2686*)* 300

-Procedure for measurement of water of rivers of the Punjab and other details *(Question No. 2688*)* 434

PAGE NO.

G

GULNAZ SHAHZADI , MRS.
ADJOURNMENT MOTION regarding-
-Problems faced by students due to non–coordination between Punjab Education Commission and District Education Officers 590

h

HAMEEDA WAHEED UD DIN, MS. *(Minister for Women Development)*
MOTION regarding-
-Suspension of rules for presentation of a resolution 100

Resolution REGARDING-
-Demand for bringing women in national flow and establishment of "Women Caucus" in the Punjab 101

HINA PERVAIZ BUTT, MISS.
ADJOURNMENT MOTIONS regarding-
-Discovery of illegal and unhygienic meat of dead animals from Jallal Cold Storage Saggian Bridge Lahore 596
-Increase in deaths in incidents of one wheeling in Lahore due to negligence of concerned department 598
MOTION regarding-
-Suspension of rules for presentation of a resolution 147

questions REGARDING-
-Details about water flow in canals of the Punjab *(Question No. 1891*)* 405
-Management of sports festivals in the province and other details *(Question No. 1658*)* 294

Resolution REGARDING-
-Paying homage to efforts of Pakistani Women for getting their rights 148

HOME DEPARTMENT-

questions REGARDING-
-Action taken against gamblers (book makers) of cricket in Lahore and other details *(Question No. 351*)* 58
-Amendment in Police Rules and other details *(Question No. 734*)* 64
-Cases of robbery in Lahore and other details *(Question No. 171*)* 28
-Details about action taken against Private Money Lenders in the province *(Question No. 47*)* 19

	PAGE NO.
-Details about application marked by CM to SHOs Police Station Saddar and city Jhang *(Question No. 570*)*	62
-Details about case registered in Police Stations of Sargodha *(Question No. 778*)*	65
-Details about including Mandranwala village in Police Station city Sialkot *(Question No. 645*)*	63
-Details about promotions of employees of Police Range Sahiwal *(Question No. 1465*)*	71
-Details about provision of staff in Police Stations of district Multan according to sanctioned strength *(Question No. 279*)*	56
-Details about registration of cases of robbery in Police Station Balochni, district Faisalabad *(Question No. 57*)*	55
-Details about vacating properties of the poor from illegal possession groups in Jhang *(Question No. 564*)*	40
-Non-cancellation of case registred against protestors of load-shedding in Mianwali despite of orders of the Chief Minister *(Question No. 594*)*	49
-Number of cases registered in Police Station Garrh (PP-58) Faisalabad and other details *(Question No. 667*)*	63
-Number of centres of Child Protection Bureau in district Jhelum and other details *(Question No. 1223*)*	69
-Number of incidents of robberies in district Sheikhupura and other details *(Question No. 485*)*	60
-Number of Model Police Stations of the province and other details *(Question No. 381*)*	34
-Number of Police Stations in district Lahore and other details *(Question No. 338*)*	57
-Number of Police Stations in district Multan and other details *(Question No. 280*)*	57
-Number of police stations in Faisalabad and other details *(Question No. 853*)*	66
-Number of Police Stations in Lahore and other details *(Question No. 90*)*	22
-Number of Police Stations in PP-166, Sheikhupura and other details *(Question No. 484*)*	59
-Performance of Anti Car Lifting Cell Lahore and other details *(Question No. 15*)*	13
-Registered cases in Police Station Islampura Lahore and other details *(Question No. 1098*)*	67
-Registration of cases of murder and robbery in Police Station Garrh, Faisalabad *(Question No. 389*)*	36
-Registration of cases of robbery in Police Station Ghalib Market Lahore and other details *(Question No. 1121*)*	69
-Registration of robbery cases in Police Station Saddar, Rawalpindi and other details *(Question No. 265*)*	55
-Reinstatement of Police Check Post Akal Wala district Toba Tek Singh	68

PAGE NO.

(Question No. 1101)*
-Shifting of Police Check Post Adda Uggi to Adda Sondd Toba Tek Singh *(Question No. 1334*)* 70
-Shisha smoking (narcotics) in Lahore and other details *(Question No. 1046*)* 67

I

IJAZ AHMAD ACHLANA, MEHR *(Parliamentary Secretary for Home)*

Answers to the questions REGARDING- 29
-Cases of robbery in Lahore and other details *(Question No. 171*)* 19
-Details about action taken against Private Money Lenders in the province *(Question No. 47*)* 40
-Details about vacating properties of the poor from illegal possession groups in Jhang *(Question No. 564*)* 49
-Non-cancellation of case registred against protestors of load-shedding in Mianwali despite of orders of the Chief Minister *(Question No. 594*)* 34
-Number of Model Police Stations of the province and other details *(Question No. 381*)* 22
-Number of Police Stations in Lahore and other details *(Question No. 90*)* 14
-Performance of Anti Car Lifting Cell Lahore and other details *(Question No. 15*)* 37
-Registration of cases of murder and robbery in Police Station Garrh, Faisalabad *(Question No. 389*)*

IJAZ AHMAD, SHEIKH
ADJOURNMENT MOTION regarding-

-RECRUITMENT OF FAVORITE AND INCAPABLE PERSONS IN UNIVERSITY OF EDUCATION BY VICE CHANCELLOR 320
235

Resolution REGARDING-
-Demand for prohibition of sale of toy-arms

IJAZ KHAN, MR.

questions REGARDING-
-Details about construction of soling and drains in Chak No. 69 R.B Faisalabad *(Question No. 262*)* 167
-Details about registration of cases of robbery in Police Station Balochni, district Faisalabad *(Question No. 57*)* 55
190
-Encroachments in Chak No. 69/R.B, Faisalabad *(Question No. 61*)*
-Number of play grounds in district Faisalabad and other details 287

PAGE NO.

(Question No. 818)*
-Registration of robbery cases in Police Station Saddar, Rawalpindi and other details *(Question No. 265*)* 55

IRRIGATION DEPARTMENT-

questions REGARDING- 386

-Aims and objects of PIDA Act and other details *(Question No. 82*)*
-Cases of water theft in Faisalabad and other details *(Question No. 1574*)* 421
-Completion of eleven dams in area of Pothohar and other details *(Question No. 2311*)* 431
-Details about breakage of embankments of canals of PP-174, district Nankana Sahib *(Question No. 1999*)* 425
-Details about canals irrigating land of PP-268, district Bahawalpur *(Question No. 1909*)* 424
-Details about contract of getting sand from BRB link canal Daska 437
and Marala Ravi Canal Upper Chanab *(Question No. 2770*)* 430
-Details about construction of mini dams *(Question No.2309*)*
-Details about illegal occupants of land of RQ Link Canal to Qadirabad Barrage *(Question No. 2287*)* 430
-Details about illegally broken embankments during 2010 *(Question* 428
No. 2254)* 417
-Details about losses by flood in district Layyah *(Question No. 2082*)*
-Details about losses caused by floods in district Chiniot *(Question No. 2091*)* 426
-Details about pavement of Behak water course district Sargodha *(Question No. 3227*)* 442
-Details about pavement of Thaman water course district Kasur *(Question No. 2742*)* 436
-Details about registration of cases against water theft during 2011 by Irrigation Department *(Question No.2060*)* 412
-Details about reinstatement scheme of flood embankment of 398
Moza Nogran district Jhelum *(Question No. 1355*)* 396
-Details about remodeling of Melsi Syphon *(Question No. 83*)* 439
-Details about remodeling of Thal Canal *(Question No. 2810*)*
-Details about repair of breakage into Upper Jhelum Canal at Punj Shahana site *(Question No. 2150*)* 426
-Details about repair of embankment constructed at Ahmedabad *(Question No. 2673*)* 434
-Details about steps taken for control over water theft in the province *(Question No. 2563*)* 432
-Details about stoppage of work of flood embankment of Moza Nogran district Jhelum *(Question No. 1357*)* 401
-Details about supply of sanctioned water to Chak No. 45, Southern 442

PAGE NO.

Sargodha *(Question No. 3219*)* 423
-Details about villages victimized by shortage of water of Gogera Branch Canal district Okara *(Question No. 1815*)* 405
-Details about water flow in canals of the Punjab *(Question No. 1891*)* 437
-Details about water theft in Toba Tek Singh *(Question No. 2796*)* 408
-Funds incurred on desilting of minors and water courses in Lahore and other details *(Question No. 1973*)* 420
-Names of Mozas (Villages) of district Faisalabad victimized by erosion of river Ravi and other details *(Question No. 1078*)* 427
-Non-availability of canal water and shortage of agricultural production in PP-229, district Pakpattan *(Question No. 2201*)* 406
-Number of minors, water courses and canals in district Faisalabad and other details *(Question No.1969*)* 422
-Payment of relief fund to the victims of river erosion in district Muzaffargarh and other details *(Question No. 1742*)* 427
-Problem of repair of lift pumps of Abassia Link Canal *(Question No. 2223*)* 434
-Procedure for measurement of water of rivers of the Punjab and other details *(Question No. 2688*)* 439
-Steps taken for control over water theft and other details *(Question No. 2976*)* 441
-Steps taken for pavement and betterment of Nala Daik district Nankana Sahib and other details *(Question No. 3064*)*

J

JAMIL HASSAN KHAN, MR.

questions REGARDING-

-Details about breakage of embankments of canals of PP-174, district Nankana Sahib *(Question No. 1999*)* 425
-Details about repair of roads of PP-174, district Nankana Sahib *(Question No. 1998*)* 546
-Position of roads constructed in PP-174, district Nankana Sahib *(Question No. 2010*)* 549

JAVED AKHTAR, MR.

questions REGARDING-

-Details about construction and repair of roads in PP-195, Multan *(Question No. 291*)* 193
-Details about funds incurred on construction of roads in PP-195, Multan *(Question No. 292*)* 193
-Details about provision of staff in Police Stations of district Multan according to sanctioned strength *(Question No. 279*)* 56

57

PAGE NO.

-Number of Police Stations in district Multan and other details *(Question No. 280*)*

JAYEDA KHALID KHAN, MS.

question REGARDING- 298

-Budget of Punjab Sports Board and other details *(Question No. 2245*)*

K

Khalil Tahir Sindhu, mr. ***(MINISTER FOR HUMAN RIGHTS & MINORITIES AFFAIRS)***

point of order REGARDING- 518

-DEMAND FOR PRESENTATION OF INQUIRY REPORT ON GANG RAPE OF A GIRL OF MUZAFFARGARH

KHIZER HAYAT SHAH KHAGGA, PEER

PRIVILEGE MOTION regarding-

-Refusal by SHO Police Station Ghala Mandi Sahiwal to attend the telephone of MPA and to see him 588

KHURRAM JAHANGIR WATTOO, MIAN

BILL *(Discussed)***-**

-The Punjab Development of Cities (Amendment) Bill, 2014 347

L

LEADER OF THE OPPOSITION

-See under Mehmood-ur-Rasheed, Mian

LOCAL GOVERNMENT & COMMUNITY DEVELOPMENT DEPARTMENT-

questions REGARDING-

-Budget of City District Government Faisalabad and other details *(Question No. 439*)* 198

-Completion of construction of play grounds in district Gujrat *(Question No. 424*)* 197

-Construction and repair of roads of Shakargarh, Narowal *(Question No. 371*)* 170

-Construction of link road Dhola and Tibala Sahian PP-113, Gujrat 197

	PAGE NO.
and other details *(Question No. 425*)*	205
-Criterion for placement of waste containers in district Lahore *(Question No. 849*)*	200
-Details about charging Rs.10 per hour for motorcycle at parking stands in Lahore *(Question No. 637*)*	193
-Details about construction and repair of roads in PP-195, Multan *(Question No. 291*)*	195
-Details about construction and repair of roads in PP-194, Multan *(Question No. 305*)*	204
-Details about construction of Chak Shah Khagga Road district Pakpattan *(Question No. 799*)*	205
-Details about construction of roads in district Jhelum *(Question No. 821*)*	167
-Details about construction of soling and drains in Chak No. 69 R.B Faisalabad *(Question No. 262*)*	199
-Details about corruption in construction of Government Boys Primary School building district Sheikhupura *(Question No. 581*)*	201
-Details about development projects of district Rahim Yar Khan *(Question No. 651*)*	157
-Details about establishment of new graveyard at Babu Sabu Interchange Lahore *(Question No. 67*)*	183
-Details about establishment of new graveyard for Chauburji to Yateem Khana and adjacent localities *(Question No. 593*)*	193
-Details about funds incurred on construction of roads in PP-195, Multan *(Question No. 292*)*	162
-Details about holding Local Government Elections in the Punjab *(Question No. 86*)*	192
-Details about increase in fee for Birth Certificate in Lahore *(Question No. 172*)*	163
-Details about issuance of NOC to residents of Baluch Colony Bahawalpur for getting electricity connections *(Question No. 87*)*	178
-Details about not holding elections of Local Government in the province *(Question No. 456*)*	190
-Details about slaughter house in district Vehari *(Question No. 145*)*	155
-Details about violation of rules in construction of roads of towns and streets *(Question No. 48*)*	190
-Encroachments in Chak No. 69/R.B, Faisalabad *(Question No. 61*)*	196
-Funds allocated for pavement of roads in PP-194, Multan *(Question No. 306*)*	180
-Matter about transfer of the officer posted in district Rawalpindi for more than five years *(Question No. 553*)*	175
-Number of bus stands in Sheikhupura and other details *(Question No. 397*)*	189
-Number of parking stands in Lahore and other details *(Question No. 5*)*	191

PAGE NO.

-Number of shops in underpass Jail Road Services Hospital Lahore and other details *(Question No. 170*)* 186
-Number of sweepers etc in Jhelum city and other details *(Question No. 769*)* 202
-Provision of funds to District Government Rahim Yar Khan and other details *(Question No. 652*)* 204
-Reasons for delay in holding the elections of Local Bodies in the province *(Question No. 735*)* 203
-Reconstruction of roads destroyed by floods in district Rajanpur *(Question No. 671*)* 181
-Widening the road from G.T Road to Ghoray Shah Lahore and other details *(Question No. 560*)*

M

MADIHA KHAN, MRS.

question REGARDING-

-Details about development of women sports in district Faisalabad *(Question No. 2781*)* 300

MASHHOOD AHMAD KHAN, RANA *(Minister for Schools Education Additional Charge of Higher Education, Youth Affairs, Sports, Archeology and Tourism)*

Answers to the questions REGARDING-

-Budget allocation for development of sports in the province and other details *(Question No. 387*)* 279
-Budget of Punjab Sports Board and other details *(Question No. 2245*)* 299
-Details about annual sports tournaments under government supervision in the province *(Question No. 2444*)* 299
-Details about construction of play grounds in PP-229, Pakpattan *(Question No. 382*)* 262
-Details about development of women sports in district Faisalabad *(Question No. 2781*)* 301
-Details about dilapidation of historical buildings in district Chiniot *(Question No. 2069*)* 296
-Details about members of District Sports Committee Vehari *(Question No. 154*)* 260
-Details about play grounds in district Toba Tek Singh *(Question No. 811*)* 286
-Details about renovation of historical buildings in the province *(Question No. 2959*)* 304
-Details about steps taken for development of tourism in the 304

PAGE NO.

province *(Question No. 2967*)* 254
-Details about steps taken for development of tourism in Cholistan, Bahawalpur *(Question No. 133*)* 305
-Details about utilization of budget by Sports Department Lahore *(Question No. 3035*)* 285
-Establishment of Ghazi Sports Complex in district Rahim Yar Khan and other details *(Question No. 736*)* 297
-Establishment of Sports City in Lahore and other details *(Question No. 2214*)* 301
-Establishment of Sports City in Lahore and other details *(Question No. 2686*)* 295
-Facilities provided to tourists at Shalimar Garden Lahore and other details *(Question No. 1982*)* 290
-Income from Shalimar Garden Lahore and other details *(Question No. 1474*)* 294
-Management of sports festivals in the province and other details *(Question No. 1658*)* 293
-Matter about establishment of sports ground in Dinga City district Gujrat *(Question No. 1538*)* 303
-Number of employees in Lahore Fort and other details *(Question No. 2804*)* 291
-Number of employees in Shalimar Garden Lahore and other details *(Question No. 1475*)* 288
-Number of play grounds in district Faisalabad and other details *(Question No. 818*)* 302
-Number of resorts of TDCP in the province and other details *(Question No. 2803*)* 292
-Number of rest houses and hotels of TDCP in district Bahawalpur and other details *(Question No. 1528*)* 281
-Staff of Sports Department district Jhelum and other details *(Question No. 772*)* 288
-Steps taken for development of tourism and other details *(Question No. 824*)*

MEHMOOD-UR-RASHEED, MIAN *(Leader of the Opposition)*

BILLS *(Discussed)*-
-The Punjab Development of Cities (Amendment) Bill, 2014 337
-The Punjab Fair Representation of Women Bill, 2014 105, 108, 109

Call attention Notice REGARDING- 467

-DETAILS ABOUT EIGHT MURDERS IN JOHAR TOWN LAHORE 245

MOTION regarding- 463

PAGE NO.

-SUSPENSION OF RULES FOR PRESENTATION OF A RESOLUTION 326

points of order REGARDING-

-DEMAND FOR HOLDING INQUIRY OF CORRUPTION IN YOUTH FESTIVAL HELD IN LAHORE 580

-Non-regularization of Lady Health Workers despite of assurance by Chief Minister

PRIVILEGE MOTION regarding-

-Inclusion of defeated candidates of Government party in District Coordination Committees instead of MPAs of the Opposition

Resolutions REGARDING-

-Condemnation of the statement of Altaf Hussain leader of MQM that "Army should takeover the Government" 246

-Demand for provision of free land for graves in the province 228

MINISTER FOR HOUSING, URBAN DEVELOPMENT & PUBLIC HEALTH ENGINEERING ADDITIONAL CHARGE OF C & W

-See under Tanveer Aslam Malik, Mr.

MINISTER FOR INDUSTRIES, COMMERCE & INVESTMENT

-See under Muhammad Shafique, Ch.

MINISTER FOR IRRIGATION

-See under Yawar Zaman, Mian

Minister for Human Rights & Minorities Affairs

-See under Khalil Tahir Sindhu, Mr.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT & COMMUNITY DEVELOPMENT ADDITIONAL CHARGE OF LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS

-See under Sana Ullah Khan, Rana

MINISTER FOR MINES & MINERALS

-See under Sher Ali Khan, Mr.

MINISTER FOR SCHOOLS EDUCATION ADDITIONAL CHARGE OF HIGHER EDUCATION, YOUTH AFFAIRS, SPORTS, ARCHEOLOGY AND TOURISM

-See under Mashhood Ahmad Khan, Rana

MINISTER FOR WOMEN DEVELOPMENT

-See under Hameeda Waheed ud Din, Ms.

MOTIONS regarding-

PAGE NO.

-Grant of leave to introduce the Punjab Prohibition of Sheesha Smoking Bill, 2014 — 225
-Permission for using Upper Chamber of the Punjab Assembly for guest ladies — 98
-Suspension of rules for presentation of a resolution — 100, 103, 147, 245

MUHAMMAD ANEES QURESHI, MR.

question REGARDING-

-Details about worst condition of roads of Kot Radha Kishan district Kasur *(Question No.2177*)* — 555

MUHAMMAD ARIF ABBASI, MR.

BILLS *(Discussed)*-

-The Punjab Development of Cities (Amendment) Bill, 2014 — 338, 355
130
-THE PUNJAB FAIR REPRESENTATION OF WOMEN BILL, 2014 — 498, 507
-The Punjab Payment of Wages (Amendment) Bill, 2014 — 89

point of order REGARDING-

-Reservations of the people on Rawalpindi Metro Bus Project — 180

question REGARDING-

-Matter about transfer of the officer posted in district Rawalpindi for more than five years *(Question No. 553*)* — 377

QUORUM-

-Indication of quorum of the House during session held on 12th March, 2014

MUHAMMAD ARSHAD, RANA *(Parliamentary Seceretary for Information & Culture)*

Resolution REGARDING-

-Demand for publication of NOC from Government in advertisements of housing schemes — 239

MUHAMMAD ASIF BAJWA, ADVOCATE, MR.

questions REGARDING-

-Details about contract of getting sand from BRB link canal Daska and Marala Ravi Canal Upper Chanab *(Question No. 2770*)* — 437
-Details about including Mandranwala village in Police Station city Sialkot *(Question No. 645*)* — 63
-Problems faced by patients of Civil Hospital Daska due to traffic rush and other details *(Question No. 1709*)* — 562

PAGE NO.

MUHAMMAD ASLAM IQBAL, MIAN
ADJOURNMENT MOTION regarding-
-Problems faced by tourists due to parking of irrelevant vehicles in surroundings of Badshahi Mosque & Lahore Fort 322
BILL *(Discussed)*-
114
-THE PUNJAB FAIR REPRESENTATION OF WOMEN BILL, 2014
517
point of order REGARDING-
-DEMAND FOR PRESENTATION OF INQUIRY REPORT ON GANG RAPE OF A GIRL OF MUZAFFARGARH 183
178
22
questions REGARDING-
-Details about establishment of new graveyard for Chauburji to Yateem Khana and adjacent localities *(Question No. 593*)*
-Details about not holding elections of Local Government in the province *(Question No. 456*)*
-Number of Police Stations in Lahore and other details *(Question No. 90*)*
MUHAMMAD AYUB KHAN, SARDAR, LT COL (RETD)
questions REGARDING-
-Details about making the road from Chichawatni to Jhang via Toba Tek Singh dual way *(Question No. 3025*)* 569
-Details about play grounds in district Toba Tek Singh *(Question No. 811*)* 286
437
-Details about water theft in Toba Tek Singh *(Question No. 2796*)*
-Matter of dilapidated roads of district Toba Tek Singh *(Question No. 1114*)* 519
-Shifting of Police Check Post Adda Uggi to Adda Sondd Toba Tek Singh *(Question No. 1334*)* 70
MUHAMMAD ILYAS CHINIOTI, AL HAJ
point of order REGARDING- 207
-DEMAND FOR COMPLETION OF RECRUITMENTS OF STAFF FOR CLEANLINESS 558
questions REGARDING- 551
-Construction of bridge over river Chinab at Adda Sheikhupura
426

PAGE NO.

district Chiniot *(Question No. 1094*)*
-Details about contract and construction of new building of Punjab Assembly *(Question No. 2095*)*
-Details about losses caused by floods in district Chiniot *(Question No. 2091*)*

MUHAMMAD NAEEM SAFDAR ANSARI, MR.
QUESTIONS regarding-
-Contract of Toll Tax at Mustafabad, Ferozpur Road Lahore and other details *(Question No. 2553*)* 567
-Details about construction of Ferozpur Road from Lahore to Kasur *(Question No. 2552*)* 566

MUHAMMAD SHAFIQUE, CH. *(Minister for Industries, Commerce & Investment)*

Resolution REGARDING- 235
-Demand for prohibition of sale of toy-arms

MUHAMMAD SHAHBAZ SHARIF, MIAN *(Chief Minister of the Punjab)*
-Address to House 142

Answers to the questions REGARDING-
-Action taken against gamblers (book makers) of cricket in Lahore and other details *(Question No. 351*)* 58
-Amendment in Police Rules and other details *(Question No. 734*)* 64
-Details about application marked by CM to SHOs Police Station Saddar and city Jhang *(Question No. 570*)* 62
-Details about case registered in Police Stations of Sargodha *(Question No. 778*)* 65
-Details about including Mandranwala village in Police Station city Sialkot *(Question No. 645*)* 63
-Details about promotions of employees of Police Range Sahiwal *(Question No. 1465*)* 72
-Details about provision of staff in Police Stations of district Multan according to sanctioned strength *(Question No. 279*)* 56
-Details about registration of cases of robbery in Police Station Balochni, district Faisalabad *(Question No. 57*)* 55
-Number of cases registered in Police Station Garrh (PP-58) Faisalabad and other details *(Question No. 667*)* 64
-Number of centres of Child Protection Bureau in district Jhelum and other details *(Question No. 1223*)* 70
-Number of incidents of robberies in district Sheikhupura and other details *(Question No. 485*)* 60
-Number of Police Stations in district Lahore and other details *(Question No. 338*)* 57

PAGE NO.

-Number of Police Stations in district Multan and other details *(Question No. 280*)* 57
-Number of police stations in Faisalabad and other details *(Question No. 853*)* 66
-Number of Police Stations in PP-166, Sheikhupura and other details *(Question No. 484*)* 59
-Registered cases in Police Station Islampura Lahore and other details *(Question No. 1098*)* 68
-Registration of cases of robbery in Police Station Ghalib Market Lahore and other details *(Question No. 1121*)* 69
-Registration of robbery cases in Police Station Saddar, Rawalpindi and other details *(Question No. 265*)* 55
-Reinstatement of Police Check Post Akal Wala district Toba Tek Singh *(Question No. 1101*)* 69
-Shifting of Police Check Post Adda Uggi to Adda Sondd Toba Tek Singh *(Question No. 1334*)* 71
-Shisha smoking (narcotics) in Lahore and other details *(Question No. 1046*)* 67

MUHAMMAD SIBTAIN KHAN, MR.

BILLS *(Discussed)***-**

-The Punjab Development of Cities (Amendment) Bill, 2014 350, 359, 373
133

-THE PUNJAB FAIR REPRESENTATION OF WOMEN BILL, 2014

MUHAMMAD YAQOOB NADEEM SETHI, MR.

questions REGARDING-

-Details about pavement of Thaman water course district Kasur *(Question No. 2742*)* 436
-Number of employees in Lahore Fort and other details *(Question No. 2804*)* 303
-Number of resorts of TDCP in the province and other details *(Question No. 2803*)* 301

MUNAWAR HUSSAIN, RANA ALIAS RANA MUNAWAR GHOUS KHAN

points of order REGARDING- 475

-Demand for treatment of liver diseases at large scale in the province
-Grant of contract of minrals to favorite persons by concerned department and charging royalty by contractors according to their own will in Sargodha 312

MURAD RAAS, DR.

ADJOURNMENT MOTIONS regarding-

PAGE NO.

-Disclosure of embezzlements in provision of computerized number plates by Excise & Taxation Department 591
-Non-availability of new syllabus to students of 8th class due to stubbornness of Schools Education Department 317
BILL *(Discussed)*-
124
-THE PUNJAB FAIR REPRESENTATION OF WOMEN BILL, 2014 209

point of order REGARDING-

-DEMAND FOR FILLING VACANT POSTS IN PUNJAB MEDICAL COLLEGE FAISALABAD

MURTAZA MEHMOOD, MAKHDOOM, SYED

questions REGARDING-
-Details about development projects of district Rahim Yar Khan *(Question No. 651*)* 201
-Provision of funds to District Government Rahim Yar Khan and other details *(Question No. 652*)* 202

N

Naat-e-Rasool-e-MaqbooL (saw) Presented in the House in sessions held on-
-7th March, 2014 12
-8th March, 2014 97
-11th March, 2014 154
-12th March, 2014 252
-13th March, 2014 385
-14th March, 2014 515

NABILA HAKIM ALI KHAN, MS.
ADJOURNMENT MOTION regarding-
-Hold of estate agents and capitalists over LDA City Housing Scheme and deprivation of mediocres of their rights
BILL *(Discussed)*- 324
-The Punjab Development of Cities (Amendment) Bill, 2014
363
questions REGARDING-
-Details about repair of embankment constructed at Ahmedabad *(Question No. 2673*)* 434
-Details about villages victimized by shortage of water of Gogera Branch Canal district Okara *(Question No. 1815*)*

PAGE NO.

QUORUM-
-Indication of quorum of the House during session held on 13th March, 2014 **423**

506

NAJEEB ULLAH KHAN, MR.
PRIVILEGE MOTION regarding-
-Refusal by DFO Bhakkar to attend telephone of MPA 446

NASEER AHMAD, MIAN.

questionS REGARDING-
-Number of parking stands in Lahore and other details *(Question No. 5*)* 189
-Performance of Anti Car Lifting Cell Lahore and other details *(Question No. 15*)* 13

NAUSHEEN HAMID, DR.
ADJOURNMENT MOTION regarding-
-Increase in problems of business market of Anarkali Lahore due to carelessness of Government 317
BILLS *(Discussed)*-
-The Lahore Garrison University Bill, 2014 482
-The Punjab Development of Cities (Amendment) Bill, 2014 339
-The Punjab Payment of Wages (Amendment) Bill, 2014 502

questions REGARDING-
-Completion of eleven dams in area of Pothohar and other details *(Question No. 2311*)* 431
-Details about construction of mini dams *(Question No.2309*)* 430
-Extension of road from Chauburji to Sodiwal Lahore and other details *(Question No. 1669*)* 536
-Facilities provided to tourists at Shalimar Garden Lahore and other details *(Question No. 1982*)* 295

Resolution REGARDING-
-Demand for establishment of Women Police Stations in all districts of the Punjab 242

NAZAR HUSSAIN, MR. *(Parliamentary Secretary for Law & Parliamentary Affairs)*

PAGE NO.

ADJOURNMENT MOTIONS (Answers) regarding-

-Conspiracy of LDA for bogus auction of quarters situated at Mohni Road Lahore

-Demand for holding inquiry about remittance of fine amounting to Rs.230 million imposed upon Laptop repairing company on breach of contract 220

-Discovery of illegal and unhygienic meat of dead animals from Jallal Cold Storage Saggian Bridge Lahore 218

-Exploitation of farmers of sugarcane by sugar mafia and middlemen at start of crushing season 597

-Increase in diseases of animals due to non-allocation of funds for medicines in veterinary hospitals of Sargodha 219

-Non-availability of drinking water in Gujrat city due to irresponsible behaviour of concerned department and TMA 457

-Non-availability of furniture in many schools of Baseerpur and adjacent villages 81

-Openly sale of unhygienic cooking oil prepared by chicken-waste in Lahore 218

217

-Problems faced by other allottes due to encroachments by allottees of ground floor of GOR-IV Khushnuma

-Problems faced by people due to changing map and project of construction of road from LOS to Multan Road Lahore

-Sale of poisonous and dead Cattle's meat in Lahore **80**

-Shortage of necessary articles in Health Centres of Sargodha due to before time completion of the budget of Health Department

84

448

458

NIGHAT SHEIKH, MS.

ADJOURNMENT MOTIONS regarding-

-Non-availability of modern equipment and financial crisis to employees in Fire Brigade

-Restart of construction of sealed plaza at Mall Road Lahore without permission of Chief Secretary 459

455

questions REGARDING-

-Details about dilapidation of historical buildings in district Chiniot *(Question No. 2069*)* 296

-Details about registration of cases against water theft during 2011 by Irrigation Department *(Question No.2060*)* 412

-Details about steps taken for control over water theft in the province *(Question No. 2563*)* 432

-Number of offices of Buildings Department in district Lahore and

PAGE NO.

other details *(Question No. 1533*)* 560
-Number of rest houses and hotels of TDCP in district Bahawalpur and other details *(Question No. 1528*)* 292

Resolution REGARDING- 244
-Demand for establishment of Book Streets like Food Streets

NOTIFICATION of-
-Acting Speaker 380
-Summoning of 7th session of 16th Assembly of the Punjab commenced on 7th March, 2014 1

O

OFFICERS-
-Of the House **9**

ordinance ***(PRESENTED IN THE HOUSE AS A BILL)***-
-The Punjab Public Private Partnership Ordinance, 2014 **92**

P

Panel of Chairmen-
-Announcement regarding Panel of Chairmen for 7th session of 16th Assembly of the Punjab commenced on 7th March, 2014 13

Parliamentary Secretaries- 7
-OF THE PUNJAB

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR HOME
-SEE UNDER IJAZ AHMAD ACHLANA, MEHR

PARLIAMENTARY SECERETARY FOR INFORMATION & CULTURE
-See under Muhammad Arshad, Rana

PARLIAMENTARY SECERETARY FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS
-See under Nazar Hussain, Mr.

PAGE NO.

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LOCAL GOVERNMENT & COMMUNITY DEVELOPMENT
-See under Ramzan Siddique Bhatti, Mr.

points of order REGARDING-

463

-DEMAND FOR HOLDING INQUIRY OF CORRUPTION IN 207
YOUTH FESTIVAL HELD 209

IN LAHORE 208

-DEMAND FOR COMPLETION OF RECRUITMENTS OF 209
STAFF FOR CLEANLINESS

516, 583

-DEMAND FOR FILLING VACANT POSTS IN PUNJAB
MEDICAL COLLEGE FAISALABAD 75

475

-DEMAND FOR GRANT OF RELIEF TO FARMERS ON LOSS OF CROPS DUE TO HEAVY

312

RAINS IN RAWALPINDI DIVISION 221

-DEMAND FOR GRANT OF RELIEF TO NURSES 326, 471
APPOINTED DURING DENGUE 89
CAMPAIGN IN THE PUNJAB

-DEMAND FOR PRESENTATION OF INQUIRY REPORT ON GANG RAPE OF A GIRL OF MUZAFFARGARH

-DEMAND FOR TELECASTING THE PROCEEDINGS OF THE PUNJAB ASSEMBLY AT PRIVATE TV CHANNELS

-Demand for treatment of liver diseases at large scale in the province
-Grant of contract of minrals to favorite persons by concerned department and charging royalty by contractors according to their own will in Sargodha
-Increase in incidents of robberies in Tench Bhatta Bazar Rawalpindi
-Non-regularization of Lady Health Workers despite of assurance by Chief Minister
-Reservations of the people on Rawalpindi Metro Bus Bus Project

PRIVILEGE MOTIONS regarding-

307

-ABUSING MPA BY EDO HEALTH TOBA TEK SINGH

	PAGE NO.
-Inclusion of defeated candidates of Government party in District Coordination Committees instead of MPAs of the Opposition	580
-Refusal by DFO Bhakkar to attend telephone of MPA	446
-Refusal by SHO Police Station Ghala Mandi Sahiwal to attend the telephone of MPA and to see him	588

PAGE NO.

Q

questions REGARDING-

ARCHEOLOGY DEPARTMENT-

-Details about dilapidation of historical buildings in district Chiniot *(Question No. 2069*)* 296

-Details about renovation of historical buildings in the province *(Question No. 2959*)* 304

-Details about steps taken for development of tourism in Cholistan, Bahawalpur *(Question No. 133*)* 253

-Facilities provided to tourists at Shalimar Garden Lahore and other details *(Question No. 1982*)* 295

-Income from Shalimar Garden Lahore and other details *(Question No. 1474*)* 290

-Number of employees in Lahore Fort and other details *(Question No. 2804*)* 303

-Number of employees in Shalimar Garden Lahore and other details *(Question No. 1475*)* 291

COMMUNICATION & WORKS DEPARTMENT-

-Construction and repair of roads of district Nankana Sahib and other details *(Question No. 3065*)* 570

-Construction of bridge over Ghan Nala district Jhelum *(Question No. 776*)* 523

-Construction of bridge over river Chinab at Adda Sheikhupura district Chiniot *(Question No. 1094*)* 558

-Construction of Lahore-Sheikhupura-Faisalabad Highways and details of receipt of toll tax *(Question No. 2429*)* 564

-Contract of Toll Tax at Mustafabad, Ferozpur Road Lahore and other details *(Question No. 2553*)* 567

-Details about construction and repair of road of tehsil Depalpur, district Okara *(Question No. 1582*)* 535

-Details about construction of Ferozpur Road from Lahore to Kasur *(Question No. 2552*)* 566

-Details about construction of Ring Road Faisalabad *(Question No. 3109*)* 571

-Details about contract and construction of new building of Punjab Assembly *(Question No. 2095*)* 551

-Details about development schemes started by C & W Department *(Question No. 3112*)* 572

-Details about dilapidated roads in district Sargodha *(Question No. 3220*)* 575

-Details about making the road from Chichawatni to Jhang via Toba Tek Singh dual way *(Question No. 3025*)* 569

PAGE NO.

-Details about reconstruction of road from Depalpur to Wasawewala district Okara *(Question No.1581*)* 530
-Details about repair of roads of PP-174, district Nankana Sahib *(Question No. 1998*)* 546
-Details about worst condition of roads of Kot Radha Kishan district Kasur *(Question No.2177*)* 555
-Details about worst condition of Sargodha– Shaheedabad Road Sargodha *(Question No. 3225*)* 576
-Details of problems of residents of Chauburji Quarters Lahore *(Question No. 1871*)* 540

-Extension of road from Chauburji to Sodiwal Lahore and other details *(Question No. 1669*)* 536
-Matter of dilapidated roads of district Toba Tek Singh *(Question No. 1114*)* 519
-Matter of reconstruction of road in Pind Dadan Khan district Jhelum *(Question No. 1251*)* 528
-Number of offices of Buildings Department in district Lahore and other details *(Question No. 1533*)* 560
-Number of quarters in Chauburji Lahore and other details *(Question No. 1872*)* 563
-Number of Rest Houses and Guest Houses of C & W Department and other details *(Question No. 1447*)* 559
-Position of development projects started in the province and other details *(Question No. 2934*)* 567
-Position of roads constructed in PP-174, district Nankana Sahib *(Question No. 2010*)* 549
-Problems faced by patients of Civil Hospital Daska due to traffic rush and other details *(Question No. 1709*)* 562
-Redressal of problems of residential accommodation of MPAs *(Question No. 1910*)* 544

HOME DEPARTMENT-

-Action taken against gamblers (book makers) of cricket in Lahore 58
and other details *(Question No. 351*)* 64
-Amendment in Police Rules and other details *(Question No. 734*)* 28
-Cases of robbery in Lahore and other details *(Question No. 171*)*
-Details about action taken against Private Money Lenders in the province *(Question No. 47*)* 19
-Details about application marked by CM to SHOs Police Station Saddar and city Jhang *(Question No. 570*)* 62
-Details about case registered in Police Stations of Sargodha *(Question No. 778*)* 65
-Details about including Mandranwala village in Police Station city Sialkot *(Question No. 645*)* 63
-Details about promotions of employees of Police Range Sahiwal 71

PAGE NO.

(Question No. 1465)*

-Details about provision of staff in Police Stations of district Multan according to sanctioned strength *(Question No. 279*)* 56

-Details about registration of cases of robbery in Police Station Balochni, district Faisalabad *(Question No. 57*)* 55

-Details about vacating properties of the poor from illegal possession groups in Jhang *(Question No. 564*)* 40

-Non-cancellation of case registred against protestors of load-shedding in Mianwali despite of orders of the Chief Minister *(Question No. 594*)* 49

-Number of cases registered in Police Station Garrh (PP-58) Faisalabad and other details *(Question No. 667*)* 63

-Number of centres of Child Protection Bureau in district Jhelum and other details *(Question No. 1223*)* 69

-Number of incidents of robberies in district Sheikhupura and other details *(Question No. 485*)* 60

-Number of Model Police Stations of the province and other details *(Question No. 381*)* 34

-Number of Police Stations in district Lahore and other details *(Question No. 338*)* 57

-Number of Police Stations in district Multan and other details *(Question No. 280*)* 57

-Number of police stations in Faisalabad and other details *(Question No. 853*)* 66

-Number of Police Stations in Lahore and other details *(Question No. 90*)* 22

-Number of Police Stations in PP-166, Sheikhupura and other details *(Question No. 484*)* 59

-Performance of Anti Car Lifting Cell Lahore and other details *(Question No. 15*)* 13

-Registered cases in Police Station Islampura Lahore and other details *(Question No. 1098*)* 67

-Registration of cases of murder and robbery in Police Station Garrh, Faisalabad *(Question No. 389*)* 36

-Registration of cases of robbery in Police Station Ghalib Market Lahore and other details *(Question No. 1121*)* 69

-Registration of robbery cases in Police Station Saddar, Rawalpindi and other details *(Question No. 265*)* 55

-Reinstatement of Police Check Post Akal Wala district Toba Tek Singh *(Question No. 1101*)* 68

-Shifting of Police Check Post Adda Uggi to Adda Sondd Toba Tek Singh *(Question No. 1334*)* 70

-Shisha smoking (narcotics) in Lahore and other details *(Question No. 1046*)* 67

IRRIGATION DEPARTMENT- 386

PAGE NO.

-Aims and objects of PIDA Act and other details *(Question No. 82*)*
-Cases of water theft in Faisalabad and other details *(Question No. 1574*)* 421
-Completion of eleven dams in area of Pothohar and other details *(Question No. 2311*)* 431
-Details about breakage of embankments of canals of PP-174, district Nankana Sahib *(Question No. 1999*)* 425
-Details about canals irrigating land of PP-268, district Bahawalpur *(Question No. 1909*)* 424
-Details about contract of getting sand from BRB link canal Daska 437
and Marala Ravi Canal Upper Chanab *(Question No. 2770*)* 430
-Details about construction of mini dams *(Question No.2309*)*

-Details about illegal occupants of land of RQ Link Canal to Qadirabad Barrage *(Question No. 2287*)* 430
-Details about illegally broken embankments during 2010 *(Question* 428
No. 2254)* 417
-Details about losses by flood in district Layyah *(Question No. 2082*)*
-Details about losses caused by floods in district Chiniot *(Question No. 2091*)* 426
-Details about pavement of Behak water course district Sargodha *(Question No. 3227*)* 442
-Details about pavement of Thaman water course district Kasur *(Question No. 2742*)* 436
-Details about registration of cases against water theft during 2011 by Irrigation Department *(Question No.2060*)* 412
-Details about reinstatement scheme of flood embankment of 398
Moza Nogran district Jhelum *(Question No. 1355*)* 396
-Details about remodeling of Melsi Syphon *(Question No. 83*)* 439
-Details about remodeling of Thal Canal *(Question No. 2810*)*
-Details about repair of breakage into Upper Jhelum Canal at Punj Shahana site *(Question No. 2150*)* 426
-Details about repair of embankment constructed at Ahmedabad *(Question No. 2673*)* 434
-Details about steps taken for control over water theft in the province *(Question No. 2563*)* 432
-Details about stoppage of work of flood embankment of Moza Nogran district Jhelum *(Question No. 1357*)* 401
-Details about supply of sanctioned water to Chak No. 45, Southern Sargodha *(Question No. 3219*)* 442
-Details about villages victimized by shortage of water of Gogera Branch 423
Canal district Okara *(Question No. 1815*)* 405
-Details about water flow in canals of the Punjab *(Question No. 1891*)* 437
-Details about water theft in Toba Tek Singh *(Question No. 2796*)*
-Funds incurred on desilting of minors and water courses in 408

PAGE NO.

Lahore and other details *(Question No. 1973*)*
-Names of Mozas (Villages) of district Faisalabad victimized by erosion of river Ravi and other details *(Question No. 1078*)* 420
-Non-availability of canal water and shortage of agricultural production in PP-229, district Pakpattan *(Question No. 2201*)* 427
-Number of minors, water courses and canals in district Faisalabad and other details *(Question No.1969*)* 406
-Payment of relief fund to the victims of river erosion in district Muzaffargarh and other details *(Question No. 1742*)* 422
-Problem of repair of lift pumps of Abassia Link Canal *(Question No. 2223*)* 427
-Procedure for measurement of water of rivers of the Punjab and other details *(Question No. 2688*)* 434

-Steps taken for control over water theft and other details *(Question No. 2976*)* 439
-Steps taken for pavement and betterment of Nala Daik district Nankana Sahib and other details *(Question No. 3064*)* 441

LOCAL GOVERNMENT & COMMUNITY DEVELOPMENT DEPARTMENT-

-Budget of City District Government Faisalabad and other details *(Question No. 439*)* 198
-Completion of construction of play grounds in district Gujrat *(Question No. 424*)* 197
-Construction and repair of roads of Shakargarh, Narowal *(Question No. 371*)* 170
-Construction of link road Dhola and Tibala Sahian PP-113, Gujrat and other details *(Question No. 425*)* 197
-Criterion for placement of waste containers in district Lahore *(Question No. 849*)* 205
-Details about charging Rs.10 per hour for motorcycle at parking stands in Lahore *(Question No. 637*)* 200
-Details about construction and repair of roads in PP-195, Multan *(Question No. 291*)* 193
-Details about construction and repair of roads in PP-194, Multan *(Question No. 305*)* 195
-Details about construction of Chak Shah Khagga Road district Pakpattan *(Question No. 799*)* 204
-Details about construction of roads in district Jhelum *(Question No. 821*)* 205
-Details about construction of soling and drains in Chak No. 69 R.B Faisalabad *(Question No. 262*)* 167
-Details about corruption in construction of Government Boys Primary School building district Sheikhupura *(Question No. 581*)* 199
-Details about development projects of district Rahim Yar Khan 201

PAGE NO.

(Question No. 651*)

-Details about establishment of new graveyard at Babu Sabu Interchange Lahore *(Question No. 67*)* 157

-Details about establishment of new graveyard for Chauburji to Yateem Khana and adjacent localities *(Question No. 593*)* 183

-Details about funds incurred on construction of roads in PP-195, Multan *(Question No. 292*)* 193

-Details about holding Local Government Elections in the Punjab *(Question No. 86*)* 162

-Details about increase in fee for Birth Certificate in Lahore *(Question No. 172*)* 192

-Details about issuance of NOC to residents of Baluch Colony Bahawalpur for getting electricity connections *(Question No. 87*)* 163

-Details about not holding elections of Local Government in the province *(Question No. 456*)* 178

-Details about slaughter house in district Vehari *(Question No. 145*)* 190

-Details about violation of rules in construction of roads of towns and streets *(Question No. 48*)* 155

-Encroachments in Chak No. 69/R.B, Faisalabad *(Question No. 61*)* 190

-Funds allocated for pavement of roads in PP-194, Multan *(Question No. 306*)* 196

-Matter about transfer of the officer posted in district Rawalpindi for more than five years *(Question No. 553*)* 180

-Number of bus stands in Sheikhupura and other details *(Question No. 397*)* 175

-Number of parking stands in Lahore and other details *(Question No. 5*)* 189

-Number of shops in underpass Jail Road Services Hospital Lahore and other details *(Question No. 170*)* 191

-Number of sweepers etc in Jhelum city and other details *(Question No. 769*)* 186

-Provision of funds to District Government Rahim Yar Khan and other details *(Question No. 652*)* 202

-Reasons for delay in holding the elections of Local Bodies in the province *(Question No. 735*)* 204

-Reconstruction of roads destroyed by floods in district Rajanpur *(Question No. 671*)* 203

-Widening the road from G.T Road to Ghoray Shah Lahore and other details *(Question No. 560*)* 181

SPORTS DEPARTMENT-

-Budget allocation for development of sports in the province and other details *(Question No. 387*)* 279

-Budget of Punjab Sports Board and other details *(Question No. 2245*)* 298

-Details about annual sports tournaments under government supervision in the province *(Question No. 2444*)* 298

PAGE NO.

-Details about construction of play grounds in PP-229, Pakpattan *(Question No. 382*)* 262
-Details about development of women sports in district Faisalabad *(Question No. 2781*)* 300
-Details about members of District Sports Committee Vehari *(Question No. 154*)* 260
-Details about play grounds in district Toba Tek Singh *(Question No. 811*)* 286
-Details about utilization of budget by Sports Department Lahore *(Question No. 3035*)* 305
-Establishment of Ghazi Sports Complex in district Rahim Yar Khan and other details *(Question No. 736*)* 285
-Establishment of Sports City in Lahore and other details *(Question No. 2214*)* 297
-Establishment of Sports City in Lahore and other details *(Question No. 2686*)* 300
-Management of sports festivals in the province and other details *(Question No. 1658*)* 294
-Matter about establishment of sports ground in Dinga City district Gujrat *(Question No. 1538*)* 292
-Number of play grounds in district Faisalabad and other details *(Question No. 818*)* 287
-Staff of Sports Department district Jhelum and other details *(Question No. 772*)* 280

TOURISM DEPARTMENT-

-Details about steps taken for development of tourism in the province *(Question No. 2967*)* 304
-Number of resorts of TDCP in the province and other details *(Question No. 2803*)* 301
-Number of rest houses and hotels of TDCP in district Bahawalpur and other details *(Question No. 1528*)* 292
-Steps taken for development of tourism and other details *(Question No. 824*)* 288

QUORUM-

INDICATION OF QUORUM OF THE HOUSE DURING SESSIONS HELD ON-

-7th March, 2014 92
-12th March, 2014 331, 357, 377
-13th March, 2014 506

R

RAHEELA ANWAR, MRS.

BILL *(Discussed)*-

135

PAGE NO.

-THE PUNJAB FAIR REPRESENTATION OF WOMEN BILL, 2014 208

point of order REGARDING- 523

-DEMAND FOR GRANT OF RELIEF TO FARMERS ON LOSS OF CROPS DUE TO HEAVY 205

RAINS IN RAWALPINDI DIVISION 398

questions REGARDING- 401

-Construction of bridge over Ghan Nala district Jhelum *(Question No. 776*)* 528

-Details about construction of roads in district Jhelum *(Question No. 821*)* 69

-Details about reinstatement scheme of flood embankment of Moza Nogran district Jhelum *(Question No. 1355*)* 186

-Details about stoppage of work of flood embankment of Moza Nogran district Jhelum *(Question No. 1357*)* 280

-Matter of reconstruction of road in Pind Dadan Khan district Jhelum *(Question No. 1251*)* 288

-Numbers of centres of Child Protection Bureau in district Jhelum and other details *(Question No. 1223*)*

-Number of sweepers etc in Jhelum city and other details *(Question No. 769*)*

-Staff of Sports Department district Jhelum and other details *(Question No. 772*)*

-Steps taken for development of tourism and other details *(Question No. 824*)*

RAHEELA KHADIM HUSSAIN, MRS.

questionS REGARDING- 28

-Cases of robbery in Lahore and other details *(Question No. 171*)* 192

-Details about increase in fee for Birth Certificate in Lahore *(Question No. 172*)* 191

-Number of shops in underpass Jail Road Services Hospital Lahore and other details *(Question No. 170*)* 67

-Shisha smoking (narcotics) in Lahore and other details *(Question No. 1046*)*

RAMZAN SIDDIQUE BHATTI, MR. *(Parliamentary Secretary for Local Government & Community Development)*

PAGE NO.

Answers to the questions REGARDING- 170

-Construction and repair of roads of Shakargarh, Narowal *(Question No. 371*)* 167

-Details about construction of soling and drains in Chak No. 69 R.B Faisalabad *(Question No. 262*)* 158

-Details about establishment of new graveyard at Babu Sabu Interchange Lahore *(Question No. 67*)* 184

-Details about establishment of new graveyard for Chauburji to Yateem Khana and adjacent localities *(Question No. 593*)* 162

-Details about holding Local Government Elections in the Punjab *(Question No. 86*)* 164

-Details about issuance of NOC to residents of Baluch Colony Bahawalpur for getting electricity connections *(Question No. 87*)* 179

-Details about not holding elections of Local Government in the province *(Question No. 456*)* 156

-Details about violation of rules in construction of roads of towns and streets *(Question No. 48*)* 181

-Matter about transfer of the officer posted in district Rawalpindi for more than five years *(Question No. 553*)* 175

-Number of bus stands in Sheikhupura and other details *(Question No. 397*)* 186

-Number of sweepers etc in Jhelum city and other details *(Question No. 769*)* 181

-Widening the road from G.T Road to Ghoray Shah Lahore and other details *(Question No. 560*)*

RECITATION From the Holy Quran and its translation presented in the House in sessions held on - 11

-7th March, 2014 96

-8th March, 2014 153

-11th March, 2014 251

-12th March, 2014 384

-13th March, 2014 514

-14th March, 2014

reports ***(LAID IN THE HOUSE)*** REGARDING-

600

-ANNUAL REPORTS OF THE PUNJAB PENSION FUND FOR THE YEARS 2010-11 74

74

AND 2011-12

-THE LAHORE GARRISON UNIVERSITY BILL, 2014

PAGE NO.

(BILL NO.2 OF 2014)

-THE PUNJAB DEVELOPMENT OF CITIES (AMENDMENT) BILL, 2014 (BILL NO.1 OF 2014)

Resolutions REGARDING-

-Condemnation of the statement of Altaf Hussain leader of MQM that "Army should takeover the Government" 246
-Demand for bringing women in national flow and establishment of "Women Caucus" in the Punjab 101
-Demand for establishment of Book Streets like Food Streets 244
-Demand for establishment of Women Police Stations in all districts of the Punjab 242
-Demand for making the human rights, included in the constitution, part of syllabus 243
-Demand for prohibition of sale of toy-arms 235
-Demand for provision of free land for graves in the province 226
-Demand for publication of NOC from Government in advertisements of housing schemes 238
-Paying homage to efforts of Pakistani Women for getting their rights 148

S

SAADIA SOHAIL RANA, MRS.

ADJOURNMENT MOTIONS regarding-

-Issuance of development fund of four big cities to City Government Lahore under Large City Package 592
-Sale of poisonous and dead Cattle's meat in Lahore 448

BILLS *(Discussed)*-

-The Punjab Development of Cities (Amendment) Bill, 2014 341
124

-THE PUNJAB FAIR REPRESENTATION OF WOMEN BILL, 2014

304

questions REGARDING-

-Details about renovation of historical buildings in the province *(Question No. 2959*)* 304
-Details about steps taken for development of tourism in the province *(Question No. 2967*)* 439
-Steps taken for control over water theft and other details *(Question No. 2976*)* 226

Resolution REGARDING-

PAGE NO.

-Demand for provision of free land for graves in the province

SAIF UL MALOOK KHOKHAR, MALIK

question REGARDING-

-Criterion for placement of waste containers in district Lahore *(Question No. 849*)* 205

SALMAN RAFIQ, KHAWAJA

points of order REGARDING-

-Demand for treatment of liver diseases at large scale in the province

-Non-regularization of Lady Health Workers despite of assurance by Chief Minister **475**

471

SANA ULLAH KHAN, RANA *(Minister for Local Government & Community Development Additional Charge of Law & Parliamentary Affairs)*

Answers to the questions REGARDING-

-Budget of City District Government Faisalabad and other details *(Question No. 439*)* 199

-Completion of construction of play grounds in district Gujrat *(Question No. 424*)* 197

-Construction of link road Dhola and Tibala Sahian PP-113, Gujrat and other details *(Question No. 425*)* 198

-Criterion for placement of waste containers in district Lahore *(Question No. 849*)* 206

-Details about charging Rs.10 per hour for motorcycle at parking stands in Lahore *(Question No. 637*)* 201

-Details about construction and repair of roads in PP-195, Multan *(Question No. 291*)* 193

-Details about construction and repair of roads in PP-194, Multan *(Question No. 305*)* 196

-Details about construction of Chak Shah Khagga Road district Pakpattan *(Question No. 799*)* 204

-Details about construction of roads in district Jhelum *(Question No. 821*)* 205

-Details about corruption in construction of Government Boys Primary School building district Sheikhupura *(Question No. 581*)* 200

-Details about development projects of district Rahim Yar Khan *(Question No. 651*)* 201

194

	PAGE NO.
-Details about funds incurred on construction of roads in PP-195, Multan *(Question No. 292*)*	193
-Details about increase in fee for Birth Certificate in Lahore *(Question No. 172*)*	191
	190
-Details about slaughter house in district Vehari *(Question No. 145*)*	
-Encroachments in Chak No. 69/R.B, Faisalabad *(Question No. 61*)*	196
-Funds allocated for pavement of roads in PP-194, Multan *(Question No. 306*)*	189
-Number of parking stands in Lahore and other details *(Question No. 5*)*	192
-Number of shops in underpass Jail Road Services Hospital Lahore and other details *(Question No. 170*)*	202
-Provision of funds to District Government Rahim Yar Khan and other details *(Question No. 652*)*	204
-Reasons for delay in holding the elections of Local Bodies in the province *(Question No. 735*)*	203
-Reconstruction of roads destroyed by floods in district Rajanpur *(Question No. 671*)*	
BILLS *(Discussed)*-	476
-Muhammad Nawaz Sharif University of Engineering and Technology	481, 488
Multan Bill, 2014	332
-The Lahore Garrison University Bill, 2014	333,352,362,366,374
-The Punjab Civil Servants (Amendment) Bill, 2014	
-The Punjab Development of Cities (Amendment) Bill, 2014	332
-The Punjab Employees Efficiency, Discipline and Accountability	102, 108, 138
(Amendment) Bill, 2014	477
-The Punjab Fair Representation of Women Bill, 2014	333
-The Punjab Industrial Relations (Amendment) Bill, 2014	478
-The Punjab Livestock Breeding Bill, 2014	498,500, 504
-The Punjab Mental Health (Amendment) Bill, 2014	
-The Punjab Payment of Wages (Amendment) Bill, 2014	477
-The Punjab Reproductive, Maternal, Neonatal and Child Health Authority Bill, 2014	467
Call attention Notices (ANSWERS) REGARDING-	468
-Details about eight murders in Johar Town Lahore	
-Details about kidnap and murder of six years old child in Lalamusa Gujrat	98
MOTION regarding-	
-Permission for using Upper Chamber of the Punjab Assembly for	92
GUEST LADIES	464

PAGE NO.

ordinance *(PRESENTED IN THE HOUSE AS A BILL)*- 583
-The Punjab Public Private Partnership Ordinance, 2014 77

points of order (ANSWERS) REGARDING- 327
90
-DEMAND FOR HOLDING INQUIRY OF CORRUPTION IN YOUTH FESTIVAL HELD IN LAHORE 600
-Demand for presentation of inquiry report on gang rape of a girl of Muzaffargarh 230
-Demand for telecasting the proceedings of the Punjab Assembly at private TV Channels 240
-Non-regularization of Lady Health Workers despite of assurance by Chief Minister
-Reservations of the people on Rawalpindi Metro Bus Bus Project

report ***(LAID IN THE HOUSE)*** REGARDING-

-ANNUAL REPORTS OF THE PUNJAB PENSION FUND FOR THE YEARS 2010-11 AND 2011-12

Resolutions REGARDING-
-Demand for provision of free land for graves in the province
-Demand for publication of NOC from Government in advertisements of housing schemes

SHAHABUDDIN KHAN, SARDAR

question REGARDING- 417
-Details about losses by flood in district Layyah *(Question No. 2082*)*

SHAHBAZ AHMED, CH.
BILL *(Discussed)*-
-The Punjab Prohibition of Sheesha Smoking Bill, 2014 226
MOTION regarding-
-Grant of leave to introduce the Punjab Prohibition of Sheesha SMOKING BILL, 2014 225

PAGE NO.

question REGARDING- 181

-Widening the road from G.T Road to Ghoray Shah Lahore and other details *(Question No. 560*)*

SHAMEELA ASLAM, MRS.

questions REGARDING-

-Details about members of District Sports Committee Vehari *(Question No. 154*)* 260

-Details about slaughter house in district Vehari *(Question No. 145*)* 190

report ***(LAID IN THE HOUSE)*** REGARDING- 74

-THE LAHORE GARRISON UNIVERSITY BILL, 2014 (BILL NO.2 OF 2014)

SHER ALI KHAN, MR. *(Minister for Mines & Minerals)*

point of order REGARDING-

-Grant of contract of minrals to favorite persons by concerned department and charging royalty by contractors according to their own will in Sargodha

313

SHUNILA RUTH, MS.

ADJOURNMENT MOTIONS regarding-

-Once again ignoring the shifting of 267 dangerous declared factories by District Government Lahore 454

-Problems faced by patients due to non-availability of medicines in BHUs and dispensaries of Lahore 461

-Problems faced by patients due to out of order X-Ray Machines in hospitals of Lahore due to carelessness of concerned department 452

BILLS *(Discussed)*-

-The Lahore Garrison University Bill, 2014 484

-The Punjab Development of Cities (Amendment) Bill, 2014 365

-THE PUNJAB FAIR REPRESENTATION OF WOMEN BILL, 2014 136

point of order REGARDING-

-DEMAND FOR GRANT OF RELIEF TO NURSES 209

PAGE NO.

APPOINTED DURING DENGUE CAMPAIGN IN THE PUNJAB

SPORTS DEPARTMENT-

questionS REGARDING-

-Budget allocation for development of sports in the province and other details *(Question No. 387*)* 279

-Budget of Punjab Sports Board and other details *(Question No. 2245*)* 298

-Details about annual sports tournaments under government supervision in the province *(Question No. 2444*)* 298

-Details about construction of play grounds in PP-229, Pakpattan *(Question No. 382*)* 262

-Details about development of women sports in district Faisalabad *(Question No. 2781*)* 300

-Details about members of District Sports Committee Vehari *(Question No. 154*)* 260

-Details about play grounds in district Toba Tek Singh *(Question No. 811*)* 286

-Details about utilization of budget by Sports Department Lahore *(Question No. 3035*)* 305

-Establishment of Ghazi Sports Complex in district Rahim Yar Khan and other details *(Question No. 736*)* 285

-Establishment of Sports City in Lahore and other details *(Question No. 2214*)* 297

-Establishment of Sports City in Lahore and other details *(Question No. 2686*)* 300

-Management of sports festivals in the province and other details *(Question No. 1658*)* 294

-Matter about establishment of sports ground in Dinga City district Gujrat *(Question No. 1538*)* 292

-Number of play grounds in district Faisalabad and other details *(Question No. 818*)* 287

-Staff of Sports Department district Jhelum and other details *(Question No. 772*)* 280

SUMMONING-

-Notification of summoning of 7th session of 16th Assembly of the Punjab commenced on 7th March, 2014 1

T

TAHIR, MIAN

questionS REGARDING-

-Budget of City District Government Faisalabad and other details

PAGE NO.

(*Question No. 439**) 198
-Details about corruption in construction of Government Boys Primary School building district Sheikhupura (*Question No. 581**) 199
-Number of minors, water courses and canals in district Faisalabad and other details (*Question No.1969**) 406
-Number of police stations in Faisalabad and other details (*Question No. 853**) 66

TANVEER ASLAM MALIK, MR. (*Minister for Housing, Urban Development & Public Health Engineering Additional Charge of C&W*)

Answers to the questions REGARDING-

-Construction and repair of roads of district Nankana Sahib and other details (*Question No. 3065**) 570
-Construction of bridge over Ghan Nala district Jhelum (*Question No. 776**) 524
-Construction of bridge over river Chinab at Adda Sheikhupura district Chiniot (*Question No. 1094**) 559
-Construction of Lahore-Sheikhupura-Faisalabad Highways and details of receipt of toll tax (*Question No. 2429**) 565
-Contract of Toll Tax at Mustafabad, Ferozpur Road Lahore and other details (*Question No. 2553**) 567
-Details about construction and repair of road of tehsil Depalpur, district Okara (*Question No. 1582**) 535
-Details about construction of Ferozpur Road from Lahore to Kasur (*Question No. 2552**) 566
-Details about construction of Ring Road Faisalabad (*Question No. 3109**) 571
-Details about contract and construction of new building of Punjab Assembly (*Question No. 2095**) 551
-Details about development schemes started by C & W Department (*Question No. 3112**) 572
-Details about dilapidated roads in district Sargodha (*Question No. 3220**) 576
-Details about making the road from Chichawatni to Jhang via Toba Tek Singh dual way (*Question No. 3025**) 569
-Details about reconstruction of road from Depalpur to Wasawewala district Okara (*Question No.1581**) 531
-Details about repair of roads of PP-174, district Nankana Sahib (*Question No. 1998**) 546
-Details about worst condition of roads of Kot Radha Kishan district Kasur (*Question No.2177**) 555
-Details about worst condition of Sargodha– Shaheedabad Road Sargodha (*Question No. 3225**) 576

PAGE NO.

-Details of problems of residents of Chauburji Quarters Lahore *(Question No. 1871*)* 540
-Extension of road from Chauburji to Sodiwal Lahore and other details *(Question No. 1669*)* 536
-Matter of dilapidated roads of district Toba Tek Singh *(Question No. 1114*)* 520
-Matter of reconstruction of road in Pind Dadan Khan district Jhelum *(Question No. 1251*)* 528
-Number of offices of Buildings Department in district Lahore and other details *(Question No. 1533*)* 560
-Number of quarters in Chauburji Lahore and other details *(Question No. 1872*)* 564
-Number of Rest Houses and Guest Houses of C & W Department and other details *(Question No. 1447*)* 560
-Position of development projects started in the province and other details *(Question No. 2934*)* 568
-Position of roads constructed in PP-174, district Nankana Sahib *(Question No. 2010*)* 549
-Problems faced by patients of Civil Hospital Daska due to traffic rush and other details *(Question No. 1709*)* 563
-Redressal of problems of residential accommodation of MPAs *(Question No. 1910*)* 544

TARIQ MEHMOOD, MIAN

QUESTIONS regarding-

-Completion of construction of play grounds in district Gujrat *(Question No. 424*)*
-Construction of link road Dhola and Tibala Sahian PP-113, Gujrat 197
and other details *(Question No. 425*)*
-Details about repair of breakage into Upper Jhelum Canal at 197
Punj Shahana site *(Question No. 2150*)*
-Matter about establishment of sports ground in Dinga City district 426
Gujrat *(Question No. 1538*)*
292

TARIQ YAQOOB, SYED

question REGARDING-

-Details about illegal occupants of land of RQ Link Canal to Qadirabad Barrage *(Question No. 2287*)*

430

TOURISM DEPARTMENT-

PAGE NO.

304

questionS REGARDING-

-Details about steps taken for development of tourism in the province *(Question No. 2967*)* 301

-Number of resorts of TDCP in the province and other details *(Question No. 2803*)* 292

-Number of rest houses and hotels of TDCP in district Bahawalpur and other details *(Question No. 1528*)* 288

-Steps taken for development of tourism and other details *(Question No. 824*)*

V

VICKAS HASSAN MOKAL, SARDAR

ADJOURNMENT MOTIONS regarding-

-Illegal possession over Auqaf Unit No.30 Chak No.43, Northern Sargodha with connivance of departmental staff 450

-Problems faced by farmers due to late starting of crushing season by owners of sugar mills 319

questions REGARDING- 428

-Details about illegally broken embankments during 2010 *(Question No. 2254*)* 40

-Details about vacating properties of the poor from illegal possession groups in Jhang *(Question No. 564*)*

Y

YAWAR ZAMAN, MIAN *(Minister for Irrigation)*

Answers to the questions REGARDING- 386

-Aims and objects of PIDA Act and other details *(Question No. 82*)* 421

-Cases of water theft in Faisalabad and other details *(Question No. 1574*)* 431

-Completion of eleven dams in area of Pothohar and other details *(Question No. 2311*)* 425

-Details about breakage of embankments of canals of PP-174, district Nankana Sahib *(Question No. 1999*)* 425

-Details about canals irrigating land of PP-268, district Bahawalpur *(Question No. 1909*)* 437

-Details about contract of getting sand from BRB link canal Daska and Marala Ravi Canal Upper Chanab *(Question No. 2770*)* 431

PAGE NO.

-Details about construction of mini dams *(Question No.2309*)* 430
-Details about illegal occupants of land of RQ Link Canal to Qadirabad Barrage *(Question No. 2287*)* 429
-Details about illegally broken embankments during 2010 *(Question No. 2254*)* 417
-Details about losses by flood in district Layyah *(Question No. 2082*)* 426
-Details about losses caused by floods in district Chiniot *(Question No. 2091*)* 443
-Details about pavement of Behak water course district Sargodha *(Question No. 3227*)* 436
-Details about pavement of Thaman water course district Kasur *(Question No. 2742*)* 413
-Details about registration of cases against water theft during 2011 by Irrigation Department *(Question No.2060*)* 398
-Details about reinstatement scheme of flood embankment of 396
Moza Nogran district Jhelum *(Question No. 1355*)* 439
-Details about remodeling of Melsi Syphon *(Question No. 83*)*
-Details about remodeling of Thal Canal *(Question No. 2810*)* 426
-Details about repair of breakage into Upper Jhelum Canal at Punj Shahana site *(Question No. 2150*)* 434
-Details about repair of embankment constructed at Ahmedabad *(Question No. 2673*)* 432
-Details about steps taken for control over water theft in the province *(Question No. 2563*)*
402
-Details about stoppage of work of flood embankment of Moza Nogran district Jhelum *(Question No. 1357*)* 442
-Details about supply of sanctioned water to Chak No. 45, Southern Sargodha *(Question No. 3219*)* 423
-Details about villages victimized by shortage of water of Gogera Branch 405
Canal district Okara *(Question No. 1815*)* 438
-Details about water flow in canals of the Punjab *(Question No. 1891*)*
-Details about water theft in Toba Tek Singh *(Question No. 2796*)* 409
-Funds incurred on desilting of minors and water courses in Lahore and other details *(Question No. 1973*)* 420
-Names of Mozas (Villages) of district Faisalabad victimized by erosion of river Ravi and other details *(Question No. 1078*)* 427
-Non-availability of canal water and shortage of agricultural production in PP-229, district Pakpattan *(Question No. 2201*)* 406
-Number of minors, water courses and canals in district Faisalabad and other details *(Question No.1969*)* 422
-Payment of relief fund to the victims of river erosion in district Muzaffargarh and other details *(Question No. 1742*)* 428
-Problem of repair of lift pumps of Abassia Link Canal *(Question No. 2223*)* 435

PAGE NO.

-Procedure for measurement of water of rivers of the Punjab and other details *(Question No. 2688*)* 440
-Steps taken for control over water theft and other details *(Question No. 2976*)* 441
-Steps taken for pavement and betterment of Nala Daik district Nankana Sahib and other details *(Question No. 3064*)*

W

WASEEM AKHTAR, DR SYED

Condolence ***(PRAY FOR FORGIVENESS)*-** 223
-On sad demise Qari Ghulam Rasool
BILL *(Discussed)*- 370
-The Punjab Development of Cities (Amendment) Bill, 2014

point of order REGARDING- 516

-DEMAND FOR PRESENTATION OF INQUIRY REPORT ON GANG RAPE OF A GIRL OF MUZAFFARGARH 386

564

questions REGARDING- 298
-Aims and objects of PIDA Act and other details *(Question No. 82*)* 162
-Construction of Lahore-Sheikhupura-Faisalabad Highways and details of receipt of toll tax *(Question No. 2429*)*
-Details about annual sports tournaments under government supervision in the province *(Question No. 2444*)* 163
-Details about holding Local Government Elections in the Punjab *(Question No. 86*)* 396

253

-Details about issuance of NOC to residents of Baluch Colony Bahawalpur for getting electricity connections *(Question No. 87*)*
-Details about remodeling of Melsi Syphon *(Question No. 83*)*
-Details about steps taken for development of tourism in Cholistan, Bahawalpur *(Question No. 133*)*

Z

ZAHEER-UD-DIN KHAN ALIZAI, MR.

questions REGARDING-
-Details about application marked by CM to SHOs Police Station Saddar and City Jhang *(Question No. 570*)* 62

PAGE NO.

-Details about construction and repair of roads in PP-194, Multan *(Question No. 305*)* 195
-Details about promotions of employees of Police Range Sahiwal *(Question No. 1465*)* 71
-Funds allocated for pavement of roads in PP-194, Multan *(Question No. 306*)* 196

ZULQARNAIN DOGAR, MALIK

questions REGARDING-

-Construction and repair of roads of district Nankana Sahib and other details *(Question No. 3065*)* 570
-Steps taken for pavement and betterment of Nala Daik district Nankana Sahib and other details *(Question No. 3064*)* 441

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2014

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2014

(سوموار 17، منگل 18، بدھ 19، جمعرات 20، جمعتہ المبارک 21-مارچ 2014)
(یوم الاثنین 15، یوم الثلاثہ 16، یوم الاربعاء 17، یوم الخمیس 18، یوم الجمع 19- جمادی الاوّل 1435ھ)

سولھویں اسمبلی: ساتواں اجلاس

جلد 7 (حصہ دوم): شمارہ جات : 7 تا 11

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

ساتواں اجلاس

سوموار، 17-مارچ 2014

جلد 7: شمارہ 7

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1-	ایجنڈا ------------	602
2-	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	604
3-	نعت رسول مقبول ﷺ ------------	605
	پوائنٹ آف آرڈر	
4-	جنوبی پنجاب کو الگ صوبہ بنانے کے لئے تشکیل دی گئی کمیٹی میں حزب اختلاف کے معزز ممبران کو بھی شامل کرنے کا مطالبہ ------------	606

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
	سوالات (محکمہ جات جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری)		
5۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	------------	608
6۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	------------	650
	تحاریک استحقاق		
7۔	ای ڈی او ہیلتھ ٹوبہ ٹیک سنگھ کا معزز ممبر اسمبلی کو گالیاں دینا (---جاری)	------------	660
	توجہ دلاؤ نوٹس		
8۔	گوجرانوالہ: لیڈی ڈاکٹر کے گھر ڈکیتی کی واردات کی تفصیلات	------------	661
9۔	ضلع ڈیرہ غازیخان: 20 خواتین کا اغواء برائے تاوان بے حرمتی سے متعلقہ تفصیلات	------------	663
	پوائنٹ آف آرڈر		
10۔	پاکستان میں امپورٹ ہونے والی گاڑیوں کے مالکان کو محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن پنجاب کے ہاتھوں لٹنے کا انکشاف	------------	667
	تحاریک التوائے کار		
11۔	حکومت پنجاب کی طرف سے شیخ زید ہسپتال لاہور کا بجٹ آدھا کرنے سے ہسپتال مطلوبہ سہولیات سے محروم (---جاری)	------------	670
12۔	پنجاب میں پنجاب ٹیکنیکل بورڈ لاہور واحد ادارہ ہونے کی وجہ سے طلباء اور والدین کو پریشانی کا سامنا (---جاری)	------------	671
13۔	ایل ڈی اے ایک مضبوط ادارہ ہونے کے باوجود شہر میں اپنے اہداف حاصل کرنے میں ناکام (---جاری)	------------	672
14۔	لاہور، محکمہ مال کی راوی ٹاؤن رجسٹری برانچ کا عملہ کرپشن، رشوت اور لوٹ مار میں سرگرم عمل (---جاری)	------------	672
15۔	کنزیومر کورٹس کے حوالے سے عوام کی آگاہی کے لئے ڈسٹرکٹ کونسلوں کو دیا گیا گروڑوں روپے کا فنڈ ضائع ہونے کا خدشہ	------------	674

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
16-	اسلامی نظریاتی کونسل کا ڈی این اے ٹیسٹ کو حتمی ثبوت نہ ماننے سے سنگین جرائم میں اضافہ ----------	676
17-	چلڈرن ہسپتال لاہور میں بون میرو ٹرانسپلانٹ سنٹر کا قیام عمل نہ لانے سے تھیلیسیمیا کے مریضوں میں اضافہ ----------	679
18-	یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی ٹیکسلا کے لئے خریدی گئی زمین پر ارباب اختیار کی بدنیتی کی بناء پر مزید بیس کروڑ روپے کی ادائیگی ----------	680
19-	پنجاب ہائر ایجوکیشن اور رجسٹرار یونیورسٹی آف گجرات کی باہمی چپقلش کی بناء پر مرے کالج سیالکوٹ کے بی ایس پروگرام کے دو ہزار طلباء کے مستقبل کو خطرہ ----------	681
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
20-	قبل از بجٹ بحث ----------	682
	پوائنٹ آف آرڈر	
21-	مظفر گڑھ کی رہائشی لڑکی سے گینگ ریپ کی انکوائری رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کا مطالبہ (۔۔۔جاری) ----------	686
22-	کورم کی نشاندہی ----------	689
	منگل،18-مارچ2014	
	جلد 7: شمارہ 8	
23-	ایجنڈا ----------	691
24-	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ----------	693
25-	نعت رسول مقبولﷺ ----------	694
	پوائنٹ آف آرڈر	
26-	پنجاب اور صوبائی دارالحکومت لاہور میں سنگین جرائم میں دن بدن اضافہ ----------	695

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سوالات (محکمہ زراعت)	
27۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ------------	697
28۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	729
29۔	ممبران اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت ------------	746
	تحاریک استحقاق	
30۔	(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی) ------------	751
	تحاریک التوائے کار	
31۔	آزاد کشمیر کے میڈیکل سٹوڈنٹس کے لئے پنجاب میں مسلسل میڈیکل کی نشستیں بڑھانے سے پنجاب کے میڈیکل سٹوڈنٹس کو پریشانی کا سامنا ------------	756
32۔	حکومتی عدم توجہ کے باعث تجارتی مرکز انار کلی لاہور کے مسائل میں اضافہ (---جاری) ------------	758
33۔	محکمہ سکولز ایجوکیشن کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے آٹھویں کلاس کے طلباء وطالبات نئے سلیبس سے محروم (---جاری) ------------	759
34۔	شوگر ملز مالکان کی جانب سے کرشنگ سیزن لیٹ کرنے سے کسانوں کو پریشانی کا سامنا (---جاری) ------------	760
35۔	سرکاری تعلیمی اداروں کی لاپرواہی کی بناء پر پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی من مانیاں ------------	762
36۔	فوڈ اتھارٹی اور دیگر حکومتی اداروں کے عملہ کی ملی بھگت سے اشیائے خوردونوش میں روز بروز اضافہ ------------	764
37۔	ایل ڈی اے سٹی ہاؤسنگ سکیم میں اسٹیٹ ایجنٹوں و سرمایہ داروں کا قبضہ اور درمیانے طبقے کے لوگ اپنے حق سے محروم (---جاری) ------------	768
38۔	پنجاب ایجوکیشن اور ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسرز کے عدم رابطہ کی وجہ سے ہزاروں طلباء وطالبات مشکلات کا شکار (---جاری) ------------	769

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
39۔	ایڈن ڈویلپرز لاہور کا ایڈن ہاؤسنگ سکیم فیروز پور روڈ کے نام پر ہزاروں لوگوں کو لوٹنا (۔۔۔جاری) ------------	771
	تحاریک استحقاق (۔۔۔جاری)	
40۔	ای ڈی او ہیلتھ ٹوبہ ٹیک سنگھ کا معزز ممبر اسمبلی کو گالیاں دینا (۔۔۔جاری) ------------	775
	پوائنٹ آف آرڈر	
41۔	خیبر پختونخوا میں سکھ کمیونٹی کو تحفظ فراہم کرنے کا مطالبہ ------------	776
	قرار دادیں (مفاد عامہ سے متعلق)	
42۔	پرائیویٹ رہائشی سکیموں کی دھوکا دہی کو روکنے کے لئے ڈویلپمنٹ اتھارٹیز سے جاری کئے گئے این او سی کی کاپی اشتہار کے ساتھ پرنٹ کرنے کا مطالبہ ------------	778
43۔	صوبہ کے تعلیمی اداروں کے طلباء وطالبات کو ناگہانی آفت سے بچانے کے لئے بیسک لائف سپورٹ اینڈ سیفٹی کی ٹریننگ کو لازمی قرار دینا ------------	782
44۔	سرکاری سکولوں میں طلباء وطالبات پر اساتذہ کے تشدد کے حوالے سے قانون سازی کا مطالبہ ------------	783
45۔	پبلک مقامات پر سکیورٹی کے انتظامات بہتر کرنے کا مطالبہ ------------	784
46۔	ایم این ایز کی طرز پر ایم پی ایز کو بلیو پاسپورٹ جاری کرنے کا مطالبہ ------------	785
	پوائنٹ آف آرڈر (۔۔۔جاری)	
47۔	پنجاب اور صوبائی دارالحکومت لاہور میں سنگین جرائم میں دن بدن اضافہ (۔۔۔جاری) ------------	785
	بدھ، 19-مارچ2014	
	جلد 7: شمارہ 9	
48۔	ایجنڈا ------------	795
49۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ ------------	797

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
50۔	نعت رسول مقبول ﷺ ------------	798
	حلف	
51۔	نو منتخب ممبر اسمبلی کا حلف ------------	799
	پوائنٹ آف آرڈر	
52۔	خیبر پختونخوا میں سکھ کمیونٹی کو تحفظ فراہم کرنے کا مطالبہ (۔۔۔جاری) ------------	800
	سوالات (محکمہ سکولز ایجوکیشن)	
53۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ------------	802
54۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	837
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)	
55۔	مسودہ قانون تولیدی، میٹرنل، نو مولود و چائلڈ ہیلتھ اتھارٹی پنجاب مصدرہ 2014 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	861
56۔	جناب قائم مقام سپیکر کی رولنگ ------------	862
	تحاریک استحقاق	
57۔	ڈی ایف او بھکر کا معزز ممبر اسمبلی کا فون سننے سے انکار (۔۔۔جاری) ------------	870
58۔	کالم نویس ڈاکٹر صفدر محمود کے معزز ممبران اسمبلی کے خلاف ہتک آمیز اور بے بنیاد الزامات ------------	870
	تحاریک التوائے کار	
59۔	لاہور میں اغواء اور کار چھیننے کی وارداتوں میں مسلسل اضافہ (۔۔۔جاری) ------------	877
60۔	مزنگ لاہور کے رہائشی عبدالحمید کی بیٹی ماریہ جہیز نہ لانے کی بناء پر سسرال کے ہاتھوں قتل (۔۔۔جاری) ------------	880
61۔	سرگودھا محکمہ اوقاف کے یونٹ نمبر 30 چک شمالی 43 کی دکانوں پر محکمہ کی ملی بھگت سے با اثر افراد کا قبضہ (۔۔۔جاری) ------------	883

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
62۔	چوبرجی تا یتیم خانہ لاہور سے ملحقہ قبرستانوں میں جگہ نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو میت دفنانے میں مشکلات کا سامنا(۔۔۔جاری) ------------	891
63۔	کورم کی نشاندہی ------------	892
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
64۔	قبل از بجٹ بحث(۔۔۔جاری) ------------	898
	جمعرات،20۔مارچ2014	
	جلد 7:شمارہ 10	
65۔	ایجنڈا ------------	914
66۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	916
67۔	نعت رسول مقبولﷺ ------------	917
	سوالات(محکمہ مال و کالونیز)	
68۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ------------	918
69۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	957
	رپورٹیں(جو ایوان میں پیش ہوئیں)	
70۔	تحریک استحقاق نمبر10 بابت سال2013 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	968
	رپورٹیں(میعاد میں توسیع)	
71۔	تحاریک استحقاق کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع------------	968
	پوائنٹ آف آرڈر	
72۔	12۔مارچ2014 کو ایوان میں پیش ہونے والے نشان زدہ سوال نمبر524 کے درست جواب کی فراہمی ------------	969

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	توجہ دلاؤ نوٹس	
73-	ضلع ننکانہ صاحب: آٹھویں جماعت کے طالب علم سے زیادتی کے مرتکب ملزمان کی گرفتاری و دیگر تفصیلات ------------	972
74-	قصور: کوٹ رادھا کشن میں شوگر ملز میں ڈکیتی اور دیگر تفصیلات ------------	973
	تحاریک التوائے کار	
75-	ضلع حکومت لاہور کی جانب سے انتہائی خطرناک قرار دی گئیں 267 فیکٹریوں کی منتقلی کو ایک بار پھر نظر انداز کرنا (۔۔۔جاری) ------------	978
76-	مال روڈ لاہور پر سر بمہر پلازے کی چیف سیکرٹری کی اجازت کے بغیر دوبارہ تعمیر جاری (۔۔۔جاری) ------------	979
77-	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی جانب سے کمپیوٹرائزڈ نمبر پلیٹوں کی فراہمی میں گھپلوں کا انکشاف (۔۔۔جاری) ------------	980
78-	فروٹ و سبزی منڈی لاہور کو لکھو ڈیر منتقل کرنے سے آڑھتیوں اور لوگوں کو پریشانی کا سامنا ------------	982
79-	لاہور کی ڈسپنسریوں اور بنیادی، دیہی مراکز صحت میں ادویات نہ ہونے کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا (۔۔۔جاری) ------------	989
80-	لارج سٹی پیکج کے تحت چار بڑے شہروں کا ترقیاتی بجٹ سٹی گورنمنٹ لاہور کو جاری کرنا (۔۔۔جاری) ------------	989
81-	فارڈ ریسرچ انسٹیٹیوٹ سرگودھا نے نااہل عملہ کی وجہ سے حکومت کو سالانہ کروڑوں روپے نقصان کا انکشاف (۔۔۔جاری) ------------	991
82-	محکمہ صحت کی عدم توجہ اور لاہور کے ہسپتالوں کی انتظامیہ کی نااہلی کے باعث ویسٹ تلف نہ کرنے کی وجہ سے موذی امراض میں اضافہ (۔۔۔جاری) ------------	995
83-	پانی کے بلوں میں اضافہ سے شہریوں کو پریشانی کا سامنا ------------	996

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سرکاری کارروائی	
84-	قواعد کی معطلی کی تحریک ----------	998
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
85-	مسودہ قانون تولیدی، میٹرنل، نو مولود و چائلڈ ہیلتھ اتھارٹی پنجاب مصدرہ 2014 ----------	999
	بحث	
86-	قبل از بجٹ بحث (---جاری) ----------	1006
	جمعتہ المبارک، 21-مارچ2014	
	جلد 7: شمارہ 11	
87-	ایجنڈا ----------	1078
88-	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ----------	1080
89-	نعت رسول مقبول ﷺ ----------	1081
	سوالات (محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات)	
90-	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ----------	1082
91-	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ----------	1105
	تحاریک التوائے کار	
92-	لاہور میں ادارے کی غفلت کی وجہ سے ون ویلنگ کے واقعات کے نتیجے میں ہلاکتوں میں اضافہ (---جاری) ----------	1122
93-	محکمہ صحت کی عدم توجہ کی وجہ سے لاہور کے سرکاری ہسپتالوں میں وینٹی لیٹرز کی کمی کے باعث مریضوں کو پریشانی کا سامنا (---جاری) ----------	1123
94-	محکمہ آبپاشی کے افسران کا ورک چارج کے نام پر سالانہ کروڑوں روپے کا حکومتی خزانے کو نقصان پہنچانا ----------	1124

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
95۔	ٹولنٹن مارکیٹ لاہور میں بیمار جانوروں کی کھلے عام فروخت جاری ------------	1125
96۔	پنجاب کی جیلوں میں قیدی خواتین کی ابتر حالت ------------	1126
97۔	پنجاب کے ہسپتالوں میں آڈیالوجسٹ کی عدم دستیابی ------------	1127
98۔	ملتان فیصل آباد موٹروے کی تعمیر میں استعمال ہونے والی بھاری مشینری سے جنوبی پنجاب کی تباہ ہونے والی سڑکات کا متعلقہ ٹھیکیدار سے مرمت کروانے کا مطالبہ ------------	1128
99۔	نارروال تا مرید کے سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہونے سے مسافروں کو پریشانی کا سامنا ------------	1129
	سرکاری کارروائی	
100۔	قبل از بجٹ بحث (۔۔۔جاری) ------------	1134
101۔	اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ ------------	1233
102۔	انڈکس	

602

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،17۔مارچ2014

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سوالات

(محکمہ جات جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

پری بجٹ بحث

514

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا ساتواں اجلاس

سوموار،17-مارچ2014

(یوم الاثنین،15-جمادی الاوّل1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 4بج کر 7منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ
صَلۡصَالٍ كَالۡفَخَّارِ ﴿۱۴﴾ وَ خَلَقَ الۡجَآنَّ مِنۡ مَّارِجٍ مِّنۡ
نَّارٍ ﴿۱۵﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۶﴾ رَبُّ الۡمَشۡرِقَیۡنِ
وَ رَبُّ الۡمَغۡرِبَیۡنِ ﴿۱۷﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۸﴾
مَرَجَ الۡبَحۡرَیۡنِ یَلۡتَقِیٰنِ ﴿۱۹﴾ بَیۡنَهُمَا بَرۡزَخٌ لَّا یَبۡغِیٰنِ ﴿۲۰﴾
فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۱﴾ یَخۡرُجُ مِنۡهُمَا اللُّؤۡلُؤُ وَ
الۡمَرۡجَانُ ﴿۲۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۳﴾
وَ لَهُ الۡجَوَارِ الۡمُنۡشَـٰٔتُ فِی الۡبَحۡرِ كَالۡاَعۡلَامِ ﴿۲۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۵﴾ كُلُّ مَنۡ عَلَیۡهَا فَانٍ ﴿۲۶﴾ وَّ یَبۡقٰی وَجۡهُ رَبِّكَ
ذُو الۡجَلٰلِ وَ الۡاِكۡرَامِ ﴿۲۷﴾

سورۃ الرّحمٰن آیات14 تا 27

اسی نے انسان کو ٹھیکرے کی طرح کھنکھناتی مٹی سے بنایا(14)اور جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا(15) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(16)وہی دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا مالک (ہے)(17)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(18)اسی نے دو دریا رواں کئے جو آپس میں ملتے ہیں(19)دونوں میں ایک آڑ ہے کہ (اس سے) تجاوز نہیں کر سکتے(20)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(21)دونوں دریاؤں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں (22)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(23)اور جہاز بھی اسی کے ہیں جو دریا میں پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے ہوتے ہیں(24)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(25)جو (مخلوق) زمین پر ہے سب کو فنا ہونا ہے (26)اور تمہارے پروردگار ہی کی ذات (بابرکت) جو صاحب جلال وعظمت ہے باقی رہے گی(27)

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب محمد افضل نوشاہی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

گزر ہو جائے میرا بھی اگر طیبہ کی گلیوں میں
تو ساری زندگی کر دوں بسر طیبہ کی گلیوں میں
محمد مصطفیٰ کے عشق میں ہر آنکھ پُر نم ہے
یہ دیکھا ہے محبت کا اثر طیبہ کی گلیوں میں
سلام اُن پر درود اُن پر، درود اُن پر سلام اُن پر
وظیفہ ہے یہی شام و سحر طیبہ کی گلیوں میں
برستا نُور ہے شام و سحر طیبہ کی گلیوں میں

جناب قائم مقام سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور اُن کے جوابات دیئے جائیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب!

جنوبی پنجاب کو الگ صوبہ بنانے کے لئے تشکیل دی گئی کمیٹی میں حزب اختلاف کے معزز ممبران کو بھی شامل کرنے کا مطالبہ

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! جنوبی پنجاب کو الگ صوبہ بنانے کے لئے حکومت نے دو تین دن پہلے ایک بہت بھاری بھر کم کمیٹی تشکیل دی ہے جس میں بیوروکریٹس، ریٹائرڈ جج، دانشور، صحافی، ایم پی اے اور ایم این اے صاحبان بطور ممبر شامل کئے گئے ہیں۔ میں انتہائی افسوس سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ اس کمیٹی میں حزب اختلاف کا کوئی ممبر شامل نہیں ہے۔ اس وقت وزیر قانون تشریف فرما نہیں ہیں تو میں آپ کی وساطت سے یہ بات کہنا چاہوں گا کہ اس معاملہ پر تمام پارٹیوں کا consensus build up ہونا چاہئے۔ یہ ایک اہم اور دیرینہ issue ہے جس پر اس ایوان کی طرف سے ایک متفقہ قرارداد بھی پاس ہو چکی ہے۔ اگر اس قرارداد پر کوئی عملدرآمد ہونے جا رہا ہے تو اس علاقے سے تعلق رکھنے والے حزب اختلاف کے معزز ممبران جو کہ وہاں سے منتخب ہو کر آئے ہیں ان کو بھی اس کمیٹی میں شامل کر لیا جائے اور ان کی آراء حاصل کر لی جائیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ اس طرح اس کا عملدرآمد زیادہ مؤثر ہوگا۔ میں آپ کی وساطت سے حکومتی بنچوں سے یہ کہوں گا اس روایتی اور گھسے پٹے سیاست کے انداز کو نہ اپنایا جائے کہ حزب اختلاف کو بالکل آپ نے دیوار کے ساتھ لگا کر رکھنا ہے اور کسی معاملے پر بھی انہیں on board نہیں لینا۔ اب اس انداز کو بدلنا چاہئے۔ حزب اختلاف کے معزز ممبران جن میں جماعت اسلامی کے ڈاکٹر سید وسیم اختر، ہمارے پانچ چھ ممبران، علی رضا دریشک، احمد علی دریشک، جاوید انصاری اور سردار شہاب الدین خان کو شامل کیا جائے۔ اس کمیٹی میں حزب اختلاف کے معزز ممبران کو لازماً شامل کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! وزیر قانون تشریف لاتے ہیں تو پھر اس پر بات کر لیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ میاں محمود الرشید صاحب نے جو بات point out کی وہ بہت اہم ہے۔ پچھلے tenure میں پورے ایوان نے جس میں تمام سیاسی پارٹیوں کے نمائندے موجود تھے consensus کے ساتھ دو قرار دادیں پاس کی تھیں۔ پہلی قرار داد یہ تھی کہ جنوبی پنجاب کو صوبہ بنایا جائے اور دوسری قرارداد میں کہا گیا کہ بہاولپور صوبہ کو بحال کیا جائے۔ یہ دونوں قرار دادیں اتفاق رائے سے پاس ہوئیں اور پھر Federation کو refer کر دی گئیں۔ یہ خوش آئند بات ہے کہ آٹھ نو مہینے گزرنے کے بعد اس کا خیال آ گیا ہے تو میں اس کو appreciate کرتا ہوں۔ میں میاں محمود الرشید کی بات کو second کرتا ہوں کہ حزب اختلاف کے معزز ممبران کو اس کمیٹی میں شامل کیا جائے۔ میں یہ بات بھی عرض کروں گا کہ اس کے اندر بہاولپور صوبے کی بحالی کو incorporate کیا جائے۔ پچھلے tenure میں اتفاق رائے سے جو قرار داد پاس ہوئی تھی اس کا یہی مقصد ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! آپ بھی کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے عرض کروں گا کہ پنجاب حکومت کو اپنی روش بدلنی چاہئے۔ اگر ملکی صورت حال پر اور دہشت گردی کے حوالے سے قابل احترام وزیر اعظم پاکستان تمام سیاسی پارٹیوں کو اعتماد میں لے سکتے ہیں تو پنجاب حکومت جنوبی پنجاب کو صوبہ بنانے جیسے اہم issue پر حزب اختلاف کو اعتماد میں کیوں نہیں لیتی؟ میری آپ کی وساطت سے یہ گزارش ہوگی کہ اس کمیٹی میں تمام سیاسی پارٹیوں کے نمائندوں کو شامل کیا جائے اور ان کی آراء حاصل کی جائیں۔ پچھلے tenure میں اس مقدس ایوان نے جنوبی پنجاب اور بہاولپور کو صوبہ بنانے کے لئے قرار دادیں پاس کی ہیں تو ان پر عملدرآمد کیا جانا چاہئے۔ بہت شکریہ

سوالات

(محکمہ جات جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: پہلا سوال محترمہ شمیلہ اسلم صاحبہ کا ہے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 741 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع وہاڑی: محکمہ فشریز میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*741: محترمہ شمیلہ اسلم: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ فشریز ضلع وہاڑی میں تعینات ملازمین کے نام، عہدے، تعلیمی قابلیت اور گریڈ سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) مذکورہ محکمے میں ملازمین کی کتنی اسامیاں کونسی اور کب سے خالی ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ کے دفتر کی چار دیواری مکمل نہ ہونے کی وجہ سے مچھلی چوری ہونے کا عمل جاری ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ پچھلے بجٹ میں محکمہ کی چار دیواری اور ٹربائن کے لئے 54لاکھ کی رقم مختص کی گئی تھی، مگر ابھی تک صرف 8لاکھ کی رقم ریلیز کی گئی ہے اگر یہ درست ہے تو حکومت کب تک بقایا رقم ریلیز کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب آصف محمود ملک):

(الف)

نام افسر/اہلکار	عہدہ	سکیل	تعلیمی قابلیت
1۔عابدہ سعید	اسسٹنٹ ڈائریکٹر فشریز	17	ایم ایس سی زوآلوجی، ایم ایس فشریز سائنس (ساؤتھ کوریا)
2۔اخلاق احمد	سینئر کلرک	09	میٹرک
3۔محمد اظہر	فشریز سپروائزر	06	ایف ایس سی
4۔محمد اسماعیل	ڈرائیور	04	پرائمری
5۔مختار احمد	ٹیوب ویل مکینک	03	پرائمری

6-محمد نواز	فشریز واچر	01	مڈل
7-غلام مصطفیٰ	فشریز واچر	01	مڈل
8-مظہر حسین	فشریز واچر	01	میٹرک
9-سمیع اختر	فشریز واچر	01	میٹرک
10-ممتاز احمد	فشریز بیلدار	01	پرائمری
11-سلیم اختر	فشریز بیلدار	01	پرائمری
12-شاہد رسول	نائب قاصد	01	میٹرک
13-محمد افضل	چوکیدار	01	پرائمری

(ب)

اسامی	سکیل	منظور شدہ تعداد	حاضر آمدہ	کب سے خالی
1-اسسٹنٹ وارڈن فشریز	11	01	---	From 07-12-12
2-فشریز سپر وائزر	06	02	01	From 01-05-13
3-فشریز واچر	01	08	04	From 01-12-12
				From 19-04-10
				From 08-02-10
				From 01-03-10

(ج) دفتر کی چار دیواری ابھی مکمل نہ ہے۔اس ترقیاتی سکیم پر ابھی کام جاری ہے۔ جبکہ مچھلی چوری نہ ہو رہی ہے مچھلی کی شفٹنگ نرسری یونٹ پر ٹیوب ویل کی خرابی کی وجہ سے کی گئی۔

(د) ج ہاں یہ درست ہے کہ پچھلے بجٹ میں چار دیواری اور ٹربائن کے لئے 8 لاکھ روپے جاری کئے گئے تھے۔بقایا رقم اس سال ملنے کا امکان ہے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! میرے سوال کے جز(ب) میں پوچھا گیا تھا کہ ملازمین کی کتنی اور کون سی اسامیاں خالی ہیں ؟اس کا جواب دیا گیا ہے کہ اسسٹنٹ وارڈن فشریز، فشریز سپر وائزر اور فشریز واچر کی کل گیارہ منظور شدہ اسامیاں ہیں جن میں سے پانچ اسامیاں پُر ہو چکی ہیں اور چھ اسامیاں خالی ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ سوال 2013 میں کیا گیا تھا تو یہ اسامیاں ابھی تک خالی کیوں ہیں اور حکومت ان اسامیوں کو کب تک پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! گریڈ 16 سے اوپر کی اسامیاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھجوا دی گئی ہیں اور وہ advertise بھی ہو گئی ہیں تو انشاء اللہ اُن اسامیوں پر جلد appointment ہو جائے گی۔ باقی اسامیوں کی بھرتی پر ابھی

پابندی ہے۔ ہم نے چیف منسٹر سیکرٹریٹ کو لکھ کر بھیجا ہے وہاں سے اجازت لے رہے ہیں اُن پر بھی ہم انشاء اللہ تعالیٰ جلدی بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! جز (د) میں پوچھا گیا تھا کہ پچھلے بجٹ میں محکمہ کی چار دیواری اور ٹربائن کے لئے 54 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی تھی مگر 8 لاکھ روپیہ release کیا گیا۔ صورتحال یہ ہے کہ جب قسطوں میں رقم release کی جاتی ہے تو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ چیزوں کی قیمت بڑھ جاتی ہے تو جو منصوبہ 54 لاکھ روپیہ میں مکمل ہونا ہوتا ہے وہ 56 لاکھ روپیہ یا اس سے بھی زیادہ مالیت میں مکمل ہوتا ہے۔ میں آج on the floor of the House وزیر موصوف کی یقین دہانی چاہتی ہوں کہ کیا آنے والے وقت میں اس منصوبہ کے لئے پوری رقم مختص کی جائے گی اور ساتھ ہی یہ رقم release بھی کر دی جائے گی یا اُس کے لئے ہمیں آئندہ بجٹ کا انتظار کرنا پڑے گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! نصف چار دیواری مکمل ہو چکی ہے اور باقی انشاء اللہ تعالیٰ اسی مالی سال میں مکمل ہو جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اگلا سوال محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1226 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع جہلم: محکمہ جنگلات کا رقبہ و دیگر تفصیلات

***1226: محترمہ راحیلہ انور:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع جہلم میں محکمہ جنگلات کا کل رقبہ کتنا، کہاں کہاں ہے؟

(ب) کتنے رقبہ پر جنگل ہے اور یہ جنگل کون کون سے درختوں پر مشتمل ہے؟

(ج) سال 12-2011 اور 13-2012 کے دوران اس ضلع میں کتنی رقم سالانہ شجرکاری پر خرچ ہوئی؟

(د) ان سالوں کے دوران کون کون سے درخت شجرکاری میں لگائے گئے؟

(ہ) کیا ان سالوں کے دوران محکمہ نے پرائیویٹ افراد/کسانوں کو پودے فراہم کئے تو کتنے اور کون کون سے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب آصف محمود ملک):

(الف) ضلع جہلم میں محکمہ جنگلات کا کل رقبہ 105087 ایکڑ پر محیط ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام جنگل	رقبہ (ایکڑ)
1	ٹلہ RF	23388
2	جلالپور UCF	13972
3	کانڈل UCF	4710
4	روہتاس UCF	1484
5	لہڑی RF	11968
6	بٹالی دھیر UCF	519
7	جنڈی RF	5345
8	گراٹ RF	2084
9	پنیالہ RF	1332
10	نیلی RF	17214
11	بریالی RF	8253
12	ساکر RF	930
13	بن اسماعیل RF	1237
14	بجوالہ SEC 38	913
15	رھنا SEC 38	42
16	چبوترہ SEC 38	144
17	خالصہ اندران SEC 38	238
18	ملک پور Resume Land	392.50
19	شاہ کمیر Resume Land	400.50
20	بیلہ پیراغائب RF	1066
21	بیلہ ساگرپور RF	64
22	سمبلی ساؤتھ UC	1313
23	ڈنڈوت UC	8078
	میزان	105087.00

(ب) ضلع جہلم میں محکمہ جنگلات کا ایریا 105087 ایکڑ ہے اور اس میں پاپلر، ہنتھا، سفیدہ، پلاہی، کیکر، بیر، شیشم وغیرہ کے پودے پائے جاتے ہیں۔

(ج) ضلع جہلم میں12-2011تا13-2012میں جتنی رقم خرچ کی گئی ہے اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

سال	رقم
2011-12	2126125/-
2012-13	6976733/-

(د) ضلع جہلم میں12-2011تا13-2012کے دوران سفیدہ، کیکر، پلاہی، بیر کے پودہ جات کی شجرکاری کی گئی ہے۔

(ہ) ضلع جہلم میں پرائیویٹ افراد کسانوں کو درج ذیل تعداد میں پودے فراہم کئے گئے۔

	2011-12		2012-13
موسم مون سون	30430عدد	موسم مون سون	36374عدد
موسم بہار	25260عدد	موسم بہار	45645عدد

نیز کیکر، بیر، پلاہی، سفیدہ وغیرہ کے پودہ جات فراہم کئے گئے ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میرے سوال کے جواب کے جز(ج) میں جواب دیا گیا ہے کہ ضلع جہلم میں2011-12, 2012-13 میں جتنی رقم خرچ کی گئی ہے اُس کی تفصیل درج ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان کے پودہ جات اپنے ہوتے ہیں تو یہ اتنا خرچہ کس چیز پر ہوا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! وہاں850ایکڑ رقبہ پر شجرکاری کی گئی ہے جس کے لئے تیل اور بہت زیادہ لیبر کی ضرورت ہوتی ہے تو یہ سارے اخراجات ریکارڈ پر موجود ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! انہوں نے جز(د) میں جواب دیا ہے کہ ضلع جہلم میں 2011-12, 2012-13 کے دوران سفیدہ، کیکر، پھلاہی، بیر کے پودہ جات کی شجرکاری کی گئی ہے۔ اسی طرح انہوں نے جز(ہ) میں بھی جواب دیا ہے کہ ضلع جہلم میں پرائیویٹ افراد/کسانوں کو درج ذیل تعداد میں پودے فراہم کئے گئے۔ میں مذکورہ جزہائے بالا کے حوالہ سے وزیر موصوف سے ضمنی سوال کرنا چاہوں گی کہ انہوں نے شجرکاری پر رقم تو خرچ کردی لیکن ان پودوں کی دیکھ بھال کا کوئی طریقہ نہیں ہے تو میں ان سے ان پودوں کی دیکھ بھال کا طریقہ پوچھنا چاہوں گی کیونکہ وہاں فیلڈ میں کبھی کوئی مالی یا کوئی اور افسر ہمیں نظر نہیں آیا اور مختلف نرسریوں میں پودوں کے ریٹ مختلف کیوں ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! نرسریوں کے پودہ جات کے ریٹ طے شدہ ہوتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب ہم شجر کاری کرتے ہیں تو محکمہ کا فرض اُن پودہ جات کی نگرانی اور پرورش کرنا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! یہ میرا اپنا علاقہ ہے وہاں پر لوگ لکڑیاں جلاتے ہیں۔ وہاں پر پُھلاہی تو بالکل ناپید ہو چکی ہے۔ جیسے یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اتنی پُھلاہی کاشت کی، اگر انہوں نے اتنی پُھلاہی کاشت کی اور اُس کا انہوں نے خیال بھی کیا تو اُس پُھلاہی نے کیوں نہ grow کیا کیونکہ پُھلاہی کو grow کرنے میں بڑا عرصہ لگتا ہے۔ وہاں پر لوگ کیکر اور پُھلاہی جلاتے ہیں۔ یہاں پر میرے بڑے معزز ساتھی جناب نذر حسین گوندل صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں وہ بھی اس بات کی گواہی دیں گے وہاں پر میرا اپنا بھی رقبہ ہے، میری فیملی کا رقبہ بھی ہے اور وہاں پر گورنمنٹ کا بھی رقبہ ہے۔ آپ یقین کریں کہ وہاں پہ پہاڑ ننگے ہو چکے ہیں اور وہاں کسی قسم کا کوئی پودا نہیں ہے۔ اگر پودے لگائے گئے ہیں اور اُن کا خیال بھی کیا گیا ہے تو پھر وہاں پر پودے کیوں نہیں ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر صاحب! وہاں پر پودے نہیں ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! 13-2012 میں وہاں پر پودے لگائے گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! ایک سال میں تو پودے اتنے بڑے نہیں ہو جاتے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! آپ ان کے جواب کی تاریخ پڑھیں اور اس سے پچھلی حکومت بھی انہیں کی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ اپنے کسی بندے سے کہہ کر وہاں کا visit کرا لیں۔ اگر وہاں پر یہ پودے موجود نہیں ہیں تو پھر وزیر موصوف اُس کا جواب دیں گے۔ محترمہ! آپ کا شکریہ، آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال میاں طاہر صاحب کا ہے۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1828 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع فیصل آباد: ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1828: میاں طاہر: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری کے دفاتر کہاں کہاں ہیں؟

(ب) ان دفاتر میں گریڈ 16 اور اوپر کے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ج) ان دفاتر کے سال 12-2011، 13-2012 اور 14-2013 کے اخراجات مدوار بتائیں؟

(د) ان دفاتر میں کتنی اسامیاں کس کس گریڈ کی خالی ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب آصف محمود ملک):

(الف) محکمہ جنگلات:

ضلع فیصل آباد میں جنگلات کے دفاتر کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ ناظم جنگلات فیصل آباد، فارسٹ سرکل گٹ والا، فیصل آباد

2۔ مہتمم جنگلات، فیصل آباد فارسٹ ڈویژن سمندری روڈ، فیصل آباد

3۔ نائب مہتمم جنگلات فیصل آباد فارسٹ سب ڈویژن فیصل آباد

4۔ نائب مہتمم جنگلات جڑانوالہ فارسٹ سب ڈویژن جڑانوالہ

5۔ امین جنگلات سمندری فارسٹ رینج سمندری

محکمہ جنگلی حیات:

ضلع فیصل آباد میں محکمہ جنگلی حیات کے دفاتر درج ذیل مقامات پر ہیں:۔

1۔ ڈپٹی ڈائریکٹر وائلڈ لائف سائنسز گٹ والا، فیصل آباد

2۔ اسسٹنٹ ڈائریکٹر وائلڈ لائف، فیصل آباد ڈویژن گٹ والا فیصل آباد

3۔ ڈسٹرکٹ وائلڈ لائف آفیسر، فیصل آباد (گٹ والا فیصل آباد)

4۔ اسسٹنٹ ڈائریکٹر وائلڈ لائف، ریسرچ-I، گٹ والا فیصل آباد

5۔ اسسٹنٹ ڈائریکٹر وائلڈ لائف، ریسرچ-II، گٹ والا فیصل آباد

6۔ اسسٹنٹ ڈائریکٹر وائلڈ لائف، سنٹر، گٹ والا، فیصل آباد

7۔ ویٹرنری آفیسر، پنجاب وائلڈ لائف ریسرچ سنٹر، گٹ والا، فیصل آباد

محکمہ ماہی پروری:

ضلع فیصل آباد میں محکمہ ماہی پروری کے دفاتر:

1۔ دفتر ڈپٹی ڈائریکٹر فشریز ضلع فیصل آباد

2۔ ڈپٹی ڈائریکٹر فشریز ہیچری چک نمبر 226 ر-ب ستیانہ روڈ فیصل آباد

(ب) محکمہ جنگلات:

گریڈ16اوراوپر کے کل06افسران کام کررہے ہیں۔

محکمہ جنگلی حیات:

گریڈ16اوراوپر کے06افسران کام کررہے ہیں۔

محکمہ ماہی پروری:

گریڈ16اوراوپر کے05افسران کام کررہے ہیں۔

(ج) محکمہ جنگلات:

سال12-2011	Establishment	Operational
تنخواہ اور الاؤنسز	-/2,42,94,339روپے	دیگراخراجات/6,74,006
سال13-2012		
تنخواہ اور الاؤنسز	-/2,64,16,509روپے	دیگراخراجات-/10,86,500
سال14-2013		
تنخواہ اور الاؤنسز	/51,76,740روپے	دیگراخراجات-/60,800
محکمہ جنگلی حیات		
سال12-2011		
تنخواہ اور الاؤنسز	-/1,89,38,485روپے	-/32,71,656
سال13-2012		
تنخواہ و الاؤنسز	-/2,28,81,211روپے	دیگراخراجات-/39,51,832
سال14-2013		
تنخواہ اور الاؤنسز	-/87,70,166روپے	دیگراخراجات-/4,69,441
محکمہ ماہی پروری		
سال12-2011		
تنخواہ اور الاؤنسز	-/1,91,57,432روپے	دیگراخراجات-/2,11,00,730
سال13-2012		
تنخواہ اور الاؤنسز	-/2,01,90,465روپے	دیگراخراجات-/2,21,51,026
سال14-2013		
تنخواہ اور الاؤنسز	-/74,05,955	دیگراخراجات -/1,32,89,968

(د) محکمہ جنگلات: فیصل آباد فاریسٹ ڈویژن میں اس وقت درج ذیل اسامیاں خالی ہیں:

نام اسامی	بنیادی سکیل	تعداد اسامی
سب ڈویژنل فارسٹ آفیسر	BS-17	02
جونیئر کلرک	BS-07	03
ڈیمارکیشن داروغہ	BS-05	01
مالی	BS-01	01

نائب قاصد	BS-01	01
خاکروب	BS-02	02
فارسٹر	BS-11	07
فارسٹ گارڈ	BS-09	60

محکمہ جنگلی حیات: فیصل آباد ضلع میں اس وقت درج ذیل اسامیاں خالی ہیں:

نام اسامی	بنیادی سکیل	تعداد اسامی
ڈپٹی ڈائریکٹر وائلڈ لائف	BS-18	01
وائلڈ لائف سپروائزر	BS-14	01
فیلڈ اسسٹنٹ	BS-06	01
وائلڈ لائف واچر	BS-05	02
ڈرائیور	BS-04	02

محکمہ ماہی پروری: فیصل آباد ضلع میں اس وقت درج ذیل اسامیاں خالی ہیں۔

نام اسامی	بنیادی سکیل	تعداد اسامی
فشریز ریسرچ اسسٹنٹ	BS-11	01
لیبارٹری سپروائزر	BS-06	01
پائلٹ مشین آپریٹر	BS-05	01
فشریز بیلدار	BS-01	04
فشریز واچر	BS-01	01

میاں طاہر: جناب سپیکر! میں اس سوال کے جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ) صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں، یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ) صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اس لئے یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! سوال نمبر 2356 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے چودھری عامر سلطان چیمہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع سرگودھا: لکڑی چوری کے واقعات و دیگر تفصیلات

*2356: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گزشتہ پانچ سالوں میں ضلع سرگودھا میں جنگلات کی لکڑی چوری کے کتنے واقعات ہوئے اور کتنے پرچے درج ہوئے؟

(ب) کتنی مقدار میں لکڑی چوری ہوئی اور چوری شدہ لکڑی کی مالیت کیا تھی؟

(ج) کتنی لکڑی کی برآمدگی ہوئی اور برآمد شدہ لکڑی کی مالیت کیا ہے، باقی ماندہ لکڑی کی مقدار بتائی جائے؟

(د) چوری کے ان واقعات میں محکمہ جنگلات کے کتنے ملازمین ملوث پائے گئے اور ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) گزشتہ پانچ سالوں کے دوران ضلع سرگودھا میں جنگلات کی چوری کے 2664 واقعات ہوئے اور 101 پرچہ ہائے پولیس درج ہوئے۔

(ب) ان سالوں کے دوران 11,878 درختان چوری ہوئے اور ان کی مالیت -/6,69,26,146 روپے ہے۔

(ج) ان سالوں کے دوران 907 درختان کی لکڑی برآمد ہوئی اس کی مالیت -/37,09,995 روپے ہے اور باقی ماندہ 10971 درختان کی بابت کارروائی بذریعہ پرچہ پولیس و سمری ٹرائل عدالت و انضباطی کارروائی برخلاف ملازمین کی گئی ہے۔

(د) ان سالوں کے دوران محکمہ جنگلات کے 125 ملازمین ملوث پائے گئے اور ان پر مبلغ -/2,31,59,408 روپے کی ریکوری عائد کی گئی جبکہ انہی ملازمین میں سے ریکوری کے علاوہ 10 ملازمین کو نوکری سے برخاست کیا گیا، 19 ملازمین کی سالانہ ترقی روکی گئی اور 12 ملازمین کی موجودہ تنخواہوں میں تنزلی کی گئی۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! انہوں نے جز(ب) کے اندر کہا ہے کہ 11878 درخت چوری ہوئے اور ان کی مالیت -/6,69,26,146 روپے لکھی ہوئی ہے۔ اسی طرح اگر آپ جز(ج) میں چلے جائیں تو 907 درختوں کی لکڑی برآمد ہوئی اور -/37,09,995 روپے کی انہوں نے ریکوری کی۔ اگر جز(ب) کے اعداد و شمار کا حساب لگایا جائے تو جب درخت چوری ہوئے تھے تو فی درخت -/5634 روپے بنتے ہیں۔ اس کے بعد جو ریکوری کی گئی ہے اس کا فی درخت -/4090 روپے بنتے ہیں تو یہ فرق کس طرح آ گیا کہ جب ریکوری کی تو فی درخت قیمت کم ہو گئی ہے، یہ -/1600 روپے کا فرق کیوں ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! detail سے جواب دیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب یہ پوچھ رہے ہیں کہ جب آپ نے ریکوری کی تو rate کیسے کم ہو گیا؟ آپ نے 907 درختاں کی لکڑی واپس کرائی ہے اور تقریباً 37 لاکھ روپے کی ریکوری ہوئی ہے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! باقی ماندہ ریکوری نہیں ہوئی ملزمان کے خلاف ایف آئی آر زرجسٹرڈ کرائی گئی ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! 11878 درختوں کی قیمت فی درخت -/5634 روپے بنتی ہے جن میں سے 907 درخت برآمد ہوئے ہیں جن کی قیمت فی درخت -/4090 روپے بنتی ہے تو rate کہاں سے اور کس طریقے سے نکالا گیا ہے کہ پندرہ سولہ سو روپے missing ہو رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! انہوں نے قیمتی لکڑی برآمد کر لی ہو گی۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! نہیں، نہیں۔ ان کو جواب دینے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! درختوں کی عمر چھوٹی بڑی ہوتی ہے اور اقسام بھی مختلف ہوتی ہیں اس لئے ہر درخت کی مختلف قیمت ہوتی ہے۔ مزید یہ کہ جب درخت چوری ہوتا ہے تو اس کی لکڑی کی قیمت access کر کے لگائی جاتی ہے اور جب ہم درخت کی چوری کی ریکوری کرتے ہیں تو اس کا original rate لگاتے ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اس کا rate کیسے نکالا جاتا ہے؟

(معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے fresh question کی آوازیں)

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):جناب سپیکر!یہ fresh question ہے، یہ دوبارہ لے آئیں تو ہم پوری تفصیل ان کو بتادیں گے۔

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!اگلا ضمنی سوال ہے کہ جز(د) کے اندر یہ کہہ رہے ہیں کہ 125 ملازمین ملوث پائے گئے ان میں سے 10 ملازمین کو نوکری سے برخاست کیا گیا، 19 ملازمین کی سالانہ ترقی روکی گئی اور 12 ملازمین کی موجودہ تنخواہوں میں کمی کی گئی۔ یہ کل 41 ملازمین بنتے ہیں باقی 84 ملازمین کے ساتھ کیا ہوا؟

جناب قائم مقام سپیکر:منسٹر صاحب!باقی ملازمین کے خلاف کیا کارروائی کی گئی؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):جناب سپیکر!باقی لوگوں کے خلاف محکمانہ انکوائری کی گئی اس میں وہ بری الذمہ قرار دیئے گئے اور ان کو معاف کر دیا گیا۔

ڈاکٹر مراد راس:کیا معاف کر دیا گیا؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):جناب سپیکر!انکوائری میں وہ بُری الذمہ ہو گئے۔ ان کے اوپر جو الزام لگایا گیا تھا وہ غلط تھا۔

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!جز(د) کے جواب کے آغاز میں محکمہ نے لکھا ہے کہ 125 ملازمین ملوث پائے گئے ہیں۔ اس میں یہ نہیں کہا گیا کہ 125 کے اوپر کوئی شک یا الزام ہے بلکہ لکھا گیا ہے کہ ملوث پائے گئے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ بقیہ 84 لوگوں کے ساتھ کیا کیا گیا؟

جناب قائم مقام سپیکر:منسٹر صاحب!کیا باقی 84 ملازمین اس میں بے گناہ قرار دیئے گئے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):جناب سپیکر!وہ بے گناہ ثابت ہوئے اور بری الذمہ کا مطلب یہی ہے کہ ان پر غلط الزام لگایا گیا تھا۔ اس کے بعد دوران انکوائری انہوں نے اپنی صفائی پیش کی اور اپنے آپ کو بے گناہ ثابت کیا۔

جناب قائم مقام سپیکر:ڈاکٹر صاحب!وہ بے گناہ ہو گئے۔

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!کیا ڈیپارٹمنٹ کو معاف کرنے کی اجازت ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: اگر کسی پر الزام ثابت ہی نہ ہو تو پھر وہ بے گناہ ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ان کی wording آپ کے سامنے ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے کہ ملازمین ملوث پائے گئے ہیں لیکن وہ بتا رہے ہیں کہ محکمانہ انکوائری کی گئی جس میں 84 بندے ملوث نہیں پائے گئے تو ان کا حق بنتا ہے کہ ان کو معافی ملے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! 11878 درختوں کی چوری ہوئی ہے اور ریکوری دس فیصد سے کم ہے اس کی وجہ کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! باقی ریکوری کیوں نہیں ہوئی؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! ریکوری کی گئی ہے اور باقیوں کے خلاف عدالتوں میں کیسز چل رہے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ کیس ان کے خلاف ہوئے تو ریکوری کی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! فیصلہ کرنا عدالتوں کا کام ہے۔ اس میں منسٹر صاحب کیا کر سکتے ہیں؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! عدالتوں میں 84 لوگوں کو معافیاں دلوا رہے ہیں اور اس کے بعد دس فیصد سے کم ریکوری ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، صدیق خان صاحب!

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میرا منسٹر صاحب سے یہ سوال ہے کہ سوال نمبر 2356 کا جز (الف) ہے کہ گزشتہ پانچ سالوں میں ضلع سرگودھا میں جنگلات کی لکڑی چوری کے کتنے واقعات ہوئے اور کتنے پرچے درج ہوئے؟ ان کا جواب آیا ہے کہ گزشتہ پانچ سالوں کے دوران ضلع سرگودھا میں جنگلات کی چوری کے 2664 واقعات ہوئے لیکن 101 پرچے درج ہوئے۔ میرا ان سے یہ سوال ہے کہ باقی لوگوں کے خلاف ایف آئی آرز کیوں درج نہیں کی گئیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! ایف آئی آرز ان کے خلاف درج کرائی جاتی ہیں جن کے خلاف محکمہ خود کارروائی نہیں کرتا اور ان سے ریکوری نہیں ہوتی باقی

لوگوں سے ریکوری کی گئی ہے۔اس سوال کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ 101 ایف آئی آرز درج ہوئی ہیں، باقی لوگوں کے خلاف محکمہ نے خود کارروائی کی ہے، جرمانہ عائد کیا ہے اور ریکوری کی ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میری عرض ہے کہ جس وقت کوئی چوری کا واقعہ ہوتا ہے تو وہ cognizance offence بنتا ہے تو اس کی ایف آئی آر درج ہوتی ہے۔ 101 ایف آئی آرز انہوں نے درج کرائیں کیا یہ pick and choose کا معاملہ ہے کہ جس کے خلاف چاہا ایف آئی آر درج کرا لی اور جس کے خلاف چاہا جرمانہ ڈال کر پیسے لے لئے۔اس طرح تو چوری بڑھتی رہے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! ہر بندے کے خلاف ایف آئی آر درج نہیں ہوتی۔ محکمہ جن کے خلاف خود کارروائی کرتا ہے اور ریکوری ہو جاتی ہے۔اس سے محکمہ خود جرمانہ وصول کرتا ہے اور جو جرمانہ نہیں دیتا اس کے خلاف ایف آئی آر درج ہوتی ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! ریکوری تو 90 فیصد ہونی چاہئے تھی لیکن ریکوری تو 10 فیصد ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ باقی 101 لوگوں سے ریکوری کر رہے ہیں۔ اگلا سوال نمبر 2357 سردار وقاص حسن موکل صاحب کا ہے۔ جی، موکل صاحب!

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2357 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع قصور: لکڑی چوری کے واقعات و دیگر تفصیلات

*2357: سردار وقاص حسن موکل: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 2008 سے 2013 تک ضلع قصور میں محکمہ جنگلات کی لکڑی چوری کے درج شدہ مقدمات اور گرفتار ملزمان کی تعداد کیا تھی، کتنے مقدمات کے فیصلے ہوئے اور کتنے ملزموں کو قید اور جرمانے کی سزا ہوئی؟

(ب) کتنے ایسے مقدمات ہیں جن میں برآمدگی اور گرفتاری نہ ہو سکی؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(جناب آصف محمود ملک):

(الف) سال2008 سے 2013 تک ضلع قصور میں کل 471 مقدمات 1278 ملزمان کے خلاف مختلف پولیس سٹیشن ہائے میں اندراج ہیں۔ ان میں 1219 ملزمان گرفتار ہوئے۔ 27 مقدمات کابذریعہ عدالت ہائے فیصلہ ہوا جن میں تین ملزمان کو قید کی سزا ہوئی اور45 ملزمان کو جرمانے کی سزا ہوئی ہے۔

(ب) ضلع قصور میں18 مقدمات میں برآمدگی اور گرفتاری نہ ہو سکی۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر!ضلع قصور میں کل مقدمات 471ہیں ان میں سے 27مقدمات کا ابھی تک فیصلہ ہوا ہے۔ میرا پہلا سوال یہ ہے کہ بقایا344مقدمات کی اس وقت کیا صورتحال ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! باقی مقدمات کی اس وقت کیاposition ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری(جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! باقی مقدمات اس وقت عدالت میں زیر سماعت ہیں۔ ہم انہیںpursue کر رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ان کے خلاف کارروائی ہو گی۔ تمام مقدمات عدالت میں زیر سماعت ہیں جب فیصلہ ہو گا تو ان کے خلاف کارروائی ہو گی۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے اور میں حوالہ دوں گا کہ محمد عارف عباسی صاحب کا سوال نمبر 2378 ہے۔ میرے سوال اور ان کے سوال میں صرف اور صرف ایک لفظ کا فرق ہے۔ انہوں نے راولپنڈی ڈویژن کہا ہے اور میرے سوال میں ضلع قصور ہے لیکن میرے سوال کے اندر کوئی تفصیل نہیں کہ کون کون سے پولیس سٹیشنز ہیں جہاں پر مقدمات درج ہوئے ہیں۔ ہمارے ضلع قصور میں چھانگا مانگا کا جنگل دنیا کا سب سے بڑاman made جنگل ہے۔ اگر وہ دنیا کا سب سے بڑاman made جنگل ہے تو اس میں اسlevel کی حالت نہیں ہو سکتی بلکہ اس سے بہت زیادہ بری حالت ہے۔ محکمہ اس چیز کو چھپانے کے لئے صرف گول مول اور اپنے اوپر سے اتارنے والا جواب دے رہا ہے کہ اتنے مقدمات درج ہوئے ہیں اور کل تین بندے گرفتار ہوئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب!اگر آپ کو کہیں شک ہے تو اس پر نیا سوال دیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میرے پاس کچھ ہے ہی نہیں تو مجھے شک کہاں سے ہوگا؟ میں یہی حوالہ دے رہا ہوں کہ عباسی صاحب کے جواب کے اندر parawise detail دی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! آپ اس کی detail جس وقت لینا چاہیں تو لے سکتے ہیں۔ منسٹر صاحب! آپ انہیں detail دیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! detail مانگی تو ہے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! میں انشاء اللہ تعالیٰ ان کو detail دے دوں گا۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! یہ کب detail دیں گے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! انشاء اللہ تعالیٰ جلد دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ آپ کو آج ہی detail دے دیں گے۔ یہ تمام تھانوں کی اور تمام لوگوں کی detail دے دیں گے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میں ان کو detail کے لئے بتا دوں تاکہ confusion نہ رہ جائے۔ مجھے ہر پولیس سٹیشن جو ضلع قصور میں ہے، ان میں محکمہ جنگلات نے اپنی درخواستیں جمع کرائیں یا ایف آئی آرز 2008 سے 2013 تک درج کرائی ہیں ان کی detail چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ کل تک ان کو detail دے دیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! میں کل تک ان کو detail دے دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال نمبر 2362 جناب محمد عارف عباسی صاحب کا ہے۔ جی، عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2362 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع راولپنڈی: لکڑی چوری کے واقعات و دیگر تفصیلات

*2362: جناب محمد عارف عباسی: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گزشتہ پانچ سالوں میں ضلع راولپنڈی کے جنگلات کی لکڑی چوری کے کتنے واقعات ہوئے اور کتنے پرچے درج ہوئے؟

(ب) کتنی مقدار میں لکڑی چوری کی گئی اور چوری شدہ لکڑی کی مالیت کیا تھی؟

(ج) کتنی لکڑی کی برآمدگی ہوئی اور برآمد شدہ لکڑی کی مالیت کیا ہے۔ باقی ماندہ لکڑی کی مقدار بتائی جائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب آصف محمود ملک):

(الف) ضلع راولپنڈی میں سال 2008 سے سال 2013 تک لکڑی چوری کے 3495 واقعات پیش آئے جن میں سے 35 پرچے درج ہوئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

نام ڈویژن	تعداد واقعات	عوضانہ وصولی	تعداد پرچہ جات	کیفیت
راولپنڈی نارتھ	2097	14370106	21	ان کے خلاف کیس عدالت میں زیر سماعت ہیں۔
راولپنڈی ساؤتھ	1027	7114725	01	-ایضاً-
مری	371	3309515	13	-ایضاً-
میزان	3495	24794346	35	

(ب) ضلع راولپنڈی میں -/8027690 روپے مالیت کے درخت چوری ہوئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

نام ڈویژن	تعداد چوری شدہ درختان	مالیت چوری شدہ درختان
راولپنڈی ساؤتھ	34	-/150000
راولپنڈی نارتھ	335	-/2683075
مری	متفرق	-/5194615
میزان		-/8027690

(ج) ضلع راولپنڈی نارتھ فارسٹ ڈویژن میں 7738.23 مکسر فٹ لکڑی برآمد ہوئی جبکہ مری فارسٹ ڈویژن میں برآمد شدہ لکڑی کی مالیت 744800 روپے ہے۔ اس کے علاوہ مبلغ -/1140300 روپے کی لکڑی مری فارسٹ ڈویژن میں برآمد نہ ہوئی۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ جز(الف) میں انہوں نے جواب دیا ہے کہ 3495لکڑی چوری کے واقعات ہوئے اور مقدمات 35درج ہوئے ہیں۔ باقی جو 99.2فیصد واقعات ہیں ان کے مقدمات درج کیوں نہیں کئے گئے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! ان کے سوال کے جواب میں تفصیل دے دی گئی ہے۔ یہ اسی طرح ہی ہے جیسے میں پہلے سوال کا جواب دے رہا تھا کہ جن کے allegation خلاف تھا ان کے خلاف محکمانہ طور پر ان کے خلاف کارروائی کی گئی ہے اور recovery کی گئی ہے جن کے خلاف allegation تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! ڈیپارٹمنٹ اس میں خود بھی کارروائی کر سکتا ہے اور recovery ڈال سکتا ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(جناب محمد آصف ملک): جی، بالکل محکمہ کارروائی کر سکتا ہے۔ DFO صاحبان کے اختیارات میں ہے کہ وہ ان کے خلاف کارروائی کر سکتے ہیں اور ان کو بھاری جرمانہ عائد کر کے recovery بھی کرتے ہیں۔ ایف آئی آر ان واقعات کی درج ہوتی ہے جن واقعات کے خلاف محکمہ خود کارروائی نہیں کرتا۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ جواب بالکل گول مول سا ہے۔ میں اگلے جز(ب) پر آجاتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! اسی پر بات کر لیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں نے جز(ب) میں پوچھا ہے کہ کتنی مقدار میں لکڑی چوری ہوئی ہے اور چوری شدہ لکڑی کی مالیت کیا تھی؟ لکڑی کی مقدار کی بجائے یہاں درخت لکھ دیئے گئے ہیں اور مری کا جواب متفرق لکھ دیا گیا ہے۔ کیا محکمے کے پاس کوئی ریکارڈ نہیں ہے؟ میں نے مقدار پوچھی تھی اور انہوں نے مالیت بھی دی ہے تو مقدار کے بغیر مالیت کس طرح انہوں نے نکال لی ہے، اس کا وزیر موصوف جواب دے دیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! اس میں مری کی تفصیل نہیں دی گئی اور اس کی جگہ متفرق لکھ دیا گیا ہے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):جناب سپیکر!یہ fresh question بنتا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد عارف عباسی:جناب سپیکر!میں نے جز(ج) میں پوچھا تھا کہ کتنی لکڑی برآمد ہوئی، برآمد شدہ لکڑی کی مالیت کیا ہے اور باقی ماندہ لکڑی کی مقدار بتائی جائے؟ انہوں نے چوری شدہ لکڑی کی مالیت80لاکھ 27ہزار690روپے بتائی ہے جو لکڑی برآمد ہوئی ہے وہ7738.23مکسر فٹ ہے اور اس کی مالیت7لاکھ44ہزار800روپے ہے۔جو لکڑی برآمد نہیں ہوئی اس کی مالیت11لاکھ 40ہزار 300روپے ہے۔ محکمہ خود کہہ رہا ہے کہ جو لکڑی چوری ہوئی اس کی مالیت80لاکھ 27ہزار690روپے ہے اور جو برآمد ہوئی اس کی مالیت 7لاکھ 44ہزار800روپے ہے اور جو برآمد نہیں ہوئی اس کی مالیت 11لاکھ40ہزار300روپے ہے یعنی یہ 7اور11لاکھ ٹوٹل18 لاکھ 85ہزار ایک سو بن گئے تو باقی کے62 لاکھ روپے کہاں گئے، اس کی لکڑی کہاں ہے کیونکہ وہ برآمد میں ہے اور نہ ہی چوری میں ہے۔یہاں محکمہ جز(ب)میں خود مان رہا ہے کہ چوری شدہ لکڑی کی مالیت80لاکھ روپے ہے۔ جز(ج)میں جواب دیا جارہا ہے کہ برآمد شدہ لکڑی کی مالیت7لاکھ 44ہزار800روپے ہے اور جو برآمد نہیں ہوئی اس کی مالیت 11لاکھ 40ہزار300روپے ہے تو باقی62/60 لاکھ روپے کہاں ہیں؟اس کا جواب مجھے تفصیل سے چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی، منسٹر صاحب تفصیل سے ہی بتائیں گے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):جناب سپیکر!اس میں بھی یہی گزارش ہے کہ یہ معاملات عدالت میں ہیں اور ان کے خلاف ایف آئی آر درج کروائی گئی ہیں۔ recovery ان کی ہی ہوتی ہے جن کو محکمہ خود پکڑتا ہے۔ باقی جو معاملات عدالت میں جائیں تو عدالت نے ہی ان کا فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔

جناب محمد عارف عباسی:جناب سپیکر!اس میں مقدمے کی کون سی بات ہے؟ میں نے پوچھا ہے کہ لکڑی چوری کتنی ہوئی، برآمد کتنی ہوئی اور کتنی برآمد نہیں ہو سکی اس کا عدالت سے کیا تعلق ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):جناب سپیکر!اس کا جواب دے دیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:منسٹر صاحب!اس کا جواب دوبارہ پڑھ دیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):جناب سپیکر!اس کا جواب عباسی صاحب نے خود پڑھا ہے۔

جناب محمد عارف عباسی:جناب سپیکر!آپ کا بھی وقت ضائع کیا گیا ہے اور انتہائی ناقص جواب دیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:عباسی صاحب!آپ اس کی کیا تفصیل جاننا چاہتے ہیں؟

جناب محمد عارف عباسی:جناب سپیکر!میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ انہوں نے خود تسلیم کیا ہے کہ 80لاکھ کی لکڑی چوری ہوئی ہے اور تفصیل میں یہ 18لاکھ روپے کا حساب بتا رہے ہیں۔ جز(ج)میں یہ فرما رہے ہیں کہ جو لکڑی چوری ہوئی اس میں سے 7لاکھ 44ہزار800روپے کی برآمد ہو گئی ہے اور اگر آپ 7لاکھ 80ہزار روپے میں سے نکالیں تو بہت زیادہ رقم بنتی ہے جبکہ انہوں نے کہا ہے کہ جو لکڑی برآمد نہیں ہوئی وہ 11لاکھ 40ہزار300روپے کی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ محکمے کے پاس کوئی ریکارڈ نہیں ہے۔محکمے نے "اَنّے واہ" جواب دیئے ہیں اور ان کے پاس کوئی justification نہیں ہے۔ یہ آپ کے سوال میں سے سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:عباسی صاحب!ایک منٹ۔ منسٹر صاحب!یہ ٹوٹل لکڑی کی مالیت 80لاکھ روپے ہے اور لکڑی آپ نے 7لاکھ 44ہزار800روپے کی recover کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ باقی پیسے کہاں گئے؟

(اذانِ عصر)

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):جناب سپیکر!جز(ج)میں برآمد شدہ لکڑی کی تفصیلات ہیں۔ باقی جو معاملات ہیں ان کے کیس عدالت میں چل رہے ہیں۔

جناب محمد عارف عباسی:جناب سپیکر!میں کسی مقدمے کا نہیں پوچھ رہا۔انہوں نے جو جواب دیا ہے کہ 80لاکھ روپے کی چوری ہوئی ہے اور یہ جو مجھے تفصیل دے رہے ہیں وہ یہ دے رہے ہیں کہ ہم نے اتنی لکڑی برآمد کر لی ہے جبکہ اتنی برآمد نہیں ہوئی۔ اگر 7لاکھ 44ہزار800 کی لکڑی برآمد ہوئی ہے تو باقی 80لاکھ سے نکال کر برآمد میں نہیں آنی چاہئے تھی؟ یہ جز(ج)کا غلط جواب ہے یا جز(ب)کا غلط جواب ہے۔ان کے اپنے جواب میں contradiction ہے۔ جو جز(ب)میں جواب دے رہے ہیں وہ جز(ج)کے ساتھ totally contradict ہے۔آپ اس کو خود دیکھ لیں۔ عدالت کا اس سے کوئی تعلق

ہے اور نہ ہی مقدمے کا کوئی تعلق ہے۔ان کے اپنے جواب پر میں نے سوال اٹھایا ہے کہ انہوں نے جز(ج)کا غلط جواب دیا ہے یا جز(ب)کا غلط جواب دیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب!آپ نے جز(ب) میں لکھا ہے کہ ٹوٹل جو لکڑی چوری ہوئی ہے اس کی مالیت 80لاکھ 27ہزار 690روپے بنتی ہے جبکہ جز(ج) میں آپ نے اس کا جواب دیا ہے کہ جو recovery کی گئی ہے وہ 7لاکھ 44ہزار 800روپے ہے۔ جو بقیہ رقم بچتی ہے جس کی recovery نہیں کی گئی ہے وہ 11لاکھ 40ہزار 300روپے ہے۔ادھر ٹوٹل 80لاکھ روپے ہے جبکہ 11اور 7لاکھ روپے ملا کر 18لاکھ روپے کی detail ہے۔وہ پوچھ رہے ہیں کہ باقی کی رقم کہاں ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):جناب سپیکر!باقی recovery نہیں ہوئی جن کے خلاف ایف آئی آر درج ہوئی ہیں جن کا کیس عدالت میں ہے اور وہاں سے فیصلہ ہو گا تو recovery ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب!یہ 11لاکھ 40ہزار 300روپے کی لکڑی مری فارسٹ ڈویژن میں برآمد نہ ہوئی، یہ کیا ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):جناب سپیکر!یہ مری فارسٹ کا علیحدہ جواب ہے یہ جز(ج)کا جواب مری کے حوالے سے ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب!ٹھیک ہے اور ان کی یہ بات بالکل ٹھیک ہے۔ عباسی صاحب!اس میں راولپنڈی کا ہے جو ٹوٹل انہوں نے بتایا ہے۔اس میں آپ نے مری کا پوچھا ہے۔

جناب محمد عارف عباسی:جناب سپیکر!ضلع راولپنڈی ڈویژن نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:انہوں نے مری فارسٹ ڈویژن کی بات کی ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر!دیکھیں، راولپنڈی ساؤتھ اور راولپنڈی نارتھ مری جس میں کہوٹہ اور کلر کہار آتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:انہوں نے مری کی detail دی ہے۔ راولپنڈی ساؤتھ اور راولپنڈی نارتھ یہ سب ٹوٹل ملا کر ہیں۔

جناب محمد عارف عباسی:جناب سپیکر!میں on the record اس سے مطمئن نہیں ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! تیسری چیز یہ ہے کہ میں نے جز (ج) میں پوچھا تھا کہ باقی ماندہ لکڑی کی مقدار بتائی جائے جو برآمد نہیں ہوئی۔ اس میں انہوں نے 11 لاکھ 40 ہزار 300 روپے دے دیئے ہیں جبکہ میں نے اس کی لکڑی کی مقدار پوچھی تھی کہ کتنے فٹ لکڑی برآمد نہیں ہوئی؟ میں نے پیسوں کا نہیں پوچھنا تھا۔ ویسے مجھے نہیں پتا کہ یہ کس حساب سے لگاتے ہیں لیکن مجھے لکڑی کی مقدار پتا کرنی تھی کہ کتنی لکڑی برآمد نہیں ہوئی؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! اس کی آپ کے پاس کوئی detail ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! اس کی detail کا پتا کر کے عباسی صاحب کو بتا دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ اس کی پوری detail بتا دیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! انشاء اللہ detail ان کو مل جائے گی۔

جناب آصف محمود ملک: جناب سپیکر! مجھے ایک ضمنی سوال کرنا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آصف صاحب! پہلے ہی چار ضمنی سوال ہو چکے ہیں اور باقی بھی سوال ہیں۔ پلیز تشریف رکھیں۔ اگلا سوال بھی جناب محمد عارف عباسی صاحب کا ہے۔ کیا آپ اس سے مطمئن ہیں؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں اس سے بالکل بھی مطمئن نہیں ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، اپنا سوال نمبر بولیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2378 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

راولپنڈی: لکڑی چوری کے مقدمات میں گرفتار ملزمان کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2378: جناب محمد عارف عباسی: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 2008 سے 2013 تک راولپنڈی ڈویژن میں لکڑی چوری کے درج شدہ مقدمات کی تعداد، گرفتار ملزمان کی تعداد کیا تھی، کتنے مقدمات کے فیصلے ہوئے اور کتنے ملزموں کو قید اور جرمانے کی سزائیں ہوئی؟

(ب) کتنے ایسے مقدمات ہیں جن میں برآمدگی اور گرفتاریاں نہیں ہوئیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب آصف محمود ملک):

(الف) راولپنڈی ڈویژن میں 2008 سے 2013 تک لکڑی چوری کے درج شدہ مقدمات کی تعداد کی تفصیل ذیل ہے:

نمبر شمار	نام ضلع	سال	تعداد درج شدہ مقدمات	تعداد گرفتار شدہ ملزمان	کیفیت مقدمات		دی گئی سزائیں	
					فیصلہ شدہ	زیر سماعت	قید	جرمانہ
1	راولپنڈی	2008تا2013	35	60	06	29	–	27500/-
2	جہلم	2008تا2013	–	–	–	–	–	–
3	چکوال	2008تا2013	–	–	–	–	–	–
4	اٹک	2008تا2013	14	–	3	11	–	عدالت نے ملزمان بری کر دیئے۔
	میزان		49	60	09	40	–	27500/- روپے

(ب) مطلوبہ تفصیل درج ذیل ہے:

تعداد مقدمات جن میں گرفتاریاں نہ ہوئی ہیں۔	تعداد مقدمات جن میں مال مسروقہ برآمد نہ ہوا ہے۔		کیفیت
	تعداد مقدمات	مالیت	
11	07	140300/-	پچھلے 05 سال میں راولپنڈی ڈویژن میں کل 49 مقدمات درج ہوئے جن میں 71 ملزمان نامزد تھے ان میں سے 60 گرفتار ہوئے 11 ملزمان اشتہاری ہیں جبکہ باقی 07 عدد مقدمات میں برآمدگی نہ ہوئی ہے جن کی مالیت 11,40,300/- روپے ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میرا وزیر موصوف سے سوال ہے کہ پینتیس مقدمات 2008 سے 2013 تک درج ہوئے۔ اب پینتیس میں سے صرف چھ مقدمات کا فیصلہ ہوا، جرمانہ صرف 27 ہزار 500 روپے اور چوری 80 لاکھ 27 ہزار 690 روپے یعنی پانچ سالوں میں جرمانہ صرف 27 ہزار 500 روپے اور صرف چھ مقدمات کے فیصلے ہوئے اس کی وجہ کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):جناب سپیکر! یہ تو عدالت کی صوابدید پر ہے کیونکہ عدالت نے ہی فیصلہ کرنا ہے۔ ہم نے تو بڑی تفصیل کے ساتھ جواب دیا ہے کہ کتنے بندوں کے خلاف کارروائی ہوئی ہے، کتنے بندوں کو سزا ہوئی ہے اور کتنے بندوں کو بری کیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیا باقی کیس عدالت میں ہیں؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! کیا عدالت میں ان کے محکمے کے وکیل کیس pursue کر رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! کیا ڈیپارٹمنٹ اس کو pursue کر رہا ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری(جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! بالکل کر رہا ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ان کے محکمے کے پاس وکیل کرنے کا اختیار ہی نہیں ہے اور ان کا کوئی وکیل پیش نہیں ہوتا۔ 2010 میں پہلے مجسٹریٹ evidence پکڑتے تھے، جرمانہ کر دیتے تھے لیکن اب 2010 کے بعد کیس سول جج کے پاس چلے گئے ہیں اور وہاں ان کے محکمے کو اختیار ہی نہیں ہے کہ وکیل کرے۔ دوسرا پہلی پیشی پر ہی evidence والی گاڑی چھوڑ دی جاتی ہے اور مقدمے کا فیصلہ ہو ہی نہیں سکتا۔ وزیر صاحب کو چاہئے کہ وہ on ground دیکھیں کہ کیا ہو رہا ہے اور ان کے محکمے کی مجبوری کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تو عدالت کا کام ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: یہ جواب صحیح نہیں دے رہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! آپ ان کا جواب لے لیں۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ محکمہ pursue نہیں کر رہا جبکہ وہ کہتے ہیں کہ وکیل کر رہا ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ان کو وکیل کرنے کا اختیار ہی نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! عدالت میں کس طرح آپ کا ڈیپارٹمنٹ pursue کرتا ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری(جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! ہمارا ڈیپارٹمنٹ مدعی ہوتا ہے۔ ہم چالان بنا کر عدالت میں submit کرتے ہیں اور پراسیکیوٹر اس کی پیروی کرتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! اس کا جواب آپ کو مل گیا ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ بتائیں کہ ان پینتیس مقدمات میں evidence کی جو گاڑیاں ملوث تھیں ان میں سے کتنی گاڑیاں return کی ہوئی ہیں اور کتنی چھوڑ دی گئی ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! یہ آپ نہیں پوچھ سکتے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ اپنے محکمے سے پوچھ کر بتائیں۔ میں بتا رہا ہوں کہ پہلی پیشی پر گاڑی ملی بھگت سے چھوڑ دی جاتی ہے، مقدمے کا evidence ختم ہو جاتا ہے اور وکیل ہوتا نہیں ہے اس لئے جنگلات کو اربوں روپے کا نقصان ہوتا ہے۔ یہ تو لاکھوں کی بات ہے مگر اربوں کا نقصان ہوتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ سوال نہیں بنتا۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ میری بات تو سنیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں، عدالت میں ایک چیز زیر سماعت ہے تو ہم اس کی کیسے بات کریں؟ اگر ان کے محکمے کی کہیں پر negligence بنتی ہے تو آپ اس کو point out کریں وہ اس کا جواب دیں گے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ میری عرض سنیں۔ یہ مجھے black and white میں بتائیں کہ ان کا محکمہ وکیل کرتا ہے، اگر کرتا ہے تو ان پینتیس مقدمات میں کتنے وکیل کئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: وہ وکیل کی بات نہیں کر رہے۔ وہ تو عدالت میں چالان پیش کر دیتے ہیں۔ منسٹر صاحب! آپ پراسیکیوٹر کے متعلق بتائیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ گاڑیاں تو مال مقدمے کے طور پر پیش کی جاتی ہیں۔ اگر عباسی صاحب کے پاس ایسی کوئی مثال ہے تو وہ نشاندہی کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: گاڑی چھوڑنے کا اختیار محکمے کا ہے یا عدالت چھوڑتی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! عدالت سے اس کی سپرداری ہوتی ہے اور اگر عدالت چاہے تو وہ چھوڑتی ہے کیونکہ وہ مال مقدمہ ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! جب محکمے کا وکیل ہی نہیں ہوگا تو عدالت کیا کرے گی؟ جس کا وکیل ہوگا عدالت تو اسی کی بات مانے گی۔ آپ مانیں کہ یہ دونوں سوالوں کے جواب بالکل غلط ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں نے بھی سوال کرنا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ڈیپارٹمنٹ کے جو لوگ اس میں ملوث پائے جاتے ہیں اور جن سے recovery ہو جاتی ہے اُن کو کون چھوڑتا ہے، ڈیپارٹمنٹ چھوڑتا یا عدالت چھوڑتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! ڈیپارٹمنٹ کے جو لوگ اس میں ملوث ہوتے ہیں اُن کے خلاف آپ کیا کرتے ہیں؟

ڈاکٹر مراد راس: اسی طرح جن کے through recovery ہوتی ہے اُن کو کون چھوڑتا ہے، کیا ان کی responsibility ختم کی جاتی ہے کہ اُن کے اوپر کوئی مقدمہ چلے گا اور نہ ہی کوئی penalty پڑے گی، ایسا کون کرتا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ بتائیں کہ ڈیپارٹمنٹ کے لوگ اگر ملوث ہوتے ہیں تو اُن کو کس طرح چھوڑا جاتا ہے، کون چھوڑتا ہے اور کیا طریق کار ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! اُن کو چھوڑا کب جاتا ہے، ان لوگوں کو سزا دی جاتی ہے اور محکمہ سے dismiss کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جن سے recovery کی جاتی ہے ان کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: انہوں نے ڈیپارٹمنٹ یا افسران کی بات نہیں کی بلکہ عام لوگوں سے جو recovery ہو جاتی ہے اس کا انہوں نے جواب دیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب! انہوں نے اس کا in detail جواب دیا ہے کہ ان کے خلاف جرمانہ عائد کیا جاتا ہے شاید آپ اس وقت سن نہیں رہے تھے۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اس ڈیپارٹمنٹ کی آپ بہت مدد کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں بالکل مدد نہیں کر رہا بلکہ میں ان کے جواب کے حوالے سے بات کر رہا ہوں۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2499 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پرندوں کو پنجروں میں بند کرنے کو جرم قرار دلوانے کے لئے
مناسب قانون سازی کرنے کی تفصیلات

*2449: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بعض سنگدل لوگ پرندوں کو پکڑ کر پنجروں میں بند کر دیتے ہیں جس سے پرندے بھوک، پیاس اور گرمی و سردی کی شدت سے مر جاتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پرندے ماحول کو خوشگوار بناتے ہیں اور زہریلے کیڑوں مکوڑوں کو بھی کھا جاتے ہیں اور انسانوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں؟

(ج) اگر مذکورہ جزہائے کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متعلقہ قوانین میں مناسب ترمیم کر کے پرندوں کو پنجروں میں بند کرنے کو جرم قرار دلوانے کے لئے تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب آصف محمود ملک):

(الف) اکثر لوگ پرندوں سے محبت و دلچسپی اور شوق کے لئے مختلف انواع کے پرندے پالتے ہیں اور ان کی خوب دیکھ بھال کرتے ہیں۔ محکمہ تحفظ جنگلی حیات چند پرندوں کے پکڑنے پالنے و رکھنے اور خرید و فروخت کرنے کے لئے لائسنس بھی جاری کرتا ہے۔ کچھ کاروباری حضرات چند ایسے پرندوں کو جو کہ وائلڈ لائف ایکٹ 2007 کے دائرہ اختیار میں نہیں آتے ہیں کو چھوٹے پنجروں میں بند کر کے فروخت کرتے ہیں۔ اگر ایسے پرندے جنگلی حیات کے زمرے میں آتے ہوں تو محکمہ ایسے لوگوں کے خلاف وائلڈ لائف ایکٹ 2007 کے تحت کارروائی کرتا ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ج) جنگلی پرندوں کی مختلف اقسام کو وائلڈ لائف ایکٹ 2007 کے چار شیڈول I، II، III اور IV میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اس ہیئت کے اعتبار سے جنگلی پرندوں کی کنزرویشن اور پروٹیکشن کو یقینی بنایا جاتا ہے۔ وائلڈ لائف کا مستعد عملہ پنجاب بھر میں عوامی جگہوں پر دکانداروں،

شکاریوں، طیور ڈیلرز اور آزاد فروخت کنندگان کے خلاف وائلڈ لائف ایکٹ 2007 کی مختلف دفعات کے تحت کارروائی سرانجام دے رہا ہے لہذا موجودہ قوانین میں فی الحال کسی مزید ترمیم کی ضرورت نہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! محکمے نے سوال کے جز (ج) کے جواب میں کہا ہے کہ "وائلڈ لائف کا مستعد عملہ پنجاب بھر میں عوامی جگہوں پر دکانداروں، شکاریوں، طیور ڈیلرز اور آزاد فروخت کنندگان کے خلاف وائلڈ لائف ایکٹ 2007 کی مختلف دفعات کے تحت کارروائی سرانجام دے رہا ہے" میں اِن سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ بتا سکتے ہیں کہ اس ایکٹ کی منظوری کے بعد جس کا انہوں نے حوالہ دیا ہے کہ اب تک پنجاب میں کتنے مقدمات درج ہوئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! کیا اس وقت آپ کے پاس اس کی detail ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! ابھی اس وقت detail نہیں ہے لیکن ڈاکٹر صاحب کو انشاء اللہ تعالیٰ detail پہنچا دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! اس میں detail تو نہیں پوچھی گئی تھی۔ اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2471 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ملتان سرکل میں 2۔ارب کے 75 ہزار درخت کاٹ کر چوری کرنے کی تفصیلات

2471*: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گزشتہ دور حکومت کے دوران ملتان سرکل کے ساہیوال ڈویژن میں 2۔ارب سے زائد مالیت کے تقریباً 75 ہزار سرسبز درخت کاٹ کر چوری کر لئے گئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سابقا سیکرٹری فارسٹ ساجد چٹھہ نے اس چوری اور لوٹ مار کی ابتدائی تحقیقات کا حکم دیا اور اس ابتدائی انکوائری کے لئے چار رکنی کمیٹی مقرر کی، جسے بڑے پیمانے پر

بدعنوانیوں کے سراغ ملے اور انہوں نے 200 سے زائد سرسبز درختوں کے پاکپتن کنال سے کاٹ لئے جانے کے ثبوت جمع کئے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بعدازاں اس لوٹ مار کے ذمہ دار افسران جن میں ڈی ایف او ساہیوال رانا محمود احمد وغیرہ شامل تھے کو معطل کیا گیا اور سیکرٹری جنگلات سے کنزرویٹر آف فارسٹ ملتان سرکل کو مقدمہ درج کروانے کا حکم دیا؟

(د) اب تک سرسبز درختوں کی بڑے پیمانے پر چوری کی انکوائری کے کیا نتائج نکلے اور کیا کارروائی کی گئی، کون کون ذمہ دار ٹھہرا، تفصیلات سے مطلع فرمائیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب آصف محمود ملک):

(الف) درست نہ ہے بلکہ ڈویلپمنٹ سکیم کے تحت مختلف انہار سے ضرورت کے وقت سبز درختوں کا نیلام کیا گیا ہے۔ اسی طرح ساہیوال فارسٹ ڈویژن کی مختلف انہار سے گورنمنٹ کی ہدایات کے مطابق خشک وگرے پڑے درختوں کو بھی نیلام کرکے گورنمنٹ کو سال 04-2003 سے تاحال تقریباً مبلغ -/43,50,38,875 روپے کا ریونیو سرکاری خزانہ میں جمع کروا دیا گیا ہے۔

(ب) درست ہے۔ سیکرٹری جنگلات نے ایک کمیٹی مقرر کی۔ ساہیوال فارسٹ ڈویژن کے 58 افسران/اہلکاران کے خلاف محکمانہ کارروائی ہوئی اور جناب سیکرٹری جنگلات نے 17 اہلکاران کو نوکری سے برخاست کر دیا اور ریکوری عائد کی۔ سزاؤں کے خلاف اہلکاران نے PST میں اپیلیں دائر کیں۔ جس نے دوبارہ انکوائری کے احکامات جاری کئے۔ ڈی ایف او رحیم یار خان نے بطور اتھارٹی دوبارہ انکوائری کی اور تعدادی سات اہلکاران کو دوبارہ نوکری سے برخاست کر دیا اور بشمول دیگر 20 اہلکاران مبلغ -/8392638 روپے کی ریکوری عائد کرتے ہوئے دیگر سزائیں بھی دیں۔

(ج) رانا محمود احمد سابقہ ڈی ایف او ساہیوال و دیگر تین اہلکاران میں ایک فارسٹر اور دو فارسٹ گارڈ بھی شامل ہیں ان کو سیکرٹری جنگلات نے معطل کیا تھا جن کو بعدازاں بحال کر دیا گیا تھا۔ یہ بھی درست ہے کہ CF ملتان نے پرچہ پولیس درج کروایا تھا جن درختان بعدازاں 19 عدد کو بنیاد بنا کر مقدمہ درج کروایا گیا تھا۔ ان کا جرمانہ عوضانہ مبلغ -/199950 روپے متعلقہ اہلکاران نے فارسٹ ایکٹ 1927 کے تحت وصول کرکے سرکاری خزانہ میں جمع کروا دیئے

تھے۔ مقدمہ کے الزامات ثابت نہ ہونے پر مقدمہ مورخہ 2014۔10۔28 کو خارج کر دیا گیا۔

(د) سیکرٹری جنگلات نے تعدادی 58 اہلکاران بشمول رانا محمود احمد سابقہ ڈی ایف او ساہیوال کو چارج شیٹ کر کے تین رکنی کمیٹی تشکیل دی تھی جس نے 17 اہلکاران کو نوکری سے dismiss کر کے ریکوری عائد کی جبکہ دیگر اہلکاران اور سابقہ ڈی ایف او ساہیوال پر بھاری ریکوری عائد کی۔ سزاؤں کے خلاف ستائیس اہلکاران نے PST میں اپیلیں دائر کیں جس نے دوبارہ انکوائری کے احکامات جاری کئے اور ڈی ایف او رحیم یار خان کو اتھارٹی مقرر کیا۔ اتھارٹی نے دوبارہ انکوائری کرتے ہوئے تعدادی 7 اہلکاران کو نوکری سے دوبارہ dismiss کر دیا اور بشمول دیگر 20 اہلکاران کو مبلغ -/8392638 روپے ریکوری عائد کی اور دیگر سزائیں بھی دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (د) میں انہوں نے بتایا ہے کہ اہلکاران کے خلاف 83 لاکھ 92 ہزار 638 روپے recovery عائد کی گئی ہے اور دیگر سزائیں بھی دی گئی ہیں جو کافی پرانا معاملہ ہے۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو 83/84 لاکھ روپے recovery عائد کی گئی تھی اب تک اس میں کتنی رقم وصول ہو چکی ہے اور وصولی کا کیا طریق کار ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! اس میں کتنی recovery ہوئی ہے، کیا یہ سارے ہی پیسے وصول ہو گئے ہیں جو آپ نے detail دی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! میں گزارش کرتا ہوں کہ لوگ عدالت میں چلے گئے جس پر PST نے دوبارہ انکوائری افسر مقرر کیا۔ پھر دوبارہ انکوائری کی گئی جو جز (د) میں تفصیل کے ساتھ بتایا گیا ہے کہ پہلے جس افسر نے انکوائری کی تھی اس کے خلاف جو دوبارہ انکوائری افسر PST نے مقرر کیا تھا اس نے بالکل ہی انکوائری کو رد کر دیا اور اپنی انکوائری میں اس نے تفصیل کے ساتھ بتایا ہے کہ جن جن لوگوں کو ملوث پایا گیا ان کے خلاف کارروائی کی گئی۔ ان سے 7 لاکھ 13 ہزار روپے recovery کی تھی اور باقیوں کے خلاف کیس ہائی کورٹ میں زیر سماعت ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! انہوں نے دو جگہ ایک ہی طرح کا جواب دیا ہے۔ جب PST میں اپیل دائر ہوئی تو انہوں نے ڈی ایف او رحیم یار خان کو اتھارٹی مقرر کیا۔ اس نے دوبارہ انکوائری کی اور سیکرٹری صاحب نے سترہ اہلکاران نوکری سے برخاست کئے تھے جن میں سے دس کو بحال کر دیا گیا اور سات اہلکاران کو نوکری سے dismiss کر دیا گیا بشمول دیگر بیس اہلکاران کو کم و بیش 84 لاکھ روپے recovery عائد کی گئی۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس میں سے کتنی recovery ہوئی ہے کیونکہ انہوں نے جواب دیا ہے کہ یہ لوگ عدالتوں میں چلے گئے ہیں؟ یہ سات افسران جو dismiss ہو گئے یا دوسرے بیس اہلکاران ہیں ان میں سے کتنے لوگ اس decision کے خلاف عدالت میں چلے گئے ہیں جو ڈی ایف او رحیم یار خان نے کیا ہے؟ اس سارے معاملے کو ذرا elaborate کر دیں تاکہ اندازہ ہو جائے کہ محکمہ اس میں کیا کرتا ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب آصف محمود ملک): جناب سپیکر! سات لاکھ 13 ہزار 600 روپے ریکوری ہوئی اور سات اہلکاروں کو نوکری سے نکال دیا گیا ہے جو اس وقت عدالتوں میں چلے گئے ہیں، باقی ریکوری بھی انہی کے خلاف ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ان کا case سروسز ٹربیونل میں ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب آصف محمود ملک): جناب سپیکر! ان کے case اس وقت سروسز ٹربیونل میں زیر سماعت ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جو بیس اہلکار بحال ہوئے ہیں تو کیا انہیں بھی عدالت نے بحال کیا ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب آصف محمود ملک): جناب سپیکر! نہیں وہ بیس اہلکار نہیں ہیں۔ عدالت کے حکم پر انکوائری آفیسر نے ان کی بحالی کے لئے لکھا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سروسز ٹربیونل نے بحال نہیں کیا بلکہ ٹربیونل نے تو ایک اتھارٹی مقرر کر دی اور سیکرٹری کے فیصلہ کو set aside کرتے ہوئے ڈی ایف او رحیم یار خان کو اتھارٹی مقرر کیا جنہوں نے inquire کیا اور اس کے بعد دس اہلکاروں کو بحال کر دیا جبکہ سات کی دوبارہ سے نوکری سے dismissal کی recommendation کر دی، جو اصل میں حقیقت ہے۔ میں بس یہ پوچھ رہا ہوں کہ باقی جو اہلکار دوبارہ عدالت میں چلے گئے ہیں اور جس کی وجہ سے 84 لاکھ روپے کی ریکوری کے against صرف سات لاکھ روپے کی ریکوری تو بہت ہی hopeful صورتحال ہے اور یہ اس کو

elaborate کریں کہ یہ کیوں ہے اور محکمہ کیوں نہیں اس کا پیچھا کرتا کیونکہ 84لاکھ روپے کی ریکوری بھی محکمہ کے ذمہ دار افسران نے ہی عائد کی ہے جبکہ سات لاکھ روپے کے اوپر محکمہ مطمئن ہو کر بیٹھ گیا ہے تو very poor this is

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب آصف محمود ملک): جناب سپیکر! ان اہلکاروں نے دوبارہ سروسز ٹریبونل میں اپیلیں کیں جن کا case وہاں پر زیر سماعت ہے اور محکمہ اسے peruse کر رہا ہے کہ باقی اہلکاروں کی تنخواہوں سے ریکوری کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 2569 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: زو سفاری پارک اور چڑیا گھر میں ہلاک ہونے والے مور اور فیزنٹ کی تفصیلات

*2569: **محترمہ نگہت شیخ:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جنوری 2012 میں لاہور اور زو سفاری پارک میں رانی کھیت کے حملے کی وجہ سے 60 مور اور فیزنٹ ہلاک ہو گئے تھے، یہ کتنی مالیت کے تھے اور ان کو کہاں سے خرید ا گیا تھا؟

(ب) جنوری 2012 کے دوران لاہور چڑیا گھر میں رانی کھیت کی بیماری سے کل کتنے مور اور فیزنٹ ہلاک ہوئے نیز یہ مور اور فیزنٹ کتنی مالیت کے تھے، ان کو کب اور کہاں سے خریدا گیا اور ان کی خریداری پر کل کتنی رقم خرچ ہوئی، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب آصف محمود ملک):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔ جنوری 2012 رانی کھیت کی بیماری سے سفاری زو لاہور میں 60 مور اور فیزنٹ ہلاک ہوئے تھے جن کی مالیت 204542 روپے تھی۔ یہ جنگلی پرندے خرید نہیں ہوئے بلکہ مقامی طور پر سفاری پارک میں ہی افزائش ہوئے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ جنوری2012لاہور چڑیا گھر میں رانی کھیت کی وجہ سے کوئی مور یا فیزنٹ ہلاک نہیں ہوا نیز مور اور فیزنٹ خریدے نہیں جاتے بلکہ مقامی طور پر یہاں چڑیا گھر میں ہی افزائش ہوتے ہیں۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! جز(الف) میں کہا گیا ہے کہ 2012 میں رانی کھیت کی بیماری سے سفاری Zoo لاہور میں 60 مور اور فیزنٹ ہلاک ہوئے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اتنی بڑی تعداد میں پرندے ہلاک ہوئے تو محکمہ نے بروقت اقدامات کیوں نہیں کئے اور کیا ہلاک ہونے والے پرندوں کی کمی پوری کرنے کے لئے محکمہ کوئی اقدامات کر رہا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب آصف محمود ملک): جناب سپیکر! پورے پاکستان میں رانی کھیت کی بیماری آئی تھی جس کی وجہ سے سفاری Zoo میں یہ مور اور فیزنٹ ہلاک ہوئے تھے۔ اس کے بعد ہم جانوروں اور پرندوں کی باقاعدہ ویکسینیشن کروا رہے ہیں اور پوری توجہ کے ساتھ ان کی صحت کا خیال رکھا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ بیماری سے بچاؤ کے لئے بروقت تدابیر کی جائیں گی۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے کہا کہ 2012 سے یہ تفتیش کروا رہے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، نہیں۔ تفتیش نہیں کروا رہے بلکہ انہوں نے کہا ہے کہ پورے پاکستان میں رانی کھیت کی بیماری آئی تھی جس کی وجہ سے یہ ہوا ہے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! میرا اسی سے related سوال تھا کہ مرنے والے پرندوں کی کمی کو پورا کرنے کے لئے یہ کیا اقدامات کر رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! اس سوال میں کہیں اس حوالے سے تفصیل نہیں مانگی گئی۔ اگر ہے تو منسٹر صاحب جواب دے دیں۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! میرا اس حوالے سے ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! یہ تو نیا سوال بنتا ہے کہ اس کے لئے کیا کر رہے ہیں۔ منسٹر صاحب! آپ کے پاس کوئی جواب ہے کہ مرنے والے پرندوں کی کمی پورا کرنے کے لئے کیا کر رہے ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب آصف محمود ملک): جناب سپیکر! الحمدللہ وہاں پر پرندوں کی افزائش نسل کر رہے ہیں اور انشاء اللہ وہ کمی جلد پوری ہو جائے گی بلکہ اس سے بہتر جانور ہم زو سفاری میں لا رہے ہیں اور اسے ہم ایک ماڈل پارک بنائیں گے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! مجھے کچھ سمجھ نہیں آئی۔ جز (ب) میں کہا گیا ہے کہ کوئی مور یا فیزنٹ رانی کھیت کی وجہ سے نہیں مرا تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 2012 میں کوئی مور یا فیزنٹ مرے ہیں تو ان کی تعداد کتنی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: انہوں نے کہا ہے کہ کوئی نہیں مرا۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! رانی کھیت کی وجہ سے کوئی نہیں مرا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب آصف محمود ملک): جناب سپیکر! چڑیا گھر میں رانی کھیت کی بیماری کی وجہ سے 2012 میں کوئی مور یا فیزنٹ نہیں مرا۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! کیا کوئی ریسرچ کی گئی ہے کہ یہ بیماری کیوں ہوئی کیونکہ ویکسین تو پھر ہی تیار ہو گی؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! رانی کھیت کی بیماری کی کوئی ویکسین تیار کی گئی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب آصف محمود ملک): جناب سپیکر! میں یہی بتا رہا ہوں کہ اس کی ویکسین تیار ہو گئی ہے اور پرندوں کی proper ویکسینیشن ہو رہی ہے اور اس بیماری سے بچاؤ کے لئے وہاں پر تعینات ڈاکٹر care کرتے ہیں۔ چونکہ یہ بیماری عام ہے اور نہ صرف پاکستان بلکہ پوری دنیا میں ہے اور اس کی ویکسینیشن ہو رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اگلا سوال چودھری اشرف علی انصاری صاحب کا ہے۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! سوال نمبر 2863 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع گوجرانوالہ: محکمہ جنگلات کی اراضی و دیگر تفصیلات

*2863: چودھری اشرف علی انصاری: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ جنگلات کی اراضی کہاں کہاں واقع ہے، کتنی اراضی پر جنگل ہے اور کتنی خالی پڑی ہے؟

(ب) مذکورہ ضلع میں 2010 سے آج تک کتنی لکڑی فروخت کی گئی اور اس کی مد میں جتنی رقم حاصل ہوئی، اس کی تفصیل فراہم کریں؟

(ج) درج بالا ضلع میں 2010 سے آج تک کتنی لکڑی کہاں کہاں چوری ہوئی، چوری میں ملوث ملزمان کے خلاف درج مقدمات کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(د) کتنے سرکاری ملازمین لکڑی چوری میں ملوث پائے گئے اور ان کے خلاف کیا کیا محکمانہ کارروائی عمل میں لائی گئی؟

(ہ) کتنے لکڑی چوری کے مقدمات عدالتوں میں ریفر کئے گئے، تفصیل فراہم کریں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب آصف محمود ملک):

(الف) گوجرانوالہ فارسٹ ڈویژن گوجرانوالہ میں سرکاری اراضی کی تفصیل درج ذیل ہے:

بیلہ جات

نمبر شمار	نام جنگل	نام تحصیل	رقبہ تعدادی ایکڑ زمین	شجرکاری شدہ رقبہ جات	دریا برد	خالی رقبہ جات
1	بیلہ ٹھٹھہ فقیر اللہ	وزیر آباد	537-0-0 ایکڑ	507-0-0	-	30-0-0
2	بیلہ ہری پور	وزیر آباد	177-6-16 ایکڑ	157-6-16	-	20-0-0
3	بیلہ ڈھونیکے	وزیر آباد	106-3-14 ایکڑ	100-3-14	6	0-0-0
4	بیلہ رام پورہ	وزیر آباد	265-6-0 ایکڑ	50-0-0	141	74-6-0
5	بیلہ بھگوان پورہ	وزیر آباد	890-6-11 ایکڑ	350-0-0	515	25-6-11
6	کوٹ بیلہ	وزیر آباد	683-3-0 ایکڑ	415-0-0	218	50-3-0
7	بیلہ رخسنگھ پورہ	وزیر آباد	547-0-0 ایکڑ	0-0-0	527	20-0-0
8	بیلہ بہروپ گڑھ	وزیر آباد	643-1-2 ایکڑ	100-0-0	474	69-1-2
9	بیلہ کاہن گڑھ	وزیر آباد	518-0-5 ایکڑ	40-0-0	478	0-05

(ب) سال2010تا2013، 1,38,552مکسر فٹ لکڑی کاٹ کر بیچی گئی اور-/2,71,515 شیشم یونٹ کھڑے درختان از قسم سفیدہ، کیکر، شیشم وغیرہ فروخت کئے گئے جس سے محکمہ نے مبلغ-/10,78,44,873روپے آمدن حاصل کی۔

(ج) ضلع گوجرانوالہ میں2010سے اب تک مختلف انہار کے کنارہ جات اور سڑکات کے گرد اگرد اور بیلہ جات مختلف درختان گاہے بگاہے چوری ہوتے رہے جن کے ملزمان کے خلاف کارروائی جنگلات ایکٹ1927ترمیم شدہ2010لائی گئی ملزمان کو عدالت مجاز سے قرار واقعی سزائیں ہوئیں۔

نمبر شمار	سال	تعداد ایف آئی آر	تعداد درختان	تخمینہ نقصان
1	2010	17	175	19,41,060/-
2	2011	29	329	23,28,470/-
3	2012	01	07	28,420/-
4	2013	05	13	2,34,000/-

(د) 2010تا 2013تک42سرکاری ملازمین کے خلاف پیڈا ایکٹ2006کے تحت کارروائی ضابطہ عمل میں لاتے ہوئے رقم مبلغ-/2,02,98,252روپے کی ریکوری ڈالی گئی اور دو ملازمین کو نوکری سے برخاست کرنے کے علاوہ بقایا ملازمین کی سالانہ ترقی روک دی گئی اور کچھ ملازمین کی دو سال کی سروس ضبط کر لی گئی۔

(ہ) جتنے لکڑی چوری کے مقدمات عدالتوں میںreferکئے گئے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

سال	تعداد کیسز	رقم
2010	19	4,54,480/-
2011	31	27,88,065/-
2012	-	-
2013	05	2,29,100/-

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! جز(الف) کے جواب میں، اگر اس کے آخر سے پہلے تین کالم کو دیکھیں تو اس میں شجر کاری شدہ رقبہ جات، دریا بُرد اور خالی رقبہ جات کا ذکر ہے۔ شجر کاری شدہ رقبہ کا ٹوٹل کریں تو وہ تقریباً1700ایکڑ بنتا ہے اور دریا بُرد رقبہ تقریباً2300ایکڑ بنتا ہے جبکہ خالی چھوڑ ہوا رقبہ تقریباً300ایکڑ بنتا ہے۔1700ایکڑ رقبے پر جو جنگلات کاشت ہوئے تو اس کے آگے لکھا ہوا ہے کہ10کروڑ78لاکھ سے زائد کی آمدن ہوئی تو میری گزارش یہ ہے کہ1700ایکڑ رقبے پر کاشت کر کے اتنی رقم حاصل ہوئی تو اگر ہم2300ایکڑ دریا برد ہونے والے اور تین سو ایکڑ خالی رقبہ جو ویسے ہی پڑا ہوا ہے، میں وضاحت کر دوں کہ یہ جواب نامکمل ہے کیونکہ جواب میں دیا گیا سارا رقبہ تحصیل وزیر

آباد کا ہے حالانکہ ضلع گوجرانوالہ میں اس کے علاوہ چار اور بھی تحصیلیں ہیں لیکن ان کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا تو یہ اتنا رقبہ جو خالی چھوڑا گیا ہے یہ کب سے خالی پڑا ہے، کیوں خالی پڑا ہے، اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمادیں اور کیا یہ محکمہ کی غفلت نہیں ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! یہ رقبہ کیوں خالی پڑا ہوا ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب آصف محمود ملک): جناب سپیکر! محترم ممبر کے سوال کا تفصیل کے ساتھ جواب دیا گیا ہے۔ شجرکاری مہم جاری ہے اور میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ 288 ایکڑ خالی رقبہ پر محکمہ انشاء اللہ تعالیٰ شجرکاری کرے گا اور اسے آباد کیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب تک کیوں نہیں ہوا؟

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! یہ رقبہ کب سے خالی پڑا ہے اور کیوں نہیں شجرکاری کی گئی اور اگر پچھلے دور میں نہیں کی گئی تو اس کی آئندہ کیا گارنٹی ہوگی؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب آصف محمود ملک): جناب سپیکر! محکمہ اپنے وسائل کے مطابق خرچ کر سکتا ہے اور ہم اس رقبے کو آہستہ آہستہ آباد کر رہے ہیں اور آپ دیکھیں کہ 1719 ایکڑ رقبہ آباد ہو چکا ہے اور 288 ایکڑ رقبہ باقی ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ آنے والے سال میں اسے بھی آباد کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ کہتے ہیں کہ آنے والے سال میں اسے بھی آباد کریں گے۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! جز (ج) میں انہوں نے 2010, 2011, 2012 اور 2013 میں درج ہونے والے مقدمات کی تعداد mention کی ہے جو کہ 1,17,19 اور پانچ تو کیا 2012 میں صرف ایک ایف آئی آر درج ہوئی ہے، اگر یہ واقعی صحیح ہے تو بلا شبہ outstanding performance ہے اور اس عرصہ کے دوران جو لوگ وہاں پر تعینات تھے تو کیا انہیں انعام واکرام سے نوازا گیا کیونکہ یہ تو بہترین کارکردگی ہے اور مجھے یہ خواب لگ رہا ہے اس لئے یہ اس کی وضاحت کر دیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: انصاری صاحب! یہ تو ان کی ذمہ داری ہے۔ منسٹر صاحب صرف ایک ایف آئی آر کیوں درج ہوئی ہے زیادہ کیوں نہیں ہوئیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب آصف محمود ملک): جناب سپیکر! جتنی چوریاں ہوں گی اسی کے مطابق ایف آئی آر درج ہوں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: انصاری صاحب! وہ کہتے ہیں کہ جتنی چوریاں ہوں گی اتنی ہی ایف آئی آر درج ہوں گی۔ اگر زیادہ کروانی ہیں تو آپ بتا دیں۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! 2010 میں 17 مقدمات درج ہوئے، 2011 میں 29 مقدمات درج ہوئے اور اگر جز (د) دیکھیں تو عدالتوں میں جو refer cases کئے گئے ہیں ان کی تعداد 19 اور 31 بتائی گئی ہے، مقدمات درج کم ہو رہے ہیں اور refer زیادہ کئے جاتے ہیں تو یہ logic میری سمجھ میں نہیں آئی اس لئے اس کی وضاحت کر دیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: انصاری صاحب! وہ پہلے بھی اس کا جواب دے چکے ہیں کہ محکمہ خود ریکوری کر لیتا ہے، ڈی ایف او کے پاس اختیار ہے جو موقع پر ریکوری کر لیتے ہیں تو وہ case عدالتوں کو نہیں بھیجے جاتے اور جن کی ریکوری نہیں ہوتی وہ ایف آئی آر درج کر کے عدالت کو case بھیج دیا جاتا ہے۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! میری ایک چھوٹی سی خواہش ہے وہ پوری کروا دیں کہ جز (ج) میں انہوں نے لکڑی کی چوری کا تخمینہ لگایا ہوا ہے جس کی اگر total مالیت لگائیں تو وہ تقریباً 44 لاکھ روپے بنتی ہے اور جز (د) میں انہوں نے ملازمین پر جو ریکوری ڈالی ہے وہ تقریباً دو کروڑ دو لاکھ روپے ہے تو پچھلے سوال میں جو کمی تھی اس میں اضافہ آگیا ہے اس لئے اس کی یہ وضاحت کر دیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب آصف محمود ملک): جناب سپیکر! ان کے سوال کا بڑی تفصیل کے ساتھ جواب دیا گیا ہے تو یہ کون سی چیز کی وضاحت چاہ رہے ہیں؟

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! جز (ج) کے جواب میں آپ نے ٹیبل بنا کر جوابات دیئے ہیں تو اس کے تخمینہ نقصان کے کالم کا اگر ہم total کرتے ہیں تو وہ تقریباً 44 لاکھ روپے بنتا ہے جبکہ جز (د) کے جواب میں ملازمین سے ریکوری دو کروڑ اور دو لاکھ روپے بنتی ہے تو یہ بڑا فرق ہے کیونکہ چوری کا تخمینہ کم ہے اور ریکوری زیادہ ہے جبکہ پچھلے سوالات میں نقصان زیادہ تھا اور recovery کم تھی تو میں اس کی وضاحت چاہ رہا ہوں؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ نے اس میں زیادہ پیسے کیوں recover کر لئے ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری(جناب آصف محمود ملک): جناب سپیکر!ان کے خلاف ضابطے کے مطابق جو کارروائی بنتی تھی وہ ہم نے کی ہے اور ان سے recovery کر لی ہے۔ انصاری صاحب کے علم میں ہو گا کہ چوری کی جتنی مالیت ہوتی ہے اس سے پانچ گنا زیادہ تاوان وصول کیا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس سے پانچ گنا زیادہ تاوان وصول کیا جاتا ہے؟ اگلا سوال محترمہ سعدیہ سہیل رانا صاحبہ کا ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: صدیق خان صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 2975 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں جنگلات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2975: **محترمہ سعدیہ سہیل رانا:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب کے کن کن اضلاع میں جنگلات کتنے کتنے رقبہ پر مشتمل ہیں؟

(ب) جنگلات کی کتنی زمین لیز پر ہے اور اس سے حکومت کو کل کتنی آمدن سالانہ ہوئی ہے؟

(ج) محکمہ جنگلات کی اراضی لیز پر لینے کا کیا طریق کار ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری(جناب آصف محمود ملک):

(الف) پنجاب میں جن جن اضلاع میں جنگلات کا رقبہ ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	ضلع	Compact Plantation	Linear Plantation (Road side, Canal side, Rail side)
1	بہاولپور	178126.52	3,175
2	بہاولنگر	23968.88	3,027
3	رحیم یار خان	49125.83	3,737
4	ڈی جی خان	144608.62	1,319
5	لیہ	34794.89	1,965
6	مظفر گڑھ	101373.74	2,504
7	راجن پور	34663.98	1,395
8	فیصل آباد	5611.84	3,692

9	چنیوٹ	1489.41	
10	جھنگ	17082.52	1,601
11	ٹی ٹی سنگھ	12564.89	- -
12	گوجرانوالہ	2504.58	2,307
13	گجرات	16203.3	1,829
14	حافظ آباد	4137.25	-
15	منڈی بہاؤالدین	2178.54	-
16	نارووال	12453.74	-
17	سیالکوٹ	15640.04	1,117
18	لاہور	2388.49	2,504
19	قصور	13772.72	996
20	ننکانہ صاحب	2635.49	-
21	شیخوپورہ	4843.67	-
22	اوکاڑہ	6866.6	1,134
23	راولپنڈی	312099.32	110
24	اٹک	163071.87	679
25	چکوال	242151.39	415
26	جہلم	105019.46	275
27	ساہیوال	11525.02	5,710
28	پاکپتن	1573.39	-
29	ملتان	-	3,687
30	خانیوال	7790.38	-
31	لودھراں	1842.62	-
32	وہاڑی	489.06	-
33	سرگودھا	1442.48	795
34	بھکر	156212.68	1,365
35	خوشاب	100116.51	1,123
36	میانوالی	39695.37	1,080
37	ٹوٹل	16,39,497	47,307

(ب) پنجاب میں محکمہ جنگلات کا کوئی رقبہ لیز پر ہے اور نہ ہی کوئی سالانہ آمدنی ہوتی ہے۔

(ج) ترمیم شدہ ایکٹ 2010 جو کہ اکتوبر 2010 سے نافذ ہو گیا ہے اب فارسٹ کا رقبہ سوائے شجرکاری کے اور کسی مقصد کے لئے استعمال نہیں کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی کسی ادارے یا شخص کو لیز پر دیا جا سکتا ہے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! جز(الف) کے جواب میں انہوں نے لکھا ہے کہ compact plantation تو یہ اس کو ذرا explain کریں گے کہ یہ رقبہ ہے یا درختوں کی تعداد ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ نے کیا کہا ہے، کون سے جز کی بات ہے؟

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! انہوں نے جز(الف) کے جواب میں چارٹ دیا ہوا ہے جس میں رقبہ کا پوچھا گیا تھا جبکہ اس میں دیا ہوا ہے compact plantation, what is this?

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر موصوف! فرمائیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک آصف محمود): جناب سپیکر! بڑی تفصیل کے ساتھ جواب دیا گیا ہے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! یہ کیا ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک آصف محمود): جناب سپیکر! انہوں نے رقبہ کی تفصیل پوچھی ہے اور یہ رقبہ کی تفصیل دی گئی ہے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! ٹھیک ہے یہ ایکڑ ہے، انہوں نے اس میں جوراجن پور کا رقبہ دیا ہے تو کیا یہ درست ہے کہ اس کے آدھے سے زیادہ رقبہ پر ناجائز قابضین کا قبضہ ہے جس میں کئی سیاسی عمائدین ملوث ہیں تو کیا آپ مجھے اس رقبہ کا جواب دینا پسند کریں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک آصف محمود): جناب سپیکر! اس میں department نے demarcation کی ہے اور 4 ہزار ایکڑ رقبہ recover بھی ہو گیا ہے۔ ہم نے وہاں پر شجرکاری بھی شروع کی ہوئی ہے اور باقی رقبہ بھی جن لوگوں کے قبضے میں ہے ہم پوری force کے ساتھ ان سے قبضہ واپس لیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! اس رقبہ کے لئے جو آپ کام کر رہے ہیں، آپ نے جتنا واپس حاصل کر لیا ہے اور جو رہ گیا ہے تو اس کے لئے اسمبلی سے ایک کمیٹی بنائی جائے جو اس معاملے کو دیکھے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! وہ میرا اختیار ہے تو مجھ سے کہہ دیں انہوں نے کیا کرنا ہے؟

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے آپ سے ایک درخواست ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ ضمنی سوال کر لیں، اُس پر آپ کوئی resolution یا قرارداد لے کر آئیں تو اس پر بات کریں گے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! کیا حکومت کوئی ایسا ارادہ رکھتی ہے یا اس بارے میں مزید اقدام کرنا چاہتی ہے؟ میری یہ درخواست ہے کہ اسمبلی میں سے ایک کمیٹی بنائی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: انہوں نے اس کا جواب دے دیا ہے کہ 4 ہزار ایکڑ recover ہو گیا ہے باقی بھی وہ recover کر رہے ہیں اور اس میں plantation ہو رہی ہے

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! کیا منسٹر صاحب اس کی مدت بتا سکتے ہیں کہ کب تک یہ recover ہو جائے گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک آصف محمود): جناب سپیکر! انشاء اللہ جلد از جلد recover کر رہے ہیں اور ہم demarcation کروا کر ایوان میں آپ کو بتائیں گے کہ ہم نے سارا رقبہ واگزار کروا لیا ہے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! منسٹر صاحب اس بارے میں detail دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وہ کہہ رہے ہیں کہ بہت جلد کر دیں گے۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک آصف محمود): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

لاہور: چڑیا گھر کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*1271: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں چڑیا گھر کا کل رقبہ کتنا ہے؟

(ب) چڑیا گھر میں کل کتنے جانور ہیں جو باہر کے ملکوں سے منگوائے گئے ہیں، ان کی تعداد علیٰحدہ نسل وار بتائیں؟

(ج) جو نایاب جانور ہیں ان کی افزائش نسل کے لئے پنجاب حکومت کیا کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب آصف محمود ملک):

(الف) چڑیا گھر لاہور کا کل رقبہ 25 ایکڑ ہے۔

(ب) چڑیا گھر میں باہر سے منگوائے گئے جانوروں کی کل اقسام 62 ہیں اور ان کی کل تعداد 538 ہے۔ لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) چڑیا گھر انتظامیہ نے نایاب جانوروں کی افزائش نسل کے لئے بھرپور اقدامات کئے ہیں۔ جن کی تفصیل درج ہے:

1. نایاب جانوروں کو چڑیا گھر کی انتظامیہ خصوصی توجہ دے رہی ہے اور ان کی صحت اور افزائش نسل کے لئے ہر ممکن اقدامات کیے جاتے ہیں۔
2. نایاب جانوروں کو ان کے قدرتی ماحول سے قریب تر رکھا جاتا ہے۔
3. جانوروں کو جوڑے کی شکل میں رکھا جاتا ہے تاکہ ان کی افزائش نسل ہوتی رہے۔
4. افزائش نسل کے لئے جانوروں کو ان کی غذا حفظان صحت کے اصولوں کو مد نظر رکھ کر دی جاتی ہے۔
5. جانوروں کی بہتر صحت کے لئے خوراک میں سپلیمنٹ دیئے جاتے ہیں۔

پی پی-130 ڈسکہ میں شجر کاری مہم کی تفصیلات

*1901: جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی-130 ڈسکہ گزشتہ تین سالوں میں محکمہ جنگلات نے کتنے درخت لگائے؟

(ب) کیا محکمہ جنگلات رواں سال شجرکاری مہم کے دوران پل نہر بی آر بی چیمہ ہسپتال پل نہر بی آر بی پل بھروکے تک نہر کے دونوں اطراف وکلاء چیمبرز نیو کچہری ڈسکہ پر بقین یا سکھ چین کے سایہ دار درخت لگانے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب آصف محمود ملک):

(الف) حلقہ پی پی۔130 میں پچھلے تین سالوں میں درج ذیل رقبہ جات پر شجرکاری کی گئی۔

نمبر شمار	سال	نام سکیم / پراجیکٹ	نام رقبہ	رقبہ تعدادی جس پر شجرکاری کی گئی	تعداد پوداجات فی ایکڑ/یونیومیل	کل پوداجات جو لگائے گئے	قسم پوداجات لگائے گئے
1	2010-11	نارمل بجٹ (Non-Development)	بی آر بی RD11-19/L	20یونیومیل	500	10000	سفیدہ اور کیکر
2	2011-12	Replenishment Plan	نانو کی جنگل	11ایکڑ	726	7986	سفیدہ اور کیکر
3	2012-13	نارمل بجٹ (Non-Development)	نانو کی جنگل	21ایکڑ	435	9135	سفیدہ اور کیکر

(ب) پل نہر بی آر بی چیمہ ہسپتال کچہری روڈ انتہائی مصروف ترین جگہ پر واقع ہے۔ پختہ سڑک کے دونوں جانب زمین نہ ہونے کی وجہ سے شجرکاری ممکن نہ ہے۔

تحصیل ڈسکہ کی سڑکات کے دونوں اطراف پر شجرکاری کی تفصیل

*1902: جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل ڈسکہ میں بمبانوالہ سے بھاڈیوالہ تک براستہ طوطی چک اور نیا کیلہ سے میترانوالی تک اور میترانوالی سے بھاڈیوالہ تک سڑک کے دونوں اطراف کسی قسم کے سایہ دار درخت لگائے جاسکتے ہیں؟

(ب) کیا محکمہ شجرکاری مہم کے دوران مذکورہ بالا سڑکوں پر پودے لگانے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب آصف محمود ملک):

(الف) معزز ایوان کو آگاہ فرمایا جائے کہ اس سڑک پر شیشم، کیکر، نیم، بکائن، ارجن کے پودہ جات لگائے جاسکتے ہیں۔

(ب) ان سڑکات پر صرف چار یونیومیل شجرکاری ہوسکتی ہے۔ ضلعی حکومت سیالکوٹ دوران ماہ فروری، مارچ دو ہزار پودہ جات لگانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

ضلع گجرات: محکمہ جنگلات کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*3162: میاں طارق محمود: کیا وزیر جنگلات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں محکمہ جنگلات کا کل رقبہ کتنا ہے اور کہاں کہاں ہے؟

(ب) اس ضلع میں کہاں کہاں جنگل موجود ہے اور کہاں کہاں کتنا رقبہ خالی پڑا ہے؟

(ج) اس ضلع میں کون کون سے درخت ان جنگلات میں ہیں؟

(د) اس وقت اس ضلع میں سوختہ لکڑی کہاں کہاں کب سے پڑی ہوئی ہے؟

(ہ) اس ضلع میں موجود سوختہ لکڑی کو حکومت کب تک فروخت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب آصف محمود ملک):

(الف،ب) دونوں سوال تقریباً ایک ہی طرح کے ہیں اس لئے ان دونوں سوالوں کا جواب اکٹھا دیا جا رہا ہے مکمل تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام جنگل	تحصیل	کل رقبہ (ایکڑ)	خالی رقبہ (ایکڑ)
1	دھول جنگل	گجرات	550	300
2	بہلپور جنگل	گجرات	53	43
3	پنڈی تاتار	گجرات	303	148
4	نت	گجرات	244	48
5	سادھوکی	گجرات	34	04
6	کوٹلی گوئیاں	گجرات	62	32
7	سیاں	گجرات	37	03
8	رنگانوالہ	گجرات	32	0
9	جلالپور صوبتیاں	گجرات	282	0
10	کڑیانوالہ	گجرات	389	130
11	ہانڈہ	گجرات	57	50
12	ماڑی رکھ	گجرات	105	105
13	بہلپور	گجرات	537	437
14	سماں موہلہ	گجرات	152	152
15	ماڑی کھوکھراں	گجرات	22	15
16	کھڑکا	سرائے عالمگیر	15	15
17	گڑھا	سرائے عالمگیر	15	15
18	بھلووال غربی	سرائے عالمگیر	12	12
19	کھدریالہ	سرئے عالمگیر	10	10
20	شیخ پور	کھاریاں	107	80
21	بٹر	کھاریاں	79	79
22	بھنڈگراں	کھاریاں	238	0
23	سدوال براہمناں	کھاریاں	366	0
24	چیچیاں	کھاریاں	12	0

25	گلیانہ	کھاریاں	99	0
26	گڑھی باہو	کھاریاں	142	132
27	پرسوال	کھاریاں	59	27
		کل رقبہ	4013	1837

اس کے علاوہ 390میل رقبہ مختلف سڑکات، ریلوے لائن اور انہار پر مشتمل ہے۔

(ج) ضلع گجرات کے جنگلات میں شیشم، سفیدہ، کیکر مسکٹ وغیرہ کے درخت پائے جاتے ہیں۔

(د) ضلع گجرات میں کوئی سوختہ لکڑی نہ پڑی ہے۔

(ہ) چونکہ کوئی سوختہ لکڑی نہ پڑی ہے اس لئے فروخت کا کوئی سوال نہ ہے۔

ضلع اوکاڑہ: وائلڈ لائف پارک کی تکمیل کی تفصیلات

*3195: میاں خرم جہانگیر وٹو: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے ضلع اوکاڑہ میں ہیڈ سلیمانکی کے مقام پر 5کروڑ روپے کی لاگت سے وائلڈ لائف پارک بنانے کا منصوبہ مالی سال 13۔2012 میں شروع کیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے اس منصوبہ کا سنگ بنیاد بھی رکھ دیا ہے لیکن اس منصوبہ پر پانچ کروڑ مختص ہونے کے باوجود اس پر کام ادھورا چھوڑ دیا گیا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس منصوبہ کو فوری مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب آصف محمود ملک):

(الف) یہ درست نہ ہے تاہم وائلڈ لائف پارک سلیمانکی ضلع اوکاڑہ 1994 تا 1998 میں تعمیر ہوا 12۔2011 سے اس کی از سر نو بحالی و تزئین کا کام جاری ہے جس کی مکمل لاگت چار کروڑ بیاسی لاکھ روپے ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے منصوبہ پر کام جاری ہے اور ادھورا نہ چھوڑا گیا ہے اس منصوبہ کی مدت تکمیل 36ماہ (جولائی 2011 سے جون 2014 تک ہے)۔

(ج) جیسا کہ جزہائے بالا یعنی (الف و ب) میں بیان کیا گیا ہے کہ منصوبہ پر کام جاری ہے۔

ضلع سرگودھا: محکمہ جنگلات کے رقبہ پر ناجائز قابضین کے قبضہ کی تفصیلات

*3229: چودھری فیصل فاروق چیمہ: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک 93 شمالی ضلع سرگودھا اور اس کے ملحقہ علاقہ جات میں محکمہ جنگلات کا سینکڑوں ایکڑ رقبہ موجود ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ جنگلات کا یہ رقبہ محکمہ کی عدم دلچسپی کی وجہ سے روز بروز قبضہ مافیا کا شکار ہوتا جا رہا ہے؟

(ج) مذکورہ جنگلات کا کل رقبہ کتنے ایکڑ ہے اور کتنے ایکڑ رقبہ پر لینڈ مافیا قبضہ کر چکا ہے؟

(د) کیا محکمہ اس ناجائز قبضہ کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب آصف محمود ملک):

(الف) محکمہ جنگلات کے پاس ضلع سرگودھا میں چک نمبر 93 شمالی میں 466 ایکڑ اور چک نمبر 58 شمالی میں 838 ایکڑ رقبہ بمطابق گورنمنٹ آف مغربی پاکستان نمبری 919-60/1502C بتاریخ 22-03-1960 موجود ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ محکمہ جنگلات کی عدم دلچسپی کی وجہ سے قبضہ مافیا اس پر قابض ہو رہا ہے کچھ لوگوں نے بااثر زمینداروں کے ایما اور سیاسی پشت پناہی کی وجہ سے رقبہ پر گھر بنائے ہیں جن کیخلاف محکمہ نے اپنے وسائل اور اختیارات کے مطابق کارروائیاں کی ہیں اور ان ناجائز قابضین کو اٹھانے کے لئے ڈسٹرکٹ کلکٹر صاحب سرگودھا کو بارہا تحریر کیا گیا ہے۔

(ج) محکمہ جنگلات کے پاس ان چکوک میں کل رقبہ 1304 ایکڑ ہے جس میں سے تقریباً 130 ایکڑ پر لوگوں نے ناجائز طور پر قبضہ کر رکھا ہے۔

(د) محکمہ جنگلات سرگودھا ان ناجائز قابضین کیخلاف کارروائی کے لئے متعلقہ بااختیار اتھارٹیز کو بار بار لکھ رہا ہے اور ان قابضین کے خلاف بھرپور کارروائی کرنا چاہتا ہے۔

صوبہ میں جنگلات و دیگر تفصیلات

*3263: محترمہ حنا پرویز بٹ: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ میں کل کتنے جنگل موجود ہیں اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) حکومت کی جانب سے 2012 اور 2013 میں ان جنگلات کی لکڑی چوری کرنے والوں کے خلاف کیا کارروائیاں کی گئی ہیں، ان کے بارے میں تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب آصف محمود ملک):

(الف) صوبہ پنجاب میں 1.62 ملین ایکڑ رقبہ پر جنگلات موجود ہیں جن کی علاقہ وار تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ پہاڑی جنگلات (بمقام: مری کہوٹہ ضلع راولپنڈی کے پہاڑی جنگلات پر) 0.171 ملین ایکڑ

2۔ نیم پہاڑی جنگلات / جھاڑی دار جنگلات (بمقام: راولپنڈی، اٹک، چکوال، جہلم، خوشاب، اور ڈی جی خان کے پہاڑوں کے نچلی سطح کے جنگلات) 0.635 ملین ایکڑ

3۔ آبیاری ذخیرہ جات / بیلہ جات (صوبہ بھر کے میدانی سیرابی علاقہ جات) 0.371 ملین ایکڑ

4۔ دریائی جنگلات / بیلہ جات (دریائے راوی، جہلم، سندھ اور چناب کے کنارہ جات کے جنگلات) 0.138 ملین ایکڑ

علاوہ ازیں صوبہ میں قطاروں میں جنگلات

1۔ نہروں کے کنارے 32640 کلومیٹر

2۔ سڑکات کے کنارے 11680 کلومیٹر

3۔ ریلوے لائنوں کے کنارے 2987 کلومیٹر پر پائے جاتے ہیں۔

ان جنگلات کی شرح کا تناسب کل رقبہ کا تقریباً 3.1 فیصد ہے۔

(ب) محکمہ جنگلات پنجاب نے درختوں کی چوری روکنے کے لئے فارسٹ ایکٹ 1927 میں ترامیم کر کے 2010 میں نیا ایکٹ منظور کروایا گیا ہے۔ جس میں جنگل چوروں کی سزاؤں میں اضافہ کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ضابطہ فوجداری کے تحت پرچہ پولیس بھی درج کروایا جاتا ہے۔ سرکاری ملازمین کی نااہلی یا ان کے چوری میں ملوث ہونے کی صورت میں ان کے خلاف پیڈا ایکٹ 2006 کے تحت کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ جس میں نقصان جنگل کی وصولی کے علاوہ دیگر سزائیں جن میں نوکری سے برخاستگی بھی شامل ہے دی جاتی ہے۔ سال 2012 اور 2013 میں لکڑی چوری کرنے والوں کے خلاف جو قانونی کارروائی فارسٹ ایکٹ اور ضابطہ فوجداری کے تحت کی گئی ہے تفصیل حسب ذیل ہے:

1	2	3	4	5		6
		کارروائی زیر فارسٹ ایکٹ				
2012	FC	CC	PC	FIR	Sum of colum (2,3&4)	Balance Under Process
	14821	6456	3244	661	10361	4460

	1	2	3	4	5	6	7	8
					کارروائی زیر فارسٹ ایکٹ			
2013	OB	Present	Sum of colum (1&2) Total	CC	PC	FIR	Sum of colum(4,5&6)	Under Balance Process
	4460	12723	17183	5801	6454	1092	13347	3836

ضلع لاہور: لکڑی چوری کے مقدمات و شجر کاری کی تفصیلات

*3264: محترمہ حنا پرویز بٹ: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں 13-2012 کے دوران کتنی شجر کاری کس کس مقام پر کی گئی، کون کون سے پودے لگائے گئے اور ان پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ب) سال 13-2012 ضلع لاہور میں لکڑی چوری کے کتنے مقدمات درج کروائے گئے اور جرمانے کی کتنی رقم وصول کی گئی؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب آصف محمود ملک):

(الف) محکمہ جنگلات ضلع لاہور میں سال 13-2012 میں درج ذیل شجر کاری کروائی گئی۔

سال	مقام	رقبہ	اقسام پوداجات	خرچ
2012-13	اینو بھٹی	30ایکڑ	سفیدہ	480000/-

(ب) سال 13-2012 میں ضلع لاہور میں لکڑی چوری کے مقدمات نہ ہیں۔ تاہم محکمانہ عوضانہ کی وصولی کی تفصیل درج ذیل ہے:

سال	ملزمان	رقم محکمانہ عوضانہ
2012-13	13	118200/-

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ آج کے سوال دیکھ لیں اور آپ خود انصاف کیجئے کہ یہ میری قسمت ہے کہ آخری سوال میرے لئے ہوتا ہے۔ میری عرض سن لیجئے کہ اس کے اندر حکومت نے ایک اتنی بڑی admission کی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ ہاں اٹھارہویں ترمیم کے تحت اختیار تو ہمارا ہے لیکن

federal governmentیہ لائسنس دے رہی ہے۔آپ ذرا دیکھئے کہ یہ کتنی بڑیviolation ہے اور اس سوال کو جان بوجھ کر آخر میں رکھا گیا ہے۔ اگر میں آج آپ سے request کروں کہ مال روڈ کا یہ ایک ہزار فٹ کا area ہے اس میں ہر طرح کا جرم ہو گا اور پنجاب حکومت اس کو general law سے exclude کر دے تو کیا یہ ممکن ہے؟آپ دیکھ لیں آج جو جواب آیا ہے، جان بوجھ کر آخر میں رکھا گیا ہے اور جس وقت میرا سوال آرہا ہوتا ہے اس وقت سیکرٹری صاحب اُٹھ کر کہہ دیتے ہیں کہ جی وقت ختم ہو رہا ہے۔آپ صرف اس کا جواب پڑھ لیں کہ یہ کتنی بڑی admission ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب!ایک گھنٹہ سوالات کے لئے مختص ہے اور میں تو نمبر کے حساب سے چل رہا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!میری عرض یہ ہے کہ میرے محترم بھائی جو یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں جو سوال کرتے ہیں ہر ایک کا حق ہے لیکن یہ اتنی بڑی admission ہے جو on record لائی گئی ہے کہ ہاں exclude اس مصوم پرندے کو انڈیا میں تو مارنے کا اختیار نہیں ہے اور میں اس پر حیدرآباد دکن case کی اگر مثال دے دوں تو لوگوں کو آج نیند نہ آئے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے---

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!اس سوال کو pending کر دیں next time آجائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ علاؤالدین صاحب کے اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ منسٹر صاحب!میں نے آپ کو پچھلے اجلاس میں سردار محمد ایوب خان صاحب کے سوال نمبر 814 کے متعلق انکوائری کرنے کا کہا تھا کہ اس اجلاس میں آپ وہ رپورٹ پیش کریں تو کیا آپ کے پاس اس کی detail آ گئی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(ملک آصف محمود): جناب سپیکر!جی، اس کی detail آ گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ کے پاس آ گئی ہے تو آپ اس کو منگوا لیں اور explain کر دیں۔

جناب کانجی رام: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب کانجی رام: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ گزشتہ روز لاڑکانہ میں ہندوؤں کے مندر کو جلایا گیا ہے جس پر یہ ایوان بھرپور مذمت کرتا ہے اور جنہوں نے دکانات کی لوٹ مار کی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، آپ پوائنٹ آف آرڈر پر یہ بات نہ کریں بلکہ اس پر کوئی قرارداد لے کر آئیں۔

جناب کانجی رام: جناب سپیکر! یہ اہم مسئلہ ہے اور اقلیتوں کے تحفظ کا معاملہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اس پر rules کے مطابق چلیں۔ آپ اس پر تحریک التوائے کار لے کر ائیں، اس کو take up کر لیتے ہیں، کل پرسوں کے اجلاس میں اس کو لے لیں گے۔ آپ written میں لے کر آئیں۔ جی، منسٹر صاحب! detail میں اس کی رپورٹ آگئی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک آصف محمود): جناب سپیکر! detail آگئی ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں ایک issue کے اوپر آپ کی observation چاہتا ہوں کہ جو ہمارے honourable guest, Speaker's Box میں آکر بیٹھتے ہیں تو روایات یہ ہیں کہ ہم کہتے ہیں کہ فلاں ملک کے ambassador آئے ہیں، فلاں شہر سے ہمارا وفد آیا ہے یا فلاں کالج کا وفد آیا ہے تو ہم ان کو خوش آمدید کہتے ہیں، میں ایوان کے knowledge کے لئے اور اپنے knowledge کے لئے کیونکہ میں سیاست کا طالب علم ہوں اور میں اس پر آپ کی observation چاہتا ہوں کہ کیا اُس میں کوئی تخصیص ہے یا جو بھی صاحب وہاں پر آئیں تو اُن کی پارٹی کے لئے یا کسی شہر کے لئے کوئی خدمات ہوں تو ہم اُن کو welcome کر سکتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں، ہمارے باہر سے جو بھی guests آتے ہیں یہ ہمارا حق بنتا ہے کہ اگر وہ ہماری کارروائی دیکھنے کے لئے آتے ہیں، باقی سارے پاکستانی ہیں اور اسی ملک کے رہنے والے ہیں تو جو بھی یہاں پر guests آتے ہیں ہم انہیں welcome کہتے ہیں اور اُن کو یہ کارروائی دیکھنے کا حق ہے آپ کے guests جو بھی آتے ہیں اُن کے لئے یہ honour ہوتا ہے کہ وہ یہاں آکر کارروائی دیکھتے ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں پھر ان کو یہاں کھڑا ہو کر welcome کہہ سکتا ہوں؟

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! میں ان کو آپ کی طرف سے welcome کر دیتا ہوں۔ جو بھی شیخ صاحب کے guest ہیں میں ان کو یہاں پر welcome کرتا ہوں۔ میرے والد صاحب پہلی دفعہ اس ایوان میں آئے تو وہ ادھر گیلری میں بیٹھے رہے، میں اس ایوان کا ٹائم ضائع کرنا نہیں چاہتا تھا اس لئے میں نے ان کی بھی موجودگی show نہیں کی۔ شیخ صاحب کے جو بھی guest یہاں پر آئے ہوئے ہیں میں ان کو welcome کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میاں اجمل صاحب جو ہمارے سیکرٹری انفارمیشن ہیں اور عمران محمود صاحب جو ہماری پارٹی کے ورکر ہیں وہ آج یہاں ایوان کی کارروائی دیکھنے کے لئے تشریف لائے ہوئے ہیں میں ان کو welcome کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: میں بھی ان کو welcome کرتا ہوں۔ اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! جمعہ والے دن وزیر قانون نے مظفر گڑھ کے واقعہ پر وعدہ کیا تھا۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ ابھی آجاتے ہیں، میں ان کا انتظار کر رہا ہوں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، امجد علی جاوید صاحب!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں اپنی بات کے آغاز سے قبل جو کانجی رام صاحب نے پوائنٹ لیا تھا، میری گزارش ہوگی کہ ان کو آرڈر جاری کیا جائے کہ۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ میرے پاس تحریک التوائے کار لے کر آئیں میں آج ہی اس کو next session کے لئے take up کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ کوئی اور بات بھی ہے؟

جناب امجد علی جاوید: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آلو کی فصل کے حوالے سے بات کرنا چاہ رہا تھا کہ اس سال آلو کی فصل کی پیداوار تیس فیصد کم ہوئی ہے۔ آلو کا ریٹ routine میں تیرہ سے چودہ سو روپے ہوتا تھا آج اس کا ریٹ بتیس سے پینتیس سو روپے ہے اور بڑی تیزی کے ساتھ آلو کی export ہو رہی ہے۔

اگر اس کا نوٹس نہ لیا گیا تو آنے والے دو مہینوں میں اس کا ریٹ اسّی سے سو روپے کلو ہو جائے گا پھر ہم دوسرے ملکوں سے مانگتے پھریں گے۔۔۔

تحاریک استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ اس پر بھی تحریک التوائے کار لے کر آئیں اس کو بھی ہم دیکھ لیتے ہیں۔ ابھی لاء منسٹر صاحب آجاتے ہیں پھر ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں، اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ یہ تحریک استحقاق امجد علی جاوید صاحب کی ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں نے یہ پڑھ دی تھی اس کا جواب آنا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے، لاء منسٹر صاحب! اس کو آج تک کے لئے pending کیا گیا تھا اس کا جواب آنا تھا۔

ای ڈی او ہیلتھ ٹوبہ ٹیک سنگھ کا معزز ممبر اسمبلی کو گالیاں دینا

(۔۔۔جاری)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو چکا ہے۔ اس جواب سے متعلق میں چاہتا ہوں کہ محرک کے ساتھ ایک sitting ہو جائے۔ اس sitting میں اگر محرک مطمئن ہو جاتے ہیں تو پھر ٹھیک ہے ورنہ آپ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دینا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں امجد علی صاحب! آپ لاء منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ جائیں اور اس پر discuss کر لیں۔ اگر آپ satisfy ہو جاتے ہیں تو پھر ٹھیک ہے ورنہ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں گے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ مجھے short statement کا موقع دیا جائے یا اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ لاء منسٹر کے ساتھ بیٹھ جائیں۔ اگر آپ satisfy نہ ہوں تو پھر میں اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دوں گا۔ اس کو کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق پیر خضر حیات شاہ کھگہ کی ہے۔ یہ بھی move ہو چکی ہے اس کا بھی جواب آنا تھا۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو کل تک کے لئےpendingفرمادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کو کل تک کے لئےpendingکیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق جناب نجیب اللہ خان کی ہے اور یہ بھیmoveہو چکی ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو بھی کل تک کے لئےpendingفرمادیں۔

توجہ دلاؤنوٹس

جناب قائم مقام سپیکر: یہ بھی کل تک کے لئےpendingکی جاتی ہے۔ اب توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں، پہلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر485چودھری اشرف علی انصاری کا ہے۔

گوجرانوالہ: لیڈی ڈاکٹر کے گھر ڈکیتی کی واردات کی تفصیلات

485: چودھری اشرف علی انصاری: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 7-مارچ2014روزنامہ "انقلابی دنیا" کے مطابق سول ہسپتال گوجرانوالہ کے ایم ایس ڈاکٹر انور امان کی لیڈی ڈاکٹر بہن کے گھر ڈاکو مریض بن کر داخل ہوئے اور لیڈی ڈاکٹر کو رسیوں سے باندھ دیا، 10لاکھ روپے نقدی اور لاکھوں کے زیورات لوٹ لئے۔ شور مچانے پر ان کی بہن لیڈی ڈاکٹر کے سر، منہ اور پسلیوں پر بٹ مار کر انہیں شدید زخمی کر دیا؟

(ب) پولیس نے آج تک اس سلسلہ میں کیا اقدامات اٹھائے ہیں، تفصیلات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب یہ ہے کہ:

(الف) یہ درست ہے کہ یہ واقعہ پیش آیا۔

(ب) اس کے متعلقہ مقدمہ نمبر226 مورخہ 2014-03-06 زیر دفعہ 394 ت پ تھانہ سول لائن ضلع گوجرانوالہ درج رجسٹرڈ ہوا۔ اس کی تفتیش بذریعہ محمد جاوید سب انسپکٹر تھانہ سول لائن عمل میں لائی گئی ہے۔ اس پر چند شبہات کی بنیاد پر ایک ملزم نثار احمد ولد نور کو حسب ضابطہ گرفتار کیا گیا ہے اور وہ اس وقت جسمانی ریمانڈ پر ہے۔ اس مقدمے کو جلد ہی sort out کر کے اس کا چالان عدالت میں پیش کیا جائے گا۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! میں اس میں یہ گزارش کرنی چاہوں گا کہ یہ واقعہ 7 تاریخ کو ہوا اور آج 17 تاریخ ہو چکی ہے۔ یہ وہی چیزیں ہیں جو حسب روایات ہم ماضی میں سنتے آئے ہیں کہ شبہ کی بنیاد پر ملزم پکڑ لیا گیا ہے۔ یہ صرف ایک مقدمے کی بات نہیں ہے۔ یہ واقعہ 7 تاریخ کو ہوا اور 8 تاریخ کو ایک اور ڈکیتی ہوئی جس میں 90 تولے سونا اور بہت ساری قیمتی چیزیں بھی لے گئے۔ اس سے پہلے گوجرانوالہ شہر کے اندر بشیر کمبوہ نامی تاجر کو قتل کر دیا گیا۔ میری گزارش صرف یہ ہے کہ گوجرانوالہ میں حالات ٹھیک نہیں ہیں اگر ہم نے اس پر توجہ نہ دی تو خدانخواستہ، ایسا نہ ہو کہ مظفر گڑھ جیسا واقعہ گوجرانوالہ میں بھی ہو سکتا ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس کو ذرا سنجیدگی سے لیا جائے وہاں پر اکثر بڑی بڑی ڈکیتیاں ہوئی ہیں اور آج تک ایک بھی ڈکیتی trace out نہیں ہوئی۔ مجھے یہ خدشہ ہے کہ بالکل اسی طرح یہ واردات بھی فائلوں کی نذر ہو جائے گی۔ اس پر کوئی کارروائی ہوتی ہوئی نظر نہیں آتی۔ اس پر یقین دہانی ہو جائے کہ جو وارداتیں ہوئی ہیں ان کو trace out کر لیا جائے گا۔ اگر ایسا ہو جائے تو یہ بڑی اچھی بات ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، انشاء اللہ اس پر عملدرآمد ہو گا۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ مقدمہ without any delay درج ہوا اور اس میں victim family بھی satisfied ہے۔ ان کے knowledge میں لا کر اس مقدمے کی تفتیش عمل میں لائی جا رہی ہے۔ جو انہوں نے شبہات ظاہر کئے ہیں اس کی بنیاد پر ایک ملزم کو گرفتار بھی کیا گیا ہے۔ چونکہ واردات کے دوران یہ ملزمان نامعلوم رہے ہیں اس لئے ان کی کوئی شناخت نہیں ہو سکی۔ اس سلسلے میں پولیس پوری کوشش کر رہی ہے اور اس میں کوئی ایسا عنصر نہیں ہے کہ جس کے اوپر victim family dissatisfied ہو یا انہیں اس بات کی شکایت ہو کہ ان کی اس سلسلے میں کوئی شنوائی نہیں ہوئی یا ان کی حق رسی نہیں ہو رہی ہے۔ میں اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور اس معزز ایوان کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ تقریباً تین روز قبل لاہور

پولیس نے ایک گینگ کو arrest کیا اور اس سے تقریباً 19 کروڑ 72 لاکھ روپے کی recovery کی گئی۔ انہوں نے 57 وارداتیں کی تھیں۔ وہ جس شہر میں بھی جاتے تھے کرائے پر گھر لے کر وہاں پر وارداتیں کرتے تھے اور اس کے بعد وہاں سے غائب ہو جاتے تھے۔ انہوں نے فیصل آباد اور لاہور میں کافی وارداتیں کیں جس میں ایک سابق آئی جی اور سابق منسٹر تھے۔ اس کے علاوہ صنعتکار اور مل مالکان بھی تھے۔ یعنی انہوں نے اتنی زیادہ تباہی کی۔ بعض اوقات اس قسم کے گروہ operative رہتے ہیں کیونکہ ان کا کوئی جائے مسکن نہیں ہوتا، وہ جس علاقے میں واردات کر رہے ہوتے ہیں ان کا کوئی clue نہیں ہوتا۔ جب تک وہ پولیس کی دسترس سے باہر رہتے ہیں اس قسم کی وارداتیں کرتے رہتے ہیں۔ جب ایک ہی گروہ پکڑا گیا تو لاہور اور فیصل آباد کے تقریباً 57 کیس sort out ہو گئے اور ان سے تقریباً ساڑھے انیس کروڑ روپے کی recovery بھی ہوئی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ گوجرانوالہ سے متعلق بھی پوری efforts ہو رہی ہیں اور انشاءاللہ تعالیٰ وہاں پر جو بھی گروہ سرگرم ہے اس کو گرفتار کیا جائے گا اور ان سے recovery کی جائے گی۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! میں نے صرف ایک گزارش کرنی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: انصاری صاحب! اب آپ تشریف رکھیں۔ انہوں نے اپنی commitment دے دی ہے۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس سردار محمد جمال خان لغاری صاحب کی طرف ہے۔

ضلع ڈیرہ غازی خان: 20 خواتین کا اغواء برائے تاوان بے حرمتی سے متعلقہ تفصیلات

486: سردار محمد جمال خان لغاری: جناب سپیکر! شکریہ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع ڈیرہ غازی خان کے قبائلی علاقہ تمن کھوسہ میں غلام حسین زنگانی نامی ایک اشتہاری نے 20 خواتین کو تاوان اور بیچنے کے لئے اغواء کیا ہوا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان خواتین کو مسلسل تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے اور ان کی بے حرمتی بھی کی جا رہی ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ اشتہاری کے خلاف ایکشن لینے اور خواتین کو بازیاب کرانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

(د) مذکورہ واقعہ کی مکمل صورتحال اور اب تک ہونی والی پیشرفت سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! توجہ دلاؤ نوٹس کا جواب عرض ہے کہ:

(الف) اس حد تک درست ہے کہ ضلع ڈیرہ غازی خان کے قبائلی علاقہ جسے تمن کھوسہ کہا جاتا ہے وہاں پر غلام حسین زنگانی نامی ایک اشتہاری ملزم پناہ گزین ہے اور اس ملزم کے خلاف 13 مقدمات درج ہیں جن میں سنگین نوعیت کے مقدمات، ڈکیتی اور قتل کے مقدمات بھی درج ہیں لیکن جہاں تک 20 خواتین کو اغواء برائے تاوان کرنے سے متعلق بات ہے تو اس قسم کی کوئی شکایت ضلع ڈیرہ غازی خان یا قبائلی ایریا کے کسی بھی پولیس سٹیشن میں ابھی تک موصول ہوئی ہے اور نہ ہی وہاں پر درج ہے۔

(ب) میں خواتین کی بے حرمتی اور تشدد سے متعلق عرض کر چکا ہوں۔

(ج) میرے چیمبر میں ابھی سردار محمد جمال خان لغاری صاحب اور آئی جی آفس سے ڈی آئی جی صاحب ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے تشریف لائے ہوئے تھے اور ڈیرہ غازی خان پولیس کا نمائندہ بھی وہاں پر موجود تھا اور ان کے درمیان discussion ہوئی ہے۔ جہاں تک 20 خواتین کے اغواء اور وہاں پر تشدد والی بات پر تھوڑی سی confusion ہے لیکن اس بات پر consensus ہے کہ غلام حسین زنگانی نامی اشتہاری ملزم ہے۔ اس علاقے میں یہ sign of terror ہے لیکن یہ قبائلی علاقے میں پناہ گزین ہے اور وہ علاقہ ڈیرہ غازی خان سے کافی ہٹ کر ہے۔ اس پر ایک دو دفعہ raid کی پلاننگ ہوئی لیکن چونکہ راستہ دشوار گزار ہے اس لئے جب بھی movement ہوتی ہے اس کو پہلے پتا چل جاتا ہے اور وہ ادھر ادھر فرار ہو جاتا ہے۔ میری کمشنر صاحب سے بھی بات ہوئی ہے اور ابھی وہاں پر نئے RPO صاحب بھی تعینات نہیں ہوئے۔ اب یہ پروگرام بنا ہے کہ RPO صاحب ایک آدھے دن میں تعینات ہو جاتے ہیں تو پھر باقاعدہ اس اشتہاری ملزم کے خلاف raid پلان کیا جائے گا اور اس سلسلے میں رینجرز یا فضائی help کی ضرورت ہوئی تو یہ سارا کچھ arrange کر کے ایک مکمل full-fledged raid پنجاب پولیس arrange کرے گی اور بھرپور کوشش ہوگی کہ اس ملزم کو گرفتار کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں نے سردار محمد جمال خان لغاری صاحب سے یہ request کی ہے کہ آپ اس کو توجہ دلاؤ نوٹس pending کروادیں۔ انشاءاللہ تعالیٰ جب اس پر بھرپور کارروائی ہو گی تو پھر رپورٹ ایوان میں پیش کر دی جائے گی اس لئے میری آپ سے گزارش ہو گی کہ آپ اس کو next session تک pending فرمادیں۔ Meantime اس پر بھرپور administrative کارروائی اور raid کے بعد جو بھی رزلٹ ہو گا وہ ایوان میں پیش کر دیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس کو next session تک pending کیا جاتا ہے۔

سردار محمد جمال خان لغاری: جناب سپیکر! آپ بیشک اسے pending کر دیں لیکن اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اس مقدس ایوان کے سامنے ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ کی discussion تو لاء منسٹر صاحب سے ہو گئی ہے۔ مزید آپ بات کرنا چاہیں تو آپ بات کر لیں۔

سردار محمد جمال خان لغاری: جناب سپیکر! میری بات بالکل لاء منسٹر صاحب سے ہو گئی ہے اور انہوں نے assurance بھی دی ہے لیکن میری گزارش یہ ہے کہ جو پولیس اور intelligence کی خبر ہے، میرے پاس ایک معزز چیمبر آف کامرس کی خبر ہے کہ جب وہ اپنی گاڑی کی بازیابی کے لئے وہاں گئے تھے تو ان کی رپورٹ ہے کہ وہاں پر 20 خواتین موجود تھیں، ایک خاتون کو ان کے سامنے ریپ کیا گیا اور وہ شرمندہ ہو کر باہر نکل آئے تو میری گزارش یہ ہے کہ پولیس کے جنرل روّیہ کو آپ بھی دیکھ لیجئے کہ مظفر گڑھ کے اندر ایک واقعہ ہوا اور ایسے کئی واقعات ہیں جو منظر عام پر نہیں آرہے۔ آپ مہربانی کر کے اس کا نوٹس ضرور لیجئے کیونکہ یہ پولیس اس وقت instead of doing service to the people حکمران بنی ہوئی ہے۔ وہ یکسر reject کر دیتے ہیں کہ آپ کی خبر غلط ہے، یہ کس طرح غلط ہے؟ وہ بندہ وہاں پر موجود ہے، وہ وہاں پر گیا ہے، اس نے وہاں پر 20 خواتین کو دیکھا ہے اور اس وقت تک آپ کی خواتین بک چکی ہوں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! لاء منسٹر صاحب نے اس پر بڑی detail سے بات کی ہے۔ اس کو next session تک pending کیا ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ انتہائی افسوسناک بات ہے کہ ہم بعض باتوں کو صرف اور صرف اس مقصد کے لئے کرتے ہیں کہ ان

باتوں سے ہیجان پھیلے گا اور یہ بات ایک بڑی خبر بنے گی۔ میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ یہ ساری discussion میرے چیمبر میں ہوئی ہے اور جو صاحب چیمبر آف کامرس کے ممبر ہیں وہ یہ فرماتے ہیں کہ وہ اس علاقے میں گئے تھے اور ان کے سامنے یہ ظلم ہوا ہے۔ ان کے ساتھ ایک اور آدمی بھی گیا تھا اور اس آدمی نے تحریری طور پر کہا ہے کہ یہ بات غلط ہے۔ میں ان کے ساتھ وہاں پر گیا تھا اور ہم نے وہاں پر اس قسم کا کوئی واقعہ نہیں دیکھا۔ میں نے اس کے بعد کمشنر صاحب سے خود فون پر بات کی ہے اور انہیں کہا کہ آپ ان بندوں کو confront کروائیں، یہ دونوں بندے وہاں پر اکٹھے گئے ہیں اور ایک آدمی اس قسم کی بات کر رہا ہے جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سننے میں بھی باعث افسوس اور انتہائی قابل مذمت ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے اس آدمی کو بلایا تھا اور میں نے اس سے پوچھا کہ آپ نے یہ درخواست لکھی ہے اور آپ نے یہ واقعہ لکھا ہوا ہے تو آپ نے یہ واقعہ کس طرح سے دیکھا؟ اس نے کہا کہ نہیں میں نے عورتوں کی چیخوں کی آواز سنی تھی لیکن میں نے وہاں پر دیکھا کچھ نہیں ہے۔ یہ ساری باتیں وہاں چیمبر میں ہوئی ہیں لیکن اس کے باوجود حکومت high level پر اس چیز کو manage کرتے ہوئے وہاں پر raid conduct کرنے جا رہی ہے اگر وہاں پر اس قسم کا کوئی واقعہ ہوگا تو وہ بات بھی پکڑی جائے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ سب ہماری بیٹیاں اور بہنیں ہیں ہم اس قسم کی گفتگو کر کے ان چیزوں سے کیا حاصل کرنا چاہتے، اس سے خواتین کا تقدس اور عزت کے لئے کون سی سروس انجام دے رہے ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کی بات کی جب تصدیق نہ ہو اس وقت تک اس بات کو ننگے الفاظ میں کرنا زیب نہیں دیتا۔ جب انہوں نے ایک معاملہ اٹھایا ہے تو اس پر حکومت نے پوری توجہ دی ہے اور میں ایوان کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ I will talk to Chief Minister ہم اس raid کو مؤثر طریقے سے arrange کریں گے کہ وہ ظالم شخص گرفتار ہوگا۔

سردار محمد جمال خان لغاری: جناب سپیکر! میرے پاس اس سلسلے میں written موجود ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! اس پر آپ کی بات ہو گئی۔ آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

سردار محمد جمال خان لغاری: جناب سپیکر! یہ written application ہے جو کمشنر صاحب کو دی گئی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! آپ اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں اور لاء منسٹر صاحب کو یہ written application بھی دے دیں۔ جی، اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں یہ تحریک التوائے کار پڑھی جا چکی ہے؟

پوائنٹ آف آرڈر

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس وقت Excise Minister بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر آپ اجازت دے دیں تو میں ان سے پوائنٹ آف آرڈر پر ایک اہم بات کرنا چاہتا ہوں؟

جناب قائم مقام سپیکر: اس سے related ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس سے related نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! پھر اس کا کیا کریں؟ اس کا پہلے جواب لے لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے اسی لئے آپ سے point of order پر request کی ہے کہ اس کے علاوہ بات ہے اور وہ ایکسائز منسٹر صاحب سے متعلقہ ہے۔ وہ آپ بھی سن لیجئے اور آپ دیکھئے کہ کتنا بڑا ظلم ہو رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! میری آپ سے صرف یہ گزارش ہے کہ ایکسائز منسٹر صاحب سارا دن یہاں موجود رہیں گے اور وہ کہیں نہیں جا رہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وہ چلے جائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: انہوں نے آج بجٹ پر بحث شروع کرنی ہے۔

پاکستان میں امپورٹ ہونے والی گاڑیوں کے مالکان کو محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن پنجاب کے ہاتھوں لٹنے کا انکشاف

شیخ علاؤالدین: جناب والا! آپ بھی سمجھتے ہیں، اس وقت جتنی گاڑیاں پاکستان میں امپورٹ ہو رہی ہیں، ان گاڑیوں کو ایک transit period ملتا ہے اور قانون بھی اس بات کی اجازت دیتا ہے۔ اس پر 6 فیصد at source income tax لیا جاتا ہے، وزیر آبکاری و محصولات کے یقیناً یہ علم میں ہوگا کہ پنجاب میں اتنا بڑا ظلم ہو رہا ہے کہ گاڑیاں in transit پکڑی جا رہی ہیں، ان گاڑیوں میں families بیٹھی ہوتی ہیں گاڑیوں کے کاغذات بھی ان کے پاس ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان سے کہا جاتا ہے کہ تم نے گاڑی کو رجسٹرڈ کیوں نہیں کروایا؟ میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یا تو محکمہ انکم ٹیکس والوں نے جس طرح اپنا آفس پورٹ پر ہی کھولا ہوا ہے یہ بھی پورٹ پر ہی اپنا رجسٹریشن آفس کھول لیں، محکمہ انکم ٹیکس والے پورٹ پر ہی چھ فیصد at source وصول کر لیتے ہیں

اور اس کے بعد آپ فارغ ہو جاتے ہیں، مجھے یہ بتائیں کہ ان کے اس وقت تین offices بنے ہوئے ہیں، میں نے آج سے چھ سال پہلے گورنمنٹ کو اس سلسلے میں ایک سکیم بنا کر دی تھی کہ گاڑیاں at source registered کی جائیں یہ کام تو ان سے ہو نہیں سکا اور تین offices بھی بن گئے جس پر قوم کا اربوں روپے خرچ ہو رہا ہے۔ آپ خود ہی سوچیں کہ جب گاڑی پورٹ سے نکلے گی تو کوئی دو چار دن، پانچ دن، دو سو چار سو کلومیٹر چلے گی، اس وقت ایک کروڑ روپے average ایک گاڑی پر ڈیوٹی دی جا رہی ہے، ایک لینڈ کروزر پر اس وقت ایک سے ڈیڑھ کروڑ روپے ڈیوٹی لی جا رہی ہے۔ پنجاب کے یہ لوگ جنہوں نے اپنا قانون بنا لیا ہے ان کو پکڑ کر بمعہ فیملی اتار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ گاڑی رجسٹرڈ کیوں نہیں کروائی؟ اس طرح سے انہیں ذلیل و خوار کرتے ہیں، میں یہ پوچھتا ہوں کہ اگر ان کے پاس اتنے اختیارات ہیں تو یہ at source ان لوگوں سے اپنے ایکسائز کے پیسے لے لیں، جو آدمی تیس لاکھ، چالیس لاکھ، پچاس لاکھ ایک کروڑ روپے تک گاڑی کی ڈیوٹی دے سکتا ہے اور چھ فیصد انکم ٹیکس بھی دے سکتا ہے تو کیا وہ ان کی ایکسائز ڈیوٹی نہیں دے سکتا؟ لوگ ذلیل ہو رہے ہیں اور حکومت کی اس میں بدنامی ہو رہی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ منسٹر صاحب حکم دیں اور اپنے عملے کو بلائیں، میں ثابت کرتا ہوں کہ یہ ان لوگوں پر کتنا بڑا ظلم کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! یہ بات ان کے نوٹس میں آ گئی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ ان کو صرف ہدایت کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: انہوں نے آپ کی بات نوٹ کر لی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! جب آپ ان سے کہیں گے تو یہ نوٹ آگے چلے گا۔ میاں صاحب تو میرے بھی اچھے دوست ہیں آپ ان سے کہیں گے تو یہ نوٹ آگے چلے گا، آپ ان سے کہیں کہ یہ اپنے عملے کو بلائیں، میں ثابت کرتا ہوں کہ یہ ان لوگوں کے ساتھ کتنی بڑی زیادتی ہو رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر صاحب! اجلاس کے بعد شیخ علاؤالدین صاحب کے ساتھ بیٹھ کر اس معاملے کو resolve کریں۔

وزیر خزانہ / آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! شیخ صاحب جو کچھ فرما رہے ہیں ہم اجلاس کے بعد ان کو اپنے سٹاف کے ساتھ بٹھا دیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ بھی ان کے ساتھ بیٹھ جائیں۔

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جی، میں بھی ان کے ساتھ بیٹھوں گا۔
جناب قائم مقام سپیکر: شیخ علاؤالدین صاحب!
میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! مجھے ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔ اب تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ جی، وزیر موصوف تحریک التوائے کار نمبر 13/908 کا جواب دیں۔
میاں محمد اسلم اقبال: جناب والا! وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے میں نے آپ سے ایک گزارش کرنی تھی۔
جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! میں پہلے ہی تحریک التوائے کار کا کہہ چکا ہوں۔
میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہ رہا ہوں کہ وزیر قانون صاحب تشریف رکھتے ہیں، پچھلے اجلاس میں، میں نے ایک توجہ دلاؤ نوٹس پڑھا تھا، اس نوٹس کا یہاں پر پڑھنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اگر کہیں پر کسی وجہ سے اس بندے کی شنوائی نہیں ہو رہی اور اس فورم پر اگر اس کا مسئلہ آ گیا ہے تو اس کو اچھے انداز میں دیکھ لیا جائے۔ میں آپ کے توسط سے یہ request کرنا چاہ رہا ہوں، وزیر قانون صاحب نے مجھے اس دن چٹ بھی لکھ کر دی تھی کہ آپ سے متعلقہ بندہ رابطہ کرے گا لیکن اس کے بعد کسی نے رابطہ نہیں کیا۔ دوسری میری گزارش یہ ہے کہ وہ kidnapping کا ایک serious matter ہے۔ میں آپ کے توسط سے یہ گزارش کر رہا ہوں کہ اس کو دیکھ لیا جائے، اگر یہ نہیں دیکھنا چاہتے تو یہ ان کی مرضی ہے، مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں یہ عرض کروں گا کہ اس مقدمہ کے اندر جو اشتہاری ہیں وہ تو سر عام پھر رہے ہیں اور جو مدعی ہے اس کو اتنی دھمکیاں دی گئی ہیں کہ وہ اب اپنے گھر سے باہر ہی نہیں نکلتا۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ اس وقت آپ کی جگہ پر جو سپیکر صاحب Chair کر رہے تھے وہ ان سوالات کو پہلے pending کر رہے تھے، رانا صاحب نے فرمایا تھا کہ اسے pending نہ کیا جائے اور ہم اس مسئلہ کو حل کر لیتے ہیں لیکن ابھی تک وہ مسئلہ حل نہیں ہوا۔ میری صرف یہ request ہے کہ اس معاملے کو اسی انداز میں دیکھا جائے۔
جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! جو commitment ہوئی ہے اس معاملے کو اسی انداز میں دیکھیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

حکومت پنجاب کی طرف سے شیخ زید ہسپتال لاہور کا بجٹ آدھا کرنے سے ہسپتال مطلوبہ سہولیات سے محروم

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ مرکزی حکومت نے شیخ زید ہسپتال کے لئے سالانہ بجٹ 480 ملین روپے مختص کیا تھا، سال 2012 میں جب یہ ہسپتال صوبائی حکومت میں شامل کیا گیا تو مذکورہ ہسپتال کے لئے سالانہ 1341 بلین روپے مختص کئے گئے جو کہ مرکزی حکومت کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہے اور یہ تمام رقم محکمہ خزانہ کی طرف سے مذکورہ ہسپتال کو ادا کر دی گئی ہے جس سے ہسپتال کے معیار کو مرکزی حکومت کے 480 ملین کے بجٹ کے مقابلے میں بہتر بنانا ہے۔ اس ضمن میں عرض یہ ہے کہ مذکورہ ہسپتال کی طرف سے سات سو ملین روپے کی اضافی رقم کا تقاضا کیا گیا ہے جو کہ محکمہ صحت کے زیر غور ہے۔ انشاء اللہ جو بھی اس کی ضرورت ہو گی اپنے فنڈز کے مطابق ان کو ضرور ادائیگی کر دی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک کا جواب آ گیا ہے اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 13/917 محترمہ راحیلہ انور صاحبہ، ڈاکٹر مراد راس اور محترمہ شنیلا رت صاحبہ کی طرف سے ہے، اس کا جواب میرے خیال میں موصول نہیں ہوا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب والا! اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا اگلے چند دنوں میں یعنی اسی ہفتہ میں اس کا جواب آ جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو پرسوں تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی تحریک التوائے کار نمبر 13/919 کا جواب آنا تھا؟ پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پنجاب میں پنجاب ٹیکنیکل بورڈ لاہور واحد ادارہ ہونے کی وجہ سے
طلباء اور والدین کو پریشانی کا سامنا

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): شکریہ۔ جناب سپیکر! اس تحریک کا جواب موصول ہوگیا ہے۔ پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن لاہور نے طلباء کے لئے آسانیاں پیدا کرنے کے سلسلے میں بیشتر اصلاحات کی ہیں، جس میں ایک online registration دوسرا online داخلہ فارم اور تیسرے نمبر پر online role number slips اور online results شامل ہیں۔ چونکہ بورڈ سے حاصل شدہ سرٹیفکیٹ کی تصدیق اصل ریکارڈ دیکھ کر ہی کی جاسکتی ہے اس لئے ڈگری کی تصدیق لاہور سے ہی ممکن ہے، بورڈ نے اس عمل کو بھی آسان بنایا ہے اور تصدیق کا دورانیہ ایک دن کر دیا ہے۔ تصدیق بذریعہ ڈاک ارجنٹ ایک یوم اور عام تصدیق ایک ہفتہ میں سائل کے گھر بذریعہ ڈاک ارسال کر دی جاتی ہے۔ جہاں تک نام کی درستی کا تعلق ہے یہ تمام کام طالب علم کے ہاتھوں مکمل کروایا جاتا ہے تاکہ کسی غلطی کا احتمال نہ رہے۔ اس کے باوجود اگر کوئی غلطی آجائے اس کی درستی کروانا مطلوب ہو تو اس کے لئے بھی طالب علم کو بورڈ کے دفتر آنے کی ضرورت نہ ہے۔ بورڈ بی ایس سی انجینئرنگ کے سلسلہ میں پہلے بھی تجویز دے چکا ہے کہ ڈپلومہ ہولڈرز طلباء کے لئے انجنیئرنگ میں نشستیں بڑھائی جائیں اور اس کے لئے حکومت سے مدد کی درخواست بھی کی ہے۔ بی ٹیک کی تعلیم کو بی ایس سی ٹیکنالوجی میں منتقل کیا گیا ہے جو کہ بی ایس سی انجینئرنگ کے مساوی ہے اور TEVTA کے زیر اہتمام کالجوں میں پڑھائی جارہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کا جواب آگیا ہے۔ اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کی طرف سے ہے اس کا جواب آگیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): تحریک التوائے کار نمبر 920/13 کا جواب موصول نہیں ہوا، اگلے چند دنوں میں جواب آجائے گا بلکہ اسی ہفتہ میں اس کا جواب آجائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اسی ہفتے میں اس کا جواب آ جائے گا اس وقت تک کے لئے اس کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 930/13 چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی طرف سے ہے۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

ایل ڈی اے ایک مضبوط ادارہ ہونے کے باوجود شہر میں اپنے اہداف حاصل کرنے میں ناکام

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): شکریہ۔ جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو گیا ہے، اخباری رپورٹ اس حد تک درست نہ ہے کہ نقشہ کی فیس recovery مایوس کن رہی بلکہ حقیقت میں سال 2013 میں ایل ڈی اے ٹاؤن پلاننگ نے نقشہ فیس اور جرمانہ کی مد میں دس کروڑ روپے وصول کئے۔ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی ترمیمی بل 2013 کی صوبائی اسمبلی پنجاب نے مورخہ 12-دسمبر 2013 کو منظوری دی، جس کی توثیق 14-دسمبر 2013 کو گورنر پنجاب نے کر دی۔ بعد ازاں مورخہ 16-دسمبر 2013 اس کا گزٹ نوٹیفکیشن کیا گیا، جس کے مطابق ایل ڈی اے کا دائرہ کار ضلع لاہور سے بڑھا کر لاہور ڈویژن تک کر دیا گیا ہے اور مذکورہ منظوری کے مطابق ایل ڈی اے ڈویژن کی سطح پر ہاؤسنگ سکیموں کی منظوری کرنے کی مجاز ہے۔ ایل ڈی اے اہلکاران کے خلاف متعلقہ قوانین و قواعد کے تحت تادیبی کارروائی ایک معمول کا حصہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2/14 ڈاکٹر نوشین حامد، محترمہ سعدیہ سہیل رانا اور محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کی طرف سے تھی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس کا جواب آ گیا ہے؟

لاہور، محکمہ مال کی راوی ٹاؤن رجسٹری برانچ کا عملہ کرپشن، رشوت اور لوٹ مار میں سرگرم عمل

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): شکریہ۔ جناب سپیکر! ڈسٹرکٹ کلکٹر لاہور سے جواب طلب کیا گیا ہے جس کے مطابق تحصیل میونسپل آفیسر و ٹاؤن آفیسر راوی

ٹاؤن لاہور روزنامہ جنگ کی رپورٹ اصل حقائق کے مطابق نہیں ہے۔اصل میں چند صاحبان جن میں عدنان بٹ، عامر بٹ جو کہ بنیادی طور پر رشتہ دار ہیں، دونوں غیر رجسٹرڈ وثیقہ نویس اور پراپرٹی ڈیلر ہیں جنھوں نے تین رجسٹریاں پاس ہونے کے لئے ٹی ایم اے راوی ٹاؤن میں درخواستیں جمع کروائیں۔ تینوں رجسٹریوں میں غلط اعداد و شمار دیئے گئے تھے، گورنمنٹ ٹیکس بھی چھپائے جانے کی کوشش کی گئی تھی جس کی وجہ سے مذکورہ بالا وثیقہ نویسوں کو رجسٹریوں کے لئے انکار کیا گیا۔ انہوں نے اس صورتحال کو دیکھ کر ڈسٹرکٹ کلکٹر کے خلاف مختلف ناموں سے درخواستیں دیں۔ڈی سی او صاحب نے ان کی حسب ضابطہ انکوائری کروا کر خلاف ضابطہ قرار دے دیا۔کسی قسم کی ٹیکس کی چوری یا چھوٹ یا کوئی بھی غیر قانونی عمل وہاں پر نہیں ہو رہا بلکہ تمام کام قواعد کے مطابق ہو رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب بھی آگیا ہے اسے بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 11/14 شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب وزیر تعلیم صاحب کو خود دینا چاہئے، یہ پنجاب یونیورسٹی کا مسئلہ ہے آپ کا بھی پنجاب یونیورسٹی پر احسان ہوگا، پنجاب یونیورسٹی کی پچاس کنال زمین ڈائیوو کو دی جا رہی ہے۔یہ ایک انتہائی اہم معاملہ ہے وزیر تعلیم اس کا خود جواب دیں اور میں آپ کو یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے اس دن بھی یہ کہا تھا یعنی ایوان میں voting کروانا چاہ رہے تھے، مجھے اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہے کم از کم میں یہ ضرور چاہتا ہوں کہ ریکارڈ پر یہ بات آجائے کہ میں نے پنجاب یونیورسٹی کا حق ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ میں عرض کروں گا کہ یہاں پر شادی ہال ہی بننے ہیں، ڈرامہ ہال بننے ہیں، پنجاب یونیورسٹی پر خدا کے لئے رحم کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 193/14 بھی شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! تشریف رکھیں اس کے بعد آپ کو موقع دیا جائے گا۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس ضمن میں عرض یہ ہے کہ گیارہ کنزیومر کورٹس کی کارکردگی، موجودہ کونسل کی طرف سے عوام کی آگاہی، انہی کوششوں کی وجہ سے ہے۔ مزید برآں موجودہ کونسل عوام کی طرف سے۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار تو ابھی moveہی نہیں ہوئی۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب کی بات درست ہے کہ یہ تحریک التوائے کار ابھی پڑھی نہیں گئی، شیخ علاؤالدین صاحب! اس کو پڑھ دیں۔

شیخ علاؤالدین: اللہ کا شکر ہے کہ سیکرٹری صاحب کو اس کا احساس ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے ماشاءاللہ کافی جواب دے دیئے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! یہ تحریک التوائے کار تو ابھی پڑھی ہی نہیں گئی اگر اجازت ہو تو میں اسے پڑھ دوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ اسے پڑھ دیں۔

کنزیومر کورٹس کے حوالے سے عوام کی آگاہی کے لئے ڈسٹرکٹ کونسلوں کو دیا گیا کروڑوں روپے کا فنڈ ضائع ہونے کا خدشہ

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ کنزیومر ایکٹ 2005 کے تحت پنجاب میں کل 11 کنزیومر کورٹس قائم کی گئیں اور ان گیارہ عدالتوں کو گیارہ ڈسٹرکٹ کونسلوں کے ذریعہ عوام کی آگاہی کے لئے بھی قائم کیا گیا۔ ان ڈسٹرکٹ کونسلوں کو کروڑوں روپے کے فنڈز سینکڑوں ملازمین اور بے شمار ٹرانسپورٹ مہیا کی گئی لیکن ان ڈسٹرکٹ کنزیومر کونسلز کا قطعاً کوئی کردار عوام کے مفاد میں آج تک سامنے نہ آیا ہے۔ ان عدالتوں کی ڈسٹرکٹ کونسلوں کا قطعاً کوئی مثبت کردار نہ ہے۔ ان تمام کونسلوں کا فوری طور پر نہ صرف Financial Audit ہونا چاہئے بلکہ باقاعدہ Performance Audit کے لئے فوری اقدامات ہونے چاہئیں۔ کنزیومر کورٹس کی حالت کا اندازہ لاہور کے ایک علاقہ ریواز گارڈن کے ایک چھوٹے سے گھر میں قائم کی گئی کنزیومر کورٹ سے لگایا جا سکتا ہے۔ تمام سرکاری عمارتیں اصل میں کسی بھی حکومت اور قوم کی نمائندگی کرتی ہیں اور ان

کا پر شکوہ ہونا ضروری ہے۔ کسی بھی عدالت کو قائم کرنے کے لئے چاہے وہ آنریری مجسٹریٹ ہی کی کیوں نہ ہو پر وقار عمارت اور محل وقوع ہونا ضروری ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! یہ کورٹس ٹیلروں کے خلاف استعمال ہو رہی ہیں، میں نام نہیں لوں گا اگر انتہائی اہم لوگوں کی خواتین کے کپڑے صحیح نہیں سلے تو ان کورٹس کو استعمال کیا جا رہا ہے۔ یہ misuse ہو رہا ہے۔ آپ ان کورٹس کے لئے ایک کمیٹی بنا دیں اور وہ کمیٹی جا کر دیکھے کہ کیا یہ جگہیں اس قابل ہیں کہ یہاں کورٹس بنائی جائیں اور پھر ان کی jurisdiction of powers دیکھیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس کا جواب موصول ہو گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! اس کا جواب تو لینے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس ضمن میں عرض ہے کہ گیارہ کنزیومر کورٹس کی کارکردگی موجودہ کونسل کی عوام آگاہی کوششوں کی وجہ سے ہے۔ مزید برآں موجودہ کونسل اور عوام کی طرف سے موصول ہونے والی شکایات متعلقہ اتھارٹی کے سامنے پیش کرتے ہیں اور کنزیومر ایکٹ 2005 کے تحت قانونی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ ان کونسلز میں اب تک 11249 شکایات موصول ہوئی ہیں ان میں سے 8950 شکایات کا ازالہ ہو گیا ہے اور باقی تکمیل کے مراحل میں ہیں۔ ان کونسلز کی بدولت مبلغ ایک کروڑ 35 لاکھ 58 ہزار 9 سو روپے جرمانے کی مد میں حکومت کے خزانے میں جمع کروائے جا چکے ہیں۔ ان کونسلز کے فنانشل آڈٹ کے لئے ہر سال اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب کو لکھا جاتا ہے جو آڈٹ کروانے کے مجاز ہیں۔ مزید برآں یہ کہ ان کونسلز کی کارکردگی کو مسلسل جانچا جاتا ہے اور مناسب احکامات جاری کئے جاتے رہے ہیں اور کونسلز کی کارکردگی کو مزید بہتر بنانے کے لئے ان کا Performance Audit third party سے بھی کروایا جا رہا ہے جو کہ تکمیل کے مراحل میں ہے۔ کنزیومر کورٹ گوجرانوالہ کی عمارت مکمل ہو چکی ہے جبکہ ڈیرہ غازی خان اور بہاولپور میں کنزیومر کورٹس کی عمارات تکمیل کے مراحل میں ہیں۔ مزید برآں کنزیومر کورٹ

کی عمارت کو پروقار بنانے کے لئے حکومت پنجاب سے باقاعدہ مناسب جگہ کی الاٹمنٹ کے لئے کوششیں کی جارہی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ صرف third party کا نام بتائیں تو میں ابھی credibility بتادوں گا کہ third party کا کون ہے جو آڈٹ کر رہی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! نہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! انہوں نے نام لیا ہے کہ ہم third party سے آڈٹ کروا رہے ہیں اس لئے وہ third party کا نام بتائیں کہ third party کون ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! third party کا نام لے کر کل ایوان کو بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جی، ٹھیک ہے، بتادیں گے۔

شیخ علاؤالدین: نہیں۔ ابھی بتائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں۔ کل تک اس کا بتائیں گے۔ اس تحریک التوائے کار کا جواب detail سے آگیا ہے لہذا یہ dispose of کی جاتی ہے لیکن پارلیمانی سیکرٹری صاحب کل third party کے بارے میں بتائیں گے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 14/195 بھی شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

اسلامی نظریاتی کونسل کا ڈی این اے ٹیسٹ کو حتمی ثبوت نہ ماننے سے سنگین جرائم میں اضافہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ Islamic Ideology Council کے ایک حالیہ فیصلے کے مطابق DNA Test کو مجرموں کے خلاف حتمی ثبوت کے طور پر نہ مانا جانے کا فیصلہ ہوا ہے۔ یہ کس قدر بڑی زیادتی ہے کہ زنا یا زنا بالجبر اور قتل کے مجرموں کو عدالتیں صرف اس بنا پر کیفر کردار پر پہنچانے سے قاصر ہیں کہ چار بالغ الرائے مردوں کی گواہی جنہوں نے تمام پروسیس کو خود دیکھا ہو وہ جب تک گواہی نہ دیں اور جرح میں پورے مکمل جواب دے سکیں کی واحد صورت میں مجرمین کو سزا ہو سکتی ہے لیکن ایسا قطعاً نہ ہے اور گھناؤنے جرائم میں ملوث مجرمین صاف بچ رہے ہیں۔ ان تمام مظلوم rape victim کی مسلسل کہانی ہے جو روزانہ

مملکت خداداد میں دہرائی جارہی ہے۔Islamic Ideology Council نے تمام فرانزک نتائج کو بھی ماننے سے انکار کرتے ہوئے مزید کہا ہے کہ 1979 کا جنرل ضیاء الحق کا حدود آرڈیننس مجرموں کی سرکوبی کے لئے کافی ہے جو کہ حقیقتاً rapist favour law ہے اور مظلوم متاثرین و مقتولین کے خلاف ہے۔ معاشرے میں زنا یا زنا بالجبر کے واقعات اور بچوں سے جنسی جرائم کا بڑھتے ہوئے رجحان کے خلاف قوانین بے بس اور بے کار ہو چکے ہیں۔ ایک طرف جاہلانہ معاشرے میں خواتین کا تمسخر یہ کہہ کر اڑایا جاتا ہے کہ اس کی وجہ خود یہ خواتین ہیں جن کی بے پردگی اور ان کا بھڑکیلا لباس، خواتین کا حجاب یا پردے میں نہ رہنا ہے۔ آج تمام مہذب دنیا میں DNA test evidence کو ایک مسلمہ حقیقت کے طور پر مانا جاتا ہے اور مجرمین کو بلا تاخیر سزائیں دی جاتی ہیں۔اب سوال یہ ہے کہ ایک مجرم جو کہ بوقت جرم Bio Logical Material مظلوم عورت یا بچے کے جسم یا کپڑوں پر چھوڑتا ہے واحد واضح ثبوت ہے جس سے اس کو کیفر کردار تک پہنچایا جا سکے اور اس کے لئے واحد حل صرف DNA test ہے۔ مزید المیہ یہ ہے کہ وہ مظلومین جنہیں جرائم کے بعد قتل کر دیا جاتا ہے وہ بھی تو آخر انصاف کے مستحق ہیں۔ کس طرح؟ غور کیجئے کہ ایک بچہ کس طرح اپنے اوپر ہونے والی زیادتی کو بیان کر سکتا ہے، میں cross questions کی بات کر رہا ہوں کہ وہ معصوم جرح میں بھلا کیسے ٹھہر سکتا ہے۔ اوّل تو DNA test کی قانون میں مسلمہ حقیقت کو ایک قانونی مقام دینے کے لئے قانون سازی کے ساتھ ساتھ DNA test کی افادیت کا عوام میں شعور پیدا کیا جانا انتہائی ضروری ہے تاکہ مجرمین میں جرم کے نتائج کا خوف پیدا ہو اور عدالتیں ان مجرموں کو فوری سزائیں دے سکیں جو appeal stage پر بھی برقرار ہیں۔ یہ important ہے میں توجہ چاہوں گا اور appeal stage پر بھی برقرار رہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! ابھی اس کا جواب موصول نہیں ہوا اسی ہفتے میں آ جائے گا لہذا استدعا ہے کہ اس تحریک کو چند دنوں کے لئے pending کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک التوائے کار بدھ تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! بدھ تک اس کا جواب آ جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اگلے ہفتے تک آ ئے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس کے detail جواب کے لئے اگلے ہفتے تک اسے pending کیا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں چاہوں گا کہ اس کا جواب لاء منسٹر صاحب دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جواب تو آنے دیں پھر وہ دیں گے۔ تحریک التوائے کار نمبر 207/14 شیخ علاؤالدین اور محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کی طرف سے ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون وپارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شیخ صاحب نے فرمایا ہے کہ اس کا جواب لاء منسٹر صاحب دیں۔ انہوں نے اس تحریک میں جو یہ فرمایا ہے کہ " معاشرے میں خواتین کا تمسخر یہ کہہ کر اڑایا جاتا ہے کہ اس کی وجہ خود یہ خواتین ہیں جن کی بے پردگی اور ان کا بھڑکیلا لباس یا خواتین کا حجاب یا پردے میں نہ رہنا آج تمام مہذب دنیا میں DNA test"، اس قسم کی گفتگو اس تحریک کا حصہ بنانے کی کیا ضرورت ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: اب تو بنا دی ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون وپارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ شیخ صاحب کو ان چیزوں سے بہت پرہیز کرنا چاہئے چونکہ پچھلی پانچ سالہ term میں شیخ صاحب کی اسی بات پر یہاں ہر روز پھڈا ہوتا تھا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جب جنرل مشرف نے کہا تھا کہ اگر عورتیں نیکر پہن کر فٹ بال کھیلتی ہیں تو ان کی طرف آپ مت دیکھیں۔ اس وقت تو لاء منسٹر صاحب نے کچھ نہیں کہا کہ جنرل صاحب آپ یہ کیوں کہہ رہے ہیں؟ چونکہ علاؤالدین جنرل مشرف نہیں ہے اس لئے یہ کہہ رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! تحریک التوائے کار نمبر 207/14 پر آ جائیں۔ یہ تحریک شیخ علاؤالدین صاحب اور محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کی طرف سے ہے۔ کون پڑھے گا؟ محترمہ! آپ پڑھ رہی ہیں؟

محترمہ نگہت شیخ: جی۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب اجازت ہے؟

شیخ علاؤالدین: جی، پڑھیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

چلڈرن ہسپتال لاہور میں بون میرو ٹرانسپلانٹ سنٹر کا قیام عمل نہ لانے سے تھیلیسیمیا کے مریضوں میں اضافہ

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ Bone Marrow Transplant Centre جس کو چلڈرن ہسپتال میں 2002 میں شروع کیا گیا تھا، شروع نہ کیا جا سکا ہے۔ Bone Marrow Transplant Centre کی سہولت پورے پنجاب کے کسی سرکاری و غیر سرکاری ہسپتال میں کہیں بھی میسر نہ ہے۔ یقیناً یہ طریقہ علاج بہت ہی مہنگا ہے۔ جس میں اضافہ کی ایک بڑی وجہ cousin marriages ہیں جس کے تدارک کے لئے اس معزز ایوان کی منظور کردہ قرارداد جو پیشتر نکاح Thalassemia Free NOC تھی پر بھی کوئی عمل نہ ہوا ہے لیکن اس وقت صرف پنجاب میں 35 ہزار سے 40 ہزار بچے اور افراد ایک اندازے کے مطابق اس موذی مرض کا شکار ہیں۔ وہ تمام بچے جو پیدائشی طور پر تھیلیسیمیا کا شکار ہیں کا کیا مستقبل ہے۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ حال ہی میں منایا جانے والا World Thalassemia Day جس دلفریب وعدوں اور نعروں میں گزر گیا اور ہر گزرنے والا دن مریضوں کے مسائل اور پریشانی میں اضافے کا باعث بن رہا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس ضمن میں عرض یہ ہے کہ چلڈرن ہسپتال لاہور کا آغاز 1998 میں ہوا اور اس ہسپتال میں بچوں سے متعلق forty three specialties مریضوں کے لئے میسر ہیں۔ ان میں سے ایک شعبہ Hematology/Oncology کا ہے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹروں اور نرسوں پر مشتمل عملے کو آرمڈ فورسز انسٹیٹیوٹ آف بون میرو ٹرانسپلانٹ سنٹر راولپنڈی اور آغا خان ہسپتال کراچی سے باقاعدہ تربیت کروائی گئی ہے۔ وسیع صلاح مشورہ کے بعد Bone Marrow Transplant کو مرحلہ وار شروع کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں ترکی کی حکومت نے بھی مدد کی ہے اور Bone Marrow Transplant کے لئے اپنے آلات مہیا کئے ہیں۔ پہلے مرحلے میں کینسر کے اُن مریضوں کا علاج کیا جا رہا ہے جن کے خون کے اجزاء نہایت کم ہوتے ہیں اور انہیں انتہائی نگہداشت کی ضرورت

ہوتی ہے۔ چلڈرن ہسپتال لاہور میں آغاز سے ہی تھیلسیمیا اور کینسر کے امراض کی تشخیص اور علاج کی سہولت میسر ہے۔ سال 2013 میں تھیلسیمیا کے 10608 مریضوں کا مفت علاج کیا گیا ہے جس کے لئے ہسپتال نے تقریباً 6 کروڑ 64 لاکھ روپے خرچ کئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے لہذا اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ حکومت لاکھوں روپے کا خرچہ کرنے کو تیار ہے لیکن ایک چھوٹا سا کام نہیں کر سکتی۔ اسی معزز ایوان نے ایک قرارداد پاس کی ہے کہ قبل از نکاح تھیلسیمیا فری کا این او سی دے دیا جائے۔ یہ وہ کام ہے کہ جس پر کچھ خرچ نہیں آتا۔ اس معزز ایوان نے اسی حوالے سے ایک قرارداد پاس کی ہوئی ہے حکومت کو چاہئے کہ اس پر عملدرآمد کو یقینی بنائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے۔ اب آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وہ قرارداد بھی اسی معزز ایوان نے پاس کی ہے۔ اس پر یہ جواب کیوں نہیں دیتے اور اس پر عمل درآمد کیوں نہیں کرتے، یہ جواب دیں کہ اس پر عملدرآمد کرنے میں کیا حرج ہے؟ اربوں روپے خرچ کرنے کی بات نہیں بلکہ ایک چھوٹا سا کام ہے جس کی وجہ سے ہماری نسلیں تباہ ہونے سے بچ سکتی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے اور میں اس کو dispose of کر چکا ہوں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 210/14 شیخ علاؤالدین اور محترمہ نگہت شیخ کی طرف سے ہے۔

یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی ٹیکسلا کے لئے خریدی گئی زمین پر ارباب اختیار کی بدنیتی کی بناء پر مزید بیس کروڑ روپے کی ادائیگی

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی ٹیکسلا نے کچھ سال قبل یونیورسٹی کے لئے زمین خریدی اور اس کی مکمل ادائیگی کے بعد قبضہ بھی حاصل کر لیا لیکن کچھ عرصہ بعد یونیورسٹی کے ارباب اختیار نے ایک سازشی دعویٰ یونیورسٹی کے خلاف دائر کروایا۔ چونکہ دعویٰ سازشی تھا اس لئے یونیورسٹی کے ارباب اختیار نے دعویٰ ہذا کی پیروی نہ کی اور مختلف عدالتوں سے یونیورسٹی کے خلاف Ex-party orders ہوتے

گئے۔ جب یہ معاملہ عدالت عالیہ میں پہنچا تو ارباب اختیار کی بدنیتی کی بنیاد پر یونیورسٹی کو مزید 20 کروڑ روپے کی ادائیگی کا کہا گیا اور کوئی revision appeal بھی نہ کی گئی تاکہ time barred ہو جائے۔ مزید المیہ یہ ہے کہ سارا معاملہ یونیورسٹی Syndicate سے بھی پوشیدہ رکھا گیا اور اس طرح کروڑ ہا روپیہ اور وقت ضائع کر دیا گیا۔ اس مسئلہ کو ہنگامی بنیادوں پر زیر بحث لانا ضروری ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک کا ابھی تک جواب موصول نہیں ہوا اس لئے میری استدعا ہے کہ اسے اگلے ہفتے تک کے لئے pending کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 211/14 بھی شیخ علاؤالدین اور محترمہ نگہت شیخ کی طرف سے ہے۔

پنجاب ہائر ایجوکیشن اور رجسٹرار یونیورسٹی آف گجرات کی باہمی چپقلش کی بناء پر مرے کالج سیالکوٹ کے بی ایس پروگرام کے دو ہزار طلباء مستقبل کو خطرہ

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ رجسٹرار یونیورسٹی آف گجرات نے تاریخی مرے کالج کو BS Programme کی تمام کلاسیں ختم کرنے کا حکم دیا جس کی وجہ سے مرے کالج سیالکوٹ کے دو ہزار طلباء جو کہ BS Programme کے ہیں کا مستقبل خطرے میں پڑ گیا ہے اور اس کی وجہ پنجاب ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ اور یونیورسٹی آف گجرات کی باہمی چپقلش ہے۔ مرے کالج یونیورسٹی آف گجرات سے affiliated ہے اور یونیورسٹی آف گجرات نے اپنا (Franchised Campus) کچھ عرصہ پہلے سیالکوٹ میں شروع کیا اور مرے کالج کی انتظامیہ کو BS Programme میں داخلے دینے کی اجازت دی۔ کالج BS Programme کے چودہ مضامین میں داخلہ دے چکا ہے اور کلاسیں ہو رہی ہیں۔ آئی ٹی، بی بی اے، باٹنی، کیمسٹری، ذوالوجی، میتھمیٹکس، فزکس، سٹیٹسٹکس، اکنامکس، انگلش، اسلامک سٹڈیز، پولیٹیکل سائنس، سائیکالوجی اور اردو۔ یہ تمام چار سالہ کورسز ہیں لیکن اچانک 19۔ ستمبر 2013 کو ڈاکٹر طاہر عاقل رجسٹرار یونیورسٹی آف گجرات نے مرے کالج کو تمام کلاسیں ختم کرنے کا حکم دیا اور بنیاد یہ بنائی کہ مرے

کالج کے پاس انفراسٹرکچر تھا اور نہ ہی اساتذہ موجود ہیں۔ یونیورسٹی آف گجرات کے مطابق اس کا کوئی اور حل نہ تھا جس پر مرے کالج کی انتظامیہ نے ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے سیکرٹری سے رابطہ کیا اور کہا کہ ان کے پاس انفراسٹرکچر اور اساتذہ یعنی ہر چیز موجود ہے لیکن تاحال ان کی بات مانی نہیں جا رہی۔ جس پر مرے کالج نے سیکرٹری ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ سے پھر رابطہ کیا جنہوں نے یونیورسٹی آف گجرات کے وائس چانسلر کو مسئلہ حل کرنے کے لئے کہا لیکن دو ہزار طلباء کا مستقبل خطرے میں پڑ چکا ہے اور تاحال کوئی بھی پیش رفت نہ ہو سکی ہے۔ طلباء اور ان کے والدین سخت پریشان ہیں کہ آخر ان طلباء کا کیا قصور ہے۔ معاملہ کی سنگینی کے پیش نظر اس مسئلے کا فوری حل انتہائی ضروری ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

سرکاری کارروائی

بحث

قبل از بجٹ بحث

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! ایک منٹ تشریف رکھیں۔ آج کے اجلاس کے ایجنڈے پر سالانہ بجٹ بابت 15-2014 کے لئے معزز ممبران سے تجاویز لی جائیں گی۔ اس حوالے سے جو ممبران تجاویز دینا چاہتے ہیں وہ اپنا نام سیکرٹری اسمبلی کو لکھوا دیں۔ واضح رہے کہ یہ ایوان تجاویز کا عمل مکمل ہونے کے بعد ایک قرارداد کے ذریعے جسے وزیر خزانہ پیش کریں گے حکومت سے ممبران کی تجاویز کی منظوری کی سفارش کرے گا۔ جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بے حد شکریہ۔ میں شیخ علاؤالدین کی تحسین کرتا ہوں کیونکہ انہوں نے پنجاب یونیورسٹی کی زمین ڈائیوو کمپنی کو دینے کے حوالے سے بہت اچھا کردار ادا کیا ہے۔ انہوں نے ایک

watch dogکا کردار ادا کیا ہے۔ میں ان کی بھرپور support کرتا ہوں۔ پنجاب یونیورسٹی ایک تعلیمی ادارہ ہے اور کل کلاں اگر اس کی توسیع کے لئے زمین کی ضرورت پڑے گی تو پھر کہاں سے زمین لی جائے گی؟ علم اور ٹیکنالوجی کے بغیر تو ہم ترقی کر ہی نہیں سکتے۔ یہ انتہائی ضروری ہے۔ چونکہ ڈائیو کمپنی ایک تجارتی ادارہ ہے اور وہ اپنے ارد گرد کی عمارات کو بھاری رقوم سے خرید کر اپنی توسیع کر سکتا ہے۔ پنجاب یونیورسٹی کی زمین ڈائیو کمپنی کو ہرگز نہ دی جائے۔ میں شیخ علاؤالدین کی بھرپور حمایت کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ اس بحث کا آغاز وزیر خزانہ کریں گے۔

وزیر آبکاری و محصولات / خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! ہمارے لئے یہ اعزاز ہے کہ ہم اس ایوان کے پری بجٹ سیشن کا آغاز کر رہے ہیں۔ پری بجٹ اجلاس کی روایت ہم نے ہی اپنے سابقہ دور حکومت میں شروع کی تھی تاکہ آئندہ سال کے مالی بجٹ کو عوامی نمائندگان اور عوامی امنگوں کے مطابق بنایا جاسکے۔

جناب سپیکر! پچھلے پانچ سالہ دور میں ہمارے ملک کی معیشت بد سے بدتر ہوتی جا رہی تھی۔ اس پس منظر میں پاکستان کی عوام نے وفاق اور پنجاب کی سطح پر ہم پر اپنے اعتماد کا اظہار کیا۔ رواں مالی سال کے دوران ہماری حکومت نے معاشی حالات کی بہتری کے لئے متعدد اصلاحات کیں جس کے نتیجے میں الحمدللہ آج حکومت پنجاب کے مالی وسائل پہلے کی نسبت بہتر ہیں۔ تاہم اب بھی ہمیں باہمی مشورے اور عوامی آراء کی روشنی میں متعدد اصلاحات لانے کی ضرورت ہے تاکہ ہم وطن عزیز کو ترقی یافتہ ممالک کی صف میں لا سکیں۔

جناب سپیکر! ہمارے صوبے کے اسی فیصد وسائل وفاقی محاصل سے حاصل ہوتے ہیں۔ پچھلے سال کی نسبت وفاقی حکومت نے اس سال اپنے محاصل میں خاطر خواہ اضافہ کیا ہے۔ علاوہ ازیں حکومت پنجاب نے بھی اپنے ٹیکسوں اور دیگر محاصل میں بہتر وصولی کی ہے جس کی وجہ سے ہمارے پاس نسبتاً زیادہ وسائل موجود ہیں۔ حکومت پنجاب نے وزیر اعلیٰ کے بجٹ اجلاس میں کئے گئے وعدے کے مطابق اپنے انتظامی اخراجات میں اس سال پندرہ فیصد کٹوتی کی ہے جس کے خزانے پر مثبت اثرات مرتب ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! پہلے سے بہتر معاشی حالت کے باوجود ہمیں درپیش challenges کو معاشی حکمت عملی کے متقاضی بنانا ہے۔ ہمارے ملک کو درپیش امن وامان کے حالات ہماری معیشت کے لئے

سب سے بڑا challenge ہیں لہذا اس سال حکومت کو ایک خطیر رقم پولیس اور امن وامان کے اداروں پر خرچ کرنا پڑی ہے جو کہ اگلے مالی سال میں بھی متوقع ہے۔ ہماری کوشش ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور عوام کے تعاون سے جلد از جلد امن وامان کی صورتحال میں بہتری لا سکیں تاکہ معیشت صحیح معنوں میں ترقی کر سکے۔

جناب سپیکر! توانائی کا بحران ہماری معیشت کے لئے سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ اس سال حکومت پنجاب نے اس سلسلہ میں متعدد منصوبوں کا آغاز کیا ہے۔ چولستان میں 100 میگا واٹ کے سولر پاور پلانٹ پر کام کا عنقریب آغاز ہونے والا ہے۔ اس سلسلہ میں تمام انتظامات مکمل کر لئے گئے ہیں اور بہت جلد اس منصوبے کا آغاز کر دیا جائے گا۔ بتدریج آنے والے سالوں میں اس سولر پارک کے ذریعے ایک ہزار میگا واٹ بجلی پیدا کی جائے گی۔ علاوہ ازیں حکومت پنجاب نے چھ اضلاع میں کوئلے سے چلنے والے بجلی گھروں پر منصوبہ بندی شروع کر رکھی ہے۔ اگلے مالی سال میں ان منصوبوں پر خاطر خواہ پیشرفت متوقع ہے۔

جناب سپیکر! آئندہ مالی سال کا ترقیاتی پروگرام بھی حکومت کی موجودہ اقتصادی اور معاشی ترجیحات کو مدنظر رکھ کر ہی تشکیل دیا جائے گا جس میں غربت میں کمی، روزگار کے زیادہ سے زیادہ مواقع کی فراہمی، سماجی شعبہ جات مثلاً تعلیم، صحت، صاف پانی کی فراہمی، فنی تعلیم کے زیادہ سے زیادہ مواقع فراہم کرنا، صنعتی اور زرعی پیداوار میں اضافہ، خوراک، پانی اور انرجی کی صورتحال کو بہتر بنانا، پرائیویٹ سیکٹر کی تمام شعبوں میں شراکت کی حوصلہ افزائی، علاقائی توازن اور خواتین کی ترقی کے لئے زیادہ سے زیادہ مواقع پیدا کرنا شامل ہے۔

جناب سپیکر! ہماری یہ کوشش ہو گی کہ آئندہ مالی سال میں جاری شدہ منصوبوں کی تکمیل کو یقینی بنائیں اور مختص شدہ وسائل بہتر طریقہ سے خرچ کئے جائیں۔ اگلے مالی سال کے ترقیاتی پروگرام کی تشکیل کے لئے درج ذیل بنیادی اصول وضع کئے گئے ہیں۔ سالانہ ترقیاتی پروگرام 15-2014 تین سالہ medium term development framework کا منصوبہ ہو گا جس میں پہلے سال یعنی 15-2014 کے لئے سکیموں کا باقاعدہ اندراج ہو گا جبکہ باقی دو سالوں کے اہداف مقرر کئے جائیں گے۔ اگلے سالانہ ترقیاتی پروگرام 15-2014 میں جاری سکیموں کو مکمل کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ رقوم مختص کی جائیں گی۔ جو منصوبہ جات 70 فیصد مکمل ہو چکے ہیں ان کو 100 فیصد مکمل کرنے پر توجہ دی جائے گی۔ اسی طرح پچھلے سالوں کے نامکمل منصوبہ جات جو کہ کسی وجہ سے ADP میں شامل نہ ہو سکے،

کو بھی ADP میں شامل کیا جائے گا تاکہ پہلے سے کی گئی سرمایہ کاری ضائع نہ ہو اور منصوبوں کو مکمل کر کے بروئے کار لایا جا سکے۔ عوامی نمائندوں کی سفارشات پر عملدرآمد کے لئے متعدد شعبہ جات میں فنڈز مختص کئے جائیں گے۔ جو منصوبہ جات بیرونی امداد کے تحت شروع کئے گئے ہیں وہ لازمی طور پر ADP میں شامل کئے جائیں گے۔ سماجی بہبود کے شعبہ جات مثلاً تعلیم، صحت، صاف پانی کی فراہمی اور نکاسی آب وغیرہ کے لئے خاطر خواہ رقوم مختص کی جائیں گی تاکہ حکومت اپنے اصلاحی منصوبوں کی تکمیل کر سکے۔ حکومت کی ترجیحات کے مطابق کم ترقی یافتہ اضلاع کو ترقی یافتہ اضلاع کے برابر لانے کے لئے خصوصی توجہ دی جائے گی۔ خاص طور پر وہ اضلاع جہاں بنیادی سہولتوں کی کمی ہے مثلاً جنوبی پنجاب، چولستان اور بارانی علاقوں کی ترقی کے لئے بھی ترجیحی بنیادوں پر فنڈز مہیا کئے جائیں گے۔

جناب سپیکر! وزیراعلیٰ پنجاب نے مختلف اضلاع کے اپنے دوروں کے دوران عوامی نمائندوں کی نشاندہی پر جن منصوبوں کا اعلان یا آغاز کیا ان کو ترجیحی بنیادوں پر مالی سال 15-2014 کے ترقیاتی پروگرام میں شامل کیا جائے گا تاکہ ان پر عمل درآمد کو یقینی بنایا جا سکے۔ اسی طرح موجودہ مالی سال کے دوران وزیراعلیٰ پنجاب کے احکامات کے تحت جو ترقیاتی منصوبہ جات ضلعی پیکج کے تحت شروع کئے گئے ہیں ان کی تکمیل کے لئے اگلے مالی سال میں مطلوبہ رقوم مہیا کی جائیں گی۔

جناب سپیکر! میں معزز ممبران اسمبلی کے علم میں یہ بات لانا ضروری سمجھتا ہوں کہ بے شک ہمارے انفرادی حلقوں کے مسائل کی نشاندہی اور ان کا حل انتہائی اہم ہے لیکن موجودہ حالات کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے قومی و صوبائی سطح کے مسائل سے پہلو تہی ہرگز ممکن نہ ہے۔ ہم آج کل انرجی و پانی کی قلت اور دیگر وجوہات کی بناء پر معاشی اور سماجی مسائل کا شکار ہیں اور ان کے ادراک اور حل کے لئے ہمیں اجتماعی سوچ بچار سے اپنی ترجیحات کا از سر نو تعین کرنا چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ دستیاب وسائل کی حلقہ جاتی اور صوبائی سطح پر تقسیم میں ترجیحات کے مطابق توازن کی نہایت اہمیت ہے۔ ہمارے بہت سارے حلقہ جاتی مسائل کا حل وسائل کی اسی متوازن تقسیم میں پنہاں ہے۔

جناب سپیکر! معزز ممبران صوبائی اسمبلی بجٹ سازی میں کلیدی کردار کے حامل ہیں۔ میری معزز ممبران اسمبلی سے یہ درخواست ہے کہ وہ اپنی منصبی ذمہ داری کا پاس کرتے ہوئے اس اجلاس میں بھرپور شرکت فرمائیں اور مثبت تنقید اور تجاویز کے ذریعے ہماری رہنمائی فرمائیں تاکہ اگلے سال کا بجٹ بھی صحیح معنوں میں عوامی جذبات کا عکاس ہو۔ میں اپنے تمام معزز ممبران کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ حکومت کھلے دل سے مثبت تنقید اور بہتر تجاویز پر غور کرنے کے لئے تیار ہے۔ بہت شکریہ

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر!آج محترم وزیر قانون نے مظفر گڑھ کے واقعہ کے حوالہ سے رپورٹ اس معزز ایوان میں پیش کرنی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: لاء منسٹر صاحب!آج آپ نے مظفر گڑھ کے واقعہ کے اوپر ایوان میں کچھ بتانا تھا۔

پوائنٹ آف آرڈر
مظفر گڑھ کی رہائشی لڑکی سے گینگ ریپ کی انکوائری رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کا مطالبہ

(۔۔۔جاری)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مظفر گڑھ کا جو افسوس ناک اور انتہائی قابل مذمت واقعہ ہوا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بنیادی سوچ ہے اور اس سوچ کے لئے کسی کا شاید زمیندار ہونا، سردار ہونا یا جاگیر دار ہونا ضروری نہیں ہے۔اُس دن جب یہ بات ہوئی تھی اور میڈیا میں ایک دو جگہ پر رپورٹ ہوئی تو میں نے اُس کی وضاحت کی تھی اور وہ بات درست ثابت ہوئی کہ بدقسمت خاتون جس کا نام آمنہ تھا اس کے ساتھ 5۔جنوری کو یہ واقعہ پیش آیا۔ وہ اپنے بھائی کے ساتھ موٹر سائیکل پر جا رہی تھی کہ اُن کو آگے سے چار لوگوں نے روکا جن کے متعلق اُس نے خود اپنی ایف آئی آر اور اپنے بیان میں بتایا کہ انہوں نے اپنے چہروں کو ڈھانپا ہوا تھا۔ انہوں نے اُن کو روک کر اُس کے بھائی کو مارا پیٹا۔ اُس کے اوپر ریوالور تان لیا اور اُس کے ساتھ زیادتی کرنے کی کوشش کی۔اُس کوشش میں اُس کے کپڑے وغیرہ پھٹ گئے لیکن اُس کے شور واویلا اور اُس کی resistance پر قریب سے کچھ لوگ اُس طرف متوجہ ہوئے تو ملزمان بھاگ گئے۔یہ واقعہ جب رپورٹ ہوا اور مقدمہ درج ہوا تو اس مقدمہ کی تفتیش ذوالفقار نامی ASI کو دی گئی۔۔۔

(اذانِ مغرب)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لامنسٹر صاحب!اپنی بات جاری رکھیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ مقدمہ درج ہوا اور اس میں ذوالفقار نامی شخص تفتیشی آفیسر تھا، اس نے تفتیش عمل میں لائی، ان چار ملزمان میں سے صرف ایک آدمی کو انہوں نے کہا کہ وہ نادر تھا کیونکہ اس کا

نقاب تھوڑا سرک گیا تھا تو اس کو پہچان لیا گیا۔ یہ نادر اسی خاندان کا فرد تھا کیونکہ آمنہ مرحومہ کی بہن نادر کے بھائی سے بیاہی ہوئی ہے۔ ذوالفقار تفتیشی آفیسر نے وقوعہ کو تفتیش میں درست ثابت کیا کہ یہ وقوعہ ہوا ہے، آمنہ کی بہن کا بیان ریکارڈ کیا، کچھ اور لوگوں کا بیان ریکارڈ کیا، نادر کے متعلق اس نے plea of alibi یہ بنائی کہ یہ اس وقت وہاں پر موجود نہیں تھا بلکہ فلاں جگہ پر موجود تھا اور وہاں سے بھی کچھ لوگوں کا بیان لکھا۔ اس کے بعد نادر کو اس نے بے گناہ قرار دے دیا۔ اس سے پہلے نادر کو ضمانت قبل از گرفتاری کا موقع ملا یا موقع دیا گیا اور اس کی بغیر گرفتار ہوئے ضمانت confirm ہو گئی یا وہ بے گناہ ہو گیا۔ اس کے بعد مرحومہ آمنہ جو کہ فرسٹ ائیر کی طالبہ جس کی عمر تقریباً اٹھارہ سال تھی وہ اپنی والدہ کے ساتھ ڈی پی او کے پاس گئی، اس کے بعد دوسری مرتبہ بھی گئی تو انہوں نے ایک ڈی ایس پی کے ذمہ یہ تفتیش لگائی۔ ڈی ایس پی نے بھی تفتیش کے بعد وقوعہ کا درست ہونا بیان کیا اور نادر کا بے گناہ ہونا بھی درست بیان کیا جس پر نادر کی ضمانت confirm ہوئی۔ نادر نے مبینہ طور پر اس گاؤں میں جا کر اپنی بے گناہی پر مٹھائی تقسیم کی۔ وہ چھوٹا سا گاؤں ہے، ایسی چیزیں پھر دوسرے فریق کے لئے ہمارے دیہاتی وسیب کے حوالے سے ناقابل برداشت ہو جاتی ہیں۔ اس کے بعد پھر یہ بد قسمت واقعہ پیش آیا۔ اس معاملے کو جب پوری گہرائی اور detail سے دیکھا گیا۔ یہ ٹھیک ہے کہ تفتیش میرٹ پر ہونی چاہئے، اگر ایک تفتیشی کا میرٹ یہ کہتا ہے کہ ایک آدمی گنہگار یا ایک آدمی بے گناہ ہے لیکن کیا اس تفتیشی کی یہ ذمہ داری نہیں کہ وہ جب یہ لکھتا ہے کہ یہ وقوعہ ہوا ہے اور جس کو مدعی یا مدعیہ نامزد کر رہی ہے کہ یہ گنہگار ہے اس کو تو وہ بے گناہ کر رہا ہے لیکن ملزمان کو اڑھائی ماہ میں گرفتار بھی نہیں کر رہا۔ ملزمان کی گرفتاری کے لئے مسل پر کوئی تحرک موجود نہیں ہے۔ آخر وہ کون سی وجہ ہے کہ بے گناہ کرنے میں تو تفتیشی صاحب کو، ایس ایچ او صاحب کو بھی جنہوں نے ضمنی پر دستخط کئے اور ڈی ایس پی صاحب کو بھی بڑی جلدی تھی لیکن ملزمان کو گرفتار کرنے کے لئے جبکہ خود ان کی تفتیش یہ ہے کہ یہ وقوعہ ہوا ہے۔ اس کی مسل پر کوئی تحرک یا دلچسپی موجود نہیں تھی جس کی بنیاد پر ان لوگوں کو gross criminal negligence کا مرتکب پایا گیا اور ان کے خلاف اپنی ڈیوٹی صحیح طور پر سرانجام نہ دینے اور ایک مظلوم victim کو ایسی انتہا تک پہنچانے میں کہ جہاں پر جا کر وہ ایک ایسا انتہائی قدم اٹھائے اس کا قصوروار پایا، ان کے خلاف مقدمہ درج ہوا ہے اور اس کی تفتیش ایک اعلیٰ سطحی کمیٹی جس کی سربراہی ایڈیشنل آئی جی انوسٹی گیشن کے سپرد کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ ڈی پی او مظفر گڑھ جس کی ذمہ داری تھی کہ ان کے پاس ایک اٹھارہ سالہ غریب جوان بچی جو دو مرتبہ ان کے دفتر میں حاضر ہوئی اور اس نے کہا کہ میرے ساتھ ظلم ہو رہا ہے، میرے ساتھ ناانصافی ہو

رہی ہے میری تفتیش ٹھیک نہیں ہوئی۔اس کو جو بے گناہ کیا گیا ہے یہ غلط ہے یا میرے ملزموں کو گرفتار نہیں کیا گیا تو انہیں اس معاملہ کو routine میں نہیں لینا چاہئے تھا۔انہیں یہ چاہئے تھا کہ وہ اس کی تفتیش کو تبدیل کرتے، اوّل تو یہ چاہئے تھا کہ فوری طور پر دونوں فریقین کو اپنے دفتر بلاتے، بلانے کے بعد اس بات کی گہرائی تک پہنچتے اور اس کے بعد اس کی تفتیش تبدیل کرتے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا اس لئے ان کے خلاف بھی حکومت نے ایکشن لیا ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب خود موقع پر گئے، یہ ساری بات انہوں نے خود اپنے طور پر بھی معلوم کی اور اس کے علاوہ مختلف ایجنسیوں کی رپورٹوں سے بھی یہ بات ثابت ہوئی ہے، جیسے میں نے عرض کیا ہے۔اس مقصد کے لئے ان لوگوں کو سزا دی گئی۔ یہ جو negligence کا روّیہ ہے، کس نے اس تفتیشی کو روکا تھا کہ وہ ایک ملزم کو جسے مدعیوں نے نامزد کیا ہے اس کو وہ بے گناہ لکھنے سے پہلے گنہگاروں کو گرفتار بھی کرتا اور کیا ایس ایچ او کی یہ ذمہ داری نہیں تھی، کیا ایس ایچ او کو حکومت یا وزیر اعلیٰ نے جا کر بتانا تھا کہ یہ تمہاری ذمہ داری ہے۔ڈی ایس پی کے پاس جب وہ تفتیش verification کے لئے آئی ہے تو کیا اس کا یہ کام نہیں تھا کہ وہ نادر کی verification تو کرے لیکن باقی ملزمان کی گرفتاری کے لئے کوئی تحرک نہ کرے۔ڈی پی او کا دفتر کیا اس لئے ہے کہ وہاں پر جو ظلم کا شکار لوگ آئیں تو وہ ان میں سے کسی کو کسی کی طرف اور کسی کو کسی کی طرف بھیج دیں۔اس کا تدارک اور سدباب یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو جو اپنے فرائض میں کوتاہی کریں ان کو exemplary punishment ملنی چاہئے اور ایسا ہی اس کیس میں ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ان لوگوں کو جو اپنے فرائض کو پوری commitment سے نبھانے سے عاری رہتے ہیں یا اس قسم کا روّیہ اختیار کرتے ہیں تو ان کو بالکل اس سے سبق حاصل ہوگا۔اس کے علاوہ ہمارے پورے معاشرے کو اس قسم کی ذہنیت سے نجات چاہئے۔ یہ تو above doubt ہے کہ اس واقعہ کو first investigation سے لے کر ایڈیشنل آئی جی تک سب نے یہ کہا ہے کہ مرحومہ آمنہ کے ساتھ یہ واقعہ ہوا ہے۔یہ واقعہ یقیناً بربریت، ظلم اور زیادتی ہے جس پر میں سمجھتا ہوں کہ ایسے رجحانات جو معاشرے میں پائے جاتے ہیں اور اس قسم کے جو لوگ ہیں ان پر نہ صرف قانون کی گرفت ہونی چاہئے بلکہ پورے معاشرے میں بھی ایسے لوگوں کے خلاف بھرپور resistance اور بھرپور نفرت کا اظہار ہونا چاہئے تاکہ ایسے روّیے اس معاشرے سے ختم ہوں اور اس قسم کے واقعات دوبارہ جنم نہ لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔اب نماز مغرب کے لئے 20 منٹ کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر مغرب کے لئے اجلاس کی کارروائی 20 منٹ کے لئے ملتوی کر دی گئی)
(وقفہ برائے نماز مغرب کے وقفہ کے بعد جناب قائم مقام سپیکر 7 بج کر 16 منٹ پر
کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

کورم کی نشاندہی

جناب احمد علی خان دریشک: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہذا گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)
جی، گنتی کی گئی کورم پورا نہ ہے لہذا اب اجلاس بروز منگل 18-مارچ 2014 صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

691

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ18۔مارچ2014

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ زراعت)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مفاد عامہ سے متعلق)

(مورخہ 11۔مارچ2014 کے ایجنڈے سے زیر التواء رکھی گئی قرارداد)

(محرک نے جناب وزیر قانون سے اس قرارداد میں ترمیم کروانا تھی، کیا محرک نے قرارداد میں ترمیم کروالی ہے؟)

جناب احمد شاہ کھگہ: اس ایوان کی رائے ہے کہ عوام الناس کو دھوکہ دہی سے بچانے کے لئے اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ مختلف رہائشی سکیموں کی جانب سے لوگوں کو مرعوب کرنے کی غرض سے اخبارات میں جو پُرکشش اشتہارات دیئے جاتے ہیں، ان اشتہارات میں حکومت کی طرف سے ایک سرٹیفکیٹ بھی شائع کیا جائے جس کی تصدیق لوگ متعلقہ دفتر سے بآسانی کر سکیں تاکہ لوگ جھوٹی ہاؤسنگ سکیم کی دھوکا دہی سے بچ سکیں۔

(موجودہ قراردادیں)

1۔ چودھری عامر سلطان چیمہ: اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر کے ہسپتالوں میں سپیشلسٹ ڈاکٹروں کی تعیناتی کو یقینی بنایا جائے۔

2۔ محترمہ شمیلہ اسلم: اس ایوان کی رائے ہے کہ تمام تعلیمی اداروں میں مرحلہ وار بیسک (Basic) لائف سپورٹ اور فائر سیفٹی کی ٹریننگ کو لازمی قرار دیا جائے تاکہ بوقت ضرورت طلباء و طالبات ناگہانی آفت سے نبرد آزما ہو سکیں اور اس کے لئے پنجاب ایمرجنسی سروس 1122 کے کیمونٹی سیفٹی ونگ کی خدمات حاصل کی جائیں۔

3۔ محترمہ شُنیلا رُوت: اس ایوان کی رائے ہے کہ پنجاب حکومت سرکاری سکولوں میں طلباء و طالبات پر اساتذہ کی طرف سے جسمانی تشدد کے حوالے سے قانون سازی کرے۔

692

4۔	میاں محمود الرشید:	یہ ایوان سانحہ سیشن کورٹ اسلام آباد پر تشویش کا اظہار کرتا ہے اور دہشت گرد حملے کی شدید ترین الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔ سانحہ میں شہید ہونے والے افراد کے لواحقین سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے وفاقی اور صوبائی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ تمام پبلک مقامات پر سکیورٹی کے انتظامات کو بہتر کرنے کے لئے کوئی کسر اٹھا نہ رکھے تاکہ دہشت گردی سے موثر طور پر نمٹا جا سکے۔
5۔	جناب اویس قاسم خان:	یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ جس طرح تمام ایم این ایز کو Blue Passport جاری کئے جاتے ہیں، اسی طرح صوبائی اسمبلی پنجاب کے تمام ایم پی ایز کو بھی Blue Passport جاری کئے جائیں۔

693

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا ساتواں اجلاس

منگل،18-مارچ2014

(یوم الثلاثہ،16-جمادی الاوّل1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11بج کر10منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

الٓمّٓ ﴿۱﴾ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الۡحَـىُّ الۡقَيُّوۡمُ ﴿۲﴾ نَزَّلَ عَلَيۡكَ الۡكِتٰبَ
بِالۡحَـقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهِ وَاَنۡزَلَ التَّوۡرٰٮةَ وَالۡاِنۡجِيۡلَ ﴿۳﴾
مِنۡ قَبۡلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنۡزَلَ الۡـفُرۡقَانَ ؕ اِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا
بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمۡ عَذَابٌ شَدِيۡدٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيۡزٌ ذُو انۡتِقَامٍ ﴿۴﴾
اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخۡفٰى عَلَيۡهِ شَىۡءٌ فِى الۡاَرۡضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ ﴿۵﴾
هُوَ الَّذِىۡ يُصَوِّرُكُمۡ فِى الۡاَرۡحَامِ كَيۡفَ يَشَآءُ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا
هُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ﴿۶﴾

سورۃ آل عِمرَان آیات 1تا6

الم(1)اللہ(جو معبود برحق ہے)اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہمیشہ زندہ رہنے والا(2)اس نے (اے محمدؐ)تم پر سچی کتاب نازل کی جو پہلی(آسمانی)کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور اسی نے تورات اور انجیل نازل کی(3)(یعنی)لوگوں کی ہدایت کے لئے پہلے(تورات اور انجیل اتاری)اور(پھر قرآن جو حق اور باطل کو)الگ الگ کر دینے والا(ہے)نازل کیا جو لوگ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں ان کو سخت عذاب ہوگا اور اللہ زبردست(اور)بدلہ لینے والا ہے(4)اللہ(ایسا خبیر و بصیر ہے کہ)کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں نہ زمین میں اور نہ آسمان میں(5)وہی تو ہے جو(ماں کے پیٹ میں)جیسی چاہتا ہے تمہاری صورتیں بناتا ہے اس غالب حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں(6)

وماعلینا الاالبلاغ o

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

تاجدار حرم ہو نگاہ لرم
ہم غریبوں کے دن بھی سنور جائیں گے

حامی بے لساں کیا لہے گا جہاں ہم
آپ کے در سے خالی الر جائیں گے

لوئی اپنا ہیں غم کے مارے ہیں ہم
آپ کے در پر فریاد لائے ہیں ہم

ہو نگاہ لرم ورنہ چوکھٹ پہ ہم
آپ کا نام لے لے کے مر جائیں گے

مے لستو آؤ آؤ مدینے چلیں
بسم ساقی لوثر سے پینے چلیں

یاد رکھو الر اٹھ گئی اِک نظر
جتنے خالی ہیں سب جام بھر جائیں گے

خوف طوفان ہے بجلیوں کا ہے ڈر
سخت مشکل ہے آقا لدھر جائیں ہم

آپ ہی لر نا لیں کے ہماری خبر
ہم مصیبت کے مارے لدھر جائیں گے

جناب قائم مقام سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ زراعت سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور اُن کے جوابات دیئے جائیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب!

پنجاب اور صوبائی دارالحکومت لاہور میں سنگین جرائم میں دن بدن اضافہ

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں انتہائی دکھ اور افسوس کے ساتھ یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ آج جب ہم نے صبح کے اخبارات دیکھے تو اس میں درجن بھر اس طرح کے واقعات ہیں کہ جس سے رُوح کانپ اُٹھتی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ابھی مظفر گڑھ کی آمنہ کی خود سوزی کے افسوس اور سوگ کی کیفیت پورے پنجاب میں ختم نہیں ہوئی۔ تمن کھوسہ کے بارے میں لغاری صاحب نے کل بات کرتے ہوئے بتایا کہ بیس خواتین کو اغواء کیا گیا۔ اس حوالے سے انہوں نے توجہ دلاؤ نوٹس بھی دیا۔ آج جلی حروف میں تمام اخبارات کے اندر مارو بھٹیاں چنیوٹ کی صاحب بی بی کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ چھپا ہوا ہے۔ وہاں پر پانچ دن تک پانچ سات لوگ صاحب بی بی کو ریپ کرتے رہے اور پھر اسے برہنہ درخت کے ساتھ باندھ کر چلے گئے۔ اسی طرح شیخوپورہ پولیس کے تشدد سے ایک خاتون ہلاک ہوگئی اور یہ خبر بھی آج صفحہ اوّل کے اُوپر لگی ہوئی ہے۔ شکیل، اعظم، صفدر وغیرہ چار رکنی گروہ ثناء اور فوزیہ نامی بچیوں کو کئی مرتبہ فروخت کر چکا ہے۔ یہ تھانہ مصطفیٰ آباد ضلع قصور کا واقعہ ہے۔ اسی طرح فیکٹری ایریا لاہور میں دس لاکھ روپے، نواب ٹاؤن میں آٹھ لاکھ روپے، شاہدرہ میں پانچ لاکھ روپے اور نشتر کالونی میں پانچ لاکھ روپے کا ڈاکا پڑا ہے یعنی لاہور شہر میں ڈاکے ہی ڈاکے پڑ رہے ہیں۔ ہم کدھر جائیں؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ حوا کی بیٹی اتنی بے توقیر کبھی نہیں ہوئی تھی جتنی ذلت اور رسوائی کا سامنا آج اس پنجاب کے اندر کر رہی ہے۔ تھانہ کلچر کی تبدیلی اور good governance کے سارے دعوے دھرے کے دھرے رہ گئے ہیں۔ اوّل تو ایف آئی آر درج نہیں ہوتی اگر ایف آئی آر درج ہو جاتی ہے تو تفتیش کار خود ہی انہیں بے گناہ قرار دے دیتے ہیں اور بقول شاعر:

وہی قاتل، وہی شاہد، وہی منصف ٹھہرے
اقرباء میرے خون کا دعویٰ کریں کس پر؟

جناب سپیکر! ان حالات کے اندر میرا خیال ہے کہ پنجاب اسمبلی کے تمام نمائندہ لوگ جو یہاں پر تشریف فرما ہیں وہ امن و امان کی بد ترین صورتحال پر غور کریں۔ میں قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف سے پھر گزارش کروں گا، پہلے بھی کہہ چکا ہوں اور آج میں ان سے ہاتھ باندھ کر عرض کرتا ہوں کہ خدارا مرکز کے معاملات سے باہر آجائیں اور اس صوبہ پنجاب کی جانب توجہ دیں۔ یہ دس کروڑ عوام کا صوبہ ہے۔ یہاں لوگ پس رہے ہیں، ظلم اور بربریت کی داستانیں زبان زد عام ہیں۔ آج ہر تھانے میں ایک آمنہ ہے۔ آج ہر تھانے میں حوا کی بیٹی کی تذلیل کی جا رہی ہے۔ میاں محمد شہباز شریف صاحب! آمنہ کے مرنے کے بعد مظفر گڑھ پہنچ کر اس کے گھر والوں کو پانچ لاکھ روپے دینے سے آمنہ واپس نہیں آئے گی۔ امن و امان کی اس بد ترین صورتحال میں ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم پنجاب اسمبلی کے ایوان میں اس پر بات کریں۔ وزیر اعلیٰ صاحب! پچھلے پانچ سال بھی آپ کی حکومت تھی اور آج بھی آپ حکومت میں ہیں تو ان چھ سالوں کے اندر پورا نظام بالکل deteriorate ہو کر رہ گیا ہے۔ پولیس کو اربوں روپے دیتے ہیں لیکن یہاں صوبے میں کوئی پولیس، قانون، good governance اور نہ ہی تھانہ کلچر میں تبدیلی نظر آتی ہے۔ امن و امان کی اس بد ترین صورتحال پر میں اور میرے حزب اختلاف کے بہن بھائی احتجاجاً پانچ منٹ کے لئے ٹوکن واک آؤٹ کرتے ہیں تاکہ حکومت کو احساس ہو کہ امن و امان کی صورتحال کو بہتر کرنا انتہائی ضروری ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے ٹوکن واک آؤٹ
کرتے ہوئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

سوالات

(محکمہ زراعت)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! اس وقت وزیر قانون موجود نہیں ہیں۔ وہ آ جاتے ہیں تو آپ کی بات کا جواب دیں گے۔ پہلا سوال جناب اعجاز خان کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں یہ اس سوال dispose of کیا جاتا ہے۔

میں قائد حزب اختلاف سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ تمام معزز ممبران حزب اختلاف کے ساتھ ایوان میں واپس آ جائیں۔ وقفہ سوالات شروع ہو چکا ہے۔ اب آپ کا احتجاج ریکارڈ ہو چکا ہے لہذا ایوان میں تشریف لے آئیں کیونکہ آپ ہی کے سوالات ہیں۔ میں حزب اختلاف کے معزز ممبران سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ ایوان میں تشریف لے آئیں۔ اگلا سوال بھی جناب اعجاز خان کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کا ہے۔ محترمہ تشریف لے آئیں۔ میاں صاحب! تشریف لے آئیں۔ آپ کا احتجاج ریکارڈ ہو چکا ہے۔ محترمہ راحیلہ انور حزب اختلاف کے ساتھ واک آؤٹ پر ہیں، انہوں نے محنت کر کے سوال دیا ہے اور امید ہے کہ وہ ابھی تشریف لے آئیں گی۔ چلیں، محترمہ راحیلہ انور کے سوال کو تھوڑی دیر کے لئے pending کر لیتے ہیں۔ اگلا سوال الحاج محمد الیاس چنیوٹی کا ہے۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ حزب اختلاف کے دوست اگر واک آؤٹ کر گئے ہیں اور وہ موجود نہیں ہیں تو ان کے سوالات کو dispose of کر دیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے بعد چنیوٹی صاحب کا سوال ہے تو پھر اسے اور دوسرے معزز ممبران کے سوالات کو بھی pending کرنا پڑے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب تو ایوان میں تشریف ہی نہیں لائے جبکہ حزب اختلاف کے معزز ممبران ادھر موجود ہیں۔ وہ صرف پانچ منٹ کے لئے ٹوکن واک آؤٹ پر گئے ہیں۔ چونکہ الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی الحاج محمد الیاس چنیوٹی کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر نوشین حامد کا ہے۔۔۔ محترم قائد حزب اختلاف! اب ایوان میں تشریف

لے آئیں کیونکہ آپ ہی کے سوالات take up ہو رہے ہیں۔اب پانچ منٹ ہو گئے ہیں اور وزیر قانون بھی تشریف لے آئے ہیں۔ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کے سوال کو فی الحال pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے۔اس لئے یہ سوال بھی pending کیا جاتا ہے۔اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں تو اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال سردار شہاب الدین خان کا ہے۔اس کو بھی تھوڑی دیر کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کا ہے۔شاہ صاحب تشریف لے آئے ہیں۔شاہ صاحب! ہم آپ کو welcome کہتے ہیں۔آپ اپنے سوال کا نمبر بولیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر جناب احمد شاہ کھگہ ایوان میں تشریف لے آئے)

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 2125،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پاکپتن شریف: غلہ منڈی کے قیام کی تفصیلات

*2125: **جناب احمد شاہ کھگہ:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 2009 میں حکومت پنجاب نے پاکپتن میں نئی غلہ منڈی کے قیام کے لئے 25 ایکڑ رقبہ خریدا جس کی خریداری کے لئے بنکوں سے بھاری سود پر قرضہ لیا؟

(ب) مذکورہ بالا منڈی کے قیام کے لئے کن وجوہات کی بناء پر حکومت پنجاب رقم کی فراہمی میں تاخیر کر رہی ہے؟

(ج) مذکورہ بالا منڈی کی اہمیت کے پیش نظر اس کا قیام کب تک عمل میں لایا جائے گا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مارکیٹ کمیٹی پاکپتن کے پاس منڈی کے قیام کے لئے کچھ رقم بھی دستیاب ہے۔تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) مارکیٹ کمیٹی پاکپتن نے پاکپتن میں غلہ منڈی کے قیام کے لئے 26 ایکڑ 2 کنال 10 مرلے رقبہ خریدا ہے۔یہ درست نہ ہے کہ اس منڈی کے لئے بنکوں سے بھاری شرح سود سے قرضہ لیا گیا ہے بلکہ زمین کی خریداری کے لئے مارکیٹ کمیٹی پراونشل فنڈ بورڈ سے صرف 2 فیصد شرح سود سے قرضہ لیا گیا ہے۔

(ب) حکومت پنجاب غلہ منڈی کے قیام میں تاخیر نہیں کر رہی بلکہ سابقا صدر انجمن آڑھتیاں غلہ منڈی محمد اشرف نے نئی غلہ منڈی کے خلاف عدالت میں رٹ کی ہوئی ہے جس سے نئی غلہ منڈی کے قیام میں تاخیر ہو رہی ہے۔

(ج) عدالتی کارروائی کے خاتمہ پر ہی غلہ منڈی کا قیام عمل میں لایا جا سکے گا۔

(د) مارکیٹ کمیٹی پاکپتن کے پاس 2 کروڑ 75 لاکھ روپے کے فنڈز موجود ہیں اس لئے غلہ منڈی کے قیام کے لئے مارکیٹ کمیٹی پاکپتن کو کوئی مالی مسئلہ درپیش نہیں ہے۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! جواب کے جز(ب) میں کہا گیا ہے کہ "حکومت پنجاب غلہ منڈی کے قیام میں تاخیر نہیں کر رہی بلکہ سابقا صدر انجمن آڑھتیاں غلہ منڈی محمد اشرف نے نئی غلہ منڈی کے خلاف عدالت میں رٹ کی ہوئی ہے جس سے نئی غلہ منڈی کے قیام میں تاخیر ہو رہی ہے"۔ نئی غلہ منڈی کے لئے 26 ایکڑ رقبہ خرید کئے ہوئے پانچ سال ہو چکے ہیں۔ کیا محکمہ کی طرف سے کیس کی پیروی کرنے والا کوئی نہیں؟ یہ ایک اہم مسئلہ ہے اگر محکمہ صحیح طور پر اس کی پیروی کرے تو یہ حل ہو سکتا ہے۔ پانچ سال گزر گئے ہیں، حکومت جگہ خرید چکی ہے اور پیسے ادا کر چکی ہے تو کیا محکمہ اب اس میں حائل رکاوٹ کو دُور کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! کیا آپ کا محکمہ اس مقدمہ کو properly pursue کر رہا ہے یا نہیں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! ہمارے محکمہ کی نیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ہم نے منڈی بنانے کے لئے کروڑوں روپے کی چھبیس ایکڑ زمین خریدی ہے۔ پاکپتن کے شہریوں کو غلہ منڈی کی سہولت فراہم کرنے کے لئے یہ جگہ خریدی گئی لیکن شہر میں جو پہلے منڈی چل رہی ہے اس کے سابقا صدر عدالت میں چلے گئے ہیں۔ یہ سول کیس ہے اور سول کیس کی عدالت میں رفتار کو آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ محکمہ پوری طرح اس کو defend کر رہا اور ہم یہ غلہ منڈی بنانے کا پکا ارادہ رکھتے ہیں۔ جیسے ہی عدالت سے کیس کا فیصلہ ہوتا ہے تو ہم انشاء اللہ منڈی بنانے کے لئے تیار ہیں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! وزیر موصوف خود بھی پاکپتن سے تعلق رکھتے ہیں اور ماشاء اللہ بڑے سمجھدار ہیں۔ کیا انہوں نے اس حوالے سے غلہ منڈی پاکپتن کے آڑھتیوں سے کوئی میٹنگ یا مذاکرات کئے ہیں؟ میری یہ تجویز ہے کہ یہ وہاں پر ایک میٹنگ رکھ لیں۔ اس میٹنگ میں غلہ منڈی کے

دوسرے آڑھتی حضرات اور میاں اشرف بھی آ جائیں گے اور اس مسئلہ کا کوئی مثبت حل نکل سکے گا۔ کیا وزیر موصوف اس طرح کی کوئی میٹنگ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! شاہ صاحب کی تجویز بہت اچھی ہے۔ آپ ان آڑھتیوں کے ساتھ کوئی میٹنگ کر لیں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جی، بہتر ہے۔ آپ کے حکم کے مطابق ان سے میٹنگ کر لیتے ہیں۔ میرے محکمہ والوں نے پہلے ان کے ساتھ میٹنگ کی ہے لیکن مسئلہ حل نہیں ہوا۔ آپ حکم کرتے ہیں تو میں خود ان کے ساتھ میٹنگ کر لوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ جس وقت وہاں جائیں تو ان کے ساتھ میٹنگ کریں، احمد شاہ کھگہ صاحب کو بھی اس میٹنگ میں بلایا جائے اور اس معاملے کو sort out کرائیں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جی، بہتر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! یہ مسئلہ انشاء اللہ sort out ہو جائے گا۔ اگلا سوال بھی احمد شاہ کھگہ صاحب کا ہے۔ میاں محمود الرشید صاحب اور حزب اختلاف کے دوسرے معزز ممبران کو میں welcome کہتا ہوں۔ جی، شاہ صاحب!

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 2200، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع پاکپتن: بارانی رقبہ کی سیرابی کے لئے بنائے گئے کھالہ جات کی تفصیلات

*2200: **جناب احمد شاہ کھگہ:** کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع پاکپتن میں جنوری 2010 سے اب تک محکمہ نے بارانی رقبے کی سیرابی کے لئے کتنے کھالہ جات بنائے ہیں؟

(ب) حکومت ضلع پاکپتن کے لاکھوں ایکڑ بارانی رقبے کو سیراب کرنے کے لئے کیا مزید اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) پنجاب حکومت نے "پنجاب میں آبپاش زراعت کی ترقی کا منصوبہ(PIPIP)" جولائی 2012 سے شروع کیا ہوا ہے۔اس منصوبہ کے تحت بارانی رقبے کی سیرابی کے لئے ٹیوب ویلز کے کھالہ جات جنہیںIrrigation Scheme کہتے ہیں،کو پختہ کرنے کے لئے حکومت پنجاب 2لاکھ 50ہزار روپے فی سکیم بطور سبسڈی فراہم کر رہی ہے۔اس منصوبہ کے تحت ضلع پاکپتن میں اب تک 15 عدد اریگیشن سکیمیں مکمل ہو چکی ہیں جبکہ 10 پر کام جاری ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ پاکپتن میں لاکھوں ایکڑ رقبہ بارانی ہے۔ضلع پاکپتن کا کل زرعی رقبہ 9لاکھ 61ہزار219 ایکڑ ہے جس میں 91ہزار427 ایکڑ رقبہ بارانی ہے۔حکومت پنجاب نے مذکورہ بالا منصوبہ کے تحت بارانی رقبہ کو سیراب کرنے کے لئے اریگیشن سکیموں کے علاوہ ڈرپ / سپر نکلر نظام آبپاشی کی تنصیب کا منصوبہ بھی متعارف کروایا ہے۔جس کے تحت کل لاگت کا60 فیصد حصہ حکومت کی طرف سے بطور سبسڈی مہیا کیا جا رہا ہے اور بقیہ 40 فیصد خرچہ زمیندار کو برداشت کرنا پڑتا ہے

مزید برآں، نہری اور بارانی رقبہ کی بہتر سیرابی اور ہمواری زمین کے لئے لیزر لینڈ لیولر بحساب 2لاکھ 25ہزار روپے فی یونٹ سبسڈی پر فراہم کئے جا رہے ہیں۔اب تک ضلع پاکپتن میں72 لاکھ روپے کی سبسڈی پر32 عدد لیزر یونٹس فرہم کئے جا چکے ہیں اور موجودہ مالی سال میں37 عدد لیزر یونٹس بذریعہ قرعہ اندازی سبسڈی پر دیئے جائیں گے۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر!جواب کے جز(الف) میں بتایا گیا ہے کہ "اس منصوبہ کے تحت ضلع پاکپتن میں اب تک پندرہ عدد اریگیشن سکیمیں مکمل ہو چکی ہیں جبکہ دس سکیموں پر کام جاری ہے۔" میرا وزیر موصوف سے ضمنی سوال یہ ہے کہ پندرہ عدد اریگیشن سکیمیں جو مکمل ہو چکی ہیں وہ کہاں پر ہیں، جن دس سکیموں پر کام جاری ہے وہ کہاں پر ہیں اور یہ دس سکیمیں کب تک مکمل ہو جائیں گی؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب!کیا اس کی تفصیل آپ کے پاس ہے؟سوال میں تو یہ پوچھا نہیں گیا۔

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر!معزز ممبر کو ساری سکیموں کی تفصیل فراہم کر دی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! آپ کو تفصیل دے دی جائے گی۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جی، بہتر ہے۔ میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا محکمہ ان سکیموں کو بڑھانے کا کوئی ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! اگر درخواستیں زیادہ آ گئیں تو ہم need base پر سکیموں کو enhance بھی کر سکتے ہیں کیونکہ ہمارے پاس اس کے لئے funds پڑے ہوئے ہیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ جب ہم ٹوکن واک آؤٹ پر تھے تو اس دوران میرا سوال گزر گیا ہے۔ میں عرض کروں گا کہ اس کو take up کر لیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! حق تو بنتا تھا کہ میں اس سوال کو dispose of کر دیتا لیکن مجھے احساس تھا اس لئے محترمہ راحیلہ انور صاحبہ اور آپ کا سوال میں نے pending کر دیا تھا۔ تو اب میں اسی پر واپس آ جاتا ہوں۔ جی، سردار صاحب! آپ اپنا سوال نمبر بولیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! بے حد شکریہ۔ سوال نمبر 2083 ہے جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

محکمہ زراعت کے 46 سپروائزر کی بحالی کی تفصیلات

*2083: سردار شہاب الدین خان: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ زراعت نے واٹر مینجمنٹ میں 46 سپروائزر بھرتی کئے تھے اور وہ 8 سال تک کنٹریکٹ پر کام کرتے رہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان کو نوکری سے نکال دیا گیا ہے؟

(ج) کیا حکومت ان کو بحال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) محکمہ زراعت کے شعبہ اصلاح آبپاشی کے تحت "گریٹر تھر کینال کمانڈ ایریا ڈویلپمنٹ پراجیکٹ" میں حکومت پنجاب نے کنٹریکٹ پالیسی 2004 کے مطابق کنٹریکٹ پر

سپروائزر کو بھرتی کیا تھا۔ اس پراجیکٹ کی مدت مالی سال09-2008 سے13-2012تک تھی۔

(ب) یہ کہنا درست نہ ہے کہ ان کو نوکری سے نکال دیا گیا ہے بلکہ 2013-06-30 کو "گریٹر تھل کینال کمانڈ ایریا ڈویلپمنٹ پراجیکٹ" کی مدت پوری ہونے پر قواعد کے تحت اس میں کام کرنے والے تمام ملازمین کا کنٹریکٹ ختم ہو گیا ہے۔

(ج) جیسا کہ جز(الف)اور(ب)میں وضاحت کی گئی ہے "گریٹر تھل کینال کمانڈ ایریاڈویلپمنٹ پراجیکٹ" کی مدت تکمیل09-2008تا13-2012تھی جو کہ 13-06-30کو پوری ہو گئی لہٰذا اس میں کام کرنے والے تمام ملازمین ، بمع 46 سپروائزرز کا کنٹریکٹ مروجہ قواعد و ضوابط کے تحت ختم ہو گیا ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر!میں نے اپنے سوال کے جز(الف)میں چھیالیس سپروائزر کی بابت پوچھا ہے۔ گریٹر تھر کینال کا جو پراجیکٹ شروع ہوا تھا اس میں ان چھیالیس سپروائزر کو بھرتی کیا گیا تھا۔ اس کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ "منصوبہ مکمل ہونے کے بعد ان کے contract کو ختم کر دیا گیا ہے۔" میں نے اس معاملے میں منسٹر صاحب سے دو تین مرتبہ بات کی ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب کو سمری بھی move کی گئی تھی۔ میں نے ان سے گزارش کی تھی کہ اس صوبے میں اگر پنجاب حکومت روزگار دے نہیں سکتی تو کم از کم لوگوں کو بے روزگار نہ کیا جائے۔ ساؤتھ پنجاب کے چھیالیس گھرانوں کو بے روزگار نہ کیا جائے۔ میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں کہ "ان کا contract ختم ہو گیا اس لئے ہم نے ان کو نکال دیا ہے۔"

جناب سپیکر!میں جز(ج)کے بارے میں بھی ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں تاکہ منسٹر صاحب میرے سارے ضمنی سوالوں کا اکٹھا جواب دے دیں۔ جواب میں کہا گیا ہے کہ "یہ پراجیکٹ ختم ہو گیا ہے" جبکہ یہ پراجیکٹ ختم نہیں ہوا۔ سال 14-2013 کے بجٹ میں اس میں کوئی رقم نہیں رکھی گئی۔ میں آپ کی وساطت سے قابل احترام وزیر زراعت سے گزارش کروں گا کہ مجھے اس پراجیکٹ کی تفصیل سے آگاہ کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب!میرے خیال میں سردار صاحب کے ساتھ آپ کی پہلے بھی اس بارے میں بات ہو چکی ہے تو اس کی تفصیل بتا دیں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! سردار صاحب نے جو باتیں کہی ہیں وہ بالکل درست ہیں۔ یہ میرے پاس دو تین مرتبہ تشریف لائے تھے اور یہ واقعی ان چھپالیس سپروائزر کے ساتھ بڑی ہمدردی رکھتے ہیں۔ کسی بھی حکومت کا کام واقعی یہی ہوتا ہے کہ روزگار فراہم کرے لیکن it is very unfortunate کہ ہم نے ان لوگوں کو contract پر رکھا تھا اور contract بھی project specific تھا۔ اس پراجیکٹ کے تحت گریٹر تھل کینال بن گئی اور اس سے جو نہریں نکلنی تھیں محکمہ اریگیشن والوں نے وہ بھی بنا دی ہیں۔ اب محکمہ زراعت کے ذمہ صرف اس کے water courses بنانا تھا۔ ہم نے water courses بنا دیئے لیکن نہر چل نہ سکی۔ محکمہ نے جو water courses بنائے تھے ریت کی وجہ سے وہ بھی پوری طرح کام نہ کر سکے۔ اتنی دیر میں جو ملازمین contract پر رکھے گئے تھے ان کا contract بھی ختم ہو گیا۔ جب contract ختم ہو گیا تو automatically they stand dissolved. اور وہ سارا پراجیکٹ ختم ہو گیا۔ اب جو water courses باقی رہ گئے ہیں وہ محکمہ زراعت کے ایک منصوبہ PIPIP کے تحت مکمل کئے جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب نے اس کا تفصیلی جواب دے دیا ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب محترمہ راحیلہ انور کے سوال کو take up کر لیتے ہیں۔ محترمہ! اپنے سوال کا نمبر بولیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میں ڈاکٹر نوشین حامد کے سوال نمبر 1804 کو ان کے ایماء پر take up کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! ابھی اس کی باری نہیں آئی۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں نے اس سوال کو dispose of نہیں بلکہ pending کیا تھا۔ مجھے اندازہ تھا کہ آپ لوگ باہر ہیں اور جلد تشریف لے آئیں گے۔ جی، محترمہ! اپنے سوال کا نمبر بولیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1171 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں سیم و تھور سے متاثرہ اراضی کو قابل کاشت بنانے کی تفصیلات

*1171: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ میں اس وقت سیم اور تھور سے متاثرہ اراضی کتنی ہے اور اس متاثرہ اراضی کو قابل کاشت بنانے کے لئے کیا کوئی منصوبہ بنایا گیا ہے؟

(ب) گزشتہ تین سالوں میں کتنی سیم و تھور سے متاثرہ اراضی کو قابل کاشت بنایا گیا؟

(ج) گزشتہ تین سال میں سیم و تھور سے متاثرہ اراضی کو قابل کاشت بنانے پر کتنے اخراجات ہوئے اور ان اخراجات میں سے حکومت پنجاب نے کتنی رقم فراہم کی اور وفاقی حکومت نے کیا مالی تعاون کیا؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) صوبہ پنجاب کا سیم سے متاثرہ رقبہ 51 ہزار 293 ایکڑ ہے جبکہ کلر و تھور سے متاثرہ رقبہ 28 لاکھ 67 ہزار 881 ایکڑ ہے Punjab Development Statistics جن میں سے تین اضلاع (جھنگ، سرگودھا اور حافظ آباد) میں سیم و تھور زدہ زمینوں کی بحالی کا منصوبہ بائیو سیلائن-II (Bio-Saline) حکومت پنجاب اور UNDP کے اشتراک سے مکمل ہوا۔ جبکہ جنوبی پنجاب میں ایک منصوبہ شروع کیا گیا جس کا مقصد کلراٹھی زمینوں کی بحالی اور کھارے پانی کے استعمال سے مختلف ٹیکنالوجیز کا فروغ تھا جو ستمبر 2010 سے لے کر جون 2013 میں مکمل ہوا۔

(ب) منصوبہ برائے سیم و تھور زدہ زمینوں کی بحالی بائیو سیلائن-II کے تحت 80 ہزار ایکڑ شور زدہ رقبہ قابل کاشت بنایا گیا۔

(ج) منصوبہ برائے سیم و تھور زدہ زمینوں کی بحالی بائیو سیلائن-II 2006 تا 2010 میں مکمل کیا گیا۔ منصوبہ کا بجٹ اس طرح سے تھا۔

کل بجٹ	:	79 کروڑ 55 لاکھ 19 ہزار روپے
منصوبہ میں پنجاب کا حصہ	:	53 کروڑ 3 لاکھ 66 ہزار روپے (67 فیصد)
یو این ڈی پی	:	26 کروڑ 51 لاکھ 53 ہزار روپے (33 فیصد)

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! انہوں نے جز(الف) میں جواب دیا ہے کہ صوبہ پنجاب کا سیم سے متاثرہ رقبہ 51ہزار 293ایکڑ ہے جبکہ کلر و تھور سے متاثرہ رقبہ 28لاکھ 67ہزار 881ایکڑ ہے۔ اس سے آگے انہوں نے پھر تین اضلاع جھنگ، سرگودھا اور حافظ آباد کا ذکر کیا ہے کہ جہاں یہ پراجیکٹ مکمل ہوا جبکہ جنوبی پنجاب میں ایک منصوبہ شروع کیا گیا جس کا مقصد کلر اٹھی زمینوں کی بحالی اور کھارے پانی کے استعمال سے مختلف technologies کا فروغ تھا جو ستمبر 2010 میں شروع ہو کر جون 2013 میں مکمل ہوا۔ انہوں نے جو 2010 سے 2013 کا عرصہ بتایا ہے اور میں نے جو سوال کئے ہیں کہ تین سالوں میں کتنی زمین سیم و تھور سے متاثر ہوئی۔ اس حوالے سے جو بات میرے علم میں ہے تو یہ جو جواب دے رہے ہیں کہ یہ UNDP کی رپورٹ کے مطابق یہ Pakistan Community Development Project for Rehabilitation تھا جو جھنگ، سرگودھا اور حافظ آباد میں جس کا آغاز 1998 اور 2002 میں مکمل ہو چکا ہے۔ یہ مجھے پرانا جواب دے رہے ہیں۔ میں نے ان سے جواب کچھ اور مانگا تھا۔ Kindly یہ مجھے بتائیں گے کہ یہ پراجیکٹ مکمل ہو چکا ہے اور اتنا عرصہ ہو چکا ہے اور یہ اب اس کا جواب دے رہے ہیں تو یہ اس کو یہاں کس طرح fit کر رہے ہیں کہ اتنا پرانا پراجیکٹ ابھی پچھلے تین سال میں مکمل ہوا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! ہم نے اس جواب میں پنجاب میں جتنا بھی سیم و تھور سے متاثرہ علاقہ ہے اس کے متعلق بتایا ہے کہ 26لاکھ 67ہزار 881ایکڑ ہے اور Bio-Saline(II) منصوبے کے تحت جتنا ہم نے reclaim کیا ہے اس کا بھی بتا دیا ہے کہ وہ 80ہزار ایکڑ رقبہ ہے۔ ہم نے اس میں واضح جواب دیا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ ongoing process ہے جو رحیم یار خان میں چل رہا ہے تو ongoing process soil fertility والے کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیا آپ کا اب رحیم یار خان میں پراجیکٹ چل رہا ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جی۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں نے جز(ب) پوچھا تھا کہ گزشتہ تین سالوں میں کتنی سیم و تھور سے متاثرہ اراضی کو قابل کاشت بنایا گیا؟ پھر جز(ج) میں پوچھا تھا کہ گزشتہ تین سال میں سیم و تھور سے

متاثرہ اراضی کو قابل کاشت بنانے پر کتنے اخراجات ہوئے؟یہاں ذکر تین سال کا ہو رہا ہے اور معزز وزیر صاحب جواب پرانا دے رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ!وہ latest جواب بھی دے رہے ہیں کہ ان کا ایک پراجیکٹ رحیم یار خان میں چل رہا ہے اور ایک پرانا مکمل کر لیا ہے۔اس کے علاوہ کوئی بات آپ نے پوچھنی ہے تو پوچھ لیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر!انہوں نے جواب میں بتایا ہے کہ متاثرہ رقبہ 28 لاکھ 67 ہزار 881 ایکڑ ہے،آگے بتایا ہے کہ منصوبہ برائے سیم و تھور زمینوں کی بحالی Bio-Saline(II) کے تحت 80 ہزار ایکڑ شور زدہ رقبہ قابل کاشت بنایا گیا ہے۔مجھے یہ بتایا جائے کہ جب 28 لاکھ ایکڑ رقبہ اس سے متاثر ہے تو ابھی تک کل 80 ہزار ایکڑ رقبہ restore کیا گیا ہے۔یہ جب تک باقی restore کریں گے تو پتا نہیں کتنے لاکھوں کروڑوں ایکڑ رقبہ متاثر ہو جائے گا۔مجھے اس سوال کا جواب دیا جائے کہ یہ منصوبہ شروع کرنے کے بعد کتنی دیر میں اسے مکمل کرتے ہیں تاکہ اگلی زمینیں تو کم از کم بچ جائیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی،منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر!آپ کے علم میں اچھی طرح ہے کہ کوئی پراجیکٹ جب ختم ہوتا ہے تو کوئی نہ کوئی department take up کرتا ہے اور کوئی نہ کوئی technology transfer کر کے جاتے ہیں، اس کے بارے میں knowledge دے کر جاتے ہیں اور کوئی techniques سکھا کر جاتے ہیں۔اسی طرح Bio-Saline(II) کا ہمارا جو پراجیکٹ تھا،اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ پراجیکٹ ختم ہو گیا ہے لیکن ہمارے محکمہ نے وہ technology اور وہ طریق کار take up کئے ہیں اس لئے water logging کو ختم کرنے کے لئے ponds بنائے جا رہے ہیں، fish ponds بھی بن رہے ہیں اور saline and sodality کو کم کرنے کے لئے جپسم کا استعمال اور دوسری technologies کا استعمال کیا ہے۔یہ تو ongoing process ہے۔یہ تو ہم ختم کرتے رہیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیا آپ کوئی time-frame دے سکتے ہیں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر!اس میں time-frame نہیں دیا جا سکتا۔یہ تو on going process ہے جو چلتا رہے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ محترمہ! آخری ضمنی سوال کریں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میرا معزز وزیر صاحب سے آپ کی وساطت سے یہ سوال ہے کہ انہوں نے یہاں پر جھنگ، سرگودھا اور حافظ آباد کا ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ بھی انہوں نے بتایا ہے کہ ایک نیا پراجیکٹ رحیم یار خان میں شروع کیا گیا ہے۔ میرا تعلق جہلم سے ہے جہاں salt mines کی وجہ سے ہمارا لاکھوں ایکڑ رقبہ ناکارہ پڑا ہوا ہے، کیا آئندہ کوئی پراجیکٹ وہاں پر شروع کرنے کا ارادہ ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! کیا جہلم میں کوئی پراجیکٹ شروع کرنے کا ارادہ ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! بالکل ارادہ ہے۔ جہاں سے ہمیں شکایت ملتی ہے کہ یہ زمین reclaim کرنے والی ہے تو ہمارا ڈیپارٹمنٹ فوراً وہاں پہنچتا ہے۔ محترمہ نشاندہی کرا دیں یا درخواست دے دیں تو ڈیپارٹمنٹ والے وہاں پر پہنچ جائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے۔ محترمہ! آپ منسٹر صاحب سے مل کر درخواست دے دیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس سے آگے الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب کے دو سوال ہیں جو dispose of ہو گئے تھے۔ اگلا سوال نمبر 1804 ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے۔ وہ لیتے ہیں۔ جی، سردار صاحب!

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 1804 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے ڈاکٹر نوشین حامد کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع قصور: غیر قانونی سبزی منڈی کی تفصیلات

*1804: **ڈاکٹر نوشین حامد:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع قصور میں غیر قانونی سبزی منڈی قائم ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس غیر قانونی منڈی کو ختم کرنے اور ان لوگوں کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ جنہوں نے غیر قانونی سبزی منڈی تعمیر کر رکھی ہے؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) ضلع قصور میں کوئی غیر قانونی سبزی منڈی قائم نہ ہے۔تاہم الہ آباد میں ایک پرانی روایتی سبزی منڈی چل رہی ہے۔

(ب) الہ آباد میں جدید سبزی و پھل منڈی نوٹیفائی کی گئی تھی تاہم فنڈ نہ ہونے کی وجہ سے ترقیاتی کام نہ ہو سکے جیسے ہی منڈی میں ترقیاتی کام مکمل ہو جائیں گے تو پرانی منڈی میں کام کرنے والے لوگوں کو جدید سرکاری منڈی میں منتقل کر دیا جائے گا۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! مجھے منسٹر صاحب یہ explain کر دیں کہ غیر قانونی اور پرانی روایتی سبزی منڈی میں فرق کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! کیا فرق ہے؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! یہ بالکل صحیح ہے کہ الہ آباد میں ایک منڈی بڑی دیر سے قائم ہے، 60 یا 70 کی دہائی میں یہ منڈیاں ضلعی حکومتیں بناتی تھیں۔ اس کے بعد یہ ساری منڈیاں مارکیٹ کمیٹی کو transfer ہوئی ہیں۔ یہ منڈی جس کا سردار صاحب نے ذکر کیا ہے بالکل وہاں قائم ہے اور یہ منڈی transfer نہیں ہو سکی لیکن اس میں جو دکاندار بیٹھے ہیں وہ لائسنس یافتہ ہیں، وہ لائسنس کی تجدید بھی کروا رہے ہیں اور مارکیٹ کی فیس بھی دے رہے ہیں۔ ہم نے وہاں نئی منڈی کے لئے جگہ لے لی ہوئی ہے اور الاٹمنٹ اور نیلامی کا کام litigation کی وجہ سے delay ہو گیا ہے۔انشاء اللہ اس کو expedite کر کے جلد اس منڈی کو نئی منڈی جس کی جگہ گورنمنٹ نے خریدی ہے وہاں shift کر دیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! کیا روایتی پرانی منڈی چلتی رہے گی؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! اس کو بند کر دیا جائے گا۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہی ہے کہ انہوں نے کچھ بتایا ہے اس کو مزید clear کر دیں کہ "تاہم فنڈ نہ ہونے کی وجہ سے ترقیاتی کام نہ ہو سکے جیسے ہی منڈی میں ترقیاتی کام مکمل ہو جائیں گے "اب میں پہلے والے پر یا دوسرے والے پر یقین کروں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! دونوں باتیں ساتھ ساتھ چل رہی ہیں، ترقیاتی کام بھی ہو رہے ہیں، انہیں پتا بھی ہے کہ وہاں سڑکیں بن چکی ہیں اور ان کو یہ بھی علم ہے کہ وہاں پلیٹ فارم بھی بن چکا ہے۔ اس کے علاوہ فنڈز کا مسئلہ اور litigation کا مسئلہ بھی ہے۔ ہم انشاء اللہ جلد دونوں مسائل حل کر کے جلد منڈی کو shift کرائیں گے۔ میں تو مانتا ہوں کہ یہ دونوں problems ہیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! ضمنی سوال نہیں ہے لیکن میں تھوڑی سی وضاحت کروں گا کیونکہ یہ میرے حلقہ سے متعلقہ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہاں پر اس وقت ایک روایتی منڈی چل رہی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہاں پر ایک parallel منڈی جو شاید سرکاری ہی ہو گی وہاں پر سولنگ بھی لگا ہوا ہے اور وہاں access road بھی ہے۔ اس وقت صرف اور صرف وہاں پر ایک مافیا کام کر رہا ہے جو کہ کبھی بھی اس روایتی منڈی کو سرکاری منڈی میں نہیں جانے دے گا۔ ایسا اس لئے ہو گا کہ وہ لوگ جب وہاں سے اٹھ کر جائیں گے۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! آپ ان لوگوں کو قائل کریں۔ آپ کا حلقہ ہے، آپ ان لوگوں کو بلائیں اور منسٹر صاحب کے ساتھ میٹنگ کرائیں۔ انہوں نے تو جگہ بھی propose کی ہوئی ہے۔ اب litigation میں جو معاملہ چل رہا ہے اس میں ڈیپارٹمنٹ تو pursue ہی کر سکتا ہے باقی فیصلہ تو عدالت نے کرنا ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میں یہی کہنا چاہ رہا ہوں کہ وہاں پر سب کچھ تیار ہے صرف منڈی نے اُدھر سے اِدھر آنا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایسے نہیں آ سکتی جب تک عدالت کوئی فیصلہ نہ دے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میرے خیال میں ابھی تک litigation کا ایسا کوئی معاملہ نہیں ہے۔ میں ان کے ساتھ بیٹھنے کو تیار ہوں کیونکہ ایک معاملہ amicably حل ہو جائے تو وہی بہتر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! کیا اس پر کوئی litigation ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! تمام شہروں کا یہ مسئلہ ہے کہ جہاں پر نئی منڈی بنائی جاتی ہے وہاں پرانی منڈی میں جو آڑھتی بیٹھے ہوتے ہیں وہ لازمی طور پر litigation میں جاتے ہیں اور رکاوٹیں پیدا کرتے ہیں۔ الاٹمنٹ اور نیلامی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ یا ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن کا کام ہے۔

سردار صاحب میرے بھائی ہیں، یہ میرے ساتھ بیٹھ جائیں وہاں کی انتظامیہ کو ساتھ بٹھالیں گے اور ان کا مسئلہ حل کر لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال بھی ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اس لئے یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا تھا جو dispose of ہو گیا تھا۔ محترمہ! آپ آچکی ہیں لیکن میں اس کو پہلے dispose of کر چکا ہوں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میں اپنے سوال کے جواب سے مطمئن تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اس لئے یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب محمد انیس قریشی صاحب کا ہے۔

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2331 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں زراعت آفیسرز کے لئے بنائے گئے دفاتر و دیگر تفصیلات

***2331: جناب محمد انیس قریشی:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے Agriculture Extension پروگرام کے تحت زراعت آفیسرز کے لئے جو دفاتر اور گھر تعمیر کئے تھے وہاں وہ کبھی نہیں گئے بلکہ پرائیویٹ لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے یا کیٹل شیڈ بن چکے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ میں ہزاروں کی تعداد میں ایگریکلچر اسسٹنٹس (Assistants) بھرتی کئے گئے تھے اور فیلڈ میں ان کے دفاتر بنائے تھے لیکن وہ کبھی کاشتکاروں کو مشورہ دینے فیلڈ میں نہ گئے ہیں اور وہ ڈبل نوکریاں کر رہے ہیں۔ان کے دفاترز میں مویشی اور گدھے بندھے ہوئے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کاشتکاروں کو کوئی لٹریچر فراہم نہیں کیا جارہا ہے اور نہ ہی ان کو مشورہ دینے کے لئے زراعت آفیسر یا فیلڈ آفیسر کسی زمیندار یا کسان کے پاس جارہا ہے؟

(د) جعلی زرعی ادویات اور جعلی ڈی اے پی کھاد کے سلسلہ میں محکمہ زراعت نے گزشتہ دو سالوں کے دوران صوبہ میں کتنے ریڈ کئے ہیں اور کتنے samples لے کر Public Analyst کو بھجوائے ہیں؟

(ہ) محکمہ نے مذکورہ عرصہ کے دوران کتنے دکانداروں کو سزا دی اور ان کے خلاف کیا ایکشن لیا گیا ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ پنجاب میں زراعت آفیسرز کے لئے جو دفاتر اور گھر (Office cum-residence) تعمیر کئے گئے تھے وہ آباد ہیں اور پرائیویٹ لوگوں کے قبضہ میں نہ ہیں۔ زمینداران بھی ان دفاتر میں مشورے لینے کے لئے آتے ہیں کسی دفتر میں کوئی کیٹل شیڈ نہ ہے البتہ بعض دفاتر کی حالت خراب ہے۔ اسی طرح بعض رہائشیں بھی رہنے کے قابل نہیں ہیں۔

(ب) پنجاب میں فیلڈ اسسٹنٹس کی منظور شدہ اسامیاں 2981 ہیں لیکن 2500 فیلڈ اسسٹنٹس کام کر رہے ہیں اور 481 اسامیاں خالی پڑی ہیں۔ فیلڈ اسسٹنٹس اپنے منظور شدہ ٹور پروگرام اور اعلیٰ حکام کے احکامات کے مطابق ذمہ داریاں ادا کر رہے ہیں۔ البتہ ڈبل نوکری کا کوئی کیس نوٹس میں نہ آیا ہے اور نہ ہی ان دفاتر میں کوئی مویشی اور جانور بندھے ہوئے ہیں۔

(ج) محکمہ زراعت کی طرف سے فراہم کردہ زرعی لٹریچر فیلڈ سٹاف کے ذریعے کاشتکاروں کو مفت تقسیم کیا جا رہا ہے۔ کاشتکاروں کو راہنمائی فراہم کرنے کے لئے زراعت آفیسران اور فیلڈ اسسٹنٹس باقاعدگی کے ساتھ فیلڈ میں جاتے ہیں۔ گندم، دھان، کپاس اور دیگر تفصیلات کے علاوہ باغات کے لئے مخصوص مہینوں میں مہمات چلائی جاتی ہیں تاکہ ان فصلات کی جدید پیداواری ٹیکنالوجی کاشتکاروں کی دہلیز پر پہنچائی جا سکے۔

(د) گزشتہ دو سالوں میں جعلی زرعی ادویات اور جعلی کھادوں کے خلاف چھاپہ جات اور لئے گئے سیمپل کی تفصیل اس طرح سے ہے:

	نمونہ جات	معیاری	غیر معیاری	چھاپہ جات	ضبطی مال (کلو/لیٹر)	مالیت (روپوں)
جعلی زرعی ادویات	23972	23318	654	420	335087	5کروڑ11لاکھ58ہزار187
جعلی کھادیں	7646	7268	378	185	938976	1کروڑ52لاکھ65ہزار132

(ہ) مذکورہ دو سالوں کے دوران محکمہ زراعت کی طرف سے درج کئے گئے مقدمات میں عدالت نے 87 مقدمات کے فیصلوں میں 52 دکانداروں کو سزا دی جن میں 36 کیسوں میں 36 لاکھ 84 ہزار 500 روپے جرمانہ ہوا اور 13 کیسوں میں مجموعی طور پر 17 سال قید دی گئی جبکہ

کھاد کے گراں فروشوں سے 92 لاکھ 33 ہزار 50 روپے موقع پر جرمانے کی مد میں وصول کئے گئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے جواب دیا ہے کہ بہت سے گھر اور دفاتر خراب ہو چکے ہیں۔ وہ خراب اس لئے ہو چکے ہیں کہ وہاں پہلے مویشی بندھے ہوتے تھے اور وہاں ان کے آفیسرز جاتے ہی نہیں تھے۔ اب انہوں نے show کر دیا ہے کہ وہ دفاتر اور گھر خراب حالت میں ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے کوئی بھی بندہ باہر نہیں جاتا۔ کاشتکاروں سے توقع کرتے ہیں کہ وہ خود ان کے دفتروں میں آئیں۔ Progressive farmer دفاتر میں چلے جاتے ہیں لیکن عام کسان کو اتنا knowledge نہیں ہوتا اس لئے ان افسروں کو خود وہاں جا کر کسانوں کو trained کرنا چاہئے۔ انہیں وہاں خود جا کر اُن کو بتانا چاہئے اور اس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں ان سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں جو گھر ناکارہ پڑے ہیں، خراب ہو چکے ہیں وہ ان کی نااہلی کی وجہ سے خراب ہوئے ہیں، وہاں رہائش نہ رکھنے کی وجہ سے خراب ہوئے ہیں یا ویسے ہی خراب ہو گئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! وہ گھر کیوں خراب ہو گئے ہیں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! میں نے بہت اچھی طرح check کروایا ہے۔ یہ تو میں نہیں کہتا کہ سب گھروں میں رہائشیں رکھی ہوئی ہیں۔ میں نے خود یہ بات جواب میں تسلیم کی ہے کہ سب گھروں میں رہائشیں نہیں رکھی گئیں کیونکہ گھر خراب بھی ہیں۔ ہم محکمے میں ایسی کالی بھیڑوں کا جو واقعی field میں نہیں جاتے ان کا احتساب کر رہے ہیں۔ میں اپنے بھائی سے یہ درخواست کروں گا کہ اگر ان کے علم میں ہے کہ کوئی جگہ جانوروں کو باندھنے کے لئے استعمال کی جا رہی ہے، کوئی گھر ایسے ہیں جن میں جان بوجھ کر رہائش نہیں رکھی جا رہی یا ہمارے محکمے کا کوئی اہلکار field میں نہیں جاتا اور گھر میں بیٹھا رہتا ہے تو یہ ان مقامات اور اہلکاروں کی نشاندہی کریں ہم ان کے خلاف کارروائی کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: قریشی صاحب! آپ کسی بندے کی نشاندہی کریں۔

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! میں خوشاب میں ڈپٹی کمشنر رہا ہوں، ڈی سی او منڈی بہاؤالدین رہا ہوں، ڈی سی او مظفر گڑھ رہا ہوں اور ڈی سی نارووال رہا ہوں۔ ان سب جگہوں پر میں نے بے شمار

ایسے cases پکڑے ہیں کہ جہاں پر cattle shed بنے ہوئے ہیں اور گدھے بندھے ہوئے ہیں۔ان کے جو ایگریکلچر اسسٹنٹ ہیں ان کا area پچیس ہزار آبادی کا ہے وہ کبھی field میں نہیں گئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: قریشی صاحب! آپ ان کی نشاندہی کریں۔

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! یہ محکمہ ہمارے محکمہ خزانہ پر burden بن چکا ہے اور یہ بالکل work نہیں کرتے۔ اگر یہ کام کرتے اور اسے deliver کرتے تو محکمہ زراعت کا یہ حال نہ ہوتا جو اس وقت ہو رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! قریشی صاحب کے تجربے سے استفادہ کریں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! قریشی صاحب میرے بڑے بھائی ہیں، ان کا experience بھی زیادہ ہے اور یہ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ میں ان کی بات سے اختلاف نہیں کر سکتا لیکن کیا کروں کہ پنجاب کے کھیتوں میں اس وقت جو کپاس اور گندم کی average yield ہو رہی ہے وہ ان کے اس دعوے کو جھٹلا رہی ہے۔ اس وقت پنجاب کپاس کے معاملے میں انڈیا سے بھی آگے ہے۔ پنجاب میں کپاس کی ریکارڈ پیداوار ہوئی ہے لیکن اس کے باوجود میں بڑے احترام کے ساتھ اپنے بھائی سے یہ درخواست کروں گا کہ جہاں جانور بندھے ہوئے ہیں وہ مجھے دکھائیں میں ان کے ساتھ خود جانے کے لئے تیار ہوں اور ان کو سخت ترین سزا دی جائے گی۔

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! اس وقت کوئی اہلکار بس ڈرائیوری کر رہا ہے، کوئی بس کنڈیکٹری کر رہا ہے، کوئی دکانداری کر رہا ہے اور ان کے 50 فیصد دفاتر خالی پڑے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: قریشی صاحب! آپ ان کی نشاندہی کریں۔

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! نشاندہی کر تو دی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: قریشی صاحب! کسی ایک جگہ کی نشاندہی کریں۔

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! آپ خود چل کر دیکھ لیں وہاں سفید رنگ کی بڑی سی بُرجی بنائی ہو گی جس کے اوپر "نمائشی پلاٹ" لکھا ہو گا۔ یہ خود تیار نہیں کرتے ہیں کسی کاشتکار کا اچھا پلاٹ ہو تو اس کے اوپر پیازی پولی باتھو فصل کے تین ڈاکو لکھ دیتے ہیں۔ بس یہی کارروائی کرنے کے بعد یہ گھر جا کر بیٹھ جاتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: قریشی صاحب! آپ نشاندہی کریں۔ جی، محترمہ سائرہ افتخار! آپ ضمنی سوال کریں۔ محترمہ question کرنے کے لئے کافی excited تھیں۔

محترمہ سائرہ افتخار: جناب سپیکر! I belong to the citrus-belt میرا تعلق سرگودھا سے ہے۔ میں پچھلے چھ ماہ سے وہاں کے farmers سے بہت closely مل بھی رہی ہوں اور میرے weekends وہاں پر گزرتے ہیں۔ Absolutely یہ جو extension workers کے حوالے سے بھی میرے colleague نے بات کی ہے They don't visit at all and this is 200 percent true. یہ بات میں سیکرٹری ایگریکلچر کے نوٹس میں لے کر آئی تھی اور PAC کے پلیٹ فارم پر بھی میں نے یہ بات being a member of the PAC کی تھی۔ اب finally میں نے ڈی جی ایکسٹنشن جو سرگودھا کے ہیں I have given him a real hard time in a sense میں نے اس کو کہا ہے کہ مجھے تین مہینے کا schedule بنا کر دو کہ آپ نے کہاں visit کرنے ہیں۔ I will personally do the surprise visits just to double check کہ یہ extension workers وہاں پر جاتے ہیں یا نہیں۔ absolutely this is true

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! اس بات کو آپ بالکل نوٹ کریں، کیا آپ نے یہ بات note کر لی ہے؟

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! یہ بالکل پروا نہیں کرتے بلکہ یہ جاتے ہی نہیں ہیں۔ یہ head office سے وہاں جاتے ہی نہیں ہیں۔ یہ کاشتکاروں میں literature تقسیم ہی نہیں کرتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: قریشی صاحب! آپ منسٹر صاحب سے جواب لے لیں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! انہوں نے فیلڈ اسسٹنٹ کی بات کی ہے۔ میں ان کو defend تو نہیں کرنا چاہتا کیونکہ میں یہ خود تسلیم کرتا ہوں کہ ہمارا محکمہ اتنا dynamic اور vibrant نہیں ہے جتنا کہ ہونا چاہئے۔ Unfortunately جو فیلڈ اسسٹنٹ DCOs اور ACs کے under ضلعوں میں کام کر رہے ہیں ان کے ساتھ یہ سلوک ہو رہا ہے کہ کوئی فیلڈ اسسٹنٹ بسوں کے اڈے پر ڈیوٹی دے رہا ہے، کوئی پٹواری کا کام کر رہا ہے اور کسی فیلڈ اسسٹنٹ کو DCO صاحب نے کسی اور جگہ پر لگایا ہوا ہے۔ جتنے ڈسٹرکٹ کے کام ہوتے ہیں فیلڈ اسسٹنٹ اور پٹواری سے ہی لئے جاتے ہیں۔ جہاں تک میری بہن نے سوال کیا ہے کہ وہ field میں نہیں جاتے ہیں۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! No cross talk آپ ان کا جواب سنیں۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! میں on the floor of the House یہ بات کرتا ہوں کہ محترمہ کے والد صاحب نے ایک ایگریکلچر آفیسر کی شکایت کی تھی ہم نے ان کو suspend کر دیا ہے۔ ہم تو ایکشن ہی لے سکتے ہیں اگر یہ نشاندہی کریں تو ہم بالکل ایکشن لیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! بالکل ٹھیک ہے۔ محترمہ اور بھی اگر کوئی شکایت ہے تو اس کی نشاندہی کریں۔ میرا خیال ہے کہ شیخ صاحب اس پر کافی بات ہو گئی ہے۔ اگلے سوال پر آجاتے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے جو جواب دیا ہے اس سے پتا چل رہا ہے کہ پنجاب کے اندر گڈ گورننس کتنی اچھی ہو رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کا ہے۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال سردار شہاب الدین خان کا ہے۔

سردار شہاب الدین خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2638 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع خوشاب: گریٹر تھل کینال منصوبے کی تکمیل کی تفصیلات

***2638: سردار شہاب الدین خان:** کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ زراعت کے پراجیکٹ گریٹر تھل کینال جو آدھی کوٹ (ضلع خوشاب) سے نکل کر ضلع مظفر گڑھ تک جاتی تھی جس سے ضلع خوشاب، بھکر، لیہ اور کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ کا ہزاروں ایکڑ رقبہ سیراب ہونا تھا اب اس منصوبے پر عمل درآمد روک دیا گیا ہے، کیوں؟

(ب) مالی سال 14-2013 کے بجٹ میں اس منصوبہ کے لئے کتنی رقم رکھی گئی ہے اور یہ منصوبہ کب تک مکمل ہو گا؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) وفاقی حکومت نے تھل کے علاقے کی ترقی کے لئے گریٹر تھل کینال کی تعمیر کا منصوبہ شروع کیا تھا جسے واپڈا نے تین مراحل میں مکمل کرنا تھا۔اس منصوبہ کا صرف پہلا مرحلہ مکمل کیا گیاہے اوراس کے تحت تعمیر کی گئی نہریں محکمہ آبپاشی کے سپرد کر دی گئی ہیں۔ان نہروں میں دستیاب پانی کو زراعت کے لئے استعمال کرنے کے لئے محکمہ زراعت نے "گریٹر تھل کینال کمانڈ ایریا ڈویلپمنٹ پراجیکٹ "پانچ سال کے لئے 09-2008تا13-2012 شروع کیا تھا۔اس منصوبہ کے تحت725 موگہ جات، کھالہ جات کی تعمیر کے لئے کسانوں کو مالی اور تکنیکی معاونت فراہم کرنا تھی۔گریٹر تھل کے علاقہ میں پانی، چشمہ۔جہلم لنک کینال سے مہیا ہوتا ہے۔اس نہر کے مسلسل نہ چلنے کی وجہ سے متذکرہ علاقہ کو پانی کی فراہمی تسلسل سے نہیں ہوتی لہٰذا پانی کی عدم دستیابی اور ہوا سے ریت کے نہروں میں بھر جانے کی وجہ سے ان کی شکست وریخت ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے صرف 339 کھالہ جات کی تعمیر ہو سکی اور یہ منصوبہ 2013-06-30 کو ختم ہو گیا ہے۔

اب بقیہ کھالوں کی پختہ تعمیر کے لئے "پنجاب میں آبپاش زراعت کی بہتری کا منصوبہ (PIPIP)کے تحت سہولت موجود ہے اور زمینداران اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

(ب) جیسا کہ جز(الف)میں وضاحت کی گئی ہے کہ گریٹر تھل کینال کمانڈ ایریا ڈویلپمنٹ پراجیکٹ 2013-06-30 کو ختم ہو چکا ہے لہٰذا موجودہ مالی سال 14-2013 میں اس کے لئے کوئی رقم مختص نہیں کی گئی ہے۔

پنجاب میں آبپاش زراعت کی بہتری کا منصوبہ(PIPIP)کے تحت ان اضلاع میں کھالہ جات کی پختگی کے لئے وافر مالی وسائل فراہم کئے جا رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر:کوئی ضمنی سوال ہے؟

سردار شہاب الدین خان جناب سپیکر!یہ میرا ضمنی سوال پہلے سوال سے ہی related ہے۔اس کے جواب کے جز(الف)میں بتایا گیا ہے کہ وفاقی حکومت نے تھل کے علاقے کی ترقی کے لئے گریٹر تھل کینال کی تعمیر کا منصوبہ شروع کیا تھا جسے واپڈا نے تین مراحل میں مکمل کرنا تھا۔اس منصوبہ کا صرف پہلا مرحلہ مکمل کیا گیا ہے۔آگے جواب میں لکھا ہے کہ "یہ منصوبہ 2013-06-30 کو ختم ہو گیا ہے۔"یہ گریٹر تھل کینال آدھی کوٹ خوشاب سے شروع ہوئی تھی۔اس نے چار ضلعوں کو سیراب

کرنا تھا اس پر اربوں روپے خرچ ہوئے ہیں۔ معزز منسٹر صاحب نے ابھی میرے پہلے سوال پر جواب دیا کہ یہ نہر مکمل ہو گئی ہے اور اس کے کھالہ جات بن رہے ہیں۔ میں on the floor of the House جناب کے توسط سے وزیر موصوف سے کہوں گا کہ وہ اس کا visit کریں کیونکہ یہ جو میرے سامنے جواب آیا ہے میں اس سے مطمئن نہیں ہوں اور یہ غلط جواب ہے۔ وہاں پر کوئی پکے کھالہ جات نہیں بنے اور اگر ایک بھی single کھالہ اس نہر پر بنا ہو تو منسٹر صاحب سے میں کہوں گا کہ وہ خود دیکھ لیں کیونکہ محکمے نے جو جواب دیا ہے وہ سراسر غلط اور جھوٹ پر مبنی ہے اور دوسرا اس سوال کے پیرا جات میں پڑھیں کہ یہ تین مراحل میں مکمل ہونا تھا اور ایک مرحلہ مکمل ہونے کے بعد اس کو ختم کر دیا گیا ہے۔ آپ اس جواب کو خود پڑھ لیں، اگر آپ مطمئن ہیں تو پھر ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! اس میں لکھا ہوا ہے کہ 339 کھالہ جات کی تعمیر ہو چکی ہے لیکن سردار صاحب کے بقول کہ وہاں پر کوئی کھالہ نہیں بنا اور منصوبہ ختم کر دیا گیا ہے۔ اس کی آپ detail بتائیں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! یہ ambiguity اس لئے ہے کہ یہ منصوبہ واپڈا یعنی فیڈرل گورنمنٹ کا ہے۔ اس کو واپڈا نے شروع کیا، دوسرا tier اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کے پاس تھا مگر ہمارے پاس اس کے صرف واٹر کورسز بنانے تھے جن کے بارے میں ہم نے کہا بھی نہیں کہ ہم پکے بنا رہے ہیں کیونکہ وہ کچے واٹر کورسز ہیں۔ وہ بھی اس لئے چل نہیں سکے کیونکہ نہر کا منصوبہ نہیں چل سکا اور نہر ہی نہیں چلتی۔ نہر نہ چلنے کی وجہ سے اور sand collect ہونے کی وجہ سے وہ کچے کھالے بھی صحیح طرح کام نہیں کر رہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ 339 کھالہ جات کیا آپ نے بنانے تھے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! ہمارے ذمہ صرف کھالہ جات ہی بنانا ہے جبکہ اس گریٹر تھل کینال پراجیکٹ کا کوئی منصوبہ ہمارے ذمہ نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! اب آپ خود دیکھ لیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں معزز منسٹر صاحب سے دوبارہ یہ پوچھوں گا کہ یہ بات تھل کینال کی کر رہے ہیں۔ ہمارے جنوبی پنجاب میں تھل کینال 1951 میں آئی اور یہ گریٹر تھل کینال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ ہم سے related ہی نہیں ہے کیونکہ یہ فیڈرل گورنمنٹ واپڈا کا منصوبہ تھا۔ اس کا دوسرا phase اریگیشن ڈیپارٹمنٹ نے بنانا تھا جس میں پانی مہیا کرنا تھا۔ تیسرا ان کے ذمہ یہ کام تھا کہ انہوں نے وہاں پر کچے کھالہ جات بنانے تھے جو ریت آنے کی وجہ سے نہیں بنا سکے۔ میرے خیال میں اب یہ ان سے related سوال نہیں بنتا لہذا آپ اریگیشن ڈیپارٹمنٹ سے کریں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! اس میں لکھا گیا ہے کہ انہوں نے کھال بنائے ہیں۔ یہ تو تھل کینال کے بنا رہے ہیں اور ان کو گریٹر تھل کینال کا پتا بھی نہیں ہے جو over flooded canal کہلاتی ہے۔ میرا سوال یہ تھا کہ اس پر اگر محکمہ اریگیشن کو takeover کرا دیا گیا ہے تو پھر اس کا جواب محکمہ ایگریکلچر کیوں دے رہا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے ان سے سوال کیا تھا تو انہوں نے جواب دے دیا۔ منسٹر صاحب! وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ نے کوئی کھالہ جات بنائے تھے۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! سوال تو واقعی ان کا بنتا تھا جس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن چونکہ تیسرا tier واٹر کورسز کا ہمارے متعلقہ ہے تو یہ سوال اُدھر سے ہو کر ہی ہمارے پاس آیا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیا آپ نے وہاں 339 واٹر کورسز بنائے ہیں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! وہاں پر کھالہ جات بنائے ہیں باقی سب بننے والے رہتے ہیں جو انشاء اللہ تعالیٰ PIPIP منصوبے کے تحت جلد مکمل کر دیئے جائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر نہر میں پانی نہیں ہے تو پھر ان کو بنانے کا کیا فائدہ ہو گا؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! جب اس کی ضرورت ہو گی تو بنائے جائیں گے لیکن ابھی نہیں بنائے جا رہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ابھی کیا اس پر کام بند کر دیا گیا ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): ابھی کام بند ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! آپ پھر اریگیشن ڈیپارٹمنٹ سے سوال کریں کہ یہ گریٹر تھل کینال کیوں نہ چل سکی؟

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! آپ نے صحیح بات کی ہے کہ جب نہر میں پانی ہی نہیں آ رہا وہ ریت سے بھر گئی ہے اور کھالے بھر گئے ہیں تو منسٹر صاحب بتا رہے ہیں کہ ان کھالوں کو ہمیں بنانے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! انہوں نے کہا ہے کہ اگر ضرورت پڑی تو ہم بنائیں گے لیکن ابھی کام اس کا stop کر دیا ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! آپ جواب دیکھیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: انہوں نے جواب دیا ہے کہ ابھی یہ منصوبہ 30-06-2013 کو ختم ہو گیا ہے۔ آپ اس کی date ذرا پڑھ لیں۔ اگلا سوال جناب ظہیر الدین خان علیزئی صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال سردار وقاص حسن موکل صاحب کا ہے۔ انہوں نے اپنے سوال کا wait ہی نہیں کیا۔ وہ کہاں چلے گئے ہیں، انہوں نے آنا ہے یا چلے گئے ہیں؟

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! وہ ابھی پانی پینے گئے تھے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، تھوڑی دیر کے لئے اس سوال نمبر 2823 کو pending کر دیتے ہیں شاید وہ پانی پینے گئے ہوں گے۔ اگلا سوال محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کا ہے۔

MIAN MUHAMMAD RAFIQUE: On her behalf.

جناب قائم مقام سپیکر: سوال نمبر بولئے گا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں ذرا ان کا سوال دیکھ لوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! سوال نمبر 2826 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: ڈائریکٹر مارکیٹنگ کی تعیناتی و دیگر تفصیلات

*2826: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈائریکٹر مارکیٹنگ زراعت لاہور کی تعیناتی کب کس اتھارٹی کے احکامات سے ہوئی اس کا نام، عہدہ اور موجودہ تعیناتی سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ آفیسر عرصہ تین سال سے زائد اسی اسامی پر کام کر رہے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایک سرکاری ملازم ایک جگہ پر قواعد کے مطابق تین سال سے زائد تعینات نہیں رہ سکتا، اگر ایسا ہے تو مذکورہ آفیسر تین سال سے زائد اس جگہ پر تعینات کیوں ہیں؟

(د) کیا حکومت قواعد و ضوابط کے مطابق مذکورہ ڈائریکٹر مارکیٹنگ کو یہاں سے ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) 5-اپریل2010 کو جناب عارف ندیم، سابقہ سیکرٹری زراعت نے قواعد کے مطابق سینئر ترین ڈپٹی ڈائریکٹر بشیر احمد (سکیل PS-18) کو وزیر اعلیٰ پنجاب کی منظوری سے اضافی چارج کی بنیاد پر ڈائریکٹر مارکیٹنگ تعینات کیا تھا۔ جناب عارف ندیم صاحب اب ملازمت سے ریٹائر ہو چکے ہیں۔

(ب) جی ہاں یہ درست ہے۔

(ج) چونکہ ڈائریکٹر مارکیٹنگ زراعت کا عہدہ پنجاب میں ایک ہی ہوتا ہے اس لئے مذکورہ آفیسر کو کہیں اور ٹرانسفر نہیں کیا جا سکتا۔ علاوہ ازیں ان کے خلاف تا حال کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی اور ان کی کارکردگی بھی تسلی بخش ہے۔

(د) اس کا جواب جز (ج) میں دے دیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! کیا آپ جواب سے مطمئن ہیں؟

میاں محمد رفیق: جی، میں مطمئن نہیں ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، ضمنی سوال کریں اور اسی سے related ہی کرنے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! سوال in principle ہے شکایت نہیں ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایک ڈائریکٹر مارکیٹنگ کا عہدہ تین سال کے لئے ہوتا ہے جو جواب میں لکھا ہوا ہے کہ تین سال تک اس عہدے پر ایک آفیسر رہ سکتا ہے اس کے بعد نہیں رہ سکتا۔ اب اس میں جواب یہ دیا گیا ہے کہ چونکہ اس

کے خلاف کوئی شکایت نہیں ہے اور دیگر کوئی عہدہ نہیں ہے اس لئے اس کو ٹرانسفر نہیں کیا جا سکتا۔ مجھے آفیسر سے شکایت ہے اور نہ کوئی شکایتی بات ہے بلکہ بات ایک پرنسپل کی ہے کہ تین سال تک جب ایک افسر کا عہدہ میعاد ہے تو He should be transferred in the field to other post. لہذا اس کو تین سال سے زائد نہیں رہنا چاہئے۔ یہ rules کو relax کر دیں کہ وہ تین سال سے زائد رہ سکتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ کیا چاہتے ہیں کہ وہ تین سال تک وہاں پر نہ رہے؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اصولوں کی بات کریں اور ان کو مانیں یا پھر اصولوں کی خلاف ورزی کریں۔ اس پر آپ ruling دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! اس کا کیا جواب ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ ہمارے ہیڈ کوارٹر کی جتنی بھی پوسٹیں ہوتی ہیں یہ ٹیکنیکل ہوتی ہیں اس میں فیلڈ پوسٹوں کی طرح کوئی hard and fast rule نہیں ہوتا کہ تین سال کے بعد ان کو لازمی ٹرانسفر کرنا ہے۔ ہماری بہت سی ٹیکنیکل اور ایکسٹینشن کی پوسٹیں ہیں جیسے واٹر مینجمنٹ کی پوسٹیں ہیں جو دس دس سال سے لوگ بیٹھے ہیں and they are doing well اس میں جو سوال کیا گیا ہے اس کا specific جواب یہ ہے کہ واقعی اُن سے سینئر آدمی کوئی نہیں ہے جن کو ہم نے current charge پر لگایا ہوا ہے، وہ ٹھیک کام کر رہے ہیں اور ان کے خلاف کوئی شکایت بھی نہیں ہے لہذا تین سال کے بعد ٹرانسفر کرنے کا کوئی جواز پیدا نہیں ہوتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہو گیا۔ اگلا سوال چودھری اشرف علی انصاری صاحب کا ہے--- موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال سردار وقاص حسن مؤکل صاحب کا ہے۔ میرے خیال میں وہ شاید چلے گئے ہیں۔

MR AMJAD ALI JAVAID: On his behalf.

جناب قائم مقام سپیکر: جی، امجد علی جاوید صاحب! سوال نمبر بتائیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 2823 ہے جو آپ نے pending کیا تھا۔ (معزز ممبر نے سردار وقاص حسن مؤکل کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: اسی کے متعلق آپ بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب امجد علی جاوید: جی، میں کھالوں کے حوالے سے ہی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 2823 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع قصور: پختہ کئے گئے کھالہ جات و دیگر تفصیلات

*2823: **سردار وقاص حسن موکل:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی-180 اور پی پی-183 ضلع قصور میں سال 12-2011 اور 13-2012 میں کتنے کھال پختہ کئے گئے ہیں، ان کی تعداد اور گاؤں کے نام مع تخمینہ لاگت سے آگاہ کیا جائے؟

(ب) سال 14-2013 میں کتنے کھالوں کو پختہ کرنے کا پروگرام ہے؟

(ج) کیا مذکورہ بالا حلقوں میں کچھ ایسے کھالہ جات بھی ہیں، جن کو پختہ نہیں کیا جا سکتا، ان کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) سال 12-2011 میں ضلع قصور کے مذکورہ حلقوں میں کوئی کھال پختہ تعمیر نہ ہوا ہے۔ البتہ سال 13-2012 کے دوران حلقہ پی پی-180 اور پی پی-183 میں 8,8 کھالہ جات پختہ کئے گئے ان کھالہ جات کی تفصیل معہ تخمینہ لاگت ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) رواں سال 14-2013 کے دوران مذکورہ ضلع کے حلقہ پی پی-180 اور پی پی-183 میں بالترتیب 14 اور 15 کھالہ جات کو پختہ کرنے کا پروگرام ہے۔

(ج) کوئی کھالہ ایسا نہیں ہوتا کہ اس کو پختہ نہ کیا جا سکے۔ مذکورہ بالا حلقوں میں 29 کھالہ جات ایسے ہیں جو ابھی تک پختہ نہ ہوئے ہیں، جن کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

PIPIP پروگرام کے تحت زیادہ سے زیادہ کھالہ جات پختہ کئے جائیں گے بشرطیکہ زمیندار کھال پختہ کرنے کی درخواست دیں اور اپنے حصے کا کام بھی مکمل کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں نے اپنے حلقے کے حوالے سے ہی ایک گزارش کرنی تھی۔ میں نے پچھلے اجلاس میں نشاندہی کی تھی کہ میرے حلقے کے دو گاؤں 437ج ب اور 439ج ب میں بائیس سال سے نہری پانی نہیں گیا۔ وہاں موگہ جات منظور ہونے کے باوجود پانی نہیں گیا۔ میں نے جو سوال کیا تھا وہ محکمہ انہار کو بھیجا گیا تھا لیکن محکمہ انہار کے منسٹر صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ یہ ایگریکلچر منسٹری کا کام ہے ہمارا کام موگے کی حد تک ہے۔ آگے کھال کا کام اریگیشن کا نہیں بلکہ ایگریکلچر منسٹری کے تحت آتا ہے۔ اُس وقت سپیکر صاحب نے یہاں سے direction جاری کی تھی کہ متعلقہ محکمہ دو ہفتوں کے اندر اندر اس کا انتظام کر کے رپورٹ کرے کیونکہ بائیس سال سے وہ لوگ اس بھینٹ چڑھے ہوئے ہیں۔ ایک کھال جو لاکھوں روپے کی لاگت سے بنایا گیا تھا اس کا ڈیزائن درست نہ ہونے کی وجہ سے وہاں کے لوگ بائیس سال سے اس کی سزا بھگت رہے ہیں، ان کی زمینیں ویران ہو گئی ہیں اور اب وہاں سے لوگ migrate کر گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اس کا کوئی جواب دیں۔ ویسے یہ fresh question بنتا ہے۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! ان کا سوال tail پر پانی پہنچانے کے بارے میں ہے جو اریگیشن کا کام ہے ہمارے متعلقہ نہیں ہے۔ باقی اگر میرے بھائی کا کھالہ جات بنانے کا کوئی کام ہے جو ایگریکلچر سے متعلقہ ہے تو یہ مجھ سے مل لیں انشاء اللہ تعالیٰ ان کو satisfy کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: امجد علی جاوید صاحب! آپ منسٹر صاحب سے آج ہی ملیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا مسئلہ کھال کا ہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ آج ہی ملیں اور اس مسئلے کو sort out کریں۔ اگلا سوال سردار وقاص حسن موکل صاحب کا ہے لیکن موجود نہیں ہیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 2897 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے سردار وقاص حسن موکل کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: خسارے میں جانے والی مارکیٹ کمیٹیوں کو ختم کرنے و دیگر تفصیلات

*2897: سردار وقاص حسن موکل: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) موجودہ ڈائریکٹر مارکیٹنگ زراعت لاہور نے صوبہ کی کتنی مارکیٹ کمیٹیوں کے کس کس افسر و اہلکار کے خلاف غیر حاضری کی بناء پر کارروائی کی اور ان کو کیا کیا سزائیں دی گئیں ان کے نام و عہدہ سے بھی آگاہ کریں؟

(ب) کیا ڈائریکٹر مارکیٹنگ جن مارکیٹ کمیٹیوں کا پچھلے پانچ سال کے دوران آمدن میں اضافہ نہ ہو سکا یا خسارے میں ہیں ان کو ختم کرنے اور یہاں پر کام کرنے والے افسران و اہلکاران کو برخاست / ریٹائر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) درج ذیل ملازمین کو غیر حاضری کی بنیاد پر سزا دی گئی۔

نمبر شمار	نام ملازم	عہدہ	مارکیٹ کمیٹی	سزا
1	افتخار حسین بھٹی	سیکرٹری	سمبڑیال	تین سالانہ ترقیاں روک دی گئیں
2	غلام مصطفیٰ بھٹہ	انسپکٹر	سنگھ پورہ	جبری ریٹائر
3	محمد علی	انسپکٹر	چنیوٹ	ملازمت سے برخاست

(ب) جو کمیٹیاں مسلسل خسارے میں چل رہی ہوتی ہیں ان کو کسی دوسری کمیٹی میں ضم کر دیا جاتا ہے جیسا کہ مارکیٹ کمیٹی خانقاہ ڈوگراں کو مسلسل خسارے کی وجہ سے ختم کر کے مارکیٹ کمیٹی صفدر آباد میں ضم کر دیا گیا ہے۔ مارکیٹ کمیٹی پھلروان، چواسیدن شاہ اور کوٹ چھٹہ کو ختم کرنے کے لئے سیکشن۔3 کی نوٹیفکیشن جاری ہو چکی ہے اور سیکشن۔4 کے نوٹیفکیشن جاری ہونا باقی ہیں کیونکہ قانون کے مطابق ایک ماہ کے اندر اعتراضات سننے ہوتے ہیں اس کے بعد گورنمنٹ سیکشن۔ کا نوٹیفکیشن جاری کرتی ہے۔ مارکیٹ کمیٹی مانانوالہ کو بھی ختم کرنے پر غور ہو رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ب) میں پوچھا گیا تھا کہ "کیا ڈائریکٹر مارکیٹنگ جن مارکیٹ کمیٹیوں کا پچھلے پانچ سال کے دوران آمدن میں اضافہ نہ ہو سکا یا خسارے میں ہیں ان کو ختم کرنے اور یہاں پر کام کرنے والے افسران اور اہلکاران کو برخاست / ریٹائر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، اگر نہیں تو کیوں؟" جس کا جواب دیا گیا ہے کہ "جو کمیٹیاں مسلسل خسارے میں چل رہی ہوتی ہیں ان کو کسی

دوسری کمیٹی میں ضم کر دیا جاتا ہے جیسا کہ مارکیٹ کمیٹی خانقاہ ڈوگراں کو مسلسل خسارے کی وجہ سے ختم کر کے مارکیٹ کمیٹی صفدر آباد میں ضم کر دیا گیا ہے۔ مارکیٹ کمیٹی پھلروان، چواسیدن شاہ اور کوٹ چُٹھہ کو ختم کرنے کے لئے section-3 کا notification جاری ہو چکا ہے اور section-4 کے notification جاری ہونا باقی ہیں کیونکہ قانون کے مطابق ایک ماہ کے اندر اعتراضات سننے ہوتے ہیں اس کے بعد گورنمنٹ section-4 کا notification جاری کرتی ہے۔ مارکیٹ کمیٹی مانانوالہ کو بھی ختم کرنے پر غور ہو رہا ہے۔" اس کا جواب یہ explain کرتا ہے کہ کچھ مارکیٹ کمیٹیوں کا رقبہ اتنا زیادہ وسیع اور پھیلا ہوا ہے جن میں بنیادی طور پر ہونا تو یہ چاہئے کہ کسان کی سہولت کے لئے کچھ معاملات ہوں۔ میری جناب منسٹر صاحب سے یہ درخواست اور سوال ہے کہ ان کے پاس کیا یہ اختیار موجود ہے کہ مارکیٹ کمیٹی کی حدود کے اندر certain platform چاہے وہ یونین کونسل کی سطح پر اسی مارکیٹ کمیٹی کی jurisdiction میں ہے، کیا یہ کوئی ایسا اختیار مارکیٹ کمیٹی کی انتظامیہ یا ڈائریکٹر مارکیٹ کمیٹی رکھتے ہیں کہ اگر وہ پلیٹ فارمز certain plate forms اس مارکیٹ کمیٹی کی حدود سے باہر کہیں پر بنوانا چاہیں تو کسانوں کی سہولت کے لئے کوئی نوٹیفکیشن جاری کر سکتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! انہوں نے بڑی اچھی تجویز دی ہے اور یہ actual Indian model ہے، وہاں پر اس طرح کے فوکل پوائنٹ بنے ہوتے ہیں کہ 7/8 دیہات پر مشتمل ایک جگہ پر فوکل پوائنٹ بن جاتا ہے جہاں کسان اپنی جنس لے کر جاتے ہیں، آڑھتی آکر وہاں سے خرید لیتا ہے اور کسان شام کو cash لے کر گھر آ جاتا ہے۔ یہ تجویز بالکل ہمارے پاس آئی ہے اور ہم اس پر seriously غور کر رہے ہیں۔ مارکیٹ کمیٹیوں کا نظام review بھی ہو رہا ہے اور ہم اس نظام میں اسے بھی انشاء اللہ لا رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال جناب احمد خان بھچر صاحب کا ہے۔ ان کی طرف سے request آئی تھی اس لئے اسے اگلے سیشن کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اس سے اگلا سوال بھی جناب احمد خان بھچر صاحب کا ہے تو اسے بھی pending کیا جاتا ہے۔ اس سے اگلا سوال محترمہ فرحانہ افضل صاحبہ کا ہے۔

محترمہ فرحانہ افضل: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 3134 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سٹریس سکیب فنگس Citrus Scab Fungus سے پھلوں کو نقصان سے بچانے کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*3134: محترمہ فرحانہ افضل: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گزشتہ دو سالوں سے Citrus Scab Fungus نے باغوں کو اتنا متاثر کیا ہے کہ Citrus پھل فروخت کرنے کے بھی لائق نہیں ہے اس Fungus کے علاج کے لئے بازار میں کوئی خاص Fungicide دستیاب بھی نہیں ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ Fungicide کی فروخت میں ملوث کمپنیاں کسانوں کو گمراہ کرتے ہوئے انہیں وہ Fungicide بیچ رہی ہیں جو Citrus scab پر قابو پانے میں غیر مؤثر ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس حوالے سے محکمہ زراعت کا کردار غیر تسلی بخش اور غیر اطمینان بخش ہے، کسانوں کی راہنمائی کرنا تو دور، حکام کھیتوں اور باغوں کے آس پاس بھی نظر نہیں آتے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ برآمد کنندگان Citrus scab سے متاثر ہوا کنو خریدنے کے لئے تیار نہیں ہیں جس کی وجہ سے کنو اگانے والے کسانوں کو بھاری مالی نقصان اٹھانا پڑ رہا ہے؟

(ہ) کیا محکمہ زراعت مذکورہ بالا مسئلہ کے تدارک کے لئے کوئی واضح لائحہ عمل بنانے کا ارادہ رکھتا ہے تاکہ کسانوں کو اس پریشانی سے نجات مل سکے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) سٹرس سکیب بیماری گزشتہ دو سالوں میں ان باغات میں دیکھنے میں آئی ہے جن کی عمر 40 سال سے زائد ہے، جن میں زائد پانی لگایا گیا ہے جو کہ ہوا میں نمی کے اضافے کا باعث بنا اور ان باغات کی مناسب دیکھ بھال بھی نہیں کی گئی۔ اس بیماری کے تدارک کے لئے بازار میں مناسب ادویات دستیاب ہیں۔

(ب) محکمہ زراعت Citrus scab کو کنٹرول کرنے کے لئے مناسب اور مؤثر Fungicide تجویز کرتا ہے جس میں ریلی (Rally)، نیٹوو (Nativo)، ایمی سٹار (Emistar) اور نیکسٹر پرو (Nextorpro) جیسی ادویات تجویز کرتا ہے۔
مزید برآں پیسٹ وارننگ اینڈ کوالٹی کنٹرول اور ای ڈی او زراعت جعلی ادویات کے خلاف قانون کے مطابق فوری کارروائی کرتے ہیں۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ سٹریس سکیب کو کنٹرول کرنے کے لئے محکمہ زراعت کی کارکردگی تسلی بخش نہ ہے۔ اس بیماری کو کنٹرول کرنے کے لئے محکمہ نے مندرجہ ذیل اقدامات اٹھائے۔

اس بیماری کے خلاف آگاہی کے لئے 597 دیہاتوں باغبان حضرات کی ٹریننگ ورکشاپس کا بندوبست کیا گیا جس میں 2622 زمینداروں کو تربیت دی گئی۔

شعبہ توسیع کے فیلڈ افسران کو بھی پلانٹ پتھالوجی کے ماہرین نے ٹریننگ دی تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ باغبان اس بیماری کے بارے میں آگاہ کر سکیں۔

ای ڈی او زراعت کے دفتر میں ایک انفارمیشن سیل قائم کیا گیا جس میں باغبانوں کو ٹیلی فون پر راہنمائی مہیا کی جاتی رہی۔

اس بیماری سے بچاؤ کے لئے تفصیلی پمفلٹ بھی کافی تعداد میں تقسیم کئے گئے۔

(د) یہ درست نہ ہے۔ 70 فیصد سے زائد باغات بہتر حالت میں ہیں اور ایران، روس، انڈونیشیا اور ملائیشیا کو پھل کی برآمد جاری ہے۔ اب تک 11 لاکھ 74 ہزار 350 ٹن پیداوار حاصل ہو چکی ہے جس میں سے 2 لاکھ ٹن برآمد ہو چکا ہے۔

(ہ) جیسا کہ جز (ج) میں وضاحت کی گئی ہے کہ محکمہ اس بیماری کے خلاف بھرپور اقدامات اٹھا رہا ہے جس کی وجہ سے اس بیماری کا حملہ کنٹرول میں ہے۔

محترمہ فرحانہ افضل: جناب سپیکر! میں اس جواب سے مطمئن ہوں اور مجھے کوئی ضمنی سوال نہیں کرنا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ابھی وقت ہے لیکن سوالات ختم ہو گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع راولپنڈی میں محکمہ زراعت کے دفاتر و دیگر تفصیلات

*819: جناب اعجاز خان: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی میں محکمہ زراعت کے کتنے دفاتر ہیں ان میں موجود افسران اور دیگر عملہ کی تعداد کتنی ہے عہدہ گریڈ وار بیان کریں؟

(ب) مذکورہ ضلع میں موجود دفاتر کی 12-2011 کے اخراجات اور آمدن بھی بتائیں اور ان دفاتر میں کاشتکاروں اور کسانوں کو کیا کیا سہولیات فراہم کی جاتی ہیں؟

(ج) محکمہ زراعت نے 12-2011 کے دوران کس کس فصل کے نمائشی پلاٹس کہاں کہاں کاشت کئے ہر فصل کی فی ایکڑ پیداوار کیا رہی اور فی ایکڑ کیا اخراجات ہوئے تفصیل سے بیان کریں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) ضلع راولپنڈی میں محکمہ زراعت کے ضلع کی سطح پر کل 195 دفاتر ہیں جن میں موجود افسران اور دیگر عملہ کی کل تعداد 1038 ہے جس پر 970 افراد کام کر رہے ہیں۔ عہدہ اور گریڈ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ زراعت کی طرف سے کاشتکاروں اور کسانوں کو فراہم کردہ سہولیات:

فصلات کی جدید زرعی ٹیکنالوجی کی زمینداروں کو منتقلی۔
خالص زرعی ادویات اور کیمیائی کھادوں کی فراہمی۔
کھیتوں کی مٹی اور پانی کے تجزیہ کی راہنمائی۔
گرین ٹریکٹر کی کسانوں کو 2 لاکھ روپے فی ٹریکٹر سبسڈی پر فراہمی۔
لیزر لینڈ لیولنگ کی 2 لاکھ 25 ہزار روپے سبسڈی پر فراہمی۔
کاشتکاروں کو مبلغ 560 روپے فی گھنٹہ کے حساب سے بلڈوزروں کی فراہمی۔
کھیتوں کی پیسٹ سکاؤٹنگ کے ذریعے کسانون کو بروقت ضرر رساں کیڑوں و بیماریوں کے حملہ سے آگاہی۔
اریگیشن سکیموں کی تکمیل۔
زیرزمین پانی کی مقدار اور کوالٹی کے متعلقہ جانچ پڑتال کے لئے رزیسٹیویٹی میٹر کی فراہمی۔
ٹیوب ویلز کھدائی بذریعہ پاور ڈرلنگ رگز / ہینڈ بورنگ پلانٹ کی رعائتی نرخوں پر فراہمی۔

(ج) محکمہ زراعت نے مذکورہ سال میں ضلع راولپنڈی میں کل 305 نمائشی پلاٹ لگائے جس میں حکومت کی طرف سے مالی اخراجات کی بجائے کاشتکاروں کو صرف تکنیکی راہنمائی فراہم کی گئی۔ نمائشی پلاٹوں کی جگہ، فصل اور فی ایکڑ پیداوار کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع راولپنڈی میں پانچ سالوں میں زراعت کی ترقی کے لئے اٹھائے گئے اقدامات

*820: جناب اعجاز خان: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی میں پچھلے پانچ سال کے دوران زراعت کی ترقی کے لئے کون کون سے اقدامات اٹھائے گئے اور کتنی نئی مشینری خریدی گئی؟

(ب) مذکورہ مدت کے دوران مشینری کی خریداری کے لئے کل کتنا فنڈ فراہم کیا گیا کتنا خرچ ہوا بیان کریں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) ضلع راولپنڈی میں گزشتہ پانچ سالوں کے دوران کسانوں کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیل اس طرح سے ہے:

گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت 754 ٹریکٹر فراہم کئے گئے۔
کچن گارڈن سکیم کے تحت سبزیات کے بیجوں کے 12600 پیکٹ فراہم کئے گئے۔
241 کھاد کے نمونہ جات چیک کروائے گئے۔
124 زرعی ادویات کے نمونہ جات لئے گئے۔
1904 نمائشی پلاٹس لگائے گئے۔
768 ایکڑ رقبہ پر 118 اریگیشن سکیموں کو مکمل کیا گیا۔
914 ایکڑ رقبہ پر 69 ڈرپ / سپر نکلر اریگیشن سسٹم کی تنصیب کی گئی۔
7365 ایکڑ رقبہ کو ہموار کیا گیا۔
364 زرعی آلات 50 فیصد سبسڈی پر چھوٹے کاشتکاروں کو فراہم کئے گئے۔
پانی کے معیار کو جانچنے کے لئے 336 رزیسٹیوٹی میٹر ٹیسٹ کئے گئے۔
131 ٹیوب ویلز کی بذریعہ پاور ڈرلنگ رگز / ہینڈ بورنگ پلانٹس 23578 فٹ تک ڈرلنگ کی گئی۔

مذکورہ عرصہ کے دوران محکمہ نے اپنے لئے نئی مشینری خریدنے کی بجائے کسانوں کے لئے مشینری کی خریداری کی مد میں3کروڑ53لاکھ 3ہزار250روپے کی رقم بطور سبسڈی مختص کی۔

(ب) مذکورہ مدت کے دوران زرعی مشینری کی خریداری پر سبسڈی کے لئے 1کروڑ7لاکھ 59ہزار 250روپے کے فنڈفراہم کئے گئے جو تمام خرچ ہو گئے۔

ضلع چنیوٹ:زرعی زمینوں کی ہمواری کے لئے بلڈوزر کی فراہمی ودیگر تفصیلات

*1730:الحاج محمد الیاس چنیوٹی:کیاوزیرزراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) چنیوٹ ضلع کی زرعی زمینوں کی ہمواری کے لئے کتنے بلڈوزر فراہم کئے گئے ہیں اور ضلع چنیوٹ کی حدود میں زرعی رقبہ کی کل تعداد کتنی ہے کیا موجودہ بلڈوزر ضلع کی جملہ ضروریات کے لئے کافی ہیں؟

(ب) کیایہ درست ہے کہ لیزرلیول کرنے والاآلہ کسانوں کے لئے نہایت ہی مفید ہے بجلی کی لوڈ شیڈنگ کے زمانہ میں جبکہ پانی ناپید ہے لیزرلیول کے ذریعے زمین جب ہموار ہو جاتی ہے تو پانی تھوڑے وقت میں دور دور کھیتوں تک پہنچ جاتا ہے اور پانی کی بہت بچت ہو جاتی ہے کیا حکومت محکمہ زراعت کے دفاتر میں وافر مقدار میں لیزرلیول مشینیں اورآسان نرخوں پر کسانوں کولیزرلیول مشینیں فراہم کرنے کاارادہ رکھتاہے؟

وزیرزراعت(ڈاکٹرفرخ جاوید):

(الف) چنیوٹ ضلع بننے سے پہلے جب وہ ایک تحصیل تھی تو ضلع جھنگ میں پانچ عدد بلڈوزر موجود تھے لیکن چنیوٹ کے علیحدہ ضلع بننے کے بعد اس کے حصے میں ایک بلڈوزر آیا۔ ضلع چنیوٹ کاکل زرعی رقبہ 4لاکھ 18ہزار934ایکڑ ہے جس میں قابل اصلاح رقبہ 80ہزار700ایکڑ ہے۔اگرچہ ضلع کی ضروریات کے لئے ایک بلڈوزر کافی نہیں ہے لیکن ڈیمانڈ بڑھنے پر دوسرے اضلاع سے بھی بلڈوزر منگوائے جاسکتے ہیں۔

(ب) جی ہاں!یہ درست ہے کہ لیزرلیولر،آبپاش علاقوں کے کسانوں کے لئے نہایت مفید ہے اور اس کی افادیت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔حکومت پنجاب نے اس کارآمد ٹیکنالوجی کو وسعت

دینے کے لئے ایک منصوبہ کے تحت06-2005تا08-2007کے دوران 2500 لیزر یونٹ (بشمول 105یونٹ ضلع جھنگ / چنیوٹ) کسانوں کو2لاکھ 25 ہزار روپے سبسڈی فی یونٹ جس پر56کروڑ25لاکھ روپے خرچ ہوئے، فراہم کئے۔اب ان خدمات کو مزید وسعت دینے کے لئے "پنجاب میں آبپاش زراعت کی بہتری کا منصوبہ" کے تحت3000 لیزر یونٹ کسانوں کو فراہم کئے جا رہے ہیں جس پر67کروڑ50لاکھ روپے خرچ ہوں گے۔ ان میں سے57یونٹ ضلع چنیوٹ کے لئے مختص کئے گئے ہیں جن میں سے23یونٹ پچھلے سال(13-2012)فراہم کئے جا چکے ہیں جبکہ موجودہ مالی سال(14-2013)میں مزید29یونٹ کسانوں کو دیئے جائیں گے ان اقدامات سے ضلع چنیوٹ میں ہموار ی زمین بذریعہ لیزر ٹیکنالوجی کی سہولیات بہتر ہو جائیں گی۔

ضلع چنیوٹ: پی پی-73 میں پختہ کھالہ جات و دیگر تفصیلات

*1731: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع چنیوٹ میں پی پی-73 میں کتنے کھالہ جات پختہ ہیں اور کتنے کھالہ جات پختہ نہ ہیں؟

(ب) سال2009 سے2013تک مذکورہ حلقہ کے کتنے کھالہ جات کو پختہ کیا گیا ان کھالہ جات کی پیمائش اور ناموں سے آگاہ کیا جائے؟

(ج) حکومت سال14-2013میں مذکورہ حلقہ کے کتنے کھالہ جات کو پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) مذکورہ ضلع کے حلقہ پی پی-73 میں کھالہ جات کی کل تعداد70ہے جن میں سے63کھالہ جات پختہ ہیں اور7کھالہ جات پختہ نہ ہیں۔

(ب) درج بالا سالوں میں مذکورہ حلقہ میں8کھالہ جات کو پختہ کیا گیا۔ان کھالہ جات کی پیمائش، نام اور دیگر تفصیلات اس طرح سے ہیں۔

نمبر شمار	کھال نمبر	چک نمبر	پیمائش (میٹر)	لاگت (روپوں میں)
1	10456/L	465/J.B	10	25ہزار195
2	13330/R	12/J.B	465	4لاکھ20ہزار257
3	1097/L	126/J.B	781	11لاکھ12ہزار308
4	40255/TL	جہانیاں	583	5لاکھ19ہزار442
5	5365/R	10/J.B	116	1لاکھ43ہزار820

6	7075/R	11/J.B	61	52ہزار135
7	9557/R	11/J.B	84	1لاکھ26ہزار700
8	10694/L	405/J.B	55	1لاکھ11

(ج) سال14۔2013 میں مذکورہ حلقہ پی پی۔73 میں3 کھالہ جات پختہ کئے جائیں گے جس سے ناپختہ کھالہ جات کی تعداد صرف چار رہ جائے گی۔

پنجاب میں خسارے میں جانے والی مارکیٹ کمیٹیوں کی تفصیلات

*1807: ڈاکٹر نوشین حامد: کیاوزیرزراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ زرعی مارکیٹنگ کے اعلیٰ حکام نے مالی خسارے میں جانے والی پنجاب کی78 مارکیٹ کمیٹیوں کو وارننگ جاری کی ہے اگر انہوں نے دو ماہ کے دوران اپنا خسارہ ختم نہ کیا تو ان کمیٹیوں کو ڈی نوٹیفائی کر دیا جائے گا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ماہرین کافی عرصہ گزر جانے کے باوجود پنجاب میں زرعی مارکیٹنگ کا نیا قانون اور نظام تیار نہیں کر سکے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ زرعی مارکیٹنگ کے مطابق مجوزہ قانون منظور ہونے کی صورت میں پنجاب کی تمام مارکیٹ کمیٹیاں ختم کر کے نئے ڈھانچے کے مطابق نئی مارکیٹ کمیٹیاں قائم کی جائیں گی؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پرانی مارکیٹ کمیٹیوں کو ختم کر کے نئے ڈھانچے کے مطابق نئی کمیٹیاں قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیرزراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) سال13۔2012 میں خسارے میں چلنے والی مارکیٹ کمیٹیوں کی تعداد 89 تھی۔ حکومت نے ان مارکیٹ کمیٹیوں کے سیکرٹری صاحبان سے وضاحت طلب کر لی ہے اور تسلی بخش جواب نہ دینے کی وجہ سے مارکیٹ کمیٹی خانقاں ڈوگراں کو ختم کر دیا گیا ہے۔ باقی خسارے میں چلنے والی مارکیٹ کمیٹیاں جن میں مارکیٹ کمیٹی پھلروان، چوا سیدن شاہ، کوٹ چھٹہ اور مارکیٹ کمیٹی مانانوالہ شامل ہیں، کو بھی ختم کرنے پر غور کیا جا رہا ہے۔

اس امر کی وضاحت کرنا بھی ضروری ہے کہ 1996 سے مارکیٹ فیس ایک روپیہ فی کوئنٹل ہے جو کہ گزشتہ 18 سال سے بڑھائی نہیں گئی ہے جس سے آمدن اور اخراجات کو متوازن رکھنا بہت مشکل ہو گیا ہے جبکہ ان 18 سالوں میں ملازمین کی تعداد اور تنخواہوں میں

کئی گنا اضافہ ہو چکا ہے اس لئے مارکیٹ فیس کو بڑھانے کے لئے تمام شراکت داران (Stakeholders) کو اعتماد میں لیا جا رہا ہے۔

(ب) زرعی مارکیٹنگ کے نئے قانون کا مسودہ منظوری کے لئے جناب وزیر زراعت حکومت پنجاب کو پیش کیا جا چکا ہے جو اس کا جائزہ لے کر وزیر اعلیٰ صاحب کو منظوری کے لئے پیش کرے گا۔

(ج) محکمہ زرعی مارکیٹنگ کے مجوزہ قانون کی منظوری کے بعد پنجاب کی مارکیٹ کمیٹیوں کا فیصلہ نئے قانون کے مطابق کیا جائے گا۔

(د) جیسا کہ جز(ج) میں جواب دیا جا چکا ہے مارکیٹ کمیٹیوں کے نئے ڈھانچے کا فیصلہ زرعی مارکیٹنگ کے نئے قانون کی منظوری کے بعد کیا جائے گا۔

ضلع قصور: زراعت کی ترقی کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*1839: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں جنوری 2011 سے مارچ 2013 زراعت کی ترقی کے لئے کون کون سے اقدامات اٹھائے گئے اور کتنی نئی مشینری خریدی گئی؟

(ب) مذکورہ مشینری کے لئے کل کتنا فنڈ جاری کیا گیا اور کتنا فنڈ خرچ کیا گیا ہے؟

(ج) کیا محکمہ زراعت ضلع قصور میں عملہ strength کے مطابق ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) مذکورہ عرصہ کے دوران ضلع قصور میں زراعت کی ترقی کے لئے درج ذیل اقدامات اٹھائے گئے:

2 لاکھ روپے فی ٹریکٹر سبسڈی پر کاشتکاروں کو 274 ٹریکٹر فراہم کئے گئے جس پر کل 5 کروڑ 48 لاکھ روپے خرچ ہوئے۔

زرعی ادویات کے 340 نمونہ جات لئے گئے اور ان فٹ ادویات کی 23 ایف آئی آر درج کروائی گئیں۔

کھادوں کے 314 نمونہ جات لئے گئے اور 17 ایف آئی آر درج کروائی گئیں۔

مہنگی کھاد بیچنے والے 300 ڈیلروں کے خلاف 7 لاکھ 35 ہزار روپے جرمانہ کیا گیا اور 3 ایف آئی آر درج کروائی گئیں۔

سبزیات کے بیجوں کے 3 ہزار 500 پیکٹ کسانوں میں تقسیم کئے گئے۔

450 نمائشی پلاٹس برائے فصلات گندم، دھان اور کپاس لگائے گئے۔

88عدد کھالہ جات کی اصلاح کی گئی۔
138.67ایکڑ رقبہ پر ڈرپ / سپر نکلر نظام آبپاشی کی تنصیب۔
2لاکھ 25ہزار روپے فی یونٹ سبسڈی پر 39لیزر لینڈ لیولر زمینداروں کو فراہم کئے گئے جس پر 87لاکھ 73ہزار روپے خرچ ہوئے۔
مبلغ 91لاکھ 40ہزار 779روپے کی سبسڈی پر 5عدد بلڈوزرز (ماڈل1990, 1993) کی کسانوں کو فراہمی۔
زمینداروں کے اشتراک سے 72عدد بائیو گیس پلانٹس کی تنصیب جن پر فی بائیو گیس پلانٹ مبلغ 50ہزار روپے سے بائیو گیس ڈرم فراہم کئے گئے جس پر مبلغ 36لاکھ روپے سبسڈی کی فراہمی۔
زیر زمین پانی کی مقدار اور کوالٹی جاننے کے لئے بذریعہ رزیسٹیویٹی میٹر 133عدد ٹیسٹ کئے گئے۔
پاور وینچ اور ہینڈ بورنگ پلانٹس کے ذریعے 208ٹیوب ویلز کے لئے 30ہزار فٹ ڈرلنگ کی گئی۔

(ب) درج بالا مشینری کے لئے 7کروڑ 63لاکھ 13ہزار 779روپے کا فنڈ جاری کیا گیا جو کہ تمام خرچ ہو گیا۔

(ج) بھرتی پر پابندی کی وجہ سے عملہ strength سے کم ہے۔ جیسے ہی پابندی ختم ہو گی عملہ کو strength کے مطابق پورا کر لیا جائے گا۔

پنجاب ایگریکلچر ریسرچ بورڈ کا ہیڈ آفس و دیگر تفصیلات

*2282: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ پنجاب میں PARB نے گزشتہ پانچ سالوں میں کسانوں کو کتنی نئی ریسرچ اور ٹیکنالوجی متعارف کروائی؟

(ب) صوبہ پنجاب میں پنجاب ایگریکلچر ریسرچ بورڈ کے ریسرچ کے ادارے کن کن اضلاع میں قائم ہیں؟

(ج) صوبہ پنجاب میں پنجاب ایگریکلچر ریسرچ بورڈ میں کل کتنے ملازمین ہیں؟

(د) صوبہ پنجاب میں پنجاب ایگریکلچر ریسرچ بورڈ ہیڈ آفس کہاں پر واقع ہیں نیز اس ہیڈ آفس میں کل کتنے ملازمین ہیں ان ملازمین کے نام، عہدہ و گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) گزشتہ پانچ سالوں میں پنجاب ایگریکلچر ریسرچ بورڈ نے ریسرچ و دیگر مراعات کی مد میں حکومت سے کل کتنی رقم وصول کی ہے نیز یہ رقم کہاں کہاں اور کن کن کاموں میں خرچ کی گئی، سال وار الگ الگ تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) گزشتہ پانچ سالوں میں پنجاب ایگریکلچر ریسرچ بورڈ نے 58 مختلف پراجیکٹس(زراعت اور لائیو سٹاک)کی فنڈنگ کی ہے جو کہ کامیابی سے چل رہے ہیں۔ان 58 پراجیکٹس میں سے 12 پراجیکٹس نے 2013 میں اپنا ریسرچ کا کام مکمل کر لیا ہے اور اب وہ کمرشلائزیشن کے مرحلہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ان 12 پراجیکٹس کے نام اس طرح سے ہیں:

1. Standardization and popularization of direct seeding to increase rice productivity & resource conservation.
2. Exploiting Controlled Atmosphere Technology Potential for Extended Storage and Shipping of Fresh Produce to International Markets.
3. Development of nutrient efficient wheat germless for food security in rained areas of Pakistan.
4. Development of parboiling technology and rice varieties suitable for parboiling. Exploration of rice bran oil production.
5. Integrated Pest Management (IPM) of Aphids on Wheat Crop.6
6. Genetic Improvement of Groundnut for herbicide and disease Resistance.
7. Insecticidal Bioactivity of Essential Oils of Local Medicinal Plants against Insect Pests of Stored Wheat.
8. Basic seed potato production of new varieties SH-5, FD 35-36 & FD-69-1 from in vitro propagated material & its demonstration in the farmer's fields.

9. Biological management of root knot nematodes on vegetables in Punjab.
10. Transgenic approaches to improve drought and salinity tolerance in wheat.
11. Economics of livestock production and its marketing in Punjab.

(ب) PARB کا دفتر صرف لاہور میں واقع ہے۔ اس کے علاوہ پارب کا کوئی دفتر کسی اور ضلع میں نہیں ہے۔

(ج) PARB کی کل 44 پوسٹیں ہیں جن میں اس وقت 24 ملازمین کام کرتے ہیں اور 20 پوسٹیں خالی ہیں۔

(د) جیسا کہ جز(ب) میں بتایا گیا ہے پارب کا ہیڈ آفس مال روڈ نزد GPO، لاہور پر واقع ہے یہاں پر کل 44 پوسٹیں ہیں جن میں سے 24 پوسٹوں پر ملازمین کام کر رہے ہیں اور 20 پوسٹیں خالی ہیں۔ ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) گزشتہ پانچ سالوں میں پارب نے حکومت سے کل 92 کروڑ 88 لاکھ 66 ہزار روپے کی رقم وصول کی۔ تمام اخراجات کی تفصیل سال وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

صوبہ میں ٹریکٹر ساز کارخانوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2393: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں ٹریکٹر ساز کارخانے غریب اور مستحق کاشتکاروں کو مناسب اور آسان شرائط پر ٹریکٹر فراہم کرتے ہیں؟

(ب) سال 2011 کے دوران حکومت نے کل کتنے ٹریکٹر تقسیم کئے نیز ان ٹریکٹروں کی تقسیم پر حکومت نے کل کتنی رقم خرچ کی، نیز تقسیم شدہ ٹریکٹر کن کن اضلاع میں کن کن کاشتکاروں کو فراہم کئے گئے، ضلع وار مکمل تفصیل سے اس ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) صوبہ میں ٹریکٹر ساز ادارے ملت ٹریکٹر لمیٹڈ اور الغازی ٹریکٹر لمیٹڈ کاشتکاروں کو حکومت کی طرف سے مہیا کردہ سبسڈی پر ہی مناسب قیمت پر ٹریکٹر فراہم کرتے ہیں۔

(ب) حکومت پنجاب نے مالی سال09-2008، 10-2009اور13-2012میں30ہزار 43 گرین ٹریکٹر2لاکھ روپے فی ٹریکٹر سبسڈی پر تقسیم کئے جس پر کل6-ارب86لاکھ روپے لاگت آئی۔ البتہ2011کے دوران حکومت نے سبسڈی پر کوئی ٹریکٹر تقسیم نہیں کیا۔

صوبہ میں محکمہ زراعت کی زرعی مشینری وآلات کی تفصیلات

*2453:ڈاکٹر سید وسیم اختر:کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ زراعت کے زرعی انجینئرنگ شعبہ کے پاس صوبہ بھر میں کون کون سی اہم زرعی مشینری کے آلات موجود ہیں-اس میں سے کتنے فیصد مشینری چالو حالت میں ہیں اور کتنے فیصد خراب ہے؟

(ب) کیایہ درست ہے کہ محکمہ کے بیشتر مشینری آلات مثلاً بلڈوزر خصوصاً بہت پرانے ماڈل کے ہیں جو وقتاً فوقتاً خراب اور ناقابل استعمال رہتے ہیں کیا نئی مشینری خریدنے کے لئے کوئی بجٹ مختص کیا گیا ہے اگر جواب نفی میں ہے تو اس کی وجوہات نیز13-2012 میں مشینری کی مرمت کے لئے کتنا بجٹ صرف ہوا؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ عام زمیندار/کاشتکار کو زرعی مشینری بآسانی دستیاب نہیں ہوتی جبکہ مختلف سرکاری افسران، فوجی حکام اور بااثر افراد کے فارمز پر مشینری زیادہ تر موجود رہتی ہے؟

(د) چھوٹے اور درمیانے کاشتکاروں کو باسانی زرعی مشینری کی دستیابی کے لئے کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔ تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) محکمہ زراعت کے شعبہ زرعی انجینئرنگ کے پاس صوبہ بھر میں جو زرعی مشینری موجود ہے اس کی تعداد، چالو اور خراب حالت اور فیصد کی اس طرح سے ہے۔

نام مشینری	کل تعداد	قابل استعمال تعداد	ناقابل استعمال تعداد
بلڈوزر (Bulldozer)	384	338	46
پاور ڈرلنگ رگز(Power Drilling Rigs)	29	19	10
ہینڈ بورنگ پلانٹس(Hand Boring Plants)	213	167	46
الیکٹریکل رزسٹیویٹو میٹر(Electrical Resistively Meter)	10	8	2
پاور ونچز(Power Winches)	41	37	4

(ب) یہ بات درست ہے کہ محکمہ کے بلڈوزرز بہت پرانے ہیں اور موجودہ تمام بلڈوزر اپنی طبعی عمر(Economical Life)(11ہزار گھنٹے) سے پانچ گنا زیادہ پوری کر چکے ہیں۔ محکمہ کو بلڈوزر آخری مرتبہ 1993 میں موصول ہوئے تھے۔

2008 میں ناقابل استعمال بلڈوزر اور مشینری کو نیلام کرکے جمع شدہ رقم سے نئے بلڈوزرز خریدے جانے کا پروگرام بنایا گیا۔ محکمہ نے نیلامی کی مد میں اب تک تقریباً20 کروڑ روپے سرکاری خزانے میں جمع کروا دیئے ہیں اور نئی مشینری خریدنے کے لئے محکمانہ کارروائی جاری ہے۔ حکومت پنجاب پرائیویٹ اداروں کی بھی اس سلسلے میں حوصلہ افزائی کر رہی ہے۔

سال13-2012 میں مشینری کی مرمت کے لئے15 کروڑ75 لاکھ 37ہزار روپے خرچ کئے گئے۔

(ج) یہ بات درست نہ ہے۔ محکمہ ہذا نے مشینری کی بکنگ کے لئے ترجیحی رجسٹر(Priority Register) بنا رکھے ہیں جو کہ متعلقہ ضلع کے نائب زرعی انجینئر اور تحصیل پر تعینات یونٹ سپروائزر کے دفتر میں موجود ہوتے ہیں جیسے ہی کوئی کاشتکار بنک میں پیسے جمع کروانے کے بعد دفتر کو مطلع کرتا ہے اُس کا نام پرائرٹی رجسٹر میں درج کر لیا جاتا ہے اور باری آنے پر اُس کو بلڈوزر مہیا کر دیا جاتا ہے البتہ حکام بالا کی طرف سے ہنگامی صورتحال یا سیلابی بہاؤ جیسے حالات میں ملکی مفاد کو ترجیح دی جاتی ہے

(د) چھوٹے اور درمیانے کاشتکاروں کو ارزاں نرخوں پر زرعی مشینری مہیا کرنے کے لئے حکومت پنجاب نے مندرجہ ذیل اقدامات اٹھائے ہیں۔

- 2لاکھ روپے فی ٹریکٹر سبسڈی پر کاشتکاروں کو گرین ٹریکٹرز کی فراہمی۔
- 2لاکھ 25ہزار روپے فی یونٹ سبسڈی پر لیزر لینڈ لیولر کی زمینداروں کو فراہمی۔
- ڈرپ / سپرنکلر نظام آبپاشی کی تنصیب۔
- ٹیوب ویلز کے لئے بذریعہ پاور ونچ اور ہینڈ بورنگ پلانٹس ڈرلنگ کی سہولت کی فراہمی۔

- چھوٹے اور درمیانے کاشتکاروں کو۔/560روپے فی گھنٹہ اور بڑے زمینداروں کو 1500روپے فی گھنٹہ کے حساب سے بلڈوزروں کی فراہمی۔
- مبلغ۔/100روپے فی گھنٹہ جمع کروانے پر زمیندار کو بلڈوزر کا ڈیزل خود مہیا کرنا ہوتا ہے۔
- چھوٹے اور درمیانے کاشتکاروں کے لئے مختلف پراجیکٹس کے تحت 14000 مختلف زرعی آلات کی سبسڈی پر فراہمی۔
- 1476 بائیو گیس پلانٹ کی تنصیب۔
- بائیو گیس سے ٹیوب ویلز چلانے کے لئے زمینداروں کی مالی معاونت۔
- بارانی علاقہ جات کے کاشتکاروں کے مالی اشتراک سے 48 منی ڈیم کی تعمیر۔

پنجاب سیڈ کارپوریشن کا چیئرمین و دیگر تفصیلات

*2454: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب سیڈ کارپوریشن کے موجودہ چیئرمین کون ہیں۔ان کو کب مقرر کیا گیا اور سیڈ کی تیاری اور مارکیٹنگ کے حوالہ سے ان کی تعلیم اور تجربہ کیا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب سیڈ کارپوریشن صوبہ پنجاب کی ضروریات کا صرف پچاس فیصد بیج فراہم کر رہی ہے جبکہ بقایا بیج پرائیویٹ سیکٹر فراہم کرتا ہے پنجاب سیڈ کارپوریشن اپنی پیداوار بڑھانے اور مارکیٹ میں اپنا حصہ مزید وسیع کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(ج) پنجاب سیڈ کارپوریشن نے مختلف ملٹی نیشنل کمپنیز کے تیار کردہ ہائی برڈ بیج کے مقابلہ کا بیج تیار کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) پنجاب سیڈ کارپوریشن کا قیام پنجاب سیڈ کارپوریشن ایکٹ 1976 کے تحت عمل میں لایا گیا۔ ایکٹ کے سیکشن 4 کے تحت کارپوریشن کے معاملات کو بورڈ چلاتا ہے جس کے چیئرمین بلحاظ عہدہ جناب وزیر زراعت پنجاب ہوتے ہیں۔ بورڈ کے موجودہ چیئرمین وزیر زراعت پنجاب ڈاکٹر فرخ جاوید صاحب ہیں اور پنجاب کابینہ کی تشکیل کے وقت سے بطور چیئرمین بورڈ کام کر رہے ہیں جو ایک میڈیکل ڈاکٹر ہیں، کاشتکار گھرانے سے تعلق رکھنے اور ایک فارمر ہونے کی حیثیت سے سیڈ کا کماحقہ علم رکھتے ہیں۔

(ب) پنجاب سیڈ کارپوریشن اور بیج کی تمام پرائیویٹ کمپنیاں مل کر پنجاب میں تصدیق شدہ بیج کی ضروریات کا کل 35 سے 40 فیصد تک مہیا کرتی ہیں۔اس لئے حکومت نے مسابقت کی فضا قائم رکھنے کے لئے پرائیویٹ کمپنیوں کو بھی بیج کی تیاری کا لائسنس دے رکھا ہے۔اس مقابلے کی

فضا کی وجہ سے کسانوں کو اعلیٰ کوالٹی کا بیج مہیا ہو رہا ہے۔ پنجاب سیڈ کارپوریشن اپنے وسائل کی مناسبت سے اپنی پیداوار اور مارکیٹ میں اپنے حصے کو وقت کے ساتھ وسیع کرتی رہتی ہے۔

(ج) پنجاب سیڈ کارپوریشن کا کام مختلف اجناس کے صرف منظور شدہ اقسام کے تصدیق شدہ بیج فراہم کرنا ہے جبکہ نئی قسم کا بیج جیسا کہ ہائی برڈ بیج وغیرہ تیار کرنا حکومت کے تحقیقی اداروں کا کام ہے۔ پنجاب سیڈ کارپوریشن نئے قسم کے بیج کی دریافت نہیں کرتی ہے۔

صوبہ کی خسارے میں جانے والی مارکیٹ کمیٹیوں
کے خلاف کارروائی و دیگر تفصیلات

*2815: جناب ظہیر الدین خان علیزئی: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) موجودہ ڈائریکٹر مارکیٹنگ زراعت لاہور کتنے عرصہ سے مذکورہ اسامی پر کام کر رہے ہیں؟

(ب) مذکورہ ڈائریکٹر نے اپنی تعیناتی کے دوران کون کونسے ایسے اقدامات اٹھائے جن سے صوبہ کی مارکیٹ کمیٹیوں کے خسارے میں کمی واقع ہوئی؟

(ج) مذکورہ ڈائریکٹر کی جب تعیناتی ہوئی تو اس وقت کتنی مارکیٹ کمیٹیاں خسارے میں جا رہی تھیں اور اب کتنی مارکیٹ کمیٹیاں خسارے میں ہیں، ان کے نام وشہر کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(د) مذکورہ آفیسر نے ان مارکیٹ کمیٹیوں میں کام کرنے والے ملازمین کو محکمہ کی آمدن میں اضافہ کرنے کے لئے کتنی دفعہ کیا ہدایات جاری کیں، ان احکامات کی کاپی ایوان میں پیش کی جائے؟

(ہ) جن مارکیٹ کمیٹیوں نے واضح ہدایات کے باوجود خسارے میں کمی لانے کے لئے کوئی اقدامات نہیں اٹھائے، ان کے ذمہ داران افسران واہلکاران کے خلاف ڈائریکٹر مارکیٹنگ نے کیا کیا سزائیں دیں ان کی مارکیٹ کمیٹی وار اور افسر وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) ڈائریکٹر مارکیٹنگ زراعت لاہور 2010-04-05 سے اس اسامی پر کام کر رہے ہیں۔

(ب) مارکیٹ کمیٹیوں کے خسارے میں کمی کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیل اس طرح سے ہے:

- 1996 سے مارکیٹ فیس 1 روپیہ فی کوئنٹل ہے جو کہ گزشتہ 18 سال سے بڑھائی نہیں گئی ہے جس سے آمدن اور اخراجات کو متوازن رکھنا بہت مشکل ہو گیا ہے۔ جبکہ ان 18 سالوں میں ملازمین کی تعداد اور تنخواہوں میں کئی گنا اضافہ ہو چکا ہے اس لئے مارکیٹ فیس کو بڑھانے کے لئے تمام شراکت داران (Stakeholders) کو اعتماد میں لیا جا رہا ہے۔
- تمام ای اے ڈی اے صاحبان اور سیکرٹری مارکیٹ کمیٹی صاحبان کو ہدایات جاری کی گئیں کہ وہ مارکیٹ کمیٹیوں کی آمدن میں ہر ممکن اضافہ کر کے خسارے کو کم کریں۔
- منڈیوں میں ناجائز تجاوزات کو ختم کرنے کی کوششیں کی گئیں تاکہ کاروبار میں اضافہ ہو اور مارکیٹ کمیٹیوں کی آمدن میں اضافے سے خسارے میں کمی ہو سکے۔
- مارکیٹ کمیٹیوں کے ملازمین کے مفاد کے لئے ان کی گروپ انشورنس اور بینوولینٹ فنڈ کی منظوری کے لئے بھی محکمانہ کارروائی جاری ہے تاکہ ملازمین دل جمعی سے ادارے کے مفاد میں کام کریں اور خسارے میں کمی ہو سکے۔

(ج) مذکورہ ڈائریکٹر کی تعیناتی کے وقت خسارے میں جانے والی مارکیٹ کمیٹیوں کی تعداد 89 تھی جو کم ہو کر 9 رہ گئی ہے ان کی تفصیل اس طرح سے ہے۔

1- مارکیٹ کمیٹی جوہر آباد	2- مارکیٹ کمیٹی خانقاہ ڈوگراں (ختم ہو گئی ہے)
3- مارکیٹ کمیٹی یزمان	4- مارکیٹ کمیٹی میانوالی
5- مارکیٹ کمیٹی حسن ابدال	6- مارکیٹ کمیٹی کہروڑ پکا
7- مارکیٹ کمیٹی گوجرہ	8- مارکیٹ کمیٹی قائد آباد
9- مارکیٹ کمیٹی حضرو	

مارکیٹ فیس میں اضافے کی صورت میں صوبے کی تمام مارکیٹ کمیٹیاں خسارے سے نکل جائیں گی۔

(د) مارکیٹ کمیٹیوں کے ملازمین کو آمدن میں اضافہ کے متعلق ہدایات کی تفصیل اس طرح سے ہے۔

- لائسنس نمبر 6 کا اجراء اور اس کی تجدید کے بارے میں ضروری اقدامات کریں تاکہ ٹھیک سے لائسنسوں کا اجراء، ان کی تجدید اور اندراج ہو تاکہ لائسنس فیس ٹھیک سے اکٹھی ہو سکے اور مارکیٹ کمیٹی کی آمدنی میں اضافے کا باعث بنے۔
- ڈائریکٹر فوڈ لاہور سے رابطہ کیا گیا کہ وہ حقیقی طلب کے مطابق مارکیٹ کمیٹیوں سے زمینداروں کی سہولیات کے لئے مختلف چیزیں حاصل کریں تاکہ غیر ضروری اور زیادہ سامان مہیا کرنے کی صورت میں مارکیٹ کمیٹی کے فنڈز ضائع نہ ہوں۔
- مختلف کمیٹیوں کی ریکوری کے لئے متعلقہ اضلاع کے ڈی سی او صاحبان کو گزارش کی گئی کہ وہ مارکیٹ کمیٹیوں کے واجبات کی وصولی کے لئے اپنے متعلقہ تحصیل داروں کو ہدایات جاری کریں تاکہ بروقت مارکیٹ کمیٹی کی فیس کی وصولی ہو سکے اور آمدنی میں اضافے کا باعث بنے۔

- سیکرٹری مارکیٹ کمیٹی راولپنڈی نے فلور ملز سے مارکیٹ فیس کی وصولی کے خلاف فلور ملز مالکان کے ساتھ غیر قانونی معاہدہ کر لیا تھا جس کو ختم کیا گیا تاکہ مارکیٹ کمیٹی کی اس معاہدہ کی وجہ سے رُکی ہوئی گندم پر فیس فلور ملز مالکان سے حاصل ہو سکے۔
- مارکیٹ کمیٹیوں کو ہدایات جاری کرتے رہے کہ مارکیٹ کمیٹیوں کی آمدنی دیئے گئے ہدف کے مطابق ہو جس کے لئے لاہور ہیڈکوارٹر پر ڈویژن وار سیکرٹری اور ای اے ڈی اے صاحبان سے میٹنگ کرتے رہے تاکہ مارکیٹ کمیٹیوں کی آمدنی میں اضافے کے لئے اپنی کاوشوں کو تیز کریں اور سخت تلقین کی گئی کہ مارکیٹ کمیٹی کی آمدنی میں اضافہ کریں۔
- منڈیوں کی صفائی ستھرائی کے لئے ہدایات جاری کی گئیں تاکہ صاف ستھرا ماحول حاصل ہونے کی صورت میں کاروبار میں اضافہ ہو اور مارکیٹ کمیٹی کی آمدن میں اضافہ ہو سکے۔
- مارکیٹ کمیٹیوں کے زائد کمیشن کو روکنے اور جائز مارکیٹ فیس جو ایک روپیہ فی کوئنٹل ہے رسد کے مطابق حاصل کرنے کی ہدایات جاری کرتے رہیں۔
- کیلا جو منڈی کے اندر زیادہ گندگی کا باعث بنتا ہے اُس کے ڈسپوزل کے لئے ہدایات جاری کرتے رہے اور اس پر ہینڈ آؤٹ، بروشر شائع کروا کے پورے پنجاب میں تقسیم کئے گئے۔
- 9۔اکثر اوقات مارکیٹ کمیٹیوں کی آمدنی بڑھانے کے لئے اور مارکیٹ فیس کی خورد بُرد کو روکنے کے لئے ہدایات جاری کرتے رہیں۔
- مارکیٹ کمیٹیوں کی آمدنی میں اضافے کے لئے لائسنس فیس کی وصولی 200 سے 1500 اور 500 سے 5000 کر دی گئی ہے۔ جس سے مارکیٹ کمیٹیوں کی آمدنی میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔
- ریٹ روزانہ اور بروقت جاری ہونے کے لئے ہدایات جاری کرتے رہے۔ مارکیٹ کمیٹیاں تھوک اور پرچون ریٹ متعلقہ ڈی سی او کے مشورہ سے جاری کر رہی ہیں۔

(ہ) جن افسران واہلکاران کو سزا دی گئی ان کی مارکیٹ کمیٹی وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

گوجرانوالہ: مارکیٹ کمیٹیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2862: چودھری اشرف علی انصاری: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گوجرانوالہ میں کتنی مارکیٹ کمیٹیاں کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی سال 2010 تا 2013 کی آمدن بتائیں؟

(ج) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی آمدن کے ذرائع کون کون سے ہیں، آگاہ کریں؟

(د) درج بالا مارکیٹ کمیٹیوں کے سال 2010 تا 2013 کے اخراجات مدوار بتائیں؟

(ہ) مذکورہ بالا کمیٹیوں میں کل کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں، ان کے نام اور فرائض سے آگاہ کریں؟

(و) ان مارکیٹ کمیٹیوں نے سال 2010 سے 2013 کے دوران کسانوں کی فلاح و بہبود کے لئے کیا اقدامات اٹھائے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں کل آٹھ مارکیٹ کمیٹیاں ہیں جو گوجرانوالہ، کامونکی، ایمن آباد، گکھڑ، وزیرآباد، قلعہ دیدار سنگھ، علی پور چٹھہ اور نوشہرورکاں میں واقع ہیں۔

(ب) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی مذکورہ سالوں کی آمدن (روپوں میں) اور دیگر تفصیلات (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(ج) ان مارکیٹ کمیٹیوں کے ذرائع آمدن میں لائسنس فیس، مارکیٹ فیس، سائیکل سٹینڈ اور پلاٹوں کی فروخت وغیرہ شامل ہیں۔

(د) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی مذکورہ سالوں کے اخراجات مدوار (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) ضلع گوجرانوالہ کی تمام آٹھ مارکیٹ کمیٹیوں میں کل 84 ملازمین کام کر رہے ہیں، ان کے کمیٹی وار نام اور فرائض کی تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی طرف سے مذکورہ سالوں میں کسانوں کی فلاح و بہبود کے لئے اٹھائے گئے اقدامات اس طرح سے ہیں۔

- محکمہ خوراک کی طرف سے قائم کردہ مراکز خریداری گندم پر کسانوں کے لئے ٹینٹ، کرسیاں، ٹھنڈا پانی پنکھے اور روشنی وغیرہ کا بندوبست کیا۔
- سبزی منڈیوں کی صفائی اور پینے کے پانی کا بندوبست کیا۔
- سستا بازار میں کسانوں کی اجناس کی ڈائریکٹ رسائی کی سہولت فراہم کی۔

لاہور: سبزی منڈی بادامی باغ میں سرکاری و غیر سرکاری دکانوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3170: محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مارکیٹ کمیٹی بادامی باغ لاہور کے کتنے ملازمین سبزی منڈی بادامی باغ میں کام کر رہے ہیں؟

(ب) سبزی منڈی میں کتنی دکانیں ہیں، کتنی سرکاری اور کتنی غیر سرکاری ہیں؟

(ج) حکومت ان سے ماہانہ کتنی رقم کس کس مد میں وصول کرتی ہے؟

(د) اس منڈی میں جو سبزی بیرون شہر سے آتی ہے وہ ٹرکوں یا بڑے بڑے مزدوں میں آتی ہے، وہ دکانداروں کو خرید نہیں کرنے دی جاتی بلکہ آڑھتی حضرات خود اونے پونے ٹرک خرید

لیتے ہیں اور پھر اپنی مرضی سے قیمت کا تعین کر کے مڈل مین کے بعد دکانداروں تک پہنچتی ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس طریق کار میں تبدیلی لانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) مارکیٹ کمیٹی لاہور کے 30 ملازمین سبزی منڈی بادامی باغ لاہور میں کام کر رہے ہیں۔

(ب) سبزی منڈی میں 76 دکانیں ہیں یہ سب غیر سرکاری ہیں۔

(ج) مارکیٹ کمیٹی سبزی منڈی سے ماہانہ مبلغ پانچ لاکھ روپے بصورت مارکیٹ فیس وصول کرتی ہے۔

(د) منڈی میں سبزی بیرون شہروں سے ٹرکوں کے ذریعے سے آتی ہے۔اس کو آڑھتی حضرات خود نہیں خریدتے ہیں بلکہ وہ اپنی دکان /آڑھت پر آنے ولی سبزی و پھل کو بذریعہ نیلام عام فروخت کرتے ہیں ۔ جس کو پھڑیا حضرات اور دیگر شہروں سے آئے ہوئے بیوپاری حضرات لاٹ (10 تا20 بوریاں) کی صورت میں خرید کر لیتے ہیں اور پھر ان کو دھڑیوں (پانچ کلو یا اس سے کم وزن) میں شہر کے پرچون دکانداروں کو فروخت کرتے ہیں۔

(ہ) جیسا کہ جز (د) میں وضاحت کی گئی ہے کہ اس کو آڑھتی حضرات خود نہیں خریدتے ہیں بلکہ وہ اپنی دکان /آڑھت پر آنے ولی سبزی و پھل کو بذریعہ نیلام عام فروخت کرتے ہیں جس کو پھڑیا حضرات اور دیگر شہروں سے آئے ہوئے بیوپاری حضرات لاٹ (10 تا20 بوریاں) کی صورت میں خرید کر لیتے ہیں اور پھر ان کو دھڑیوں (پانچ کلو یا اس سے کم وزن) میں شہر کے پرچون دکانداروں کو فروخت کرتے ہیں۔

پھڑیا سسٹم کی وجہ سے قیمتوں میں اضافہ ضرور ہوتا ہے۔ لیکن پہلے کی نسبت اب اس میں کافی حد تک کمی واقع ہوئی ہے۔ پہلے پھڑیا حضرات اپنے من مانے نرخوں پر سبزی و پھل فروخت کرتے تھے اور مارکیٹ کمیٹی کی طرف سے جاری کردہ ریٹ لسٹ کو خاطر میں نہ لاتے تھے اب مارکیٹ کمیٹی اور ضلعی انتظامیہ کے بھرپور ایکشن کی وجہ سے ان کو ریٹ لسٹ (تھوک) کے مطابق سبزی و پھل فروخت کرنے کا پابند بنا دیا گیا ہے۔ جس سے مہنگائی میں

کافی حد تک کمی ہوئی ہے، مصنوعی مہنگائی کا خاتمہ ہو گیا ہے، قیمتوں میں استحکام پیدا ہوا ہے اور عوام نے مارکیٹ کمیٹی اور ضلعی انتظامیہ کے ان اقدامات کو کافی سراہا ہے۔

ممبران اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت

جناب قائم مقام سپیکر: اب یہ رخصت کی درخواستیں ہیں تو میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

محترمہ کنیز اختر

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ معزز ممبران اسمبلی کی جانب سے رخصت کی درخواستوں میں سے پہلی درخواست محترمہ کنیز اختر ایم پی اے ڈبلیو-335 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"مجھے مورخہ 13-08-19 کو ضروری کام کے سلسلہ میں فیصل آباد جانا ہے۔
استدعا ہے کہ متذکرہ یوم کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب محمد ثاقب خورشید

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست جناب محمد ثاقب خورشید ایم پی اے پی پی-236 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"بوجہ والدہ محترمہ کی death مورخہ 19-اگست سے 2-ستمبر 2013 تک رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب جاوید اختر

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست جناب جاوید اختر ایم پی اے پی پی-242 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"حالیہ سیلاب میں میری یونین کونسلیں متاثر ہوئی ہیں اور وزیراعلیٰ صاحب کے حکم پر میں مورخہ 15 سے 18 اور 30۔اگست 2013 کو اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ میری رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

چودھری محمد یوسف کسیلیہ

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست چودھری محمد یوسف کسیلیہ ایم پی اے پی پی۔232 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"میں ماہ اگست 2013 کی مندرجہ ذیل تواریخ 12,13,15,19,20,23,26 اور 29۔اگست 2013 کو اسمبلی حاضر نہ ہو سکا لہذا استدعا ہے کہ میری sick leave منظور کی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

میاں محمد رفیق

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست میاں محمد رفیق ایم پی اے پی پی۔90 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا کہ:

"Sir it is submitted for your kind perusal that I am leaving for India on the invitation of Tri-national Forum Bangladesh, Bharat, Pakistan Peoples forum from 16 September to 30th September 2013. May kindly approve the leave."

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب محمد عمر جعفر

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست جناب محمد عمر جعفر ایم پی اے پی پی-293 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"It is intimated that due to some unavoidable domestic problems, I cannot attend the Session for one week with effect from 29th Nov 2013."

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب رمیش سنگھ اروڑا

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست جناب رمیش سنگھ اروڑا ایم پی اے این ایم-368 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"This is to inform your good-self that due to some domestic problems, I will not be able to attend Assembly proceedings. In this regard one day leave for 29th 2013 may kindly be granted."

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ مدیحہ خان

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست محترمہ مدیحہ خان ایم پی اے ڈبلیو-346 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"I have been suffering from an acute attack of throat infection from last four or five days. I have been advised complete bed rest for three days by E.N.T specialist. I therefore request you to kindly grant me Medical Leave for three days with effect from 3rd to 6th Dec 2013."

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ سلطانہ شاہین

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست محترمہ سلطانہ شاہین ایم پی اے ڈبلیو۔313 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"ناسازی طبیعت کی وجہ سے میں مورخہ 2013-12-04 کو اجلاس attend نہیں کر سکی۔ مہربانی فرما کر چھٹی منظور فرمائی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب باؤ اختر علی

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست جناب باؤ اختر علی ایم پی اے پی پی۔144 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"میں نجی امور کی انجام دہی کے سلسلے میں مورخہ 13-12-09 تا اختتام اجلاس attend نہیں کر سکا۔ رخصت عنائت فرمائی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ فوزیہ ایوب قریشی

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست محترمہ فوزیہ ایوب قریشی ایم پی اے ڈبلیو۔343 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"میں بوجہ ناسازی طبیعت مورخہ 2013-12-04 کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی۔ براہ مہربانی ایک یوم کی رخصت عطا کی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

رانا طاہر شبیر

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست رانا طاہر شبیر ایم پی اے پی پی-203 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"حلقہ میں ضروری کام کی وجہ سے مجھے 13-12-06 کی رخصت عنائت فرمائی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ سلطانہ شاہین

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست محترمہ سلطانہ شاہین ایم پی اے ڈبلیو-313 کی جانب سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"With due respect I beg to say that I am down with sodalities con not keep stable are walk. Kindly allow me leave for one week from 6 to 15th Dec 2013."

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ حسینہ بیگم

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست محترمہ حسینہ بیگم ایم پی اے ڈبلیو-327 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"گزارش ہے کہ مورخہ 13-12-03 کی رات کو اچانک میری نواسی قضائے الٰہی سے انتقال کر گئی جس کی وجہ سے مجھے بہاولپور جانا پڑا۔ مورخہ 13-12-04 کی رخصت عنائت فرمائی جائے۔" شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ پہلی تحریک استحقاق جناب امجد علی جاوید صاحب کی ہے جو کہ پڑھی جا چکی ہے اور pending کی گئی تھی۔ امجد صاحب! آپ نے لاء منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ کر معاملات پر discuss کرنی تھی؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! کل میں نے دو بار کوشش کی تھی لیکن لاء منسٹر صاحب نے مجھے وقت نہیں دیا اور آج وہ غالباً آئے نہیں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: امجد صاحب! لاء منسٹر صاحب! آ جاتے ہیں تو ان سے اس کا جواب لے لیتے ہیں۔ اگلی تحریک استحقاق پیر خضر حیات شاہ کھگہ صاحب کی ہے جو کہ move ہو چکی تھی۔

پیر خضر حیات شاہ کھگہ: جناب سپیکر! تحریک استحقاق تو پڑھی جا چکی ہے لیکن اس کا جواب آنا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: چونکہ لاء منسٹر صاحب کسی میٹنگ میں ہیں اس لئے ان تحاریک استحقاق کو pending کر دیتے ہیں۔ تھوڑی دیر تک وہ آ جاتے ہیں تو ان سے جواب لے لیتے ہیں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! چار پانچ ماہ پہلے میں نے تحریک استحقاق پیش کی تھی اور اس سلسلے میں سیکرٹری اسمبلی سے بھی ملاقات کی تھی اور آپ سے بھی چیمبر میں مل کر request کی تھی کہ اسے take up کر لیا جائے لیکن وہ بالکل ہی کہیں غائب ہو گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ آج ہی میرے پاس آ جائیں تو اسے دیکھ لیتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! چولستان کے حوالے سے ہمارے ممبران کی طرف سے ایک تحریک التوائے کار جمع کروائی گئی ہے چونکہ تھر کا واقعہ بھی آپ کے سامنے ہے جبکہ چولستان کے بارے میں بھی آج بڑی تفصیل کے ساتھ بعض اخبارات میں آیا کہ وہاں پر جانور بڑی تیزی کے ساتھ مر رہے ہیں اور ان کی باقیات وہاں پر بکھری پڑی ہیں، ٹوبے خشک ہو چکے ہیں اور کنوؤں میں بھی پانی نہیں ہے۔ یہ تحریک التوائے کار انتہائی اہم ہے تو میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اسے آؤٹ آف ٹرن لے کر اس پر بحث کی اجازت دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! چونکہ میرے پاس ابھی آئی نہیں ہے اس لئے میں اسے دیکھ لیتا ہوں اور کل انشاءاللہ take up کر لیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: شکریہ، جناب سپیکر! میں آپ کی اور اس پورے ایوان کی توجہ چاہتا ہوں کہ اخبارات میں ایم پی ایز کے بارے میں جو کالم لکھے جا رہے ہیں اور آج کا کالم بہت ہی توجہ کا حامل ہے جو کہ ڈاکٹر صفدر محمود کا لکھا ہوا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر شیخ علاؤالدین نے کالم کی ایک کاپی جناب قائم مقام سپیکر کو بھجوائی)

ڈاکٹر صفدر محمود نے لکھا ہے کہ پنجاب کے ایم پی ایز کی وجہ سے ان کے اضلاع میں جرائم ہو رہے ہیں۔ آپ جب یہ ساری تحریر پڑھیں گے، میں پورے ایوان کی طرف سے یہ ذمہ داری کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ ہم لوگ جتنے بے بس ہیں، اس میں لکھا گیا ہے کہ ہمارے کہنے سے نوکریاں، ہمارے کہنے سے ڈی پی او لگتا ہے، ہمارے کہنے پر سارے جرائم ہوتے ہیں اور ہم تمام برائیوں کی جڑ ہیں۔ اصل میں اس طرح کے معاملات کے حوالے سے اخبارات میں ایم پی ایز کے خلاف کالم لکھے جاتے ہیں تو آپ اس ایوان کے custodian ہیں اور آپ اسے پڑھ لیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ صرف دو تین فقرے سن لیں کہ یہ کیا language ہے؟ ایم پی ایز اس کا جواب اس لئے نہیں دے سکتے کہ ہمارے پاس پریس نہیں ہے۔ اس میں یہ لکھا جاتا ہے کہ ہم پولیس کو رشوت دلواتے ہیں، ہم قبضے کرواتے ہیں، اس ایوان میں ایسے لوگ ہیں جو ذاتی طور پر کروڑوں روپے ٹیکس دیتے ہیں، میں individually ذمہ داری کے ساتھ بات کر رہا ہوں corporate tax کی بات نہیں کر رہا۔ کسی کالم نویس نے یہ نہیں لکھا کہ اس ایوان میں ایسے

لوگ بیٹھے ہیں جو اتنے بڑے ٹیکس گزار ہیں اور رزق حلال کماتے ہیں۔ خدا کی قسم 18/18 گھنٹے کام کر کے کماتے ہیں۔ یہ لوگ یہ چیزیں لکھتے ہیں اور ایم پی ایز اس کا کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ ان صاحب کو بلائیں کہ وہ ثابت کریں کہ ہمارا کوئی ایم پی اے نوکریاں دے رہا ہے اور کوئی حکومتی ممبر نوکریاں دے سکتا ہے؟ شہباز شریف صاحب کے بعد اُن کے میرٹ کا مذاق اُڑایا گیا کیوں؟ آپ اس ایوان کے custodian ہیں اس کو بنیاد بنالیں۔ اس سے پہلے ایک اسمبلی میں، میں نے سپیکر صاحب کی توجہ دلائی تھی ایک اور کالم نویس عطاالحق قاسمی صاحب ہیں انہوں نے بھی تین مہینے پہلے ہماری اس اسمبلی کے بارے میں بڑی خطرناک باتیں لکھی تھیں وہ کالم بھی میرے پاس ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر شیخ علاؤالدین نے کالم کی ایک کاپی جناب قائم مقام سپیکر کو بھجوائی گئی)

جناب سپیکر! اس کے اندر کچھ ایسی باتیں لکھی ہیں جو میں اس اسمبلی کے اندر خود بیان نہیں کر سکتا ان دونوں صاحبان کو بلا کر صرف یہ پوچھا جائے یا پھر مجھے یہ بتایا جائے کہ اگر میں ان کے بارے میں یہ عرض کروں کہ انہوں نے زندگی میں کیا کیا ہے ان کے پاس جو اتنا کچھ آگیا ہے؟ ان کے پاس کیا کچھ نہیں ہے اور ان کے پاس اتنا کچھ ہے یہ کہاں سے آگیا؟ صرف یہ پریس میں لوگوں کو blackmail کرنے سے، سارا دن جم خانہ میں بیٹھنے اور شام کو جا کر ہمارے خلاف کالم لکھنے سے، بہت سارے کالم نویس اچھے بھی ہیں یہ نہیں کہ سارے ایسے ہی ہیں لیکن آپ اس ایوان کے Custodian ہیں میں چاہتا ہوں کہ ان دونوں کو بلائیں اور آپ ایک کمیٹی بنائیں بیشک آپ مجھے اُس میں نہ بٹھائیں اور میں صرف مواد دوں گا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس ایوان کی عزت اور وقار میں اضافہ ہو۔ اس قسم کے کالم لکھ کر عوام میں یہ کہنا کہ ہم جرائم کی جڑ ہیں، ہم برائی کی جڑ ہیں اور ہم ہر طرح کے ناجائز کاموں میں ملوث ہیں تو یہ بڑی زیادتی ہے۔ میں اس پر بھرپور احتجاج کرتا ہوں اور میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ صرف test case کے طور پر ان دونوں کو بلائیں اگر میں پندرہ منٹ میں ان کو صاف نہ کر دوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! آپ اس پر تحریک استحقاق یا تحریک التوائے کار لے کر آئیں جو اس کا طریق کار ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس پر تحریک التوائے کار نہیں بنتی۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اس پر تحریک استحقاق لے کر آئیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ پورے ایوان کا مسئلہ ہے صرف میرا مسئلہ نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: مجھے ایوان کی عزت سب سے زیادہ عزیز ہے آپ اس پر تحریک استحقاق لے آئیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ میری بات سنیں، آپ صرف ان دونوں صاحبان کو بلائیں اور آپ خود بھی بیٹھیں۔ میں پندرہ منٹ میں ثابت کر دوں گا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! آپ اس پر تحریک استحقاق لے کر آئیں میں اس کو take up کرتا ہوں اور next session میں ہم اس کو لے لیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں لے آتا ہوں لیکن آپ اس پر پوری توجہ دیں اور اس پر انصاف کرنا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! ہم اس پر پورا ایکشن لیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بغیر کسی پارٹی کے چاہے پی پی پی ہو، چاہے تحریک انصاف ہو اور چاہے مسلم لیگ (ن) ہو۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے اس ایوان کی عزت عزیز ہے اس کے علاوہ مجھے کوئی عزیز نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! مجھے بھی آپ سے زیادہ اس ایوان کی عزت عزیز ہے آپ اس پر تحریک استحقاق لے کر آئیں میں اس کو take up کرتا ہوں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مہربانی کی ہے اور آپ نے یہ فرمایا ہے کہ تحریک استحقاق لے کر آئیں۔ ظاہر ہے آپ اس کو take up کریں گے لیکن اب نوٹس کرنا بہت ضروری ہو گیا ہے کہ چاہے electronic media ہو یا print media ہو ایک fashion بن چکا ہے اور politician کو TV پر بیٹھ کر رگیدنا ہوتا ہے اور آپ کے پاس یہ proof documentary ہے۔ آپ ان کو بلائیں تاکہ وہ ثابت کریں اگر وہ ثابت نہیں کر سکتے تو پھر آپ action لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر میں بالکل دیکھ رہا ہوں کہ electronic media اور print media میں بہت سارے اچھے کالم نویس بھی ہیں۔ وہ اب اس پر تحریک استحقاق لے کر آ رہے ہیں، اب اس پر مزید بحث نہیں کرتے۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! آپ کا حکم بجا لانا تو ہمارا فرض منصبی ہے لیکن میری چھوٹی سی درخواست ہے کہ آپ صرف میری یہ استدعا سن لیں کہ یہ ایوان اپنے rules خود بناتا ہے یہ ایوان privileges کے اپنے استحقاق کا خود custodian ہے۔ آپ کی وساطت سے شیخ صاحب نے جو move کیا ہے انہوں نے آپ کو ایک evidence دیا ہے کہ ایک vague hypothetical based on surmises ایک اپنے انداز سے قیافہ لگاکر پوری اسمبلی کی عزت کو پامال کرنے کا کوئی شخص فریضہ ادا کرنا چاہتا ہے تو ایوان سے میری گزارش ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تحریک استحقاق لے کر آئیں ہم نوٹس لیں گے اور اس کو اسی session میں take up کریں گے۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں کہنا چاہ رہا ہوں کہ آپ sense of the house لے لیں کہ privilege move کرنے کی ضرورت ہے یا یہ سارا ایوان ابھی ووٹ کرتا ہے کہ Privilege Committee کو move کر دیں۔ آپ sense of the house لے لیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: جناب احمد خان صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میں نے کہہ دیا ہے اس کو اسی session میں take up کرتے ہیں۔ مجھے بھی ایوان کی عزت سب سے زیادہ عزیز ہے تو آپ اس پر تحریک استحقاق لائیں ہم اس کو take up کرتے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں اس پر مزید بحث نہیں کرتے۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 213/14 شیخ علاؤالدین اور محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کی طرف سے ہے۔ شیخ صاحب!۔۔۔ محترمہ نگہت شیخ صاحب! موجود نہیں ہیں پھر آپ پڑھ دیں۔

آزاد کشمیر کے میڈیکل سٹوڈنٹس کے لئے پنجاب میں مسلسل میڈیکل کی نشستیں بڑھانے سے پنجاب کے میڈیکل سٹوڈنٹس کو پریشانی کا سامنا

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کاروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب میں میڈیکل سٹوڈنٹس کے لئے نشستوں کی کمی کے باوجود مزید نشستیں دے دی گئی ہیں۔ پنجاب کے میڈیکل کالجوں سے آزاد جموں کشمیر کے طلباء کے لئے اس سال بھی مزید 10 نشستیں دے دی گئی ہیں۔ پچھلے سال آزاد جموں کشمیر کے طلباء کے لئے 26 نشستیں مخصوص تھیں جو کہ پنجاب کے سات میڈیکل کالجوں میں اس طرح سے بڑھائی گئی ہیں کہ نشتر میڈیکل کالج 3، فاطمہ جناح میڈیکل کالج 10، سروس میڈیکل کالج 2، پنجاب میڈیکل کالج 3، راولپنڈی میڈیکل کالج 3، قائداعظم میڈیکل کالج بہاولپور 3، شیخ زید میڈیکل کالج رحیم یار خان 2، اس کے علاوہ 10 مزید نشستیں جو کہ کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی اور علامہ اقبال میڈیکل کالج میں ہوں گی مخصوص کی گئی ہیں۔ 3089 اوپن میرٹ سیٹیں جو کہ پنجاب کے 17 سرکاری میڈیکل کالجوں میں سے ہیں یہ حصہ مسلسل بڑھایا جا رہا ہے۔ حیران کن امر یہ ہے کہ ہر سال آزاد جموں کشمیر گورنمنٹ پنجاب سے 10 میڈیکل سیٹوں کا مسلسل اضافہ مانگ رہی ہے جو کہ پنجاب میں اپنے طلباء کے حق کو نظر انداز کرتے ہوئے آزاد جموں کشمیر کو دے رہا ہے جبکہ آزاد جموں کشمیر میں ان کے اپنے 4 میڈیکل کالج بھی اچھا کام کر رہے ہیں۔ پنجاب کی میڈیکل میرٹ سیٹوں میں مسلسل اضافہ ہونا چاہئے اور ایک بھی نشست جو پنجاب کے کسی بھی میڈیکل student کے حق کو نظر انداز کر کے دی جائے قطعاً درست نہ ہے جس کی وجہ سے میڈیکل کے طلباء میں بے چینی پائی جاتی ہے جس کا فوری سدباب از بس ضروری ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، گوندل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! اس ضمن میں عرض یہ ہے کہ پنجاب کے تحت تمام سرکاری میڈیکل، ڈینٹل کالجوں میں داخلے حکومت پنجاب کی وضع کردہ "ایڈمیشن پالیسی" کے مطابق کئے جاتے ہیں۔ یہ "ایڈمیشن پالیسی" ایڈمیشن بورڈ، یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز سے منظور شدہ ہوتی ہے جو کہ صوبہ میں ڈاکٹروں کی

ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے بنائی جاتی ہے۔ یہ پالیسی ہر سال وضع کی جاتی ہے جس کی حتمی منظوری جناب وزیر اعلیٰ پنجاب دیتے ہیں۔ پنجاب کے سرکاری میڈیکل کالجوں میں سیٹوں کی تقسیم انتہائی احتیاط سے طبی ضروریات کے مطابق کی جاتی ہے۔ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے آزاد کشمیر کے قابل و محنتی طلباء کے لئے وزیر اعظم آزاد کشمیر کی خصوصی درخواست پر تعلیمی سیشن 14-2013 کے لئے 10 سیٹوں کی منظوری دی ہے لیکن ان اضافی سیٹوں سے پنجاب ڈومیسائل کے طلباء کی سیٹوں میں کوئی کمی نہ کی گئی ہے۔

اس ضمن میں مزید عرض ہے کہ صوبہ بھر کے سرکاری میڈیکل، ڈینٹل کالجوں میں سیٹوں میں اضافے کے بارے میں ایڈمیشن بورڈ کی مشاورت سے PMDC سے رابطہ کیا جا رہا ہے کیونکہ حکومت پنجاب PMDC کی منظوری کے بغیر سیٹوں میں اضافہ کرنے کی مجاز نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ بہت اہم مسئلہ ہے اس کا جواب انہوں نے نہیں دیا۔ میری گزارش صرف یہ ہے اور مجھے آپ کی توجہ کی بھی ضرورت ہے کہ کیا پنجاب کے کسی طالب علم کا حق کاٹ کر آزاد کشمیر کو دیا جا سکتا ہے جبکہ ان کے چار میڈیکل کالج بھی ہیں؟ دوسری بات یہ ہے کہ میں نے آپ سے بارہا مرتبہ عرض کیا ہے کہ یہ جواب concert Ministers کو دینے چاہئیں۔ یہ تو کوئی بات نہیں ہے اور اس کو آپ بھی پسند نہیں کریں گے۔ یہ ایوان کوئی پوسٹ آفس ہے اور نہ ہی یہ قلمی دوستی کا ایوان ہے۔ میں نے ایک چیز پیش کی یا کوئی بھی معزز ممبر یہاں بات کرتا ہے تو وہ اس ایوان کا حصہ ہے اور اس ایوان کی امانت ہے۔ آپ اس پر آج voting کرا لیں، کوئی بات نہیں ریکارڈ میں یہی آئے گا کہ میں نے voting کا کہا اور ہار گیا لیکن ریکارڈ اور تاریخ میں یہ بات آنی چاہئے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ sincere رویّہ اختیار کریں۔ متعلقہ محکمے کا منسٹر اس کا جواب دے اور میں نے یہ بات بارہا مرتبہ کی ہے۔ یہاں پر ڈاکٹر فرزانہ بیٹھی ہیں، میں نے آپ کو بتایا اور سپیکر صاحب کو بھی بتایا کہ خدا کے لئے review file کر دیں۔ اوپن میرٹ کا مسئلہ بنا ہوا ہے اور میڈیکل میں لڑکیاں کام نہیں کرتی ہیں۔ یہ کتنا بڑا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر! کوئی بھی تحریک التوائے کار ہو یہ کوئی جواز نہیں ہے کہ اس کا جواب کوئی آدمی بھی پڑھ کر دے دے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں۔ شیخ صاحب! وہ کوئی آدمی نہیں ہیں بلکہ وہ معزز ممبر ہیں اور ایسا نہ کریں۔ اس کا جواب detail میں آگیا ہے۔ باقی میری ruling pending ہے میں کل اس پر بات کروں گا۔ اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ اس پر voting کرا لیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں میں ان سے بات کر رہا ہوں۔ شیخ صاحب! وہ معزز ایم پی اے ہیں اور پارلیمانی سیکرٹری ہیں آپ ان کے بارے میں کیسی بات کر رہے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ پارلیمانی سیکرٹری ہیلتھ کے نہیں ہیں۔ سٹاف کو میرا مائیک بند کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے اگر آپ کہیں گے تو یہ میرا مائیک بند کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! میری اس پر ruling pending ہے۔ میں کل اس پر ruling دوں گا۔

شیخ علاؤالدین: نہیں، ۔ آپ اس پر voting کرا لیں، کوئی بات نہیں اگر میں ہار جاؤں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: انشاء اللہ تعالیٰ میں آپ کو کل اس پر ruling دوں گا۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 214/14 ڈاکٹر نوشین حامد کی ہے۔ یہ بھی پڑھی جا چکی تھی کیا اس کا جواب آگیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس کا جواب آگیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کا جواب پڑھیں۔

حکومتی عدم توجہ کے باعث تجارتی مرکز انارکلی لاہور کے مسائل میں اضافہ

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس ضمن میں جن مسائل کا ذکر کیا گیا ہے اس کے متعلق عرض ہے کہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور متعلقہ ٹی ایم اے کے ذریعے عارضی تجاوزات کے خلاف آپریشن کلین اپ کرتی رہی ہے تاہم عارضی کھوکھے اور ریڑھیاں کاروباری لوگوں کی طرف سے اکثر لگا دی جاتی ہیں۔ مزید برآں انارکلی بازار میں پنجاب یونیورسٹی کی

دیوار کے ساتھ عارضی قائم کئے گئے کھوکھے ٹی ایم اے داتا گنج بخش کی طرف سے ناجائز تجاوزات کے خلاف آپریشن کے تحت ختم کر دیئے گئے ہیں۔ تاہم سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کی طرف سے سکیورٹی اور دہشتگردی کے مسئلے پر وقتاً فوقتاً متعلقہ پولیس سٹیشن میں رپورٹ کر دی جاتی ہے اور اس کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی ہوتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کا جواب آگیا ہے اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 216/14 ڈاکٹر مراد راس کی ہے۔ یہ بھی پڑھی جا چکی ہے اس کا جواب آنا تھا۔

محکمہ سکولز ایجوکیشن کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے آٹھویں کلاس کے طلباء وطالبات نئے سلیبس سے محروم

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): شکریہ۔ جناب سپیکر! اس ضمن میں عرض ہے کہ کوئی پبلشر محکمہ سکول ایجوکیشن کا من پسند نہ ہے۔ Punjab Curriculum Authority نے جن کتابوں کے مسودے کو NOC جاری کئے تھے ان میں سے ہر مضمون کی بہترین کتاب کی سلیکشن کے لئے علیحدہ علیحدہ کمیٹیاں تشکیل دی گئی تھیں جن میں معروف ماہرین تعلیم اور اساتذہ شامل تھے۔ ان کمیٹیوں نے کبھی بھی کتاب کی سلیکشن نہیں کی بلکہ ان کتابوں کی نہایت باریک بینی سے جائزہ لے کر یہ سفارش کی کہ ان کتابوں میں اغلاط وغیرہ کی بھرمار ہے۔ یہ کتب اپنی موجودہ حالت میں اس قابل نہ ہیں کہ طلباء کو فراہم کی جا سکیں۔ یہ حقائق وزیراعلیٰ پنجاب کے علم میں لائے گئے جس پر انہوں نے پنجاب کے طلباء کا تعلیمی نقصان روکنے کے لئے پرانی کتب کو ہی ایک اور سال کے لئے شائع کرنے کا فیصلہ کیا۔ مزید یہ کہ اتنی بھاری تعداد میں غیر معیاری اور اغلاط سے بھرپور کتب کو NOC جاری کرنے پر وزیراعلیٰ پنجاب نے ایک انکوائری کمیٹی تشکیل دے دی ہے جو اپنی سفارشات جلد ہی پیش کر دے گی۔ Punjab Curriculum Authority کے پاس افسران کی جانب سے ان غیر معیاری کتب کو NOC جاری کرنے، اپنے اختیارات کا غلط استعمال کرنے اور لاکھوں روپے غیر قانونی طور پر وصول کرنے پر ذمہ داران کے خلاف انکوائری بھی کی جا رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے لہذا اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! مجھے اس پر کچھ بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں۔ ڈاکٹر صاحب! اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔ پلیز، آپ تشریف رکھیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 219/14 سردار وقاص حسن موکل کی ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں آپ سے یہ request کر رہا ہوں کہ اس پر متعلقہ منسٹر صاحب بات کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں کل اس پر ruling دے دوں گا۔ میں نے شیخ صاحب سے بھی بات کی ہے کہ میری کل اس پر ruling pending ہے وہ میں کل دے دوں گا۔ کل تک آپ wait کریں۔ تحریک التوائے کار نمبر 219/14 سردار وقاص حسن موکل کی ہے۔

شوگر ملز مالکان کی جانب سے کرشنگ سیزن لیٹ کرنے سے کسانوں کو پریشانی کا سامنا

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! ضلع قصور میں تین شوگر ملیں واقع ہیں جنہوں نے گنے کے کاشتکاروں کی ادائیگی 28-02-2014 کی رپورٹ کے مطابق مجموعی طور پر 88.20 فیصد کر دی ہے۔ مل وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جہاں تک crushing season late ہونے کا تعلق ہے تو Punjab Sugar Factories Control Act 1950 کی شق نمبر 8 کے تحت تمام شوگر ملیں 30۔ نومبر تک crushing شروع کرنے کی پابند ہیں۔ اس کی بھی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ضلع قصور کی "برادر شوگر مل" نے 25-11-13، "مکہ شوگر مل" نے 20-11-13 اور "پتوکی شوگر مل" نے 25-11-13 کو قانون کے مطابق crushing شروع کر دی تھی۔ پنجاب کی شوگر ملوں نے مورخہ 01-03-2014 تک 24 لاکھ 89 ہزار 45 میٹرک ٹن گنا سابقہ سال سے زیادہ crush کیا اور 2 لاکھ 3 ہزار 844 میٹرک ٹن چینی زیادہ تیار ہوئی۔ پنجاب کی تمام شوگر ملوں کو گورنمنٹ کے مقررہ کردہ نرخ مبلغ 170 روپے چالیس کلو گرام پر کاشتکاروں سے گنا خرید کرنے کا پابند کیا گیا اور گنے کے کاشت کا اضلاع میں کسانوں کے مفادات کے تحفظ کے لئے شوگر ملوں کی جانب سے گنے کی خریداری کے عمل میں بہتر نگرانی و جائزہ کے لئے متعلقہ ڈی سی او کی سربراہی میں District Sugarcane Purchase Monitoring and

Examining Committees قائم کی گئیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جو کہ گنے کی خریداری کے دوران وزن اور تول کے پیمانے اور کنڈے درست رکھنے کو یقینی بناتی ہے۔ شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ اس کو test case بنالیں۔ انہوں نے کہہ دیا کہ payment کر رہے ہیں اگر وہ payment کر رہے ہیں تو میں resign کر دوں گا یا یہ resign کر دیں۔ پلیز، اس کو test case بنالیں میں دس منٹ میں ثابت کر دیتا ہوں کہ یہ کسانوں کو payment نہیں کر رہے ہیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! کم از کم چھ مہینوں کے چیک میرے پاس ہیں ان کو بطور ثبوت دکھا سکتا ہوں۔ گوندل صاحب!

جناب قائم مقام سپیکر: گوندل صاحب! آپ اس جواب کو دوبارہ verify کروائیں۔ میں اس کو pending کرتا ہوں، آپ نے اسی session کے دوران ہی جواب دینا ہے۔

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (سید ہارون احمد سلطان بخاری): جناب سپیکر! میں اس پر یہ گزارش کروں گا کہ آپ اس کی ایک کمیٹی بنالیں اور ان کو بھی ساتھ بٹھالیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! میں اس کو pending کر رہا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! اگر اس کا amended جواب آیا تو پھر آپ اس پر ایکشن لیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: میں بالکل ایکشن لوں گا۔ شیخ اعجاز احمد صاحب!

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میری ایک بات سن لیں۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! میں نے اس کو pending کر دیا ہے۔ جواب آنے کے باوجود بھی میں نے اس کو pending کیا ہے۔ اس کا جواب میں خود دیکھوں گا۔ اگر انہوں نے کوئی دوبارہ غلط جواب دیا تو اس کے خلاف ایکشن بھی ہوگا۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! آپ نے اس کی کمیٹی بھی بنانی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جواب آنے کے بعد دیکھتے ہیں اگر کمیٹی بنانے کی ضرورت پڑی تو وہ بھی بنائیں گے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 220/14 شیخ اعجاز احمد صاحب کی یہ پڑھی جا چکی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول نہیں ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ اعجاز احمد صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 220/14 کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 221/14 محترمہ حنا پرویز بٹ کی ہے۔ یہ ابھی پڑھنی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! پنجاب بھر میں نجی تعلیمی اداروں کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے لیکن یہ کہنا درست نہ ہے کہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: گوندل صاحب! ایک منٹ، ابھی یہ تحریک محترمہ نے پڑھنی ہے۔ ماشاء اللہ آپ کا ڈیپارٹمنٹ تو کافی active ہو گیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ رٹا لگا کر آتے ہیں اور جواب دے دیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں۔ شیخ صاحب! یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ آپ کو تو appreciate کرنا چاہئے کہ جواب وقت پر آ رہے ہیں۔ جی، محترمہ!

سرکاری تعلیمی اداروں کی لاپرواہی کی بناء پر پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی من مانیاں

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب کے تمام شہروں میں پرائیویٹ سکولوں / کالجوں کا ایک جال بچھا ہوا ہے اور سرکاری تعلیمی اداروں کی لاپرواہی کی وجہ سے ان پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں دن بدن رش بڑھتا جا رہا ہے لیکن ان پر حکومت کا کوئی check and balance نہیں ہے جس وجہ سے وہ من مانیاں کرتے ہیں، اپنی مرضی سے فیسیں مقرر کرتے ہیں اور پھر آئے روز ان میں بے پناہ اضافہ کرتے رہتے ہیں لیکن والدین ان کے ہاتھوں مجبور ہیں۔ ان پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں سے تقریباً 98 فیصد ایسے ہیں جو چھوٹی چھوٹی عمارتوں میں بنے ہوئے ہیں وہاں سانس لینا بھی مشکل ہوتا ہے لیکن انہوں نے وہاں سکول اور کالج قائم کئے ہوئے ہیں۔ سکولوں اور کالجوں کے لئے جو عمارت، لیبارٹریز، لائبریریز، کھیل کے گراؤنڈ لازمی ہوتے ہیں۔ ان کا ان اداروں میں نام و نشان تک نہیں ہے۔ یہ ادارے والدین سے سردیوں میں ہیٹرز کے لئے overcharge کرتے ہیں لیکن ہیٹر استعمال نہیں کرتے، گرمیوں میں ائر کولرز کے لئے فیس سے اضافی پیسے وصول کرتے ہیں لیکن ائر کولر تو کجا وہ تو پنکھے تک نہیں چلاتے۔ جو سٹاف رکھتے ہیں پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ اتنا qualified نہیں جتنی آج کے دور میں ضرورت ہے پھر وہ ٹیچرز کو معمولی تنخواہیں

دیتے ہیں اور گرمیوں کی چھٹیوں میں انہیں فارغ کر دیتے ہیں تاکہ ان کو تنخواہیں نہ دینی پڑیں حالانکہ والدین سے وہ گرمیوں کی چھٹیوں کی فیسیں بھی ایڈوانس لے لیتے ہیں جو بچوں کے والدین کو دینا بہت مشکل ہوتا ہے۔ ان تعلیمی اداروں کے مالکان ایک طرف تو والدین پر مالی بوجھ ڈالتے ہیں اور بچوں کے مستقبل سے کھیل رہے ہیں پھر جو سٹاف تعینات کرتے ہیں ان کا بھی معاشی قتل کر رہے ہیں۔ ان کا مطمع نظر صرف اور صرف دولت کمانا ہے اور وہ اس طریقے سے دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہے ہیں لیکن ان کو کوئی چیک کرنے والا نہیں کوئی پوچھنے والا نہیں، ان کے لئے کوئی criteria مقرر نہیں کیا گیا جس وجہ سے بچوں کی پڑھائی کے ساتھ ان کی نشو ونما بھی ختم ہو گئی ہے اور بے مقصد تعلیم دی جا رہی ہے۔ ان تعلیمی اداروں کے مالکان کے ان مظالم، ناانصافیوں اور پھر حکومت کی طرف سے جو انہیں لوٹنے کی کھلی چھٹی دی گئی ہے اس پر پنجاب بھر کے والدین اور بچوں میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری موصوف! فرمائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! شکریہ۔ پنجاب بھر میں نجی تعلیمی اداروں کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے لیکن یہ کہنا درست نہ ہے کہ نجی تعلیمی اداروں پر حکومت کا کوئی چیک اینڈ بیلنس نہ ہے۔ نجی تعلیمی ادارے Punjab Education Institutions Promotion and Regulation Rules 1984 کے تحت رجسٹرڈ کئے جاتے ہیں۔ رجسٹریشن کرواتے وقت سربراہ ادارہ سکول میں موجود تمام معلومات بلڈنگ، کمروں کی تعداد، فیسوں کے ریٹ اور سکول میں موجود دیگر سہولیات کے بارے میں مجاز اتھارٹی کو آگاہ کرتا ہے سکول میں بچوں کی تعداد کے مطابق مناسب کمروں کی تعداد فرنیچرز، واش روم، پینے کے لئے صاف پانی اور پنکھے وغیرہ، ہائی سکول ہونے کی صورت میں کمپیوٹر لیب، لائبریری اور سائنس لیب کا ہونا ضروری ہے۔ Punjab Education Institutions Promotion and Regulation Rules 1984 کے تحت نجی تعلیمی اداروں کی انتظامیہ پر یہ شرط عائد ہے کہ وہ فیسوں کو مناسب حد تک رکھیں۔ اگر کوئی نجی تعلیمی ادارہ نہیں کرتا تو شکایت وصول ہونے کی صورت میں اس مذکورہ نجی تعلیمی ادارے کے خلاف تادیبی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ تاہم جدید حالات کے عین مطابق اور جدید تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے Punjab Private Education Commission Bill

2013 پرائیویٹ سکولوں کو بہتر انداز میں regulate کرنے کے لئے تیار کر لئے گئے ہیں جو کہ جلد ہی قانون سازی کے لئے پنجاب اسمبلی میں پیش کر دیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس کا detail سے جواب آگیا ہے لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 223/14 بھی محترمہ حنا پرویز بٹ صاحبہ کی طرف سے ہے۔

فوڈ اتھارٹی اور دیگر حکومتی اداروں کے عملہ کی ملی بھگت سے اشیائے خورد و نوش میں روز بروز اضافہ

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جنگ" مورخہ 14- فروری 2014 کی اشاعت میں ہے کہ "اشیائے خورد و نوش میں ملاوٹ، درجنوں فیکٹریاں موذی امراض پھیلانے لگیں، فوڈ اتھارٹی جرمانے وصول کرنے تک محدود"۔ تفصیل یوں ہے کہ صوبائی دارالحکومت سمیت پنجاب بھر میں اشیائے خوردونوش میں ملاوٹ پر قابو پانے کے لئے بنائی گئی فوڈ اتھارٹی ملاوٹ مافیا کو پکڑنے اور کیفر کردار تک پہنچانے کی بجائے دکانداروں سے جرمانے وصول کرنے تک محدود ہو گئی۔ خوردنی تیل، دودھ، مشروبات، چائے، مرچیں، ہلدی اور دیگر مصالحہ جات سمیت کھانے پینے کی ہر شے میں ملاوٹ کی جا رہی ہے مگر کارروائی نہیں ہو رہی۔ مضر صحت خوردنی تیل چائے کی پتی، سرخ مرچ، ہلدی، مصالحہ جات کے استعمال سے شہری کینسر میں مبتلا ہونے لگے۔ کھلے خوردنی تیل کی فروخت پر پابندی لگائی گئی تھی مگر ملی بھگت سے شہر میں سر عام شیشے کی بڑی بڑی بوتلوں میں مضر صحت خوردنی تیل فروخت ہو رہا ہے۔ یہ تیل کھانے میں استعمال ہونے کی بجائے صابن بنانے کے لئے پاکستان میں درآمد کیا جاتا ہے۔ دکانوں پر بکنے والی کھلی چائے میں ملاوٹ ہوتی ہے۔ اب مشہور برانڈ کے دو نمبر ڈبے بنا کر ان میں مضر صحت چائے بھر کر بین الاقوامی برانڈ کی چائے کے نام پر بیچی جا رہی ہے۔ جس میں چاول اور چنے کے چھلکے کو کیمیکل رنگ دے کر چائے کا روپ دیا جاتا ہے جو کینسر اور پیٹ کے دیگر امراض پھیلانے کا باعث بن رہا ہے۔ مرچوں میں پرانی گلی سڑی مرچیں، چاول کا برادہ رنگ کر کے استعمال کیا جاتا ہے۔ ہلدی میں آٹا اور میدہ پیلا رنگ کر کے استعمال کیا جا رہا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس کھانے پینے کی تمام چیزوں میں دیدہ دلیری سے ملاوٹ کر کے انسانی جانوں سے کھیلا جا رہا ہے لیکن حکومتی ادارے جنہوں نے ان کو کیفر کردار تک پہنچانا تھا وہ یا تو ان کے ساتھ مک مکا کر

لیتے ہیں یا پھر معمولی جرمانے کر کے انہیں چھوڑ دیتے ہیں۔ اس سے پنجاب بھر کے عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری موصوف!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! پنجاب فوڈ اتھارٹی ضلع لاہور میں مورخہ 20۔ جولائی 2012 ایکٹ 2011 کے تحت معرض وجود میں آئی تاکہ لوگوں کے لئے صاف اور ستھری خوراک کو یقینی بنایا جاسکے۔ ضلع لاہور کے 9 ٹاؤنز میں پنجاب فوڈ اتھارٹی کی ٹیمیں اس سلسلے میں اپنا کردار مستعدی سے ادا کر رہی ہیں۔ پنجاب فوڈ اتھارٹی کی جانب سے اشیائے خورد نوش میں ملاوٹ کرنے والوں کے خلاف سخت اقدامات اٹھائے گئے۔ پنجاب فوڈ اتھارٹی کی جانب سے دودھ کے معیار کو یقینی بنانے کے لئے ضلع لاہور کے داخلی راستوں پر ناکے لگائے جاتے ہیں اس کے علاوہ ضلع میں واقع دودھ فروخت کرنے والے مختلف مقامات کو بھی روزانہ کی بنیاد پر چیک کیا جاتا ہے۔ مورخہ 2۔ جولائی 2012 سے لے کر اب تک ضلع لاہور میں پنجاب فوڈ اتھارٹی کی ٹیموں کی جانب سے ملاوٹ شدہ اور ناقص دودھ کی فروخت کے خلاف کارروائی کی گئی جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ پنجاب فوڈ اتھارٹی کی جانب سے ضلع لاہور میں اب تک 7 ایسی فیکٹریوں کو سیل کیا گیا جو کہ مردہ جانوروں کی باقیات کو پگھلا کر چکنائی کا تیل بنا رہی تھیں جو کہ صابن میں استعمال ہو رہا ہے۔ کل 7 فیکٹریوں میں سے 5 فیکٹریاں بند روڈ پر واقع ہیں جن کے خلاف پنجاب فوڈ اتھارٹی کی جانب سے سخت کارروائی کی گئی ہے۔ پنجاب فوڈ اتھارٹی کی جانب سے کھلے عام کوکنگ آئل کی فروخت پر پابندی لگا دی گئی ہے اس سلسلے میں تمام فیلڈ ٹیمیں سختی سے پابندی کر رہی ہیں۔ پنجاب فوڈ اتھارٹی کی جانب سے کھلا تیل فروخت اور استعمال کرنے والوں کے خلاف کارروائی عمل میں لائی گئی ہے اور ضلع لاہور میں اب تک 15 ایسے مقامات کو سیل کر دیا گیا ہے جو کہ کھلا تیل فروخت کر رہے تھے۔ پنجاب فوڈ اتھارٹی کی جانب سے ضلع لاہور میں اب تک مصالحہ جات اور چائے کی پتی فروخت کرنے والے مختلف مقامات کو چیک کیا گیا اور اس سلسلے میں دہلی گیٹ، راوی ٹاؤن ضلع لاہور میں ناقص اور ملاوٹ شدہ چائے کی پتی کی 70 بوریاں ضائع کی گئیں۔ مانگا منڈی علاقہ، علامہ اقبال ٹاؤن اور ایور گرین میں چائے کی پتی کی کل 8870 کلو گرام مقدار ناقص اور ملاوٹ شدہ ہونے کی بناء پر ضائع کر دی گئیں۔ پنجاب فوڈ اتھارٹی کی تمام فیلڈ ٹیموں کو ضلع میں خوراک

کے معیار کو یقینی بنانے کے لئے سختی سے ہدایت جاری کی گئی ہیں اور اس سلسلے میں حتی الامکان کوشش کی جاتی ہے کہ خوراک میں ملاوٹ کرنے والوں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس کا جواب آگیا ہے لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب! فرمائیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ محترمہ کی انتہائی اہم تحریک التوائے کار تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس جواب بالکل مطمئن نہیں ہیں۔ ملاوٹ کی وجہ سے اس وقت 60 فیصد سے زائد بیماریاں پھیل رہی ہیں۔ ہر چیز میں ملاوٹ، آپ خالص دودھ لینے نکلیں تو آپ کو نہیں ملے گا۔ انہوں نے پوری تفصیل سے کہا کہ کس طرح سے چائے کی پتی، سرخ مرچوں اور باقی ساری چیزوں میں ملاوٹ ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ روائتی طریقوں سے فوڈ اتھارٹی چیک کر رہی ہے اس نے اتنے جرمانے کئے ہیں پانچ ملوں کو بند کر دیا ہے اور سیل۔ میری یہ گزارش ہوگی کہ ملاوٹ کے خاتمے کے لئے سخت ترین سزائیں دینے کے لئے یہاں پر legislation کی جائے۔ یہ ہم سب کی ذمہ داری ہے یہ آئندہ آنے والی ہماری اپنی نسلوں کی صحت کے لئے بڑا ضروری ہے۔ یہ ملاوٹ جس تیزی کے ساتھ deep rooted پھیل رہی ہے، اب یہ شہروں کا مسئلہ نہیں رہا بلکہ قصبوں اور دیہاتوں کے اندر بھی ملاوٹ شدہ چیزیں جا رہی ہیں تو میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ آیا اس بارے میں حکومت نئے سرے سے کوئی قانون سازی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ جو اس وقت relevant Laws exist کرتے ہیں اس کے تحت پنجاب حکومت نے ہدایت کر دی ہے اور پنجاب فوڈ اتھارٹی قائم ہے جو کہ اس قانون کے تحت چھاپے مار کر دکانوں کو سیل بھی کر رہی ہیں، لوگوں کے خلاف FIRs درج ہو رہی ہیں اور ان کی گرفتاریاں ہو رہی ہیں اور عدالتوں میں کیس ان کے خلاف زیر سماعت ہیں۔ اگر میرے قابل احترام دوست اس میں مزید بہتری چاہتے ہیں تو وہ متعلقہ قانون میں amendment move کریں۔ انشاء اللہ بیٹھ کر اس کے بارے میں غور کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 226/14 جناب احمد خان بھچر صاحب کی طرف سے ہے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! مجھے ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! میں ڈاکٹروں کے ایک انتہائی اہم مسئلہ پر بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! کل اس کو دیکھیں گے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! جناب احمد خان بھچر صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 226/14 کا جواب آ گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب والا! اس کا جواب موصول نہیں ہوا اس لئے اس تحریک التوائے کار کو pending کرنے کی استدعا کی جاتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 227/14 میاں محمد اسلم اقبال، محترمہ سعدیہ سہیل رانا صاحبہ کی طرف سے ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس کا جواب آ گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس کے متعلق بھی یہی استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 228/14 محترمہ نبیلہ حاکم علی خان، محترمہ راحیلہ انور، محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ کی طرف سے ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس کا جواب آ گیا ہے؟

ایل ڈی اے سٹی ہاؤسنگ سکیم میں اسٹیٹ ایجنٹوں و سرمایہ داروں کا قبضہ اور درمیانے طبقے کے لوگ اپنے حق سے محروم

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): شکریہ! جناب سپیکر! ایل ڈی اے سٹی ہاؤسنگ سکیم تقریباً45ہزار کنال پر مشتمل ہے جس میں مختلف مواضعات کی اراضی شامل کی گئی ہے۔ان مواضعات کی اراضی زیر آمدہ سکیم کے متعلق نوٹیفکیشن زیر دفعہ 4 لینڈ ایکوزیشن ایکٹ1894 مورخہ 24-11-2011 کو سرکاری گزٹ میں شائع ہو چکا ہے۔ایل ڈی اے نے بابت خرید اراضی برائے ایل ڈی اے سٹی، چھ ڈویلپمنٹ پارٹنرز یعنی معمار ہاؤسنگ، سروسز پاک اسٹیٹ ایجنسی، پیراگون سٹی، ملینیم لینڈ ڈویلپمنٹ، الفا اسٹیٹ اور اربن ڈویلپر کے ساتھ معاہدہ کیا ہے جس کی رُو سے متذکرہ بالا چھ ڈویلپمنٹ پارٹنرز جو کہ اوپر بیان کئے گئے ہیں، سات موضع جات کی اراضی زیر آمدہ ایل ڈی اے سٹی مالکان اراضی سے بذریعہ رجسٹری وثیقہ نامہ بابت منتقلی اراضی واندراج انتقال ریکارڈ مال وقبضہ موقع بحق ایل ڈی اے خرید کریں گے جس کے عوض ایل ڈی اے مالکان اراضی ڈویلپمنٹ پارٹنرز کو منتقل شدہ اراضی کا31 فیصد ڈویلپمنٹ رہائشی پلاٹ بطور معاوضہ اراضی دے گا۔اس بابت ایل ڈی اے کی طرف سے روزنامہ "جنگ"، "نوائے وقت"، "دی نیوز" اور روزنامہ "پاکستان" میں مورخہ 01-02-2014 کے اخبارات میں اشتہار شائع ہو چکا ہے، جس میں عوام الناس کو مطلع کیا گیا ہے کہ متذکرہ بالا چھ ڈویلپمنٹ پارٹنرز کے ذریعے اراضی برائے ایل ڈی اے سٹی کے حصول کا آغاز کر دیا گیا ہے اور اس ضمن میں عدالتی حکم امتناعی مقدمہ یا تنازعہ زیر التواء ہو تو ایل ڈی اے کو تحریری طور پر مطلع کیا جائے۔مزید برآں ہر درخواست برائے حصول اراضی کی حتمی منظوری سے پہلے بذریعہ اخبار اشتہار عوام الناس سے اعتراضات طلب کئے جاتے ہیں۔ تحریک التوائے کار میں دیئے گئے اسٹیٹ ایجنٹس باجوہ اسٹیٹ، تاج اسٹیٹ، لیڈز اسٹیٹ، علی بلڈرز اور فضائیہ اسٹیٹ ایل ڈی اے کے پاس رجسٹرڈ نہیں ہیں اور نہ ہی ان کے ساتھ ایل ڈی اے کا کوئی معاہدہ بابت ایل ڈی اے سٹی ہوا ہے۔ایل ڈی اے صرف متذکرہ بالا چھ ڈویلپرز کو بطور معاوضہ اراضی فائلیں جاری کرے گا۔ جس کا باقاعدہ کمپیوٹرائزڈ ریکارڈ ایل ڈی اے کے پاس محفوظ ہو گا اور ایل ڈی اے صرف محکمہ ہذا کی طرف سے جاری کردہ فائلوں کے متعلق ذمہ دار ہے اور صرف انہی فائلوں کو قانونی حیثیت حاصل ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے اس لئے اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 230/14 محترمہ گلناز شہزادی صاحبہ کی طرف سے ہے اور یہ پڑھی جا چکی ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس کا جواب آ گیا ہے؟

پنجاب ایجوکیشن اور ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسرز کے عدم رابطہ کی وجہ سے ہزاروں طلباء و طالبات مشکلات کا شکار

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): شکریہ۔ جناب سپیکر! حکومت پنجاب کے فیصلے کے مطابق پنجاب ایگزامینیشن کمیشن نے انگلش، اردو، سائنس، ریاضی اور اسلامیات کا امتحان احسن طریقے سے لے لیا ہے۔ عربی، مطالعہ پاکستان اور کمپیوٹر سائنس اور دیگر مضامین کا امتحان سکول کے سربراہ، ای ڈی او (ایجوکیشن) کی نگرانی میں لے رہے ہیں۔ جس کا ریکارڈ اسی سکول میں ضلع کی سطح پر محفوظ رکھا جائے گا تاکہ کمیشن اور سکول کے امتحانات کا تقابلی موازنہ کر کے بچوں کی صلاحیت کو بہتر سے بہتر کرنے کے اقدامات کئے جا سکیں۔

محترمہ گلناز شہزادی: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گی کہ---

جناب قائم مقام سپیکر: اس کا جواب آ گیا ہے۔

محترمہ گلناز شہزادی: جناب سپیکر! میں نے جو پوچھا تھا اس کا جواب نہیں آیا، میں نے تو سسٹم کی بات کی تھی میرا ایک مسئلہ mismanagement سے متعلق تھا دوسرا date sheet کے gap کے متعلق تھا۔ جتنے بھی امتحانی سنٹرز تھے یعنی اگر سو سنٹرز تھے تو ان کے لئے سو امتحانی پرچے بنائے گئے اور ان کو وہیں پر چیک بھی کیا گیا۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ unified paper نہیں تھا، میری گزارش یہ ہے کہ میرا سوال کچھ اور تھا، جو جواب دیا ہے وہ تو میں بھی جانتی ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب والا! ان کا main object یہ تھا کہ ای ڈی او (ایجوکیشن) اپنے اپنے ڈسٹرکٹ میں جو پرچے لے رہے ہیں وہ unified paper ہونے چاہئیں۔ اس کے بارے میں متعلقہ ای ڈی او صاحبان کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ پورے ڈسٹرکٹ میں ایک ہی پرچہ ہونا چاہئے اور ان سب کا ایک ہی جواب آنا چاہئے تاکہ میرٹ بہتر بنانے میں آسانی ہو سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! اس کا جواب آگیا ہے لہذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 14/237 چودھری عامر سلطان چیمہ، جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کی طرف سے پیش کی گئی ہے۔

محترمہ گلناز شہزادی: جناب والا! میں نے تو result کی بات کی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب والا! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے خود یہ فرمایا ہے کہ عربی، مطالعہ پاکستان اور کمپیوٹر سائنس اور دیگر مضامین کا امتحان سکول کے سربراہ ای ڈی او (ایجوکیشن) کی نگرانی میں لے رہے ہیں۔ میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ اصل صورتحال یہ ہے کہ میرا بیٹا خود گورنمنٹ ہائی سکول میں ساتویں جماعت کا طالب علم ہے۔ اس نے مجھے یہ بتایا ہے کہ پورے سال میں عربی کا ایک سبق بھی نہیں پڑھایا گیا، جب سبق ہی نہیں پڑھایا گیا تو اس کا امتحان یہ کیا لے رہے ہیں؟ صورتحال یہ ہے کہ جو ڈیٹ شیٹ جاری ہوئی ہے اس میں عربی کا کہیں ذکر تک نہیں ہے۔ یہ کیسا امتحان ہے، کیسی تعلیم ہے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ای ڈی او صاحب خود امتحان لے رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اس سلسلے میں پہلے متعلقہ منسٹر کو کوئی application دیں تو پھر میں بھی ان سے بات کرتا ہوں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب والا! یہ تو عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے مترادف ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 14/237 چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب، جناب احمد شاہ کھگہ صاحب۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس کا جواب آگیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جی، اس کا جواب آگیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کا جواب دے دیں کیونکہ اب ٹائم ختم ہو رہا ہے۔

ایڈن ڈویلپرز لاہور کا ایڈن ہاؤسنگ سکیم فیروزپور روڈ کے نام پر ہزاروں لوگوں کو لوٹنا

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): مہربانی۔ فیروزپور روڈ کا کنٹرول 2010 کے بعد ایل ڈی اے کی تحویل میں دیا گیا ہے لہذا پانچ سال قبل اور آج تک ایل ڈی اے نے ایڈن لینڈ کے نام سے کوئی سکیم منظور نہ کی ہے، عوام الناس کی اطلاع کے لئے وقتاً فوقتاً ایل ڈی اے بذریعہ اشتہارات متنبہ کرتا رہتا ہے کہ کسی پرائیویٹ سکیم میں پلاٹوں کی خرید وفروخت کرنے سے قبل ایل ڈی اے سے سکیم کی منظوری کی بابت تسلی کر لیں۔ اس ضمن میں ایل ڈی اے کی ویب سائیٹ پر منظور شدہ سکیموں کی تفصیلات بھی عوام کی راہنمائی کے لئے مہیا کر دی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں ایل ڈی اے کے one window operation پر تعینات عملے سے بھی غیر منظور شدہ سکیموں کے بارے میں تفصیلات لی جا سکتی ہیں، اس سلسلے میں عوام الناس مندرجہ بالا سہولیات سے استفادہ کرتے ہوئے اور بعد ازاں غیر منظور شدہ سکیموں پر سرمایہ کاری کرنے کے بعد مسائل کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ایڈن لینڈ سکیم کے حوالے سے شکایات کی موصولی پر ایل ڈی اے نے ایڈن ہاؤسنگ کو show cause کو نوٹس جاری کئے جس کے جواب میں ایڈین ہاؤسنگ ڈویلپر نے یہ مؤقف اختیار کیا کہ ایڈن لینڈ کے نام سے کوئی سکیم نہ ہے بلکہ ایڈن لینڈ کا نام بطور slogan ایڈن گارڈن سکیم استعمال کیا گیا ہے۔ مزید محکمہ ایل ڈی اے کے پاس پرائیویٹ سکیموں میں پلاٹوں کی خرید وفروخت کا کوئی ریکارڈ موجود نہ ہے۔ اس سلسلے میں جو شکایات ایل ڈی اے کو موصول ہو رہی ہیں ان پر حسب ضابطہ کارروائی کی جا رہی ہے۔

تحاریک استحقاق

(---جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس تحریک التوائے کار کو میں pending کرتا ہوں اور آپ مجھے اس کے بارے میں مل لیں۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ وزیر قانون صاحب تشریف لے آئے ہیں، تحریک استحقاق کو لے لیتے ہیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، صدیق خان صاحب! فرمائیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب والا! میری ایک درخواست ہو گی، اس سے پہلے شیخ علاؤالدین صاحب نے ایک مسئلہ اٹھایا کہ کچھ columnists نے مختلف اخباروں میں پنجاب اسمبلی کے ممبران کے حوالے سے کچھ ایسا لکھا جس میں socially ان کا malign character کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس کے لئے آپ نے فرمایا کہ privilege motion لائی جائے اور جس طرح آپ نے اس پر react کیا اس پر میں آپ کو appreciate کروں گا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: مجھے اس ایوان کا تقدس عزیز ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! اسی حوالے سے میں عرض کروں گا کہ آپ Custodian of the House ہیں۔ میری بھی ایک درخواست ہے کہ میرا بھی اس طرح کا ایک ملتا جلتا معاملہ ہے جو کہ پنجاب اسمبلی کے حوالے سے ہے۔ اس اخبار کی cutting بھی میرے پاس موجود ہے، میری privilege motion بھی آپ take up کریں اور اس کے ساتھ ہی اس کو بھی آگے لے کر جایا جائے، جیسا کہ وزیر قانون صاحب نے ایک statement دی تھی کہ میاں محمد شہباز شریف پنجاب اسمبلی میں آکر قیمتی وقت ضائع نہیں کرنا چاہتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کیا پنجاب اسمبلی میں جو بزنس ہوتا ہے یا اس اسمبلی میں اگر لیڈر آف دی ہاؤس آتا ہے تو اس کے آنے سے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب صدیق خان صاحب! آپ میری بات سنیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب والا! میری بھی درخواست ہو گی کہ آپ kindly اس کو ملاحظہ فرمالیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں اس کو دیکھتا ہوں، آپ نے پہلے بھی بات کی تھی، سپیکر صاحب کے پاس یہ فائل موجود ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب والا! میری ایک درخواست ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ آ جائیں، میں اس کو دیکھ لیتا ہوں کیونکہ یہ میری نظر سے ابھی نہیں گزری۔

جناب محمد صدیق خان: جناب والا! استحقاق سب کا برابر ہوتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے لئے تمام معزز ممبران برابر ہیں۔ آپ میرے آفس میں آ جائیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب والا! آپ میری بات تو سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس مسئلے پر پہلے بھی سپیکر صاحب کی موجودگی میں بات ہو چکی ہے، رانا صاحب کی موجودگی میں بھی یہ بات ہو چکی ہے، ان کے پاس آپ کی یہ تحریک موجود ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔

جناب محمد صدیق خان: جناب والا! آپ میری بات تو سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی complete بات سب نے سمجھ لی ہے اب اس پر ذرا وزیر قانون کی بات بھی سن لیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! آپ میری بات تو مکمل ہونے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: صدیق خان صاحب! آپ ان کی بات تو سن لیں۔

جناب محمد صدیق خان: ایک طرف تو آپ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! صدیق خان صاحب میرے بیان یا میری بات کو منسوب کر کے اس کی وضاحت اس انداز سے کر رہے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی وضاحت سے اس ایوان کے تقدس میں کوئی اضافہ نہیں ہو رہا۔ وہ یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ دیکھیں جی یہ کہہ دیا اور اس کا مطلب یہ نکلتا ہے اس سے آگے مطلب یہ نکلتا ہے۔ میں نے سپیکر صاحب سے کہا تھا کہ آپ ان کی اس تحریک استحقاق کو مجلس استحقاقات کو بھیج دیں، میں وہاں پر اپنے بیان یا میں نے جو بات کی ہے اس کے متعلق کمیٹی میں اپنے بھائیوں کو اس بات پر مطمئن کروں گا۔ دیکھیں اس وقت ایوان کی proceeding چل رہی ہے اور میں ایک اور اہم مسئلے پر اسمبلی چیمبر میں ہی میٹنگ لے رہا تھا یعنی یہاں پر جو بزنس چل رہا تھا اس میں میری relevancy شاید اتنی ضروری نہیں تھی اور میں نے یہاں پر صرف بیٹھنا تھا لیکن میں نے اتنی دیر میں ایک اور ضروری کام کر لیا۔ اسی طرح سے جب اجلاس ہوتا ہے تو قائد حزب اختلاف کا ہر وقت یہاں پر موجود ہونا ضروری نہیں ہوتا اور اس بات کی بھی کسی بھی ممبر including چیف منسٹر پر پابندی نہیں ہے اور rules انہیں اس بات کا پابند نہیں کرتے کہ وہ ہر اجلاس میں ہر وقت یہاں پر موجود رہیں

گے۔ کوئی بھی ممبر even قائد ایوان یا قائد حزب اختلاف اگر اس وقت میں کوئی اور کام کر رہے ہوتے ہیں تو یقیناً ان کے لئے اس کام کی اہمیت زیادہ ہوتی ہے اور ایسے کام ہوتے ہیں اور وہ ضروری نہیں کہ اگر قائد حزب اختلاف گئے ہیں تو وہ کسی ذاتی کام سے ہی گئے ہیں ہو سکتا ہے کہ وہ عوامی فلاح کے کسی ایسے کام میں گئے ہوں جو کہ یقیناً یہاں سے زیادہ بہتر طور پر purpose کو serve کرتا ہو اس لئے یہ بات کہ آپ میرے بیان کی خود تاویل یا دلیل دیں وہ میں خود دوں گا۔ وہ تحریک استحقاق سپیکر صاحب کے پاس پڑی ہے، میں نے تو سپیکر صاحب کو پہلے ہی یہ consent دے دی ہے۔ اگر آپ ابھی اس پر کوئی فیصلہ کر کے اس کو کمیٹی کے پاس بھیجنا چاہتے ہیں تو مجھے اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ لاء منسٹر صاحب! وہ سپیکر صاحب کے پاس موجود ہے وہ آئیں گے تو وہی اس پر فیصلہ کریں گے۔ جناب امجد علی جاوید صاحب!

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میری عرض تو سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: صدیق خان صاحب! تشریف رکھیں۔ سپیکر صاحب نے اس Chair پر بیٹھ کر ایک چیز commit کی ہے۔ اب اس پر کوئی بحث نہیں ہے۔ پلیز تشریف رکھیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میرے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جائے اور مجھے بات کرنے کی اجازت دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: صدیق خان صاحب! یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ آپ میرے لئے قابل احترام ہیں لیکن یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ سپیکر صاحب نے ایک چیز commit کی ہوئی ہے۔ بات یہ ہے کہ سپیکر صاحب اس وقت اجلاس کی صدارت کر رہے تھے ان کے سامنے ایک بات آئی ہے۔ میں ان سے consult کئے بغیر کوئی بات نہیں کر سکتا۔ آج شیخ صاحب نے میرے سامنے بات رکھی تو میں نے اس پر فیصلہ دے دیا۔ انشاء اللہ اس پر بات کر لیتے ہیں۔ لاء منسٹر صاحب!۔۔۔ جناب امجد علی جاوید صاحب کی تحریک استحقاق پڑھی جا چکی ہے آپ نے اس پر کہا تھا کہ مجھ سے مل لیں۔ شاید آپ مصروفیت کی وجہ سے ان کو ٹائم نہ دے سکے تو اس کا کیا کرنا ہے؟

ای ڈی او ہیلتھ ٹوبہ ٹیک سنگھ کا معزز ممبر اسمبلی کو گالیاں دینا

(---جاری)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کھگہ صاحب تھوڑی دیر پہلے مجھے ملے تھے انہوں نے مجھے وہ قرار داد اب دکھائی ہے اس میں وہ amendment کر لی ہے۔ اگر وہ اس کو پیش کرنا چاہتے ہیں تو کر دیں، Sorry آپ نے تحریک استحقاق take up کی لیکن میں سمجھا کہ آپ نے قرار دادیں take up کی ہیں۔ امجد علی جاوید صاحب کے ساتھ تحریک استحقاق کے حوالے سے کل بات ہوئی تھی وہ جواب سے بھی اور اس بات سے بھی مطمئن نہیں ہیں کہ اس معاملے کو ایوان سے باہر بیٹھ کر resolve کیا جائے۔ ان کی یہ خواہش ہے کہ اس کو مجلس استحقاقات میں بھیج کر وہاں اسے resolve کیا جائے اس لئے آپ اسے مجلس استحقاقات کے سپرد کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک استحقاق مجلس استحقاقات کو بھیجی جاتی ہے وہ ایک مہینے کے اندر اس کا جواب دیں۔ اگلی تحریک استحقاق پیر خضر حیات شاہ کھگہ صاحب کی ہے۔

جناب رمیش سنگھ اروڑا: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب!--- یہ دو تحاریک استحقاق ہیں یہ کر لوں۔ لاء منسٹر صاحب موجود ہیں میں ان کے بعد آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ پیر خضر حیات شاہ کھگہ کی تحریک استحقاق پڑھی جا چکی ہے۔ اس کا جواب آنا تھا۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اسے کل تک pending فرما لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک استحقاق کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نجیب اللہ خان صاحب کی ہے یہ بھی پڑھی جا چکی ہے۔ امجد علی جاوید صاحب! آپ کی تحریک استحقاق مجلس استحقاقات کو بھجوا دی گئی ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! بہت مہربانی۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جناب نجیب اللہ خان صاحب کی تحریک استحقاق DFO کے متعلق ہے اس میں ابھی تک جواب موصول

نہیں ہوا۔ آپ اس میں last chance دے دیں اگر ڈیپارٹمنٹ کل تک اس کا جواب submit نہ کرے تو پھر اسے مجلس استحقاقات کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک استحقاق کو بھی کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق رانا طاہر بشیر صاحب کی طرف سے ہے یہ ابھی move نہیں ہوئی۔ رانا صاحب موجود نہیں ہے لہذا اسے کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ جی، سردار صاحب! آپ کوئی بات کرنا چاہتے تھے۔

پوائنٹ آف آرڈر

خیبر پختونخوا میں سکھ کمیونٹی کو تحفظ فراہم کرنے کا مطالبہ

جناب رمیش سنگھ اروڑا: شکریہ۔ جناب سپیکر! پاکستان کا آئین غیر مسلموں کو مکمل تحفظ فراہم کرتا ہے لیکن جس طریقے سے خیبر پختونخوا میں سکھ کمیونٹی کے ساتھ زیادتی ہو رہی اور خیبر پختونخوا گورنمنٹ خاموش ہے۔ پچھلے دو مہینوں میں سکھ کمیونٹی کے دو لوگوں کو kidnap کیا گیا لیکن ابھی تک انہیں retrieve نہیں کرایا جا سکا، چارسدہ ڈسٹرکٹ میں دن دہاڑے دو قتل ہوئے، 13۔ تاریخ کو دن ساڑھے تین بجے ایک سردار صاحب کا قتل ہوا اور ڈیڑھ ماہ پہلے اسی طرح کا ایک واقعہ شبقدر ضلع چارسدہ میں پیش آیا لیکن جس طریقے سے خیبر پختونخوا گورنمنٹ خاموش ہے اس سے internationally بڑا غلط message جا رہا ہے کہ یہاں پر آئین پاکستان اور خصوصی طور پر جب خیبر پختونخوا کی گورنمنٹ بنی تھی تو انہوں نے اس وقت بارہا کہا کہ ہم یہاں پر بسنے والے غیر مسلموں کو مکمل تحفظ فراہم کریں گے لیکن ان کی خاموشی اس بات کا اعادہ کرتی ہے کہ خیبر پختونخوا کی گورنمنٹ بالکل خاموش ہے۔ میری استدعا ہے کہ وفاقی حکومت کے ذریعے خیبر پختونخوا کی حکومت کو pressurize کیا جائے کہ ہمارے جو سکھ کمیونٹی کے لوگ kidnapped ہیں انہیں بازیاب کرایا جائے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! معزز ممبر پنجاب کی بات کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ان کی بات سن لیں۔

جناب رمیش سنگھ اروڑا: جناب سپیکر! سوات میں خیبر پختونخوا کی گورنمنٹ کی طرف سے سکھ کمیونٹی کو دبایا جا رہا ہے اور بارہا یہی کہا جا رہا ہے کہ خاموش رہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب!آپ کی بات ریکارڈ پر آ گئی ہے۔اپوزیشن لیڈر صاحب بھی یہاں پر موجود ہیں مجھے امید ہے کہ وہ اپنی قیادت سے یہ بات کریں گے۔
قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ بات ہماری اسمبلی سے متعلقہ نہیں ہے۔اگر انہیں خیبر پختونخوا سے متعلق کوئی شکایت ہے تو وہ ہمیں بتائیں۔
جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! چونکہ وہاں پر آپ کی پارٹی کی گورنمنٹ ہے اس لئے آپ ان کی بات اپنی قیادت تک پہنچائیں چونکہ ان کے حقوق کا تحفظ کرنا پاکستان کے آئین میں درج ہے اور اقلیتوں کے تحفظ کی ذمہ داری ہم سب پر ہے۔
قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جی، بے شک۔

قراردادیں
(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب قائم مقام سپیکر: Thank you very much سردار صاحب! قائد حزب اختلاف نے میرے ساتھ agree کیا ہے۔ سردار صاحب! اپوزیشن لیڈر نے اس پر commit کیا ہے کہ وہ بات کریں گے۔آپ کی بات بالکل جائز ہے وہ اس پر گورنمنٹ سے بھی اور قیادت سے بھی بات کریں گے۔ اب ہم پہلے مورخہ 11- مارچ 2014 کے ایجنڈے سے زیر التوا رکھی گئی قراردادیں لیتے ہیں۔یہ قرارداد جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کی ہے۔ شاہ صاحب! میرے خیال میں آپ اسے پیش کر چکے ہیں اور اسے pending کیا گیا تھا محرک نے جناب وزیر قانون سے اس قرارداد میں ترمیم کروانا تھی۔کیا آپ نے ترمیم کروالی ہے؟
جناب احمد شاہ کھگہ: جی، جناب اس میں ترمیم کروالی ہے۔
جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ یہ قرارداد پیش کریں۔

پرائیویٹ رہائشی سکیموں کی دھوکادہی کو روکنے کے لئے ڈویلپمنٹ اتھارٹیز سے جاری کئے گئے این او سی کی کاپی اشتہار کے ساتھ پرنٹ کرنے کا مطالبہ

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ عوام الناس کو دھوکادہی سے بچانے کے لئے اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ مختلف رہائشی سکیموں کی جانب سے لوگوں کو مرغوب کرنے کی غرض سے اخبارات میں جو پرکشش اشتہارات دیئے جاتے ہیں، عوام الناس کو جعلی اور جھوٹی رہائشی سکیموں کی دھوکادہی سے بچانے کے لئے تمام پرائیویٹ رہائشی سکیموں کے مالکان کو اس بات کا پابند کیا جائے کہ وہ اپنے متعلقہ ٹی ایم او، ڈی سی او یا ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی جانب سے جاری کردہ این او سی کی کاپی بھی اشتہار میں واضح طور پر پرنٹ کرائیں۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ عوام الناس کو دھوکادہی سے بچانے کے لئے اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ مختلف رہائشی سکیموں کی جانب سے لوگوں کو مرغوب کرنے کی غرض سے اخبارات میں جو پرکشش اشتہارات دیئے جاتے ہیں، عوام الناس کو جعلی اور جھوٹی رہائشی سکیموں کی دھوکادہی سے بچانے کے لئے تمام پرائیویٹ رہائشی سکیموں کے مالکان کو اس بات کا پابند کیا جائے کہ وہ اپنے متعلقہ ٹی ایم او، ڈی سی او یا ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی جانب سے جاری کردہ این او سی کی کاپی بھی اشتہار میں واضح طور پر پرنٹ کرائیں۔"

جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے جو پہلے قرارداد پیش کی تھی اسے میں نے اس مقصد کے لئے oppose کیا تھا کہ اُس میں اخبارات کو اشتہار نہ چھاپنے کا پابند کرنے کی بات کی گئی تھی کہ جس وقت تک این او سی جاری نہ ہو تو اُس وقت تک وہ اشتہار نہیں دے سکتے۔ چونکہ اس کی وجہ سے میڈیا اور اخبارات کے بزنس کے اُوپر قدغن ہونی تھی لہذا میں نے اس کی مخالفت کی تھی۔ معزز ممبر نے اپنی قرارداد میں ترمیم کر لی ہے اور اب یہ

mandatory ہے۔ میں پرنٹ میڈیا سے بھی امید کرتا ہوں کہ جب بھی وہ ان پرائیویٹ سکیموں کے اشتہار شائع کریں تو اس بات کو ensure کریں کہ ان کو این او سی ملا ہوا ہے اور یہ منظور شدہ سکیم ہے۔ جس طرح محرک نے کہا ہے کہ اگر اشتہار کے ساتھ این او سی کو بھی شائع کر دیں تو یہ سب کے لئے بہتر ہو گا، تو میں اس form میں اس قرارداد کی مخالفت نہیں کرتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ عوام الناس کو دھوکا دہی سے بچانے کے لئے اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ مختلف رہائشی سکیموں کی جانب سے لوگوں کو مرغوب کرنے کی غرض سے اخبارات میں جو پُرکشش اشتہارات دیئے جاتے ہیں، عوام الناس کو جعلی اور جھوٹی رہائشی سکیموں کی دھوکا دہی سے بچانے کے لئے تمام پرائیویٹ رہائشی سکیموں کے مالکان کو اس بات کا پابند کیا جائے کہ وہ اپنے متعلقہ ٹی ایم او، ڈی سی او یا ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی جانب سے جاری کردہ این او سی کی کاپی بھی اشتہار میں واضح طور پر پرنٹ کرائیں۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ کل اجلاس کورم point out ہونے کی وجہ سے adjourn ہو گیا تھا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ آپ لوگوں کی وجہ سے ہوا تھا۔ ابھی آپ تشریف رکھیں۔ مجھے ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میری بات تو سُن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! میں آپ کو ہمیشہ floor دیتا ہوں لیکن ابھی مجھے ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔ دیکھیں، کل آپ بات کرنا چاہتے تھے لیکن آپ کے ہی ایک معزز ممبر نے کورم point out کر دیا تھا۔ میں کل آپ کو floor دینا چاہتا تھا اور آپ کی بات سُننا چاہتا تھا لیکن کورم point out ہو گیا۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ نے فرمایا تھا کہ جتنا بھی بولنا چاہیں گے میں آپ کو وقت دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں، بات یہ ہے کہ کل میری خواہش پر کورم point out نہیں کیا گیا۔آپ کے ہی ایک معزز ممبر نے کورم کی نشاندہی کی تھی۔اب آپ تشریف رکھیں اور مجھے ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔آپ آپس میں بیٹھ کر پہلے مشورہ کر لیا کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ اس معاملے کو ٹال رہے ہیں اسی لئے مجھے بات نہیں کرنے دے رہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں بالکل نہیں ٹال رہا۔اب ہم ایجنڈے کی قرار دادیں لیتے ہیں۔پہلی قرار داد چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! وزیر قانون نے پہلے جو statement دی اور جو کچھ انہوں نے کل کہا اس میں فرق ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! پہلے میری ایک منٹ بات سُن لیں پھر اس کے بعد آپ بات کر لیجئے گا۔کل وزیر قانون نے جس وقت بات کی تو آپ اس میں بولنا چاہتے تھے۔میں نے کہا کہ اس پر جو بھی معزز ممبر بات کرنا چاہیں میں ان کو موقع دوں گا۔اسی دوران آپ کے ایک معزز ایم پی اے نے کورم کی نشاندہی کر دی اور چونکہ کورم پورا نہیں تھا اس لئے مجھے اجلاس ختم کرنا پڑا۔مجھے بتائیں کہ اب میں اس ایجنڈے کو چھوڑ کر آپ کی بات کیسے سُن سکتا ہوں؟

جناب محمد عارف عباسی: ابھی سردار صاحب کو خیبر پختونخوا کے حوالے سے بات کرنے کے لئے آپ نے پندرہ منٹ دے دیئے ہیں جبکہ مجھے دو منٹ بات کرنے کی اجازت نہیں دے رہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے پندرہ منٹ نہیں دیئے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ایجنڈے پر جو قرار دادیں ہیں ان کو take up ہونے دیں۔اس کے بعد ہمارے حزب اختلاف کے بھائی جتنی دیر یہاں پر بات کرنی چاہیں ان کو اجازت دے دی جائے۔ویسے تو یہ ساری باتیں باہر پریس کے سامنے کر آئے ہیں لیکن اگر یہ یہاں پر بھی بات کرنا چاہتے ہیں تو آپ resolutions کے بعد ان کو موقع دیں۔میں اس کا بالکل یہاں پر جواب دوں گا۔ابھی عباسی صاحب نے کل کے کورم point out ہونے کا حوالہ دیا ہے۔ویسے آپ عباسی صاحب سے کہہ دیں کہ وہ تشریف رکھ لیں، بیٹھ جائیں کیونکہ ان کو سزا تو نہیں ہے کہ جب میں بات کر رہا ہوں تو وہ کھڑے رہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر آپ pre-budget general discussion کو minutely دیکھیں تو یہ حزب اختلاف کے لئے ہے اور general discussion میں ترجیح حزب اختلاف کے معزز ممبران کو دی جاتی ہے اور اس کے بعد پورا ایوان اس میں شامل ہوتا ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے pre-budget تجاویز کے لئے مختلف کمیٹیاں بنائی ہیں۔ ان کمیٹیوں میں آفیسرز، آفیشلز، معزز ممبران کے علاوہ بھی کچھ لوگ شامل کئے گئے ہیں کہ جن کے متعلق ہم یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہمیں بہتر رائے اور راہنمائی دے سکتے ہیں۔ اس بارے میں ساؤتھ، سنٹرل پنجاب اور نارتھ کے لئے کمیٹیاں بنائی گئی ہیں۔ حزب اقتدار کے معزز ممبران ان کمیٹیوں میں اپنی تجاویز دے سکتے ہیں اور بات بھی کر سکتے ہیں لیکن حزب اختلاف کے لئے یہی ایک موقع ہے کہ وہ یہاں پر بہتر انداز سے اپنی inputs دیں۔ میری سپیکر صاحب اور آپ سے بھی بات ہوئی تھی کہ pre-budget discussion میں اس بات کو ensure کیا جائے کہ حزب اختلاف کے جو معزز ممبران جو بات کرنا چاہتے ہیں انہیں ضرور موقع دیا جائے اور اس کے علاوہ حزب اقتدار کے دوست اگر بات کرنا چاہیں تو وہ بھی کر لیں۔ اب اگر حزب اختلاف کی طرف سے ہی یہ روّیہ اپنایا جائے گا کہ pre-budget discussion کے لئے جو دن رکھے گئے ہیں وہ ان کو اس طرح کورم کی نذر کر دیں گے تو پھر یہ مناسب بات نہیں ہو گی۔ اگر وزیر خزانہ کل یہاں ایوان میں موجود نہ ہوتے تو پھر ان کا اعتراض بنتا تھا۔۔۔

(اذان ظہر)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ وزیر خزانہ جن کی ذمہ داری اور فرض ہے وہ اور محکمہ خزانہ کے افسران کل یہاں پر موجود تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ حزب اختلاف کا وقت ہے اور حزب اختلاف کو اپنا وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ وقفہ سوالات، تحاریک التوائے کار اور عام بحث کے حوالے سے ہمیشہ سے اس معزز ایوان کی یہ روایت رہی ہے کہ اس میں حزب اختلاف کو زیادہ سے زیادہ وقت دیا جاتا ہے۔ پچھلے بیس یا پچیس سالوں سے میں بھی اس کو دیکھ رہا ہوں کہ اس دوران کورم کی نشاندہی نہیں کی جاتی۔ یہ بات rules میں تو نہیں لیکن روایت یہی ہے کہ اس دوران کورم point out نہیں کیا جاتا۔ اس سے پہلے 2002 سے لے کر 2007 کی جو اسمبلی تھی اس میں ہماری حزب اختلاف کی کوئی اتنی زیادہ بھرپور تعداد نہیں تھی۔ اس میں ایک دو مرتبہ ایسا ہوا کہ general discussion کے دوران حزب اقتدار کی

طرف سے کورم point out کیا گیا تو اس کا میڈیا نے اور اس ایوان میں بھی بہت زیادہ بُرا منایا گیا تھا کہ آپ ایسا کر کے حزب اختلاف کو اس کے حق سے محروم کر رہے ہیں۔ کل جب مجھے محترم قائد حزب اختلاف ملے تو میں نے ان سے درخواست کی تھی کہ آپ اپنے معزز ممبران کو پوری طرح سے realize کرائیں کہ یہ آپ کا وقت ہے۔ میں اس بات کو بھی ensure کروں گا کہ جس سے متعلقہ یہ معاملہ ہو گا وہ منسٹر ایوان میں حاضر ہو۔ اب بھی قرارداد یں take up ہو جائیں تو اس کے بعد جس issue پر عباسی صاحب بات کرنا چاہتے ہیں وہ بات کریں اس کا بالکل جواب دیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پہلی قرارداد جناب عامر سلطان چیمہ صاحب کی ہے۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں لہذا یہ قرارداد dispose of کی جاتی ہے۔ دوسری قرارداد محترمہ شمیلہ اسلم صاحبہ کی ہے وہ اپنی قرارداد پیش کریں۔

صوبہ کے تعلیمی اداروں کے طلباء وطالبات کو ناگہانی آفت سے بچانے کے لئے بیسک لائف سپورٹ اینڈ سیفٹی کی ٹریننگ کو لازمی قرار دینا

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! اس ایوان کی رائے ہے کہ:

"تمام تعلیمی اداروں میں مرحلہ وار Fire Basic Life Support and Safety کی training کو لازمی قرار دیا جائے تاکہ بوقت ضرورت طلباء وطالبات ناگہانی آفت سے نبرد آزما ہو سکیں اور اس کے لئے پنجاب ایمرجنسی سروس 1122 کے Community Safety Wing کی خدمات حاصل کی جائیں۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"تمام تعلیمی اداروں میں مرحلہ وار Basic Life Support and Fire Safety کی training کو لازمی قرار دیا جائے تاکہ بوقت ضرورت طلباء وطالبات ناگہانی آفت سے نبرد آزما ہو سکیں اور اس کے لئے پنجاب ایمرجنسی سروس 1122 کے Community Safety Wing کی خدمات حاصل کی جائیں۔"

اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی ہے۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ تمام تعلیمی اداروں میں مرحلہ وار Basic Life Support and Fire Safety کی training کو لازمی قرار دیا جائے تاکہ بوقت ضرورت طلباء وطالبات ناگہانی آفت سے نبرد آزما ہو سکیں اور اس کے لئے پنجاب ایمرجنسی سروس 1122 کے Community Safety Wing کی خدمات حاصل کی جائیں۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: تیسری قرارداد محترمہ شُنیلارُوت کی ہے۔ وہ اپنی قرارداد پیش کریں۔

سرکاری سکولوں میں طلباء وطالبات پر اساتذہ کے تشدد کے حوالے سے قانون سازی کا مطالبہ

محترمہ شُنیلارُوت: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ پنجاب حکومت سرکاری سکولوں میں طلباء وطالبات پر اساتذہ کی طرف سے جسمانی تشدد کے حوالہ سے قانون سازی کرے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ پنجاب حکومت سرکاری سکولوں میں طلباء وطالبات پر اساتذہ کی طرف سے جسمانی تشدد کے حوالہ سے قانون سازی کرے۔"

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس قرارداد کو oppose نہیں کروں گا لیکن میں موجودہ صورتحال سے اس معزز ایوان کو آگاہ کر دوں کہ Free and Compulsory Education Bill جو کہ محکمہ کی طرف سے تیار کیا گیا ہے اور کابینہ کی میٹنگ میں پیش ہوا تھا جلد ہی قانون سازی کے لئے پنجاب اسمبلی میں پیش کر دیا جائے گا۔ اس کے Section-16 میں جسمانی تشدد یا سزا کا ذکر کرتے ہوئے انچارج کو یا اُستاد کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ اس کی روک تھام کو یقینی بنائے۔ مزید برآں م "مار نہیں، پیار" کا سلوگن ہر سکول کے اندر اور باہر نمایاں جگہ پر آویزاں کرنے کے بھی احکامات جاری کئے گئے ہیں اور خلاف ورزی کرنے والے کو ملازمت سے برخاستگی کی سزا بھی اسی section میں تجویز کی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے اس ایوان کی رائے ہے:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ پنجاب حکومت سرکاری سکولوں میں طلباء وطالبات پر اساتذہ کی طرف سے جسمانی تشدد کے حوالہ سے قانون سازی کرے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: چوتھی قرارداد میاں محمود الرشید صاحب کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

پبلک مقامات پر سکیورٹی کے انتظامات بہتر کرنے کا مطالبہ

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان سانحہ سیشن کورٹ اسلام آباد پر تشویش کا اظہار کرتا ہے اور دہشتگرد حملے کی شدید ترین الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔ سانحہ میں شہید ہونے والے افراد کے لواحقین سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے وفاقی اور صوبائی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ تمام پبلک مقامات پر سکیورٹی کے انتظامات کو بہتر کرنے کے لئے کوئی کسر اُٹھا نہ رکھے تاکہ دہشتگردی سے مؤثر طور پر نمٹا جا سکے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان سانحہ سیشن کورٹ اسلام آباد پر تشویش کا اظہار کرتا ہے اور دہشتگرد حملے کی شدید ترین الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔ سانحہ میں شہید ہونے والے افراد کے لواحقین سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے وفاقی اور صوبائی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ تمام پبلک مقامات پر سکیورٹی کے انتظامات کو بہتر کرنے کے لئے کوئی کسر اُٹھا نہ رکھے تاکہ دہشتگردی سے مؤثر طور پر نمٹا جا سکے۔"

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان سانحہ سیشن کورٹ اسلام آباد پر تشویش کا اظہار کرتا ہے اور دہشتگرد حملے کی شدید ترین الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔ سانحہ میں شہید ہونے والے افراد کے لواحقین سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے وفاقی اور صوبائی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ تمام پبلک مقامات پر سکیورٹی کے انتظامات کو بہتر کرنے کے لئے کوئی کسر اُٹھا نہ رکھے تاکہ دہشتگردی سے مؤثر طور پر نمٹا جا سکے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: پانچویں قرارداد جناب اویس قاسم خان کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

ایم این ایز کی طرز پر ایم پی ایز کو بلیو پاسپورٹ جاری کرنے کا مطالبہ

جناب اویس قاسم خان: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ جس طرح تمام ایم این ایز کو بلیو پاسپورٹ جاری کئے جاتے ہیں اسی طرح صوبائی اسمبلی پنجاب کے تمام ایم پی ایز کو بھی بلیو پاسپورٹ جاری کئے جائیں۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ جس طرح تمام ایم این ایز کو بلیو پاسپورٹ جاری کئے جاتے ہیں اسی طرح صوبائی اسمبلی پنجاب کے تمام ایم پی ایز کو بھی بلیو پاسپورٹ جاری کئے جائیں۔"

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ جس طرح تمام ایم این ایز کو بلیو پاسپورٹ جاری کئے جاتے ہیں اسی طرح صوبائی اسمبلی پنجاب کے تمام ایم پی ایز کو بھی بلیو پاسپورٹ جاری کئے جائیں۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

پوائنٹ آف آرڈر

(---جاری)

پنجاب اور صوبائی دارالحکومت لاہور میں سنگین جرائم میں دن بدن اضافہ

(---جاری)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں نے صبح بھی لاء اینڈ آرڈر پر بات کی تھی۔ اس وقت پنجاب میں بڑا heinous crime ہو رہا ہے میں نے تین چار واقعات quote کئے تھے۔ اس وقت وزیر قانون صاحب یہاں پر موجود ہیں تو آج کے اخبارات کے اندر جو دو تین واقعات quote ہوئے ہیں ان پر وہ اس معزز ایوان کے اندر کچھ فرمادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معاملہ یہ ہے کہ قائد حزب اختلاف پنجاب میں دو تین واقعات کی بات کرتے ہیں اور اُس کے بعد یہ جتنی تشویش کا اظہار کرتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اس کی کوئی relevancy نہیں بنتی۔ 10 کروڑ کی آبادی کا یہ صوبہ ہے اور دنیا میں کوئی بھی انسانی معاشرہ crime free بھی نہیں رہا۔ اگر پنجاب میں crime ہو رہا ہے تو اُس کے لئے پنجاب حکومت جاگ رہی ہے اور پوری طرح سے effective role ادا کر رہی ہے۔ مظفر گڑھ کا واقعہ ہوا تو وہاں پر جا کر مؤثر کارروائی کرنے کی توفیق وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو ہوئی۔ وہ تمام NGO's جو یہاں مال روڈ پر آ کر پوری پوری رات بیٹھتی ہیں کیونکہ یہاں پر live coverage کا انتظام تھا اور میڈیا چینلز کے اوپر بیٹھ کر ایک فرد کے گناہ کو پوری قوم کے چہرے پر محیط کرنے کے لئے تو وہ بہت زور لگاتی ہیں تاکہ وہ مغرب کی آنکھ کا تارا بنیں اور اُن کے اوپر ڈالروں کی بارش ہوتی رہے لیکن کسی کو توفیق نہیں ہوئی کہ وہ بھی اُس کچے گھر میں اُس غریب ماں کے پاس بیٹھ کر اُس کے ساتھ تعزیت کرے اور اُس کا دُکھ بانٹے۔

جناب سپیکر! ہم نے کبھی بھی یہ نہیں کہا کہ پنجاب crime free ہو جائے گا اور یہ ممکن بھی نہیں ہے لیکن حکومت کی طرف سے جو action ضروری ہوتا ہے ہم نے کوشش کی ہے کہ وہ ہر مرحلہ پر ہو۔ اگر تھانہ کلچر ہے تو وہ صرف پنجاب میں نہیں ہے، اگر rural mentality ہے جس کی وجہ سے مظفر گڑھ کا واقعہ پیش آیا تو اُس کے بعد کل بھی ایک واقعہ پیش آیا ہے میں اُس شہر اور اُس صوبہ کا نام نہیں لیتا لیکن کم از کم میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ وہ واقعہ پنجاب میں نہیں ہوا تو بات یہ ہے کہ یہ مسلسل اور تسلسل کے ساتھ کی جانے والی کوششیں ہیں کہ جن کے اوپر ہمیں بھی کام کرنا ہو گا، اپوزیشن کو بھی کام کرنا ہو گا اور سول سوسائٹی کی تنظیموں میں سے اُن لوگوں کو آگے آنا ہو گا جو لوگ اس معاملہ کو address کرنا چاہتے ہیں، اُن لوگوں کو نہیں کہ جو صرف نمبر بنا کر اپنے مفادات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے قائد حزب اختلاف، ممبران حزب اختلاف اور یہاں پر موجود میڈیا کو بھی یہ یقین دلاتا ہوں کہ کوئی بھی ظلم، زیادتی یا جرم کا واقعہ حزب اختلاف کی طرف سے pin point ہوا ہو یا میڈیا پر کسی واقعہ کے حوالہ سے رات دو بجے بھی خبر دی گئی ہے تو محترم وزیر اعلیٰ نے اُس کا نوٹس بھی لیا ہے اور ایسا بھی ہوا ہے کہ اُسی وقت انہوں نے فون کر کے متعلقہ افسران سے اور مجھے بھی پوچھا ہے اور کہا ہے کہ اس معاملہ کو فوری طور پر دیکھا جائے۔ جہاں جہاں پر بھی کسی جرم کا کوئی واقعہ پایا گیا ہے اُس کو

address کرایا گیا ہے۔ میں یہ بات دعویٰ سے کہتا ہوں کہ پورے پنجاب میں جتنے RPO's and DPO's لگے ہیں اُن میں سے ایک بھی آدمی ایسا نہیں ہے جس کو میرٹ پر نہیں لگایا گیا، جس کو سفارش سے لگایا گیا ہو اور کوئی آدمی ایسا نہیں ہے کہ جس کو لگانے سے پہلے چاروں ایجنسیوں سے رپورٹ نہ لی گئی ہو کہ اس کی integrity کیا ہے، اس کی competency کیا ہے، یہ آدمی کیسا ہے اور اس وجہ سے ایسے لوگوں کو بھی فیلڈ میں ڈسٹرکٹ لیول پر نوکری ملی ہے جو میرے خیال میں اس کے علاوہ شاید کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ تنقید کرنے والے تنقید کریں لیکن اصلاح کے لئے کریں۔ اب اگر ایک سب انسپکٹر مظفر گڑھ کے ایک تھانے میں بیٹھا ہے اور اس کی ذمہ داری ہے کہ ملزم کو بے گناہ لکھنے سے پہلے گنہگار کو گرفتار بھی کرے۔ اگر آپ اس سب انسپکٹر کی غلط ضمنی لکھنے پر وزیر اعلیٰ سے بازپُرس کریں یا اس کی ذمہ داری ان پر ڈالیں گے تو یہ بات مناسب نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ ڈی پی او لیول تک بھی نہ جاتا، کانسٹیبل سے لے کر اوپر تک ہر اہلکار نے اپنی ذمہ داری ادا کرنا ہوتی ہے لیکن ڈی پی او کو جس بات کا قصوروار ٹھہرایا گیا کیونکہ بیٹی آمنہ جو ہلاک ہو گئی وہ دو دفعہ اس کے پاس گئی تھی۔ اگر وہ اس تک نہ پہنچی ہوتی کیونکہ یہ ایس ایچ او کی ذمہ داری تھی، سب انسپکٹر کی ذمہ داری تھی، انہوں نے وردی پہنی ہے، وہ ہر مہینے lump sum تنخواہ لیتے ہیں تو ان کا یہ فرض تھا اور اگر انہوں نے اس میں کوتاہی کی ہے تو اس کے بعد حکومت کا یہ فرض تھا کہ ان لوگوں کو سزا دی جائے تاکہ وہ مثال بنیں۔ اس عمل کو پوری commitment کے ساتھ کیا گیا ہے۔ میں اپوزیشن کے بھائیوں کو اور لیڈر آف دی اپوزیشن کو یقین دلاتا ہوں کہ اس بارے میں قطعی طور پر کوئی کوتاہی روا نہیں رکھی جائے گی اور اس صوبہ کے لوگوں کی جان، مال، عزت اور کاروبار کو تحفظ دیا جائے گا۔ اس اجلاس میں pre-budget discussion چل رہی ہے۔ یہاں تھانہ کلچر کو ختم کرنے کے لئے جو initiative لئے جا رہے ہیں، آئندہ اجلاس میں اس پر بحث کے لئے وقت رکھیں گے۔ ہم نے پہلے بھی وقت رکھا تھا لیکن وہ دن بھی کورم کی نظر ہو گئے۔ اس بحث میں جو initiatives ہوں گے میں اپوزیشن کے سامنے اور اس معزز ایوان کے سامنے رکھوں گا۔ ہمارے بھائی لیڈر آف دی اپوزیشن اور دوسرے بھائی اس میں تجاویز دیں۔ اس میں جو بہتری ہمارے ذہن میں نہیں آ سکی، ہمیں یہ بتائیں تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس پر پوری طرح سے عملدرآمد کریں گے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! رانا صاحب نے بڑی خوبصورتی سے سب اچھا کی یہاں ایک paint picture کی ہے۔ اس طرح معاملات نہیں ہیں۔ خدا کے لئے یہ event

orientated exercises سے باہر نکلیں کہ کوئی مر گیا، تباہ ہو گیا، خودسوزی کر لی اور وہاں پر چیف منسٹر صاحب چلے گئے یہ کوئی کارکردگی نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس کا credit بھی میڈیا کو جاتا ہے کہ جو اس واقعہ کو باہر لے کر آئے۔ ہم میڈیا کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ جو واقعات اِکا دُکا ہوتے ہیں وہ سامنے لاتے ہیں کم از کم اس سے یہ پتا چلتا ہے کہ پنجاب میں ہو کیا رہا ہے؟ بدقسمتی سے وزیر قانون کو اس کی gravity کا شاید اندازہ نہیں ہے کہ آج لوگ اپنے جان و مال کو محفوظ تصور نہیں کر رہے۔ یہ system deteriorate ہو گیا ہے۔ میں جب بھی بات کرتا ہوں کہ خدارا پچھلے پانچ سال بھی آپ کی حکومت تھی، اب بھی ایک سال ہو گیا ہے۔ بھئی! یہ سسٹم کب بدلے گا، یہ تھانہ کلچر کب بہتر ہو گا اور لوگوں کے جان و مال کب محفوظ ہوں گے؟ میں نے ان چند واقعات کا ذکر کیا ہے جو آمنہ کے واقعہ سے بھی زیادہ بھیانک قسم کے ہیں۔ اجتماعی آبروریزی کی گئی ہے، مصطفیٰ آباد تھانے میں لڑکیاں بکتی رہی ہیں، وہاں لڑکیاں چار دفعہ بکی ہیں اور ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن کورٹ میں جا کر انہوں نے کہا ہے کہ ہمارا مقدمہ درج نہیں ہوتا۔ میرا کہنے کا مقصد قطعی طور پر یہ نہیں ہے، میں عمومی صورتحال کے حوالے سے بات کر رہا ہوں کہ ہمیں اپنے سسٹم کو ٹھیک کرنا ہو گا۔ یہ اس وقت تک ٹھیک نہیں ہو گا جب تک سسٹم ٹھیک نہیں ہو گا۔ یہ دس کروڑ آبادی کا صوبہ ہے یہاں جرائم کیسے رُک سکتے ہیں؟ جناب! جب تک ہم اپنی سوچ کو نہیں بدلیں گے اور جب تک روایتی policing سے ہماری جان نہیں چھوٹتی یہ روایتی پولیس کے بس میں نہیں رہا۔ اب جرائم کے طریقے بھی بہت بدل گئے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں وزیر قانون کو اس بات پر آئندہ بجٹ اجلاس کے بعد بھی سوچنا ہو گا۔ اس کی prosecution بہتر ہونی چاہئے یہ جو سارا سسٹم ہے کہ ہم مکھی پہ مکھی مار رہے ہیں یہ انگریز کا بنا ہوا قانون ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! اس پر بحث کے لئے pre-budget کے بعد ایک دن رکھ لیں گے۔ جی، میاں صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اگر بہتری چاہئے تو یہ قطعی اطمینان والی بات نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: لاء منسٹر صاحب نے کہہ دیا ہے کہ آئندہ اجلاس میں وہ اس پر ایک دن بحث کے لئے رکھیں گے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اب عباسی صاحب بھی تشریف لے آئے ہیں آپ بے شک انہیں بھی time دے دیں۔ بات یہ ہے کہ

قائد حزب اختلاف کہہ رہے ہیں کہ یہ تو بالکل کوئی کارکردگی نہیں ہے یعنی ایک مظلوم کی دادرسی کرنا اور ایک مظلوم کے زخموں کے اوپر مرہم رکھنا کوئی کارکردگی نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ لیڈر آف دی اپوزیشن اس ماں سے جا کر پوچھیں جس کے دکھ میں چیف منسٹر جا کر اس کے ساتھ بیٹھے اور اس کے زخموں پر مرہم رکھی۔ اس گاؤں کے لوگوں سے جا کر پوچھیں۔ اگر وہ گاؤں کے لوگ بھی کہیں اور دکھی ماں بھی کہے کہ مجھے اس بات سے کوئی تسلی تشفی نہیں ہوئی اور یہ کوئی کارکردگی نہیں ہے تو پھر ہم مانیں۔ اب بات یہ ہے کہ آپ کو وسوسے اور خطرے ہیں کہ ایسی کارکردگی سے 2013 میں جو ہوا وہی 2018 میں کہیں نہ دہرا دیا جائے تو اس خطرے کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں ہے۔ اس وہم اور خوف کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں ہے جس میں آپ مبتلا رہیں گے۔ باقی آپ نے بات کی ہے کہ پالیسی تبدیل ہونی چاہئے۔ بھئی! آپ کو بھی لوگوں نے منتخب کیا ہے اور آپ اپوزیشن بنچوں پر بیٹھے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ پالیسی تبدیل ہونی چاہئے تو ہم بھی کہتے ہیں کہ تبدیل ہونی چاہئے جس کو ہم تبدیل کرنے کے لئے کوشش کر رہے ہیں لیکن آپ کوئی suggestion تو دیں۔ آپ کہتے ہیں کہ prosecution بہتر ہونی چاہئے لیکن کوئی suggestion بھی دیں کہ کیسے بہتر کریں؟ ہم اپنے طور پر سوچ رہے ہیں لیکن اگر آپ سمجھتے ہیں کہ ہماری اس میں ناقص سمجھ ہے تو پھر آپ ہمیں بتائیں، کوئی contribute کریں کیونکہ آپ کی بھی ذمہ داری ہے۔ جہاں تک لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال ہے تو جب تک اس ملک سے دہشتگردی کا خاتمہ نہیں ہوگا اُس وقت تک آپ اس ملک میں، میں سمجھتا ہوں کہ ideal صورتحال تو شاید دنیا میں کہیں بھی نہ ہو لیکن acceptable position نہیں لا سکتے۔ دہشتگردی کو ختم کرنے کے لئے آپ اُن لوگوں کا بھی تو کچھ کریں جو دہشتگردوں کو شہید قرار دینے پر تُلے ہوئے ہیں جو لوگ دہشتگردوں کی اتنی حمایت کرتے ہیں کہ وہ بات کرتے کرتے تھک جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ "ناں ناں" یہ آپریشن نہیں ہونا چاہئے، دہشتگردوں کو ہاتھ نہیں لگانا چاہئے اور ان کے ساتھ صرف مذاکرات ہی کریں بلکہ ان کے آپ پاؤں پڑ جائیں۔ آپ اُن لوگوں کا کوئی چارہ کریں ان کو بھی کچھ سمجھائیں۔ اگر اس بارے میں حکومت کی کارکردگی میں کوئی واضح پیشرفت نہیں ہوئی تو آپ ان لوگوں کو دیکھیں کیونکہ وہ چہرے آپ کے جانے پہچانے ہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ قائد حزب اختلاف ان چہروں کے آس پاس رہتے ہیں لہذا اُن کی بھی کبھی منّت کریں اور سمجھائیں کہ آپ ان دہشتگردوں کے کبھی دفتر کھلوانے بیٹھ جاتے ہیں، کبھی گھر بلانے بیٹھ جاتے ہیں، کبھی کہتے ہیں کہ آپ ان کی طرف بالکل ہی نہ دیکھیں، کبھی کہتے ہیں کہ یہ بات کر کے آپ نے ان کو پریشان کر دیا ہے، کبھی کہتے ہیں کہ یہ بات کر کے

اُن کو مزید موقع دے دیا ہے لہذا ان کو بھی سمجھائیں کیونکہ یہ دہشتگردی ختم ہو گی تو انشاء اللہ تعالیٰ اس ملک میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال مزید بہتر ہو گی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! دہشتگردی کا بہانہ کر کے رانا صاحب کی جان چھوٹ نہیں سکتی۔ یہ پنجاب کے حکمران ذمہ دار ہیں، یہ جوابدہ ہیں، آج لوگوں کی عزتیں لٹ رہی ہیں، آج ڈاکے پڑ رہے ہیں، آج پورے پنجاب کے اندر واویلا ہے اور یہ خواب خرگوش سے سو رہے ہیں۔ میں انہیں یہی کہتا ہوں کہ:

اتنی نہ بڑھا پاکی داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

آپ کہتے ہیں کہ پنجاب حکومت جاگ رہی ہے، وہ ترکی اور چائنا میں جاگ رہی ہے مگر پنجاب میں سوئی ہوئی ہے۔ پنجاب میں لوگ اس وقت اپنے جان و مال کو محفوظ تصور نہیں کرتے، روزانہ ڈاکو لوٹ مار کرتے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! اس پر ایک دن بحث رکھ لیتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ "سب اچھا ہے" کہہ دیتے ہیں لیکن بالکل اچھا نہیں ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اندازِ تخاطب اور یہ روّیہ انتہائی قابل افسوس ہے۔ اس پر انہیں احساس ہی نہیں ہے کہ جس طرح سے ظلم، زیادتی اور بربریت پورے پنجاب کے تھانوں کے اندر ہے کوئی آدمی وہاں پر ایف آئی آر نہیں درج کروا سکتا۔ اگر کوئی ایف آئی آر درج کروالے تو تفتیش نہیں ہوتی اور تفتیش ہو جائے تو سزا نہیں ملتی۔ بتائیں کہ لوگ کدھر جائیں کیونکہ ان کو لوگوں نے ووٹ دیئے ہیں؟

جناب سپیکر! یہ دوسرا tenure ہے اور پچیس سال سے یہ حکومت کر رہے ہیں۔ یہ لوگوں کو جوابدہ ہیں اور اُن کے جان و مال کے محافظ ہیں۔ محض دہشتگردی کی بات کر کے اور دہشتگردوں سے مذاکرات کی بات کر کے یہ پہلو نہیں چھڑایا جا سکتا۔ آپ کو جواب دینا ہو گا کیونکہ ہر آدمی آج پریشان ہے۔ کیا پنجاب کے حکمران واقعی سو رہے ہیں، پنجاب کے حکمران کدھر ہیں؟ تھانوں کچہریوں میں جس طرح سے ظلم اور بربریت ہو رہی ہے اس کا جواب ان حکمرانوں کو دینا ہو گا۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون وپارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر! میں لیڈر آف دی اپوزیشن کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے جو یہ فرمایا ہے کہ لوگوں نے آپ کو ووٹ دیئے ہیں۔ ویسے تو یہ مانتے نہیں ہیں اور ہر وقت یہی کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ دھاندلی ہوئی ہے۔ اب دیکھیں کہ اندر کا خوف سامنے آجاتا ہے، آدمی جتنا مرضی چھپائے لیکن حقیقت اور سچ آدمی کے باہر آجاتا ہے۔ اب انہوں نے چائنا کی جو بات کی ہے تو سب سے بڑا خوف پاکستان مسلم لیگ(ن) کا اور اس ملک کا بُرا چاہنے والوں کو یہ ہے کہ چائنا کے ساتھ تعاون کیوں ہو رہا ہے؟ یہ کبھی کہتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کو وزیر خارجہ لگا دیا جائے، کبھی کہتے ہیں کہ ان کو اسلام آباد بھیج دیا جائے اور کبھی کہتے ہیں کہ ان کو فلاں جگہ بھیج دیا جائے۔ بھئی! پنجاب کے عوام اور اس ایوان نے جس کے حق میں 87 فیصد ووٹ دیئے ہیں آپ کے کہنے پر اس کو کون بھیجے گا؟ میں یہ آپ کو بتا دوں کہ صدرِ پاکستان اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف چائنا visit پر گئے تو میں ان کے ساتھ تھا۔ اب ان کا جو خوف ہے تو میں ان کو ساری حقیقت ہی بیان کر دوں تاکہ ان کو تسلی، تشفی ہو جائے اور ان کو یہ پتا چل جائے کہ اس کا کوئی علاج نہیں ہے لہذا یہ آرام سے بیٹھ جائیں۔ چائنا میں جب پرائم منسٹر چائنا سے ملاقات ہوئی تو وہاں پر Coal Projects discuss ہوئے جن سے انشاء اللہ تعالیٰ اگلے تین سال میں یہ ملک جو چودہ پندرہ ہزار میگاواٹ سے چل رہا ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز سب ممبران تشریف رکھیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون وپارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): اب یہ بات سن لیں اور حوصلہ کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ کوئی طریق کار نہیں ہے۔ عباسی صاحب! بات سنیں۔ یہاں اپوزیشن لیڈر کی بات بھی سنی گئی ہے۔ اب آپ حوصلہ کریں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون وپارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر! میں صبح سے ان کی جانیاں اور آنیاں دیکھ رہا ہوں۔ یہ یہاں پر آکر بیٹھتے ہیں پھر دوڑ کے باہر چلے جاتے ہیں۔ وہاں پر دو باتیں کرتے ہیں پھر یہاں پر آجاتے ہیں۔ یہاں سے پھر دوڑ کر جاتے ہیں پھر دو باتیں کر کے واپس آجاتے ہیں۔ میں نے ان کو کہا تھا کہ آج اجلاس کا جب ایجنڈا ختم ہو جائے گا تو پھر بات کریں گے۔ چائنا کے وزیر اعظم کے یہ الفاظ تھے کہ جب چائنا کے وزیر اعظم کو Coal Projects کا منصوبہ پیش کیا گیا جس سے انشاء اللہ تعالیٰ اگلے تین سالوں میں یعنی چھتیس ماہ اس منصوبے کی مدت ہے تو بیس

ہزار میگاواٹ بجلی اس ملک میں بنے گی، کراچی سے لے کر لاہور تک موٹروے بنے گا اور Gawadar Economic Corridor بنے گا جن کے اوپر خرچ کتنا ہو گا یعنی ساڑھے 32 بلین یو ایس ڈالر خرچ ہو گا۔ ایک بلین ڈالر ہو تو ہمارا 100 ارب روپیہ بنتا ہے یہ میرے بھائی ذرا ضرب دے کر حساب کریں کہ جب اتنا پیسا یہاں پر خرچ ہو گا تو یہاں پر economic activity ہوں گی جس سے مزدور کو مزدوری ملے گی، یہاں پر لوہے کا کام چلے گا اور اینٹوں کا کام چلے گا تو ان کا سیاپا مزید بڑھے گا اور ان کو زیادہ problem ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: تمام معزز ممبران رانا صاحب کی بات سنیں اور ترتیب سے بات کریں۔

(شور وغل)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اب ان کا حال دیکھیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اب ان کے پاس کوئی چارہ نہیں ہے کہ یہ کورم point out کر کے دوڑ جائیں گے یعنی اب ان کا حال دیکھیں۔ میں آخری بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب کی آخری بات سن لیں۔ محترمہ! آپ بیٹھ جائیں اور ان کی آخری بات سنیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آخری بات سن لیں اس کے بعد پھر آپ ان کو ٹائم دیں۔ جب یہ سارے منصوبے وہاں پر میٹنگ میں پیش کئے گئے اور discussion ہوئی تو وزیر اعظم چائنا نے جب ان کی approval دی تو ان کے یہ الفاظ تھے کہ ہم اس بات کو commit کرتے ہیں کہ ہم یہ فنڈز 32 ارب ڈالر آپ کو مہیا کریں گے کیونکہ ہمیں آپ یعنی چیف منسٹر پنجاب کی طرف انہوں نے اشارہ کر کے کہا کہ ہمیں آپ پر اعتماد ہے کہ آپ ان منصوبوں کو بروقت مکمل کر سکتے ہیں۔ یہ ہے وہ بات جس کے لئے وہ چائنا جاتے ہیں کیونکہ چائنا کی حکومت ان کے اوپر اعتماد کرتی ہے، ترکی کی حکومت ان کے اوپر اعتماد کرتی ہے، ان کی صلاحیتوں پر پوری دنیا کو یقین ہے اور اُن کی صلاحیتوں کی وجہ سے اِن کو خوف ہے لہذا ان کو اس خوف سے کوئی نہیں

بچا سکتا اور ہمارے پاس کوئی ایسا طریق کار نہیں ہے کہ ان کے خوف کو ہم ختم کر سکیں۔ان کو جو اپنا حشر نظر آرہا ہے اگلے الیکشن میں وہ ان کا ہو کر رہے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! میں اس پر گزارش کرتا ہوں کہ pre budget بحث کے بعد لاء اینڈ آرڈر پر بحث کے لئے ایک دن رکھ لیں گے۔آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہذا اجلاس کل بروز بدھ مورخہ 19۔مارچ2014 صبح 10:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

695

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ19-مارچ2014

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ سکولز ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

قبل از بجٹ بحث

797

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولہویں اسمبلی کا ساتواں اجلاس

بدھ، 19-مارچ2014

(یوم الاربعاء، 17-جمادی الاوّل 1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 40 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

اٰمَنَ الرَّسُوۡلُ بِمَاۤ اُنۡزِلَ
اِلَيۡهِ مِنۡ رَّبِّهٖ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ‌ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓـئِكَتِهٖ
وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيۡنَ اَحَدٍ مِّنۡ رُّسُلِهٖ‌ وَقَالُوۡا
سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا‌ غُفۡرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيۡكَ الۡمَصِيۡرُ ﴿۲۸۵﴾
لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَهَا ‌ؕ لَهَا مَا كَسَبَتۡ وَعَلَيۡهَا
مَا اكۡتَسَبَتۡ‌ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَاۤ اِنۡ نَّسِيۡنَاۤ اَوۡ اَخۡطَاۡنَا ‌ۚ
رَبَّنَا وَلَا تَحۡمِلۡ عَلَيۡنَاۤ اِصۡرًا كَمَا حَمَلۡتَهٗ عَلَى الَّذِيۡنَ
مِنۡ قَبۡلِنَا ‌ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ‌ ۚ
وَاعۡفُ عَنَّا وَاغۡفِرۡ لَنَا وَارۡحَمۡنَا ‌ اَنۡتَ مَوۡلٰٮنَا
فَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۲۸۶﴾

سُوۡرَةُ البَقَرَة آیت285تا286

رسول (اللہ) اس کتاب پر جو ان کے پروردگار کی طرف سے ان پر نازل ہوئی ایمان رکھتے ہیں اور مومن بھی۔ سب اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) ہم اس کے پیغمبروں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے اور وہ (اللہ سے) عرض کرتے ہیں کہ ہم نے (تیرا حکم) سنا اور قبول کیا اے پروردگار ہم تیری بخشش مانگتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے (285) اللہ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ اچھے کام کرے گا تو اس کو ان کا فائدہ ملے گا برے کرے گا تو اسے ان کا نقصان پہنچے گا۔ اے پروردگار اگر ہم سے بھول یا چوک ہو گئی ہو تو ہم سے مؤاخذہ نہ کیجیو۔ اے پروردگار ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالیو جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا اے پروردگار جتنا بوجھ اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اتنا ہمارے سر پر نہ رکھیو۔ اور (اے پروردگار) ہمارے گناہوں سے درگزر کر اور ہمیں بخش دے۔ اور ہم پر رحم فرما۔ تو ہی ہمارا مالک ہے اور ہم کو کافروں پر غالب فرما (286)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

چوکھٹ نبی کی چھوڑ کے جاتا کہاں کہاں
اُن کا فقیر ٹھوکریں کھاتا کہاں کہاں
جیسے بیاں حضور کی خدمت میں کر دیا
ایسے میں دِل حال سُناتا کہاں کہاں
اچھا ہوا دیارِ سخاوت پہ پڑ رہا
پھر کر صدا فقیر لگاتا کہاں کہاں
ہوتی اگر نہ آپ کی چوکھٹ اُسے نصیب
آنسو گنہگار بہاتا کہاں کہاں

جناب قائم مقام سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ ایک نومنتخب ممبر جناب محمد خان صاحب، پی پی۔81 حلف اٹھانے کے لئے چیمبر میں موجود ہیں ان سے استدعا ہے کہ وہ حلف اٹھانے کے لئے اپنی نشست پر کھڑے ہو جائیں، حلف اٹھائیں اور اس کے بعد حلف کے رجسٹر پر دستخط فرمائیں۔

حلف

نومنتخب ممبر اسمبلی کا حلف

(اس مرحلہ پر نومنتخب ممبر جناب محمد خان، پی پی۔81 نے حلف لیا اور رجسٹر پر دستخط ثبت کئے)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کو بہت بہت مبارک ہو۔ جی، محمد خان صاحب!

جناب محمد خان: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العٰلمین۔ جناب سپیکر! میں سب توں پہلاں اپنے قائداں دا شکر گزار آں کہ اوہناں نے مہربانی کیتی، میرے خاندان تے اعتماد کیتا، میرے تے اعتماد کیتا تے مینوں ٹکٹ دِتا۔ اوہناں دا بہت بہت شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ایس توں بعد میرے حلقہ پی پی۔81 دے عوام دا شکریہ جنہاں نے مینوں جھولیاں بھر بھر کے ووٹ دِتے۔ اُس دن موسم بڑا خراب سی، اوہناں نے سردی ویکھی، بارش تے نہ کیچڑ ویکھیا۔ ووٹر بروقت پولنگ سٹیشن تے پہنچے تے میرے تے مہربانی کیتی تے مینوں بہت زیادہ ووٹ دتے۔

جناب سپیکر! میرا حلقہ بڑا پسماندہ علاقہ اے۔ الیکشن تے عوام نے مطالبات کیتے سی کہ ساڈے کول اک تہائی بجلی نہیں سانوں بجلی دِتی جائے، سکول نہیں سانوں سکول دِتے جان، سڑکاں نہیں سڑکاں دِتیاں جان تے اُس وقت میں اوہناں نال وعدہ کر لیا سی۔ ایس لئی ہن میں اپنی قیادت نوں اپیل کراں گا کہ میرے وعدیاں نوں بروقت مہربانی کر کے نبھان دی کوشش کرن۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں اک واری فیر اپنی قیادت دا شکریہ ادا کرناں آں تے نالے تہاڈا وی بہت شکریہ ادا کرناں آں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت مہربانی۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈا پر محکمہ سکول ایجوکیشن سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

محترمہ شنیلا رُوت: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

خیبر پختونخوا میں سکھ کمیونٹی کو تحفظ فراہم کرنے کا مطالبہ

(---جاری)

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! یہاں کل میرے محترم بھائی سردار صاحب نے خیبر پختونخوا حکومت کے متعلق ایک بات کی تھی کہ وہاں پر اقلیتوں کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ میں نے اس کی پوری تفصیل معلوم کی ہے جو میں ایوان کو بتانا چاہتی ہوں کہ اصل بات کیا ہے؟

جناب سپیکر! انہوں نے کہا تھا کہ خیبر پختونخوا میں kidnapping ہو رہی ہے اور خاص طور پر سکھوں کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ وہاں پر دو قتل کے واقعات ہوئے ہیں، پہلے واقعہ میں ایک سکھ اور ایک مسلمان تھا اور دوسرے واقعہ میں ایک سکھ تھا۔ اس کے علاوہ ایک kidnapping کا واقعہ ہوا ہے جس میں دو سکھوں کو kidnap کیا گیا ہے۔ یہ target killing کے واقعات ہیں جو لوگ قتل ہوئے ہیں تو وہاں کے اقلیتی امور کے وزیر موقع پر گئے اور ان کی تدفین تک وہاں پر موجود رہے۔ ان کے گھر بھی گئے اور خیبر پختونخوا حکومت کی جانب سے پانچ پانچ لاکھ روپے ان کے خاندانوں کے لئے مختص بھی کئے۔ اس کے علاوہ جو مسلمان بھائی شہید ہوا اس کے لئے بھی اسی طرح کی مراعات رکھی گئیں۔

جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ جو دو لوگ kidnap ہوئے ہیں وہ FATA سے ہوئے ہیں وہ علاقہ ہماری حکومت جو خیبر پختونخوا میں ہے اس کے purview میں نہیں آتا۔ میں یہاں پر وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف سے آپ کی وساطت سے یہ کہوں گی کہ وہ وہاں پر اپنی ٹیم بھیجیں اور ان لوگوں کو بازیاب کرائیں، وہاں کی حکومت بھی پوری کوشش کر رہی ہے کہ ان کو بازیاب کرایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت اچھی بات ہے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! ہم نے کل ان کی بات سنی تھی۔ آج ہمیں بھی بات کرنے دیں۔ میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ خیبر پختونخوا میں اقلیتوں کے ساتھ بہت۔۔۔(قطع کلامیاں)

مجھے بات کرنے دیں ہم نے آپ کی بات سنی ہے۔ آج ہمیں بھی بات کرنے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! یہ اس طرح بات نہیں کر سکتیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: خواجہ صاحب! بات یہ ہے کہ کل یہاں پر بات ہوئی تھی۔(قطع کلامیاں)

ان کی پوری بات سنیں۔ یہ کوئی طریق کار نہیں ہے۔ یہاں کل بات ہوئی تھی اگر وہ جواب دے رہی ہیں تو ان کی بات سنیں۔ یہاں گورنمنٹ نے بات شروع نہیں کی تھی سردار صاحب کی کمیونٹی سے متعلق بات تھی، انہوں نے criticize نہیں کیا تھا۔ محترمہ! آپ اس کے متعلق بات کریں۔ مجھے امید ہے کہ آپ اسی سے متعلق ہی بات کریں گی۔ انہوں نے کل کسی کو criticize نہیں کیا تھا بلکہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی تھی۔ یہ ہم سب کی ذمہ داری بنتی ہے کہ اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ کریں۔ جی، محترمہ! آپ بات کریں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں اقلیتی نمائندہ ہوں۔ میں نے اس حوالے سے پوری معلومات حاصل کی ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ بولیں میں نے آپ کو floor دیا ہے۔ آپ بات کریں، آپ مختصر بات کریں اور ایوان کا ماحول بھی ٹھیک رکھیں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں اپنے سردار بھائی سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا یہ وہاں پر گئے ہیں کسی کو انہوں نے فون کیا ہے؟ ان سے تعزیت تک نہیں کی ہے اور اتنا بڑا الزام خیبر پختونخوا کی حکومت پر لگا دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ نے اب کیا کہنا ہے، آپ بات کریں؟

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ وہاں کی حکومت نے دیوالی پر تمام ایم پی ایز کو بلا تمیز۔۔۔

سوالات

(محکمہ سکولز ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: NO, no یہ کوئی بات نہیں ہے۔ محترمہ! آپ نے بات کر دی ہے، آپ کی بات سن لی گئی ہے اب آپ یہاں پر وضاحت نہ کریں۔ یہ کوئی طریق کار نہیں ہے۔ اب سوالات لیتے ہیں اور پہلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 403 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: مانیٹرنگ سیل کی کارکردگی و دیگر تفصیلات

*403: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال 2012 اور 2013 کے دوران محکمہ تعلیم کے مانیٹرنگ سیل نے ضلع لاہور میں کل کتنے سکولوں کو ناجائز قابضین سے واگزار کروایا؟

(ب) متذکرہ ٹیم نے سرکاری سکولوں پر قابضین کے خلاف کیا کارروائی کی، کتنے لوگوں کو گرفتار، جرمانہ اور سزائیں دی گئیں، الگ الگ تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) ضلع لاہور میں سکولوں پر ناجائز قبضہ کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

تعداد سکول جزوی ناجائز قبضہ	41
تعداد واگزار سکولز	09
تعداد زیر جزوی قبضہ	32

سکول وار فہرست (Annex –A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ان میں 18 کیسز ایسے ہیں جو مختلف عدالتوں میں زیر سماعت ہیں جبکہ 14 سکولوں کو واگزار کروانے کے لئے کمشنر / ڈی سی او / ای ڈی او کی جانب سے ناجائز قابضین کے خلاف کارروائی کا عمل بتدریج جاری ہے نیز کوئی بھی سکول ایسا نہیں ہے جس پر مکمل طور پر قبضہ ہو۔ تمام

سکول فنکشنل ہیں اور اپنی تمام تر تعلیمی سرگرمیاں انجام دے رہے ہیں۔ مزید یہ کہ محکمہ تعلیم ان سکولوں کو جزوی قبضہ سے واگزار کروانے کے لئے اپنی تمام تر کوششیں جاری رکھے ہوئے ہے اور اس سلسلہ میں متعلقہ کمشنر / ڈی سی او / ای ڈی او کو واضح ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔ کاپی (Annex-B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سرکاری سکولوں پر ناجائز قبضہ ختم کروانے کے لئے متعلقہ ڈی سی او / ای ڈی او (ایجوکیشن) قانونی کارروائی کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں عدالت کی طرف سے فی الحال کوئی حتمی فیصلہ نہ آیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب میں 41 سکولز ایسے آئے ہیں جن پر جزوی ناجائز قبضہ ہے۔ ضلع لاہور میں کون سے 41 سکول ایسے ہیں جن پر جزوی ناجائز قبضہ کیا گیا ہے ذرا ان کی تفصیلات بتا دیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! کوئی تفصیل آپ کے پاس ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں سکولوں کی تعداد کی لسٹ محترمہ کو پیش کر دیتا ہوں۔ جو 41 سکولز تھے ان کی یہ پوری لسٹ موجود ہے۔ اس میں ہوا یہ تھا کہ ہائیکورٹ نے ایک کمیٹی بنائی تھی اور اس کمیٹی میں سیشن ججز کے ذمہ یہ کام لگایا گیا تھا کہ وہ over all چونکہ جب سکول ڈیپارٹمنٹ نے شکایت کی اور جتنے بھی سکول ہیں، یہ جو محترمہ کے اگلے سوال میں جو جزوی قبضے کے بارے میں لکھا ہوا ہے میں اس کا بھی بتا دوں کہ جزوی قبضے کا مطلب یہ ہے کہ سکول function کر رہے ہیں لیکن ان کی چار دیواری کے ساتھ کوئی ایک دو کمرے یا کوئی ایک دکان جس پر وہ سکول انتظامیہ کے برخلاف stay order لے کر کام چلا رہے تھے۔ ہم نے اس کو بڑا diligently courts میں follow کیا اور اس میں ایک کمیٹی کمیشن بنا جس میں چیف جسٹس صاحب نے پورے صوبے میں تمام سیشن ججز کو کہا کہ وہ جا کر خود visit کریں اور دیکھیں کہ کہاں کہاں پر سکولوں پر قبضے ہیں؟ اس میں بہت number of issues تھے جن کو اس کمیشن نے study کیا اور اس کے نتیجے میں جو رپورٹ سامنے آئی اس میں 26 سکول واگزار کروا لئے گئے ہیں، 15 سکولوں کے بارے میں early hearing کی application دی ہوئی ہے، court cases کی وجہ سے وہ سب کے سب pending ہیں۔

انشاءاللہ تعالیٰ ان سکولوں کا جو جزوی قبضہ ہے یہ بھی واگزار ہو جائے گا۔اور لسٹ میں محترمہ کو provideکر دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! لسٹ provideکر دیں۔ میاں صاحب! آپ بیٹھ جائیں کیونکہ محترمہ ابھی کھڑی ہیں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میرا ضمنی سوال جزوی ناجائز قبضے کے بارے میں تھا کہ 26۔اگست 2013تک جن سکولوں پر ناجائز قبضے ہوئے ان کی تعداد 41بتائی گئی ہے۔ منسٹر صاحب یہ بتادیں کہ جن 41 سکولوں پر ناجائز قبضہ ہے ان کی زمین محکمہ تعلیم کے نام نہیں ہے اور اگر یہ محکمہ تعلیم کے نام ہے تو کیا تمام ناجائز قابضین کے خلاف اس کے متعلقہ تھانے میں کوئی ایف آئی آر درج کروائی گئی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! یہ جتنے بھی سکول ہیں ان کی land سکول کے نام پر ہی ہے۔ جس طرح میں نے پہلے ایوان کو appriseکیا کہ جواب تاریخ وصولی 26۔اگست 2013ہے اس کے بعد سے 26 سکول واگزار ہو چکے ہیں اور اس وقت 15 سکولز ہیں جن کے بارے میں early hearingکی applicationدی ہوئی ہے and we are very hopefulکہ اگلے ایک دو مہینوں کے اندر اس کا بھی فیصلہ ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! کیا یہ کیس کورٹ میں pendingہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! یہ کورٹ کیسز ہیں جس کی وجہ سے یہ pendingہیں اور ان پر stayہوئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! 15 سکولوں کی proceedingکورٹ کیسز میں چل رہی ہے۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ جب میں sessionپر آنے کے لئے گھر سے نکل رہا تھا اس وقت ٹی وی پر tickerچل رہا تھا کہ حکومت نے اعتراف کر لیا ہے کہ 41 سکولوں پر ناجائز قبضے ہیں۔ جیسا کہ ہم آپ کے سامنے روز ایک استدعا کرتے ہیں کہ اس ایوان کے procedures killہو رہے ہیں۔اور اگر اس ایوان کے procedures killہوتے رہے تو یہ ایوان اپنی افادیت کھوتا چلا جائے گا۔آج کے ایجنڈے میں یہ لکھا ہے کہ "خفیہ" ایوان میں پیش کئے جانے سے قبل اشاعت کی اجازت نہیں ہے So; how come this?

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے۔10 بجے سیشن کا ٹائم ہوتا ہے۔اب ہم نے اجلاس کوئی تقریباً 12 بجے شروع کیا ہے تو 10 بجے ایوان کی میز پر questions کے جوابات رکھ دیئے جاتے ہیں، visitor gallery اور پریس کے دوست جو اوپر موجود ہیں یہ ایجنڈا ان کو بھی دیا جاتا ہے۔اب correction اس میں ہو جائے گی۔ 41 سکولوں کا جواب منسٹر صاحب نے دے دیا ہے اور اب 15 سکول صرف باقی بچ گئے ہیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! آپ درست فرما رہے ہیں لیکن میرا مؤقف یہ ہے کہ On the touchstone of what has been written. اس کے اور جو لکھا ہوا ہے ایوان میں پیش کئے جانے سے قبل اشاعت کی اجازت نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: احمد خان صاحب! یہ ایوان میں پیش۔۔۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ پیش کیا جانا وہ ہو گا کہ جب منسٹر کو Question Put کر دیا جائے اور وہ جواب دے دیں گے یہ ہو گا پیش کیا جانا۔یہاں رکھ دیا جانا 10 بجے پیش کیا جانا نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! میں اس کو دیکھتا ہوں۔اگلا سوال اعجاز خان صاحب کا ہے۔وہ موجود نہیں ہیں؟ On his behalf

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! On his behalf میرا سوال نمبر 516 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے جناب اعجاز خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد: گورنمنٹ یوایم مسلم ہائی سکول 97 ر۔ب جوہل کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*516: جناب اعجاز خان: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ یوایم مسلم ہائی سکول 97 ر۔ب جوہل تحصیل جڑانوالہ فیصل آباد کی عمارت کتنے کمروں پر مشتمل ہے، کتنے کمروں میں کلاسز ہو رہی ہیں اور کتنے کمرے آفس لیب اور لائبریری کے لئے استعمال ہوتے ہیں؟

(ب) اس سکول میں کلاس وار کتنے سیکشن ہیں اور ہر سیکشن میں کتنے طالب علم زیر تعلیم ہیں؟

(ج) کیااس سکول کی عمارت موجودہ تعلیمی ضروریات کے مطابق پوری ہے، اگر نہیں تو اس کی توسیع کے لئے حکومت کیااقدامات اٹھارہی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانامشہود احمد خان):

(الف) سکول ہذا کی عمارت 16 کمروں پر مشتمل ہے۔ 12 کمروں میں کلاسز ہو رہی ہیں۔ 04 کمرے آفس، لیب اور لائبریری کے لئے استعمال ہو رہے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

پرنسپل	DTE/AEO	کمپیوٹر لیب	لائبریری/کلرک
01	01	01	01

(ب) سکول ہذا میں کلاسز کی تعداد پانچ جبکہ سیکشنز کی تعداد 16 اور طلباء کی تعداد 864 ہے۔ ان کی مزید تفصیل و تعداد (Annex-C) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سکول ہذا کو چار مزید کمروں کی ضرورت ہے۔ گرلز سکولوں کو missing facilities دی جا رہی ہیں۔ اس کے بعد بوائز سکولوں کو missing facilities دی جائیں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اس کے جز (ج) میں پوچھا گیا تھا کہ کیا اس سکول کی عمارت موجودہ تعلیمی ضروریات کے مطابق پوری ہے اگر نہیں تو اس کی توسیع کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟ اس کا جواب دیا گیا ہے کہ سکول ہذا کو چار مزید کمروں کی ضرورت ہے۔ گرلز سکولوں کو missing facilities دی جا رہی ہیں اس کے بعد بوائز سکولوں کو missing facilities دی جائیں گی۔ میرا منسٹر صاحب سے سوال ہے کہ کیا اس سال تمام گرلز سکول جو پنجاب میں ہیں ان کی missing facilities پوری کر دی جائیں گی؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! یہ جو missing facilities ہیں میں ذرا ایوان کو بتا دوں کہ جب ہم missing facilities کی بات کرتے ہیں تو missing facilities میں چار دیواری ہے، missing facilities کے اندر wash rooms ہیں، missing facilities کے اندر clean drinking water ہے اور missing facilities کے اندر electricity ہے۔ یہ چار چیزیں ہیں جو محکمہ سکول نے اس سال ensure کرنا ہے اور جب چیف منسٹر صاحب کے پاس میٹنگ ہوئی تو اس کے اندر ایک decision ہوا کہ جہاں پر class rooms کی کمی ہے اور جہاں پر teachers کی کمی ہے اس کو بھی missing facilities کے زمرے

میں ڈالا جائے۔ سکول ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ committed ہے اس سال جو چار چیزیں میں نے پہلے بھی کہی تھیں اس سال میں یہ چاروں کی چاروں missing facilities in latter and spirit پوری کرنے کے اوپر ہے اور subsequently پھر جہاں جہاں class rooms کی کمی ہے۔ ہم نے ایک سروے کروایا ہے جس میں پورے پنجاب کے اندر جہاں پر ہم ان سکولوں کے اندر بچوں کی capacity کو بڑھانا چاہتے ہیں یہاں مزید بچوں کو لے کر آنا چاہتے ہیں اور road map یہ تھا کہ پچھلے سالوں کے اندر 2.8 ملین بچے پرائیویٹ اور پبلک سکولوں میں داخلہ لیتے ہیں تو اس سال کا ٹارگٹ 3.5 ملین رکھا گیا تھا اور وہ ٹارگٹ ہم نے 3.5 کے بجائے 3.6 ملین کے ساتھ achieve کیا لیکن جو بچوں کا influx زیادہ آرہا ہے اس کے لئے additional class rooms چاہئے تھے اس پر سکول ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کا سروے ہوا ہے، اس میں 32ہزار مزید class rooms چاہئیں، اس کے اندر 27ہزار class rooms کے لئے حکومت نے commitment کر لی ہے اور اگلے دو سے تین سالوں کے اندر یہ 27ہزار class rooms ہم سکولوں کے اندر provide کریں گے۔ تو میرا آپ کے توسط سے ایوان کو بتانے کا مقصد یہ ہے کہ چار missing facilities جن کا میں نے پہلے ذکر کیا ان کو letter and spirit اس سال میں لڑکیوں کے سکولوں میں پورا کریں گے اور اگلے دو سالوں کے اندر باقی دو جن کا ذکر کیا ان کو بھی پورا کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، امجد علی جاوید صاحب!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اس میں سوال یہ کیا گیا تھا کہ "کیا اس سکول کی عمارت موجودہ تعلیمی ضروریات کے مطابق پوری ہے، اگر نہیں تو اس کی توسیع کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟" منسٹر صاحب نے جواب میں missing facilities کی تفصیل بتا دی ہے۔ جز(ج) کے جواب میں تسلیم کیا گیا ہے کہ چار کمروں کی اس سکول کو ضرورت ہے اور منسٹر صاحب نے گرلز سکولوں کے متعلق بھی یہ کہا ہے کہ missing facilities میں سکول کے کمرے شامل نہیں ہیں لہذا یہ جواب مکمل نہیں دیا گیا، یہ ادھورا ہے اور اس میں تشنگی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! کیا ان میں کمرے پورے ہیں جس طرح ان کا سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ وہاں چار کمروں کی ضرورت ہے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں اس میں عرض کرتا ہوں کیونکہ جو سوال ہے اس کا آپ ریکارڈ نکال کر دیکھ لیں۔ انہوں نے ضمنی سوال یہ کیا تھا کہ کیا اس سال لڑکیوں کے سکولوں میں missing facilities provide کر دی جائیں گی؟ جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے تو اس کے اندر ہم نے ایوان کو بتایا ہے کہ چار کمرے مزید اس سکول کے اندر چاہئیں۔ یہ بوائز سکول ہے جس میں چار کمروں کی ضرورت ہے۔ اگلے سال پنجاب کے road map میں missing facilities کے حوالے سے لڑکوں کے تمام سکول ہیں۔ جہاں پر ہم لڑکیوں کے تمام سکولوں میں missing facilities provide کر رہے ہیں وہاں پر جنوبی پنجاب کے گیارہ اضلاع کے اندر لڑکوں کے سکولوں میں بھی یہ facility اسی سال provide کر رہے ہیں۔ اگلے سال باقی ماندہ پنجاب کے بوائز سکولوں میں جہاں پر missing facilities بھی ہیں جو identify ہو چکی ہیں وہ بھی provide کر دی جائیں گی۔ اس سکول کی already ہمیں چار کمروں کی request آ چکی ہے جس کی ہم نے approval دے دی ہوئی ہے اور اسی سال وہ چار کمرے بن جائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اگلا سوال لیتے ہیں۔

ڈاکٹر محترمہ فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ! آپ ضمنی سوال کریں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ جاننا چاہتی ہوں کہ کتنے sections میں سائنس کی تعلیم دی جا رہی ہے اور کتنے sections کمپیوٹر سائنس کے لئے مختص کئے گئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! یہ آپ کا نیا سوال بنتا ہے۔ اس سوال میں کمروں کی تعداد پوچھی گئی ہے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! اس میں لکھا ہوا ہے کہ کلاس وار اس میں کتنے sections ہیں اور ہر section میں کتنے طالب علم ہیں؟ میں یہی پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ جتنے sections ہیں ان میں سے کتنے سائنس کے sections ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! ویسے تو یہ fresh question بنتا ہے لیکن میں ایوان کو بتا دوں کہ یہاں پر اس سکول کے اندر چھٹی سے لے کر دسویں تک کی کلاسوں کے

sections ہیں، نویں اور دسویں میں چار sections ہیں جن میں ایک section سائنس کے لئے ہے جبکہ کمپیوٹر کی تعلیم بھی نویں اور دسویں کے طلباء کو دی جا رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بس اب اس پر تین ضمنی سوال ہو چکے ہیں۔ اگلا سوال لیتے ہیں۔

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! میں نے منسٹر صاحب سے ایک سوال کرنا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، یہ آخری ضمنی سوال ہوگا۔

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! چیف منسٹر صاحب اور ایجوکیشن منسٹر صاحب کی missing facilities کے حوالے سے ایجوکیشن کی جو سکیمیں ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ اس سے جنوبی پنجاب میں بہت زیادہ ترقی ہو رہی ہے۔ میرا وزیر صاحب سے یہ سوال ہے کہ جنوبی پنجاب میں آپ نے 2013-14 کے فنڈز دیئے ہیں ان میں صرف boundary wall, washrooms and gates ہیں جبکہ ایڈیشنل کلاس رومز کی ہمارے علاقے میں شدید ضرورت ہے جس پر آپ نے پابندی لگا دی ہے کہ جنوبی پنجاب میں اس وقت جو کروڑوں روپیہ دیا جا رہا ہے اس سے صرف boundary walls, washrooms and gates بنائے جا رہے ہیں لہذا کمروں کے لئے بھی مہربانی کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ کا ایڈیشنل کلاس رومز بنانے کا کوئی ارادہ ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! یہ میرے معزز ممبر ہیں۔ میں نے ایوان کو بتایا ہے کہ missing facilities چار ہیں۔ چیف منسٹر صاحب نے جب یہاں پر اس ایوان میں بجٹ تقریر کی تھی جس میں missing facilities کا ذکر کیا گیا تھا۔ چار missing facilities میں boundary wall, clean drinking water, washrooms اور electricity تھیں۔ Electricity پر ہم نے ضلع وار ایک assessment کرائی کہ جہاں پر سکول کو بجلی پہنچانے کے لئے کم از کم پانچ سے چھ کھمبوں کی ضرورت ہے جس کا estimate لگایا گیا تو فیصلہ ہوا کہ ہم اس کو سولر پاور پر لے جائیں گے کیونکہ سولر چھ کھمبوں سے سستا بھی پڑتا ہے اور اس کا جو self sustainable model ہے اس کے اوپر اس کی cost بھی minimum ہو جاتی ہے۔ جہاں تک کلاس رومز کی بات ہے تو میں نے ایوان کو ابھی apprise کیا ہے کہ 27 ہزار کلاس رومز کے اوپر باقاعدہ سروے کیا گیا ہے جس کے بعد ہم ان پر اگلے سال کام شروع کر رہے ہیں۔ یہ تین سال کا road map ہے جس میں

پنجاب کے تمام سکولوں میں 27ہزار مزید نئے کلاس رومز provide کئے جائیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال نمبر 517 جناب اعجاز خان صاحب نے واپس لے لیا ہے۔ اگلا سوال محترمہ صوبیہ انور ستّی صاحبہ کا ہے۔۔۔ لیکن موجود نہیں ہیں۔

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 621 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے محترمہ صوبیہ انور ستّی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع راولپنڈی: اپ گریڈ کئے گئے سکولوں کی تفصیلات

*621: محترمہ صوبیہ انور ستّی: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

پچھلے پانچ سالوں میں ضلع راولپنڈی کے کتنے اور کون کون سے سکولز اپ گریڈ کئے گئے نیز کیا ان سکولوں کی عمارتیں مکمل ہو چکی ہیں۔ مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

پچھلے پانچ سالوں میں ضلع راولپنڈی میں 79 سکولوں کو اپ گریڈ کیا گیا ہے ایک نئے گورنمنٹ گرلز ہائی سکول جھنڈا چیچی راولپنڈی کی تعمیر کی گئی ہے۔ ان سکولوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

سال	اپ گریڈ سکولوں کی تعداد	نئے سکول	تفصیل
2008-09	32	00	Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔
2009-10	19	01	Annex-B ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔
2010-11	17	00	Annex-C ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔
2011-12	05	00	Annex-D ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔
2012-13	06	00	Annex-E ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

اس وقت ضلع راولپنڈی کے تمام سکولوں کی عمارتیں مکمل ہو چکی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! اس میں جو سوال پوچھا گیا تھا کہ ضلع راولپنڈی میں پچھلے پانچ سالوں کے دوران کتنے سکول upgrade ہوئے تھے؟ تفصیل میں انہوں نے جواب دیا ہے کہ تقریباً 79 کے

قریب سکول upgrade کئے گئے ہیں۔ میرا معزز منسٹر صاحب سے ضمنی سوال ہے کہ پانچ سالوں کے دوران جو 79 سکول upgrade کئے گئے ہیں ان میں پورے ضلع راولپنڈی کی تمام چھ تحصیلوں کے سکول موجود ہیں لیکن واہ کینٹ کے اندر 09-2008 میں صرف ایک سکول کو upgrade کیا گیا ہے، اسی طرح پانچ سالوں کے دوران وہاں پر ابھی تک کسی بھی سکول کو upgrade کیا گیا ہے اور نہ ہی کوئی نیا سکول بنایا گیا ہے تو میں جناب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا وہاں پر سکول کو upgrade کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی اور اگر کی گئی ہے تو انجمن اسلامیہ سکول جس کا تفصیل میں ذکر ہے جس کی بلڈنگ بھی مکمل ہے، آیا وہاں پر تمام تر missing facilities پوری کر دی گئی ہیں یا نہیں ؟

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! آپ اس کی نشاندہی کر دیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! اس میں میرے معزز ممبر نے جو سوال کیا ہے اس میں سکول کی upgradation کا ایک criteria ہے۔ پرائمری سے مڈل ہونا ہے، مڈل سے ہائی ہونا ہے اس لئے سکول کے اندر طلباء کی تعداد، سکول کی capacity اور اساتذہ کی availability یعنی ان تمام چیزوں کو دیکھ کر ہی سکولوں کو upgrade کیا جاتا ہے۔ یہ بڑا شفاف قسم کا process ہوتا ہے اور جس جس سکول کی upgradation کی ضرورت ہوتی ہے وہاں کا متعلقہ عملہ اور EDO لکھ کر بھیجتا ہے اس حساب سے ہی ان کی upgradation کے عمل کو مکمل کیا جاتا ہے۔ میں واہ کینٹ کے بارے میں check کر لوں گا۔ اگر وہاں سے کوئی تحریری گزارش آئی ہوئی ہے کہ اس کو upgrade کرنا چاہئے تو ہو جائے گا کیونکہ criteria پر جو سکول بھی پورا اترتا ہے اس کا automatic process ہوتا ہے اور اگر بچوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جائے تو پھر وہ سکول upgrade ہوتے جاتے ہیں۔ ہم خود یہ feel کر رہے ہیں کہ اس وقت ہم نے سکول سیکٹر کے اندر جو reforms شروع کی ہیں، جو missing facilities کو پورا کر رہے ہیں، جو retention کے لئے اقدامات کر رہے ہیں اور اساتذہ کی ٹریننگ کروا کر ان کا معیار بہتر کر رہے ہیں تو ان سکولوں کے اندر اب انشاء اللہ تعالیٰ بچوں کا زیادہ influx ہوگا۔ جب influx ہوگا تو پھر جس جس سکول کی طرف سے ہمیں up gradation کی application آئے گی اس کو ہم بالکل فوری طور پر upgrade کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! اگر کوئی سکول criteria پر پورا اترتے ہیں تو ان کی نشاندہی کر دیں۔

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! میری منسٹر صاحب سے ایک گزارش یہ ہے کہ ان کا criteria بالکل اسی طریقے سے ہے کہ جہاں پر پرائمری سکول یا مڈل سکول کی requirement ہوتی ہے اس کے بعد ہی اس کو upgrade کیا جاتا ہے لیکن میں آپ کے توسط سے ان سے گزارش یہ کرتا ہوں کہ مہربانی کر کے صرف EDOs کے اوپر ان سکولوں کو نہ چھوڑا جائے کیونکہ EDOs ضلع راولپنڈی میں بیٹھتے ہیں جبکہ وہاں کی چھ تحصیلیں ہیں وہ کس کس کی نشاندہی کریں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! اگر کہیں بچوں کی strength زیادہ ہے تو آپ ان سکولوں کی نشاندہی کر دیں۔

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! منتخب نمائندوں کی بھی سفارشات ہوتی ہیں لیکن نہیں مانی جاتیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! آپ منسٹر صاحب کو بتائیں۔ اگر کوئی سکول رہ گیا ہے تو بتا دیں۔

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! وہاں پر بہت سے ایسے سکول ہیں جو پانچ سالوں کے دوران upgrade نہیں ہوئے بلکہ وہاں پر نئے سکولوں کی ضرورت ہے۔ اگر جناب مناسب سمجھیں تو میں ان کے notice میں لے آؤں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ ان کے notice میں بالکل لے کر آئیں۔ اگر کوئی سکول رہ گیا ہے تو منسٹر صاحب اس کو بالکل take up کریں گے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! مجھے بھی ایک سوال کرنا ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ایک اہم ضمنی سوال ہے۔ ویسے بھی یہ دوسرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ آپس میں ہی طے کر لیں کہ کون سوال کرنا چاہتا ہے؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! جواب دیا گیا ہے کہ "اس وقت ضلع راولپنڈی کے تمام سکولوں کی عمارتیں مکمل ہو چکی ہیں" رانا صاحب نے بہت ساری خصوصیات اور بہت سارے منصوبے گنوائے ہیں کہ یہ ہو رہا ہے اور وہ ہو رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! آپ ضمنی سوال کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! مجھے نہیں پتا کہ کون سی دنیا میں ہو رہا ہے کیونکہ onground ایسے کوئی معاملات نہیں ہیں جو یہ بتا رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ضمنی سوال کر لیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! کیا یہ confirm کرتے ہیں کہ واقعی ضلع راولپنڈی کے تمام سکولوں کی عمارتیں with all facilities complete ہیں جیسا کہ جواب میں دیا گیا ہے؟ یہ صرف اتنا بتا دیں کہ کیا ساری عمارتیں تمام facilities کے ساتھ complete ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وہ کر رہے ہیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں نے خود بھی راولپنڈی کا visit کیا ہے بلکہ میں تمام اضلاع کے visits پر جاتا ہوں۔ میں ایوان میں بڑا openly کہتا ہوں کہ اگر آپ کو کسی ایسی چیز کا پتا ہے اور یہ بھی پتا ہے کہ محکمے کی طرف سے کوئی غلط جواب آیا ہے تو بالکل آپ ہمارے notice میں لے کر آئیں تو ہم نہ صرف محکمے کے ذمہ داران کے خلاف کارروائی کریں گے بلکہ اس issue کو resolve بھی کرائیں گے۔ اس کے علاوہ آپ کی رائے کا اتنا ہی احترام ہے جتنا حکومتی بنچوں کے ممبران کا ہے۔ آپ جہاں بھی سمجھتے ہیں تو ہم اس پر عمل کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! مجھے بھی سوال کرنے دیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر!

جناب قائم مقام سپیکر: ایک سوال آپ کی طرف سے ہو گیا ہے۔ اب احمد خان صاحب سوال کریں گے۔ آپ تشریف رکھیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! سکولوں کی upgradation کا criteria منسٹر صاحب نے بتایا ہے کہ پرائمری سے مڈل اور مڈل سے ہائی کا فلاں criteria ہے۔ کیا اس میں کہیں discretion involved ہے کہ who is empowered? اگر ایک automatic process اور mechanism available ہے تو بہت اچھا ہے لیکن اگر discretion ہے تو criteria کو discretion کھا جاتی ہے۔ کیا منسٹر صاحب اس حوالے سے بتائیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ احمد خان صاحب کو تھوڑا سا criteria بیان کر دیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! 2009 کے اندر ایک criteria بنایا گیا ہے اور اسی criteria کو follow کیا جا رہا ہے۔ سکول جب پرائمری سے مڈل کرنا ہوتا ہے تو لڑکوں کے سکول کے لئے پچیس مرلہ جگہ ہونی چاہئے، enrollment کم از کم سو بچوں کی ہوتی ہے، کلاس چار اور پانچویں میں ٹوٹل enrollment بیس طلباء کی ہوتی ہے۔ یہ criteria اگر پورا کریں تو بوائز سکول کو پرائمری سے مڈل کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح لڑکیوں کے لئے بیس مرلہ کی جگہ required ہے، اسّی طالبات instead of سو طلباء اور پندرہ طالبات instead of بیس طلباء ہیں اور یہ criteria پرائمری سے مڈل کے لئے ہے۔ اسی طرح بوائز مڈل سے ہائی سکول کے لئے ایریا سات مرلے، 200 طلباء اور ساتویں آٹھویں کلاس میں انرولمنٹ 40 طلباء چاہئیں۔ اسی طرح لڑکیوں کے اندر 60 instead of Marla's 40 Marla اور 150 students چاہئیں instead of 200 students اور اس کے لئے ساتویں آٹھویں کلاس کے لئے 30 students چاہئیں۔ اس کے بعد جب ہائی سے ہائر سیکنڈری کے لئے تحصیل ہیڈ کوارٹر، مرکز ہیڈ کوارٹر اس کا فیصلہ کرتا ہے کہ کسی سکول کو ہائی سے ہائر سیکنڈری کرنا ہے۔ اس کے اندر یہ بھی دیکھنا ہے کہ وہاں پر no college or higher secondary school وہ ہے radius of 10 kilometer کے اندر تو exist نہیں کر رہا، اس کے لئے کم از کم رقبہ 16 کنال ہے اور یہ اس کا criteria رکھا ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ کا ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! بات یہ ہے کہ میرے پاس اس ایجنڈے میں اور ممبران کے سوالات بھی ہیں جو کہ میرے پاس چیمبر میں آتے ہیں کیونکہ انہوں نے بھی محنت کی ہوئی ہے۔ ایک چیز طے کی ہوئی ہے کہ ایک سوال پر تین ضمنی سوال کریں گے تو یہ پانچویں ضمنی سوال کی آپ کو permission دی۔

جناب محمد عارف عباسی: نہیں، جناب سپیکر! پانچ ضمنی سوال نہیں ہوئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ آپ ریکارڈ نکلوا کر دیکھیں۔ جی، فائزہ احمد ملک صاحبہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: میں اپنے اس سوال کی طرف جانے سے پہلے آپ کی توجہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، محترمہ! آپ سوال پر آ جائیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پچھلے سیشن میں میرا سوال pending ہوا تھا۔ منسٹر صاحب نے جو جواب دیا تھا تو میں نے ان سے request کی تھی کہ اپنے جواب کو verify کر لیں کیونکہ وہ جواب صحیح نہیں تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! وہ اس Question Hour کے بعد دیکھ لیں گے۔ آپ اپنے سوال کا نمبر بولیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! Question Hour کے بعد تو سوال نہیں ہو سکتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! کوئی مسئلہ نہیں ہے کر لیں گے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ایجوکیٹرز کو ریگولر کرنے کے حوالے سے سوال تھا اور منسٹر صاحب کا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ یہ سوال کریں۔ اس کے بعد منسٹر صاحب سے پوچھ لیں گے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! مجھے Question Hour کے اندر جواب چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ اسی کے اندر ہی وہ جواب دیں گے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! چار ماہ ہو گئے ہیں لیکن مجھے اس سوال کا جواب نہیں دیا گیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے اس پر کوئی بات نہیں کرنی؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں نے اس پر بھی بات کرنی ہے لیکن میں پہلے اپنے سابق سوال کے متعلق جواب لینا چاہتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ابھی اسی میں بات کریں۔ جو میرے پاس ایجنڈا ہے آپ اس پر بات کر لیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! یہ بھی آپ ہی نے کہا تھا کہ منسٹر صاحب جواب ایوان کے اندر دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وہ بالکل اس کا جواب دیں گے یہی میں نے آپ سے بات کی ہے۔ یہ تو نہیں کہا کہ جواب نہیں دیں گے۔ آپ اپنے سوال کا نمبر پکاریں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کروں گی کہ اس سوال کا جواب مجھے اگر ابھی اس سوال کے بعد دے دیا جائے تو میرا خیال ہے کہ بہتر ہوگا۔ میرے سوال کا نمبر 649 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: دی لیڈز سکول سسٹم کی رجسٹریشن ودیگر تفصیلات

*649: **محترمہ فائزہ احمد ملک:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا دی لیڈز سکول سسٹم افضال پارک ہربنس پورہ لاہور کینٹ گورنمنٹ سے رجسٹرڈ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور ہائی کورٹ نے آرڈر دیا ہے کہ جہاں دو حقیقی بہن بھائی پڑھتے ہوں گے ان میں سے ایک کی فیس معاف ہوگی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا سکول اس آرڈر پر عمل نہیں کر رہا ہے؟

(د) کیا حکومت مذکورہ بالا سکول کے خلاف تحقیقات کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو معزز ایوان کو وجوہات سے آگاہ کریں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) دی لیڈز سکول سسٹم افضال پارک ہربنس پورہ لاہور کینٹ گورنمنٹ سے رجسٹرڈ نہ ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ ہائی کورٹ کی جانب سے ایسا کوئی آرڈر موصول نہ ہوا ہے۔

(ج) جواب جز(ب) کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

(د) مذکورہ بالا سکول کے متعلق تحقیق کی گئی ہے۔ سکول ہذا کو نوٹس نمبری 454/Reg مورخہ 17-06-13 کو بھیجا گیا تھا اور سیکنڈ نوٹس نمبری 512/Reg مورخہ 03-07-13 کو بھیجا گیا۔ نوٹس کی کاپیاں (Annex-A+B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ سکول ہذا نے نوٹس پر عملدرآمد کرتے ہوئے سکول رجسٹرڈ کروانے کے لئے متعلقہ حکام کو درخواست مورخہ 01-08-2013 کو جمع کروادی ہے۔ کاپی Annex-C ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور گورنمنٹ کے خزانہ میں سکول رجسٹریشن فیس بھی مبلغ بارہ ہزار روپے بذریعہ چالان فارم مورخہ 01-08-2013 کو جمع کروا دی ہے۔ چالان کی کاپی

Annex-Dایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔اب سکول رجسٹریشن کے لئے under processہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر!اس کے جز(الف) میں جواب دیا گیا ہے کہ یہ سکول بے شک سرکاری ہے لیکن رجسٹرڈ نہیں ہے تو میرا وزیر موصوف سے یہ سوال ہے کہ یہ سکول کب سے رجسٹرڈ نہیں ہے اور اسے بنے ہوئے کتنا عرصہ ہوا ہے اور اس کی رجسٹریشن کیوں نہیں ہوئی؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! یہ پرائیویٹ سکول ہے گورنمنٹ کا نہیں ہے اور پرائیویٹ سکولز نے اپنے آپ کو رجسٹرڈ کروانا ہوتا ہے۔ یہ سوال 13-6-24 کو آیا تھا اور اس کا جواب 13-08-26 کو آیا تھا۔ اگر آپ اس کے جز(د) کو پڑھیں تو اس میں ہے کہ نوٹس بھیجا گیا تھا جس پر عمل کرتے ہوئے سکول نے رجسٹرڈ کروانے کے لئے محکمہ سے رجوع کیا تھا۔ اس کے مطابق پھر انہوں نے چالان بھی جمع کروا دیا تھا اور اب یہ سکول رجسٹرڈ ہو چکا ہوا ہے اور latest جو ہے کہ یہ رجسٹرڈ ہے۔ چونکہ یہ پرائیویٹ سکول ہے اور جو پرائیویٹ سکولز رجسٹرڈ ہوتے ہیں یہ اس کی مد میں آتا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ہمارے جتنے بھی سکولز ہیں اگر ان کے اندر ایک سے زیادہ بچے، کسی فیملی کے دو یا تین بچے پڑھتے ہوں تو ہائی کورٹ کی طرف سے بھی orders ہیں کہ ان کی فیس میں رعایت دی جاتی ہے اور میرا خیال ہے کہ ویسے بھی حکومت relax کرتی ہے تو کیا اس سکول میں اس پر کوئی implement ہو رہا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! اس حوالے سے ہر سکول کی اپنی پالیسی ہوتی ہے اور گورنمنٹ کے پبلک سکولز میں تو free and compulsory تعلیم دینے کے حوالے سے حکومت committed ہے اور وہ ہم provide بھی کر رہے ہیں، پرائیویٹ سکولز کے حوالے سے ایک بل پر اس وقت deliberations ہو رہی ہیں اور وہ بل حکومت کی طرف سے تیار ہو چکا ہے لیکن ہم اس کے اندر یہ چاہ رہے ہیں کہ تمام stakeholders کی input لیں۔ ہم نے اس حوالے سے ایک کمیٹی بنائی تھی جس نے کام بھی شروع کیا تھا اور پرائیویٹ سکولز کے تمام stakeholders کو بلایا گیا تھا جس میں بڑی بڑی chains کے مالکان بھی ہیں، بڑے بڑے prominent پرنسپل بھی تھے اور اسی طرح

پرائیویٹ سکولز کی بنی ہوئی مختلف تنظیموں کو بھی بلایا گیا تھا اور ان سب کو بلا کر اس پر ایک working کی گئی ہے جس کے نتیجے میں آنے والے input کو ہم بہت جلد ایوان کے سامنے لے کر آئیں گے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے یہ جاننا چاہوں گی کہ پرائیویٹ سکولز کے لئے 1984 میں ایک قانون بنا تھا کہ ان کی فیس پانچ سو روپے سے زائد نہیں ہو گی تو کیا حکومت کے نوٹس میں ہے کہ پرائیویٹ سکولز جن کی فیسیں ہزاروں میں ہیں بلکہ لاکھوں روپے میں پہنچ رہی ہیں تو اگر ایک ایکٹ منظور ہو کر قانون بنا ہوا ہے تو پھر پرائیویٹ سکولز کس اتھارٹی کے تحت اتنی فیسیں وصول کر رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! 1984 میں اتنی فیس مقرر کی گئی تھی لیکن اب اس پر عملدرآمد ہو رہا ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! 1984 میں جب Punjab Private Education Promotion and Regulation Ordinance 1984 بل بنایا تھا تو اس کے اندر بالکل پانچ سو روپے فیس رکھی گئی تھی لیکن اس کے بعد پرائیویٹ سکولز نے رٹ پٹیشن ہائی کورٹ میں دائر کر دی تو ہائی کورٹ نے کہا تھا کہ آپ فیس کا تعین نہیں کر سکتے اور یہ سکولز نے اپنے اپنے حساب سے خود کرنی ہے۔ اس کے بعد سے ان کی فیس پر حکومت کا کوئی کنٹرول نہیں رہ گیا تھا۔ اس امر کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ ان پرائیویٹ سکولز کو بھی ایک اتھارٹی کے تحت لایا جائے اور حکومت فیصلہ کرے کہ کون سا سکول کتنی فیس لے سکتا ہے۔ میں نے ابھی پہلے بتایا ہے کہ پرائیویٹ سکولز کے حوالے سے ایک بل پر ہم نے جو کام کیا ہے تو اس کے اندر ہم نے categories بنادی ہیں کہ کون سا سکول کس category میں fall کرتا ہے، کتنا رقبہ ہونا چاہئے categories A,B,C,D کہ کون سے سکول کا کتنا رقبہ ہے، اس کے اندر وہ کیا سہولیات دے رہے ہیں اور وہ کیا پڑھا رہے ہیں؟ اس حوالے سے جو بل propose کیا گیا ہے تو اس میں ان تمام چیزوں کا احاطہ کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ پہلی دفعہ corporate social responsibly ان سکولوں کو جو اتنا کماتے ہیں، اس کے اندر حکومت پہلی دفعہ پابند کر رہی ہے کہ یہ کوٹا رکھیں گے کہ بچوں کو تعلیم بھی free دیں گے اور فیس کا structure بھی حکومت کی منظوری کے بغیر اپنے سکولوں میں لاگو نہیں کر سکیں۔ اس پر ایک ریگولیٹری اتھارٹی بھی propose کی گئی ہے۔ جب یہ بل ایوان کے سامنے آئے گا اور اس پر debate ہو گی تو یہ ساری چیزیں ایوان کی امانت بنیں گی۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں نے آپ کو سوال بھیجا تھا تو اس کے بارے میں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ dispose of ہو گیا تھا۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! آپ نے خود اس پر order دیا تھا کہ وزیر موصوف بتائیں کیونکہ میں اس کے جواب سے مطمئن نہیں تھی اور آپ نے کہا تھا کہ منسٹر صاحب اسے investigate کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! اس پر چار ضمنی سوال پہلے ہی کئے جا چکے ہیں اور آپ مجھے بتائیں کہ یہ ایجنڈا ہے جس میں باقی ممبران کے بھی سوالات ہیں تو میں اسے کہاں لے کر جاؤں؟ میرے پاس ممبران آتے ہیں کہ ہمارے سوالات کی باری نہیں آتی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری گزارش تو سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! آپ خود ہی گزارش کرتے ہیں اور خود ہی اس کی violation کرتے ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ایجوکیٹرز کے ریگولر ہونے کے متعلق سوال تھا جو کہ اتنا اہم ہے کہ اسے dispose of کرنے کی وجہ مجھے سمجھ نہیں آئی۔ ایک تو محکمہ منسٹر صاحب کو غلط جواب دے رہا ہے جبکہ منسٹر صاحب ایوان کے اندر صحیح جواب دینے کے responsible ہیں لیکن میرے پاس وہ غلط جواب آیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ یہ جواب پڑھ لیں۔

(اس مرحلہ پر جواب کی کاپی معزز ممبر محترمہ فائزہ احمد ملک کو بھجوائی گئی)

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں اسے پڑھ کر کیا کروں گی؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! محترمہ اگر جواب پڑھیں تو میں نے یہی کہا تھا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر کہیں پر ایجوکیٹرز کو ریگولر نہیں کیا گیا تو آپ اس کی نشاندہی کریں۔ جب

ہم نے ایک فیصلہ کیا تھا کہ ہم نے ریگولر کرنا ہے اور اس کے بعد ہم نے ریگولر کئے بھی ہیں۔ اگر کہیں پر رہ گئے ہیں جو پیچھے بھرتی ہوئے تھے تو آپ point out کریں ہم انہیں ریگولر کریں گے۔

رانا عبدالرؤف: جناب سپیکر! بہاولنگر میں ایجوکیٹرز کو ریگولر نہیں کیا گیا۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! سرگودھا کے اندر بھرتی ہونے والے ایجوکیٹرز ریگولر نہیں ہوئے۔ اگر صوبہ پنجاب کے اندر بھرتی ہونے والے ایجوکیٹرز کہیں پر بھی ریگولر ہوئے ہیں تو مجھے اس کی کاپی دکھادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! اس معزز ایوان کو میں نے اس وقت بھی بتایا تھا کہ ایجوکیٹرز کی دو مراحل میں بھرتی ہوئی تھی۔ پہلے مرحلہ میں بھرتی ہونے والے ایجوکیٹرز کو ریگولر کر دیا تھا دوسرے، ایک certain period گزارنا ہوتا ہے، جب آپ نوکری کے اندر آتے ہیں تو ایک probation period ہوتا ہے جس کے اندر آپ کی کارکردگی کو دیکھا اور assess کیا جاتا ہے۔ اگر آپ اس قابل ہیں تو پھر آپ کو ریگولر کیا جاتا ہے اور اگر آپ کی کارکردگی اس قابل نہیں ہے، اور اس دفعہ پہلی بار ہوا ہے کہ ہم ان ایجوکیٹرز اور اساتذہ کے ٹیسٹ لے رہے ہیں، اگر مستقل ہونا ہے یا آگے ترقی ہونی ہے تو وہ آپ کی کارکردگی کی بنیاد پر ہونی ہے۔ ہم نے ایک نیا سسٹم متعارف کرایا ہے جس کے تحت جو بھی اس criteria پر پورا اترتا جائے گا وہ ریگولر ہوتا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! اس کا تفصیل کے ساتھ جواب آ گیا ہے اس لئے اب آپ تشریف رکھیں۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ، جناب سپیکر! میرا منسٹر صاحب سے یہ سوال۔۔۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! مجھے غلط جواب دیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! اگر آپ اس جواب سے مطمئن نہیں ہیں تو آپ ایک نیا سوال کر دیں یا تحریک استحقاق لے آئیں۔ اس پر پھر بات کریں گے۔ اگر محکمہ نے غلط جواب دیا ہے تو آپ تحریک استحقاق لائیں۔ اس پر بات کریں گے۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بجٹ 2012 میں حکومت نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ تمام سکول جن میں لاہور گرائمر، ایچی سن، لیڈز یا بڑے بڑے جتنے سکولز ہیں ان میں دس فیصد مستحق طلباء کو مفت داخلہ اور

تعلیم دی جائے گی۔ 2012 کے بجٹ کی speech نکال لیں جس کے اندر پیرا 17 یا 18 ہے تو میری عرض ہے کہ آج منسٹر صاحب صرف یہ بتادیں کہ کسی ایک پرائیویٹ سکول کو حکومت کی طرف سے یہ کہا گیا ہے کہ تم اتنے بچے داخل کرو۔ ایک پرائیویٹ سکول اس وقت پہلی کلاس کے ایک بچے سے اوسطاً اڑھائی لاکھ روپے لے رہا ہے۔ والدین بے بس ہیں، 1984 کا جو پرائیویٹ سکول ایکٹ ہے جس کا ابھی منسٹر صاحب ذکر کر رہے تھے، اس پر کمیٹی بنی تو اس کی صرف ایک میٹنگ ہوئی، stakeholders وہ نہیں ہیں بلکہ parents stakeholders ہیں۔

جناب سپیکر! میری عرض یہ ہے کہ کیا 2012 کے بجٹ میں جو کہا گیا تھا اُس میں سے کسی بھی سکول نے ایک مستحق بچے کو admission دیا؟ حکومت نے کہا تھا کہ یہ ہم کریں گے۔ 2012 کا بجٹ نکال کر دیکھ لیں اُس میں یہ کہا گیا تھا اور میں ابھی Constitution کے 25a کی طرف نہیں آرہا کیونکہ مجھے پتا ہے کہ آپ اُس پر مجھے ابھی اجازت نہیں دیں گے میں صرف اس سوال پر ہوں۔ منسٹر صاحب یقیناً محنت کر رہے ہوں گے کہ 2012 میں جو حکومت پنجاب کے بجٹ Finance Bill جو کہ بہت بڑی چیز ہے اُس میں کہا گیا تھا کہ 10 فیصد بچوں کو ہم داخلہ دیں گے Lahore Grammar، Aitchison اور top schools میں، کیا کسی ایک بچے کو داخلہ دیا گیا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! اس پر کوئی implements کیا گیا ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! پہلے میری شیخ صاحب سے یہ گزارش ہے کہ Question Hours میں ضمنی سوال ہی پوچھا کریں۔ وہ تحریک التوائے کار اور اس کو mixed کر کے تقریر کر رہے ہیں اس کی ضرورت نہیں تھی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ خود فیصلہ کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب اس کا جواب آنے دیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! جواب ٹھیک نہ ہو تو تقریر ہی کرنا پڑتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ نے ایک سوال کے چار ضمنی سوالات کئے ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک جناب سپیکر! ہر دفعہ میرا ہی سوال۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، جو میرے پاس agenda موجود ہے اس میں آپ کا سوال تھا میں نے آپ کو پورا موقع دیا۔ محترمہ آپ نے چار ضمنی سوالات کئے ہیں۔ آپ کے سوال نمبر 649 کے against

اگر آپ اُس سے ہٹ کر کوئی اور بات کریں تو میں اس پر آپ کو اجازت نہیں دے سکتا کیونکہ آپ نے چار ضمنی سوالات کئے ہیں پانچواں بھی اگر آپ اس سوال سے relate کرتیں تو میں آپ کو اجازت دیتا۔ اب آپ اس کا جواب لے لیں۔ جی منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! پہلے تو محترمہ ہمارے لئے بہت قابل احترام ہیں، ماشاء اللہ 2002 کی اپوزیشن میں ان کا بڑا فعال کردار رہا ہے میں ان کی بہت respect کرتا ہوں اور اگر انہیں کوئی issue ہے تو میں نے on the floor of the house کہا ہے کہ identify کریں، جہاں پر ریگولر نہیں ہوئے ہیں، جہاں پر criteria کو violate کیا گیا ہے، میں بالکل ان کے ساتھ کھڑا ہوں گا اور ہم اس چیز کو rectify کریں گے۔

جناب سپیکر! دوسری بات جو شیخ صاحب نے کی ہے اور انہوں نے بڑا valid point raise کیا ہے، بالکل 2012 کے اندر ایک فیصلہ ہوا تھا کہ یہ جتنی بھی بڑی chain ہے ان کو corporate social responsibility کے اندر یہ 10 فیصد جو student ہیں ان کو یہ free of cost تعلیم بھی دلوائیں گے اور ان کے لئے اپنے سکول میں گنجائش بھی پیدا کریں گے لیکن جب ہماری ان کے ساتھ meetings ہوئیں تو ان کے number of issues تھے کیونکہ اس وقت جب ہم fee structure کو categories کے مطابق بنانے جا رہے ہیں تو ان کا یہ مؤقف تھا کہ جب ہم کام complete کر لیں، وہ ہمارے ساتھ موجود تھے پہلی بات تو یہ ہے کہ اُن کی ایک resistance تھی کہ جب آپ یہ structure بنا رہے ہیں اس کے مطابق آپ ہماری corporate social responsibility میں بھی جو ہمیں کہیں گے ہم کرنے کو تیار ہیں لیکن حکومت cleared ہو جائے کہ وہ کرنا کیا چاہتی ہے؟ تو اس وقت جو Private Schools Bill ہے اُس پر ہماری working complete ہو چکی ہے اب اس working کو جو Bill propose ہے ہم ایوان میں لے کر آ رہے ہیں جب وہ ایوان میں آئے گا تو اس پر debates بھی ہوں گی اور اس کے اندر جو amendments لے کر آنا چاہتے ہیں جو ہمارے معزز ممبر ہیں وہ بتائیں گے۔ جو parents کی بات کی اور جو تمام basic stakeholders ہیں ان کو شامل کر کے ایک Private School Regularity Authority بھی اس میں propose کی جا رہی ہے جس کے تحت ان تمام چیزوں کا احاطہ کیا جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے اس بات کو تسلیم کیا ہے لیکن stakeholders صرف parents ہیں سکولوں کی انتظامیہ نہیں، یہ مان لیں وہ تو لوٹ رہے ہیں اور وہ stakeholders کیسے ہیں؟

جناب سپیکر! دوسری بات جب بجٹ میں حکومت نے کہہ دیا ہم یہ کریں گے تو اس کے بعد stakeholders کو بلانے کی کیا ضرورت ہے؟ Implement کریں آپ law دیکھ لیں implement کریں جب ہم duty announce کرتے ہیں، جب environment کے اوپر ہم بلاتے ہیں، میری بات سنیں آپ کے گھر کے قریب خدا نہ کرے ایک bridge بننے لگا ہے environment والے 1997 under the law کے تحت پبلک کو بلائیں گے کہ آپ stakeholders ہیں، سکول والے stakeholders نہیں ہیں منسٹر صاحب کو پتا ہے اور مجھے انہوں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ میرا آپ کو جواب ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! اس پر Bill آرہا ہے امید ہے کہ اس دفعہ اس پر implement کروائیں گے۔

شیخ علاؤالدین: Stakeholders صرف parents کو مانیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ! سوال نمبر بولیں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: شکریہ۔ جناب سپیکر ! سوال نمبر 654 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے
۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع جہلم: گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول ملیار کے مسائل کی تفصیلات

*654: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول ملیار میں کتنی ٹیچرز کام کر رہی ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس سکول میں طالبات کی تعداد کے مطابق ٹیچر کی تعداد کم ہے؟

(ج) مذکورہ سکول میں ٹیچرز اور درجہ چہارم کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں، کتنی کب سے خالی ہیں نیز یہ کب تک پُر کر دی جائیں گی؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول میں اساتذہ اور طالبعلموں کے لئے فرنیچر نہ ہے، کیا حکومت فرنیچر دینے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) گورنمنٹ پرائمری سکول ملیار میں کل چار ٹیچرز کام کر رہی ہیں۔

(ب) درست نہ ہے۔ ٹیچرز کی تعداد طالبات کی تعداد کے مطابق ہے۔

(ج) سکول ہذا میں درجہ چہارم کی منظور شدہ اسامی نہ ہے۔ البتہ چار اسامیاں برائے اساتذہ منظور شدہ ہیں جو کہ پُر ہیں۔ کوئی اسامی خالی نہ ہے۔

(د) درست نہ ہے۔ مذکورہ سکول میں اساتذہ اور طالب علموں کے لئے فرنیچر موجود ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میں نے Government Girls Primary School کے بارے میں سوال کیا تھا جس کے جواب کے جز (ب) میں لکھا ہے teacher کی تعداد طالبات کی تعداد کے مطابق ہے تو میرا ضمنی سوال ہے کہ اگر ایک primary school کی extra classes nursery وغیرہ کو نہ بھی ملائیں تو بھی پانچ classes تو بنتی ہیں جبکہ یہاں teachers کی جو تعداد ہے وہ صرف چار بتائی گئی ہے تو ذرا بتا دیں کہ سکول میں جو طالبات ہیں اور teachers کی تعداد کیسے برابر ہو گئی؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! اس سکول کے اندر بچوں کی total تعداد 93 ہے اب دنیا کے اندر جو best practices چلتی ہیں اُن کے اندر 20 کی Ratio جو ہے 291 کی ہوتی ہے، یہاں پر اگر آپ اس کو دیکھیں تو یہاں پر 25 اور 21 کی ratio آ رہی ہے بلکہ یہ 1-23 کی Ratio آ رہی ہے تو چونکہ یہ ایک criteria ہے جس کے مطابق teachers کو رکھا جاتا ہے۔ 93 بچوں کے لئے چار teachers ہیں جو کہ تعداد کے مطابق ہیں اب جب اس کے اندر expansion کی بچوں کی تعداد کے اندر جب اضافہ ہو گا اس کے حساب سے teachers کی تعداد میں بھی اضافہ ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! بالکل منسٹر صاحب نے ٹھیک بات کی، پانچ کلاسوں سے ہی میں رکھوں گی اس میں nursery اور prep کی طرف میں نہیں لے کر جاتی اس کا مطلب ہے ایک کلاس کے پاس class teacher موجود نہیں چار کو تو وہ entertain کر رہے ہیں جبکہ جز (ج) میرا سوال

تھا کہ درجہ چہارم کی منظور شدہ اسامی کوئی ہے تو ڈیپارٹمنٹ اس کا جواب دیتا ہے کہ درجہ چہارم کی کوئی اسامی وہاں پر موجود نہیں تو اس کا مطلب ہے کہ سکول کی صفائی ستھرائی کے لئے بچوں کو استعمال کیا جا رہا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! محترمہ کا concern مجھے بہت نظر آ رہا ہے یہ کل visit کریں اور visit کر کے بتائیں سکول کے اندر جو problems ہیں یہ Treasury Bench کی نمائندگی کرتی ہیں یہ ہمیں بتائیں ہم اس کو دور کریں گے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میں ابھی بتا دیتی ہوں میں نے اس پر research کی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بتا دیں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! جو furniture ہے وہ بھی صرف دو class rooms کے لئے موجود ہے اور باقی تین classes کے بچے اپنے گھر سے خود کوئی چادر یا کوئی ٹاٹ لے کر آتے ہیں اور وہاں سکول کے اندر بیٹھ رہے ہیں۔ سکول کے اندر درجہ چہارم کی کوئی اسامی نہیں ہے، بچے صفائی ستھرائی خود سے کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! محترمہ نے اس سکول کو visit بھی کر لیا ہے تو اس کو personally دیکھیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، امجد علی جاوید صاحب!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! منسٹر صاحب! ہمیشہ سکولوں اور ٹیچروں کی کمی کو justify کرنے کے لئے best practices کی آڑ لے کر بات کرتے ہیں۔ 29 students per class یعنی جو کلاس ہوتی ہے اگر وہ 29 students سے بڑھ جاتی ہے تو پھر اس کا ایک اور سیکشن بنایا جاتا ہے تاکہ ایک ٹیچر کے پاس اس مقررہ تعداد سے زیادہ بچے نہ ہوں۔ وہ اس لئے نہیں ہے کہ کلاسیں پانچ ہوں اور ٹیچر چار ہوں۔ اگر ایک کلاس میں ایک ٹیچر بھی ہوگا، آپ کو یاد ہوگا کہ جی سی یونیورسٹی آف لاہور نے ایک سٹوڈنٹ کو پڑھانے کے لئے ایک لیکچرار جو اس وقت پروفیسر تھے وہ باہر سے ہائیر کئے تھے۔ یہ جس چیز کی آڑ لے کر اس بات کو justify کرنے کی کوشش کر رہے ہیں وہ اس کا عنصر نہیں ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ضمنی سوال کر دیں کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ یہ 29 students per teacher کا جو حوالہ دے رہے ہیں یہ اس کا سیکشن بنانے کے لئے ہے، یہ کلاسوں کے حوالے سے نہیں ہے کہ کلاسیں جتنی مرضی ہوں آپ اس کو multiply یا تقسیم کر کے ٹیچر رکھیں، یہ ایسا نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ ان کی suggestion ہے۔

جناب امجد علی جاوید: یہ suggestion نہیں بلکہ دنیا کا قانون ہے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ forum ایسا ہے کہ جس جگہ کوتاہیاں اور کمیاں ہیں ان کی بالکل نشاندہی ہونی چاہئے لیکن تنقید برائے تنقید نہیں ہونی چاہئے۔ اس حکومت کا vision ہے، اسی حکومت نے اسّی ہزار سے زیادہ educators پچھلے دور میں بھرتی کئے اور اس وقت تیس ہزار educators کی مزید بھرتی ہو رہی ہے۔ جن جن سکولوں کے اندر کمیاں ہیں ان کو پورا کیا جائے گا لیکن یہ نشاندہی سکول کونسل، وہاں کا متعلقہ عملہ اور جو سٹاف ہے وہ کرتا ہے لیکن یہاں پر آج تک اس طرح کی کوئی شکایت نہیں آئی ہے۔ اگر کوئی چیز ہے تو میں نے محترمہ کو offer کی ہے، انہوں نے تو یہاں سے بیٹھ کر research کی ہے، یہ جا کر بالکل visit کریں۔ ہمیں اپنے سکولوں کو visit کر کے ان میں جو جو problems ہیں ان کو identify کرنا چاہئے۔ ہمارے پاس جو فنڈز ہیں ان میں سے جو کچھ ہو سکتا ہے وہ ہم بالکل کر کے دیں گے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ آخری ضمنی سوال ہے، محترمہ راحیلہ انور صاحبہ!

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! ابھی درجہ چہارم کی جو بات ہو رہی ہے۔ منسٹر صاحب نے جو جواب دیا میرا خیال ہے کہ وہ ہم لوگوں کو تو seriously لیتے ہی نہیں ہیں۔ انہوں نے میری بہن کو کہا ہے کہ یہ چل کر visit کر لیں، میں تو ہوں ہی اُس area کی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے visit کیا ہے؟

محترمہ راحیلہ انور: جی، جناب! وہ میرا area ہے۔ اُن کے پیچھے ایوان کے معزز ممبر نذر حسین گوندل صاحب بیٹھے ہیں اُن کا بھی یہ area ہے اور میرا بھی area ہے۔ محترمہ نے جو بات کی ہے وہ hundred

percent correct ہے وہاں پر ایک سکول نہیں بلکہ کتنے ہی سکول ہیں جن میں بچے خود صفائی کرتے ہیں۔ یہ اس بات کو serious لے لیں۔ کوئی بات نہیں ہم بھی انسان ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ serious لے رہے ہیں۔۔۔

محترمہ راحیلہ انور: لیکن اب میرا خیال ہے کہ وہ اس بات کو serious نہیں لے رہے ہیں۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، serious لے رہے ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! دوسرا میں ان سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس کے ساتھ ہی ایک گاؤں "ننگت" ہے۔ وہاں پر ایک ہائی سکول ہے، اس کے درمیان میں راستہ آتا ہے وہاں پر جنگلات ہیں جہاں سے کوئی بچی گزر کر جانے کو تیار نہیں ہے اور وہاں راستہ بھی نہیں ہے۔ میں ان سے kindly یہ پوچھوں گی کیا یہ اس سکول کو upgrade کرنے کے لئے سوچ رہے ہیں؟ انہیں practical ہو کر دیکھنا چاہئے کہ اگر بچیاں سکولوں میں نہیں جائیں گی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ نے نشاندہی کر دی ہے۔ منسٹر صاحب! اس کو دیکھیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں انہیں خود لے جاؤں گی۔ ان کے پیچھے نذر حسین گوندل صاحب بیٹھے ہیں وہ انہیں لے جائیں گے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! [******] انہوں نے جو بات کی ہے اس کے اوپر جو rooms کہیں گے وہ میں بنوا کر۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اس کا کچھ کریں۔ اگلا سوال میاں طاہر صاحب!

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر!۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! وہ ان کے نوٹس میں آ گیا ہے، آپ نے نشاندہی کر دی ہے۔ میاں طاہر صاحب! آپ اپنا سوال نمبر بولیں۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! سوال نمبر 691 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد: پی پی۔69 میں سکولوں کی عمارات کی تعمیر کے لئے فراہم کئے گئے فنڈز و دیگر تفصیلات

*691: میاں طاہر: کیاوزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) پی پی-69 فیصل آباد میں سکولوں کی عمارات کی تعمیر کے لئے مالی سال13-2012اور 12-2011کے دوران کتنی رقم کس کس سکول کی عمارت کی تعمیر کے لئے فراہم کی گئی،ان سکولوں کے نام بتائیں؟

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر صفحہ نمبر887الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

(ب) ان میں سے کس کس سکول کی عمارت مکمل ہو چکی ہے اور کس کی عمارت زیر تعمیر ہے؟

(ج) کیاان سکولوں کی عمارات کی تعمیر کی تصدیق کسی تھرڈ پارٹی سے کروائی گئی ہے؟

(د) کس کس سکول کی عمارت میں ناقص میٹریل کے استعمال کی نشاندہی ہوئی ہے؟

(ہ) ان عمارات کی ناقص تعمیر کے ذمہ داران کون کون ہیں اور ان کے خلاف کیاایکشن لیا گیا ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانامشہود احمد خان):

(الف) پی پی-69 فیصل آباد میں سکولوں کی عمارات کی تعمیر کے لئے مالی سال12-2011کے دوران فراہم کی گئی رقم کی تفصیل حسب ذیل ہے تاہم مالی سال13-2012کے دوران مذکورہ حلقہ میں سکولوں کی عمارات کی تعمیر کے لئے کوئی فنڈز فراہم نہ کئے گئے ہیں۔

نام سکیم	فراہم کردہ فنڈ	کل خرچ	کام کی تفصیل
اسٹیبلشمنٹ آف گورنمنٹ گرلز مڈل ہائر سیکنڈری سکول علامہ اقبال کالونی فیصل آباد سال12-2011	75لاکھ روپے	75 لاکھ روپے	6عدد کلاس روم ڈبل سٹوری فاؤنڈیشن کام مکمل ہو چکا ہے۔
ایم سی بوائز ایلیمنٹری سکول ملت کالونی فیصل آباد میں06کمرہ جات 1عدد ٹائلٹ بلاک کی تعمیر سال12-2011	65لاکھ روپے	65لاکھ روپے	کام مکمل ہو چکا ہے۔

(ب) دونوں سکولوں کی عمارات مکمل ہو چکی ہیں۔

(ج) محکمہ بلڈنگ EDO(Work & Services) فیصل آباد سے ان سکولوں کی تعمیر کروائی گئی ہے۔ بلڈنگ سکول ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کو handover ہو گئی ہے۔ تاہم بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ نے کسی تھرڈ پارٹی سے تعمیر کی تصدیق نہ کروائی ہے۔

(د) متعلقہ محکمہ کی رپورٹ کے مطابق کسی قسم کے ناقص مٹیریل کے استعمال کی نشاندہی نہ ہوئی ہے۔

(ہ) جواب جز(د) کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں طاہر: جناب سپیکر! جز (الف) میں کہا گیا ہے کہ مالی سال 13-2012 کے دوران سکولوں کی عمارتوں کے لئے کوئی فنڈز فراہم نہ کئے گئے ہیں جبکہ میں نے اس ایوان میں آتے ہی منسٹر صاحب کو سکولوں کے نام لکھ کر دیئے تھے جو missing facilities میں بھی آتے تھے۔ وہاں پر میرے حلقہ میں بچوں کا کوئی پرسان حال نہیں ہے، ان کے پاس تو بیٹھنے کے لئے چھت بھی نہیں ہے۔ میں آپ کو کئی ایسے سکول visit کروا سکتا ہوں جن کی چار دیواری تک نہیں ہے۔ اس کے بعد جو میرا ضمنی سوال ہے کہ جز (ج) میں کہا گیا ہے کہ third party سے تصدیق نہ کروائی گئی ہے۔ میں منسٹر صاحب سے وضاحت طلب کروں گا کہ کیا کوئی amount fix کی جاتی ہے جس کی third party تصدیق کرتی ہے یا کرپشن کی نشاندہی کرتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! سکول کی بلڈنگ بنانے کا کام محکمہ ہاؤسنگ کرتا ہے یہ سکولز ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ خود نہیں کرتا۔ سکولز ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ ایک طرح سے خود evaluate کر رہا ہوتا ہے کہ محکمہ جو کام کر رہا ہے وہ ٹھیک ہے یا نہیں ہے؟ ہم نے missing facilities کے حوالے سے اتنے زیادہ پیسے رکھے ہیں اور اب ہمارا جو سسٹم ہے اس میں ہم third party evaluation کو بھی شامل کر رہے ہیں۔ اس طرح یہ چار tiers کے اندر اس کی چیکنگ ہوگی۔ جو دونوں سکول مکمل ہوئے ہیں ان میں ناقص مٹیریل کے حوالے سے کوئی شکایت نہیں آئی ہے۔ اس کے اوپر ای ڈی او (ایجوکیشن)، ای ڈی او (ورکس) نے کام کیا اور اس کو متعلقہ ڈی سی او monitor کر رہے ہوتے ہیں۔ اس کے اوپر already evaluation ایک level پر نہیں بلکہ تین levels پر ہو رہی ہوتی ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! جن کا سوال ہے وہ پیچھے کھڑے ہیں۔ آپ ان سے اجازت لے لیں، میں ان کو بٹھا دیتا ہوں۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! شیخ صاحب کو بھی ایک سوال کرنے کی اجازت دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں طاہر صاحب! پہلے آپ سوال کر لیں پھر آپ کے بعد ان کو موقع دے دوں گا۔ اگر شیخ صاحب کے بعد آپ نے سوال کرنا ہے تو پھر۔۔۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! میں نے تو سوال کرنا ہے کیونکہ یہ میرا سوال ہے۔ میں نے اتنی محنت کی ہے اور اب یہ سوال آیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کریں۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! میری منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ ابھی انہوں نے کہا کہ ای ڈی او ایجوکیشن اور ای ڈی او ورکس اس کی نگرانی کرتے ہیں۔ آپ اگر اپنے گھر کی بلڈنگ بناتے ہیں تو اس کو پچاس سال تک کچھ نہیں ہوتا لیکن جب آپ سکول میں جاتے ہیں، میں ابھی بھی اپنے حلقہ میں دو سکولوں کی نشاندہی کر سکتا ہوں جن کی چار سال پہلے بلڈنگ بنائی گئی تھی اور اب وہ گرنے کے لئے تیار کھڑی ہیں۔ وہاں پر بچے کلاس روم کے اندر نہیں بیٹھ سکتے۔ میں نے چھ سکولوں کے نام on the floor of the House کھڑے ہو کر منسٹر صاحب کو note کروائے تھے لیکن آج تک ان پر ایکشن نہیں لیا گیا۔ آج تک وہاں کسی نے جا کر visit کرنا پسند نہیں کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کے تقدس کو پامال نہ کیا جائے بلکہ جب بھی کوئی معزز ممبر کھڑا ہو کر کوئی نشاندہی کرتا ہے تو اس پر سختی سے عملدرآمد کرایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! سکول کی عمارت building department بناتا ہے جو ایک علیحدہ ڈیپارٹمنٹ ہے۔ سکولز کے متعلق جو آپ بات کریں گے یہ تو ان کے handover کر دیں گے۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! ابھی منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ ای ڈی او ایجوکیشن نے اس کی نگرانی کی ہے۔ آپ ریکارڈ نکلوا لیں انہوں نے ابھی on the floor of the House کہا ہے کہ ای ڈی او ایجوکیشن نے اس کی نگرانی کی ہے۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں پہلی بات معزز ایوان سے یہ request کروں گا کہ جب Chair بات کر رہی ہوتی ہے تو کم از کم اس ایوان کا تقدس یہ ہونا چاہئے کہ ایوان کو خاموشی سے سننا چاہئے۔ اس کے بعد اگر کوئی اعتراض ہو تو Chair کی بات کے بعد آپ اس اعتراض کو میرے سامنے لے کر آئیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! اس کا جواب دے دیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! دوسری جو بات انہوں نے کی ہے دیکھیں، ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ بلڈنگیں نہیں بناتا بلکہ یہ building department کا کام ہے اور میں نے اس کا پورا procedure آپ کے توسط سے ایوان کو بتایا ہے۔ اس کی متعلقہ ڈی سی او نگرانی کر رہے ہوتے ہیں جس کے اندر ای ڈی او (ایجوکیشن) اور ای ڈی او (ورکس) بھی ہوتے ہیں۔ جب بھی کسی سکول کے اندر ناقص مٹیریل کی شکایت آتی ہے تو جب کارروائی ہوتی ہے تو پھر ان تمام متعلقین کے خلاف ہوتی ہے۔ اس کے اندر جو نشاندہی انہوں نے کی تھی اس میں بوائز سکول تھے۔ بوائز سکول کے بارے میں ہم already بتا چکے ہیں کہ ہم اس کا اگلے سال آغاز کر رہے ہیں اور اس سال ہم نے زیادہ فنڈز گرلز سکولوں کو دیئے ہیں۔ اگلے سال انہوں نے جو نشاندہی کی ہے اور اگر وہاں پر متعلقہ افسران نے visit نہیں کیا ہے تو میں ابھی make sure کروں گا۔ یہاں پر ڈیپارٹمنٹ موجود ہے وہ جن سکولوں کی نشاندہی کر رہے ہیں ان سکولوں کو visit کیا جائے گا اور جو ان کے تحفظات ہیں ان کو دور کیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! ان سکولوں کا visit کروائیں اور جیسا کہ میاں صاحب کہہ رہے ہیں اگر وہاں پر غلط میٹریل استعمال کیا گیا ہے تو اس کی انکوائری کرا کر اس پر بھی کارروائی کریں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): ٹھیک ہے۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! میں نے جز (الف) میں سوال پوچھا تھا جس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ سال 2012-13 میں سکولوں کی عمارات کی تعمیر کے لئے کوئی فنڈز فراہم نہ کئے گئے ہیں۔ ابھی منسٹر صاحب floor پر کھڑے ہو کر کہہ رہے ہیں کہ ہم نے بچیوں کے سکولوں میں کام کروایا ہے۔ اس کی نشاندہی کی جائے کہ 2012-13 کے دوران وہ کون سے سکول ہیں جن میں کام کروایا گیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں نے جو on the floor of the House کہا ہے کہ اس سال ہمارا emphasis، میں نے تو کسی specific year کی بات ہی نہیں کی بلکہ میں تو اس سال کی بات کر رہا ہوں کہ اس سال حکومت کا focus اور emphasis گرلز سکولوں کی missing facilities کو پورا کرنا ہے۔ اگلے سال پنجاب کے باقی ماندہ بوائز سکول ہیں۔ جنوبی پنجاب میں ہم missing facilities کو پورا کریں گے جس میں یہ حلقہ بھی آتا ہے۔ اس کے اندر جو جو missing facilities کی چیز آتی ہے وہ ہم پوری کر کے دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب!اس سال آپ ان missing facilities کو پورا کریں۔ دیکھیں، میاں صاحب!آپ نے چار ضمنی سوال کر لئے ہیں۔ مجھے بتائیں کہ۔۔۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! میرے سوال کا جواب نہیں آیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کے کون سے سوال کا جواب نہیں آیا؟

میاں طاہر: جناب سپیکر! ابھی منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ ہم نے آنے والے سال میں یہ رکھے ہیں۔ مجھے ای ڈی او ایجوکیشن کے آفس سے فون آتا ہے کہ ہم نے آپ کے دو سکول رکھ دیئے ہیں جو already تعمیر شدہ ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب سے یہ کہہ رہا ہوں کہ کیا اگر محکمے کا کوئی بندہ ایسے غلط بیانی کرتا ہے تو کیا آپ اس کے خلاف کارروائی کرتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: میاں طاہر صاحب! بات یہ ہے کہ انہوں نے نئے سکول بنانے کا نہیں کہا بلکہ missing facilities کا کہا ہے۔ اگر آپ کی نظر میں کوئی ایسی جگہ ہے جہاں پر missing facilities ہیں تو وہ آپ منسٹر صاحب کے نوٹس میں لے آئیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس سال کے ADP میں شامل کرا کر ان missing facilities کو پوری کروا دیں گے۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! میں نے پچھلے سیشن میں بھی note کروایا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ان کے پاس پھر note ہوں گی لیکن اب آپ ان کو دوبارہ آکر بتادیں۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! اس پر ابھی تک کوئی ایکشن نہیں لیا گیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! ابھی تو وہ پالیسی بنا رہے ہیں، ابھی کہیں پر کام نہیں ہوا، ابھی تو آپ کا financial year start ہوا ہے۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! وہاں پر تعمیر شروع ہونے لگی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اس کو دیکھ لیں۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! ٹھیکیداروں کو کام دے دیئے گئے ہیں missing facilities میں دو، دو کلاس روم اور چار دیواری کے لئے جو فنڈز رکھ دیئے گئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ان سکولوں میں کام کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ ہمیں تو ان سکولوں میں کام کرنا چاہئے جہاں پر چار دیواری اور کمرے نہیں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! جن میں ہو رہے ہیں ان میں تو ہونے دیں اور آپ مزید نشاندہی کر دیں۔ منسٹر صاحب! آپ ان سے لسٹیں لے لیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں نے بتایا ہے کہ گرلز سکولوں کا کام اس سال ہو رہا ہے اور بوائز سکولوں میں اگلے سال شروع ہو جائے گا۔ مجھے میاں صاحب کا بڑا احترام ہے اور ان کو جہاں reservation ہے میں on the floor of the House کہہ رہا ہوں کہ ابھی Question Hour کے بعد متعلقہ محکمے کی میٹنگ کراتا ہوں، وہ visit بھی کریں گے اور ان کے تحفظات کو بھی دور کروائیں گے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! یہ چھٹا ضمنی سوال ہے جن کے یہ سوالات ہیں اور جنہوں نے محنت کی ہے تو پھر وہ بے چارے رہ گئے۔

جناب منان خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہاں پر جو decided ہے۔ اس کے مطابق میں تین ضمنی سوال ہونے دوں گا اس کے بعد چوتھا سوال نہیں ہو گا اور یہ بات کنفرم ہے۔ جی، آپ بات کریں۔

جناب منان خان: جناب سپیکر! ابھی missing facilities کے حوالے سے بات ہو رہی تھی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت اچھا اقدام ہے لیکن جتنے معزز ممبران اسمبلی بیٹھے ہوئے ہیں کیا وہ ان سے مشورہ لینے کا سوچ نہیں سکتے یہ سمجھتے ہیں اور کیا ان کو شعور نہیں ہے؟ محکمہ ایجوکیشن نے کسی سے مشورہ نہیں کیا۔ لوگ ہمیں پوچھتے ہیں، ہمیں پتا نہیں ہوتا اور ٹینڈر لگے ہوتے ہیں تو بعد میں پتا چلتا ہے کہ یہاں یہاں یہ سکیمیں آ گئی ہیں۔ ایک معزز ایم پی اے صاحب نے کچھ دیر پہلے بات کی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ میرے حلقے کے سکول میں جو boundary wall بنی ہوئی تھی اس کو گرا کر دوبارہ بنانے آ گئے ہیں۔ میرا کہنا کا مقصد ہے کہ صحیح طریقے سے کام ہونا چاہئے، انہیں دیکھنا چاہئے، معزز ممبران سے مشورہ لینا چاہئے اور ان سے میٹنگ کرنی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! ماضی کی جو یہ بات کر رہے ہیں، اب ہماری طرف سے بڑی clear instruction and directions ہیں۔ تمام DCOs کو یہ کہہ دیا گیا ہے

کہ جو وہاں پر ہماری کمیٹیاں بنی ہوئی ہیں جس میں ہمارے منتخب نمائندے شامل ہیں،اس کے اندر میں نے بات کی تھی کہ اپوزیشن کی طرف سے بھی جو کہیں گے،کیونکہ محکمے کی طرف سے ایک summary initiate ہوئی تھی جس میں بتایا گیا تھا کہ ہم اگلے سال یہ کرنا چاہتے ہیں وہ سمری میں نے اس observation کے ساتھ واپس کی تھی کہ جب تک جو متعلقہ ضلع کی کمیٹی بنی ہوئی وہ اس کو recommend نہیں کرے گی اس وقت تک میں اس کو approve نہیں کروں گا۔already Justice Coordination Committees بنائی گئی ہیں اس میں سب کچھ ان کی مشاورت سے ہو گا،اب اگلے road map میں ہمارے منتخب نمائندگان کی آراء کو ترجیح دی جائے گی لیکن اس میں سکول کا اپنا road map بھی ہے جہاں پر وہ سمجھتے ہیں کہ سکول کے پاس جو سارا data اکٹھا ہو رہا ہے ان دونوں کو اکٹھا کر کے اس کے حساب سے آگے کام شروع کرائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،اگلا سوال محترمہ حنا پرویز بٹ صاحبہ کی طرف سے ہے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،مجھے پتا ہے آپ نے جو بات کرنی ہے۔آپ کی Privilege Motion کمیٹی کے سپرد ہے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر!میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،آپ پھر اگلا سوال پر ضمنی سوال کر لیں۔محترمہ حنا پرویز بٹ صاحبہ سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر!سوال نمبر 867 ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور:سکولوں کی مرمت و تعمیر پر ہونے والے اخراجات کی تفصیلات

*867: **محترمہ حنا پرویز بٹ:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں سال 13-2012 کے دوران مرمت و تعمیر/از سر نو تعمیر شدہ ہر سکول کے اخراجات کی تفصیلات فراہم کی جائیں؟

(ب) کن کن اخبارات میں لاہور کے سکولوں کی تعمیر/از سر نو تعمیر اور مرمت کے لئے ٹینڈر دیئے گئے؟

(ج) کتنے سکولز مرمت کئے جا چکے ہیں اور حکام کے حوالے کئے گئے؟
(د) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سکولوں کی تعمیر میں استعمال ہونے والے گھٹیا مٹیریل کے استعمال کی شکایات موصول ہوئی ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):
(الف) لاہور میں سال 2012-13 کے دوران سکولوں کی مرمت و تعمیر / از سر نو تعمیر پر کل 271.632 ملین رقم مختص کی گئی جس میں سے 188.219 ملین رقم خرچ ہوئی۔ تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
(ب) لاہور کے سکولوں کی تعمیر / از سر نو تعمیر اور مرمت کے لئے ٹینڈر درج ذیل اخبارات میں دیئے گئے۔

1.	Daily Express	2.	Daily Pakistan
3.	Daily Nawa-e-Waqat	4.	Daily Hum Insaan
5.	Daily Khabrain	6.	Daily Din

کاپیاں ضمیمہ (بی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔
(ج) 32 سکولوں کی مرمت کا کام مکمل ہو چکا ہے اور ان کو متعلقہ حکام کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ تفصیل ضمیمہ (سی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
(د) دفتر ہذا میں ان سکولوں کی تعمیر پر گھٹیا مٹیریل کے استعمال کی کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (الف) کے مطابق سکولوں کی تعمیر کے لئے 271 ملین روپے allocate کئے گئے تھے جس میں سے صرف تقریباً 182 ملین روپے خرچ کئے گئے اور باقی بیلنس 83 ملین روپے کیوں خرچ نہیں کئے گئے جبکہ ایجوکیشن میں
In construction of school is the top priority of the Punjab Government.

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! سال 2012-13 کے دوران مرمت و تعمیر / از سر نو تعمیر شدہ ہر سکول کے اخراجات کی تفصیلات مانگی گئی تھیں۔ اس کے اندر محکموں میں

capacity کا issue ہمیشہ رہا ہے۔آپ یہ دیکھیں کہ جو پیسا allocate کیا جاتا تھا وہ پیسا اس طرح خرچ نہیں ہوتا تھا اور وہ واپس ہو جاتا تھا۔14-2013 کے اندر یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ جتنا پیسا allocate ہوا تو ہم نے اس سارے پیسے کو استعمال کیا اور جس مقصد کے لئے اسے رکھا گیا تھا وہ پورا ہوا تو جو پیسا واپس ہوتا ہے وہ ضائع نہیں ہوتا ہے جو سکیمیں ongoing ہوتی ہیں اور جب وہ پیسا پورے سال کے اندر استعمال نہیں ہوتا تو اگلے سال کی ongoing سکیموں کے اندر آ جاتا ہے پھر وہ پیسا جس مقصد کے لئے ہوتا ہے تو وہ اُس کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو لوگ اس mismanagement کے responsible ہیں تو کیا ان کے خلاف کوئی legal action لیا گیا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! جب interm setup آ گیا تھا تو اس کے اندر یہ کام رک گیا تھا اور ہمارے آخری فیز کے اندر کام نہیں ہو سکا تھا۔ اب اس سال چونکہ continuity ہے تو اللہ کے فضل سے سارے کا سارا پیسا استعمال بھی ہو گا اور اس پر کام بھی ہو گا۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آصف صاحب! آپ بات کریں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے یہاں on the floor of the House کھڑے ہو کر یہ بات کہی کہ ہر ضلع کے اندر کمیٹیاں بنائی گئی ہیں جن کمیٹیوں میں عوامی نمائندے موجود ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آصف صاحب!

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں صرف ایک دو چیزوں کی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، آپ ایک دو چیزوں کی نشاندہی کریں لیکن انہوں نے باقاعدہ طور پر کہا ہے کہ اگر آپ کے نوٹس میں بھی کوئی بات ہے۔۔۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب کو detail دے دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! آپ ذرا ان سے detail لے لیں۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

فیصل آباد: گورنمنٹ ہائی سکول (بوائز) کے مسائل کی تفصیلات

*1018: سردار وقاص حسن موکل: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ ہائی سکول بوائز 388 گ ب سمندری فیصل آباد کا قیام کب عمل میں آیا؟

(ب) اس سکول کی عمارت پر کل کتنی رقم خرچ ہوئی اور اس وقت کتنے اساتذہ ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ سکول میں strength کے مطابق اساتذہ نہ ہیں ان خالی اسامیوں پر کب تک اساتذہ تعینات کر دیئے جائیں گے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول میں فرنیچر و دیگر بنیادی ضروریات کی اشیاء بھی موجود نہ ہیں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول کی چار دیواری عرصہ چھ سال سے نہ ہے، جس کی وجہ سے علاقے کے مویشی سکول کی عمارت میں 24 گھنٹے بیٹھے رہتے ہیں اور طلباء کو پڑھائی میں دشواری آ رہی ہے؟

(و) کیا حکومت پنجاب مذکورہ بالا مسائل کو حل کرنے خصوصاً چار دیواری کو فوری بنوانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) گورنمنٹ ہائی سکول بوائز 388 گ ب سمندری فیصل آباد 1990 میں قائم ہوا۔

(ب) سکول ہذا کی عمارت کی تکمیل پر -/46,60,000 روپے خرچ ہوئے اور اس وقت 16 اساتذہ ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ سکول میں منظور شدہ اساتذہ کی تعداد 19 ہے جن میں سے تین اسامیاں خالی ہیں جو مستقبل قریب میں پُر کر دی جائیں گی۔

(د) یہ درست نہ ہے۔ سکول میں بنیادی ضروریات کے علاوہ 110 عدد بینچ ڈیسک موجود ہیں۔

(ہ) درست نہ ہے۔ مذکورہ سکول میں (10 کلاس رومز، کمپیوٹر لیب، سائنس لیب اور ٹائلٹ وغیرہ کے چاروں اطراف) چار دیواری موجود ہے۔ البتہ سکول کے طلباء کے لئے 23 کنال کا رقبہ پلے گراؤنڈ کا ہے جس کے دونوں جانب چار دیواری نہ ہے۔

(و) جی ہاں فنڈز کی دستیابی پر مذکورہ سکول کے پلے گراؤنڈ کی چار دیواری مکمل کر دی جائے گی۔

ضلع راولپنڈی: گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کلر سیداں کے مسائل کی تفصیلات

*1062: محترمہ زیب النساأعوان: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کلر سیداں ضلع راولپنڈی کا کل رقبہ 8 کنال ہے اور اس کی عمارت 9 کمروں پر مشتمل ہے جبکہ 09-2008 میں محکمہ بلڈنگ نے پانچ کمرے خطرناک قرار دیئے تھے؟

(ب) اس سکول کو پچھلے پانچ سالوں کے دوران کل کتنی رقم کس کس مد میں دی گئی، علیٰحدہ علیٰحدہ سال وار بیان کریں؟

(ج) مذکورہ سکول کو جو فنڈ دیا گیا اس کو کس کس مد میں خرچ کیا گیا؟

(د) کیا حکومت نے مذکورہ سکول کے خطرناک قرار دیئے گئے کمروں کی تعمیر کروالی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) درست نہ ہے۔ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کلر سیداں ضلع راولپنڈی کا کل رقبہ 7 کنال اور 19 مرلے ہے۔ اس سکول کی عمارت 14 کلاس رومز، ایک ہال، کمپیوٹر لیب، ایک سائنس روم، ایک سٹاف روم، تین آفس رومز اور ایک ہوم اکنامکس / ٹیکنیکل ووکیشنل لیب پر مشتمل ہے جبکہ 09-2008 میں محکمہ بلڈنگ نے اس سکول کا کوئی کمرہ خطرناک قرار نہیں دیا تھا۔

(ب) اس سکول کو پچھلے پانچ سالوں کے دوران 5.584 ملین روپے کی رقم 3 مختلف مدوں میں دی گئی جن کی سال وار تفصیل (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ سکول کو فنڈ جس مد میں دیا گیا وہ اسی مد میں خرچ کیا گیا۔ جس کی تفصیل جز (ب) میں دے دی گئی ہے۔

(د) چونکہ سکول کا کوئی کمرہ خطرناک قرار نہیں دیا گیا اس لئے کسی کمرہ کی دوبارہ تعمیر کی ضرورت نہ ہے۔

فیصل آباد: گورنمنٹ گرلز ہائی سکول میں ٹیچرز اور درجہ چہارم کی اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1064: محترمہ زیب النساء اعوان: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ گرلز ہائی سکول 69ر۔ب تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد میں ٹیچرز اور درجہ چہارم کی کل کتنی اسامیاں ہیں، ان اسامیوں میں کتنی خالی ہیں اور کب سے، تفصیل فراہم کریں نیز عہدہ اور گریڈ بیان کریں؟

(ب) متذکرہ سکول کو پچھلے پانچ سال کی مدت کے دوران کل کتنا فنڈ فراہم کیا گیا اور یہ کس کس مد میں دیا گیا اور خرچ کیا گیا، سال وار علیحدہ علیحدہ تفصیل فراہم کریں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول میں اکثر ٹیچرز دیر سے حاضر ہوتی ہیں، ان کے نام اور گریڈ بتائیں؟

(د) کیا حکومت خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) گورنمنٹ گرلز ہائی سکول 69/ر۔ب تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد میں ٹیچرز اور درجہ چہارم کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 28 ہے جن میں سے دو اسامیاں (Junior Clerk، EST(DM)) خالی ہیں۔ تفصیل (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ سکول کو سال 13-2008 کے دوران فروغ تعلیم فنڈ کی مد میں مبلغ -/9,19,363 روپے ملے۔

سال 11-2010 اور 12-2011 میں M&R گرانٹ کی مد میں مبلغ -/2,00,000 روپے ملے۔

12-2011فرنیچر کی گرانٹ کی مد میں مبلغ-/2,00,000روپے ملے۔ پانچ سال کی مدت میں سکول کو ملنے والے فنڈز کا کل میزان-/13,19,363روپے ہے۔
سال09-2008 میں خرچ کی تفصیل۔ کمپیوٹر لیب کی تیاری، ایلومینیم ڈورز، یوٹیلیٹی بلز کی ادائیگی مبلغ-/1,51,201روپے
سال10-2009 میں خرچ کی تفصیل۔رنگ روغن، چھپائی سوالیہ پرچہ جات، ادائیگی یوٹیلیٹی بلز۔ مبلغ-/79400روپے۔
سال11-2010 میں خرچ کی تفصیل۔ سکول کی بلڈنگ مرمت، خرید فرنیچر، خرید سامان پریکٹیکل، چھپائی سوالیہ پرچہ جات،ادائیگی یوٹیلیٹی بلز مبلغ-/4,41,823روپے۔
سال12-2011 میں خرچ کی تفصیل۔ سکول کی چار دیواری کی مرمت، رنگ روغن، وائٹ بورڈز، خرید سامان پریکٹیکل، چھپائی سوالیہ پرچہ جات،ادائیگی یوٹیلیٹی بلز مبلغ-/3,39,413روپے۔
سال13-2012 میں خرچ کی تفصیل۔ چار عدد باتھ رومز کی تعمیر، ڈینگی اور خسرے سے بچاؤ کے بورڈ و سپرے، چھپائی سوالیہ پرچہ جات،ادائیگی یوٹیلیٹی بلز مبلغ-/2,93,416روپے
میزان اخراجات: مبلغ-/1305252روپے

(ج) مذکورہ ادارہ میں تمام ٹیچرز بروقت سکول حاضر ہوتی ہیں۔

(د) مذکورہ سکول میں خالی اسامیاں ٹرانسفر یا نئی بھرتیوں کے ذریعے سے پُر کر دی جائیں گی۔

ضلع ساہیوال: گورنمنٹ ہائی سکول 82/5ایل کٹور والا میں بچوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1079: محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ ہائی سکول چک 82/5ایل کٹور والا تحصیل و ضلع ساہیوال کب قائم ہوا تھا؟

(ب) سکول ہذا میں کلاس وار بچوں کی تعداد کتنی ہے؟

(ج) سکول ہذا میں ٹیچرز کی منظور شدہ اسامیاں عہدہ اور گریڈ وار بتائیں؟

(د) جو اساتذہ سکول ہذا میں کام کر رہے ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت بتائیں؟

(ہ) سکول ہذا کا پچھلے تین سال کا پانچویں، آٹھویں اور دسویں کے رزلٹ کی تفصیلات بتائیں؟

(و) کیا حکومت اس سکول میں عرصہ دس سال سے زائد تعینات ٹیچرز جن کا رزلٹ اچھا نہ ہے وہاں سے ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) یہ سکول 3-مئی 1950 کو قائم ہوا تھا۔

(ب) سکول ہذا میں کلاس وار بچوں کی تعداد Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سکول ہذا میں ٹیچرز کی منظور شدہ اسامیاں درج ذیل ہیں:

ہیڈ ماسٹر (BPS-17)	01	ایس ایس ٹی (BPS-16)	04
ای ایس ٹی (BPS-14)	01	پی ایس ٹی (BPS-09)	04

(د) مذکورہ سکول میں 15 اساتذہ کام کر رہے ہیں ان کی تفصیل Annex-B ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) سکول ہذا کا پچھلے تین سال کے پانچویں، آٹھویں اور دسویں کے رزلٹ کی تفصیلات درج ذیل ہیں۔

نام کلاس	سال 2011	سال 2012	سال 2013
پانچویں	100%	75%	88%
آٹھویں	82.5%	51%	85.7%
دسویں	52.63%	100%	86%

(و) سکول ریکارڈ کے مطابق دس سال سے زائد تعینات ٹیچرز کا رزلٹ تسلی بخش ہے اس لئے انہیں ٹرانسفر کرنے کی ضرورت نہ ہے۔

ضلع جہلم: سکولوں کی عمارات کی صورت حال کی تفصیلات

*1087: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع جہلم میں کتنے پرائمری تا ہائی گرلز و بوائز سکولوں کی اپنی عمارات نہ ہیں؟

(ب) ضلع ہذا میں کتنے سکولز کی عمارتیں زیر تکمیل ہیں، یہ کب تک مکمل ہو جائیں گی؟

(ج) کیا حکومت شیلٹر لیس سکولوں کی عمارات بنانے اور زیر تکمیل عمارات کو جلد از جلد مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) ضلع جہلم میں 11 سکولز کی اپنی عمارات نہ ہیں۔ تفصیل (Annex-A) ایوان میز پر رکھ دی گئی ہے۔

بوائز پرائمری سکولز	گرلز پرائمری سکولز	گرلز ایلیمنٹری سکولز	کل تعداد
8	2	1	11

(ب) ضلع جہلم میں22 سکولز کی عمارات زیر تعمیر ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔ مالی سال14-2013 میں مکمل ہو جائیں گی۔(Annex-B)ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

بوائز پرائمری سکولز	گرلز پرائمری سکولز	گرلز ایلیمنٹری سکولز	بوائز ہائی سکولز	گرلز ہائی سکول	گرلز ہائر سیکنڈری سکول	کل تعداد
10	5	3	2	1	1	22

(ج) جی ہاں! حکومت شیلٹر لیس سکولوں کی عمارات بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اور زیر تکمیل عمارات کی تعمیر مالی سال14-2013 میں مکمل ہو جائے گی۔

ضلع گوجرانوالہ: گورنمنٹ گرلز مڈل سکول منڈیالہ وڑائچ کی عمارت کی خستہ حالی و دیگر تفصیلات

*1130: محترمہ ناہید نعیم: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز مڈل سکول منڈیالہ وڑائچ ضلع گوجرانوالہ کی عمارت کافی خستہ حالت ہے اور چھتوں پر دراڑیں پڑی ہوئی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ 13-2012 میں سکول کو اپ گریڈ کرنا تھا جو کہ ابھی تک نہیں کیا گیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ موجودہ طالبات کی تعداد عمارت کی گنجائش سے کافی زیادہ ہے کیا پنجاب حکومت عمارت کو ٹھیک کروانے اور اس کو وسیع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) درست ہے۔

(ب) فنڈز کی دستیابی پر گورنمنٹ گرلز مڈل سکول منڈیالہ وڑائچ ضلع گوجرانوالہ کو اپ گریڈ کر دیا جائے گا۔

(ج) سکول میں طالبات کی تعداد594 ہے اور کمروں کی کل تعداد10 ہے جن میں سے 09 خستہ حال ہیں خستہ حال کمروں کی مرمت کے لئے EDO(Edu) گوجرانوالہ نے ڈسٹرکٹ آفیسر بلڈنگ گوجرانوالہ کو لیٹر نمبر1803 مورخہ 04.03.2014 کے تحت لکھ دیا ہے۔ کاپی ضمیمہ "B" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

تخمینہ کے مطابق M&R کے لئے ضلعی حکومت گوجرانوالہ سے فنڈز کی فراہمی کی درخواست کی جائے گی۔

صوبہ کے پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے قواعد وضوابط بنانے کی تفصیلات

*1283: محترمہ لبنیٰ ریحان: کیاوزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے مالکان اپنی مرضی کے مطابق جب چاہتے ہیں فیسوں میں اضافہ کر لیتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے قواعد وضوابط میں amendment کا جائزہ لینے کے لئے چیئرمین وزیر اعلیٰ ٹاسک فورس کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تھی؟

(ج) اس کمیٹی نے مذکورہ مسئلہ کے بارے میں آج تک کیا کیا لائحہ عمل بنایا، اس کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(د) حکومت کوئی ایسا لائحہ عمل اختیار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جو والدین اور نجی تعلیمی اداروں کے مالکان کو قبول ہو، اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) اس وقت پرائیویٹ سکولوں کے معاملات کی جانچ پڑتال کے لئے پنجاب پرائیویٹ ایجوکیشنل انسٹیٹیوشنز (پروموشن اینڈ ریگولیشن) آرڈیننس اور رولز 1984 لاگو ہیں۔ جس کے مطابق فیس اور دیگر اخراجات کی مد میں ایک طالبعلم سے 500 روپے سے زائد پیسے وصول نہیں کئے جا سکتے لیکن اس بات سے انکار ممکن نہیں کہ زیادہ تر نجی تعلیمی ادارے اپنی تعلیمی سہولیات کی فراہمی کی بنیاد پر فیسوں میں اضافہ کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے نجی سکولوں کی فیسوں میں بھی کافی فرق پایا جاتا ہے۔

اس ضمن میں عزت مآب جناب جسٹس چودھری نعیم مسعود نے اپنے فیصلے مورخہ 17-07-2009 میں مندرجہ ذیل ارشاد فرمایا۔

> Fixation of fee is exclusively prerogative of the school authorities who gave different standards of education from each others;

(ب) یہ بات اس حد تک درست ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے نجی تعلیمی اداروں سے متعلق قواعد و ضوابط میں amendment کے لئے رانا مشہود احمد خان وزیر تعلیم پنجاب کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی ہے۔

(ج) اس کمیٹی کے قیام کا مقصد پنجاب پرائیویٹ ایجوکیشن کمیشن بل2013 پر تمام stakeholders سے مشاورت کے بعد اس بل کو قابل عمل بنانا ہے۔ اب تک اس سلسلے میں کئی میٹنگز منعقد ہو چکی ہیں۔ جن میں اس نئے بل پر بحث جاری ہے اور جلد ہی تمام شرکاء کی مشترکہ آراء کی روشنی میں اس بل کو اسمبلی میں پیش کر دیا جائے گا۔

(د) پنجاب پرائیویٹ ایجوکیشن کمیشن بل2013 کا مقصد ہی ایک ایسے قانون کو وجود میں لانا ہے جو والدین اور نجی تعلیمی اداروں کے مالکان کو قبول ہو اور بہت جلد اس عمل کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے گا۔

صوبہ کے مڈل سکولوں میں آئی ٹی لیبز قائم کرنے کی تفصیلات

*1284: محترمہ لبنیٰ ریحان: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

کیا یہ درست ہے کہ 4286 سیکنڈری اور ہائر سیکنڈری سکولوں میں کمپیوٹر لیب قائم کی گئی ہیں، کیا حکومت صوبہ کے مڈل سکولوں میں آئی ٹی لیبز قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

جی ہاں! حکومت صوبہ کے مڈل سکولوں میں آئی ٹی لیب قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے لیکن ان کا قیام فنڈز کی دستیابی پر ممکن ہو گا۔

ضلع اوکاڑہ: گورنمنٹ پرائمری سکول پوران میں اساتذہ کی کمی کو پورا کرنے کی تفصیلات

*1347: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ پرائمری سکول سنٹر پوران تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ قیام پاکستان سے قبل کا قائم شدہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سکول میں اندراج شدہ طلباء کی تعداد 195 ہے اور یہاں اساتذہ کی منظور شدہ تعداد پانچ ہے، اس سکول میں مہیا کردہ اساتذہ کی تعداد کتنی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ماضی میں ایک ٹیچر گورنمنٹ مڈل سکول محمد نگر سے گورنمنٹ پرائمری سکول پوران کو مہیا کیا گیا تھا، اگر ہاں تو اسے واپس کیوں لیا گیا؟

(د) کیا حکومت گورنمنٹ پرائمری سکول پوران میں اساتذہ کی کمی کو دور کرنے اور اس میں اساتذہ کی منظور شدہ تعداد مہیا کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) درست ہے۔ گورنمنٹ پرائمری سکول سنٹر پوران دیپالپور ضلع اوکاڑہ پاکستان سے قبل 1924 میں قائم ہوا تھا۔

(ب) درست ہے۔ گورنمنٹ پرائمری سکول پوران تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں اندراج شدہ طلباء کی تعداد 195 ہے اور منظور شدہ اساتذہ کی اسامیوں کی تعداد پانچ ہے البتہ اس وقت دو اساتذہ ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں۔

(ج) انتظامی طور پر سکول ہذا میں ایک ٹیچر تعینات کیا گیا تھا۔ تاہم جس سکول سے ٹیچر شفٹ کیا تھا اس سکول کی تعلیم متاثر ہونے پر واپس بھیج دیا گیا۔

(د) حکومت پنجاب مستقبل قریب میں خالی اسامیوں پر نئے اساتذہ بھرتی کر کے کمی کو پورا کر دیا جائے گا۔

راولپنڈی: فیض الاسلام ہائی سکول نمبر 2 میں مزید کمروں کی تعمیر کی تفصیلات

*1374: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیض الاسلام ہائی سکول نمبر 2 راولپنڈی میں 600 بچے پڑھ رہے ہیں جن میں تقریباً آدھے بچے کھلے آسمان تلے تعلیم حاصل کرتے ہیں؟

(ب) اگر یہ درست ہے تو حکومت کب تک مزید کمروں کی تعمیر اور دیگر سہولیات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) درست نہ ہے۔ فیض الاسلام ہائی سکول نمبر 2 راولپنڈی میں 800 بچے زیر تعلیم ہیں اور ان کے لئے عمارت دستیاب ہے کوئی بچہ کھلے آسمان تلے تعلیم حاصل نہیں کر رہا۔

(ب) درست نہ ہے۔ تمام طلباء کمروں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

لاہور: گورنمنٹ بوائز ہائی سکول رائے ونڈ کے ہال کی تعمیر کی تفصیلات

*1375: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ بوائز ہائی سکول رائے ونڈ لاہور میں 72 لاکھ روپے کی لاگت سے ہال تعمیر کیا گیا ہے؟

(ب) یہ منصوبہ کب شروع ہوا اور اس کی تعمیر کا ٹھیکہ کس کو دیا گیا ہے؟

(ج) کتنا کام مکمل، کتنا باقی اور اس کی نگرانی محکمہ کے کون اہلکار کر رہے ہیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ ہال کی تعمیر میں ناقص مٹیریل کا استعمال کیا گیا ہے نیز اس کی سرپرستی میں سکول انچارج شامل ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ منصوبہ 2009-02-03 میں شروع ہوا اور اس کی تعمیر کا ٹھیکہ میسرز شاہ حسین گورنمنٹ کنٹریکٹرز کو دیا گیا۔

(ج) تعمیر کا تمام کام مکمل ہو چکا ہے۔ اس کام کی نگرانی درج ذیل افسران نے کی تھی۔

1۔ چودھری اعجاز احمد، ڈسٹرکٹ آفیسر بلڈنگ، 1 میکلوڈ روڈ نزد مون لائٹ سینما لاہور۔

2۔ محمد عبداللہ میکن، ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر بلڈنگ۔ 1 میکلوڈ روڈ نزد مون لائٹ سینما لاہور۔

3۔ محمد فاروق، سب انجینئر بلڈنگ۔ 1 میکلوڈ روڈ نزد مون لائٹ سینما لاہور۔

(د) درست نہ ہے۔ محکمہ بلڈنگ کے مقررہ معیار کے مطابق ہال کی تعمیر کی گئی جو کہ مندرجہ بالا افسران کی زیر سرپرستی تعمیر ہوا۔ اس کام میں سکول انچارج کی سرپرستی نہ تھی۔

سیالکوٹ: ڈسکہ شہر میں سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1440: جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسکہ شہر اور پی پی-130(سیالکوٹ) میں گرلز و بوائز پرائمری، مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولوں کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) ان علاقہ جات میں کس کس جگہ کتنے پرائمری، مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولوں کی ضرورت ہے، حکومت ان علاقہ جات میں کب تک یہ سکول کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) ڈسکہ شہر پی پی-130 سیالکوٹ میں گرلز بوائز پرائمری، مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولوں کی تعداد درج ذیل ہے:

	پی پی130			ڈسکہ شہر		
لیول	گرلز	بوائز	ٹوٹل	سکول لیول	گرلز	بوائز
پرائمری	59	48	107	پرائمری	09	09
مڈل	10	06	16	مڈل	00	01
ہائی	09	08	17	ہائی	03	03
ہائر سیکنڈری	00	01	01			
میزان	78	63	141	میزان	12	13

مندرجہ بالا پی پی-130 کے سکولز کی تفصیلات (ضمیمہ الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پی پی-130 ڈسکہ شہر میں مزید گرلز و بوائز سکولز کی ضرورت نہ ہے۔ البتہ ضرورت کے مطابق اپ گریڈیشن کے معیار پر پورا اترنے والے سکولوں کو فنڈز کی فراہمی پر اپ گریڈ کیا جا سکتا ہے۔

قصور: پی پی-181 میں اپ گریڈ کئے گئے سکولوں کی تفصیلات

*1451: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی-181 قصور میں گزشتہ پانچ سالوں کے دوران کتنے پرائمری، مڈل، ہائی سکولوں (بوائز/گرلز) کو اپ گریڈ کیا گیا۔ اپ گریڈیشن کے بعد یہاں پر کتنے سکولوں میں کلاسز کا اجراء ہو چکا ہے اور کتنے ایسے ہیں، جن میں کلاسز کا اجراء اور اساتذہ کی تعیناتیاں نہیں کی گئیں؟

(ب) حکومت ان سکولوں میں کلاسز کا اجراء اور اساتذہ کی تعیناتیاں کب تک کر دے گی اور کلاسز کا اجراء نہ کرنے کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ج) جن سکولوں میں کلاسز کا اجراء کر دیا گیا ہے، ان سکولوں میں سٹاف کی جو کمی ہوئی، کیا اس کو پورا کر دیا گیا ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) پی پی۔181 تحصیل چونیاں ضلع قصور میں گزشتہ پانچ سالوں کے دوران 12 (بوائز، گرلز) پرائمری، مڈل، ہائی سکولوں کو اپ گریڈ کیا گیا۔ کلاسز کا اجراء اور اساتذہ کی تعیناتی کی جا چکی ہے۔ سکولوں کی لسٹ ضمیمہ "A" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ سکولوں میں کلاسز کا اجراء اور اساتذہ کی تعیناتی کر دی گئی ہے۔ حکومت کی ریکروٹمنٹ پالیسی یا تبادلہ کی صورت میں خالی اسامیوں کو پُر کر دیا جائے گا۔

(ج) جز (ب) کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

لاہور: سول سیکرٹریٹ پنجاب میں ڈیپوٹیشن پر آئے افسران و اہلکاران و دیگر تفصیلات

*1462: سردار وقاص حسن موکل: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ سکولز ایجوکیشن سول سیکرٹریٹ پنجاب لاہور میں گریڈ 1 تا 19 کے کتنے افسران و اہلکاران ایسے ہیں جو عرصہ پانچ سال سے زائد اسی دفتر میں کام کر رہے ہیں، کیا یہ قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی نہ ہے؟

(ب) کتنے افسران و اہلکاران ایسے ہیں جو ڈیپوٹیشن پر آئے ہوئے ہیں اور کب سے یہاں پر کام کر رہے ہیں کیا محکمہ کے پاس اپنے افسران و اہلکاران کی کمی ہے؟

(ج) جو افسران و اہلکاران عرصہ پانچ سال سے زائد ایک ہی جگہ پر کام کر رہے ہیں اور جو ڈیپوٹیشن پر آئے ہوئے ہیں سیکرٹری سکولز ان کو فوری طور پر یہاں سے ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) محکمہ سکولز ایجوکیشن سول سیکرٹریٹ پنجاب لاہور میں گریڈ 1 تا 19 کے افسران و اہلکاران کی منظور شدہ تعداد 202 ہے جن میں سے صرف 81 افسران و اہلکاران ایسے ہیں جو عرصہ

پانچ سال سے زائد اسی دفتر میں کام کر رہے ہیں تفصیل (ضمیمہ (اے)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ یہ قواعد وضوابط کی خلاف ورزی نہ ہے کیونکہ وقتاًفوقتاً ان کی تعیناتی کی جگہ تبدیل کی جاتی رہتی ہے۔

(ب) اس وقت کوئی آفیسر یا اہلکار ڈیپوٹیشن پر محکمہ ہذا میں کام نہیں کر رہا ہے۔ حالانکہ محکمہ میں سٹاف کی کمی ہے۔

(ج) عرصہ پانچ سال سے زائد اسی دفتر میں کام کرنے والے افسران واہلکاران فی الحال مستعدی اور دیانتداری سے اپنے فرائض منصبی سرانجام دے رہے ہیں۔ تاہم ان کی تعیناتی کی جگہ تبدیل کی جاتی رہتی ہے۔ جبکہ ڈیپوٹیشن پر کوئی آفیسر یا اہلکار محکمہ ہذا میں کام نہیں کر رہا ہے۔

لاہور: محکمہ سکولز ایجوکیشن سول سیکرٹریٹ میں عرصہ دراز سے تعینات افسران واہلکاران کی تفصیلات

*1464: جناب احمد خان بھچر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ سکولز ایجوکیشن سول سیکرٹریٹ پنجاب لاہور میں کس کس گریڈ کے کتنے افسران و اہلکاران کب سے تعینات ہیں؟

(ب) ان میں کتنے ایس او اور ڈپٹی سیکرٹری ہیں اور وہ کون کونسے شعبوں کو ڈیل کر رہے ہیں اور کتنے کتنے عرصہ سے ایک ہی جگہ پر تعینات ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ عرصہ دراز سے ایک ہی جگہ پر تعینات رہنے والے ملازمین نے اجارہ داری قائم کر رکھی ہے اور وہ عوام کے جائز کاموں کو بھی نہیں کرتے اور کئی کئی دن بلکہ کئی کئی ماہ تک دفتروں کے چکر لگواتے رہتے ہیں؟

(د) اگر مذکورہ بالا تفصیلات درست ہیں تو کیا موجودہ سیکرٹری سکولز مذکورہ بالا ملازمین کو فوری طور پر یہاں سے ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) محکمہ سکولز ایجوکیشن سول سیکرٹریٹ پنجاب میں اس وقت کل 166افسران و اہلکاران تعینات ہیں، ان کے گریڈ اور تعیناتی کی تواریخ کی تفصیل ضمیمہ (اے)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان میں سے 20ایس اوز اور 9ڈپٹی سیکرٹری ہیں، ان کے شعبوں اور تعیناتی تواریخ کی تفصیل ضمیمہ (بی)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کیونکہ کوئی بھی ملازم اپنی اجارہ داری قائم کرنے کا مجاز نہ ہے۔ بلکہ محکمہ ہذا کا ہر اہلکار مروجہ پالیسی، قوانین کے مطابق عوام کے جائز کام کرنے کا پابند ہے۔

(د) مذکورہ بالا خصوصاً جزو(ج) میں بیان کردہ تفصیلات درست نہ ہیں۔ تاہم کسی بھی ملازم کے خلاف کوئی مصدقہ الزام آنے پر اسے صرف تبدیل کرنا ہی کافی نہیں سمجھا جاتا بلکہ اس کے خلاف انضباطی کارروائی حسب ضابطہ عمل میں لائی جاتی ہے۔ الزامات ثابت ہونے پر بمطابق رولز قرار واقعی سزا دی جاتی ہے۔

لاہور: محکمہ سکولز سول سیکرٹریٹ میں عرصہ دراز سے تعینات اساتذہ کی تفصیلات

*1469: جناب جاوید اختر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ سکولز ایجوکیشن سول سیکرٹریٹ پنجاب لاہور میں کتنے اساتذہ، پروفیسرز، لیکچرار کن کن اسامیوں پر کب سے تعینات چلے آرہے ہیں اور کیوں، ان کے نام وعہدہ، گریڈ و سیکشن سے آگاہ کریں؟

(ب) کیا محکمہ سکولز ایجوکیشن کے پاس افسران کی کمی ہو گئی ہے جو اساتذہ کو سول سیکرٹریٹ میں تعینات کر دیا گیا ہے اگر نہیں تو ان کو سیکرٹری سکولز یہاں سے فوری ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) محکمہ سکولز ایجوکیشن سول سیکرٹریٹ پنجاب لاہور میں چودہ اساتذہ تعینات ہیں۔ ان میں سے سات ٹیکنیکل کوٹا کے تحت تعینات کیے گئے ہیں جن کے نام، عہدے، گریڈ و سیکشن کی تفصیل ضمیمہ (اے)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور سات عارضی طور پر تعینات کیے گئے

ہیں جن کے نام، عہدے، گریڈ و سیکشن کی تفصیل ضمیمہ (بی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جی ہاں! محکمہ سکولز ایجوکیشن سول سیکرٹریٹ پنجاب لاہور کے پاس افسران کی کمی ہے جو کہ محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈ منسٹریشن کی طرف سے خالی اسامیوں پر افسران تعینات نہ کرنے کی وجہ سے ہے اس لئے اساتذہ کو ٹیکنیکل کوٹا 20 فیصد کے علاوہ عارضی طور پر محکمہ کا کام چلانے کے لئے لگایا گیا ہے اور ساتھ ساتھ محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈ منسٹریشن کو بھی متعدد بار خالی اسامیاں پر کرنے کے لئے لکھا گیا ہے۔ محکمہ مذکورہ کی طرف سے مطلوبہ افسران تعینات کئے جانے پر اساتذہ کو فوری طور پر محکمہ ہذا سے ٹرانسفر کر دیا جائے گا۔

لاہور: پی پی۔145 میں پرائیویٹ سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1496: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔145 لاہور میں کتنے پرائیویٹ سکولز ہیں جن کی محکمہ تعلیم کے پاس رجسٹریشن موجود ہے، ان کے ناموں کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) مذکورہ حلقہ میں کتنے ایسے پرائیویٹ سکولز ہیں جن کی سال 2009 تک رجسٹریشن نہیں ہوئی اور کیوں، وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) حلقہ پی پی۔145 لاہور میں دفتری ریکارڈ کے مطابق 120 پرائیویٹ سکولز ہیں جن کی رجسٹریشن محکمہ تعلیم کے پاس موجود ہے۔ ان کے ناموں کی تفصیل ضمیمہ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ حلقہ میں دفتری ریکارڈ کے مطابق سات سکولز ایسے ہیں جن کی سال 2009 تک رجسٹریشن نہیں ہوئی کیونکہ اس وقت انہوں نے رجسٹریشن کے لئے مطلوبہ کاغذات جمع نہیں کروائے تھے۔ تفصیل ضمیمہ (بی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور: سرکاری سکولوں کو این جی اوز کے سپرد کرنے کی تفصیلات

*1501: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی-147 لاہور میں کن سرکاری سکولوں کو این جی اوز کے سپرد کیا گیا ان کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ان سکولوں کو کس سال اور کس اتھارٹی کے حکم سے این جی اوز کے سپرد کیا گیا؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ این جی اوز، سکولوں اور طلباء کے نام پر مالی امداد اور فنڈز حاصل کرتی ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) ای ڈی او (ایجوکیشن) لاہور کی رپورٹ کے مطابق حلقہ پی پی-147 لاہور میں اس وقت سات سکول مختلف این جی اوز کی سربراہی میں کام کر رہے ہیں لسٹ ضمیمہ (A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان سکولوں کو مختلف سالوں میں مختلف این جی اوز نے سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے درمیان ایک agreement کی صورت میں adopt کیا تھا جن کی مکمل تفصیل مع agreements ضمیمہ (B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔ کیونکہ agreement میں ٹرمز اینڈ کنڈیشنز میں یہ بات واضح طور پر درج کی گئی ہے کہ سکول adopt کرنے والی این جی او کسی طالبعلم سے کسی قسم کا ڈونیشن کسی بھی مد میں نہیں لے سکتی۔

ضلعی حکومت ریگولر اساتذہ کی تنخواہوں اور CC گرانٹ کے علاوہ کسی قسم کی اضافی مالی امداد این جی اوز کو نہیں دیتی۔

ضلع اوکاڑہ: سکولوں کی MISSING FACILITIES کی تفصیلات

*1541: جناب محمد عارف عباسی: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ کی حدود میں آنے والے کتنے پرائمری سے ہائر سیکنڈری سکولز ایسے ہیں جن میں بیت الخلاء، فرنیچر، پینے کا پانی و چار دیواری نہ ہے؟

(ب) گزشتہ پانچ سالوں کے دوران ان سکولوں کی مذکورہ missing facilities کو پورا کیوں نہیں کیا گیا، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر سکولزایجوکیشن (رانامشہود احمد خان):

(الف) حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ کی حدود میں آنے والے تینتالیس سکولز میں فرنیچر کی کمی ہے جبکہ دو بوائز ہائی، چار بوائز ایلیمنٹری اور گیارہ بوائز پرائمری سکولوں میں چار دیواری نہ ہے۔ لسٹ سکولز ضمیمہ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) حویلی لکھا کی حدود میں آنے والے سکولز میں گزشتہ پانچ سالوں میں 52 سکولوں میں missing facilities مہیا کی گئی ہیں۔ اس سال 14-2013 میں چار گرلز ایلمنٹری سکول اور گیارہ گرلز پرائمری سکولوں میں missing facilities ترجیحی بنیادوں پر فراہم کی جا رہی ہیں۔ تاہم بوائز سکولوں میں بھی ترجیح کی بنیاد اور فنڈز کی فراہمی پر missing facilities فراہم کر دی جائیں گی۔ اس بارے میں متعلقہ EDO(Edu),Okara نے ضلعی حکومت کو خط بھیج دیا ہے۔ خط کی کاپی ضمیمہ (بی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع اوکاڑہ: سکولوں میں اساتذہ کی کمی و دیگر تفصیلات

*1542: جناب محمد عارف عباسی: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ کی حدود میں آنے والے پرائمری تا ہائر سیکنڈری سکول، بوائز و گرلز کے کتنے سکولوں میں اساتذہ کی تعداد 50 فیصد سے بھی کم ہے۔ اس کمی کو کب سے پورا نہیں کیا جا رہا ہے اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ب) ان سکولوں میں کتنے اساتذہ کتنی کتنی چھٹیوں پر ہیں اور کتنے اساتذہ ایسے ہیں جو سکولوں میں حاضر نہیں ہوتے لیکن ریکارڈ میں حاضری پوری ہے اور ای ڈی او، ڈی ڈی ای او کے دفاتر کے اہلکاران وافسران ان سے ماہانہ بھتہ وصول کر رہے ہیں، ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) مذکورہ ضلع کے ای ڈی او ان سکولوں میں اساتذہ کی کمی پورا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اگر ہاں تو کب تک، اس مسئلہ کو حل کر کے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر سکولزایجوکیشن (رانامشہود احمد خان):

(الف) حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ کی حدود میں آنے والے گیارہ سکولوں میں اساتذہ کی تعداد 50 فیصد سے کم ہے اور اس کی وجہ اساتذہ کی ریٹائرمنٹ اور ٹرانسفر ہے۔ یہ کمی نئی بھرتی میں پوری کرنے

کی کوشش کی جائے گی (لسٹ اور ویکنسی پوزیشن کی کاپی ضمیمہ "A" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان سکولوں میں تمام اساتذہ بروقت سکول آتے ہیں کوئی استاد طویل رخصت پر نہ ہے نیز کوئی اہلکار وآفیسر کسی قسم کا کوئی بھتہ وصول نہ کرتا ہے۔

(ج) نئے ایجوکیٹرز کی بھرتی کے لئے 6-مارچ 2014 سے انٹرویو جاری ہیں میرٹ کے مطابق select ہونے والے ایجوکیٹرز کی جلد ہی خالی پوسٹوں پر تعیناتی کر دی جائے گی۔

ضلع اوکاڑہ: سکولوں کی تعداد و اساتذہ کی خالی اسامیوں کی تفصیلات

*1560: جناب جاوید اختر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ کی حدود میں کل کتنے پرائمری، مڈل، ہائی، ہائر سیکنڈری سکول بوائز و گرلز ہیں، علیحدہ علیحدہ تعداد سے آگاہ کریں؟

(ب) کتنے ایسے سکول ہیں جن میں strength کے مطابق اساتذہ کی تعداد نہ ہے کن کن سکولوں میں کتنے کتنے اساتذہ کی اسامیاں کب سے خالی پڑی ہیں اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ج) ان سکولوں کی گزشتہ پانچ سالوں کے دوران نتائج کی شرح کتنی کتنی رہی، سکول وار اور سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ اکثر سکولوں کے نتائج کی شرح 40 فیصد سے بھی کم رہی، اگر ایسا ہے تو متعلقہ اعلیٰ حکام نے ان سکولوں کے سربراہان کو کوئی وارننگ لیٹرز جاری کئے کہ نتائج کی شرح کو بہتر کیا جائے اگر نہیں تو کیا حکومت ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

(ہ) کیا حکومت ان سکولوں کے سربراہان و دیگر متعلقہ افسران کو ایسی ہدایات جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے آئندہ پانچ سالوں کے لئے ان سکولوں کے نتائج کم از کم 90 فیصد ہونے چاہیں۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو ان سربراہان کو ان کی ریٹائرمنٹ تک کسی بھی سکول کی سربراہی نہیں دی جائے گی، اگر ہاں تو کب تک، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ کی حدود میں آنے والے پرائمری، مڈل، ہائی سکول بوائز و گرلز علیحدہ علیحدہ درج ذیل ہیں۔

سکول لیول	بوائز	گرلز	ٹوٹل
پرائمری	58	58	116
مڈل	17	25	42
ہائی	09	04	13
کل سکولز	84	87	171

(ب) حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ کی حدود میں آنے والے 12 سکولز میں strength کے مطابق اساتذہ کی تعداد نہ ہے لسٹ سکولز اور ویکنسی پوزیشن ضمیمہ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان سکولوں کے گزشتہ پانچ سالوں کے نتائج کی تفصیل ضمیمہ (بی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) تین سکولوں کا رزلٹ گزشتہ پانچ سالوں میں اچھا نہ رہا جن کے خلاف PEEDA ایکٹ 2006 کے تحت کارروائی عمل میں لائی گئی اور سزا کے طور پر ان کی سالانہ ترقی روک لی گئی کاپی ضمیمہ (C) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) تمام سکولوں کے سربراہان کو میٹنگ میں ہدایات کی گئی ہیں کہ سکولز کے نتائج کو بہتر کریں۔

ضلع لیہ: تحصیل چوبارہ میں سکولوں کی MISSING FACILITIES کو پورا کرنے کا معاملہ و دیگر تفصیلات

*1642: سردار قیصر عباس خان مگسی: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا حکومت تحصیل چوبارہ ضلع لیہ میں اساتذہ کی کمی اور missing facilities کو پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

(ب) کیا حکومت چوبارہ میں ٹیچرز کی کمی کے پیش نظر اور بند سکولز کو functional کرنے کی خاطر چوبارہ میں ٹیچرز کی بھرتی کے لئے کرائیٹیریا ریلیکس کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے اگر جواب ہاں میں ہے تو کب تک؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے ہدایات جاری کی ہیں کہ پسماندہ علاقوں میں جہاں دور دراز علاقوں میں ٹیچرز نہیں پہنچ سکتے۔وہاں کرائیٹریا ریلیکس کر کے مقامی ٹیچر بھرتی کئے جائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) تحصیل چوبارہ ضلع لیہ میں ٹیچرز کی کمی کو پورا کرنے کے لئے ریکروٹمنٹ پالیسی 2013 کے تحت اشتہار دے دیا گیا تھا بھرتی کے لئے انٹرویوز کے لئے 06-03-2014 تا 16-03-2014 کی تاریخ مقرر رہے۔ نئے ایجوکیٹرز کی بھرتی کے لئے 6۔مارچ2014 سے انٹرویو جاری ہیں میرٹ کے مطابق select ہونے والے ایجوکیٹرز کی جلد ہی خالی پوسٹوں پر تعیناتی کر دی جائے گی۔

تحصیل چوبارہ ضلع لیہ کے مدارس کے لئے گورنمنٹ آف پنجاب کی جانب سے خطیر رقم برائے missing facilities کی مد میں مبلغ۔/1,26,24,300روپے برائے سال 2013-14 منظور کی گئی ہے جس کے تحت منظور شدہ سکیمز پر کام ہو چکا ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

نام سکیم	کل منظور شدہ سکیمز سال 2013-14	کل منظور شدہ رقم
پانی	15	7,50,000
لیٹرین	02	6,90,000
بجلی	09	4,00,000
چار دیواری	14	1,07,84,300
کل میزان	40	1,26,24,300

(ب) تحصیل چوبارہ ضلع لیہ میں مندرجہ ذیل صرف دو سکولوں میں ٹیچرز نہ تھے۔

1۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول حسین چھنن والا

2۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول جام منظور والا

درج بالا سکولز میں ٹیچرز کا عارضی انتظام کر دیا گیا تھا سکول کھلے ہوئے ہیں اور تعلیمی سرگرمیاں جاری ہیں۔

(ج) یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے دور دراز علاقوں میں ٹیچرز بھرتی کرنے کے لئے تحصیل لیول پر میرٹ پالیسی بنائی ہے جو کہ مقامی ٹیچرز کی بھرتی کے لئے ہی ہے۔

صوبہ میں آئین کی رو سے میٹرک تک مفت تعلیم

سہولیات فراہم کرنے کی تفصیلات

*1694: جناب احمد شاہ کھگہ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ آئین پاکستان کی رو سے صوبوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ میٹرک تک بچوں کو مفت تعلیمی سہولیات فراہم کریں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت پنجاب آئین کی واضح ہدایت کے برعکس پنجاب کے بچوں کو ان کا آئینی حق نہیں دے رہی؟

(ج) حکومت کب تک آئین پر عمل کرتے ہوئے بچوں کو میٹرک تک مفت تعلیمی سہولیات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حکومت پنجاب شعبہ تعلیم دستور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آرٹیکل A-25 کی روشنی میں پانچ سال سے سولہ سال تک کے طلباء کو سکولوں میں لانے کے لئے 23۔ مارچ 2013 سے Campaign Universal Primary/Secondary Education کا آغاز کر چکی ہے۔ UPE پروگرام کے تحت تاحال 17 لاکھ 76 ہزار 7 سو تک طلباء/طالبات صوبہ پنجاب کے سرکاری و نجی سکولوں میں داخل ہو گئے ہیں۔ تفصیل ضمیمہ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جواب جز (ب) کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

ضلع مظفر گڑھ: سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1745: ملک احمد یار ہنجرا: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔251 تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ میں بوائز و گرلز پرائمری، مڈل اور ہائی سکولز کی کتنی تعداد ہے؟

(ب) کیا مذکورہ بالا تمام سکولوں میں اساتذہ کی strength منظور شدہ اسامیوں کے مطابق پوری ہے؟

(ج) اگرstrengthپوری نہ ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا تمام سکولوں میں اساتذہ کی strengthپوری کرنے کاارادہ رکھتی ہے توکب تک، اگر نہیں تواس کی کیاوجوہات ہیں؟

(د) کیایہ درست ہے کہ پرائمری سکولز جہاں اساتذہ کی تعداد ایک ہے اور ان کی بھی غیر تعلیمی ڈیوٹی لگادی جاتی ہے جس سے بچوں کی تعلیم متاثر ہوتی ہے؟

(ہ) کیاحکومت اساتذہ سے جو غیر تعلیمی ڈیوٹی لے جاتی ہے اس کو ختم کرنے کاارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تواس کی کیاوجوہات ہیں، آگاہ کریں؟

(و) کیایہ درست ہے کہ اساتذہ کرام کی توجہ صرف تعلیم پر ہی مرکوز رہنی چاہے تاکہ اساتذہ بچوں کواحسن طریقے سے تعلیم کے زیور سے آراستہ کر سکیں؟

وزیر سکولزایجوکیشن (رانامشہوداحمد خان):

(الف) حلقہ پی پی۔251 کے پرائمری، مڈل وہائی سکولز (زنانہ/مردانہ) کی تعداد246ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

زنانہ				مردانہ					
پرائمری	ایلیمنٹری	ہائی	میزان	مکتب	پرائمری	ایلیمنٹری	ہائی	میزان	ٹوٹل
109	8	7	124	41	62	09	10	122	(246=122+124)

(ب) اساتذہ کی تعداد منظور شدہ اسامیوں کی تعداد کے مطابق پوری نہ ہے۔

(ج) حکومت منظور شدہ خالی اسامیوں کی تعداد پوری کرنے کے لئے کوشاں ہے۔اس ضمن میں اخبارات میں اشتہار شائع ہو چکا ہے

(د) یہ درست ہے کہ بعض پرائمری سکولز میں اساتذہ کی تعداد ایک ہے لیکن سکول ٹائم میں غیر تعلیمی ڈیوٹی نہیں لی جاتی۔

(ہ) اساتذہ سے سکول ٹائم میں غیر تعلیمی ڈیوٹی نہیں لی جاتی۔

(و) درست ہے۔

مظفر گڑھ: پرائمری سکولوں میں تعینات کئے گئے امام مسجد کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1746: ملک احمد یار ہنجرا: کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔251 مظفر گڑھ کے پرائمری سکولز میں بچوں کی دینی تعلیم کے لئے جو امام مسجد تعینات کئے گئے ہیں، ان کی تعداد سے سکول وار آگاہ کریں؟

(ب) مذکورہ بالا سکولز میں امام مسجد کتنے گھنٹے ڈیوٹی سرانجام دیتے ہیں اور ان کی ماہانہ تنخواہ کے بارے میں آگاہ فرمائیں؟

(ج) کیاحکومت مذکورہ بالاامام مساجد کی تنخواہیں بڑھانے کاارادہ رکھتی ہے توکب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیاہیں؟

وزیر سکولزایجوکیشن (رانامشہوداحمد خان):

(الف) حلقہ پی پی-251کے60مکتب/پرائمری سکولوں میں امام مسجد تعینات ہیں لسٹ ضمیمہ (اے)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ بالا سکولوں میں امام مسجد صرف ایک گھنٹہ ڈیوٹی سرانجام دیتے ہیں اور ان کا ماہانہ اعزازیہ مبلغ۔/250روپے ہے۔

(ج) امام مسجد گورنمنٹ ملازم نہ ہیں اوران کی تنخواہ بڑھانے کی کوئی تجویززیرِ غور نہیں ہے۔

ضلع شیخوپورہ: گورنمنٹ گرلزہائی سکول موضع نون میں ٹیچرز کی تعداد ودیگر تفصیلات

*1787: مہرخالد محمود سرگانہ: کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ گرلز ہائی سکول موضع نون تحصیل مرید کے ضلع شیخوپورہ میں کل کتنی ٹیچرز ہیں؟

(ب) اس سکول کی ہیڈمسٹریس کانام کیاہے اوریہ کب سے اس سکول میں تعینات ہیں؟

(ج) ان کی تعیناتی کے دوران گزشتہ پانچ سال کے دوران سکول کے نتائج کی شرح بتدریج کتنے فیصد رہی؟

(د) کیایہ درست ہے کہ موجودہ ہیڈمسٹریس کی تعیناتی کے دوران سکول میں بچیوں کی پڑھائی پر توجہ کم اور غیر ضروری سرگرمیوں پر توجہ زیادہ دی جارہی ہے۔جس کے باعث سکول کے تعلیمی نتائج کی شرح میں روز بروز کمی ہورہی ہے؟

(ہ) کیایہ بھی درست ہے کہ موجودہ ہیڈمسٹریس نے بچیوں کو سکول کی صفائی اور گھریلو کام کاج پر لگایاہواہے اوران سے زبردستی پرائیویٹ کام لئے جاتے ہیں؟

(و) کیا اعلیٰ حکام سکول کا سرپرائز وزٹ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تاکہ مذکورہ غیر ضروری سرگرمیوں کا جائزہ لے سکیں اوران کا مثبت حل نکال سکیں، اگرہاں توکب تک ؟

وزیر سکولزایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) گورنمنٹ گرلز ہائی سکول موضع نون تحصیل مرید کے ضلع شیخوپورہ میں کل 12 ٹیچرز ہیں۔

(ب) اس سکول کی ہیڈ مسٹریس کا نام شبانہ شہناز ہے اور یہ 13.07.12 سے تعینات ہے۔

(ج) یہ سکول پہلے مڈل تک تھا اور مورخہ 26.04.11 کو اسے اپ گریڈ کر کے ہائی سکول کا درجہ دیا گیا۔

ہیڈ مسٹرس کی تعیناتی کا عرصہ صرف ایک سال چار ماہ ہے۔ گزشتہ پانچ سال (2009تا2013) کے دوران سکول کے نتائج کی شرح حسب ذیل ہے۔

اس عرصہ کے دوران سکول کے نتائج کی شرح حسب ذیل ہے:

9th-2013	25فیصد	سکول 26.04.11 کو مڈل سے ہائی ہوا اور 9th کلاس کا پہلا امتحان 2013 میں ہی ہوا
8th-2009	19فیصد	تاہم پنجاب ایگزامینیشن کمشن کی طرف سے 10 طلباء کو ترقی دینے سے سکول کا مجموعی رزلٹ 81فیصد ہے۔
8th-2010	31فیصد	تاہم پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کی طرف سے 10 طلباء کو ترقی دینے سے سکول کا مجموعی رزلٹ 94فیصد ہے۔
8th-2011	100فیصد	
8th-2012	94فیصد	تاہم پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کی طرف سے دو طلباء کو ترقی دینے سے سکول کا مجموعی رزلٹ 100فیصد ہے۔
8th-2013	11فیصد	تاہم پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کی طرف سے چار طلباء کو ترقی دینے سے سکول کا مجموعی رزلٹ 32فیصد ہے۔
5th-2009	50فیصد	تاہم پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کی طرف سے آٹھ طلباء کو ترقی دینے سے سکول کا مجموعی رزلٹ 100فیصد ہے۔
5th-2010	صفر فیصد	%تاہم پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کی طرف سے 17 طلباء کو ترقی دینے سے سکول کا مجموعی رزلٹ 100فیصد ہے۔
5th-2011	صفر فیصد	تاہم پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کی طرف سے 36 طلباء کو ترقی دینے سے سکول کا مجموعی رزلٹ 100فیصد ہے۔
5th-2012	48فیصد	اہم پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کی طرف سے 14 طلباء کو ترقی دینے سے سکول کا مجموعی رزلٹ 100فیصد ہے۔
5th-2013	صفر فیصد	تاہم پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کی طرف سے 26 طلباء کو ترقی دینے سے سکول کا مجموعی رزلٹ 90فیصد ہے۔

کاپی ضمیمہ "A" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) درست نہ ہے۔ موجودہ ہیڈ مسٹریس کی تعیناتی کے دوران بچیوں کی پڑھائی پر بھرپور توجہ دی جارہی ہے۔ تاہم نتائج کی شرح میں کمی کی وجہ یہ ہے کہ 2009 میں جبکہ سکول مڈل لیول تک تھا سولہ ٹیچرز کام کر رہی تھیں۔ مڈل سے ہائی ہونے کے بعد ستمبر 2012 میں تین ٹیچرز کا تبادلہ اور ایک ٹیچر کے میٹر نٹی لیو پر جانے سے تعداد سولہ سے کم ہو کر بارہ رہ گئی جس سے تعلیمی نتائج متاثر ہوئے۔ کاپی ضمیمہ "B" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) درست نہ ہے۔ موجودہ ہیڈ مسٹریس شاہدرہ ٹاؤن کی رہائشی ہے سکول سے گھر کا فاصلہ تقریباً 18 کلو میٹر ہے۔ سکول کی بچیوں سے گھریلو کام کاج لینا ممکن نہ ہے۔

(و) بچیوں کی تدریسی و تعلیمی امور میں بہتری لانے کے لئے اعلیٰ حکام سکول ہذا کا باقاعدگی سے ماہانہ وزٹ کر رہے ہیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میرا سوال رہ گیا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! بات یہ ہے کہ میں اس پر کچھ نہیں کر سکتا جو چیز طے ہے اور rules کے مطابق ایک گھنٹہ رکھا گیا تھا۔ چار چار اور چھ چھ ضمنی سوال آپ کی طرف سے بھی ہوئے اور ادھر سے بھی ہوئے ہیں۔ ابھی ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جناب نشاط احمد ڈاہا صاحب مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

مسودہ قانون تولیدی، میٹرنل، نومولود و چائلڈ ہیلتھ اتھارٹی پنجاب مصدرہ 2014 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

MR NISHAT AHMAD KHAN DAHA: Mr Speaker! The Punjab Reproductive Maternal Neo-Natal and Child Health Authority Bill-2014. (Bill No.12 of 2014)

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔ جی، میاں صاحب!

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! منسٹر صاحب سے میرا سوال سکولز کے حوالے سے ہے تو بعض ایسے سکولز ہیں جن کی چار دیواری، گیٹ اور پانی وغیرہ کے مسائل سے زیادہ ان کی بلڈنگز بہت زیادہ خطرناک ہیں۔ براہ مہربانی ایسے سکول جن کی عمارت زیادہ خطرناک ہے ان کو priority دی جائے اور ان کی بلڈنگز کا معائنہ کیا جائے۔ دوسرا ایک اہم سوال یہ ہے کہ میں آپ کی وساطت سے منسٹر ایجوکیشن سے گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں! وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے جتنے بھی سکول ہیں ڈسٹرکٹ EDOs کہتے ہیں کہ یہ construction میں نہیں آتے اور چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کہتی ہے کہ ہمارے پاس فنڈز نہیں ہیں تو میں آپ سے گزارش کروں گا کہ چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے under جتنے بھی سکولز ہیں ان کو اپنے پنجاب کے سکولوں کی missing facilities میں شامل کریں تاکہ وہ لوگ اس سے مستفید ہو سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر کی رولنگ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ منسٹر صاحب نے آپ کی بات note کر لی ہے۔ جی، شیخ علاؤالدین صاحب نے ایک point raise کیا تھا اور میں اس پر آج ruling دینے لگا ہوں۔

During the sitting of the Assembly held on Tuesday, December 10, 2013, Mr Khalil Tahir Sindhu, Minister for Human Rights and Minority Affairs was presenting the viewpoint of the Government on the Adjournment Motions moved by the Honourable Members of Assembly. When the time of Adjournment Motion was over, Sheikh Ala-ud-Din, MPA (PP-181), on a point of order, contended that the replies to the Adjournment Motions should be given by the concerned Minister and, in

his absence, by the Law Minister and not by any other Minister. I, Sardar Sher Ali Gorchani, was presiding the session in my capacity as Acting Speaker, promised to look into the matter.

On Thursday, December 12, 2013, the same Minister was presenting the Government's stance on the Adjournment Motions being moved by the Honourable Members. When Sheikh Ala-ud-Din, MPA (PP-181) moved his Adjournment Motion No.741/2013, he once again objected to the replies not being given by the concerned Minister. The Minister for Human Rights and Minority Affairs was of the view that no where in the rules, it has been provided that the concerned Minister would give the reply to the moved Adjournment Motion. He added that the role of concerned Minister comes into action when the Adjournment Motion is admitted for discussion as per procedure laid down in Rule 85.

The undersigned reserved the ruling on the matter and pended the decision on the fate of Adjournment Motion No.741/2013.

On the same day, Sheikh Ijaz Ahmad, MPA (PP-68), after moving his Adjournment Motion No.746/2013 relating to Forest Department, also demanded that the reply should be given by the concerned Minister seconding the viewpoint of Sheikh Ala-ud-Din, MPA. The undersigned repeated my promise to give ruling on the matter.

I have given detailed consideration to the issue in the light of the Rules of Procedure of Provincial Assembly of the Punjab 1997 and also the Rules of other Assemblies as well as the prevalent practice in various legislatures and have reached the conclusion that the primary object of an Adjournment Motion is to draw the attention of the House to a recent matter of urgent public importance having serious consequences and in regard to which a motion or a resolution with prior notice will be too late. The matter proposed to be raised should be of such a character that something very grave which affects the whole Province and the House is

required to pay its attention immediately by interrupting the normal business of the House. The Adjournment Motion is thus an extraordinary procedure which, if admitted, leads to setting aside the normal business of the House for discussing a definite matter of urgent public importance.

In Indian Lok Sabha, the practice is that if the Speaker is satisfied prima facie that the matter proposed to be discussed is in order under the Rules, he may give his consent to the moving of the motion and at the appropriate time, that is, after Question Hour, call upon the member concerned to ask for leave of the House to move the Adjournment Motion. If objection to leave being granted is taken, the Speaker will ask those members who are in favour of leave being granted to rise in their places and if not less than the required number rise accordingly, he will declare that leave is granted. If less than the required number rise, the Speaker will inform the member that he has not the leave of the House. There is no such practice or provision in their Rules of Business that the concerned Minister would give reply to the Adjournment Motion at this stage.

I must here quote the procedure prescribed in our Assembly in the year 1954 when laying down the procedural essentials of moving an Adjournment Motion, the Speaker, and Ch Fazal Elahi explained as under:

> "I have studied all the Rules and previous rulings on the subject and the procedure that I am now going to propose will be in the interest of the members because they will be given an opportunity to read their Adjournment Motions in the House. Previously, the Speaker used to read these Adjournment Motions himself and, as I pointed out, that was not strictly in according with the rules. The procedure that I am going

to lay down is that every Adjournment Motion which is tabled will be given to me before 7:30 am on each day and as soon as the Question Hour is over, I will call upon the member concerned to read his Adjournment Motion. If in my view the Adjournment Motion is clearly out of order, it will be disallowed at that stage and no Honourable Member will be permitted to make a speech or discuss it any further. But if I am in doubt or I want some elucidation, I will put some questions to the Honourable Member and, may be, I will have to refer the matter to the Government to explain any points with regard to the Adjournment Motion. If after the consideration of all these points, I come to the conclusion that the Adjournment Motion is in order, the leave of the House will be sought. If 63 members support the motion, it will be fixed for discussion at the proper time; but if the leave is refused, the matter will be dropped. In future, therefore, this will be the procedure."

This procedure is present in the West Pakistan Legislative Assembly Debates, dated August 2, 1956, Vol-II, page 90-91. No where in this procedure there is any mention of reply by the concerned Minister.

As far as the Rules of Procedure and Conduct of Business in the National Assembly 2007 are concerned, they have the following Rule 113 which governs the procedure of Adjournment Motion:

"113.Grant or withholding of leave.-

(1) If the Speaker is of the opinion that the matter proposed to be discussed is in order he shall ask whether the member has the leave of the Assembly

to move the motion and, if objection is taken, he shall ask such members as may be in favour of leave being granted to rise in their seats.

(2) If less than the majority of the members present rises, the Speaker shall inform the member that he has not the leave of the Assembly, and if the majority of members present rises, the Speaker shall announce that leave is granted and that the motion shall be taken up before the last Call Attention Notice for discussion for not more than two hours on such day, within the same session, as the Speaker may fix."

Hence, there is no role of the Government or concerned Minister at the time of granting leave for discussion on the Adjournment Motion in the Rules of National Assembly.

In the backdrop of above observations, I rule as under:

"Rule 80 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 governs the initial stage of the Adjournment Motion and gives the power to Speaker to allow a mover to move his Adjournment Motion in the House. Rule 85 lays down the procedure for admitting a Motion for discussion. In neither of the two rules, there is any provision for the role of the Government or the concerned Minister. It is the House which grants (or withholds) the leave only "if the Speaker is of the opinion that the matter proposed to be discussed is in order." If members not less than one-sixth of the total membership of the Assembly so rise, the Speaker shall announce that leave is granted and the

motion shall be taken up for discussion in the same session for not more than 2 hours on such day, as soon as possible, within three days after the leave is granted, as the Speaker may fix. The role of the Government or the concerned Minister comes into action on the day fixed by the Speaker for discussion of the Adjournment Motion. The prevalent practice of taking Government stance at the time of moving of the Adjournment Motion is just in order to facilitate the Chair and the House for granting of the leave and not as a matter of right of the mover or requirement of the Rules."

The point of order raised by Sheikh Ala-ud-Din, MPA (PP-181) is disposed of accordingly.

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو کچھ عرض کروں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: آپ کا بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے ایک لمبی judgment دی ہے، آپ نے 1954 کا جو حوالہ دیا ہے اس کا مقصد تو یہ ہے کہ 1997 کے جو ہمارے پاس rules of procedure ہیں ان کو جناب نے آج overrule کیا ہے۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں۔۔۔

جناب قائم سپیکر: last میں شیخ صاحب میں نے شاید اسی کا ہی حوالہ دیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں یہ عرض کرتا ہوں، آج کی آپ کی جو judgment ہے، آج بھی ہم اس اسمبلی میں خلیفہ شجاع الدین کو یاد کرتے ہیں، آج آپ نے ایک بہت بڑی judgment دی ہے، میں آپ کو جو بتانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ نے جو زیادہ emphasize کیا ہے، وہ اس پر کیا ہے کہ کیا کسی adjournment motion کو بحث کے لئے one-sixth of the Assembly Members جب اس کو vote کریں گے، اس پر تو میرا کوئی objection ہی نہیں تھا کیونکہ وہ تو جناب کا اختیار ہے لیکن جب میں یہ بات کہتا ہوں کہ متعلقہ منسٹر یا پارلیمانی سیکرٹری بولیں گے تو سیکرٹری اسمبلی صاحب! آپ

kindly تھوڑی دیر کے لئے بیٹھ جائیں، سپیکر صاحب اپنے کام کو بہت جانتے ہیں۔ صفحہ 52 اور کلاز 88 ہے کہ:

A speech during the debate on a motion for adjournment shall not exceed ten minutes in duration.

صرف ایک فقرہ سن لیجئے

Provided that the mover and the Minister or Parliamentary Secretary concerned

آپ نے 1954 کا حوالہ دیا ہے یہ آپ کا اختیار ہے لیکن اس کو overrule نہیں کر سکتے۔ آپ آج تاریخ لکھ رہے ہیں یہ میرا یا آپ کا مسئلہ نہیں ہے یہ اس اسمبلی کا مسئلہ نہیں ہے کہ اگر ہمیں موقع ملا تو ہم 2018 تک جائیں گے آپ یہ تاریخ لکھ رہے ہیں۔ آج آپ نے 54 کی ایک رولنگ کا reference دے کر 1997 کے ان تمام قوانین کو overrule کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! دیکھیں بات یہ ہے کہ ۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری عرض سن لیجئے جب یہ rule کہتا ہے کہ متعلقہ منسٹر یا متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری آپ بااختیار ہیں لیکن میں تاریخ کا حصہ بننا چاہتا ہوں کہ آپ نے جو فیصلہ کیا ہے اس کا 95 percent gist یہ ہے کہ آپ یہ کہتے ہیں کہ یہ ایوان میں debate کے لئے کیسے آئے گی؟ اس پر کسی ممبر کو کوئی اعتراض نہیں ہے کہ 63 ممبر ہونا ضروری ہیں۔ اگر میں بطور محرک آپ کو ووٹنگ کا کہوں لیکن میں نے ایسی بات نہیں کہی۔ میں تو کہتا ہوں کہ صرف متعلقہ منسٹر، میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ ایک متعلقہ منسٹر اور سیکرٹری ہی اپنے محکمے کو دیکھ سکتا ہے۔ ایجوکیشن کا بندہ، لاء کا بندہ ہیلتھ کو نہیں دیکھ سکتا۔ یہ عوام کا مسئلہ ہے kindly اس پر غور کیجئے۔ آپ نے تو رولنگ دے دی لیکن منسٹر اور پارلیمانی سیکرٹری جو اپنے محکمے کے ذمہ دار ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ کل کیا ہوا ہے؟ کل مجھے ہیلتھ ایڈوائزر باہر ملے میں نے ان سے کہا کہ آپ نے اپنا جواب کیوں نہیں دیا تو انہوں نے اسمبلی والوں سے کہا کہ یار آپ نے ہمیں بتایا ہی نہیں ہم اپنا جواب خود دیتے۔ اگر ہم نے عوام کا بھلا کرنا ہے تو متعلقہ منسٹر اور سیکرٹری کس لئے ہیں؟ آپ نے رولنگ دے دی ہے میں اس پر نہیں بولتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! میں نے اس پر in detailed ruling دے دی ہے۔

شیخ علاؤالدین: یہ بھی تاریخ کا حصہ ہے کہ آج آپ نے 54 کا reference دے کر 1997 کو overrule کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے end میں 1997 کا بھی کیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: اگر وہ متعلقہ منسٹر اور سیکرٹری لکھ رہا ہے۔آپ اسے دیکھ لیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! بات یہ ہے کہ یہ تو 1954 سے ایک practice چلی آ رہی ہے یہ important adjournment motions ہوتی ہیں۔ ہر جگہ یہ practice چلی آ رہی ہے اس کا ایک جواب آ رہا ہے۔ اب اس پر خلیل طاہر سندھو صاحب نے کہا تھا کہ مجھے کسی کا بھی حوالہ دے دیں۔ اب میں نے اس پر detail میں ruling دے دی ہے۔ اگر آپ اس پر ووٹنگ چاہتے ہیں تو مجھے بتادیں میں اس پر ایوان میں ووٹنگ کر والیتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جی، ووٹنگ کروالیں۔

معزز ممبران حزب اختلاف: جی، ووٹنگ کروالیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جب ان کی تحریک آئے گی تو اس پر بات کریں گے ظاہر ہے ابھی تو نہیں ہو گی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس سے اچھی کوئی بات نہیں ہے، آپ ووٹنگ کروالیں۔

تحاریک استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں۔ جب اس پر آپ کی تحریک التوائے کار آئے گی اگر اس پر آپ کہیں گے تو میں ایوان میں ووٹنگ کروالوں گا۔ ابھی تو میں تحاریک استحقاق لے رہا ہوں۔ پیر خضر حیات شاہ کھگہ صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔ لاء منسٹر صاحب! اس کا جواب آ گیا ہے؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! آپ نے مجھے ٹائم دینے کے لئے کہا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ نہیں۔ محترمہ! یہ تین تحاریک استحقاق ہیں ان کے بعد میں آپ کو موقع دوں گا۔ محترمہ راحیلہ انور صاحبہ! میں نے پہلے بھی ہمیشہ آپ کو موقع دیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کی بات سنتا ہوں۔ جی لاء منسٹر صاحب! اس تحریک استحقاق کا جواب آ گیا ہے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ابھی تک اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔ آپ اسے جمعہ تک pending فرمالیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ تحریک استحقاق جمعہ تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق جناب نجیب اللہ خان صاحب کی ہے۔

ڈی ایف او بھکر کا معزز ممبر اسمبلی کا فون سننے سے انکار

(۔۔۔جاری)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اسے مجلس استحقاقات کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک استحقاق مجلس استحقاقات کے سپرد کی جاتی ہے جو ایک مہینے کے اندر اس کی رپورٹ دے گی۔

جناب نجیب اللہ خان: جناب سپیکر! شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: اگلی تحریک استحقاق رانا طاہر بشیر صاحب کی ہے لیکن ان کی طرف سے request آئی ہوئی ہے کہ اسے pending کیا جائے، لہذا اسے next session تک pending کیا جاتا ہے۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری تحریک استحقاق ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جو مجھے دی گئی تھیں ان میں آپ کی نہیں تھی، انہوں نے اب مجھے دوبارہ دی ہے۔ شیخ علاؤالدین صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔ شیخ صاحب! آپ اپنی تحریک استحقاق پڑھ دیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میری بات بھی سن لیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! آپ نے مجھے ٹائم دینے کا کہا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! میں نے کہا تھا کہ تحاریک استحقاق کے بعد آپ کو موقع دوں گا۔ جی، شیخ صاحب!

کالم نویس ڈاکٹر صفدر محمود کے معزز ممبران اسمبلی کے خلاف

ہتک آمیز اور بے بنیاد الزامات

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ روزنامہ "جنگ" مورخہ 18-مارچ 2014 میں ڈاکٹر صفدر محمود نے اپنے کالم میں پنجاب اسمبلی کے معزز ممبران کے بارے میں انتہائی ہتک آمیز اور بے بنیاد باتیں لکھی ہیں جو کچھ اس طرح سے ہیں کہ عملاً ایم پی اے حضرات کو ضلعوں اور تحصیلوں کا ڈپٹی کمشنر اور حکمران بنا دیا گیا ہے۔۔۔

(اذان ظہر)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ ایم پی اے کی مرضی کے بغیر کوئی ڈی پی او، ڈی ایس پی، ایس ایچ او، استاد، استانی تعینات نہیں ہو سکتی۔ جب ایم پی اے کی مرضی سے لوگ تعینات ہوں گے تو وہ ان کی حکم عدولی کیسے کریں گے۔ جمشید دستی ایم این اے کا شراب نوشی کے واقعات کا ذکر ہو جس کو خود جمشید دستی ایم این اے ثابت نہیں کر سکے تھے۔ ایم پی ایز کو محکمہ پولیس اور مال میں بھرتیوں کا حصہ دینے کے علاوہ نوکریوں کا کوٹا دیا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ انتظامیہ سیاست زدہ ہو چکی ہے یعنی موصوف کے مطابق جمہوریت ہی کو ختم کر دینا چاہئے۔ علاوہ ازیں موصوف لکھتے ہیں کہ آمنہ بی بی کیس کے مقدمہ کو وزیر صاحب کی سفارش سے خارج کر دیا گیا اور مزید فرماتے ہیں کہ ان مشکوک کردار کے پیشہ وارانہ سیاست دانوں کو پارٹی ٹکٹ کیوں دیتی ہے؟ اس طرح یہ سفارش راج جمہوری حکمرانوں کا عطیہ ہے۔ ڈاکٹر صفدر محمود کے مذکورہ کالم کی وجہ سے تمام معزز ایم پی ایز صاحبان کے بارے میں رائے ہے جس سے میرا اور اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی آسانی کے لئے اس میں صرف ایک چیز add کروں گا کہ Punjab Assembly Decision کے صفحہ نمبر 355 پر خلیفہ شجاع الدین صاحب کا سول اینڈ ملٹری گزٹ کے خلاف ایک فیصلہ ہے آپ اسے base بنا کر اس کے خلاف کارروائی کریں۔ میں نے جان بوجھ کر اس میں کچھ فقرے نہیں لکھے میں نے آپ کو کاپی دے دی تھی انہوں نے ہمارے بارے میں اور بھی بہت کچھ لکھا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس معزز ایوان کے ہر ممبر کی عزت کی جائے،

الیکٹرانک میڈیا ہو یا پرنٹ میڈیا انہیں کوئی نہ کوئی خدا کا خوف ہونا چاہئے۔ یہ جس طریقے سے ہمارے بارے میں باتیں لکھتے ہیں، آپ اس ایوان کے custodian ہیں۔ مہربانی کرکے اس پر سخت قسم کا حکم دیں۔ میں نے آپ کو آپ ہی کے ایک predecessor کی ruling دی ہے جن کا بہت بڑا نام ہے۔ یہ Punjab Assembly Decisions میں صفحہ نمبر355 پر خلیفہ شجاع الدین صاحب کی ruling ہے اور Civil & Military Gazette اپنے زمانے کا بہت بڑا اخبار تھا۔ آپ یہ ruling نکلوالیں اور جو کچھ انہوں نے کیا تھا وہ آپ اس کے اندر کریں کیونکہ کسی ایم پی اے کے بارے میں بات کر دینا ایک فیشن بن گیا ہے۔ اسی طرح کامیڈین پروگراموں کے اندر نقلیں اُتاری جاتی ہیں۔ ہمیں بھی اختیار دینا چاہئے کہ ہم بھی ان کے بارے میں بتائیں کہ یہ کیا چیز ہیں؟ ہمارے منہ بند ہیں، ہم پارٹی اور floor کے پابند ہیں جبکہ یہ کسی کے پابند نہیں ہیں۔ یہ سارا دن جم خانہ میں بیٹھتے ہیں، شام کو ایک کالم لکھتے ہیں اور تبصرے کرکے گھر چلے جاتے ہیں۔ میں نے اپنی تحریک میں جان بوجھ کر کچھ sentences نہیں لکھے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ ان کی ruling نکال لیں اور اس پر مہربانی کریں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شیخ صاحب نے جو بات کی ہے مجھے ان کی observation سے بالکل اتفاق ہے۔ میں شیخ صاحب کی اس بات کو بھی endorse کرتا ہوں کہ اس قسم کے کالم نہیں ہونے چاہئیں۔ انہوں نے چند باتیں کالم سے پڑھی ہیں اور اس کالم کا کچھ حصہ اپنی تحریک میں بھی quote کیا ہے تو یہ باتیں بالکل without verification ہیں۔ یہ کہنا کہ تمام ڈی پی او، آر پی او اور دوسرے انتظامی افسران ایم پی اے صاحبان کے کہنے پر لگائے جاتے ہیں اور یہ کہنا کہ ٹیچرز کی بھرتیاں ایم پی اے صاحبان کے کہنے پر ہوئی ہیں بالکل غلط ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ باتیں without any verification لکھی گئی ہیں اور اس حد تک غلط ہیں کہ کوئی ان کو تسلیم نہیں کرے گا۔ تقریباً ایک لاکھ کے قریب ایجوکیٹرز بھرتی ہوئے ہیں اور پورا زمانہ اس بات کا گواہ ہے کہ اس میں سختی سے merit پر عمل کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں محترم شیخ صاحب کی خدمت میں بھی ایک دو چیزیں عرض کرنی چاہوں گا۔ ڈاکٹر صفدر صاحب کا کالم پتا نہیں کسی نے پڑھا تھا یا نہیں؟ شیخ صاحب چونکہ بہت زیادہ اخبار پڑھتے ہیں اور میڈیا کو بھی observe کرتے ہیں تو انہوں نے یہ کالم پڑھ لیا۔ اب انہوں نے اس کالم کی ایسی صورتحال اور اہمیت بنا دی ہے کہ ہر آدمی وہ کالم

ڈھونڈتا پھر رہا ہے تاکہ معلوم کر سکے کہ انہوں نے اس میں کیا لکھا ہے؟ شیخ صاحب! ذرا اس کا جائزہ لیں کہ اس کالم کو اہمیت دے کر آپ نے ڈاکٹر صفدر کی خدمت کی ہے یا ہماری خدمت کی ہے؟

جناب سپیکر! اس کے بعد میں آپ کی وساطت سے شیخ صاحب کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ اس طرح سے کالم رُک نہیں سکتے۔ آپ اس کو استحقاق کمیٹی میں بھیج دیں، آپ اس کے اُوپر مقدمہ درج کروا دیں یا آپ اس کے اُوپر کوئی اور قانون لے کر آجائیں لیکن اس طرح سے کالم رُک سکتے ہیں اور نہ ہی خبریں رُک سکتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اظہار رائے کی آزادی ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ اظہار رائے کی آزادی کی کچھ limits ہیں۔ جب لوگ کالم لکھتے ہیں تو کئی دفعہ ان limit کو cross کر جاتے ہیں۔ بعض اوقات وہ ان limits کو ملحوظ خاطر نہیں رکھتے۔ ہمارے کچھ صحافی بھائی خبر دیتے وقت بھی اس سے تجاوز کر جاتے ہیں۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب ہم اس ایوان میں یا میڈیا سے بات کرتے ہیں تو کسی نہ کسی جگہ، کسی وقت اظہار رائے کی limit سے تجاوز کر جاتے ہیں لیکن یہ ممکن نہیں ہے کہ اس ایوان میں ایک ممبر اظہار خیال کرے اور اس کو آپ prosecution میں لے جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے کے اُوپر کسی قسم کی کوئی prosecution یا ضابطہ اس کو اور زیادہ اُبھارے گا۔ اس طرح کرنے سے ڈاکٹر صفدر کی اور زیادہ خدمت ہوگی جو کہ ہم قطعی طور پر نہیں کرنا چاہتے۔ انہوں نے غلط بات کی ہے، غلط کالم لکھا ہے اور اس میں انہوں نے حقائق کو مسخ کیا ہے۔ میری شیخ صاحب سے یہ گزارش ہوگی کہ وہ جن چیزوں کو سمجھتے ہیں کہ یہ غلط ہیں ان کے اُوپر پوری تیاری کریں۔ ماشاءاللہ ان کی تیاری پہلے ہی بڑی ہوتی ہے تو وہ اس کو ایوان میں respond کریں۔ وہ جتنا وقت چاہیں آپ ان کو دیں۔ وہ تحریک التوائے کار لے آئیں اور اگر وہ کہیں گے کہ اس کو دو گھنٹے discussion کے لئے منظور کر لیں تو میں اس کے لئے بھی تیار ہوں لیکن ان چیزوں کا بڑے ہی respectfully انداز میں with arguments جواب دیں۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ جو ان کا جواب ہوگا وہ بھی کالموں اور خبروں میں جگہ پائے گا۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہماری صحافت میں کچھ لوگ ایسے ہیں کہ جو معاملات کو ایک خاص نقطہ نظر سے دیکھتے اور چھاپتے ہیں لیکن ایسے لوگ بھی ہیں جو غیر جانبداری سے ان چیزوں کو دیکھتے ہیں۔ میری شیخ صاحب کی خدمت میں یہی گزارش ہے کہ اس کا بہتر اور صحیح راستہ یہ ہے کہ ہم ان بالکل غلط اور frivolous الزامات کا جواب on the floor of the House اور دوسری جگہوں پر دیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو prosecution or legal action کی طرف لے کر جانا مناسب نہیں ہے۔ یہ ہمارے مفاد میں ہوگا اور نہ ہی اس میں کوئی کامیابی کی صورت مجھے نظر آتی ہے۔

جناب سپیکر! اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس پر بے شک ایک کمیٹی بنا دیں جس میں قائد حزب اختلاف بھی شامل ہوں۔ جب ایم پی اے صاحبان کی بات ہوتی ہے تو اس میں سب شامل ہوتے ہیں۔ وہ کمیٹی بیٹھ کر اس ساری صورتحال اور میرے نقطہ نظر کو بھی دیکھ لے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے مطابق اس معاملے کو آگے بڑھانا زیادہ بہتر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں رانا ثناء اللہ خان صاحب کی تجویز سے اتفاق کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، شکر ہے کہ پہلی دفعہ آپ رانا صاحب سے اتفاق کر رہے ہیں۔ (قہقہے)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میرا یہ خیال ہے کہ اگر ہم کسی ایک کالم نویس یا کسی ایک خبر کی بنیاد پر یہاں پر تحریک استحقاق لے کر آئیں گے تو پھر شاید کوئی اور کام یہاں پر نہیں ہو سکے گا۔ سوچنے والی بات یہ ہے کہ یہ perception کیوں بنی ہے؟ ہم ایم پی اے ہیں، We are elected people. اور ہم good governance کی بات کرتے ہیں۔ ہم عوام کے منتخب نمائندے ہیں اور ہم عوام کے سامنے جوابدہ ہیں۔ ہمیں اس تاثر کو زائل کرنا ہے کہ خدانخواستہ ایم پی اے کروڑوں روپے خرچ کر کے آتا ہے، وہ رسہ گیر ہوتا ہے، وہ ساری نوکریاں خود تقسیم کرتا ہے، وہ اپنی مرضی کا تھانے دار اور ایس پی لگاتا ہے۔ اگر تھانے دار اور ایس۔پی اس کی بات نہ مانے تو اس کو معطل یا تبدیل کروا دیا جاتا ہے۔ اس میں کچھ نہ کچھ باتیں ایسی ضرور ہیں تب ہی یہ perception بنی ہوئی ہے۔ جس طرح ایک مچھلی سارے تالاب کو گندہ کرتی ہے۔ ہم سب کو elected member being آگے کی طرف بڑھنا ہے اور اس منفی تاثر کو زائل کرنا ہے۔ جب ایم۔پی۔اے کا نام آئے تو لوگ عزت، احترام، توقیر کے ساتھ بات کریں اور کہیں کہ یہ وہ فرد ہے جسے اس کے حلقہ انتخاب میں بہت بڑی تعداد میں لوگوں نے elect کر کے بھیجا ہے۔ ڈاکٹر صفدر محمود صاحب انتہائی قابل احترام اور بڑے دانشور ہیں۔ He got a very good reputation. وہ سی۔ایس۔پی افسر ہیں۔ میرا خیال ہے کہ سنی سنائی باتوں کی بنیاد پر انہوں نے یہ کالم لکھ دیا ہے۔ مجموعی طور پر آپ ان کے کالم پڑھیں تو اکثر ان کی باتیں constructive ہوتی ہیں۔ ان کے کالموں میں food for thought اور بہت سی informative چیزیں ہوتی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! انہیں ایسا کالم لکھنے سے پہلے کچھ پوچھنا چاہئے تھا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے آپ کوئی کمیٹی بنا دیں تاکہ اس طرح کی خبروں کی آئندہ سے روک تھام کے لئے کوئی لائحہ عمل طے ہو سکے اور ہمارے اس مقدس ایوان اور معزز ممبران کا تاثر ٹھیک ہو سکے۔ بہت شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! رانا ثناء اللہ خان نے جو بات کی ہے میرا حق ہے کہ میں اُس بات کا جواب دوں۔۔۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! چونکہ ایک بات open ہو گئی ہے تو آپ کو چاہئے کہ آپ اُس پر ہمیں پورا ٹائم دیں۔ میں رانا ثناء اللہ خان صاحب اور قائد حزب اختلاف کا احترام کرتا ہوں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ یہ فرما رہے ہیں کہ یہ perception کیوں بنی؟ رانا ثناء اللہ خان یہ مشورہ دے رہے ہیں کہ ہمیں مصلحت کی خاطر خاموش ہو جانا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: انہوں نے یہ نہیں کہا۔ انہوں نے کہا ہے کہ آپ اس پر کوئی کمیٹی بنا دیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! اگر آنکھیں بند کر کے ریت میں سر دبانے سے مسائل حل ہو جائیں تو پھر ایسا کر لینا چاہئے۔ Accountability کا concept یہ ہے کہ ہر چیز کو accountable ہونا چاہئے۔ میں یہاں پر یہ کہوں گا کہ جیسے رانا ثناء اللہ خان نے فرمایا ہے کہ یہاں ایک لاکھ سے اوپر educator, strictly on merit بھرتی ہوئے ہیں اور پولیس میں strictly on merit بھرتیاں ہوئی ہیں۔ آپ بے شک کسی سے check کروالیں میں صفدر محمود صاحب کو چیلنج کرتا ہوں کہ کوئی ڈی پی او یا کوئی ڈی سی او کسی ایم پی اے یا کسی ایم این اے کے کہنے سے نہیں لگتا۔ جس طرح قائد حزب اختلاف فرما رہے ہیں وہ ہمارے لئے انتہائی معزز ہیں اور وہ سُنی سُنائی بات کر دیتے ہیں۔ یہی معزز یہی کالم لکھتے ہیں اور پھر وزارتوں میں اپنی جگہ پاتے ہیں اور پھر یہی معزز لوگ جم خانہ میں بیٹھ کر کالم لکھ لکھ کر دعا کرتے ہیں کہ یہ democracy چلی جائے اور مارشل لاء آئے تاکہ وہ سارے لوگ وہاں پر وزارتیں لے سکیں۔ میں رانا ثناء اللہ خان کی عزت کرتا ہوں انہوں نے صحیح فرمایا لیکن باہر ہمارا جو perception بن چکا ہے اگر ہم اپنے آپ کو خود defend نہیں کریں گے اور اگر ہم اس کو کمیٹی میں لے کر جاتے ہیں تو وہاں coop نہیں چلنی۔ میں پچھلے پانچ سال استحقاقات کمیٹی کا چیئرمین رہا ہوں تو وہاں پر کچھ نہیں ہونا۔ کمیٹی صفدر محمود صاحب سے صرف پوچھے گی کہ آپ نے یہ یہ contents لکھے ہیں تو آپ بتائیں

کہ اس حوالے سے آپ کے پاس کیاmaterial ہے آپ ثبوت دیں؟ وہ وہاں پر جب کٹہرے میں آئیں گے تو اُس وقت پتا چلے گا۔ صحافی بھی بہت اچھے ہیں، میں صفدر محمود صاحب کو کچھ نہیں کہتا وہ بھی بہت اچھے ہیں لیکن یہ ہمارا حق ہے کیونکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ رانا ثناء اللہ خان اور قائد حزب اختلاف سے بھی میری یہ استدعا ہے کہ مصلحت سے تھوڑا سا اُٹھ کر اپنے اس معزز ایوان کی خاطر اور اپنے ایم پی ایز کی خاطر آپ مہربانی کر کے اس معاملہ کو استحقاقات کمیٹی کے سپرد کریں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں رانا ثناء اللہ خان، میاں محمود الرشید صاحب اور شیخ علاؤالدین صاحب کو زحمت دوں گا کہ وہ اجلاس کے بعد میرے چیمبر میں آئیں۔ میں اس کو pending کرتا ہوں اور اس پر ہم بیٹھ کر discuss کرتے ہیں۔ جی، ملک محمد احمد خان صاحب!

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میری صرف یہ submission ہے کہ آزادی اظہار یا freedom of expression کے اوپر پہلی قدغن اس چیز کی maturity ہے کہ آپ جو لکھ رہے ہیں اُس کو کسی چیز کے ساتھ substantiate کریں۔ دوسری بات یہ ہے کہ محرک نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے اُس میں صرف یہ content پایا جانا کہ کیا اُس کے اندر ایسا مواد ہے جس کے ساتھ اس معزز ایوان کے اندر بیٹھے ہوئے معزز ممبران کا استحقاق مجروح ہوا؟

There are two questions in it, which the honourable Chair has to look. You don't have to take any dictation from the Treasury Benches and you don't have to take any dictation from the Opposition Benches.

جناب قائم مقام سپیکر: ملک محمد احمد خان صاحب! میں نے اس پر بات کر دی ہے اور اس کو pending کر دیا ہے۔ ہم آج ہی بیٹھ کر اس پر کوئی decision لیں گے۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! شکریہ۔ اس معاملہ کے حوالہ سے پورے ایوان کا concern آپ کے سامنے آ چکا ہے۔ ملک محمد احمد خان بھی بڑے relevant ہیں اور رانا ثناء اللہ خان نے بھی to the point اور بڑی relevant بات کی ہے۔ اس میں میری یہ گزارش ہے کہ آپ اس معزز ایوان کے تقدس کو ensure کرنے کے لئے اور ہم یہ بھی نہیں چاہتے کہ ہم کسی کی rating بڑھائیں اور کسی کو بہت بڑے کالم نویس کی حیثیت سے اس معزز ایوان سے clean chit دے کر بھجوا دیں لیکن ہم یہ بھی نہیں چاہتے کہ کوئی بندہ مادر پدر آزاد جو مرضی لکھ دے اور ہم خاموش ہو کر بیٹھ جائیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ آپ

استحقاقات کمیٹی سے بھی تھوڑا آگے بڑھ کر اس پر ایک کمیٹی بنائیں اور آپ اُس کمیٹی میں پریس گیلری کمیٹی کے صدر کو بھی شامل کریں۔

تحاریک استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! ہم صبح اسی ایوان میں انشاء اللہ تعالیٰ announce کریں گے۔ اب تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 917/13 محترمہ راحیلہ انور صاحبہ، ڈاکٹر مراد راس صاحب اور محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ کی ہے۔ جی، گوندل صاحب! (قطع کلامیاں)

ملک محمد احمد خان صاحب! میں نے اُس تحریک استحقاق کو pending کر دیا ہے کیونکہ مجھے rules allow کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر ملک محمد احمد خان واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

ملک صاحب! آپ ایسا نہ کریں۔ (قطع کلامیاں)

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میری بات نہیں سنی گئی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! آپ کی کیا بات نہیں سُنی گئی؟ آج ہی منگوائی گئی ہے۔ آپ ایسے اُٹھ کر خواہ مخواہ ایوان کا وقت نہ ضائع کریں۔ جی، گوندل صاحب!

لاہور میں اغواء اور کار چھیننے کی وارداتوں میں مسلسل اضافہ

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین گوندل): جناب سپیکر! اس ضمن میں عرض یہ ہے کہ ضلع لاہور میں وہیکلز چھیننا اور چوری کی بڑھتی ہوئی واردات ہائے کی روک تھام و برآمدگی مسروقہ وہیکلز کے لئے ضلع لاہور کے داخلی و خارجی راستوں پر ناکے لگائے گئے ہیں اور تفتیشی افسران و ملازمان متعینہ سٹی و صدر ہائے لاہور کی مختلف ٹیمیں تشکیل دے کر دیگر اضلاع میں بھی برائے چیکنگ و تلاش مسروقہ وہیکلز و گرفتار سارقان وہیکلز حسبِ ضابطہ بھجوائی جاتی ہیں۔ سال

2013اور سال رواں میں کل 915چھینی گئی اور سرقہ شُدہ گاڑیاں برآمد کر کے ملزمان کو گنہگار پاکر حوالات جوڈیشل بھجوایا جاچکا ہے۔ شعبہ سٹی وصدر لاہور آئندہ بھی وہیکلز چوری و چھیننے کی وارداتوں کے انسداد و تدارک کے لئے شب و روز سخت محنت، لگن اور جانفشانی سے کارہائے منصبی انجام دے رہے ہیں۔ جو بھی لوگ اس میں ملزم پائے گئے اُن کی حسبِ ضابطہ گرفتاری کر کے چالان سپرد عدالت کئے جائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس کا جواب آگیا ہے لہذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ میں محترم ملک وارث کلو سے گزارش کروں گا کہ وہ ملک محمد احمد خان کو منا کر ایوان میں لے آئیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! وزیر تعلیم نے اس معزز ایوان کے سامنے محترمہ راحیلہ انور صاحبہ سے یہ بات کی ہے [****] محترمہ کو point of order پر اپنی بات تو کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں، بات یہ ہے کہ محترمہ نے وزیر تعلیم سے کہا کہ آپ ہمارے questions کو serious نہیں لیتے تو انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے سوالوں کو serious لیتے ہیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! وزیر تعلیم نے سوالوں کا نام نہیں لیا۔ انہوں نے کہا ہے کہ ہم آپ کو serious لیتے ہیں۔ میری عرض سُنیں، اس پر آپ کا ایک independent view آنا چاہئے۔ آپ وزیر صاحب کو defend کر رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: میں بالکل نہیں کر رہا۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! انہیں کم از کم اپنی بات تو کرنے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: صدیق خان صاحب! میں نے انہیں پورا موقع دیا۔ ان کے سوالات نہیں تھے لیکن انہوں نے اپنے ڈسٹرکٹ کے حوالے سے ضمنی سوالات کئے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! ناں، ناں۔ کم از کم ان کا پوائنٹ آف آرڈر تو انہیں دے دیں۔ آپ اپوزیشن کی زبان کیوں بند کرنا چاہتے ہیں؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں مظفر گڑھ والے معاملہ میں تین دن کوشش کرتا رہا ہوں لیکن موقع نہیں دیا گیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! میری بات سنیں۔اس کے بعد آپ بولیں۔اس دن جب لاء منسٹر صاحب نے مظفر گڑھ والے واقعہ پر بات کی تھی۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ لاء منسٹر کی بات سننے کے بعد آپ جتنی دیر اس پر بات کرنا چاہیں تو کریں۔آپ کے ہی ایک معزز ممبر نے اس دن اٹھ کر کورم point out کیا تھا میرے خیال میں شاید آپ کو یاد ہو گا۔اس دن کورم پورا نہیں تھا اس لئے اجلاس ختم کر دیا گیا۔

---

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر صفحہ نمبر 887 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! کل بھی وقت نہیں دیا گیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے کل بالکل اس پر مجھ سے time نہیں مانگا۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں نے پوری کوشش کی اور آپ نے time نہیں دیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب! آج بات یہ ہے کہ میں نے اس دن آپ سے کہا تھا، پہلے دن بھی مظفر گڑھ والے واقعہ پر آپ نے بات کی تھی۔ میں نے آپ سے کہا تھا کہ لاء منسٹر صاحب آ جاتے ہیں تو آپ اس کا جواب لے لیں۔ دیکھیں! اس طرح نہ کریں۔آپ تشریف رکھیں میں اس کا جواب لے لوں۔اس کے بعد میں صدیق خان صاحب کی بات سنتا ہوں۔ تحاریک التوائے کار کے لئے ایک وقت مقرر ہے۔ مجھے پہلے اسے لینے دیں۔(قطع کلامیاں)
صدیق خان صاحب! یہ ساری تحاریک التوائے کار تقریباً آپ کی ہیں، یہ اپوزیشن کی ہیں اور آدھی سے زیادہ عامر سلطان چیمہ صاحب، آپ کی، سردار شہاب الدین صاحب کی اور وقاص حسن موکل صاحب کی ہیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! معزز خاتون کی insult ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں۔ محترمہ قابل احترام ہیں۔ان کی کوئی insult نہیں کی گئی۔ میرے لئے قابل احترام ہیں۔ان کی عزت سب سے زیادہ مقدم ہے۔ محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کی تحریک التوائے کار نمبر 920/13 ہے۔یہ تحریک پڑھی جا چکی ہے اس کا جواب آنا تھا۔جی، گوندل صاحب!

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! آپ ہمیں بولنے کا موقع دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں اس کے بعد آپ کو بولنے کا موقع دوں گا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف احتجاجاً ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

عباسی صاحب!آپ تشریف رکھیں اس کے بعد میں آپ کو بات کرنے کا موقع دوں گا۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

مزنگ لاہور کے رہائشی عبدالحمید کی بیٹی ماریہ جہیز نہ لانے کی بناء پر سسرال کے ہاتھوں قتل

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 920/13 کا جواب یہ ہے کہ DSP پرانی انار کلی سرکل مسمی عبدالحمید ولد معراجدین نے ایک درخواست مقامی تھانہ مزنگ میں گزاری کہ میری بیٹی مسماۃ ماریہ بعمر قریب اٹھارہ سال کی شادی ہمراہ علی ولد ظہیر احمد عرصہ قریب تین ماہ قبل ہوئی کچھ عرصہ بعد ہی میرے داماد نے جہیز کے لالچ میں میری بیٹی سے اپنے گھر والوں سے رقم مانگنے پر مجبور کرنا شروع کر دیا وہ آئے دن میری بیٹی پر ناجائز تشدد کرتا تاکہ وہ مجھ سے ناجائز رقم وصول کرتا رہے۔ امروز مورخہ 30-8-2013 کو مذکورہ نے اپنی والدہ بہار بانو اور بھائی رضا کے ہمراہ میری بیٹی جو کہ تین ماہ کی حاملہ بھی تھی پر بے پناہ تشدد کیا اور گلا گھونٹ کر ہلاک کر دیا جس پر مقدمہ نمبر 488/13 مورخہ 30-8-2013 جرم 302/34 ت پ تھانہ مزنگ درج رجسٹر کر کے تفتیش بذریعہ محمد سلیم سب انسپکٹر انوسٹی گیشن، عبدالحمید سب انسپکٹر انوسٹی گیشن اور بعد ازاں بذریعہ عرفان خان طارق ASP/SDPO نواں کوٹ سرکل عمل میں لائی گئی لیکن دوران تفتیش مقدمہ ہذا جھوٹا ثابت ہوا جس پر اخراج رپورٹ مورخہ 22-12-2013 کو مرتب ہوئی۔ البتہ محترمہ نگہت شیخ ایم پی اے صاحبہ کی جہیز کی لعنت سے چھٹکارا پانے کی بابت تجویز قابل تحسین ہے جس میں معاشرہ کے تمام مکاتب فکر کے لوگوں کو اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کا جواب آگیا ہے۔ اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! اس میں بحث کی واقعی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے 8-مارچ کو یہ تحریک پڑھی تھی اور آپ سے گزارش کی تھی کیونکہ یہ خواتین کے حوالے سے ہے کہ آپ اس کو بحث کے لئے رکھ لیں۔ یہ بہت اہم issue ہے۔ اگر تحریک التوائے کار کا مقصد صرف یہ ہے کہ یہ جمع ہو، محرک پڑھے، منسٹر جواب دے اور dispose of ہو جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ایسا ہی ہے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! پھر مسائل کا تو کوئی حل نہ ہوا۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! مجھے آگے چلنے دیں۔ اگر آپ اس پر کوئی ووٹنگ چاہتی ہیں تو مجھے بتائیں میں ابھی ووٹنگ کرا لیتا ہوں۔ اگر 63 ممبران آپ کے حق میں آ گئے تو پھر اس پر کوئی دن fix کر لیں گے۔ اگر آپ اس پر بحث نہیں چاہتیں تو اس کا جواب انہوں نے دے دیا ہے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! آپ ووٹنگ کرا لیں۔ کمیٹی روم میں خواتین کی میٹنگ ہو رہی ہے جہاں پر تمام خواتین گئی ہیں آپ پہلے ان کو بلا لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں انہیں کیسے بلا سکتا ہوں؟ آپ ان کو بلا کر لائیں۔

محترمہ نگہت شیخ: سر! پھر آپ مجھے time دے دیں۔ میں ووٹنگ سے پہلے جا کر بلا لاتی ہوں۔ ممبران تو موجود ہیں۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! مجھے حکم کریں میں بلا لاتی ہوں۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! آپ محترمہ شمیلہ اسلم صاحبہ کو بھیج دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: Rules of Procedure کا Rule-85 ہے کہ:

(2) If members less than one-sixth of the total membership of the Assembly rise in their seats, the Speaker shall inform the member that he has not the leave of the Assembly.

(3) If members not less than one-sixth of the total membership of the Assembly so rise, the Speaker shall announce that leave is granted and the motion shall be taken up for discussion in the same session

for not more than two hours on such day, as soon as possible, within three days after the leave is granted, as the Speaker may fix:

Provided that the Speaker may of his own or on a motion made by a member extend the sitting of the Assembly on such day by two hours.

محترمہ نے ایک پوائنٹ raise کیا تھا، ان کی ایک تحریک التوائے کار 920/13 کا جواب آ گیا ہے۔ محترمہ اس پر ووٹنگ کرانا چاہتی ہیں۔ اس پر 1/6 ممبران کی حمایت ضروری ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس وقت 1/6 تو موجود بھی نہیں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب! یہ میرا کام تو نہیں ہے، جتنے موجود ہیں انہوں نے ہی اس پر ووٹ کرنے ہیں۔ کل ممبران میں سے ہی ہیں۔ اگر آپ اس کو واپس لینا چاہیں تو بے شک لے سکتے ہیں ورنہ میں تو ووٹنگ کراؤں گا۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! اسے pending کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب یہ pending نہیں ہو سکتی۔ نہیں۔ نہیں۔ اب یہ pending نہیں ہو گی۔ جو ممبران چاہتے ہیں کہ اس تحریک پر ووٹنگ کرائی جائے وہ اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! اسے pending کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! میں نے رولز کے مطابق چلنا ہے۔ I am sorry اس پر ایک ممبر بھی کھڑا نہیں ہوا اس لئے یہ dispose of کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر شیخ علاؤالدین، شیخ اعجاز احمد اور محترمہ شمیلہ اسلم
اپنی نشستوں پر کھڑے ہوئے)

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں کھڑا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ یہاں پر چار ممبران کھڑے ہوئے ہیں۔ یہاں پر ممبران کھڑے نہیں ہوئے اس لئے leave is not granted یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! مجھے time دے دیتے تو میں ممبران کو بلا لاتی۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! تشریف رکھیں۔ میں کرنل شجاع خانزادہ صاحب، رانا رؤف صاحب اور باجوہ صاحب سے کہوں گا کہ اپوزیشن کے جو ممبران واک آؤٹ کر گئے ہیں انہیں منا کر ایوان میں لے کر آئیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 14/238 چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار وقاص حسن مؤکل اور ڈاکٹر محمد افضل کی ہے، یہ تحریک پڑھی جا چکی ہے اس کا جواب آنا تھا۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

سرگودھا محکمہ اوقاف کے یونٹ نمبر 30 چک شمالی 43 کی دکانوں پر محکمہ کی ملی بھگت سے بااثر افراد کا قبضہ

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 238 کا جواب یہ ہے کہ جامع مسجد وقف قبرستان واقع چک 43 شمالی بالمقابل جنرل بس سٹینڈ سرگودھا سے ملحقہ یونٹ نمبر 30 مسٹر اظہر علی ملہی ولد محمد اسلم کے نام کرایہ داری پر تھا۔ کرایہ دار نے بلا اجازت محکمہ اوقاف یونٹ کی حیثیت کو تبدیل کرتے ہوئے D کلاس ویگن سٹینڈ بنا لیا زونل ناظم اوقاف سرگودھا نے کرایہ کی عدم ادائیگی و شرائط کرایہ داری کی خلاف ورزی پر حسب ضابطہ اس کی کرایہ داری مورخہ 08-01-2010 کو منسوخ کر دی۔ جس کے خلاف کرایہ دار نے ناظم اعلیٰ اوقاف پنجاب کو بحالی کرایہ داری کے لئے اپیل دائر کی جو مورخہ 26-06-2010 کو مسترد کر دی گئی۔ اپیل کے مسترد کرنے کے بعد مینجر اوقاف نے ہمراہ پولیس اس یونٹ کو سربمہر کر دیا جبکہ اس فیصلہ کے خلاف کرایہ دار نے عدالت عالیہ لاہور میں رٹ پٹیشن نمبر 18998 دائر کر دی جس پر ہائی کورٹ نے اپنے فیصلہ مورخہ 03-09-2010 کو حکم امتناعی جاری کر دیا۔ جو تا حال جاری ہے کہ جبکہ کرایہ دار نے سربمہر دکان کی سیلیں توڑ کر دوبارہ یونٹ پر ناجائز قبضہ کر لیا۔ عدالت عالیہ کی طرف سے رٹ پٹیشن مذکور کی تاریخ سماعت مقرر نہ ہونے کی بناء پر محکمہ اوقاف کی طرف کیس مذکوور کی فوری سماعت کے لئے دائر درخواست پر مورخہ 20-12-2013 اور 11-12-2012/11-05-2012/20-04-2012 اور 28-03-2012 تاریخ ہائے سماعت مقرر ہوئیں مگر کیس مذکور کی عدالت میں سماعت نہ ہو سکی۔ لیگل ایڈوائزر اوقاف کے توسط سے کیس مذکور کی فوری سماعت کے لئے عدالت عالیہ نے دوبارہ

درخواست دائر کی جا چکی ہے۔ بوقت سماعت عدالت عالیہ کی طرف سے جاری حکم امتناعی کے اخراج کی کوشش کی جائے گی اور حکم امتناعی کے اخراج کے بعد بے دخل قبضہ کی کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ مزید برآں اس یونٹ کے بارے میں سال 1995 تک کسی عدالت میں کوئی کیس زیر کارروائی نہ تھا اور یہ کہ محکمہ اوقاف کا وکیل انیس سال سے کبھی پیش نہیں ہوا، درست نہیں ہے۔ کرایہ دار سے جو کرایہ وصول کیا جاتا رہا اس کی حسب ضابطہ رسیدات جاری کی گئیں اور کیش بک میں باقاعدہ اندراج کیا گیا ہے۔ سیکرٹری DRTA سرگودھا کی رپورٹ کے مطابق مسٹر اظہر علی ملی نے انہیں اس غیر قانونی ڈی کلاس اڈا کی منظوری کی استدعا کی تھی جو ضابطہ کی کارروائی کے بعد مسترد کر دی گئی جس کے خلاف اس نے عدالت عالیہ لاہور میں رٹ دائر کر کے حکم امتناعی حاصل کر لیا۔ مابعد عدالت عالیہ نے معاملہ بغرض فیصلہ سینئر سول جج سرگودھا کو ریمانڈ فرمادیا جبکہ اس معاملہ میں حکم امتناعی کو بحال رکھا۔ اس وقت یہ معاملہ بھی عدالت میں زیر سماعت ہے۔ تاہم قابض اظہر ملی ولد محمد اسلم نے محکمہ اوقاف اور سیکرٹری RTA کے خلاف مختلف عدالتوں میں مقدمات دائر کرتے ہوئے عدالتوں کی طرف سے جاری حکم امتناعی کی آڑ میں رقبہ پر اپنے قبضہ کو برقرار رکھا ہوا ہے۔ عدالت عالیہ کی حکم امتناعی عارضی کے اخراج کے بعد حسب ضابطہ کارروائی کی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کا جواب آگیا ہے لہذا تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 243/14 عامر سلطان چیمہ صاحب اور جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کی طرف سے ہے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں نے احمد خان صاحب سے بات کی ہے تو انہوں نے کہا ہے کہ میں آ جاتا ہوں میں نے انہیں assurance دی ہے لیکن وہ کہہ رہے تھے کہ:

Assembly Rules of Procedure that must be followed in letter and spirit.

میں نے ان سے کہا ہے وہ آ رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کلو صاحب! ملک احمد خان صاحب کو کہیں کہ میں بالکل انہیں ہی follow کر رہا ہوں۔

(اس مرحلہ پر ملک محمد احمد خان واک آؤٹ ختم کر کے
واپس ایوان میں تشریف لے آئے)

ملک محمد احمد خان صاحب: بڑی مہربانی۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میری humble submission ہے کہ تین چار دن سے چیمہ صاحب بھی بیٹھے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ پری بجٹ discussion کی جائے۔ اپوزیشن ممبران روزانہ ہی واک آؤٹ کر دیتے ہیں جیسا کہ آج بھی انہوں نے واک آؤٹ کر دیا ہے۔ کسی کو بھیج کر انہیں بلائیں تاکہ pre-budget discussion شروع ہو سکے۔

(اس مرحلہ پر کے معزز ممبران پی ٹی آئی واک آؤٹ ختم کر کے
واپس ایوان میں تشریف لے آئے)

جناب قائم مقام سپیکر: میں اپوزیشن کے ممبران کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 243/14 چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب اور جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کی طرف سے ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترم اپوزیشن لیڈر صاحب!

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! میں ایک منٹ بات کرنا چاہتا ہوں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): چلیں، کرنل صاحب پہلے بات کر لیں۔

وزیر تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! آپ کے حکم کے مطابق ہم نے قائد حزب اختلاف اور باقی معزز ممبران سے بات کی ہے۔ ان کے کچھ objections ہیں۔ ان کا یہ خیال ہے کہ جب ایوان کی کارروائی چل رہی ہوتی ہے تو شاید ان کو زیادہ وقت نہیں دیا جاتا۔ ان کو وہ importance نہیں دی جاتی جو کہ دی جانی چاہئے۔ ان کے points of orders کو refuse کیا جاتا ہے۔ ان کا سارا focus قابل احترام قائم مقام سپیکر کی طرف ہے۔ ان کا یہ کہنا ہے کہ آپ یہ سب کچھ intentionally کر رہے ہیں۔ میں نے ان کو بہت درخواست کی کہ آپ ایوان میں تشریف لے آئیں۔ انہوں نے کہا کہ پہلے ہم تین چار ممبران ایوان میں جائیں گے اور ہم اپنی reservations on the floor of the House پیش کریں گے اور اس کے بعد جو ردعمل ہو گا اس کے مطابق ہم اگلا قدم اٹھائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کرنل صاحب! بہت شکریہ۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کرنل صاحب نے اپوزیشن سے جو مذاکرات کئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ وہ آپ کے حکم کے مطابق ہوئے ہیں، یہ بہت اچھی بات ہے لیکن جو تفصیل وہ بیان کر رہے تھے اس کے متعلق میری یہ observation ہے کہ جو بزنس ایڈوائزری کمیٹی ہے اس کا یہی مقصد ہے جس میں محترم لیڈر آف دی اپوزیشن اس کے ممبر ہیں۔ جن points پر کرنل صاحب نے بات کی ہے ان سے متعلق آپ بے شک آج یا پھر کل اجلاس شروع ہونے سے پہلے میٹنگ رکھ لیں تو میرا خیال ہے کہ یہ جو discussion ہے کیونکہ اس میں conduct of Speaker بھی ساتھ آ رہا ہے تو یہ بات صرف اور صرف بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں ہونی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی جس دن پہلے آپ رکھتے ہیں تو دس منٹ بیٹھ کر تمام پارلیمانی لیڈر وہاں سے نکل جاتے ہیں اور day to day بزنس پر کبھی بات نہیں ہوتی۔ اب جو مسئلہ پچھلے دو تین دن سے ہمارے معزز ممبران کی طرف سے آ رہا تھا کہ سپیکر صاحب ہمیں کسی بھی مسئلے پر پوائنٹ آف آرڈر پر کھل کر بات نہیں کرنے دیتے اور خاص طور پر آج جو واقعہ ہوا ہے وہ انتہائی افسوسناک ہے۔ ہماری ایک معزز ممبر راحیلہ انور صاحبہ جو ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے منسٹر صاحب سے کہا کہ ہمارے علاقے میں جو سکول ہیں آپ اس area کو بھی لیں وہاں پر بھی یہ facilities نہیں ہیں جس کے جواب میں وزیر تعلیم نے بڑے ذومعنی انداز میں یہ کہا [*****] میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ یہ سمجھ رہی ہیں کہ میری اس سے ذاتی طور پر توہین ہوئی ہے اور اس طرح کی فقرے بازی وہ expect نہیں کرتی تھیں کہ وزیر تعلیم اس انداز کے ساتھ ایک معزز خاتون کو جو اٹھ کر بات کر رہی ہیں اس کو اس طرح سے جواب دیں گے۔ وہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہ رہی تھیں۔ میں اس وقت ایوان میں نہیں تھا لیکن انہوں نے کہا کہ میں نے دو تین دفعہ کوشش کی کہ میں اٹھ کر اپنا یہ اعتراض کروں کیونکہ اس وقت منسٹر صاحب بھی یہاں پر موجود تھے لیکن میرے مسلسل اصرار کے باوجود سپیکر صاحب کی طرف سے مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر بات نہیں کرنے دی گئی۔ یہ جو ایک رویہ ہے جس میں اپوزیشن یعنی سب کا خیال ہے کہ ہمیں دیوار کے ساتھ لگایا جا رہا ہے اور حکومتی بنچوں کی طرف سے جس طرح کی بھی کوئی بات ہوتی ہے وہ آپ وزراء کو بھی advocate کرتے ہیں، انہیں ease out کرتے ہیں اور ہمارے ممبران جو بڑی serious بات کرنے

کے لئے بھی ترس رہے ہوتے ہیں اور کئی کئی دفعہ کھڑے ہوتے ہیں لیکن انہیں بات کرنے کا موقع نہیں دیا جاتا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ رانا مشہود صاحب کی طرف سے اس طرح کی جو بات کی گئی ہے انہیں اس پر معذرت کرنی چاہئے، sorry کرنی چاہئے اور apologize کرنا چاہئے کہ کسی بھی معزز خاتون ممبر کے بارے میں اس طرح کے الفاظ جس سے ان کی توہین کا پہلو نکلتا ہو وہ کسی طور پر بھی مناسب نہیں ہے۔ ہمارے تمام ممبران کا یہ خیال ہے کہ سپیکر صاحب ہمیں موقع نہیں دے رہے اور اگر وہ ہمیں موقع نہیں دیتے تو ہم ایوان کے باہر جا کر بیٹھ کر کارروائی سنتے ہیں پھر اس کے علاوہ ہم اور کیا کر سکتے ہیں؟

---

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر صفحہ نمبر 887 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! اس میں میری گزارش یہ ہے کہ عباسی صاحب کا یہ مؤقف تھا کہ جس دن مظفر گڑھ واقعہ کے اوپر بات ہوئی اور لاء منسٹر صاحب نے یہاں پر جواب دیا تو اس کے بعد آپ کے بہت سے ممبران یہاں پر بولنا چاہتے تھے میرے خیال میں شاید آپ بھی ایوان میں موجود تھے تو میں نے انہیں کہا تھا کہ لاء منسٹر صاحب کی بات سننے کے بعد آپ جتنی مرضی دیر یہاں پر مظفر گڑھ کے واقعہ پر بات کرنا چاہیں میں بالکل آپ کو floor بھی دوں گا اور آپ کی پوری بات بھی سنوں گا لیکن جونہی رانا صاحب نے بات ختم کی تو آپ کے ہی ایک ممبر نے اٹھ کر کورم point out کیا اس کے بعد کورم پورا نہیں ہوا جس کی وجہ سے مجھے اجلاس ملتوی کرنا پڑا۔ آج جو محترمہ والی بات ہے یہاں پر منسٹر صاحب موجود نہیں تھے اور شیخ علاؤالدین صاحب نے چونکہ ruling مانگی تھی تو میں وہ ruling پڑھ رہا تھا اس کے بعد محترمہ نے شاید ایک آدھ دفعہ کہا تو میں ان کی یہ بات شاید نہیں سن سکا۔ اگر ایجوکیشن منسٹر یہاں پر موجود ہوتے تو وہ شاید اپنی بات یہاں پر explain کر سکتے تھے۔ میرا نہیں خیال کہ اس قسم کی کوئی بات ہوئی ہے اگر کوئی اس قسم کی بات انہوں نے کی بھی ہے جو محترمہ کو بُری لگی ہے تو اس کو ہم کارروائی کا حصہ نہیں بنائیں گے۔ باقی ایجوکیشن منسٹر رانا مشہود صاحب یہاں پر آجائیں گے وہ اپنی اس بات کو explain کر دیں گے کہ انہوں نے کیوں یہ بات کی ہے؟ ان کا مؤقف بھی کم از کم آپ کو سننا چاہئے اور آج کی proceeding آپ نکال کر دیکھ لیں یا کل کی proceeding نکال لیں۔ مجھے Rules کے مطابق چلنا ہے تو تحاریک التوائے کار maximum اپوزیشن کی ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ maximum time آپ کو دیا جائے۔ آپ proceeding نکلوا کر دیکھ لیں تو ضمنی سوالات اپوزیشن کی طرف سے ہوتے ہیں، وقفہ سوالات میں maximum supplementary

اپوزیشن کی طرف سے لئے جاتے ہیں، اگر حکومتی بنچوں کی طرف سے زیادہ ہوں تو پھر جو questions بات ہے وہ آپ یہاں پر کریں۔ میں ان کو maximum time دیتا ہوں اور اس بات پر ان کا یہ الزام Chair پر لگانا کہ آپ ان کو ٹائم نہیں دیتے تو میں نہیں سمجھتا کہ یہ کوئی الزام ہے۔ باقی رانا مشہود صاحب یہاں پر آ جائیں گے تو وہ اس حوالے سے اپنی بات کی وضاحت کر دیں گے۔ اب مجھے یہ بتائیں کہ تحریک التوائے کار کا ایک ٹائم مقرر ہے وہاں پر ان کے جواب دیئے جا رہے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ اس کے بعد پورا ایک گھنٹہ بولنا چاہیں تو میں اس پر آپ کو بات کرنے کی اجازت دوں گا لیکن مجھے چونکہ rules کے مطابق چلنا ہے وہ چاہ رہے تھے کہ پہلے مجھے پوائنٹ آف آرڈر دیا جائے تو میں نے اس بات پر منع کیا ہے لہذا میرا خیال ہے کہ باقی اپوزیشن کو بھی آپ منا کر لے آئیں تو ان کو پورا یہاں پر ٹائم دیا جائے گا۔ اب آپ دیکھ لیں کہ میرے لئے سبطین خان صاحب اور آپ بھی قابل احترام ہیں۔ اب مجھے بتائیں کہ یہ اتنا important business ہے جو چل رہا ہے۔ آپ مجھے بتائیں کہ میں اس کا کیا کروں؟

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! مجھے بولنے کا موقع دیا جائے۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کو business ایک side پر رکھ دیتے ہیں۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر لیں۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! آپ اس ایوان کے Custodian ہیں اور آپ نے اس ایوان کو rules کے مطابق چلانا ہے۔ قائد حزب اختلاف بڑے پرانے ممبر ہیں اور میں بھی پرانا ممبر ہوں تو میں نے اس قسم کا نظارہ اس ایوان کے اندر پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ پہلی بات یہ ہے کہ rules کے مطابق سپیکر کے conduct کو اس طرح ایوان کے اندر openly discuss نہیں کیا جا سکتا۔ جیسے لاء منسٹر صاحب نے کہا کہ اس کو بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں سو دفعہ discuss کر سکتے ہیں لیکن ایوان کے اندر اس طرح سپیکر کی اتھارٹی اور conduct کو Rules کے مطابق discuss نہیں کیا جاتا۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ میں نے یہاں بڑے بڑے نامور ممبر دیکھے ہیں تو جب سپیکر بول رہا ہوتا ہے تو ممبران آرام سے بیٹھ جاتے ہیں۔ آج آپ نے دیکھا کہ آپ بول رہے تھے لیکن کوئی آپ کی بات سننے کو تیار نہیں تھا اور سارے ممبران کھڑے تھے۔ میری قائد حزب اختلاف سے بڑی مودبانہ گزارش ہے کہ ایوان کو in order کریں اور سپیکر بول رہا ہو تو کسی ممبر کو کھڑے ہو کر بات نہیں کرنی چاہئے بلکہ بات سننی چاہئے کہ سپیکر کیا کہہ رہے ہیں، اگر اس طرح

آپ اپنی اتھارٹی کو concentrate کریں گے تو اس ایوان کو اعلیٰ طریقے سے چلایا جا سکتا ہے۔ بہت شکریہ۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میں بالکل ان کی بات سے اتفاق کرتا ہوں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر سبطین خان صاحب نے کوئی اور بات کرنی ہے تو بے شک کریں اور آپ ان کو ٹائم دیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ قائد حزب اختلاف نے بھی اپنا concern show کیا ہے تو آپ بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ آج یا صبح رکھ لیں تو اس بات کو وہاں پر بیٹھ کر resolve کر لیا جائے گا۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میں نے کوئی اور بات کرنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سبطین خان صاحب!

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میں نے یہ بات کرنی ہے کہ جس طرح محترمہ راحیلہ صاحبہ والا کیس ہے اسی طرح ہمارے ایک اور معزز ممبر آصف صاحب تھے وہ بھی متعدد بار پوائنٹ آف آرڈر پر request کرتے رہے لیکن جب ان کو موقع نہیں ملا تو وہ as a protest اپنے منہ پر ٹیپ لگا کر بھی کھڑے رہے تو میرا خیال ہے کہ ان کی معمولی سی بات تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: سبطین خان صاحب! آپ پرانے پارلیمنٹیرین ہیں اور اس ایوان میں رہے ہیں۔ مجھے یہ بتائیں کہ rules کو ایک side پر رکھ کر ان کی بات سنی جائے۔ میں نے جب ان سے کہا ہے کہ تحاریک التوائے کار کا ایک ٹائم مقرر ہے اور maximum تحاریک اپوزیشن کے معزز ممبران کی ہی ہیں اور میں سب کچھ آپ کے لئے ہی کر رہا تھا۔ اس کے بعد میں نے ان سے کہا کہ آپ کو ٹائم دیا جائے گا لیکن انہوں نے منہ پر ٹیپ لگا لی۔ میں نے ان سے request کی تھی کہ ٹیپ اتار لیں لیکن انہوں نے نہیں اتاری۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! ہم یہ بالکل نہیں چاہتے کہ آپ rules کو ایک side پر رکھیں۔ آپ ہمارے ایوان کے Custodian ہیں لہذا ممبران چاہے حکومتی بنچوں یا اپوزیشن سے ہوں ہم سب اپنے حلقوں سے جیت کر آئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے لئے دونوں برابر ہیں۔

جناب محمد سبطین خان: ہم نے jointly اس ایوان کو چلانا ہے لیکن اس پر میری صرف request یہ ہے کہ تحاریک التوائے کار ہوں یا کوئی بھی motions ہوں اس حوالے سے آپ پچھلا ریکارڈ دیکھ لیں تو عموماً وہ آتی ہی اپوزیشن کی طرف سے ہیں کیونکہ ہمارے ساتھ problems زیادہ ہوتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کے problems ہی یہاں پر decide کئے جاتے ہیں۔

جناب محمد سبطین خان: وہ بات ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی جو بھی تحاریک التوائے کار میرے پاس آتی ہیں ہم اس کو اس کا حصہ بناتے ہیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر وہاں پر کوئی اعتراض ہے تو وہ بتادیں بہر حال میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ واپس آ جائیں۔ میاں صاحب! آپ kindly ان کو واپس بلوالیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میں یہ چاہوں گا کہ آپ تھوڑا سا اپوزیشن کو بھی ٹائم دیا کریں کیونکہ ہمارے پاس یہی forum ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! اگر آپ کہیں گے تو میں پچھلے اسی ہفتے کی جو بھی proceeding اس ایوان میں ہوئی ہے وہ میں کل آپ کے اپوزیشن لیڈر صاحب کو ایڈوائزری کمیٹی میں دے دوں گا اس میں آپ خود فیصلہ کر لیجئے گا کہ اپوزیشن کو کتنا ٹائم ملا ہے اور حکومتی ممبران کو کتنا ٹائم ملا ہے؟

جناب محمد سبطین خان: جی، ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کل یہ آپ decide کر لیجئے گا۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! کل انشاءاللہ یہ decide کرلیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہم کل یہ آپ کو دکھادیں گے۔ میاں صاحب! میری گزارش ہے کہ ان کو واپس بلالیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ہماری محترمہ خاتون ممبر جو بڑے بُرے طریقے سے heart ہوئی ہیں خاص طور پر ایجوکیشن منسٹر کے remarks پر heart ہوئی ہیں۔ وہ اس پر اگر بات

کرنا چاہتی ہیں تو ان کی بات سن لی جائے۔ جب ایجوکیشن منسٹر ایوان میں ہوں گے یا ایوان سے باہر آپ کے چیمبر میں بات ہو سکتی ہے لیکن وہ جس طرح سے سمجھ رہی ہیں کہ میرے ساتھ بہت ہی زیادہ نامناسب رویہ اختیار کیا گیا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ ہی محترمہ کو بلا لیں ہم ان کی بات سنتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید)، جناب محمد سبطین خان
اور میاں محمد اسلم اقبال محترمہ راحیلہ انور کو منانے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: منڈا صاحب! آپ پلیز تشریف رکھیں اور ایوان کا ماحول بہتر رہنے دیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ youth کے ساتھ بھی یہاں پر زیادتی ہو رہی ہے۔ میں آپ کو بارہا بلکہ پورا دن بھی کھڑا ہوتا رہا ہوں اور کل بھی آپ سے پوائنٹ آف آرڈر مانگتا رہا ہوں لیکن آپ نے مجھے نہیں دیا۔ اسی طرح آصف صاحب کا بھی issue تھا۔ اگر اس طرح سے چلتا رہا تو integrity of the House in question آ جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میں بہتر ایوان چلاتا ہوں اور کوشش کروں گا کہ بہتر طریقے سے چلے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! جیسے آپ پچھلی کارروائی نکلوا رہے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب اور جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کی ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں نے پوائنٹ آف آرڈر لیا تھا لیکن آپ نے نہیں دیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر اسی ہفتے کی proceeding نکلوا لیتے ہیں تو کتنی دفعہ آپ پوائنٹ آف آرڈر لے چکے ہیں اس کی تفصیل آ جائے گی۔ آپ نے باقاعدہ out of turn ایک تحریک دی تھی اس کو بھی میں نے take up کیا تھا۔ کم از کم اس کو بھی آپ دیکھیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس تحریک التوائے کار نمبر 243/14 کا جواب دیں۔

چوبرجی تا یتیم خانہ لاہور سے ملحقہ قبرستانوں میں جگہ نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کی میت دفنانے میں مشکلات کا سامنا

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): شکریہ۔ جناب سپیکر! عامر سلطان چیمہ صاحب نے یہ تحریک پیش کی ہے اس ضمن میں عرض یہ ہے کہ یہ درست ہے کہ لاہور کے موجودہ قبرستانوں میں میت دفنانے کی گنجائش تقریباً نہ ہونے کے برابر ہے جس کی وجہ سے ملحقہ آبادیوں کے مکینوں کو میت دفنانے میں مشکلات کا سامنا ہے۔ ان مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے جناب وزیراعلیٰ پنجاب نے یو سی۔84 کے لئے 43 کنال 13 مرلے اور یو سی۔90 کے لئے بتیس کنال رقبے کی منظوری فرمائی ہے اور پی اینڈ ڈی کو ہدایت کی ہے کہ تعمیر قبرستان کے فنڈز پی اینڈ ڈی بورڈ مہیا کرے گا۔ چنانچہ مذکورہ ترقیاتی سکیموں کا PC-1 مبلغ 16 کروڑ 1 لاکھ 30 ہزار 43 روپے یعنی 160 ملین تیار کر کے جناب ڈسٹرکٹ آفیسر پلاننگ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کو بھجوا دیا گیا ہے جو کہ حصول فنڈز حسب ضابطہ منظوری اور وصولی کے بعد موقع پر کارروائی تعمیر قبرستان کے سلسلے میں شروع کر دی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کا جواب آگیا ہے لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔

کورم کی نشاندہی

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! سرکاری کارروائی شروع کرنے سے پہلے کورم پورا کر لیا جائے۔ میں کورم کی نشاندہی کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہذا گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: معزز ممبران اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔ جی، گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جی، کورم پورا ہے اور کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کل اس وقت قائد حزب اختلاف بھی موجود تھے اور میں نے یہ عرض کیا تھا general discussion ایجنڈا ہوتا تھا۔ Question hour, privilege Motions, always Members جو Adjournment Motions and General discussion ہو decide بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں، یہ دس سالہ نہیں، بیس سالہ نہیں بلکہ 60 سالہ اس ایوان کی tradition ہے اور روایات بھی rules کا درجہ رکھتی ہیں۔ یہ مسلمہ روایت ہے کہ جب general discussion ہو تو اس وقت کورم point out نہیں کیا جاتا۔ میں نے یہ عرض کیا تھا کہ بجٹ کے اوپر حکومتی ممبران سے تجاویز لینے کے لئے ہمارے پاس مختلف forums موجود ہیں۔ ہم نے اس سلسلے میں مختلف ڈویژن کی کمیٹیاں بنائی ہیں جہاں پر تمام ممبران سے تجاویز لینے کا سلسلہ جاری ہے۔ جو ممبران حکومتی side کے ہیں، انہیں وہاں پر موقع ہے کہ وہاں پر وہ تجاویز دے سکیں لیکن on the floor of the House یہاں پر بھی یہ موقع دیا جانا ضروری ہے کیونکہ یہاں پر حکومتی بنچوں کے ساتھ اپوزیشن کے دوستوں کو بھی موقع ملے اور اس مقصد کے لئے میں نے آپ سے یہ عرض کی تھی کہ یہ جو چار دن رکھے گئے ہیں ان میں سے ایک دن تو کورم کی نذر ہو گیا۔ آج بھی اپوزیشن کی طرف سے کورم point out کیا گیا لیکن آج کا دن کورم کی نذر نہیں ہوا۔ میں اپوزیشن لیڈر پر یہ واضح کرتا ہوں کہ general discussion کے دوران کورم point out کرنے کی روایت نہیں ہے۔ اگر وہ pre budget discussion کے اوپر تجاویز نہیں دینا چاہتے تو پھر زبردستی ان سے تجاویز لینے کا ہمارا ابھی کوئی پروگرام نہیں ہے۔ اگر وہ اس سلسلے میں بات نہیں کرنا چاہتے تو میں سمجھتا ہوں کہ ایک دن ضائع ہوا ہے۔ آج کا دن بھی ضائع ہونے جا رہا تھا، اگر انہوں نے اسی طرح سے چار دن ضائع کئے تو میں سمجھتا ہوں کہ ایک طرف وہ گلہ کرتے ہیں کہ انہیں بات کرنے کا موقع نہیں دیا جاتا، انہیں وقت بہت کم دیا جاتا ہے جبکہ دوسری طرف وہ وقت جو کہ کم از کم دو اڑھائی گھنٹے یا تین گھنٹے کا وقت ہے اور وہ ان کے لئے ہے، اس کو کورم point out کر کے ختم کر دیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بارے میں انہیں ایک wise روّیہ اپنانا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: قواعد کی معطلی کی ایک تحریک آئی ہے۔ جی، میاں محمود الرشید۔۔۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد صدیق خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ہماری معزز خاتون ممبر کے سوال پر جب وہ بات کر رہی تھیں کہ جو میرے علاقے کے مسائل ہیں، ان پر بھی اپنی seriousness show کی جائے لیکن منسٹر صاحب نے اس کے جواب میں یہ کہا ہے۔[******]

---

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر صفحہ نمبر 887 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی چوہدری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! منسٹر صاحب کل آ کر اپنی بات کی وضاحت کر دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منڈا صاحب! آپ تشریف رکھیں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! ہماری معزز خاتون بات کرنا چاہتی تھیں، اپنی پوزیشن clear کرنا چاہتی تھیں، منسٹر کے ان الفاظ کو condemned کرنا چاہتی تھیں لیکن آپ نے اجازت نہ دی۔ میں سمجھتا ہوں کہ rules یہ کہتے ہیں کہ ایک بزنس ختم ہو تو اسمبلی کی proceedings پر پوائنٹ آف آرڈر لیا جاتا ہے لیکن آپ rules کے مطابق کہہ رہے تھے کہ میں نے اپنے بزنس کو ختم کرنا ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ لاء منسٹر صاحب کے حوالے سے بات کروں گا کہ ہم نے rule of law کی بات کرنی ہے جو کورم کے لئے ہے کہ ایک روایت رہی ہے، اگر ایک غلط روایت رہی ہے تو ہم اس روایت کو آگے لے کر نہیں جائیں گے۔ جو rules کہتے ہیں اس کے مطابق ممبران کی حاضری بمطابق کورم requirement ہونا ضروری ہے۔ ہم ہر وقت جس وقت کورم پورا نہیں ہوگا، جس وقت violate rules ہوں گے، اس پر ضرور بات کریں گے اور اس پر ضرور point out کریں گے۔ جہاں تک بات کہ وہ سرکاری بزنس ہے یا پرائیویٹ بزنس ہے تو میری اب یہ درخواست ہوگی کہ منسٹر صاحب آ کر معزز خاتون ممبر سے معافی مانگیں۔ جب تک وہ معافی نہیں مانگتے ہم اس اجلاس کا بائیکاٹ کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: صدیق خان صاحب! میں نے وہ الفاظ کارروائی سے حذف کروا دیے ہیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کے متعلق آپ نے بڑی وضاحت اور صراحت کے ساتھ بات طے کر دی۔۔۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! پہلے معزز خاتون ممبر کی بات سن لیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس طرح سے بات نہیں ہو گی۔ کیا یہ اس طرح سے ہمیں dictate کرنا چاہتے ہیں تو یہ ان کی بھول ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب! آپ فرمائیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جب آپ نے ایک وضاحت اور سراحت کے ساتھ بات طے کر دی کہ کل اس پر بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں بات ہو گی اور متعلقہ منسٹر بھی یہاں پر آ کر اپنی بات کو explain کریں گے۔ اب اس پر صدیق خان صاحب نے کھڑے ہو کر بات کی اور انہوں نے واک آؤٹ announce کر دیا۔ اب وہ واک آؤٹ announce کرنے کے بعد پھر دوبارہ بیٹھ گئے ہیں اور ان کو کہا ہے کہ وہ خاتون بات کریں۔ بات یہ ہے کہ اب بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں بات ہو یا متعلقہ منسٹر ایجوکیشن آ کر اپنی اس بات کو explain کریں۔

جناب سپیکر! دوسری انہوں نے جو بات کی ہے کہ ہر بات پر ہم کورم point out کریں گے تو میں ان سے یہ عرض کر دوں کہ اگر آپ نے مسلمہ روایات کے برعکس general discussion جو کہ اپوزیشن کا حق ہوتا ہے، اس میں آپ نے خود اگر کورم point out کرنا ہے تو پھر ہم یہ سمجھیں گے کہ آپ کے پاس بات کرنے کے لئے کوئی مواد نہیں ہے اور آپ general discussion سے بھاگنا چاہتے ہیں پھر آپ نے جب بھی بھاگنا ہو تو آپ کورم pin point کریں اور اس کے بعد آپ بھاگ جایا کریں گے۔ آپ نے ابھی rules کی معطلی کی تحریک کی بات ہے اور گورنمنٹ بزنس ہے وہ پہلے پری بجٹ بحث ہے اور اگر اس کے بعد قائد حزب اختلاف کوئی قرارداد پیش کرنا چاہتے ہیں اور rules معطل کروانا چاہتے ہیں تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا لیکن اب میں اس کو oppose کر رہا ہوں۔

قائدِ حزبِ اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

قائدِ حزبِ اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! محترمہ راحیلہ انور صاحبہ یہاں موجود ہیں اُن کی بات سن لی جائے۔ وہ بہت زبردست طریقے سے hurt ہوئی ہیں آپ اُن کی بات سن لیں اور اُس کے بعد آپ کارروائی نکلوا کر دیکھ لیں کہ وزیر تعلیم کے کیا الفاظ تھے۔ اگر واقعی ان کے وہی الفاظ تھے جو یہ سمجھ رہی ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ نے بات کی، صدیق خان صاحب نے بات کی اور میرے خیال میں یہاں پر سبطین خان صاحب نے بات کی۔

قائدِ حزبِ اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر آپ ان کی بات سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ! آپ بات کریں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! بڑے افسوس کے ساتھ اور with the very heavy heart آج مجھے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہم عورتیں شاید آپ لوگوں کے لئے کچھ matter ہی نہیں رکھتیں، ہمارا disgrace کر کے آپ لوگ ہنستے ہیں اور یہاں پر مذاق اُڑایا جاتا ہے۔ منسٹر صاحب نے یہاں کھڑے ہو کر جس طرح party mood میں میرے سوال کا جواب دیا وہ شاید ان کے شایان شان نہیں تھا اُن کے اپنے گھر میں بھی مائیں اور بہنیں ہوں گی، کیا ان کو پتا نہیں تھا کہ یہاں پر اگر میں کھڑی ہوں تو ان کی بھی میں بہن ہوں اُن کا اور میرا رشتہ ایک ماں جیسا، ایک بہن جیسا ہے جو words انہوں نے مجھے کہے ہیں [**********] وہ with very due respect اپنے گھر میں جا کر بولیں۔ وہ ان کو بتائیں کہ کیسے یہ لفظ کہتے ہیں اور میں بھی اُن کو بتاؤں گی دیکھئے! یہاں پر عورتوں کے لئے بڑی باتیں کی جاتی ہیں empowerment کی باتیں کی جاتی ہیں بہت کچھ کہا جاتا ہے اور یہ ہمیں کیا empower کریں گے؟ یہ حال ہے کہ ہماری respect تو نہیں کر سکتے اور یہ empower کیا کریں گے؟ kindly منسٹر صاحب کو بلوائیں اور ان سے پوچھا جائے کہ جب میں اپنے علاقے کے مسائل پر بات کر رہی ہوں تو اُن کا کیا right بنتا ہے کہ وہ اس طرح کی بات میرے ساتھ کریں اور کیا یہاں پر وہ party کرنے آتے ہیں، کیا یہاں پر ایوان میں کھڑے ہو کر وہ ہم عورتوں کا مذاق اڑانے آتے ہیں اور کیا اُن کا یہ خیال ہے کہ یہاں پر کوئی ٹیلیویژن کا show لگا ہوا ہے؟

جناب سپیکر! آپ نے بھی اُس وقت دیکھا کہ انہوں نے میرے سوال کا جواب ہی نہیں دیا اور وہ یہ کہتے ہوئے ایوان سے باہر چلے گئے۔ میں نے پورا گھنٹہ بار بار کھڑی ہو کر بات کرنے کی کوشش کی

کہ میں آپ کے knowledge میں یہ بات لاؤں کہ یہ منسٹر صاحب کا behaviour تھا۔ آپ custodian of the House ہیں آپ کو اس وقت چاہئے کہ منسٹر صاحب کو بلوائیں اور جس وقت بھی وہ آئیں گے، جب تک وہ sorry نہیں بولیں گے تو میرا خیال ہے ہم میں سے کوئی بھی یہاں پر ایوان میں آنے پر تیار نہیں ہوگا۔

---

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر صفحہ نمبر 887 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! کل Business Advisory Committee میں بھی یہ بات discuss ہوگی اور میں نے کارروائی سے یہ الفاظ حذف کروادیے ہیں۔ وہ ابھی ایوان میں موجود نہیں ہیں وہ یہاں آکر اپنی بات explain کردیں گے۔ میری آپ لوگوں سے یہی گزارش ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! نہیں، میں اُن کی بات کا یہاں پر جواب نہیں دے سکتا وہ خود یہاں پر آئیں گے اور وہ ایوان میں explain کریں گے آپ اُن کا جواب سن لیں اُس کے بعد بے شک جو آپ کا حق بنتا ہے وہ استعمال کریں۔ میری اپوزیشن اور قائد حزب اختلاف سے یہی درخواست ہے کہ آپ ایوان میں تشریف رکھیں۔ کل اس کو Business Advisory Committee میں بھی discuss کرتے ہیں اور منسٹر صاحب جب ایوان میں آئیں گے تو اس کا جواب بھی ان سے لیتے ہیں اُس کے بعد جو بھی بات ہوگی وہ کریں گے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ نے اس معاملے کا حل یہ طے فرمایا تھا کہ Business Advisory Committee میں بھی بات ہوگی اور اس کے بعد یہاں ایوان میں بھی منسٹر explain کریں گے۔ تو اس پر انہوں نے اتفاق ہی نہیں کیا یہ بائیکاٹ کر کے چلے گئے ہیں تو میرا خیال ہے کہ اب اس پر صرف Business Advisory Committee میں بات ہو اور وہاں پر بیٹھ کر opposition کے اس رویہ پر بھی بات ہو اور وہاں پر ایجوکیشن منسٹر بھی اپنی explanation دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کل اس کو Business Advisory Committee میں رکھوائیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چونکہ یہ ایوان میں جو بات ہوئی تھی اُس بات کو انہوں نے تسلیم نہیں کیااور Business Advisory Committee میں opposition کا یہ رویہ بھی discuss ہونا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جو الفاظ منسٹر صاحب نے کہے ہیں میں نے ان کو کارروائی سے بھی حذف کروادیا ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اب میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ سرکاری کاروئی شروع کریں۔

سرکاری کارروائی

بحث

قبل از بجٹ بحث

(---جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اب ہم سرکاری کاروئی شروع کرتے ہیں جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ سالانہ بجٹ 15-2014 کے لئے ممبران سے بجٹ تجاویز لینے کی غرض سے مورخہ 17-مارچ 2014 کو وزیر خزانہ بحث کا آغاز کر چکے ہیں۔ آج بھی pre budget discussion جاری رہے گی۔ جو معزز ممبران اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں اور اپنے نام نہیں بھجوا سکے وہ اپنے نام مجھے بھجوادیں۔ اب میں شیخ اعجاز احمد صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اس پر بات کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ جب members pre-budget discussion کا آغاز کریں تو وہ بڑا یکسو ہوکر اُن کے notes ضرور لیں تاکہ جو مثبت تجاویز آئیں وہ ان کو note کرتے جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ کے notes ادھر لئے جارہے ہیں اور متعلقہ منسٹر صاحب خود موجود ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں بڑا مشکور ہوں کہ میاں صاحب خود تشریف فرما ہیں اور جن شاندار روایات کا آغاز آج پنجاب اسمبلی کے اندر۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! ایک منٹ اپوزیشن واک آؤٹ کر گئی ہے۔ میں وزیر زکوٰۃ و عشر ملک ندیم کامران صاحب اور وزیر جیل خانہ جات چودھری عبدالوحید آرائیں صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ جائیں اور ان کو منا کر لائیں اور انہیں یہ یقین دہانی کروائیں کہ کل ان کا معاملہ Business Advisory Committee میں discuss کیا جائے گا اور متعلقہ منسٹر جنہوں نے یہ بات کی ہے وہ یہاں پر اگر اپنی بات explain کریں گے تو آپ kindly تشریف لے جائیں۔ وہ اپنی بات کی وضاحت کریں گے کہ انہوں نے کیا بات کی تھی تو کل یہاں پر Business Advisory Committee کی meeting بھی ہے اس میں یہ بات discuss بھی ہو گی تو آپ دونوں منسٹر صاحبان جائیں اور ان کو منا کر لے آئیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! وزیر تعلیم کل Business Advisory Committee میں آئیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کل Business Advisory Committee کے جو ممبران ہیں تو منسٹر بھی اس کے ممبر ہیں وہ بھی کل آئیں گے اور بالکل آئیں گے۔ ان کو بھی اطلاع کی جائے گی اور کل ان کو بھی بلا لیا جائے گا۔ جی، منسٹر صاحب! آپ جائیں۔ شیخ صاحب! آپ اپنی بات کریں۔ Order in the House شیخ صاحب کی بات خاموشی سے سنیں۔ میں خواتین ممبران سے گزارش کروں گا کہ خاموشی اختیار کریں۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ pre-budget discussion جو ہے اس کا پوری دنیا کے اندر ایک رواج ہے۔ پوری دنیا کے اندر جتنی بھی مہذب جمہوریتیں ہیں ان میں pre-budget discussions اس لئے کی جاتی ہیں کہ جو ممبران اپنے حلقہ کے حوالے سے۔۔۔

جناب سپیکر! آپ House in order فرما دیں تو میں آپ کا بہت مشکور ہوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں منسٹر صاحب آپ کی طرف متوجہ ہیں اور وہ آپ کی بات note کر رہے ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: اس میں interruption ہو رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کو کوئی interrupt نہیں کر رہا ہے۔ لسٹ بہت لمبی ہے اس لئے اس میں پانچ منٹ رکھے ہیں۔ تمام ممبران کے لئے پانچ منٹ کا وقت ہے وہ اسی میں اپنی بات کریں۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں pre-budget discussion کے حوالے سے یہ بات کر رہا تھا کہ یہاں پر ممبران نے بہت زیادہ تجاویز اپنے حلقوں اور پنجاب کی بہتری کے حوالے سے دینی ہیں۔ خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف already صوبہ کے اندر good governance کے لئے اور دیگر ڈیپارٹمنٹ کو uplift کرنے کے لئے دن رات کام کر رہے ہیں۔ ان کا جو vision ہے، جس vision کا وہ مظاہرہ کر رہے ہیں اس کے لئے ان کے ساتھ پوری ٹیم کام کر رہی ہے۔ میں وزیر اعلیٰ صاحب کو اس بات پر آپ کے توسط سے خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں اپنے شہر فیصل آباد کی بات کروں گا۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: منڈا صاحب! اگر گپ شپ کرنی ہے تو لابی میں چلے جائیں۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں فیصل آباد کا باسی ہوں اور اسمبلی میں return ہو کر آیا ہوں۔ میں اپنے حلقہ پی پی۔68 کی particularly بات کروں گا۔ فیصل آباد آبادی کے تناسب سے دو حصوں میں تقسیم ہے۔ فیصل آباد میں جو پُل ہیں وہ فیصل آباد کو دو حصوں میں آپس میں ملاتے ہیں۔ ایک جال خانو آنہ پل ہے اور دوسرا طارق آباد والا عبداللہ پور کے نام سے ہے۔ فیصل آباد میں ہیلتھ کی facilities ہیں، وہاں ایک خطیر رقم سے state of the art چلڈرن ہسپتال تعمیر کیا جا رہا ہے۔ میرے حلقہ کے اندر لاکھوں کی آبادی ہے لیکن پل کے ایک طرف ایک single ہسپتال بھی موجود نہیں ہے۔ میں وزیر خزانہ سے آپ کے توسط سے یہ گزارش کروں گا اور یہ بات رانا ثناء اللہ خان کے علم میں ہے انہوں نے سابقہ دور میں وہاں پر state land جو 114 کنال کے قریب ہے اس پر نہ صرف ذاتی دلچسپی لے کر نوٹ لکھوایا تھا کہ یہ جنرل ہسپتال حبیب شہید کالونی کے لئے مختص کر دی گئی ہے۔ اس کا PC-1 ڈسٹرکٹ انتظامیہ نے تیار کر لیا ہے۔ میری فنانس منسٹر سے یہ گزارش ہے کہ جب یہ چیف منسٹر کے پاس بجٹ تجاویز لے کر جائیں تو یہ وہاں پر میری اس تجویز کو لکھیں اور چیف منسٹر سے یہ گزارش کریں کہ وہاں پر ایک جنرل ہسپتال کی اشد ضرورت ہے کیونکہ جب ہم پل cross کر کے کسی مریض یا مریضہ کو لے کر الائیڈ ہسپتال کی طرف جاتے ہیں تو اکثر یہ ہوتا ہے کہ وہ راستے میں ہی دم توڑ جاتا ہے لہذا چار ہسپتال پل کے ایک طرف ہیں لیکن پل کے دوسری طرف ایک بھی ہسپتال نہیں ہے۔ فقیر حسین ڈوگر

صاحب میرے ساتھ تشریف فرما ہیں پی پی-67 اور پی پی-68 اس سے بڑا feel deprive کر رہا ہے اس لئے ہمارے اس حلقہ میں ایک جنرل ہسپتال ہونا چاہئے۔ یہ میری ایک تجویز ہے میں گزارش کروں گا کہ اس پر عملدرآمد کیا جائے۔ جب بجٹ سیشن کا آغاز ہو اور بجٹ کی دستاویز بنے تو اس کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر! فیصل آباد ملک کا تیسرا بڑا شہر اور revenue generating کے حوالے سے ملک کا دوسرا بڑا شہر ہونے کے ناتے انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اس میں اس وقت کوئی آئی ٹی یونیورسٹی نہیں ہے۔ میں لاء منسٹر صاحب کی اور وزیر خزانہ کی بھی توجہ چاہوں گا کہ جو ہمارا ڈی پی ایس سکول ہے اس کے ملحقہ ایک گالف کلب ہے۔ یہ اربوں روپے کی پراپرٹی 1993 سے نثار اکبر خان صاحب کے نام پر لیز کروائی گئی اور اس کو اجارہ داری کا اڈا بنا دیا گیا۔ وہاں پر صرف دس یا پندرہ فیملیاں گالف کھیلتی ہیں، ان کے کتے وہاں پر پھرتے ہیں اور ان فیملیوں کے جو heads ہیں جو بے چارے اب عمر کے آخری حصہ میں پہنچ چکے ہیں۔ جس under developed country میں پینے کا صاف پانی میسر نہ ہو، جہاں پر لوگوں کی جائز اور عام ضروریات کو پورا کرنے کے لئے گورنمنٹ پاپڑ بیل رہی ہو وہاں پر اللوں تللوں کے لئے اور چند خاندان کی سیر گاہ کے لئے اربوں روپے کی پراپرٹی کو لیز کر دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔ یہ غریبوں کی غربت کا بہت بڑا مذاق ہے اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ وہ گالف کلب کی پراپرٹی۔۔۔

جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کروں کہ میاں یاور زمان صاحب ذرا فنانس منسٹر صاحب سے گپ شپ بند کر دیں تاکہ وہ میری بات سن سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، وہ آپ کی بات سن رہے ہیں۔ شیخ صاحب! ٹائم ہو گیا ہے اب اس کو windup کر دیں۔

شیخ اعجاز احمد: میں wind up کرنے جا رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کے علاوہ جو بھی تجاویز ہیں منسٹر صاحب موجود ہیں آپ ان کو دے دیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں wind up کرنے جا رہا ہوں۔ گالف کلب کی جو پراپرٹی ہے وہ وہاں سے ختم کر کے شہر سے باہر دے دیں کیونکہ شہر کے باہر گالف کلب کھیلنے کے لئے بہت جگہ پڑی ہے لیکن جو شہر کے اندر ہے اس کو ختم کر کے وہاں پر آئی ٹی یونیورسٹی کا قیام عمل میں لایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اس کے علاوہ اگر کوئی تجاویز ہیں تو وہ آپ لکھ کر منسٹر صاحب کو دے دیں۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ رانا محمد ارشد صاحب! آپ پانچ منٹ میں wind upکریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم عنایت کیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آج پنجاب کے اندر جتنی ڈویلپمنٹ نظر آ رہی ہے یہ وزیراعلیٰ پنجاب کا ایک vision ہے جو grass roots پر نظر آ رہا ہے۔ جس طرح جنوبی پنجاب کی missing facilities کے لئے 4۔ارب روپے اور overall 8۔ارب روپے سکولز ایجوکیشن میں رکھے گئے ہیں اس سے ایک مایوسی جو صدیوں سے چلی آ رہی تھی اس کا خاتمہ ہو رہا ہے۔ دانش سکول بننے سے غریب کو جینے کا جو حق دیا گیا ہے اس کا تسلسل اس لئے ہے کہ آج وہ شخص جس کی پانچ ہزار روپے ماہانہ انکم تھی اس کا وہ خواب کہ اس کا بچہ ایچی سن کالج تو نہیں جا سکتا لیکن آج وہ اچھی تعلیم سے مستفید ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پر پڑھے لکھے پنجاب کے پروگرام پر اربوں روپے لوٹے گئے لیکن کام جب کیا جاتا ہے تو وہ نظر آتا ہے۔ آج الحمدللہ پورے پنجاب کے اندر خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی supervision میں جو کام ہوا ہے وہ نظر آ رہا ہے۔ یہ 2013-14 کے بجٹ میں ایجوکیشن کے لئے جو 215۔ارب روپے رکھے گئے جس میں ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے ذریعے طلباء کو سکالرشپ ملے اور لیپ ٹاپ ملے۔ سب سے بڑی بات کہ گاؤں میں جو ہائی سکول تھے ان میں computer labs دی گئیں اور ان 4268 computer labs بننے سے پاکستان کے اندر ایک گاؤں میں بیٹھی ہوئی بچی اور بچے کی ایجوکیشن کے معیار میں بہتری آئی ہے۔ انشاء اللہ 2014-15 کا جو بجٹ آ رہا ہے جب ہم اسی vision کو لے کر آگے بڑھیں گے تو انشاء اللہ پنجاب کے اندر وہ quality of education بہتر ہو گی۔

جناب سپیکر! کہنے اور کرنے میں زمین و آسمان کا فرق ہے جس طرح 84 ہزار ایجوکیٹرز کو بھرتی کیا گیا اور اس میں صرف اور صرف میرٹ کو ہی مدنظر رکھا گیا یہ پچھلے ادوار کی حکومتوں کے منہ پر ایک طمانچہ ہے کہ آج وہ پڑھے لکھے ہمارے بیٹے اور بیٹیاں جو اعلیٰ تعلیم سے مستفید ہونے کے بعد میرٹ پر ایجوکیٹر بھرتی ہو کر سکولوں میں پہنچے ہیں تو وہاں پر ایجوکیشن کا معیار بہتر ہوا ہے۔ آج جو 30 ہزار ایجوکیٹرز کی مزید بھرتی ہو رہی ہے اس سے مزید کوالٹی بہتر ہو گی۔

جناب سپیکر! ہم یہ کہتے تو ہیں کہ پولیس میں بہت سی خامیاں ہیں لیکن جس طرح وہ دن رات اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھ کر عوام کو تحفظ فراہم کرتے ہیں۔ جب پولیس کا کانسٹیبل یا کوئی آفیسر شہید ہوتا ہے تو وزیر اعلیٰ پنجاب اور حکومت پنجاب نے اس کا جو 5 لاکھ روپے کا کوٹا تھا اس کو 30 سے 35 لاکھ روپے تک لے کر گئے ہیں۔ اس میں وہ ویژن نظر آتا ہے کہ آپ جب گورنمنٹ applies ہیں وہ پولیس والا اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھ کر چوروں اور ڈاکوؤں کا مقابلہ کر کے عوام کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔ اس کو پتا ہے کہ خدانخواستہ اگر میں قانون کی بالادستی کے لئے کام کرتا ہوں تو میری گورنمنٹ چوروں اور ڈاکوؤں کی support نہیں کرے گی، وہ مظلوم کی support کرے گی اور وہ ظالم کے ساتھ نہیں ہوں گے۔ وہ ایک وژن نظر آرہا ہے جس طرح پولیس ایکٹ آرڈیننس 2002 میں ترمیم کی گئی اور اس میں انوسٹی گیشن کے level کو district level پر شفٹ کیا گیا۔ میں رورل ایریا میں رہنے والا ہوں اور ضلع ننکانہ شیخوپورہ سے میرا تعلق ہے۔ اس سے پہلے ایک ضلع کا DPO بے بس ہوتا تھا کہ اس کے پاس investigation تبدیل کرنے کا اختیار نہیں تھا اور آج DPO بھی investigation کر سکتا ہے اور investigation officer بھی ذمہ دار ہے اور اس کے بعد یہ اختیار RPO کے پاس بھی جا چکا ہے۔

جناب سپیکر! آج میری آپ کی وساطت سے یہ گزارش ہے کہ ہم اس تسلسل کو مزید آگے لے کر بڑھنا چاہتے ہیں۔ ہم ایجوکیشن اور ہیلتھ کو مزید بہتر کرنا چاہتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب! بہت شکریہ۔ آپ wind up کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انفارمیشن و ثقافت (رانا محمد ارشد خان): آج ہم اپنے زمیندار کو facilitate کرنا چاہتے ہیں اور اس کے لئے جو بجٹ 14-2013 ہے اس کو بڑھایا جائے۔ گورنمنٹ سکولوں کے level اور کوالٹی کو جو آپ نے بہتر کیا ہے اس کے لئے مزید پیسوں کا اضافہ کیا جائے تاکہ ہمارے متوسط طبقے کا طالب علم بھی اس سے مستفید ہو سکے اور مزدور بھی خوشحال ہو سکے۔ بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ ڈاکٹر نجمہ افضل خان صاحبہ!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! اب آپ کو کیا ہو گیا ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! بات یہ کرنی ہے کہ مقررین کی لسٹ بہت زیادہ اور لمبی ہے تو پارلیمانی سیکرٹری صاحبان کے پاس بولنے کے لئے بہت وقت ہوتا ہے۔ ان کو پیچھے رکھیں اگر وقت بچ گیا توانہیں بھی موقع مل جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، مجھے لسٹ کے مطابق چلنے دیں ان کا بھی right ہے۔ جی، محترمہ! اپنی بات کریں۔

ڈاکٹر نجمہ افضل خان: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ انشاء اللہ پاکستان کا آئندہ سال کا بجٹ ایک اہم ترین بجٹ ہوگا، معیشت کی بحالی کا بجٹ ہوگا، ملک کی ترقی کا بجٹ ہوگا اور پاکستان کو اقوام عالم میں بہترین مقام دلانے کا بجٹ ہوگا لیکن میں سمجھتی ہوں کہ ہمیں محکمہ صحت کے حوالے سے بھی بجٹ مخصوص کرنا ہوگا جو کہ ہمارے معاشرے میں ایک صحت مند معاشرے کو جنم دے سکے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ابھی کیونکہ ٹائم کی کمی ہے اور میں اپنی معروضات صحت کے شعبہ تک ہی محدود رکھوں گی کیونکہ شاید ابھی اور مقرر بھی بولیں گے۔ ہمارے ملک میں ترقی یافتہ ممالک کے مقابلے میں صحت کے شعبے میں ہمارا بجٹ بہت کم آتا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اگر وسائل کی مناسب تقسیم ہو جائے تو اس سے ہمارے بہت سے مسائل بہتر ہو جائیں گے اور ایک اچھا رزلٹ ہمارے سامنے آئے گا۔ علاج کے لئے سب سے ضروری چیز ہے کہ ہم بیماری کے incidence کو کم کرنے کے لئے پیسا خرچ کریں tertiary care پر ہم بہت توجہ دیتے ہیں لیکن پرائمری کیئر کی طرف ہمارا بجٹ زیادہ ہونا چاہئے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہمارے Basic Health Centre کی حالت کسی سے بھی ڈھکی چھپی نہیں ہے جس طرح کہ وہاں پر ڈاکٹر کی سہولت بعض اوقات نہیں ہوتی، اس کے علاوہ جو basic سہولیات جیسا کہ لیبارٹری ٹیسٹ کی 24 گھنٹے کی سروس، ایکسرے کی 24 گھنٹے کی سروس یا ادویات کی فراہمی جیسے بہت سے مسائل سامنے آرہے ہیں۔ ہماری تقریباً 80 فیصد آبادی دیہی علاقوں کی آبادی ہے شہری علاقوں میں تو پھر بھی بہتر حالات ہیں لیکن ہمیں ان علاقوں کا سوچنا ہے جو دور دراز دیہی علاقے ہیں ہمیں ان کی بہتری کے لئے اقدامات کرنے ہوں گے اور ہمیں اس بجٹ میں پرائمری کیئر کو بہتر کرنے کے لئے رقم مختص کرنی ہوگی۔ جو پرائمری ہیلتھ سنٹر ہیں وہاں میں نے دیکھا ہے کہ جو نومولود ہوتے ہیں ان کا first neonatal check up دو فیصد لوگوں میں بھی نہیں ہوتا اور دو فیصد بچوں میں بھی نہیں ہوتا تو ہمیں یہ تمام سہولتیں مہیا کرنا ہوں گی تاکہ بروقت بیماری کی نشاندہی ہو سکے۔ اس کے علاوہ بنیادی ہیلتھ سنٹر کو improve کرنے کے لئے میں سمجھتی ہوں کہ وہاں پر موجود ڈاکٹروں اور نرسوں کو تمام سہولیات دی جائیں جس طرح کہ

ایکسرے ہیں، لیبارٹری ہے، آپریشن تھیٹرز ہیں اور ایمبولینس کی اچھی سروس اور ادویات کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔ ڈاکٹرز اور نرسیں جو وہاں موجود ہیں ان کی رہائش کا proper بندوبست کیا جائے اور ان کو رورل ایریا کے الاؤنسز دیئے جائیں تاکہ وہ attract اور motivate ہوں اور وہاں پر عوام کی خدمت کرنے کے لئے ان کو حوصلہ ملے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اگر ہم فیصلہ کرلیں کہ ہم نے اس سال آئندہ آنے والے بجٹ میں 200 کے قریب بنیادی ہیلتھ یونٹس کو مزید بہتر اور فعال کرنا ہے تو ہمیں تقریباً ہر Basic Health Unit کے لئے ایک کروڑ سے ڈیڑھ کروڑ روپے کا بجٹ مختص کرنا ہوگا تاکہ ہم یہ بنیادی سہولتیں وہاں مہیا کرسکیں۔ اس طرح سے ہمارے پرائمری کیئر کا 3۔ارب روپے کا بجٹ بنے گا جو کہ ٹوٹل ہیلتھ بجٹ کے 20 فیصد سے بھی کم ہے۔ اس کے علاوہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں کو upgrade کرنے کی ضرورت ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ وہاں پر Specialist Doctors کی تعیناتی ضروری ہے۔ کم از کم جو basic field ہیں جیسا کہ سرجری، میڈیسن، pediatric، گائنی اور ENT کے specialist کی ہسپتالوں میں ان کی تعیناتی کو لازم کیا جائے۔ اس کے علاوہ باقی مریض دوسری sub specialties کے لئے بڑے سرکاری ہسپتالوں میں جاسکتے ہیں لیکن تحصیل level پر یہ بنیادی پانچ شعبوں کی سہولیات ہماری عوام کو ملنی چاہئیں۔ Basic Health Centre میں صاف پانی کا ملنا بھی نہایت ہی ضروری چیز ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ چیف منسٹر میاں محمد شہباز شریف کا یہ قابل تحسین اقدام تھا جو انہوں نے اس رواں مالی سال کے بجٹ میں فلٹریشن پلانٹس کی مختلف جگہوں پر تعیناتی کے لئے 4۔ارب روپے کا فنڈز رکھا۔ یہ بہت اچھا پروگرام ہے اس کو مکمل ہونا چاہئے اور اس کو آئندہ مالی سال میں بھی ترجیح دینی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ اپنی بات کو wind up کریں۔

ڈاکٹر نجمہ افضل خان: اگر Basic Health Units میں یہ پلانٹس نصب ہوں گے تو ان کی کیئر بھی بہتر ہوسکے گی اور مریضوں کو بھی آسانی سے پانی کی فراہمی تک رسائی ہوگی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ کی جو بقیہ تجاویز ہیں۔۔۔

ڈاکٹر نجمہ افضل خان: جناب سپیکر! میں فیصل آباد کے حوالے سے ایک ضروری بات کرنا چاہوں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر نجمہ افضل خان: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے چیف منسٹر صاحب کو یہ پیغام دینا چاہتی ہوں کہ ہمارا فیصل آباد جو کہ پنجاب کا دوسرا بڑا شہر ہے اس میں خواتین کے حوالے سے کوئی بھی بریسٹ کلینک موجود نہیں ہے اور یہ بریسٹ کلینک خواتین کی ہیلتھ کے حوالے سے نہایت ہی اہم ہے۔ وہاں کوئی screening ہوتی ہے، Diagnostic facilities موجود ہے اور نہ ہی کوئی follow up ہوتا ہے تو ایسی خواتین جو چالیس ہزار کے قریب بریسٹ کینسر سے مر جاتی ہیں اور 99 فیصد خواتین کے علاج کی بروقت تشخیص اور نشاندہی ہو جائے تو یہ survive کر سکتی ہیں تو ہم نے ایسی خواتین کے لئے کام کرنا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ منسٹر صاحب! یہ note کریں۔

ڈاکٹر نجمہ افضل خان: جناب سپیکر! میں نے سیکرٹری ہیلتھ کو اپنا PC-1 دے دیا ہے تو میری گزارش ہے کہ یہ صرف 5 سے 6 کروڑ روپے کا بجٹ ہے اور اس کو مختص کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ ضروری ہے اور منسٹر صاحب نے بالکل اس کو note کر لیا ہے۔ آپ کی بقیہ تجاویز جو بھی ہیں آپ وہ بھی منسٹر صاحب کو دے دیں۔

ڈاکٹر نجمہ افضل خان: جناب سپیکر! یہ 5 سے 6 کروڑ روپے کا بجٹ ہے۔ اس مد میں 5 سے 6 کروڑ کا بجٹ ہمارے شہر فیصل آباد کی خواتین کے لئے مختص کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ نگہت شیخ صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں، جناب محمد ثاقب خورشید صاحب! پی پی۔236 تشریف نہیں رکھتے۔ سید محمد سبطین رضا صاحب۔

سید محمد سبطین رضا: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا تعلق جنوبی پنجاب کے سب سے پسماندہ ضلع مظفر گڑھ کی سب سے پسماندہ تحصیل علی پور سے ہے۔ اگر دیکھا جائے تو جنوبی پنجاب اس وقت پسماندگی کی انتہا پر پہنچ چکا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پچھلے ادوار کے مقابلے میں اس دور میں زیادہ بہتر طریقے سے جنوبی پنجاب میں ترقیاتی کام ہو رہے ہیں۔ اس کی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ اس پر خصوصی توجہ دی جائے، پچھلے بجٹ میں اس کے لئے 31 فیصد کوٹا مقرر کیا گیا۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہوں گا، پچھلے بجٹ میں اس کے لئے 31 فیصد کوٹا مقرر کیا گیا جو کہ نہایت ناکافی ہے کیونکہ وہاں کے لوگوں میں احساس محرومی حد سے زیادہ ہے۔ آپ خود بھی اس بات کے

گواہ ہیں کیونکہ آپ کا تعلق بھی جنوبی پنجاب سے ہے، وہاں کے لوگوں کا احساس محرومی کس حد تک پہنچ چکا ہے؟ ان کا احساس محرومی اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ وہاں کے لوگوں کے دلوں میں نئے صوبے کی ڈیمانڈ موجود ہے اور خود آپ بھی اس بات کے گواہ ہیں۔ جب تک ان لوگوں کے درمیان سے ان لوگوں کے دلوں سے وہ احساس محرومی دور نہیں کیا جائے گا تب تک آپ پنجاب کی ترقی کا خواب نہیں دیکھ سکتے اس لئے میری گزارش ہوگی کہ جنوبی پنجاب کے ترقیاتی بجٹ میں حصہ 31 فیصد کی بجائے 50 فیصد ہونا چاہئے تاکہ وہاں کے لوگوں کے دلوں میں موجود احساس محرومی ختم ہو سکے اور وہاں پر صحیح معنوں میں ترقی ہو سکے۔ ان کا معیار زندگی upper Punjab کے لوگوں جیسا کیوں نہیں ہو سکتا؟ ہماری ہر تحصیل میں رقبہ موجود ہے لیکن غلہ منڈیاں نہیں ہیں، تحصیل علی پور میں غلہ منڈی کا رقبہ موجود ہے مگر غلہ منڈی نہیں ہے، مظفر گڑھ میں بھی غلہ منڈی کا رقبہ موجود ہے مگر غلہ منڈی موجود نہیں ہے۔ اس قسم کے projects کے لئے بجٹ میں خصوصی رقم مختص کی جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا اور جناب سپیکر آپ کو بھی پتا ہے کہ جنوبی پنجاب کے 80 فیصد لوگوں کا ذریعہ آمدن زراعت کے ساتھ منسلک ہے۔ آج کل ڈیزل اتنا مہنگا ہو چکا ہے کہ بغیر نہری پانی کے زراعت کی ترقی ممکن ہی نہیں ہے، زمیندار اپنی فصل کاشت کرتا ہے، کپاس کاشت کرتا ہے تو "واڈھیاں" لے کر جاتا ہے، گندم کاشت کرتا ہے تو "بھوں" لے کر جاتا ہے یعنی اس کو فصل میں سے بچتا کچھ بھی نہیں ہے۔ نہری پانی والے علاقے بھی بارانی بن چکے ہیں، خصوصاً مظفر گڑھ کینال اور مظفر گڑھ کینال کی آخری tail پر موجود تحصیل علی پور میں پانی کی بحرانی کیفیت ہے۔ اگر آپ ملک کی ترقی چاہتے ہیں، آپ پنجاب کی ترقی چاہتے ہیں، جنوبی پنجاب کی ترقی چاہتے ہیں تو نہری نظام کو درست کیا جائے اور نہروں کو پختہ کیا جائے۔ Minors and distributors جو کہ مظفر گڑھ کینال اور باقی جنوبی پنجاب کی جو نہریں ہیں، ان میں سے جو چھوٹی یعنی sub canals نکل رہی ہیں minors نکل رہے ہیں distributors نکل رہے ہیں ان کو پختہ کیا جائے۔ اسی طرح لنڈا، سوائے والا، قادرا، چندر بان اور دوسری بے شمار نہریں جو کہ میرے حلقہ میں ہیں ان کے نیچے زیر زمین پانی کڑوا ہے۔ یہ لوگ bore کر کے فصل کاشت کر سکتے ہیں اور نہ ہی ان کو نہری پانی دستیاب ہوتا ہے۔ ایک مہینہ میں پندرہ دن کی وارابندی ہوتی ہے یعنی ایک ماہ میں زیادہ سے زیادہ آٹھ سے دس دن کے علاوہ ہمیں پانی نہیں ملتا۔ جب تک ان نہروں کو پختہ نہیں کیا جائے گا آپ زراعت کی ترقی کا خواب دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہی آپ ملک کی ترقی کا خواب دیکھ سکتے ہیں اس لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ ان نہروں کو پختہ کیا جائے تاکہ وہاں کے لوگوں کی معاشی خوشحالی ہو سکے اور اس

کے لئے بجٹ میں خاص طور پر رقم مختص کی جائے۔ وزیر خزانہ صاحب! میں آپ کی توجہ چاہوں گا کہ آپ اس کے لئے کوشش کریں، وزیر خزانہ صاحب! میں آپ کی توجہ چاہوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وہ آپ کی بات سن رہے ہیں۔

سید محمد سبطین رضا: میرے خیال میں وہ نہیں سن رہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، وہ سن رہے ہیں۔

سید محمد سبطین رضا: جناب والا! آپ اس کے لئے بجٹ مختص کریں اور اس کے لئے اتنا بجٹ fix کریں کہ تین سالوں کے اندر اندر جنوبی پنجاب میں تمام نہریں پختہ ہو جائیں۔ اس کے بعد میں عرض کروں گا کہ انسان کی بنیادی ضرورت پانی ہے، جنوبی پنجاب کے جن علاقوں میں زیر زمین پانی کڑوا ہے وہاں پر لوگوں کو پینے کے لئے میٹھا پانی فراہم کیا جائے۔ پینے کا پانی انسان کی ایک بنیادی ضرورت ہوتا ہے جن علاقوں میں زیر زمین پانی کڑوا ہے وہاں پر پینے کا میٹھا پانی فراہم کیا جائے اور اس کے لئے بھی اتنی رقم fix کی جائے کہ تمام لوگوں کو پینے کا پانی مل سکے۔ آج 2014 میں بھی اگر ہم لوگوں کو پینے کے لئے میٹھا پانی فراہم نہ کر سکیں تو آپ مجھے اتنا بتا دیں کہ پھر اس اسمبلی کے بننے کا، منتخب حکومتوں کے بننے کا کوئی فائدہ ہے؟ ہمارا یہ حق بنتا ہے کہ ہم ان کے لئے میٹھا پانی فراہم کریں اور اس کے لئے بجٹ میں باقاعدہ رقم مختص کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! آپ کی بات بالکل درست ہے، اب آپ اپنی تقریر wind up کریں۔

سید محمد سبطین رضا: جناب والا! آخری بات کرتے ہوئے عرض کروں گا کہ اگر آپ جنوبی پنجاب کے لوگوں کے دلوں سے احساس محرومی دور کرنا چاہتے ہیں، اگر آپ جنوبی پنجاب کی ترقی کے خواب دیکھنا چاہتے ہیں تو وہاں پر نئے اضلاع بنائے جائیں۔ اگر آپ دو تحصیلوں کو convert کر کے ایک ضلع بنا دیں تو ان لوگوں کا احساس محرومی کچھ کم ہو جائے گا کیونکہ اس وقت اتنے لمبے لمبے اضلاع ہیں، میرے حلقہ کا آدمی 130 کلو میٹر کا فاصلہ طے کر کے مظفر گڑھ پہنچتا ہے اور اس کو جب ڈی پی او نہیں ملتا تو اس کی سارے دن کی دہاڑی چٹ ہو جاتی ہے، اس کو ای ڈی او نہیں ملتا تو پھر اس کی سارے دن کی مزدوری چٹ ہو جاتی ہے اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ آپ چھوٹے چھوٹے اضلاع بنائیں، چھوٹے اضلاع بنانے سے لوگوں کے اندر ایک شعور پیدا ہو گا، لوگوں کو facilities ان کے دروازوں پر ملے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! بہت شکریہ

سید محمد سبطین رضا: آخر میں یہ گزارش کروں گا کہ تحصیل علی پور کو ضلع کا درجہ دینے کے لئے خصوصی طور پر بجٹ میں رقم مختص کی جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: سردار عامر طلال گوپانگ! تشریف نہیں رکھتے، محترمہ شمیلہ اسلم صاحبہ!

محترمہ شمیلہ اسلم: شکریہ۔ جناب سپیکر! پری بجٹ سیشن کی پریکٹس برقرار رکھنے پر میں حکومت پنجاب کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ کسی بھی ملک کی ترقی کا دارومدار اس بات پر ہوتا ہے کہ وہاں کی حکومت اپنے شہریوں کو کیا سہولیات دینے جا رہی ہے اور کیا وہاں کے لوگ اس سے مستفید بھی ہو رہے ہیں یا نہیں۔ ہم جو تجاویز یہاں پر بیان کرتے ہیں، اپنے علاقوں کے مسائل یہاں پر پیش کرتے ہیں، میں سمجھتی ہوں کہ اگر حکومت ان ضروریات اور مسائل کی نشاندہی پر انہیں حل کرنے کے لئے کوشاں ہو جائے تو پھر ہم عوامی نمائندوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم check and balance کے سسٹم کو بہتر بناتے ہوئے یہ ضروریات لوگوں تک پہنچائیں۔ میں یہ بھی سمجھتی ہوں کہ کسی بھی ضلعی حکومت میں انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ خصوصی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ میں ڈسٹرکٹ وہاڑی کی بات کروں گی جہاں پر یہ محکمہ تو قائم ہے مگر انتہائی بوسیدہ اور کرایہ کی بلڈنگ میں کام کر رہا ہے حالانکہ on the floor of the House مجھ سے یہ وعدہ بھی کیا گیا تھا کہ آئندہ بجٹ میں اس کے لئے رقم مختص کی جائے گی۔ اس کی چار کنال زمین ڈسٹرکٹ وہاڑی میں موجود ہے جو کہ اکاؤنٹس آفس کے ساتھ ہے، مجھے یقین ہے کہ اس بجٹ میں اس کے لئے رقم مختص کی جائے گی اور اس کو بڑی جلدی پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے گا۔ خواتین کا آگے بڑھنا، ترقی اور روزگار حاصل کرنا، قومی دھارے میں شامل ہونا اسی وقت ممکن ہوتا ہے جب انہیں ملازمت کا تحفظ حاصل ہو۔ Crisis Women Centre جو خواتین پر بڑھتے ہوئے تشدد کی روک تھام میں اپنے فرائض سر انجام دے رہا ہے اور اٹھارہویں ترمیم کے بعد یہ صوبوں کو منتقل کر دیا گیا ہے مگر صوبہ پنجاب نے ابھی تک اسے own نہیں کیا۔ میری اس سلسلے میں request ہے کہ پنجاب حکومت اسے own کرے کیونکہ Human Rights نے عارضی طور پر اسے لیا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ حکومت نہ صرف اسے own کرے بلکہ اس میں کام کرنے والی خواتین کو تحفظ بھی فراہم کرے تاکہ وہ بہتر طریقے سے اپنے کام کو سر انجام دے سکیں۔ چلڈرن ہسپتال لاہور جو 317 کنال پر مشتمل ہے اس میں 2010 سے دی سکول آف الائیڈ ہیلتھ سائنسز قائم ہے جس میں تقریباً سات ڈگری پروگرام کروائے جاتے ہیں جن میں سے چھ چار سالہ اور

ایک ڈی پی ٹی پانچ سالہ پروگرام ہے، اس ادارے میں تقریباً ساڑھے پانچ سو کے قریب طلباء وطالبات زیر تعلیم ہیں لیکن یہاں پر ہاسٹل کی سہولت موجود نہیں ہے۔ خواتین کے حوالے سے خاص طور پر بات کروں گی کہ ہاسٹل کی سہولت موجود نہ ہونے کی وجہ سے بچیاں پڑھائی چھوڑ دیتی ہیں یا پرائیویٹ ہاسٹل میں رہنے پر مجبور ہوتی ہیں۔ اس سلسلے میں میری تجویز یہ ہے کہ ہسپتال کے ساتھ زمین موجود ہے جس پر کچھ لوگوں نے ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے۔ یہ قبضہ چھڑا کر یہاں پر ہاسٹل تعمیر کیا جائے تاکہ بچیاں تحفظ کے ساتھ اپنی تعلیم مکمل کر سکیں۔ جدید اور معیاری تعلیم وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی ترجیحات میں شامل ہے، جہاں سکولوں کو اپ گریڈ کیا جا رہا ہے۔ وہاں ہمارے ضلع میں ایسی جگہیں بھی موجود ہیں جہاں سکولوں کا نام ونشان نہیں ہے، موضع گوانس تحصیل میلسی ضلع وہاڑی کا ایک قدیم قصبہ ہے جس کی آبادی 4500 افراد پر مشتمل ہے۔ یہاں خواندگی کا تناسب نہ ہونے کے برابر ہے اور افسوس کہ یہاں لڑکوں اور لڑکیوں کا کوئی بھی سکول موجود نہیں ہے۔ میری درخواست ہے کہ اس علاقے میں ایک پرائمری سکول لڑکیوں کا اور ایک لڑکوں کا قائم کیا جائے۔ چک نمبر 34\WB تحصیل وہاڑی میں بچیوں کا مڈل سکول ہے جو اٹھارہ کنال پر مشتمل ہے وہاں تقریباً ساڑھے پانچ سو طالبات زیر تعلیم ہیں۔ اس سکول کو upgrade کرنے کی اشد ضرورت ہے تاکہ بچیاں اپنی تعلیم جاری رکھ سکیں۔ تیزی سے بدلتی ہوئی دنیا میں لکھنا پڑھنا ہر بچے کا بنیادی حق ہے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ non-salary budget کی مد میں لاکھوں روپے مختص کرتا ہے جو فرنیچر اور لائبریریوں کی کتب کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس مد میں جو رقم رکھی جاتی ہے خاص طور پر لائبریریوں کے لئے اس amount کو بڑھا دیا جائے تاکہ بچوں میں پڑھنے لکھنے کا رجحان پیدا ہو۔ مزید برآں موبائل اور ڈیجٹل لائبریریوں کے قیام کی منظوری دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اجلاس کا ٹائم پانچ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! نوراجہ بھٹہ جلال پور پیر والا ضلع ملتان میں حافظ واہ سب مائنر کے نام سے ایک سب مائنر گزر رہا ہے جو لودھراں کی جانب سے آ رہا ہے۔ اس کا آخری حصہ تقریباً ایک ہزار ایکڑ پر مشتمل ہے جسے دریائے ستلج میں سیلاب آنے کی وجہ سے بند کر دیا گیا تھا۔ اب سیلاب کا اندیشہ نہیں رہا لوگوں نے اپنے پختہ مکانات تعمیر کر لئے ہیں اور 2002 میں اس کو کھولنے کے لئے باقاعدہ افتتاح بھی ہو چکا ہے مگر فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے لوگ ابھی تک اس سے مستفید نہیں ہو سکے لہذا میری گزارش ہے کہ اس بجٹ میں اس کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں تاکہ ہم اس سے چھ ہزار لوگوں کو فائدہ پہنچا سکیں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں ایک اور بات کہنا چاہوں گی کہ محکمہ سوشل ویلفیئر کا جیل پراجیکٹ ہے جو کہ پنجاب کی مختلف جیلوں میں اپنے فرائض انجام دے رہا ہے اور قیدیوں کو سہولیات فراہم کرتا ہے مگر ڈسٹرکٹ وہاڑی میں اس کا کوئی ڈیپارٹمنٹ قائم نہیں ہے میں چاہتی ہوں کہ اس کے لئے رقم مختص کی جائے تاکہ جب یہ قیدی جیلوں سے باہر آئیں تو معاشرے کے کارآمد شہری بنانے میں ہم ان کا ساتھ دے سکیں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! بہت شکریہ۔ رانا منور غوث صاحب!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! اللہ کے فضل و کرم سے ہماری گورنمنٹ نے جتنے اچھے انداز میں اپنا کام چلایا ہے اور اس کی جو پلاننگ کی ہے اس وقت اس کا ثمر پوری قوم کو مل رہا ہے، اس وقت ہماری معیشت بہت زیادہ بہتر ہو رہی ہے اس پر ہم اللہ پاک کا شکر ادا کرتے ہیں۔ آنے والے بجٹ میں جو بڑی اہم چیزیں ہیں ان کی نشاندہی کرنا بھی ہماری ذمہ داری ہے چونکہ اس وقت معیشت بہتر ہو رہی ہے صوبے میں وزیر اعلیٰ پنجاب بہت بہتر کام کرنا چاہتے ہیں، تعلیم کے شعبے میں پہلے بھی بہت کام ہو رہا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت سکولوں کی upgradation اور سکولوں کالجوں میں upgrade کرنا دیہاتی علاقوں میں تحصیل کی سطح پر بہت ضروری ہے تاکہ عام لوگوں کو تعلیم کی سہولتیں آسانی سے میسر آ سکیں۔ میں اس سلسلے میں اپنے حلقہ سے متعلق تجاویز دوں گا کہ میرے حلقہ میں تحصیل سلانوالی کے بعد شاہ نکڈر ایک بہت بڑا شہر ہے جہاں پر بچوں اور بچیوں کے ڈگری کالج نہیں ہیں۔ وہ دور دراز علاقہ ہے لہذا میری استدعا ہے کہ وہاں پر بچوں اور بچیوں کے ڈگری کالج بنائے جائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ صحت کی سہولتیں بہم پہنچانے کے لئے تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال اور BHUs کو زیادہ سے زیادہ facilitate کرنا چاہئے اور وہاں پر ڈاکٹرز کی availability ensure ہونی چاہئے۔ پچھلے کچھ عرصہ میں پنجاب پبلک سروس کمیشن کے تحت ڈاکٹروں کی بھرتی ہوئی اور بہت سے ڈاکٹروں نے۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ ختم
کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

جناب قائم مقام سپیکر: .Welcome back (نعرہ ہائے تحسین)

میں ملک ندیم کامران صاحب اور وحید چودھری صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں thank you very much. جی، رانا صاحب!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! بہت سارے ڈاکٹروں نے join نہیں کیا لیکن ان کی۔۔۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اپوزیشن کے دوستوں کی میٹنگ ہو رہی تھی اس لئے ہم اس وقت ایوان کے اندر نہیں تھے تو آپ نے یہ اعلان کیا تھا کہ کل وزیر تعلیم آئیں گے اس کے بعد ایوان کے اندر وہ کارروائی دیکھیں گے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: کل آپ پہلے بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں تشریف لے آئیں وہ بھی اس کے ممبر ہیں اس کے بعد وہ ایوان میں آکر وضاحت کریں گے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): چلیں، ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! حفظان صحت کو بہتر بنانے کے لئے جو BHUs اور تحصیل ہیڈکوارٹرز ہیں انہیں زیادہ سے زیادہ facilitate کرنا چاہئے وہاں پر ڈاکٹروں کی availability ہونی چاہئے اور وہاں پر زیادہ سے زیادہ ادویات موجود ہونی چاہئیں۔ زراعت کے شعبے کو ترقی دینے کے لئے حکومت نے جس طرح زمین کو level کرنے کے لئے بہت سے equipments ارزاں قیمتوں پر provide کئے ہیں میری تجویز ہے کہ آئندہ بجٹ میں بھی اس سکیم کو جاری رہنا چاہئے اور وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے پچھلے دور میں لوگوں کو جو گرین ٹریکٹر سکیم provide کی تھی میری استدعا ہے کہ اسے بھی جاری رہنا چاہئے۔

جناب سپیکر! سرگودھا کا اہم citrus product ہے جسے اس سال نہیں خریدا گیا جس وجہ سے بہت سا کنو ضائع ہوا ہے اور زمیندار پریشان ہوئے ہیں۔ میری آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ سے گزارش ہے کہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! چونکہ آج اجلاس کا وقت ختم ہو چکا ہے اس لئے آپ اپنی بات کل wind up کیجئے گا۔ آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 20-مارچ 2014 صبح 10.00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

914

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ20-مارچ2014

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ مال وکالونیز)

نشان زدہ سوالات اوراُن کے جوابات

توجہ دلاؤنوٹس

سرکاری کارروائی

(اے) مسودہ قانون پر غور وخوض اوراس کی منظوری

مسودہ قانون تولیدی، میٹرنل، نو مولود و چائلڈ ہیلتھ اتھارٹی پنجاب 2014(قانون نمبر12 بابت2014)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون تولیدی، میٹرنل، نو مولود وچائلڈ ہیلتھ اتھارٹی پنجاب 2014 پر فوری غور وخوض کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ95(3) کی مقتضیات متذکرہ قواعد کے قاعدہ234 کے تحت معطل کی جائیں۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون تولیدی، میٹرنل، نو مولود وچائلڈ ہیلتھ اتھارٹی پنجاب 2014، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے صحت نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون تولیدی، میٹرنل، نو مولود وچائلڈ ہیلتھ اتھارٹی پنجاب 2014 منظور کیا جائے۔

(بی) قبل از بجٹ بحث جاری رہے گی۔

916

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا ساتواں اجلاس

جمعرات،20-مارچ2014

(یوم الخمیس،18-جمادی الاوّل1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 35 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

رَبَّنَآ إِنَّكَ مَن تُدۡخِلِ ٱلنَّارَ فَقَدۡ أَخۡزَيۡتَهُۥۖ وَمَا لِلظَّٰلِمِينَ
مِنۡ أَنصَارٖ (192) رَّبَّنَآ إِنَّنَا سَمِعۡنَا مُنَادِيٗا يُنَادِي لِلۡإِيمَٰنِ أَنۡ
ءَامِنُواْ بِرَبِّكُمۡ فَـَٔامَنَّاۚ رَبَّنَا فَٱغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرۡ عَنَّا سَيِّـَٔاتِنَا
وَتَوَفَّنَا مَعَ ٱلۡأَبۡرَارِ (193) رَبَّنَا وَءَاتِنَا مَا وَعَدتَّنَا عَلَىٰ رُسُلِكَ وَ
لَا تُخۡزِنَا يَوۡمَ ٱلۡقِيَٰمَةِۖ إِنَّكَ لَا تُخۡلِفُ ٱلۡمِيعَادَ (194)

سورة آل عِمرَان آیات 192تا 194

اے پروردگار جس کو تو نے دوزخ میں ڈالا اسے رسوا کیا اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں (192) اے پروردگار ہم نے ایک ندا کرنے والے کو سنا کہ ایمان کے لئے پکار رہا تھا (یعنی) اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لے آئے اے پروردگار ہمارے گناہ معاف فرما اور ہماری برائیوں کو ہم سے محو کر اور ہم کو دنیا سے نیک بندوں کے ساتھ اٹھا (192) اے پروردگار تو نے جن جن چیزوں کے ہم سے اپنے پیغمبروں کے ذریعے سے وعدے کئے ہیں وہ ہمیں عطا فرما اور قیامت کے دن ہمیں رسوا نہ کیجیو کچھ شک نہیں کہ تو خلاف وعدہ نہیں کرتا (194)

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

اِکّو اذی حیاتی دا معیار ہونا چاہی دا
اللہ دے حبیب نال پیار ہونا چاہی دا
ابو بکر صدیق نے ایہہ دَسیا اے دوستو!
سب کچھ سوہنے توں نثار ہونا چاہی دا
حسنؓ حسینؓ توں جند جان وار کے
علیؓ دے غلاماں وِچ شمار ہونا چاہی دا
آقا جدوں یاد کرو اپنے غلاماں نوں
ساڈا وی غلاماں وِچ شمار ہونا چاہی دا
لباں تے نیازی جدوں ساہ ہون آخری
اوس ویلے آقا دا دیدار ہونا چاہی دا

سوالات

(محکمہ مال و کالونیز)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ مال و کالونیز سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور اُن کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! سوال نمبر 24 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور شہر اور صوبہ کے دوسرے شہروں میں ایک مرلہ زمین کی پیمائش میں فرق کی تفصیلات

*24: **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا صوبہ پنجاب میں ایک مرلہ زمین کی پیمائش لاہور شہر میں اور دوسرے شہروں و دیہات میں مختلف ہے؟

(ب) اگر جواب درست ہے تو لاہور شہر میں مرلہ کتنے مربع فٹ کا ہے اور باقی جگہوں پر کتنے مربع فٹ کا ہے نیز اس فرق کی بنیادی وجہ کیا ہے؟

(ج) کیا اس فرق کو ختم کرنے کے لئے حکومت کوئی منصوبہ بندی کر رہی ہے یا نہیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم):

(الف) جی ہاں! صوبہ پنجاب میں ایک مرلہ زمین کی پیمائش ضلع لاہور کے چند دیہات اور دوسرے شہروں اور دیہات سے مختلف ہے۔

(ب) سابق تحصیل لاہور حال ضلع لاہور سوائے راوی کے شمالی علاقہ (چند دیہات) کے 60 انچ یعنی 5 فٹ کے حساب سے 225 مربع فٹ کا مرلہ ہے لاہور کا جزوی شمالی حصہ مع باقی تمام اضلاع میں 66 انچ یعنی ساڑھے پانچ فٹ کے حساب سے 272 مربع فٹ کا مرلہ ہے۔

جہاں تک بنیادی فرق کا تعلق ہے زمین کی ابتدائی پیمائش کرم کے ذریعے کی جاتی ہے تقسیم ملک سے قبل پنجاب کے مختلف مقامات میں کرم 54انچ سے 66انچ کے حساب سے مقرر ہیں چونکہ مختلف مقامات میں اوسط قامت انسان مختلف ہوتی ہے اس واسطے مختلف مقاموں میں پیمانہ پیمائش کا مختلف ہونا کوئی تعجب انگیز بات نہیں ہے۔ جھنڈی (الف و ب) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اس فرق کو ختم کرنے کے لئے حکومت کا کوئی ارادہ نہ ہے۔ مالکان اراضی کی حصہ داری انہی مرلوں کے حساب سے حصص مقرر کئے گئے ہیں اگر سابقہ پیمانہ کو بدلنے کی کوشش کی گئی تو حقیتوں اور حصہ داری میں مقدمہ بازی بڑھے گی اس سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ب) کا بڑا دلچسپ جواب دیا گیا ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ "چونکہ مختلف مقامات میں اوسط قامت انسان مختلف ہوتی ہے اس واسطے مختلف مقامات پر پیمانہ پیمائش بھی مختلف ہوتا ہے۔" اس کا بظاہر یہ مطلب نکلتا ہے کہ جس شہر میں لمبے قد کے لوگ ہیں اُن کی پیمائش زیادہ ہوگی اور جہاں پر چھوٹے قد کے لوگ ہیں ان کی پیمائش کم ہوگی۔ کیا یہ بات درست ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! جواب کی تفصیل کے ساتھ Land Records Manual لگایا گیا ہے جس کے اندر یہ وضاحت کی گئی ہے کہ شہروں میں کس انچ کے حساب سے کرم کی پیمائش کی جاتی تھی۔ اس میں لاہور کے چند شمالی دیہاتوں کے علاوہ باقی سارے پنجاب میں 66انچ کے حساب سے کرم کی پیمائش کی گئی ہے یعنی ساڑھے پانچ فٹ کے حساب سے 272 مربع فٹ کا مرلہ ہوگا۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! شاید پارلیمانی سیکرٹری صاحب میرا سوال سمجھ نہیں سکے اس لئے میں اپنے سوال کو دہرا دیتا ہوں۔ آج اکیسویں صدی کے اس الیکٹرانک دور میں پاکستان کے صوبہ پنجاب کی اسمبلی میں جواب دیا جا رہا ہے کہ زمین کی پیمائش قدموں سے کی جاتی ہے۔ اب جس شہر میں چھوٹے قد کے لوگ رہتے ہیں وہاں پیمائش کم ہوگی اور جس شہر میں بڑے قد کے لوگ رہتے ہیں تو وہاں پر پیمائش زیادہ ہوگی۔ کیا یہ طریق کار آج کے اس دور میں بھی رائج ہے، میں ان سے تصدیق کرانا چاہتا ہوں کہ کیا آج بھی یہی طریق کار رائج ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ مال و کالونیز(چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! چونکہ یہ پیمائشیں پرانی ہیں لہذا اسی طریق کار کے مطابق ان کی پیمائش کی جائے گی۔ اگر اس کی پیمائش کو تبدیل کیا جاتا ہے تو پھر بہت سارے مسائل سامنے آئیں گے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس سے تو بظاہر یہ لگتا ہے کہ اگر بعض شہروں میں چھوٹے قد کے لوگ ہیں اور بڑے قد کے لوگ نہیں ملتے تو وہاں پیمائش کم ہو گی۔ لاہور شہر میں فٹ اس لئے زیادہ ہیں کیونکہ یہاں لمبے قد کے لوگ رہتے ہیں۔ لاہور شہر کی سوا کروڑ کی آبادی ہے تو ہم یہاں سے دس، پندرہ یا بیس افراد ایک جیسے قد کے پورے پنجاب کے لئے دے سکتے ہیں تاکہ پیمائش برابر ہو سکے۔

جناب سپیکر! حقیقت میں یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ آج ہماری کچہریوں اور تھانوں میں مسائل کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ ہم نے اس جدید دور میں بھی وقت کی ضرورت کے مطابق جدید طریق کار کو نہیں اپنایا۔ جواب میں بتایا گیا ہے کہ پورے پنجاب میں پرانا طریقہ پیمائش رائج ہے۔ مجھے اس جواب کی تفصیل کے ساتھ جو فہرست دی گئی ہے اس میں لکھا گیا ہے کہ "طول کا پیمانہ کرم یا گٹھا ہوتا ہے اور یہ مختلف اضلاع میں مختلف طوالت کا حامل ہوتا ہے۔ اس تفصیل میں پہلے دہلی، گڑگاؤں، رُہتک، لدھیانہ اور پانی پت (کرنال) کا بتایا گیا ہے۔ اس کے بعد انبالہ، کرنال، جالندھر، ہوشیار پور، امرتسر، گورداسپور، شاہ پور کے کوہستانی حلقہ کا ذکر ہے۔ آخر میں فیروز پور اور اس کے درمیان چھوٹا سا لاہور بھی ہے۔ اس صدیوں پرانے نظام نے ہمارے ریونیو کے نظام کو جکڑا ہوا ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب زمین کے ریکارڈ کو computerized کرنے کے لئے دن رات محنت کر رہے ہیں تاکہ عام آدمی اس چکر سے چھٹکارا پا سکے۔ مجھے یہ جواب دیا جا رہا ہے کہ جہاں لمبے قد ہوں گے وہاں پر پیمائش اور ہو گی اور جہاں چھوٹے قد ہوں گے وہاں پر پیمائش مختلف ہو گی۔ مجھے جواب میں محکمہ کی طرف سے ایک طریق کار بتایا گیا ہے اور اس کے بعد کہا گیا ہے کہ "اس فرق کو ختم کرنے کے لئے حکومت کا کوئی ارادہ نہ ہے۔" میں ان سے پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ آج کے الیکٹرانک اور کمپیوٹر کے دور میں قدموں کی پیمائش بہتر ہے یا جدید آلات کی پیمائش زیادہ بہتر ہے؟۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ اپنے سوال کو مختصر کر لیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ کیا اس پرانے نظام کو تبدیل کرنے کا کوئی ارادہ ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ اس نظام کو تبدیل کرنے کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! اس سے بہت سارے problems آئیں گے۔ لوگ litigation میں جائیں گے اس لئے اس نظام کو تبدیل کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اگر آج پوری دنیا میں square feet کے حساب سے معاملات چل رہے ہیں تو ہمارے ہاں ایسا کیوں نہیں ہو سکتا؟

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ اس حوالہ سے محکمہ کی بہتری کے لئے اپنی کوئی تجاویز دیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس سے بڑا کوئی اور مذاق ہو گا کہ اُس علاقہ کے لوگوں کے قد بڑے ہیں اس لئے اُس علاقہ کی پیمائش زیادہ ہے۔ لاہور کے اندر لوگوں کے قد چھوٹے ہیں اس لئے یہاں پر پیمائش کم ہے؟ میری گزارش ہے کہ وزیر متعلقہ اس نظام میں تبدیلی لانے کا ارادہ کریں اور یہ بتائیں کہ اس نظام کی تبدیلی کے لئے کوئی اقدامات کئے ہیں اور ہم اس میں input دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز!

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! معزز ممبر اپنی تجویز دے دیں اُس پر غور کیا جائے گا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہاں پر چھوٹے اور بڑے قد کی بات ہوئی ہے۔ جب زمین کی قدموں سے پیمائش کی جاتی تھی تو اُس کو ایک کرم کہا جاتا تھا اور ایک کرم ساڑھے پانچ فٹ کی تھی۔ ایک جریب ہوتی تھی جس کا وزن ایک ہاتھی پر لادنے کا تھا۔ جن لوگوں کی کرم ساڑھے پانچ فٹ تھی اُن پر انحصار کیا جاتا تھا۔ اب فٹوں کا نظام بھی رائج ہے۔ میرے دوست پارلیمانی سیکرٹری کو بھی یہ معلوم نہیں ہے کہ دو قدموں کی پیمائش ساڑھے پانچ فٹ تھی جس کا نام کرم تھا۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کا ہے۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 46 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع پاکپتن: محکمہ کی اراضی و دیگر تفصیلات

*46: جناب احمد شاہ کھگہ: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع پاکپتن میں محکمہ کی کتنی سرکاری اراضی ہے؟

(ب) کتنی اور کون کون سی جگہ پر موجود ہے نیز کیا مذکورہ زمین بے گھر اور بے زمین افراد کو الاٹ کی گئی ہے، اگر ہاں تو سال 2008 تا 2013 الاٹ کی گئی، زمین کی تفصیل مع نام، ولدیت اور پتا جات بیان کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم):

(الف) ضلع پاکپتن میں کل 25605 ایکڑ 3 کنال اور 7 مرلہ سرکاری اراضی ہے۔

(ب) کل سرکاری اراضی 25605 ایکڑ 3 کنال 7 مرلہ ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

i. مختلف سکیم ہائے کے تحت الاٹ شدہ رقبہ سرکار 8125 Acre 4-K 16M

ii. مختلف محکموں کے زیر استعمال رقبہ سرکار 16567 Acre 2 K 13 M

iii. رقبہ سرکار جو سال 2010ء سے پٹہ پر دیا 598-Acre 4K 5M

iv. بقایا رقبہ سرکار جو موجود ہے۔ 314-Acre 0K 3M

میزان 25605-Acre 3K 7M

2008 تا 2009 سرکاری زمینوں کی الاٹمنٹ پر پابندی تھی اس لئے اس دوران کوئی رقبہ الاٹ نہ کیا گیا ہے جبکہ 2010 میں مختلف لوگوں کو عارضی کاشت سکیم پر 598 ایکڑ 4 کنال 5 مرلہ رقبہ الاٹ کیا گیا ہے۔ تفصیل جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جبکہ 314 ایکڑ 3 مرلہ رقبہ بقایا سرکار ہے۔ جس کی چک وار تفصیل جھنڈی (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں میرے ضلع سے جو figures آئے ہیں میں ان سے مطمئن ہوں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اگلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 64 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔
جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں تمنداری نظام کی تفصیلات

*64: میاں نصیر احمد: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-
(الف) تمنداری نظام کیا ہے اور صوبہ پنجاب میں کہاں کہاں موجود ہے؟
(ب) تمندار بنانے کا طریق کار کیا ہے نیز تمندار کو کیا کیا سہولیات حاصل ہوتی ہیں، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم):
(الف) صوبہ پنجاب میں کہیں بھی تمنداری نظام موجود نہ ہے کیونکہ آرڈیننس نمبر 15 آف 1976 مجریہ صدر پاکستان / فیڈرل ایکٹ بابت تنسیخ سرداری نظام سال 1976 کے تحت سرداری نظام و تمن داری نظام کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ مزید یہ کہ قانون منسوخی جاگیران پنجاب 1962 مارشل لاء ریگولیشن نمبر 64 آف 1959 کے تحت تمام جاگیریں بلا معاوضہ منسوخ کر دی گئی ہیں۔
(ب) جیسا کہ جز (الف) میں تفصیلاً بیان کر دیا گیا ہے کہ تمنداری نظام ختم ہو چکا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں کہا گیا ہے کہ صوبہ پنجاب میں کہیں بھی تُمنداری نظام نہ ہے۔ میرے سوال کا پہلا حصہ ہے تُمنداری نظام کیا ہے اس کی ذرا وضاحت کر دیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز!

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! یہ بات درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں تُمنداری نظام نہ ہے۔ تُمنداری نظام یہ ہے بمطابق Punjab Land Administration Manual Year 1908 and Gazette District Dera Ghazi Khan Year 1883-84 برطانوی عہد حکومت سے قبل ہر بلوچ قبیلے کا سردار تُمندار کہلاتا تھا۔ وہ بادشاہت کے محدود اختیارات استعمال کرتا تھا اور یہ اُس کا وراثتی عہدہ ہوتا تھا۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جواب دیا ہے کہ تُمندار بادشاہی نظام کے اختیارات استعمال کرتا تھا۔ میرا آخری ضمنی سوال یہ ہے کہ وہاں پر بظاہر بارڈر ملٹری پولیس کا جو act ہے

تو آج بھی اُس belt کے سید اور بلوچ کے علاوہ اُس بارڈر ملٹری پولیس میں لوگ بھرتی نہیں کئے جاتے اور وہ وہاں پر تمندار کی recommendation پر بھرتی ہوتے ہیں تو کیا اس میں حقیقت ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! میرا بھی چونکہ اُس علاقہ سے تعلق ہے اور میں بھی اُس نظام کا ایک حصہ ہوں تو بالکل ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ بارڈر ملٹری پولیس کے rules میں amendment ہو چکی ہے۔ بے شک پہلے اُسی قبیلے کے لوگوں کو وہاں پر بھرتی کیا جاتا تھا لیکن اب چونکہ rules amend ہو گئے ہیں تو اب پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ اُسی قبائلی علاقہ کے ڈومیسائل رکھنے والے لوگوں کو اہلیت کی بنیاد پر importance دی جائے گی۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ جناب فیضان خالد ورک صاحب!

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 329 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع شیخوپورہ: سرکاری زمین قبضہ گروپوں سے واگزار کروانے کی تفصیلات

*329: جناب فیضان خالد ورک: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حکومت نے ضلع شیخوپورہ میں پچھلے تین سالوں کے دوران کتنی سرکاری زمین قبضہ گروپوں سے واگزار کروائی؟

(ب) قبضہ گروپ کے لوگوں کے خلاف ایف آئی آرز درج کروائی گئی ان کے ناموں اور پتا جات سے آگاہ کریں؟

(ج) مذکورہ اراضی جو واگزار کروائی گئی کس کس موضع جات میں تھی اور یہ ان قبضہ گروپوں کے پاس کتنے کتنے عرصے سے تھی؟

(د) ان قبضہ گروپوں سے سرکاری اراضی واگزار کروانے کے بعد ان سے کتنا کتنا جرمانہ وصول کیا گیا، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم):

(الف) حکومت نے ضلع شیخوپورہ میں پچھلے تین سالوں میں قبضہ گروپوں سے 2263 کنال 11 مرلے سرکاری اراضی واگزار کروائی۔

(ب) جن لوگوں کے خلاف ایف آئی آر ز درج کرائی گئی ہیں ان کے نام اور پتا جات مندرجہ ذیل ہیں:

1. نتھو خان ولد عمر دراز قوم راجپوت ساکن 12/RB تحصیل صفدر آباد ضلع شیخوپورہ
2. نذیر احمد ولد محمد نور محمد قوم بھٹی ساکن 11/RB تحصیل صفدر آباد ضلع شیخوپورہ
3. محمد یعقوب ولد علی محمد قوم آرائیں ساکن 24/RB تحصیل صفدر آباد ضلع شیخوپورہ
4. عبدالغفور ولد سراج قوم آرائیں ساکن 24/RB تحصیل صفدر آباد ضلع شیخوپورہ

(ج) مندرجہ ذیل چکوک میں قبضہ گروپوں سے سرکاری اراضی واگزار کروائی گئی ہے:

تحصیل صفدر آباد ضلع شیخوپورہ

1. چک نمبر 12/RB عرصہ چھ سال ناجائز قابض
2. چک نمبر 11/RB عرصہ تین سال ناجائز قابض
3. چک نمبر 24/RB عرصہ چار سال ناجائز قابض
4. چک نمبر 24/RB عرصہ چار سال ناجائز قابض

تحصیل و ضلع شیخوپورہ

1. چک 532/GB (چھ سال)
2. چک 8/UCC (چار سال)
3. چک نمبر 8/UCC (چار سال)
4. چک نمبر 6/UCC (تین سال)
5. چک نمبر 522/UCC (سات سال)
6. چک نمبر 524/GB ٹبی گاڑھے شاہ (چار سال)
7. چک نمبر 529/GB مانگا (چار سال)
8. چک نمبر 525/GB (تین سال)
9. چک نمبر 522/GB (سات سال)
10. عمونکی (دس سال)
11. چک نمبر 523/UCC (تین سال)
12. چک نمبر 5/UCC گجیانہ نو (پانچ سال)
13. چک سیٹھیاں (الاٹمنٹ نمبر 518)
14. ککڑ گل (تین سال)
15. چک نمبر 523/UCC (تین سال)
16. چک نمبر 460/GB مکی (دس سال)
17. چک نمبر 539/GB (چھ سال)
18. مدکے (تین سال)
19. موضع مکی (آٹھ سال)

تحصیل شرقپور ضلع شیخوپورہ

1. موضع چک نمبر 16/UCC
2. چک نمبر 539/GB چھ سال
3. موضع چک نمبر 19/UCC
4. چک نمبر 20/UCC (عرصہ ایک سال سے ناجائز قابض ہیں)

تحصیل فیروزوالا ضلع شیخوپورہ

1. ڈھاکہ (دو سال)
2. کوٹ ہدایت علی (تین سال)
3. دھوپ سڑی (چار سال)
4. دندیاں (نو سال)
5. بنسی نگر (چار سال)
6. چک نمبر 50/UCC (دو سال)
7. چک نمبر 46/UCC (چھ سال)
8. چک نمبر 37/UCC (تین سال)
9. شاکے (چار سال)
10. لتھے پور (دو سال)
11. گرانگ والا (دو سال)
12. فتح ریحان (تین سال)
13. محمد پور (چار سال)
14. چک نمبر 45 (چار سال)
15. رتن پورہ (تین سال)
16. تلوارہ پار (دو سال)
17. گوئل (آٹھ سال)

(د) ناجائز کاشت کی مثلیں مرتب کی جا رہی ہیں۔ تاحال کوئی جرمانہ وصول نہیں کیا گیا۔ ڈسٹرکٹ کلکٹر، شیخوپورہ کو ہدایات جاری کی گئیں کہ جرمانہ جلد از جلد وصول کیا جائے۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میں اس سوال کے جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اگلا سوال بھی جناب فیضان خالد ورک صاحب کا ہے۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 330 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع شیخوپورہ: جعلی اشٹام پیپرز کی فروخت و دیگر تفصیلات

*330: جناب فیضان خالد ورک: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع شیخوپورہ میں اشٹام پیپرز کی فروخت کا لائسنس کس کس کے پاس ہے، ان کے نام، ولدیت اور پتاجات بتائیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ شیخوپورہ میں جعلی اشٹام پیپرز کی فروخت عروج پر ہے خاص کر 100 سے لے کر 1000 روپے تک کے اشٹام جو کہ رجسٹری وغیرہ کے لئے استعمال ہوتے ہیں؟

(ج) حکومت نے کتنے لوگوں کو جعلی اشٹام فروخت کرتے ہوئے گزشتہ دو سال کے دوران پکڑا ان کے نام، پتا جات بتائیں نیز حکومت نے ان کے خلاف کیا کارروائی کی ہے، ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم):

(الف) بمطابق ایڈیشنل ڈسٹرکٹ کلکٹر ضلع شیخوپورہ میں کل 187 اشٹام فروش ہیں ان کے نام، ولدیت اور پتاجات کی تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) حسب رپورٹ ڈسٹرکٹ کلکٹر اکاؤنٹس آفیسر شیخوپورہ ضلع ہذا میں جعلی اشٹام پیپرز کی فروخت کی کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔

(ج) حسب رپورٹ ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر شیخوپورہ گزشتہ دو سال کے دوران جعلی اشٹام کی فروخت کے متعلق کوئی مقدمہ درج نہ ہوا ہے۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میں اس سوال کے جواب سے بھی مطمئن ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ زیب النساء اعوان صاحبہ کا ہے۔ جی، سوال نمبر بولیں۔

محترمہ زیب النساء اعوان: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 832 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں گھوڑی پال سکیم کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*832: محترمہ زیب النساء اعوان: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں گھوڑی پال سکیم کن کن اضلاع میں ہے ہر ضلع میں اس سکیم کا کل کتنا رقبہ ہے، علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل سے بیان کریں؟

(ب) گھوڑی پال سکیم کے لئے کن کن شرائط اور کتنی اراضی کا ہونا ضروری ہے؟

(ج) سال 2010-11 کے دوران کتنے لوگوں کو گھوڑی پال سکیم کے تحت رقبہ الاٹ کیا گیا تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) مذکورہ مدت کے دوران جن لوگوں کو گھوڑی پال سکیم میں شامل کیا گیا ان کے نام و پتا جات اور موضع اراضی کی تفصیل بیان کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم):

(الف) گھوڑی پال سکیم فیصل آباد، سرگودھا، خانیوال، اوکاڑہ، ساہیوال کے اضلاع میں جاری کی گئی تھی ضلع وار رقبہ کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔	فیصل آباد	=	2822ایکڑ 2کنال
2۔	اوکاڑہ	=	374ایکڑ 5کنال 15مرلے
3۔	خانیوال	=	29750ایکڑ
4۔	ساہیوال	=	48925ایکڑ
5۔	سرگودھا	=	6779ایکڑ، 5کنال 15مرلے

(ب) گورنمنٹ آف پنجاب کالونیز ڈیپارٹمنٹ نے نوٹیفکیشن نمبری No.4292-83/2537-CLI مورخہ 09-08-1983 میں شرائط جاری کی ہیں۔ نوٹیفکیشن کی کاپی جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس کی چیدہ چیدہ شرائط درج ذیل ہیں:

1) گورنمنٹ کو مزارعین کے انتخاب میں مکمل اختیار ہوگا۔

2) مزارع صرف اراضی افزائش نسل برائے حیوانات (گھوڑی / گائے) کے لئے استعمال کرے گا۔

3) مزارع گورنمنٹ سے وفادار رہے گا۔

4) مزارع گورنمنٹ، سیمی گورنمنٹ یا خود مختار ادارے کا ملازم نہ ہوگا۔ مزارع اس علاقے میں رہنے کا پابند ہوگا جس میں زمین واقع ہے لیکن بعض حالات میں مزارع اپنی عارضی غیر موجودگی میں ایک بااختیار ایجنٹ مقرر کر سکے گا جس کی منظوری ڈائریکٹر ریمونٹ ویٹرنری فارم سے لینا ہوگی۔

5) مزارع بذریعہ انتقال، رہن وغیرہ حقوق فروخت یا منتقل کرنے کا مجاز نہ ہوگا۔
6) مزارع کو نہ زمین خریدنے کا حق ہوگا اور نہ ہی وہ قابض مزارع کہلوانے کا حقدار ہوگا۔
7) زمین کا قبضہ لینے کے چھ مہینے کے اندر اندر مزارع کا اس موضع میں رہائش رکھنا ضروری ہے اور جانوروں کے لئے اصطبل کی تعمیر ڈائریکٹر ریمونٹ اور ویٹرنری فارمز کی ہدایت اور سفارشات کے مطابق کرے گا۔
8) مزارع جب اور جہاں معائنہ کے لئے ضرورت ہوگی سٹاک پیش کرنے کا پابند ہوگا۔ ڈائریکٹر کسی بھی وقت یا اس کا کوئی نمائندہ زمین کا معائنہ کرنے کے لئے بااختیار ہوگا۔
9) جانوروں کی نسل کے بارے فیصلہ کرنے میں ڈائریکٹر بااختیار ہوگا۔ مزارعہ درآمدی جانور کی صورت میں ایک سال جبکہ مقامی جانور کی صورت میں چھ ماہ میں گھوڑی، گائے یا بھیڑ رکھنے کا پابند ہوگا جو نسل کشی کے لئے مناسب ہو، پیمانہ درج ذیل ہوگا

a) 50 ایکڑ رقبہ میں ایک درآمدی گھوڑی یا (2) درآمدی گائے
b) 25 ایکڑ رقبہ پر ایک مقامی گھوڑی یا ایک مقامی گائے
c) پانچ کنال رقبہ پر ایک بھیڑ

(ج) سال 11-2010 میں الاٹ شدہ رقبہ اور الاٹی کی تفصیل درج ذیل ہے۔ تفصیل جھنڈی (الف و ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

	ضلع	تعداد الاٹیاں	رقبہ مرلے، کنال، ایکڑ
1	اوکاڑہ	15	374-05-15
2	فیصل آباد	79	436-04-07
3	ساہیوال	۔	---
4	خانیوال	۔	---
5	سرگودھا	۔	---

(د) مذکورہ مدت میں رقبہ صرف ضلع اوکاڑہ اور فیصل آباد میں الاٹ کیا گیا۔ باقی اضلاع میں رقبہ تقسیم نہ ہوا ہے۔ الاٹ شدہ رقبہ کی تفصیل جھنڈی (الف) اور (ب) ایوان کی میز پر برائے ملاحظہ رکھ دی گئی ہے۔

	ضلع	تعداد الاٹیاں	رقبہ
1	اوکاڑہ	15	جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
2	فیصل آباد	79	جھنڈی (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محترمہ زیب النساء اعوان: جناب سپیکر! میں جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ماشاء اللہ جی۔ اگلا سوال بھی محترمہ زیب النساء اعوان صاحبہ کا ہے۔

محترمہ زیب النساء اعوان: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1056 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: سرکاری اراضی پر قبضہ کی تفصیلات

*1056: **محترمہ زیب النساأ اعوان:** کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع بھنگالی لاہور کینٹ میں سال 96-1995 میں سرکاری زمین 416 کنال 13 مرلے تھی؟

(ب) پچھلے پانچ سالوں کے دوران اس اراضی پر کن کن لوگوں نے ناجائز قبضہ کیا، ان کے نام و پتا جات اور زیر قبضہ اراضی کی تفصیل فراہم کریں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ قبضہ محکمہ کے افسران کی ملی بھگت سے ہوا، اگر جواب اثبات میں ہے تو محکمہ نے ان ملازمین کے خلاف کوئی انکوائری کی تو اس انکوائری میں ملوث ملازمین کو کیا کیا سزا دی گئی، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بیان کریں؟

(د) کیا حکومت ناجائز قابضین سے سرکاری اراضی کو واگزار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم):

(الف) بروئے رجسٹر حقداران زمین سال 96-1995 سرکاری زمین 416-k 13-M ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1-	کھاتہ جات	161-K 01 M
2-	راستہ / سڑک	158-K 13-M
3-	آبادی	56-K 03-M
4-	قبرستان	23-K 17-M
5-	سکول	08-K 01-M
6-	بنجر	08-K 19-M
	کل میزان:	416-K 14-M

(ب) پچھلے پانچ سالوں کے دوران سرکاری اراضی پر کوئی قبضہ نہ ہوا ہے۔

(ج) چونکہ کوئی قبضہ سرکار زیر نہ ہوا ہے تو کسی افسر کی ملی بھگت کا تو سوال ہی پیدا نہ ہوتا ہے۔

(د) جواب جز (ب) میں درج ہے۔

محترمہ زیب النساء اعوان: جناب سپیکر! میں اس سوال کے جواب سے بھی مطمئن ہوں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: ماشاء اللہ۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ اس لئے اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کا ہے اس سوال کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال میاں طاہر صاحب کا ہے۔ میاں طاہر صاحب اپنا سوال نمبر بولیں۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1566 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع فیصل آباد: سرکاری رقبہ و دیگر تفصیلات

*1566: **میاں طاہر:** کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں سرکاری رقبہ کہاں کہاں موجود ہے؟

(ب) اس پر کتنا رقبہ خالی، بنجر اور غیر آباد ہے، نیز یہ کہاں کہاں موجود ہے؟

(ج) کتنا رقبہ پٹہ/لیز/ٹھیکہ پر ہے۔ اس سے سال 12-2011 اور 13-2012 کے دوران حکومت کو کتنی آمدن ہوئی ہے؟

(د) کتنا رقبہ پر ناجائز قابضین نے قبضہ کر رکھا ہے اور یہ رقبہ مع قابضین کی تفصیل بتائیں؟

(ہ) ناجائز قابضین سے قبضہ کب تک واگزار کروالیا جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم):

(الف) ضلع بھر میں رقبہ بقدر 235467 کنال 14 مرلے ہے۔ چکوک اور رقبہ کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع بھر میں رقبہ خالی بنجر اور غیر آباد تعدادی 75436 کنال 17 مرلے ہے اور رقبہ کی تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع بھر میں کل رقبہ 136339 کنال 11 مرلے پٹہ لیز ٹھیکہ پر ہے آمدن سال 12-2011 مبلغ 97828612 روپے اور آمدن سال 13-2012 مبلغ 26100953 روپے ہے تفصیل (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ناجائز قابضین رقبہ بقدر 3896 کنال ایک مرلہ پر قابض ہیں تفصیل (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) ناجائز قابضین کے خلاف رقبہ واگزار کروانے کی کارروائی زیر عمل ہے اور چار ماہ کے عرصہ کے اندر رقبہ ناجائز قابضین سے واگزار کروالیا جائے گا۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب کے جز (ہ) میں بتایا گیا ہے کہ ناجائز قابضین کے خلاف رقبہ واگزار کرانے کی کارروائی زیر عمل ہے اور چار ماہ کے عرصہ کے اندر رقبہ ناجائز قابضین سے واگزار کرالیا جائے گا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب ناجائز قبضہ ہوا تھا تو اُس وقت متعلقہ افسران نے اس ناجائز قبضہ کو کیوں نہیں چھڑوایا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! جب میرے علم میں یہ بات آئی ہے تو میں نے فوری اس کا نوٹس لیا ہے اور انشاء اللہ چار ماہ میں ناجائز قابضین سے قبضہ واگزار کرالیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے commitment دے دی ہے تو چار مہینے کے اندر اندر وہ اس کا قبضہ واگزار کرالیں گے۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! میں نے پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا تھا کہ فی ایکڑ لیز جو سالانہ بنتی ہے، کیا ہم یہ سرکاری ریٹ پر دیتے ہیں یا وہاں مارکیٹ ریٹ کے مطابق جگہ پٹہ پر دیتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! یہ بولی ہوتی ہے، نیلامی میں جو سب سے اوپر ہوتا ہے اس کو جگہ لیز پر دی جاتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ نیلام عام کے ذریعے دی جاتی ہے۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! میں یہ بات ثابت کر سکتا ہوں کہ میرا تعلق 280-RB فیصل آباد سے ہے۔ وہاں پر بولی نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی، وہاں پر ایک پٹواری آتا ہے، وہ پیسے لیتا ہے اور لوگوں کے نام درج کر کے لے جاتا ہے۔ محکمہ میں اس وقت ایک سو سے زائد applications موجود ہیں جو ریکارڈ پر ہیں لیکن یہاں پر کہا گیا ہے کہ متعلقہ حکام کے خلاف درخواستیں نہیں آئیں۔ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں ان درخواستوں کی فوٹو کاپیاں فراہم کر سکتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز(چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! میرے معزز ممبر وہ proofہمیں دیں گے تو ہم انشاء اللہ اس پر پوراactionلیں گے اور اس کی انکوائری کرائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ اجلاس کے بعد پارلیمانی سیکرٹری صاحب اور ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ بیٹھ کر اس کی نشاندہی کریں کہ وہاں پر بغیر بولی اور طریق کار کے خلاف کوئی بھی الاٹمنٹ کی گئی ہے تو یہ اس کے خلافactionبھی لیں گے اور آپ کو تفصیلات بھی بتائیں گے۔ جی، ملک ارشد صاحب!

جناب محمد ارشد ملک(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جز(ج) کا جواب آیا ہے کہ ضلع بھر میں کل رقبہ 136339کنال11مرلے پٹہ لیز ٹھیکہ پر ہے، آمدن سال12۔2011مبلغ 9کروڑ78لاکھ28 ہزار612روپے اور آمدن سال13۔2012مبلغ 2کروڑ61لاکھ953روپے ہے۔ یہ بڑا فرق ہے، یہ رقم بڑھنے کی بجائے بہت زیادہ کم ہو گئی ہے اس کی وجہ کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آمدن کیوں کم ہوئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز(چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! میرے معزز ممبر نے بہت اچھاpoint outکیا ہے12-2011اور13-2012کی آمدن میں بڑا فرق ہے لیکن جب یہ جواب موصول ہوا تھا توtypingغلط ہو گئی یہclerical mistakeہے۔12-2011میں 7کروڑ23لاکھ 49ہزار219روپے ہیں اور 13-2012میں اس کے 5کروڑ15لاکھ80ہزار366 روپے ہیں۔ 09-2008میں لیز بند تھی2010میں یہ لیز وزیر اعلیٰ سکیم میں کھلی ہے جس میں رقبہ الاٹ ہوا ہے، 2003سے ریکوری نہیں کی گئی تھی اس لئے12-2011کی رقم زیادہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! یہ جواب ہمیں 15۔مارچ کو موصول ہوا ہے تو جواب کوcorrectکیوں نہیں کرایا گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز(چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! میرے پاسlatest reportہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ آپ کے پاس ہے لیکن ایوان میں تو نہیں ہے۔ آپ اس پر انکوائری کر کے بتائیں کہ ایوان کی سوالات و جوابات کی کاپی میں کیوں درستی نہیں کرائی گئی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز(چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال بھی میاں طاہر صاحب کا ہے۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! سوال نمبر 1567 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد: تحصیلداروں و نائب تحصیلداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1567: میاں طاہر: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) تحصیل فیصل آباد میں اس وقت کتنے تحصیلدار اور نائب تحصیلدار کام کر رہے ہیں اور کس کس ونگ / شعبہ میں کام کر رہے ہیں؟

(ب) اس تحصیل میں اس کیٹیگری کی کتنی اسامیاں ہیں اور کتنی خالی ہیں؟

(ج) اس وقت ان اسامیوں پر کون کون ملازمین کام کر رہے ہیں، ان کے نام، پتاجات، ڈومی سائل اور عرصہ تعیناتی متعلقہ تحصیل کا بتائیں؟

(د) ان میں سے کس کس ملازم کے خلاف کس کس بناء پر کہاں کہاں انکوائریاں چل رہی ہیں؟

(ہ) کیا حکومت اس تحصیل میں تین سال یا اس سے زائد عرصہ سے تعینات ان ملازمین کو یہاں سے ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم):

(الف) تحصیل فیصل آباد میں اس وقت صرف ایک تحصیلدار بطور تحصیلدار سٹی فیصل آباد کام کر رہا ہے جبکہ تحصیل فیصل آباد صدر کی سیٹ خالی ہے۔ اور آمدہ جواب کمشنر فیصل آباد کے مطابق چھ نائب تحصیلدار کام کر رہے ہیں اور محکمہ ریونیو میں ہی اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں۔

(ب) اس وقت تحصیل فیصل آباد میں اس کیٹیگری کی دو اسامیاں ہیں ان میں سے ایک اسامی پر تحصیلدار بطور تحصیلدار سٹی کام کر رہا ہے جبکہ ایک اسامی تحصیل فیصل آباد صدر خالی ہے اور آمدہ جواب کمشنر فیصل آباد کے مطابق نائب تحصیلداران کی آٹھ اسامیاں ہیں اس وقت تحصیل فیصل آباد سٹی میں نائب تحصیلدار کی ایک اسامی اور تحصیل فیصل آباد صدر میں ایک اسامی خالی ہے۔

(ج) اس وقت مجاہد ضیاء تحصیلدار بطور تحصیلدار فیصل آباد سٹی مورخہ 12-09-2013 سے کام کر رہا ہے۔ جس کا ڈومیسائل لاہور کا ہے اور پتا مندرجہ ذیل ہے:

بالمقابل پولیس سٹیشن گوالمنڈی لاہور جبکہ ایک اسامی تحصیل فیصل آباد صدر خالی ہے اور آمدہ جواب کمشنر فیصل آباد کے مطابق نائب تحصیلدار تحصیل سٹی و صدر میں چھ ملازمین کام کر رہے ہیں جن کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) اس وقت کسی تحصیلدار کے خلاف کسی بناء پر کہیں بھی کوئی انکوائری نہ چل رہی ہے اور آمدہ جواب کمشنر فیصل آباد کے مطابق جملہ نائب تحصیلداران کے خلاف بھی کوئی انکوائری نہ ہے۔

(ہ) تحصیلدار فیصل آباد سٹی کی تعیناتی 2013-09-12 کو ہوئی ہے اور آمدہ جواب کمشنر فیصل آباد کے مطابق جملہ نائب تحصیلدار صاحبان کی تعیناتی 2013 میں کی گئی ہے۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے خود تسلیم کیا ہے کہ فیصل آباد میں 6 نائب تحصیلدار کام کر رہے ہیں۔ فیصل آباد ایک بہت بڑا ضلع ہے، وہاں کی عوام دربدر کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور ہیں، وہاں صدر میں کوئی بھی تحصیلدار تعینات نہیں ہے۔ کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس ایوان کو بتانا چاہیں گے کہ یہ وہاں پر تحصیلدار کو تعینات کرنے کا کب تک ارادہ رکھتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! 9۔دسمبر 2013 کو مسٹر شیر محمد خان، نائب تحصیلدار صدر appoint ہو گئے ہیں۔ یہ seat fill ہو گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: صدر میں 9۔دسمبر کو نائب تحصیلدار لگا دیا گیا ہے۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! آپ ابھی فیصل آباد سے چیک کرا سکتے ہیں کہ ابھی بھی تحصیلدار کی سیٹ خالی پڑی ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایوان کو مذاق بنایا جا رہا ہے۔ میں فیصل آباد کا رہنے والا ہوں۔ میں تین دن پہلے فیصل آباد گیا تھا تو اس وقت تک وہاں پر سیٹ خالی پڑی ہوئی تھی اور پارلیمانی سیکرٹری کہہ رہے ہیں کہ fill ہو چکی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! میں اپنے معزز ممبر سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ تحصیلدار کی بات کر رہے ہیں یا نائب تحصیلدار کی بات کر رہے ہیں۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! میں تحصیلدار کی بات کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ تحصیلدار کی بات کر رہے ہیں۔ تحصیلدار ابھی تک کیوں post نہیں ہوا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز(چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! اس کے آرڈر میرے پاس ہیں دونوں seats fill ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ کس کے آرڈر ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز(چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! تحصیلدار کے آرڈر ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کو کب post کیا گیا اور اس کا نام کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز(چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! 9- دسمبر 2013 کو مسٹر شیر محمد خان تحصیلدار کہروڑپکا ڈسٹرکٹ لودھراں سے ٹرانسفر ہو کر صدر فیصل آباد تعینات ہو گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں طاہر: جناب سپیکر! میں اجلاس کے بعد پارلیمانی سیکرٹری صاحب کے آفس میں چلا جاتا ہوں اور وہاں پر فیصل آباد سے تصدیق کرا دیتا ہوں کہ فیصل آباد کی سیٹ ابھی تک خالی پڑی ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! پہلی بات تو یہ ہے کہ 27- نومبر کو آپ نے ہمیں جواب بھجوایا ہے۔ آپ نے یہاں پر جو جوابات دیئے ہیں اس میں mention نہیں کیا۔ آپ نے یہاں پر کیوں اس کا جواب نہیں دیا؟ اگر 9- دسمبر کو تحصیلدار لگا دیا گیا ہے تو یہاں پر ہمیں کیوں جواب نہیں دیا گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز(چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! اس کو چیک کرا لیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے۔ آپ اس کی رپورٹ next session میں دیں گے۔ میں اس سوال کو pending کرتا ہوں۔ آپ confirm کر کے ایوان میں بتائیں گے کہ آیا وہ تحصیلدار وہاں پر لگا ہے یا نہیں لگا۔ میاں صاحب بھی بڑے وثوق سے کہہ رہے ہیں اور آرڈر آپ کے پاس بھی موجود ہیں۔ آپ اس بارے میں ایوان کو بتائیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز(چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال سردار قیصر عباس خان مگسی صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی سردار قیصر عباس خان مگسی صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ حنا پرویز بٹ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1652 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں لینڈ ریکارڈ کمپیوٹرائزیشن کی تفصیلات

*1652: محترمہ حنا پرویز بٹ: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں لینڈ ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن کا کام سال 2007 میں شروع ہوا اور اس پر خرچ کا تخمینہ 5-ارب 67 کروڑ 20 لاکھ روپے لگایا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس منصوبے کو سال 2012 میں مکمل ہونا تھا؟

(ج) مذکورہ بالا منصوبے کی بروقت عدم تکمیل سے اس کی لاگت میں کتنا اضافہ ہوا اور اب یہ منصوبہ کب تک مکمل کر لیا جائے گا؟

(د) اس منصوبے کی تکمیل کے لئے کتنا بیرونی قرضہ لیا گیا اور اس پر کتنا مارک اپ ادا کیا جاتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم):

(الف) یہ درست نہ ہے لینڈ ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن کا منصوبہ ورلڈ بنک کے تعاون سے 2007 میں پنجاب کے صرف 18 اضلاع کے لئے شروع کیا گیا تھا اور اس وقت خرچ کا تخمینہ 3-ارب 11 کروڑ 50 لاکھ روپے لگایا گیا تھا۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ 2009 میں صوبہ پنجاب کے تمام 36 اضلاع میں لینڈ ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن کے منصوبہ کا دائرہ کار پھیلا دیا گیا اور اس منصوبہ کا موجودہ تخمینہ 11-ارب 20 کروڑ روپے لگایا گیا ہے لینڈ ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن کے منصوبہ پر عملی کام 2010 میں سافٹ ویئر کی تکمیل کے بعد شروع کیا گیا۔

(ب) 2007 میں صوبہ پنجاب کے 18 اضلاع کی لینڈ ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن کی تکمیل 2012 میں خیال کی گئی تھی۔

(ج) جیسا کہ اوپر (الف و ب) میں بیان کیا گیا ہے کہ 2007 میں پنجاب کے 18 اضلاع میں لینڈ ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن کا کام شروع کیا گیا تھا اور 2009 میں اس کا دائرہ کار پنجاب کے تمام

36اضلاع تک وسیع کر دیا گیا تھا لینڈ ریکارڈ کی کمپیو ٹرائزیشن کا موجودہ تخمینہ 11-ارب 20کروڑ روپے چند وجوہات کی بناء پر (جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں) لگایا گیا ہے اور اس کا PC-1 ECNEC سے منظور کروالیا گیا ہے نئے PC-1 پراجیکٹ کی تکمیل کی تاریخ جون2014 تجویز کی گئی ہے۔

(د) لینڈ ریکارڈ کی کمپیو ٹرائزیشن کے لئے 115.650 ملین امریکن ڈالرز کا نرم شرائط پر قرضہ لیا گیا ہے اور مارک اپ کی شرح 0.75 فیصد سالانہ ہے اور یہ قرضہ 25سال کی مدت میں 2017 سے 2041 کے دوران واپس کرنا ہے۔

محترمہ حنا پرویز بٹ: میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ب) کے مطابق 2007 میں جو لینڈ ریکارڈ کا منصوبہ ورلڈ بنک کے ساتھ شروع کیا گیا تھا جس کو 2012 میں مکمل ہونا تھا۔اس میں 18اضلاع کی لینڈ ریکارڈ کمپیو ٹرائزیشن ہونی تھی تو کتنے اضلاع میں یہ کام مکمل کیا گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز(چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! یہ درست نہ ہے لینڈ ریکارڈ کی کمپیو ٹرائزیشن کا منصوبہ ورلڈ بنک کے تعاون سے 2007 میں پنجاب کے صرف 18اضلاع کے لئے شروع کیا گیا تھا اور اس وقت خرچ کا تخمینہ 3-ارب11کروڑ 50لاکھ روپیہ لگایا گیا تھا، 2009 میں صوبہ پنجاب کے تمام 36اضلاع میں لینڈ ریکارڈ کی کمپیو ٹرائزیشن کے منصوبہ کا دائرہ کار پھیلا دیا گیا اور اس منصوبہ کا موجودہ تخمینہ 11-ارب 20کروڑ روپیہ لگایا گیا ہے۔اس وقت لودھراں اور حافظ آباد اضلاع میں یہ مکمل ہے اور باقی اضلاع میں کام جاری ہے۔ہم انشاء اللہ جون 2014 میں اس کام کو مکمل کر لیں گے۔

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! 2009 میں اس منصوبہ کو 36اضلاع تک پھیلا دیا گیا تھا تو اب جون 2014 آنے میں صرف تین ماہ رہ گئے ہیں اور مارچ بھی تقریباً ختم ہونے والا ہے تو اس وقت 36 اضلاع میں سے کتنے ایسے ہیں جن کا کام مقررہ وقت تک مکمل ہو جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز(چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! انشاء اللہ پورے پنجاب یعنی 36 اضلاع میں PC-1 میں ECNEC سے منظور کرایا گیا ہے وہاں پر جون 2014 کی تجویز دے دی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیا آپ جون 2014 تک پورے پنجاب میں یہ مکمل کر لیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم): جی، انشاء اللہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے commitment دی ہے۔ اگلا سوال جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کا ہے۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2128 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع پاکپتن: سیلاب سے متاثرہ دیہات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2128: جناب احمد شاہ کھگہ: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 2013 میں آنے والے سیلاب سے ضلع پاکپتن کے کتنے گاؤں متاثر ہوئے ہیں مکمل تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ب) متاثرین سیلاب کی بحالی کے لئے حکومت پنجاب نے کیا اقدامات اٹھائے ہیں نیز کیا ان اقدامات میں مالی امداد اور کسانوں کی فصلوں کے نقصان کا ازالہ بھی شامل ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ سال میں متاثرین سیلاب کو مالی امداد فراہم کرنے کا اعلان کیا گیا ہے اگر ہاں تو کتنی مالی امداد کی جائے گی، تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم):

(الف) 2013 میں آنے والے سیلاب سے ضلع پاکپتن کے کل 34 عدد مواضعات / چکوک جزوی طور پر متاثر ہوئے تھے۔ جن موضعات میں فصلات کو 50 فیصد سے زائد نقصان ہوا تھا ان کو آفت زدہ قرار دیا گیا۔ مکمل تفصیل بغرض ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) متاثرین سیلاب کی بحالی کے لئے حکومت پنجاب کی جانب سے بذریعہ نوٹیفکیشن نمبری CR.III/367/2013-228 مورخہ 2013-10-05 بورڈ آف ریونیو PDMA پنجاب لاہور تین مواضعات (کھگہ، قادر بخش بلوچ اور اراضی جند اکرم) کو آفت زدہ قرار دیا گیا اور ترقی فنڈ، لوکل ریٹ، زرعی انکم ٹیکس اور آبیانہ برائے فصل خریف سال 2013 معاف کر دیئے گئے۔

(ج) حکومت پنجاب کی مروجہ پالیسی کے مطابق قدرتی آفت سے مکمل طور پر تباہ شدہ مکان کے لئے مبلغ -/30,000 روپے معاوضہ اور جزوی طور پر تباہ شدہ مکان کے لئے مبلغ

-/15,000 روپے معاوضہ ادا کیا جاتا ہے لیکن ضلعی انتظامیہ پاکپتن کی طرف سے مکانات کے نقصانات کی کوئی رپورٹ نہ تھی اس لئے کوئی مالی امداد فراہم نہیں کی گئی۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! جواب میں سیلاب کے حوالے سے پاکپتن کے تین دیہاتوں کے نام بتائے گئے ہیں جن میں کھگہ، قادر بخش بلوچ اور اراضی جند اکرم ہیں جن کو آفت زدہ قرار دیا گیا۔ اس کے بعد جواب دیا گیا ہے کہ وہاں 30 ہزار روپیہ مکان تباہ ہونے کے دینے تھے، وہ نہیں دیئے گئے جبکہ اوپر کہا گیا ہے کہ علاقہ آفت زدہ ہے اور نیچے تفصیل میں کہا گیا ہے کہ کوئی ایک مکان بھی نہیں گرا۔ اس کی وضاحت پارلیمانی سیکرٹری صاحب کر دیں کہ اگر سیلاب آیا ہے اور نقصان ہوا ہے تو پیسے کیوں نہیں دیئے گئے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! متاثرین سیلاب کی بحالی کے لئے حکومت پنجاب کی جانب سے بذریعہ نوٹیفکیشن نمبری 228-2013/367/CR.111 مورخہ 05-10-2013 بورڈ آف ریونیو PDMA پنجاب لاہور تین موضع جات (کھگہ، قادر بخش بلوچ اور اراضی جند اکرم) کو آفت زدہ قرار دیا گیا تھا۔ گورنمنٹ کی طرف سے نوٹیفکیشن کے مطابق ترقی فنڈ، لوکل ریٹ، زرعی انکم ٹیکس اور آبیانہ برائے فصل خریف سال 2013 معاف کر دیئے گئے تھے۔ حکومت کی طرف سے پالیسی ہے کہ تباہ شدہ مکان اور جزوی طور پر تباہ شدہ مکان کی رپورٹ ہمیں وہاں سے موصول نہ ہوئی ہے اس لئے وہاں پر کوئی رقم نہ دی گئی ہے۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! یہی تو میں سوال پوچھ رہا ہوں کہ یہ رپورٹ کس نے بنا کر دینی تھی جبکہ ان تینوں گاؤں میں سیلاب آیا ہے اور ان کو آفت زدہ قرار دیا گیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! اس میں جو گھروں کا نقصان ہوا ہے وہ انہوں نے تفصیل دی ہوئی ہے۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! گھروں کے نقصان کی رپورٹ نیچے سے آنی تھی تو وہ انہوں نے دینی تھی۔ یہ ان کو پوچھا جائے کہ جو نقصان ہوا ہے اس کی رپورٹ کیوں نہیں آئی؟

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب! یہ رپورٹ کس نے بنانی تھی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال وکالونیز(چودھری زاہد اکرم):جناب سپیکر!یہ رپورٹ ڈسٹرکٹ کلکٹر کی طرف سے آئی ہے اور اس میں صرف فصلوں کے نقصان کے بارے میں بتایا گیا ہے اور مکانات کے نقصانات کے حوالے سے کوئی رپورٹ وصول نہ ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب!آپ کے نوٹس میں کوئی مکانات اس قسم کے ہیں جن کو نقصان پہنچا ہے؟

جناب احمد شاہ کھگہ جناب سپیکر!میرے نوٹس میں ایسے مکانات ہیں۔آپ پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یقین دہانی کروادیں میں ان کو نشاندہی کروادیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ دوبارہ کلکٹر سے کہہ کر کروادیتے ہیں۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال وکالونیز(چودھری زاہد اکرم):جناب سپیکر!معزز ممبر اگر کوئی point out کرتے ہیں تو اس کی انکوائری کروالی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب!ٹھیک ہے؟

جناب احمد شاہ کھگہ جناب سپیکر!میں ضرور نشاندہی کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال اویس قاسم خان صاحب کا ہے۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں لہذا اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال قاضی احمد سعید صاحب کا ہے۔۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال چودھری اشرف علی انصاری کا ہے۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر!بڑی مہربانی۔میرا سوال نمبر 2864 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع گوجرانوالہ: محکمہ مال کے دفاتر کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2864: چودھری اشرف علی انصاری: کیا وزیر مال وکالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں رجسٹری، ہبہ اور دیگر مدوں میں 2010 سے آج تک کل کتنی رقم حاصل ہوئی، تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) رجسٹری برانچ کے کتنے دفاتر گوجرانوالہ میں کس کس جگہ کام کررہے ہیں؟

(ج) ان دفاتر میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور عرصہ تعیناتی کی مکمل تفصیل فراہم کریں؟

(د) ان میں سے کتنے ملازمین کے خلاف اس وقت کس کس بناء پر محکمانہ کارروائی اور قانونی کارروائیاں چل رہی ہیں، آگاہ کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم):

(الف) بمطابق رپورٹ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ کلکٹر ضلع گوجرانوالہ میں رجسٹرڈ شدہ دستاویزات کی مد میں درج ذیل آمدن ہوئی ہے۔

سال	اشٹام ڈیوٹی	رجسٹریشن فیس	CVT
2010-2011	376462402/-	205734853/-	46703526/-
2011-2012	466067601/-	209586077/-	78557438/-
2012-2013	437803071/-	219671419/-	93884660/-
2013-2014 (1-7-2013تا30-11-2013)	178018730/-	88227045/-	43437248/-

(ب) ضلع گوجرانوالہ میں رجسٹری برانچ کے قدر درج ذیل دفاتر قائم کئے گئے ہیں۔

	نام دفتر	مقام
1	اربن-I	ہیڈکوارٹر گوجرانوالہ
2	اربن-II	ہیڈکوارٹر گوجرانوالہ
3	رورل	تحصیل آفس گوجرانوالہ
4	کامونکی	تحصیل آفس کامونکی
5	واہنڈو	سب تحصیل آفس واہنڈو
6	وزیرآباد	تحصیل آفس وزیرآباد
7	علی پور چٹھہ	سب تحصیل آفس علی پور چٹھہ
8	نوشہرہ ورکاں	سب تحصیل آفس نوشہرہ ورکاں

(ج) ضلع گوجرانوالہ میں رجسٹری برانچ کے دفاتر میں تعینات ملازمین کی تفصیل درج ذیل ہے۔

اربن-I گوجرانوالہ

نام دفتر	نام اہلکار	عہدہ	گریڈ	عرصہ تعیناتی
اربن-I گوجرانوالہ	سلمان عبداللہ	جونیئر کلرک (رجسٹری محرر)	7	13-10-11تاحال
اربن-I گوجرانوالہ	غلام محمد منشاء	جونیئر کلرک (رجسٹری محرر)	7	13-10-11تاحال
اربن-I گوجرانوالہ	حفیظ اللہ	نائب قاصد	1	13-10-11تاحال
اربن-I گوجرانوالہ	نوید یوسف	نائب قاصد	1	13-10-11تاحال

اربن-IIگوجرانوالہ

نام دفتر	نام اہلکار	عہدہ	گریڈ	عرصہ تعیناتی
اربن-IIگوجرانوالہ	محمد شفیق رضا	جونیئر کلرک(رجسٹری محرر)	7	13-10-11تاحال
اربن-IIگوجرانوالہ	شہزاد اکبر	جونیئر کلرک(رجسٹری محرر)	7	13-10-11تاحال
اربن-IIگوجرانوالہ	محمد منشاء	نائب قاصد	1	13-10-11تاحال

رورل گوجرانوالہ

نام اہلکار	عہدہ	گریڈ	عرصہ تعیناتی
سرفراز احمد	جونیئر کلرک(رجسٹری محرر)	7	13-10-11تاحال
پرویز علی	جونیئر کلرک(رجسٹری محرر)	7	13-10-11تاحال
امجد اقبال	جونیئر کلرک(رجسٹری محرر)	7	13-10-11تاحال
کامران صدیقی	نائب قاصد	1	13-10-11تاحال
محمد ارشد	نائب قاصد	1	13-10-11تاحال

وزیرآباد	نور خان	جونیئر کلرک(رجسٹری محرر)	7	2013-08-31تاحال
علی پور چٹھہ	ظفر عباس	جونیئر کلرک(رجسٹری محرر)	7	2012-08-28تاحال
نوشہرہ ورکاں	شہزاد اختر نوید	جونیئر کلرک(رجسٹری محرر)	7	2013-10-23تاحال
تحصیل کامونکی	محمد افضل	جونیئر کلرک(رجسٹری محرر)	7	2013-08-12تاحال

	محمد اشرف	جونیئر کلرک(رجسٹری محرر)	7	2013-09-26تاحال
واہنڈو	نوید اقبال	جونیئر کلرک(رجسٹری محرر)	7	2013-09-05تاحال

(د) مذکورہ ملازمین کے خلاف کوئی محکمانہ یا قانونی کارروائی جاری نہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! اس کے جز(الف) میں پوچھا گیا تھا کہ ان کو کن کن مدوں سے رقم حاصل ہوتی ہے؟ اس کے جواب میں انہوں نے اشٹام ڈیوٹی، رجسٹریشن فیس اور سی وی ٹی کا ذکر ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور بھی مد ہے جہاں سے ان کو پیسے حاصل ہوتے ہیں۔ کمرشل پراپرٹی کے covered area کے حساب سے یہ 10 روپے per feet فیس وصول کرتے ہیں۔

MR ACTING SPEAKER: Order in the House.

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! جس مد کا یہاں پر ذکر نہیں کیا گیا ہے اس کی میرے خیال میں تین وجوہات ہیں۔ یا تو وہ لکھتے وقت بھول گئے ہیں، دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ جان بوجھ کر انہوں نے نہیں لکھا اور تیسری صورت یہ ہے کہ گوجرانوالہ میں وہ وصول ہی نہ کرتے ہوں۔ یہ ذرا پارلیمانی سیکرٹری صاحب وضاحت کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! معزز ممبر جو چیز نوٹس میں لائے ہیں میں اس کا جواب بعد میں دے دوں گا۔ یا یہ اِدھر new question put کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: انصاری صاحب! Question Hour کے بعد آپ ان کے ساتھ بیٹھ کر اس پر discuss کر لیں۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! بالکل ٹھیک ہے۔ میرا دوسرا ضمنی سوال ہے کہ اس میں ملازمین کا عرصہ تعیناتی پوچھا گیا تھا تو اس کے جواب میں اگر آپ دیکھیں تو جتنے بھی ملازمین ہیں دو چار کے علاوہ ان سب کا عرصہ تعیناتی 11-10-2013 سے شروع ہوتا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ ایک ہی دن ڈسٹرکٹ گوجرانوالہ کے سارے دفاتر کا پورے کا پورا عملہ تبدیل کر دیا گیا اس کے پیچھے کیا محرکات تھے اس کی ذرا وضاحت کر دیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! یہ پورا عملہ کیوں تبدیل کر دیا گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! معزز ممبر نے جو سوال کیا تھا اس کے مطابق اس کی تفصیل لف ہے۔ اب ان کا سوال ہے کہ ایک ہی دن یہ عملہ کیوں تعینات ہوا ہے؟ یہ new question ہی بنتا ہے یہ ان کے سوال سے متعلقہ کوئی سوال نہیں بنتا ہے۔ اس کی تفصیل ان کو بعد میں بتا دی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب! یہ آپ کو اس کی تفصیل بھی بعد میں بتا دیں گے۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ میرا آخری سوال ہے کہ جز (د) میں بتا گیا ہے کہ مذکورہ ملازمین کے خلاف کوئی محکمانہ یا قانونی کارروائی جاری نہ ہے۔ اس کی بھی تین وجوہات میری سمجھ میں آتی ہیں یا تو یہ سارے کے سارے لوگ فرشتہ صفت ہیں، بالکل یہ کسی بھی corruption میں ملوث نہیں ہیں۔ دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ان کے خلاف کوئی application آئی ہو اور وہ جھوٹی ثابت ہو گئی ہو اور اس کو خارج کر دیا گیا ہو۔ تیسری صورت یہ ہے کہ لوگوں نے کسی خوف، کسی مصلحت کی وجہ سے یا ان کے ذہن میں یہ ہو کہ ہماری درخواست کا کچھ نہیں بننا تو کسی نے درخواست ہی نہ دی ہو، میرے ذہن میں یہ تینوں صورتیں ہی آتی ہیں یا پھر یہ وضاحت فرمادیں کہ ایسی کون سی صورت ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب! اگر آپ کے نوٹس میں اس قسم کی کوئی بات ہے تو آپ اس کی application پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو دیں۔ جو بھی بات ہے جس ملازم کے بھی خلاف ہے تو اس کی انکوائری کروائیں۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! میں بالکل application دوں گا۔ اس کا جواب تو بالکل ایسے ہی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب! آپ کے نوٹس میں ہے تو آپ بتادیں اگر کوئی specific case اس قسم کا ہے۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! میری گزارش سن لیں اس کا جواب تو بالکل ایسے ہی ہے، جیسے میں کہوں کہ میں پھولوں کی کیاری میں تو کھڑا ہوں لیکن میں خوشبو نہیں سونگھ رہا۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب! آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! محکمہ مال کے بندے ہوں اور وہ کہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب! آپ کوئی بات بتائیں اور کوئی ثبوت دیں۔ اگر اس قسم کی کوئی بات ہے تو وہ آپ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کے نوٹس میں لائیں وہ اس کی انکوائری کروائیں گے۔ اگلا سوال محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! On her behalf (معزز ممبر نے محترمہ نگہت شیخ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سوال نمبر بولیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2876 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع لاہور: لینڈ مافیا کے قبضہ سے واگزار کروائی گئی اراضی و دیگر تفصیلات

*2876: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں سال 2011 کے دوران محکمہ مال نے لینڈ مافیا کے قبضے سے کل کتنی زمین واگزار کرائی نیز یہ زمین کہاں کہاں پر واقع تھی؟

(ب) ضلع لاہور میں سال 2011 کے دوران محکمہ مال نے لینڈ مافیا کے خلاف کیا کیا کارروائی کی نیز اس میں ملوث کل کتنے افراد کو گرفتار، جرمانہ و سزائیں دی گئی اور جرمانے کی مد میں حکومت کو کل کتنی رقم موصول ہوئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم):

(الف) 12-2011 کے دوران ضلع لاہور میں کل 6978 کنال 08 مرلے 192 فٹ سرکاری رقبہ ناجائز قابضین سے واگزار کروایا گیا:

1- تحصیل سٹی	1569-K 04-M 39-Sq.ft.
2- تحصیل ماڈل ٹاؤن	1085-K 13-M
3- تحصیل رائیونڈ	3339-K 01-M 100 Sq.ft
4- تحصیل شالیمار	769K- 15-M 153-Sq.ft
5- تحصیل کینٹ	214-K 14-M 125-Sq.ft
کل میزان	6978-K 08-M 192-Sq.ft.

(ب) کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! اس میں میرا سوال یہ ہے کہ جز (الف) میں بتایا گیا ہے کہ تقریباً کوئی 6978 کنال زمین واگزار کروائی گئی ہے لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ جز (ب) میں لکھا گیا ہے کہ اس لینڈ مافیا کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی تو میں اس کی وجہ جاننا چاہتی ہوں کہ کیوں کارروائی نہیں کی گئی؟

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! ان لوگوں کے خلاف کارروائی کیوں نہیں کی گئی جن سے رقبہ چھڑوایا گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! میری معزز ممبر نے بہت اچھا point out کیا ہے۔ یہ جب میرے نوٹس میں آیا تھا تو مجھے بھی ایسا ہی جواب موصول ہوا جیسا کہ آپ کے سامنے ٹیبل پر رکھا ہوا ہے۔ یہ ہمارے لاہور کے ADC صاحب نے جواب دیا تھا۔ لاہور سے related دو سوال ہیں، دونوں سوالوں کا جواب انہوں نے یہی دیا ہے کہ کوئی کارروائی، کوئی

گرفتاری اور کوئی ایف آئی آر زنہ دی گئی ہیں۔ اس کا نوٹس لے لیا گیا ہے۔ میں نے اپنے source سے 44 ایف آئی آر زمنگوالی ہیں جو ان کے خلاف ہوئی ہیں لیکن ہمیں ADC صاحب سے جواب یہی موصول ہوا ہے جو آپ کے سامنے ٹیبل پر موجود ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے لیکن یہ کیوں اس طرح کا جواب ایوان میں دیا جارہا ہے یہ تیسرا ایسا جواب آ رہا ہے تو یہ ایسا کیوں ہے؟ 15-مارچ کو یہ جواب دیا گیا ہے یعنی چار دن پہلے یہ جواب دیا گیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! میرے پاس ٹائم کم تھا اس کے اوپر پوری کارروائی کی جائے گی۔ یہ میں نے اپنے source سے 44 ایف آئی آر نکلوائی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! ان کے خلاف کارروائی کر کے ایوان کو آگاہ کریں کہ انہیں اس طرح کا جواب کیوں دیا گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! انشاءاللہ کارروائی ہوگی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! بات اتنی simple نہیں ہے۔ 6978 کنال سے زیادہ زمین واگزار کروائی گئی ہے اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے اپنے sources سے ایف آئی آرز نکلوائی ہیں یہاں پر جواب یہ دینا کہ کارروائی نہیں کی گئی اس کا مطلب ہے کہ کسی کو چھپانے کی کوشش کی جارہی ہے یعنی underhand بہت کچھ چل رہا ہے۔ یہ ہمارے محکمہ مال کی کارکردگی پر بہت بڑا question mark ہے اور اس پر چھوٹی موٹی کارروائی سے بات نہیں بنے گی جیسا کہ یہ تحصیلداروں کے اوپر کارروائیاں کرتے ہیں پھر وہ فارغ ہو جاتے ہیں۔ میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ یا تو اس پر کمیٹی بنائی جائے یا اس سوال کو pending کیا جائے۔ محکمے کے جو لوگ بھی جوابدہ ہیں جنہوں نے غلط جواب دیا ہے اور جنہوں نے اس کو چھپانے کی کوشش کی ہے اور ایف آئی آرز دبا دی ہیں ان کے خلاف سخت سے سخت کارروائی ہونی چاہئے کیونکہ یہ چھوٹی بات نہیں ہے بلکہ لاہور کی بات ہے۔ باقی جو اضلاع ہیں ان میں تو پتا نہیں کیا ہو رہا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! لاہور کے اندر اتنی قیمتی اراضی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس پر action لے کر ایوان کو آگاہ کریں۔ اس سوال کے حوالے سے کارروائی کریں اور انکوائری کر کے اس ایوان کو آگاہ کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم): جی، جناب!

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2912 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں تحصیلداروں، نائب تحصیلداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2912: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ مال میں کتنے تحصیلدار، نائب تحصیلدار اور قانونگو کام کر رہے ہیں؟

(ب) صوبہ میں تحصیلدار، نائب تحصیلدار اور قانونگو کی کتنی اسامیاں کب سے خالی ہیں، ان پر تعیناتی کیوں نہیں کی جارہی ہے؟

(ج) قانونگو، نائب تحصیلدار اور تحصیلداروں کو ترقیوں کے لئے آخری دفعہ کب ڈی پی سی کی میٹنگ ہوئی؟

(د) اس میٹنگ میں کن کن اسامیوں کی ترقیوں کی سفارش کی گئی؟

(ہ) اس وقت صوبہ میں کتنے تحصیلدار، نائب تحصیلدار اور قانونگو کے ترقیوں کے کیسز زیر التواء ہیں؟

(و) حکومت ان ملازمین کی ترقیوں کے لئے کب تک ڈی پی سی کی میٹنگ طلب کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم):

(الف) محکمہ مال میں اس وقت 144 تحصیلدار جبکہ 53 تحصیلدار دوسرے محکموں میں ڈیپوٹیشن پر کام کر رہے ہیں، 12 تحصیلدار تعیناتی کے انتظار میں ہیں جبکہ چار تحصیلدار معطل ہیں اور تین تحصیلدار چھٹی پر ہیں اور جملہ ہائے کمشنرز پنجاب سے آمدہ رپورٹ کے مطابق 525 نائب تحصیلدار اور 936 قانونگو کام کر رہے ہیں۔

(ب) صوبہ میں تحصیلدار کی اسامیاں مندرجہ ذیل تین محاذ پر پر کی جاتی ہیں۔

1۔ 30فیصد ڈائریکٹ کوٹا
2۔ 53فیصد پروموشن کوٹا
3۔ 17فیصد منسٹریل کوٹا

اس وقت تحصیلداروں کی 106اسامیاں (51+53+02)خالی ہیں اور جملہ ہائے کمشنرز پنجاب سے موصول ہونے والی رپورٹ کے مطابق 145نائب تحصیلداروں کی اور 280 اسامیاں قانونگو کی خالی ہیں، تاہم خالی اسامیوں کے محاذ تعیناتی کے لئے مختلف انتظامی امور حائل ہیں جن میں متنازعہ سنیارٹی لسٹ، معاملات زیر سماعت عدالت ہائے اور اہلکاران کی انکوائریاں شامل ہیں مزید براں ان خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے ڈائریکٹ کوٹا کے محاذ 45اسامیاں پر کرنے کے لئے ریکوزیشن پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھجوائی جاچکی ہے جبکہ پرموشن کوٹا کے محاذ خالی اسامیاں پر کرنے کے لئے مورخہ 2014-01-22کو ڈی پی سی کی گئی تھی جس میں گیارہ (11)اہل عارضی تحصیلداروں کو بطور مستقل تحصیلدار ترقی دینے کی سفارش کی تھی۔

(ج) تحصیلداران BS-16سے بطور پی ایم ایس آفیسر BS-17میں ترقی کے لئے آخری دفعہ ڈی پی سی کی میٹنگ مورخہ 2014-02-22ایس اینڈ جی اے ڈی نے منعقد کی تھی۔

تحصیلداروں کی ترقی کے لئے آخری دفعہ ڈی پی سی کی میٹنگ بورڈ آف ریونیو پنجاب میں مورخہ 2014-01-22کو منعقد ہوئی تھی جس میں قانون کے مطابق گیارہ عارضی تحصیلداروں کو بطور مستقل تحصیلدار کرنے کی سفارش کی تھی۔ جملہ ہائے کمشنرز پنجاب سے آمدہ رپورٹ کے مطابق قانونگو کی ترقی کے لئے ڈویژن کی سطح پر وقتاً فوقتاً خالی اسامیوں کے لئے ڈی پی سی کی میٹنگ منعقد ہوتی رہتی ہے۔ تاہم کچھ ڈویژنوں میں قانونگو کی متنازعہ سنیارٹی فہرست زیر سماعت عدالت ہائے اور اہلکاران کی انکوائریاں ڈی پی سی کی میٹنگ میں تاخیر کی وجہ بنتی ہیں۔

(د) بورڈ آف ریونیو میں مورخہ 2014-01-22کو ڈی پی سی کی میٹنگ منعقد ہوئی تھی جس میں گیارہ عارضی تحصیلداروں کو بطور مستقل تحصیلدار کرنے کی سفارش کی تھی اور جملہ ہائے کمشنرز پنجاب سے آمدہ رپورٹ کے مطابق ڈویژن کی سطح پر پٹواری سے قانونگو اور قانونگو سے نائب تحصیلدار کی ترقی کے لئے ضلع اور ڈویژن کی سطح پر وقتاً فوقتاً ڈی پی سی کی میٹنگ منعقد ہوتی رہتی ہے وضاحت جز (ج) میں کر دی گئی ہے۔

(ہ) اس وقت صوبہ میں چار تحصیلداروں کی ترقی کے نوٹیفکیشن کے اجراء کے لئے ایس اینڈ جی اے ڈی میں کیس بوجہ زیر سماعت ہائی کورٹ رٹ پٹیشن نمبری 1496/14 زیر التواء ہے۔

نائب تحصیلدار / عارضی تحصیلدار سے مستقل تحصیلدار کی ترقی کے لئے کیس بورڈ آف ریونیو میں زیر التواء ہے جو کہ تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔

جملہ ہائے کمشنر ز پنجاب نے آمدہ رپورٹ کے مطابق قانونگو سے نائب تحصیلدار کی ترقیوں کے لئے متعلقہ ڈویژن میں کیس زیر التواء کی وجہ سنیارٹی لسٹ کے تنازعات ہیں جو کہ پنجاب سروس ٹربیونل یا دیگر عدالت / اتھارٹیز میں زیر سماعت ہیں۔

(و) مجوزہ قانون کے مطابق ان کے کوٹا کی سیٹیں خالی ہونے اور کسی فورم پر بھی کیس زیر کارروائی نہ ہونے کی صورت میں ڈی پی سی کی میٹنگ ہو سکتی ہے جز (د) اور (ہ) میں بیان کردہ معاملات ختم ہونے پر فوراً ترقیاں کر دی جائیں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ میں نے پورے صوبہ کے حوالے سے facts and figures مانگے تھے لیکن لمبی چوڑی اسامیاں ہیں جو ابھی تک خالی ہیں۔ مجھے یہ بتا دیجئے کہ یہ اسامیاں خالی ہونے کے بعد محکمہ مال کام کس طرح کر رہا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! یہ اسامیاں کیوں خالی ہیں اور آپ کا کیا alternate ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! میرے معزز ممبر نے تحصیلدار، نائب تحصیلداران اور قانونگو کے حوالے سے سوال کیا تھا ان کو مکمل details فراہم کر دی گئی ہیں۔ جن جگہوں پر چند اسامیاں خالی ہیں وہاں پر ہم نے گیارہ تحصیلداروں کی سفارش DPC کے ذریعے کر دی ہے باقی کچھ litigation میں ہیں، کچھ تحصیلدار اور نائب تحصیلدار انکوائریوں کی وجہ سے suspend ہیں لہذا ایڈیشنل چارج دے کر ان سے کام لیا جا رہا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں اپنا سوال دہرا دیتی ہوں۔ میری گزارش یہ ہے کہ ابھی گیارہ اسامیوں کا انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے سفارش کی ہے اور چار pending ہیں۔ تحصیلداروں کی

106 اسامیاں خالی ہیں، 145 نائب تحصیلداروں اور 280 قانونگو کی خالی ہیں۔ میں صرف یہ پوچھ رہی ہوں کہ ان سب اسامیوں کے خالی ہونے کے بعد محکمہ مال کام کس طرح کر رہا ہے، میں صرف یہ جاننا چاہتی ہوں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! خالی اسامیوں کے حوالے سے یہ ہے کہ کچھ death ہونے کی وجہ سے اسامیاں خالی ہیں، کچھ ریٹائر ہو رہے ہیں، کچھ litigation میں ہیں اور کچھ کے خلاف انکوائریاں وغیرہ ہو رہی ہیں اس لئے خالی ہیں۔ باقی ایڈیشنل چارج دے کر کام لیا جا رہا ہے۔ سنیارٹی لسٹ کے حساب سے ادھر بات کی گئی ہے تو اس کی بھی محترمہ کو تفصیل بتادی گئی ہے جس کی تفصیل لف بھی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہاں پر ایڈیشنل چارج دیا گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم): جی، ایڈیشنل چارج دیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! کیا نئی بھرتیاں آپ پبلک سروس کمیشن کے ذریعے کرتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم): جی، ایسے ہی کرتے ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے پھر وضاحت چاہتی ہوں کہ جن کی انکوائریاں pending ہیں وہ ان میں نہیں آتیں۔ جو اسامیاں خالی ہیں میں اُن کی بات کر رہی ہوں کہ محکمہ مال کے پاس اتنی اسامیاں خالی ہونے کے بعد ایسا کون سا جادو کا چراغ ہے جس سے یہ کام لے رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: انہوں نے ایڈیشنل چارج دیئے ہوئے ہیں جن سے کام چلایا جا رہا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! ایڈیشنل چارج سے آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کام کی رفتار اور نوعیت کیا ہوگی؟ بہر حال میں اگلا سوال کر لیتی ہوں۔ میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ساہیوال ڈویژن کے حوالے سے بتادیں کہ ڈی پی سی کی میٹنگ کب سے نہیں ہوئی؟

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! ان کو بتائیں کہ کب سے ڈی پی سی کی میٹنگ نہیں ہوئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! کہاں پر؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! ہمیں ساہیوال ڈویژن کا پوچھ رہی ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! یہاں پر mention نہیں کیا ہوا۔ تمام کمشنر حضرات کے پاس ڈی پی سی کی میٹنگ قانونگو کی ہوتی ہے جو نائب تحصیلدار promote ہوتے ہیں۔ وقتاً فوقتاً یہ meetings ہوتی رہتی ہیں۔ اگر یہاں پر ایک ضلع کا point out کیا گیا ہے تو وہ نیا سوال کریں جس کا اگلے سیشن میں جواب دے دیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آخری دفعہ ڈی پی سی کی میٹنگ مورخہ 22 جنوری 2014 کو ایس اینڈ جی اے ڈی میں منعقد کی گئی تھی؟۔۔۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں گزارش کروں گی کہ میں نے اپنا سوال محکمہ مال صوبہ پنجاب کے بارے میں کیا تھا اور صوبہ پنجاب کے اندر میرے خیال میں ساہیوال ڈویژن بھی exist کرتا ہے لہذا میرا fresh question قطعاً نہیں بنتا۔ اگر اس سوال کا جواب پارلیمانی سیکرٹری صاحب کے پاس نہیں ہے تو ایک علیحدہ بات ہے۔ میں نے پوچھا تھا کہ ساہیوال ڈویژن میں ڈی پی سی کی میٹنگ کب سے نہیں ہوئی کیونکہ اس کی میٹنگ ہوئے وہاں پر سالوں بیت چکے ہیں اور صرف افسران جنہوں نے ACRs لکھنی ہوتی ہیں وہ ان غریبوں کی ACRs روک کر بیٹھے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے ڈی پی سی کی میٹنگ نہیں ہو رہی۔ میرا یہاں پر یہ سوال raise کرنے کا مقصد یہی تھا۔ اگر یہ جواب نہیں ہے تو آپ کہیں کہ یہ جواب نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے اور میرے خیال میں آپ کے notice میں بھی آیا ہوگا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! یہ fresh question بالکل نہیں بنتا۔ میرا اس اسمبلی میں تیسرا tenure ہے اور میں fresh question اور جواب کے بارے سمجھتی ہوں کہ مجھے کیا پوچھنا چاہئے؟ یہ fresh question قطعاً نہیں بنتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! اگر ان کے پاس جواب نہیں ہے تو وہ علیحدہ بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ بات سنیں۔ بات یہ ہے کہ میرے notice میں بھی اس قسم کی بہت ساری باتیں آتی ہیں۔ راجن پور کی اگر آپ مثال لے لیں تو میرے خیال میں جب ڈی پی سی کی میٹنگ ہونے لگتی ہے تو کوئی نہ کوئی گرداور اُٹھ کر نائب تحصیلدار کے خلاف litigation میں چلا جاتا ہے۔ پچھلے پندرہ سال سے وہاں پر میٹنگ نہیں ہو سکی جس کی وجہ سے وہاں پر محکمانہ معاملات لٹک رہے ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! محترمہ جو ساہیوال ڈویژن کی بات کر رہی ہیں تو اس چیز کو assure کروائیں کہ ڈی پی سی کی میٹنگ جلداز جلد ہو اور جن کا حق بنتا ہے ان کو حق دلوانے کی کوشش کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! لازمی کریں گے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میری آخری submission یہ ہے کہ ڈی پی سی کی میٹنگ کا کوئی schedule by the law مقرر ہونا چاہئے کہ ایک سال میں ایک دفعہ یا چھ مہینے میں ایک دفعہ یہ میٹنگ ضرور ہونی چاہئے تاکہ جو بے چارے غریب اہلکار لائن میں لگے رہتے ہیں اُن کو ان کا حق مل سکے۔ میرا ان سے سوال اور سفارش بھی ہے کہ محکمہ کوئی ایسا Rule بنائے کہ جس میں سال یا چھ مہینے میں ایک دفعہ ڈی پی سی کی میٹنگ ہونی ضروری ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! محترمہ کی یہ بہت اچھی تجویز ہے لہذا اس کو شامل کریں اور اس قسم کا کوئی mechanism بنائیں۔ اگلا سوال جناب احسن ریاض فتیانہ صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی جناب احسن ریاض فتیانہ صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال سردار شہاب الدین خان کا ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3149 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ پنجاب میں اشتمال اراضی کے کام کی بندش کی تفصیلات

*3149: سردار شہاب الدین خان: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ ریونیو نے صوبہ بھر میں جہاں جہاں بھی اشتمال اراضی کا کام جاری تھا اس کو بند کر دیا ہے، اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پورا محکمہ اشتمال، بورڈ آف ریونیو سے لے کر سی او تحصیل سطح پر ختم کر دیا گیا ہے یا کر دیا جائیگا؟

(ج) جہاں جمعبندی وغیرہ نہ بنی ہے حکومت لینڈ کی تقسیم کے لئے کیا بندوبست کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم):

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے مفاد عامہ کو مدنظر رکھتے ہوئے جن مواضعات میں ابھی تک اشتمال شروع نہیں ہوا اور سکیم کنفرم نہیں ہوئی، وہاں پر اشتمال کا کام روک دیا گیا۔ بشرطیکہ ان مواضعات کے متعلق کسی عدالت کا حکم امتناعی نہ ہو۔ ہدایات مورخہ 04-11-2013 کو جاری کر دی گئیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) 2000 سے 2010 تک پنجاب میں کل 1381 مواضعات میں بندوبست اراضی شروع کیا گیا تھا جن میں سے 1024 مکمل ہو چکے ہیں۔ 2012 میں صرف ایک موضع ضلع خوشاب میں بندوبست شروع کیا گیا تھا۔ ڈسٹرکٹ کلکٹر اگر ضروری سمجھتے ہوئے تحرک کرے تو حکومت متعلقہ ضلع میں بندوبست کا آغاز کرتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! انہوں نے جواب دیا ہے کہ "یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے مفاد عامہ کو مدنظر رکھتے ہوئے جن مواضعات میں ابھی تک اشتمال شروع نہیں ہوا اور سکیم confirm نہیں ہوئی وہاں پر اشتمال کا کام روک دیا گیا ہے۔" میرا سوال یہ تھا کہ اس کی کیا وجوہات ہیں؟ میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے اس کی وضاحت چاہوں گا کہ مفاد عامہ کی خاطر consolidation تو نہیں روکی جاتی؟

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! یہ اشتمال کیوں روکا گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! چونکہ پنجاب میں کمپیوٹرائزڈ ریکارڈ سسٹم شروع کیا گیا تھا اس لئے ایک دفعہ سارا ریکارڈ ریونیو کو دیا گیا ہے اس لئے اشتمال کو روک دیا گیا ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ عرض کروں گا کہ مجھے اشتمال کا تھوڑا سا mechanism بتادیں کہ وہ کیا ہوتا ہے کیونکہ انہوں نے کہا ہے کہ ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ ہو رہا ہے جس کی وجہ سے روکا گیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اگر ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ ہو رہا ہے تو اشتمال کیوں روک دیا گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! ریکارڈ تو ریونیو کا ہی ہوتا ہے جو ان کو دے دیا جاتا ہے لیکن اُن سے واپس لے لیا گیا ہے تاکہ تمام ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کر دیا جائے۔ اس کے بعد جہاں ڈسٹرکٹ کلکٹر ضروری سمجھیں گے اور وہ تحریر کریں گے تو حکومت متعلقہ ضلع میں اس کا آغاز کر دے گی۔

MR ACTING SPEAKER: Order in the House.

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! آپ ان کا جواب ملاحظہ کریں کہ یہ درست ہے کہ محکمہ اشتمال کا صوبہ بھر میں کام روک دیا گیا ہے یعنی کہ صوبہ حکم کرتا ہے اور ڈسٹرکٹ کلکٹر صاحب اس کا بندوبست کریں گے۔ اگر ہمارے پارلیمانی سیکرٹری یا معزز منسٹر صاحبان نے تیاری کر کے نہیں آنا ہوتا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! میرے خیال میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب کے بارے مجھے کہنا چاہئے کہ آج انہوں نے تیاری بھی کی ہوئی ہے اور اچھے جواب دیئے ہیں۔ اس پر میں ان کو سراہتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا ہوں کہ consolidation کا mechanism اور طریق کار بتادیں کہ اشتمال ہوتا کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ان کو منسٹر بنایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، انہوں نے پہلی دفعہ جواب دیئے ہیں جس میں انہوں نے محنت کی ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! میرے معزز ممبر اشتمال کے بارے پوچھ رہے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جہاں جس کی اراضی مختلف جگہ پر پڑی ہوتی ہے ان کو اکٹھا کر دیا جاتا ہے۔ اگر ایک بندے کی ایک موضع میں پانچ ایکڑ کہیں اور پانچ ایکڑ کہیں پر ہے تو رضامندی کے ساتھ سب کو اکٹھا کر کے اس کی دس ایکڑ اراضی اکٹھی کر دی جاتی ہے جس کو اشتمال کہتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ معزز ممبر سمجھ گئے ہوں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! انہوں نے بالکل صحیح جواب دیا ہے کہ مختلف جگہوں پر جو رقبے ہوتے ہیں ان کو اکٹھا کر دیا جاتا ہے جس سے لوگوں کے جھگڑے ختم ہوتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا ہے کہ ہم نے مفاد عامہ کی خاطر بند کیا ہے۔ یہ جنوبی پنجاب کا بہت اہم issue ہے۔ میری جناب کے توسط سے موجودہ حکومت سے گزارش ہو گی کہ اس کام کو بہتر طریقے سے مکمل کیا جائے۔ میں مثال دیتا ہوں کیونکہ میرے معزز ممبر بھی تحصیل چوبارہ کا موضع نواں کوٹ اور خیریالہ سے related ہیں جہاں کئی سالوں سے اشتمال نہیں ہو سکا، وہاں آئے دن لڑائی جھگڑے اور قتل اسی وجہ سے ہو رہے ہیں۔ اسی طریقے سے تحصیل لیہ میں بھی ہے۔ آپ بھی ماشاء اللہ اسی علاقے سے ہیں لہذا میری یہ گزارش ہو گی کہ اشتمال کے کام کو جو روکا گیا ہے اس کو بہتر طریقے سے مکمل کیا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! یہ note کریں کیونکہ سردار صاحب نے بڑی important بات کی ہے۔ اس کا جو بھی طریق کار بنتا ہے یا جس طرح اشتمال چل رہا تھا اس کو کسی بھی طریقے سے continue کرایا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! اس کو عارضی طور پر معطل کیا گیا ہے بلکہ ختم نہیں کیا گیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کو آپ جلد از جلد دوبارہ سے شروع کروائیں۔ ان کی بات بالکل ٹھیک ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر! ضرور عمل ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال چودھری افتخار احمد چھچھر صاحب کا ہے۔۔۔ ان کی طرف سے request آئی ہے کہ میرا یہ سوال pending کر دیں لہذا یہ سوال pending کیا جاتا ہے۔ تمام سوالات کے جوابات دیئے جا چکے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا قیام و دیگر تفصیلات

*134: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کب قائم ہوئی اس کے ذمہ چولستان کی ترقی کے لئے کیا کیا کام لگائے گئے ہیں؟

(ب) چولستان میں لائیوسٹاک کی بڑھوتری اور ترقی کے لئے کیا کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں، مزید کون سے منصوبے زیر تکمیل وزیر غور ہیں؟

(ج) کیا حکومت اس ادارہ کی Managerial Body میں ضلع کے منتخب ایم این اے اور ایم پی ایز میں سے کچھ کو شامل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی، بہاولپور 1976 میں قائم ہوئی۔ نوٹیفکیشن نمبری PAP/Legis-2(110/76/87 مورخہ 21۔ جولائی سی ڈی اے ایکٹ 1976 اتھارٹی کے ذمہ سی ڈی ایکٹ Chapter-IV, para-15 کے تحت چولستان کی ترقی کے لئے ڈیوٹیاں لگائی گئی ہیں جو کہ ایکٹ میں درج ہیں۔ ایکٹ کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) چولستان میں لائیوسٹاک کی بڑھوتری اور ترقی کے لئے اٹھائے گئے اقدامات:

1۔ چولستان لائیوسٹاک ڈویلپمنٹ پراجیکٹ

2۔ شاد باد چولستان پراجیکٹ

3۔ شاد باد کوآپریٹو لائیوسٹاک فارم پراجیکٹ

4۔ ڈائریکٹر آف لائیوسٹاک

نان لائیوسٹاک ڈویلپمنٹ پراجیکٹ:

رقم 277.04 ملین، حالت: مکمل، مختص وقت: 11-2008

اینمل ہسبینڈری:

10 موبائل ویٹرنری ڈسپنسریز کا قیام، مینجمنٹ: 20 شیڈ مہیا کرنے تھے، 11 مکمل ہوئے خوراک کی فراہمی، ایکسٹینشن ورک۔ 10 موبائل ویٹرنری ڈسپنسریاں کام کر رہی ہیں اور اہداف مکمل کر لئے ہیں۔

10 ویٹرنری آفیسرز، 12 ویٹرنری اسسٹنٹ اور 60 کمیونٹی لائیوسٹاک ایکسٹینشن ورکرز۔

بادچولستان پراجیکٹ:

رقم مختص Million 197.8، حالت: مکمل، مختص وقت 12-2009ء

نکات:

300 کمیونٹی ورکرز کی ٹریننگ کرنا، 100 کمیونٹی ٹوبوں کو بحال کرنا، 100 ٹربائنوں کی بحالی، 20 شمسی چلرز کی تنصیب، 10 بائیو گیس پلانٹ کی تنصیب، جدید زچہ خانہ کی تعمیر (پرائیویٹ سیکٹر)

بادکوآپریٹولائیوسٹاک فارم پراجیکٹ:

رقم مختص Million 419.409 مختص وقت: 2013-2009ء

نکات:

چولستانی لائیوسٹاک پروڈیوسر کو دودھ اور گوشت کی تجارت کے اصل فوائد تک پہنچانا، مقامی لوگوں کی سماجی اور معاشی اہلیت کو بڑھانا اور چولستان میں لائیوسٹاک تجارتی زون بنانا، بیماریوں سے پاک چولستان زون بنانا تاکہ لائیوسٹاک کی مصنوعات کی برآمدات شروع کی جائیں جو WTO کے معیار کے مطابق ہوں۔

ڈائریکٹر آف لائیوسٹاک ونگ:

حاصل ہدف:

2012 فارمرز میٹنگ: 1219، فارمرز رابطہ 12998، بڑے جانوروں کی ویکسین (گل گھوٹو، چوڑے مار، منہ کھر): 156767 چھوٹے جانوروں کی ویکسین (اینٹیریا وٹاکسیمیا، پلورو نمونیا، پی پی آر): 493289، پیٹ اور جگر کے کیڑے مارنے کی دوا (چھوٹے اور بڑے جانور: 16495، علاج معالجہ: 65213

منصوبہ جات:

سٹاک ڈائریکٹریٹ اپنی 10 موبائل ویٹرنری ڈسپنسریوں کے ساتھ علاج معالجہ کی سہولت مہیا کر رہا ہے۔ حکومت کا پنجاب کو منہ کھر اور بیماریوں سے بالکل پاک کرنے کا منصوبہ زیر غور ہے۔

(ج) سی ڈی اے ایکٹ 1976 کے تحت اتھارٹی نے managerial body میں ضلع کے منتخب مندرجہ ذیل ایم این ایز اور ایم پی ایز کو شامل کیا گیا ہے:۔

a)	Honorable Chief Minister, Punjab	Chairman
b)	MNA, Bahawalpur	Member
c)	MNA, Bahawalnagar	Member
d)	MNA, Rahim Yar Khan	Member
e)	MPA, Bahawalpur	Member

f)	MPA, Bahawalnagar	Member
g)	MPA, Rahim Yar Khan	Member
h)	Chairman, P&D Deptt. Govt. of the Punjab	Member
i)	Member (Colonies) BOR, Govt. of the Punjab	Member
j)	Secretary Finance, Govt. of the Punjab	Member
k)	Secretary Irrigation & Power, Govt. of the Punjab	Member
l)	Managing Director, CDA	Member/ Secretary

لاہور کے ٹاؤنز میں پچھلے پانچ سالوں میں رجسٹریوں، اشٹام ڈیوٹی کی مد میں ہونے والے گھپلوں کی تفصیلات

*348: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کے ٹاؤنز میں پچھلے پانچ سال رجسٹریوں، اشٹام ڈیوٹی اور رجسٹریشن فیسوں کی مد میں گھپلا کر کے حکومت پنجاب کو بھاری مالی نقصان پہنچایا گیا ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت پنجاب کو نقصان پہنچانے والے کرپٹ عناصر کے خلاف حکومت کیا کارروائی کرتی ہے؟

(ب) کیا گزشتہ پانچ سال میں اشٹام ڈیوٹی اور رجسٹریشن فیسوں کی مد میں کوئی آڈٹ رپورٹ تیار کی گئی ہے تو رپورٹس کی کاپیاں ایوان میں فراہم کی جائیں، اگر نہیں تو کب تک آڈٹ کی رپورٹس مرتب ہو جائیں گی، اگر آڈٹ ہی نہیں کیا جاتا تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مارکیٹ ریٹ سے کم قیمت کی رجسٹریاں تیار کی جاتی رہی ہیں اگر جواب ہاں میں ہے تو حکومت کا اس سلسلہ میں کیا چیک اینڈ بیلنس کا طریق کار ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پچھلے پانچ سالوں میں رجسٹریوں، اشٹام ڈیوٹی اور رجسٹریشن فیسوں کی مد میں تمام سب رجسٹراروں کے دفاتر کی حسب ضابطہ پڑتال کی گئی۔ دوران پڑتال نشتر ٹاؤن اور علامہ اقبال ٹاؤن میں رجسٹریشن فیسوں کی مد میں گھپلا پایا گیا اور جو افسران /اہلکاران اس گھپلے میں ملوث پائے گئے تھے (سب رجسٹرار صاحبان، رجسٹری محرران اور کلرک دفتر خزانہ لاہور) کے خلاف تھانہ انٹی کرپشن ہیڈکوارٹر میں ایف آئی آر نمبران 97/2011،4/2011 اور 98/2011 درج کروائی گئیں۔ معاملہ تاحال محکمہ انٹی کرپشن میں زیر تفتیش ہے۔ ایف آئی آر کی کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) گزشتہ پانچ سالوں میں اشٹام ڈیوٹی اور رجسٹریشن فیس کی مد میں باقاعدہ آڈٹ ہوا تھا اس آڈٹ کی رپورٹس کی کاپیاں جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ج) جب کوئی دستاویز برائے رجسٹریشن دفتر سب رجسٹرار میں پیش کی جاتی ہے تو دستاویز میں لکھی ہوئی مالیت کا موازنہ ویلیوایشن ٹیبل (جدول مالیت) جاری کردہ ضلع کلکٹر سے کیا جاتا ہے۔ اگر کسی قسم کی کوئی کمی پائی جاتی ہے تو اس پر اعتراض لگا کر کمی پوری کروائی جاتی ہے۔ مزید یہ کہ رجسٹرڈ شدہ دستاویز کا باقاعدہ آڈٹ کیا جاتا ہے اگر دوران پڑتال بھی کوئی بے قاعدگی پائی جاتی ہے تو اس کو متعلقہ سب رجسٹرار اور ضلع کلکٹر صاحب کے نوٹس میں لایا جاتا ہے تاکہ اس آڈٹ رپورٹ کی روشنی میں ضروری کارروائی کرکے کمی پوری کرائی جائے۔

بہاولپور، بہاولنگر، رحیم یار خان میں فوجی آفیسران کو زرعی اراضی الاٹ کرنے کی تفصیلات

*698: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 30-جون2000 سے 30-جون2013 تک بہاولپور / بہاولنگر / رحیم یار خان میں کس کس عہدہ کے فوجی آفیسر کو کس کس موضع میں کتنی کتنی زرعی اراضی الاٹ کی گئی؟

(ب) اس دوران کون کون سے فوجی آفیسر کو ان مواضعات کا نمبردار بھی بنایا گیا؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) 30-جون2000 سے 30-جون2013 تک بہاولپور / بہاولنگر / رحیم یار خان میں مندرجہ ذیل فوجی افسران اور جوانوں کو زرعی اراضی الاٹ ہوئی۔

i	بہاولپور	276
Ii	بہاولنگر	355
iii	رحیم یار خان	603

ان الاٹمنٹس کی تفصیل جھنڈی (الف، ب، پ) پر بالترتیب ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس عرصہ میں مندرجہ ذیل فوجی افسران کو نمبردار کیا گیا۔

i	بہاولپور	07
ii	بہاولنگر	03
iii	رحیم یار خان	--

ان کی تفصیل جھنڈی (ت و ج) پر بالترتیب ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع لیہ: سرکاری اراضی لینڈ مافیا سے واگزار کروانے کی تفصیلات

*1636: سردار قیصر عباس خان مگسی: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع لیہ میں پندرہ / بیس سال سے لینڈ مافیا نے ہزاروں ایکڑ سرکاری اراضی جعلسازی سے اپنے نام کرائی ہوئی ہے جس میں رانا شہادت علی اور راؤ عبدالوحید کے نام سر فہرست ہیں؟

(ب) لینڈ مافیا کے ان سرغنوں کے خلاف حکومتی سطح پر کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے اگر نہیں لائی گئی تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ ضلع لیہ میں زائد از استحقاق رقبہ ایڈجسٹ ہوتا رہا ہے جس میں سے تقریباً 3600 ایکڑ رقبہ غلط ایڈجسٹمنٹ کی بناء پر چیف سیٹلمنٹ کمشنر صاحب نے خارج کر دیا ہے۔ جس کے خلاف مقدمات مختلف عدالتوں میں زیر سماعت ہیں۔ راؤ عبدالوحید نے مختلف الاٹیوں کے نام رقبہ 49800 کنال بحیثیت مختیار عام الاٹ و ایڈجسٹ کروایا۔ اس الاٹمنٹ / ایڈجسٹمنٹ کی انکوائری جناب چیف سیٹلمنٹ کمشنر صاحب کر رہے ہیں۔ اس طرح رانا شہادت علی اپنے والد کے نام رقبہ تعدادی 5096 کنال تحصیل چوبارہ میں ایڈجسٹ کروایا اور ڈسٹرکٹ کلکٹر لیہ نے مورخہ 1998-06-02 کو اس رقبہ میں سے رقبہ تعدادی 2873 کنال بوگس و فرضی ثابت ہونے کی بناء پر خارج کر دیا۔ اس اراضی کے بارے میں مختلف عدالتوں / بشمول ہائی کورٹ مقدمات زیر سماعت ہیں۔

(ب) لینڈ مافیا کے سرغنوں کے خلاف مقدمات نمبر 9/2000 (سرکار بنام مسماۃ فاطمہ وغیرہ)، 10/2000 (سرکار بنام چاند خان وغیرہ)، 11/2000 (سرکار بنام محمد عاشق وغیرہ)، 12/2000 (سرکار بنام عنایت بیگم وغیرہ)، 13/2000 (سرکار بنام فتح محمد وغیرہ)، 14/2000 (سرکار بنام حسن محمد وغیرہ)، 18/2000 (پولیس سٹیشن چوبارہ بنام نور محمد وغیرہ) درج کرائے گئے۔ کیس اعلیٰ عدالتوں میں زیر سماعت ہونے کی وجہ سے فوجداری مقدمات pending ہیں۔ لینڈ مافیا سے تقریباً 3600 ایکڑ رقبہ چیف سیٹلمنٹ کمشنر / ممبر جوڈیشل V، بورڈ آف ریونیو پنجاب کے حکم سے خارج کیا گیا۔ کافی رقبہ کے اخراج کے لئے انکوائری چیف سیٹلمنٹ کمشنر / ممبر جوڈیشل V کر رہے ہیں۔

ضلع لیہ: محکمہ مال کی اراضی پر ناجائز قابضین کی تفصیلات

*1637: سردار قیصر عباس خان مگسی: کیاوزیر مال وکالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع لیہ میں محکمہ مال کی زمین پر کتنے لوگ ناجائز قابض ہیں، ان کی تفصیل بتائی جائے؟

(ب) گورنمنٹ نے اب تک ان ناجائز قابضین کے خلاف کیا کارروائی کی ہے، اس کی تفصیل بتائی جائے؟

(ج) کیا گورنمنٹ ان زمینوں کو جو ناجائز قابضین کے تصرف میں ہیں، پٹے پر دینے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ مال کا رقبہ 15392 ایکڑ ناجائز قابضین کے پاس ہے جن کی تعداد 547 تفصیل بر جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس میں سے رقبہ تعدادی 14954 ایکڑز پر litigation ہے اور کیسز مختلف عدالتوں میں زیر سماعت ہیں جس کی تفصیل بر جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ باقی 438 ایکڑ رقبہ پر ناجائز قابضین کے خلاف زیر دفعہ 34-32 کالونی ایکٹ کے تحت نوٹس جاری کئے گئے ہیں۔

(ب) جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے کل رقبہ 15392 ایکڑ جو ناجائز قابضین کے پاس ہے میں سے 14954 ایکڑ زیر litigation ہے۔ باقی ماندہ رقبہ 438 ایکڑ پر ناجائز قابضین کے خلاف زیر دفعہ 34-32 کالونی ایکٹ کے تحت نوٹس جاری کئے گئے ہیں نیز ناجائز قابضین کے خلاف تاوان کی امثلہ جات مرتب کر دی گئی ہیں کارروائی ہو رہی ہے۔

(ج) جس قدر رقبہ ناجائز قابضین سے واگزار ہوگا اسے گورنمنٹ پنجاب کی پالیسی کے مطابق پٹہ یا دیگر مفاد عامہ کے لئے استعمال کیا جائے گا۔

ضلع نارووال: محکمہ مال کی اراضی ودیگر تفصیلات

*2240: جناب اویس قاسم خان: کیاوزیر مال وکالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع نارووال میں محکمہ کی کتنی اراضی کس کس مقام پر ہے؟

(ب) مذکورہ اراضی میں سے کتنی لیز/پٹہ / ٹھیکہ پر دی گئی ہے اور اس سے سالانہ کتنی آمدن حکومت کو وصول ہو رہی ہے نیز کتنی اراضی خالی اور بنجر کس کس مقام پر ہے؟

(ج) کتنی اراضی پر کن کن لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے ان کے نام، ولدیت، پتا جات اور موضع کی تفصیل بتائیں؟

(د) کیا حکومت ناجائز قابضین سے سرکاری اراضی واگزار کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع نارووال میں کوئی کالونی رقبہ نہ ہے۔

(ب) کیونکہ کوئی کالونی رقبہ ضلع نارووال میں موجود نہ ہے اسلئے کالونی ایکٹ 1912 کے تحت کسی کو بھی رقبہ الاٹ نہ کیا جا سکتا ہے۔

(ج) کیونکہ کوئی کالونی رقبہ ضلع نارووال میں موجود نہ ہے اس لئے ناجائز قابضین بھی نہ ہیں۔

(د) کیونکہ کوئی کالونی رقبہ ضلع نارووال میں موجود نہ ہے اس لئے زمین واگزار کروانے کی کوئی قانونی کارروائی عمل میں نہ لائی جا سکتی ہے۔

ضلع رحیم یار خان: بے زمین اور چھوٹے کاشتکاروں کو اراضی الاٹ کرنے کی تفصیلات

*2705: قاضی احمد سعید: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب حکومت نے 2003 میں صوبہ کے بے زمین اور چھوٹے کاشتکاروں کے لئے نوٹیفکیشن نمبر 1921CL(I)/3040-2003 کے تحت زمین کی الاٹمنٹ سکیم شروع کی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سکیم کے تحت ضلع رحیم یار خان کے بے زمین اور چھوٹے کاشتکاروں کو زمینیں الاٹ کی گئیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کچھ کاشتکاروں اور درخواست گزاروں کو صرف اسناد دی گئیں اور مطلوبہ قسط اور فیس بھی بنک میں جمع کروانے کے باوجود انہیں آج تک زمین الاٹ نہیں کی گئی؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور ہائی کورٹ بہاولپور بنچ نے فیصلہ دیا کہ باقی ماندہ درخواست گزاروں کو بھی مقررہ تاریخ تک زمین الاٹ کی جائے لیکن اس کے باوجود ابھی تک زمینیں ضلع رحیم یار خان کے باقی درخواست گزاروں کو الاٹ نہیں کی گئیں؟

(ہ) حکومت کب تک باقی درخواست گزاروں کو بھی زمین الاٹ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، نہیں تو تاخیر کی وجوہات؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) مستحق درخواست گزاروں کو اسناد جاری ہونے کے بعد باضابطہ طور پر الاٹمنٹ آرڈر جاری کئے گئے اور انہوں نے حسب ضابطہ اقساط بھی جمع کروائیں دیگر درخواست گزاران کو بورڈ آف ریونیو کی ہدایات نمبری 1298CL-I/2011-4392 مورخہ 2011-08-13 اور نمبری 994-CL-I/2012-4786 مورخہ 2012-09-05 کے تحت نہ تو باضابطہ الاٹمنٹ آرڈر جاری کیا گیا اور نہ ہی ان سے اس بابت کوئی فیس/قسط بنک میں جمع کرائی گئی۔

(د) عدالت عالیہ ہائی کورٹ سے ایسا کوئی حکم موصول نہیں ہوا ہے اور نہ ہی سوال میں کسی رٹ پٹیشن کا ذکر کیا گیا ہے۔

(ہ) حکومت پنجاب نے سال 2003 میں نوٹیفکیشن نمبری 1921-CL(1)/2003-3040 مورخہ 2003-09-01 کے تحت یہ سکیم شروع کی تھی اب یہ سکیم ختم ہو چکی ہے اب گورنمنٹ کی حالیہ پالیسی نمبری 931-CL-I/2013-916 اور 932-CL-I/2013-917 مورخہ 13-11-26 عارضی کاشت سکیم جاری کی گئی ہے جو کہ مورخہ 15-12-31 تک جاری رہے گی۔ جملہ مستحقین اس میں شامل ہو کر اراضی سرکار حسب شرائط حاصل کر سکتے ہیں۔

ضلع فیصل آباد: سیلاب کی زد میں آنے والے علاقہ جات و دیگر تفصیلات

*2924: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد ڈسٹرکٹ کا کون کون سا دیہات، قصبہ اور شہر موجودہ سیلاب کی زد میں آیا؟

(ب) ان میں کتنے گھرانے اور افراد سیلاب سے متاثر ہوئے؟

(ج) پی پی-58 فیصل آباد کا کتنا حصہ سیلاب کی زد میں آیا۔ سیلاب سے متاثرہ علاقہ جات کے نام کیا کیا ہیں؟

(د) کیا حکومت نے سیلاب سے متاثرہ علاقوں کا سروے کروایا تھا اگر ہاں تو یہ سروے کس نے کیا تھا ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں، اگر غیر سیاسی افراد سے کروایا گیا تو ان افراد کے نام، ولدیت اور عوامی نمائندہ کی حیثیت وعہدہ بتائیں؟

(ہ) کیا حکومت اس ضلع میں ٹوبہ ٹیک سنگھ کی طرز پر پٹواریوں سے گھر گھر جاکر سروے کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں نیز کیا حکومت سیلاب سے متاثرہ افراد/کسانوں کی امداد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) صوبہ پنجاب میں تمام ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسرز/کمشنرز کو بذریعہ چٹھی مورخہ 04-09-2013، 05-09-2013، 09-09-2013 اور 11-09-2013 فلڈ 2013 کے متاثرہ علاقہ جات کی سروے رپورٹس 13۔09۔2013 تک بھیجنے کا کہا گیا لیکن ضلعی انتظامیہ فیصل آباد کی طرف سے ایسی کوئی رپورٹ وصول نہ ہوئی جس کی وجہ سے ضلع فیصل آباد کا کوئی علاقہ آفت زدہ قرار نہیں دیا گیا۔

تاہم اسمبلی سوال نمبر 2924 کے جواب میں ڈی سی او فیصل آباد نے مورخہ 03۔02۔14 کو رپورٹ کی ہے کہ موجودہ سیلاب 2013 کی وجہ سے ضلع فیصل آباد میں پنڈی شیخ موسیٰ، 597 گ ب، ٹھٹھہ بیگ، 610 گ ب، ٹھٹھہ اسماعیل، 598 گ ب، 608 گ ب، اراضی تھانہ سنگھ ٹبہ دھک صلاح، جھلار رجوکہ، عالم شاہ کھگھہ، ڈڈڈوکے، سعی کے، ملنگ، میر شھانہ، کنڈ نیکا وصلی، حاجی وٹو چیپن سعی کے، جکا وٹو، کرولے والی، حکمیک کے کاٹھیے، ابووہنی وال، جٹلے حیات کے، جلی ترہانہ، عالم شاہ تاجہ، جلی فتیانہ، شیرازہ متاثر ہوئے۔

(ب) مورخہ 03۔02۔2014 کو موصول شدہ رپورٹ کے مطابق متاثرہ گھرانوں کی تعداد 1051 ہے اور متاثرہ افراد تقریباً 3500 ہیں۔

(ج) تقریباً 1/4 حصہ سیلاب کی زد میں آیا اور متاثرہ علاقہ جات کے نام جز (الف) کے جواب میں درج ہیں۔

(د) ضلعی انتظامیہ نے سیلاب زدہ علاقے کا سروے بذریعہ عملہ فیلڈ پٹواریاں/قانگویان وریونیو افسران سے کروایا گیا لیکن اس کی رپورٹ وصول نہ ہوئی۔

(ہ)

I۔ ہر ضلع میں متعلقہ ضلعی انتظامیہ ذمے دار ہے کہ لینڈ ایڈمنسٹریشن مینول کے مطابق کسی موضع / ریونیو اسٹیٹ میں جہاں کسی قدرتی آفت کی وجہ سے فصلوں کو 50 فیصد یا اس سے زیادہ نقصان ہو جائے تو پنجاب نیشنل کلیمیٹیز (پریوینشن اینڈ ریلیف) ایکٹ 1958 کے تحت سروے کرے اور آفت زدہ قرار دینے کے لئے رپورٹ ریلیف کمشنر، بورڈ آف ریونیو کو بھجوائے۔ اس سلسلہ میں محکمہ مال و انہار کے افسران کینال اینڈ ڈرینج ایکٹ 1973 کے تحت مشترکہ طور پر سروے کرتے ہیں۔ آفت زدہ قرار دینے پر مندرجہ ذیل حکومتی محصولیات معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

1۔	زرعی انکم ٹیکس	2۔	آبیانہ
3۔	ترقیاتی محاصل	4۔	لوکل ریٹ

مزید برآں بنکوں کے سربراہان سے درخواست کی جاتی ہے کہ آفت زدہ قرار دیئے گئے علاقوں میں زرعی قرضہ کی وصولی مؤخر کر دی جائے اور اگلی فصل کی بوائی کے لئے کسانوں کو مزید قرضہ جات فراہم کئے جائیں۔

II۔ کیونکہ پہلی مرتبہ ڈی سی او فیصل آباد نے مورخہ 2014-02-03 کو سیلاب سے نقصان کی رپورٹ دی لہذا ڈی سی او فیصل آباد کو بذریعہ چٹھی مورخہ 2014-2-12 اور 2014-2-17 دوبارہ درخواست کی ہے کہ محکمہ مال و انہار کے افسران کے ذریعے متاثرہ علاقہ جات کا مشترکہ سروے کرائے اور رپورٹ بھیجے تاکہ 50 فیصد یا اس سے زیادہ متاثرہ علاقہ جات کو آفت زدہ قرار دیا جائے اور حکومتی محصولات معاف کر دیئے جائیں۔

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ: سرکاری کی اراضی و دیگر تفصیلات

*3105: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نواز ش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سرکاری زمین کہاں کہاں اور کتنی کتنی ہے؟

(ب) کتنی اراضی غیر آباد اور کتنی اراضی آباد ہے؟

(ج) کتنی اراضی ٹھیکہ / لیز پر کس کس کو دی ہوئی ہے اور ان سے سالانہ کتنی رقم وصول کی جا رہی ہے؟

(د) کتنی اراضی پر کن کن افراد نے کب سے قبضہ کر رکھا ہے؟

(ہ) ان افراد سے سرکاری اراضی واگزار کیوں نہیں کروائی جا رہی؟

(و) اس اراضی کو واگزار کروانا کس کی ذمہ داری ہے؟

(ز) اس اراضی کو کب تک واگزار کروالیا جائے گا؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تحصیل کمالیہ، ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے 34چکوک میں سرکاری زمین 1449ایکڑ، آٹھ کنال اور آٹھ مرلے ہے۔ چکوک کی تفصیل نیچے درج ہے۔

چکوک نمبر ان716گ ب، 722گ ب، 741گ ب، 743گ ب، 746گ ب ٹکڑا1/57 موضع بب، موضع کوٹ پٹھانہ ٹکڑا1/54، ٹکڑا55، 56، چک نمبر705گ ب، 706گ ب، 707 گ ب، 713گ ب، 714گ ب، 715گ ب، 709گ ب، 710 گ ب، 711گ ب، 724گ ب، 712گ ب، 738گ ب، 725گ ب، 737 گ ب، ٹکڑا4/57، 731گ ب، 733گ ب، 732گ ب، 735گ ب، 740 گ ب، 734گ ب، 742گ ب۔

(ب) سرکاری زمین میں سے 1379ایکڑ02 کنال اور 08مرلہ آباد اور 70ایکڑ04 کنال اور 0مرلہ غیرآباد ہے۔

(ج) تحصیل کمالیہ میں226الاٹیاں کو برقبہ 1242ایکڑ04 کنال اور 02مرلہ لیز پر دیا ہوا ہے ان الاٹیان سے سالانہ -/125,23,646روپے رقم لگان وصول ہوتا ہے۔ الاٹیان کی تفصیل (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) زرعی سرکاری زمین پر کسی شخص نے قبضہ نہ کر رکھا ہے۔

(ہ) سرکاری زمین پر کسی کا بھی قبضہ نہ ہے اس لئے واگزار کروانے کی ضرورت پیش نہ آئی ہے۔

(و) سرکاری اراضی پر قبضہ ہونے کی صورت میں رقبہ واگزار کروانے کی ذمہ داری عملہ محکمہ مال پر عائد ہوتی ہے۔

(ز) جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کسی سرکاری زمین پر کسی کا بھی قبضہ نہ ہے اس لئے واگزار کروانے کی ضرورت پیش نہ آئی ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

رپورٹ

(جو ایوان میں پیش ہوئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: سید حسین جہانیاں گردیزی تحریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاق کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ رپورٹ پیش کر لیں پھر اس کے بعد ٹائم دیتا ہوں۔

تحریک استحقاق نمبر 10 بابت سال 2013 کے بارے میں
مجلس استحقاقات کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

سید حسین جہانیاں گردیزی: جناب سپیکر!

"میں تحریک استحقاق نمبر 10 بابت سال 2013 کے بارے میں مجلس استحقاق کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

(رپورٹ پیش ہوئی)

رپورٹیں
(میعاد میں توسیع)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رپورٹ پیش کر دی گئی۔ اب سید حسین جہانیاں گردیزی صاحب تحاریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاق کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحاریک استحقاق کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

سید حسین جہانیاں گردیزی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"میں تحریک استحقاق نمبر 6,7,11,12,13 بابت سال 2013 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کے لئے دو ماہ کی توسیع کی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"تحریک استحقاق نمبر 6,7,11,12,13 بابت سال 2013 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کے لئے دو ماہ کی توسیع کی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"تحریک استحقاق نمبر 6,7,11,12,13 بابت سال 2013 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کے لئے دو ماہ کی توسیع کی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

پوائنٹ آف آرڈر

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

12-مارچ2014 کو ایوان میں پیش ہونے والے نشان زدہ سوال نمبر 524 کے درست جواب کی فراہمی

ڈاکٹر مراد راس: شکریہ، جناب سپیکر! آپ سے 12-مارچ2014 کو میرے سوال نمبر 524 سے متعلق بات ہوئی تھی اور آپ نے اس وقت سیکرٹری اسمبلی کو کہا تھا کہ اس کی تفصیلات لائی جائیں لیکن اس کا ابھی تک جواب کیوں نہیں بتایا گیا؟ 13 سال سے یہ اسامیاں خالی پڑی ہیں یعنی 2000 سے ابھی تک یہ اسامیاں خالی پڑی ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! کون سے ڈیپارٹمنٹ سے متعلق ہے؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! محکمہ صحت سے متعلق سوال تھا اور اس وقت ڈاکٹر فرخ جاوید نے جواب دیا تھا کہ جنوری 2014 کے اندر ڈی پی سی کی میٹنگ بلائی جائے گی۔ لوگ بوڑھے ہو کر ریٹائر ہو چکے ہیں اور 14 سال ہو گئے ہیں لیکن ابھی تک یہ اسامیاں fill نہیں کی گئیں۔ انہوں نے کہا تھا کہ جنوری میں ڈی پی سی کی میٹنگ بلائی جائے گی اور ان اسامیوں کو fill کر دیا جائے گا لیکن اب مارچ 2014 آ گیا ہے مگر ابھی تک ڈی پی سی کی میٹنگ نہیں بلائی گئی اور کچھ بھی نہیں کیا جا سکا۔ آپ نے سیکرٹری اسمبلی کو کہا تھا کہ سوال نمبر 524 کے متعلق update اور اس کی latest صورتحال بتائی جائے لیکن ابھی تک نہیں بتایا گیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! میں نے بالکل کہا تھا اور یہاں پر ڈاکٹر فرخ جاوید صاحب بھی موجود ہیں جنہوں نے دوبارہ بھی یہ بات نوٹ کر لی ہے۔ جس دن محکمہ صحت سے متعلقہ سوالات ہوں گے تو پہلے اس سوال کا جواب لیں گے پھر اگلے سوالات کریں گے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! یہ سوال پھر pending ہو جائے گا اور اگلے سیشن پر چلا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ نہیں۔ جس دن محکمہ صحت سے متعلق سوالات ہوں گے پہلے اس سوال کا جواب لیں گے۔ ڈاکٹر صاحب! میں آپ کو assure کراتا ہوں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! I agree with you مگر بات یہ ہے کہ اتنی دیر سے یہ سوال pendingہو رہا ہے اور اب پھر pendingہو کر اگلے سیشن پر چلا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! بات یہ ہے کہ جہاں اتنا عرصہ یہ سوال pendingپڑا رہا ہے تو آپ مزید 15/20 دن صبر کر لیں۔ ڈاکٹر صاحب! یہاں پر موجود ہیں اور انہوں نے اسے نوٹ کر لیا ہے تو پہلے اس سوال کا جواب لیا جائے گا پھر دوسرے سوالات ہوں گے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ایک وضاحت کرنا چاہوں گا کہ ایک ضمنی سوال میں آپ نے ذرا سا موقع عنائت فرمایا تھا اور وہ بھی سوال تشنہ رہا۔ میں چھوٹے بڑے قد کی پیمائش کے حوالے سے ایک تاریخ بتانا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! پارلیمانی سیکرٹری صاحب چلے گئے ہیں۔ آپ نے اس وقت بھی وضاحت کر دی تھی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کیونکہ اس ایوان، ریونیو بورڈ اور محرک کو بھی پتا چل جائے گا اور پارلیمانی سیکرٹری کو بھی پتا چل جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے بتا دیا ہے اور اب تو پارلیمانی سیکرٹری صاحب بھی چلے گئے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! نہایت ضروری بات ہے۔ آپ سن تو لیں کہ "ٹوڈل مل" اکبر بادشاہ کے نورتن ٹوڈل مل نے یہ پیمائش کا طریقہ ایجاد کیا تھا۔ اس وقت کوئی instrumentsنہیں ہوتے تھے تو اس وقت قدموں کی پیمائش جو کہ ایک standardizedپیمائش تھی، اس کا نام ایک کرم تھا جسے ساڑھے پانچ فٹ پر منتقل کیا گیا۔ ٹوڈل مل نے ہی جریب ایجاد کی تھی جو اتنی وزنی ہوتی تھی جسے اٹھا کر چلنا مشکل تھا اس لئے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے اور آپ کی بات ریکارڈ پر آ گئی ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اگر آپ نہیں سننا چاہتے تو میں بات کو بند کر دوں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بالکل۔ مہربانی کر دیں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب احمد خان بھچر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اشتمال کے متعلق بات کرنا چاہوں گا کہ میرا علاقہ موضع واں بھچراں جنوبی بھی اشتمال میں ہے۔ ہمارے پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ ابھی تک اشتمال کے مواضعات میں تقسیم نہیں ہوئی۔ تقسیم شروع میں ہوتی ہے اور میرا خیال ہے کہ جس موضع میں تقسیم نہیں ہوئی تو ان کو واپس محکمہ مال میں بھیج دینا چاہئے اور جن مواضعات میں تقسیم ہو چکی ہے انہیں جلد از جلد مکمل کرنا چاہئے۔ میں ایک اور بات عرض کروں گا کہ محکمہ مال کی طرف سے ایک نوٹیفکیشن جاری ہوا ہے کہ ہوم سرکل میں کوئی پٹواری تعینات نہیں ہو سکتا۔ سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو کی طرف سے یہ نوٹیفکیشن 1997 سے چل رہا ہے---

جناب قائم مقام سپیکر: کیا نہیں ہو سکتا؟

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! جناب ہوم سرکل قانونگو ہے جہاں پر کوئی پٹواری اپنے ہوم سرکل میں تعینات نہیں ہو سکتا۔ اس وقت پنجاب میں میرے اپنے علاقے میں ہوم سرکل میں پٹواری تعینات ہیں۔ آپ کے ہر ضلع اور تحصیل میں دو تین قسم کے سرکل ہوتے ہیں جس میں سے کچھ rich سرکل ہوتے ہیں، اس میں وہ ایک مہینے کے لئے جاتے ہیں لیکن پھر واپس آ جاتے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے حکومت پنجاب اور محکمہ مال کو یہ گزارش کروں گا کہ ان پٹواریوں کا ریکارڈ منگوالیں جو ہوم سرکل میں ہیں۔ انہیں اس قانونگو سے نکال کر ساتھ والے قانونگو میں بھیج دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! وہ کہہ رہے ہیں کہ سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو اور محکمہ مال کی طرف سے ایک نوٹیفکیشن ہوا تھا کہ متعلقہ پٹواری اپنے ہوم سرکل میں تعینات نہیں ہو سکتا تو اس کو assure کروائیں اور واں بھچراں سے ریکارڈ منگوائیں۔ اگر کہیں پر نوٹیفکیشن کی violation ہو رہی ہے تو پھر اس کو فوراً change کروائیں۔ یہ نوٹ کریں اور بھچر صاحب کو بھی اس کی تفصیل بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مال و کالونیز (چودھری زاہد اکرم): جی، ٹھیک ہے۔

ملک مظہر عباس راں: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، راں صاحب!

ملک مظہر عباس راں: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے دیہاتوں میں چارہ کاٹنے والی مشین ہوتی ہے جسے ٹوکہ مشین کہتے ہیں۔ اس ٹوکہ مشین کے تمام دیہاتوں میں اتنے بُرے اثرات پڑ رہے ہیں، آپ نے بھی دیکھا ہو گا کہ ہر دیہات میں دو چار آدمی ایسے مل جاتے ہیں جن کے ٹوکے میں آنے کی وجہ سے بازو کٹے ہوئے ہیں، ہاتھ کٹے ہوئے ہیں اور انگلیاں کٹی ہوئی ہیں۔ اس کے لئے گزارش یہ ہے کہ اس کے ڈیزائن کو تبدیل کرایا جائے کیونکہ اگر ڈیزائن تبدیل کر دیا جائے تو لوگ معذوری سے بچ جائیں گے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب قائم مقام سپیکر: راں صاحب! آپ اس پر تحریک التوائے کار لے آئیں میں اسے take up کروں گا۔ جناب آزاد علی تبسم صاحب!

جناب آزاد علی تبسم: شکریہ، جناب سپیکر! میرا توجہ دلاؤ نوٹس 504 ہے۔

ضلع ننکانہ صاحب: آٹھویں جماعت کے طالب علم سے زیادتی کے مرتکب ملزمان کی گرفتاری و دیگر تفصیلات

504: **جناب آزاد علی تبسم:** کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 7-مارچ 2014 کو مبشر ولد غلام محمد آٹھویں جماعت کے طالب علم رہائشی سکنہ ڈلہ چندہ سنگھ شاہ کوٹ ضلع ننکانہ صاحب کو ملزمان تیمور اور محمد ندیم نے گھر سے بلا کر زیادتی کی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مقدمہ درج ہونے کے باوجود تھانہ ہذا کی پولیس نے ملزمان کو گرفتار نہ کیا بلکہ ان کو ضمانت کروانے کا موقع فراہم کیا کیونکہ ملزمان بااثر ہیں اور ان کو ڈی ایس پی سانگلہ ہل کی حمایت بھی حاصل ہے؟

ج) اس واقعہ کی تازہ ترین اور مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 504 کے مقدمہ میں مدعی فریق اور متعلقہ ڈی پی او کو میں نے اپنے آفس میں بلا کر

ساری بات سنی ہے۔ یہ 7 تاریخ کا وقوعہ ہے اور وقوعہ درست ہے لیکن اس کا مقدمہ درج کرنے میں دو دن کی تاخیر کی گئی ہے اور اس میں prima facie ایس ایچ او اور متعلقہ ڈی ایس پی کی غفلت پائی گئی ہے تو اس سلسلے میں آئی جی صاحب کے ذمہ میں نے لگایا ہے کہ ان دونوں افسران کے خلاف محکمانہ کارروائی کریں۔ ایک ملزم گرفتار ہو چکا ہے جبکہ دوسرے نے قبل از گرفتاری ضمانت کروائی ہوئی ہے۔ چونکہ تفتیش کے مطابق وہ گنہگار ہے تو اس کی قبل از گرفتاری ضمانت کو منسوخ کروانے کی ہدایت کی ہے۔ مدعی فریق اور mover کی satisfaction کے مطابق یہ کارروائی کی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 495 محترمہ نبیلہ حاکم علی خان صاحبہ کا ہے۔

قصور: کوٹ رادھا کشن میں شوگر ملز میں ڈکیتی اور دیگر تفصیلات

495: محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 4۔فروری 2014 روزنامہ "جنگ" کی خبر کے مطابق کوٹ رادھا کشن قصور کے نواحی علاقہ چک نمبر 55 میں واقع شوگر مل میں 20 ڈاکوؤں کا دھاوا۔ ڈیڑھ کروڑ روپے سے زائد رقم لوٹ کر فرار ہو گئے؟

(ب) اس واقعہ کی تفتیش اور دیگر صورتحال سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ مقدمہ ہذا کی تفتیش زیر نگرانی ڈی ایس پی، ایس ڈی پی او صدر سرکل بذریعہ مقامی پولیس عمل میں لائی جا رہی ہے۔ وقوعہ کی بروقت اطلاع پا کر مقامی پولیس موقع پر پہنچ گئی اور ملزمان کے ساتھ شدید cross firing ہوئی، دھند اور اندھیرے کے باوجود پولیس پارٹی نے ملزمان کا تعاقب اور فائرنگ کا تبادلہ جاری رکھا جس کی وجہ سے ملزمان جس سیف میں 25 لاکھ 62 ہزار روپے کی رقم موجود تھی، وہ کھیتوں میں پھینک گئے۔ مقدمہ ہذا میں رقم مبلغ 25 لاکھ 62 ہزار روپے کی برآمدگی ہو چکی ہے اور مقدمہ ہذا میں ملزمان کی شناخت بھی ہو چکی ہے، ان میں سے کچھ کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور باقی کو گرفتار کر کے اس مقدمہ کا چالان عدالت میں پیش کر دیا جائے گا۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! ان میں سے کتنے ملزمان گرفتار ہوئے ہیں اور باقی کتنے ہیں نیز ان کے نام کیا ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جن لوگوں کو شامل تفتیش کیا گیا ہے تو ابھی چونکہ انوسٹی گیشن in progress ہے اس لئے یہ بات public کرنا انوسٹی گیشن کے مفاد میں نہیں ہو گا بہر حال اس معاملے کو within a week's time conclude کر لیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر تعلیم تشریف لا چکے ہیں۔ کل یہاں پر ایک بات ہوئی تھی تو میں چاہتا ہوں کہ آپ اُس کی یہاں پر وضاحت کر دیں۔ محترمہ راحیلہ انور کی ہمارے لئے بہت عزت ہے لیکن اس حوالے سے ایوان میں غلط فہمی ہوئی تھی۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ میں نے ہمیشہ پورے ایوان کو اپنی باتوں سے اپنے کردار اور اپنے عمل سے اللہ کے فضل سے پچھلے تمام tenure کے اندر ثابت کیا ہے کہ میں اس ایوان کی کارروائی، یہاں کے معزز ممبران اور ان کے تقدس کا بھی خیال رکھتا ہوں اور ان سب کو میں بڑا serious لیتا ہوں۔ اگر آپ دیکھیں کہ جو کل گفتگو ہوئی ہے کیونکہ میرے بارے میں جس طرح سے media پر بات کی گئی ہے آج تک اس طرح کا الزام میرے اوپر نہیں آیا۔ میرے لئے خود یہ بہت پریشان کن بات ہے اور میں نے جب کل سوالوں کے جواب دیئے تو میں نے ایوان کی کارروائی نکلوائی ہے۔ اُس کارروائی کو اگر آپ دیکھیں تو محترمہ راحیلہ انور صاحبہ نے کہا ہے کہ:

"جناب سپیکر! ابھی درجہ چہارم کی جو بات ہو رہی ہے منسٹر صاحب نے جو جواب دیا ہے میرا خیال ہے کہ ہم لوگوں کو تو یہ seriously لیتے ہی نہیں ہیں۔ اُنہوں نے میری بہن کو کہا کہ یہ چل کر visit کر لیں میں تو ہوں ہی اُس area کی تو آپ نے پھر کہا کہ آپ نے visit کیا ہے؟ راحیلہ انور جی سر! وہ میرا area ہے اُن کے پیچھے ایوان کے معزز ممبر نذر حسین گوندل بیٹھے ہیں اُن کا بھی area ہے اور میرا بھی area ہے جو محترمہ نے بات کی ہے وہ 100 فیصد درست ہے وہاں پر ایک سکول نہیں بلکہ کتنے ہی سکول ہیں جن میں بچے خود صفائی کرتے ہیں۔ یہ اس بات کو serious لے لیں کوئی بات نہیں ہم بھی انسان ہیں۔

جناب سپیکر! آپ نے کہا وہ serious لے رہے ہیں، راحیلہ انور نے کہا اب میرا خیال ہے کہ منسٹر صاحب اسے serious نہیں لے رہے۔ اس کے بعد آپ نے کہا کہ نہیں، وہ serious لے رہے ہیں۔ اب اس پر انہوں نے کہا کہ میں ان سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ ایک اور گاؤں نگر ہے وہاں پر جنگلات

ہیں اُس کی انہوں نے بات کی آپ نے کہا کہ نشاندہی کر دی، منسٹر صاحب! اس کو دیکھیں اس پر محترمہ نے پھر کہا کہ میں انہیں خود لے جاؤں گی، میں انہیں لے جاؤں گی ان کے پیچھے نذر حسین گوندل بیٹھے ہیں وہ انہیں لے جائیں گے۔ اب جب میں نے اس پر کھڑے ہو کر کہا کہ محترمہ نے کہا ہے کہ میں ان کو serious نہیں لیتا ہوں، میں بالکل ان کو serious لیتا ہوں اور جو انہوں نے بات کی ہے اس کے اوپر جو rooms کہیں گی وہ میں بنوا کر دوں گا"۔

جناب سپیکر! اب میں تو حیران ہوں کہ اس میں کون سی غلط بات ہے؟ آپ ماشاءاللہ custodian of the House ہیں تو مجھے ایک لفظ بتادیں جو غیر پارلیمانی ہے، ایک بات بتادیں جو ذو معنی ہے۔ میرے ماضی کی تمام تقاریر اٹھا کر دیکھ لیں، میں ماضی میں جب اپوزیشن میں تھا وہاں پر جو میرا conduct رہا ہے جو as Deputy Speaker conduct رہا ہمیشہ میں نے تمام ممبران کو ساتھ لے کر چلنے کی کوشش کی ہے، اس ایوان کے تقدس کو ہمیشہ بحال رکھنے کی کوشش کی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ میرے ساتھ زیادتی ہے کہ میرے اوپر اس طرح آج media کے اندر بات ہوئی، زندگی میں میرے اوپر اس طرح بات نہیں ہوئی۔ جس طرح اخبارات کے اندر اور media کے اندر ایک طوفان آیا ہوا ہے کہ منسٹر نے ذو معنی الفاظ استعمال کئے۔ میں یہ اپنا سارا case جناب کے اور کیا اس ایوان کے اوپر چھوڑتا ہوں کہ اس کے اندر ایک بھی ذو معنی لفظ ہے؟ اتنے سال گزر گئے میں اتنی اسمبلیوں میں رہا، اتنی محترم خواتین ایم پی ایز ہمارے ساتھ رہیں، کوئی ایک یہاں پر کہہ دے کہ میں نے کبھی اس طرح کی اُن کے ساتھ کوئی بات کی ہو یا کچھ کیا ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ محترمہ کو اگر ان تمام باتوں کے باوجود اور اس سارے کچھ کے باوجود بھی کیونکہ ہم نے اس ایوان اور اس مقدس ایوان کے تقدس کو بھی بحال رکھنا ہے، ہم نے اس کو بھی لے کر چلنا ہے، اگر اُن کو کہیں پر یہ feeling ہوئی ہے کہ میری اس بات سے اُن کی دل آزاری ہوئی ہے تو میں on the floor of the House اُس کی معذرت کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: مہربانی Thank you very much جی، میاں صاحب!

قائدِ حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! جب صبح ہماری بات Business Advisory Committee میں بیٹھ کر بڑی detail سے ہو گئی تھی تو بہتر ہوتا کہ آپ نے یہ کہا تھا کہ ہم وہاں آپ کے چیمبر میں بیٹھ کر اس پر ساری بات کریں گے اب ہماری متعلقہ ممبر کو confidence میں نہیں لیا گیا یہ ساری بات آپ سے ہوئی تھی کہ ساڑھے گیارہ بجے منسٹر صاحب آپ کے چیمبر میں

آ رہے ہیں اور وہاں یہ بات کریں گے اب direct انہوں نے یہاں پر آ کر ایوان میں بات کی ہے میرا خیال ہے اُن کا جو کہنے کا مقصد تھا کہ ان کا جو style تھا اس وقت مخاطب کرنے کا اس پر انہیں اعتراض تھا ۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ ہمارے لئے انتہائی قابل احترام ہیں no cross talk آپ ان کی بات سنیں۔

قائدِ حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! جو بات ہم نے وہاں بیٹھ کر آپ کے چیمبر میں طے کی تھی اگر اسی طرح سے یہ بات چلتی تو زیادہ بہتر تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! میں ایک گزارش کرتا ہوں کیونکہ منسٹر صاحب کسی تقریب میں تھے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کیونکہ یہ بات درست ہے کہ آپ کے چیمبر میں یہ بات ہوئی تھی کہ اس بات کو آپ کے چیمبر میں بیٹھ کر resolve کر دیا جائے اور سلجھا دیا جائے۔ یقیناً راحیلہ انور صاحبہ ہماری بہن ہیں ان کو وہاں پر بھی بلا لیا جائے اور رانا مشہود صاحب بھی وہاں پر آجائیں۔ وزیر ایجوکیشن کا version یہ تھا کہ کیونکہ یہ بات کل ایوان میں ہوئی ہے اور تمام media پر اس کو اچھالا گیا ہے، اُن کا کہنا یہ تھا اپنی طرف سے جو میرا موٴقف ہے یا دوسرے لفظوں میں اپنے بارے میں جو بات clear کرنا چاہتا ہوں اُس حد تک مجھے اجازت ہونی چاہئے تاکہ میں اپنی position کو clear کر سکوں۔ باقی آپ کے چیمبر میں جب آپ کہیں گے تو وہاں پر بیٹھ کر بات ہو جائے گی ۔ انہوں نے جو media کل کی proceeding کے حوالے سے میں جو خبریں آئی ہیں اس میں اپنی position کو clear کیا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں اس میں کوئی اعتراض والی بات نہیں ہے باقی جو Leader of the Opposition کہہ رہے ہیں وہ آج کل جبکہیں گے تو آپ کے چیمبر میں بیٹھ کر بات ہو جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: لاء منسٹر صاحب! بات یہ ہے کہ ایک بات یہاں پر on the floor of the House ہوئی۔ کل منسٹر صاحب نے یہاں پر آ کر، کیونکہ 11 بجے بالکل میرے چیمبر میں یہ بات طے ہوئی تھی چونکہ اجلاس کا ٹائم ہو گیا تھا اور ان کا wait کرتے رہے جو کسی تقریب میں مصروف تھے اور باقاعدہ وہاں پر ان کی speech تھی تو اب on the floor of the House آ کر انہوں نے اس چیز کی معذرت بھی کر لی ہے اور اپنا version بھی clear کر دیا ہے۔ میاں صاحب! اب میرے خیال

میں، ویسے آپ لوگ چیمبر میں بیٹھنے کے لئے لاکھ دفعہ آئیں لیکن اس سے بڑا فورم اور کوئی نہیں ہے جو بات انہوں نے clear کر دی ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ہم جا کر اپنی معزز بہن کو request کرتے ہیں وہ تو اسی انتظار میں چیمبر میں بیٹھی ہوئی تھیں کہ یہاں پر بات ہو گی۔ اگر یہاں پر بات ہو گئی ہے تو ہم انہیں request کرتے ہیں اور انہیں کہتے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: انہیں میری طرف سے کہیں کہ آپ ہمارے لئے انتہائی قابل احترام ہیں، آپ کی عزت اور وقار ہمارے لئے سب سے زیادہ عزیز ہے۔ وہ یہاں تشریف لے آئیں۔

(اس مرحلہ پر قائد حزب اختلاف اور دوسرے معزز ممبران حزب اختلاف م
حترمہ راحیلہ انور کو ایوان میں لانے کے لئے باہر تشریف لے گئے)

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں نے بات کرنی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! میرے خیال میں بات ہو گئی ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں محترم وزیر صاحب کی بہت شکر گزار ہوں اور آج caucus کے اندر بھی اپوزیشن کی خواتین کی طرف سے یہ معاملہ اٹھایا گیا تھا۔ میری ابھی محترم وزیر صاحب سے بات نہیں ہوئی تھی لیکن میں ان کو پچھلے دس گیارہ سال سے جانتی ہوں یہ ہمارے colleague رہے ہیں۔ میں نے ان کے behalf پر اُس وقت بھی کہا تھا کہ ان کا تعلق بہت respectable family سے ہے۔ وہ بہت reasonable آدمی ہیں، وہ معذرت کریں گے اور انہوں نے بغیر کسی قصور کے معذرت کی ہے میں ان کی شکر گزار ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ ایسا ہی ماحول ایوان کو چلانے کے لئے بہتر ہو گا۔

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: جی، انشاء اللہ ایسا ماحول ہی رہے گا۔ بہت شکریہ۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 244/14 میاں محمد اسلم اقبال، محترمہ شُنیلا رُوت، محترمہ سعدیہ سہیل رانا کی طرف سے ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر محترمہ راحیلہ انور ایوان میں تشریف لے آئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ راحیلہ انور صاحبہ! Welcome کہ آپ ایوان میں تشریف لے آئی ہیں، یہاں پر بات clear ہو گئی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 244/14 کا جواب آنا تھا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری تحریک استحقاق پر فیصلہ کر دیجئے کیونکہ آپ تحریک التوائے کار شروع کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! میں آج ہی چیمبر میں بیٹھ کر اس کا فیصلہ کر دوں گا۔ کیا یہ تحریک استحقاق ڈاکٹر صفدر صاحب سے متعلقہ تھی جو انہوں نے کالم لکھا تھا؟

شیخ علاؤالدین: جی، وہی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میں آج اس کا چیمبر میں بیٹھ کر فیصلہ کر دوں گا۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! تحریک التوائے کار نمبر 244/14 کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول نہیں ہوا اس کو next week تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر 244/14 کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 245/14 محترمہ شنیلا روت اور محترمہ سعدیہ سہیل رانا کی طرف سے ہے۔ یہ پڑھی جا چکی ہے اس کا جواب آنا تھا۔

ضلعی حکومت لاہور کی جانب سے انتہائی خطرناک قرار دی گئیں 267 فیکٹریوں کی منتقلی کو ایک بار پھر نظر انداز کرنا

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار نمبر 245/14 ہے اس کا جواب آ چکا ہے۔ یہ درست ہے کہ کچھ فیکٹریوں کے خلاف تحفظ ماحول ایکٹ (1997) مجوزہ 2012 کے تحت شکایات موصول ہوئیں کہ وہ متعلقہ قوانین کے معیار کے مطابق نہیں ہیں بلکہ وہاں خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ ان فیکٹریوں کی رپورٹ ہیڈ کوارٹر ماحول کو بھیجی گئی اور تحفظ ماحول ایکٹ کے تحت اب تک 70 فیکٹریوں کو Environmental Protection Order جاری ہو چکے ہیں اور باقی ماندہ کو بھی مرحلہ وار جاری

کئے جا رہے ہیں۔ مزید برآں 101 فیکٹریوں کو شوکاز نوٹس حال ہی میں جاری کئے گئے ہیں، 6 فیکٹریوں کو سیل اور 13 کو مکمل طور پر بند کیا جا چکا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کا جواب آ گیا ہے اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 252/14 محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کی ہے۔ یہ بھی پڑھی جا چکی ہے اس کا جواب آنا تھا۔

مال روڈ لاہور پر سر بمہر پلازے کی چیف سیکرٹری کی اجازت کے بغیر دوبارہ تعمیر جاری

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): شکریہ۔ جناب سپیکر! اس ضمن میں بیان کیا جاتا ہے کہ زیر بحث تعمیر 45 دی مال روڈ لاہور سے متعلقہ ہے۔ اس جگہ عرف عام میں Vanguard Books کی عمارت کہا جاتا ہے۔ اس موقع کا rehabilitation plan کی منظوری دفتر ٹی ایم اے، داتا گنج بخش ٹاؤن سے بحوالہ چٹھی نمبر 13-TO(P&C)-112 مورخہ 13-09-23 واپس لی جا چکی ہے۔ پہلے اس کی منظوری دی گئی تھی لیکن بعد ازاں اس میں نقائص کی بنیاد پر یہ منظوری واپس لے لی گئی ہے۔ بعد ازاں جب موقع پر تعمیر شروع کی گئی تو ٹاؤن انتظامیہ نے خلاف قانون تعمیر کے خلاف آپریشن کر دیا اور عملہ میں سے دن اور رات نگرانی کے لئے دو افراد متعین کر دیئے۔ متعلقہ سٹاف کی رپورٹ موقع پر تعمیر بند ہے اور کوئی تعمیر نہیں ہو رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کا جواب آ چکا ہے اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار 253/14 محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا اس کو next week تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر 253/14 کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 257/14 ڈاکٹر مراد راس، جناب احمد خان بھچر کی طرف سے ہے۔ اس کا جواب بھی آنا تھا۔

ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی جانب سے کمپیوٹرائزڈ نمبر پلیٹوں کی فراہمی میں گھپلوں کا انکشاف

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس سلسلے میں عرض ہے کہ گاڑیوں کی نمبر پلیٹ MTMIS پراجیکٹ کے تحت گاڑی مالکان کو فراہم کرنے کے لئے منصوبے کا آغاز 2003 میں اس وقت کے Information Technology Department نے کیا۔ نمبر پلیٹ کی فراہمی کی ذمہ داری مروجہ قانون کے تحت معاہدہ کے ذریعے جرمنی کی ایک کمپنی میسرز 3M کو تفویض کی گئی (کاپی جھنڈی "الف" پر لف ہے)۔ نمبر پلیٹ کی فروخت سے حاصل شدہ آمدنی فنانس ڈیپارٹمنٹ کی منظوری سے قائم کئے گئے۔ revolving fund A/c No. G-11278 میں جمع کروائی جاتی تھی جس میں متعلقہ کمپنی کو نمبر پلیٹس کی فراہمی کے بعد Revolving Fund Management Committee کی منظوری کے بعد ادائیگی کی جاتی تھی جس میں فنانس ڈیپارٹمنٹ کا ایک مستقل نمائندہ بھی شامل ہوتا ہے۔ اس کمیٹی کی تشکیل کی منظوری مورخہ 04-09-2006 کو چیف سیکرٹری صاحب کی زیر نگرانی ایک میٹنگ میں دی گئی تھی کاپی جھنڈی (ب) پر لف ہے محکمہ کے پاس نمبر پلیٹس کی وصولی اور اس کی ادائیگی کا تمام ریکارڈ محفوظ ہے جس کے مطابق کسی مرحلہ پر ادائیگیوں میں کسی قسم کی بے ضابطگی سامنے نہیں آئی۔ دراصل Revolving Fund سے نمبر پلیٹس کی ادائیگی کے علاوہ کسی بھی اور مقصد کے لئے پیسے نہیں نکلوائے جاسکتے لہٰذا Revolving Fund کے غلط استعمال کا تاثر قطعاً غلط اور بے بنیاد ہے۔ یہ بات بھی قیاس پر مبنی ہے کہ نمبر پلیٹ میں کوئی computerized چپ یا کیمرہ نصب ہوتا تھا۔ دراصل نمبر پلیٹ میں متعدد سکیورٹی فیچرز موجود ہیں جو ISO-7591 سے مطابقت رکھتے ہیں جو نمبر پلیٹس محکمہ کو مہیا کی جاتی تھی اس میں وہ تمام سکیورٹی فیچرز موجود تھے جن کا کمپنی سے معاہدہ ہوا تھا۔

جہاں تک پلیٹوں کے خام مال کا جرمنی سے درآمد کیا جانا اور پلیٹوں کا کراچی کی ایک مقامی کمپنی تیار کروائے جانے کا معاملہ ہے تو اس سلسلے میں حقیقت معلوم ہونے پر محکمہ نے بروقت punitive ایکشن لیا اور 3M نے سول کورٹ کو اپنے 375.316 ملین روپے کی ادائیگی کا دعویٰ کر رکھا ہے جس کا فیصلہ ہونا ابھی باقی ہے۔ نیز 26-فروری 2014 کو نمبر پلیٹوں کی خریداری کے نئے منظور شدہ ٹینڈر میں 3M کمپنی کو اس کی بری پرفارمنس کی بنیاد پر disqualify کر دیا گیا ہے۔ اس کمپنی کو اب

بھی 375.316 روپے کی ادائیگی ہونا باقی ہے جو پلیٹوں کی مقامی تیاری اور اس سے متعلقہ خلاف ورزی کے سلسلے میں ہونے والے قضیے کی بنیاد پر بقایا ہے۔ جب تک وہ معاملہ طے نہیں ہوتا اس وقت تک کمپنی کو ادائیگی نہیں کی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کا تفصیلی جواب آگیا ہے اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ جی، شیخ علاؤالدین صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 269/14 ہے اس کو پڑھ دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے کل ایک ruling دی تھی اور مہربانی کی تھی۔ میں اس ruling کو زیر بحث نہیں لانا چاہتا لیکن میں اس گورنمنٹ کے لئے اور ایوان کے وقت کو بچانے کے لئے ایک عرض کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کی ruling بجا ہے لیکن ابھی پلیٹوں کے سلسلے میں جو محترم پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جواب دیا ہے یہ میری تحریک التوائے کار نہیں تھی۔ انہوں نے پڑھ دیا، ایوان نے سن لیا اور آپ نے بھی مہربانی کی لیکن 17 لاکھ گاڑیوں کی پلیٹیں ابھی تک due ہیں۔ اس میں عوام کا کیا قصور ہے؟ انہوں نے اگر کمپنی کو ادائیگی نہیں کی ہے تو عوام نے ادائیگی کی ہوئی ہے۔ میں یہ بات ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں۔ اگر متعلقہ منسٹر یا متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری بیٹھے ہوتے تو میں انہیں ابھی concert کرتا کہ اس وقت 17 لاکھ لوگ پلیٹوں کے بغیر ہیں۔ ان کو سڑکوں پر ذلیل کیا جاتا ہے، ان کی گاڑیاں روکی جاتی ہیں کیونکہ گورنمنٹ نے گاڑیوں کی پلیٹیں نہیں دیں۔ اگر آپ نے یہی فیصلہ کرنا ہے جس پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے تو پھر ان کو محکمے سے ایک ٹیپ یا سی ڈی منگوا کر ایوان میں چلوا دیا کریں۔ ان کو بھی کیوں تکلیف دیتے ہیں ہم سن لیا کریں گے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار میں نے جمع کروائی تھی جس کا انہوں نے ابھی جواب دیا ہے۔ انہوں نے جو انٹی کرپشن کو رپورٹ دی ہے وہ کون سی رپورٹ ہے؟ میں بھی چاہتا ہوں کہ اس رپورٹ کو دیکھوں کیونکہ اس ساری انکوائری کو کافی حد تک روکا جا رہا ہے۔ اس میں چونکہ کافی لوگ ملوث ہیں جس کی وجہ سے روکا جا رہا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ انہوں نے جو رپورٹ ان پلیٹوں کے بارے میں انٹی کرپشن کو دی ہے وہ رپورٹ ذرا دکھا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ آپ کو رپورٹ کی detail بتا دیں گے کہ کون سی رپورٹ دی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جو میں اب عرض کرنے لگا ہوں اس میں 16 لاکھ افراد کا مسئلہ ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: پہلے ذرا گوندل صاحب کی بات سن لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ جو بات میں نے کہی ہے وہ مکمل ریکارڈ کے مطابق کہی ہے۔ اگر شیخ صاحب یا ڈاکٹر مراد راس کے علم میں کوئی بات ہے تو میرے پاس مکمل ریکارڈ موجود ہے اجلاس کے بعد یہ آجائیں ہم بیٹھ جائیں گے اور جو بھی متعلقہ محکمے کے ساتھ بات کرنی ہو یا ان سے وضاحت چاہئے ہو گی تو ان کو مکمل طور پر ریکارڈ دیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! اپنی تحریک کو پڑھ دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں جو تحریک پڑھنے لگا ہوں اس میں 16 لاکھ افراد کے روزگار کا مسئلہ ہے۔ اس کی وجہ سے لاہور کی سبزی منڈی اور فروٹ منڈی میں ہڑتال کا خطرہ ہے۔ میں یہ serious لفظ ڈر کے مارے بول رہا ہوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ بیان کریں۔

شیخ علاؤالدین: کہ آپ ان کو یہ کہہ دیجئے۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: پہلے ہڑتال ہوتی یا نہ ہوتی لیکن آپ نے ان کو پہلے ہی کہہ دیا ہے۔۔

شیخ علاؤالدین: نہیں، وہ اس لئے ہے کہ میرا تعلق ہے اور میں پہلے ہی inform کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، تحریک پڑھیں۔

فروٹ و سبزی منڈی لاہور کو لکھو ڈیر منتقل کرنے سے آڑھتیوں اور لوگوں کو پریشانی کا سامنا

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ راوی روڈ اور بادامی باغ کے درمیان وسیع و عریض فروٹ و سبزی منڈی کو منتقل کرنے کا منصوبہ زیر غور ہے۔ ملک کی یہ مایہ ناز فروٹ و سبزی منڈی جس کی بنیاد تقریباً 45 سال پہلے لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے بڑے غور و خوض اور بہترین پلاننگ کے تحت شروع کی۔ آج یہ دونوں منڈیاں تقریباً 16 لاکھ افراد کی کفالت کا ذریعہ ہیں اور ان منڈیوں کو بغیر کسی وجہ عجلت میں ایک ایسی جگہ پر لے جانا جو کہ کسی بھی صورت عوام کے مفاد میں نہ ہو گا کیونکہ جس جگہ منڈی کو لے جانے کی تجویز ہے وہاں کے لاجسٹک

اخراجات پر کوئی غور نہ کیا گیا ہے جو آخر میں عوام ہی کو ادا کرنے ہوں گے اور نہ اُن کاروباری لوگوں کا سوچا گیا جنہوں نے یہاں اربہا روپے کی سرمایہ کاری کی ہوئی ہے اور لاکھوں افراد کا روزگار متاثر ہوگا۔ حقیقتاً موجودہ منڈیوں کو بہت کم سرمائے سے اگلے ساٹھ سے ستر سال تک کے لئے بہترین قابل عمل بنایا جا سکتا ہے۔ اگر صرف دونوں منڈیوں کے سامنے ریلوے لائن کے ساتھ ناجائز تجاوزات کو ختم کر کے ایک اوور ہیڈ بنا دیا جائے تو منڈیوں کے سامنے ٹریفک کا مسئلہ ہمیشہ کے لئے حل ہو جائے گا۔ منڈیوں کے ساتھ ٹرک سٹینڈ عملاً ختم ہو چکا ہے۔ یہ جگہ منڈیوں کی extension میں بآسانی کام آ سکتی ہے۔ دوسری طرف کھوڈیر کا علاقہ جہاں منڈیوں کو تبدیل کرنے پر غور ہو رہا ہے وہ علاقہ دس سے پندرہ فٹ depression میں ہے اور اربوں روپے کی بھرتی سے بھی کبھی مسائل حل نہ ہوں گے۔ جہاں پر سیوریج سسٹم بھی کبھی درست نہ ہوگا جو ان منڈیوں کی بنیادی ضرورت ہوتی ہے۔ ان دونوں منڈیوں میں کاروباری آڑھتیوں نے اربوں روپے کی سرمایہ کاری، ایڈوانس ادائیگیاں، بیوپاریوں اور باغات وغیرہ کی خریداری کے لئے لگائے ہوئے ہیں۔ محرک یہ امر بھی معزز ایوان کے سامنے لانے پر مجبور ہے کہ لاہور لبرٹی مارکیٹ اور یہ سبزی اور فروٹ منڈیاں بالکل ہم عمر ہیں۔ لبرٹی مارکیٹ میں تمام ٹریفک 14 گھنٹے روزانہ بلاک رہتا ہے لیکن چونکہ لبرٹی مارکیٹ معاشرے کی Privileged Class کو Luxuries مہیا کرتی ہے سے منسلک ہے اس لئے وہاں وہ پیمانہ جو ان منڈیوں جو کہ ایک عام آدمی کی روزی روٹی کا ذریعہ ہیں اور ایک کروڑ عوام کو سبزی اور فروٹ مہیا کرتی ہیں پر نہ لگانا سمجھ سے بالا تر ہے اور ناقص منصوبہ بندی کی تاریخی مثال ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ کے پاس اس کا جواب ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! شکریہ۔ اس کا جواب موصول ہو چکا ہے اور عرض ہے کہ سبزی و پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور 1969 میں Lahore Improvement Trust موجودہ ایل ڈی اے نے قائم کی تھی۔ ان منڈیوں کا کل رقبہ 250 کنال ہے۔ ان منڈیوں کا شمار پاکستان کی آمدنی والی بڑی منڈیوں میں ہوتا ہے۔ ان منڈیوں میں پورے پاکستان اور ہمسایہ ممالک سے زرعی اجناس آتی ہے اور بذریعہ نیلام عام فروخت ہوتی ہے جو کہ نہ صرف لاہور شہر بلکہ دیگر شہروں کی ضروریات بھی پوری کرتی ہیں۔ اب منڈیاں گنجان آباد آبادیوں کے درمیان واقع ہونے کی وجہ سے بہت سارے مسائل کا شکار ہو چکی ہیں۔ ان منڈیوں میں

کاروباری حجم بڑھنے کی وجہ سے جگہ بہت تنگ ہو چکی ہے اور ساتھ ساتھ بہت سارے مسائل پیدا ہو چکے ہیں جن میں صفائی، ناقص سیوریج سسٹم، ناجائز تجاوزات اور پارکنگ وغیرہ کے مسائل ہیں۔ لاری اڈا اور ٹرک سٹینڈ ساتھ واقع ہونے کی وجہ سے منڈیوں کے اندر اور باہر مین روڈ پر اکثر ٹریفک جام رہتی ہے۔ منڈیوں میں بروقت مال نہ آنے کی وجہ سے زمینداروں اور کاشتکاروں کو کافی نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ انہوں نے اس نقصان سے بچنے کے لئے ان منڈیوں میں مال لانا ہی چھوڑ دیا ہے۔ دیگر منڈیوں میں مال لے جانے میں جو کہ مصنوعی قلت کا سبب بنتے ہیں جس سے نہ صرف مہنگائی میں اضافہ ہو رہا ہے بلکہ مارکیٹ کمیٹی کی آمدن بھی بری طرح متاثر ہو رہی ہے۔ یہ منڈیاں روڈ لیول سے تقریباً چھ فٹ نشیبی جگہ پر واقع ہونے کی وجہ سے بارشوں کے دنوں میں دو سے تین فٹ تک پانی میں ڈوبی رہتی ہیں۔ جس کی وجہ سے آڑھتی صاحبان کا کاروبار بری طرح متاثر ہوتا ہے اور وہ سراپا احتجاج بنے رہتے ہیں۔ آڑھتی صاحبان اور عوام کا مطالبہ ہے کہ ان منڈیوں کو کسی موزوں اور مناسب جگہ پر شفٹ کر دیا جائے تاکہ وہ سکون کے ساتھ وہاں اپنے کاررو بار کر سکیں۔ عوام کے اس مطالبہ کو مدنظر رکھتے ہوئے وزیر اعلیٰ پنجاب نے ان منڈیوں کو کھوڈیر کے مقام پر منتقل کرنے کا حکم جاری فرمایا ہے۔ جس کے لئے 1098 کنال زمین حاصل کر لی گئی ہے۔ یہ جگہ ان منڈیوں کی منتقلی کے لئے بہت موزوں اور مناسب ہے اور Ring Road کے بالکل ساتھ واقع ہے۔ یہاں موجودہ دور کے مطابق جدید اور ماڈرن سبزی، پھل و گرین منڈیاں بنائی جائیں گی جس میں تمام تر بنیادی سہولتیں، سڑکیں، پارکنگ، سیوریج سسٹم اور سٹریٹ لائٹ وغیرہ حاصل ہوں گی۔ ان منڈیوں کی تعمیر کے لئے باقاعدہ consultants کی خدمات حاصل کی جا رہی ہیں جو کہ آڑھتی صاحبان کے ساتھ باقاعدہ مشاورت اور ان کی ضروریات کے مطابق ماسٹر پلان تیار کرے گا اور اس ماسٹر پلان کے مطابق آڑھتی صاحبان کو دکانیں تعمیر کرنے کے لئے مناسب وقت دیا جائے گا۔ نئی جگہ پر منڈیوں کی منتقلی سے مال کی آمد میں اضافہ ہو گا اور کاروبار میں بھی بہتری آئے گی۔ لوگوں کے لئے وسیع کاروبار کے مواقع پیدا ہوں گے، مہنگائی میں بھی کمی آئے گی، قیمتوں میں استحکام پیدا ہو گا اور عوام کو مصنوعی مہنگائی سے نجات ملے گی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ بالکل حقائق کے منافی جواب دیا گیا ہے۔ منڈیوں کے بیوپاریوں کا میرے ساتھ تعلق ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے کہا ہے کہ ان کے مشورے سے کیا گیا ہے۔ میں یہ ثابت کر سکتا ہوں کہ وہ آج کل اتنے پریشان ہیں، آپ اس کو test

case بنالیں۔ میں ان کو ایک گھنٹے کے نوٹس پر آپ کے چیمبر میں بلاتا ہوں۔ وہ اتنے پریشان ہیں کہ آپ سوچ نہیں سکتے اور ان کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! دوسرا یہ کہ انہوں نے بس سٹینڈ کا ذکر کیا ہے، بس سٹینڈ تو ملتان روڈ پر چلا گیا ہے۔ ہو یہ رہا ہے کہ یہ اربوں روپے اس پر ضائع کرنا چاہتے ہیں اور میں صرف 30 کروڑ روپے میں اس منڈی کو modernate کر سکتا ہوں۔ اس کو بہترین منڈی بنا سکتا ہوں۔ میں سبزی منڈی اور فروٹ منڈی کے سارے بیوپاریوں کو بلا لیتا ہوں۔ یہ اپنی بات پر ٹھہریں اور یہ کہیں کہ ہم نے ان سے مشورہ کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! دیکھیں، بات یہ ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! دیکھیں، بات سنئے کہ آپ اس کو pending کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! نہیں، اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس کا جواب غلط ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، کوئی اصول ہوتا ہے، اگر جواب غلط ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات سنئے کہ اس کا جواب غلط ہے اور ان کے غلط جواب کو اس طرح نہیں مانا جا سکتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! پلیز، ایسے نہ کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات سنیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! sorry اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔ اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے اس لئے یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 273/14 محترمہ شُنیلا رُوت اور محترمہ سعدیہ سہیل رانا صاحبہ کی طرف سے ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ایسے نہیں ہو گا۔ آپ زیادتی کر رہے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! میں نے آپ کی ہمیشہ عزت کی ہے۔ میں نے کوئی زیادتی نہیں کی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ جواب حقائق کے منافی ہے---

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے اور اگر مزید کوئی بات ہے تو اس پر آپ تحریک استحقاق لے کر آئیں۔ میں نے کل اس پر ruling دے دی ہے۔ آپ اس پر بحث کئے جا رہے ہیں، اس پر بحث نہیں ہو سکتی اور بات ختم ہو گئی ہے۔ میں نے اس کو dispose of کر دیا ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! تحریک التوائے کار نمبر 273/14 کا جواب دیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!---

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! پلیز، اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اگر انہوں نے حقائق کے منافی بات کی ہے---

جناب قائم مقام سپیکر: اگر حقائق کے منافی ہے تو آپ اس پر تحریک استحقاق لے کر آ جائیں کہ یہ غلط جواب دیا گیا ہے تو میں اس کو take up کر لیتا ہوں اور یہ کمیٹی کے سپرد کر دوں گا وہ اس پر فیصلہ کر لیں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! کسی آڑھتی نے یہ رائے نہیں دی اور وہاں پر جو دکاندار بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے ضرور کہا ہو گا۔ کسی بندے کی رائے کے مطابق یہ رپورٹ نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! دیکھیں، بات یہ ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میری عرض سن لیں اور میں آپ سے گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جواب پڑھ دینے سے، چاہے وہ غلط جواب آگیا یہ تو کوئی بات نہ ہوئی؟ میں آپ سے بڑے وثوق کے ساتھ کہتا ہوں---

جناب قائم مقام سپیکر: اگر آپ سمجھتے ہیں کہ غلط جواب ہے---

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جس طرح شیخ صاحب نے بات کی ہے آپ آدھے گھنٹے کا ٹائم دے دیں۔ تمام آڑھتی یہاں پر آ جاتے ہیں اور آپ ان سے بات کر لیں۔ یہ کسی کے روزگار کا مسئلہ ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ عوام کا ایوان ہے اور اس پر ان کا بھی حق ہے---

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! بات یہ ہے کہ انہوں نے اس پر جواب دے دیا ہے اگر آپ سمجھتے ہیں کہ غلط جواب ہے۔۔۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ غلط جواب ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ اس پر تحریک استحقاق لے آئیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈیپارٹمنٹ نے اس کا جواب دے دیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ غلط جواب ہے اور میں یہ ثابت کر دوں گا۔ میرا ان کے ساتھ تعلق ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! آپ اس پر تحریک استحقاق لے آئیں۔ جی، آپ next تحریک التوائے کار کا جواب دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں پوری ذمہ داری کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہ جواب غلط ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں، بات یہ ہے، آپ کی بات بالکل ٹھیک ہو گی۔ آپ ایک کام کریں کہ آپ اور میاں صاحب اس پر تحریک استحقاق لے آئیں۔ میں اس کو کمیٹی میں بھیجتا ہوں اور پندرہ دن کے اندر اس کی رپورٹ منگوا لیتے ہیں اور اس کو دیکھ لیتے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! وہاں پر تین یا چار سو کے قریب آڑھتی جو وہاں پر مالک ہیں یہ صرف بتا دیں کہ ان میں سے کتنے آڑھتیوں نے کہا ہے کہ یہاں سے یہ منڈی لے جاؤ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر!۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ان آڑھتیوں میں سے مجھے یہ دو کے نام بتا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ ان کی بات سنیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! فرمائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! میں اس معاملے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بنیادی طور پر جب آپ نے اسے dispose of کر دیا ہے تو مزید اس پر بحث نہیں ہو سکتی ہے۔ یہ نہ صرف آپ کی بلکہ اس ایوان کی بھی توہین ہے۔ اس کے علاوہ عرض یہ ہے کہ

شیخ صاحب! سپیکر صاحب کی ruling بھی آچکی ہے کہ میں ان کا جواب دے سکتا ہوں۔ اگر آپ اونچا بول سکتے ہیں تو ہم بھی اونچا بول سکتے ہیں۔۔۔

شیخ علاؤالدین: اگر غلط جواب دیں گے تو ضرور بولیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): آپ ایوان کی بھی توہین کرتے ہیں اور سپیکر صاحب کی رولنگ کی بھی توہین کرتے ہیں، جب یہ تحریک التوائے کار dispose of ہو گئی ہے تو اس پر بحث کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ اس تحریک التوائے کار کا جواب دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! اگر یہ غلط جواب دیں گے تو ہم بولیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! میں نے اس تحریک التوائے کار کو dispose of کر دیا ہے۔ آپ اس پر تحریک استحقاق لے آئیں میں اس کو take up کر کے کمیٹی کے پاس بھیجوں گا۔ تحریک التوائے کار نمبر 273/14 محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ اور محترمہ سعدیہ سہیل رانا صاحبہ کی طرف سے پیش کی گئی ہے۔ اب کسی بھی تحریک التوائے کار پر بحث نہیں ہو گی۔ اگر اس پر کسی کو کوئی اعتراض ہے تو پھر رولز کے مطابق آپ تحریک استحقاق لے آئیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! اگر غلط جواب دیا جائے گا تو ہم بولیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اس پر تحریک استحقاق لے آئیں میں اس کو کمیٹی کے پاس بھیجوں گا۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ اس تحریک التوائے کار کا جواب دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! اگر غلط جواب آئے گا تو ہم بولیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! اگر غلط جواب آئے گا تو ہم اس پر بات کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں ۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ آپ رولز کے مطابق تحریک استحقاق لے کر آئیں میں اس کو کمیٹی کے سپرد کروں گا۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ آپ Chair سے اس طرح مخاطب ہوں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ جواب دیں۔

لاہور کی ڈسپنسریوں اور بنیادی، دیہی مراکز صحت میں ادویات نہ ہونے کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): شکریہ۔ جناب سپیکر! محکمہ کے ماتحت دیہی مراکز صحت، بنیادی مراکز صحت ڈسپنسریوں، ایم سی آئی سنٹرز، ڈی ایچ کیو اور ٹی ایچ کیو جن کی ادویات کی خریداری کے لئے سالانہ بجٹ 4 کروڑ 80 لاکھ روپے ہے۔ ان میں سے پی آر ایس پی کا بجٹ الگ ہے۔ محکمہ صحت نے ادویات کی خریداری کر لی ہے متعلقہ دیہی مراکز، ڈسپنسریوں، ایم سی آئی سنٹرز، ڈی ایچ کیو اور ٹی ایچ کیو میں سپلائی بھیج دی گئی ہے۔ اس وقت ان تمام سنٹروں میں ادویات موجود ہیں، اس سے پہلے بھی ادویات موجود تھیں جو لاکھوں مریضوں کو مفت دی جا رہی ہیں۔ ان کا علاج بھی کیا جا رہا ہے، ای ڈی او (ہیلتھ) لاہور کے ماتحت کسی بھی مرکز صحت، ڈسپنسری میں کسی بھی مریض کی طرف سے کوئی شکایت عدم اعتماد نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے اب یہ تحریک التوائے کار dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 14/274 جناب محمد صدیق خان صاحب، محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ اور محترمہ سعدیہ سہیل رانا صاحبہ کی طرف سے پیش ہوئی ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس کا جواب آگیا ہے؟

لارج سٹی پیکج کے تحت چار بڑے شہروں کا ترقیاتی بجٹ سٹی گورنمنٹ لاہور کو جاری کرنا

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! یہ درست نہ ہے کہ چار بڑے شہروں یعنی ملتان، فیصل آباد، گوجرانوالہ اور راولپنڈی کے اضلاع کی مختص شدہ ترقیاتی رقوم میں سے ضلع لاہور کی سکیموں کو فنڈز جاری کئے جا رہے ہیں، مبلغ 5 کروڑ، 8 کروڑ، 6 کروڑ 7 لاکھ روپے بالترتیب جو نشاندہی کی گئی ہے وہ رقم در حقیقت ضلع لاہور کے حصہ ہی کی ہے۔ ضلع لاہور کی سکیموں کو فراہم کی گئی ہے، جس سے دیگر چار بڑے شہروں کی سکیمیں ہرگز متاثر نہیں ہو رہیں جبکہ Rescue 1122 کے تین نئے سنٹرز رائے ونڈ، گجومتہ اور مانگا منڈی میں قائم کئے جا رہے ہیں، ان سنٹرز کے فنڈز

بالترتیب 7کروڑ 6کروڑ 98لاکھ 61ہزار 7سو،25لاکھ 42ہزار روپے کل 21کروڑ چالیس لاکھ روپے بھی لاہور شہر کے حصہ سے ہی جاری کئے گئے ہیں۔ حقیقتاً موجودہ مالی سال کے ترقیاتی بجٹ میں block allocation پانچ بڑے شہروں لاہور، ملتان، فیصل آباد، گوجرانوالہ اور راولپنڈی کے لئے مختص کی گئی ہے۔اس block allocation میں سے پانچ بڑے شہروں کی ضروریات کے تحت ترقیاتی منصوبہ جات کے لئے رقم جاری کی جاتی ہے۔ جس میں لاہور شہر کے علاوہ 3۔ارب 70کروڑ روپے ملتان، فیصل آباد، راولپنڈی اور گوجرانوالہ کے ترقیاتی منصوبوں کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔ جوں جوں ان شہروں کے ترقیاتی منصوبوں کی انتظامی منظوری یعنی administrative approval متعلقہ اتھارٹی کو جاری کی جاتی ہے۔ محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ان اداروں کو ترقیاتی فنڈز جاری کر دیتا ہے۔ اب تک اس block allocation سے لاہور شہر کے علاوہ فیصل آباد کے ترقیاتی منصوبوں کے لئے 97کروڑ روپے جاری کئے جا چکے ہیں۔ گوجرانوالہ اور راولپنڈی کے لئے مختص شدہ منصوبے ان شہروں کے منصوبوں کی انتظامی منظوری جاری ہونے کے بعد متعلقہ اداروں کو جاری کر دی جائے گی۔ ملتان کے لئے بھی 37کروڑ 33لاکھ 50ہزار روپے جاری کئے جا چکے ہیں۔ چونکہ لاہور صوبہ کا دارالخلافہ ہونے کے ساتھ ساتھ میگا سٹی بھی ہے، جس کی آبادی بھی دوسرے بڑے شہروں سے زیادہ ہے اس لئے اس کی ضرورت اور مسائل دوسرے شہروں کی نسبت زیادہ ہیں لہذا تناسب کے لحاظ سے اس شہر کا ترقیاتی فنڈ بھی حصہ سے زیادہ بنتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے اس لئے یہ تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 14/275 چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی طرف سے ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس کا جواب آ گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول نہیں ہوا اس لئے اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 14/294 بھی چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی طرف سے ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

فارڈ ریسرچ انسٹیٹیوٹ سرگودھا نے نااہل عملہ کی وجہ سے حکومت کو سالانہ کروڑوں روپے نقصان کا انکشاف

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): شکریہ۔ جناب سپیکر! محکمہ زراعت کا ادارہ فاڈر ریسرچ انسٹیٹیوٹ کے پاس اس وقت کل 116 ایکڑ رقبہ ہے جس میں سے 79 ایکڑ براہ راست جبکہ 27 ایکڑ تین پٹہ داران کاشت کرتے ہیں۔ گزشتہ کئی سالوں سے اس ادارے کا جو ٹارگٹ حکومت پنجاب کی جانب سے دیا جاتا رہا ہے وہ پورا کیا جا رہا ہے۔ یہ ادارہ 1981 میں باقاعدہ ڈائریکٹوریٹ کے طور پر کام کر رہا ہے۔ چاراجات کی فصلات پر ہر پہلو پر ریسرچ کر رہا ہے۔ اب تک اس ادارے نے چارے کی آٹھ فصلات کی تئیس نئی اقسام پیدا کی ہیں جن کی کاشت سے صوبہ بھر کے زمینداروں کو خاطر خواہ فائدہ حاصل ہو رہا ہے۔ گزشتہ تین سالوں کے دوران اس ادارے نے برسین کی دو، برسین سپر لیٹ انمول، جئی کی ایک، باجرہ کی ایک اور رائی گراس کی ایک نئی قسم دریافت کی ہے۔ اس سلسلے میں مزید ریسرچ جاری ہے، انشاء اللہ اگلے چند سالوں میں فصلات کی دو سے تین قسمیں مزید پیدا ہو جائیں گی۔ کسی بھی فصل کی نئی قسم دریافت کرنے کے لئے کم از کم دس سے بارہ سال کا عرصہ درکار ہوتا ہے اور یہ ایک مکمل ٹیم ورک ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں ایک قسم کا بیج دریافت ہوتا ہے۔ دفتر ہذا کی خوبصورتی کے لئے کچھ پھل دار پودے احاطہ میں لگائے ہوئے ہیں جس میں کچھ آم اور باقی کینو کے ہیں۔ ادارہ ہر سال کوشش کرتا ہے کہ اس سے زیادہ سے زیادہ آمدن ہو اور گزشتہ کئی سالوں سے ادارہ یہ آمدن حکومت پنجاب کے خزانہ میں جمع کروا رہا ہے، اس میں آموں کی آمدن بھی شامل ہے۔ ادارہ ہر سال لوسن کا بیج تیار کرتا ہے اور گزشتہ سال دو ایکڑ رقبہ سے 89 کلو گرام بیج پیدا کیا گیا۔ ادارہ کے پاس تمام مشینری مناسب شیڈ کے نیچے موجود ہے۔ ادارہ کے پاس چونکہ کل براہ راست 89 ایکڑ رقبہ زیر کاشت ہے جس میں زیادہ تر زرعی تجربات کئے جاتے ہیں جبکہ باقی ماندہ دستیاب رقبہ پر یہ فصلات بیج کے لئے کاشت کی جاتی ہیں۔ گزشتہ سال ادارے نے جوار کا 2849 کلو گرام باجرہ کا 506 کلو گرام، مکئی کا 2503 کلو گرام، برسین کا 1289 کلو گرام جئی کا 4747 کلو گرام اور لوسن کا 89 کلو گرام بیج تیار کیا۔ یہ بیج عام طور پر بڑی سیڈ کمپنیاں اور progressive کسانوں کو مہیا کیا جاتا ہے تاکہ وہ اس کو multiply کر کے مزید بیج پیدا کر سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اس تحریک کا جواب آ گیا ہے اب اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ آپ نے ابھی منڈیوں کے بارے میں شیخ علاؤالدین صاحب کی تحریک التوائے کار dispose of کر دی۔۔۔

(اذان ظہر)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ تحریک التوائے کار کے ذریعے جو مفاد عامہ کے بڑے بڑے مسائل ہیں اس پر ہمارے معزز ممبران بات کرتے ہیں حکومت کی توجہ ان مسائل کی جانب توجہ دلاتے ہیں لیکن یہاں یہ ایک روایت پڑ گئی ہے کہ کوئی بھی تحریک التوائے کار آئے اس کا جواب دے دیا وہ صحیح ہے غلط ہے۔ یہاں پر اس کو پڑھ دیا گیا اور پھر وہ close issue ہو گیا۔ ایک تو میری آپ سے درخواست ہے کہ خدارا across the board کوئی treasury benches سے ہے یا اپوزیشن سے ہے، مفاد عامہ کے اس طرح کے جو مسائل ہیں ان پر کبھی کوئی تحریک التوائے کار منظور بھی کر لیں، یہ ایوان آخر ہے کس لئے؟ اس کو منظور کر کے اس کے اوپر آپ debate کروائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ ماشاء اللہ۔۔۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب والا! میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ آپ نے وہ تحریک التوائے کار dispose of کر دی لیکن میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ تھا کہ اتنی اہمیت عامہ رکھنے والا مسئلہ ڈیڑھ کروڑ کی آبادی لاہور شہر کی ہے، ہم دوبارہ بھی اس تحریک التوائے کار کو لے آئیں گے، اپوزیشن کی طرف سے یہ تحریک التوائے کار لے آئیں گے۔ شیخ علاؤالدین صاحب اس ایوان کا قیمتی اثاثہ ہیں اور وہ ہمیشہ مفاد عامہ کے اہم مسائل پر بات کرتے ہیں لیکن بدقسمتی سے وہ حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہیں اور ان کی بات کو اس طرح serious لیا نہیں جاتا، میں یہ سمجھتا ہوں کہ فروٹ مارکیٹ، ویجیٹیبل مارکیٹ کو یہاں سے اٹھا کر اگر ہم بارڈر پر لے جائیں تو اس کا براہ راست اثر لاہور کے شہریوں پر پڑے گا،

مہنگائی ہو گی یہاں سے اگر پچاس کلو میٹر دور یا تیس کلو میٹر دور منڈی جاتی ہے تو اربوں روپیہ دوبارہ اس منڈی پر خرچ ہو گا، اگر محرک کا خیال یہ ہے کہ یہ جواب درست نہیں، آپ نے کہہ دیا کہ آپ تحریک استحقاق لے آئیں۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اگر کوئی محرک اس جواب سے مطمئن نہ ہو اور وہ مسئلہ انتہائی اہم نوعیت کا ہو، مفاد عامہ سے ہو جس کا براہ راست تعلق عوام کی زندگیوں سے ہو آپ اسے pending کر سکتے ہیں۔ میرے خیال میں میاں اسلم اقبال صاحب نے بھی یہی بات کی کہ یہ جواب درست نہیں ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ تحریک التوائے کار پر صرف جواب پڑھ دینے سے حکومت بری الذمہ نہیں ہو جاتی بلکہ اس میں جو حقائق ہیں، جو اصل مسائل ہیں جن کی طرف توجہ دی گئی ہے مقصد یہ نہیں ہوتا کہ حکومت کو زچ کریں بلکہ مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ مسئلہ جو بیوروکریسی کے ذریعے سرکاری محکموں کی نذر ہو گیا اور اس پر حکومت کی توجہ نہیں ہوتی تو اس پر توجہ ہو جائے، وہ مسئلہ حل ہو جائے اور عوام کو ریلیف ملے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی important مسئلہ ہے ہم کل ہی اسے دوبارہ take up کرتے ہیں اور ایک تحریک التوائے کار لے کر آتے ہیں- میری گزارش ہے کہ ہمارا اربوں روپیہ بچایا جائے اور لاہور کے شہریوں پر مہنگائی کی شکل میں براہ راست جو بوجھ پڑتا ہے اس سے انہیں بچایا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! میں بڑے احترام سے عرض کرتا ہوں کہ قائد حزب اختلاف کے لئے میرے دل میں بڑا احترام ہے، میں ساری اپوزیشن کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں اور ان کی کہی ہوئی بات اصلاح کے لئے ہمارے حکومتی بنچوں اور حکومت کے لئے بڑے معنی رکھتی ہے۔ سپیکر کی رولنگ کے بعد قائد حزب اختلاف کی اتنی بڑی بات کر دینا رولز میں ایسی کوئی گنجائش نہیں ہے کوئی ایسا قانون نہیں ہے اور پھر Coming from the Leader of the Opposition میں گزارش کروں گا سپیکر نے ایک رولنگ دے دی اور اس کے بعد اتنی لمبی سٹیٹمنٹ دینا اور پھر سپیکر کی رولنگ پر کہنا کہ اس کو اس طرح نہیں کیا جانا چاہئے تھا اس کو اس طرح handle کیا جانا چاہئے تھا میرا خیال ہے کہ یہ بات ہمارے مہذب قائد حزب اختلاف کو زیب نہیں دیتی۔

جناب قائم مقام سپیکر: راجہ صاحب! بہت شکریہ

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں نے ایک construction بات کی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! میری بات سنیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جی۔

جناب قائم مقام سپیکر: تحریک التوائے کار کا مقصد ایک بات گورنمنٹ کے notice میں لانا ہوتا ہے، میں نے کل rules کے مطابق اس پر رولنگ بھی دے دی ہے اور آج دوبارہ بھی اس پر کہتا ہوں کہ یہ ایک exercise چلی آرہی ہے جو آج سے نہیں بلکہ میرے خیال میں بہت سے سالوں سے چلی آرہی ہے۔ اب اگر آپ اس پر ووٹنگ کرانا چاہتے ہیں رولز تو یہ کہتے ہیں کہ آپ اس پر ووٹنگ کروالیں، maximum تحاریک التوائے کار اپوزیشن کی طرف سے ہیں اگر میں ہر تحریک التوائے کار پر ووٹنگ کروانے بیٹھوں تو میرا نہیں خیال کہ یہاں پر اپوزیشن کی کسی ایک تحریک التوائے کار کا بھی جواب دیا جا سکے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری عرض سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، شیخ صاحب! اب آپ تشریف رکھیں، مہربانی کر دیں یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ اب آپ میری بات سنیں، مجھے رولز کے مطابق چلنے دیں آپ نے بات کر دی انہوں نے جواب دے دیا ہے اب ہم سارا دن اسی بحث میں پڑے رہیں گے۔ آپ کہیں گے کہ آپ کی بات ٹھیک ہے وہ کہتے ہیں کہ ہماری بات ٹھیک ہے۔ اگر آپ کو اس پر اعتراض ہے تو آپ اس پر تحریک استحقاق لے کر آئیں تو اسے کمیٹی کے پاس لے کر جائیں گے۔

شیخ علاؤالدین: وہ ہم لائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ اس پر دوبارہ تحریک التوائے کار دینا چاہتے ہیں مجھے بتائیں کہ میں کس کی بات کو valid قرار دوں۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ آپ کی بات ٹھیک ہے، پارلیمانی سیکرٹری صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہماری بات ٹھیک ہے۔ مجھے بتائیں کہ میں اس میں کیا کروں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے اور بات کر دی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! یہ کوئی طریق کار نہیں ہے۔ مجھے رولز کے مطابق ایوان چلانے دیں۔

شیخ علاؤالدین: تین ہزار روپے کے اشتہار پر توجہ دی جا سکتی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! یہ کوئی طریق کار نہیں ہے۔ اگر آپ کو اعتراض ہے اور آپ اس پر ووٹنگ کرانا چاہتے ہیں اور ایوان میں بحث کرانا چاہتے ہیں تو میں نے کل اس پر رولنگ دے دی ہے۔ اگر

اب آپ کہیں گے تو میں ووٹنگ کروالوں گا، اس ایوان میں ممبران کی جتنی strength ہے اس کے 63 ممبر اس پر ووٹنگ کر لیں گے اور ہم بحث کے لئے ایک دن fix کر لیں گے۔ اس کے لئے دو گھنٹے ٹائم ہوتا ہے آپ اس میں پورا ٹائم بحث کرتے رہیں لیکن یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ اگر آپ کو اس پر اعتراض ہے تو تحریک استحقاق لے آئیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! میرے خیال میں آپ تشریف رکھیں۔ ان کو جواب دینے دیں یہ بات بہت لمبی ہو گئی ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں نے آپ سے request کی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! میں ابھی out of turn آپ کی تحریک التوائے کار لیتا ہوں۔ تحریک التوائے کار نمبر 315/14 ڈاکٹر مراد راس صاحب کی ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس کا جواب دیں۔

محکمہ صحت کی عدم توجہ اور لاہور کے ہسپتالوں کی انتظامیہ کی نااہلی کے باعث ویسٹ تلف نہ کرنے کی وجہ سے موذی امراض میں اضافہ

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! ہسپتالوں کا کوڑا کرکٹ، خراب اور بے کار ادویات اور طبی آلات غیر محفوظ طریقے سے ضائع کئے جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں عرض ہے کہ محکمہ صحت پنجاب پاکستان انوائرمنٹ پروٹیکشن ایکٹ 1997 پر سختی سے عمل پیرا ہے جس کے تحت حکومت پاکستان نے Hospital Waste Management Rules 2005 بنائے ہیں جن کی روشنی میں محکمہ صحت ہسپتالوں کی باقاعدہ Hospital Waste Management Committee کی تشکیل دی ہے۔ یہ کمیٹی ہسپتال کے کوڑا کی مناسب تلفی کے لئے سخت monitoring کرتی ہے، سخت اقدامات کئے جاتے ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب تھوڑا اونچا بولیں چونکہ سنائی نہیں دے رہا۔

جناب قائم مقام سپیکر: volume زیادہ کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): Hospital waste کی مناسب طریقے سے تلفی کے بارے میں اہم اقدامات اٹھائے گئے ہیں اور اس ضمن میں وقتاً فوقتاً ہدایات جاری کی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ حکومت پنجاب نے وفاقی حکومت کے تعاون سے 14 ضلعی ہسپتالوں میں Hospital Waste کے لئے Incinerator مہیا کئے ہیں اور waste کو اکٹھا کرنے اور اس سے متعلقہ سامان ہسپتالوں کو مہیا کیا گیا جس میں مختلف رنگوں کی بالٹیاں، سیفٹی بکس سرنج کٹر وغیرہ شامل ہیں۔ ہسپتال کے waste کی تلفی اور آگاہی کے لئے ہیلتھ ایجوکیشن کے معلوماتی پمفلٹ اور پوسٹر بھی مہیا کئے جاتے ہیں۔ مزید برآں حکومت پنجاب نے لاہور کے ہسپتالوں کا پیدا شدہ waste بہتر انداز سے تلف کرنے کی خاطر Lahore Waste Management Committee سے معاہدہ کرنے کا جائزہ لیا ہے۔ اس طریق کار کے تحت ہسپتالوں کا کوڑا کرکٹ زیادہ مؤثر انداز میں تلف کیا جا سکے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ! آپ اپنی تحریک التوائے کار out of turn لے لیں۔ ڈاکٹر صاحب! پلیز اس پر کوئی comment نہیں ہے، no comment ڈاکٹر صاحب! آپ میرے لئے قابل احترام ہیں no comment

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری میرے ساتھ گنگا رام اور جناح ہسپتال چلیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! اس پر کوئی بحث نہیں sorry تشریف رکھیں۔ جی، محترمہ تحریک التوائے کار نمبر 380/14 پیش کریں۔

پانی کے بلوں میں اضافہ سے شہریوں کو پریشانی کا سامنا

محترمہ فائزہ احمد ملک: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ کی منظوری کے بغیر واسا ایل ڈی اے نے پانی کے بلوں میں دو سو فیصد تک اضافہ کر دیا ہے جس کی بناء پر لاہور کے شہری بلبلا اٹھے ہیں۔ تین مرلہ گھروں کو 220 روپے سے 330 روپے بل بھجوایا جا رہا تھا واسا نے چھوٹے بڑے گھروں کا یکساں ریٹ 660 روپے مقرر کر دیا ہے۔ تفصیلات کے مطابق واسا انتظامیہ نے ایک سے تین مرلہ کے گھروں کے پانی کے بلوں میں سو سے دو سو فی صد اضافہ

کیا ہے جس سے شہری بلبلا اٹھے اور واسا دفاتر کے چکر لگانے شروع کر دیئے۔ شہر میں پانی کے 6 لاکھ 11 ہزار کنکشن ہیں جن میں 95 ہزار کمرشل ہیں، 1997 سے قبل ان پر میٹر نہیں لگائے جاتے تھے یوں چھوٹے گھروں کو اوسطاً بل 220 روپے سے 330 روپے بھجوایا جا رہا تھا۔ ایسے بغیر میٹر کے کنکشنوں کی تعداد سوا دو لاکھ سے زائد ہے۔ حکومتی عہدیداروں اور بعض افسران نے ملی بھگت کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ کی منظوری کے بغیر ایل ڈی اے سے اس کی منظوری لی اور چھوٹے گھریلو کنکشن جن پر میٹر موجود نہیں تھے ان کو بلوں میں میٹر والے کنکشن ظاہر کر کے بلوں کا یکساں ریٹ 660 روپے مقرر کر دیا۔ شہریوں نے اس پر شدید احتجاج کرتے ہوئے کہا کہ پٹرول بجلی اور اشیائے ضروریہ کی قیمتوں میں اضافے سے ہم پہلے ہی پریشان تھے واسا نے پانی بھی پہنچ سے دور کر دیا جو کہ ان کے ساتھ سراسر زیادتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): شکریہ۔ جناب سپیکر! اس سلسلے میں وضاحت یہ ہے کہ واسا لاہور نے بلوں میں اضافہ کا کوئی نیا نوٹیفکیشن جاری نہیں کیا۔ بل نوٹیفکیشن 2004-04-07 کے ٹیرف کے مطابق جاری کئے جا رہے ہیں، نوٹیفکیشن کی کاپی ایوان کی میز پر موجود ہے۔ نوٹیفکیشن مورخہ 1998-02-11 کے مطابق تمام نئے کنکشن کو میٹر کنکشن کے طور پر لگایا جا رہا ہے اور نیا کنکشن بغیر میٹر منظور نہیں کیا جا رہا نوٹیفکیشن کی کاپی ایوان کی میز پر موجود ہے۔ علاوہ ازیں لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی سب کمیٹی کی سفارشات مورخہ 2004-02-28 کے مطابق پہلے سے موجود بغیر میٹر کنکشنوں کو مرحلہ وار meter category میں تبدیل کیا جا رہا ہے اس کی کاپی بھی ایوان کی میز پر موجود ہے۔ اس وقت کل 6 لاکھ 41 ہزار 744 کنکشنوں میں سے meter category کنکشن کی تعداد 6 لاکھ 14 ہزار 260 ہے جبکہ 27 ہزار 484 کنکشن un metered ہیں، ان un metered کنکشنوں کو meter category میں تبدیلی کا عمل جاری ہے۔ اس طرح اس تاثر کو بھی ختم کیا جا سکے گا کہ یکساں رقبہ رکھنے والوں سے یکساں بل وصول نہیں کیا جاتا۔ واسا ٹیرف کے مطابق ایک تا پانچ مرلہ گھریلو کنکشن کے پانی کا اوسطاً استعمال 10 ہزار گیلن ماہانہ ہے اور اس کا ماہانہ بل تقریباً 326 روپے بنتا ہے جس میں واٹر بل 168 روپے سات پیسے، سیور بل 117 روپے 2 پیسے سینی ٹیشن فیس 37 روپے ایک پیسہ اور فکس چارجز بنک سروسز چارجز تین روپے شامل ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے لہذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے شوگر ملوں کے بارے میں ان سے پوچھنا تھا۔۔۔

سرکاری کارروائی

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! میں اس کے بعد پوچھ لیتا ہوں۔ابھی آپ تشریف رکھیں۔آج کے ایجنڈا پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔

قواعد کی معطلی کی تحریک

MR ACTING SPEAKER: Now, we take up the Punjab Reproductive, Maternal, Neo-natal and Child Health Authority Bill 2014. Minister for Law may move the motion for suspension of Rules.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNEMNT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the requirements of Rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be dispensed with under Rule 234 of the Rules ibid for immediate consideration of the Punjab Reproductive, Maternal, Neo-natal and Child Health Authority Bill 2014."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That the requirements of Rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be dispensed with under Rule 234 of the Rules ibid for immediate consideration of the Punjab

Reproductive, Maternal, Neo-natal and Child Health Authority Bill 2014."

The motion moved and the question is:

"That the Requirements of Rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be dispensed with under Rule 234 of the Rules ibid for immediate consideration of the Punjab Reproductive, Maternal, Neo-natal and Child Health Authority Bill 2014."

(The motion was carried.)

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون تولیدی، میٹرنل، نومولود و چائلڈ ہیلتھ اتھارٹی پنجاب مصدرہ 2014

MR ACTING SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Punjab Reproductive, Maternal, Neo-natal and Child Health Authority Bill 2014.Minister for Law may move the motion for consideration of Bill.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNEMNT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Reproductive, Maternal, Neo-natal and Child Health Authority Bill 2014, as recommended by the Standing Committee on Health, be taken into consideration at once."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Reproductive, Maternal, Neo-natal and Child Health Authority Bill 2014, as recommended by

the Standing Committee on Health, be taken into consideration at once."

There is an amendment in it. The amendment is from Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Mr Muhammad Siddique Khan, Dr Murad Raas, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmad Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Khurram Shahzad, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Qazi Ahamad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Mr Khurram Jahangir Wattoo, Khawaja Muhammad Nizam ul Mehmood, Rais Ibrahim Khalil Ahmed, Makhdoom Syed Ali Akbar, Mrs Faiza Ahmed Malik and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! تمام معزز ممبران حزب اختلاف نے آپس میں مشورہ کیا تھا اور یہ فیصلہ ہوا ہے کہ in good gesture ہم یہ amendment withdraw کرتے ہیں۔ لیڈی ہیلتھ ورکرز کا مسئلہ بہت پرانا چلا آ رہا ہے۔ دو سال پہلے سپریم کورٹ کا فیصلہ آیا اور اس فیصلے کی روشنی میں یہ قانون سازی کی جا رہی ہے۔ چلیں، دیر آید درست آید۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ قانون سازی پورے ایوان کی طرف سے متفقہ طور پر ہونی چاہئے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترم قائد حزب اختلاف اور تمام معزز ممبران حزب اختلاف کے اس جذبے کو appreciate کرتا ہوں۔ یقیناً اڑتالیس ہزار لیڈی ہیلتھ وزیٹرز ہیں اور اس کے علاوہ 1947 ان کی سپر وائزرز ہیں۔ یہ

پروگرام 1994 میں شروع ہوا تھا۔اس کے بعد جب یہ صوبوں کو devolve ہوا تو وفاقی حکومت نے پہلے پانچ سال یعنی 30-جون 2017 تک تمام اخراجات اور تنخواہوں کے سلسلے میں liability برداشت کرنا تھی لیکن اس بارے میں پچھلے کچھ عرصہ میں ایک ابہام سا رہا، یہ فیصلہ نہ ہو پایا اور اسی وجہ سے اس میں دیر ہوئی ہے۔اب یہ فیصلہ ہو چکا ہے اور اس اتھارٹی کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے جس کے ذریعے سے ان تمام پچاس ہزار کے قریب لیڈی ہیلتھ ورکرز کو regularize کیا جائے گا۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment is withdrawn. Now the motion moved and the question is:

"That the Punjab Reproductive, Maternal, Neo-natal and Child Health Authority Bill 2014, as recommended by the Standing Committee on Health, be taken into consideration at once."

(The motion was carried unanimously.)

CLAUSE 3

MR ACTING SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-12

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 17

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 17 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 18

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 18 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 19

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 19 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 20

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 20 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 21

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 21 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Reproductive, Maternal, Neo-natal and
Child Health Authority Bill 2014, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Reproductive, Maternal, Neo-natal and
Child Health Authority Bill 2014, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Reproductive, Maternal, Neo-natal and Child Health Authority Bill 2014, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

بحث

قبل از بجٹ بحث

(---جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: آج کے ایجنڈا پر next item, pre-budget discussion ہے۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ سالانہ بجٹ 15-2014 کے لئے معزز ممبران سے بجٹ تجاویز لینے کی غرض سے عام بحث کا آغاز ہو چکا ہے۔ آج بھی بحث جاری رہے گی جو ممبران اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں اور اپنے نام مجھے نہیں بھجوائے وہ اپنے نام مجھے بھجوا دیں۔ اس میں تمام معزز ممبران سے میری گزارش ہے کہ لسٹ بہت لمبی ہے اور اس میں پانچ منٹ کا وقت مقرر کیا گیا ہے تو ٹائم کو لازمی ملحوظ خاطر رکھیں اور پانچ منٹ سے زیادہ کوئی ٹائم نہیں لے گا۔ اس میں یہ بھی فیصلہ ہوا تھا کہ دو ممبران حزب اختلاف سے اور ایک ممبر حزب اقتدار سے لیا جائے گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! سپیکر چیمبر میں آپ نے بھی اور وزیر قانون صاحب نے بھی یہ بات فرمائی تھی کہ pre-budget discussion میں کوئی معزز ممبر جتنا بولنا چاہے بولے، اجلاس کے ایام کو بڑھانا چاہیں تو آپ وہ بھی بڑھا سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں۔ میاں صاحب! فیصلہ یہ ہوا تھا کہ قائد حزب اختلاف pre-budget discussion میں جتنی بات کرنا چاہیں گے اُنہیں ٹائم دیا جائے گا اور باقی تمام ممبران کے لئے پانچ منٹ time fix کر دیتے ہیں۔ یہ بہت لمبی لسٹ ہے اس طرح تو سب کو موقع نہیں مل سکے گا۔ میرے خیال میں اس پر بحث کے لئے کل کا آخری دن ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! کوئی بات نہیں ہے۔ کوئی ایسے rules نہیں ہیں اس کو ہم دو دن آگے بڑھا لیں گے۔ آپ اس طرح نہ کریں پھر آپ کہتے ہیں کہ ایوان کی کارروائی نہیں چلتی۔

(قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! یہ decide ہوا تھا۔ یہاں پر قائد حزب اختلاف موجود ہیں وہ بھی اس بات کو second کریں گے۔ سپیکر چیمبر میں اس پر بحث کے لئے پانچ منٹ کا ٹائم طے کیا گیا تھا۔ جی، رانا صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ روایت بھی ہے اور سپیکر چیمبر میں بھی یہ بات ہوئی تھی کہ قائد حزب اختلاف اور پارلیمانی لیڈرز کے لئے بحث کے لئے کوئی time limit نہیں ہے۔ باقی یہ بات ہوئی تھی کہ حزب اختلاف کے جتنے دوست ہیں اُن سب کو بات کرنے کے لئے موقع دیا جائے۔ اگر پانچ پانچ منٹ میں سارے دوست اپنی اپنی بات مکمل کر لیں گے تو زیادہ لوگوں کو موقع مل جائے گا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! وزیر قانون نے بھی ہماری بات کی تصدیق کی ہے۔ آپ نے ہر ممبر کے لئے پانچ منٹ fix کئے تھے اور مزید کہا تھا کہ دوست جتنا بھی بولنا چاہیں وہ بول لیں لیکن time binding کی کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔ وہاں پر یہ بات بھی ہوئی تھی کہ اگر اجلاس کو دو دن مزید بھی extend کرنا پڑتا ہے تو ہم extend بھی کر لیں گے۔ ہمارے سب ممبران کی خواہش ہے کہ آپ اس پر time limit نہ کریں۔ ہم کوشش کریں گے کہ repetition نہ ہو اور ضروری باتیں ہوں لیکن پانچ منٹ کے اندر ہمارے معزز ممبران کی تشنگی ہے اور وہ بات کرنا چاہتے ہیں تو میرے خیال میں آپ اس طرح کی قدغن نہ لگائیں۔ ہم کوشش کریں گے کہ پانچ سات منٹ کے اندر اپنی بات wind up کر لیں۔

ملک مظہر عباس راں: جناب سپیکر! یہ کیسی جمہوریت ہے کہ حزب اختلاف سے دو ممبران اور حزب اقتدار سے ایک ممبر بات کریں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: کل یہاں پر حزب اقتدار کے کافی ممبران موجود تھے تو انہوں نے بات کر لی تھی لیکن حزب اختلاف کے کسی ممبر نے بات نہیں کی تھی۔ (قطع کلامیاں)

کلو صاحب! پلیز، آپ تشریف رکھیں۔ میں نے آپ کی بات نوٹ کر لی ہے۔ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں یہ فیصلہ ہوا ہے۔ جی، رانا منور غوث صاحب!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! کل میری بات جاری تھی تو آپ نے ایوان کی کارروائی آج کے لئے ملتوی کر دی۔ میں اپنی تقریر میں ایک بڑا اہم نکتہ

پیش کرنا چاہتا ہوں۔ زراعت کو فروغ دینے کے حوالہ سے کل بات ہو رہی تھی۔ جس طرح ہماری حکومت نے الحمدللہ پچھلے tenure میں گرین ٹریکٹر سکیم کو روشناس کرایا اور لوگوں کو facilitate کیا۔ اس طرح سے نہری پانی کی بچت کرنے کے لئے laser level, introduce ہوا اور عام زمینداروں تک اُس کی سہولت دستیاب ہوئی جو حکومت کا ایک اہم کارنامہ ہے۔ اسی طرح سے زراعت کے فروغ اور citrus کے فروغ کے لئے ہماری quality export کو بہتر کرنے کی ضرورت ہے تو حکومت کو چاہئے کہ محکمہ زراعت international level پر ایسے contracts develop کرے جس سے ہمارے citrus کی پیداوار کا ہمارے صوبہ کو زیادہ سے زیادہ فائدہ ہو۔ اس سال citrus کا زمیندار بہت خسارے میں گیا ہے اور جن لوگوں نے citrus کی trade کی ہے وہ بھی پنجاب میں بہت خسارے میں گئے ہیں۔ اس دفعہ citrus میں ایک وائرس آیا تھا جس کا ہم بروقت علاج نہیں کر سکے۔ آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ سے میری یہ گزارش ہے کہ اس پر ایک بورڈ یا ایک کمیٹی بنائی جائے جس میں وزارتِ زراعت اور وزارتِ خزانہ کے لوگ شامل ہوں تاکہ اس کے ذریعے زمینداروں کو educate کر کے facilitate کیا جائے کہ اس بیماری سے کس طرح سے بچا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر! وزیراعلیٰ پنجاب ہمارے صوبہ میں حفظانِ صحت کی سہولتیں عام کرنے کے لئے ہر وقت کوشاں رہتے ہیں۔ اس وقت ہمارے ملک اور ہمارے صوبہ میں liver کی بیماریاں بہت زیادہ بڑھ رہی ہیں لیکن liver کا علاج کرانے کے لئے ہمیں ہمسایہ ممالک چائنا یا انڈیا جانا پڑتا ہے لیکن ہر مریض اتنا خرچہ afford نہیں کر سکتا تو میری استدعا ہے کہ liver transplant کے لئے صوبہ میں ایک بہت بڑا ہسپتال بنایا جائے اور اگر بہتر ہو تو ہر ڈویژنل ہیڈکوارٹر پر liver کے علاج کے لئے ایک Liver Transplant Centre قائم کیا جائے۔

جناب سپیکر! اسی طرح سے ہمارا محکمہ انڈسٹری یہ کاوش تو کرتا رہتا ہے کہ سمال انڈسٹری کو فروغ دیا جائے لیکن اس پر عملی طور پر آج تک بہت کم کام ہوا ہے۔ آپ سمال انڈسٹریل اسٹیٹ کو دیکھ لیں کہ ہر ڈویژنل ہیڈکوارٹر پر بنی ہوئی ہے اور صوبائی سطح پر ہمارے منسٹر صاحب، سیکرٹری صاحب اور محکمہ انڈسٹری کے سب لوگ شب و روز کام کرتے رہتے ہیں لیکن اس کا فائدہ چند ایک شہروں تک پہنچ رہا ہے تو میری یہ گزارش ہے کہ آئندہ بجٹ میں سمال انڈسٹری کو فروغ دینے کے لئے ایک بہتر پالیسی مرتب کی جائے تاکہ اس مہنگائی کے دور میں عام لوگوں تک یہ سہولت پہنچ سکے اور حکومت کی ایسی پالیسی ہونی چاہئے جس سے لوگ گھر بیٹھے بٹھائے اپنا روزگار کما سکیں۔

جناب سپیکر! اس دفعہ Sports Festival کا انعقاد اللہ کے فضل و کرم سے transparent طریقہ سے ہوا ہے اور اُس کا فائدہ Union Council اور village level تک پہنچا ہے۔ وہاں سے اُٹھ کر کھلاڑی صوبائی سطح پر آئے ہیں اس کو زیادہ سے زیادہ فروغ دینے کے لئے میری یہ submission ہے کہ آئندہ بجٹ میں ہر تحصیل ہیڈکوارٹر پر ایک سپورٹس سٹیڈیم ہونا چاہئے، اس میں تمام games ہونی چاہئیں اور کھلاڑیوں کے لئے تمام سہولتیں میسر ہونی چاہئیں۔

جناب سپیکر! ہمارا جو معدنیات کا شعبہ ہے، اس کی طرف خاص طور پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اس وقت ہماری معدنیات سے ہمارے صوبہ کو ایک خطیر رقم حاصل ہو رہی ہے۔ میرے ضلع سرگودھا سے اللہ کے فضل و کرم سے اس وقت معدنیات کی مد میں ہماری صوبائی حکومت کو تقریباً 60 کروڑ روپے کا فائدہ ہو رہا ہے اور آمدن آ رہی ہے۔ وہاں کے مزدوروں، مالکان اور جو لوگ اس انڈسٹری میں اپنا پورا کردار ادا کرتے ہیں ان کے لئے یہاں سے جو return جاتا ہے وہ کچھ نہیں ہے۔ ان کو نہ سڑکیں فراہم کی جاتی ہیں، ان مزدوروں کے لئے بہتر طبی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں اور اگر وہاں مزدوروں کے لئے کوئی ہسپتال یا کالج بن رہا ہے تو وہ نامکمل ہے۔ میری وزیر خزانہ سے آپ کی وساطت سے یہ درخواست ہے کہ آئندہ بجٹ میں معدنیات کے شعبہ کو زیادہ سے زیادہ develop کرنے کے لئے جہاں سے پتھر پورے پنجاب کو supply ہو رہا ہے۔ ان سڑکوں کو بہتر کرنے کے لئے، ان مزدوروں کے لئے جو وہاں پر دن رات کام کرتے ہیں اور پنجاب حکومت کو اربوں روپے کا فائدہ پہنچاتے ہیں۔ ان کی طبی اور تعلیمی سہولیات کو بہتر کرنے کے لئے ایک خطیر رقم آئندہ بجٹ میں رکھی جائے۔

جناب سپیکر! میری آپ کی وساطت سے گزارش ہو گی کہ ہمارے ملک میں جو سڑکوں کا infrastructure ہے اس کے link roads کو بہتر کرنے کے لئے زیادہ توجہ دی جائے۔ یہاں ایک دفعہ سڑک بنا دی جاتی ہے لیکن اس کو repair کرنے کے لئے کوئی پالیسی نہیں بنائی جاتی، جب بھی کوئی سڑک ٹوٹتی ہے اور وہ مکمل طور پر تباہ ہو جاتی ہے تو اس پر کروڑوں روپے لگائے جاتے ہیں لیکن اس کو لاکھوں روپے لگا کر بچایا نہیں جاتا۔ میری آپ کی وساطت سے گزارش ہے کہ وزیر خزانہ آئندہ بجٹ میں اس پر ایک consensus develop کریں اور حکومتی سطح پر ایک پالیسی بنائی جائے کہ جو سڑکیں بنیں ان کی تعمیر اور مرمت کے لئے ایک سپیشل فنڈ ہر سال رکھا جائے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔ جی، محترم میاں محمود الرشید صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! شکریہ۔ بجٹ کے حوالے سے قبل از بجٹ بحث کے اجلاس کا انعقاد خوش آئند بات ہے۔ ممبران اسمبلی یہاں پر تجاویز بھی دیں گے، باتیں بھی کریں گے، مشورے بھی دیں گے لیکن وہی ہوگا جو پچھلے 60 سال سے ہوتا آ رہا ہے کہ bureaucrats اپنی ہی مرضی کے facts and figures اور ساری چیزیں ڈال کر بجٹ پاس کرنے سے دو دن پہلے اس ایوان میں بیس بیس کلو گرام کی کتابیں رکھیں گے۔ ہم سارے "ہاں" کرنے پر مجبور ہوں گے اور وہ بجٹ پاس ہو جائے گا۔ کیا بہتر ہوتا کہ سٹینڈنگ کمیٹیاں بجٹ سازی میں اپنا کردار ادا کریں۔ ان سٹینڈنگ کمیٹیوں کا کیا function ہے؟ یہ سٹینڈنگ کمیٹیاں اس ایوان کا ایک آئینی ادارہ ہیں۔ یہ اچھا ہوتا اب نہیں آج سے تین ماہ پہلے جیسا کہ شروع میں یہ بات ہوتی رہی کہ دسمبر یا جنوری میں قبل از بجٹ بحث کے لئے اجلاس ہوگا، سارے محکموں سے متعلق development and non development expenditures و دیگر سارے اہداف کے حوالے سے سٹینڈنگ کمیٹیوں کے پاس یہ proposals جاتیں۔ یہاں جو سینتیس اڑتیس سٹینڈنگ کمیٹیاں ہیں جن میں حکومتی بنچوں اور اپوزیشن کے بنچوں کے ممبران بھی شامل ہیں، وہ آزادانہ طور پر اپنے وسائل اور مسائل کا موازنہ کرتے اور اس کے بعد اپنی ترجیحات طے کرتے۔ وہ تو عوامی نمائندوں کا بجٹ ہوتا لیکن اب ہم دو دن کی بحث کرانے کے بعد یہاں سے چلے جائیں گے اور وہی ہوگا جو ہمیشہ ہوتا آیا ہے۔ میری وزیر خزانہ سے آپ کے توسط سے گزارش ہے کہ ابھی ایک ڈیڑھ ماہ باقی ہے آپ فوری طور پر یہاں ایوان میں ہونے والی discussion اور تجاویز کو سٹینڈنگ کمیٹیوں کے حوالے کریں کہ وہ بجٹ کو compile کریں۔ وہ تجاویز دیں، وہ ابتدائی بجٹ کا خاکہ، اہداف، ترقیاتی، غیر ترقیاتی اخراجات اور ترجیحات لے کر آئیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! وہ لے کر آئیں تو ہم کہیں گے کہ یہ عوامی بجٹ ہے اور ان کو ایک task ملے گا۔ عوامی نمائندوں کا منتخب ہو کر آنے کا جو مقصد ہے وہ پورا ہوگا۔ وہ زیادہ بہتر سمجھیں گے کہ ہمارے ضلع میں صحت کے حوالے سے کیا چاہئے، تعلیم کے حوالے سے کیا چاہئے، لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو بہتر بنانے کے حوالے سے کیا چاہئے، انوائرنمنٹ کے حوالے سے کیا چاہئے اور اس کے کیا مسائل ہیں؟ اس لئے میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ اس روایت کو جنم دینا چاہئے بلکہ ہم آئندہ سے تمام سرکاری اہلکاروں اور bureaucrats کو پابند کریں کیونکہ ایک لگے بندھے طریقے سے یہ الفاظ کی jugglery ہے کہ چند figures کو اِدھر کیا اور چند figures کو اُدھر کیا۔ آپ پچھلے دس سال کے بجٹ اٹھا کر دیکھ لیں۔ اس میں ایک ہی سٹائل ہے، ایک ہی طرز اور ایک ہی mechanism آپ کو نظر آئے گا۔ ہم کو عوامی

نمائندوں کو empower کرنا چاہئے، ان کمیٹیوں کو empower کرنا چاہئے۔ یہ ایوان empower ہو اور سٹینڈنگ کمیٹیوں کے پاس یہ بجٹ تجاویز جائیں اور وہاں سے compile ہو کر پھر vet کرنے کے لئے bureaucracy اور متعلقہ محکمہ کے سیکرٹری کے پاس یا technocrats کے پاس بھجوا سکتے ہیں لیکن initially جو priorities ہیں وہ منتخب نمائندوں کی ہونی چاہئیں۔ وہ ان لوگوں کی ہونی چاہئیں کہ جو عوام سے mandate لے کر عوام کے مسائل کے حل کے لئے اور پنجاب کو درپیش challenges کا مقابلہ کرنے کے لئے اس ایوان میں آئے ہیں۔ میری وزیر خزانہ کو سب سے پہلی تجویز تو یہی ہے کہ اب بھی وقت ہے کہ آپ سٹینڈنگ کمیٹیوں کو یہ بھجوائیں اور ان کی تجاویز لیں اور ان کو priority دیتے ہوئے اس بنیاد پر آئندہ بجٹ کو compile کریں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر چند محکموں کے حوالے سے بات کروں گا۔ پچھلے سال یہاں پر وزیر اعلیٰ صاحب نے اعلان کیا اور وزیر خزانہ نے بھی اپنی بجٹ تقریر میں فرمایا کہ وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کا 30 فیصد خرچ کم کر دیا گیا ہے۔ اب دو دن پہلے جو وزیر خزانہ نے تقریر فرمائی تو اس میں کہا کہ 15 فیصد کم کر دیا گیا ہے۔ اب صحیح figure کیا ہے اور یہ کیوں بدلی گئی معلوم نہیں۔ بجٹ تقریر کے صفحہ نمبر 5 پر وزیر خزانہ یہ فرماتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے اخراجات میں ہم نے 30 فیصد کٹوتی کی ہے یا کمی ہے۔ آج سے دو تین دن پہلے انہوں نے جو تقریر فرمائی اس میں 15 فیصد بتایا ہے۔ پچھلے سال وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے لئے تقریباً 26 کروڑ روپیہ رکھا گیا تھا جبکہ اس میں کہیں اضافہ ہوا اور 42 کروڑ روپیہ خرچ ہوا۔ اس کے بعد 30 فیصد کٹوتی کی ہمیں یہاں خبر سنائی گئی۔ اس بجٹ میں 19 کروڑ 98 لاکھ روپیہ رکھا گیا لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اکتوبر میں ہی وہ سارا بجٹ utilize ہو گیا اور پانچ کروڑ روپے کی اضافی گرانٹ اکتوبر میں وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے لئے جاری ہو گئی۔ اس کے بعد دو کروڑ کی مزید اضافی گرانٹ جاری ہو گئی اور آئندہ جون تک پتا نہیں کتنے کروڑ روپیہ مزید وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے لئے جاری ہو گا۔ اسی طرح گورنر ہاؤس کے لئے بھی دو کروڑ روپے کی اضافی گرانٹ جاری ہو گئی ہے۔ علاوہ ازیں وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کی سکیورٹی کے لئے پچھلے دو تین مہینوں کے اندر 20 کروڑ روپے کے خطیر فنڈز جاری ہوئے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہمارا صوبہ ایک مقروض صوبہ ہے۔ وزیر اعلیٰ نے خود یہاں پر اعلان کیا کہ میں اپنے اخراجات میں کمی کر رہا ہوں۔ وہ کمی کی بجائے سارے فنڈز استعمال کر کے اکتوبر میں نئی گرانٹ لے لیتے ہیں۔ اس کے بعد 20 کروڑ روپیہ سکیورٹی کی مد میں لیتے ہیں۔ یہ بہت بڑی رقم ہے جو پنجاب کے غریب عوام کے خون پسینے کی کمائی اور ان کے ٹیکسوں سے حاصل کی ہوئی رقم

ہے۔اس کو اس بے دریغ طریقے سے سکیورٹی کے نام پر میرے خیال میں خرچ نہیں ہونا چاہئے تھا۔ پنجاب حکومت کے پاس 9 بلٹ پروف گاڑیاں پہلے سے موجود ہیں لیکن ایک ڈیڑھ ماہ پہلے چار نئی بلٹ پروف گاڑیاں جن کی قیمت کروڑوں میں بنتی ہے وہ منظور ہو گئی ہیں کہ چار نئی بلٹ پروف مرسیڈیز گاڑیاں وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے لئے آ رہی ہیں تو یہ چیزیں غور طلب ہیں تین ماہ پہلے ایک بلٹ پروف گاڑی کا شیشہ ٹوٹا جس کی قیمت 15 لاکھ روپے ہے،ایک ونڈ سکرین کا شیشہ ٹوٹنے پر one time 15 لاکھ روپے خرچ آیا ہے۔ ہم یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ یہاں سادگی کی،good governance کی اور لوگوں کے مسائل کی بات کی جاتی ہے لیکن دوسری طرف خاموشی کے ساتھ اتنے بڑے پیمانے پر اتنی زیادہ رقم کا خرچ کرنا،میں سمجھتا ہوں کہ اگر top level پر وزیر اعلیٰ،وزیر اعلیٰ ہاؤس، گورنر اور گورنر ہاؤس کے اخراجات کم نہیں ہوں گے۔وہ سادگی کا نمونہ پیش نہیں کریں گے تو نیچے پھر اللہ اللہ خیر صلیٰ پورے پنجاب میں جو ہونا ہے اس کا آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ پچھلے دنوں یہاں پر ایک Austerity Committee بنی تھی اس کمیٹی کا کیا بنا اور یہ فنڈز Austerity Committee کے preview میں بھی نہیں آئے اور وہاں discussion نہیں ہوئی یعنی وزیر اعلیٰ اور گورنر ہاؤس کے لئے Supplementary grant کے نام سے جو فنڈز لینے ہوتے ہیں وہ اس کمیٹی کے بھی دائرہ اختیار سے باہر ہیں۔ مجھے اس پر بھی اعتراض ہے جناب آپ تو یہاں اداروں کی بات نہ کریں آپ good governance کی بات نہ کریں اگر آپ بات کرتے ہیں اور institutions بناتے ہیں جو کمیٹی بناتے ہیں جو کمیشن بناتے ہیں جو ادارہ بناتے ہیں پھر اس کو empower کریں آپ کے سامنے کس کی مجال ہے کہ دم مارے کہ جب کمیٹی میں چیف منسٹر ہاؤس کے یا سیکرٹریٹ کے اخراجات میں اضافے کی بات کی جائے تو کمیٹی میں کسی کو انکار کرنے کی جرات کیسے ہو سکتی ہے؟ آپ ایک طریقہ اختیار کرتے ہیں اسی پر آپ بھیجتے اس کے preview میں یہ آتا اس طرح کی اہم چیزیں ان کے preview سے باہر نکال دی گئی ہیں اور پھر فوج ظفر موج ہے جیسے جاتی امرہ میں بھی وزیر اعلیٰ کے چار کیمپ آفس ہیں۔ خدارا یہ غریب صوبہ ہے، غریب ملک ہے کوئی ایک اپنا سیکرٹریٹ declare کر دیجئے یہ جگہ جگہ کیمپ آفس،مری میں کیمپ آفس،ماڈل ٹاؤن H-Block میں کیمپ آفس ہے اور جاتی امرہ میں بھی کیمپ آفس ہے، شاہراہ فاطمہ جناح میں بھی کیمپ آفس ہے اور Club Road پر بھی وزیر اعلیٰ کا سیکرٹریٹ ہے یہ declare کرنے سے کروڑوں روپے کے اخراجات میں اضافہ ہو جاتا ہے اور ہم سادگی کی بات کرتے ہیں۔ پھر دو دن پہلے بڑی مضحکہ خیز صورت حال ہوئی کہ جاتی امرہ میں قیمتی

جنگلی مور تھے مور پر جنگلی بلا حملہ آور ہوا تو اس پر جو وہاں 20 سکیورٹی اہلکار ہیں ان کو شوکاز نوٹس جاری ہو گئے ہیں کہ آپ کو معطل کیا جاتا ہے۔ بھئی! ہمارے پنجاب پولیس کے 20 اہلکار جنگلی موروں کے رکھوالے تھے کہ جو ڈکیتیاں، خون ریزیاں ہو رہی ہیں، جو لوگوں کی عزتیں اور آبروئیں لٹ رہی ہیں اس کے رکھوالے ہیں؟ یہ طرز زندگی ہمارے قائدین کو بدلنا چاہئے۔ پلیز ہمیں سادگی اختیار کرنی چاہئے۔ اور اسی سے ہم تاریخ میں اپنا نام بنا سکتے ہیں۔ یہاں پر لچھے دار اور دھواں دار تقریر کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ دنیا آپ کے عمل دیکھتی ہے کہ آپ کا عمل کیا ہے؟ یہاں پر جگہ جگہ ناکے لگے ہوئے ہیں اور اتنی بڑی تعداد میں لشکر ہمارے لوگوں کی حفاظت کر رہے ہیں تو اس کی طرف ہمیں توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ مالیاتی ڈسپلن لے کر آئیں اور یہ اوپر سے لے کر آئیں یہ نیچے سے نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ حکومت اپنے 1.2 ملین سرکاری ملازمین کی اگر خبر گیری نہیں کر سکتی تو 10 کروڑ عوام کی خبر گیری کیسے کرے گی روزانہ یہاں پر جلسے ہوتے ہیں اور جلوس نکلتے ہیں۔ نرسوں، لیڈی ہیلتھ ورکرز، کلرکوں اور ٹیچرز کی ہڑتال ہے۔ میں یہ کہوں گا وزیر خزانہ کو اس سطح پر پہنچنے سے پہلے کہ لوگ سڑکوں پر نکل آئیں، خواتین راتوں کو یہاں پر رہیں، ایک agitation ہو، ایک unrest ہو، پورے صوبے کے اندر بے چینی کی کیفیت ہو اس سے پہلے اپنے ملازمین کو سنبھالیں، یہاں تک آنے سے پہلے ہی آپ کو ان معاملات کو درست کر لینا چاہئے۔ ترقیاتی بجٹ کے حوالے سے 240۔ارب روپے انہوں نے مختلف مدات میں رکھے ہیں اور 50۔ارب روپے اس کے علاوہ ہیں اس میں، میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو رقم بجٹ کے اندر allocate ہوتی ہے مثلاً بجٹ میں راولپنڈی، ملتان، اور فیصل آباد میں میٹرو بس کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ بجٹ کی کتاب میں کسی جگہ اس کی approval نہیں ہے آپ block allocation سے نکالیں 30۔ارب روپے اس کو دے دو، 20۔ارب روپے اس کو دے دو، 35۔ارب روپے وہاں لگا دو، یہ کوئی democratic انداز نہیں ہے یہ بجٹ اسی لئے ہوتا ہے؟ آپ نے یہ کرنا تھا آپ اس بجٹ میں یہ رکھ دیتے کہ اتنے اتنے ارب روپے فلاں فلاں شہر میں اس کام کے لئے ہیں۔ ہاں block allocation میں کوئی urgent، miscellaneous آپ کے ذہن میں کوئی اچانک اس طرح کی بات آ جاتی ہے کہ آپ کو وہاں پر فنڈز درکار ہیں اس کے لئے تو بات سمجھ میں آتی ہے لیکن اتنی خطیر رقم وہ اس ایوان میں نہ آئے annual budget میں آئے اور آپ اپنی discretionary powers کو استعمال کرتے ہوئے یہ منصوبے مکمل کرنے لگیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ایک اچھی روایت نہیں ہے۔

جناب سپیکر! تیسری بات یہ ہے وزیر قانون صاحب کہتے ہیں کہ میٹرو بس پر30۔ارب روپے لگے تھے میں چیلنج کرتا ہوں آج ایوان میں کھڑے ہو کر کہ 30۔ارب روپے تو اس پر لگے تھے اس سے ملحقہ جتنے فلائی اوور،انڈر پاسز بنے ہیں ان پر کتنے ارب روپے لگے ہیں؟اور اس کے بعد اب تک 14۔ارب روپے لگ چکے ہیں اور اب مزید بھی خرچ ہو رہا ہے۔آپ چونگی امر سدھو سے لے کر گجو متہ کی طرف جائیں تو وہاں پر signal free zone کے نام سے 6۔ارب روپے کا فنڈ رکھ کر وہاں دھڑا دھڑ مار دھاڑ شروع ہے،ہزاروں لوگوں کو بے روزگار کر دیا گیا ہے اور وہاں پر ان کی دکانیں ختم کر دی گئی ہیں۔اب آپ ان کو compensation تو دیں گے لیکن وہ مارکیٹ پرائس کی بجائے آپ نے جو طریقہ وہاں پر رکھا ہوا ہے کہ اس کے مطابق دیں گے جو پیچھے دکاندار ہے وہ تو آگے آ گیا اس کی تو چاندی ہو گئی لیکن جس کی آگے ایک دو مرلے کی دکان تھی جب وہ ساری اڑ گئی اس کو آپ دس بیس لاکھ روپے دیں گے وہ تو بے چارہ ساری عمر کے لئے بھکاری بن جائے گا وہ اتنی رقم میں دوسرا کام بھی شروع نہیں کر سکے گا۔وہاں پر آپ 5/7۔ارب روپے لگا رہے ہیں۔اسی طرح بادامی باغ راوی روڈ جہاں پر 8۔ارب روپے آپ لگا رہے ہیں۔یہ میٹرو بس مجموعی طور پر ہم کو 70,80۔ارب روپے میں پڑ رہی ہے۔اب آپ راولپنڈی اور ملتان میں میٹرو بس منصوبہ بنا رہے ہیں،آپ شوق سے کریں بہتر ہوتا کہ آپ اس کو بجٹ کے اندر لے کر آتے۔یہاں پر discussion ہوتی پھر اس کے بعد funds allocate ہوتے اور پھر آپ وہاں پر خرچ کرتے تو میں آج بھی یہ کہتا ہوں کہ ہمارے پنجاب کے حکمرانوں کو اپنی priorities کو بدلنا ہوگا۔صرف میٹرو بس اگر آپ کے دماغ میں سما گئی ہے جو 70/60۔ارب روپے دوسرے شہروں کی میٹرو بسوں پر لگانے جا رہے ہیں۔آپ interior پنجاب کا infrastructure دیکھ لیں جو بالکل برباد ہو چکا ہے۔آپ لاہور سے دس بیس کلومیٹر نکلیں کنگن پور چلے جائیں،بصیر پور چلے جائیں،آپ نارووال سے شکر گڑھ اور شکر گڑھ سے نیناکوٹ چلے جائیں آپ پنجاب کی کسی بھی سڑک پر چلے جائیں مجھے پچھلے چار چھ ماہ میں مختلف ضلعوں میں جانے کا اتفاق ہوا ہے وہاں تباہ حال سڑکیں ہیں۔لوگ پتا نہیں کس طرح سے وہاں زندگی گزار رہے ہیں،وہ سڑکیں ٹریفک کے قابل نہیں ہیں،پتا نہیں ہمارے ایم پی ایز اس پر احتجاج کیوں نہیں کرتے؟

جناب سپیکر! میں وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ اربوں روپیہ ایک میٹرو بس پر لگانے کی بجائے آپ priorities بنا لیں کہ اس سال میں فلاں شہر میں ہم میٹرو بس چلائیں گے لیکن باقی جو رقم ہے اگر آپ 2/2،3/3۔ارب روپے ان اضلاع کو رابطہ سڑکیں اور ان کے ڈویلپمنٹ کے کام

کے لئے دے دیں تو پورے صوبے کے اندر جو ایک احساس محرومی ہے وہ ختم ہو گا اور ڈویلپمنٹ بڑی تیزی سے ہو گی اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کا بجٹ میں کہیں ذکر نہیں ہے لیکن آپ نے اربوں روپیہ اس کے اوپر لگا دیا ہے۔ اسی طرح سے لاہور کے اندر میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہاں 15/20 ارب روپے سے میٹرو بس سے ملحقہ route پر بڑی تیزی سے کام ہو رہا ہے۔ بد قسمتی سے شاید وہاں پر پاکستان تحریک انصاف کے ایم این اے اور ایم پی اے ہمارے تھے جو elect ہو گئے، ایک انتہائی اہم اور حساس علاقہ پنجاب یونیورسٹی کا نیو کیمپس پُل جہاں پر چھ سات بڑے ہسپتال شیخ زید ہسپتال، انمول ہسپتال، ڈاکٹر ہسپتال، جناح ہسپتال، شوکت خانم کینسر ہسپتال ہیں اور پنجاب یونیورسٹی سمیت درجنوں دیگر ادارے ہیں جن کی وجہ سے سارا دن وہاں پر ٹریفک جام رہتی ہے۔ میں پچھلے آٹھ ماہ سے متعدد دفعہ concerned quarter میں یہ عرض کر چکا ہوں کہ اس پر بھی ایک فلائی اوور یا انڈر پاس فوری طور پر بنا دیں۔ میں وزیر خزانہ کو بھی متوجہ کر رہا ہوں کہ وہاں سے صرف پی ٹی آئی کے لوگ نہیں گزرتے یا محمود الرشید اور مراد راس نہیں گزرنے بلکہ عام شہری بھی گزرتے ہیں۔ ہمارے جنوبی لاہور کا اس وقت سب سے بڑا issue یہ ہے کہ پورا لاہور آج واپڈا ٹاؤن، گلشن لاہور، الحجاز، ایل ڈی اے ایونیو، جوہر ٹاؤن اور درجنوں سکیمیں رائیونڈ روڈ اور ملتان روڈ تک بن گئی ہیں جن کی وجہ سے آبادی کا شدید pressure ہے لیکن یہاں پر میں آئے دن دیکھتا ہوں کہ آدھ آدھ، پون پون گھنٹہ چار پانچ دفعہ traffic lights کھلتی ہیں جس کے بعد وہاں سے گزر ہوتا ہے لہذا میں وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ لاہور کے اندر ڈویلپمنٹ کی activities جہاں پر دائیں بائیں فلائی اوور یا انڈر پاس کی ضرورت نہیں بھی ہے وہاں بڑی تیزی سے بنا رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ آپ یہ بھی بنائیں ہمیں کسی پر اعتراض نہیں ہے لیکن وہاں کا جو important problem ہے جس کی وجہ سے لوگ واقعی محسوس کر رہے ہیں اس کی شدید ضرورت ہے لہذا اس طرف بھی آپ کی نظر جانی چاہئے۔ آئندہ ترقیاتی پروگرام کے اندر اس کو ضرور شامل کریں تاکہ لوگوں کا یہ دیرینہ مسئلہ حل ہو سکے۔

جناب سپیکر! میں اس سے آگے وزیر خزانہ کو تجویز دینا چاہتا ہوں کہ یہ سکیمیں جن میں آپ فنڈز رکھ دیتے ہیں یہ fully funded نہیں ہوتیں۔ ہوتا یہ ہے کہ حکومت کو بعض اوقات double پیسے ادا کرنے پڑتے ہیں۔ ایک منصوبہ شروع ہو گیا تو اگلے سال اس کے لئے فنڈز نہیں ملے یا تھوڑے ملے تو وہ منصوبہ اگلے سال بھی مکمل نہیں ہوتا بلکہ وہ مزید اگلے سال پر چلا جاتا ہے جس کی وجہ سے construction cost میں تیزی کے ساتھ اضافہ ہو رہا ہے۔ میں اس کی دو تین مثالیں آپ کے

سامنے رکھوں گا کہ پنجاب اسمبلی کی بلڈنگ اس کا ایک منہ بولتا ثبوت ہے۔ چلڈرن ہسپتال فیصل آباد جس کے لئے پچیس ایکڑ زمین رکھی گئی جس کے لئے چند سال پہلے ایک ارب روپے کا اعلان ہوا لیکن اب سنا ہے کہ وہ جگہ کسی بس اڈے کو دے دی گئی ہے۔ وزیر آباد کارڈیالوجی ہسپتال اور برن ہسپتال بہاولپور بھی مثال ہیں۔ یہ تین چار مثالیں میں نے دی ہیں لیکن اس طرح کے بیسیوں منصوبے ایسے ہیں جو درمیان میں ادھورے پڑے ہیں۔

جناب سپیکر! میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ آپ جو بھی منصوبہ شروع کریں وہ fully funded ہو تاکہ اس میں یہ نہ ہو کہ رقم نہ ملنے کی وجہ سے آئندہ سالوں پر اس کی تعمیر یا تکمیل چلی گئی ہے کیونکہ اس کی وجہ سے گورنمنٹ کو بعد میں خطیر رقم خرچ کرنی پڑتی ہے۔ منصوبہ جو بھی شروع ہوتا ہے اس کی کوئی اہمیت ہوتی ہے کیونکہ وہ priority کی وجہ سے رکھا جاتا ہے۔ اگر اس کی تعمیر اور تکمیل سالوں تک پھیل جائے تو priority والا مقصد بھی فوت ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر! میری وزیر خزانہ سے گزارش ہو گی کہ آپ جو بھی سکیمیں دیں وہ fully funded ہوں۔ ایک بات میں یہاں پر ضرور کروں گا کہ ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن کمیٹیوں کے حوالے سے ایک تحریک استحقاق پیش ہوئی جو استحقاق کمیٹی کے پاس چلی گئی ہے کہ ضلع کی تعمیر و ترقی میں اپوزیشن کے لوگوں کو آپ نظر انداز نہ کریں۔ ہم آپ سے فنڈز نہیں مانگ رہے کہ ہمیں فنڈز دیں بلکہ ہم آپ سے یہ کہتے ہیں کہ جو elected لوگ elect ہو کر اس ایوان کا حصہ بن گئے ہیں ان کا یہ استحقاق ہے کہ اگر ضلع کے اندر کوئی بھی بڑا مسئلہ کوئی بڑی activity ڈویلپمنٹ کے حوالے سے یا عوام کے مسائل کے حوالے سے وہ کرنا چاہتے ہیں تو انہیں آپ ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن کمیٹیوں کا ممبر بنائیں جس سے سب کا فائدہ ہو گا۔ وہ لوگ جو elect ہو کر آئے ہیں اس سے ان کے mandate کا احترام ہو گا کوئی توہین نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر! میں مختصر سا آگے ایجوکیشن کی طرف بڑھتا ہوں۔ بدقسمتی سے ہم نے تعلیم کے شعبے کو یکسر نظر انداز کر دیا ہے اور پرائیویٹ سیکٹر کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہے۔ عوام کا کوئی پرسانِ حال نہیں ہے۔ آج سے تیس برس پہلے عام آدمی اپنے بچوں کو پڑھا سکتا تھا لیکن آج وہ سو دفعہ سوچتا ہے کہ میں اپنے بچوں کو تعلیم کہاں پر دلواؤں؟ یہاں پر تین طرح کا نصاب تعلیم اور تین طرح کے ادارے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ نصاب تعلیم ایک نہ ہونے اور اس پر کوئی کنٹرول اور grip نہ ہونے کی وجہ سے ہم ایک قوم کے طور پر یہاں سے آئندہ آنے والے بچوں کو تیار نہیں کر رہے بلکہ ہم مختلف

گروہوں اور طبقوں میں پوری قوم کو بانٹ رہے ہیں۔ ایک طرف Choueifat اور گرائمر سکول ہیں جن کی فیس ڈالروں میں ہوتی ہے اور بیس بیس، تیس تیس ہزار ہر مہینے کی فیس ہے جبکہ دوسری طرف وہ سکول جو گورنمنٹ کے ہیں ان کا کوئی پرسانِ حال نہیں ہے کیونکہ وہاں پر سٹاف اور دیگر چیزیں نہیں ہیں۔ ایک طرف دینی مدارس ہیں وہاں پر بھی بڑی تعداد میں لوگ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ یہ کس طرح سے انصاف ہو سکتا ہے کہ وہ بچے جو گرائمر سکولوں میں پڑھیں، وہ بچے جنہیں ہر طرح کی آسائش، ہر طرح کا equipment اور ہر طرح کی تیاری کے لئے سازگار ماحول ملے جبکہ دوسری طرف رزقِ حلال کمانے والا کوئی سرکاری ملازم چاہے وہ گریڈ اٹھارہ یا بیس کا بھی ہو تو وہ اپنے بچوں کو رزقِ حلال اور اپنے وسائل کے اندر رہتے ہوئے ان تعلیمی اداروں میں تعلیم نہیں دلوا سکتا۔ خدارا آپ کوشش کریں کہ پنجاب کے اندر آپ یکساں نصاب تعلیم لے کر آئیں۔ جب یکساں نصاب تعلیم آئے گا تو اس میں بہت سی چیزیں درست ہو جائیں گی۔ ایچی سن کالج میں پڑھنے والا بچہ اگر پنجاب کے کسی کھٹور کلاس میں بیٹھا، ٹاہلی کے درختوں کے نیچے اور گورنمنٹ کے open سکولوں میں بیٹھا وہی کتابیں اور وہی نصاب پڑھتا ہے تو پھر ایک competition کا ماحول ہو گا اور صحت مند ماحول ہو گا۔ اس سے بڑے بڑے پرائیویٹ تعلیمی ادارے دم توڑ جائیں گے لہذا اس پر فوری ضرورت ہے کہ ہم پرائیویٹ سیکٹر میں ان کی فیسوں اور curriculum کو لگام دیں اور باقی چیزوں پر سخت check رکھیں لیکن سرکاری سکولوں کے معیار کو بہتر بنائیں۔ بدقسمتی کے ساتھ اس وقت جو صورتحال ہے میں تھوڑا سا اس کی طرف آؤں گا کہ اس وقت پنجاب میں 57ہزار 998 گورنمنٹ کے سکول ہیں جن میں سے صرف 11ہزار 123 سکولوں کی بلڈنگ مکمل ہے جو تقریباً 18 فیصد بنتے ہیں۔ آگے دیکھیں تو پندرہ فیصد یعنی آٹھ ہزار سکول پنجاب کے اندر ایسے ہیں جن کی boundary wall نہیں ہے اور وہ سکول کھلے آسمان تلے ہیں۔ اس سے آگے دیکھیں تو چھ ہزار سکول جو دس فیصد بنتے ہیں ان میں پینے کا پانی نہیں ہے یعنی اگر کسی بچے یا ٹیچر کو پانی کی طلب ہوتی ہے تو وہ سکول سے باہر جائے گا یا گھر سے لے کر آ سکتا ہے لیکن سکول کے اندر نل، ہینڈ پمپ یا پانی کی سپلائی کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ اس سے بھی آگے دیکھیں تو انیس فیصد ایسے سکول ہیں جہاں پر لیٹرینیں نہیں ہیں۔ 7فیصد ایسے سکول ہیں جو ایک کمرے پر مشتمل ہیں۔ صرف ایک ضلع راجن پور میں 82 فیصد سکول ایسے ہیں جن میں بجلی نہیں ہے۔ یہ سارا authentic data ایک ICEF ادارے کے سروے کا ہے میں نے اس کو counter check کیا ہے جو تقریباً اس سے ملتا جلتا ہے۔ راولپنڈی جیسے شہر میں چوبیس فیصد سکولوں میں پینے کی پانی کی سہولت میسر نہیں ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارا

focus یہ ہے کہ چار دانش سکول بنا دیئے ان کو publicize کیا اور خوب ڈھنڈورا پیٹا جو بڑی اچھی بات ہے کہ آپ نے چار دانش سکول بنا دیئے یعنی ایک بچے کے اوپر بیس پچیس ہزار روپیہ ماہانہ خرچ کر رہے ہیں۔ یہ خرچ ضرور کریں لیکن ICEF کے سروے کے مطابق پنجاب کے اندر 80 لاکھ بچے جو school going age کے ہیں وہ سکول نہیں جا رہے ان کے لئے حکومت کیا بندوبست کر رہی ہے؟ میں وزیر تعلیم سے گزارش کروں گا کہ وہ بچے جو school going ہیں لیکن سکول نہیں جا رہے اُن کو سکول میں لانے کے لئے کوئی بندوبست کریں۔ اسی طرح بجائے اس کے کہ دانش سکول پر ہی آپ funding کریں، میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ کی priority یہ ہونی چاہئے کہ وہ سکول جو ہزاروں کے حساب سے ہیں۔ جن کے اندر missing facilities ہیں، کسی میں پانی نہیں ہے، کسی کی چار دیواری نہیں ہے، کسی میں بجلی اور پنکھا نہیں ہے۔ آپ ان سکولوں کو ریگولر کریں، ان کی missing facilities ختم کریں، ان کی چار دیواریاں مکمل کروائیں اور جو 80 لاکھ بچے سکولوں میں نہیں آ رہے ہیں انہیں سکولوں میں لانے کے لئے کوئی نہ کوئی طریق کار اختیار کریں۔ ایک بات اور بڑی alarming ہے کہ تعلیم کا جو total بجٹ ہے بدقسمتی کے ساتھ اس میں 86 فیصد non development ہے جبکہ صرف 14 فیصد بجٹ تعلیم کی اصلاح، ترقی اور باقی چیزوں کے لئے صرف ہوتا ہے۔ سیکنڈری ایجوکیشن کے لئے ضلع کی سطح پر ڈویلپمنٹ میں صرف دو فیصد بجٹ ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ سیکنڈری سطح پر پھر بھی بجٹ مل جاتا ہے لیکن پرائمری سطح پر جو grass roots level پر ہمارا سب سے بڑا مسئلہ ہے، وہاں پر فنڈز نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اب ہمیں اس پر توجہ کرنی ہوگی، ہمیں non development بجٹ کم کر کے ڈویلپمنٹ بجٹ میں اضافہ کرنا ہوگا اور جو سکولوں میں جانے کی عمر کے 80 لاکھ بچے سکول نہیں جا رہے تو اس طرف حکومت کو سنجیدگی کے ساتھ، جب تک یہ missing facilities نہیں ہوتیں اور لوگوں کو اس بات پر آمادہ نہیں کیا جا سکتا، نصاب تعلیم ایک نہیں ہوتا تو اس وقت تک لوگ شاید سکولوں میں آنے کے لئے راضی نہیں ہوں گے۔

جناب سپیکر! میں اگر صحت پر ہی بات کروں تو بہت لمبی بات ہو جائے گی۔ میں آگے بڑھتا ہوں تو صحت کے حوالے سے 60 فیصد مسائل کا تعلق پینے کے پانی سے ہے۔ بدقسمتی کے ساتھ اس وقت ہمارے بڑے شہروں میں بھی پینے کا صاف پانی میسر نہیں ہے تو حکومت نے اس سطح پر کیا کیا ہے؟ Basic Health Units جو باہر دیہاتوں اور قصبوں کے اندر ہیں، وہ خالی پڑے ہیں۔ میں وزیر

خزانہ سے گزارش کروں گا کہ وہ کسی کو میرے ساتھ بھجوادیں، میں آپ کوvisit کرواتا ہوں کہ بنیادی مراکز صحت کے اندر مقامی لوگوں میں سے کسی نے اپنے مال مویشی باندھے ہوئے ہیں، کوئی شادی گھر کے طور پر استعمال ہو رہا ہے، وہاں پر ڈاکٹر نہیں ہیں اور وہاں پر ادویات فراہم نہیں ہوتیں۔ اسی طرح سے ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹرز ہسپتالوں کی حالت بھی انتہائی دگرگوں ہے۔ شہر لاہور جو ڈیڑھ کروڑ آبادی کا شہر ہے تو میں وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ یہاں بھی کوئی 4/6 بڑے ہسپتال بنانے کے لئے آئندہ بجٹ میں provision رکھیں۔ میرے ساتھ آئیے میں آپ کو دکھاتا ہوں کہ کارڈیالوجی کا کیا حال ہے کہ وہاں پر ایک بیڈ پر چار چار مریض پڑے ہیں، ایمرجنسی میں آپ literally جا کر دیکھیں کہ وہاں پر تل دھرنے کی جگہ نہیں ہے اور مریض باہر بالکونیوں، ورانڈوں اور گراؤنڈوں کے اندر بیٹھے ہوئے ہیں کیونکہ اندر کوئی جگہ نہیں ہے۔ یہی حال میو ہسپتال اور جناح ہسپتال کا ہے تو یہ ڈیڑھ کروڑ کی آبادی کے لئے 5/7 ہسپتال بالکل ناکافی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ادھر ادھر میٹرو بس اور باقی جگہوں پر پیسے خرچ کرنے کی بجائے، حکومت کی جو بنیادی ذمہ داری ہے، لوگوں کے جان و مال کا تحفظ اور انہیں صحت اور تعلیم کی سہولتیں پہنچانے کے لئے بجٹ استعمال کریں۔

جناب سپیکر! ایک اور بہت بڑا مسئلہ جعلی ادویات کا ہے۔ سرکاری ہسپتالوں میں ادویات خریدنے کا ایک طریق کار ہے۔ وہ bid کرتے ہیں اور جو lowest ٹینڈر آ جائے تو اسے bulk ادویات کا order کر دیتے ہیں۔ اس سے یہ ہوتا ہے کہ ملی بھگت کر کے لوگ آپس میں pool کرتے ہیں اور مارکیٹ کے اندر جو third class ادویات ہیں، جن کا کوئی اثر نہیں ہوتا، ہسپتال کی انتظامیہ اس لگے بندھے اور ایک روایتی طریقے کی وجہ سے مجبور ہے کہ وہ ادویات خریدے اس لئے وزیر خزانہ سے میں گزارش کروں گا کہ جعلی ادویات کی روک تھام اور ہسپتالوں میں مفت ادویات کی فراہمی کے لئے ہنگامی بنیادوں پر آئندہ بجٹ میں اقدامات کرنے ہوں گے۔

جناب سپیکر! ایک اہم شعبہ امن و امان یعنی لاء اینڈ آرڈر کا ہے۔ پچھلے 5/6 سالوں میں 500۔ارب روپیہ ہم نے پولیس کے محکمہ کو دے دیا۔70/75۔ارب روپے ہم سالانہ انہیں دے رہے ہیں، ضمنی گرانٹس اس کے علاوہ ہیں، تھانہ کلچر کی تبدیلی کی یہاں پر بات ہوئی، قائد ایوان نے بھی کی، ہمارے وزراء بھی کرتے ہیں لیکن رتی برابر فرق نہیں پڑا۔ ایف آئی آر درج نہیں ہو رہی، رو دھو کے کوئی ایف آئی آر درج کروالے، کسی ایم پی اے کا دروازہ کھٹکھٹا کے یا کسی اور ذریعے سے اپنا اثر و رسوخ استعمال کر کے، کسی ایس ایچ او کو یا کسی ایس پی کو کسی پر رحم آ جائے تو وہ ایف آئی آر درج ہو گئی۔ ایف آئی آر درج

ہونے کے بعد اس کی تفتیش کے مراحل انتہائی خوفناک ہیں اور اس کاری ایکشن آپ نے آمنہ کی خودسوزی کی شکل میں دیکھ لیا جو کہ میڈیا کے ذریعے quote ہو گیا۔ ہر تھانے میں درجنوں ایسے واقعات ہیں کہ جس میں میرٹ کی بنیاد پر تفتیش نہیں ہوتی جس کی وجہ سے لوگوں کو انصاف نہیں ملتا۔ سٹریٹ کرائمز دن بدن بڑھ رہے ہیں، جرم کی شرح بڑھ رہی ہے، اشتہاریوں کو پکڑنے کے لئے کوئی سسٹم نہیں ہے اور یہ جو events اور activity ہوتی ہے کہ کسی جگہ پر بندے پکڑ لئے، پولیس مقابلے میں ڈاکو مار دیئے، مجموعی طور پر آپ پورے صوبے کو دیکھیں تو جتنی خطیر رقم ہم لوگوں کی جان و مال کے تحفظ کے لئے پولیس کو دے رہے ہیں، اس کے مقابلے میں ان کی کارکردگی نہ ہونے کے برابر ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں ایک تو روایتی پولیس کے انداز سے ہٹ کر سوچنا ہوگا۔ پراسیکیوشن بہتر نہیں ہے یعنی ایف آئی آر درج نہیں ہوتی، ایف آئی آر درج ہو جائے تو تفتیش ٹھیک نہیں ہوتی اور پراسیکیوشن نہ ہونے کی وجہ سے ملزمان چھوٹ جاتے ہیں۔ آج ہمارے معاشرے کا المیہ یہ ہے اور ہمارے پنجاب میں بھی یہ ہے کہ جس مجرم نے جرم کیا ہے، جس نے زیادتی کی ہے اور جس نے کسی کا حق مارا ہے، اسے سزا نہیں ملتی، اگر ان لوگوں کا speedy trial ہو، پراسیکیوشن صحیح ہو، تفتیش ہو اور مجرم کیفر کردار تک پہنچیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ لازماً جرائم کی شرح میں کمی واقع ہوگی۔

جناب سپیکر! تفتیش ناقص ہونے کی وجہ کیا ہے؟ وزیر قانون بھی یہاں پر موجود ہیں تو پولیس آرڈر 2002 کا آرٹیکل 155-C کہتا ہے کہ اگر تفتیشی تفتیش ناقص کرتا ہے یا انصاف کی راہ میں حائل ہوتا ہے تو اسے trial کیا جائے گا اور اسے 155-C کے تحت سزا دی جائے گی۔ میرا خیال ہے کہ شاید ایک بھی ایسا case نہیں ہے کہ جس کو ناقص تفتیش کی بناء پر پولیس آرڈر 2002 کے تحت ملازمت سے dismiss کیا ہو یا سزا دی گئی ہو۔ جب قانون کے اوپر عمل درآمد کا یہ حال ہوگا تو لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کسی طور پر بھی بہتر نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر! ٹریفک کے چالانوں کی آمدنی، کتنی دلچسپ بات ہے کہ 13-2012 کے بجٹ میں ایک ارب 55 کروڑ روپے ٹارگٹ تھا اور آمدنی ایک ارب 70 کروڑ روپے ہو گئی۔ اس سال وزیر خزانہ نے دو ارب 16 کروڑ روپے کا ٹارگٹ رکھا ہوا ہے کہ ٹریفک پولیس کے چالانوں اور جرمانوں سے ہمیں حاصل ہوگا، یہ تو ایک ٹارگٹ تک پہنچنے کے لئے دھڑا دھڑ عوام کے چالان تو ہو رہے ہیں لیکن ٹریفک کی بہتری کے لئے، عوام کے اندر ٹریفک قوانین سے آگہی کے لئے، شعور کی بیداری کے لئے،

ٹریفک کا ڈسپلن قائم رکھنے کے لئے کسی جگہ پر کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے بھی ہمیں خصوصی طور پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! پچھلے بجٹ میں یوتھ کی پروموشن اور یوتھ کی activities کے لئے ایک ارب 97 کروڑ 50 لاکھ روپے رکھے گئے۔ یہ اس رقم کے علاوہ ہے جو وزیراعلیٰ نے آج سے دو سال قبل ایک directive جاری کیا جس کی رو سے چار فیصد مزید مختلف departments جن میں District Departments کو اور حکومت کے جتنے بھی صوبائی departments ہیں، کو پابند کیا گیا ہے کہ دو فیصد وہ بھی دیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! میں آپ کو interrupt کر رہا ہوں۔ ہمارے colleague جو اس ایوان کے ممبر رہے ہیں، سینیٹر سردار محسن خان لغاری صاحب یہاں visitor گیلری میں موجود ہیں جنہیں میں انہیں خوش آمدید کہتا ہوں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں بھی انہیں خوش آمدید کہتا ہوں۔ یہ وہ directive ہیں کہ جن کی رو سے ہر ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو دو فیصد کا پابند کیا گیا اور پھر یہ

> Ensuring provision of fund by Local Governments and Provincial Government Departments for conduct of events in Punjab Youth Festival 2014

انہیں بھی کہا گیا کہ دو فیصد دیں۔ یہ ایک ارب 97 کروڑ روپے ہے جس کے علاوہ 4 فیصد یہ لگالیں تو یہ اتنی بڑی رقم بن جاتی ہے لیکن اس رقم کی آڑ میں جو لوٹ مار مچی ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ یوتھ فیسٹیول کے نام پر جو ڈرامہ یہاں پر سجایا گیا ہے اور اس پر یہاں ایوان کے اندر بھی بات ہوئی ہے کہ اخروٹ توڑنے کا ریکارڈ، الٹا ناچنے کا ریکارڈ اور بنیان پہننے کے ریکارڈ قائم کر کے ہم کس جگہ اپنی عزت افزائی کر سکتے ہیں اور کس جگہ پر ہم مقام بنانا چاہتے ہیں؟ یہ اتنی بڑی رقم، میں پورے یقین سے کہتا ہوں اور میں نے وزیراعلیٰ پنجاب کو لیٹر بھی لکھا ہے کہ لاہور شہر کے اندر یہ سارا کچھ ہو رہا ہے اور اتنا اس پر شور وغل ہوا، چیزیں زبان زد عام ہیں، آج تک اس Youth Festival کے اوپر اربوں روپیہ لگا ہے کوئی tender نہیں ہوا، کوئی pre qualification نہیں ہوئی، میں ان لوگوں سے جنہوں نے وہاں پر چیزیں supply کی ہیں ملا ہوں اُن لوگوں سے بات کی ہے کسی کے پاس کوئی work order نہیں ہے، کوئی written order نہیں ہے۔ یہ تو ظلم کی بات ہے کہ آپ یہ committee بنائیں اور اربوں روپیہ اُس

کے ہاتھ پر چھوڑ دیں اور شہنشاہوں کی طرح، ریوڑیوں کی طرح وہ بانٹتا پھرے کہ دس کروڑ کی یہ supply لے لو، پانچ کروڑ کی یہ supply لے لو، کوئی rule and regulation نہیں ہے۔ سرکاری رقم ہم اس طرح سے نہیں خرچ ہونے دیں گے، یہ عوام کے خون پسینے کی کمائی ہے Youth Festival ہے، youth activities کی promotion کے لئے آپ اس کی آڑ میں اگر یہ کریں اور Bank of Punjab سے دو لاکھ lunch boxes ملے ہیں، اُن کو order دیا گیا ہے کہ آپ supply کریں Bank of Punjab کس حیثیت میں کروڑوں روپے کا fund اس Youth Festival کی مد میں لگا سکتا ہے کسی کے پاس کوئی جواب نہیں۔ 265 روپے کا ایک lunch box وہاں پر supply ہوا ہے جس میں مشکل سے 60 سے 70 روپے کی چیزیں ہیں، pizza کا ایک ٹکڑا ہے، ایک biscuit کا چھوٹا سا پیکٹ ہے، ایک چھوٹا جوس ہے ایک tissue paper ہے اور ایک box ہے۔ یہ جو لوٹ مچی ہوئی ہے، یہ جو کرپشن کا بازار گرم ہے یہ Youth Festival کے نام پر۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بہتر تھا یہ اس طرح کا Youth Festival نہ ہوتا اور یہ اربوں روپیہ پاکستان کے غریب عوام کے جائز حقوق کے لئے اور دوسرے مسائل کے لئے وہاں پر لگایا جاتا۔ اگر انہوں نے یہ Youth Festival منانا ہی تھا تو council union کی سطح پر، ان funds کا مقصد کیا تھا؟ youth activities کو promote کرنا، sports کو promote کرنا، youth کی حوصلہ افزائی کرنا، اس سے کوئی انکاری نہیں، سب سے پہلے youth کی بات پی ٹی آئی نے کی، عمران خان صاحب نے بات کی، ہم نے بات کی اور پھر دیکھا دیکھی ہماری بات آپ نے بھی adopt کر لی۔ بڑی اچھی بات ہے اس سے youth کا فائدہ ہوگا اور ہو رہا ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں جس طریقے کے ساتھ یہ union council کی سطح پر کوئی بھی constructive کام youth کی promotion کے لئے نہیں ہوا۔ ہمیں توجہ دینی چاہئے کہ آئندہ بجٹ میں Youth Festival کے نام پر block allocation کرنے کی بجائے ہم details طے کریں کہ اس میں کتنی رقم آپ لگانا چاہتے ہیں اور کتنی رقم سے آپ نچلی سطح پر Union Council پر youth کی promotion کے لئے وہ کام کرنا چاہتے ہیں۔ میرے بعد دوسرے دوستوں نے بھی بولنا ہے میں کوشش کروں گا کہ wind up کروں۔ میں یہ سمجھتا ہوں، تین چار چیزوں کے حوالے سے میری وزیر خزانہ سے درخواست ہوگی کہ جب تک آپ وسائل کی منصفانہ تقسیم نہیں کریں گے اس وقت تک لوگوں کے مسائل حل نہیں ہوں گے۔ کسی ایک شہر پر آپ کا دل آجائے، کسی ایک علاقے پر وعدہ کر دیں وہاں تو آپ سب کچھ نچھاور کر دیں۔ اتفاق سے جس شہر پر آپ کا دل آیا ہے اس بارے میں

بھی یہ WFO بین الاقوامی ادارہ صحت کی report ہے کہ جو دنیا کے دس آلودہ ترین شہر ہیں اُس میں لاہور بھی شامل ہے یعنی آپ نے اربوں روپیہ تو لگا دیا لیکن لاہور اُن دس آلودہ ترین شہروں میں شامل ہے اس کا مطلب یہ کہ آپ لاہور کی مال روڈ، نہر اور گلبرگ سے باہر نکل کر دیکھیں کہ وہاں پر لوگوں کے حالات کیا ہیں، عام آدمی کس طرح سے زندگی گزار رہا ہے؟ ایک تو میں وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ وسائل کی منصفانہ تقسیم، دوسرا میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ حکومت کی اصل ذمہ داری تین چیزیں ہیں، لوگوں کے جان مال کا تحفظ لاء اینڈ آرڈر لوگوں کو صحت اور تعلیم کی سہولتیں، صحت کے بارے میں بھی میں نے تھوڑی سی بات کی کہ صحت بھی آپ نے مکمل طور پر private hospitals کے رحم و کرم پر لوگوں کو قصابوں کے سپرد کر دیا ہے۔ وہاں قصائی بیٹھے ہوئے ہیں جو private hospitals کے اندر کوئی عام آدمی تصور نہیں کر سکتا کہ اس کو اگر کوئی urgent تکلیف ہو گئی ہے تو وہ Doctors Hospital یا National Hospital یا Allied Hospital یا کسی اور hospital میں جا کر وہ اپنا علاج معالجہ کروا سکتا ہے خدارا اس پر آپ توجہ دیں، لوگوں کی جان مال کا تحفظ یقینی بنائیں، لوگوں کی تعلیم اور صحت کی ضروریات کا خیال رکھیں۔ سب سے ضروری بات یہ ہے کہ وہ سادگی کو اپنائیں، کفایت شعاری کو اپنائیں، یہ فوج ظفر موج جو ہمارے حکمرانوں کی حفاظت پر مامور ہے اور سکیورٹی کے نام پر جو کروڑوں روپیہ ہم خرچ کر رہے ہیں اس سے ہم اجتناب کریں آخر میں جناب سپیکر!

بقول شاعر:

جبر کا موسم کب بدلے گا ہم بدلیں گے تب بدلے گا
عمر بھر یہ خواہش رہی وہ اب بدلے گا وہ اب بدلے گا
محکوموں کو ملے گی شاہی اک دن
سب کا سب بدلے سب کا سب بدلے

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! انہوں نے ڈاکٹروں کو قصاب کیوں کہا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ نہیں محترمہ! نہیں، نہیں۔ پلیز! آپ تشریف رکھیں بڑی، مہربانی۔ میاں صاحب! آپ نے تو مائیک بھی بڑا لگوا لیا ہے اللہ خیر کرے آج۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! چیف منسٹر کی سیٹ encroach ہو گئی ہے تو مہربانی کر کے encroachment خالی کروائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، محترمہ لاء منسٹر صاحب سے کوئی بات کر رہی تھیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! کافی دیر سے encroach ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! مائیک تھوڑا چھوٹا نہ لگوائیں؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ ہی کا کام ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں جی، بات کریں میاں محمد اسلم اقبال صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! شکریہ۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ pre budget session کے حوالے سے جو discussion ہو رہی ہے اُس میں اچھی تجاویز بھی حکومتی بنچوں کی طرف سے اور اپوزیشن کی طرف سے آرہی ہیں جو کہ نئی روایات ہیں۔ اپوزیشن اور حکومتی بنچوں کی طرف سے جو تجاویز ہیں وہ وزیر خزانہ یہاں پر بیٹھے ہیں تاکہ ان کو بجٹ کے اندر دیکھ سکیں جہاں تک ان کی possibility ہے تو کیا اس لحاظ سے بہتر نہ ہوتا کہ بجٹ کے حوالے سے جتنا بجٹ استعمال ہو چکا ہے، اس کی utilization ہو چکی ہے، محکموں کے لحاظ سے one page summary جو ہے وہ اسمبلی کے اندر پیش کر دی جاتی تاکہ محکموں کی کارکردگی کے حوالے سے بھی ہمیں پتا چل جاتا کہ کتنا بجٹ استعمال ہو گیا اور کتنا باقی رہ گیا؟ کسی بھی ڈیپارٹمنٹ کی کارکردگی دیکھنے کے لئے آپ کے پاس اس کے سوا کوئی پیمانہ نہیں ہوتا صرف ایک یہی پیمانہ ہوتا ہے جس سے پتا چل سکتا ہے کہ متعلقہ ڈیپارٹمنٹ نے کیا کیا ہے، کتنا بجٹ استعمال کیا ہے، فنانس بل کے اندر جو باتیں کی گئی تھیں ان پر کتنی implementation ہوئی ہے؟ اس کی کارکردگی کا صرف اور صرف utilization سے ہی پتا چلتا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہی کہوں گا کہ آئندہ سالوں کا بجٹ اسی طرح پلان کیا جائے۔ یہاں فنانس منسٹر صاحب تشریف رکھتے ہیں میری گزارش ہوگی کہ صرف ایک one page summery سے پتا چل جائے گا کہ مختلف departments کی اس وقت position کیا ہے؟ میں کوشش کروں گا کہ 2013-14 کے بجٹ کے حوالے سے موجودہ حالات کے اندر جو محکموں کی کارکردگی ہے اسے بیان کیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ مثبت تجاویز بھی حکومت کو ضرور دی جائیں تاکہ لوگوں کی سوچ جو ہم تک پہنچی ہے اس سوچ کو اس اسمبلی کے فورم پر آپ کے توسط سے حکومتی بنچوں تک پہنچائی جائیں۔

جناب سپیکر! 2013-14 کے بجٹ کی اس کتاب میں فنانس منسٹر صاحب کی اس میزانیے کے حوالے سے تقریر لکھی ہے جو انہوں نے اُس وقت پڑھی تھی۔ میں کوشش کروں گا کہ ان کو اُن کی

ہی باتیں یاد کروائی جائیں جب انہوں نے اس وقت ڈیسک بجوائے، عوام کو خوش کیا، بیوروکریسی کو خوش کیا کہ جو باتیں انہوں نے ان کو لکھ کر دی تھیں انہوں نے وہ پڑھ دی ہیں اور اس کے بعد لوگوں کا کوئی پرسان حال نہیں رہا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! انہوں نے بڑے بڑے اچھے شعر پڑھے، ان شعروں سے عوام کی حالت تو نہیں بدلی لیکن حکومت کے حالات ضرور بدل گئے ہیں۔

نگاہ بلند سخن دل نواز جاں پرسوز
یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لئے

کتنا خوبصورت شعر انہوں نے تڑکا لگا کر یہاں پر پڑھا تھا۔ اس شعر کا کوئی اثر حکومت یا عوام پر اس حوالے سے پڑا ہے؟

جناب سپیکر! سب سے پہلے محکمہ پولیس کی کارکردگی کے حوالے سے میں بات کروں گا۔ فنانس منسٹر صاحب نے یہاں پر فرمایا کہ ہم reforms لے کر آ رہے ہیں۔ اس کی ہم بالکل support کریں گے اور ہمیں کرنی بھی چاہئے کیونکہ عوام کی جان و مال کا تحفظ حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ ان کی طرف سے جو مثبت باتیں آئیں گی ان کو ہم ضرور مانیں گے لیکن جو بجٹ انہوں نے پہلے پولیس کو allocate کیا اس کے رزلٹ بھی دیکھ لئے جائیں کہ ان کے رزلٹ کیا ہیں؟ یہاں پر اب یہ سلسلہ ہونا شروع ہو گیا ہے کہ انصاف لوگوں کو ملتا ہے لیکن مرنے کے بعد اس کا اعلان ہوتا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین) پہلے کوئی خودکشی کر لے، پہلے کوئی بھوک سے مر جائے، پہلے کوئی اپنے بچوں کو ذبح کر دے، کوئی نہر کے اندر چھلانگ لگا دے اور اس دنیا سے چلا جائے پھر وزیر اعلیٰ جا کر اعلان کرتے ہیں کہ اس کو انصاف ملے گا۔ اگر مرنے کے بعد انصاف ملنا ہے تو پھر پنجاب کی تمام عوام کو مر جانا چاہئے کیونکہ وزیر اعلیٰ مرنے کے بعد ہی انصاف دے سکتے ہیں اس سے پہلے تو اُن سے انصاف ہونا نہیں ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

حالیہ واقعہ جو مظفر گڑھ کے اندر ہوا اس نے حکومت کے چہرے سے پردہ ہٹا کر رکھ دیا اور انصاف کی قلعی کا پول کھل گیا۔ نہ صرف وہ واقعہ بلکہ سُنبل کیس جو ہوا تھا اس بارے میں بھی کسی کو نہیں پتا۔ PIC کے اندر تین سو سے زیادہ آدمی جعلی ادویات کھانے کی وجہ سے مر گئے۔ اس کی یہاں پر کوئی رپورٹ نہیں آئی، کچھ نہیں ہوا۔ شاہدرہ کے اندر سیرپ پینے سے لوگ مر گئے، کوئی رپورٹ نہیں آئی۔ اگر انہوں نے مرنے کے بعد ہی انصاف دینا ہے تو پھر یہ بجٹ کے اندر لکھ دیں کہ ہم نے لوگوں کو انصاف مرنے کے بعد دینا ہے اس سے پہلے نہیں۔

جناب سپیکر! جس دن یہ واقعہ ہوا، لاء منسٹر صاحب نے یہاں پر جو تقریر کی میرے پاس اُن کی تقاریر کے کچھ صفحات ہیں۔ انہوں نے 14 تاریخ کو تقریر کی۔ ایک واقعہ ہوا، اپوزیشن نے اس issue کو highlight کیا، میڈیا نے کیا، ہم نے اس پر تھوڑا سا press کیا اور لاء منسٹر صاحب نے ایک تقریر کی۔ پھر لاء منسٹر صاحب نے 17 تاریخ کو اپنی تقریر کے دوران ساتھ ہی اس واقعہ کو موڑ کر کہ ہونا چاہئے، ہونا چاہئے تھا، کرنا چاہئے تھا، ایسا نہیں ہوتا، ایسا ہوگیا۔ انہیں احساس دلائیں کہ وہ اپوزیشن میں نہیں بیٹھے ہوئے ہیں۔ انہیں ابھی تک یہ سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ وہ حکومت میں بیٹھے ہیں یا اپوزیشن میں بیٹھے ہیں۔ ان کی تقریر اٹھا کر دیکھ لیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! بجٹ پر بات کر لیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! بجٹ پر ہی آ رہا ہوں۔ لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے جب آپ نے پولیس کو پیسے دینے ہیں تو مجھے بولنے کا بھی حق ہے۔ کیا میں اس پر نہ بولوں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جی۔ بولیں، بولیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے بات کر رہا ہوں۔ یہ ان کی تقریر ہے۔

> "اس کے اندر میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس بات سے تھوڑا اجتناب کرنا چاہئے اور ساتھ ہی ساتھ کسی کے ساتھ اگر ظلم ہو تو بالکل ہر قیمت پر ازالہ ہونا چاہئے۔" ہونا چاہئے "لیکن کسی صورت میں اپنی بات منوانے کے لئے violence اختیار کرنا، خود سوزی کرنا، ٹھیک ہے کہ یہ نہیں ہونا چاہئے"۔ اس بات کو پیش نظر رکھنا چاہئے کہ یہ حقائق ہیں کہ اگر کوئی فرد معاشرے کے طاقتور طبقے وغیرہ وغیرہ۔۔۔"

جناب سپیکر! مجھے اس بات کا دلی افسوس ہوا کہ جب وہ واقعہ ہو رہا ہوتا ہے یا اس بارے میں پتا چلتا ہے تو بجائے اس کے کہ ہم اس وقت اس کو قابو کریں، ہم اس کو قابو نہیں کرتے۔ جس طرح کے حکومتی بنچوں کی طرف سے ایک شخص نے کہا کہ ڈیرہ غازی خان کے اندر یہ واقعہ ہو رہا ہے، اس بندے نے بیس خواتین کو یرغمال بنایا ہوا ہے اس کا کچھ کر لیا جائے۔ اتنی بے حسی تھی کہ مجبور کیا گیا کہ آپ توجہ دلاؤ نوٹس دیں۔ کسی نے ایک لمحے یہ نہیں کہا کہ ہم فوری ایکشن لیتے ہیں ہو سکتا ہے کہ تمہاری بات ٹھیک ہو، ہو سکتا ہے کہ تمہاری بات ٹھیک نہ ہو لیکن انتظار کیا گیا کہ ان عورتوں کی عزت اگر لٹتی

ہے تو لُٹتی رہے تم توجہ دلاؤ نوٹس دو، وہ جب اسمبلی میں آئے گا تو تب ہم ایکشن لیں گے اس کے بغیر نہیں لیں گے۔

جناب سپیکر! یہ پولیس کو پیسے دے رہے ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ ہم سارے اپوزیشن والے اس کو بالکل support کریں گے۔ لاء اینڈ آرڈر کی یہ صورتحال ہے کہ جہاں ڈاکوؤں کے ساتھ "چھوٹو گینگ" سے bargaining کر کے، مذاکرات کر کے آپ اپنے بندے چھڑاتے ہیں وہاں پر کیا حکومت کی کوئی writ establish رہتی ہے؟ پھر آپ کہتے ہیں کہ پولیس کو پیسے دیں۔ بھئی، ہم پولیس کو پیسے دیتے ہیں یہ عوام کے خون پسینے کی کمائی ہے اس کے رزلٹ بھی تو دو۔ اس کا رزلٹ یہ ہے کہ پولیس اپنے بندے چھڑانے کے لئے "چھوٹو گینگ" کے ساتھ بیٹھ کر مذاکرات کرتی ہے اور ساری پولیس ناکام ہو جاتی ہے۔ حکومت کے اندر کوئی writ نظر نہیں آتی۔ تھانوں کے اندر مقدمات کا اندراج نہیں ہوتا۔ یہ میرے پاس facts and figures ہیں 13-2012، 14-2013 اور 2014 کا جو موجودہ portion جا رہا ہے ان میں دن بدن ڈکیتی، اغواء برائے تاوان، snatching، موٹر سائیکل چوری اور گاڑیاں چوری کے مقدمات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ان لوگوں کو اپنے مقدمے کے اندراج کے لئے تھانے میں جا کر جو ذلت اٹھانا پڑتی ہے اس کا آپ سوچ بھی نہیں سکتے۔ ہم لاہور شہر میں رہتے ہیں، ہمیں پتا ہے کہ سارا دن کسی کی گاڑی چھن گئی، کسی کے ساتھ ڈکیتی کی واردات ہو گئی، کسی خاتون کا زیور اتر گیا لیکن تھانے میں مقدمات کا اندراج نہیں ہو رہا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے کہ اشتہاری دن دہاڑے، کھلے عام سڑکوں پر پھر رہے ہیں اور حکومت کو اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ میں اس کی ایک مثال دیتا ہوں۔ کچھ دن پہلے میں نے ایک توجہ دلاؤ نوٹس دیا اور حکومت کی طرف سے جواب آ گیا۔ میں نے بتایا کہ اس میں یہ مسائل ہیں، یہ اشتہاری ہو چکے ہیں انہیں پکڑا جائے۔ حکومت کی طرف سے کہا گیا کہ آپ کے ساتھ متعلقہ ایس پی بات کرے گا۔ ایس پی نے حکومت کی کسی بات کو سمجھا ہی نہیں ہے۔ اس کو لاء منسٹر نے کہا ہے، لاء منسٹر نے جو اپنے صوبے کا Interior Minister بھی ہوتا ہے لیکن اس پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ یہ ان اشتہاریوں کا اشتہار چھپا ہوا ہے جو میں آپ کو دکھا رہا ہوں۔ یہ اسمبلی لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے بات کرنے کا ایک best forum ہوتا ہے۔ آپ پولیس کو کہہ رہے ہیں کہ پیسے دینے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ دیں پیسے۔ جتنا دل کرتا ہے پیسے دیں، میں منع نہیں کرتا لیکن ان سے جو رزلٹ لینے ہیں اور لوگوں کی جان و مال کا تحفظ کس نے کرنا ہے؟ اب اس مدعی کو جان سے مارنے کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ ایک طرف آپ کہتے ہیں کہ ہم reforms لے کر آ رہے ہیں، تھانہ کلچر change کریں

گے، کہاں تھانہ کلچر change ہوا ہے؟ غریبوں کی عزتیں اسی طرح لٹ رہی ہیں۔ انہوں نے چھ باریاں لی ہیں، تھانہ کلچر change نہیں ہوا کیونکہ سارے بندے جو تھانوں میں بھرتی کئے گئے ہیں وہ ان کے بھرتی کئے ہوئے ہیں اور میرٹ کے خلاف بھرتی کئے گئے تھے۔ انہوں نے صرف اور صرف سیاسی طور پر نوکریاں دینے کے لئے بندے بھرتی کئے۔ جو انہوں نے پہلے فصل لگائی تھی آج وہی فصل کاٹ رہے ہیں کیونکہ وہ بھرتیاں میرٹ کے خلاف ہوئی تھیں۔ اگر اُس وقت بھرتیاں میرٹ پر کی جاتیں تو آج انہیں کانٹوں کی فصل کاٹنی نہ پڑتی اور حکومت پھر یہاں پر نہیں رک رہی، پھر چور دروازے سے پولیس کے اندر بھرتیاں کر رہی ہے، DSP direct تک بھرتی کئے ہیں اور صرف اور صرف اپنا ووٹ بنک زیادہ کرنے کے لئے بھرتیاں کی گئی ہیں۔ لاہور کو خراب کرنے میں موجودہ حکمرانوں کا ہاتھ ہے، انہوں نے لاہور کو خراب کیا اور جرائم کے حوالے کر دیا ہے۔ پھر آپ کہتے ہیں کہ پولیس کو پیسے دیں؟ بھائی! ہم دیتے ہیں لیکن ہمیں رزلٹ بھی تو دو۔ آپ پولیس کی تنخواہیں بڑھائیں؟ ضرور بڑھائیں، جتنی آپ نے کہا ہے اس ایوان نے منظوری دی لیکن اس کے نتائج کیا نکلے، کیا شریف آدمی رات کو 10:00 بجے کے بعد گھر سے نکل سکتا ہے؟ ہم شہر میں رہتے ہیں اور رات کو 10:00 بجے کے بعد گھر سے نکلنے سے پہلے سوچتے ہیں کہ باہر واردات نہ ہو جائے اور میری فیملی کے ساتھ ہوئی ہے۔ کیا 10:00 بجے کے بعد لاہور شہر میں آپ نہیں جا سکتے تو لاہور شہر کی چند سڑکوں کے علاوہ آپ باہر چلے جائیں تو بے شتر مہار اشتہاری گینگ سٹار پھر رہے ہیں، حکومت سو رہی ہے اور ہم کہتے ہیں کہ ہم تھانہ کلچر change کریں گے۔ آپ تھانہ کلچر کو change کرنے کی تعریف بتا دیں تاکہ اس کے مطابق ہمیں حوصلہ ہو جائے کہ تھانہ کلچر کی یہ تعریف ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! بجٹ کے اندر فنانس منسٹر صاحب نے صفحہ نمبر 7 پر ایک بات کی تھی۔ میں اس کو پڑھ دیتا ہوں کہ "پنجاب 100 پولیس سٹیشن کو ماڈل پولیس سٹیشن کا درجہ دے چکی ہے۔ ان ماڈل پولیس سٹیشنوں کا قیام بنیادی مقاصد عوام اور پولیس کے درمیان خود اعتمادی کی فضا کو فروغ دینا ہے اس کے ساتھ ساتھ ہم نے یہ بھی تہیہ کیا ہوا ہے کہ ہم پولیس کو جدید خطوط پر استوار کریں گے اس مقصد کے لئے ترکی اور متحدہ عرب امارات کے تعاون سے پولیس کو جدید تربیت دلوائی جائے گی۔"

جناب سپیکر! سوچنے والی بات یہ ہے کہ ہم نے کوشش کر رکھی ہے کہ ہر چیز یا تو ترکی کو دے دینی ہے یا عربیوں کو دے دینی ہے۔ ہم نے تہیہ کر رکھا ہے، میں آگے بھی floor پر بات کرتا ہوں کہ مسلمان کا نصف ایمان صفائی ہے وہ آپ سے ہوتی نہیں ہے اور وہ بھی آپ نے ترکی کو دے دی ہے۔ پہلے

ڈیڑھ ارب روپے سے لاہور کے sanitation کا سارا سسٹم چلتا تھا اب اس کا بجٹ 11-ارب روپے ہو گیا ہے۔ کمپنی بناتے ہیں، ٹرے میں رکھتے ہیں اور کسی کے حوالے کر دیتے ہیں۔ ہمارے حکمرانوں کا مزاج ہے کہ جس پر دل آ جائے تو وہ پھر ان کا دل ہی آ جاتا ہے۔ آج کل ترکی پر دل آیا ہوا ہے، چائنا پر دل آیا ہوا ہے۔ چیف منسٹر صاحب ایوان کے اندر تشریف لائے اور انہوں نے تقریر فرمائیں۔ آپ یقین مانیں، میری ذاتی رائے ہے اور مجھے محسوس ہوا کہ شاید چیف منسٹر صاحب چائنا اور ترکی کی نمائندگی کر گئے ہیں۔ آپ ان کی تقریر نکال کر دیکھیں کہ اپنے صوبے کے بارے میں بات نہیں کی اور ہمیں ترکی اور چائنا کی مثالیں دیں۔ اپنے صوبے میں امن وامان کے حوالے سے کیا ہو رہا ہے؟ ایک بھی مثال نہیں دی۔ انہوں نے فرمایا کہ ترکی کے اندر پولیس سسٹم بہت اچھا ہے اور صفائی سسٹم بہت اچھا ہے۔ یار! میں اس صوبے کا نمائندہ ہوں مجھے اپنے صوبے کی بات کرنی ہے اور مجھے صوبے کی بات کرنی چاہئے۔ آپ نے ہر چیز ترکی کو اٹھا کر دے دینی ہے، اب آپ کا دل عربیوں پر آ گیا ہے آپ جو کام کرنے جا رہے ہیں وہ میں on the floor of the House کہہ رہا ہوں اور سارے سن لیں یہ آنے والی نسلوں کے لئے انتہائی نقصان دہ ہوگا۔ آپ نے ڈیڑھ ارب ڈالر کے عوض، جس طرح پہلے اگر امریکہ کے ہاتھوں ڈالر کے عوض اس ملک کو بیچا گیا تو ایک دفعہ آپ پھر اس کو بیچنے جا رہے ہیں اور یہ بہت نقصان دہ چیز ہوگی۔ میں یہ واضح طور پر کہنا چاہتا ہوں کہ یہ ہمارے لوگوں کے لئے ٹھیک نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر! تجاویز اس پولیس سسٹم کے حوالے سے ہے کہ تھانوں کے اندر ایف آئی آر کا اندراج online ہونا چاہئے۔ خیبر پختونخوا کا جو ماڈل ہے اس کو study کیا جائے، دیکھا جائے اور اس کے بعد ایف آئی آر اندراج کے طریقے کو آسان بنایا جائے تاکہ وہاں پر لوگ آسانی سے بغیر کسی ایم پی اے، کسی ایم این اے، کسی آفیسر، کسی سیکرٹری یا بغیر کسی کی سفارش تھانہ میں جا کر اپنی ایف آئی آر کا اندراج کرا سکے۔ تھانوں کی بلڈنگز کو بہتر کیا جائے، جس تھانے کی اپنی بلڈنگ نہیں ہے اس کو اپنی بلڈنگ دی جائے۔ پولیس چالان وقت مقررہ پر کرے اور اس کو time limit کریں تاکہ وقت مقررہ چالان عدالت میں submit کرے اور وقت پر فیصلہ ہو سکے۔ تفتیش کے لئے کوئی time limit کیا جائے اور اس کو follow کیا جائے۔

جناب سپیکر! ہیلتھ کے حوالے سے میں چند گزارشات کرنا چاہوں گا۔ ہیلتھ کے حوالے سے بھی آپ specially لاہور کے ہسپتال میں کیونکہ پنجاب کے قرب وجوار سے اور دور دراز کے اضلاع سے لوگ اس طرف آتے ہیں کیونکہ وہ بہتر محسوس کرتے ہیں کہ لاہور کے اندر شاید انہیں بہتر سہولتیں

ملیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ آپ کسی ہسپتال میں چلے جائیں،آگے اپوزیشن لیڈر صاحب نے پی آئی سی کے حوالے سے بات کی ہے،کیونکہ میرے حلقے میں اس کا تھوڑا سا حصہ آتا ہے اور مجھے اس ہسپتال کے اندر جانے کا اکثر اتفاق ہوتا ہے۔ جس طرح انہوں نے کہا ہے کہ ایک بیڈ پر چار چار اور پانچ پانچ بندوں کو بٹھایا یا سولایا ہوتا ہے اور بندوں کو فرش پر لٹا کر ڈرپ لگائی ہوتی ہے۔ میرا پچھلے دنوں سیکرٹری صاحب کے پاس جانے کا اتفاق ہوا اور میں نے کہا کہ پی آئی سی کے کچھ حالات بہتر کر دو۔اس پر پورے پنجاب کا پریشر ہے کیونکہ آپ نے قسم کھائی ہوئی ہے کہ وزیرآباد کے ہسپتال کو نہیں بنانا،آپ نے قسم کھائی ہوئی ہے کہ جو باقی پنجاب کے ہسپتال ہیں وہاں کارڈیالوجی نہیں بنانا اور اسی ہسپتال کو رہنے دینا ہے تو پھر اس کو بہتر بھی کر لو۔جب آپ نے قسم ہی کھالی ہے کہ ہم نے نہیں بنانا تو ٹھیک ہے پھر اس کو ہی ٹھیک کر دیں،اس کی ایمرجنسی ٹھیک کر دیں اور اس کی ایمرجنسی کو بڑا کر دیں۔اپٹما نے یعنی ٹیکسٹائل والوں نے کہا تھا،ٹی وی اور اخبارات میں آتا رہا،انہوں نے کیا کیا؟انہوں نے کہا کہ ہم اس کی ایمرجنسی کو بڑا کرنا چاہتے ہیں۔آج اس بات کو چھ ماہ گزر گئے ہیں کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگی،پیسے کسی نے دینے ہیں اور آپ ان کو facilitate نہیں کر سکتے۔ پرائیویٹ بندوں کو بھی آپ کام نہیں کرنے دینا چاہ رہے،جو پرائیویٹ مخیر حضرات اس میں حصہ ڈالنا چاہتے ہیں ان کو بھی کچھ نہیں کرنے دے رہے اور آپ خود کچھ کرنے کے قابل نہیں ہیں۔

جناب سپیکر!منسٹر صاحب نے یہاں پر شعر پڑھا تھا کہ:

اٹھ کہ اب بزم جہاں کا اور ہی انداز ہے
مشرق ومغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے

اللہ دی قسم بڑے دور دا آغاز اے،ایسے دور دا آغاز اے جندی میں تہانوں مثال نہیں دے سکدا،میں آپ کو کیا مثال دوں کہ ہسپتالوں کے اندر غریبوں کا کوئی پرسان حال نہیں،کبھی نرسیں بے چاری مال روڈ پر بیٹھی ہوتی ہیں،کبھی ہیلتھ ورکر آکر بیٹھی ہوتی ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ان کا مسئلہ آج حل ہو گیا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!پنجاب میں ایک مثال ہے کہ سوگنڈے وی۔۔۔اگے تسی آپے سمجھ گئے او میں ہن پورا نہیں کردا"

جناب سپیکر!آپ کے توسط سے منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ PIC کی ایمرجنسی کو اس بجٹ کے اندر بڑا کرنے کے لئے اس میں کوئی خاطر خواہ رقم رکھی جائے،وزیرآباد جو ہسپتال ابھی تک

complete نہیں ہوا اس کو complete کیا جائے، میو ہسپتال کا سرجیکل ٹاور complete کرنے کے لئے اس بجٹ کے اندر پورا بجٹ رکھا جائے تاکہ وہاں پر نہ صرف ہسپتال کو مکمل کیا جائے بلکہ اس کو operational بھی کیا جائے۔ یہ میری وزیر خزانہ صاحب سے گزارشات ہیں۔ جناح ہسپتال کے اندر ابھی تک Burn Centre شروع نہیں ہو سکا۔

جناب سپیکر! میری یہ request ہے کہ اس برن سنٹر کو شروع کیا جائے کیونکہ اس وقت پورے پنجاب میں ایک Burn Centre ہے۔ پورے پنجاب سے سے اگر کوئی اس طرح کا کیس آ جاتا ہے تو patient accommodate نہیں ہو سکتا، وہ خواری کے مراحل سے گزرتا ہے اور آخر کار اس دنیا سے ہی چلا جاتا ہے۔ کوٹ خواجہ سعید کا ایک ہسپتال تھا جس کو انہوں نے راتوں رات complete کر لیا ہے کیونکہ وہ ایک بڑے آدمی کے حلقہ میں آتا ہے اس لئے اس کو راتوں رات مکمل کر لیا گیا ہے لیکن جو غریب آدمیوں کے لئے ہسپتال ہوتے ہیں ان کو مکمل نہیں کیا جاتا۔ حکومتی بنچوں سے میری ایک بہن، جو اس وقت مجھے یہاں پر نظر نہیں آ رہیں، پچھلے دنوں ان کے خاوند کو دل کی تکلیف ہوئی تو وہ پی آئی سی میں چلی گئیں، ان کی ادھر جو خواری ہوئی اس کے بعد انہیں یہ مشورہ دیا گیا کہ آپ یہاں پر اپنے خاوند کی stunting نہ کروائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے کیا کہا ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال: یہاں پر stunting نہ کروائیں کیونکہ یہاں پر معیاری stunting نہیں ہوتی۔ آپ ایک کام کریں کہ ان کو کسی پرائیویٹ ہسپتال میں لے جائیں اور وہاں سے ان کی stunting کروائیں۔ میں یہ ریکارڈ کی بات کر رہا ہوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: اجلاس کا وقت ایک گھنٹہ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب والا! پی آئی سی میں جو غریب لوگ آتے ہیں جو حکومت کی طرف نظریں لگا کر بیٹھے ہوتے ہیں، ان کے دل کا جب وہاں پر علاج ہو رہا ہوتا ہے ان کی stunting ہو رہی ہوتی ہے، اس کا مطلب ہے کہ غیر معیاری stunt ان کو ڈالے جا رہے ہیں۔ حکومتی ممبر کو یہ کہا گیا کہ آپ مہربانی فرما کر کسی دوسرے ہسپتال میں چلے جائیں۔ ہمیں یہ سوچنا پڑے گا، ہمیں ہیلتھ پالیسی کو review کرنا ہو گا، غریبوں کی خون پسینے کی کمائی، جو ہمیں کما کر دیتے ہیں ان کے صحیح استعمال کے بارے میں ہمیں سوچنا ہو گا۔ جیسا کہ میں نے ایک سیرپ کے واقعہ کی بات کی ہے، اس پر کمیٹی بنی پھر کمیٹی کے اوپر کمیٹی بنی پھر اس کمیٹی کے اوپر بھی کمیٹی بنی اور آخر کار وہ کمیٹی ہی ٹوٹ گئی۔ "جیویں غریب دی کمیٹی پیندی اے

تے فیئر کوئی توڑ کے بجھ جانداا ے "اے کمیٹیاں والا اوہی کم ہونداا ے "جب آپ میرٹ پر افسران کی تعیناتی نہیں کریں گے جب آپ سترہ گریڈ والے کو بیس گریڈ والی پوسٹ پر لگادیں گے ،اٹھارہ گریڈ والے کو اکیس گریڈ والی پوسٹ پر لگادیں گے اور انیس گریڈ والے کو بائیس گریڈ والی پوسٹ پر لگادیں گے توپھر وہاں سے اچھے results نہیں آئیں گے۔جب آپ rule of law کی بات کرتے ہیں،جب آئین اور قانون کے مطابق اس صوبے کو چلانے کی بات کرتے ہیں تو وہ سب سے پہلے رولز،قانون،قاعدے اور ضابطے اپنے اوپر بھی implement کریں،اپنی حکومت پر بھی implement کریں۔ سٹیج پر آکر آپ یہ بات کر لیتے ہیں کہ ہم اسلامی جمہوریہ پاکستان کے اندر آئین اور قانون کی پاسداری کرتے ہیں لیکن عملی طور پر جب کام کرنے کی باری آتی ہے تو پسند اور ناپسند کو وجہ بنا کر آپ افراد کو لگاتے ہیں اس لئے میری گزارش ہو گی کہ اگر آپ results لینا چاہتے ہیں تو افسران کو میرٹ پر تعینات کریں۔اس محکمے کے حوالے سے چند تجاویز دینا چاہتا ہوں، ہسپتالوں کے اندر جو مفت ادویات آپ دے رہے ہیں جو آپ claim کرتے ہیں،وزیر خزانہ اور وزیر صحت سے گزارش کروں گا کہ مہربانی فرما کر اس کو monitor کریں۔ سابق وزیر صحت سندھو صاحب نے اس سلسلے میں بڑی کوشش کی تھی، میں نے اکثر انہیں دیکھا تھا کہ یہ ہسپتالوں کے visit کرتے تھے، میری اب گزارش یہ ہے کہ اس چیز کو monitor کیا جائے کہ فری ادویات کے حوالے سے جو آپ باتیں کرتے ہیں وہ ان تک پہنچنی چاہئیں۔اگر کسی مریض کو ہسپتال میں کوئی شکایت ہے تو وہاں پر ایک سنٹر بنائیں تاکہ اس کی شکایت رجسٹرڈ ہو اور اس کی شکایت پر اس کا مداوا ہو سکے۔اگر وہ بے چارا ہسپتال میں آ ہی گیا ہے تو اس کی شکایت کا ازالہ ہو سکے۔ تمام بڑے ٹی ایچ کیو اور ڈی ایچ کیو ہسپتالوں میں free dialysis کا بندوبست ہو کیونکہ یہ انتہائی ضروری ہے۔آپ یقین مانیں کہ لوگ بے چارے جو ہمارے دفتروں میں آتے ہیں اور آکر کہتے ہیں کہ ہم اپنے پیاروں کا dialysis نہیں کروا سکتے کیونکہ ہسپتالوں کے اندر free dialysis کی limited facilities ہے اس لئے وہ بھی patient کو ایک limited طریقے سے ہی deal کرتے ہیں۔اگر ان کے پاس زیادہ مشینری ہو گی تو وہ زیادہ patients کو deal کر سکیں گے۔

جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ اگر ہم ڈی ایچ کیو اور ٹی ایچ کیو ہسپتالوں میں free dialysis کی سہولیات کو زیادہ بڑھادیں تو میرا یہ خیال ہے کہ غریبوں کی زندگی میں شاید کچھ آسانی پیدا ہو جائے۔اسی حوالے سے میں ایک اور suggestion بھی دینا چاہوں گا کہ ہمارے جتنے سرکاری سکول ہیں وہاں پر Hepatitis کی free vaccination ہونی چاہئے۔ پولیو کے قطرے پلانے کے

حوالے سے تو آپ کچھ نہ کچھ کرتے ہی رہتے ہیں، اس حوالے سے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بچے کی پیدائش کے حوالے سے جو انجکشن لگائے جاتے ہیں غریب لوگ اس کو afford نہیں کر سکتے کیونکہ یہ ایک مہنگا انجکشن ہے، میری یہ گزارش ہے کہ تمام سکولوں کے level پر حکومت اس علاقے کے بڑے ہسپتال کو پابند کرے کہ جتنے بھی سکول اس کی حدود کے اندر آتے ہیں ان سکولوں کے اندر ان بچوں کی vaccination مفت کرے۔ اس کے علاوہ تحصیل کی سطح پر جتنے بھی ہسپتال ہیں انہیں بھی اپ گریڈ کیا جائے، ان کے آپریشن تھیٹر بہتر کئے جائیں تاکہ لوگوں کو اپنے علاقے میں ہی یہ سہولیات میسر ہوں اور انہیں اپنے علاقے میں سکون مل سکے۔ وہ سینکڑوں میل کا سفر کر کے لاہور میں نہ آئیں بلکہ اپنے متعلقہ ضلع کے اندر اپنے پیاروں کا علاج کروا سکیں۔

جناب سپیکر! ہیلتھ انشورنس کے حوالے سے بجٹ کے اندر صفحہ نمبر 10 پر لکھا ہوا ہے اور فنانس منسٹر صاحب نے یہ اعلان کیا تھا جس کی ابھی تک کوئی خبر نہیں ہے، شاید اس کے لئے بھی اخبارات میں اشتہارات دینے پڑیں۔ صفحہ نمبر 10 میں انہوں نے یہ کہا تھا کہ حکومت پنجاب نے عام آدمی پر علاج معالجہ کے اخراجات کے بوجھ کو کم کرنے کے لئے صوبے میں ایک جامع ہیلتھ انشورنس کارڈ سکیم کا منصوبہ تیار کیا ہے۔ اس منصوبے کا آغاز صوبے کے مختلف حصوں میں واقع چار پسماندہ ترین اضلاع سے کیا جا رہا ہے اور بجٹ میں اس مقصد کے لئے 4- ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ فنانس منسٹر صاحب نے جو الفاظ کہے تھے وہ میں نے یہاں پر بیان کر دیئے ہیں۔ میری آپ کے توسط سے ان سے یہ استدعا ہے کہ اس مالی سال کے ختم ہونے تک اس کارڈ کے حوالے سے جو آپ کے parameters ہیں ان parameters کو پورا کیا جائے تاکہ غریب آدمی کو ہیلتھ انشورنس کی جو پالیسی ہے اس سے وہ مستفید ہو سکے۔ میزانیہ 14-2013 کے حوالے سے فنانس منسٹر صاحب نے صفحہ نمبر 5 پر بڑی جوشیلے انداز کے اندر، جس طرح مینار پاکستان پر تقریر کرتے ہیں انہوں نے یہ چیز پڑھی تھی۔۔۔

وزیر آبکاری و محصولات / خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): آپ بھی اسمبلی ہال کو الحمرا تھیٹر سمجھتے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: ایتھے وی مینوں تہاڈے کارڈ دی ضرورت اے۔ اب انہوں نے کہا تھا کہ ہم سادگی اپنائیں گے لیکن انہوں نے اپنے اخراجات کے حوالے سے کوئی کمی بیشی نہیں کی، انہوں نے کہا کہ ہم گاڑیوں پر جھنڈا نہیں لہرائیں گے، مجھے یہ بتا دیں کہ اس سے کتنی سادگی ہوئی ہے، جھنڈا نہ لہرانے سے

کتنی بجلی بچی ہے، کتنی بجلی نیشنل گرڈ کے اندر آئی ہے اور کن بندوں نے اس کی خلاف ورزی کی ہے اور اس سلسلے میں ان کو کتنے پیسے بچے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی تجویز یہ ہے کہ دوبارہ جھنڈا لگا لینا چاہئے۔

میاں محمد اسلم اقبال: لگا لیں، شاید ان کا جھنڈا بجلی سے چلتا ہے، بجلی کی بچت کی بات انہوں نے کی تھی، میرے خیال میں اس کو سولر انرجی پر کروالیں، گاڑی میں ایک سولر پینل لگوالیں تاکہ سارا دن ساری رات آپ کا جھنڈا لہراتا رہے، لوگوں کو پتا چل سکے کہ اس گھر میں، اس دفتر میں اور اس گلی میں سے جو گزر کر گئے ہیں وہ منسٹر صاحب ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! یہ تجویز اچھی لگ رہی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب والا! جھنڈا نہ لہرانے سے کتنے پیسے بچے ہیں یہ ہمیں بتادیں تاکہ ہمیں بھی پتا چل سکے کہ گاڑی پر جھنڈا نہ لہرانے سے کتنے پیسے بچتے ہیں؟ جھنڈا نہ لہرانا عوام کے لئے سردیوں گرمیوں میں بہترین تحفہ ہے۔ خواتین کے بجٹ کے حوالے سے میں کچھ عرض کروں گا، کچھ تجاویز ہیں اگر میرے بھائی اس کو غور سے سن لیں۔ عام گھروں کے اندر جو عورتیں اور بچیاں کام کرتی ہیں، میری ان کے لئے گزارش ہے کہ ان کے لئے کم از کم اجرت کے سلسلے کو ضرور monitor کیا جائے، گھروں میں کام کرنے والی عورتوں کی اجرت کا استحصال نہ ہو سکے۔ اس کے علاوہ اکثر ان پر تشدد بھی ہوتا ہے اس کی رپورٹنگ بھی ہوتی رہتی ہے اس حوالے سے میں گزارش کروں گا کہ domestic violence پر کوئی legislation کے لئے بل بھی لے کر آئیں تاکہ اس کے مطابق ان کے معاملات کو دیکھا جا سکے۔ میں نے یہ بات اصل موضوع سے ہٹ کر کی ہے، اسی طرح ایک اور اہم بات جو میں کرنا چاہ رہا ہوں کہ کچھ خواتین اور بچیاں پڑھی لکھی ہوتی ہیں اور کچھ اپنے حالات واقعات کی وجہ سے پڑھ نہیں سکیں، ان کے لئے زیادہ سے زیادہ دستکاری سکول کھولے جائیں۔ ہوتا یہ ہے کہ کچھ بڑے گھرانوں کی خواتین NGOs بنا لیتی ہیں ان کی مزدوری کو higher کر لیتی ہیں، ان سے کپڑے بھی بنواتی ہیں، کشیدہ کاری بھی کرواتی ہیں اور دوسرے کام بھی کرواتی ہیں۔ انہیں چند سو روپے ملتے ہیں اور وہ ان کا سامان اٹھاتی ہیں، باہر کے ملک میں چلی جاتی ہیں اور اس سامان کو ڈالروں میں فروخت کر دیتی ہیں۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ان دستکاری سکولوں کو، سکول level پر اپ گریڈ کیا جائے، پہلے بھی یہ سسٹم چلتا رہا ہے باقاعدہ سکول بنائے جائیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ ان کی وہاں پر جو product تیار ہوں ان کی product کی مارکیٹ کے لئے بھی کم از کم اپنے صوبے کے اندر، پاکستان

level پر اور باہر اگر یہ export بھی کرنا چاہتے ہیں تو اس حوالے سے بھی ان کو سہولت دی جائے اور کوئی اس طرح کا سلسلہ کیا جائے کہ ان کو اس کا بہتر معاوضہ مل سکے۔ انہیں بھی عالمی منڈی تک رسائی حاصل ہو سکے۔ اس کے علاوہ ایک اور تجویز جو بجٹ کے حوالے سے میں یہاں پر دینا چاہتا ہوں، آپ نے دیکھا ہو گا کہ غریب لوگ جب ساٹھ پینسٹھ سال کی عمر کو پہنچتے ہیں اور وہ بے چارہ خاندان کا واحد اکیلا سہارا ہوتا ہے، وہ بے چارہ ساری عمر کماتا بھی رہتا ہے یا جو بھی day tod ay activity کرتا رہتا ہے۔ میری اس میں گزارش یہ ہے کہ نادرا کے پاس اس سلسلے میں جو ریکارڈ ہے اس کے مطابق جو لوگ پینسٹھ سال سے اوپر ہو گئے ہیں وہ غریب لوگ ہیں، جو گھر کے سربراہ غریب ہیں ان کی عمر پینسٹھ سال سے زیادہ ہو گئی ہے ان کے لئے حکومت کو چاہئے کہ کوئی کارڈ سسٹم شروع کر دے۔ ان کا کوئی وظیفہ لگا دیا جائے تاکہ اپنی بقایا عمر کے حصے کو وہ اچھے طریقے سے گزار سکے۔ اس عمر میں وہ کمانے کے قابل نہیں رہتا، اس لحاظ سے میری یہ گزارش ہو گی کہ اس تجویز کو بھی ضرور دیکھا جائے، اب ان کی مرضی ہے میں نے ایک تجویز دے دی ہے کہ نادرا کے پاس اس کا ریکارڈ ہو گا، اس کے مالی حالات دیکھے جائیں اور مالی حالات دیکھنے کے بعد اس کے لئے دو ہزار، چار ہزار، پانچ ہزار روپے کا وظیفہ مقرر کر دیا جائے۔ حکومت کا بجٹ جتنا بھی اجازت دیتا ہے اس کے مطابق اس کو شروع کیا جائے تاکہ اچھے انداز میں یہ سکیم شروع ہو سکے۔

جناب سپیکر! اس وقت جو ملک کے اندر سلسلہ چل رہا ہے، کبھی دیکھ کر بڑا افسوس بھی ہوتا ہے کہ اس ملک کے اوپر شوگر مافیا، لینڈ مافیا، ڈالر مافیا اور سیمنٹ مافیا کا قبضہ ہو گیا ہے بلکہ ان کے ہاتھوں ہم نے اپنے ملک کو یرغمال بنا دیا ہے۔

جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ اس وقت کی ضرورت ہے کہ ان مافیا سے اپنے ملک کو واپس لے کر ان لوگوں کے حوالے کر دیا جائے جنہوں نے اس ملک کو

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان
کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین! میں یہاں پر جو بات ضرور کہنا چاہوں گا وہ یہ ہے کہ کسی بھی چھوٹے سے کام کے لئے اخبار کے اندر پنجاب حکومت کی طرف سے تشہیر کی جاتی ہے۔ تشہیر پر کروڑوں روپیہ خرچ ہوتا ہے اور وہ کروڑوں روپیہ غریب عوام کے خون پسینے کی کمائی ہے۔ ایک بندہ جو تنور کا کام کر رہا ہے، جو

موچی کا کام کرتا ہے جو اینٹیں اٹھا کر چوتھی منزل پر لے کر جاتا ہے، جو ریڑھی چلاتا ہے، جو فروٹ بیچتا ہے، سبزی بیچتا ہے، جو دن رات مزدوری کرتا ہے اس کے پیسوں سے، اس کی tax money سے

معزز ممبران حزب اقتدار: غریب ٹیکس نہیں دیتا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب چیئرمین! میں انہیں بتاتا ہوں کہ اس سے کس طرح tax money لی جاتی ہے۔ فنانس منسٹر صاحب! سن لیں آپ کو نہیں پتا، جب وہ بازار سے چیز خریدنے جاتا ہے تو آپ نے product پر direct ٹیکس لگایا ہوا ہے امیر بھی اتنے پیسوں میں میں کوئی چیز خریدتا ہے اور غریب بھی اتنے ہی پیسوں میں خریدتا ہے۔ آپ اس سے سیل ٹیکس بھی لیتے ہیں، وہ جا کر چیزیں خریدتا ہے تو پیسے دیتا ہے، وہ گھر کے اندر چیز بعد میں لے کر آتا ہے اور حکومت کو ٹیکس پہلے دے کر آتا ہے یہ کہتے ہیں کہ غریب آدمی ٹیکس نہیں دیتا، اس ملک کی بیس کروڑ غریب عوام صرف اور صرف پندرہ سو حکمرانوں کو پالنے کے لئے سارا دن محنت کرتی ہے، بیس کروڑ عوام کے خون پسینے کی کمائی سے یہ بلٹ پروف گاڑیوں میں بیٹھتے ہیں۔ پولیس جو وہاں بیٹھ کر ان کے موروں کی حفاظت کر رہی ہے اسے غریب کے خون پسینے کی کمائی سے تنخواہ دی جا رہی ہے۔

جناب چیئرمین! میری گزارش ہے کہ اپنے اس صوبے کے لئے بہتر انداز میں ایجوکیشن سسٹم چلانے کے لئے کوئی بہترین پالیسی بنائی جائے۔ میں ایجوکیشن کے حوالے سے بھی چند ایک گزارشات اور تجاویز آپ کے سامنے رکھنا چاہ رہا ہوں۔ بجٹ میزانیہ میں صفحہ نمبر 13 پر سکولوں کے حوالے سے وزیر خزانہ صاحب نے فرمایا کہ "ابھی بھی پنجاب کے اندر آدھے بچے اور بچیاں سکولوں میں نہیں جاتے۔ اس ملک کے آئین کے اندر درج ہے کہ جو basic education ہے وہ حکومت کی ذمہ داری ہے، حکومت نے ان لوگوں کو مفت تعلیم دینی ہے۔" کیا ہی اچھا ہوتا کہ جب وزیر خزانہ صاحب نے شروع میں بات کی تو یہ اپنی تقریر کے اندر ساتھ یہ بھی کہتے کہ ہم اس قابل ہو گئے ہیں کہ اب پنجاب کا ہر بچہ سکول جا رہا ہے۔ ہمیں پرائیویٹ سکولوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ کبھی آٹھویں کلاس کا پرچہ آؤٹ ہوتا ہے وہ ان سے سنبھالا نہیں جاتا اور اگلے دن پرچہ کینسل کروایا جاتا ہے۔ یہ ایجوکیشن کا حال ہے، کسی سکول میں ٹائلٹ نہیں ہے، کسی سکول میں بنچ نہیں ہے، کسی سکول میں فرنیچر نہیں ہے کسی سکول کی چھت نہیں ہے اور 41 سکولوں پر قبضہ ہے۔ اگر انہوں نے encroachment چھڑوانی ہو تو غریبوں کے گھروں پر بلڈوزر چلا دیتے ہیں، دکانوں پر مارکیٹوں پر بلڈوزر چلا دیتے ہیں اور جس سے قوم بنتی ہے وہ سکول ہیں لیکن اس بارے میں ان کو پروا نہیں ہے۔ یہ حکومت کا حال ہے۔ انہیں چاہئے کہ

سکولوں کے اندر ایمرجنسی نافذ کر کے پنجاب کے تمام بچوں کو سکول کے اندر لایا جائے تاکہ وہ اس معاشرے کے بہترین شہری بنیں۔

جناب چیئرمین! کھیلوں کے حوالے سے جو اربوں روپے کا بجٹ اخروٹ توڑن ،بنیاناں پان تے لادتا اس سے کئی علاقوں کے اندر پینے کا صاف پانی، سکولوں کے اندر missing facilities کے حوالے سے دیا جا سکتا تھا۔ میں آپ کے توسط سے وزیر صاحب سے کہوں گا کہ جس نے اپنے سر کے ساتھ اخروٹ توڑے تھے وہ کراچی کے ہسپتال میں داخل ہے یہاں سے کوئی منسٹر جا کر اس بے چارے کی تیمارداری بھی کر آئے۔ اس نے پنجاب میں آکر اپنی قسمت پھوڑی ہے اور اس نے اخروٹ توڑ کر ایک نیا ریکارڈ قائم کیا ہے۔ پٹھان اپنی ریڑھیاں تے اخروٹ ویچدے نیں اونہاں نے ہتھوڑی چھڈ کے بندہ رکھ لیتا اے تے اوہدے نال اخروٹ توڑ رہے نیں۔ یہ ان کی performance ہے، اربوں روپیہ کرپشن کی نذر ہو چکا ہے لیکن کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ ہم نے اس کا آڈٹ کرایا ہے دیکھیں یہ کیسا بیان ہے؟ جو عبوری حکومت آئی تھی ہم نے اس سے آڈٹ کرایا۔ کیا عبوری حکومت کا مینڈیٹ ہے کہ وہ آڈٹ کرا سکے؟ وہ تو الیکشن کروانے کے لئے دو تین ماہ کے لئے آئی الیکشن کروایا اور چلی گئی۔ آڈٹ کس نے کرنا ہے؟ ایتھے مجھاں مجھاں دیاں بھیناں نیں، میں وزیر خزانہ صاحب سے کہوں گا کہ کوئی کمیٹی بنائیں اور اس کا آڈٹ کسی تھرڈ پارٹی سے کروائیں۔ جس طرح پنشن کا آڈٹ کروا کر یہاں پر ہماری درازوں کے اندر کتابیں رکھی جاتی ہیں کہ ہم نے پنشن کا آڈٹ فلاں تھرڈ پارٹی سے کرایا ہے ایک مہربانی کریں کہ example کے طور پر اس محکمے کا تھرڈ پارٹی سے آڈٹ کروالیں تو معاملات ٹھیک ہو جائیں گے۔ آپ کو پتا چل جائے گا کہ کیا ہو رہا ہے اور کیا نہیں ہو رہا؟

جناب چیئرمین! کسانوں کے حوالے سے بجٹ کے اندر صفحہ نمبر 23 پر بات کی گئی اور کہا گیا کہ پنجاب کی معیشت کو بہتر کرنے اور بجلی کی کمی کو پورا کرنے کے لئے ہم شمسی توانائی سے چلنے والے ٹیوب ویلوں کا اجراء کر رہے ہیں۔ یہ اعلان کیا گیا اور اس کے لئے ساڑھے سات ارب روپے بھی مختص کئے گئے لیکن ابھی تک میں نے کسی اخبار میں نہیں پڑھا کہ اس بارے میں کوئی پالیسی مرتب کر لی گئی ہے، کسی ایک ضلع کے اندر یہ شمسی توانائی سے چلنے والے ٹیوب ویل لگنے شروع ہو گئے ہیں اور وہاں پر کسان کے لئے آسانی پیدا ہو گئی ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ یہاں اس ایوان میں جو باتیں، وعدے اور اعلان کئے جاتے ہیں کم از کم ان کو پورا کیا جائے۔ اس وقت مڈل مین کے ذریعے کسان کا استحصال ہو رہا ہے۔ حکومت کی سطح پر اس مڈل مین کے کردار کو discourage کرنا چاہئے تاکہ کسان کو اس کی

کی بہتر قیمت مل سکے۔ کسان کی منڈی تک رسائی ہو تاکہ وہ خود آ کر اپنی چیزوں کو commodities بہتر انداز میں فروخت کر سکے۔

جناب چیئرمین! میں بلدیاتی اداروں کے حوالے سے بات کروں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ بلدیاتی اداروں کے الیکشن ضرور ہونے چاہئیں۔ سپریم کورٹ نے جو تاریخ دی ہے اس کو follow کرنا چاہئے۔ میں اس کی تفصیل میں نہیں جاتا کیونکہ عدالت نے حکم دیا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ حکومت obviously اس کو obey کرے گی۔ چند مثالیں دینے لگا ہوں۔ سال 2012 کے اندر انہوں نے Area Development Scheme کے نام سے ایک پراجیکٹ شروع کیا تھا۔ سمن آباد ٹاؤن میں نیشنل بنک کالونی اور لیبر فلیٹس ہیں ان کے درمیان میں ایک تنگ سی سڑک ہے اور اس کے ساتھ جو خالی جگہیں ہیں وہاں پر انہوں نے ایک area develop کر دیا ہے اور اب وہاں پر اتوار بازار لگتا ہے۔ اس کام کے لئے ٹی ایم اے 47 لاکھ روپے کی ادائیگی کر چکی ہے جبکہ وہاں پر پانچ لاکھ روپے کی چیزیں نظر نہیں آتیں۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ سے کہوں گا کہ میری باتوں میں سے اگر کوئی غلط ہو تو میں اس کے لئے سزا بھگتنے کے لئے تیار ہوں۔ اس جگہ پر پانچ لاکھ روپے کا کام نہیں ہوا جبکہ 47 لاکھ روپے کی ادائیگی کر دی گئی ہے۔ اسی طرح وحدت کالونی میں 67 لاکھ روپے کی ادائیگی ٹی ایم اے نے کی ہے جبکہ عملی طور پر وہاں اتنا کام نہیں ہوا لیکن ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ جب بلدیاتی ادارے نہیں ہیں تو پھر ایڈمنسٹریٹر یا دوسرے بندے اپنی مرضی سے پیسے دے اور لے رہے ہیں۔ ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں کیونکہ ہر کسی کو اپنا حصہ جا رہا ہے اور وہ منہ پر ٹیپ لگا کر بیٹھ گیا ہے۔ اسی طرح گلبرگ میں سات کروڑ روپے لگائے گئے ہیں۔ انہوں نے ٹی ایم اے سے کہا کہ واٹر فلٹریشن پلانٹس لگائے جائیں۔ یہ ٹی ایم اے کا function نہیں لیکن ان سے یہ کام زبردستی کرایا جا رہا ہے۔ ان سے اٹھارہ لاکھ روپے لے کر واٹر فلٹریشن پلانٹس لگائے گئے۔ جب بلدیاتی ادارے نہیں ہوں گے تو پھر اسی طرح کے گھپلے کئے جائیں گے۔ حکمرانوں کو بعض اوقات پتا چلتا ہے کہ یہاں پر گھپلا ہوا ہے اور اس سے حکومت کی بدنامی ہو گی تو وہ اس پر کمیٹی بنا کر معاملے کو ٹھپ کر دیتے ہیں۔ اسی طرح خط لکھ کر ٹی۔ ایم۔ اے سے کہا گیا کہ ہمیں پیسے دو کیونکہ ہم نے signals ٹھیک کرانے ہیں۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟ آپ ایک طرف تو کہتے ہیں کہ قانون کی حکمرانی ہو گی۔ یہاں پر غریب عوام کی حکمرانی ہو گی۔ جناب! غریب عوام کے پیسے کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ آپ نے اس ملک، صوبے اور اضلاع کو کسی قانون وقاعدے کے تحت ہی چلانا ہے۔ کیا یہاں پر قانون اور قاعدے کو follow کیا جا رہا ہے؟ وہاں سے ٹی ایم اے نے سیکرٹری صاحب کو ایک چٹھی لکھی

کہ ہم یہ پیسے نہیں دے سکتے جس پر سیکرٹری نے ڈنڈے کے زور پر منع کر دیا کہ پیسے مت دیں اور ساتھ ہی اس نے کہا کہ اس خط کو withdraw کیا جائے۔ یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے؟ ان ٹاؤنز میں جو لوگ گریڈ سترہ میں contract کی بنیاد پر بھرتی ہوئے تھے انہیں ٹی۔ایم۔او لگا دیا گیا ہے۔ میرے پاس اس کی پوری تفصیل موجود ہے۔

جناب چیئرمین! میں یہ کہوں گا کہ آپ بے شک بجٹ کے اندر تمام محکمہ جات کی رقوم میں اضافہ کریں، ہم اس پر آپ کو support کریں گے لیکن ان اخراجات کے مثبت اثرات غریب عوام تک بھی آنے چاہئیں۔ ہم دو تین سڑکیں بنا کر بڑی چھلانگیں مار رہے ہیں جبکہ یہاں پر پینے کا صاف پانی میسر نہیں ہے۔ لاہور کا سب سے پہلا پوش ایریا سمن آباد ہوا کرتا تھا۔ یہ حلقہ سال 2002 سے 2008 کے اندر develop کیا گیا۔ یہ لاہور کی بہترین آبادیوں میں سے ایک تھا۔ آج وہاں پر ایک ایک فٹ پانی کھڑا ہوا ہے لیکن کوئی پوچھنے والا نہیں۔ اس علاقے کے سیوریج کے لئے محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ میں چار دفعہ فائل گئی لیکن اس کے لئے funds نہیں ملے کیونکہ وہاں سے پاکستان تحریک انصاف کا ایم۔پی۔اے کامیاب ہوا ہے۔ یہ funds انہوں نے مجھے نہیں دینے بلکہ اس رقم سے علاقے کے لوگوں کے کام ہونے ہیں۔ میں آپ کو گارنٹی سے کہتا ہوں کہ جب اس علاقے کے لوگوں کے کام نہیں ہوں گے تو لوگ ان کے مزید خلاف ہو جائیں گے۔

جناب چیئرمین! بجٹ تقریر کے صفحہ نمبر 14 پر وزیر خزانہ نے کہا کہ پانچ ہزار روپے فیس والے سکولوں میں دس فیصد غریب بچے داخل کئے جائیں گے۔ کیا یہ صرف اعلان کی حد تک تھا؟ یہ باتیں تو بڑی کرتے ہیں لیکن عمل کچھ نہیں کرتے۔ پہلے جب لوڈ شیڈنگ ہوتی تھی تو یہ بڑی باتیں کرتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ اب لوڈ شیڈنگ ہو رہی ہے تو آپ کیوں نہیں بولتے؟ ہن پکھی کیوں نئیں جھلدے، ہن ہتھ تھک گیا اے؟ ہن وی مینار پاکستان آن، مینار پاکستان آ کے بیٹھن تے پکھی جھلن۔ ہن کیوں نہیں جھلدے؟ اس وقت انہوں نے بڑے دعوے کئے تھے کہ ہم اپنا نام بدل دیں گے اگر ان کو یعنی سابق صدر کو لاہور کی سڑکوں پر نہ گھسیٹا۔ میرا خیال ہے کہ لاہور کی سڑکیں ٹوٹ گئی ہیں اور یہ ان کو گھسیٹنے کے قابل بھی نہیں رہے۔

جناب چیئرمین! میں نے یہ چند گزارشات کی ہیں اور امید کرتا ہوں کہ آئندہ بجٹ میں منسٹر صاحب اس حوالے سے ضرور غور فرمائیں گے۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: محترمہ نگہت شیخ صاحبہ!

محترمہ نگہت شیخ: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ معزز ممبران حزب اختلاف ایک ایک گھنٹہ کی تقاریر میں اپنے اپنے حلقوں کے مسائل کی نشاندہی بھی کر دیتے کیونکہ مسائل کی نشاندہی بہت ضروری ہے۔ یقیناً آئندہ کے اقدامات مسائل کی نشاندہی پر ہی اُٹھائے جاتے ہیں۔ میں کہتی ہوں کہ تنقید برائے تنقید کی بجائے اگر تجاویز پر زیادہ زور دیا جاتا تو بہتر ہوتا۔ میں سال 14-2013 کے بجٹ سے اپنی بات کا آغاز کروں گی۔ سال 14-2013 میں جو بجٹ پیش کیا گیا تھا یقیناً وہ ایک ایسا بجٹ تھا کہ جس کی وجہ سے آج ہم اس راہ پر گامزن ہوئے ہیں اور جس کے ثمرات عام عوام تک پہنچ رہے ہیں۔ یہاں قائد حزب اختلاف نے بات کی کہ وزیراعلیٰ صاحب نے اپنے اخراجات میں تیس فیصد کمی کی ہے۔ یقیناً یہ ایک احسن قدم ہے۔ اس کے علاوہ صوبائی وزراء کی furnishing grant کو بھی ختم کیا گیا ہے۔ وزیراعلیٰ نے یہ مثال قائم کی کہ عوام کی دولت عوام پر ہی خرچ کرنی چاہئے لیکن میں یہ بات افسوس کے ساتھ کہوں گی کہ تمام حکومتی پابندیاں وزیراعلیٰ، وزراء اور سیاست دانوں کے لئے رہ گئی ہیں۔ کیا افسر شاہی کے اخراجات میں کوئی کمی واقع ہوئی اور کیا ان کے اخراجات کو کنٹرول کیا گیا؟ میرا خیال ہے کہ ایسا بالکل نہیں ہوا۔ گزشتہ بجٹ میں procurement reforms کے لئے funds مختص کئے گئے لیکن تمام تر حکومتی اقدامات کے باوجود افسر شاہی کی تعیشات، اُن کے اخراجات جُوں کے تُوں جاری ہیں بلکہ میں یہ کہوں گی کہ ان میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس مسئلہ کی نشاندہی کے بعد میری یہ تجویز ہو گی کہ تمام حکومتی اداروں کا حکومتی آئینی اداروں سے آڈٹ کرایا جائے اور اس کی رپورٹ اس ایوان یا کم از کم پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں پیش کی جائے۔

جناب چیئرمین! میری گزارش ہو گی کہ ہماری افسر شاہی کرپشن کرتی ہے۔ سیاستدانوں کے اوپر کالم لکھ دیئے جاتے ہیں لیکن ان کے اُوپر کوئی ایک حرف لکھنے کی جرأت بھی نہیں کرتا۔ تمام کرپشن یہ لوگ کرتے ہیں اور ملبہ سیاست دانوں کے اوپر ڈال دیا جاتا ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ ہمیں کوئی ایسا نظام لانا چاہئے جس سے ہم ان کے اُن تمام غیر ضروری اخراجات کو کنٹرول کر سکیں کیونکہ اخراجات وہ کرتے ہیں اور ان کی وجہ سے بدنام سیاست دان ہوتے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں دوسری بات محکمہ اطلاعات کے بحوالے سے کروں گی۔ آج میڈیا اتنا powerful ہو چکا ہے اور اس کی اہمیت سے کسی کو انکار نہیں ہے لیکن محکمہ اطلاعات میں reforms کرنے کی ضرورت ہے۔ سیاستدانوں کے ایک ایک عمل کو منفی انداز میں اچھالا جاتا ہے۔ یہاں پر میرا سوال یہ ہے کہ حکومت پنجاب کے پچھلے چھ سالوں کے جو initiatives ہیں ہمارے قائدین کی انتھک

محنت اور کوشش کے نتیجہ میں جو پروگرام کامیاب ہوئے ہیں جیسے آشیانہ سکیم، انڈوومنٹ فنڈ، ہائی سکولوں کی کمپیوٹر لیب، سڑکوں اور پلوں کی تعمیر، کاشت کاروں کو نہری پانی کی فراہمی بہتر بنانے کے منصوبے، جنوبی پنجاب کی محرومیاں ختم کرنے کے اقدامات اور 31 فیصد آبادی کو 32 فیصد ترقیاتی فنڈز دینے کا کام وغیرہ تو ان کاموں کی تشہیر کیوں نہیں کی جاتی؟ حکومتی سطح کے تمام پروگرام اور محکموں کے تمام مثبت اقدامات کو چند ایک واقعات کی نذر کر دیا جاتا ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ اپنی کارکردگی، اپنے اقدامات، اپنی انتھک محنت اور کوشش کو عام عوام کے علم میں لانے کے لئے محکمہ اطلاعات کو اپنے اقدامات انقلابی بنیادوں پر بہتر کرنے کی ضرورت ہے اس کے لئے میری تجویز یہ ہو گی کہ اس سال کا بجٹ پیش کرنے سے پہلے اس ایوان کی ایک کمیٹی بنا دی جائے جو اپنی تجاویز اور سفارشات مرتب کر کے قائدین کو منظوری کے لئے بھیجے۔

جناب چیئرمین! اس کے علاوہ میں یہاں پر پنجاب سمال انڈسٹریز کی بات کروں گی کہ آنے والے بجٹ میں پنجاب سمال انڈسٹریز کو زیادہ فنڈز فراہم کئے جائیں کیونکہ اس کے دفاتر تحصیلوں کی سطح پر ہیں اور یہاں پر ابھی میرے بھائی میاں محمد اسلم اقبال صاحب نے بات کی تھی کہ پنجاب سمال انڈسٹری کے ذریعے خواتین کے لئے ایک ایسا نظام لایا جائے جو انہیں آسان شرائط پر قرضے فراہم کرے، اُن سے products بنوائے اور بغیر کسی مڈل مین کے اُن products کو national and international سطح پر بیچا جائے اور وہ آمدنی direct اُن خواتین کو ملے، نہ کہ درمیان میں کوئی مڈل مین ہو جو اُن خواتین کی محنت کا پھل کھائے۔

جناب چیئرمین! یہاں پر پٹواری کلچر کی بات کی گئی تو پنجاب حکومت کا ایک کارنامہ ہے کہ پٹواری کلچر کو ختم کر دیا گیا ہے لیکن میں یہاں پر تھانہ کلچر کی بھی بات کروں گی کہ اس کے اوپر انتھک محنت اور کوشش کے باوجود ابھی تک تھانہ کلچر کیوں نہیں تبدیل ہو سکا؟ اس میں میری یہ گزارش ہو گی کہ ہمارے PCS افسران جو مقدس گائے بنے بیٹھے ہیں اور جن کے خلاف کارروائی صرف Establishment Division یا صدرِ پاکستان کر سکتا ہے تو صوبائی حکومت اپنے صوبائی افسران پر انحصار کیوں نہیں کرتی؟ good governance کو بہتر کرنے کے حوالہ سے میری یہ تجویز ہے کہ ہمارے ایم پی ایز اپنے حلقوں کے تھانوں میں ایک کمیٹی تشکیل دیں جس میں ریٹائرڈ افسران، بزنس مین، کسان حتیٰ کہ ہر طبقہ کا ایک ایک ممبر شامل ہو، متعلقہ MPA اپنے اپنے تھانوں کو monitor کرے اور اپنے حلقہ کے تھانوں کا جواب دہ بھی ہو۔ اُس کمیٹی کی سفارشات پر تقرریاں اور تبادلے ہوں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں صرف خواتین کی تعلیم کے حوالہ سے بات کروں گی کہ بے شمار سکول merge کر دیئے گئے ہیں تو بہت سارے سکولوں کی عمارتیں خالی پڑی ہوئی ہیں۔ بہت سارے بچیوں کے سکول بچوں کے سکولوں کے ساتھ merge کر دیئے گئے ہیں لیکن ہمارے دیہی علاقوں میں بچوں کے ساتھ بچیوں کو اکٹھے پڑھانا مناسب نہیں سمجھا جاتا تو والدین نے اپنی بچیوں کو گھر بٹھا لیا ہے جس سے اُن بچیوں کی تعلیم کا ہرج ہوا ہے۔ وزیر موصوف سے میری گزارش ہو گی کہ جن سکولوں کی عمارتیں خالی ہیں اب اُن پر قبضے شروع ہو چکے ہیں اور جن سکولوں کو merge کرنے کی وجہ سے بچیوں کی تعلیم متاثر ہو رہی ہے اُس پر خصوصی توجہ دی جائے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ ڈاکٹر مراد راس صاحب!

ڈاکٹر مراد راس: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ میں زیادہ تر issues کو highlight کرنا چاہتا ہوں کیونکہ ہم غلطی سے اپنے حلقوں سے الیکشن جیت کر آ تو گئے ہیں مگر وہاں کے مسائل کو حل کرنے کے حوالہ سے کوئی بھی cooperative نہیں ہے۔ میرے حلقہ گلبرگ، ماڈل ٹاؤن اور گارڈن ٹاؤن کے اندر سب سے بڑا مسئلہ پانی کا ہے۔ ہم نے انگلینڈ سے ایک ٹیم بلائی اُس نے یہاں پر پانی کی testing کی۔ ایک TDS ٹیسٹ ہوتا ہے جس سے پتا چلتا ہے کہ اس پانی کے اندر کتنے solids ہیں اور اُس کی solidification وغیرہ کس طرح ہوتی ہے۔ اُس ٹیم نے ہمیں بتایا کہ انگلینڈ کے اندر پانی کے TDS کا نمبر 50 ہوتا ہے اور گلبرگ کے پانی کا TDS نمبر 1200 تھا تو اب آپ اس فرق کو دیکھ لیں۔ ہم نیسلے کا جو پانی پی رہے ہیں اس کا TDS level بھی 200 ہے۔ اب آپ سوچیں کہ جتنی کچی آبادیاں ہیں قربان لائن کی کچی آبادی، گارڈن ٹاؤن میں گرومانگٹ، جیونانہ پنڈ، غوث الاعظم کالونی، مکہ کالونی کے سیوریج اور پینے کے پانی کے پائپ آپس میں mix up ہو چکے ہیں۔ ان علاقوں کے لوگوں کو پینے کا جو پانی مل رہا ہے اُس میں سیوریج کا پانی mix ہوا ہوا ہے۔ میں آپ کو بتا دوں کہ اگر ہم نے سیوریج کو separate کر کے پانی کا یہ مسئلہ حل نہ کیا تو ہم تباہی کے راستے پر جا رہے ہیں۔ ڈاکٹروں نے بتایا ہے کہ وہاں پر بیماریوں کی سب سے بڑی وجہ سیوریج کا پانی ہے اور وہاں پر ہیپاٹائٹس کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔

جناب چیئرمین! میری دوسری بات یہ ہے کہ ہمیں قبرستانوں کے حوالہ سے بہت بڑا مسئلہ ہے۔ پچھلے ہفتے یہاں اسمبلی میں قبرستانوں کے different issues کے حوالہ سے کافی بات ہوئی۔ حزب اقتدار کے معزز ممبران نے ہمارے پاس آ کر کہا کہ یہ صرف آپ کا نہیں ہمارا بھی issue ہے لیکن یہاں پر ان چیزوں کے اوپر بولنے کی ہمیں اجازت نہیں ہے۔ محکمہ ہر دفعہ یہاں پر ایک بڑی

خوبصورت سی تصویر پیش کر دیتا ہے کہ یہاں زمین لے رہے ہیں، وہاں زمین لے رہے ہیں جبکہ کہیں کوئی زمین نہیں لے رہا۔ اگر یہ زمین لے رہے ہیں تو ہمیں کب تک بتائیں گے؟ قبروں کے اوپر قبریں بنتی جارہی ہیں اور ایک ایک قبر کے اندر چھ چھ، سات سات لوگ دفن ہوئے ہوئے ہیں۔ مکہ کالونی کے قبرستان کے لئے سول ڈیفنس کی 50 ایکڑ زمین allot کی گئی تھی لیکن وہ زمین ابھی تک حکومت کے مختلف محکمہ جات کے اندر پھنسی ہوئی ہے جو کہ clear نہیں کی جارہی۔ میں کہتا ہوں کہ کوئی ایک جگہ کہیں بھی لاہور سے باہر دے دیں کہ ہم نے لاہور کے قبرستان کے لئے یہ سو ایکڑ جگہ لے کر دے دی ہے۔ سارے لوگ اپنے عزیزوں کو دفنانے کے لئے وہاں چلے جائیں گے کیونکہ انہیں جگہ تو مل جائے گی۔ لوگوں کے لئے قبر کی جگہ سے زیادہ جو بڑا عذاب ہے وہ 20 سے 25 ہزار روپے کی ایک قبر ہے کہاں سے غریب لوگ اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں کو دفن کریں گے، ان کے پاس کھانے پینے کے لئے پیسے نہیں ہیں وہ بیس پچیس ہزار روپیہ کہاں سے لاکر قبروں کے لئے دیں، اس پر hopefully کوئی نہ کوئی تجاویز دی جائیں گی تو قبرستان کے issue کو کم از کم لاہور کے لئے صرف ہمارے لئے نہیں سب کے لئے حل کریں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ ایک جگہ کہیں فیروزپور روڈ پر قصور کی طرف کسی طرف جاکر کھلا علاقہ دے دیں۔ آپ کہیں پچاس یا سو ایکڑ جگہ لے کر سارے لاہور کو کہہ دیں یہ قبرستان کے لئے جگہ ہے۔ آپ مشرق، مغرب، شمال اور جنوب کو الگ کر کے کوئی جگہ مختص کر دیں بے شک لاہور سے باہر جگہ دے دیں مگر جگہ تو دیں جہاں پر لوگوں کو سہولیات میسر آسکیں۔

جناب چیئرمین! اس کے علاوہ پانی کا مسئلہ ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ لاہور میں پانی کا level ہر سال چار سے پانچ فٹ گرتا جارہا ہے۔ میں آپ کو صرف اپنے ہی حلقہ کا بتادوں کہ وہاں ٹیوب ویلز کا حال یہ ہے کہ کوئی فلٹریشن پلانٹ نہیں لگا ہوا اور جو پلانٹس لگے ہوئے ہیں وہ کام نہیں کر رہے۔ یہاں لوگوں کو صاف پانی تو درکنار پانی ہی نہیں مل رہا کیونکہ بور خراب ہو چکے ہیں۔ ان کو maintain نہیں کیا جارہا، جو جنریٹر لگے ہوئے ہیں وہ کام نہیں کر رہے اور جو فلٹریشن پلانٹس لگے ہوئے ہیں وہ کام نہیں کر رہے۔ میں گلبرگ، ماڈل ٹاؤن اور گارڈن ٹاؤن کے حالات آپ کو بتا رہا ہوں۔ آپ سوچیں کہ ان علاقوں کے علاوہ دوسرے علاقوں کا کیا حال ہوگا؟

جناب چیئرمین! میں اس دفعہ area wise بتانا چاہتا ہوں تاکہ یہ اس ایوان کے ریکارڈ کا حصہ بنے کہ جہاں پر فلٹریشن پلانٹس کی ضرورت ہے۔ ان میں قربان لائنز، کینال پارک، سینٹ میریز، جناح پارک، نبی پورہ، کبوتر پورہ، گرومانگٹ، اتحاد کالونی، ماڈل کالونی اور تھہ پنڈ میں ضرورت ہے بلکہ ہر

جگہ پر فلٹریشن پلانٹس کی ضرورت ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ سب چیزیں ریکارڈ کا حصہ بنیں تاکہ پتا چلے کہ ان جگہوں کا ہم نے کم از کم نام تو لیا ہے۔ میرے خیال میں فلٹریشن پلانٹ لگنا تو بہت دور کی بات ہے۔ ہم جب واسا والوں کے پاس سیوریج کی مشکلات کے حوالے سے جاتے ہیں تو وہ حل نہیں ہوتیں۔ میں آپ کو ایک بڑی سادہ سی بات بتاتا ہوں کہ فیروزپور روڈ پر ہم نے اربوں روپیہ خرچ کیا اسے دس دفعہ توڑ کر دوبارہ بنایا۔ وہاں سے سو گز دور L بلاک کی سڑک ہے جہاں پر سیوریج سسٹم پچھلے تیس سال سے ٹھیک نہیں کیا گیا، مسجد کے آگے بارش نہ بھی ہو تو پانی کھڑا رہتا ہے اور جنہوں نے نماز پڑھنی ہے ان کو مسجد میں جاکر دوبارہ وضو کرنا پڑتا ہے۔ میں واسا کے ایم ڈی ڈاکٹر جاوید کے پاس گیا تو انہوں نے میرے سامنے کتابیں رکھ دیں۔ انہوں نے مجھے کہا کہ ہمارا 6۔ ارب روپے کا بجٹ ہے لیکن ہمیں 3۔ ارب روپے دیئے جا رہے ہیں تو ہم کہاں سے اسے ٹھیک کریں۔ میں کہتا ہوں کہ کیوں پیسے نہیں دیئے جا رہے اور کیوں سیوریج سسٹم ٹھیک نہیں کیا جا رہا؟ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ یہ سیوریج سسٹم اس وقت ٹھیک ہوگا کہ جب جیل روڈ سے سیوریج سسٹم کو ٹھیک کرنا شروع کریں اور all the way through فیروزپور روڈ تک جائیں یعنی ایک end سے دوسرے end تک سیوریج لائن ٹھیک ہونے والی ہے۔ سیوریج سسٹم جب تک ٹھیک نہیں ہوگا اس وقت تک گندا پانی پینے کے پانی میں mix ہوتا رہے گا۔

جناب چیئرمین! ہسپتالوں کا حال تو ہمیں معلوم ہی ہے اور لوکل ڈسپنسریوں کے حالات بھی ہمیں معلوم ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان کو بہتر کیا جائے۔ ماڈل ٹاؤن کے اندر ایک ڈسپنسری ہے جس کو ہسپتال بنانے کا دس دفعہ پروگرام بنا ہے لیکن اسے ہسپتال نہیں بنایا جا رہا کیونکہ وہاں پر شاید اتفاق ہسپتال ہے۔ آپ لوگوں کے آرام کا سوچیں کہ ہم نے ان کے حالات کو کس طرح بہتر کرنا ہے۔ ہم اپنے آپ کو پہلی دفعہ تھوڑا پیچھے کر لیں اور لوگوں کو دیکھیں کہ ان کے حالات ہم نے کس طرح بہتر کرنے ہیں۔ اگر کوئی ڈسپنسری ہسپتال بن سکتی ہے تو اسے بنانا چاہئے۔ مجھے ماڈل ٹاؤن کے لوگوں نے کہا ہے کہ ہم خود ہی فنڈز اکٹھے کر لیتے ہیں مگر حکومت درمیان میں کھڑی ہے اور اس ڈسپنسری کو ہسپتال نہیں بنانے دے رہی۔

جناب چیئرمین! ایم ایم عالم روڈ کو one way بنا دیا گیا ہے، اس کے درمیان میں ایک "U" turn بننا چاہئے تھا اس کی ضرورت ہے کیونکہ دائیں طرف سارے سکول اور CNG سٹیشنز وغیرہ ہیں۔ مجھے پانچ سو افراد نے دستخط کر کے درخواست دی ہے کہ ہم پورا "U" turn لگا کر نہیں آ سکتے کیونکہ ٹریفک کی وجہ سے اس میں بہت دیر لگ جاتی ہے کہ درمیان میں جہاں پر Pizza Hut اور CNG ہے

وہاں پرU" turn" بہت ضروری ہے۔ وہاں سکول سارے ایک طرف ہیں اور لوگ دوسری طرف رہ رہے ہیں۔اس کے لئے پانچ سو خاندان چاہتے ہیں کہ وہاں پر ایکintersection بنا دیا جائے۔

جناب چیئرمین! پنجاب میں جو ٹیکس کی وصولی کا سسٹم ہے میں اس پر تھوڑی سی بات کروں گا۔ میرے خیال میں 80 فیصد ٹیکس وصول نہیں کئے جا رہے اور صرف 20 فیصد ٹیکس پر ہم چل رہے ہیں۔آپ کو لاہور کے اندر یا باقی جگہوں پر جو بڑے بڑے گھر نظر آتے ہیں۔ان کی جو حقیقی قیمتیں ہیں ان پر ٹیکس ادا نہیں کیا جاتا اور جو ان کی قیمتیں بنا کر دے دی جاتی ہیں اور پانچ چھ کروڑ روپے کے گھر کو ایک یا دو کروڑ کا دکھا کر یا اس سے بھی کم کا دکھا کر اس پر ٹیکس وصول کیا جا رہا ہے۔ان کیoriginal value پر بالکل ٹیکس وصولی نہیں ہو رہی۔اس کے علاوہstamp papers کی فیسوں کا بھی کوئی حساب کتاب نہیں ہے،انتقال فیسوں کا بھی کوئی ریکارڈ نہیں ہے شاید ریکارڈ ہے تو وہ بھی ٹوٹا پھوٹا ہو گا۔

جناب چیئرمین! میری سب سے ضروری ایک تجویز یہ ہے کہ جب ہم بجٹ پر بحث کرتے ہیں تو ہمیںRules of Procedure کے اندر ایکamendment لانی چاہئے اورbudget making process میں سٹینڈنگ کمیٹیوں کو شامل کرنا چاہئے۔ سٹینڈنگ کمیٹیوں کے ممبران منتخب نمائندے ہیں۔ ان کے پاس کوئی اتھارٹی نہیں ہے۔یہاں جتنے بھی سٹینڈنگ کمیٹیوں کے ممبران اور چیئرمین بیٹھے ہوئے ہیں ان کے پاس کوئی کام نہیں ہے۔ میں خود ایک سٹینڈنگ کمیٹی کا چیئرمین ہوں۔ مجھے آج چیئرمین بنے ہوئے تقریباً دو ماہ ہو گئے ہیں لیکن کوئی ایک میٹنگ نہیں ہوئی اور کوئی کام نہیں کیا۔ ہمیںbureaucracy کوinvolve کرنے کی بجائے سٹینڈنگ کمیٹیوں کو جس کے ممبران منتخب نمائندے ہیں انہیںbudget process میں شامل کرنا چاہئے۔انہوں نے اپنا ایک پروگرام بنایا ہوا ہے وہ اس کی ہر دفعہ فوٹو کاپی کرتے ہیں، نمبر تھوڑے آگے پیچھے کرتے ہیں، ممبران کو پکڑا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہnext budget آ گیا ہے۔ ہمیں ابھی تک نہیں بتایا گیا کہ کتنا بجٹ استعمال ہوا ہے؟ ہمیں ابھی تک کچھ پتا نہیں ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ ہم نے ہر چیزbureaucracy کے ہاتھ میں دی ہوئی ہے۔ ہماری سٹینڈنگ کمیٹیاں بہت اہم کردار ادا کر سکتی ہیں لیکن ان کا بجٹ سازی میں کوئی کردار نہیں ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمیںbudget process میںinvolve کیا جائے مگر اس کے لئے ہمیںRules of Procedure میںamendment کرنی ہو گی۔

جناب چیئرمین! ہماریbad governance کس وجہ سے ہے؟one of the most important thing یہ ہے کہ جو وزراء کا کام ہے وہ میرے خیال میںDCO's،DPO's

اور سارے سیکرٹریز کر رہے ہیں۔ ہمارا سسٹم جو یہاں پر چل رہا ہے اس میں منسٹر نیچے آ رہا ہے اور سیکرٹری اوپر ہے۔ یہاں سیکرٹریز ساری governance چلا رہے ہیں اور کنٹرول ان کے پاس ہے۔ میں نے وزراء کو سیکرٹریز سے ڈرتے ہوئے دیکھا ہے بجائے اس کے کہ سیکرٹری وزیر سے ڈر رہا ہو۔ سیکرٹری وزیر کی کم بات سنتا ہے بلکہ وزیر سیکرٹری کی زیادہ بات سنتا ہے اس لئے hopefully powers reverse کی جائیں اور وزیراعلیٰ صاحب کو چاہئے کہ اپنے وزراء پر زیادہ اعتماد کریں بجائے اس کے کہ bureaucracy پر اعتماد کریں۔ اس کے علاوہ اپنے وزراء اور سٹینڈنگ کمیٹیوں کو زیادہ مضبوط کیا جائے۔

جناب چیئرمین! ہمیشہ ضمنی بجٹ add a point آ جاتا ہے جس پر کبھی discussion نہیں ہوتی، وہ آتا ہے اور approve ہو جاتا ہے۔ ہم شروع میں ہی ایسا بجٹ کیوں نہیں بناتے کہ ضمنی بجٹ کی ہمیں کم سے کم ضرورت پڑے۔ میرا مطلب ہے کہ ہم کتنی دفعہ ان practices میں سے گزر چکے ہیں۔ موجودہ حکمران پنجاب میں چھ دفعہ حکومت میں رہ چکے ہیں۔ ان کو ابھی تک یہ واضح نہیں ہو رہا کہ ہر دفعہ اربوں روپے کا ضمنی بجٹ کیسے آ جاتا ہے؟ اس کو minimize کرنے کی بہت سخت ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین! اس وقت جو بیماری ملک میں پہلے نمبر پر پھیل رہی ہے وہ ہیپاٹائٹس ہے۔ یہ بیماری اس رفتار سے پھیل رہی ہے جو ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔ اس کو کم سے کم کرنے کے لئے جو اقدامات اٹھانے چاہئیں وہ ہمارے ہسپتال ابھی تک نہیں اٹھا رہے۔ آج ہسپتالوں کی بات ہو رہی تھی تو میں نے اس پر تحریک التوائے کار بھی دی تھی۔ آپ میرے ساتھ لاہور کے ہسپتالوں میں ابھی بھی جا کر دیکھیں میں باہر کے ہسپتالوں کی بات ہی نہیں کر رہا۔ آپ لاہور کے ہسپتالوں میں جا کر وہاں کا waste دیکھیں۔ میں تو باہر کے ہسپتالوں کی بات ہی نہیں کر رہا۔ لاہور کے ہسپتالوں میں جو میڈیکل ویسٹ وہاں پر پڑا ہوا ہے اس کو جا کر دیکھیں۔ ہر جگہ سرنجوں، دوائیوں اور باقی چیزوں کی ڈھیریاں پڑی ہوئی ہیں جو وہاں سے غریب لوگ اُٹھا کے لے جاتے ہیں اور دوبارہ استعمال کرتے ہیں۔ جو drug users ہیں ان کو exactly پتا ہے کہ وہ چیزیں کہاں پر پڑی ہوئی ہیں۔ آج پارلیمانی سیکرٹری صاحب ان چیزوں کو ٹھیک کرنے کے لئے بڑا زبردست جواب دے کر چلے گئے مگر انہوں نے اس چیز کا کوئی حل نہیں بتایا انہوں نے کہا کہ اس پر کمیٹی بٹھائیں گے اور سب چیزیں کریں گے۔ میں کہتا ہوں آج میرے ساتھ

چلیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! میں آج آپ کو دکھاتا ہوں کہ hospitals کے اندر waste کے کیا حالات ہیں؟

جناب چیئرمین! میں دوسری چیز جس کے متعلق آپ کو بتانا چاہتا ہوں وہ تعلیم ہے جو کہ بہت ضروری ہے۔ جب سیشن آتا ہے ہر بجٹ میں ہم بڑاز بردست ڈھنڈورا پیٹتے ہیں کہ اتنا بجٹ ہم نے ایجوکیشن کے لئے allocate کر دیا ہے، کتنی missing facilities کو ختم کیا جارہا ہے۔ میں آپ کو بتادوں کہ کچھ نہیں کیا جارہا ہے؟ میں آپ کو صرف یہ بتادوں کہ اگر آپ میرے ساتھ چلیں تو میں آپ کو اپنے حلقے گلبرگ کے اندر جہاں پر سڑکوں پر اربوں روپیہ خرچ کیا جاتا ہے اور Women's Day پر بہت زیادہ red lights لگادی گئی تھیں کہ اس طرح لگ رہا تھا کہ جیسے ہم foreign country کے اندر پھر رہے ہیں۔ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کے اندر فرنیچر نہیں ہے، ایک کلاس میں آدھی بچیاں زمین پر بیٹھتی ہیں اور آدھی بچیاں کرسیوں پر بیٹھتی ہیں، جو بچیاں زمین پر بیٹھتی ہیں ان کا کیا قصور ہے؟ اس کے ساتھ تین اور سکول پانچ پانچ منٹ کے وقفے پر ہیں وہاں پر آپ جاکر حالت دیکھ لیں۔ آپ missing facilities کی بات کرتے ہیں، باقی پنجاب کو چھوڑ دیں میں لاہور کا جو پنجاب کا ماڈل ہے اس بارے میں بتارہا ہوں۔

جناب چیئرمین: پلیز wind up کریں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب چیئرمین! میں بس ایک منٹ میں wind up کر رہا ہوں۔ ہم یوتھ فیسٹیول پر اربوں روپے لگا چکے ہیں۔ ہم فیسٹیول کو چھوڑیں بلکہ لوگوں کے جو مسائل ہیں ان کی طرف چلیں، students کے مسائل یا ان کے ماں باپ کے سکول بھیجنے کے جو مسائل ہیں ان کی طرف چلیں۔ ہم نے مافیا بنادیا ہے کہ گورنمنٹ سکولوں کا standard اتنا high کر دیا ہے کہ وہاں پر عام بچہ جا نہیں سکتا۔ پرائیویٹ سکولوں کی فیسیں اتنی زیادہ کر دی ہیں کہ وہاں پر families afford نہیں کر سکتیں لہذا اس مافیا کو ختم کریں۔ ہم نے جو پیسے ٹیکس کے ضائع کرنے ہیں جو ہماری عوام کے خون پسینے کے پیسے ہیں ان کو health care اور ایجوکیشن کی طرف لگائیں۔ جو تحفظ دینا ہے ان کے حالات میاں اسلم اقبال صاحب بتا ہی چکے ہیں مگر ایجوکیشن اور ہیلتھ کی طرف festivals یا باقی چیزیں ہیں ان سے ختم کر کے اس طرف لے کر جائیں۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب چیئرمین! میں نے ایک منٹ کے لئے صحافیوں کی طرف سے بات کرنی ہے اگر آپ اجازت دیں کیونکہ وہ سب مجھے کہہ رہے تھے۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب! آپ نے تو یہ کافی بڑی تحریر لی ہوئی ہے جس پر کافی وقت لگے گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب چیئرمین! بس ایک منٹ ہی لگے گا۔ میڈیا ورکرز کی فلاح و بہبود کے لئے پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹ کے پانچ نکاتی مطالبات ہیں۔ پنجاب یونین آف جرنلسٹ صحافیوں کی فلاح و بہبود کے لئے پانچ نکاتی مطالبات ارکان پارلیمنٹ کے سامنے رکھتے ہوئے وفاقی اور تمام صوبائی حکومتوں سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ ان گزارشات پر عملدرآمد کے لئے پارلیمنٹ میں مؤثر قانون سازی کرے۔ نمبر ایک یہ کہ شدید زخمی یا معذور میڈیا ورکرز کے لئے فوری معاوضے کی ادائیگی۔۔۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب! pre budget discussion ہو رہی ہے آپ اس پر قرارداد لائیں تاکہ ایوان میں پیش ہو سکے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب چیئرمین! یہ بجٹ کے حوالے سے ہی انہوں نے کہا ہے کہ ہمارے علاج معالجے کی سہولت کے لئے آپ حکومت کو بتادیں تاکہ اس کے لئے بجٹ رکھا جائے۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب! آپ اپنے کسی ساتھی سے کہیں کہ وہ اپنی تقریر میں یہ مطالبات پیش کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب چیئرمین! ختم ہو گئی ہے۔ میڈیا ورکرز کی لازمی انشورنس، میڈیا ہاؤس اور پریس کلبوں کی مؤثر سکیورٹی، شہید ہونے والے میڈیا ورکرز مقدمات کی سماعت کے لئے خصوصی ٹربیونل کا قیام، ساتویں ویج بورڈ ایوارڈ پر مکمل عملدرآمد کے ساتھ ساتھ آٹھویں ویج بورڈ کے لئے بورڈ کی فوری تشکیل، چیئرمین ITNNE کی فوری تقرری کے لئے فوری طور پر قانون سازی کی جائے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: اگلے معزز ممبر طلال گوپانگ صاحب ہیں لیکن وہ موجود نہیں ہیں۔ جناب رمیش سنگھ اروڑا صاحب!

جناب رمیش سنگھ اروڑا: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں اپنی pre budget تقریر سے پہلے چاہوں گا کہ جو میں نے پرسوں پوائنٹ آف آرڈر دیا تھا اس پر کل ایک feed back آیا ہے اس حوالے سے میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ ابھی میاں محمد اسلم اقبال نے ہماری گورنمنٹ، چیف منسٹر اور ہمارے کام کو criticize کیا کہ یہاں پنجاب میں جب قتل و غارت ہو جاتی ہے، کوئی قتل ہو جاتا ہے تو اس کے بعد ہم جا کر اس کو معاوضہ وغیرہ دیتے ہیں یا help کرتے ہیں۔ کل محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ نے بات کی تھی تو

میں نے اپنا concern raise کیا تھا تو میرا کوئی concern ایسا نہیں تھا کہ میں نے کسی کو یا کسی گورنمنٹ کو criticize کیا تھا بلکہ میرا point of view یہ تھا کہ اس وقت خیبر پختونخوا میں majority کے حساب سے میری سکھ کمیونٹی جس کی population پانچ ہزار سے زیادہ ہے تو اس وقت ان کے جو مسائل ہیں کہ جس طریقے سے ان کو قتل کیا جا رہا ہے وہ میں نے issue raise کیا تھا اس پر میری معزز ممبر محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ کا بیان سن کر مجھے بڑی حیرانی ہوئی کہ وہ خود اس طریقے کا بیان دے رہی ہیں جس میں انہوں نے یہ کہا کہ دو بندے قتل ہوئے ہیں ہمارے منسٹر صاحب وہاں پر گئے اور ان کے لئے پانچ لاکھ روپے دینے کا اعلان کیا۔ اس کا مطلب ہے کہ سارے سکھوں کو آپ خیبر پختونخوا میں قتل کر دیں پھر وہاں جا کر پانچ پانچ لاکھ روپے کا اعلان کر دیں۔ میں یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ وہ مجرم جنہوں نے یہ کام کیا ان کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے اور وہاں پر رہنے والی سکھ کمیونٹی کو آپ تحفظ فراہم کریں۔ میرا ہرگز یہ مطلب یہ نہیں تھا کہ ان کو مارنے کے بعد آپ پانچ پانچ لاکھ روپے دیں۔ جہاں تک بجٹ کی بات کی جا رہی ہے تو اپوزیشن بنچوں کی طرف سے جو suggestions آ رہی ہیں وہ again criticism کر رہے ہیں لیکن میں ان کو suggestion کہوں کہ جو اُن کی طرف سے suggestions آ رہی ہیں ہم ان کو welcome کرتے ہیں لیکن بہت ہی اچھا ہوتا کہ وہ criticism کم کرتے اور suggestions زیادہ دیتے۔ میں یہ کہوں گا کہ اگلے بجٹ میں جہاں ہم بہت سارے areas کو دیکھ رہے ہیں کیونکہ پاکستان کا particularly ہمارا poverty citizen area کا سب سے بڑا issue ہی poverty ہے اس لئے ہم اپنے آنے والے اگلے بجٹ میں جس طریقے سے ہم نے اس دفعہ خدمت کارڈ اور بہت سے poverty alleviation کے پروگرام شروع کئے جس میں ہم روزگار بنک کی بات کر رہے ہیں، مائیکرو فنانس بنک کی بات کر رہے ہیں اور ساتھ ساتھ ہم وومن ڈویلپمنٹ کی بات بھی کر رہے ہیں لہذا ڈویلپمنٹ بجٹ میں خاطر خواہ اضافہ کیا جائے اور غربت کے خاتمے کے پروگرام جس میں social safety net کے پروگراموں کو اس بجٹ میں address کیا جائے تاکہ وہ لوگ جو غربت کی لائن سے نیچے ہیں ان کو زیادہ سے زیادہ support کیا جا سکے۔

جناب چیئرمین! اس کے ساتھ ساتھ ہمارا جو Vocational and Technical Skill Training کا component ہے جس میں ہمارے بہت سے donors بھی ہمیں support کر رہے ہیں خاص طور پر ہماری حکومت پنجاب کا اچھا خاصا بجٹ بھی اس میں جا رہا ہے اس کو دیکھا جائے کہ ہمارے جو Vocational and Technical Support Programme کے دائرہ کار کو

مزید وسیع کیا جائے۔اس کے ساتھ ساتھ ہم ensure کریں کہ جن کی ہم capacity built کر رہے ہیں ان کی employment generation, employment creation اور ان کی job placement کو ہم secure کر سکیں۔

جناب چیئرمین! ایک point ہمارے حکومتی بنچوں کی ایک معزز ممبر کی طرف سے سامنے آیا اور اپوزیشن نے بھی اس کا ایوان میں ذکر کیا جن کو ہم appreciate کرتے ہیں۔ ہمیں women development and women empowerment والے ایریا کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔ پچھلی حکومت میں ہم نے اچھے خاصے فنڈز 5 بلین روپے کے رکھے تھے اور ہم نے women development کے لئے بہت کام بھی کیا ہے اس لئے میں چاہوں گا کہ ہمارا جو past experience ہے، جو ہم نے پانچ بلین روپے women development اور women empowerment کے لئے مختص کئے تھے ہم اس کو مزید وسیع کریں اور women empowerment والے component کو اس میں لے کر آئیں۔ اس وقت اگر ہم دیکھیں تو تھرپارکر میں سب سے بڑا drought issue کا آرہا ہے۔ ہمارا پنجاب کا اچھا خاصا ایریا چولستان اور desert ہے تو خدانخواستہ اس طریقے کا issue یہاں پر نہ آئے لہذا ہمیں drought کو mitigate کرنے کے لئے مزید water اور water reservoirs کے لئے کچھ نہ کچھ کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ اگر ہم دیکھیں تو آنے والے ٹائم میں سب سے گھمبیر مسئلہ پانی کا ہے۔ حکومت پنجاب کو یہ دیکھنا ہے کہ ہم آنے والے بجٹ میں پانی یا water reservoirs کو کس طریقے سے لے رہے ہیں کیونکہ سننے میں یہ آرہا ہے اور researches بھی ہوئی ہیں کہ اگلے بیس سال میں پانی ہمارا سب سے بڑا مسئلہ آئے گا لہذا ہمیں اس کو بھی focus کرنا ہے۔

جناب چیئرمین! اس کے ساتھ ساتھ ایک saying ہے "پرہیز علاج سے بہتر ہے" تو میری یہ suggestion ہوگی کہ جس طریقے سے اسمبلی میں اس پر بات بھی ہوئی کہ ہیپاٹائٹس یا water borne diseases ہیں---

جناب چیئرمین: ایوان کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب رمیش سنگھ اروڑا: جناب چیئرمین! ہیپاٹائٹس یا دوسری water borne diseases ہیں ہمیں ان کے لئے ایک massive level پر awareness campaign کی ضرورت ہے کیونکہ جب تک ہم لوگوں کو awareness کے ذریعے mobilize نہیں کرتے، ان کو بتاتے نہیں ہیں تو یہ

ہمارا سب سے بڑا issue ہو گا لہذا ہمیں awareness campaign کرنی چاہئے تاکہ اس طرح کی diseases سے لوگوں کو بروقت ہم آگاہ کر سکیں۔

جناب چیئرمین! اس وقت گورنمنٹ آف پنجاب کے بہت سارے initiatives ہیں۔ جہاں پر ہم ایجوکیشن پر focus کر رہے ہیں جیسے ہمارے چیف منسٹر صاحب کا vision بھی ہے کہ ہم نے پنجاب میں تعلیم کے معیار کو بہت بہتر کرنا ہے اور across the country اپنے آپ کو پہلی صف میں لے کر آنا ہے۔ میری اس میں submission ہو گی کہ ہمیں ایجوکیشن کو بھی دیکھنے کی ضرورت ہے کہ جہاں پر ہمارے بہت سارے سکولوں میں جو missing facilities ہیں ان کو دیکھیں تاکہ missing facilities کو address کر سکیں اور ٹیچر ٹریننگ کو مزید بہتر کر سکیں۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ ہمارے curriculum کو بھی دیکھیں جیسے during last session بہت سے اسمبلی کے معزز ممبران کی طرف سے تجاویز آئیں ان کو بھی add کیا جا سکے۔ اسی طرح ہم comparative religion کی بجائے ہر religion کے بارے میں بتائیں تاکہ ہمارے students اور آنے والی نسلوں کو پتا چل سکے کہ کس طریقے سے پاکستان کے اندر ہم interfaith harmony کو promote کر رہے ہیں؟

جناب چیئرمین! ایک لفظ جس کو میں نے ہمیشہ ذاتی طور پر ناپسند کیا ہے اور ہر forum پر کھڑے ہو کر اس لفظ کو کہا ہے کہ ہم اس لفظ کو disown کرتے ہیں جو minority کا لفظ ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ ہم سب کو non-Muslim کہتے ہیں لیکن ابھی بھی بہت سارے الفاظ کو minority کہہ کر پکارا جاتا ہے جس کی ایک مثال Minority Development Fund ہے۔ ہم نے جب اس لفظ کو disown کر دیا ہے اور اس بات پر decision لیا ہوا ہے کہ ہم کسی کو بھی minority یا majority نہیں کہیں گے بلکہ جس طریقے سے ہمارے پاکستان کا آئین سب کو equal right دیتا ہے چاہے وہ مسلم ہے یا non-Muslim ہے تو پھر ہم بار بار minority کی جو بات کرتے ہیں اس حوالے سے میری submission ہو گی کہ minority کے الفاظ جہاں جہاں پر بھی ہیں اس کی بجائے non-Muslim کا لفظ use کریں۔ اس کے علاوہ last time جو Minority Development Fund تھا اس کے لئے اچھی خاصی رقم مختص ہوئی تھی جس کے حوالے سے چیف منسٹر صاحب کی طرف سے ایک suggestion آئی تھی، کمیٹی کے باقی ممبران اور معزز منسٹر کی طرف سے بھی suggestion آئی تھی کہ پانچ mega cities جہاں پر ہمارے non-Muslim کی population زیادہ ہے وہاں پر ہم

کوئی mega projects لے کر آئیں۔ اس کے بعد ہر ایم پی اے کو ایک amount allocate کی گئی تھی تاکہ وہ اپنے اپنے home districts میں minority کی welfare کے لئے کچھ کر سکیں لیکن وہ بجٹ بہت تھوڑا ہے لہذا میری وزیر خزانہ سے request ہو گی کہ kindly اس بجٹ کو دیکھا جائے کیونکہ اس وقت اگر ہم ایک بات کرتے ہیں تو non-Muslim ممبر صوبائی اسمبلی ہے اس کا دائرہ کار صرف اس کے home district تک نہیں بلکہ اس کا دائرہ کار across the Punjab ہے۔ اگر کوئی سکھ ہمارا بھائی حسن ابدال میں بیٹھا ہوا ہے اور دوسرا رحیم یار خان یا ننکانہ صاحب میں بیٹھا ہے تو ہر بندہ یہی امید لگا کر بیٹھا ہوتا ہے کہ ہماری well being یا ڈویلپمنٹ فنڈز ہمارے non-Muslim ممبر کی طرف سے آئیں گے۔ اس دائرہ کار کو دیکھتے ہوئے kindly ہمارے non-Muslim کے فنڈ کو مزید بہتر کیا جائے کیونکہ یہ بہت ضروری ہے۔

جناب چیئرمین! گورنمنٹ آف پنجاب کی جتنی بھی ministries ہیں ان سب کے دفاتر اس وقت across the province موجود ہیں لیکن صرف اقلیتی امور و انسانی حقوق کی ministry کا ایک ہی آفس لاہور میں موجود ہے لہذا میری اس pre budget تقریر میں یہ submission ہو گی کہ اس کا دائرہ کار مزید وسیع کرتے ہوئے ضلعی سطح پر بھی ان کا کوئی آفس establish کیا جائے تاکہ وہاں پر ہمارے non-Muslim سے related ڈویلپمنٹ یا human rights کے issues پر بھی کوئی focal person ہو۔ جس طرح رحیم یار خان، حسن ابدال یا اٹک میں ہماری community کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں تو ان کو approach کرنا لاہور میں بڑا مشکل ہو گا اس لئے ان کا administrative structure اس طریقے سے create کیا جائے تاکہ ان لوگوں کو ہم زیادہ سے زیادہ facilitate کر سکیں۔

جناب چیئرمین: اروڑا صاحب! اب wind up کریں۔

جناب رمیش سنگھ اروڑا: جناب چیئرمین! صرف تھوڑی دیر بات کروں گا کیونکہ پہلے میں نے overall پنجاب کی ڈویلپمنٹ کی بات کی لیکن ابھی میرا non-Muslim کا specific issue ہے I will just take one minute more تاکہ میں اس کو تھوڑا explain کر سکوں۔ پنجاب میں اگر ہم non-Muslim کو دیکھیں تو جس وقت 1998 کے سروے کے مطابق مردم شماری ہوئی تھی تو non-Muslim کافی بڑھ چکے ہیں so kindly keeping in view that ہماری پنجاب اسمبلی

اور قومی اسمبلی میں seats allocation کو بھی دیکھنے کی ضرورت ہے تاکہ ان سیٹوں کو بھی population کے accordingly بڑھایا جا سکے۔

جناب چیئرمین! دوسرا جس issue پر ہم appreciate کرتے ہیں اور ہمیشہ کیا ہے وہ حافظ قرآن کے بیس نمبر ہیں۔ میں ان کو welcome کرتا ہوں جن کو ہم بیس نمبر دیتے ہیں تاکہ ان کی یہ identity ہو کہ یہ ایک ایسا بچہ ہے جس نے other than اپنی normal کی روٹین کی ایجوکیشن کے علاوہ مذہبی تعلیم بھی حاصل کی ہے تو اس کو اس کا credit ملنا چاہئے۔ میری یہ request ہوگی کہ اگر کوئی non-muslim بچہ اپنے کسی گوردوارہ، مندر یا missionary سے کوئی سرٹیفکیٹ لے کر آتا ہے تو اس کو بھی دیکھا جائے تاکہ اس میں disparity نہ ہو بلکہ ہم سب کو equal rights دے سکیں۔ شکریہ

جناب چیئرمین: سردار صاحب! شکریہ

جناب محمد عارف عباسی: جناب چیئرمین! میں ایک بات کہوں گا۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

جناب محمد عارف عباسی: جناب چیئرمین! اروڑا صاحب نے خیبر پختونخوا کے حوالے سے ایک بات کہی ہے تو میں ریکارڈ کی درستی کے لئے بتانا چاہتا ہوں کہ وہاں خیبر پختونخوا میں پولیس مکمل طور پر independent ہے۔ اگر کسی کے ساتھ کوئی زیادتی ہوئی ہے تو کوئی ایم پی اے چاہتے ہوئے بھی کسی قسم کی کوئی حمایت یا مدد نہیں دے سکتا بلکہ قانون اور عدلیہ وہاں پر بالکل آزاد ہے۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ گورنمنٹ کا کوئی قصور نہیں ہے۔ اگر انتظامیہ کے کسی افسر نے کسی بھی معاملے میں زیادتی کی ہے تو اس کی online complaint کرائی جا سکتی ہے۔ وزیراعلیٰ کا نمبر اخباروں، websites اور ہر جگہ پر available ہے۔ وہاں پر کوئی گورنمنٹ یا کوئی ایم پی اے کسی کی مدد نہیں کر سکتا لہذا میری اروڑا صاحب سے گزارش ہے کہ متعلقہ لوگوں کو بتائیں کیونکہ وہ email، فون یا websites کے ذریعے اپنا message convey کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: عباسی صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔ آپ کی بات پوری ہو گئی ہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب چیئر مین! میں آپ کا انتہائی ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے ایک منٹ ٹائم دیا۔ کل پرسوں سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہم کبھی خیبر پختونخوا کی بات کرتے ہیں، کبھی پنجاب، کبھی سندھ اور وہاں کے مسائل کی بات کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں بلکہ یہ میری healthy suggestion ہے کہ ہم ان چیزوں سے نکلیں because we all are Pakistanis اگر ہم یہ کہتے ہیں کہ فلاں جگہ پر اس طرح ہو گیا، پنجاب میں یہ ہو گیا یا فلاں جگہ پر یہ ہو گیا تو باہر International Forums میں پاکستان کا نام لیا جاتا ہے لیکن کسی صوبے کا نام نہیں لیا جاتا۔ خدا کے لئے میری سب سے التماس ہو گی کہ اس بات سے ہمیں نکل کر اپنی قومی یکجہتی کے حوالے سے بات کرنی چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب رمیش سنگھ اروڑا: جناب چیئر مین! میرا point بھی یہی تھا کیونکہ اس issue پر ہماری سکھ کمیونٹی کی بڑی پریشانی ہے اور باہر image یہی جا رہا ہے کہ شاید پاکستان میں سکھوں کو اس طریقے سے protection نہیں دی جا رہی اس لئے میں نے جو کل point raise کیا تھا اس میں کسی کو criticize نہیں کیا تھا بلکہ میرا یہی point تھا کہ اگر وہاں پر سکھوں کے مسائل ہیں تو ان کو kindly address کیا جائے تاکہ overall پاکستان کا image بہتر ہو۔

جناب چیئر مین: ہم سب الحمدللہ پاکستانی اور ایک قوم ہیں۔ سردار وقاص حسن موکل صاحب!

سردار وقاص حسن موکل: بہت شکریہ۔ جناب چیئر مین! میں مختصراً اور کوشش کروں گا کہ pre budge بحث پر ہی رہوں۔ سب سے پہلے تو میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جو تھوڑا سا تضاد ہے میرا یہاں پر فرض بنتا ہے کہ اس کو highlight کروں۔ اس وقت جو pre budget discussion ہو رہی ہے یہ میرے علم کے مطابق ایک useless exercise ہے۔ پچھلے سال فوراً ہی حلف لینے کے بعد ایک ٹریننگ پروگرام ہوا جو PILDAT اور Ministry of Finance Punjab نے collaboration کے ساتھ پنجاب سول آفیسرز میس میں کرایا۔ وہاں سیکرٹری، ایڈیشنل سیکرٹری یا کوئی ذمہ دار فنانس ڈیپارٹمنٹ میں سے تھے جنہوں نے ایک presentation دکھائی جس میں budget cycle کے مطابق اس وقت تمام بجٹ بن چکا ہوا ہے جو صرف print اور disbursement کے لئے تیار ہے۔ ہم یہاں پر اکٹھے ہوئے ہیں اور یہاں پر تقاریر کر رہے ہیں، تجاویز دے رہے ہیں اور تنقید کر رہے ہیں لیکن ہم اس چیز پر کس لئے اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں جبکہ ایک چیز پہلے ہی ہو چکی ہوئی ہے۔ میری سب سے پہلی suggestion یہی ہو گی کہ اگر ہم اس وقت ایوان کے

اجلاس میں تمام معزز ممبران اپنی سفارشات دے رہے ہیں، انہوں نے اپنا ہوم ورک کیا ہے، ریسرچ کی ہے تو اس چیز کو incorporate کیا جائے جس کے اندر option یا possibility ہو۔ اگر ایک چیز پہلے سے تیار ہو چکی ہے اور ہم یہاں پر آ کر صرف اپنے اندر کا غبار نکالنے کے لئے، تنقید کرنے کے لئے یا سفارشات اکٹھی کرنے کے لئے یہ کر رہے ہیں تو میرے خیال میں یہ ایک زیادتی ہے جس پر میں وزیر صاحب کو اور محکمہ کو ایک گزارش کروں گا کہ وہ اس کا نوٹس لیں اور may be اگلے سال کیونکہ اگلے چار سال یا جب بھی آنے والے وقت میں یہ اجلاس ہوں تو یہ اجلاس اس وقت ہوں جبکہ اس کی timing بہتر ہو۔

جناب چیئر مین! میں سفارشات کی طرف آؤں گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ سب سے زیادہ اہم بات یہاں پر کرنے کی یہی ہے کہ ہم وہ سفارشات مرتب کریں جو آنے والے وقت میں اس صوبے کی عوام کی بہتری کے لئے ہو۔ میں یہ کہوں گا۔۔۔

جناب رمیش سنگھ اروڑا: جناب سپیکر! مؤکل صاحب! موبائل فون سے دیکھ کر تقریر کر رہے ہیں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں reminders لے رہا ہوں۔ یہاں پر تو کتابیں بھی آئی ہیں۔ یہ تو فون ہے جو کہ میں رکھ دیتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر سردار وقاص حسن مؤکل نے اپنا موبائل فون ایک طرف رکھ دیا)

جناب چیئر مین! محترم وزیر موصوف بھی تشریف لے آئے ہیں تو میں سب سے پہلے یہ گزارش کروں گا کہ ہمارے بجٹ کے اندر سب سے زیادہ اہمیت اس چیز پر ہونی چاہئے کہ متعلقہ محکمہ کی capacity to utilize کیا ہے؟ ہم 70-ارب، 100-ارب یا 200-ارب روپے کی بجٹ allocation کر دیتے ہیں اور آخری وقت میں ہمیں پتا چلتا ہے کہ اس میں سے 50 فیصد استعمال ہی نہیں ہوا، 20 فیصد استعمال نہیں ہوا، محکموں کو اپنی capacity کا علم ہے، کل سکولز ایجوکیشن سے متعلق ایک سوال کے جواب میں تھا کہ وہاں پر عملہ کی 200 کی capacity ہے اور 81 افراد وہاں پر ہیں۔ اگر بجٹ کی allocation بھی ہو گئی ہے تو پھر وہ باقی کے لوگ کیوں نہیں رکھے جا رہے؟ ہم taxes اکٹھے کرتے ہیں، ہم پورا سال محنت کرتے ہیں لیکن لوگ پورے نہیں رکھتے اس لئے میری یہ request ہے کہ ہم جتنا بھی allocate کریں، حکومت کو زیادہ بہتر پتا ہے کہ allocation کتنی ہونی چاہئے لیکن اس allocation کے پیچھے کوئی working بھی ہونی چاہئے کہ اگر 80 بندے ہیں تو ہم اس کے مطابق بجٹ allocate کریں۔ ہم allocation تو 200 بندوں کی کر لیتے ہیں اور پورا سال ہم 80 بندے رکھتے ہیں،

بعد میں مصیبتیں اور تکالیف بھی ہمیں ہی آتی ہیں کہ جب ہم جاتے ہیں اور ہمیں پتا لگتا ہے کہ کوئی فائل آگے نہیں جا رہی، کوئی کام نہیں ہو رہا ہے، لوگ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے پاس سٹاف نہیں ہے، عملہ نہیں ہے تو میری پہلی یہ request ہی ہو گی کہ allocation حکومت اپنی مرضی کے مطابق کرے لیکن اس چیز کو ensure کرے کہ جو allocation ہو رہی ہے وہ lapse نہ کرے، کم زیادہ سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ چار سوا ارب روپے بھی کر دیں گے تو کوئی فرق نہیں پڑے گا اور کسی نے جا کر تنقید نہیں کرنی لیکن کتنے دکھ کی بات ہو گی کہ اس سال جب یہ بجٹ کی تقریر آئے گی تو ہمیں یہ آہستہ آہستہ پتا لگنا شروع ہو گا کہ جو allocations ہوئی تھیں ان میں سے آدھی lapse کر گئی ہیں۔

جناب چیئرمین! اگلی بات میں economy کے point of view سے کروں گا کہ پنجاب کی بنیادی طور پر زیادہ تر آبادی دیہاتوں میں رہتی ہے۔ لاہور، راولپنڈی اور فیصل آباد بڑے شہر ہیں اور شہروں کے اپنے مسائل ہیں۔ دیہات کے اپنے مسائل ہیں، یہاں پر اسمبلی کی جتنی strength ہے، یہ 70 فیصد دیہاتوں سے آئے ہیں۔ میرا تعلق بھی دیہات سے ہے اور میں یہ کہوں گا کہ بے شک شہروں کے اندر economic zones بن رہے ہیں، شہروں کے ساتھ بن رہے ہیں، یہاں پر فیکٹریاں ہیں، گیس ہے، بجلی کی بہتری ہے لیکن ان دیہات اور rural economy کے لئے بھی اس آنے والے بجٹ کے اندر کچھ considerations ہونی چاہئیں۔

جناب چیئرمین! میں چند سفارشات وزیر موصوف کے سامنے رکھوں گا اگر وہ considerations کرنا چاہیں۔ دیہاتوں میں جتنے بھی زرعی معاملات ہیں، بے شک کھاد ڈالنی ہے، پانی لگانا ہے اور بے شک وہاں پر جا کر چوکی کرنی ہے تو خواتین اس کا حصہ ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ ان خواتین کو یا ان لوگوں کو جنہوں نے خود کو دیہاتوں میں زراعت کے ساتھ attach کیا ہوا ہے، ان کی بہتری کے لئے کوئی allocation ہوں۔ ہم ہر اس چیز کو یا ہر اس سیکٹر کی مدد کرتے ہیں جس کا شاید پراپیگنڈا ہو یا جس کی highlight زیادہ ہوتی ہے، یہ وہ خاموش ورکر ہیں جو اس وقت پنجاب اور پاکستان کی back bone یعنی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اب آپ کے سامنے چولستان کی مثال ہے کہ وہاں پر قحط کی سی حالت ہو چکی ہے۔ وہاں پر زراعت ہی ہے کیونکہ وہ ریگستان ہے شاید وہاں پر زراعت بھی نہ ہو سکتی ہو لیکن میں یہ کہوں گا کہ اگر ہم نے اس قوم کو، اس ملک کو اور اس صوبے کی عوام کو پالنا ہے تو ہم زراعت والوں کو strengthen کریں گے تو کل کو یہاں پر روٹی آئے گی اور یہاں پر باقی اجناس آئیں گی۔ میری زراعت کے حوالے سے آپ کی وساطت سے ایک suggestion ہو گی کہ آپ

farmers equity کے نام سے equity fund بنائیں کہ ایک کسان اپنی جیب سے زراعت یا فصل کے لئے جتنے پیسے لگاتا ہے تو حکومت اس کے equal پیسے دے تو جب وہ اسے اپنی اس کھیتی باڑی پر اور اپنی اس فصل پر لگائے گا تو پیداوار بڑھے گی۔

جناب چیئرمین! یہ پچھلے دنوں کی ہی بات ہے، زراعت کے اندر inflation کا ایک بہت بڑا مسئلہ آگیا تھا اور قیمتیں کہاں سے کہاں چلی گئی تھیں تو میری ایک request ہے کہ اس inflation کو curb کرنے کے لئے یا اس inflation کو in check لانے کے لئے یہ ایک consistent strategy تیار کریں اور یہ ensure کریں کہ اس وقت پورے پنجاب کے اندر جہاں جہاں پر کمی ہے اور جہاں پر support کی ضرورت ہے اور وہ automatically support آجائے گی، اگر میرے پاس پانچ ایکڑ یا دس ایکڑ زمین ہے اور میں وہاں پر گندم لگانا چاہتا ہوں یا مکئی لگانا چاہتا ہوں اور میرے پاس دس ہزار روپے ہیں اور اگر حکومت 20 ہزار روپے یا equal matching fund میں دس ہزار روپے اور دیتی ہے تو میرے پاس 20 ہزار روپے ہو جائیں گے، میری productivity بڑھے گی اور میری yield بڑھے گی۔ میں نے وہ اپنے پاس تو نہیں رکھنا بلکہ میں نے وہ جا کر open market میں فروخت کرنا ہے اس لئے میری یہ suggestion ہے اور بے شک request سمجھ لیں کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ زمینداروں، کسانوں اور زراعت کی بہتری کے لئے آنے والے بجٹ میں یہ اصلاحات کر دیں۔

جناب چیئرمین! اگلی بات بھی میں rural economy کے point of view سے کروں گا کہ ہمارے پنجاب کے اندر historically ہر جگہ پر ایسی indigenous products ہیں کہ جن کا پوری دنیا میں کوئی مقابلہ نہیں۔ ہم سارے پنجاب والے یہاں پر بیٹھے ہیں، کمالیہ کا کھدر مشہور ہے، ملتان کی blue pottery ہے، اس کے علاوہ ہزاروں اور ایسی مثالیں ہیں جن کا کوئی مقابلہ نہیں ہے۔ ہم بڑے بڑے انڈسٹریل یونٹس کی support کی تو بات کرتے ہیں اور ہم انہیں rebates بھی دیتے ہیں اور ہم ان کے لئے SROs بھی نکالتے ہیں لیکن کیا یہ اچھا نہ ہو کہ ہم کمالیہ کے ان مزدوروں کے لئے یا ان ہنرمند لوگوں کے لئے جو ہاتھ سے یعنی کھڈی سے کپڑا بناتے ہیں ان کے لئے بھی کچھ support کیا جائے۔ اگر ملتان کی blue pottery جو ہاتھ سے بنتی ہے، ساری دنیا میں hand-made کا ٹھپہ جہاں لگا ہو اس کی قیمت کا کوئی مقابلہ نہیں اور ہم ہاتھ کی بنی ہوئی کسی چیز کو اہمیت ہی نہیں دیتے۔ ہم اس طرف جا رہے ہیں جو ہماری دسترس سے باہر ہے۔ اگر اس وقت ہم بات کریں industrialization کی تو اس کے لئے infrastructure کی ضرورت ہے۔ اب دوبارہ سے بات sensitive ہو جائے گی لیکن

مثال اس point of view سے دے رہا ہوں کہ اگر ہم جنگلہ بس بنا رہے ہیں، sorry میٹرو بس بنا رہے ہیں، بنے اور مجھے اس سے ذاتی طور پر کوئی مسئلہ نہیں، حکومت کے پاس پیسے ہیں وہ اگر سمجھتی ہے کہ یہ بہتر ہے تو وہ کرے لیکن ایک balanced approach بھی ہونی چاہئے، ہم مانتے ہیں کہ ہماری زیادہ تر آبادی دیہات میں رہتی ہے، ہم مانتے ہیں کہ جب ان لوگوں کے پاس کرنے کے لئے کچھ نہیں ہے، اگر ہم انہیں روزگار کے مواقع دیں گے، یہ بجٹ روزگار کے مواقع ہیں، اگر ہم انہیں روزگار کے مواقع دیں گے تو ڈکیتی میں کمی، fundamentals show یہاں پر باتیں ہو رہی ہیں، اس کے اندر کمی، شیعہ سنی تضاد میں کمی، جب لوگ کام کریں گے تو دھیان نہیں دیں گے، جب وہ فارغ بیٹھے ہوں گے تو ان کے پاس ہر چیز پر بات کرنے کے لئے تبصرہ ہے اور باتیں ہیں، تو وہ کریں گے اس لئے میری یہ request ہو گی کہ آنے والے بجٹ میں پنجاب میں rural economy کے اوپر وزیر موصوف ضرور دھیان دیں کیونکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس طرح ہم ہر ضلع کے اندر پہنچ سکیں گے۔ اب چولستان میں مجھے معلوم ہے کہ وہاں پر خواتین ایک product بناتی ہیں جس کا نام "رلی" ہے جو کپڑے کے ٹکڑوں کو جوڑ جوڑ کر پیوندکاری کر کے وہ اپنی product بناتی ہیں۔ میں آپ کو یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ چولستان کے ریگستان میں پانی پہنچانا، اللہ کرے کہ پہنچ جائے تو بڑی اچھی بات ہو گی، وہاں پر فصلیں لگ جائیں تو بڑی اچھی بات ہو گی لیکن جب ان کے پاس جیب میں پیسے آئیں گے تو وہ economy اپنے آپ کو strengthen feel کریں گے تو میں آپ کو یہ گارنٹی کے ساتھ کہنے کو تیار ہوں کہ ہمارے آدھے مسائل یہیں پر حل ہو جائیں گے۔

(اس مرحلہ پر جناب قائم مقام سپیکر سردار شیر علی گورچانی کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اپنی بات جاری رکھیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! آخر میں یہی سفارش کروں گا کہ ہمیں infrastructure کے اندر اس چیز کا دھیان رکھنا چاہئے کہ ہماری infrastructure سے related priorities ہیں، وہ again economic activity کے ساتھ linked ہوں۔ میں یہ کہوں گا کہ ہمارا infrastructure پر concentration in sink with economic corridors ہونا چاہئے۔ اس وقت پنجاب میں ایک عام perception یہ ہے کہ سیالکوٹ، وزیر آباد، ڈسکہ، گوجرانوالہ economic سنٹر ہے جبکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اسی طرح کی priorities یا اسی طرح کا کام باقی ڈویژنوں یا اضلاع تک بھی لے کر جائیں تو بہتری ہو گی۔ میں ایک چھوٹی سی مثال دیتا ہوں کہ ابھی recently حکومت پنجاب یا

حکومت پاکستان نے ہندوستان کے ساتھ اپنی trade کے لئے یا most favourite Nation کا status دینے کی بات کی۔ یہ national level کی بات ہے لیکن میں اس میں ایک چھوٹی سی request یہ کر سکتا ہوں کہ جس طرح واہگہ بارڈر کے ساتھ ضلع قصور لگتا ہے اور ضلع قصور کے ساتھ ضلع اوکاڑہ ہے، ایک سڑک جو ایک economic corridor کے طور پر استعمال ہو سکتی ہے وہ گنڈا سنگھ سے لے کر بصیر پور تک چلتی ہے اور بارڈر کے parallel چلتی ہے۔ یہ ایک بہت بڑا منصوبہ ہے اور میں اگر یہ request forward کرنا چاہوں گا یا رکھنا چاہوں گا کہ اس طرح کے اگر economic corridors پر concentrate کیا جائے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ پنجاب کے ہر ضلع کی ہر constituency کی جو نمائندگی یہاں پر بیٹھی ہے، ان کو بہتری ملے گی۔

جناب سپیکر! ایک دو اور باتیں کرنا چاہوں گا کہ ہمیں اس بجٹ میں savings کے اوپر بھی کچھ نہ کچھ رکھنا چاہئے۔ ہم وہ قوم ہیں یا ہم وہ Nation ہیں یا ہم وہ عوام ہیں جب ہم کچھ کرتے ہیں تو ہمارے اندر civics کا concept یا saving کی بہت تھوڑی فہم ہے۔ اس طرح کے منصوبے آنے چاہئیں اور وہ بجٹ میں سے ہی آئیں گے، incentive حکومت نے ہی دینا ہے اگر عوام یا ادھر کے لوگ اس savings کی طرف concentrate کرنا شروع کر دیں گے تو actually اس سے عوام اور صوبے میں بہتری آئے گی۔ 18th amendments کے بعد صوبے بہت زیادہ خود مختار ہو گئے ہیں۔ ایک وقت تھا جب ہم صرف وفاق کی طرف دیکھتے تھے کہ وہاں سے جب پیسے آئیں گے، ویسے ابھی بھی پیسے وہیں سے آتے ہیں لیکن اب بہت زیادہ revenue collection یا بہت زیادہ responsibility صوبوں پر آگئی ہے اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس ذمہ داری کے ساتھ ہر اُن areas میں دیکھنا چاہئے جہاں پر ہم بہتری کر سکتے ہیں کیونکہ باقی تمام میرے فاضل ممبران نے شہروں پر باتیں کیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ دیہات rural economy اس کے علاوہ infrastructure اور economic corridors یہ وہ چند چیزیں ہیں جن کے اوپر آنے والے اور savings کے اوپر آنے والے بجٹ کے اندر اگر ہم کچھ رکھیں گے تو بہتری ہو گی۔ شکریہ

جناب آزاد علی تبسم:

غیروں پہ کرم اپنوں پر ستم
اے جان وفا یہ ظلم نہ کر

جناب سپیکر! اپوزیشن کے معزز ممبران کو گھنٹے گھنٹے کا وقت دیا جارہا ہے اور ہمیں پانچ منٹ کے لئے گھنٹوں کے حساب سے انتظار کرنا پڑ رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ فرحانہ افضل صاحبہ!

محترمہ فرحانہ افضل: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ پری بجٹ میں بحث کرنے کا جو سلسلہ شروع کیا گیا ہے بے شک یہ قابل تعریف ہے کیونکہ ارکان اسمبلی اپنی تجاویز دیتے ہیں جو کہ بجٹ میں شامل کی جاتی ہیں۔ جہاں تک 15-2014 کے بجٹ کا سوال ہے تو میرے خیال کے مطابق شعبہ زراعت اور خصوصی طور پر کینو جیسی cash crop پر زور دینا چاہئے۔ میرا تعلق ضلع سرگودھا سے ہے جو کہ کینو کی پیداوار میں ملک کا سب سے بڑا علاقہ ہے۔ پورے ملک میں citrus تقریباً میری معلومات کے مطابق دو لاکھ hector رقبہ پر کاشت کیا جاتا ہے اور ضلع سرگودھا میں یہ صرف 89 thousand hectors رقبہ پر کاشت کیا جارہا ہے لیکن کئی وجوہات کی وجہ سے کچھ عرصہ سے اس کا معیار میں کافی فرق آیا ہے اور کئی قسم کی بیماریوں نے اس کو متاثر کیا ہے۔ اگر صحیح خطوط پر عمل کیا جائے تو اس کی برآمد میں خاطر خواہ اضافہ ہو سکتا ہے جس سے ملک کی معیشت پر مثبت اثر پڑے گا۔ میری وزیر خزانہ سے درخواست ہے کہ کینو کے معیار کو بہتر بنانے اور اس کی برآمد کو بڑھانے کے لئے مؤثر اقدامات کئے جائیں۔

جناب سپیکر! اس حوالے سے میری کچھ تجاویز ہیں جو میں پیش کرتی ہوں کہ سب سے پہلے اس بجٹ میں کینو کے نمائشی پلاٹ بنانے کے لئے رقم مختص کی جائے، کینو کے کھیت کے cluster کی شکل میں بنائے جا سکتے ہیں، یہ نمائشی پلاٹ محکمہ زراعت کے زیر نگرانی رکھے جائیں اور ان کا تخمینہ بھی انہی کے سپرد کیا جائے۔ ان نمائشی پلاٹوں سے دیگر کسان بھی مستفید ہو سکیں گے۔ اس کے علاوہ کسانوں کے پاس اتنے پیسے ہیں اور نہ ہی اتنے وسائل ہیں کہ وہ کینو کی صحیح طور پر دیکھ بھال کر سکیں اس لئے میری گزارش ہو گی اور تجویز بھی ہے کہ کیڑے مار ادویات کے لئے کسانوں کو subsidy جائے تاکہ وہ اعلیٰ معیار کا کینو پیدا کر سکیں جو کہ برآمد ہو سکے۔ کینو کی برآمد میں بہت سی مشکلات درپیش ہیں اس کے لئے ہمیں نئی منڈیاں تلاش کرنی پڑیں گی اور اس کو مزید تقویت دینی پڑے گی اس کے علاوہ کینو کی پیداوار میں اضافے کے لئے میرے پاس ایک اور تجویز بھی ہے کہ ایک Citrus Development Board قائم کیا جائے جو کہ کینو کی price mechanism research اور regulation کی نگرانی کرے۔

جناب سپیکر! شعبہ زراعت کے حوالے سے میری ایک اور بھی تجویز ہے کہ گندم کی procurement price بڑھائی جائے، موجودہ procurement price صارفین کے لئے تو فائدہ مند

ہے لیکن اس سے کاشتکار کو بہت نقصان اٹھانا پڑ رہا ہے حتیٰ کہ کاشت کار اب گندم اٹھانے سے بھی گریز کر رہے ہیں۔ میرے حساب سے گندم کی قیمت 1500 روپے فی چالیس کلوگرام مقرر کی جائے اس کے علاوہ ٹریکٹر کی قیمت بھی کم کرنے کے لئے رعائت دی جائے۔ میری وزیر خزانہ سے درخواست ہے کہ اعلیٰ کوالٹی کے ٹریکٹر بنانے چاہئیں جس کے لئے کوئی طریقہ اپنایا جائے کسانوں کی سہولت کے لئے ٹریکٹر کی فی یونٹ کی قیمت ایک لاکھ روپے کم کی جائے۔ میں سمجھتی ہوں کہ 15-2014 کے بجٹ میں زراعت کے ساتھ ساتھ معذور افراد کی بھی معاشی سماجی اور اقتصادی ترقی پر توجہ دینی چاہئے۔ حکومت پنجاب اس حوالے سے کافی قابل تعریف کام کر رہی ہے مگر ابھی بھی بہت کچھ کیا جاسکتا ہے۔ 1981 میں Disable Persons Employment and Rehabilitation Ordinance کے سیکشن۔5 کے تحت disabled persons کی rehabilitation کے لئے provincial council قائم کرنے کا کہا گیا تھا لیکن اس provision پر ابھی تک implement نہیں ہوا۔ یہ معزز افراد بھی ہماری طرح انسان ہیں جن کی فلاح و بہبود کے لئے مؤثر اقدامات اٹھانے چاہئیں اس لئے میری تجویز ہے کہ provincial council قائم کی جانی چاہئے اور اس کے زیر نگرانی معذور افراد کی خوشحالی کے لئے projects بنائے جائیں اور ان کے لئے بجٹ میں رقم مختص کی جائے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ سعدیہ سہیل رانا!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ لوگوں نے note کیا ہے کہ میں بار بار desk بجا رہی تھی appreciation کے علاوہ اس لئے کہ باقی سب لوگ جو بیٹھے ہیں وہ جاگتے رہیں کیونکہ منسٹر صاحب بھی سو گئے تھے بڑی مشکل سے جگایا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ نے لمبی تقریر کرنی ہے، آپ کی بھی کوئی زیادہ suggestions ہیں؟ امید ہے آپ کی مختصر suggestions ہوں گی۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! مختصر سی۔

جناب قائم مقام سپیکر: مجھے پیپے تو بہت زیادہ لگ رہے ہیں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: نہیں نہیں، پیپے زیادہ نہیں just points ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آج آپ کی توجہ زراعت کی طرف دلانا چاہتی ہوں کیونکہ پاکستان ایک زرعی ملک ہے اور زراعت اس ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے لیکن افسوس یہ ہو رہا ہے کہ ہم لوگ جو priorities set کرتے ہیں تو مجھے حکومت کی جو سب سے بڑی کمزوری نظر آتی ہے وہ priority setting ہے اس میں ہماری کچھ weakness ہیں کہ تو ہم ایسی چیزیں جو شاید اتنی ضروری نہیں ہیں ان پر پہلے توجہ دیتے ہیں لیکن میں سمجھتی ہوں کہ پہلی ترجیح زراعت ہونی چاہئے کیونکہ یہ ایک زرعی ملک ہے اور اس زراعت کو ترقی دے کر آپ بہت ترقی کر سکتے ہیں اور اب یہ دیکھ لیں کہ ہم زرعی ملک ہیں لیکن اس کے باوجود ہم 500-ارب روپے کی food items باہر سے import کرتے ہیں اور پاکستان world کا second biggest country ہے جو باہر سے eatables import کرتا ہے جو کہ ہمارے لئے ایک لمحہ فکریہ بھی ہے اور بہت شرمناک situation بھی ہے کہ ہم زرعی ملک ہو کر بھی second biggest ملک ہیں، ان eatables کی 500-ارب amount بنتی ہے۔ دیکھیں، ہمارے ہاں جو سب سے زیادہ effect ہو رہا ہے وہ کاشتکار ہو رہا ہے۔ جیسے میری بہن نے بھی ذکر کیا کہ زمیندار 2200 روپے کی یوریا کی ایک بوری لیتا ہے لیکن جب وہی بوری آپ حکومتی لوگ لیتے ہیں تو وہ 1750 روپے کی لیتے ہیں۔ زمیندار کو تو آپ نے یہیں سے ہی گھاٹا دے دیا۔ زمیندار کو 32 سے 35 فیصد harvest loss face کرنا پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ جب ہم اپنی ایکسپورٹ کرتے ہیں، ہمارا سب سے بڑا آئٹم کاٹن ہے جس کو ہم ایکسپورٹ کرتے ہیں لیکن ہم اس کو raw material کی شکل میں ایکسپورٹ کرتے ہیں اگر ہم اس کو brand کی صورت میں کریں، clothing کی صورت میں کریں جیسا کہ بنگلہ دیش کر رہا ہے۔ اس وقت بنگلہ دیش ہم سے بہت آگے جا چکا ہے۔ اس طرح کرکے ہم 100 بلین ڈالر اپنی economy کو boost دے سکتے ہیں۔ اگر ہم کاٹن کے raw material کو چھوڑ کر اس کو brand کی صورت میں ایکسپورٹ کریں تو ہم اپنی economy کو 100 بلین ڈالر کا boost دے سکتے ہیں جو کہ بہت بڑی رقم ہے۔

جناب سپیکر! جب بات آتی ہے سبزیوں کی۔ خاص طور پر جب آلو کی کاشت ہوتی ہے اور ہمارا کاشتکار آلو کاشت کرتا ہے تو ہم اُس سے دس روپے کے حساب سے لیتے ہیں لیکن جب ہم وہی آلو انڈیا سے لیتے ہیں تو ساٹھ روپے میں لیتے ہیں۔ کیا یہ اچھا نہ ہو کہ وہ آلو ہم کاشتکار سے تیس روپے میں لیں تاکہ اس کو بھی کچھ فائدہ ہو جائے وہ بہتر improve کر سکے اور ہمارے لوگوں کو بھی آلو سستا ملے۔ یہی ٹماٹر کا حال ہے۔ یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں ہیں یہ اتنی بڑی کوئی راکٹ سائنس نہیں ہے کہ جس کو کرنا بہت مشکل

ہے۔ ہم ان چھوٹی چھوٹی چیزوں کو بہتر کر کے اپنی زراعت کو بہت boost کر سکتے ہیں۔ صرف زراعت ہی boost نہیں ہو گی جب زراعت طاقتور ہو گی تو آپ کا کاشتکار طاقتور ہو گا اور اس سے آپ کا ملک ترقی کرے گا۔ میں نے اس سلسلے میں ایک تحریک التوائے کار پیش کی تھی جو ابھی تک ایوان میں پیش نہیں ہوئی۔ میں نے اس تحریک میں ایک issue کی جانب توجہ دلانا چاہی تھی۔ محکمہ زراعت کے پاس بہت پرانے بلڈوزر تھے۔ آپ کو پتا ہے کہ جب نہروں کی بھل صفائی ہوتی ہے، نہروں کی جو sides ہوتی ہیں ان کو مضبوط کرنے اور بنانے میں بلڈوزر help کرتے ہیں۔ جب بارش کا سیزن آئے، سیلاب آئے تو وہ پانی کو دیہی علاقوں اور شہروں میں جانے سے روک سکیں۔ محکمہ زراعت کے یہ بلڈوزر بہت پرانے ہو گئے تھے۔ تین سال پہلے پنجاب حکومت کی رضامندی سے یہ decide ہوا تھا کہ یہ بلڈوزر بیچ دیئے جائیں اور اس کے عوض جو پیسا ملے وہ پنجاب گورنمنٹ کو دے دیا جائے تاکہ حکومت مزید پیسے ملا کر محکمہ زراعت کو نئے بلڈوزر provide کرے۔ وہ بلڈوزر بیچ دیئے گئے اور وہ 17 کروڑ روپے میں فروخت ہوئے۔ وہ پیسا پنجاب گورنمنٹ کو دے دیا گیا، یہ تنقید نہیں ہے بلکہ حقائق ہیں کیونکہ محکمہ بھی اس پر راضی ہے کہ بلڈوزر کی جگہ 17 کروڑ روپے کے لیپ ٹاپ لے لئے گئے۔ یہ حقیقت ہے اور اس پر محکمے نے agreement کیا ہے۔ بے شک آپ دیکھ لیجئے گا میری تحریک التوائے کار محکمے تک گئی ہے اور انہوں نے بتایا ہے کہ this is true۔ آپ ضرور لیپ ٹاپ خریدیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے اور یہ نوجوانوں کو دیں لیکن اپنے اخراجات کم کر کے دیں۔ اس وقت بلڈوزروں کی اتنی ضرورت ہے کہ جنوبی پنجاب میں آپ کا ہزاروں ایکڑ رقبہ، وہاں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کاشتکاری کے قابل نہیں ہے کیونکہ وہاں پر جو پانی کے پمپ لگے ہوئے ہیں ان میں میٹھا پانی آتا ہے۔ وہاں ہزاروں ایکڑ وہاں میں ہم چنا اگا سکتے ہیں، گندم اگا سکتے ہیں لیکن ہم نہیں اگاتے کیونکہ ہمارے پاس بلڈوزر ہی نہیں ہیں۔ ایک چھوٹی سی چیز ہے جس پر ہم کروڑوں روپے لگا رہے ہیں۔ وہی بات priority کی آ گئی ہے۔ ہمیں اپنی priorities set کرنا پڑیں گی۔

جناب سپیکر! جیسا کہ آپ کو پتا ہے کہ سندھ حکومت کی لاپروائی سے جو قحط شروع ہوا ہے اور وہ اب ہمارے پنجاب چولستان تک آ گیا ہے۔ اگر ہم آج بھی اس چیز کو سنجیدگی سے نہیں لیں گے تو یقین مانیں کہ ہزاروں لاکھوں لوگ لقمہ اجل بن سکتے ہیں۔ یہ کوئی مذاق کی بات نہیں ہے، یہ کوئی ہلکی سی بات نہیں ہے اس پر بہت serious توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ تھر میں جو بچوں اور عورتوں کا اتنا برا حال ہو رہا ہے کہ وہ نقل مکانی کر رہے ہیں اور ان کے مویشی مر رہے ہیں۔ اسی طرح یہ قحط ہماری طرف آ رہا

ہے۔ ہمیں کبوتر والا حال نہیں کرنا چاہئے کہ ہم بلی دیکھ کر آنکھیں بند کر لیں کہ بلی چلی جائے گی۔ آنکھیں بند کرنے سے بلی نے کہیں نہیں جانا وہ یہیں موجود ہے۔ ہمیں ضرورت ہے کہ ہم آنے والے مسائل کا مل کر مقابلہ کریں۔ یہ بات میں صرف حکومت کو ہی نہیں کہہ رہی ہوں بلکہ ہم بھی آپ کے ساتھ ہیں۔ ہم مل کر اس غور کریں کہ ہم بجٹ میں ایسی تجاویز رکھیں جس سے ہم اپنی زراعت کو boost کریں اور وہ علاقے جن میں قحط کی آمد آمد نظر آ رہی ہے ان کو ہم urgent base پر deal کریں۔ یہ اچھا وقت کہ سعودی عرب اور خلیجی ممالک بھی زراعت میں پاکستان کی مدد کرنے کے لئے آگے آنا چاہتے ہیں اور وہ ہماری مدد کرنا چاہتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمارا بھی اس طرف رجحان ہو۔

جناب سپیکر! میں دوسری بات ہسپتالوں کی کرنا چاہوں گی۔ یہ issue بہت discuss ہوا ہے اس لئے میں زیادہ detail میں نہیں جاؤں گی کیونکہ بہت کے لوگوں نے بات کرنی ہے اور گھروں کو واپس بھی جانا ہے۔ ہم BHU's اور RHC's کو چلانے میں ناکام ہیں۔ پرائمری level پر جو آپ کے medical units ہیں انہیں آپ کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔ سرکاری ہسپتالوں میں ایک ایک بستر پر کیوں دس دس مریض نہ ہوں؟ وہاں پر over burden ہے۔ اس میں ڈاکٹروں کا قصور ہے اور نہ ہی عملے کا قصور ہے بلکہ وہ over burden ہے۔ اگر ہم BHU's اور RHC's کو improve کر لیں، وہاں عملہ اچھا ہو اور ادویات ہوں۔ خاص طور پر rural areas میں ایک بہت بڑا المیہ ہے پنجاب ان میں سے نمبر 1 پر ہے کہ زچگی کے دوران خواتین کی اموات ہوتی ہیں۔ بچہ وزچہ دونوں کی اموات ہوتی ہیں۔ ہمیں ضرورت ہے کہ ہم ایسی facilities فراہم کریں جس سے یہ اموات رک سکیں۔ میں ایک چیز کا یہاں ذکر کرنا چاہوں گی کہ خیبر پختونخوا میں ایک چیز start ہوئی ہے کہ وہاں mobile medical health units ہیں جو ایسے rural areas جہاں میڈیکل مرکز نہیں ہیں وہاں ایک لیڈی ہیلتھ ورکر یا گائنا کالوجسٹ خواتین تک پہنچتی ہے تاکہ اس طرح کی اموات کو روک سکیں۔ جو خواتین سرکاری ہسپتالوں میں اپنا باقاعدگی سے چیک اپ کرانے آتی ہیں ان کو معاوضہ دیا جاتا ہے تاکہ وہ initiative لے سکیں۔ وہاں پر mother feeding پر بہت توجہ دی گئی ہے اور اس پر campaigns چلائی گئی ہے۔ اس طرح کی اچھی healthy چیزوں پر ہم سرمایہ کاری کریں۔ Gender based budget بھی رکھیں۔ یہ بجٹ خواتین کے مسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے بنایا جائے۔ خاص طور پر وہ خواتین جو بے چاری گھروں سے نکل کر دارالامانوں میں پہنچتی ہیں۔ خواتین چاہے وہ حکومتی بنچوں سے ہوں یا اپوزیشن سے ہوں ہم نے خود دارالامانوں کے دورے کئے اور معائنہ کیا ہے۔

وہاں پر ایک ایک کمرے میں بارہ بارہ عورتیں رہ رہی ہوتی ہیں۔ ایک ٹائلٹ پچیس پچیس، تیس تیس عورتوں کے لئے ہوتا ہے۔ ان کی جگہ بہت کم ہے۔ کیوں نہ ہم ایسی جگہوں کو بہتر کریں تاکہ جو بے سہارا عورتیں وہاں آتی ہیں ان کے ساتھ بچے بھی ہوتے ہیں وہاں ان کی پڑھائی کا انتظام ہو، انہیں صحت افزا ماحول مل سکے اور ہم ان کو ایک اچھا کارگر شہری بنا سکیں۔

جناب سپیکر! ہمیں ایجوکیشن پر بھی بہت کام کرنے کی ضرورت ہے۔ کل ایک سوال میری بہن کی طرف سے آیا ہوا تھا کہ ایک گاؤں "منڈیالہ وڑائچ" میں ایک سکول کی عمارت ہے جس میں دس کمرے ہیں۔ وہ تیس ہزار کی آبادی ہے اور اس سکول میں 594 بچے پڑھتے ہیں۔ سوال میں پوچھا گیا کہ کیا وہ کمرے خستہ حال ہیں؟ تو حکومت نے جواب دیا کہ جی، ہاں۔ نو کمرے خستہ حال ہیں اور ایک کمرہ بچا ہوا ہے۔ ایک محفوظ کمرے میں آپ کتنے بچوں کو پڑھا سکتے ہیں؟ ان بچوں کی زندگی بھی خطرے میں ہے کیونکہ عمارت بہت خستہ حال ہے۔ ہمیں ضرورت ہے کہ ہم اپنے ذاتی مفادات کو پس پشت ڈال کر، اپنی ذاتی پسند کو promote کرنے کے لئے، ایک خاص area کو promote کرنے کے لئے خواہ وہ میٹرو بس کی شکل میں ہو، خواہ وہ دانش سکول کی شکل میں ہو ہم اس ملک کا سوچیں، دیہاتوں کا سوچیں کیونکہ ہم دیہاتوں سے ووٹ لیتے ہیں۔ یہ دیہات بھی ہمارے ہیں اور یہ شہر بھی ہمارے ہیں۔ میری وزیر خزانہ صاحب سے یہی درخواست ہے کہ جو میں نے چند تجاویز دی ہیں ان کو seriously لیا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ میاں محمد اعظم چیلہ صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ رانا منان خان صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ شیخ علاؤالدین صاحب!۔۔۔ بھی موجود نہیں ہیں۔ عارف عباسی صاحب!۔۔۔ وہ بھی موجود نہیں ہیں۔ جناب خالد غنی چودھری صاحب! آپ نے مجھے request کی تھی کہ آپ نے کہیں جانا ہے میں آپ کو ٹائم دے رہا ہوں لیکن آپ مختصر بات کریں گے۔

جناب خالد غنی چودھری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں بہت ہی مختصر بات کروں گا۔ پچھلے بجٹ اجلاس میں جب تقاریر ہو رہی تھیں تو میں نے تقریر میں اپنی چند گزارشات پیش کی تھیں اس وقت بھی وزیر خزانہ موجود تھے۔ میں نے جو تجاویز دی تھیں اور جو گزارشات کی تھیں تو ان میں سے میری کسی ایک تجویز پر بھی عمل نہیں ہوا۔ میری یہ وزیر خزانہ صاحب سے گزارش ہو گی کہ kindly جو میں ان کو عرض کر رہا ہوں وہ کم از کم یہ لکھ لیں اور اگر ان پر تھوڑا بہت عمل ہو سکے تو ان کی بہت زیادہ مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں نے بوائز کالج شور کوٹ سٹی کی بلڈنگ کے لئے پچھلے بجٹ تقریر میں گزارش کی تھی تو 2001 میں میرے اس کالج کی بلڈنگ کو dangeraus declare کر دیا گیا تھا لیکن میں قربان جاؤں جو ہماری سرخ فیتے والی بیوروکریسی ہے، میں نے اس پر چھ ماہ انتہائی کوشش کی جب فائل چیف منسٹر صاحب کی ٹیبل پر گئی، وہاں سے approve ہو گئی اور approve ہونے کے بعد اس سمری کو دوبارہ واپس منگوا کر میرے کالج کو اس میں سے نکال دیا گیا اور صرف یہ کہا گیا کہ یہ missing facilities میں نہیں آتی۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ جو کالج کی بلڈنگ گرنے جا رہی ہے، خدانخواستہ کل کو وہاں پر بہت بڑا حادثہ ہو سکتا ہے پھر اس کو میڈیا بھی اچھالے گا اور گورنمنٹ کی پوزیشن بھی خراب ہو گی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! مہربانی فرما کر یہ note کر لیں۔

جناب خالد غنی چودھری: تو میری یہ گزارش ہے کہ جب 2001 میں بھی گورنمنٹ جس کو dangeraus declare کر رہی ہے، Planning and Development والوں نے کیس کو منظور ہونے کے بعد بھی چیف منسٹر صاحب سے کہہ دیا کہ یہ missing facilities نہیں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب نے note کر لیا ہے۔

جناب خالد غنی چودھری: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ دوسرا میرا گرلز کالج کا مسئلہ ہے اور 1122 مسئلہ بھی چیف منسٹر نے approve کر دیا ہے یہ 14-2013 کے لئے ہے میری وزیر خزانہ سے گزارش ہو گی کہ kindly اس کو take up کر کے اس کے فنڈز جاری کریں۔ اگر نہیں تو کم از کم next budget میں 1122، گرلز کالج اور ٹی ایچ کیو شور کوٹ سٹی کی upgradation ضرور کر دیں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ! میرے خیال میں آپ اپنی بات مختصر کریں گی کیونکہ باقی لوگ بھی یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! اس وقت ہمارے جو بنیادی مسائل ہیں وہ غربت بے روزگاری، مہنگائی، تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی، صحت اور تعلیم کی سہولیات کا فقدان ہے۔ اس لئے میری آپ کے توسط سے فنانس منسٹر صاحب سے استدعا ہے کہ جب بجٹ بنائیں گے تو ان مسائل کو سامنے رکھتے ہوئے بجٹ کو تیار کریں۔ ہیلتھ کے حوالے سے میری تجویز یہ ہے کہ ہم لوگ اگر preventive medicine پر بجٹ کا allocation بڑھا دیں اور اگر ہم early detection پر focus کریں، rather than کہ ہم

صرف علاج معالجہ کا بجٹ بڑھائیں اور اگر ہم ان چیزوں پر focus کریں تو ہماری اپنی معیشت پر ایک بھاری بوجھ پڑتا ہے کیونکہ ہمارے ہاں diabetes, hypertension, cancer اور HIV کا جو پاکستان میں بہت high prevalence rate ہے ان کی early detection اور ان کی screening کے لئے ہمارے پاس کوئی واضح نظام موجود نہیں ہے۔ اگر ہم early detection اور prevention کے لئے اپنے بجٹ میں allocation بڑھا دیں تو ہم اپنے ہیلتھ سیکٹر میں جو بہت بڑا بوجھ ہے تو اس کا بوجھ کم کر سکتے ہیں۔ اسی prevention میں ایک immunization بہت اہم role play کرتی ہے مگر اس وقت immunization کا نظام درست نہیں ہے اور اس میں فائدہ سے زیادہ نقصان ہو رہا ہے۔ proper storage نہ ہونے کی وجہ سے کئی نومولود بچوں کی اموات واقع ہو رہی ہیں اس لئے اس بجٹ میں immunization کے سسٹم کو بہتر کرنے کے لئے بھی بجٹ allocate کرنے کی ضرورت ہے اور جس طرح ابھی میری بہن نے ذکر کیا کہ ہمارے infant mortality rate and maternal mortality rate کا ratio بہت high ہے کیونکہ ہماری زیادہ تر آبادی دیہی علاقوں سے تعلق رکھتی ہے تو اس کا علاج یہی ہے کہ ہم وہاں پر جو لوکل پرائمری ہیلتھ کیئر سسٹم ہے جو کہ BHUs ہیں ان کی حالت کو ہم بہتر بنائیں۔ اس وقت پنجاب میں تقریباً پچیس سو BHUs موجود ہیں مگر آبادی کے تناسب سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ راجن پور میں سب سے کم BHUs ہیں وہاں پر تیس ہزار لوگوں کے لئے ایک BHU ہے جبکہ فیصل آباد میں بیس ہزار لوگوں کے لئے ایک BHU ہے اس لئے میری تجویز یہ ہے کہ BHU کی تعداد کو آبادی کے تناسب سے مقرر کیا جائے اور اس کے لئے مناسب بجٹ مختص کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! راجن پور کا بار بار ذکر ہو رہا ہے، آپ پھر اس دفعہ دیکھ لیں۔

وزیر آبکاری و محصولات / خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! worst indicators میں راجن پور آتا ہے I am sorry to say. اب BHU کی حالت کیسے بہتر ہو سکتی ہے اس کے لئے تجویز ہے جو کہ میرے خیال میں حکومت کو بار بار دی جا رہی ہے۔ اس میں بات یہ ہے کہ وہاں پر availability of Doctors کو ensure کیا جائے۔ اس کا طریق کار یہ ہے کیونکہ وہ periphery میں ہوتے ہیں اور وہاں پر ڈاکٹر جانے کے لئے تیار نہیں ہوتے تو اس کے لئے ہمیں کوئی ایسی پالیسی بنانی پڑے گی کہ ڈاکٹر وہاں پر جائیں۔ اس کے لئے تجویز یہ ہے کہ جو post graduate Doctors ہوتے ہیں ان کے College of Physician

and Surgeon کا چار سال کا کورس ہوتا ہے اگر اس میں ان کے لئے compulsory کر دیا جائے کہ وہ rotation پر چھ مہینے یا ایک سال کے لئے periphery میں serve کریں گے تو میرا خیال ہے ہمارے BHU کے ڈاکٹروں کا مسئلہ بہت حد تک solve ہو سکتا ہے اس کے لئے ان ڈاکٹروں کو incentive دینے چاہئیں اور periphery کے ڈاکٹروں کی pays definitely شہری علاقوں سے زیادہ ہونی چاہئیں۔ BHU کی facilities کو بھی upgrade کرنا چاہئے۔ ایک عام BHU چاہے وہاں ڈاکٹر موجود بھی ہو تو وہ ایمرجنسی کو handle نہیں کر سکتا کیونکہ وہاں پر صرف basic medicines جیسے Panadol, Dicloran اور septeron وغیرہ موجود ہوتی ہیں جو کہ ایک ڈسپنسر بھی dispense کر سکتا ہے اور وہاں پر ڈاکٹر کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اگر ہم نے وہاں پر ڈاکٹر کو رکھنا ہے تو اس کے لئے ہمیں وہاں پر ایمرجنسی میڈیسن بھی رکھنی ہوں گی، ECG machine بھی رکھنی ہو گی، ایک portable digital X-ray بھی رکھنا ہو گی اور ایک چھوٹی لیب جو معمولی ٹیسٹ کے لئے ہوتی ہے وہ بھی رکھنی ہو گی۔ اگر ہم اپنے BHUs کو کامیاب بنا لیتے ہیں تو ہم اپنا ایک strong referral system قائم کر سکتے ہیں جس سے صرف BHU سے وہی لوگ آگے جائیں گے جن کی treatment وہاں نہیں ہوتی۔ اسی طرح پھر RHC سے refer ہو کر وہی جائیں گے جن کی treatment tertiary Hospital میں ہوتی ہے تو آپ کا ایک بہت بڑا مسئلہ حل ہو جائے گا۔

(اذان ظہر)

ہمارے پنجاب میں بہت سارے ایسے یونٹس ہیں جس کے لئے بڑھتے ہوئے ٹریفک حادثات جو کہ اس وقت پنجاب میں ایک بہت high ratio رکھتے ہیں اس لئے میری یہ استدعا ہے کہ اس بجٹ میں ٹراما سنٹر کے لئے بجٹ allocate کریں کیونکہ اس سے اکثر ٹریفک حادثات میں بڑھتی ہوئی معذوری کا ratio زیادہ ہو گیا ہے اس لئے اگر ہم ٹراما سنٹر کے قیام کے لئے تھوڑا سا بجٹ allocate کر دیں تو یہ مسئلہ بھی کسی حد تک حل ہو سکتا ہے۔ جس وقت ہم میڈیسن کے لئے بجٹ allocate کرتے ہیں تو اس پر ایک close check رکھنے کی ضرورت ہے کیونکہ اس وقت کرپشن میڈیسن کے اندر بہت زیادہ ہو رہی ہے۔ جو میڈیسن آپ کے پاس Bill میں آتی ہیں ان پر imported medicines کا بل چارج کیا جاتا ہے جبکہ لوکل میڈیسن dispense کی جاتی ہیں۔

جناب سپیکر! ایجوکیشن کے حوالے سے صرف ایک تجویز دینا چاہوں گی کہ جو ہماری بڑھتی ہوئی بے روزگاری اور غربت ہے اس کے خاتمے کے لئے ہمیں اپنے ایجوکیشن سسٹم میں reforms

لانے کی ضرورت ہے۔ ہمارے بچے ہاتھ میں ایم بی اے، بی اے اور ماسٹرز کی ڈگریاں لے کر پھرتے ہیں مگر ان کو نوکریاں نہیں ملتیں تو اس کے لئے میری تجویز ہے کہ جس طرح آپ ٹیکنیکل ایجوکیشن کو promote کر رہے ہیں اگر ہم اس کو دنیا کی successful economies کے ماڈل پر لائیں اور ہم class-V سے بچوں کو divide کر دیں کہ جن لوگوں نے آگے ٹیکنیکل ایجوکیشن میں جانا ہے ان کو ہم الگ کر دیں اور جنہوں نے یونیورسٹی ایجوکیشن کی طرف جانا ہے ان کو الگ کر دیں۔ پھر ٹیکنیکل ایجوکیشن والوں کو سکولوں کے ساتھ ساتھ ان apprenticeship کے لئے تیار کیا جائے۔ جب تک وہ سولہ سے اٹھارہ سال کی عمر تک پہنچتے ہیں تو ان کو اپنے ہنر میں expertise ہونا چاہئے اور پھر جیسے ہی وہ اپنی graduation complete کریں تو وہ employment کے لئے تیار ہوں۔

جناب قائم سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! wind up کریں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: ٹھیک ہے۔ جناب والا! ایک suggestion juvenile jails کے حوالے سے ہے کہ بچوں کے لئے اس دفعہ juvenile jails کے لئے آپ لوگ ضرور funds allocate کریں کیونکہ ابھی تک ہمارے صوبہ پنجاب میں دو juvenile jails موجود ہیں۔ وہ بچے جب عادی مجرموں کے ساتھ جیل میں رہتے ہیں اور جب وہ جیل سے باہر نکلتے ہیں تو خود ان کی ذہنیت بھی مجرمانہ ہو جاتی ہے۔ وومن پولیس سٹیشن کے قیام کے لئے بھی بجٹ میں رقم مختص کی جائے کیونکہ جب وومن پولیس سٹیشن نہیں ہوتے ہیں تو خواتین کو بہت سے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

جناب قائم سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ پلیز! wind up کریں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: اگر آپ wind up کرنے کا کہتے ہیں تو میں اس کو یہیں ختم کر دیتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! wind up کر دیں تو مہربانی ہو گی۔

ڈاکٹر نوشین حامد: بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ سردار شہاب الدین خان صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، اگلے مقرر جناب احمد شاہ کھگہ صاحب! آپ نے کہا تھا کہ میں بہت مختصر بات کروں گا تو امید ہے تھوڑا وقت لیں گے۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے pre budget بجٹ میں حصہ لینے کا موقع فراہم کیا۔ آپ کے توسط سے وزیر خزانہ کی خدمت میں اپنے حلقہ کے بارے میں کچھ تجاویز دینا

چاہتا ہوں کیونکہ ہمارا علاقہ بہت پسماندہ ہے۔ میرا حلقہ پی پی-229 دو سو پچاس دیہاتوں پر مشتمل ہے۔ میں تعلیم کے سلسلے میں توجہ دلانا چاہتا ہوں، میرے اس حلقہ میں اڑھائی سو دیہاتوں میں سے ماشاء اللہ کافی گاؤں ایسے ہیں جہاں سکول موجود ہیں لیکن اس کے باوجود تقریباً پندرہ یا سولہ گاؤں ایسے ہیں جن میں لڑکوں کا اور نہ ہی لڑکیوں کا کوئی پرائمری سکول موجود ہے۔ یہ کوئی دس یا بارہ کے قریب دیہات ایسے ہیں جہاں پر سکول نہیں ہیں لہذا میری تجویز ہے کہ ان کو آئندہ بجٹ میں شامل کیا جائے۔ اس کے علاوہ وزیر موصوف سے یہ گزارش بھی کرنا چاہتا ہوں کہ اس حلقہ میں تین بڑے قصبے ہیں جن میں سے ایک ملکہ ہانس بہت بڑا ہے جس کی آبادی تقریباً پچاس ہزار کے قریب ہے، نور پور جو کہ سب تحصیل ہے اور تیسرا چک شفیع ہے۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ ان تینوں قصبوں میں ڈگری کالج بنائے جائیں۔ نور پور کا ساہیوال سے فاصلہ تیس کلو میٹر ہے بچیاں وہاں پر پڑھنے کے لئے جاتی ہیں۔ اسی طرح ملک ہانس کا پاکپتن سے پچیس کلو میٹر فاصلہ ہے اور چک شفیع جو کہ بڑا قصبہ ہے وہ عارف والے کے نزدیک ہے وہ بھی چوبیس کلو میٹر دور ہے اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ ان تینوں قصبوں کے لئے اگر فنڈز مختص کر دیئے جائیں تو یہ آپ کی ہمارے علاقہ پر عنایت ہو گی۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں سپورٹس کی طرف آنا چاہتا ہوں، اس سلسلے میں میری تجویز یہ ہے کہ ہمارے وہ گاؤں جہاں گورنمنٹ کے رقبے پڑے ہیں وہاں پر دو دو ایکڑ رقبے اس مقصد کے لئے الاٹ کئے جائیں اور وہ تینوں قصبے جن کا میں نے پہلے ذکر کیا ملکہ ہانس میں تقریباً چار سو ایکڑ محکمہ اوقاف کا رقبہ پڑا ہے۔ ان تینوں قصبوں میں وہاں کی عوام کے لئے گراؤنڈز بہت ضروری ہیں اور وہ اس پر آپ کو دعائیں دی گے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں یہ عرض کروں گا کہ میرا پورا علاقہ ہی زراعت پیشہ افراد پر مشتمل ہے اس لئے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میرے حلقہ پی پی-229 میں آٹھ tails ہیں یعنی آٹھ راجباہوں کے end minors ادھر ہیں، جو گاؤں tails پر واقع ہیں وہاں پانی نہیں پہنچتا۔ اس مہنگائی کے دور میں زمیندار کو اگر کوئی ہوا کا ٹھنڈا جھونکا آرہا ہے تو وہ نہری پانی ہے۔ مجھے یہ کہنے میں کوئی عار نہیں کہ اسی روپے ہم اس کا معاملہ، آبیانہ دیتے ہیں اور پورے چھ مہینے پانی لگاتے ہیں۔ یہ ہمارے لئے اس دور میں ایک بہت بڑی نعمت ہے لیکن جو گاؤں tails پر واقع ہیں وہ اس نعمت سے محروم ہیں۔ ان آٹھ tails کے نام بھی میں بتانا چاہتا ہوں, One R minor, Two R minor چانڑی مائنر، ملکہ ہانس مائنر، لدھو ونگا مائنر اور 32 ایس پی مائنر اس میں شامل ہیں۔ ان tails سے آگے پانچ چھ کلو میٹر کا

جو علاقہ ہے اس کو اگر پختہ کر دیا جائے تو ساٹھ ستر گاؤں کو پانی پہنچ جائے گا۔ یہ ایک ٹھنڈی ہوا کا جھونکا ہو گا جو آپ کی طرف سے آئے گا۔ میں اب گیس پائپ لائن کی طرف آتا ہوں، گیس پائپ لائن ساہیوال سے پاکپتن تک already موجود ہے، لوہاراں والی کھوئی، ملکہ ہانس، نور پور 20 ایس پی اور ایک اڈا چانو کی کے علاقے میں بھی اگر کنکشن دے دیئے جائیں اور وفاق کو بھی اس سلسلے میں سفارش کر دی جائے تو مہربانی ہو گی۔ اس کے بعد میں صحت کے متعلق گزارش کرنا چاہوں گا، میں جب ایم پی اے منتخب ہو کر آیا تھا تو پہلا سوال پبلک ہیلتھ کے متعلق کیا تھا کہ ہمارے دیہاتوں کا پانی کیسا ہے؟ جس پر آپ کے محکمہ نے رپورٹ دی ہے کہ تیس گاؤں ایسے ہیں جو بیاس کے قریب قریب ہیں وہاں پر پانی مضر صحت ہے اور خطرناک ہے اس لئے میری گزارش ہو گی کہ ان تیس گاؤں کو اگر اسی سال فلٹریشن پلانٹ کی مد میں فنڈز فراہم کر دیئے جائیں تو جناب کی بڑی عنایت ہو گی۔ میں یہ بات بھی بتانا چاہتا ہوں کہ پچھلے دور کے ایم پی اے چودھری جاوید جو کہ دوسرے حلقہ سے تھے مگر پھر بھی انہوں نے کافی کاوش کی اور نور پور کالج کے لئے ایک directive issue کروایا تھا۔ میں اس directive کی یاد دہانی کروانا چاہتا ہوں کہ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے، جب ہمارے حلقہ کا کوئی شہری پاکپتن جاتا ہے تو وہ ایسے ہی جیسے لاہور میں چلا گیا ہے۔ پاکپتن میں ماشاء اللہ حکومت نے بہت اچھے کام کئے ہیں، میاں محمد شہباز شریف کے پچھلے دور میں کافی کام ہوئے ہیں جسے ہم مانتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس میں سے کوئی حصہ ہمیں بھی دیا جائے تاکہ حلقہ 229 کی محرومیوں کو ختم کیا جا سکے۔

جناب سپیکر! آخر میں سڑکوں کے بارے میں بات کروں گا کیونکہ میرا حلقہ دیہاتوں پر مشتمل ہے وہاں سڑکوں کا مسئلہ بہت زیادہ ہے۔ میری تین قانونگوئیاں ہیں، اس سلسلے میں آپ جتنے بھی فنڈز آسانی سے دے سکیں، میری ان سڑکوں کو بنوا دیا جائے۔ ان کے نام بہت لمبے ہیں میں آپ کو لکھ کر دے دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ لکھ کر دے دیں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میری تین قانونگوئیاں ہیں ایک ملکہ ہانس، دوسری نور پور اور تیسری چک شفیع ان سے متعلقہ جتنی بھی سڑکیں عنایت کر سکیں تو بہتر ہو گا۔ یہ تقریباً دس دس کلو میٹر ہیں اور تینوں قانونگوئیوں کے لئے تیس کلو میٹر بنتی ہیں۔ یہ آپ ہمیں عنایت فرما دیں تو آپ کی نوازش ہو گی اور ہم اس کا انتظار کریں گے۔ آپ نے ہمیں بولنے کا بھی کافی حصہ دیا ہے، اگر ان تجاویز میں سے بھی

مناسب حصہ مل جائے تو بہتر ہے، عوام دعائیں دے گی اور انشاء اللہ افتتاح بھی آپ ہی سے کروائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! بہت شکریہ۔ آزاد علی تبسم صاحب!

جناب آزاد علی تبسم: شکریہ۔ جناب سپیکر!

جناب قائم مقام سپیکر: مجھے معلوم ہے آپ نے کافی انتظار کیا ہے لیکن امید ہے کہ مختصر بات کریں گے۔

جناب آزاد علی تبسم: جناب والا! سنا ہے کہ انتظار کا پھل میٹھا ہوتا ہے، صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ جو بول رہے ہیں ماشاء اللہ میٹھا ہی بول رہے ہیں۔

جناب آزاد علی تبسم: جی، بالکل۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ خادم اعلیٰ پنجاب نے تعلیم، صحت اور مواصلات کے شعبوں میں بہت سارے انقلابی اقدامات کئے ہیں اور انہوں نے ہر وہ بنیادی سہولت عوام کو فراہم کرنے کی کوشش کی ہے جو ان کا حق ہے۔ میں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ ہمارے خادم اعلیٰ کے اقدامات کے حوالے سے نہ صرف باقی صوبے مثالیں دیتے ہیں بلکہ ہمارے خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے اقدامات کو بیرون ملک بھی پسند کیا جاتا ہے۔ میں ان اقدامات کی وجہ سے خادم اعلیٰ پنجاب اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں یہ چاہتا ہوں کہ میں اپنے حلقہ کے عوام کے ان بنیادی مسائل کو یہاں پر discuss کروں تاکہ آنے والے بجٹ میں ان کو نظر انداز نہ کیا جا سکے بلکہ بجٹ بناتے وقت ان کا خیال رکھا جائے۔ چک جھمرہ تحصیل 1990 میں بنائی گئی ہے لیکن بدقسمتی کی بات ہے کہ بیوروکریسی نے ابھی تک چک جھمرہ تحصیل میں تحصیل کی بلڈنگ تک نہیں بنائی، تحصیلدار صاحب مارکیٹ کمیٹی کے 8x10 کے ایک چھوٹے سے کمرے میں اپنا آفس بنا کر کام چلا رہے ہیں اور اسی طرح سے اسسٹنٹ کمشنر نے ٹاؤن کمیٹی کے آفس میں اپنا دفتر بنایا ہوا ہے، ڈی ایس پی جنہوں نے چک جھمرہ میں بیٹھنا ہوتا ہے بلڈنگ نہ ہونے کی وجہ سے وہ فیصل آباد میں بیٹھتے ہیں۔ آپ اندازہ کریں کہ وہاں کے لوگوں کو تحصیل کے حوالے سے جن مسائل کا سامنا ہے وہ کس قدر اذیت ناک ہوں گے کیونکہ انہیں اپنے مسائل کے حل کے لئے فیصل آباد جانا پڑتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ وہ آنے والے بجٹ میں تحصیل کمپلیکس کے لئے خصوصی طور پر فنڈز مختص کریں۔ آپ کے توسط سے عرض کروں گا کہ مجھے وزیر خزانہ کی خصوصی توجہ چاہئے۔ چک جھمرہ فیصل آباد کی وہ واحد تحصیل ہے جس کو فیصل آباد سے ملانے کے لئے ایک سڑک ہے اور اس سڑک پر بھی ٹریفک بہت زیادہ ہے کیونکہ اس پر انڈسٹریل اسٹیٹ واقع ہے۔ مواصلات کے حوالے سے میاں صاحب نے بہت سارے انقلابی اقدامات کئے ہیں فیصل آباد سے جڑانوالہ، فیصل آباد سے ستیانہ، فیصل آباد سے سمندری، فیصل آباد سے ٹھیکری والا، فیصل آباد سے چنیوٹ روڈ یہ سب ڈبل روڈ بنائے گئے ہیں جن کو ہم dual carriage way بھی کہہ سکتے ہیں۔ جہاں مختلف قصبات اور دیہاتوں میں dual carriage way بنائے گئے ہیں لیکن ہماری یہ واحد تحصیل ہے جس کو ابھی تک یہ سہولت نہیں دی گئی۔ میں جناب کے توسط سے فنانس منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ چک جھمرہ سے فیصل آباد صرف دس کلو میٹر کی سڑک باقی ہے جہاں پر dual carriage way بنانے کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے خصوصی طور پر فنڈز مخصوص کئے جائیں۔ تحصیل چک جھمرہ کا واحد تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال جو ہے اس کی بلڈنگ نہایت مختصر سی ہے اور چھ لاکھ کی آبادی کے لئے صرف ساٹھ بیڈز پر مشتمل یہ تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال ہے۔ میں خصوصی طور پر یہ گزارش کروں گا کہ تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال چک جھمرہ کو upgrade کر کے ایک سو بیس بیڈز کا ہسپتال بنایا جائے۔ میں یہاں پر ایک نہایت دلچسپ بات بتانا چاہتا ہوں کہ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین اور بوائز چک جھمرہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: اجلاس کا وقت پانچ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب آزاد علی تبسم: خاص طور پر بوائز کالج میں پینے کا پانی نہیں ہے، واش رومز کے لئے پانی نہیں ہے، درجہ چہارم کے ملازم تعینات نہیں کئے گئے اس کا اپنا کوئی پرنسپل نہیں ہے، وہاں پر فرنیچر نہیں ہے لہذا میری استدعا ہے کہ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے بوائز اور گرلز کے لئے خصوصی طور پر فنڈز مختص کئے جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آزاد علی تبسم صاحب! بہت شکریہ

جناب آزاد علی تبسم: جناب سپیکر! میں اس کے علاوہ یہ بھی کہوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب آپ wind up کریں۔

جناب آزاد علی تبسم: جناب سپیکر! میں wind up کرتا ہوں۔ گزارش ہے کہ خاص طور پر چک جھمرہ دیہی علاقوں پر مشتمل ہے اس لئے میں چاہوں گا کہ گورنمنٹ ڈگری کالج کی بچیوں کو دیہاتوں سے لانے کے لئے دو بسوں کا اہتمام کیا جائے تاکہ دیہی علاقے کی بچیاں کالج تک اپنی تعلیم حاصل کر سکیں۔

جناب سپیکر! چک جھمرہ تقریباً چھ لاکھ کی آبادی پر مشتمل ایک ایسی تحصیل ہے جس میں 1122 سروس کی انتہائی اہم ضرورت ہے تو میں چاہوں گا کہ اس کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ آپ باقی تجاویز لکھ کر منسٹر صاحب کو دے دیں۔ شکریہ۔ محترمہ ناہید نعیم صاحبہ

محترمہ ناہید نعیم: جناب سپیکر! یہاں پر جو بجٹ بنایا جاتا ہے اور فنڈز دیئے جاتے ہیں کیا اس میں دیہات کے لوگوں کا کوئی حصہ نہیں ہوتا؟ وہاں پر کوئی کام نہیں کروایا جاتا یہاں تک کہ ترقیاتی کام تو کیا وہاں پر تو ضروری کام بھی نہیں ہوتے۔ آپ خود جا کر دیکھیں کہ جگہ جگہ گندگی کے ڈھیر ہیں انہیں اٹھانے والا کوئی نہیں ہے۔ ان گندگی کے ڈھیروں پر بچے کھیل رہے ہیں جبکہ شہروں میں اتنی سہولتیں دی ہیں، اتنے بڑے بڑے پارک اور گراؤنڈز ہیں لیکن ان کے لئے کوئی ایک گراؤنڈ بھی نہیں ہے اور بچے اس گندگی میں کھیلتے ہیں لیکن اس گندگی کو اٹھانے والا کوئی نہیں ہے۔ آپ دیکھیں کہ لوگ گندا آلودہ پانی پینے پر مجبور ہیں کیونکہ عرصہ پچیس سال سے ڈالی جانے والی واٹر سپلائی پائپ لائنیں گل سڑ کر خستہ حال ہو چکی ہیں اور پینے کے پانی میں گٹروں کا پانی بھی شامل ہو کر گھروں تک پہنچتا ہے۔ جس پانی سے آپ اپنے کپڑے دھلوانا پسند نہ کریں دیہاتوں کے لوگ وہ پانی پینے پر مجبور ہیں۔ اس کے ساتھ پیٹ کی اتنی بیماریاں لاحق ہو چکی ہیں جن میں زیادہ تر یرقان وغیرہ ہے اور اس کا علاج اتنا مہنگا ہے کہ وہ ہر کوئی نہیں کروا سکتا۔ میری استدعا ہے کہ وہاں پر پینے کے پانی کا انتظام کیا جائے، وہاں تیس ہزار کی آبادی ہے جس میں لڑکیوں اور لڑکوں کا صرف ایک مڈل سکول ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! کہاں پر ایک سکول ہے؟ آپ کہاں کی بات کر رہی ہیں؟

محترمہ ناہید نعیم: جناب سپیکر! میں منڈیالہ وڑائچ گوجرانوالہ کی بات کر رہی ہوں کل بھی میرے اس پر سوال آئے تھے اور میں نے کہا کہ تیس ہزار آبادی کے لئے ایک سکول ہے اور وہ بھی اتنا خستہ حال ہے کہ اس کی چھتیں گرنے والی ہیں انہوں نے جواب میں صاف لکھا ہوا تھا کہ ہاں جی وہ گرنے والی ہیں۔ یہ

تو سوال کا کوئی جواب نہیں کہ ہاں جی وہ گرنے والی ہیں اور اتنی زیادہ آبادی میں بارہ ہزار بچے پڑھنے کے قابل ہیں لیکن ان میں سے سات ہزار بچے گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں چونکہ اس سکول میں صرف چھ سو بچے پڑھ سکتے ہیں۔ لڑکوں کے سکول میں کافی عمارت ہے اگر یہ اسے upgrade کر کے میٹرک تک کر دیں تو وہ بچے وہاں پر جا سکتے ہیں چونکہ عمارت موجود ہے محکمہ ٹیچروں کا انتظام کر دے تو بہت مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر! یونین کونسل میں گراؤنڈ کے لئے جگہ ہے جو ویسے ہی پڑی ہے میری استدعا ہے کہ آپ اس کی طرف توجہ دیں تاکہ بچوں کے لئے کوئی گراؤنڈ ہو جائے، صاف پانی کا انتظام ہو، سکولوں کی طرف دھیان دیں۔ وہاں سکول کے لئے گورنمنٹ کا دو کنال کا رقبہ ہے اگر وہاں پر سکول بنا دیں تو بچیوں کے لئے فائدہ ہو جائے گا اور بچیاں وہاں پر پڑھ سکیں گی چونکہ آپ خود دیکھیں کہ اس ماحول میں لوگ اپنی بچیوں کو باہر نہیں بھیج سکتے اس لئے وہاں پر بچیوں کے لئے تو میٹرک تک سکول بنائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب نے note کر لیا ہے۔

محترمہ ناہید نعیم: جناب سپیکر! ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کا بھی نعرہ ہے کہ ایجوکیشن اور ہیلتھ، یہ کوئی نئی حکومت نہیں ہے پچھلے پانچ سال بھی یہ محکمے انہی کے پاس سے تھے اور یہ پورا سال بھی چلا گیا ہے لیکن وہاں پر کوئی بھی نہیں آیا، آپ جا کر گلیاں سڑکیں دیکھیں وہ جگہ جگہ ٹوٹی پڑی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! منسٹر صاحب نے note کر لیا ہے۔

محترمہ ناہید نعیم: جناب سپیکر! تیس ہزار لوگوں کے لئے BHU ناکافی ہے۔ میری استدعا ہے کہ اگر آپ وہاں پر ہسپتال نہیں بنا سکتے تو کم از کم ڈسپنسریاں تو ہر جگہ بنائیں۔ اگر ڈسپنسریاں ہوں گی تو ان لوگوں کو سہولتیں میسر آئیں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ یہ لکھ کر دیں۔

محترمہ ناہید نعیم: یہ ایک طرف تو کہتے ہیں کہ لوگ شہروں کی طرف آ رہے ہیں انہیں دیہاتوں میں رہنا چاہئے۔ اگر آپ دیہاتوں میں کوئی سہولت دیں تو وہ وہاں رہیں گے نا۔ جب کوئی سہولت ہی نہیں تو وہ وہاں پر کیسے رہیں گے؟ وہاں پر اتنی جگہ پڑی ہوئی ہے اگر وہاں پر فیکٹریاں، ملیں لگائیں تو لوگوں کو سہولتیں ملیں، مزدور وہاں پر مزدوری کریں اور اپنے پیٹ بھریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! میری بات سنیں۔ آپ کل دوبارہ اس پر بات کر لیجئے گا۔ آج کے اجلاس کا وقت ختم ہوتا ہے لہذا اب اجلاس بروز جمعة المبارک 21۔مارچ 2014 صبح 9.00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

1078

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ21۔مارچ2014

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ منصوبہ بندی وترقیات)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

قبل از بجٹ بحث

1080

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولہویں اسمبلی کا ساتواں اجلاس

جمعتہ المبارک، 21-مارچ2014

(یوم الجمع، 19- جمادی الاوّل 1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 14 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِo

اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ
ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٦١﴾ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ
اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ
اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٦٢﴾ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَ
مَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ
تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٣﴾

سورة النّمل آيات 61 تا 63

بھلا کس نے زمین کو قرار گاہ بنایا اور اس کے بیچ نہریں بنائیں اور اس کے لئے پہاڑ بنائے اور (کس نے) دو دریاؤں کے بیچ اوٹ بنائی (یہ سب کچھ اللہ نے بنایا) تو کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ (ہرگز نہیں) بلکہ ان میں اکثر دانش نہیں رکھتے (61) بھلا کون بیقرار کی التجا قبول کرتا ہے۔ جب وہ اس سے دعا کرتا ہے اور (کون اس کی) تکلیف کو دور کرتا ہے اور (کون) تم کو زمین میں (اگلوں کا) جانشین بناتا ہے (یہ سب کچھ اللہ کرتا ہے) تو کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے (ہرگز نہیں مگر) تم بہت کم غور کرتے ہو (62) بھلا کون تم کو جنگل اور دریا کے اندھیروں میں رستہ بناتا ہے اور (کون) ہواؤں کو اپنی رحمت کے آگے خوشخبری بنا کر بھیجتا ہے (یہ سب کچھ اللہ کرتا ہے) تو کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ (ہرگز نہیں)۔ یہ لوگ جو شرک کرتے ہیں اللہ (کی شان) اس سے بلند ہے (63)

وماعلينا الاالبلاغo

نعت رسولِ مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسولِ مقبول ﷺ

یہ ناز یہ انداز ہمارے نہیں ہوتے
جھولی میں اگر ٹکڑے تمھارے نہیں ہوتے
ہم جیسے نکموں کو گلے کون لگاتا
سرکار اگر آپ ہمارے نہیں ہوتے
ملتی نہ اگر بھیک حضور آپ کے در سے
اس ٹھاٹھ سے منگتوں کے گزارے نہیں ہوتے
بے دام ہی بک جایئے بازار نبی میں
اس شان کے سودے میں خسارے نہیں ہوتے

سوالات

(محکمہ منصوبہ بندی وترقیات)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے آج کے ایجنڈے پر محکمہ منصوبہ بندی وترقیات سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی طرف ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال پیر کاشف علی چشتی صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر مراد راس صاحب کا ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! .On his behalf (معزز ممبر نے ڈاکٹر مراد راس کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سوال نمبر بولئے گا۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 672 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: پی پی۔152 میں ترقیاتی منصوبوں کی منظوری و دیگر تفصیلات

*672: ڈاکٹر مراد راس: کیا وزیر منصوبہ بندی وترقیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ پی اینڈ ڈی نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران پی پی۔152 لاہور میں صحت اور تعلیم کے کون کون سے منصوبہ جات کی منظوری دی، علیحدہ علیحدہ سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) ان میں سے کتنے ایسے منصوبے ہیں جو بروقت مکمل نہ ہو سکے، اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

(ج) یہ منصوبہ جات کب شروع کئے گئے اور ان کی مدت تکمیل کیا تھی؟

(د) ان کو بروقت مکمل نہ کرنے والے افسران کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں لائی گئی اگر نہیں تو کیوں؟

(ہ) یہ منصوبہ جات کب تک مکمل کر لئے جائیں گے، تاریخ و سال سے آگاہ کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (ملک احمد کریم قسور لنگڑیال):

(الف)

شعبہ صحت: محکمہ پی اینڈ ڈی قواعد و ضوابط کے مطابق ان ترقیاتی منصوبہ جات کی منظوری دیتا ہے جن کی مالیت 200 ملین روپے یا اس سے زیادہ ہو۔ محکمہ ہذا نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران پی پی-152 میں صحت کے ان دو منصوبہ جات کی منظوری دی۔

1. Establishment of Pediatric Hospital / Institute, Lahore
2. Female / male Internees Hospital in Children Hospital Lahore .

منصوبہ جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

شعبہ تعلیم: محکمہ پی اینڈ ڈی نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران پی پی-152 میں تعلیم کے شعبہ میں صرف گورنمنٹ کالج فار وومن گوالمنڈی کی منظوری دی جو کہ بروقت مالی سال 2012-13 میں مکمل ہو گیا ہے۔

(ب) شعبہ صحت: متعلقہ نہیں ہے۔
شعبہ تعلیم: لاگو نہیں ہوتا۔

(ج) شعبہ صحت: یہ منصوبہ جات 2013-14 میں مکمل ہو جائیں گے۔ منصوبہ جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
شعبہ تعلیم: لاگو نہیں ہوتا۔

(د) شعبہ صحت: متعلقہ نہیں ہے۔
شعبہ تعلیم: لاگو نہیں ہوتا۔

(ہ) شعبہ صحت: فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
شعبہ تعلیم: لاگو نہیں ہوتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جتنے بھی سوالات کئے گئے ہیں محکمہ پی اینڈ نے ان کا جواب یہ بھیجا ہے کہ یہ ہمارے متعلقہ نہیں ہیں لیکن میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ پنجاب گورنمنٹ کے rules-1974 کے amended rules 2011 ہیں اور اس میں rule-39 کے sub-rule-4 کے مطابق کسی ادارے کو اگر غلطی سے کوئی سوالات چلے جاتے ہیں

تو وہ ادارہ duty bound ہوتا ہے کہ وہ سوالات متعلقہ ادارے کو ٹرانسفر کر دے۔ آپ پی اینڈ ڈی کی seriousness کو دیکھیں کہ اگر غلطی سے اس کے پاس اسمبلی کے یہ سوالات چلے گئے ہیں تو اس نے ان rules کے تحت اپنی ذمہ داری پوری نہیں کی ہے تو میری یہ درخواست ہو گی کہ یہ ensure کیا جائے کیونکہ آپ ہی کہتے ہیں کہ جتنی بھی اسمبلی کی proceedings ہوں وہ rules کے تحت ہونی چاہئیں تو ان اداروں کو بھی rules کے تحت چلنا چاہئے۔ آپ کہتے ہیں تو میں یہ sub-rule-4 پڑھ دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بالکل مجھے اس کا پتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (ملک احمد کریم قسور لنگڑیال): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! فرمائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (ملک احمد کریم قسور لنگڑیال): جناب سپیکر! اس میں request یہ ہے کہ معزز ممبر نے جس طرح point out کیا ہے لیکن اس میں جو specific issue تھا یہ کسی اور دیگر محکمے کے حوالے سے نہیں تھا یہ صرف اور صرف محکمہ پی اینڈ ڈی کے حوالے سے تھا۔ اگر کسی محکمے کے حوالے سے ہوتا تو ہم اسے refer کر دیتے کیونکہ باقی سوالات بھی ہم نے refer کئے ہیں۔ یہ ان کا valid point ہے لیکن انہوں نے شاید اس میں سوال غور سے نہیں پڑھا۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں پڑھ دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پڑھ دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (ملک احمد کریم قسور لنگڑیال): جناب سپیکر! سوال یہ ہے کہ محکمہ پی اینڈ ڈی نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران پی پی۔152 لاہور میں صحت اور تعلیم کے کون کون سے منصوبہ جات کی منظوری دی، علیحدہ علیحدہ سال وار تفصیل سے آگاہ کیا جائے، اس میں محکمہ پی اینڈ ڈی نے دو منصوبوں کی منظوری دی تھی۔ اس میں جو منصوبے صحت اور تعلیم کے حوالے سے ہیں ان کی تفصیل لکھ دی گئی ہے، یہ منصوبے بروقت مکمل ہو گئے تھے اور اس میں کوئی ایسا specific issue نہیں ہے۔ اگر کوئی اور ہے تو بتائیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ اگر ان کے متعلقہ نہیں تھے تو وہ متعلقہ اداروں کو refer کر دیتے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ جز(ب) کے متعلق کہہ رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (ملک احمد کریم قسور لنگڑیال): جناب سپیکر! جز(ب) میں پوچھا گیا تھا کہ ان میں سے کتنے ایسے منصوبے ہیں جو بروقت مکمل نہ ہو سکے ان کی وجوہات بیان کریں یا تو اس میں یہ سوال کیا جاتا ہے کہ یہ کس محکمے نے مکمل کئے ہیں اور کس محکمے کے تھے کیونکہ یہ Specifically محکمہ پی اینڈ ڈی کے حوالے سے ہے تو یہ ہماری ڈیوٹی نہیں بنتی کہ ہم اس کو آگے refer کرتے یا تو پھر یہ نیا سوال دیں کہ یہ اس محکمے میں کیوں مکمل نہیں ہوئے؟

جناب قائم مقام سپیکر: صدیق خان صاحب! آپ کی بات بالکل valid ہے کہ ڈیپارٹمنٹ کی ذمہ داری بنتی ہے کہ اگر ان سوال سے متعلقہ نہیں ہیں تو جس ڈیپارٹمنٹ سے متعلقہ ہیں وہ اس ڈیپارٹمنٹ کو refer کر دیں۔ یہ بالکل ان کی ذمہ داری بنتی ہے اور یہ انشاء اللہ اس چیز کو ensure کرائیں گے۔ دوسری بات اس میں جو پوچھی گئی ہے، یہ چونکہ کسی ڈیپارٹمنٹ سے متعلق نہیں ہے تو اس لئے انہوں نے اس کا جواب نہیں دیا۔ اگلا سوال بھی ڈاکٹر مراد راس صاحب کی طرف سے ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! سوال نمبر 673 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: پی پی-152 میں لوکل گورنمنٹ کے منصوبہ جات کی منظوری کی تفصیلات

*673: ڈاکٹر مراد راس: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ پی اینڈ ڈی نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران پی پی-152 لاہور میں لوکل گورنمنٹ کے کون کون سے کتنے منصوبوں کی منظوری دی، علیحدہ علیحدہ سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) ان میں سے کتنے ایسے منصوبے ہیں جن کو بروقت مکمل نہیں کیا گیا، اس کی وجوہات کیا تھیں؟

(ج) یہ منصوبے کب شروع کئے گئے اور ان کی مدت تکمیل کیا تھی؟

(د) ان منصوبہ جات کو بروقت مکمل نہ کرنے والے افسران کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی، اگر ہاں تو ان افسران کے نام و عہدہ، گریڈ و موجودہ تعیناتی سے آگاہ کریں؟

(ہ) کیا حکومت آئندہ ایسے اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے کہ کوئی منصوبہ تاخیر کا شکار نہ ہو اور اگر ہو تو تاخیر کرنے والے ذمہ داران کے خلاف سخت سے سخت کارروائی کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی وترقیات (ملک احمد کریم قسور لنگڑیال):

(الف) قواعد وضوابط کے تحت صرف وہ منصوبے جن کی لاگت 200 ملین روپے یا اس سے زیادہ ہوتی ہے منظوری کے لئے پی اینڈ ڈی میں پیش کئے جاتے ہیں اور اس سے کم لاگت کے منصوبے مقامی یا محکمے کی سطح پر منظور کئے جاتے ہیں۔ مذکورہ عرصے کے دوران محکمہ پی اینڈ ڈی کو پی پی-152 لاہور لوکل گورنمنٹ کا کوئی بھی منصوبہ جس کی لاگت 200 ملین روپے یا اس سے زائد ہو منظوری کے لئے پیش نہ کیا گیا۔

(ب) چونکہ محکمہ پی اینڈ ڈی کو پچھلے پانچ سالوں میں پی پی-152 لاہور لوکل گورنمنٹ کے کسی بھی منصوبے کو منظوری کے لئے پیش نہیں کیا گیا لہذا یہ سوال محکمہ پی اینڈ ڈی سے متعلقہ نہیں ہے۔

(ج) ایضاً

(د) ایضاً

(ہ) ایضاً

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں ایوان میں ابھی ابھی آیا ہوں I am not prepared اور میں ایسے ہی اٹھ کر کوئی سوال نہیں کرنا چاہتا لہذا میرا اس سوال سے متعلق کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ satisfied ہیں؟

ڈاکٹر مراد راس: جی، میں satisfied ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال جناب ظہیر الدین خان علیزئی صاحب کا ہے--- موجود نہیں ہیں اس لئے یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی جناب ظہیر الدین خان علیزئی صاحب کا ہے--- موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال سردار وقاص حسن موکل صاحب کا ہے--- موجود نہیں ہے لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی سردار وقاص حسن موکل صاحب کا ہے--- موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال شیخ علاؤالدین صاحب کا ہے--- موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی شیخ علاؤالدین صاحب کا ہے--- موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا

جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب جاوید اختر صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی جناب جاوید اختر صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال ملک تیمور مسعود صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی ملک تیمور مسعود صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال پیر کاشف علی چشتی صاحب کا ہے۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر محمد افضل صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ زیب النساء اعوان صاحبہ کی طرف سے ہے۔

محترمہ زیب النساء اعوان: جناب سپیکر! سوال نمبر 1048 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

چکوال: واٹر سپلائی و سیوریج کے منصوبوں کی منظوری و دیگر تفصیلات

*1048: **محترمہ زیب النساء اعوان:** کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ پی اینڈ ڈی نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران ضلع چکوال میں واٹر سپلائی اور سیوریج کے کون کون سے منصوبوں کی منظوری دی، علیحدہ علیحدہ سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) ان میں سے کتنے منصوبے ایسے ہیں جن کو بروقت مکمل نہیں کیا جا سکا، یہ منصوبے کب شروع کئے گئے اور ان کی مدت تکمیل کیا تھی؟

(ج) ان منصوبوں کو بروقت مکمل نہ کرنے والے افسران کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں لائی گئی، اگر ہاں تو ان افسران کے نام، عہدہ، گریڈ و موجودہ تعیناتی سے آگاہ کریں؟

(د) آئندہ حکومت کوئی ایسے اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے کہ شروع کئے گئے منصوبے وقت پر مکمل ہو سکیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (ملک احمد کریم قسور لنگڑیال):

(الف) محکمہ پی اینڈ ڈی قواعد و ضوابط کے مطابق ان ترقیاتی منصوبہ جات کی منظوری دیتا ہے جن کی مالیت 200 ملین روپے یا اس سے زیادہ ہو۔ محکمہ نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران ضلع چکوال

میں کسی واٹر سپلائی اور سیوریج کے منصوبے کی منظوری نہیں دی اس سے کم مالیت کے منصوبوں کی تفصیل متعلقہ محکمہ کے پاس ہوتی ہے۔

(ب) چونکہ محکمہ پی اینڈ ڈی نے کسی منصوبہ کی منظوری نہیں دی لہذا یہ سوال محکمہ پی اینڈ ڈی سے متعلقہ نہ ہے۔

(ج) ایضاً۔

(د) ایضاً۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ زیب النساء اعوان: جناب سپیکر! میں سوال کے جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال بھی محترمہ آپ کی طرف سے ہے۔

محترمہ زیب النساء اعوان: جناب سپیکر! سوال نمبر 1049 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع چکوال: لوکل گورنمنٹ میں سکیموں کی منظوری و دیگر تفصیلات

*1049: **محترمہ زیب النساء اعوان:** کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی اینڈ ڈی نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران ضلع چکوال میں لوکل گورنمنٹ کی کون کون سی سکیموں کی منظوری دی، علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) ان میں کتنی سکیمیں بروقت مکمل نہ ہو سکیں، اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

(ج) ان سکیموں کو بروقت مکمل نہ کرنے والے افسران کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں لائی گئی، اگر نہیں تو کیوں، اگر کی گئی تو ان کے نام، عہدہ، گریڈ و موجودہ تعیناتی سے آگاہ کریں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ ان سکیموں کی تکمیل میں تاخیر کے باعث حکومت کو کروڑوں / اربوں روپے کا مزید مالی بوجھ برداشت کرنا پڑا؟

(ہ) کیا محکمہ آئندہ کے لئے کوئی ایسے اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتا ہے کہ منصوبہ جات تاخیر کا شکار نہ ہوں، اگر ہوں تو، تاخیر کرنے والے ذمہ دار افسران کے خلاف سخت کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (ملک احمد کریم قسور لنگڑیال):

(الف) قواعد و ضوابط کے تحت صرف وہ سکیمیں جن کی لاگت 200 ملین روپے یا اس سے زیادہ ہوتی ہے منظوری کے لئے محکمہ پی اینڈ ڈی میں پیش کی جاتی ہیں اور اس سے کم لاگت کی سکیمیں مقامی یا محکمے کی سطح پر منظور کی جاتی ہیں۔ مذکورہ عرصے کے دوران محکمہ پی اینڈ ڈی کو ضلع چکوال لوکل گورنمنٹ کی کوئی بھی سکیم جس کی لاگت 200 ملین روپے یا اس سے زائد ہو منظوری کے لئے پیش نہیں کی گئی۔

(ب) چونکہ محکمہ پی اینڈ ڈی کو پچھلے پانچ سالوں میں ضلع چکوال لوکل گورنمنٹ کی کسی بھی سکیم کو منظوری کے لئے پیش نہیں کیا گیا لہٰذا یہ سوال پی اینڈ ڈی سے متعلقہ نہیں ہے۔

(ج) ایضاً

(د) ایضاً

(ہ) ایضاً

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ زیب النساء اعوان: جناب سپیکر! میں سوال کے جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کی طرف سے ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! سوال نمبر 1165 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع جہلم: آئی ٹی کے ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1165: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع جہلم میں محکمہ انفارمیشن ٹیکنالوجی کے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ب) اس ضلع کو 13-2012 کے دوران کتنی رقم وصول ہوئی؟

(ج) کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں ٹی اے / ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم انفارمیشن ٹیکنالوجی کی ٹریننگ پر خرچ ہوئی نیز یہ ٹریننگ کن کن اداروں کے ملازمین کو دی گئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی وترقیات (ملک احمد کریم قسور لنگڑیال):

(الف) ضلع جہلم میں باقی اضلاع کی طرح آئی ٹی کا کوئی دفتر موجود نہ ہے۔ گورنمنٹ آف پنجاب نے بحوالہ چٹھی نمبری SOR(G)39-6/2008 مورخہ 20-04-2008 کے تحت ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (آئی ٹی) کی پوسٹ ختم کر دی تھی اور اس طرح تمام اضلاع میں EDO(I.T) کے دفاتر ختم کر دیئے گئے جہلم میں بھی آئی ٹی کا کوئی دفتر موجود نہ ہے۔ EDO(I.T) کے تمام موجودہ سٹاف کو EDO(F&P) کے ساتھ منسلک کر دیا گیا ہے۔ یہ سٹاف EDO(F&P) کے مختلف دفاتر میں اپنے فرائض منصبی سرانجام دے رہا ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	عہدہ	سکیل
1	سسٹم نیٹ ورک ایڈمنسٹریٹر	BS-5
2	ڈیٹا انٹری آپریٹر	BS-5
3	سٹور کیپر	BS-4
4	ڈرائیور	BS-2
5	نائب قاصد	BS-1
6	بل میسنجر	BS-1
7	نائب قاصد	BS-1
8	چوکیدار	BS-1

(ب) اس ضلع کو 2012-13 کے دوران 6,20,000 روپے رقم وصول ہوئی۔

(ج) تنخواہیں/ٹی اے/ڈی اے -/15,77,557 روپے۔

(د) کوئی بھی ٹریننگ نہ دی گئی اور نہ ہی محکمہ انفارمیشن ٹیکنالوجی کی کوئی رقم خرچ ہوئی۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! انہوں نے فرمایا ہے کہ اس ضلع کو 2012-13 کے دوران 6 لاکھ 20 ہزار روپے کی رقم موصول ہوئی۔ جواب کے جز (الف) میں انہوں نے کہا ہے کہ محکمہ میں آئی ٹی کا کوئی دفتر موجود نہ ہے کیونکہ اس محکمہ کو ایک دوسرے آفس میں dissolve کر دیا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ تنخواہیں اور ٹی اے/ڈی اے پھر کس سلسلے میں دیئے گئے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی وترقیات (ملک احمد کریم قسور لنگڑیال): جناب سپیکر! میری محترمہ سے یہ گزارش ہو گی کہ ہم نے اس سے متعلقہ ساری انفارمیشن دی ہے، پے سکیل نمبر 5 کے ملازمین کو کسی نہ کسی آفس میں ذمہ داری دی جاتی ہے، گورنمنٹ کی پالیسی کے تحت ان ملازمین کو ختم

نہیں کیا جاتا اس لئے ان کی تنخواہیں اور ٹی اے / ڈی اے جو بمطابق قانون ان کی بنتی ہیں وہ ان کو pay کی گئی ہیں۔ یہ بھی ای ڈی او (فنانس) یعنی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے ان کو pay کیا ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ لوئر کلاس کے جو ملازمین ہوتے ہیں ان کا کوئی ٹی اے / ڈی اے نہیں ہوتا، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جز (ج) میں انہوں نے کہا ہے کہ 15 لاکھ 77 ہزار 557 روپے ٹی اے / ڈی اے کی مد میں خرچ ہوئے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہوگا کہ چھوٹے ملازمین یعنی کلاس فور کے جو ملازمین ہیں، ان کو کسی دوسرے محکمہ میں merge کر دیا گیا ہے۔ کیا ان کو ٹی اے ڈی اے اب اسی ڈیپارٹمنٹ سے ملے گا اور کیا وہ اس کے حق دار ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (ملک احمد کریم قسور لنگڑیال): جناب سپیکر! اس میں میری گزارش یہ ہے کہ یہ رقم ٹی اے / ڈی اے اور تنخواہوں کی مد میں ادا کی گئی ہے۔ اگر یہ ٹی اے / ڈی اے کا علیحدہ پوچھنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے نیا سوال لے آئیں ہم اس کی تفصیل بتا دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے کی مد میں ٹوٹل رقم 15 لاکھ 77 ہزار 557 روپے لکھی ہوئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (ملک احمد کریم قسور لنگڑیال): جناب سپیکر! جی، ہاں۔ 13-2012 میں ہم نے ان کو تنخواہوں کی مد میں ادا کئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: تنخواہوں اور / ٹی اے / ڈی اے کی مد میں ادا کئے گئے ہیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! اس میں ٹی اے / ڈی اے add کیا گیا ہے میرا اسی حوالے سے ضمنی سوال تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (ملک احمد کریم قسور لنگڑیال): جناب سپیکر! اگر میرے معزز ممبر سوال کو پڑھ لیں، اس میں پوچھا گیا ہے کہ کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے پر خرچ ہوئی؟ جواب بھی ہم نے اسی sequence سے دیا ہے اگر یہ specifically ٹی اے / ڈی اے کا پوچھتے تو ہم انہیں بتاتے کہ ہم نے دیئے ہیں یا نہیں۔

جناب محمد صدیق خان: آپ کا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ صرف تنخواہوں میں دیا گیا ہے، ٹی اے / ڈی اے نہیں دیا گیا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی وترقیات (ملک احمد کریم قسور لنگڑیال): میں نے تو پہلے ہی request کی ہے کہ تنخواہوں کی مد میں یہ رقم خرچ کی گئی ہے، اگلی دفعہ جوابات کی مزید اصلاح کر دی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ محترمہ فوزیہ ایوب قریشی صاحبہ!

محترمہ فوزیہ ایوب قریشی: جناب سپیکر! سوال نمبر 1771 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

بہاولپور: واٹر سپلائی اور سیوریج کے منصوبہ جات و دیگر تفصیلات

*1771: محترمہ فوزیہ ایوب قریشی: کیا وزیر منصوبہ بندی وترقیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ پی اینڈ ڈی نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران پی پی۔271 بہاولپور میں واٹر سپلائی اور سیوریج کے کون کون سے منصوبہ جات کی منظوری دی، سال وار تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(ب) ان میں سے کتنے منصوبے ایسے ہیں جو بروقت مکمل نہ ہو سکے اور اس سے ان منصوبہ جات کے تخمینہ لاگت میں مزید کتنا اضافہ ہوا؟

(ج) منصوبہ جات کو بروقت مکمل کرنے کے لئے محکمہ کوئی مثبت اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی وترقیات (ملک احمد کریم قسور لنگڑیال):

(الف) محکمہ محکمہ پی اینڈ ڈی قواعد وضوابط کے مطابق ان ترقیاتی منصوبہ جات کی منظوری دیتا ہے جن کی مالیت 200 ملین روپے یا اس سے زیادہ ہو۔ محکمہ نے پچھلے پانچ سالوں میں پی پی۔271 بہاولپور میں کسی واٹر سپلائی اور سیوریج کے منصوبے کی منظوری نہیں دی اس سے کم مالیت کے منصوبوں کی تفصیل متعلقہ محکمہ کے پاس ہوتی ہے۔

(ب) چونکہ پی اینڈ ڈی نے کسی منصوبہ کی منظوری نہیں دی لہذا یہ سوال محکمہ پی اینڈ ڈی سے متعلقہ نہ ہے۔

(ج) ایضاً۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ فوزیہ ایوب قریشی: سوال کے جز (الف) میں لکھا ہے کہ محکمہ پی اینڈ ڈی نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران پی پی۔271 بہاولپور میں واٹر سپلائی اور سیوریج کے کون سے منصوبہ جات کی منظوری دی گئی، ساری تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ جز (الف) کا جواب پڑھ دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (ملک احمد کریم قسور لنگڑیال): جناب سپیکر! محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کے قواعد و ضوابط کے مطابق ان ترقیاتی منصوبہ جات کی منظوری دیتا ہے جن کی مالیت 200 ملین روپے یا اس سے زیادہ ہو، محکمہ نے پچھلے پانچ سالوں میں پی پی۔271 بہاولپور میں کسی واٹر سپلائی اور سیوریج کے منصوبے کی منظوری نہیں دی۔ اس سے کم مالیت کے منصوبوں کی تفصیل متعلقہ محکموں کے پاس ہوتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ! انہوں نے اس قسم کی کوئی منظوری نہیں دی۔

محترمہ فوزیہ ایوب قریشی: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہ رہی تھی کہ پانی صحت کے لئے main چیز ہے، انہوں نے جو جواب دیا ہے میں اس سے satisfied تو ہوں مگر یہ پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ کیا وہاں پر واٹر سپلائی سکیم بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! یہ سوال ان کے محکمہ سے متعلقہ نہیں ہے بلکہ پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ سے متعلقہ ہے۔

محترمہ فوزیہ ایوب قریشی: شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

محترمہ فوزیہ ایوب قریشی: جناب سپیکر! سوال نمبر 1772 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

بہاولپور: سکولز اور ہائر ایجوکیشن کے منصوبہ جات و دیگر تفصیلات

*1772: محترمہ فوزیہ ایوب قریشی: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ پی اینڈ ڈی نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران پی پی۔271 بہاولپور میں سکولز اور ہائر ایجوکیشن کے لئے کون کون سے منصوبہ جات کی منظوری دی، سال وار تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) ان میں سے کتنے منصوبے ایسے ہیں جو ابھی تک مکمل نہیں ہوئے ہیں یہ منصوبے کب شروع کئے گئے تھے اور ان کی مدت تکمیل کیا تھی؟

(ج) ان منصوبہ جات کے بروقت مکمل نہ ہونے کے باعث تخمینہ لاگت میں کتنا اضافہ ہوا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (ملک احمد کریم قسور لنگڑیال):

(الف) محکمہ پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ قواعد و ضوابط کے مطابق ان ترقیاتی منصوبہ جات کی منظوری دیتا ہے جن کی مالیت 200 ملین روپے یا اس سے زیادہ ہو۔ محکمہ نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران ضلع بہاولپور پی پی۔271 میں کسی سکولز اور ہائر ایجوکیشن کے منصوبے کی منظوری نہیں دی اس سے کم مالیت کے منصوبوں کی تفصیل متعلقہ محکمہ کے پاس ہوتی ہے۔

(ب) چونکہ محکمہ پی اینڈ ڈی نے کسی منصوبہ کی منظوری نہیں دی، لہذا یہ سوال محکمہ پی اینڈ ڈی سے متعلقہ نہ ہے۔

(ج) ایضاً۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ فوزیہ ایوب قریشی: جی، میں اس سوال کے جواب سے satisfied ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال مہر خالد محمود سرگانہ صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی مہر خالد محمود سرگانہ صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب احمد خان بھچر صاحب کا ہے۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! سوال نمبر 1785 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

میانوالی: پی پی۔45 میں واٹر سپلائی و سیوریج کے منصوبوں کی منظوری و دیگر تفصیلات

*1785: جناب احمد خان بھچر: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ پی اینڈ ڈی نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران پی پی-45 میانوالی میں واٹر سپلائی اور سیوریج کے کون کون سے منصوبہ جات کی منظوری دی، علیحدہ علیحدہ سال وار تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) ان میں سے کتنے ایسے منصوبہ جات ہیں جو بروقت مکمل نہ ہو سکے۔ یہ منصوبہ جات کب شروع کئے گئے اور ان کی مدت تکمیل کیا تھی؟

(ج) ان منصوبہ جات کو بروقت مکمل نہ کرنے سے تخمینہ لاگت میں مزید کتنا اضافہ ہوا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (ملک احمد کریم قسور لنگڑیال):

(الف) محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات نے مالی سال 10-2009 جامع منصوبہ برائے واٹر سپلائی و سیوریج سکیم میانوالی شہر کی منظوری دی۔

(ب) یہ منصوبہ مالی سال 10-2009 میں شروع ہوا اور اس کی مدت تکمیل تین سال تھی لیکن مکمل فنڈز کی عدم فراہمی کی وجہ سے بروقت مکمل نہ ہو سکا۔

(ج) یہ منصوبہ 350.800 ملین روپے کا منظور ہوا تھا جو موجودہ مالی سال میں پرائس ویریئیشن اور کنسلٹنسی کی وجہ سے 431.646 ملین روپے کا ریوائز ہوا ہے اب اس کی تاریخ تکمیل جون 2015 ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میرا اس سلسلے میں ضمنی سوال یہ ہے جز (ج) میں آپ دیکھ لیں کہ یہ منصوبہ revised ہو کر 431 ملین روپے ہو گیا ہے اور اس کی تاریخ انہوں نے جون 2015 بتائی ہے۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ابھی تو وہاں پر کوئی کام بھی شروع نہیں ہوا، کوئی feasibility report بنی اور نہ ہی کوئی ٹینڈر ہوئے ہیں۔ اب جون کا مہینہ تو تین مہینے کے بعد آ رہا ہے۔ کیا یہ اس بات کی surety دے سکتے ہیں کہ جون تک یہ کام مکمل ہو جائے گا؟ کیونکہ اس میں گورنمنٹ فنڈ کا پہلے ہی اتنا ضیاع ہو چکا ہے کہ 350 ملین روپے کا منصوبہ 431 ملین روپے میں revised ہوا ہے اور اب اگر یہ مزید اس کو revise کریں گے تو اس میں اخراجات اور بڑھ جائیں گے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا اس منصوبے کو جون تک مکمل کرنے کا ارادہ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (ملک احمد کریم قسور لنگڑیال): جناب سپیکر! بالکل۔ ہمارا اس کو مکمل کرنے کا ارادہ ہے، ارادہ کی پختگی اس میں ہے کہ ہم نے پچاس ملین روپے جاری

کر دیئے ہیں اور 35 ملین روپے فنانس ڈیپارٹمنٹ نے ڈسٹرکٹ میں بھی بھیج دیئے ہیں اور وہاں پر کام جلد execute ہونے والا ہے۔ جیسا کہ اس سوال کا جواب ہے انشاء اللہ 2015 تک ہم اس کو ہر صورت میں مکمل کریں گے۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگر اجازت ہے تو میں کچھ عرض کروں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اسی سے related ہے؟

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں نے کچھ عرض کرنی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: سندھو صاحب! ضمنی سوال ہے؟

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ضمنی سوال تو نہیں ہے بلکہ میں محترم پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے ایک پالیسی سٹیٹمنٹ لینا چاہتا ہوں کہ جو منصوبے 12-2011 میں recently مکمل ہوئے ہیں یا 13-2012 میں مکمل ہوئے ہیں، چاہے وہ سیوریج یا واٹر سپلائی کے منصوبے ہیں، مثال کے طور پر میں کہتا ہوں کہ کوٹ مومن جو کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہے وہاں پر 88 ملین روپے سے سیوریج لائن بچھائی گئی ہے لیکن وہ choke ہو گئی ہے، کرپشن کی نذر ہو گئی ہے۔ شہری چیخ رہے ہیں، چلا رہے ہیں---

جناب قائم مقام سپیکر: ان کے متعلقہ کیا بات ہے؟

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ میری بات تو سن لیں، عرض تو سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر کوئی ضمنی سوال ہے تو کر لیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ضمنی سوال ہی ہے، اگر آج یہ دن آ گیا ہے اور ہم بھی ایوان میں ہیں تو آپ کو---

جناب قائم مقام سپیکر: سندھو صاحب! وقفہ سوالات کے بعد اس پر بات کر لیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ میری بات تو سنیں، میری بات تو مکمل ہونے دیں، یہ کیا طریقہ ہے کہ---

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، آپ اس طرح سے Chair کے ساتھ بات نہیں کر سکتے، ان کا مائیک بند کریں، سوال کرنے کا یہ کوئی طریقہ نہیں ہے، ضمنی سوال کے لئے میں نے آپ کو floor دیا ہے، ان کا مائیک بند کریں۔ اگلا سوال جناب احمد خان بھچر صاحب!

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ میری بات تو سنیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، آپ اس طرح Chair کے ساتھ بات نہیں کر سکتے۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں بات کیوں نہیں کر سکتا؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اس طرح سے بات نہیں کر سکتے۔ NO

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! This is no way. آپ اس معزز ایوان کو bulldoze کرنے کے لئے بیٹھے ہیں؟ میں اپنی بات کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ Chair سے اس طرح بات نہیں کر سکتے۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ آپ کا بھی کوئی طریقہ نہیں ہے، آپ کا اس پر ضمنی سوال نہیں بنتا بس ختم ہو گئی بات۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): آپ بات تو کرنے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ آپ اس طرح بات نہیں کر سکتے۔ اگلا سوال جناب احمد خان بھچر! سندھو صاحب! آپ Chair سے اس طرح سے بات نہیں کر سکتے۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): Chair کو بھی تو خیال کرنا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، Chair آپ کا خیال کرتی ہے، پلیز!

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جو ایوان کو bulldoze کرنے کی کوشش کرے گا ہم اس کے خلاف جائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے جو کرنا ہے اس ایوان میں کریں۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ آپ Chair کے ساتھ اس طرح بات کریں۔

CHAUDHARY TAHIR AHMED SINDHU (Advocate): Sir, it is my right to speak but you are going against my right.

یہ کیا طریقہ ہے۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! جز(ب) میں وہی بات جو صدیق خان صاحب نے کہی ہے کہ یہ سوال محکمہ پی اینڈ ڈی سے متعلقہ نہیں ہے۔ میں بھی وہی عرض کروں گا کہ ہمارے پاس 1997 کے Rules of Business کی کاپی موجود ہے جو 2011 میں amend ہوئے ہیں۔اس کی کلاز 39(4) میں واضح لکھا ہوا ہے یہ اسے پڑھ لیں کہ اس rule کے تحت یہ اس محکمے کو سوال refer کرنے کے پابند ہیں۔آٹھ ماہ بعد ہمارے یہ سوالات آئے ہیں اب اگر دوبارہ fresh question کو اس محکمے کی طرف بھیجیں گے تو مزید آٹھ مہینے لگ جائیں گے- میری request ہے کہ rules کی کلاز 4 میں پڑھ لیں اس میں واضح لکھا ہوا ہے کہ جس محکمے کے متعلقہ ہے محکمے کو پتا ہوتا ہے یہ بذریعہ چیف سیکرٹری ادھر بھیجنے کے پابند ہیں۔آپ یہ رولنگ دے دیں کہ ہمارا سوال اس محکمے میں بھیج دیں اور ابھی یہ pending کر دیں تاکہ اگلے اجلاس تک اس کا جواب آ جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بالکل ملک صاحب!اس کو متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کے پاس بھیجیں اور آئندہ اس چیز کا خیال کریں آپ کے لئے یہ وارننگ ہے۔آپ سن رہے ہیں یہ سوال متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کو بھیجیں میں اس سوال کو pending کرتا ہوں اور اس ڈیپارٹمنٹ سے اس کا جواب لیا جائے گا۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ میں 1998 سے اس ایوان میں بیٹھ رہا ہوں اور اس Chair پر بڑے سپیکر صاحبان بیٹھتے رہے ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ ہم سب ممبر ہیں، آپ بھی پہلے ممبر ہیں پھر سپیکر ہیں۔ہمارے ساتھ آپ کا طریق کار تھوڑا سا پیار کا ہونا چاہئے، ہمیں بڑے پیار سے بات سمجھائیں اور میں اپنے معزز ممبر سے بھی کہوں گا کہ اس طرح نہیں ہونا چاہئے۔ میری استدعا ہے کہ آپ اس پر نظر ثانی کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس پر بات ہو گئی، چودھری اشرف علی انصاری صاحب!

چودھری اشرف علی انصاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 2033 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع گوجرانوالہ: آئی ٹی کے دفاتر و دیگر تفصیلات

*2033: چودھری اشرف علی انصاری: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں آئی ٹی کے کتنے دفاتر ہیں۔ ان میں کتنے ملازمین گریڈ ایک تا اوپر کے کام کر رہے ہیں اور وہ کیا ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) یہ دفاتر ضلع کی عوام کو کس کس شعبے میں کون کون سی سہولیات فراہم کر رہے ہیں، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (ملک احمد کریم قسور لنگڑیال):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں باقی اضلاع کی طرح آئی ٹی کا کوئی دفتر موجود نہ ہے۔ گورنمنٹ آف پنجاب نے بحوالہ چٹھی نمبری SOR(G)39-6/2008 مورخہ 20-04-08 کے تحت ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (آئی ٹی) کی پوسٹ ختم کر دی تھی اور اس طرح تمام اضلاع میں EDO(I.T) کے دفاتر ختم کر دیئے گئے گوجرانوالہ میں بھی آئی ٹی کا کوئی دفتر موجود نہ ہے۔ EDO(I.T) کے تمام موجودہ سٹاف کو EDO(F&P) کے ساتھ منسلک کر دیا گیا ہے۔ یہ سٹاف EDO(F&P) کے مختلف دفاتر میں اپنے فرائض منصبی سرانجام دے رہا ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	عہدہ	سکیل
1	سٹینوگرافر	14
2	ڈرائیور	5
3	نائب قاصد	2
4	نائب قاصد	2
5	بل میسنجر	2
6	خاکروب	2
7	چوکیدار	1

(ب) ضلع گوجرانوالہ میں آئی ٹی کا کوئی دفتر نہ ہونے کی وجہ سے آئی ٹی کی سہولیات ذیلی ادارے فراہم کر رہے ہیں۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! جز (الف) میں تھا کہ ضلع گوجرانوالہ میں IT کے کتنے دفاتر ہیں ان میں کتنے ملازمین گریڈ ایک تا اوپر کے کام کر رہے ہیں؟ جواب میں فرمایا گیا ہے کہ ضلع گوجرانوالہ میں باقی اضلاع کی طرح IT کا کوئی دفتر موجود نہ ہے اور اس کو گورنمنٹ آف پنجاب کی چٹھی نمبر so and so کے ذریعے تمام دفاتر ختم کر دیئے گئے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ اگر کوئی بھی سٹوڈنٹ انفارمیشن ٹیکنالوجی کے سلسلے میں کوئی قابل قدر کارنامے سرانجام دیتا ہے تو ہم اس کو قومی ہیرو کا درجہ دیتے ہیں جس کی مثال لاہور میں ارفع کریم ٹاور ہے۔ ہم ایک طرف توان کو ہیرو تصور کرتے ہیں اور دوسری طرف ہیرو پیدا کرنے والے جو ادارے اور دفاتر ہیں انہیں سرے سے ہی ختم کر رہے ہیں۔ یہ دہرا تضاد ہے، یہ دہرا معیار سمجھ سے بالاتر ہے کہ کیا ہم ہیرو پیدا کرنے والی قوم ہیں یا وہ دفاتر ختم کرنے والی جو ہیرو پیدا کرتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب! اس میں آپ کا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ ادارے کیوں ختم کئے گئے ہیں؟

چودھری اشرف علی انصاری: جی۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (ملک احمد کریم قسور لنگڑیال): جناب سپیکر! بنیادی طور پر پچھلا جو District Government Devolution Plan تھا اس میں یہ بنائے گئے تھے لیکن ان پر کام نہیں کیا گیا تھا اور 2008 میں صوبائی حکومت نے انہیں ختم کر دیا تھا اور اس کا سارا سسٹم جیسے معزز ممبر فرما رہے ہیں کہ ارفع کریم ٹاور اور بڑے بڑے سنٹر ہیں انہیں centralize کیا گیا تھا کیونکہ Districts میں اس کا کام نہیں تھا اس لئے وہ آفس ختم کئے گئے تھے اب الحمد للہ وہ کام یہاں اچھے طریقے سے ہو رہا ہے بلکہ اس کے ملازمین میں بھی ہم نے adjust کئے اور وہ EDO(F&P) کے پاس کام کر رہے ہیں۔ یہ گورنمنٹ کی پالیسی ہے اس حوالے سے انہوں نے وہ دفاتر ختم کئے تھے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! یہ فرمارہے ہیں کہ اچھے طریقے سے کام ہو رہا ہے۔ جب وہ ادارہ ہی موجود نہیں ہے جہاں پر کام ہونا ہے پھر ہم کیسے مان لیں کہ کام اچھے طریقے سے ہو رہا ہے۔ جیسے آج یہ ایوان چل رہا ہے تو ہم کہہ رہے ہیں کہ ایوان ہے۔ اگر ایوان ہی نہ ہو تو پھر کارروائی کیسے چلے گی؟ دفتر ہوگا تو احسن طریقے سے کام ہوگا۔ دفتر کے بغیر کس طرح کام ہو سکتا ہے؟ یہ بات میری سمجھ میں تو نہیں آتی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (ملک احمد کریم قسور لنگڑیال): جناب سپیکر! میرے محترم ممبر صاحب خود فرما گئے ہیں کہ ہم کافی کام کر رہے ہیں اور میں نے اس کی مثال بھی دی ہے کہ آئی ٹی سنٹر ارفع کریم ٹاور ہے یہاں پر انفارمیشن ٹیکنالوجی کا ایک اور سنٹر بن رہا ہے، ہر ضلع میں ویب سائٹ ہے چونکہ وہاں اس کا function نہیں تھا وہاں پر ان کا کوئی کام نہیں تھا اس لئے حکومت 2008 میں وہ دفاتر ختم کر کے انہیں ادھر لاہور میں لے آئی اور اس حوالے سے گورنمنٹ بہت زیادہ کام کر رہی ہے۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): Sir, I object: پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو انہوں نے چٹ بھیجی ہے۔ یہ کس rule کے تحت بھیجی ہے؟ کیا یہ نقل لگانے کے لئے ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: انہوں نے اس کا جواب دے دیا ہے۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ اس پر رولنگ دیں کہ کیا یہ چٹ دے سکتے ہیں اور کس rule کے تحت دی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: سندھو صاحب! یہ میری مرضی ہے کہ میں اس پر رولنگ دوں یا نہ دوں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): یہ تو کوئی بات نہیں۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! میں آپ سے بڑی مؤدبانہ گزارش کروں گا کہ ممبر کو ناراض کرنا مقصد نہیں ہے وہ ہمارے بڑے قابل احترام ہیں لیکن یہ چٹ بھیجنا عین rules کے مطابق ہے۔ اگر ان کے پاس کوئی ایسا rule ہے جس میں چٹ بھیجنا نامناسب ہے تو وہ rule quote کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ practice ہے آپ بڑے پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جہاں چٹ کی اجازت ہے وہ rules دکھائیں۔

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے کوئی ضمنی سوال کرنا ہے؟

جناب ذوالفقار غوری: جی، کرنا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کریں۔

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! میں سوال کے جز (الف) کے حوالے سے نشاندہی کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں لکھا ہے کہ ان میں کتنے ملازمین گریڈ ایک یا اوپر کے کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے جواب میں نمبر 6 پر لکھا ہے کہ خاکروب 2۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ لفظ خاکروب نہیں بلکہ سینٹری ورکر ہونا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سینٹری ورکر ہونا چاہئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (ملک احمد کریم قسور لنگڑیال): جی، ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ، اگلا سوال چودھری اشرف علی انصاری صاحب کا ہے۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! سوال نمبر 2034 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گوجرانوالہ: واٹر سپلائی اور سیوریج کی سکیموں کی منظوری و دیگر تفصیلات

*2034: چودھری اشرف علی انصاری: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران پی پی-93 ضلع گوجرانوالہ میں ہاؤسنگ کی واٹر سپلائی اور سیوریج کی کتنی سکیموں کو منظور کیا؟

(ب) یہ سکیمیں کتنی لاگت کی تھیں، ان میں سے کتنی سکیمیں تاحال مکمل نہیں ہوئیں، اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

(ج) ان سکیموں کی تکمیل میں تاخیر کے باعث حکومت کو کتنا مزید مالی بوجھ برداشت کرنا پڑے گا اور یہ کب تک مکمل ہو جائیں گی، تاریخ و سال سے آگاہ کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (ملک احمد کریم قسور لنگڑیال):

(الف) محکمہ پی اینڈ ڈی قواعد و ضوابط کے مطابق ان ترقیاتی منصوبہ جات کی منظوری دیتا ہے جن کی مالیت 200 ملین روپے یا اس سے زیادہ ہو۔ پچھلے پانچ سالوں کے دوران پی پی۔93 ضلع گوجرانوالہ کے لئے ہاؤسنگ کی واٹر سپلائی اور سیوریج کا کوئی منصوبہ محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کو موصول ہوا اور نہ ہی منظور کیا گیا۔

(ب) متعلقہ نہیں ہے۔

(ج) متعلقہ نہیں ہے۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! اس کا بھی وہی سلسلہ ہے اس کے جز (الف) کے جواب میں انہوں نے فرمایا ہے کہ محکمہ پی اینڈ ڈی قواعد و ضوابط کے مطابق ان ترقیاتی منصوبہ جات کی منظوری دیتا ہے جن کی مالیت 200 ملین روپے یا اس سے زیادہ ہو۔ یہ Rules of Business کی کلاز 39(4) میں لکھا ہے کہ اگر کوئی سوال کسی محکمے کے متعلقہ نہ ہو تو پھر وہ اس کو متعلقہ محکمے کے پاس بھیج دیتا ہے۔ اب میری گزارش ہے کہ اگر یہ منصوبہ جات کی cost دو سو ملین روپے سے کم تھی تو یہ کسی نہ کسی ادارے کی تو ذمہ داری تھی۔ وہ کون سا ادارہ ہے جس کی یہ ذمہ داری تھی، انہوں نے میرے اس سوال کو refer کیوں نہ کیا؟

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب! آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے۔ میں نے ان کو وارننگ دے دی ہے اور میں آپ کے اس سوال کو pending کرتا ہوں، یہ متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کو بھیجیں گے اور اس سے اس کا جواب لیا جائے گا۔ اگر آئندہ اس قسم کی غلطی ہوئی تو پھر قابل قبول نہیں ہو گی۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے۔ ڈاکٹر صاحبہ سوال نمبر بولیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! سوال نمبر 2252 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: واٹر سپلائی اور سیوریج کے منصوبہ جات کی منظوری و دیگر تفصیلات

*2252: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ پی اینڈ ڈی نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران پی پی۔144لاہور واٹر سپلائی اور سیوریج کے کون کون سے منصوبہ جات کی منظوری دی، سال وار تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(ب) ان میں سے کتنے منصوبے ایسے ہیں جو بروقت مکمل نہ ہو سکے اور اس سے ان منصوبہ جات کے تخمینہ لاگت میں کتنا اضافہ ہوا،ان منصوبہ جات کو محکمہ کب تک مکمل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی وترقیات (ملک احمد کریم قسور لنگڑیال):

(الف) پچھلے پانچ سالوں کے دوران واسا لاہور میں پی پی۔144لاہور کے لئے محکمہ پی اینڈ ڈی پنجاب کی جانب سے تین جامع منصوبوں کی منظوری کے تحت واٹر سپلائی اور سیوریج کی پانچ عدد سکیمیں عمل میں آئیں جامع منصوبوں کے نام درج ذیل ہیں۔

(1) لاہور شہر کے مختلف علاقوں میں مدت پوری کردہ (Outlived)ٹیوب ویلز استعداد 4کیوسک اور2کیوسک کی تبدیلی(لاگت505.286ملین روپے)

(2) لاہور کے مختلف ٹاؤنز میں سیوریج اور ڈرینج کی متفرق ضروریات(پیکج1068.00ملین روپے)

(3) واسا ایل ڈی اے لاہور کے ٹاؤنز میں نشیبی مقامات میں بارشی پانی کے ٹھہراؤ کے وقت میں کمی لانا(نشیبی مقامات پیکج 1336.135ملین روپے)پانچ عدد سکیموں کی سال وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان میں سے کوئی منصوبہ ایسا نہ ہے جو بروقت مکمل نہ ہو سکا اور اس سے اس کی تخمینہ لاگت میں اضافہ ہوا ہو۔ان تمام منصوبہ جات کو مکمل کیا جا چکا ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میں اس سوال کے جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین کا ہے۔۔۔وہ موجود نہیں ہیں اس لئے اس سوال کوdispose ofکیا جاتا ہے۔تمام سوالات مکمل ہو گئے ہیں۔میں نے جو دو سوالات pendingکئے ہیں ان کا جواب منگوائیں اور ایوان میں پیش کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی وترقیات (ملک احمد کریم قسور لنگڑیال): جی،انشاءاللہ۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

بہاولپور: چولستان میں تعلیم کے فروغ کے لئے شروع کئے جانے والے منصوبہ کی تفصیلات

*132: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میاں محمد شہباز شریف نے فروری 2010 میں چولستان میں فروغ تعلیم کے لئے پانچ سالہ منصوبہ پڑھا لکھا چولستان کا آغاز کیا اس کے لئے 57.905 ملین روپے مختص کئے اور اس طرح 75 کمیونٹی سکولز کا آغاز چولستان میں ہو گیا؟

(ب) اس وقت ان سکولوں میں کتنے اساتذہ خدمت سرانجام دے رہے ہیں، اساتذہ کے کتنے cadres بنائے گئے ہیں اور ان cadres کے تحت ایک استاد کی کتنی تنخواہ ہے؟

(ج) کتنے طلباء ان سکولوں میں زیر تعلیم ہیں اور اس وقت کل کتنے سکول کام کر رہے ہیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ مارچ 2014 میں یہ منصوبہ ختم کیا جا رہا ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ہاں! یہ درست ہے کہ میاں محمد شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب نے فروری 2010 میں فروغ تعلیم کے لئے پانچ سالہ منصوبہ پڑھا لکھا چولستان کا آغاز کیا اس کے لئے 57.905 ملین روپے مختص کئے اور چولستان ترقیاتی ادارہ، بہاولپور نے پڑھا لکھا چولستان پراجیکٹ کا آغاز چیف منسٹر پنجاب مراسلہ نمبری DS(CD)CMS/08/OT-55/A-17902 مورخہ 20-12-2008 کی تعمیل میں ڈویلپمنٹ ورکنگ پارٹی (DDWP) ڈویژنل بہاولپور میٹنگ مورخہ 01-04-2009 منظوری سے کیا اور پراجیکٹ کے تحت 75 چولستان کمیونٹی سکولز کا آغاز چولستان میں ہو گیا۔

(ب) اس وقت ان سکولوں (چولستان کمیونٹی سکولز میں منظور شدہ 150 اساتذہ میں سے کل 113 اساتذہ خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ فنانس ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب نے لیٹر نمبر U.O.No.FD.SO(P&D)3-5/2004 مورخہ 25-05-2010 اساتذہ کے دو مجوزہ

cadres کی منظوری دی۔ جن میں cadres No.1 سکول ٹیچرز کی تنخواہ مبلغ پانچ ہزار ماہوار اور Cadres No.2 جونیئر ٹیچر کی تنخواہ مبلغ دوہزار پانچ سوماہوار ہے۔

چولستان ترقیاتی ادارہ، بہاولپور نے 2009 میں پڑھا لکھا چولستان پراجیکٹ شروع کیا جس کے تحت چولستان کے تینوں اضلاع بہاولپور، بہاولنگر اور رحیم یار خان میں 75 چولستان کمیونٹی سکول بنائے گئے ہر سکول میں دو خواتین اساتذہ کو بھرتی کیا گیا۔ چونکہ یہ سکول غیر رسمی تعلیم کے تھے اس لئے ان اساتذہ کی تنخواہ نہیں بلکہ اعزازیہ رکھا گیا تھا جو کہ منظور شدہ PC-I کے مطابق سکول ٹیچر۔/5000 روپے اور جونیئر ٹیچر۔/2500 روپے ماہانہ تھا۔ PC-I کے مطابق یہ پراجیکٹ 31۔مارچ 2014 کو اختتام پذیر ہو رہا ہے۔

(ج) ان سکولوں (چولستان کمیونٹی سکولز) میں کل 4565 طلباء و طالبات زیر تعلیم ہیں (طلباء 2112 اور طالبات 2453 ہیں) اور پڑھا لکھا چولستان پراجیکٹ کے تحت قائم کئے جانے والے 75 کمیونٹی سکولز میں سے اس وقت 67 سکولز کام کر رہے ہیں۔ آٹھ سکولز بند ہو گئے ہیں۔

(د) ڈویژنل ڈویلپمنٹ ورکنگ پارٹی (DDWP) بہاولپور کی میٹنگ مورخہ یکم اپریل 2009 میں منظور کردہ چولستان ترقیاتی ادارہ، بہاولپور کے پڑھا لکھا چولستان پراجیکٹ کی مدت یکم اپریل 2009 تا 31۔مارچ 2014 ہے لہذا 31۔مارچ 2014 میں مدت کی تکمیل پر یہ منصوبہ ختم کیا جا رہا ہے جبکہ چولستانی لٹریٹ 75 سکولز پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن (PEF) کے حوالے کرنے کی تجویز کی گئی ہے۔

صوبہ میں منصوبہ جات کے لئے مختص کئے گئے فنڈز واستعمال کی تفصیلات

*664: پیر کاشف علی چشتی: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ میں محکمہ پی اینڈ ڈی نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران مختلف سکیموں اور منصوبہ جات کے لئے کتنے فنڈز کی منظوری دی، ان میں سے کتنے فنڈز کو استعمال میں لایا گیا، سال وار تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ب) ان سکیموں اور منصوبہ جات میں سے کتنی سکیمیں اور منصوبہ جات مکمل کئے گئے اور کتنے ابھی تک زیر التواء ہیں، زیر التواء منصوبہ جات و سکیموں کو کس بناء پر التواء میں رکھا گیا، ان کی سال وار مکمل تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) کتنی ابھی تک نامکمل ہیں ان کو کب تک مکمل کر دیا جائے گا؟

(د) کیا محکمہ پی اینڈ ڈی جن منصوبہ جات و سکیموں کی منظوری دیتا ہے کیا محکمہ ان سکیموں کو مکمل کروانے کے لئے خصوصی چیک و انسپکشن کرتا ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کی طرف سے گزشتہ پانچ سالوں کے دوران مختلف منصوبہ جات کے لئے مختص کئے گئے اور خرچ شدہ فنڈز کی تفصیل منسلکہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) گزشتہ پانچ سال کے دوران مکمل کئے گئے ترقیاتی منصوبوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

مالی سال	تکمیل شدہ منصوبہ جات کی تعداد
2008-09	120
2009-10	83
2010-11	118
2011-12	799
2012-13	896

(ج) مالی سال 14-2013 کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل تمام سکیمیں تکمیل کے مختلف مراحل میں ہیں یہ تمام جاری منصوبہ جات مختلف مالی سالوں میں مکمل ہوں گے۔

(د) سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل سکیموں کی مانیٹرنگ ہر متعلقہ محکمہ کرتا ہے۔ تاہم محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات میں اس مقصد کے لئے ایک جامع اور مربوط پروگرام تشکیل دیا گیا ہے جس کے تحت ہر سکیم کی ماہوار رپورٹ لی جاتی ہے اور اس کو ماہرین کی نگرانی میں جانچا جاتا ہے صوبائی سطح پر چیئرمین محکمہ پی اینڈ ڈی اور محکمہ ہذا کے دوسرے سینئر افسران ماہانہ اجلاسوں میں ہر سکیم پر ترقیاتی کاموں کا جائزہ لیتے ہیں جبکہ ڈویژن کی سطح پر کمشنر حضرات ان ترقیاتی سکیموں کی جانچ پڑتال کرتے ہیں اور ان پر عملدرآمد کی رفتار کو بہتر بنانے کے لئے متعلقہ محکمہ کے افسران کو ہدایات جاری کی جاتی ہیں۔

ملتان: پی پی-194 میں لوکل گورنمنٹ کے منصوبوں کی منظوری کی تفصیلات

*675: جناب ظہیر الدین خان علیزئی: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ پی اینڈ ڈی نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران پی پی۔194 ملتان میں لوکل گورنمنٹ کی کتنی، کون کون سی سکیموں کی منظوری دی، علیحدہ علیحدہ تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) ان میں کتنی سکیمیں بروقت مکمل نہ ہو سکیں، اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

(ج) ان سکیموں کو بروقت مکمل نہ کرنے والے افسران کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں لائی گئی، اگر نہیں تو کیوں، اگر کی گئی تو ان کے نام، عہدہ، گریڈ و موجودہ تعیناتی سے آگاہ کریں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ ان سکیموں کی تکمیل میں تاخیر کے باعث حکومت کو کروڑوں اربوں روپے کا مزید مالی بوجھ برداشت کرنا پڑا؟

(ہ) کیا محکمہ آئندہ کے لئے کوئی ایسے اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتا ہے کہ کوئی منصوبہ تاخیر کا شکار نہ ہوا اور اگر ہو تو تاخیر کرنے والے ذمہ داران افسران کے خلاف سخت سے سخت کارروائی کی جائے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) قواعد وضوابط کے تحت صرف وہ سکیمیں جن کی لاگت 200 ملین روپے یا اس سے زیادہ ہوتی ہے منظوری کے لئے محکمہ پی اینڈ ڈی میں پیش کی جاتی ہیں اور اس سے کم لاگت کی سکیمیں مقامی یا محکمے کی سطح پر منظور کی جاتی ہیں۔ مذکورہ عرصے کے دوران محکمہ پی اینڈ ڈی کو پی پی۔194 ملتان لوکل گورنمنٹ کی کوئی بھی سکیم جس کی لاگت 200 ملین روپے یا اس سے زائد ہو منظوری کے لئے پیش نہیں کی گئی۔

(ب) چونکہ محکمہ پی اینڈ ڈی کو پچھلے پانچ سالوں میں پی پی۔194 ملتان لوکل گورنمنٹ کے کسی بھی سکیم کو منظوری کے لئے پیش نہیں کیا گیا لہٰذا یہ سوال محکمہ پی اینڈ ڈی سے متعلقہ نہیں ہے۔

(ج) ایضاً

(د) ایضاً

(ہ) ایضاً

ملتان: پی پی۔194 میں صحت کے منصوبوں کی منظوری کی تفصیلات

*676: جناب ظہیر الدین خان علیزئی: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ پی اینڈ ڈی نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران پی پی-194 ملتان میں صحت کے لئے کتنے کون کون سے منصوبہ جات کی منظوری دی گئی؟

(ب) یہ کب شروع کئے گئے ان کی مدت تکمیل کیا تھی، ان میں سے کتنے منصوبے ایسے جو تاحال مکمل نہ ہوئے ہیں، مکمل نہ ہونے کی وجوہات بیان کریں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ان منصوبہ جات میں تاخیر کے باعث حکومت کو کروڑوں روپے کا مزید مالی بوجھ برداشت کرنا پڑے گا؟

(د) کیا محکمہ کوئی ایسے اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتا ہے کہ شروع کئے گئے منصوبہ جات کو بروقت مکمل کر لیا جائے تاکہ کروڑوں / اربوں روپے کو ضائع ہونے سے بچایا جا سکے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ پی اینڈ ڈی قواعد وضوابط کے مطابق ان ترقیاتی منصوبہ جات کی منظوری دیتا ہے جن کی مالیت 200 ملین روپے یا اس سے زیادہ ہے۔ پچھلے پانچ سالوں میں پی پی-194 سے کوئی ترقیاتی منصوبہ محکمہ پی اینڈ ڈی نے منظور نہیں کیا۔

(ب) جواب (الف) کی روشنی میں یہ سوال متعلقہ نہیں ہے۔

(ج) نہیں۔

(د) نہیں۔

قصور: پی پی-180 میں لوکل گورنمنٹ اور آبپاشی کے منصوبہ جات کی منظوری کی تفصیلات

*679: سردار وقاص حسن مؤکل: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ پی اینڈ ڈی نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران پی پی-180 قصور میں لوکل گورنمنٹ اور آبپاشی کے کون کون سے منصوبہ جات کی منظوری دی، علیحدہ علیحدہ سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) ان میں سے کتنے ایسے منصوبہ جات ہیں جو افسران بالا کی غفلت اور لاپرواہی کے باعث بروقت مکمل نہ ہو سکے، یہ منصوبے کب شروع کئے گئے اور ان کی مدت تکمیل کیا تھی، آگاہ کریں؟

(ج) ان منصوبہ جات کو بروقت مکمل نہ کرنے والے افسران کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں لائی گئی، اگر نہیں تو کیوں؟

(د) کیا محکمہ آئندہ کے لئے کوئی ایسے اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتا ہے کہ کوئی منصوبہ تاخیر کا شکار نہ ہو اور اگر ہو تو تاخیر کرنے والے ذمہ دار افسران کے خلاف سخت سے سخت کارروائی کی جائے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) شعبہ لوکل گورنمنٹ: قواعد و ضوابط کے تحت صرف وہ منصوبے جن کی لاگت 200 ملین روپے یا اس سے زیادہ ہوتی ہے، منظوری کے لئے محکمہ پی اینڈ ڈی میں پیش کئے جاتے ہیں اور اس سے کم لاگت کے منصوبے مقامی یا محکمے کی سطح پر منظور کئے جاتے ہیں۔ مذکورہ عرصے کے دوران محکمہ پی اینڈ ڈی کو پی پی۔180 قصور لوکل گورنمنٹ کا کوئی بھی منصوبہ جس کی لاگت 200 ملین روپے یا اس سے زائد ہو منظوری کے لئے پیش نہ کیا گیا۔

شعبہ آبپاشی: محکمہ پی اینڈ ڈی نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران پی پی۔180 قصور میں آبپاشی کے کسی بھی منصوبہ کی منظوری نہیں دی۔ محکمہ پی اینڈ ڈی کو منظوری کے لئے وہ منصوبہ جات آتے ہیں جن کی مالیت 200 ملین روپے سے زیادہ ہوتی ہے۔ ان پانچ سالوں کے دوران محکمہ پی اینڈ ڈی میں ایسا کوئی منصوبہ نہیں آیا۔

(ب) شعبہ لوکل گورنمنٹ: چونکہ محکمہ پی اینڈ ڈی کو پچھلے پانچ سالوں میں پی پی۔180 قصور لوکل گورنمنٹ کے کسی بھی منصوبے کو منظوری کے لئے نہیں پیش کیا گیا لہذا یہ سوال محکمہ پی اینڈ ڈی سے متعلقہ نہ ہے۔

شعبہ آبپاشی: کوئی نہیں۔ چونکہ کوئی ایسا منصوبہ روبہ عمل نہیں اس لئے سوال کا اطلاق نہ ہے۔

(ج) شعبہ لوکل گورنمنٹ: چونکہ محکمہ پی اینڈ ڈی کو پچھلے پانچ سالوں میں پی پی۔180 قصور لوکل گورنمنٹ کے کسی بھی منصوبے کو منظوری کے لئے نہیں پیش کیا گیا لہذا یہ سوال محکمہ پی اینڈ ڈی سے متعلقہ نہ ہے۔

شعبہ آبپاشی: کوئی نہیں۔ سوال کا اطلاق نہ ہے۔

(د) شعبہ لوکل گورنمنٹ: چونکہ محکمہ پی اینڈ ڈی کو پچھلے پانچ سالوں میں پی پی۔180 قصور لوکل گورنمنٹ کے کسی بھی منصوبے کو منظوری کے لئے نہیں پیش کیا گیا لہذا یہ سوال محکمہ پی اینڈ ڈی سے متعلقہ نہ ہے۔

شعبہ آبپاشی: اوپر بیان کئے گئے تناظر میں اس سوال کا اطلاق نہ ہے۔

قصور: پی پی180 میں ہاؤسنگ اور لائیوسٹاک کی سکیموں کی منظوری کی تفصیلات

*680: سردار وقاص حسن مؤکل: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ پی اینڈ ڈی نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران پی پی۔180 قصور میں ہاؤسنگ و پبلک ہیلتھ، لائیوسٹاک کی کون کون سی کتنی سکیموں کی منظوری دی، علیحدہ علیحدہ سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) ان میں سے کتنے ایسے منصوبہ جات ہیں جو تاحال مکمل نہ ہو سکے، یہ کب شروع کئے گئے اور ان کی مدت تکمیل کیا تھی، آگاہ کریں؟

(ج) ان منصوبہ جات کو بروقت مکمل نہ کرنے والے افسران کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں لائی گئی، اگر ہاں تو ان افسران کے نام، عہدہ، گریڈ و موجودہ تعیناتی سے آگاہ کریں، اور اگر کارروائی نہیں کی گئی تو کیوں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) شعبہ ہاؤسنگ و پبلک ہیلتھ: محکمہ پی اینڈ ڈی قواعد و ضوابط کے مطابق ان ترقیاتی منصوبہ جات کی منظوری دیتا ہے جن کی مالیت 200 ملین روپے یا اس سے زیادہ ہو۔ محکمہ پی اینڈ ڈی نے پچھلے پانچ سالوں میں پی پی۔231 ضلع قصور میں پبلک ہیلتھ کے کسی منصوبے کی منظوری نہیں دی۔ اس سے کم مالیت کے منصوبوں کی تفصیل متعلقہ محکمہ کے پاس ہوتی ہے۔

شعبہ لائیوسٹاک: محکمہ پی اینڈ ڈی کی طرف سے پچھلے پانچ سالوں کے دوران پی پی۔180 قصور میں ایک ہی پراجیکٹ سپورٹس سروسز فار لائیوسٹاک فارمرز فیز تھری کی منظوری دی، جس کی مالیت 964 ملین روپے تھی منصوبہ سال 07-2006 سے شروع ہوا اور

سال2010-11 میں مکمل ہوا جس کے تحت متذکرہ حلقہ میں12 ویٹرنری ڈسپنسریز تعمیر کرنے کا منصوبہ بنایا گیا جن کے نام درج ذیل ہیں۔

سال2008-09: ویٹرنری ڈسپنسری الہ آباد، گہلن ہتھاڑ، لنڈے، بھاگیوال، بنگی کلیاں، آکیکے، رسول پور، جمشیر کلاں، کوٹھا اور گندی روپ سنگھ۔

سال2010-11: ویٹرنری ڈسپنسری کل مؤکل اور ججل۔

(ب) شعبہ ہاؤسنگ وپبلک ہیلتھ: چونکہ پی اینڈ ڈی نے کسی منصوبے کی منظوری نہیں دی، لہذا یہ سوال محکمہ پی اینڈ ڈی سے متعلقہ نہ ہے۔

شعبہ لائیوسٹاک: تمام منصوبہ جات اپنی مقررہ مدت کے دورانیہ میں مکمل کر لئے گئے اور کسی قسم کی تاخیر نہ ہوئی۔

(ج) شعبہ ہاؤسنگ وپبلک ہیلتھ: چونکہ محکمہ پی اینڈ ڈی نے کسی منصوبے کی منظوری نہیں دی لہذا یہ سوال محکمہ پی اینڈ ڈی سے متعلقہ نہ ہے۔

شعبہ لائیوسٹاک: کیونکہ کوئی بھی منصوبہ نامکمل یا تاخیر کا شکار نہیں ہوا اس لئے کسی آفیسر کے خلاف انضباطی کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی۔

قصور: پی پی-181 میں صحت کے منصوبوں کی منظوری کی تفصیلات

*682: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر منصوبہ بندی وترقیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ پی اینڈ ڈی نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران پی پی-181 ضلع قصور میں صحت کے لئے کتنے کون کون سے منصوبہ جات کی منظوری دی، علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) ان میں سے کتنے ایسے منصوبہ جات ہیں جو تاحال مکمل نہ ہوئے، مکمل نہ ہونے کی وجوہات اور حکومت نے اس کی تاخیر کے ذمہ داران کے خلاف کیا کارروائی کی، آگاہ کریں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ان منصوبہ جات کی تاخیر کے باعث حکومت کو کروڑوں واربوں روپے کا مزید مالی بوجھ برداشت کرنا پڑا؟

(د) یہ منصوبہ جات کب تک مکمل ہو جائیں گے، تاریخ وسال سے آگاہ کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ پی اینڈ ڈی قواعد و ضوابط کے مطابق ان ترقیاتی منصوبہ جات کی منظوری دیتا ہے جن کی مالیت 200 ملین روپے یا اس سے زیادہ ہے۔ پچھلے پانچ سالوں میں پی پی۔181 سے کوئی ترقیاتی منصوبہ پی اینڈ ڈی نے منظور نہیں کیا۔

(ب) جواب (الف) کی روشنی میں یہ سوال متعلقہ نہیں ہے۔

(ج) ۔ایضاً۔

(د) ۔ایضاً۔

قصور: پی پی۔181 میں تعلیم کے منصوبوں کی منظوری و دیگر تفصیلات

*683: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ پی اینڈ ڈی نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران پی پی۔181 ضلع قصور میں تعلیم کے لئے کتنے کون کون سے منصوبہ جات کی منظوری دی، علیحدہ علیحدہ تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) ان میں سے کتنے ایسے منصوبے ہیں جو ابھی تک مکمل نہ ہوئے ہیں، یہ منصوبے کب شروع کئے گئے اور ان کی مدت تکمیل کیا تھی، آگاہ کریں؟

(ج) ان منصوبہ جات کی بروقت تکمیل کے لئے محکمہ کیا کیا اقدامات اٹھاتا ہے، ان کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(د) ان منصوبہ جات میں تاخیر کے ذمہ داران کے خلاف کارروائی کی گئی، اگر ہاں تو کن کن کے خلاف ان کے نام، عہدہ، گریڈ سے آگاہ کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ پی اینڈ ڈی قواعد و ضوابط کے مطابق ان ترقیاتی منصوبہ جات کی منظوری دیتا ہے جن کی مالیت 200 ملین روپے یا اس سے زیادہ ہو۔ محکمہ نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران ضلع قصور پی پی۔181 میں تعلیم کے کسی منصوبہ کی منظوری نہیں دی اس سے کم مالیت کے منصوبوں کی تفصیل متعلقہ محکمہ کے پاس ہوتی ہے۔

(ب) چونکہ محکمہ پی اینڈ ڈی نے کسی منصوبہ کی منظوری نہیں دی لہذا یہ سوال محکمہ پی اینڈ ڈی سے متعلقہ نہ ہے۔

(ج) ۔ایضاً۔

(د) ۔ایضاً۔

ملتان: پی پی-195 میں ہاؤسنگ سکیموں کی منظوری و دیگر تفصیلات

*686: جناب جاوید اختر: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ پی اینڈ ڈی نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران پی پی-195 ملتان میں ہاؤسنگ کی کون کون سی سکیموں کی منظوری دی، علیحدہ علیحدہ تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) یہ سکیمیں کتنی لاگت کی تھیں، ان میں سے کتنی سکیمیں تاحال مکمل نہ ہوئیں ہیں، اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

(ج) ان سکیموں کی تکمیل میں تاخیر کے باعث حکومت کو کتنا مزید مالی بوجھ برداشت کرنا پڑے گا اور یہ کب تک مکمل ہو جائیں گے، تاریخ و سال سے آگاہ کریں؟

(د) کیا ان سکیموں کی تکمیل میں تاخیر کی وجہ بننے والے افسران کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات میں پچھلے پانچ سالوں کے دوران پی پی-195 ملتان کا کوئی منصوبہ برائے منظوری نہ بھیجا گیا ہے لہذا تاخیر کا کوئی جواز نہ ہے۔

(ب) متعلقہ نہ ہے۔

(ج) متعلقہ نہ ہے۔

(د) متعلقہ نہ ہے۔

ملتان: پی پی-195 میں لوکل گورنمنٹ کے منصوبوں کی منظوری و دیگر تفصیلات

*687: جناب جاوید اختر: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ پی اینڈ ڈی نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران پی پی-195 ملتان میں لوکل گورنمنٹ کی کتنی سکیموں کی منظوری دی، علیحدہ علیحدہ تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) یہ سکیمیں کب شروع کی گئیں اور ان کا تخمینہ لاگت کیا تھا، یہ کب مکمل ہونا تھیں؟

(ج) ان میں کتنی سکیمیں تاحال نامکمل ہیں، ان سکیموں میں تاخیر کا باعث بننے والے افسران کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی اگر ہاں تو ان کے نام، عہدہ، گریڈ و موجودہ تعیناتی سے آگاہ کریں اور اگر نہیں تو کیوں؟

(د) یہ سکیمیں کب تک مکمل ہو جائیں گی، تاریخ وسال سے آگاہ کریں؟

(ہ) کیا محکمہ آئندہ کے لئے کوئی ایسے اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتا ہے کہ کوئی منصوبہ تاخیر کا شکار نہ ہو؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) قواعد وضوابط کے تحت صرف وہ سکیمیں جن کی لاگت 200 ملین روپے یا اس سے زیادہ ہوتی ہے منظوری کے لئے محکمہ پی اینڈ ڈی میں پیش کی جاتی ہیں اور اس سے کم لاگت کی سکیمیں مقامی یا محکمے کی سطح پر منظور کی جاتی ہیں۔ مذکورہ عرصے کے دوران محکمہ پی اینڈ ڈی کو پی پی-195 ملتان لوکل گورنمنٹ کی کوئی بھی سکیم جس کی لاگت 200 ملین روپے یا اس سے زائد ہو منظوری کے لئے پیش نہیں کی گئی تھی۔

(ب) چونکہ محکمہ پی اینڈ ڈی کو پچھلے پانچ سالوں میں پی پی-195 ملتان لوکل گورنمنٹ کی کسی بھی سکیم کو منظوری کے لئے پیش نہیں کیا گیا لہٰذا یہ سوال پی اینڈ ڈی سے متعلقہ نہیں ہے۔

(ج) ایضاً

(د) ایضاً

(ہ) ایضاً

راولپنڈی: پی پی-8 میں صحت و تعلیم کے منصوبوں کی منظوری و دیگر تفصیلات

*725: ملک تیمور مسعود: کیا وزیر منصوبہ بندی وترقیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ پی اینڈ ڈی نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران پی پی-8 راولپنڈی میں صحت اور تعلیم کے کون کون سے منصوبہ جات کی منظوری دی، علیحدہ علیحدہ سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) ان میں سے کتنے ایسے منصوبہ جات ہیں جو افسران کی لاپروائی کی وجہ سے بروقت مکمل نہ ہو سکے، یہ منصوبہ جات کب شروع کئے گئے اور ان کی مدت تکمیل کیا تھی، آگاہ کریں؟

(ج) ان منصوبہ جات کو بروقت مکمل نہ کرنے والے افسران کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی، اگر ہاں تو ان افسران کے نام، عہدہ، گریڈ و موجودہ تعیناتی سے آگاہ کریں اور اگر کارروائی نہیں کی گئی تو کیوں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) شعبہ صحت: پی پی۔8 میں پچھلے پانچ سالوں میں صحت سے متعلقہ کوئی بھی منصوبہ پیش نہیں کیا گیا۔

شعبہ تعلیم: محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات قواعد و ضوابط کے مطابق ان ترقیاتی منصوبہ جات کی منظوری دیتا ہے جن کی مالیت 200 ملین روپے یا اس سے زیادہ ہو۔ محکمہ نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران ضلع راولپنڈی پی پی۔8 میں کسی سکول اور ہائر ایجوکیشن منصوبہ کی منظوری نہیں دی اس سے کم مالیت کے منصوبوں کی تفصیل متعلقہ محکمہ کے پاس ہوتی ہے۔

(ب) شعبہ صحت: الف کی روشنی میں متعلقہ نہیں ہے۔

شعبہ تعلیم: چونکہ محکمہ پی اینڈ ڈی نے کسی منصوبے کی منظوری نہیں دی لہذا یہ سوال محکمہ پی اینڈ ڈی سے متعلقہ نہ ہے۔

(ج) شعبہ صحت: ایضًا

شعبہ تعلیم: ایضًا

راولپنڈی: پی پی۔8 میں لوکل گورنمنٹ کے منصوبوں کی منظوری کی تفصیلات

*726: ملک تیمور مسعود: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ پی اینڈ ڈی نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران پی پی۔8 راولپنڈی میں لوکل گورنمنٹ کے کون کون سے منصوبہ جات کی منظوری دی، علیحدہ علیحدہ سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) ان میں سے کتنے ایسے منصوبے ہیں جو بروقت مکمل نہ ہو سکے، اس کی وجوہات کیا ہیں، یہ منصوبے کب شروع کئے گئے اور ان کی مدت تکمیل کیا تھی؟

(ج) ان منصوبہ جات کو بروقت مکمل نہ کرنے والے افسران کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں لائی گئی، اگر نہیں تو کیوں؟

(د) کیا محکمہ آئندہ کے لئے کوئی ایسے اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتا ہے کہ کوئی منصوبہ تاخیر کا شکار نہ ہو اور اگر ہو تو تاخیر کرنے والے ذمہ داران کے خلاف سخت سے سخت کارروائی کی جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) قواعد و ضوابط کے تحت صرف وہ منصوبے جس کی لاگت 200 ملین روپے یا اس سے زیادہ ہوتی ہے منظوری کے لئے محکمہ پی اینڈ ڈی میں پیش کئے جاتے ہیں اور اس سے کم لاگت کے منصوبے مقامی یا محکمے کی سطح پر منظور کئے جاتے ہیں۔ مذکورہ عرصے کے دوران محکمہ پی اینڈ ڈی کو پی پی۔8 راولپنڈی لوکل گورنمنٹ کا کوئی بھی منصوبہ جس کی لاگت 200 ملین روپے یا اس سے زائد ہو منظوری کے لئے پیش نہ کیا گیا تھا۔

(ب) چونکہ محکمہ پی اینڈ ڈی کو پچھلے پانچ سالوں میں پی پی۔8 راولپنڈی لوکل گورنمنٹ کے کسی بھی منصوبے کو منظوری کے لئے پیش نہیں کیا گیا لہٰذا یہ سوال پی اینڈ ڈی سے متعلقہ نہیں ہے۔

(ج) ایضاً

(د) ایضاً

پاکپتن: پی پی 231 میں تعلیم کے منصوبوں کی منظوری و دیگر تفصیلات

*728: پیر کاشف علی چشتی: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ پی اینڈ ڈی نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران پی پی۔231 پاکپتن میں سکولز ایجوکیشن کے لئے کون کون سے منصوبہ جات کی منظوری دی، ان کی علیحدہ علیحدہ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ب) ان میں کتنے منصوبے ہیں جو ابھی تک مکمل نہیں ہوئے ہیں، یہ منصوبے کب شروع کئے گئے تھے اور ان کی مدت تکمیل کیا تھی، آگاہ کریں؟

(ج) مذکورہ منصوبہ جات کو جلد از جلد یا بروقت تکمیل کے لئے محکمہ کیا کیا اقدامات اٹھاتا ہے، ان کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(د) ان میں سے جو منصوبہ جات بروقت مکمل نہ ہو سکے، اس کی وجوہات اور اس تاخیر کے ذمہ داران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ پی اینڈ ڈی قواعد و ضوابط کے مطابق ان ترقیاتی منصوبہ جات کی منظوری دیتا ہے جن کی مالیت 200 ملین روپے یا اس سے زیادہ ہو۔ محکمہ نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران ضلع پاکپتن پی پی۔231 میں تعلیم کے کسی منصوبہ کی منظوری نہیں دی اس سے کم مالیت کے منصوبوں کی تفصیل متعلقہ محکمہ کے پاس ہوتی ہے۔

(ب) چونکہ محکمہ پی اینڈ ڈی نے کسی منصوبہ کی منظوری نہیں دی لہذا یہ سوال محکمہ پی اینڈ ڈی سے متعلقہ نہ ہے۔

(ج) ایضاً۔

(د) ایضاً۔

بہاولپور: چولستان میں واٹر سپلائی کی پائپ لائنوں کو درست کر کے چالو کرنے کا معاملہ

*781: ڈاکٹر محمد افضل: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 2004 سے سال 2006 تک حکومت نے بہاولپور چولستان میں واٹر سپلائی کی اڑھائی سو کلومیٹر پائپ لائنیں بچھائیں، جو کہ سال 2009 تک چالو حالت میں ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ بالا واٹر سپلائی کی پائپ لائنیں سال 2009 سے بند پڑی ہیں اور علاقے کے لوگوں کو پینے کا پانی تک میسر نہیں؟

(ج) کیا حکومت عوام الناس کی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے مندرجہ بالا واٹر سپلائی لائنوں کو درست / مرمت کر کے دوبارہ چالو کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) چولستان ترقیاتی ادارہ بہاولپور نے 04-2003 میں چار عدد واٹر سپلائی سکیمیں بچھائی تھیں 2004 سے لے کر اب تک یہ واٹر سپلائی سکیمیں کام کر رہی ہیں ان کی لمبائی 262 کلومیٹر ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ 2009 سے سکیمیں بند پڑی ہیں یہ سکیمیں کام کر رہی ہیں اور لوگوں کو پینے کا پانی سپلائی کر رہی ہیں عرصہ دس سال چلنے کے بعد ان کی efficiency کم ہو چکی ہے۔

(ج) چولستان ترقیاتی ادارہ بہاولپور ان واٹر سپلائی سکیموں کی بحالی / مرمت کے لئے کوشش کر رہا ہے حکومت پنجاب نے ان سکیموں کی بحالی / مرمت کے لئے 9.75 ملین روپے مختص کئے ہیں مرمت کے بعد اس سال کے آخر تک ان پائپ لائنوں کی کارکردگی مزید بہتر ہو جائے گی۔

جھنگ: سکولز اور ہائر ایجوکیشن کے منصوبہ جات کی تفصیلات

*1773: مہر خالد محمود سرگانہ: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ پی اینڈ ڈی نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران پی پی۔79 جھنگ میں سکولز اور ہائر ایجوکیشن کے لئے کون کون سے منصوبہ جات کی منظوری دی ان کی علیحدہ علیحدہ سال وار تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ب) ان میں سے کتنے منصوبے ہیں جو ابھی تک مکمل نہیں ہوئے۔ یہ منصوبے کب شروع کئے گئے تھے اور ان کی مدت تکمیل کیا تھی، آگاہ کریں؟

(ج) ان میں سے جو منصوبہ جات بروقت مکمل نہ ہو سکے اس کی وجوہات اور ان منصوبہ جات کے بروقت مکمل نہ ہونے کے باعث تخمینہ لاگت میں کتنا اضافہ ہوا؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ پی اینڈ ڈی قواعد و ضوابط کے مطابق ان ترقیاتی منصوبہ جات کی منظوری دیتا ہے جن کی مالیت 200 ملین روپے یا اس سے زیادہ ہو۔ محکمہ نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران ضلع جھنگ پی پی۔79 میں محکمہ سکولز اور ہائر ایجوکیشن کے منصوبے کی منظوری نہیں دی اس سے کم مالیت کے منصوبوں کی تفصیل متعلقہ محکمہ کے پاس ہوتی ہے۔

(ب) چونکہ محکمہ پی اینڈ ڈی نے کسی منصوبہ کی منظوری نہیں دی لہذا یہ سوال محکمہ پی اینڈ ڈی سے متعلقہ نہ ہے۔

(ج) ایضاً۔

ضلع جھنگ: صحت کے منصوبہ جات کی منظوری و دیگر تفصیلات

*1774: مہر خالد محمود سرگانہ: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ پی اینڈ ڈی نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران پی پی-79 ضلع جھنگ میں صحت کے لئے کون کون سے منصوبہ جات کی منظوری دی، علیحدہ علیحدہ تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) ان میں کتنے ایسے منصوبہ جات ہیں جو ابھی تک مکمل نہیں ہوئے۔ مکمل نہ ہونے کی وجہ سے اور اس کی تاخیر کے ذمہ داران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی؟

(ج) محکمہ ان منصوبہ جات کی بروقت تکمیل کے لئے کیا کیا اقدامات اٹھاتا ہے؟

(د) ان منصوبہ جات کی تکمیل میں تاخیر کے باعث اس کے تخمینہ لاگت میں کتنا اضافہ ہوا، اس کی منصوبہ وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پی پی-79 ضلع جھنگ میں پچھلے پانچ سالوں میں صحت سے متعلقہ کوئی بھی منصوبہ پیش نہیں کیا گیا۔

(ب) جواب (الف) کی روشنی میں متعلقہ نہیں ہے۔

(ج) ایضاً۔

(د) ایضاً۔

میانوالی: پی پی-45 میں لوکل گورنمنٹ کے منصوبہ جات کی منظوری و دیگر تفصیلات

*1786: جناب احمد خان بھچر: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ پی اینڈ ڈی نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران پی پی-45 میانوالی میں لوکل گورنمنٹ کے کون کون سے منصوبہ جات کی منظوری دی، سال وار تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) ان میں سے کتنے ایسے منصوبے ہیں جو بروقت مکمل نہ ہو سکے اس کی وجوہات، نیز یہ منصوبے کب شروع کئے گئے اور ان کی مدت تکمیل کیا تھی؟

(ج) کیا محکمہ آئندہ کے لئے کوئی ایسے اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتا ہے کہ کوئی منصوبہ تاخیر کا شکار نہ ہو اور اگر ہو تو تاخیر کرنے والے ذمہ داران کے خلاف سخت سے سخت کارروائی کی جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) قواعد و ضوابط کے تحت صرف وہ سکیمیں جن کی لاگت 200 ملین روپے یا اس سے زیادہ ہوتی ہے منظوری کے لئے محکمہ پی اینڈ ڈی میں پیش کی جاتی ہیں اور اس سے کم لاگت کی سکیمیں

مقامی یا محکمے کی سطح پر منظور کی جاتی ہیں۔ مذکورہ عرصے کے دوران محکمہ پی اینڈ ڈی کو پی پی۔45 میانوالی لوکل گورنمنٹ کی کوئی بھی سکیم جس کی لاگت 200 ملین روپے یا اس سے زائد ہو منظوری کے لئے پیش نہیں کی گئی۔

(ب) چونکہ محکمہ پی اینڈ ڈی کو پچھلے پانچ سالوں میں پی پی۔45 میانوالی لوکل گورنمنٹ کے کسی بھی سکیم کو منظوری کے لئے پیش نہیں کیا گیا لہٰذا یہ سوال محکمہ پی اینڈ ڈی سے متعلقہ نہیں ہے۔

(ج) ایضاً

لاہور: پی پی۔144 صحت کے منصوبہ جات کی منظوری کی تفصیلات

*2251: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ پی اینڈ ڈی نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران پی پی۔144 لاہور میں صحت کے کون کون سے منصوبہ جات کی منظوری دی، سال وار تفصیل ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(ب) ان میں سے کتنے منصوبے ایسے ہیں جو بروقت مکمل نہ ہو سکے اور اس سے ان منصوبہ جات کے تخمینہ لاگت میں مزید اضافہ ہوا، ان منصوبہ جات کو محکمہ کب تک مکمل کروانے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ پی اینڈ ڈی قواعد و ضوابط کے مطابق ان ترقیاتی منصوبہ جات کی منظوری دیتا ہے جن کی مالیت 200 ملین روپے یا اس سے زیادہ ہو۔ لاہور پی پی۔144 میں پچھلے پانچ سالوں میں صحت سے متعلقہ کوئی بھی منصوبہ پیش نہیں کیا گیا۔

(ب) الف کی روشنی میں متعلقہ نہیں ہے۔

لاہور: ہائر ایجوکیشن کے منصوبہ جات کی منظوری و دیگر تفصیلات

*2253: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ پی اینڈ ڈی نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران پی پی-143، 144 لاہور میں سکولز اور ہائر ایجوکیشن کے لئے کون کون سے منصوبہ جات کی منظوری دی، سال وار تفصیل ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(ب) ان میں سے کتنے منصوبے ایسے ہیں جو ابھی تک مکمل نہیں ہوئے۔یہ منصوبے کب شروع کئے گئے تھے اور ان کی مدت تکمیل کیا تھی،ان منصوبہ جات کے بروقت مکمل نہ ہونے کے باعث تخمینہ لاگت میں کتنا اضافہ ہوا؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ پی اینڈ ڈی قواعد وضوابط کے مطابق ان ترقیاتی منصوبہ جات کی منظوری دیتا ہے جن کی مالیت 200 ملین روپے یا اس سے زیادہ ہو۔ محکمہ نے پچھلے پانچ سالوں کے دوران ضلع لاہور پی پی-143، 144 میں محکمہ سکولز اور ہائر ایجوکیشن کے منصوبے کی منظوری نہیں دی اس سے کم مالیت کے منصوبوں کی تفصیل متعلقہ محکمہ کے پاس ہوتی ہے۔

(ب) چونکہ محکمہ پی اینڈ ڈی نے کسی منصوبہ کی منظوری نہیں دی، لہذا یہ سوال محکمہ پی اینڈ ڈی سے متعلقہ نہ ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: اب تحاریک استحقاق کا وقت ہے۔ وزیر قانون تشریف نہیں لائے اس لئے ان کو pending کرتے ہیں اور تحاریک التوائے کار کو take up کرتے ہیں۔ محترمہ حنا پرویز بٹ صاحبہ کی تحریک التوائے کار نمبر 328/14 ہے۔ اس کا جواب آنا تھا۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

لاہور میں ادارے کی غفلت کی وجہ سے ون ویلنگ کے واقعات کے نتیجے میں ہلاکتوں میں اضافہ

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس ضمن میں عرض ہے کہ اقبال ٹاؤن ڈویژن میں سال 2014 میں ون ویلنگ کرنے والوں کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے پانچ مقدمات درج رجسٹر کئے گئے، ماڈل ٹاؤن ڈویژن میں کل 222 مقدمات درج

ہوئے، سٹی ڈویژن میں کل 24 مقدمات درج ہوئے ہیں اور ملزمان کو گرفتار کر کے حوالات جوڈیشل بھجوایا گیا۔ کینٹ ڈویژن میں کل 9 مقدمات درج ہوئے، صدر ڈویژن میں 19 مقدمات درج ہوئے اور سول لائن ڈویژن میں 21 مقدمات درج رجسٹر کئے گئے۔ Muhafiz Escort and Mobile Escort کی گشت کو مزید مؤثر بنایا گیا ہے اور تمام افسران و ملازمین کو ہدایت کی گئی ہے کہ اگر کوئی بھی ون ویلنگ کرتا ہوا پایا جائے تو اس کے خلاف فوری حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے لہذا یہ تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 329، ڈاکٹر محمد افضل، چودھری عامر سلطان چیمہ اور سردار وقاص حسن مؤکل کی طرف سے ہے۔ اس کا بھی جواب آنا تھا۔

محکمہ صحت کی عدم توجہ کی وجہ سے لاہور کے سرکاری ہسپتالوں میں وینٹی لیٹرز کی کمی کے باعث مریضوں کو پریشانی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس ضمن میں عرض ہے کہ محکمہ صحت پنجاب مریضوں کو صحت کی بروقت سہولیات کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے ہر وقت کوشاں ہے۔ اس سلسلے میں specialist doctors کی کمی کو پورا کرنے کے لئے ایسے مرد میڈیکل آفیسر اور خواتین میڈیکل آفیسر جنہوں نے متعلقہ شعبہ میں specialization کی ہوتی ہے انہیں بطور specialist doctor تعینات کیا جا رہا ہے تاکہ متعلقہ ڈاکٹروں کی کمی کو پورا کیا جا سکے۔

جناب سپیکر! جہاں تک شاہدرہ میں اینستھیزیا کے ڈاکٹر کی موجودگی کا تعلق ہے تو اس بارے میں عرض ہے کہ شاہدرہ ٹیچنگ ہسپتال میں اس وقت اینستھیزیا کے ڈاکٹر پہلے ہی کام کر رہے ہیں اور مریضوں کو طبی سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں۔

جناب سپیکر! وینٹی لیٹرز کی فراہمی کے بارے میں عرض ہے کہ لاہور کے تمام چھوٹے بڑے سرکاری ہسپتالوں میں وینٹی لیٹرز مریضوں کو health care مہیا کرنے کے لئے مناسب تعداد میں موجود ہیں۔ تاہم ایسے مریضوں کی تعداد جن کو وینٹی لیٹر کی ضرورت پڑتی ہے میں بتدریج اضافے کے پیش نظر بعض اوقات یہ تعداد کم پڑ جاتی ہے جس کو مدنظر رکھتے ہوئے محکمہ اس میں اضافہ کے لئے بروقت کوشاں رہتا ہے۔ یہاں یہ واضح کرنا بھی ضروری ہے کہ وینٹی لیٹر کی سہولت حادثات کے شکار

ہونے والے Neurosurgery کے مریضوں، سینہ اور پھیپھڑوں کے مریضوں کی امراض میں پیچیدگی پیدا ہونے کی صورت میں درکار ہوتی ہے۔ چونکہ وینٹی لیٹر کی سہولت مہیا کرنے کے لئے اور بہت سی تکنیکی سہولیات اور infrastructure کی ضرورت ہوتی ہے جس میں آئی سی یو، تربیت یافتہ سٹاف، technicians and specialist doctors جو مریض کو monitor کر سکے کا ہونا ضروری ہے۔ وزیراعلیٰ پنجاب کی خصوصی ہدایت کے پیش نظر محکمہ صحت سرکاری ہسپتالوں میں ہر قسم کی ایمرجنسی، آئی۔ سی۔ یو اور وارڈ میں services کو بہتر سے بہتر کرنے کے لئے کوشاں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے لہذا یہ تحریک التوائے کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 331/14 محترمہ نگہت شیخ کی ہے۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں لہذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار بھی محترمہ نگہت شیخ کی ہے۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں لہذا اس تحریک التوائے کار کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 336/14 ڈاکٹر مراد راس، محترمہ راحیلہ انور اور محترمہ شُنیلا رُوت کی طرف سے ہے۔ جی، محترمہ!

محکمہ آبپاشی کے افسران کا ورک چارج کے نام پر
سالانہ کروڑوں روپے کا حکومتی خزانے کو نقصان پہنچانا

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جناح" مورخہ 4-مارچ2014 کی خبر کے مطابق محکمہ آبپاشی پنجاب میں تقریباً 100 ڈویژنوں میں اس وقت ہزاروں کی تعداد میں ورک چارج کے نام پر قومی خزانے کو دونوں ہاتھوں سے لوٹا جا رہا ہے حالانکہ سرکاری طور پر عام حالات میں ورک چارج ملازمین کی تعیناتی پر پابندی ہے اور اشد ضرورت پر بھی اجازت کے بغیر کوئی ڈویژن ورک چارج ملازم نہیں رکھ سکتی لیکن چند ڈویژنوں کو چھوڑ کر سبھی ڈویژنوں میں بوگس ورک چارج ملازمین کی بھرتیوں کے نام پر ہر ماہ تقریباً 2 کروڑ 25 لاکھ روپے اور سالانہ 27 کروڑ روپے کی بندر بانٹ کی جا رہی ہے۔ ذرائع سے پتا چلا ہے کہ صوبہ بھر کی تمام سب ڈویژنوں خصوصاً نہری سب ڈویژن میں ورک چارج ملازمین کی بھرمار ہو چکی ہے۔ ورک چارج پر بھرتی ہونے والے زیادہ تر ملازمین کا صرف کاغذوں میں وجود ہوتا ہے لیکن عملی طور پر وہ کہیں نظر

نہیں آتے بلکہ گھروں میں بیٹھے ہوئے معذور لوگوں کے صرف شناختی کارڈ استعمال کر کے ہر ماہ ان کی تنخواہ اپنی جیبوں میں ڈال لی جاتی ہے۔اس کرپشن میں اوورسیئر سے لے کر ایس ای تک سبھی شامل ہیں کیونکہ ورک چارج ملازم ایس ڈی او کی صوابدید پر بھرتی کیا جاتا ہے اور تنخواہ بھی سب ڈویژن ہی دیتی ہے اس لئے ان پر کوئی check and balance نہیں ہوتا اور زیادہ تر افسران اپنے عزیز رشتے داروں کے شناختی کارڈ استعمال کر کے ہر ماہ لاکھوں روپے اپنی جیبوں میں ڈال رہے ہیں۔کچھ افسران نے ایسے لوگوں کو بھی ورک چارج پر رکھا ہے جن کو مرے ہوئے سالہا سال گزر چکے ہیں اور ان کی تنخواہیں متعلقہ سب ڈویژن کے افسران میں تقسیم ہو جاتی ہیں۔ایس ڈی او، ایکسیئن، ایس ای اور چیف انجینئر تک تقریباً ہر افسر کے گھر میں کام کرنے والے چوکیدار مالی باورچی اور گھریلو ڈرائیور سبھی کام تو افسران کے گھروں میں کرتے ہیں لیکن تنخواہ بطور ورک چارج سرکاری خزانے سے لیتے ہیں۔کئی افسران تو اپنے تبادلے کے بعد اپنے قریبی ملازمین کو بھی ساتھ لے جاتے ہیں لیکن ان کی تنخواہ بدستور پچھلی سب ڈویژن سے ہی آتی ہے۔حتیٰ کہ بعض ریٹائرڈ اعلیٰ افسران کے گھروں میں آج بھی محکمہ کے ورک چارج ملازمین کام کر رہے ہیں۔اس کروڑوں روپے ماہانہ کی معصومانہ کرپشن کے بارے میں اُوپر سے لے کر نیچے تک سبھی ملوث ہیں جس کی وجہ سے تمام اعلیٰ حکام علم ہونے کے باوجود اس گھناؤنی کرپشن کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرتے ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا ابھی تک جواب موصول نہیں ہوا لہذا اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending فرمادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 339/14، ڈاکٹر مراد راس، محترمہ شُنیلا رُوت اور محترمہ سعدیہ سہیل رانا کی طرف سے ہے۔

ٹولنٹن مارکیٹ لاہور میں بیمار جانوروں کی کھلے عام فروخت جاری

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ

روزنامہ "دُنیا" مورخہ 4-مارچ2014 کی خبر کے مطابق ٹولنٹن مارکیٹ میں کھلے عام بیمار اور چھوٹے جانوروں کی فروخت نے اصل دکانداروں کا بھی کاروبار تباہ کر دیا۔ مارکیٹ میں تجاوزات کی بھرمار اور جگہ جگہ گندگی کے ڈھیر ہیں جس کے باعث گاہکوں کا مارکیٹ میں داخل ہونا محال ہو چکا ہے۔ان خیالات کا اظہار ٹولنٹن مارکیٹ کے دکانداروں نے کیا کہ مارکیٹ کا سب سے بڑا مسئلہ چھوٹے اور بیمار جانوروں کی کھلے عام خرید وفروخت ہے۔چند دکاندار ایسے بھی ہیں جو ذبح کی ہوئی مرغیوں کے وزن کو بڑھانے کے لئے پانی کے ٹیکے لگاتے ہیں جو ہیپاٹائٹس کا سبب بنتے ہیں۔کچھ دکانداروں نے غیر قانونی طور پر تجاوزات کی ہوئی ہیں جس کی وجہ سے گاہکوں کا مارکیٹ میں آنا محال ہو چکا ہے۔مارکیٹ میں جگہ جگہ گندگی کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں اور سڑکیں بھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں۔سیوریج کا نظام مکمل طور پر خراب ہے جس کی وجہ سے عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب ابھی نہیں آیا تو اس تحریک التوائے کار کو بھی next week کے لئے pending کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو next week کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 340/14 محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ اور محترمہ سعدیہ سہیل رانا صاحبہ کی ہے۔ جی، محترمہ!

پنجاب کی جیلوں میں قیدی خواتین کی ابتر حالت

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دُنیا" مورخہ 4-مارچ2014 کی خبر کے مطابق پنجاب کی مختلف جیلوں میں قید خواتین کی اکثریت کی حالت وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ابتر ہوتی جا رہی ہے اور ان کی بھلائی کے سلسلے میں کوئی خاطر خواہ اقدامات نہیں اٹھائے جا رہے۔ خواتین کے عالمی دن سے بے خبر سینکڑوں خواتین جیلوں میں انصاف کی متلاشی ہیں۔ پاکستان سمیت دنیا بھر میں 8-مارچ کو خواتین کا عالمی دن منایا جا رہا ہے۔ اس حوالے سے حاصل ہونے والے اعداد وشمار کے مطابق پنجاب کی 32 جیلوں میں 838 خواتین قیدی

موجود ہیں جنہیں مختلف مقدمات کا سامنا ہے جن میں قتل، اغواء، منشیات، سمگلنگ اور حدود آرڈیننس کے مقدمات شامل ہیں۔ پنجاب کی 32 جیلوں میں سے سب سے زیادہ سنٹرل جیل راولپنڈی میں 133 قیدی ہیں۔ سنٹرل جیل لاہور میں 127، سنٹرل جیل گوجرانوالہ میں 54، سنٹرل جیل ساہیوال میں 39 اور اسی طرح صوبے کی باقی جیلوں میں بھی خواتین سزائیں کاٹ رہی ہیں۔ قیدی خواتین کی حالت زار پر کام کرنے والی غیر سرکاری تنظیم کی نمائندہ نے بتایا کہ صوبے کی جیلوں میں خواتین قیدیوں کی دیکھ بھال کے لئے کوئی خاتون ڈاکٹر نہیں۔ بڑے شہروں میں لیڈی ڈاکٹر نہ ہونے کی وجہ سے ایک قیدی شاہین بی بی زچگی کے دوران ہلاک ہو گئی لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب ابھی نہیں آیا تو اس تحریک التوائے کار کو بھی next week کے لئے pending کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو بھی next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار 341/14 چودھری مونس الٰہی، چودھری عامر سلطان چیمہ اور سردار وقاص حسن مؤکل کی طرف سے ہے۔

پنجاب کے ہسپتالوں میں آڈیالوجسٹ کی عدم دستیابی

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ڈان" مورخہ 4-مارچ 2014 کی خبر کے مطابق لاہور میں منعقدہ ایک کانفرنس کے حوالے سے یہ تشویش انگیز انکشاف ہوا ہے کہ صوبہ پنجاب کے ہسپتالوں میں Audiologist نہیں ہیں جو کہ سماعت سے محروم ہو جانے والے بچوں کی بڑی تعداد سے نمٹنے سے محروم ہیں۔ صرف سروس اور چلڈرن ہسپتال میں دو Audiologist ہیں جن میں سے ایک ترقی کے مواقع نہ ہونے کی وجہ سے استعفیٰ دے گئے ہیں۔ صورتحال یہ ہے کہ سماعت سے محروم افراد کی تعداد صوبہ پنجاب میں سب سے زیادہ ہے۔ بروقت علاج معالجے کی سہولت نہ ہونے کی وجہ سے سکول جانے والے بچوں میں 5 سے 6 بچے فی ہزار کو مستقل بہرے پن کا شکار ہونے کا خطرہ ہے۔ میڈیکل کے ماہرین کے مطابق نئے پیدا ہونے

والے بچوں کی Hearing Screening بہت ضروری ہے تاکہ ان کا بروقت علاج ہو سکے۔ Congenital Hearing Loss سے بچے تین سے چار فی ہزار سے دوچار ہوتے ہیں مگر پنجاب کے کسی بھی ہسپتال میں Hearing Screening کی سہولت موجود نہیں۔ اس کے ادراک اور بروقت Identification اور علاج نہ ہونے کے اثرات بچوں کی قوت گویائی پر بھی ہوتا ہے اور یوں وہ گونگا بہرہ کہلاتے ہیں اگر اس قوت سماعت کی تشخیص دیر میں ہوگی تو علاج میں بھی بہت دقت ہوگی۔ مندرجہ بالا حقائق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ حکومت اور محکمہ صحت بچوں کی صحت کے بارے میں قابل افسوس حد تک بے خبر اور بے پرواہ ہے۔ ماہرین طب کا کہنا ہے کہ حکومت اس مسئلے کے حل کے لئے فوری اقدامات اٹھائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحاریک التوائے کار کا جواب ابھی نہیں آیا تو اس تحریک التوائے کار کو بھی next week کے لئے pending کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو next week کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 378/14 سید طارق یعقوب صاحب کی ہے انہوں نے اس تحریک التوائے کار کو pending کرنے کی request کی ہے تو اس تحریک التوائے کار کو بھی next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 379/14 ملک مظہر عباس راں صاحب کی ہے، جی، ملک صاحب!

ملتان فیصل آباد موٹروے کی تعمیر میں استعمال ہونے والی بھاری مشینری سے جنوبی پنجاب کی تباہ ہونے والی سڑکات کا متعلقہ ٹھیکیدار سے مرمت کروانے کا مطالبہ

ملک مظہر عباس راں: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ملتان، فیصل آباد موٹروے سیکشن زیر تعمیر ہے۔ این ایچ اے کے پاس اس کا ٹھیکہ ہے اور اس ادارہ نے آگے ٹھیکہ دے رکھا ہے۔ بھاری مشینری استعمال ہو رہی ہے۔ ٹرک اور ٹرالے اور لوڈروں کے استعمال سے پی پی-201 ضلع ملتان کی خاص طور پر اور جنوبی پنجاب کے متعلقہ علاقہ کی سڑکیں عام طور پر تباہ و برباد

کر دی گئی ہیں۔ ٹھیکہ کی شرائط میں یہ شق موجود ہے کہ ان سڑکوں و سولنگ اور پلوں کے ٹوٹ پھوٹ کی مرمت ٹھیکہ دار کے ذمہ ہو گی۔ ٹھیکہ دار کو پابند بنایا جائے اور اس سے undertaking لی جائے کہ وہ اس نقصان کا ازالہ کرنے کے لئے، ان کی مرمت کرے گا کیونکہ اگر وہ بل لے کر اور نقصان کر کے نکل گیا تو ان کی مرمت صوبائی فنڈ سے پچاس سال تک نہ ہو سکے گی۔ اس پر کمیٹی بنائی جائے۔ متعلقہ صوبائی ممبر سے سرٹیفکیٹ لینے کا پابند بنایا جائے کہ اس نے مرمت مکمل کر دی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب ابھی نہیں آیا تو اس تحریک التوائے کار کو بھی next week کے لئے pending کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو next week کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 380/14۔ محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ان کی تحریک پڑھی جا چکی ہے لہذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 411/14 جناب منان خان صاحب کی ہے، جی، منان صاحب!

نارروال تا مرید کے سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہونے سے مسافروں کو پریشانی کا سامنا

جناب منان خان: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ نارووال سے مرید کے تک سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار، سڑک پر ڈکیتی اور راہزنی کی وارداتوں میں دن بدن اضافہ، مریض راستہ ہی میں مرنے لگے۔ تفصیل یوں ہے کہ ضلع نارووال کی اکلوتی سڑک جو شہر نارووال سے مرید کے تک آتی ہے۔ سڑک انتہائی خستہ حالت اور ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہونے کے باعث مریضوں کو لے جانے کے لئے کئی گھنٹے لگ جاتے اور اکثر مریض ایمبولینس میں ہی مر جاتے ہیں۔ عام مسافروں کو دوران سفر بے حد مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور شام ہوتے ہی گاڑیوں کو لوٹنے کی وارداتیں بڑھتی جا رہی ہیں۔ نارووال کے منتخب نمائندوں نے متعدد مرتبہ سڑک کی از سر نو تعمیر و مرمت کے لئے اعلیٰ حکام کو درخواستیں دیں لیکن کوئی شنوائی نہ ہوئی اور اب سڑک کی ٹوٹ پھوٹ

کی وجہ سے جرائم پیشہ افراد نے وارداتوں میں اضافہ کر دیا ہے۔ جو روڈ under construction ہے، اُس کا کام انتہائی سست روی کا شکار ہے، اس طرح تو یہ کام آئندہ پانچ سال تک بھی مکمل نہ ہوگا۔ متذکرہ صورتحال پر اہل علاقہ میں سخت بے چینی پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب ابھی نہیں آیا تو اس تحریک التوائے کار کو بھی next week کے لئے pending کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو بھی next week کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ تحاریک التوائے کار ختم ہوئیں۔ جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ آج میں نے سبزی اور فروٹ منڈی کے اوپر تحریک التوائے کار پیش کی جو جناب نے pending فرما دی ہے۔ خیال یہ ہے کہ Monday کو اجلاس نہیں ہوگا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! میں نے اُس کو pending نہیں کیا وہ ابھی process میں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر آپ نے میری تحریک التوائے کار pending نہیں کی تو میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ منڈی کی یونین کے صرف تین چار لوگ آپ کے چیمبر میں موجود ہیں۔ آپ صرف اُن سے پوچھ لیں کہ کیا حکومت نے اُن سے پوچھا ہے؟ میں آپ سے عرض کروں کہ یہاں پر یہ tradition بن گئی ہے کہ مال روڈ کو بند کرواور جو مرضی منوالو۔ میں یا کوئی بھی معزز ممبر یہ کہتا ہے کہ خُدا کے لئے حکومت کو embarrassment اور پبلک کو پریشانی سے بچائیں۔ آپ صرف اُن کی بات سُن لیں کہ وہ کس قدر پریشان ہیں اور یہاں حکومت نے جواب دیا ہے کہ ہم اُن کے کہنے پر وہاں سے منڈی تبدیل کر رہے ہیں۔ آپ کی بڑی مہربانی ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی ایک اور توجہ چاہتا ہوں کہ Procedure کی Condition No. 60 ہے۔ آج Question Hour میں میرے سوالات تھے اور مجھے اطلاع کوئی نہیں تھی کہ آج میرے سوالات آ رہے ہیں۔ میں ان سوالات کا چھ مہینے سے انتظار کر رہا تھا۔ کسی معزز ممبر کو پتا نہیں ہوتا کہ آج میرا سوال آ رہا ہے۔ میں نے بارہا آپ کی اور جناب سپیکر کی خدمت میں یہ عرض کیا ہے کہ:

Answers to questions which the Minister proposes to give in the Assembly shall not be released for publication.

Mr Speaker! Publication means for media, not for the Hon'able Members.

تو یہ بڑی زیادتی ہے۔ ہم کوئی ولی تو ہیں نہیں کہ ہمیں پتا لگ جائے کہ کل ہمارے سوال آ رہے ہیں۔ میں یہ بات کہنا نہیں چاہتا لیکن میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ جب کوئی ممبر موجود نہیں ہو گا تو آپ کہیں گے dispose of، جو کہنے پر آپ حق بجانب ہیں۔ آج میرے اہم سوال تھے جن کا میں نے چھ مہینے انتظار کیا اور یقین کریں کہ میں صبح 9:00 بجے سے پبلک کے ہی کام کر رہا تھا، میں کسی اپنے کام میں مصروف نہیں تھا لیکن جب میں ایوان میں enter ہوا تو مجھے پتا چلا کہ میرے سوال نکل گئے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! کل ہم نے صبح 9:00 بجے کا اجلاس announce کیا تھا اور آپ کو آج کا ایجنڈا بھی کل دے دیا گیا تھا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پچھلے 50 سال سے ہمیں پہلے سوال مل جاتے تھے تو اب یہ فیصلہ کیوں کیا گیا ہے جبکہ رولز بھی یہ نہیں کہتے آپ publication کی interpretation جس سے چاہے کرالیں۔

"Publication means publication for the media not for the honourable Members."

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! اس میں ہماری بھی ذمہ داری بنتی ہے۔ میں اِدھر صبح نو بجے سے موجود ہوں اور ہم نے ساڑھے دس بجے اجلاس شروع کیا کیونکہ ڈیڑھ گھنٹہ تاخیر سے ممبران آئے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کی حلقہ کی ذمہ داریاں ہیں، بالکل ہیں اور اسی طرح میری بھی حلقہ کی ذمہ داریاں ہیں۔ آپ کی بطور سپیکر بھی ذمہ داریاں ہیں لیکن آپ Rule-60 پڑھ تو لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ یہ سوالات بھی حلقہ کے لوگوں کے لئے اور ان کے مفاد کے لئے ہی لے کر آتے ہیں تو آپ کو کل بتا دیا گیا تھا کہ آج کس محکمہ کے سوالات و جوابات ہوں گے۔ آپ کو بروقت آنا چاہئے تھا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ میری عرض سن لیں۔ آپ publication کی کسی سے بھی interpretation کرا لیں، میں تو جاہل آدمی ہوں۔ مجھے تو انگریزی نہیں آتی۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ جاہل نہیں ہیں۔ آپ ماشاء اللہ بڑے سمجھدار اور پڑھے لکھے آدمی ہیں۔

شیخ علاؤ الدین: نہیں سر نہیں۔ میں تو مانتا ہوں کہ مجھے انگریزی کی سمجھ نہیں ہے لیکن آپ publication کا کسی سے بھی پوچھ لیں۔ یہ بڑی زیادتی ہے۔

جناب سپیکر! انہوں نے کہا تھا کہ یہ شوگر ملوں کے معاملہ پر ان کو بلائیں گے۔ وہ شوگر ملوں کا مسئلہ بھی pending ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہاں پر دو دن پہلے بھی ایک معزز ممبر نے کھڑے ہو کر کہا کہ ابھی اجلاس شروع ہی نہیں ہوا اور میڈیا پر پہلے سوالات چل گئے ہیں۔ ہمارے سوالات کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ اس دن شاید آپ ایوان میں موجود تھے۔

شیخ علاؤ الدین: جناب سپیکر! آپ تیاری کر کے بیٹھتے ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ تیاری کر کے آتے ہیں میں آپ کے پاس گیا تھا تو مجھے خوشی ہوئی تھی کہ آپ نے پڑھا ہوا ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اگر publication کا یہی حال اور Rule-60 کو ہم نے bulldoze کرنا تھا تو یہ بڑی زیادتی ہے۔ منسٹر صاحب کو بھی پڑھنا چاہئے، پارلیمانی سیکرٹریز کو بھی پڑھنا چاہئے کہ ان پر کیا آ رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! بالکل پڑھنا چاہئے۔ پارلیمانی سیکرٹری بھی صبح 9:00 بجے کے یہاں پر موجود تھے۔

شیخ علاؤ الدین: جناب سپیکر! میں یہ کہتا ہوں کہ جس جس ممبر کا سوال آ رہا ہے اس کو تو پتا نہیں ہے کہ میرا سوال آ رہا ہے۔ رولز بھی یہ کہتے ہیں کہ ہمیں بتایا جائے اور پھر tradition بھی یہ ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! آپ ruling دے دیں۔

شیخ علاؤ الدین: سر! آپ دفتر کے ورغلانے میں نہ آئیں۔ آپ اپنا فیصلہ کریں۔ یہ تو ورغلا دیتے ہیں۔ یہاں کوئی اور بیٹھا ہو گا تو اس کو کہیں گے کہ جناب! نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آج اس پر یہ decide کر لیتے ہیں کہ جس وقت اجلاس شروع ہو گا، مثلاً 9 بجے اجلاس کے شروع ہونے کا وقت ہے تو آپ یہ commitment کر لیں کہ آپ 9 بجے یہاں پر موجود ہوں گے۔

شیخ علاؤ الدین: جناب سپیکر! آپ کی بات صحیح ہے لیکن میری عرض یہ ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہماری بھی کچھ ذمہ داری بنتی ہے۔ میں یہاں پر 9:00 بجے موجود تھا، متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کے پارلیمانی سیکرٹری موجود تھے لیکن ممبران نہیں تھے۔ ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد اجلاس شروع کیا گیا اور۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کی بات صحیح ہے لیکن میری عرض یہ ہے کہ۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کے سوال 11 بج کر 45 منٹ پر آئیں تب بھی آپ یہاں پر موجود نہ ہوں تو یہ کس کی ذمہ داری ہے۔ آپ مجھے یہ بتائیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ میٹرک کا سوال تو نہیں ہے کہ مجھے یہ کاپی صرف امتحانی سنٹر کا دروازہ کھلنے پر ہی ملے گی۔ یہ اسمبلی سوالات ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! آپ کو پتا ہے کہ آپ نے سوالات دیئے ہیں۔ آپ کو پتا ہے کہ صبح فلاں ڈیپارٹمنٹ کے سوالات ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ اسی کو argument بنالیں۔ میرے اگر ایک سو سوال ہیں تو مجھے کیا پتا ہے کہ میرا کل کون سا سوال آرہا ہے۔ میرے لئے may be وہ اتنا اہم نہ ہو یا وہ معاملہ ٹھیک ہو چکا ہو۔ اگر آپ اس اسمبلی کو powerful رکھیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! آپ کی عزت، احترام اور اس اسمبلی کا وقار میرے لئے سب سے زیادہ ضروری ہے۔ میں آپ کی عزت کرتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ صرف لفظ publication کو دیکھ لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! آپ اور سردار وقاص حسن موکل صاحب آجائیں۔ اس معاملہ پر ہم بیٹھ کر discuss کر لیتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شوگر مل والوں اور Cane Commissioner کو بلا لیں کیونکہ لوگ روتے پھر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: Cane Commissioner کو بلا کر پوچھ لیتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آج پھر گورنمنٹ نے اس پر غلط بات کہی ہے کہ payments ہو گئی ہیں۔ I will prove it. کہ اس کی payment نہیں ہوئی۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! میں نے اسے pending کیا ہوا ہے۔ آپ نے ادھر on the floor of the House کہا تھا کہ یہ جواب غلط ہے۔ میں نے اس کو آپ کے کہنے پر pending کیا ہوا ہے۔ آپ کو پتا ہے کہ اجلاس چل رہا ہے اور آج جمعۃ المبارک ہے۔ ہم سوموار کو انشاء اللہ Cane Commissioner کو بھی یہاں پر بلائیں گے، آپ بھی اس میں موجود ہوں گے، متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب بھی یہاں پر موجود ہوں گے اور ان سے اس کی وضاحت لی جائے گی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ابھی لاء منسٹر صاحب آ جائیں تو منڈی والی تحریک التوائے کار بھی take up کر لیں۔ میں اس میں proof پیش کروں گا کہ کتنی دروغ گوئی ہے۔ شکریہ

سرکاری کارروائی

قبل از بجٹ بحث

(---جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! آپ کی تحریک process میں ہے۔ میں اسے دیکھ رہا ہوں انشاء اللہ وہ بھی take up کر لیں گے۔ قبل از بجٹ بحث کا آغاز ہو چکا ہے۔ آج آخر میں وزیر خزانہ اس بحث کو wind up کریں گے۔

سید محمد محفوظ مشہدی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پیر صاحب!

سید محمد محفوظ مشہدی: جناب سپیکر! میرے ضلع منڈی بہاؤالدین میں ترقیاتی فنڈز کے لئے package میں جو رقوم دی گئی ہیں، ہماری مرضی کے بغیر مقامی منہ زور انتظامیہ اپنی مرضی سے استعمال کر رہی ہے اور منصوبوں کے افتتاح کر رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پیر صاحب! رولز کے مطابق آپ اس پر کوئی تحریک التوائے کار دیں۔ میں انشاء اللہ اگلے اجلاس میں اس کو اِدھر ایوان میں لے کر آؤں گا۔

میری قبل از بجٹ بحث کے حوالے سے گزارش ہے کہ میں نے اپوزیشن کے ممبران کو کل پورا وقت دیا تھا کہ جس نے جتنی دیر بات کرنی ہے وہ کر لے۔ میں نے جس طرح پہلے کہا ہے کہ وقت کم

ہے، جمعۃ المبارک ہے اور ناموں کی فہرست بہت بڑی ہے۔ امید ہے کہ سب مختصر اور جامع بات کریں گے۔ جی، محمد صدیق خان صاحب!

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! آج وزیر خزانہ صاحب نہیں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہاں جناب شیر علی خان صاحب موجود ہیں یہ ان کے behalf پر آپ کی تجاویز note کریں گے۔ وہ بھی ابھی تھوڑی دیر میں آجائیں گے۔ آپ وقت کا خیال رکھئے گا تاکہ زیادہ لوگ اپنی بات کر سکیں۔

جناب آزاد علی تبسم: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آزاد علی تبسم صاحب!

جناب آزاد علی تبسم: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ کامران اکمل کیس کے بعد ٹریفک وارڈنز کی بدتمیزیاں اور بداخلاقیاں اپنے عروج پر پہنچ گئی ہیں۔ یہ عوام کے ساتھ انتہائی ناجائز اختیارات کا استعمال کر رہے ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ گزشتہ روز میں مال روڈ پر جا رہا تھا، میں جب جم خانہ چوک پر پہنچا ہوں تو وہاں پر تعینات ایک ٹریفک وارڈن نے مجھے گاڑی روکنے کا اشارہ کیا، میں نے گاڑی رکوائی تو اس نے کہا کہ ڈرائیونگ لائسنس دکھائیں، میرا بھائی گاڑی چلا رہا تھا اس نے ڈرائیونگ لائسنس پیش کیا، ڈرائیونگ لائسنس پکڑنے کے بعد وہ ٹریفک وارڈن (مجھے اس کا نام بعد میں مصطفیٰ معلوم ہوا ہے) سڑک سے دور جا کر کم از کم پندرہ گز کے فاصلے پر کھڑا ہو گیا اور اشارہ کیا کہ آپ گاڑی سے نیچے اتریں اور میرے پاس آئیں۔ میرے پاس جب دوسرا ٹریفک اہلکار آیا تو میں نے اس سے وجہ پوچھی کہ کس وجہ سے ڈرائیونگ لائسنس لیا ہے اور مجھے وجہ بتائیں کہ آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ اس پر اُس نے کہا کہ ہمیں وائرلیس پر اطلاع ملی ہے کہ آپ کو پیچھے رکنے کا اشارہ کیا گیا اور آپ وہاں سے بھاگ آئے ہیں۔ میں نے کہا کہ کیا میں ڈاکو یا چور ہوں جبکہ میں نے اپنا تعارف بھی کرا دیا تھا۔ اس کے باوجود اس اہلکار نے میری بات سننے سے انکار کر دیا اور میں انتہائی قوت برداشت کا مظاہرہ کرتے ہوئے دوبارہ وہاں پر گیا جہاں سے وائرلیس چلی تھی۔ وہاں شاہد نامی اہلکار نے مجھے بتایا کہ میں نے آپ کو رکنے کا اشارہ کیا تھا لیکن آپ نہیں رُکے۔ میں نے کہا کہ شاہد صاحب آپ مجھے بتائیں کہ آپ نے کس وجہ سے اشارہ کیا تھا؟ پہلی بات تو یہ ہے کہ میں نے آپ کا اشارہ نہیں دیکھا اور نہ آپ نے اشارہ کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تبسم صاحب! بات یہ ہے کہ اس معاملہ پر ابھی آپ کی اور میری بات ہو گئی ہے۔ آپ میرے پاس تشریف لائے تھے۔ آپ مجھے جو کہہ رہے تھے کہ تحریک لائیں گے تو وہ آپ جمع کرادیں۔ اس پر انشاء اللہ action بھی لیا جائے گا۔ انہوں نے اگر آپ کے ساتھ ایسا کیا ہے تو ان کا یہ روّیہ بالکل نامناسب ہے۔ آپ اس پر تحریک لے کر آئیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ Rule-74 کے تحت direct action لے سکتے ہیں۔ آج اجلاس ختم ہو جائے گا۔ آپ اس ایوان کے custodian ہیں۔ آپ Rule-74 دیکھ لیں اس کے تحت آپ direct action لے سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! یہ تحریک بھی دے دیں گے تو پھر میرے چیمبر میں بیٹھ کر بات ہو جائے گی۔ ہم متعلقہ لوگوں کو بلا لیں گے۔

شیخ علاؤالدین: یہ لکھ کر دے دیتے ہیں لیکن آپ direct action لے سکتے ہیں۔ یہ آپ کے اختیار میں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر یہ مجھے تحریک دے دیں گے تو میں اسے آج ہی process کرالوں گا۔ میں نے ان سے پہلے بھی کہہ دیا ہے۔ ہم اسے کمیٹی کو بھجوا دیتے ہیں۔ جی، محمد صدیق خان صاحب!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! ابھی لاء منسٹر صاحب آ جاتے ہیں۔ ان کی طرف سے ابھی request آئی تھی کہ اس کو pending کریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں اس پر کچھ کہنا چاہتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! جس وارڈن کی میں نے بات کی ہے وہ psychological patient نکلا ہے جس کا یہ problem ہے کہ وہ خواتین کے ساتھ پہلے بھی بدتمیزیاں کرتا رہا ہے۔ اس کے باوجود میری privilege motion پچھلے دو ہفتے سے pending رکھی ہوئی ہے جو کہ ناانصافی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! بات یہ ہے کہ سپیکر صاحب نے اس کو pending کیا تھا یہ ان کے knowledge میں ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! مجھے سپیکر صاحب نے کہا تھا کہ آپ اس کو پیش نہ کریں میں اس کو automatically کمیٹی میں بھیج دوں گا جس پر میں نے کہا کہ ٹھیک ہے لیکن وہ تحریک کمیٹی میں گئی ہے اور نہ ہی اس کا کچھ بنا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ عظمیٰ بخاری صاحبہ! بات یہ ہے کہ چونکہ سپیکر صاحب نے اس پر decision لیا تھا۔ میرے knowledge میں نہیں تھا لیکن میں آج سپیکر صاحب سے بات کر لیتا ہوں۔ اگر اس پر کچھ بنتا ہے تو ان سے بات کر کے اس تحریک کو انشاء اللہ کمیٹی میں بھجوا دیتے ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: بہت شکریہ

جناب آصف محمود: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں، time short ہے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میری privilege motion کا مسئلہ تھا وہ کہاں تک پہنچی ہے کیونکہ وہ چار ماہ پرانی ہے اس پر کیا کارروائی کی گئی ہے اگر کوئی مسئلہ ہے تو مجھے بتادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آصف صاحب! وہ سپیکر صاحب کے notice میں ہے۔ لاء منسٹر صاحب کل چلے گئے تھے۔ میں آج ان سے بات کر لیتا ہوں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! آج اجلاس ختم ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آصف صاحب! انشاء اللہ اجلاس آتے رہیں گے۔ تحریک استحقاق دینا آپ کا حق ہے لیکن آپ کی وہ تحریک کہیں نہیں جاتی۔ جی، صدیق خان صاحب! آپ اس پر بات کریں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر!۔۔۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں اور ان کو بات کرنے دیں۔ پلیز آپ تشریف رکھیں۔ جی، خان صاحب!

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے pre budget discussion میں مجھے اپنی معروضات پیش کرنے کی اجازت فرمائی ہے۔ جیسا کہ وزیر خزانہ صاحب نے اس ایوان میں آنے والے بجٹ کے لئے اپنی ترجیحات کا ذکر کیا ہے جس میں انہوں نے سب سے

پہلے فرمایا ہے کہ گورنمنٹ کی مالی اصلاحات کی بنیاد پر جہاں پنجاب حکومت کے indeed recourses میں اضافہ ہوا ہے وہاں مرکزی حکومت جس کا 80 فیصد تقریباً پنجاب کا ADP ہے یا بجٹ ہے اس کا share ہوتا ہے۔ مرکزی حکومت کی جو اصلاحات ہیں ان کی بنیاد پر اس میں اضافہ ہوا ہے۔ Indeed recourses کے اضافے اور اصلاحات کی بات کی گئی تو میں سمجھتا ہوں کہ macro economy کو تو انہوں نے stabilize کیا ہے لیکن micro economy جو عام masses کی economy ہے ان کی زندگیوں میں بہت سارے مسائل پیدا کر دیئے گئے ہیں۔ پنجاب کی جو مالی اصلاحات تھیں، ان میں ایک تو پانچ مرلہ گھر میں رہنے والوں پر ٹیکس نافذ کر دیا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ جو چھوٹے کاشتکار ہیں ان پر بھی ٹیکس نافذ کیا گیا ہے۔ میں عرض کر رہا تھا کہ پنجاب کے indeed recourses میں اضافہ ہوا ہے، ایک غریب آدمی جو پانچ مرلے کے گھر میں رہتا تھا اس پر ٹیکس لگا کر حکومتی economy میں بہتری لائی گئی اور دوسرا کاشتکاروں پر taxation کر کے اس صوبے کی kitty میں اضافہ کیا گیا ہے۔ اس پر میرا نقطہ نظر اور میری معروضات یہ ہیں کہ اس سے غریب آدمی انتہائی متاثر ہوا ہے۔ میری درخواست ہے کہ پانچ مرلہ کے گھروں میں رہنے والوں پر جو ٹیکس نافذ کیا گیا ہے اس کے خاتمے کے لئے اقدامات فرمائے جائیں۔ اگر اس کو ختم نہیں کیا جا سکتا، اس کے rate کو fix کیا گیا ہے اور جو fix taxation کی گئی ہے اس میں کمی کر کے ان کے مسائل میں کمی کی جائے۔ اس کے علاوہ کاشتکار پر جو taxation کی گئی ہے تو کاشتکار پہلے ہی لا محدود مسائل سے دوچار ہے، وہ ہر چیز پر ٹیکس ادا کرتا ہے وہ چاہے pesticides، seeds یا کھاد ہو، ہر چیز پر وہ indirect tax دیتا ہے۔ اس کی جو ceiling ہے، اس کی جو income کی ceiling ہے وہ 80 ہزار روپے پر مشتمل ہے حالانکہ جو businessman ہے اس کی ceiling پانچ لاکھ روپے پر مشتمل ہے تو میری درخواست ہو گی کہ چھوٹے کاشتکاروں پر بھی آنے والے بجٹ میں رحم کیا جائے۔ ان کو بجلی، seeds اور کھادوں میں subsidy دی جائے۔ اس حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ کاشتکار کے جو مالی وسائل ہیں اس میں کمی لانے کے لئے اس طرح کے اقدامات اٹھانا اس حکومت کے لئے موجودہ بجٹ میں بہت ضروری ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ چیف منسٹر ہاؤس اور دوسرے جتنے بھی ادارے ہیں ان کے جو administrative expenditure ہیں ان میں 15 فیصد کمی کی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر letter and spirit واقعی ہی 15 فیصد کمی کی ہے اور اگر یہ کی گئی تو یہ ایک خوش آئند قدم ہے لیکن جیسا کہ پچھلے سال کے بجٹ میں بھی آیا تھا اور آج بھی اس ایوان میں work charge ملازمین کے

حوالے سے بات کی گئی تو work charge ملازمین کے بارے میں میرا تصور تھا کہ اگر کوئی نیا پراجیکٹ شروع ہوتا ہے تو پھر work charge ملازمین رکھے جاتے ہیں لیکن یہ اداروں کی routine بن چکی ہے کہ وہ کوئی نہ کوئی low pos create کر کے اس طرح کی چیزیں introduce کرواکر اس صوبے کی عوام جو اپنے خون پسینے کی کمائی سے ٹیکس دیتے ہیں اس کو نقصان پہنچتا ہے۔ جس سے میں سمجھتا ہوں کہ اس صوبے کا عام آدمی متاثر ہوتا ہے۔ میری درخواست ہوگی کہ جو ضمنی بجٹ آتا ہے۔ جیسا کہ پہلے بھی 14-2013 کا 85 بلین ضمنی بجٹ آیا حالانکہ ضمنی بجٹ کی جو آئینی طور پر provision ہے وہ یہ ہے کہ ایسا کوئی un for seen واقعہ آجاتا ہے، کوئی un for seen expenditure آجاتے ہیں، کسی calamity کی صورت میں کوئی expenditure آجاتے ہیں تو پھر بجٹ کی sanctity کو ملحوظ رکھتے ہوئے unavoidable situation میں بجٹ کو disturb کیا جاتا ہے otherwise disturb نہیں کیا جاتا۔ میری یہ درخواست ہوگی واقعی کہ اگر یہ اچھا قدم ہے تو اس پر عمل بھی ہونا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: خان صاحب! wind up کریں۔

جناب صدیق خان صاحب: جناب سپیکر! میری چھوٹی چھوٹی سی گزارشات ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: خان صاحب! ٹائم بہت کم ہے۔

جناب صدیق خان: جناب سپیکر! بس میں نے ایک بات کرنی ہے۔ یہاں بالخصوص poverty elevation کے حوالے سے بات کی گئی اور بے روزگاری کے حوالے سے بات کی گئی ہے۔ میں اس حوالے سے یہ عرض کروں گا کہ ہر مہینے میں دو روپے فی یونٹ بجلی مہنگی ہوتی ہے، جی ای ٹی 16 فیصد سے 17 فیصد کر دیا گیا ہے اور جو unregistered companies ہیں ان پر جی ایس ٹی 19 فیصد لگا دیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے poverty میں اضافہ ہوگا۔ اس کے ساتھ ساتھ یہاں Nature Resources بالخصوص معدنیات کے منسٹر بیٹھے ہوئے ہیں ان کو میں تحصیل ٹیکسلا کے حوالے سے بے روزگاری کی بات کروں گا کہ تحصیل ٹیکسلا کی جتنی بھی آبادی ہے اس کا انحصار Margla Crushers پر ہے۔ میں ثبوت کے ساتھ آپ کے سامنے پیش کروں گا کہ ایک قلم کی جنبش سے سیاسی مخالفت کی بنیاد پر تیس ہزار مزدوروں کو بے روزگار کیا جا رہا ہے۔ ہر روز ان کے خلاف مقدمات درج کئے جاتے ہیں اور میرے خیال میں گزشتہ سال چار سو مقدمات درج ہوئے۔ میری یہ عرض ہے کہ ایک طرف گورنمنٹ کہتی ہے کہ ہم poverty کو ختم کریں گے تو دوسری طرف گورنمنٹ کہتی ہے کہ ہم

بے روزگاری کا خاتمہ کریں گے لیکن practically ٹیکسلا کے تیس ہزار مزدوروں کا استحصال کیا جارہا ہے جو صرف سیاسی بنیادوں پر کیا جارہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: صدیق خان صاحب! آپ کا بہت شکریہ

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میری معدنیات اور قدرتی وسائل پنجاب کے جو منسٹر ہیں اُن سے یہ درخواست ہوگی کہ وہ لوگ جو ان مسائل سے دو چار ہیں ان سے نکالا جائے۔ ان سے lease money لی جائے تاکہ پنجاب کے بجٹ میں بھی اضافہ ہو اور ان لوگوں کے روزگار کو بھی ensured کیا جائے۔ میری یہی درخواست ہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اگلے مقرر جناب محمد سبطین خان صاحب ہیں۔ سردار صاحب! آج ٹائم short ہے لہذا ذرا مہربانی کیجئے گا۔

جناب محمد سبطین خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! جب میں بولنے لگتا ہوں تو ہمیشہ ٹائم short ہوتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! آج جمعۃ المبارک ہے اور مقرر بہت سارے ہیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میں جلد wind up کر دوں گا۔

MR ACTING SPEAKER: Thank you very much Sardar Sahib.

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! اس وقت ہمارے اس ملک کا سب سے basic issue اور basic necessity یہ ہے کہ 1998 کے بعد آج تک ہمارے census نہیں ہوئے۔ دیکھیں، 1951 then 1961 then 1972 then 1981 then 1998 کے ہمارے آخری census تھے جس کے مطابق ہماری population کو determine کیا گیا۔ اس کے بعد preliminary جو result تھا وہ 2010 اور 2011 تک 1998 والے census کو delay کیا گیا جس میں بتایا گیا کہ approximately ساڑھے اٹھارہ کروڑ کی ہماری آبادی ہوگئی ہے۔ یہ census اس لئے ضروری ہے کیونکہ اس وقت we are the fifth largest population wise country in the world. اگر ہمارا census ہی نہیں ہوگا تو distribution of resources کو کس طرح ہم manage کریں گے؟ جب ہمیں یہ ہی نہیں پتا ہوگا کہ پنجاب، بلوچستان، سندھ اور خیبر پختونخوا کی آبادی کتنی ہے، جب آبادی کا پتا ہوگا تب ہی determination ہوگی کہ ہم اپنے resources کی distribution کس طرح کرتے ہیں؟ اس کے علاوہ آپ کی وساطت سے منسٹر فنانس اور جناب شیر علی

خان سے میری یہ پُرزور اپیل ہے کہ گورنمنٹ سے یہ کہا جائے کہ ہمارے census کروائے جائیں کیونکہ آج منسٹر فنانس کی جگہ پر جناب شیر علی خان notes لے رہے ہیں۔ اسی اسمبلی میں بیٹھے بیٹھے سترہ کروڑ کی آبادی ہو گئی، ہم نے کہنا شروع کر دیا کہ اٹھارہ کروڑ ہو گئی، انیس کروڑ ہو گئی اور یہ بات میں ریکارڈ پر لانا چاہ رہا ہوں کہ عنقریب within few months آپ دیکھیں گے کہ ہم اسمبلی میں کہنا شروع کر دیں گے کہ بیس کروڑ کی آبادی ہو گئی ہے۔ کیا وہ آبادی authentic ہو گی؟ میں کہتا ہوں کہ وہ authentic بالکل نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر! اگلی بات میں Select Committees کے بارے میں کہوں گا۔ ہمارے بجٹ کے دو parts ہوتے ہیں۔ ایک متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کو جاتا ہے چاہے وہ ایگریکلچر، ایجوکیشن یا ہیلتھ ہو اور ایک part وہ ہوتا ہے جو Chief Executive of the Province کی discretionary grant ہوتی ہے جس کو آپ bulk allocation بھی کہتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ ماسوائے تین چار کمیٹیوں جیسے استحقاق کمیٹی اور پبلک اکاؤنٹس کمیٹیوں کے ہماری جو چھتیس یا چالیس Select Committees ہیں جن کے چیئرمین اور ممبران بھی ہیں مگر مجھے ان کا کوئی role نظر نہیں آتا۔ میری فنانس ڈیپارٹمنٹ اور فنانس منسٹر سے آپ کی وساطت سے ایک proposal ہے کہ بجٹ پہلے Select Committee کو بھیجا جائے تاکہ وہاں سے ہو کر متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کو جائے اور جب متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کو جائے تو ان ڈیپارٹمنٹس کی budget allocation کے حوالے سے Select Committees کے ہمارے آٹھ دس معزز ممبران کے بھی علم میں ہو کہ ہم جس کمیٹی کے ممبر ہیں اس میں کتنا بجٹ آیا اور وہ کہاں لگے گا؟ یہ وہ pre budget چیزیں ہیں جن پر عمل ہونا چاہئے لیکن مجھے تو دُور دُور تک ان پر عمل ہوتا نظر نہیں آ رہا۔

جناب سپیکر! اب میں اپنے حلقے ضلع میانوالی پر آ جاتا ہوں۔ ہماری ایک تحصیل پپلاں ڈسٹرکٹ میانوالی ہے جہاں پر ایجوکیشن میں missing facilities پچھلے ساٹھ سال سے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بحث کے notes کون لے رہا ہے؟ چودھری صاحب! کیا آپ لکھ رہے ہیں؟

وزیر معدنیات و کانکنی (جناب شیر علی خان): جناب سپیکر! میں note کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وہ لکھ رہے ہیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ معزز وزراء صاحبان کے درمیان میں ایک ایک اپوزیشن کا ممبر بٹھایا کریں تاکہ ان کو آپس میں بولنے نہ دیں۔ میں missing facilities کی

بات کرتا ہوں۔ جیسا کہ آپ کو پتا ہے کہ ہماری سوسائٹی، ہمارا ملک اور ہمارا صوبہ it is being divided into two classes. ایک urban اور ایک rural class ہے۔ Backward area یعنی دیہاتی ماحول سے ہمارا تعلق ہے جہاں پر missing facilities کی یہ پوزیشن ہے کہ آئی ٹی کا کوئی سسٹم ہماری تحصیل پپلاں میں نہیں ہے، ہمارے سکولوں میں کمپیوٹر نہیں ہیں، کھیلوں کی گراؤنڈز نہیں ہیں، سائنس لیبارٹریاں نہیں ہیں، ہمارے کالجوں میں پورا سٹاف نہیں ہے اور سکولوں میں students کے لئے washrooms نہیں ہیں۔ آپ اس دَور میں بھی ہمارے میانوالی کو آکر check کریں کہ shelterless سکولوں میں بچے درختوں کے نیچے بیٹھے ہوئے ہیں یعنی ہمارے پاس proper buildings نہیں ہیں۔ جہاں بلڈنگ کی requirement ہے وہاں بلڈنگ نہیں ہے اور جہاں پر requirement نہیں ہے وہاں پر بلڈنگ ہے۔ کئی جگہ پر سکولوں میں گائے اور بھینسیں بندھی کھڑی ہیں اور کئی جگہ پر بچے درختوں کے نیچے بیٹھے ہیں جو بہت بڑی زیادتی والی بات ہے۔ ہمارے میانوالی میں ایجوکیشن کی طرف خاص توجہ دینی چاہئے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں صحت کی بات کروں گا۔ ہمارے تحصیل ہیڈ کوارٹر پپلاں کی یہ پوزیشن ہے کہ وہاں پر ICU یا CCU بھی نہیں ہے۔ میں نے اپنے دَور میں اس کو شروع کروا کر مکمل کروایا۔ It was a model hospital لیکن اس ماڈل نامی ہسپتال میں اس وقت کوئی چیز موجود نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! مہربانی کر کے اس کو wind up کر دیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میں wind up کرتا ہوں۔ ہماری دو یونین کونسلیں ایک ڈب اور دوسری گجرات ہیں جہاں پر Basic Health Unit ہی نہیں ہے۔ یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا بلکہ یہ گورنمنٹ کی پالیسی ہے کہ ہر یونین کونسل میں ایک Basic Health Unit ہونا چاہئے لیکن ہمارے پاس تو وہ بھی نہیں ہے اور ہم ٹی ایچ کیو یا ڈی ایچ کیو کی کیا بات کریں؟

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! آپ کی جو باقی گزارشات ہیں وہ منسٹر صاحب کو دے دیں۔ وزیر خزانہ اس کو شامل کر لیں گے۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میری دو منٹ کی بات رہ گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب آپ آخری ایک منٹ میں بات ختم کریں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میں roads کے بارے میں بات کرنا چاہوں گا۔ ہماری پانچ چھ سڑکیں ہیں اور آپ assurance دلاتے ہیں کہ میں direct فنانس منسٹر کو اپنی problems بتادوں اور وہ اس پر عمل کریں گے تو میں ایوان میں بات نہیں کرتا لیکن اگر انہوں نے عمل نہیں کرنا تو at least میری باتیں سننی تو چاہئیں۔ ایک سڑک پپلاں سے کلور کوٹ جو ہمارے دو اضلاع میانوالی اور بھکر کو ملواتی ہے اور یہ سڑک نامی کوئی چیز ہی نہیں ہے۔

MR ACTING SPEAKER: Order in the House.

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! دوسری ہرنولی سے قائد آباد روڈ بھی دو اضلاع میانوالی اور خوشاب کو ملاتی ہے یہاں پر بھی سڑک نامی چیز کوئی نہیں ہے۔ تیسری کندیاں سے پپلاں روڈ ہے، چوتھی واں بھچراں سے میانوالی اور میانوالی سے عیسیٰ خیل ہے اور اس کی بھی بہت بُری حالت ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ آپ کی تجاویز انہوں نے note کر لی ہیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میں آخری بات overhead expenses کے حوالے سے کرنا چاہوں گا کہ آپ کا بھی اسی community سے تعلق ہے۔ ہمارے ساتھ یہ ہو رہا ہے کہ بجلی ہمارے پاس نہیں ہے، ڈیزل مہنگا ہے، ڈی اے پی کا تھیلا 4000 روپے کا ہے، یوریا کا تھیلا 1900 روپے کا ہے اور پورا زمیندارہ ڈیزل پر چل رہا ہے لہذا مہربانی کر کے wheat کی support price 1500 روپے فی من رکھی جائے۔ مہربانی

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! بہت شکریہ۔ میاں عرفان دولتانہ صاحب! ذرا مختصر کیجئے گا۔

میاں عرفان دولتانہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے لئے یہ اعزاز کی بات ہے کہ آج پری بجٹ سیشن میں مجھے بات کرنے کا موقع دیا جا رہا ہے اور ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف نے ہمیشہ کی طرح ذاتی مفادات کو پیچھے رکھ کر بجٹ کو اہمیت دی ہے۔ میں ابھی یہ سارے figures دیکھ رہا تھا کہ چودھری پرویز الٰہی کی حکومت میں جنوبی پنجاب کا حصہ that was around 15 to 16 فیصد ہوتا تھا جبکہ اس بجٹ میں اور مسلم لیگ (ن) کے سابق دور حکومت کے پچھلے بجٹ میں جنوبی پنجاب کو 32 فیصد حصہ دیا گیا جو کہ جنوبی پنجاب کے لئے بہت ہی خوش آئند بات ہے۔ چونکہ ہماری آبادی کے 92 ایم پی ایز حضرات میں سے وہ حصہ بھی ہمارا 32/31 فیصد بنتا ہے یعنی ہمیں بجٹ بھی اس کے مطابق دیا جا رہا ہے۔ میں وزیر خزانہ سے یہ بھی request کروں گا کہ اسے تھوڑا بہت بڑھایا جائے کیونکہ جنوبی پنجاب کو بے تحاشا فنڈز کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! تعلیم کے میدان میں جنوبی پنجاب کے لئے وہاڑی، لودھراں اور لیّہ میں تین سو کروڑ روپے کی مالیت سے دانش سکولز قائم کئے گئے ہیں۔ اس میں shortfall تقریباً 600 ملین روپے کا ہے تو میری وزیر خزانہ سے یہ request ہو گی کہ اس کو release کیا جائے۔ ٹیوٹا جیسے ادارے جنوبی پنجاب کے لئے ایک بہترین چیز ہوں گے کیونکہ جتنا بھی ہم skill produce کر سکیں تو وہ ہمارے لئے بہتر سے بہتر ہو گا اور یہ وارداتیں اور نظر آنے والا within TEVTA industrial Estate minimize extremism ہو گا۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ایجوکیشن کے حوالے سے میری گزارش ہو گی کہ زیادہ سے زیادہ investment کی جائے۔ ہائی سکولوں کو ہائر سیکنڈری سکولوں میں invest کیا جائے، یونیورسٹیوں میں invest کیا جائے، COMSAT یونیورسٹیوں میں کیا جائے جو وہاڑی اور جنوبی پنجاب کے اندر وزیراعلیٰ اور وزیراعظم کی مہربانی سے ہو بھی رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں صحت کے متعلق بات کرنا چاہوں گا Chief Minister was very kind کہ ہمارا ڈی ایچ کیو ہسپتال وہاڑی جو کہ 120 بستروں پر مشتمل تھا جسے پچھلی حکومت میں 500 بستروں کا کر دیا گیا ہے and 517 million was allocated for other hospital جس میں سے 154 ملین روپے تو disperse ہو گیا ہے اور اگر باقی فنڈز کو بھی disperse کر دیا جائے تو that well کہ صحت کے سیکٹر میں ہمارے پاس 500 بستروں کا ہسپتال ہو جائے گا۔ اسی طرح وہاڑی میں کڈنی سنٹر تقریباً پچھلے ڈیڑھ سال سے مکمل ہے مگر یہاں پر ڈاکٹر اور مشینری ابھی تک مہیا نہیں کی جا سکی۔ اس سلسلے میں وزیر خزانہ اور ان کی ساری ٹیم کو request کروں گا کہ اس بجٹ میں اس کے لئے فنڈز رکھے جائیں تاکہ وہ کڈنی سنٹر operational ہو اور لوگ آرام سے اپنا علاج وغیرہ کرا سکیں۔

جناب سپیکر! آپ کا تعلق بھی جنوبی پنجاب سے ہے تو we are suffering a lot wherever hepatitis is concerned اور clean water کہ ہمارے جنوبی پنجاب میں کافی مسائل ہیں because صاف پانی سیوریج کے پانی کے ساتھ مل جاتا ہے اور ہیپاٹائٹس ہر دوسرے یا تیسرے آدمی کو ہو رہا ہے۔ منسٹر فنانس تشریف لے آئے ہیں تو میں ان سے request کروں گا کہ ہیپاٹائٹس کی روک تھام کے لئے کوئی پراجیکٹ شروع کیا جائے، صاف پانی اور سیوریج کے لئے جنوبی پنجاب میں کوئی اضافی فنڈز مقرر کئے جائیں تو بہت اچھا ہو گا۔

جناب سپیکر! زراعت، لائیو سٹاک اور باقی کے جو پراجیکٹ ہیں، اریگیشن، انرجی جس طرح کہ وزیر خزانہ اور ہمارے وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے سولر لیمپس اور سولر ٹیوب ویل وغیرہ کے لئے فنڈز دیئے ہیں جسے میں بڑا ہی خوش آئند قرار دوں گا اور اس کے لئے وزیراعلیٰ صاحب کے ساتھ ساتھ وزیر خزانہ کا بھی شکریہ ادا کروں گا اور امید کرتا ہوں کہ جنوبی پنجاب کے لئے زیادہ سے زیادہ فنڈز رکھیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ نبیلہ حاکم علی خان صاحبہ!

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آج pre budget پر تجاویز کے سلسلے میں جو چند مسائل ہیں اور جو flaws ہمیشہ رہ جاتے ہیں ان کے اوپر بات کروں گی۔ سب سے پہلے تو ہم بجٹ بناتے ہیں اور ہم بجٹ کو اپنے وسائل اور مسائل کو مد نظر رکھ کر بناتے ہیں اور اس وقت ہمارا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہم اپنے صوبے میں درپیش مسائل کو کس طرح سے حل کر سکتے ہیں۔ اس کے لئے جو بجٹ announce کیا جاتا ہے اس میں سب سے پہلے یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ اس کی division کس طرح سے کی جائے؟ جن چند باتوں کا خیال رکھا جاتا ہے بہت ضروری ہوتا ہے، ہم انہیں بالائے طاق رکھ کر صرف اور صرف اپنی ذاتی دلچسپی کو اہمیت دیتے ہیں اور یہ بھول جاتے ہیں کہ actually ہمارے صوبے میں مسائل کیا ہیں اور ہماری عوام کی بنیادی ضروریات اور fundamental rights کیا ہیں؟ وزیر خزانہ سے میری گزارش ہو گی کہ جب بجٹ بنائیں تو سب سے پہلے میری یہ recommendation ہے کہ priorities کو decide کرتے وقت ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ کون سی ایسی بنیادی چیز ہے کہ جب تک وہ پوری نہیں ہو گی، ہم آگے نہیں بڑھ سکتے۔ ان میں جو چند چیزیں ہیں جن کا ذکر کرنا میں ضروری سمجھتی ہوں تو اس میں سب سے پہلے ہمارے بنیادی rights میں ہے کہ ہمیں یکساں تعلیم کے مواقع ملنے چاہئیں اور صحت کے حوالے سے صاف پانی کی کمی کو پورا کیا جانا انتہائی ضروری ہے۔ یہ دو ایسے سیکٹرز ہیں کہ جب تک ہم ان کے اوپر قابو نہیں پائیں گے اور ان مسائل کو حل نہیں کریں گے تو ہم بہتر قوم، بہتر لوگ، صحیح جسمانی نشوونما، کبھی بھی ان مسائل کو آپ حل نہیں کر سکیں گے۔ بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ پنجاب کا 70 فیصد کے قریب area میں different analysis ہے، وہ صاف پینے کے پانی سے محروم ہے اور مجھے نہیں سمجھ آتی کہ ہمارے منسٹرز اور departments کی جانب سے بجٹ allocate کیا جاتا ہے تو ان مسائل کو کیوں نہیں مد نظر رکھا جاتا؟ جب تک ہم ان مسائل پر قابو نہیں پا لیتے تو ہمیں نہیں چاہئے کہ ہم کوئی بھی ڈویلپمنٹ کا کام کریں۔ ترقیاتی بجٹ ہم اس قدر بڑھا دیتے ہیں کہ

ہماری بنیادی ضروریات پیچھے رہ جاتی ہیں اور ہم بڑے بڑے flyover میٹرو اور لیپ ٹاپ کی تقسیم وغیرہ شروع کر دیتے ہیں جبکہ ہمارے سرکاری سکولوں میں بیٹھنے کی جگہ نہیں ہے، کمرے موجود نہیں ہیں، بچے فرش پر بیٹھتے ہیں، وہاں پر اس قدر برے حالات ہیں کہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ پچھلی دفعہ بھی وزیر تعلیم نے ایجوکیٹرز کی بھرتیوں کے بارے میں بات کی۔ ہمیں پتا ہے اور یہ سب جانتے ہیں کہ یہ چیز بہت ضروری ہے لیکن آج ہمیں بتا سکیں گے کہ کیا ہم ان مقاصد کو جنہیں حاصل کرنے کے لئے اس بجٹ کی allocation کرتے ہیں، کیا ہم نے وہ حاصل کر لئے ہیں؟ بالکل نہیں۔

جناب سپیکر! میں صحت کی بات کروں گی جو کہ میں نے اس میں include کی ہے۔ تیسری بات لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال ہے۔ ہمارے پاس جو بجٹ ہے اور جو بجٹ اس کے اوپر خرچ کر رہے ہیں تو اس سے وہ نتائج یا وہ ٹارگٹ achieve نہیں کر رہے جو کہ ہماری حکومت کا failure ہے۔ ایک سروے کے مطابق ہر 40 منٹ کے بعد ایک خاتون کو اجتماعی زیادتی کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ ہر چار منٹ کے بعد ایک بچی کے ساتھ اسی طرح کے واقعات ہو رہے ہیں تو ہم کہاں پر بیٹھ کر ان چیزوں کو دیکھتے ہیں اور ہماری priorities کیا ہیں؟ جب ہم بجٹ allocate کر دیتے ہیں تو اس کے بعد جو سب سے ضروری چیز ہے وہ اس کا check ہے۔ جب تک ہم اس پر check نہیں رکھیں گے اور اس کی مانیٹرنگ نہیں کریں گے تو کبھی بھی ہم وہ ٹارگٹ achieve نہیں کر سکتے اس لئے صرف اور صرف بجٹ کو allocate کر دینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ ہمیں اس پر proper check رکھنا اور اس کی مانیٹرنگ کرنا بھی بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر! میں نے نیٹ سے بھی کچھ ڈیٹا collect کیا ہے جس کی بناء پر میرے سامنے یہ چیزیں آئی ہیں کہ جب ہم بجٹ allocate کرتے ہیں تو اس میں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! اسے wind up کریں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! بس میں مکمل کرنے جا رہی ہوں۔ اگر ٹرانسپورٹ کی مد میں دیکھا جائے اور پنجاب کی آبادی پر اسے تقسیم کیا جائے تو 68 روپے فی کس خرچ ہو رہا ہے، صحت کی مد میں 177 روپے فی کس اور تعلیم کی مد میں 350 روپے فی کس لیکن اگر ہم دیکھیں کہ infrastructure پر کتنے پیسے خرچ ہوتے ہیں اور اس کا فی کس حساب کیا جائے تو وہ 695 روپے بنتے ہیں جو کہ بڑے افسوس کی بات ہے۔ جن چیزوں کو ہم نے priority پر رکھنا ہے وہاں پر ہمارا خرچ کیا ہے اور جن چیزوں کو ہم نے بعد میں دیکھنا ہے ان کو ہم پہلے کرتے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب محمد عارف عباسی صاحب!

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! بس ایک منٹ مجھے مزید دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ محترمہ! آپ اپنی تجاویز منسٹر صاحب کو لکھ کر دے دیں۔ جی، عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں عرض کروں گا کہ time bar کا لگا کر اپوزیشن کی زبان بندی اور تنقید سے راہ فرار ہے جو کہ ہمیں کسی طور پر بھی قابل قبول نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیا، کہہ رہے ہیں؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں یہ کہہ رہا ہوں کہ وقت کی پابندی لگا کر پانچ منٹ بولنا یہ اپوزیشن کی زبان بندی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! آپ کا بے حد احترام لیکن میرے سامنے ممبران بیٹھے ہوئے ہیں۔ دو دن پہلے ضائع ہو گئے ہیں۔ کل یہاں اپوزیشن کے لوگوں کو ایک ایک گھنٹہ دیا گیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس ایوان پر عوام کے per day کے حساب سے لاکھوں کروڑوں روپے لگ رہے۔ بس! آپ بات کریں ٹائم ختم ہو رہا ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ اجلاس کو extend کر دیں لیکن ہماری زبان بندی نہ کریں ہم سمجھتے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! اسی پر آجائیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں اسی پر آرہا ہوں اور یہی بات کر رہا ہوں کہ time bar لگا کر آپ کی حکومت تنقید سے راہ فرار اختیار کر رہی ہے تو اسی لئے جو آپ ٹائم کا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر آپ کہیں تو میں rules پڑھ دوں 206 rules کا 3 sub clause یہ میرے اختیار میں ہے the Speaker may fix time limit for the speech on a Bill or a motion. بس آپ بات کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ اپوزیشن کی زبان بندی اور تنقید سے راہ فرار ہے کہ آپ ہمیں بولنے نہیں دے رہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ بات کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ کی مہربانی ہے جو آپ پانچ منٹ بھی دے رہے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اگر آپ کہتے ہیں تو میں بولتا ہی نہیں ہوں اگر یہ بات ہے تو میں under protest walkout کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں عباسی صاحب! آپ اس طرح سے نہ کریں بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ دو ممبران اپوزیشن کے بولیں گے اور ایک حکومتی بنچوں سے بولے گا ہم اس کو follow کر رہے ہیں تو آپ اس طرح نہیں کر سکتے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اس میں time bar کی کوئی پابندی نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب عباسی صاحب! کل ایک ایک گھنٹہ تک اپوزیشن ممبران کو بات کرنے کا موقع دیا گیا ہے تو آپ کس طرح سے بات کر رہے ہیں؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ میری پوری بات سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں اس میں time fix کر سکتا ہوں یہ لکھا ہوا ہے بس آپ rules میں رہ کر اس پر بات کریں۔ no cross talk

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ زبان بندی ہے جس پُر ہم پر زور احتجاج کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: پانچ منٹ بات کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ تنقید سے فرار ہے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! یہ سب سے زیادہ بولتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! No cross talk, no cross talk خاموشی اختیار کریں۔ جی، عباسی صاحب! آپ بات نہیں کرنا چاہتے؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اگر آپ مجھے دو منٹ یا تین منٹ دے رہے ہیں تو میں نہیں بولتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے پانچ منٹ دیئے ہیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! پانچ منٹ میں کیا بات کروں گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! آپ کے پاس پانچ منٹ ہیں، آپ بات کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں نہیں بول رہا، میں under protest walk out کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر جناب محمد عارف عباسی احتجاجاً ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، next محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ!۔۔۔ سردار سبطین خان صاحب دیکھیں! بات یہ ہے آپ نے بھی یہاں بات کی ہے۔ کل یہاں پر بزنس ایڈوائزر کمیٹی میں ایک بات طے ہوئی تھی کہ دو ممبران اپوزیشن سے بولیں گے۔ چونکہ دو دن آپ لوگوں کی ہی وجہ سے معذرت کے ساتھ ضائع ہوئے ایک دن کورم point out کر دیا گیا اور دوسرے دن بھی یہی کچھ ہوا لیکن بات یہ ہے کل ایک ایک گھنٹہ یہاں پر بات کی گئی ڈاکٹر مراد راس صاحب نے اور باقی جتنے بھی ممبران تھے کسی کو interrupt نہیں کیا گیا، دیکھیں! آج آخری دن ہے منسٹر صاحب یہاں موجود ہیں انہوں نے wind up بھی کرنا ہے اور 12:30 تک اجلاس کا ٹائم ہے اس کے بعد نماز جمعہ کا بھی احترام کرنا ہے۔ کچھ تو اس میں مہربانی کریں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! بالکل اس بات پر کوئی اختلاف نہیں کہ دو ممبران اپوزیشن سے اور ایک ہمارے حکومتی بنچوں سے بولیں اُس میں یہ وجہ بھی ہے کہ ہمارے جو حکومتی بنچوں کے صاحبان ہیں ان کے پاس opportunities بہت ہوتی ہیں، یہ ان کے پاس 7۔ کلب روڈ، 90 شاہرہ قائداعظم، 8۔ کلب روڈ یہ سب کچھ لیکن ہم جو اپوزیشن کے لوگ ہیں Pre budget participation کے لئے اس forum کے علاوہ ہمارے پاس اور کوئی forum نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! آپ کی بات ٹھیک ہے۔ پانچ منٹ سے زیادہ معزز ممبران سے جو ادھر بیٹھے ہوئے ہیں اس پر بات بھی نہیں کر رہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مجھے تو ٹائم دے دیں، میں تو تین دن سے انتظار کر رہا ہوں۔ اسی طرح سے ابھی جمعہ کی اذان ہو جائے گی ہمیں سب کو جانا پڑے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ صاحب! سارے ممبران یہاں پر موجود ہیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر!آپ جمعہ کے بعد دو گھنٹے کا ٹائم رکھ لیں جنہوں نے بولنا ہے وہ بولیں جنہوں نے نہیں بولنا وہ نہ بولیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب!آپ تشریف رکھیں۔ عباسی صاحب واپس آجائیں مجھے سب کو ٹائم دینا ہے۔ عباسی صاحب میرے لئے سارے ممبران برابر ہیں واپس آجائیں۔ جی، محترمہ!آپ اپنی بات کریں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر!عباسی صاحب کو منانے کے لئے کسی کو بھیجیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب!آپ تشریف لے جائیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر!یہ تو مسجد والا اعلان ہو گیا، عباسی صاحب آجائیں آپ کو کچھ نہیں کہا جائے گا۔(قہقہ)

لیکن آپ ایک ممبر حکومتی ممبران میں سے بھیجیں میں بھی جاتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ سارے ہی میرے لئے برابر ہیں تو آپ چلے جائیں۔ شیخ صاحب!آپ ٹائم کے لئے کہہ رہے ہیں، میں نے سمجھا کہ آپ منانے کے لئے جانا چاہتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!میرے منانے سے کوئی آئے گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ!آپ بات کریں۔ چوہدری علی اصغر منڈا صاحب!آپ ذرا ساتھ جائیں اور جناب عباسی صاحب کو منا کر لائیں۔

(اس مرحلہ پر چوہدری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ)اور جناب محمد سبطین خان
جناب محمد عارف عباسی کو منانے ایوان سے باہر تشریف گئے)

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر!اس سے پہلے کہ میں بات کروں میں ایک گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ جب ہم بات کرتے ہیں اس floor سے تو مہربانی کر کے جو ہماری بہنیں اُدھر بیٹھی ہوئی ہیں وہ اس طرح سے نہ کریں کیونکہ اس میں ایوان کا بھی ٹائم ضائع ہوتا ہے اور ہم بھی اپنی پوری طرح سے بات نہیں کر سکتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں ان کو منع کروں گا آپ بات کریں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر!کیونکہ ہم حکومت کی help کرنا چاہتے ہیں ہم ان کو ایسے proposals دینا چاہتے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ بات کریں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ میں اپنی بات کروں pre-budget session میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے یہ موقع دیا اور میں قائداعظم محمد علی جناح کی بات سے شروع کرنا چاہتی ہوں اور میری جو discussion ہوگی اُس کا محور اقلیتیں ہوں گی۔ جب قائداعظم محمد علی جناح کو اقلیتوں کے تحفظ اور حقوق کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا ایک ہی جواب ہے کہ اقلیتوں کو تحفظ دیا جائے گا، پاکستان کی اقلیتیں پاکستان کے شہری ہوں گے اور انہیں وہ تمام برابر حقوق وفرائض بغیر کسی ذات نسل اور فرقہ کی تمیز کے دیئے جائیں گے جو کہ ایک عام پاکستانی شہری کے ہوں گے ان کے ساتھ انصاف اور برابری سے پیش آیا جائے گا۔ پاکستان ایک democratic state ہے یہ ایک جمہوریت ہے اور کوئی بھی جمہوریت پنپ نہیں سکتی وہ develop نہیں ہو سکتی جب تک وہاں کی اقلیتیں develop نہ ہوں۔ میں یہ چاہوں گی جب ہم پنجاب کا بجٹ بنائیں۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر جناب محمد عارف عباسی واک آؤٹ ختم
کر کے ایوان میں تشریف لائے)

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! welcome علی اصغر منڈا صاحب اور جناب محمد سبطین خان صاحب آپ کا بھی بہت شکریہ

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! ہم اس بات کو make sure کریں کہ minority communities کی development کا خاص خیال رکھا جائے۔ جب ہم حکومت میں بجٹ بناتے ہیں تو اس امر کی خاص ضرورت ہے کہ ہم ان طبقات کی جو oppressed ہیں، جو marginalized ہیں جن میں بچے خواتین اور non-Muslims ہیں بجٹ میں اُن کے لئے براہ راست ایسے مواقع فراہم کئے جائیں جس سے وہ مستفید ہو سکیں، جب پچھلے سال بجٹ اجلاس کے بعد ہمارے معزز وزیر خزانہ نے اپنی بات کو wind up کیا تو اس میں انہوں نے یہ بتایا کہ میری سفارش پر انہوں نے اقلیتی بجٹ 25 فیصد بڑھا دیا اور بڑھا کر 40 کروڑ کر دیا اور وزیر خزانہ نے اپنے اقلیتی ایم پی اے سے یہ بھی کہا کہ وہ زیادہ سے زیادہ اور اچھی سے اچھی تجاویز لے کر آئیں تاکہ اس بجٹ کو استعمال کیا جا سکے۔ خادم اعلیٰ نے 20 کروڑ روپے فنڈز کا اعلان کیا جس میں سے انہوں نے اپنے حکومتی ایم پی ایز کو ایک ایک کروڑ روپیہ دیا تاکہ وہ اپنے development projects مکمل کر سکیں اور 13 کروڑ روپیہ انہوں نے mega projects میں ضم کر لیا۔ 20 کروڑ روپیہ کہاں چلا گیا؟ اس کا کوئی اتا پتا نہیں ہے۔ میں یہ جاننا چاہوں

گی کہ اس کی detail ایوان میں دی جائے۔ میں بڑے ہی افسوس کے ساتھ کہنا چاہتی ہوں کہ سال میں ایک دفعہ کرسمس اور ایسٹر آتا ہے۔ وزیراعلیٰ نے اس کے لئے تین کروڑ روپے کا اعلان کیا جو حکومتی ایم پی ایز کے آپس کے جھگڑے میں ہی خورد برد ہو گئے اور آج تک وہ اقلیتوں کو نہیں مل سکے۔ یہ اچھی بات نہیں ہے کیونکہ کرسمس کو گزرے ہوئے بھی تین ماہ ہو گئے ہیں لیکن ابھی تک یہ فنڈز مہیا نہیں کئے گئے۔ اگلا ایسٹر بھی آنے والا ہے اس لئے میں چاہوں گی کہ ان کو فنڈز دیئے جائیں۔

جناب سپیکر! میں تعلیم کے شعبے میں آپ کی توجہ دلانا چاہوں گی کہ ایجوکیشن key ہے۔
It is key and can perform miracles if delivered in right direction
تعلیم ہی کی بدولت ہم جہالت، غربت اور بے روزگاری سے چھٹکارا حاصل کر سکتے ہیں۔ تعلیم کے لئے بجٹ میں اضافہ کیا جائے۔ میں آپ کی توسط سے ایوان کو بتانا چاہتی ہوں کہ ہمارے تعلیمی نصاب میں بہت سے ایسے مٹیریل ہیں جو hake ہیں جن کی وجہ سے فرقہ واریت، تعصب، نفرت اور شدت پسندی فروغ لے رہی ہے۔ ہماری نسلیں، ہمارے لوگ اور ہمارا پاکستان اس سے کھوکھلا ہوتا جا رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! Wind up کریں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں wind up کر رہی ہوں اس کے لئے ایک رپورٹ ہے اگر ایجوکیشن منسٹر یا وزیر خزانہ منسٹر یہ دیکھنا چاہیں تو اس میں وہ تمام لائنیں موجود ہیں جو ہمارے نصاب میں موجود ہیں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہ کہنا چاہوں گی کہ سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق جو سکول 1972 میں nationalize ہوئے تھے سپریم کورٹ نے 1985 میں فیصلہ کیا تھا کہ حکومت ان سکولوں کو واپس کرے۔ وہ تمام سکول جو ابھی تک واپس نہیں کئے گئے اور حکومت کی تحویل میں ہیں ان کو حکومت ان کے original owners کو واپس کرے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ! آپ یہ منسٹر صاحب کو دے دیجئے۔ اگلے سپیکر جناب محمد عارف عباسی ہیں۔ جناب آصف محمود صاحب نے کہا ہے کہ میرے پانچ منٹ بھی عارف عباسی صاحب کو دے دیئے جائیں۔ عباسی صاحب! اب آپ کے پاس دس منٹ کا ٹائم ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ pre budget کا جائزہ لینے اور آنے والے بجٹ میں جو تجاویز ہیں ان کے اظہار خیال سے پہلے میں چاہوں گا کہ اس ایوان سے بات شروع کی جائے۔ اس ایوان پر جو قوم کے کروڑوں روپے لگ رہے ہیں، یہاں کیا ہوا ہے؟ عوام

کی بنیادی ضروریات ہیلتھ، ایجوکیشن اور ڈویلپمنٹ پروگراموں کا جائزہ لیتے ہوئے میں بتانا چاہوں گا کہ حکومت اب تک کیا کچھ کرنے میں کامیاب ہوئی ہے۔ بدقسمتی کہ وہی ٹائم کا مسئلہ ہے حالانکہ اس ایوان میں time barred نہیں ہونا چاہئے کیونکہ یہاں پر ہم اپنی بات کرنے نہیں آتے بلکہ یہاں ہم عوام کی بات کرنے آتے ہیں اور اپوزیشن عوام کی زبان ہوتی ہے۔ ہمیشہ سے ٹائم کا بہانہ لگا کر ہمارے بولنے پر قدغن لگائی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ایک طرح سے جمہوریت کے خلاف ہے۔ ایوان میں ہر شخص کو آزادی ہونی چاہئے وہ جتنا مرضی بولے کیونکہ عوام کے لئے بولنے کی یہی ایک جگہ ہے اس کے علاوہ بولنے کے لئے ہمارے پاس کوئی اور جگہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے یہ بتانا چاہوں گا کہ حکومت کی جو کارکردگی اس ایوان میں ہے وہ انتہائی مایوس کن ہے۔ اُن کے پاس اتنی بھاری اکثریت ہے اس کے باوجود یہاں ہمیشہ کورم کا مسئلہ رہا ہے۔ کئی دفعہ کورم نہ ہونے کی وجہ سے قانون سازی ملتوی ہوئی، لاتعداد مرتبہ کورم کی کمی کی وجہ سے اجلاس ملتوی ہوا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ حکومتی ممبران کا حکومت کی کارکردگی پر عدم اعتماد ہے کہ وہ ایوان میں نہیں آتے اور قانون سازی نہیں ہوتی۔ ہمیں دیکھنا چاہئے کہ عوام کا کروڑوں روپیہ اس ایوان پر خرچ ہو رہا ہے اور اگر صرف کورم کی وجہ سے ملتوی ہوتا ہے، قانون سازی نہیں ہوتی تو اس کے ہم سب ذمہ دار ہیں مگر حکومت زیادہ ذمہ دار ہے کیونکہ اس کی 90 فیصد اکثریت ہے۔ حکومت کو دیکھنا چاہئے کہ اگر وہ کورم پورا نہیں رکھ سکتی تو پھر وہ عوام کے باقی مسائل کس طرح حل کرے گی؟

جناب سپیکر! اس کے بعد سب سے اہم مسئلہ پنجاب کا امن وامان ہیں۔ ہم اربوں روپیہ پولیس پر لگا رہے ہیں، اس کے عوض پولیس کی جو services ہیں اگر ہم اس کا جائزہ لیں تو وہ بہت مایوس کن ہے۔ مظفر گڑھ کا کیس جو ابھی recently سامنے آیا ہے اس میں ان درندوں نے اس بچی کے ساتھ کتنا ظلم کیا۔ دوسرا بڑا ظلم پولیس نے اس بچی کے ساتھ کیا اور میں کہتا ہوں کہ سب سے بڑا ظلم اس ایوان میں جمعہ کو ہمارے وزیر قانون صاحب نے یہاں تقریر کرتے ہوئے کیا کہ انہوں نے سارا ملبہ اس بچی اور اس کے خاندان پر ڈال دیا۔ وہ سب سے بڑا ظلم تھا۔ اس سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ عوام کے مسائل کے ساتھ ہمارا کتنا تعلق ہے اور پولیس ہمیں کیا کچھ deliver کر رہی ہے۔ جو مظفر گڑھ کا واقعہ ہوا ہے یہ ایک واقعہ نہیں ہے بلکہ پنجاب کے 99.9 فیصد کی یہی حالت ہے۔ پورا پنجاب پولیس سٹیٹ بن چکا ہے۔ پولیس نہیں سمجھتی کہ وہ کسی کے سامنے جوابدہ ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ پولیس کے جتنے بھی ذمہ داران ہیں ڈی سی او سے لے کر ایس ایچ او level تک جتنے بھی افسران appoint کئے جاتے ہیں ان

میں ذاتی پسند ناپسند، رشتہ داری، وفاداری یہ ساری چیزوں کو مدنظر رکھ کر کئے جاتے ہیں جس کی وجہ سے وہ سمجھتے ہیں کہ وہ عوام کے سامنے کسی طرح سے بھی جوابدہ نہیں ہیں جبکہ اُن کی تمام تنخواہیں عوام کے خون پسینے کی کمائی سے ادا کی جاتی ہیں۔ وہ عملاً حکمرانوں کے ذاتی ملازموں کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ حکمرانوں کے yes کے بغیر وہ کوئی کام کرتے ہیں، کوئی ایف آئی آر درج ہو سکتی ہے، کوئی ملزم گرفتار ہو سکتا ہے اور نہ ہی تحقیقات میرٹ پر ہوتی ہیں جب تک حکمران اشارہ نہ کریں۔ اگر وزیراعلیٰ مظفر گڑھ نہ جاتے تو کیا آپ سمجھ سکتے تھے کہ اس خاندان کو انصاف مل سکتا تھا؟ یہ چیزیں ہمیں دیکھنی چاہئیں کہ ایک وزیراعلیٰ کہاں کہاں تک جائے گا۔ کیوں ہم مشینری ٹھیک نہیں کر رہے ہیں، کیوں ہم سسٹم کو ٹھیک نہیں کر رہے ہیں کہ وزیراعلیٰ کو جانے کی ضرورت نہ پڑے؟ وزیراعلیٰ کا یہ کام نہیں ہے بلکہ یہ سسٹم کا failure ہے۔ جب کسی واقعہ پر وزیراعلیٰ کی نظر پڑ جاتی ہے یا میڈیا کی نظر پڑ جاتی ہے وہاں تو معاملات ٹھیک ہو جاتے ہیں لیکن پورے پنجاب میں دس کروڑ کی عوام تک، میں نہیں سمجھتا ہے کہ 0.1 فیصد بھی وزیراعلیٰ ان تک پہنچ سکیں گے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ جو اربوں روپے ہم پولیس پر لگاتے ہیں بجائے اس کے کہ پولیس کو اپنے مفادات کے لئے استعمال کریں پولیس کا سسٹم ٹھیک کیا جائے اور پولیس کو پابند کیا جائے کہ وہ عوام کو انصاف دے۔ پنجاب کی عوام کو ڈاکوؤں، سماج دشمن عناصر کے رحم و کرم پر نہ چھوڑا جائے۔

جناب سپیکر! اب میں اپنے علاقے کی طرف آتا ہوں۔ ضلع راولپنڈی جو کہ بدقماش اور جرائم پیشہ لوگوں کی آماجگاہ بن چکا ہے اور پولیس اس سے بالکل لاتعلق ہو چکی ہے۔ پچھلے سال پنجاب میں 323 قتل ہوئے، 435 اقدام قتل کی وارداتیں ہوئیں، 1419 ڈکیتیاں و چوریاں ہوئیں اور 946 گاڑیاں چھینی گئیں۔ اس میں سے پچاس فیصد بھی برآمدگی نہیں ہوئی۔ لوگوں کا ایک ارب روپے سے زیادہ کا مال و اسباب ضلع راولپنڈی میں پچھلے سال دسمبر تک لُوٹا گیا اور اس میں سے دس فیصد بھی برآمد نہیں ہوا۔ چالیس فیصد ملزم گرفتار نہیں ہوئے۔ پہلے لوگ دس گیارہ بجے کے بعد گھروں سے نکلنے سے ڈرتے تھے لیکن اس وقت راولپنڈی کی حالت یہ ہے کہ سورج غروب ہونے کے بعد کوئی بندہ بھی گھر سے باہر نکلنے کی جرأت نہیں کرتا۔ کل پرسوں رات کو ہماری پارٹی کے ڈپٹی جنرل سیکرٹری کوٹلی ستیاں راستے میں جا رہے تھے ان کی کار چھیننے کی کوشش کی گئی۔ جب انہوں نے مزاحمت کی تو ان کو مار دیا گیا۔ ایک ہفتے میں چار لوگ صرف ایک تھانہ وارث خان کی حدود میں مزاحمت پر قتل کر دیئے گئے۔ اگر ہم اتنا پیسا دے کر بھی عوام کی جان و مال کی حفاظت نہیں کر سکتے تو خدا کے لئے پھر ہمیں عوام سے یہ کہہ دینا چاہئے

کہ وہ اپنی جان و مال کی خود حفاظت کریں اور حکومت کو ان کی جان و مال کی حفاظت سے کوئی سروکار نہیں ہے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں ڈویلپمنٹ فنڈز کی طرف آتا ہوں۔ پچھلے آٹھ دس مہینوں میں راولپنڈی کم از کم میرے حلقے میں ایک روپیہ کا بھی کوئی ترقیاتی کام نہیں ہوا۔ میں یہ انتہائی ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ میرے حلقے میں لوگ 80 فیصد گندہ پی رہے ہیں اور 70 فیصد لوگ ہیپاٹائٹس کا شکار ہیں۔ اگر دس منٹ راولپنڈی میں بارش ہو جائے تو سیوریج سسٹم choke ہو جاتا ہے اور پانی لوگوں کے گھروں میں چلا جاتا ہے اور آپ ہسپتالوں میں چلے جائیں دوائیاں نہیں ملتیں۔

جناب سپیکر! یہ 40-ارب روپے میٹرو بس سروس پر لگا رہے ہیں جس شہر کے لوگوں کو پینے کا صاف پانی میسر نہیں ہے، جس شہر کے لوگوں کے نالے اور سیوریج سسٹم choke ہیں اور ہسپتالوں میں دوائیاں نہیں ہیں۔ اس شہر میں 40-ارب روپے ضائع کرنا میں یہی کہوں گا کہ بقول شاعر کہ:

لگا کر آگ شہر کو بادشاہ نے کہا
اٹھا ہے دل میں تماشے کا آج شوق بہت
جھکا کر سر سبھی شاہ پرست بولے
حضور! شوق سلامت رہے شہر اور بہت

میں کہتا ہوں کہ میٹرو بس سروس کا منصوبہ جو یہ راولپنڈی میں لگانے جا رہے ہیں، راولپنڈی کے عوام کو اس کی قطعی ضرورت نہیں ہے۔ خدا کے لئے یہ 40-ارب روپے آپ ہمارے پینے کے صاف پانی پر لگائیں۔ پچھلے ایک سال میں ایک فلٹر پلانٹ بھی ٹھیک نہیں ہوا، اس فلٹر پلانٹ کا change نہیں ہوا اور پینے کے پانی میں گٹر کا پانی شامل ہے۔ اگر کسی کو شک ہے تو میں یہاں رزلٹ لا کر دکھا سکتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! آپ اپنی بات کو wind up کر دیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! wind up ہی wind up ہے اور میں کیا کہوں؟ میں صرف یہی کہوں گا کہ اپوزیشن کو بولنے دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، سردار عامر طلال گوپانگ صاحب، سردار صاحب! ٹائم کم ہے مہربانی کر کے بات کو بہت مختصر کرنا۔

سردار عامر طلال گوپانگ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا نہایت شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع عنایت کیا کہ میں اپنے علاقے کے جو پیچیدہ مسائل ہیں ان کی نشاندہی کر سکوں۔ آپ کو اچھی طرح علم ہے کہ ہمارے علاقے کے لوگوں کا جو ذریعہ معاش ہے وہ کاشتکاری سے وابستہ ہے، 90 فیصد لوگ کاشتکاری کرتے ہیں اور کاشتکاری کے لئے نہری پانی شہ رگ کی حیثیت رکھتا ہے۔ میں آپ کے توسط سے وزیر خزانہ کو مخاطب کرتے ہوئے انتہائی مختصر گزارش کروں گا کہ وہ صرف اتنا note فرمالیں کہ مظفر گڑھ کنیال سے نکلنے والی جو لنک کینال ہیں وہ مظفر گڑھ کے 80 فیصد رقبے کو سیراب کرتی ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ عرصہ دراز سے ان کی کوئی overhauling and rehabilitation نہیں ہوئی۔ میری گزارش یہ ہے کہ مظفر گڑھ کنیال سے نکلنے والی تمام لنک کنیال کی rehabilitation کی جائے۔

جناب سپیکر! میری دوسری گزارش یہ ہے کہ میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے پنجاب کی تاریخ میں پہلی دفعہ ساؤتھ پنجاب کے مسائل پر توجہ کی اور اس سلسلے میں Southern Punjab Empowerment Committee بنائی اور اس کمیٹی میں بھی میں نے اس issue کی نشاندہی کی ہے کہ تحصیل علی پور دونوں اطراف سے دریا میں گھری ہوئی ہے۔ مشرقی سائیڈ پر دریائے چناب اور غربی سائیڈ پر دریائے سندھ ہے۔ گزارش یہ ہے کہ جو 2010 کا flood آیا تھا اس میں دو تحصیل سب سے زیادہ متاثر ہوئی تھیں اس میں تحصیل کوٹ ادو اور تحصیل علی پور شامل ہیں۔ جب 2010 میں تحصیل علی پور میں جو سیلاب آیا تھا میں نے اس وقت بھی یہ گزارش کی تھی

کہ فلڈ بند لنگر واہ جس کی rehabilitation کر لی جائے تو یہ سیلاب سے بچ جائے گی۔ صرف ایک کروڑ روپے کا خرچہ نہ کرنے کی وجہ سے یہ ہوا کہ flood آیا، اس کے نتیجے میں لاکھوں لوگ بے گھر ہوئے، لاکھوں ایکڑ پر کھڑی فصلات تباہ ہوئیں اور پنجاب حکومت نے اس پر اربوں روپے خرچ کئے۔ جب 2013 میں پچھلے سال flood آیا تو وزیر اعلیٰ خود تشریف لائے اور انہوں نے تحصیل علی پور میں جلسہ عام میں یہ وعدہ فرمایا تھا کہ میں انشاءاللہ تعالیٰ آنے والے بجٹ میں جو existent flood protection bands ہیں ان کو موضع سر کی تک مکمل کرواں گا۔ میری وزیر خزانہ سے یہ گزارش ہے کہ اس دفعہ بجٹ میں تحصیل علی پور کی flood protection bands ہیں ان کو موضع سر کی تک مکمل کیا جائے کیونکہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف خود وعدہ کر کے آئے ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ تیسرا issue یہ ہے اور وہ بھی اسی flood سے متعلقہ ہے کہ 2010 اور 2013 کے floods کے نتیجے میں تحصیل علی پور کی تمام رابطہ سڑکیں تباہی اور ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں۔ اس سلسلے میں بھی وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف علی پور تشریف لائے اور انہوں نے جلسہ عام میں یہ وعدہ فرمایا تھا کہ علی پور تحصیل کی تمام روڈ جو کہ flood کی وجہ سے damage ہوئی ہیں ان کی rehabilitation کی جائے گی اور اس سلسلے میں چیف منسٹر سیکرٹریٹ سے ایک directive بھی جاری ہوا جس کے against PC-1 بھی مکمل ہو چکا ہے۔ وزیر خزانہ سے میری گزارش یہ ہے کہ اس 50 کروڑ روپے کے PC-1 کو مدنظر رکھتے ہوئے اس دفعہ کے بجٹ میں فنڈز مختص کئے جائیں کیونکہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے خود وعدہ فرمایا تھا۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ باسمہ چودھری صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب احمد خان بھچر: جی، جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، احمد خان بھچر صاحب! آپ بات کریں۔

جناب شوکت علی لالیکا جناب سپیکر! ہماری باری کب ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب! اس کے بعد آپ ہیں، باجوہ صاحب ہیں اور اس کے بعد شیخ علاؤالدین صاحب ہیں بلکہ میں پوری کوشش کروں گا کہ سب کو ٹائم دوں۔ جی، احمد خان بھچر صاحب! فرمائیں!

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے pre budget discussion میں بولنے کا موقع فراہم کیا۔ میں بغیر تمہید کے کیونکہ ٹائم کی shortage ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: احمد خان بھچر صاحب! آپ بات جاری رکھیں، منسٹر صاحب note کر رہے ہیں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! آپ منسٹر صاحب سے بھی کہہ دیں کہ وہ note کریں، ہم اپنے دل کی بھڑاس پھر کسی اور ٹائم نکال لیں گے اب صرف pre budget discussion میں اپنے منصوبے آپ کو بتاتے ہیں جو ہماری تجاویز ہیں۔

جناب سپیکر! واں بھچراں کے حوالے سے میرا حلقہ پی پی-45 ہے تو میں اس حوالے سے بات کرتا ہوں کہ واں بھچراں ایک شہر ہے اور وہاں پر ڈگری گرلز کالج پہلے بن چکا ہے۔ میری تجویز ہے کہ 50 سے 60 ہزار اُدھر کی آبادی ہے اور دوسرا ڈگری کالج وہاں نزدیک ترین ہے وہ وہاں سے 30 سے 35 کلو میٹر دور ہے اور میری ایک تجویز ہے کہ واں بھچراں میں ڈگری کالج فار بوائز بنایا جائے اور next budget میں اس کی provision رکھی جائے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں سیوریج سسٹم کی بات کروں گا کہ وہاں پر سیوریج سسٹم 1985 میں بنا تھا جو بالکل اس وقت collapse ہوا پڑا ہے۔ میری گزارش ہے کہ وہاں پر اس سیوریج کو دوبارہ maintain کیا جائے اور شہر اتنا بڑھ گیا ہے کہ اس سیوریج کو دوبارہ maintain کر کے بڑھایا جائے۔ اگر مہربانی کر کے میرے points نوٹ کئے جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چودھری شیر علی صاحب note کر رہے ہیں؟

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! تقریباً 11- ارب روپے لاہور تا میانوالی روڈ کے لئے پچھلے بجٹ میں رکھے گئے تھے۔ اس میں واں بھچراں سے وہ سڑک گزرتی ہے۔ Dual road اُدھر ہماری ضرورت ہے کیونکہ ہمارا بہت بڑا شہر ہے اور اس میں سنگل روڈ ہے اس پر آئے روز حادثات ہوتے ہیں۔ اس میں ابھی تک کچھ پیشرفت نہیں ہوئی تو ہماری یہ suggestion ہے کہ میانوالی تک dual road بنایا جائے۔ اسی طرح ایک اور مسئلہ بھی ہے کہ موسیٰ خیل، چھدروں، ابا خیل، مظفر پور شمالی، واں بھچراں شمالی میں پانی کی depth تقریباً آٹھ سو سے ہزار فٹ تک ہے، میں نے اس مسئلے پر پچھلی دفعہ بھی عرض کی تھی اب پھر گرمیاں آ رہی ہیں وہاں پر درجہ حرارت پچاس سنٹی گریڈ سے بھی بڑھ جاتا ہے، وہاں پر پوزیشن یہ ہے کہ تمام ٹربائن اور واٹر سپلائیز بند پڑی ہیں اور جب متعلقہ حکام سے رابطہ کیا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ جس طرح زرداری صاحب کے دور میں ایک بات مشہور ہو گئی تھی کہ کچھ بھی ہوتا تھا تو کہتے تھے کہ زرداری صاحب نہیں کرنے دیتے۔ میں اس ایوان کے floor پر کہہ رہا ہوں کہ آپ کی جو مقامی انتظامیہ ہے وہ ہمیں یہ کہتی ہے اور بانگ دہل کہتی ہے کہ ہمیں میاں صاحب کا حکم ہے کہ آپ نے یہ کام نہیں کرنا۔ ہمیں یہ بھی پتا ہے کہ good governance کے حساب سے میاں صاحب یہ حکم نہیں دے سکتے۔ میں وثوق سے کہتا ہوں کہ کچھ اپنے پاس سے وہ ملاتے ہیں اور کچھ ادھر سے بھی شاید پیغام جاتا ہوگا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ وہاں پر جو واٹر سپلائیز بند پڑی ہیں، دوسری طرف چھدروں، موسیٰ خیل، واں بھچراں شمالی، مظفر پور شمالی اور ابا خیل کے جو areas ہیں وہاں پر اس وقت

بھی پانی کی depth ایک ہزار فٹ تک ہے اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ ان واٹر سپلائیز کو مکمل طور پر چلوایا جائے۔ پچھلے بجٹ اجلاس میں ایک چنگا پانی سکیم کی تجویز آئی تھی لیکن وہ implement نہیں ہوئی، اس چنگا پانی سکیم میں میانوالی بھی شامل تھا، اگلے بجٹ میں اس سکیم کو بھی شامل کر لیا جائے۔ اس کے علاوہ submersible pumps لوگوں کو دیئے جائیں جس سے لوگوں کے بہت سارے مسائل حل ہو جائیں گے۔ آپ سے ایک عرض اور بھی کروں گا کہ میانوالی پی پی-45 میں آپ نے بچیوں کے پرائمری اور مڈل سکولوں کی اپ گریڈیشن سکیم مانگی تھی جو میں نے دے دی تھی لیکن ابھی تک اس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا، اس حوالے سے میں یہ بھی عرض کروں گا کہ ان کو بحال کیا جائے اور ان سکیموں کو entertain کیا جائے۔

جناب سپیکر! میانوالی سٹی کے حوالے سے میں عرض کروں گا کہ وہاں ہمارے ہاں سرگودھا یونیورسٹی کا کیمپس ہے اس کے جو missing departments ہیں ان کو پورا کیا جائے۔ میں صرف دو منٹ آپ کے اور لوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میانوالی کا ایک انڈر پاس ہے اگر ایک بارش ہو جائے تو وہاں جوہڑ بن جاتا ہے، میری یہ بھی گزارش ہو گی کہ ایک انڈر پاس وہاں پر اور بنایا جائے۔ اس کے علاوہ میانوالی کا سیوریج سسٹم بالکل collapse ہو چکا ہے ابھی آپ کے محکمہ پی اینڈ ڈی نے یہ بتایا ہے کہ 450 ملین روپے سے ہم دوبارہ restore کر رہے ہیں، میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اس کو restore کیا جائے۔

جناب سپیکر! اسی طرح ایک اور گزارش میں آپ سے کروں گا کہ جس طرح سردار سبطین خان صاحب نے یہ کہا ہے کہ صحت کے جو بنیادی مرکز صحت ہیں وہ ہماری یونین کونسل میں نہیں ہیں۔ میری ایک یونین کونسل چک میرث ہے، وزیر موصوف اس کو اگر نوٹ فرمالیں، 30 سے 35 کلومیٹر اس کی لمبائی چوڑائی ہے، یہ بہت پھیلا ہوا علاقہ ہے یہاں پر بنیادی ہیلتھ سنٹر نہیں ہے۔ میں آپ کے توسط سے یہ گزارش کروں گا، اس وقت وزیر موصوف بھی تشریف فرما ہیں اس لئے وہاں پر بنیادی ہیلتھ سنٹر کی تجویز کو consider کیا جائے اور موسیٰ خیل کے ایریا میں گرلز ڈگری کالج موجود ہے وہاں پر بوائز ڈگری کالج کا اجراء کیا جائے۔ جب آپ میانوالی میں داخل ہوتے ہیں تو وہ کھنڈرات کا منظر پیش کر رہا ہوتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب آپ wind up کریں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! یہ میری آخری بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! اس روڈ کو میانوالی ملتان روڈ جو کہ پی ایس بیس کے سامنے، جہاں پر وزیراعظم صاحب بھی تشریف لے گئے تھے یہ روڈ اس کے سامنے سے گزرتا ہے۔ آپ بے شک اپنی کوئی related team بھجوادیں اور وہ اس روڈ کو چیک کر لے، اگر آپ کو محسوس ہو کہ وہ روڈ کسی ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر کا ہے تو آپ بے شک نہ بنوائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت بہت شکریہ۔

جناب احمد خان بھچر: شکریہ۔ باقی باتیں میں وزیر موصوف کو لکھ کر دے دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی جو بھی تجاویز ہیں وزیر موصوف کو دے دیں۔ جناب عبدالروف مغل صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے میاں محمد رفیق صاحب! آپ میرے لئے انتہائی قابل احترام ہیں، اس لئے میری گزارش ہو گی کہ پانچ منٹ کے اندر اپنی بات مکمل کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں
کاش کوئی پوچھے مدعا کیا ہے

pre budget بحث پر پانچ منٹ ایک مذاق ہے، میں اس سے زیادہ اور کیا کہوں۔ ایک شعر سے میں ابتداء کر رہا ہوں آپ کی نذر کرتا ہوں:

اگر سیاہ روپ ہونا ہی لکھا تھا قسمت میں میری
تیری آنکھ کا کاجل ہوتا تیرے رخسار کا تل ہوتا

جناب سپیکر! کاش آج وزیر قانون یہاں پر موجود ہوتے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: انہوں نے کیا کرنا ہے؟

میاں محمد رفیق: جنہوں نے شیخ علاؤالدین صاحب کی تحریک التوائے کار جو کہ دو کالم نویسوں کے خلاف تھی جنہوں نے مورد الزام ٹھہرایا تھا کہ ممبران اسمبلی انتظامیہ کے لوگ اپنے ناجائز کام کروانے کے لئے

لگواتے ہیں، میں شیخ علاؤالدین صاحب کی بھرپور حمایت کرتے ہوئے وزیر قانون کے ان الفاظ کے ساتھ کہ یہ بات درست ہے کہ وزیراعلیٰ صاحب screening کے بعد انتظامیہ کے لوگ یعنی ڈی پی او یا ڈی سی او کو لگاتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وزیراعلیٰ صاحب خود دن رات محنت کرتے ہیں، میٹنگیں کرتے ہیں، ورکنگ کرتے ہیں اور جہاں کہیں آنا جانا ہو تو وہ بھی عوام کے مسائل پر ایک great concerned رکھتے ہیں لیکن نتیجہ کیوں نہیں نکلتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ سابقہ دور کی کسی میٹنگ میں، میں نے وزیراعلیٰ صاحب سے یہ بات کہی تھی کہ وزیراعلیٰ صاحب آپ دن رات اتنی محنت کرتے ہیں پھر نتائج کیوں نہیں نکلتے؟ میں نے کہا تھا کہ "اپنی منجی تھلے ڈانگ دے" یہ on record بات ہے اور آج بھی میں وزیر قانون صاحب کی وساطت سے بات کو آگے چلاتا ہوں کہ وزیراعلیٰ صاحب تو نیک نیتی سے یہ ساری محنت کرتے ہیں لیکن جو لوگ ڈی پی او یا ڈی سی او مقرر ہو جاتے ہیں ان کے دماغ میں ایک تاریخی کردار بچہ سقہ کی روح شامل ہو جاتی ہے، جب بچہ سقہ کی روح ان کے اندر داخل ہو جاتی ہے پھر وہ من مانیاں بھی کرتے ہیں، کمیشن مافیا بھی بنتا ہے، اختیارات کا ناجائز استعمال بھی ہوتا ہے، کرپشن بھی بڑھتی ہے، بے چینی بھی بڑھتی ہے، جو کچھ نظر آ رہا ہے یہ سارا کچھ سب اچھا نہیں ہے۔ اب وقت کی کمی کے باعث میں اس بچہ سقہ کی دو تین مثالیں آپ کو دیتا ہوں۔ ایک تو میرے اوپر گزر رہی ہے۔ ڈی پی او ٹوبہ ٹیک سنگھ کے دماغ میں بھی بچہ سقہ داخل ہے۔ وہ جرائم پیشہ افراد کی پشت پناہی کرتا ہے اور باعزت لوگوں کو ذلیل کرتا ہے۔ میں نے احتجاج کیا، میں نے پریس کانفرنس کی اور تحریک استحقاق بھی دی تو پھر مجھے دھمکیاں ملنا شروع ہو گئیں کہ تمہیں اٹھوالیا جائے گا، تمہیں مروا دیا جائے گا اس کا پیچھا چھوڑ وغیرہ وغیرہ۔ اب میں بچہ سقہ کی دوسری بات بتاتا ہوں کہ میرے حلقہ سے ایک نہر نکلتی ہے وہ قاتل نہر ہے جس کا نام تریموں سدھنائی لنک کینال ہے یہ 1964 میں بنائی گئی اس وقت یہ نہر بنانے والوں کے بھیجے میں vision نہیں تھا اس لئے اسے کچا بنایا گیا جو seepage دے رہی ہے اور تین اضلاع جھنگ، ٹوبہ ٹیک سنگھ اور خانیوال کی تحصیلیں جن میں کمالیہ، پیر محل، شورکوٹ سٹی اور کبیر والا شامل ہیں کے دو سو دیہات کی ایک لاکھ ایکڑ سے زیادہ اراضی اس نہر کی seepage کی وجہ سے برباد ہو چکی ہے۔ دو دو مربع زمین کے مالک دیہاڑیاں کرنے پر مجبور ہیں وہ دن رات احتجاج کر رہے ہیں اور اخبارات میں بھی احتجاج آتا ہے۔ وزیراعلیٰ صاحب نے اس پر ڈائریکٹو بھی جاری کیا کہ اس کی

لائننگ کر دی جائے ان کی ہدایت پر تین دفعہ اس پر سروے بھی ہو چکا ہے لیکن وہ بچہ سقہ جس ذہن میں

موجود تھا اس وقت کے سیکرٹری Implementation نے سیکرٹری آبپاشی کی بنائی ہوئی ایک لاکھ روپے کی سمری بھیجی تاکہ اس کی لائننگ شروع ہو جائے اور On going سکیم بن جائے اسے ختم کر دیا۔

جناب سپیکر! میرے جتنے بھی ڈائریکٹو تھے اس نے ان کو بھی ختم کیا ہے۔ میں اس کی اور مثال آپ کو دیتا ہوں کہ recently بچہ سقہ کی روح میں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! بہت شکریہ wind up کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آخری بات سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آخری بات کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اسی تسلسل کی بات سن لیں کہ فیصل آباد ڈویژن میں بچہ سقہ افسر شاہی کی جو سوچ ہے اس نے ہماری ایک نہر پر جو کہ لوئر گوگیرہ ڈویژن ہے باگڑ سب ڈویژن کا brackish zone ہے پانی بھی کم ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اجلاس کا ٹائم دس منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

میاں محمد رفیق: وہاں اسی پر ایک نئی نہر گل ڈسٹری بیوٹری کا PC-I بنا دیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! بہت شکریہ۔ اگلے مقرر سردار شہاب الدین خان صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب احسان الحق باجوہ صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آخر میں مجھے ایک شعر تو پڑھنے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ نے شعر پہلے پڑھ دیا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آخر میں بھی پڑھنے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پڑھ دیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ وقت نہیں دیتے لیکن کہنے کو تو بے شمار باتیں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، مجھے پتا ہے، آپ شعر پڑھ دیں۔

میاں محمد رفیق: یہ شعر آپ کی نذر ہے، اس ایوان کی نذر ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب کی بھی نذر ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ شعر پڑھیں۔

میاں محمد رفیق:

ہم پرورش لوح وقلم کرتے رہیں گے
جو دل پہ گزرتی ہے رقم کرتے رہیں گے

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب احسان الحق باجوہ صاحب!

جناب احسان الحق باجوہ شکریہ۔ جناب سپیکر! ہمارے ضلع بہاولنگر کو دو بڑی نہریں فوڈواہ اور صادقیہ سیراب کرتی ہیں۔ جن کا ہیڈ silt up ہو چکا ہے بالکل بند ہو چکا ہے جس کی وجہ سے ہمیں 2500 کیوسک پانی کم مل رہا ہے، ماشاء اللہ وزیر آبپاشی تو کبھی نظر نہیں آئے لیکن ابھی وزیر خزانہ ادھر بیٹھے ہیں تو میں ان سے ہی گزارش کروں گا کہ ہمارے ہیڈ کو upgrade کیا جائے یہ ہمارے پورے ضلع کا problem ہے میرے ڈسٹرکٹ کے تمام ممبران یہاں پر موجود ہیں، ہم backward area کے لوگ ہیں لیکن ہمیں کبھی بھی ٹائم نہیں ملتا۔ میری پھر گزارش ہے کہ ہمارے ہیڈ کو upgrade کیا جائے تاکہ ہمارے ضلع کو پانی مل سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت ہمارا ملک صرف زراعت پر چل رہا ہے اگر پانی نہیں ملے گا تو ہمارا ملک ترقی کیسے کر سکے گا؟

جناب سپیکر! میں دوسری یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ضلع میں ٹوٹل brackish water ہے جس سے ہمارے ضلع میں ہیپاٹائٹس کے مریض 70 فیصد کے قریب ہیں۔ میں وزیر خزانہ صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ پچھلے پندرہ سال میں میری تحصیل چشتیاں میں ایک اینٹ بھی نہیں لگی۔ پہلے تو تحصیل ناظم کا دور تھا اس کے بعد گزشتہ دور میں ایم پی اے اور ایم این اے صاحب پیپلز پارٹی کے تھے اور وہ imported candidate تھے وہ اپنے حلقہ میں گئے، تحصیل میں گئے، انہیں حلقے کے لوگوں کے لئے کوئی دلچسپی تھی اور نہ ہی کوئی کام کرایا۔ اس وجہ سے میرے علاقے کی بہت بری حالت ہے لہذا میری استدعا ہے کہ تحصیل چشتیاں کے لئے کم از کم 20 واٹر سپلائیز ہر صورت دی جائیں تاکہ لوگوں کو پینے کا صاف پانی مل سکے اور بیماریوں سے بچ سکیں۔ میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ پیڈا کا سسٹم کسانوں کے لئے زہر ہے یہ پورے پنجاب میں نافذ نہیں کیا گیا بلکہ صرف چار اضلاع میں نافذ کیا گیا ہے ضلع رحیم یار خان، تھوڑا سا ضلع فیصل آباد، بہاولنگر اور بہاولپور میں یہ نافذ ہے۔ پہلے تو صرف محکمہ کرپشن کرتا تھا اب پیڈا کے صدر، جنرل سیکرٹری اور خزانچی کرپشن کر رہے ہیں ایک موگے کا دو دو لاکھ روپیہ لیا جا رہا ہے۔ میری گزارش ہے کہ پیڈا کے موجودہ سسٹم کو ہر صورت میں ختم ہونا چاہئے ہمیں

اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اگر کوئی ایسی مجبوری ہے تو صدر اور جنرل سیکرٹری کو معطل کر دینا چاہئے اور صرف محکمہ آبپاشی کو کام کرنا چاہئے۔ میں ایک اور انتہائی اہم مسئلے کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ پانی چوری کی روک تھام کے لئے مؤثر قانون بنایا جائے۔ وزیر قانون موجود نہیں ہیں لیکن میری استدعا ہے کہ اس میں کم سے کم دس سال کی سزا ہو اور یہ جرم قابل ضمانت نہیں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! ہمارے ضلع بہاولنگر میں سیڈ کارپوریشن کا ایک آفس تھا جو صرف چشتیاں میں تھا اور وہ پچھلے پندرہ سال سے کام کر رہا ہے، میں ڈاکٹر صاحب سے بھی دو تین بار ملا ہوں ان کو فائل بنا کر بھی دی ہے کہ ایم ڈی نے وہ دفتر ختم کر دیا ہے۔ میری استدعا ہے کہ یہ سیڈ کارپوریشن کا دفتر ہر صورت میں بحال ہونا چاہئے پورے ضلع میں ایک ہی آفس تھا جہاں سے اچھا بیج ملتا تھا۔ جناب! تھوڑی سی توجہ مجھے دیں میں سیڈ کارپوریشن کی بات کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ آپ کی بات سن رہے ہیں۔

جناب احسان الحق باجوہ: جناب سپیکر! اگر بیج اچھا ملے گا تو ہمارے کسانوں کو فائدہ ہوگا اور ہماری فصلیں اچھی ہوں گی۔ میں ایک اور ضروری بات کرنا چاہتا ہوں کہ ہم ٹی ایم اے کے سسٹم سے مطمئن نہیں ہیں ساری کرپشن ٹی ایم اے کے سسٹم میں ہو رہی ہے۔ صفائی کے انتظامات بالکل نہیں ہیں لہذا میری گزارش ہے کہ ٹی ایم اے کے صفائی کے سسٹم کو private کر دیا جائے، تنخواہیں بھی کم ہوں گی اور کام بھی زیادہ اچھا ہوگا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ باجوہ صاحب!

جناب احسان الحق باجوہ: میں آخری بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، wind up کر لیں۔

جناب احسان الحق باجوہ: جناب سپیکر! چشتیاں شہر کی آبادی ساڑھے تین سے چار لاکھ تک ہے لیکن اس میں صرف ایک تھانہ موجود ہے لہذا استدعا ہے کہ یہاں ایک اور تھانہ منظور کیا جائے۔ میں اس کی ایک مثال دیتا ہوں کہ پچھلے سال میں دس محرم کو ایک بہت بڑا سانحہ پیش آیا جس میں امام بارگاہ جلا دی گئی، دکانیں جلا دی گئیں اور کروڑوں روپے کا نقصان ہو گیا۔ یہ سانحہ بالکل راولپنڈی اور ملتان سانحہ کی طرح کا ہے لہذا میں آپ کے توسط سے میاں محمد شہباز شریف سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میرے شہر میں

کروڑوں روپے کا نقصان ہوا ہے۔ اگر راولپنڈی کے لوگوں کو مالی امداد دی جا سکتی ہے اور ملتان کے لوگوں کو مالی امداد دی جا سکتی ہے تو میرے شہر چشتیاں کے لوگوں کو بھی مالی امداد دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: باجوہ صاحب! Thank you very much بہت شکریہ۔ بہت شکریہ۔ باجوہ صاحب! اب ٹائم ہو گیا ہے۔ سردار احمد علی دریشک صاحب!

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر! احمد علی صاحب اور خرم وٹو صاحب کے behalf پر میں دس منٹ بول رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! چونکہ آپ کہہ رہے ہیں کہ دس منٹ بات کرنی ہے تو میں آپ کو ان کے بعد موقع دے دیتا ہوں۔

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر! میں بالکل wind up کرتا ہوں میرے bullet points ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: پھر پانچ منٹ۔ چونکہ احمد علی صاحب موجود نہیں ہیں انہی کے حوالے سے بات کریں گے۔ جی، سردار صاحب!

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر! میں انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے ٹائم دیا۔ میں وزیر خزانہ صاحب کی خدمت میں ایک شعر سے اپنی بات کا آغاز کروں گا کہ:

تم جسم کے خوش رنگ لباسوں پہ ہو نازاں
میں روح کو محتاج کفن دیکھ رہا ہوں

جناب سپیکر! میں نے اس سے پہلے راجن پور میں بطور ڈسٹرکٹ ناظم serve کیا ہے، بجٹ preparation کے حوالے سے کچھ bullet points ہیں جو میں ضرور گزارش کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: No cross talk ان کی بات سنیں۔

سردار علی رضا خان دریشک: وزیر صاحب سے سب سے پہلے میری گزارش ہو گی کہ ہمارا بجٹ need based ہونا چاہئے very unfortunately I have observed this thing کہ ہمارے بجٹ usually Commission based ہوتے ہیں۔ محکمے اپنی ڈیمانڈ دیتے ہیں اور وہ ڈیمانڈ need سے justified نہیں ہوتی بلکہ وہ Commission سے justified ہوتی ہے۔ میں توجہ چاہوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! ان کی بات سنیں۔

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر! میں وزیر خزانہ کی توجہ چاہوں گا کہ ہمارا بجٹ need base ہونا چاہئے، بیوروکریسی یا آفیسرز کے ہاتھ میں بجٹ مت دیجئے وزیر موصوف خود اس بجٹ کو دیکھیں اور Commission based بجٹ نہ ہو، secondly ایک بہت important چیز ہے جو بجٹ کے ساتھ ancillary ہے that is rate contract میں گزارش کرتا ہوں کہ میں نے اپنے پرائیویٹ استعمال کے لئے ایک fax machine لی جس کی قیمت 9000 روپے تھی اور بطور ڈسٹرکٹ ناظم مجھے جو fax machine دی گئی وہ چلتی بھی نہیں تھی اور اس کی قیمت 18000 روپے تھی۔ جب میں نے کہا کہ یہ مشین نہ لیں بلکہ کوئی سستی مشین لیں تو مجھے ایک جملہ بتایا گیا کہ جناب یہ صوبائی حکومت کا ریٹ کنٹریکٹ ہے، میری استدعا ہے کہ ریٹ کنٹریکٹ کو بھی genuine basis پر دیکھا جائے۔ تیسری چیز جو دیکھنے میں بہت minor لگتی ہے that is some fictitious heads of the budget مثال کے طور پر ہمارے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ میں ایک head hot and cold weather charges تھا اس مد میں 10,000، 20,000 یا 30,000 روپے رکھ دیا جاتا ہے اگر اسے پنجاب میں 3,000 یا 4,000 سے ضرب دی جائے تو وہ رقم کروڑوں میں بنتی ہے۔ میری اپیل ہو گی کہ ایسے fictitious heads ختم کئے جائیں۔

جناب سپیکر! ایک بہت بڑا المیہ یہ ہے کہ ہم لوگ project proposals بناتے ہیں PC-I بنتا ہے اس میں maintenance and repair کا کچھ نہیں رکھا جاتا، maintenance and repair is part of non developmental budget, My appeal is کہ ہم اسے اٹھا کر development side پر لے آئیں اور پانچ یا آٹھ سال at least provision دی جائے جس کے اندر maintenance and repair کا بجٹ رکھا جائے۔ وقت بہت قلیل ہے اور میں اپنے ضلع کے حوالے سے بھی ضرور بات کروں گا۔ ہمیں سب سے زیادہ ضرورت سیلاب روکنے کے لئے بند کی ہے۔ آپ تو خود اس علاقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہمیں دونوں طرف سے یعنی دریا اور رود کوہی کا سیلاب hit کرتا ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے پہلے بھی بہت کرم نوازی کی، وہاں تشریف لے کر آئے اور ہمیں ہزاروں گھنٹے دیئے لیکن بدقسمتی سے وہ گھنٹے misuse ہوئے۔ یہ گھنٹے political whims پر استعمال ہوئے۔ میں یہ کہوں گا کہ سڑکیں، بجلی اور دوسری سہولیات بعد کی بات ہے ہمیں پہلے اپنے پاؤں پر تو کھڑا ہونے دیں۔ اگر حکومت کے پاس funds نہیں ہیں تو

میری حکومت پنجاب سے استدعا ہو گی کہ non-governmental organizations کے ساتھ معاہدہ کیا جائے۔ ہمیں بھکاری نہ بنایا جائے۔ ہمیں آٹے، گھروں اور tents کی ضرورت نہیں ہے۔ ان سب چیزوں پر جو اربوں روپے خرچ کئے جاتے ہیں وہ سیلاب روکنے کے لئے بند کی بحالی پر خرچ کئے جائیں۔ اسی طرح سیلاب روکنے کے لئے پُرانے بند کی rehabilitation اور نئے بند کی تعمیر کے بعد repair maintenance and کے حوالے سے کوئی رقم مختص نہیں کی جاتی۔ آپ خود علاقہ پچادھ سے تعلق رکھتے ہیں یہ پہاڑی علاقہ ہے اور وہاں آج بھی انسان، ہماری مائیں، بہنیں اور بیٹیاں جانوروں کے ساتھ پانی پینے پر مجبور ہیں۔ اس سے پہلے جو سکیمیں ہیں ان کو کوئی own نہیں کرتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! wind up کر لیں۔

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر! میں دو منٹ میں اپنی بات ختم کر لوں گا۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ان سکیموں کو Consumer Committees کے حوالے کرنے کی بجائے ٹی ایم اے کو دی جائیں۔ ان کی maintenance and repair کا بجٹ ضلع کونسل رکھے۔

جناب سپیکر! آپ کو یاد ہو گا کہ سوئی گیس کے لئے وفاقی حکومت نے funds release کئے تھے لیکن صوبائی حکومت کی طرف سے funds نہیں رکھے گئے۔ ہم criticize نہیں کرتے۔ لاہور اور اپر پنجاب کے لوگ ہمارے بھائی ہیں۔ ہم اعتراض نہیں کرتے ان کو ضرور دیں بلکہ اس سے زیادہ دیں لیکن خُدا کے واسطے جو ہمارا حق بنتا ہے وہ ہمیں بھی دیا جائے۔ داجل کینال کی extension سے ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ آبادی کو فائدہ پہنچے گا اور شاید اس سے بھی زیادہ لوگ اپنے قدموں پر کھڑے ہو جائیں۔ اس کی feeder نہریں بنی ہوئی ہیں۔ اگر ریکارڈ چیک کرائیں تو معلوم ہو گا کہ نہری پانی ٹیل تک نہیں پہنچتا تو ہمیں یہ دیا جائے۔

جناب سپیکر! اب میں محکمہ صحت کے حوالے سے چند باتیں کروں گا۔ میرے پاس پرویز الٰہی انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی ملتان کے facts and figures موجود ہیں۔ اگر آپ اس کا catchment area دیکھیں تو یہ ملتان، ڈیرہ غازی خان، بھکر ڈویژن اور کچھ علاقہ سرحد اور بلوچستان کو cater کرتا ہے۔ اس ہسپتال میں ہر مہینے 170 آپریشن ہوتے ہیں۔ اٹھارہ سو کے قریب انجیو گرافی اور انجیوپلاسٹی ہوتی ہیں۔ اگر آپ اس کو لاہور انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی اور راولپنڈی انسٹی ٹیوٹ آف کارڈیالوجی کے ساتھ compare کریں تو یہ برابر برابر جا رہے ہیں لیکن very unfortunately پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور کو 1622.934 ملین روپے کا بجٹ دیا جاتا ہے، راولپنڈی

انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کو 1680.383 ملین روپے کا بجٹ دیا جاتا ہے جبکہ ملتان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کو صرف 756 ملین روپے کا بجٹ دیا جاتا ہے۔ ہمیں کوئی نیا ہسپتال نہیں چاہئے لیکن میری درخواست ہے کہ at least ہمیں at par کیا جائے۔ ہم اس بجٹ کی مخالفت نہیں کرتے لیکن ہمیں بھی اس کے برابر بجٹ دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! مہربانی کر کے اب تشریف رکھیں۔

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر! صرف ایک منٹ مزید لوں گا۔ یہ میرا آخری point ہے۔ رانا ثناء اللہ صاحب نے یہاں پر بہاولپور صوبہ بنانے کے حوالے سے ایک قرارداد منظور کرائی تھی۔ پہلے ان کی مرکز میں حکومت نہیں تھی لیکن اب تو ماشاء اللہ مرکز اور پنجاب میں آپ ہی کی حکومت ہے۔ میری درخواست ہے کہ ہمارے اس صوبے کی قرارداد پر عملدرآمد کیا جائے۔ میں نے سُنا ہے کہ اس حوالے سے کوئی کمیٹی بنی ہے۔ ہمیں اس کمیٹی کا حصہ نہیں بنایا گیا لیکن میرا یہ concern نہیں۔

جناب سپیکر! آپ اس بات کو جانتے ہیں کہ ڈیرہ غازی خان ڈویژن کے وکیل ہفتے میں دو دن سراپا احتجاج رہتے ہیں اور وہ کورٹس میں نہیں آتے۔ میں یہ کہوں گا کہ ہمیں at least divisional level پر ہائی کورٹ بنچ فراہم کیا جائے۔ اسی طرح ہمارے بچے لاہور اور اسلام آباد کے طالب علموں کے ساتھ compete نہیں کر سکتے۔ ہمیں divisional level پر پبلک سروس کمیشن establish کر کے دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اجلاس کا وقت تین بجے تک بڑھایا جاتا ہے اور اب دو بجے تک کے لئے نماز جمعہ کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے اجلاس کی کارروائی
سہ پہر 3:00 بجے تک ملتوی کی گئی)

(نماز جمعہ کے وقفہ کے بعد جناب قائم مقام سپیکر 2 بج کر 15 منٹ
پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محترمہ نجمہ بیگم صاحبہ!

محترمہ نجمہ بیگم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! مجھے نو مہینے کے بعد بولنے کا ٹائم ملا۔ (قہقہے)

جناب قائم مقام سپیکر: کیا کہا ہے آپ نے؟

محترمہ نجمہ بیگم: نو مہینے کے بعد بولنے کا موقع ملا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کو بہت مبارک ہو۔

محترمہ نجمہ بیگم: جناب سپیکر! میرا تعلق ڈی جی خان سے ہے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے خواتین کے لئے جو اقدامات کئے ہیں ہم ان کو سراہتے ہیں، بہت ہی اچھے اقدامات ہیں لیکن میں ان خواتین کی بات کروں گی جو بیوہ ہیں جن کے خاوند فوت ہو چکے ہیں یا جن کے خاوند نشہ کرتے ہیں اور ان کے چار چار، پانچ پانچ بچے ہیں جو اپنے بچوں کو سکول نہیں بھیج سکتیں۔ ان کے پاس کوئی ہنر ہے اور نہ ہی وہ پڑھی لکھی ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: وارث کلو صاحب! جب تک وزراء تشریف نہیں لاتے، آپ معزز ممبران کے points note کرتے رہیں۔

محترمہ نجمہ بیگم: ان خواتین کے لئے ہم نے کیا اقدامات کرنے ہیں؟ ہم کہتے ہیں کہ بچے سکول نہیں جاتے بچے کیسے سکول جائیں، ان کو گورنمنٹ سکولوں کی طرف سے کتابیں بھی ملتی ہیں لیکن انہوں نے صاف کپڑے پہن کر سکول جانا ہوتا ہے، کپڑوں کو صاف کرنے کے لئے ان کو صابن اور واشنگ پاؤڈر کی بھی ضرورت پڑتی ہے، ان کے حالات ایسے ہیں کہ وہ واشنگ پاؤڈر اور صابن بھی نہیں خرید سکتیں کہ اپنے بچوں کو صاف کپڑے پہنا کر سکولوں میں بھیجیں۔ ایسی خواتین کے لئے میری تجویز ہے اور یہ صرف ڈیرہ غازی خان کی خواتین کے لئے نہیں بلکہ پورے پنجاب کی خواتین کے لئے ہر یونین کونسل کی سطح پر شاپس الاٹ کی جائیں، سرکاری زمینیں کافی پڑی ہوتی ہیں وہاں پر ان کو شاپس الاٹ کی جائیں، جس طرح ہمارے ڈی جی خان میں ایک ماڈل بازار بنایا گیا ہے اگر اس میں سے آدھی دکانیں خواتین کو دے دی جائیں تو وہ خواتین اپنے سٹال لگا کر اس میں فروخت بھی خواتین کریں اور خرید بھی خواتین کریں۔ چائے کی کنٹین لگا سکتی ہیں، دہی بھلے لگا سکتی ہیں، تنور پر روٹیاں لگا سکتی ہیں۔ اس سے ان خواتین کی حالت بدلے گی، ہمیں ان خواتین کے لئے کچھ کرنا چاہئے، یونیورسٹیوں میں، کالجوں میں اور سب جگہوں پر پڑھی لکھی بچیاں adjust ہو جائیں گی لیکن ہمیں ان خواتین کے لئے کچھ کرنا ہے۔ ہم بیت المال اور زکوٰۃ

کے فنڈ میں سے ان کو نہیں دے سکتے، اگر ہم نے انہیں خود مختار بنانا ہے تو پھر ان کو روزگار دینا ہوگا۔ یہ جو خودکشیوں کے واقعات ہو رہے ہیں، جو بچوں کو نہروں میں ڈال رہی ہیں یہ سب کچھ ان حالات کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ لاہور میں اچھرہ بازار کے سامنے انڈر پاس ہے وہاں تیس دکانیں بنائی گئی ہیں مجھے نہیں پتا کہ ان دکانوں کا کیا کچھ ہونا ہے لیکن وہ تیس دکانیں بند ہیں۔ میرا روز ادھر سے گزر ہوتا ہے ایک خاتون نے وہاں پر اُبلے ہوئے چنے اور آلو کا سٹال لگایا ہوتا ہے۔ کاش ہم اس عورت کو وہ دکان ہی دے دیتے تاکہ وہ باعزت طریقے سے اس دکان میں روزگار کما سکے۔ میں اس سے روز ہی آلو چنے لیتی ہوں تاکہ اس کی حوصلہ افزائی ہو۔ یہاں پر ٹائم گزار کر جاتے ہیں تو ظاہر ہے بھوک بھی لگی ہوتی ہے میں ایک عام ایم پی اے ہوں میرے پاس گاڑیاں وغیرہ نہیں ہیں۔ میں جب پیدل گزرتی ہوں تو اس عورت کو دیکھتی ہوں اور میں روزانہ اس سے آلو چنے لیتی ہوں تاکہ اس کی حوصلہ افزائی ہو اور وہ کسی سے بھیک نہ مانگے۔ میری یہی گزارش ہے کہ ان خواتین کے لئے کچھ کیا جائے اور بجٹ میں ان کے لئے کچھ رکھا جائے۔

جناب سپیکر! میرے ڈیرہ غازی خان میں جو خواتین ٹیچرز دیہاتوں میں تعینات ہیں ان کے لئے حکومت کی طرف سے ٹرانسپورٹ کی کوئی سہولت نہیں ہے۔ وہ عام ہائی ایس میں جاتی ہیں تو انہیں مسائل پیش آتے ہیں اور انہیں مردوں کے ساتھ جانا پڑتا ہے لہذا استدعا ہے کہ ڈیرہ غازی خان میں ان خواتین ٹیچرز کے لئے ٹرانسپورٹ کا انتظام کیا جائے تاکہ وہ باعزت طریقے سے اپنے سکولوں میں جائیں اور اپنی ڈیوٹی انجام دیں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: Thank you very much جناب امجد علی جاوید صاحب!

جناب امجد علی جاوید: شکریہ۔ جناب سپیکر! ٹائم bound کرنے کے لئے میں ایک شعر آپ کی نذر کرتا ہوں۔

ایک فرصت گناہ ملی وہ بھی چار دن
دیکھے ہیں ہم نے حوصلے پروردگار کے

جناب سپیکر! پانچ منٹ میں کتنی بات کی جا سکتی ہے؟ میں اپنی گزارشات اپنے حلقے تک محدود رکھتے ہوئے وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ جب بجٹ بنانے کا مرحلہ شروع ہوتا ہے تو ایوان میں یہ بات بار بار کی جاتی ہے کہ یہ بجٹ پیچھے بیٹھے کچھ بابو بنا رہے ہوتے ہیں۔ جب بجٹ بنانے والے بابو اس عوام کا خون نچوڑنے کے لئے اور پسے ہوئے لوگوں کو مزید پیسنے کے لئے آپ کو تجاویز پیش کر

رہے ہوں گے تو آپ سے گزارش ہے کہ آپ اس بات کو مدنظر رکھیں کہ آج افلاس، غربت اور بے روز گاری کے ہاتھوں جو لوگ تنگ ہیں خودکشیاں کر رہے ہیں ان کو ضرور مدنظر رکھا جائے چونکہ وقت کم ہے اس لئے میں ان کی نذر بھی ایک شعر ہی کروں گا۔

میرا ظرف دیکھ کر ذرا بجلیاں گرانا
مجھے تاب ہے جہاں تک وہیں تک نقاب اٹھانا

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کو یہ شعر میاں صاحب نے تو نہیں لکھ کر دیئے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! آج میں نے میاں صاحب کو لکھ کر دیئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چلیں!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا حلقہ ٹوبہ ٹیک سنگھ شہر سے ہے جو ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہے لیکن وہاں ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال کی یہ صورتحال ہے کہ ایک ایک بیڈ پر دو دو مریض لٹانے پڑتے ہیں اور پچھلے دو سال ضلعی گورنمنٹ کے پاس فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے یا فنڈز نہ دیئے جانے کی وجہ سے وہاں ادویات کی خرید نہیں ہو سکی اور پورے دو سال تک وہاں پر لوگوں کو ادویات میسر نہیں آئیں۔ بیوروکریسی کی جو بات کی جارہی ہے وہاں صورتحال یہ ہے کہ 1982 میں جو میڈیکل آفیسرز کی پوسٹیں دی گئی تھیں وہ اب ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں کم ہیں اور تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں میڈیکل آفیسرز کی پوسٹیں کم ہیں۔ بجٹ نہ ملنے کی وجہ سے ڈی ایچ کیو ہسپتال کا جنریٹر نہیں چلتا وہاں پر صرف ایک ایمبولینس ہے لیکن اس کے لئے بھی ڈیزل نہیں ملتا۔ میری گزارش ہو گی کہ ان تمام مسائل سے نمٹنے کے لئے براہ کرم ہمارے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال کو بھی لاہور کے ہسپتالوں کی طرح خود مختار کر دیا جائے تاکہ وہاں پر یہ چھوٹے چھوٹے مسائل حل ہو سکیں۔ میری یہ بھی گزارش ہو گی کہ اس ہسپتال کو مزید فنڈز دیئے جائیں چونکہ مین روڈ ہے اور وہاں روزانہ کے حادثات کی شرح بڑھ رہی ہے، ملتان سے چل کر فیصل آباد تک درمیان میں کوئی ٹراما سنٹر نہیں ہے اور حادثات کی صورت میں ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ اکثر زخمی مناسب first aid نہ ملنے کی وجہ سے راستے میں ہی دم توڑ جاتے ہیں لہذا میری یہ گزارش ہے کہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال کے طور پر اور اتنا طویل فاصلے میں ٹراما سنٹر نہ ہونے کی وجہ سے یہاں ٹراما سنٹر منظور کیا جائے۔ پچھلے دور میں اس کے لئے ڈائریکٹو بھی جاری ہوا لیکن ناگزیر وجوہات کی بناء پر اس پر عمل نہیں ہو سکا لہذا میری گزارش ہے کہ ٹراما سنٹر کو زیر نظر رکھا جائے اور دوسری یہ

گزارش ہے کہ آج ڈیلسز کی بھی بات ہوئی، ہمارے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں ڈیلسز کے لئے چار مشینیں ہیں لیکن عام مریضوں کے لئے صرف دو مشینیں استعمال میں آتی ہیں باقی سٹاف نہ ہونے کی وجہ سے اس سہولت کو چوبیس گھنٹے نہیں چلایا جا سکتا۔

جناب سپیکر! ابھی تو دو منٹ ہوئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: wind up کر دیں۔

جناب امجد علی جاوید: اچھا، جی۔ استدعا ہے کہ یہاں سٹاف دیا جائے ساتھ یہ بھی گزارش ہے کہ ساتھ میں دو کالج ہیں ان میں بھی سٹاف کی کمی ہے وہاں بھی دو دو سو سٹوڈنٹس کو ایک ایک ٹیچر پڑھا رہی ہے لہذا استدعا ہے کہ ان کالجوں میں بھی سٹاف میں اضافہ کیا جائے۔ اس حلقے کی پانچ رابطہ سڑکیں ہیں جن کی maintenance پر پچھلے تیس سال سے ایک روپیہ بھی نہیں لگایا گیا لہذا استدعا ہے کہ ان کی maintenance کے لئے فنڈز رکھے جائیں۔ وہاں پینے کے پانی کی یہ صورتحال ہے کہ سیوریج کی لائنیں mix ہو کر لوگوں کو پینے کا پانی مل رہا ہے اس وجہ سے پنجاب میں ہیپاٹائٹس کی سب سے زیادہ شرح ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ہوگی۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں وقت کی کمی کی وجہ سے پھر آخر میں ایک شعر پر ہی اپنی بات کا اختتام کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پلیز!

جناب امجد علی جاوید:

حالت تشنگی میں بھی غیرت مے کشی رہی باقی
توں نے جو پھیر لی نظر میں نے بھی جام رکھ دیا

جناب قائم مقام سپیکر: بہت بہت شکریہ۔ جی، مولانا الیاس چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! pre-budget بحث میں حصہ لینے پر آپ نے اجازت دی اور تجاویز مانگیں دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ کئی سالوں سے تجاویز تو لی جاتی ہیں لیکن جب budget books چھپتی ہیں تو ان میں وہ ضروری تجاویز یا سکیموں کا کہیں نام نظر نہیں آتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ترقیاتی کام بڑھانے کے لئے ملک اور صوبے میں امن کا ہونا ضروری ہے۔ آپ نے

دیکھا ہوگا اور سنا ہے کہ تمام ممبران ہی اس پر رونا رو رہے ہیں اور زبان زد عام یہ ہے کہ تھانوں کو ٹھیکے پر دے دیا گیا ہے۔ خدارا پولیس پر جو اربوں روپے صرف کئے جاتے ہیں ان کو احساس ذمہ داری دلایا جائے۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ پنجاب کو مبارک دینا چاہتا ہوں اور ان کا شکریہ بھی ادا کرنا چاہتا ہوں کہ پورے پنجاب کے جو بھی اہم ترین مسائل ہیں وہ ان پر نظر رکھے ہوئے ہیں۔ خصوصاً ہمارے چنیوٹ میں لوہا دریافت ہوا تو وہاں سے لوہا نکالنے اور سٹیل مل قائم کرنے کے لئے وزیر اعلیٰ روزانہ کی بنیاد پر کام کر رہے ہیں اور الحمد للہ جیسے ابھی انہوں نے اعلان کیا ہے کہ 26-مارچ 2014 کو چائنا کی ایک بہت بڑی کمپنی کے ساتھ وہ چنیوٹ میں ہی بیٹھ کر معاہدہ طے کریں گے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر اس قسم کے ترقیاتی منصوبے روبعمل آتے رہے تو انشاء اللہ ہمارے crisis میں بہت کمی آئے گی۔

جناب سپیکر! میں ضلع چنیوٹ کے حوالے سے چند تجاویز دینا چاہتا ہوں کہ چنیوٹ کو ضلع بنے چھ سال ہو گئے ہیں لیکن ابھی تک ڈسٹرکٹ اور جوڈیشل کمپلیکس نہیں بن سکا اس کی تعمیر کی جائے۔ نارمل سکول برائے تربیت معلمین، گورنمنٹ گرلز مڈل سکول تھانہ سٹی روڈ، ایسے ہی پرائمری بوائز سکول موضع کولیاں، گورنمنٹ بوائز مڈل سکول، گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول موضع سلارے، گورنمنٹ گرلز اینڈ بوائز سکول محلہ صدیق آباد کو upgrade کرنے کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں۔ گورنمنٹ گرلز اور بوائز ہائی سکول چک نمبر 14 اور گورنمنٹ گرلز ہائی سکول سیٹلائٹ ٹاؤن کو ہائر سیکنڈری کا درجہ دیا جائے تو کالجوں کے اوپر سے بہت زیادہ بوجھ گھٹ جائے گا۔ سکولوں میں ایف اے کی سطح تک عربی اور اسلامیات کو فوری طور پر شامل کیا جائے اور ان مضامین کو لازمی قرار دیا جائے۔ نوجوانوں کو ہنر مند بنانے کے لئے چنیوٹ میں پولی ٹیکنیکل کالج کا قیام عمل میں لایا جائے۔ ڈسٹرکٹ ہسپتال چنیوٹ کی زمین کی خرید اور عمارت کے لئے funds مختص کئے جائیں۔ موجودہ سول ہسپتال کا عملہ اور مطلوبہ ادویات و آلات مکمل طور پر مہیا کئے جائیں۔ ہیپاٹائٹس کے تدارک کے لئے ہر کوئی صدا بلند کر رہا ہے۔ ہمارے ہاں بھی یہی صورتحال ہے۔ آج صبح دنیا ٹیلی ویژن چینل پر بھی چنیوٹ کی حالت زار بیان کی جا رہی تھی کہ ستّر فیصد لوگ ہیپاٹائٹس کے مرض میں مبتلا ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر! میری تجویز ہے کہ ہر یونین کونسل کی سطح پر دو دو فلٹریشن پلانٹس نصب کئے جائیں۔ کھوہ بابا جلا علاقہ جھنگڑ گلو تراں کے مقام پر دریائے چناب پر لوگوں اور ٹریفک کے گزرنے کے لئے فوری طور پر پُل تعمیر کیا جائے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ میں نے خود وہاں پر جا کر مشاہدہ کیا ہے۔ جھنگڑ گلو تراں کے علاقے میں تقریباً اٹھارہ دیہات موجود ہیں۔ وہ کپڑوں کے ساتھ دریا عبور نہیں

کر سکتے۔اس سے انسانیت کی بڑی بے حرمتی ہوتی ہے۔اس وقت لوگوں نے اپنی مدد آپ کے تحت کچھ پائپ ڈال کر اور دو چار لاکھ روپے خرچ کرکے ایک گزر گاہ بنائی ہوئی ہے لیکن اندیشہ ہے کہ یہ سیلاب کی نذر ہو جائے گی اس لئے وہاں پر پُل بنانا انتہائی ضروری ہے۔ جھنگڑ گلو تراں کے مواضع جو کئی سو مربع زمین پر مشتمل ہیں وہاں پر آمد و رفت کے لئے کوئی پختہ سڑک نہ ہے۔اس کی تعمیر چک نمبر125 جیبہ سے لے کر براستہ چک نمبر 13 تاہر سہ شیخ تک کی جائے۔اسی طرح موضع سلارا چک نمبر10 گجراں اور چک نمبر11 سدھووُں لنک روڈ کی مرمت کے لئے funds مہیا کئے جائیں۔کاشتکاروں کو ادویات، کھاد، بیج اور زرعی آلات کی خریداری کے لئے subsidy دی جانی چاہئے۔

جناب سپیکر! چنیوٹ ہیڈ کوارٹر اور اس کی تحصیلوں میں ہاکی، فٹ بال، کرکٹ اور دیگر کھیلوں کے لئے سٹیڈیم اور گراؤنڈز کی ضرورت ہے۔ہمارا ضلع اس حوالے سے بہت پیچھے ہے۔اسی طرح چنیوٹ کے فرنیچر کو عالمی شہرت حاصل ہے تو اس کی ترقی کے لئے وہاں پر ٹیکس فری زون بنایا جائے اور فرنیچر کی صنعت کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ میری ایک تجویز پورے صوبے کے لئے ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: چنیوٹی صاحب! آپ اپنی باقی تجاویز کے notes وزیر خزانہ کو دے دیں۔توفیق بٹ صاحب! کل آپ کافی دیر بیٹھے رہے ہیں تو اب آپ پانچ منٹ بات کر لیں۔

جناب محمد توفیق بٹ: بہت شکریہ۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! جب گوجرانوالہ کا نام آتا ہے تو چڑوں کے علاوہ اور بھی بہت کچھ یاد آ جاتا ہے۔(قہقہے)

پہلے جب گوجرانوالہ کا نام لیا جاتا تھا تو عام طور پر ذہن میں یہ بات آتی تھی کہ یہ ایشیا کا گندہ ترین شہر ہے۔ میں آج اس ایوان میں یہ کہتے ہوئے بڑا فخر محسوس کر رہا ہوں کہ جب آج گوجرانوالہ کا نام آتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ یہ خوبصورت ترین شہر ہے۔اس پر میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: توفیق بٹ صاحب! میں آپ کو سوشل میڈیا اور فیس بک پر دیکھتا رہتا ہوں۔ماشاء اللہ آپ بھی بہت محنت کر رہے ہیں۔

جناب محمد توفیق بٹ: جناب سپیکر! میں بھی وزیر اعلیٰ پنجاب کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ میں وزیر خزانہ کی توجہ صرف اپنے حلقہ پی پی-96 کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔گوجرانوالہ خوبصورت ترین شہر بنا ہے مگر اس کا سارا گندہ پانی اکٹھا ہو کر پی پی-96 کے گندے نالے میں گرتا ہے۔یہ گندہ نالہ پی پی-96 اور پی پی-93 سے گزر کر شہر سے باہر جاتا ہے۔یہ گندہ نالہ ہمارے لوگوں کو

بیمار کر رہا ہے اور میرے علاقے میں یہ نالہ ایک بد نما داغ ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے پچھلے سال اس نالے کو cover کرنے کی منظوری دے دی تھی۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کو pursue کیا جائے اور اس گندے نالے کو cover کر کے اس پر سڑک بنا دی جائے۔

جناب سپیکر! میں دوسری گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ گوجرانوالہ بائی پاس کے ساتھ ملحقہ علاقے پی پی۔96 میں آتے ہیں۔ پچھلی حلقہ بندیوں میں منڈھیالہ وڑائچ، ریڈیالہ، گوندلاں والا، کوٹلی پیر احمد شاہ کو شہر میں شامل کر لیا گیا تھا۔ اس سے ہمیں بڑا فائدہ ہونا تھا لیکن پھر یہ حلقہ بندیاں ختم ہو گئیں اور یہ علاقے شہر سے باہر چلے گئے ہیں۔ وہاں پر میونسپل سروسز کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ اس علاقے میں کوئی سیوریج اور واٹر سپلائی کا نظام نہیں ہے۔ میں وزیر خزانہ سے درخواست کروں گا کہ اس حوالے سے ایک جامع پلان مرتب کیا جائے اور اس علاقے میں سیوریج اور واٹر سپلائی کا منصوبہ دیا جائے۔ یہ علاقے بالکل شہری آبادی کے قریب ترین واقع ہیں۔ شہر سے صرف دو تین سو فٹ کی سڑک ہے یعنی تین سو فٹ ادھر کے لوگوں کو ساری سہولتیں میسر ہیں جبکہ اس علاقے کے لوگ ان سہولتوں سے محروم ہیں۔ اس بات کو خصوصی طور پر نوٹ کیا جائے۔

جناب سپیکر! میرے حلقہ میں کچھ علاقہ کنٹونمنٹ کا آتا ہے۔ ڈیفنس کے علاقے کے لوگ بہترین زندگی گزار رہے ہیں اور جدید سہولتوں سے مستفید ہو رہے ہیں مگر اس کے آس پاس کے علاقوں میں انتہائی بُرے حالات ہیں۔ اس علاقے کے لئے حکومت پنجاب کی طرف سے کوئی عوامی ریلیف کا پروگرام نہیں دیا گیا۔ چونکہ سب یہی سمجھتے ہیں کہ یہ کنٹونمنٹ کا علاقہ ہے لہذا کوئی ٹی۔ ایم۔ اے وہاں پر ترقیاتی کام نہیں کرتی اور وہاں پر کوئی ماڈل بازار نہیں ہے۔ کنٹونمنٹ کے علاقے میں جب چوکیاں بنائی گئیں تو کئی علاقے پیچھے کی طرف آ گئے جس میں امین پور کا علاقہ بھی شامل ہے۔ یہ علاقہ ایک جزیرہ کی شکل اختیار کر گیا ہے اور وہاں پر کوئی سڑک نہیں ہے۔ اس علاقے میں جب کوئی بیمار ہو جائے یا رات کو ایمرجنسی کی صورت میں شہر جانا پڑ جائے تو انہیں شہر آتے ہوئے دو تین گھنٹے لگ جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے وہاں پر کئی اموات راستے میں ہی ہو چکی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس علاقے میں سڑک تعمیر کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: توفیق بٹ صاحب! wind up کر لیں۔

جناب محمد توفیق بٹ: جناب سپیکر! میں آخری بات عرض کرنے لگا ہوں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے ہمارے علاقے میں ایک میڈیکل کالج بنوایا ہے اور اس کے ساتھ پانچ سو بستروں پر مشتمل ہسپتال کی منظوری بھی ہو چکی ہے۔ مہربانی کر کے آئندہ بجٹ میں اس ہسپتال کے لئے رقم مختص کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: توفیق بٹ صاحب! آپ اپنی باقی تجاویز تحریری شکل میں وزیر خزانہ کو دے دیں۔ دریشک صاحب! سردار علی رضا خان نے کہا تھا کہ سردار احمد خان نے مجھے اجازت دی ہے اور میں ان کی جگہ پر بھی بات کر رہا ہوں۔ اب چونکہ آپ خود بھی تشریف لے آئے ہیں تو بات کر لیں۔

جناب احمد علی خان دریشک: جی، بہت شکریہ۔ آپ کی بڑی مہربانی۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحبان! آپ سُنیں۔ یہ اب مجھ پر تنقید کرنے والے ہیں۔

جناب احمد علی خان دریشک: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اے اللہ میں تیری ہی بندگی کرتا ہوں اور تجھ سے ہی مدد مانگتا ہوں۔ میں قائم مقام سپیکر صاحب کا شکریہ ادا کروں گا کہ جنہوں نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ گزشتہ کافی دنوں سے میں دیکھ رہا ہوں کہ جب ہم کورم point out کرنے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو فوراً ہمیں موقع دے دیا جاتا ہے لیکن جب ہم پوائنٹ آف آرڈر یا کسی بات پر بولنا چاہتے ہیں تو ہمیں ٹوک کر بٹھا دیا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! میں مائیک نہیں کھولتا۔ ویسے کورم کے لئے آپ کہیں سے بھی، بے شک دروازے پر کھڑے ہو کر نشاندہی کریں تو اس پر موقع دیا جائے گا۔

جناب احمد علی خان دریشک: جناب سپیکر! کچھ دن پہلے محکمہ جنگلات کے اُوپر بات کی گئی تھی اور وزیر موصوف بھی یہاں پر تشریف فرما تھے۔ ہمارے ڈیرہ غازی خان ڈویژن میں پچاس فیصد سے زیادہ رقبہ بااثر لوگوں کے قبضہ میں ہے۔ اس علاقہ کو واگزار کرانے کے لئے وہاں کے فارسٹ افسران نے وزیر اعلیٰ کو ایک لیٹر لکھا ہے۔ یہ لیٹر اس وقت میرے پاس موجود ہے لیکن آج تک اس پر کوئی عمل درآمد نہیں ہوا۔ میں ہاتھ جوڑ کر اس ایوان سے کہوں گا کہ خدارا! جنگلات کا یہ رقبہ ان بااثر لوگوں سے واگزار کرایا جائے۔ میں یہ لیٹر وزیر خزانہ کی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں وہاں پر تقریباً دس سے بارہ ہزار ایکڑ اراضی بااثر زمینداروں کے قبضہ میں ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر کی طرف سے متعلقہ لیٹر وزیر خزانہ کو بھجوایا گیا)

جناب قائم مقام سپیکر: دریشک صاحب! اس حوالہ سے میں عرض کر دیتا ہوں کہ ایک کمیٹی بنادی گئی ہے جس کی میٹنگ 26-مارچ کو ہے آپ بھی اُس کمیٹی میں آ جائیں۔یہاں Chair پر بیٹھ کر شاید مجھے یہ بات نہیں کہنی چاہئے لیکن پرسوں ایک ٹیلیویژن چینل پر پاکستان تحریک انصاف کے صوبائی صدر پنجاب نے راناثناء اللہ خان کے ساتھ بیٹھ کر بات کی تھی توسیکرٹری صاحب! آپ سردار احمد علی خان دریشک کو بھی کمیٹی کی اُس میٹنگ میں بلالیں۔اُس کمیٹی میں بیٹھ کر یہ ساری بات ہو جائے گی۔

جناب علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر! ہم بھی اُس علاقہ کے stackholder ہیں تو مجھے بھی اُس کمیٹی کا حصہ بنایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اُس کمیٹی کے ممبر تو نہیں بن سکتے کیونکہ یہ معاملہ استحقاق کمیٹی کے پاس ہے لیکن میں سردار احمد علی خان صاحب کو اُس کمیٹی میں شامل کرلوں گا۔میری request پر اُس کمیٹی کی 26-مارچ کو میٹنگ بھی بُلا لی گئی ہے جس میں متعلقہ ڈیپارٹمنٹ، ڈی سی او، راجن پور، متعلقہ DFO اور پاکستان تحریک انصاف کے صوبائی صدر کو بھی زحمت دی جائے گی کہ وہ آئیں اور میری ذات کے حوالہ سے انہوں نے جو بات کی ہے اگر وہ اُس کمیٹی میں آکر اس چیز کو prove کرلیں گے تو اُس کے بعد کمیٹی جو بھی فیصلہ کرے گی ہمیں قبول ہو گا۔

جناب احمد علی خان دریشک: جناب سپیکر! پنجاب میں امن وامان کی صورتحال بہت ہی بُری ہے۔

جس شہر میں لٹ جائے فقیروں کی کمائی
اُس شہر کے سلطان سے کچھ بھول ہوئی ہے

جناب سپیکر! 50 فیصد لوگ اپنی ایف آئی آرز نہیں کرا سکتے کیونکہ وہ جب تھانے جاتے ہیں تو اُن کی ایف آئی آرز درج نہیں کی جاتیں۔اغواء برائے تاوان، ڈکیتی کی وارداتیں، موٹر سائیکل ڈکیتی کی وارداتیں عروج پر پہنچ چکی ہیں۔ میں آج سے دس دن پہلے کی بات کروں گا کہ قانون کے رکھوالے بارڈر ملٹری پولیس کے ایک ڈالے کا accident ہوا اُس میں بارڈر ملٹری پولیس کا باوردی ملازم سوار تھا جس نے شراب پی ہوئی تھی وہ ایف آئی آر میرے پاس موجود ہے۔یہ بارڈر ملٹری پولیس کے وہ ملازم ہیں جنہیں وزیراعلیٰ نے rules relax کرکے بھرتی کرایا۔اس وقت تک ان کے خلاف کسی قسم کی کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں انتہائی معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ آپ نے مہربانی کر کے pre-budget discussion کے لئے ٹائم بڑھایا تو اس پر pre-budget discussion ہی ہونی چاہئے۔ وہ تحریک التوائے کار لے آئیں یا law and order پر بات کرنی ہے تو وہ کسی اور طریقہ سے تشریف لے آئیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! پانچ منٹ ہو گئے ہیں۔ اب آپ ایک منٹ میں اپنی بات کو wind up کر دیں۔

جناب احمد علی خان دریشک: جناب سپیکر! ہمارے ضلع کو "ڈیرہ پُھلاں دا سہرا" کہا جاتا ہے لیکن اگر آپ وہاں موقع کی صورتحال دیکھیں تو ڈیرہ غازی خان شہر سے گزرتے ہوئے ہمیں شرمندگی محسوس ہوتی ہے کہ جنوبی پنجاب کے پچھلے بجٹ سے کچھ بھی development نہیں ہوئی۔ وہاں پر سیوریج کی صورتحال بہت بُری ہے۔ وہاں صدیق آباد کی آبادی، محبوب آباد، گدائی، ماڈل ٹاؤن، عبداللہ ٹاؤن، نظام آباد وغیرہ یہ وہ آبادیاں ہیں جہاں دو سال پہلے flood آیا تھا اور وہاں پر flood کا پانی سیوریج میں mix ہو کر ابھی تک کھڑا ہوا ہے اور وہاں پر کچھ بھی کام نہیں کیا گیا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! بہت شکریہ۔ شیخ خُرم شہزاد صاحب!

جناب خرم شہزاد: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں فیصل آباد شہر میں drinking water کے لئے وزیر خزانہ کی توجہ چاہتا ہوں۔ ہمیں اچھا پانی پینے کے لئے 200 to 250 TDS required ہوتا ہے جبکہ فیصل آباد میں TDS 36 to 26 ہے میں اس ٹیسٹ کی رپورٹ آپ کو بھی اور وزیر خزانہ کو بھی email کر دوں گا۔ وہ پانی جانور بھی نہیں پی سکتے اور میں یہ بات آٹھ بازاروں کے شہر کے دل کی کر رہا ہوں۔ ہمارے وزیر قانون بھی شاید میری یہ بات سُن رہے ہوں اُن کے اور میرے حلقہ کی ایک ہی دیوار ہے۔ ہم جب تک پانی پر کنٹرول نہیں کریں گے ہم اُس وقت تک صحت پر کنٹرول نہیں کر سکتے۔ میں آپ کے توسط سے وزیر خزانہ کو یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ خوراک میں ملاوٹ پر کنٹرول کر لیا جائے اور پینے کا صاف پانی فراہم کر دیا جائے تو ہسپتالوں میں مریضوں کی تعداد آدھی رہ جائے گی اور وہاں سے بچ جانے والا بجٹ آپ جہاں مرضی لگا لیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! حزب اقتدار کی میری بہنوں سے کہیں کہ چُپ کر کے میری بات سُنیں۔[***]

---

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 1179 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! میرے دوست نے ہماری بہنوں کے لئے غلط الفاظ استعمال کئے ہیں اُن سے کہیں کہ یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے ان کی بات نہیں سُنی۔ شیخ صاحب! آپ ایوان کے تقدس کا خیال کریں اور اپنے الفاظ واپس لیں۔ میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

جناب خرم شہزاد: جناب سپیکر! میں ان الفاظ کو واپس لیتا ہوں۔ میں نے آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ سے دوسری بات یہ کرنی ہے کہ ہسپتالوں میں پارکنگ فیس اس بجٹ میں ختم کر دینی چاہئے۔ الائیڈ ہسپتال فیصل آباد، سول ہسپتال فیصل آباد، سمن آباد ہسپتال، غلام محمد آباد جنرل ہسپتال وغیرہ تمام ہسپتالوں میں پارکنگ فیس لگی ہوئی ہے۔ بے چارہ غریب آدمی 30 کلو میٹر کا سفر طے کر کے آتا ہے اُس کا مریض مر رہا ہوتا ہے اور وہ پارکنگ فیس دے رہا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! میری تیسری بات یہ ہے کہ ہم یہاں پر امن و امان کی بڑی باتیں کرتے ہیں۔ ہمارے وزیر قانون بڑی گول مول باتیں کر کے چلے جاتے ہیں۔ میں آٹھ بازاروں کے شہر فیصل آباد کا باشندہ ہوں اور میں اُس شہر کے دل سے الیکشن جیت کر آیا ہوں۔ وہاں پر یہ حال ہے کہ لوگ اپنے بچوں کو گارڈ کے بغیر سکول نہیں بھیج سکتے۔ میں جب بولتا ہوں کہ یہ بچہ اغواء ہو گیا، وہ اغواء ہو گیا تو وہ مجھے کہتے ہیں کہ دو تین وارداتیں ہوئی ہیں آپ ہمیں نہ بتائیں۔ اس وقت یہ صورتحال ہے کہ ہر گلی اور ہر محلے میں ڈکیتی اور اغواء برائے تاوان کی وارداتیں اتنے زور و شور سے ہو رہی ہیں کہ کوئی پوچھنے والا ہی نہیں ہے۔ ہماری پولیس کے لئے ہر بجٹ میں پیسے تو allocate کئے جاتے ہیں لیکن وہ پیسے جاتے کہاں ہیں؟ وہ کرپشن کی نذر ہو جاتے ہیں یا کمیشن مافیا کی نذر ہو جاتے ہیں ہمیں اس چیز کا کوئی پتا نہیں ہے؟ ہم pre-budget session میں اپنی تجاویز تو دے رہے ہیں لیکن ہمیں پچھلے بجٹ کا پتا ہی نہیں کہ کیا budget lapses ہیں؟ اُس پر دو ضمنی بجٹ اور آ جاتے ہیں تو ہمیں پہلے اُس کے متعلق بتایا جائے کہ وہ lapses کیوں ہیں؟

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے وزیر خزانہ کی خدمت میں پنشن کے حوالے سے بھی ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ 80/75 سالہ بوڑھا شخص لائنوں میں لگا ہوتا ہے۔ اُن کے لئے کوئی ایسا سسٹم بنا دیا جائے کہ اُن کے گھروں میں پنشن کے پیسے چلے جائیں تاکہ وہ سکون کے ساتھ اپنی آخری زندگی گزار سکیں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت مہربانی۔ ملک محمد وارث کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ آج کا موضوع بحث pre-budget discussion ہے تو یہ بھی ہماری جماعت مسلم لیگ (ن) کا اعزاز ہے کہ انہوں نے ہی pre-budget discussion شروع کرائی کیونکہ یہ اعتراض آتا تھا کہ شاید official level پر بجٹ بنتا ہے۔ بجٹ ایک میزانیہ ہوتا ہے جو ایک سال کے لئے بنتا ہے۔ جس طرح ایک گھر کا بجٹ بنتا ہے تو گھر میں بھی ایک چیز ملحوظ خاطر رکھی جاتی ہے کہ اُس گھر کے ہر فرد کی ضروریات کو مدنظر رکھ کر انصاف کے ساتھ وسائل کی تقسیم ہو۔ میری وزیر خزانہ سے صرف یہ استدعا ہے کہ یہاں بجٹ بناتے وقت علاقے میں equity and equality کو مدنظر رکھا جانا چاہئے۔ یہ نہیں کہ کئی علاقے پسماندہ سے پسماندہ ہوتے جائیں اور کئی علاقے ترقی کرتے جائیں۔ اس حوالہ سے میری تحصیل نورپور تھل انتہائی پسماندہ تحصیل ہے۔ وہاں پر سارا صحرا ہے اور اس وقت بھی صحرا میں اُونٹوں اور گھوڑوں پر سفر کیا جاتا ہے۔ جب کبھی ہم سڑکیں بنوانے کے لئے کوشش کرتے ہیں تو پھر بڑی مشکل سے ہمیں تھوڑا بہت بجٹ ملتا ہے تو آپ کے توسط سے میری استدعا ہے کہ وزیر خزانہ نورپور تھل کے صحرا کے لئے اس بجٹ میں شفقت فرما کر کچھ سڑکیں دے دیں تو ہمارے کچھ لوگ کچے پکے راستوں، ٹیلوں اور صحرا سے نکل کر سڑکوں پر آ جائیں گے۔

جناب سپیکر! ہماری قوم کی اربوں روپے کی tax money ضائع ہوئی اور Greater Thal Canal کی 2000 میں foundation lay ہوئی اور اُس پر اربوں روپیہ خرچ ہو گئے۔ اُس کے کل تین phases تھے جس میں سے صرف ایک phase مکمل ہو سکا لیکن جب زرداری صاحب صدر بنے تو انہوں نے Greater Thal Canal کی funding صفر فیصد کر دی۔ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ جتنی Greater Thal Canal بن چکی ہے وہ بھی ختم ہو رہی ہے اور قوم کی خون پسینے کی کمائی ضائع ہو رہی ہے کیونکہ وہ صحرا کا علاقہ ہے وہاں پر آندھیاں اور طوفان آتے ہیں جس سے سارے کے سارے راجباہ، مائنز اور چھوٹی نہریں ختم ہو رہی ہیں۔ آج یہاں پر وزیر آبپاشی تشریف نہیں رکھتے تو وہاں پر پورا محکمہ چل رہا ہے چیف انجینئر ہے، ایس ای ہے، ایکسیئن ہیں لیکن وہی افغانستان کی طرح کہ وزارتِ ریلوے تو ہے لیکن وہاں پر ریلوے موجود نہیں ہے۔ وہاں پر چیف انجینئر سے لے کر نیچے تک پورا محکمہ چل رہا ہے لیکن وہاں پر پانی نہیں دیا جا رہا اور Greater Thal Canal کا جو set up بنا تھا وہ ختم ہو رہا ہے۔ میری استدعا ہے کہ اُس کے لئے بجٹ بھی رکھا جائے اور پورا زور لگا کر اُس set up کو بچایا بھی جائے۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے وزیر خزانہ کو یاد دلاؤں گا کہ یادش بخیر۔ لیہ، بھکر اور جنوبی وزیرستان کے سارے علاقے جہاں پر connect ہوتے ہیں۔ خوشاب bridge سے لے کر ہیڈ تریموں تک 175 کلو میٹر کا فاصلہ ہے اور درمیان میں کوئی پُل نہیں ہے پچھلے دور میں ہمارے چیف منسٹر نے میرے اوپر کمال شفقت کرتے ہوئے bridge approve کر کے وہاں خود تشریف لا کر foundation lay کیا جس کا وہاں پر آج بھی stone موجود ہے۔ اُس کے بعد funding ہوئی لیکن بعد میں وہ withdraw ہو گئی۔ وزیر خزانہ سے میری استدعا ہے کہ وہاں پر لوگ ہمارا تمسخر اُڑاتے ہیں کہ وزیراعلیٰ صاحب نے foundation lay کی تھی لیکن وہاں bridge نہیں بن رہا۔ دونوں طرف 175 کلو میٹر کا فاصلہ ہے اور ویسے بھی اُس طرف سے میانوالی سرگودھا روڈ اس وقت اتنی busy ہو گئی ہے کہ اُس پر چلنا مشکل ہے تو یہ ایک alternative road بن جائے گا جس سے لاہور کا راستہ short ہو جائے گا اور پورے علاقے کے لئے آسانی ہو جائے گی۔

جناب سپیکر! میں نے پچھلی دفعہ اس ایوان میں ایک قرارداد پیش کی تھی اور اس معزز ایوان نے اُس قرارداد کو پاس بھی کر دیا تھا۔ میانوالی، بھکر اور ہمارے اُس سارے علاقہ میں کوئی کارڈیالوجی سنٹر نہیں ہے اُس کے لئے ہمیں لاہور آنا پڑتا ہے۔ وہ قرارداد اُدھر کاغذوں کی نذر ہو گئی۔ ہم میانوالی، نورپور تھل اور بھکر سے مریض لے کر چلتے ہیں تو پنڈی بھٹیاں تک آتے ہوئے وہ expire ہو جاتا ہے تو اُس قرارداد کے حوالہ سے شفقت فرما کر خوشاب میں کارڈیالوجی سنٹر بنا دیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت مہربانی۔ جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ مجھے پتا ہے کہ وقت بہت کم ہے تو میں صرف اپنی تجاویز دوں گا۔ بات یہ ہے کہ کسی بھی سڑک، کسی بھی سکول یا کسی بھی بلڈنگ میں جو indent assessment ہو رہی ہے وہ بہت غلط ہے۔ 35 لاکھ روپیہ میں 10 فٹ چوڑی صرف ایک کلو میٹر سڑک مرمت ہو رہی ہے تو میری تجویز ہے کہ اس وقت پنجاب حکومت کا کوئی بلڈنگ پراجیکٹ 33سو، 34سو، 35سو، 5ہزار، 54سو، 6ہزار روپیہ فی sq.ft تک جا رہا ہے جبکہ ہم privately پندرہ سو روپیہ فی sq.ft بنا رہے ہیں تو یہ اتنا بڑا فرق کیوں ہے؟ اس میں وزیر خزانہ سے میری یہ تجویز ہے کہ ہر متعلقہ ایم پی اے کو concerned Indent Committee کا لازمی ممبر بنائیں کیونکہ کم از کم اُس کو ضرور یہ احساس ہو گا کہ میں نے دوبارہ عوام کے پاس جانا ہے۔ آج بھی بہت top کا گھر 18سو روپیہ فی sq.ft میں

بنتا ہے اور آپ کو پتا ہے کہ commercial کے مقابلے میں residential گھر کی cost زیادہ ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ indent estimation کے اندر بھی عوامی نمائندے ہوں اور جس وقت work order issue کیا جائے اُس وقت بھی عوامی نمائندے موجود ہوں کیونکہ انہوں نے بہر حال عوام کے سامنے جانا ہے۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ میں اس ایوان میں پچھلے tenure میں جتنا escalation پر بولا ہوں اس قوم کا اربوں روپیہ محکمہ کے ساتھ مل کر ٹھیکیدار کھا جاتا ہے۔ 10 کروڑ روپیہ کا ٹینڈر 20 کروڑ روپیہ escalation یعنی 15 روپے کا ticker لگا یا اور stay لے یا اور stay لینے کے چھ مہینے بعد آئے تو انہوں نے کہا کہ "ہن تے ریٹ ودھ گیا اے، ہن دیکھو ناں کہ سیمنٹ نئیں ہیگا بندہ نئیں ہیگا" یہ ساری باتیں میں بہت مختصر عرض کر رہا ہوں حالانکہ میرے پاس بہت مواد ہے اور کل کے چار بجا سکتا ہوں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ دوسری بات یہ ہے کہ جتنے تحصیل اور ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہیں وہاں پر ڈاکٹرز نہیں ہیں۔ اگر آپ نے بلڈنگ بنانی ہے اور اتنا بڑا infrastructure بھی دینا ہے تو اس لئے ڈاکٹرز کی availability بہت ضروری ہے۔ جن ڈاکٹرز کی appointments پبلک سروس کمیشن نے کی ہیں وہ ڈاکٹرز بھی یقین کریں ایک گھنٹہ بھی لاہور سے باہر جانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اس issue کو توڑنے کے لئے میں نے کئی دفعہ اس ایوان میں کہا ہے کہ سپریم کورٹ کی جو 96 کی judgement ہے جس میں انہوں نے open merit کیا تھا اس کی file review ہونی چاہئے۔ ہیلتھ منسٹر صاحب نے پچھلے tenure میں کہا تھا کہ ہم اس کی file review کر رہے ہیں۔ جب تک file review کر کے لڑکیوں اور لڑکوں کا معقول قسم کا balance نہیں کیا جائے گا یہ مسئلہ تب تک بنا رہے گا۔ سکولوں پر قبضے اس لئے ہو رہے ہیں کہ merger policy کی وجہ سے جن سکولوں میں بچیاں یا بچے کم تھے وہ buildings خالی کروا کر ان میں گدھے گھوڑے باندھے جا رہے ہیں اور وہاں پر لینڈ مافیا نے قبضے کئے ہوئے ہیں۔ ان سکولوں میں جب بچیوں کو بچوں کے ساتھ پڑھایا گیا تو پنجاب میں بے شمار اور خصوصاً میرے حلقے میں سب سے بڑی بات یہ ہوئی کہ لوگوں نے کہا کہ ہم اپنی بچیوں کو لڑکوں کے ساتھ نہیں پڑھائیں گے۔ اب ان کی اپنی ایک apprehension ہے جس کی وجہ سے لڑکیوں کا drop out بڑھا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اجلاس کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: بہت شکریہ۔ کسانوں کے لئے ہم بڑی باتیں کرتے ہیں۔ میں پوری ذمہ داری سے یہ بات کہہ رہا ہوں۔ وزیر خزانہ صاحب! آپ اس بات کو ضرور take up کیجئے کہ دنیا کا کوئی ملک

including Indiaایسا نہیں ہے جہاں پر ڈیزل کی قیمت پٹرول کی قیمت سے 20فیصد کم نہ ہو جبکہ ہمارے ہاں ڈیزل پٹرول سے 20فیصد مہنگا ہے۔ ہم کسان کو کیا دے رہے ہیں؟ ہمارے لئے بہت آسان کام ہے ہم اس کو subsidizeکر سکتے ہیں۔ اوّل تو ڈیزل کی قیمت 30فیصد تو اس کو 20فیصد پٹرول کی قیمت سے ضرور نیچے لائیں تاکہ لوگوں کا بھلا ہو سکے۔ میں نے بے شمار دفعہ اس ایوان میں کوشش کی ہے کہ پنجاب گورنمنٹ کے جتنے دفاتر جو کہ کرائے پر لئے گئے ہیں ان کو mergeکر دیا جائے اور اس سلسلے میں سیکرٹریٹ کے قریب جو منسٹر بلاک بنایا گیا تھا وہ بلاوجہ ضائع ہو رہا ہے۔ یہ تمام کے تمام دفاتر اگر وہاں شفٹ کئے جائیں تو اربوں روپے کی بچت ہو سکتی ہے۔ میرے پاس اس کی تفصیل موجود ہے لیکن میں وہ تفصیل نہیں دے رہا کیونکہ مجھے پتا ہے کہ آپ مجھے اتنا وقت نہیں دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب!Bellہو گئی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!Bellغلطی سے ہو گئی ہے۔ ایک بڑی اہم بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! مجھے پتا ہے کہ آپ کی تجاویز مثبت ہوتی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ تجاویز ہی ہیں۔ میں کوئی بات irrelevantنہیں کروں گا۔ آپ ایوان سے پوچھ لیں۔ یہاں پر خیبر پختونخوا کے تھانوں کی باتیں بھی سنتے رہے ہیں میں تو صرف پنجاب کی بات کر رہا ہوں۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ پنجاب ریونیو اتھارٹی قائم کی گئی، 16فیصد sales taxلگایا گیا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! آپ wind upکریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں کیسے wind upکر دوں مجھے دو تین باتیں تو کر لینے دیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! چلیں دو باتیں کر لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! انہوں نے 16فیصد sales taxلگایا لیکن across the boardنہیں لگایا۔ میں عرض کرتا ہوں وزیر خزانہ صاحب خود ہی سمجھ جائیں گے کہ جو registered firmsہیں ان کو ٹیکس لگایا۔ جتنے بھی بیوٹی پارلر ہیں جنہوں نے باہر کچھ بھی نہیں لگایا ہوا۔ ان کے باہر لکھا ہوا ہے "مسٹر قدرت اللہ" اور اندر 20 sittingsکا بیوٹی پارلر چل رہا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ across the board لگایا جائے ورنہ sales tax نہ لگایا جائے۔ صرف registered firms and registered automobiles dealersکو ہی نہ پکڑا جائے۔ اس کے علاوہ شوگر ملوں کا جو کچھ

cartel بنا ہوا ہے اس پر غور کر لیجئے۔ میں نے بے شمار دفعہ کہا ہے کہ جب تک موبائل لیبارٹری نہیں بنائیں گے تب تک دودھ میں ملاوٹ ختم نہیں ہو سکتی۔ یہ زیادہ سے زیادہ 50 لاکھ روپے کا کام ہے لہذا موبائل لیبارٹری بنائیں تاکہ دودھ میں ملاوٹ ختم ہو سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! بہت شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بس آخری بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے یہ کہنا تھا کہ یہاں ہم اربوں روپے کا بجٹ ہیلتھ کے لئے دیتے ہیں لیکن ہم نے تھیلیسیمیا کی قرارداد جو اس ایوان نے پاس کی تھی اس میں آج تک ہم نکاح کا این او سی شامل نہیں کر سکے۔ تھیلیسیمیا پر اربوں روپے ہم دینے کو تیار ہیں لیکن ہم اس بیماری کو جڑ سے ختم کو تیار نہیں ہیں۔ تجاویز بہت ہیں لیکن آپ کا شکریہ آپ نے جتنا بھی وقت دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! بہت شکریہ۔ محترمہ نبیرہ عندلیب صاحبہ کل بھی بیٹھی رہی تھیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ نبیرہ عندلیب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ السلام علیکم۔

جناب قائم مقام سپیکر: وعلیکم السلام۔

محترمہ نبیرہ عندلیب: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب اور خصوصاً حکومت پنجاب سے گزارشات ہیں جو بنیادی طور پر باعث التفات بھی ہیں جن کی طرف سے میں عدم توجہی محسوس کرتی ہوں۔ تمام معزز ممبران نے ملکی مسائل حکومت کے علم میں لانے اور بجٹ میں شمولیت کے لئے پیش کئے ہیں میری تجاویز سب سے ہٹ کر ہیں لیکن میرے نزدیک بہت اہم ہیں۔ بعض ایسے بنیادی اقدامات بھی ہونے چاہئیں تاکہ من حیث القوم علمی اور تربیتی لحاظ سے ہم کسی بھی طرح سے ترقی یافتہ اقوام سے پیچھے نہ رہیں۔ اس بارے میں میری تین گزارشات ہیں۔ سب سے پہلے میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ آئین میں موجود قوانین کی awareness کے لئے عوام کو بیدار کرنے کی ضرورت ہے۔ ہماری عوام جو ناخواندگی اور حالات میں عدم دلچسپی کی وجہ سے باشعور نہیں ہو پاتے۔ آئین پر implementation تب ممکن ہو سکے گا جب عوام کو اس کی awareness ہو گی اس کے لئے فنڈز مختص کرنے چاہئیں۔ آپ نے وہ issue دیکھا کہ آئین غیر اسلامی ہونے کی confusion

ہمارے معاشرے میں زیر بحث رہی جو اسی وجہ سے رہی کہ عوام کی حد تک اس کی awareness نہیں تھی۔

جناب سپیکر! میری دوسری گزارش یہ ہے کہ جیسے ڈاکٹر نوشین صاحبہ اور دیگر ممبران سے بھی میں اتفاق کروں گی کہ ہماری رسمی تعلیم کے ساتھ ساتھ ٹیکنیکل ایجوکیشن کی اس وقت بہت زیادہ ضرورت ہے جس کے لئے آپ کو ضرور فنڈز رکھنے چاہئیں۔ ہائی سکول میں کم از کم دو Trades ہونے چاہئیں۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہاں عدمِ امن ہے، جرائم خصوصاً جنسی جرائم، فراڈ، حقوق کی پامالی اور معاشرتی انصاف کی عدم فراہمی ہے۔ اسی طرح ان جرائم سمیت دیگر غیر اخلاقی رویوں کو دیکھتے ہوئے اب اس وقت اخلاقی تعلیم و تربیت اور علم شعور کے حوالے سے ترجیحی بنیادوں پر ایسے پروگرام نصابی یا غیر نصابی مرتب کئے جائیں اور ایسے اقدامات اٹھائے جائیں تاکہ ہماری اخلاقی اقدار مضبوط ہوں، moral values مستحکم ہوں اور غیر اخلاقی activities کو کنٹرول کیا جا سکے لہذا اس کے لئے فنڈز مختص ہونے چاہئیں۔

جناب سپیکر! تیسری بات مذہبی منافرت کے حوالے سے ہے کہ تعصبات کو کنٹرول کرنے کے لئے محکمہ اوقاف کے زیر اہتمام مساجد کی تعداد کو بڑھایا جائے۔ پرائیویٹ اور سرکاری مساجد میں موجود ائمہ خطبا کی تربیت کا اہتمام کیا جائے۔ مساجد کے انتظامات سے قطع نظر امام، خطیب کی تقرری کے لئے کم از کم معیار شہادت العالمیہ جیسے قواعد بناتے ہوئے ان کی تنخواہوں کی ادائیگی حکومت کے ذمہ ہو۔ جمعہ کے خطبوں کی تیاری باقاعدہ طور پر محکمہ اوقاف کی زیر نگرانی ہو، رواداری اور بنیادی اسلام پر مبنی عملی معلومات وغیرہ جیسے موضوعات تیار کر کے پرائیویٹ اور سرکاری مساجد میں لاگو کئے جائیں۔

جناب سپیکر! آخر میں میری یہی گزارش ہے کہ آئین کے مکمل نفاذ اور عملی تشکیل کے لئے اگلے سال ان تجاویز کو بجٹ کا حصہ بنایا جائے تاکہ implementation کی کمزوری دُور ہو جائے اور نفاذ اسلام میں جو رکاوٹیں پیدا ہو رہی ہیں وہ بھی دُور ہو جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ

محترمہ نبیرہ عندلیب: جناب سپیکر! میں آخر میں آیتِ مبارکہ کا ترجمہ پیش کروں گی کہ

"بے شک اللہ تعالیٰ پاک رہنے والوں اور تائب ہونے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: بے شک۔ جی، احمد خان صاحب!

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرنے کے بعد فنانس منسٹر صاحب سے تین باتیں کروں گا اس سے زیادہ نہیں کروں گا۔ اب تین بج کر دس منٹ ہو گئے ہیں تو آپ کے گھنٹی بجانے سے پہلے I will wind up at 3:15 exactly میری پہلی بات یہ ہے کہ پنجاب اسمبلی کی نئی بلڈنگ کے حوالے سے لاء منسٹر صاحب نے یہاں پر statement دیتے ہوئے financial emergency imposed by the Chief Minister in 2010-11 کی بات کی لیکن میری یہ درخواست ہو گی کہ ongoing schemes پر financial emergency کی imposition ultra vires to the Constitution ہو گی۔ ہم نے hold کیا اور اپنی بات کو سمجھا لیکن آج وہ 75 فیصد بلڈنگ مکمل ہے۔ اگر وہ financial emergency میں اسی طرح پڑی رہی تو آنے والے وقت میں بھی وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف ہیں، انشاء اللہ اس کے بعد بھی وہی ہوں گے اور اس کے بعد بھی وہی ہوں گے لہذا ہماری درخواست ہے کہ اس بلڈنگ کو بنا دیں ورنہ اس کی cost بہت بڑھ جائے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جب تک آپ Parliamentary tools کو effective نہیں کریں گے کام صحیح نہیں چلتا۔ آپ کے اٹھارہ محکمے اٹھارہویں ترمیم کے بعد آپ کے پاس صوبے میں آ گئے ہیں۔ کیا ہم نے سٹینڈنگ کمیٹیوں کو at power نہیں کرنا؟ یہاں پر دو Committee rooms کے ساتھ کس طرح سے اسمبلی functional ہو گی اور کس طرح سے چار چار ہزار سوالوں کے جوابات اس infrastructure کے ساتھ آپ دے سکیں گے؟

Ineffectiveness of these Parliamentary tools will make this Assembly ineffective at the end

لہذا بہتر ہے کہ وقت کے ساتھ کھڑے ہوں۔ کچھ electronic کر لیں کیونکہ بہت آسان طریقے ہیں جیسے لوک سبھا نے کیا یا انڈیا کی State Parliaments کر رہی ہیں۔ تحاریک التوائے کار کے دوران پچھلے سال کے اندر ایک بھی تحریک التوائے کار vote upon نہیں ہوئی۔ اس چیز کو دیکھیں اور سوچیں کیونکہ یہ آپ کا اختیار، ایوان کا اختیار اور ہماری عوام کا دیا ہوا mandate ہے اس لئے public representation کی نفی مت کریں۔ یہ monuments ہوتے ہیں، اگر 1935 میں یہ عمارت نہ بنتی تو آج آپ یہاں نہ ہوتے۔ اس وقت بھی financial emergencies اسی طرح کی ہوں گی لیکن آج میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ یہ چیف منسٹر کے وژن کے عین مطابق ہو گا اگر

وزیر خزانہ ان کے سامنے جا کر اپنا مدعا اس نظر سے رکھیں کہ یہ empowerment of people کی بات ہے کیونکہ اس بلڈنگ میں کسی نے یا میں نے آ کر گھر نہیں بنانا may be I loose the next elections وہاں کوئی اور آ کر بیٹھ جائے گا لیکن وزیر اعلیٰ تو بہر صورت میاں محمد شہباز شریف ہی انشاء اللہ ہوں گے۔ آپ نے بھی یہاں بات کی اور میں آپ کے سامنے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ نے کوئی کمیٹی form کی ہے تو میری آپ سے یہ درخواست ہوگی کہ جام پور کے اندر بھی کچھ رقبے ایسے ہیں جن پر ناجائز قابضین ہیں۔ اب احمد علی دریشک صاحب بیٹھے نہیں ہیں وہاں اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کی جو land ہے اس پر بھی ناجائز قابضین ہیں لہذا وہ بھی اس پارلیمانی کمیٹی کے سپرد ضرور کریں جو اس ڈویژن کی اس چیز کی scrutiny کر رہی ہے کہ وہ کون کون سے صاحب اثر لوگ ہیں جن کے نیچے مختلف محکمہ جات کی زمینیں ان کے قبضے میں ہیں جہاں پر محل نما کوٹھیاں تعمیر ہوئی ہیں جن کو میں اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آیا ہوں۔ اس کو بھی اس کمیٹی کا part بنایا جائے اور ریکارڈ طلب کر کے اس پارلیمانی کمیٹی کے سامنے رکھا جائے۔

جناب سپیکر! تیسری میری آپ سے یہ درخواست ہوگی کہ urban concentration کی وجہ سے ہمارے دیہات fill the depot بن گئے ہیں۔ وہاں پر لوگ ڈر سے کہ ان کے ڈھور ڈنگر باہر سے چوری نہ ہو جائیں وہ اپنے کھیتوں سے گھروں میں لے آئے کیونکہ اب وہ afford نہیں کرتے۔ ان کے پاس پیسے نہیں ہیں کہ وہاں پر ملازم رکھ سکیں۔ ان دیہاتوں میں ہم نے ڈینگی کے ساتھ لڑائی لڑی، چیف منسٹر کا وژن تھا، دن رات محنت تھی، صبح آٹھ بجے اٹھ کر انہوں نے شبانہ روز محنت کی، وہ باہر سڑکوں پر خود نکلے اور تمام محکموں کو involve کیا جس سے ڈینگی کنٹرول ہو گیا لیکن اس گندگی اور غلاظت کی وجہ سے جو cholera دیہاتوں میں پھیلے گا اس کو آپ کنٹرول نہیں کر سکیں گے۔ وہاں پر کوئی میونسپل سروسز نہیں ہیں لہذا یونین کونسل کے instrument of tier کو مضبوط کریں اور ان کو کچھ اختیارات دیں لیکن وہ صرف پانچ چھ لوگوں کی تنخواہیں لینے یا ایک دو پلیاں بنانے تک محدود نہ ہوں۔ آپ کے پاس ایک آفیشل یونٹ موجود ہے اس کو قابل ذکر وہ اختیارات دیں تاکہ صفائی ستھرائی اور میونسپل سروسز کا concept ان دیہاتوں تک بھی جانے دیں۔ یہ صرف urban areas میں رہنے والے لوگوں کا privilege نہیں ہے بلکہ دیہات کے رہنے والے لوگ بھی اسی ملک کے باشندے ہیں اور ان کے وہی حقوق ہیں۔

جناب سپیکر! میری وزخزانہ سے اپنے حلقے کے حوالے سے یہ گزارش ہوگی کہ وزیراعلیٰ ہمارے لیڈر ہیں جن کی پالیسیاں دُوررس نتائج کی حامل ہوتی ہیں۔ میرے حلقہ پی پی-179 کا ایک مقامی ٹاؤن کھڈیاں ہے وہاں پر انہوں نے کچھ سکیمیں دیں جو پچھلے دو سال سے leftover میں آرہی ہیں، میری ان سے submission ہوگی کہ 11-2010 کی اس سیوریج سکیم کے لئے 14 کروڑ روپے کی منظور شدہ سکیم کے remaining funds release کر دیئے جائیں۔ میرے ڈگری کالج کا سنگ بنیاد رکھا جا چکا ہے اس پر کام ہو چکا ہے اس کے فنڈز release کر دیئے جائیں جو دو سال سے نہیں ہوئے۔ اسی طرح 62 کلومیٹر farm to market roads ہیں لیکن ممکن ہی نہیں ہے کہ کوئی شخص ان پر سفر کر سکے۔ میں وزیراعلیٰ پنجاب کا بہت احسان مند ہوں کہ انہوں نے mega projects کے طور پر وہاں پر dual carriage ways دیئے۔ ہمارا قصور دیپالپور روڈ under completion ہے لہذا تھوڑا سا اس طرف بھی دھیان ہو جائے کہ جو farm to market roads ہیں ان کی block allocation رکھی جائے۔ میں اپنی بات ختم کرنے سے پہلے وزیر خزانہ کی توجہ اس طرف مبذول کرواؤں گا کہ میں نے پچھلے بجٹ سے پہلے آپ کو اس بات کی نشاندہی کی تھی کہ 200 کروڑ روپے بڑی خطیر رقم ہے جو کہ سروس سنٹر کی مد میں اس بجٹ کے اندر indicate کی گئی ہے لیکن کسی ڈسٹرکٹ یا تحصیل level پر کوئی ایسا کیاسک بنا کر نہیں دکھایا جا سکا جہاں سے یہ پتا چل سکتا ہو کہ یہاں سے death certificate, birth certificate اور ڈومیسائل بھی مل جائے گا۔ اس حوالے سے اپنے ڈیپارٹمنٹ سے ضرور پوچھئے گا کہ 200 کروڑ روپے کے ساتھ وہ service facilitation centre قائم ہو سکا یا نہ ہو سکا۔ ان گزارشات کے ساتھ اور شیخ علاؤالدین صاحب کی بات کو second کرتے ہوئے کہ آج آپ کے حلقے میں، میرے حلقے میں اور اس ایوان میں جتنے لوگ بیٹھے ہیں سب کے حلقوں میں repair کی مد میں 37 کروڑ روپیہ رکھا جاتا ہے۔ میں open challenge کرتا ہوں اور on the floor of the House یہ بات کرتا ہوں کہ ایک کلومیٹر سڑک کی repair کرنے میں چاہے وہ بالکل تباہ حال سڑک ہو اس پر 20 لاکھ روپے سے زیادہ خرچ نہیں ہو سکتا لہذا اس کو ضرور check کریں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، علی اصغر منڈا صاحب! ذرا ٹائم کا خاص خیال رکھئے گا۔ آپ کل بھی موجود رہے۔ اس کے بعد شہزاد منشی صاحب کی باری ہے۔ محترمہ حنا پرویز بٹ صاحبہ بھی موجود ہیں اور راشدہ یعقوب صاحبہ کی بھی request ہے۔ میں یہاں بیٹھا ہوں اور سب کی بات سنوں گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چوہدری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا حبیب اللہ۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ کی مہربانی سے دو دن انتظار کے بعد ٹائم مل ہی گیا۔ میں pre budget بحث کے موقع پر چند تجاویز آپ کی وساطت سے اپنے وزیر خزانہ پنجاب کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ میں سب سے پہلے ایجوکیشن سیکٹر میں جس طرح ملک احمد خان اور شیخ علاؤالدین صاحب repair کی بات کر رہے تھے تو میں اس میں missing facilities کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا کہ نئے سکول بنانے اور اپ گریڈیشن کے ساتھ ساتھ جو سکول اس وقت پورے پنجاب کے طول و عرض میں موجود ہیں ان میں جہاں جہاں پر اضافی کمروں، سائنس لیبارٹری، ٹائلٹ بلاک، چار دیواری، بجلی اور جو بھی missing facilities کی مد میں آتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اس میں جتنا بجٹ پچھلے سال رکھا گیا تھا اس کو اگر double کر دیا جائے تو بہت اچھا ہوگا۔ جو ادارے پہلے سے موجود ہیں ان کو بہتر کر کے اساتذہ کی کمی کو پورا کرتے ہوئے پنجاب کے remote areas سے لے کر شہروں تک اگر missing facilities پوری کر دی جائیں تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ وزیراعلیٰ کا خواب اور انقلاب جو ایجوکیشن سیکٹر میں لانا چاہتے ہیں اللہ کے فضل سے پورا ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں اپنے حلقے کے حوالے سے چند گزارشات کروں گا کہ میرے حلقے میں ایک main city شرقپور شریف جو روحانی لحاظ سے بہت اہم ہے جہاں شرقپور پر شیر ربانیؒ بزرگ کی سرزمین ہے۔ وہاں پر دو کالج اور ایک ٹیچر ٹریننگ سنٹر بھی ہے۔ یہ ٹیچر ٹریننگ سنٹر کا ایک بہت بڑا کیمپس ہے۔ اس کے علاوہ ایک پائلٹ سیکنڈری سکول جس کا رقبہ تقریباً تیرہ ایکڑ ہے اور 40 کنال پر ٹیچر ٹریننگ سنٹر ہے۔ اسی طرح گرلز اور بوائز کالج ہیں۔ اگر ان تمام کو ملاتے ہوئے وہاں پر ایک شیر ربانیؒ کے نام سے یونیورسٹی کا قیام ممکن بنا دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ میرے علاقہ کے لئے حکومت پنجاب کی طرف سے ایک بہت بڑا اعزاز اور عنایت ہوگی۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں صحت کے حوالے سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح باقی دوسرے دوستوں نے بات کی ہے تو میں بھی ان کی بات کو second کرتے ہوئے اس میں اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے اربوں روپے ڈاکٹروں کی تعلیم پر ہر سال صرف ہوتے ہیں۔ ہماری کچھ ڈاکٹر بہنیں شادی کے بعد گھر بیٹھ جاتی ہیں تو کچھ ڈاکٹر Ex-Pakistan leave لے کر بیرون ملک چلے جاتے ہیں جس سے پاکستانی قوم کا اربوں روپے کا سرمایہ ضائع ہو جاتا ہے تو میں اس حوالے سے یہ تجویز

دینا چاہتا ہوں دیہی علاقوں میں بنیادی صحت کے مراکز کو functional کرنے کے لئے میڈیکل کالجوں میں rural base پر کوٹے کو بڑھایا جائے اور ان کا میرٹ علیحدہ بنایا جائے اور ان میڈیکل کے طالب علموں نیز ڈاکٹر سے تعلیم حاصل کرنے سے پہلے یہ surety bond لیا جائے کہ جو rural کوٹے کی بنیاد پر داخل ہو کر ایم بی بی ایس کی ڈگری حاصل کریں گے، وہ دیہاتی علاقے میں جا کر serve کریں گے خواہ ان کی تنخواہ کے packeage میں اضافہ کر دیا جائے۔ جب تک ہم اس میں کوئی سسٹم مضبوط انداز میں نہیں بنائیں گے تو یہ BHU اسی طرح ویران اور اجڑے رہیں گے، یہ اسی طرح مال مویشیوں کی آماجگاہ بنے رہیں گے۔ اگر ہم نے صحت کی سہولیات صحیح طرح remote area and village area میں دینی ہیں تو پھر BHU اور RHC کو ہمیں functional کرنا ہو گا اور ڈاکٹروں کو اس بات پر پابند کرنا ہو گا کہ حکومت پنجاب کے اربوں روپے جو ڈاکٹروں پر خرچ ہوتے ہیں پھر انہیں پاکستان میں پاکستانی قوم کی خدمت کرنا پڑے گی۔ اس پر خواہ ہمیں قانون سازی کرنی پڑے، ہمیں health کے سیکٹر میں یہ تبدیلی لانا ہو گی۔ تب ہی یہ نیک مقصد پورا ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: منڈا صاحب! اسے wind up کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! شرقپور کے علاقہ میں ٹی ایچ کیو ہسپتال تعمیر ہو چکا ہے جو کہ functional ہے میری گزارش ہے کہ اس میں ڈائیلسز سسٹم کے لئے sanction دی جائے اور وہاں پر ڈائیلسز کی مشین فراہم کی جائے جبکہ 60 بستروں کے ہسپتال کو 100 بستروں تک توسیع دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منڈا صاحب! بس کریں۔ منسٹر صاحب کو اپنی تجاویز دے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں صرف دو منٹ میں مکمل کر لیتا ہوں۔ زراعت کے حوالے سے عرض کروں گا کہ اگر گرین ٹریکٹر سکیم کو دوبارہ شروع کر دیا جائے تو یہ کسانوں کے لئے ایک تحفہ ہو گا اور زراعت میں بہتری ہو گی۔ اپنے حلقہ کے لئے میں گزارش کروں گا کہ 1122 ریسکیو کا دفتر شرقپور کے لئے ٹی ایچ کیو ہسپتال کے ساتھ بنا دیا جائے۔ کامرس کالج شرقپور شریف کا قیام۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: منڈا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ منسٹر صاحب کو اپنی باقی تجاویز دے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ایک منٹ دے دیں۔ اسی طرح میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ شرقپور گرلز کالج میں ماسٹر کلاسز کا اجراء، تحصیل کمپلیکس کی تعمیر تحصیل کی سطح پر عدالتوں کا قیام اور شرقپور کے نوجوانوں کے لئے سپورٹس جمنیزیم، ونڈالہ دیال شاہ اور اس کی دیگر یونین کونسلوں میں پبلک پارک اور کرکٹ گراؤنڈ کا قیام، واٹر سپلائی کی سکیم کی منظوری، لاہور شرقپور روڈ پر پٹرولنگ پوسٹ کا قیام، ووکیشنل سنٹر / کالج شرقپور کی منظوری، دریائے راوی پر پل کی تعمیر بالمقابل سٹی شرقپور شریف، عیسن، کوٹ محمود، فتووالہ، غازی پور، سبحو وال، تریڈے والی، بھولے شاہ، نور پور، ناظر لبانہ، مڑھ بھنگواں، ڈھاکے، مورنوالہ، برج اٹاری، فیض پور خورد، واہگرے، چک نمبر 10,17 نانو ڈوگر، پھریانوالہ، منڈیانوالہ، میرپور، کلال والہ اور سٹی شرقپور شریف میں واٹر فلٹریشن پلانٹ کی تنصیب و تعمیر اور سہولت، ڈھاکہ نظام پورہ، ونڈالہ دیال شاہ یونین کونسل 30 اور 31 ان تین یونین کونسلوں کو ملا کر ٹاؤن کمیٹی / میونسپل کمیٹی بنائی جائے تاکہ لوگوں کو بنیادی سہولتوں تک رسائی حاصل ہو سکے۔ ونڈالہ دیال شاہ یونین کونسل 30 اور 31 کے ساتھ ڈھاکہ یونین کونسل 32 نظام پورہ تحصیل فیروزوالہ میں واٹر سپلائی کا میگا پراجیکٹ منظور فرما کر صاف پانی عوام کو مہیا کیا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ حنا پرویز بٹ صاحبہ!

محترمہ حنا پرویز بٹ: شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں حکومت کو اس trend پر مبارکباد دوں گی اور appreciate کروں گی کہ اگر ہماری تجاویز کو اگلے بجٹ میں incorporate کر دیا جائے۔ سب سے پہلے ہماری حکومت کے لئے انفراسٹرکچر بہت اہمیت کا حامل ہے لیکن کیا ہی بہتر ہوتا کہ ہم intellectual انفراسٹرکچر پر کام کریں۔ حکومت پنجاب نے پانچ سال کے بچے سے لے کر سولہ سال کے بچے کی تعلیم مفت کرنے کا بہت اچھا step لیا ہے لیکن میری یہ تجویز ہے کہ جو بچے میٹرک کر لیتے ہیں تو اس کے بعد ان کے لئے تعلیم حاصل کرنا بہت مشکل ہوتا ہے اور ہمیں چاہئے کہ میٹرک سے لے کر ایم اے تک at least education free کریں کیونکہ وہ بچے میٹرک تک تو پڑھ لیتے ہیں لیکن ان کے پاس اتنی فیس نہیں ہوتی کہ وہ اس کے بعد اپنی تعلیم جاری رکھ سکیں۔ اس کے لئے میری یہ تجویز ہے کہ جیسے "LUMS" نے nature out reach programme دیہات کے بچوں کے لئے شروع کیا that programme can be replicated in all of the universities like medical, engineering universities پر NOP پروگرام کو replicate کیا جائے جس میں out

reach ousters سے بچے آتے ہیں، انہیں وہاں پر boarding facility بھی ملتی ہے اور
entrance exams کے لئے تیاری کی جاتی ہے تو ان بچوں کا reserved کوٹا ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ضلعی سطح پر اچھے ایجوکیشن انسٹیٹیوٹس نہیں ہیں تو ہمیں چاہئے کہ
ہم سب ڈسٹرکٹ level پر اچھے ایجوکیشن انسٹیٹیوٹس بنائیں۔ میری گزارش ہے کہ ہمارا تعلیم کا بجٹ
2.2 percent of G.D.P should be changed to 4 percent of G.D.P at
least ایجوکیشن کے increase ہونے سے ہمارے معاشرے میں overall بہت چیزیں بہتر ہو سکتی
ہیں because education is inversely proportional to our population
growth, so education increases تو automatically ہماری population growth
decrease ہو جائے گی۔ اگر ایک educated عورت ہے on the average she produces
two to three kids اور وہ responsible citizens produce کرتی ہے as compared
to those women who are in the rural areas the average kids is from
six, eight to ten اور ہمیں چاہئے کہ اگر ہم اپنی population growth کی aggressive
campaign کریں، بجٹ not only documentaries بنائیں جو ہماری population growth
کو aggressively rural areas میں produce کریں تو ان کی aggressive campaign کی
ضرورت ہے۔ حکومت پنجاب نے empowerment project 2014 بنایا اور اب 2012 کا women
empowerment package ہے لیکن اس package کی grass roots level تک promotion
بالکل نہیں ہو سکی تو میں چاہتی ہوں کہ ہمیں بجٹ چاہئے۔ Empowerment package میں
32 ترامیم دی گئی ہیں تو ہمیں چاہئے کہ اسے ہم اپنے grass roots level تک propagate کریں۔
مثال کے طور پر Child Marriage Legislation 18 year کے بچے کی شادی کی اجازت کو بند
کیا گیا اور یہ ہماری population growth میں بالکل کم کرنے کے لئے ایک بہت اچھا legislation
law ہے۔ دیہی علاقوں میں رہنے والی ہماری خواتین کو اس چیز کا پتا ہی نہیں ہے۔ اس کے علاوہ دیہی
علاقوں کی خواتین اگر پڑھ بھی لیتی ہیں تو ان کے پاس وہاں کام کرنے کے ذرائع نہیں ہیں تو ہمیں چاہئے
کہ اگر وہ ہمارے شہروں میں آ کر یہاں پر کام کرنا چاہتی ہیں تو ہمیں یہاں affordable working
hostels کی سہولت انہیں دینی چاہئے۔ اس کے علاوہ we should make a village of arts
and handicrafts for women. ہمارے وزیراعلیٰ پنجاب نے گارمنٹس زون کا کہا ہے تو

گارمنٹس زون میں ہمیں چاہئے کہ ایک مخصوص جگہ خواتین کے لئے رکھیں جو وہاں اپنی گارمنٹس فیکٹریاں بنا سکیں۔

جناب سپیکر! ایسے laws جو work places پر ہوتے ہیں مثال کے طور پر sexual harassment laws خواتین کے exist کرتے ہیں اور women empowerment package 2014 کے بڑے laws exist کرتے ہیں لیکن ہماری دیہی خواتین کو پتا ہی نہیں ہے تو انہیں properly communicate چاہئے۔ اس کے علاوہ I think because inflation is increasing so much خواتین کی تنخواہیں equal to that of men ہونی چاہئیں اور not only that کہ ہماری normal minimum wage بھی کم از کم 15 ہزار روپے ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! یہاں پر میری colleague نے کہا جو عورتیں بیوہ ہو جاتی ہیں تو ان کے لئے کچھ نہیں رکھا جاتا تو میری تجویز ہے کہ ہم عوام کے لئے ایک life coverage جو وہ پالیسیاں start کریں، ایسے لوگ جو حادثات سے مارے جاتے ہیں یا crippled ہو جاتے ہیں تو ان کے خاندان کو کون support کرتا ہے؟ ہمیں عوام کے لئے ایک massive life coverage scheme شروع کرنی چاہئے۔ پنجاب میں جب بھی کوئی ایسا حادثہ ہوتا ہے تو ہمارے وزیر اعلیٰ پانچ لاکھ یا دس لاکھ روپے ان کی فیملی کو ضرور دیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! وقت ختم ہو گیا ہے۔

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! بس آخری بات جو ہماری خاتون ایم پی ایز کے لئے کروں گی کہ ان کو ڈویلپمنٹ بجٹ لازمی دیا جائے کیونکہ وہ جب اپنے لئے ووٹ مانگنے جاتی ہیں تو اس وقت بھی ان لوگوں سے وعدے کر کے آتی ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے areas میں چھوٹے موٹے کاموں کے لئے نا صرف powers increase کریں credibility بھی increase کریں گے تو this development funds خواتین ایم پی ایز کے لئے ہونے چاہئیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جناب شہزاد منشی صاحب!

جناب شہزاد منشی: شکریہ۔ جناب سپیکر! خدا تعالیٰ کے عظیم با برکت نام سے میں اپنی تقریر کا آغاز کرتا ہوں۔ قیام پاکستان سے لے کر اب تک پاکستان میں بسنے والی تمام اقلیتیں حب الوطنی اور وفاداری میں پیچھے نہیں ہیں گو کہ قیام پاکستان کے وقت قائد اعظم محمد علی جناحؒ نے اقلیتوں کے حقوق کو مدنظر رکھتے ہوئے جو باتیں کیں کہ ان کے حقوق کو پامال نہ کیا جائے، ان کے حقوق انہیں مساوی دیئے جائیں۔ میں

سمجھتا ہوں کہ قائد پاکستان میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی جو سوچ اور وژن اقلیتوں کے معاملے میں ہے وہ پس پردہ نہیں ہے، وہ اپنی محبت کا اظہار کرتے رہتے ہیں تو میں ان کی ان محبتوں کے سلسلے کو مدنظر رکھتے ہوئے آج اس ایوان میں اقلیتوں کے حقوق کے حوالے سے جو سب سے پہلی بات کرنا چاہوں گا وہ ہمارے مسیحی اداروں کی بحالی کے حوالے سے ہے۔ آج کل سینٹ فرانسس سکول انار کلی لاہور جو کہ بہت hot issue بنا ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب یہ nationalize ہوئے تو اس کے بعد 2004 میں denationalized کر دیئے گئے لیکن ابھی تک سینٹ فرانسس سکول انار کلی کو denationalize کر کے مشن کے حوالے نہیں کیا گیا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کی نظر ابھی تک اس سکول پر ہے۔ میں یہاں پر آج یہ بات عرض کرنا چاہوں گا کہ مہربانی کر کے سینٹ فرانسس سکول پر حکومت جو بجٹ لگانا چاہتی ہے وہ وہاں پر بجٹ نہ لگایا جائے بلکہ وہ سکول مشن کو واپس کر دیا جائے اور وہ بجٹ کسی اور جگہ پر لگا دیا جائے۔ میں درخواست کروں گا کہ گوشہ امن ہمارے مشن کی بہت بڑی پراپرٹی ہے جس کے وعدے سابقہ ادوار میں بھی کئے گئے لیکن ابھی تک وہ ہمیں واپس نہیں کئے گئے اور Randall Mission High School بھی ابھی تک اسی طرح ہمیں واپس نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر! چند ایک سفارشات جو میں یہاں پر کرنا چاہ رہا تھا۔ مردم شماری کو ہوئے 33 سال ہو گئے ہیں اور آج تک ہمارے پاکستان اور خاص طور پر پنجاب میں اقلیتوں کو پانچ فیصد کے حساب سے deal کیا جاتا ہے لیکن میں یہاں پر بات کرنے سے شرمانا نہیں چاہوں گا کہ پانچ فیصد ہماری کیمونٹی نہیں ہے بلکہ ہماری کیمونٹی بہت بڑھ چکی ہے مگر بجٹ میں ہماری کیمونٹی پانچ فیصد ہی کہی جاتی ہے لیکن پانچ فیصد بجٹ کا حصہ نہیں دیا جاتا۔ وزیر خزانہ صاحب! آج میں یہاں پر استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ قائداعظم محمد علی جناحؒ کا قول جو مسیحی اور اقلیتوں کے حقوق کے حوالے سے ہے تو اگر آپ پورے بجٹ کا پانچ فیصد ہمیں نہیں دے سکتے تو آج اس ایوان میں، میں اپنے تمام اقلیتی ممبران کی طرف سے بھی آپ کو درخواست کرتا ہوں کہ پورے بجٹ کا ایک فیصد بھی ہمیں دے دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم اپنی محرومیوں کو دور کر سکتے ہیں۔ ہمارے بہت سے مسائل ہیں اور آپ نے پچھلے بجٹ میں 20 کروڑ روپے کا اعلان کیا، ہمارا دل اس بات سے خوشی سے بھرا ہے کہ آپ نے ہمیں دے دیا لیکن جب ہمارے تمام اقلیتی ممبران نے سفارش کی تو آپ نے 40 کروڑ روپے کا اعلان کیا تھا۔ ہمیں 20 کروڑ روپے تو دے دیئے گئے لیکن مہربانی کریں اور یہ استدعا ہے کہ باقی 20 کروڑ روپے آنے والے بجٹ سے پہلے

ہمیں دے دیئے جائیں تاکہ ہم اپنے ترقیاتی کاموں کو بروقت مکمل کروا سکیں۔ پنجاب حکومت میں میاں محمد شہباز شریف خادم اعلیٰ پنجاب کا جو وژن ہے وہ اور زیادہ بہتر اور موثر ہو سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی بات کرنا چاہوں گا کہ ایک discrimination کا concept جو ہمارے لوگ محسوس کرتے ہیں وہ تعلیمی اداروں کے حوالے سے ہے۔ یہ بڑی واضح بات ہے کہ ہمارے جو مسلم بھائی ہیں اُن کے بچوں کو جب قرآن پاک کی تعلیم کے حوالے سے 20 نمبر کا ایک additional credit دیا جاتا ہے تو ہم بھی اپنے تمام مستند مذہبی اداروں سے certified کروادیتے ہیں براہ مہربانی اس کو بھی approve کریں اور وہ ہمارے بچے جو feel discrimination کرتے ہیں 20 نمبر ان کو بھی ملیں تاکہ وہ بھی ان نمبروں سے مستفید ہو سکیں اور اس معاشرے کا اچھا حصہ بن سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب! ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! ابھی وقت دو منٹ ہوا ہے اور اس کے ساتھ میں یہ بھی بات کرنا چاہتا ہوں کہ پورے پنجاب میں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: Wind up کریں۔

جناب شہزاد منشی: جی، جناب سپیکر! انسانی حقوق کا ادارہ لاہور میں موجود ہے تو تمام اضلاع میں انسانی حقوق و اقلیتی امور کے دفاتر بھی بنائے جائیں اور اس کے ساتھ ساتھ یہاں پر تمام وزارتوں کی Standing Committees بنی ہوئی ہیں لیکن انسانی حقوق اور اقلیتی امور کی Standing Committee نہیں ہے براہ مہربانی اس کا بھی اجراء کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت بہت شکریہ۔ بہت شکریہ جی، wind up کریں۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! دو منٹ لوں گا ہمارے بچے جو تعلیم یافتہ نہیں ہیں اور TEVTA میں زکوٰۃ پر بچوں کو تعلیم دی جاتی ہے وزیر خزانہ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں TEVTA میں بھی ایسے funds رکھے جائیں تاکہ ہمارے بچے بھی وہاں سے تعلیم حاصل کر کے اپنا روزگار کما سکیں سب سے جو اہم بات ہے اگر ہم چاہتے ہیں کہ national or international level پر پاکستان میں خاص کر پنجاب میں اقلیتوں کے بجٹ کو واضح طور پر نمایاں کرنا چاہتے ہیں تو براہ مہربانی آپ minority کے ترقیاتی بجٹ کا اجراء کروائیں اور اگر پنجاب اسمبلی سے نہیں تو انسانی حقوق و اقلیتی امور کا جو ادارہ ہے وہاں سے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جی، ملک مظہر عباس راں صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جو آپ نے sugarcane کے حوالے سے کمیشن تشکیل دینا تھا اس کا بتا دیجئے گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! اس کا بتادوں گا میں آپ کو sugarcane کے حوالے سے میں اپنی مصروفیت دیکھ کر سوموار یا منگل تک بتادوں گا انشاء اللہ۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! دوسرے معاملہ کا بھی بتادیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس کا بھی کچھ کرتے ہیں یہ میں آپ کو انشاء اللہ بتادوں گا، چیمبر میں جا کر وہ بھی بتادیتے ہیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! آپ خواتین کو وقت نہیں دے رہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! میں ساری خواتین کو وقت دے رہا ہوں۔

ملک مظہر عباس راں: جناب سپیکر! محترمہ! آپ میرا وقت بھی لے رہی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ملک صاحب! آپ بات کریں۔

ملک مظہر عباس راں: جناب سپیکر! میں آپ کی اور پورے ایوان کی توجہ اس امر پر مرکوز کروانا چاہتا ہوں کہ جتنی بھی بڑی سکیمیں ہیں وہ شہری علاقوں کے لئے بنادی جاتی ہیں اور اس ایوان میں بیٹھے ہوئے اکثریتی 75-70 فیصد لوگ وہ ہیں جو دیہاتوں سے elect ہو کر آئے ہیں اور اس صوبہ کی 75 یا 80 فیصد آبادی دیہاتی ہے لیکن شاید دیہات کے لوگوں کو health, education, sanitation جیسی چیزوں کی ضرورتیں نہیں ہیں اس لئے جو بھی منصوبے بنائے جاتے ہیں وہ شہروں کے لئے بنائے جاتے ہیں اور میں یہ پیشین گوئی کرتا ہوں کہ اگر اسی طریقے سے دیہاتوں کو نظرانداز کر کے شہروں کو facilitate کیا جاتا رہا تو پھر دس سال بعد یہ لاہور کراچی بن جائے گا اور پھر دیو جیسا شہر آپ سے کنٹرول نہ ہو سکے۔ میری بات غور سے سنیں وہ شاید کنٹرول نہ ہو سکے حدیث مبارکہ ہے کہ آپ نئے شہر بسائے بڑے شہروں کو کنٹرول کریں اور بڑے شہر کیسے کنٹرول ہو سکتے ہیں، نئے شہر کیسے بسائیں جا سکتے ہیں کہ آپ دور دراز کے دیہاتی areas میں health, education, sanitation جیسی سہولتیں دیں، روزگار کے مواقع پیدا کریں اور پھر یہ جو گوناگوں مسائل شہروں میں پیدا ہو رہے ہیں یہ ختم ہو جائیں گے۔ جو بھی سکیم بنتی ہے وہ بڑے شہروں کے لئے بنادی جاتی ہے اور دیہاتی لوگوں کو

میں تو یہاں تک کہوں گا کہ ہم دیہات کے ایم پی ایز کا بھی شہری ایم پی ایز کے ساتھ کوئی موازنہ نہیں ہے اُن کا ہم مقابلہ نہیں کر سکتے جیسے ہم پتا نہیں کہاں سے آ گئے ہیں؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میرے شہر ملتان کے لئے metro bus کی ایک سکیم دے دی گئی ہے میں نے وہاں پر بھی اس کی مخالفت کی اور آج ایوان میں بھی یہ کہتا ہوں کہ مجھے وہ bus service نہیں چاہئے، مجھے رود کوہیوں کے پانی کا انتظام چاہئے، مجھے چولستان میں drip irrigation چاہئے اور مجھے اپنے دیہاتوں میں sanitation کا programme چاہئے۔ جب ہم لاہور میں آتے ہیں تو ایسے لگتا ہے کہ ہم کسی اور ملک میں آ گئے ہیں اور جب ہم قادر پور راں بدھلہ میں کوٹلہ مہاران میں جاتے ہیں اور آپ بھی ماشاء اللہ دیہاتی background رکھتے ہیں کوئی تقابل نہیں ہے اس زندگی کا اور اُس زندگی کا۔ ہمارے شہر اور قصبے Filth Depot بن گئے ہیں۔ پچھلی دفعہ قانون سازی ہوئی تو میں چیختا رہ گیا، بدقسمتی سے میں بھی اُس local Government Committee میں تھا کہ Town Committees کو ختم نہ کیا جائے لیکن اس کے باوجود ختم کر دیا گیا اور پھر ہر بڑے قصبے سے ایم پی ایز اپنی تجاویز لے کر آئے کہ ہمیں Town Committee دی جائے ہمیں sanitation کا programme دیا جائے لیکن وہ نہ بن سکا۔ میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ صفائی health education sanitation اور public health کے لئے میں اگلے دن دھکے کھاتا ہوا public health کے دفتر گیا۔ میں نے کئی سکیمیں بنوائی ہوئی تھیں feasibility report دی اور اس کا ایک directive بھی ساتھ لگا یا ہوا تھا directive بڑی اہم چیز ہوتی ہے ہمارے لئے وہ بھی لگایا ہوا تھا لیکن انہوں نے کہا کہ یہ block allocation تھی ابھی تک یہ پڑی ہوئی ہے اس میں سے کسی کو کچھ نہیں ملا۔ آخر میں ہونا یہ ہے کہ وہ ساری block allocation کسی بڑے شہر میں invest کر دی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت بہت شکریہ۔ ملک صاحب!

ملک مظہر عباس راں: جناب سپیکر! میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جیسے میں نے کہا جنوبی پنجاب کا ضلع جہاں سے آپ بھی تعلق رکھتے ہیں اور مجھے بھی بارہا جانے کا موقع ملتا ہے بہت لوگوں کو اس وجہ سے نقصان ہوتا ہے۔ خدارا جو priorities مقرر کی جاتی ہیں وہاں کے لوگوں سے، وہاں کے ایم پی ایز اور ایم این ایز سے مشورہ کر کے مقرر کی جائیں۔ اس کے لئے ایک سکیم عرصہ پہلے بنی تھی۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: وزیراعلیٰ کے پاس اس کی سمری چلی گئی ہے۔ تقریباً اس پر short term, long term and mid term تین proposals چلی گئی ہیں۔ انشاء اللہ اس پر کام ہو گا۔ آپ نے

مزید جو باتیں کرنی ہیں وہ منسٹر صاحب کو بتا دیں کیونکہ ٹائم بہت short ہے اور بہت سے مقررین ہیں جنہوں نے ابھی بات کرنی ہے۔ محترمہ راشدہ یعقوب صاحبہ!۔۔۔

قاضی عدنان فرید: بہت دیر ہو گئی ہے، ابھی کافی ممبران ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں بھی آپ کے ساتھ ہی بیٹھا ہوں۔ جب تک آخری سپیکر یہاں موجود ہے میں بھی بیٹھا رہوں گا اور منسٹر صاحب بھی موجود رہیں گے۔ ذرا حوصلے کے ساتھ اور تسلی کے ساتھ بیٹھیں، میں یہاں صبح ساڑھے آٹھ بجے کا آیا ہوا ہوں۔ جی، محترمہ!

محترمہ راشدہ یعقوب: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ میں یہاں پر پنجاب حکومت اور میاں محمد شہباز شریف کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ جو حالیہ پی پی۔81 میں ضمنی الیکشن ہوا اس میں مسلم لیگی امیدوار نے کامیابی حاصل کی۔ یہ مسلم لیگ کی قیادت پر عوام کے اعتماد کا اظہار تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ابھی حال ہی میں ہونے والے خواتین کے حقوق کے لئے women day پر جو Bill پاس کیا گیا اور اس کے علاوہ جتنے بھی اقدامات کئے گئے میں ان کی تفصیل میں نہیں جاؤں گی بلکہ صرف اتنا کہنا چاہتی ہوں کہ ان اقدامات کی جو سب سے بڑی خوبی تھی وہ یہ تھی کہ یہ کوئی directive تھا اور نہ ہی یہ کوئی executive order تھا بلکہ یہ پہلی بار اتنے وسیع پیمانے پر خواتین کے rights کے لئے legislation کی گئی۔ یہ واقعی میاں محمد شہباز شریف کا لائق تحسین کارنامہ ہے جس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میرا تعلق ضلع جھنگ سے ہے اور یہ مکمل اربن ایریا پر مشتمل ہے۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ میاں صاحب کا ہیلتھ اور ایجوکیشن کے لئے جو vision ہے اس سے پہلے بھی اربوں روپیہ صحت اور تعلیم کے شعبے میں خرچ کیا جا رہا ہے تاکہ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ سہولیات مہیا کی جائیں۔ میں آپ سے ذکر کرنا چاہتی ہوں کہ میرے علاقے میں کچھ سال پہلے ایک غلام نبی میموریل کے نام سے پراجیکٹ شروع کیا گیا جہاں Cardiac اور kidney سنٹر بنایا جانا تھا لیکن کچھ وجوہات کی بناء پر یہ منصوبہ ادھورا پڑا ہوا ہے، رکا ہوا ہے۔ یہ منصوبہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ یہ پراجیکٹ اس لئے اہمیت کا حامل ہے کہ اگر یہ منصوبہ مکمل کر دیا جائے تو اس سے نہ صرف جھنگ بلکہ لیہ، بھکر، ٹوبہ ٹیک سنگھ اور اس سے تمام ملحقہ آبادیاں بھی استفادہ کر سکیں گی۔ میری یہ درخواست ہے کہ اس منصوبے کو فوری طور پر شروع کروا کر اس کی تکمیل کی جائے تاکہ وہاں پر لوگوں کو طبی سہولتیں میسر آ سکیں۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ میں میاں محمد شہباز شریف صاحب کی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے پچھلے tenure میں محمد یعقوب شیخ جو سابقا ایم پی اے ہیں، عوام کے لئے وہاں پر نواز شریف پارک کے نام سے ایک پارک دیا اور ایک لائبریری دی گئی۔ یہ پارک جو حلقے کی عوام کے لئے تحفہ تھا لیکن وہاں پر عملہ کی کمی ہے میری گزارش یہ ہے کہ SNE کو منظور کرکے وہاں پر عملے کی تعیناتی کی جائے تاکہ وہ منصوبے اچھے طریقے سے لوگوں کے لئے سہولت کا باعث بن سکیں۔اس کے علاوہ جو لائبریری ہے اس میں کتابوں کا ایک وسیع ذخیرہ موجود ہے، آئی ٹی روم موجود ہے وہاں پر بھی عملے کی انتہائی کمی ہے اور اس کی SNE بھجوادی گئی ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس SNE کو فوری طور پر منظور کرواکر وہاں بھی عملہ پر تعین کرایا جائے۔ میں صرف شکریہ ادا کرنا چاہوں گی، جو میرا باقی ماندہ ٹائم ہے وہ آپ کسی اور کو دے دیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ ڈاکٹر صاحبہ کافی دیر سے مجھ سے ناراض ہو رہی ہیں۔ جی، ڈاکٹر فرزانہ صاحبہ!

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! آخر آپ کو رحم آ ہی گیا۔ بجٹ کا مطلب ہوتا ہے جس میں اخراجات اور آمدن کا تخمینہ لگایا جائے مگر بہترین بجٹ وہ ہوتا ہے جس میں بچت بھی ہو سکے اور over spending بھی نہ ہو۔اس کے لئے میری چند تجاویز ہیں امید ہے کہ آپ مجھے کچھ ٹائم دے دیں گے۔

جناب سپیکر! ہمیں آنے والے بجٹ میں اپنی ترجیحات کا رخ زراعت کی طرف موڑنا ہوگا اور اس میں ہم نے maximum بجٹ allocate کرنا ہے۔ ہم کسانوں کو بہترین مواقع اور حالات فراہم کریں تاکہ ملک سے مہنگائی کا خاتمہ ہو۔ گندم کی کٹائی اپریل میں شروع ہو رہی ہے، کاشتکاروں کو باردانہ بھی ان کے رقبے کے مطابق دیا جائے اور سرکاری ریٹ پر دیا جائے۔ کسانوں کے لئے پانی کی فراہمی یقینی بنائی جائے اور ہر ایکڑ پر جو مالیہ وصول کیا جاتا ہے اسے کم کیا جائے۔ جتنی فصل زیادہ ہوگی ملکی ضروریات پوری کرنے کے بعد اس کو ہم ایکسپورٹ کر سکیں گے اور ملک کی آمدنی میں بھی اضافہ ہوگا۔ کسان کو one window operation کے ذریعے بلا سود قرضے دیئے جائیں۔

جناب سپیکر! ہیلتھ میں بھی بجٹ بڑھانے کی بہت ضرورت ہے۔ انفراسٹرکچر پر بہت توجہ دینی چاہئے۔ ہمیں ٹیچنگ ہسپتالوں میں medical equipments اور آپریشن تھیٹروں کو modern style کی طرف لے کر جانا ہوگا۔ Transplant centres بنائے جائیں۔ kidney

Transplant centres, coronary Transplant centres اور liver Transplant centres بنائے جائیں۔ جیسے انڈیا میں ہیلتھ کو corporate بنایا ہوا ہے اور وہ اس سے لاکھوں روپے کما رہا ہے۔ ہمارے لوگ transplant کے لئے انڈیا جاتے ہیں اگر اپنے ملک میں یہ facility فراہم کی جائے تو پھر لوگ باہر نہیں جائیں گے اور ہمارے ملک میں ریونیو بھی generate ہو گا۔ دوسرا ہمیں manpower کو بڑھانا چاہئے، jobs create کی جائیں اور proper planning کی جائیں۔ اس وقت ڈاکٹر ملک سے ہجرت کر کے باہر جا رہے ہیں کیونکہ ان کا service structure نہیں بنایا جا رہا ہے۔ یہ بہت سنجیدہ issue ہے۔ ہمیں نئے میڈیکل کالج کی بجائے جو پرانے کالج اور ہسپتال ہیں وہاں سٹاف کی فراہمی یقینی بنائی جائے۔ ٹیچنگ ہسپتال میں چھ چھ، سات سات پروفیسر یعنی وہاں کوئی یورالوجی کا پروفیسر نہیں ہے، سائیکاٹری کا پروفیسر نہیں ہے اور سرجری کا پروفیسر نہیں ہے۔ کسی کو گوجرانوالہ بھیج دیا اور کسی کو رحیم یار خان بھیج دیا۔ بجائے یہ کہ کوئی ہیلتھ پالیسی بنائی جائے یہاں سے ڈاکٹر چھوڑ چھوڑ کر سعودی عرب جا رہے ہیں، انگلینڈ جا رہے ہیں۔ آئندہ کالج تو ہوں گے، ہسپتال ہوں گے لیکن ڈاکٹر نہیں ہوں گے۔ یہ serious بات ہے جو میں بار بار کہہ رہی ہوں اور پہلے بھی کتنی دفعہ کہہ چکی ہوں۔ وزیر خزانہ صاحب بھی اس پر توجہ دیں کہ ڈاکٹروں کے لئے service structure فوری طور پر بنایا جائے تاکہ ہم لوگوں کو health care facility ان کے دروازوں پر مہیا کریں۔

جناب سپیکر! ہم خواتین کے لئے women empowerment کی ہم بات کر رہے ہیں تو خواتین کے لئے خصوصی فنڈ allocate کیا جائے۔ مائیکرو فنانس اور کاٹیج انڈسٹری کی promotion کے لئے دیہی خواتین کو بلا سود قرضے فراہم کئے جائیں۔ ان کی تیار کردہ اشیاء کو باہر کی منڈیوں میں لے جایا جائے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہ کہوں گی کہ ہماری نوجوان نسل جو اتنی ڈپریشن کا شکار ہے ان کے لئے، ٹھیک ہے کہ ٹیچنگ تو ہو رہی ہے مگر ان کی physical activities کے لئے یونیورسٹی کی سطح پر grounds کو یقینی بنایا جائے۔ qualified Health sports manager لگائے جائیں۔ پی ٹی سی ٹیچر یونیورسٹیوں میں لگے ہوئے ہیں ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ وہاں sports manager بنائیں، master in sports manager لے کر آئیں تاکہ ہمارے national level پر جو کھلاڑی تیار ہوں وہ پوری دنیا میں compete کر سکیں اور revenue generate کر سکیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، میاں شوکت لا لیکا صاحب!

جناب شوکت علی لا لیکا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں گزارش کروں گا کہ یہاں پر آدھا یا ایک گھنٹہ بات ہوئی ہے اور ایک گھنٹہ میں کوئی صرف تھانہ پر بات کرتا ہے۔ ہمارے ایک معزز ممبر نے آدھا گھنٹہ بات کی، ہمارے اپوزیشن لیڈر صاحب نے آدھا گھنٹہ یوتھ فیسٹیول پر بات کی اور آدھے گھنٹے بعد صرف بات یہ نکلی کہ یونین کونسل level پر یوتھ فیسٹیول ہونا چاہئے۔ بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ پورے پنجاب میں یونین کونسل level پر یوتھ فیسٹیول ہوا ہے اور اس پر آدھا گھنٹہ خرچ کیا گیا تو kindly اگر پانچ منٹ سے دو منٹ اوپر ہو جائیں تو اپنوں پر بھی کرم کیجئے گا۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ہمارا نہری نظام دنیا کا بہترین نظام تھا اور آج تباہی کے دہانے پر ہے۔ یہ بات میں کرنے سے باز نہیں آؤں گا، وہ سنتے رہیں گے اور جتنا اثر میرا ہے اتنا ہی بجٹ پر اثر ان کا ہو گا لیکن ہم مجبور ہیں کہ دیواروں سے باتیں کرنا اچھا لگتا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، مجھے یہ چٹ ملی ہے میں یہ ذرا پڑھ دوں۔ انہوں نے کہا ہے کہ براہ مہربانی دونوں طرف سے تقاریر بند کروا کر منسٹر صاحب کی wind up speech کروائیں کیونکہ آج پاکستان کا میچ ہے اور یہ پتا نہیں کہ بھیجی کس نے ہے؟

جناب شوکت علی لا لیکا: جناب سپیکر! ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ یہاں پر جو بات ہم کر رہے ہیں یہ ہمارے کسانوں کا میچ ہے، یہ زراعت کا میچ ہے اور یہ اس روزگار کا میچ ہے۔ نہروں کے چالیس چالیس موگے outlet بند پڑے ہیں، وہ لوگ جو سو سو ایکڑ کے مالک تھے وہ وہاں سے لاہور میں آئے ہیں، فیصل آباد میں آئے ہیں اور بڑے شہروں میں آئے ہیں۔ بے روزگاری بڑھ رہی ہے، مہنگائی بڑھ رہی ہے تو یہ بے روزگاری، مہنگائی اور لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال اس وقت تک نہیں ختم ہو سکتی جب تک آپ زراعت پر توجہ نہ دیں۔

جناب سپیکر! اب میں تجاویز کی طرف آتا ہوں کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ یہ ٹریکٹر کی ڈیوٹی فری کر دیتے، ٹریکٹر پر ڈیوٹی معاف کر دیتے، کیا ہی اچھا ہوتا کہ یہ کھاد کو subsides کر دیتے اور کھاد پر سبسڈی دے دیتے اگر ہم مہنگائی اور بے روزگاری کا موازنہ کریں گے تو بڑی بدقسمتی کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ایک موچی جب اپنا جوتا بناتا ہے تو اس کی قیمت وہ خود مقرر کرتا ہے لیکن جب کسان اپنی فصل پیدا کرتا ہے تو کسی کے رحم و کرم پر ہوتا ہے۔ ہمارے پڑوسی ملک میں گندم کی قیمت 1800 روپے من مقرر ہے جو یہاں پاکستان میں 2400 روپے من کے برابر ہے اور یہاں ہم نہیں کہتے کہ گندم کی قیمت

بڑھائیں اور 2400 روپے فی من کریں لیکن خدارا بجلی پر ٹیکس تو معاف کر دیں۔ ہندوستان میں بجلی فری ہے اور ٹیوب ویل فری چل رہے ہیں اور یہاں واپڈا کے جتنی line loses ہیں وہ بے چارے گونگے بہرے کسان پر ڈال دیئے جاتے ہیں۔

جناب منان خان: ہندوستان میں مارشل لاء کبھی نہیں لگتے اور آمریت کبھی نہیں آتی۔

جناب شوکت علی لالیکا: ہاں یہ بات میں سمجھتا ہوں کہ ٹھیک ہے لیکن جو صحیح قدم اٹھا سکتے ہیں وہ تو اٹھالیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ wind up کر دیں۔

جناب شوکت علی لالیکا: جناب سپیکر! میں کوشش کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوشش نہیں بس اس کو wind up کرنا ہے۔

جناب شوکت علی لالیکا: جناب سپیکر! سیلاب کے حوالے سے ایک بات کرنی تھی کہ جب سیلاب آتا ہے تو ڈوبتے ہوئے کسانوں کو نکالنے اور ان کی لاشیں اٹھانے کے لئے وہاں فلاحی ادارے بھی چل پڑتے ہیں اور ہم بھی چل پڑتے ہیں لیکن جیسے ہی سیلاب چلا جاتا ہے اس کے بعد کوئی پرسان حال نہیں ہوتا تو میری درخواست ہے کہ اس کے لئے special funds رکھا جائے۔ میں اپنے حلقے کی طرف آتا ہوں کہ میرا حلقہ پی پی-278 میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ بے گھر ہو رہے ہیں۔ اگر اس دفعہ خدانخواستہ سیلاب آگیا تو دو نہریں اس کا شکار ہو جائیں گی اور ہزاروں ایکڑ فصلیں تباہ ہو جائیں گی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! انہوں نے کافی دیر انتظار کیا ہے ان کو بلا کر اپنے پاس بٹھائیں اور جو بھی ان کی مثبت تجاویز ہیں ان کو شامل کرائیں، اب ٹائم تھوڑا ہے۔ جی، جناب محمد ارشد خان لودھی صاحب! آپ بات کریں۔

جناب محمد ارشد خان لودھی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے ٹائم allot کیا اور میں خاموشی سے یہ دیکھ رہا تھا کہ اللہ کی مہربانی سے بہت سارے ایوانوں میں، میں ممبر رہا ہوں لیکن میں یہ دیکھ رہا تھا کہ کبھی آپ کی نظر شفقت ہم پر بھی پڑ جائے اور وہ چیزیں جو بیان کرنا چاہتا تھا شاید ٹائم کی نذر ہو جائیں تو پھر بھی میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے شفقت اور مہربانی کی ہے۔ میں ایوان کا بھی اور اپنے بھائیوں کا بھی مشکور ہوں۔

جناب سپیکر! میں چند ایک باتیں کروں گا اور مجھے ٹائم کا احساس ہے۔ لا لیکا صاحب کو بھی میں دیکھ رہا تھا کہ شاید وہ ایگری کلچر کی بات کر رہے تھے اور میری باتیں بھی وہ کر گئے۔ اس کو تو آپ endorse سمجھیں کہ 80 فیصد لوگ صوبہ پنجاب کے دیہات میں آباد ہیں اور ان کا پیشہ زراعت ہے۔ میرا اور آپ کا پیشہ بھی زراعت ہے اور ملک کی معیشت اسی زراعت پر انحصار کرتی ہے۔ اگر زراعت کو develop نہ کیا گیا تو یہ میری conviction ہے کہ لاہور، بڑے شہروں اور بازاروں کی رونقیں مدھم پڑ جائیں گی۔ ہمیں چاہئے کہ زراعت کی طرف توجہ دیں اور ہمیں چاہئے کہ اور کچھ نہ کر سکیں تو ٹیوب ویل کے پانی کے لئے grant concession کریں، ہم pesticide میں concession grant کریں اور ہم لوگوں کی سہولت کے لئے مواقع پیدا کریں۔ گندم کی آمد ہے ہم پرچیز سسٹم شروع کریں گے لیکن اس میں مڈل مین کو وہاں سے دور کریں تاکہ کسان نے جو کچھ پیدا کیا ہے اس کی کمائی اس کے گھر جائے۔ مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ میرے بھائی یہ بات کہہ رہے تھے کہ دیہاتوں کے لوگوں کا رخ تنگ آکر شہروں کی طرف ہو گیا ہے۔ اگر آپ دیہاتوں میں facilitation پیدا نہیں کریں گے تو آپ یہ محسوس کریں گے کہ دیہاتوں کی آبادی شہروں کی طرف convert ہو رہی ہے اور اس سے بہت بڑا مسئلہ پیدا ہو جائے گا۔ میں ایک بہت بڑی بات یہاں پر کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں ایجوکیشن پر توجہ دینی چاہئے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: لودھی صاحب پلیز!

جناب محمد ارشد خان لودھی: جناب سپیکر! مجھے وقت کا احساس ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایوان کا وقت ایک گھنٹہ اور بڑھایا جاتا ہے۔

جناب محمد ارشد خان لودھی: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ کی مہربانی سے میرے colleagues کو بھی پتا ہے کہ میں نے عملی طور پر سارے پنجاب میں tour کر کے دیکھا ہے کہ سکول بند کئے جا رہے ہیں۔ ایک طرف تو ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ سکولوں میں بچوں کے زیادہ سے زیادہ داخلے کروائیں لیکن دوسری طرف لڑکیوں اور لڑکوں کے پرائمری سکول بند کئے جا رہے ہیں۔ آپ یقین کریں مجھے اس میں contradiction نظر آ رہی ہے، میں صرف پرائمری سکولوں کی بات کر رہا ہوں۔ جو سکول بنجر اور بیابان ہو رہے ہیں ان کا سنبھالا کریں۔ میری وزیر تعلیم، وزیر خزانہ سے یہ گزارش ہے کہ ایجوکیشن کی طرف توجہ کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔

جناب محمد ارشد خان لودھی: جناب سپیکر! دوسری بات جو اس کے ساتھ ہی میں کرنا چاہوں گا کہ رورل ہیلتھ سنٹرز جن کے متعلق پچھلی دفعہ بھی بات ہوئی تھی کہ ان کی طرف توجہ کرنی چاہئے کیونکہ ان سنٹروں میں کوئی ڈاکٹر ہے اور نہ کوئی لیڈی ڈاکٹر ہے اس کے علاوہ وہاں پر کوئی عملہ بھی موجود نہیں ہے۔ وہاں پر کوئی دوائی بھی موجود نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ

جناب محمد ارشد خان لودھی: جناب سپیکر! اگر آپ میری ان معروضات پر غور کر لیں تو میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے لئے آپ انتہائی قابل احترام ہیں، آپ ایک پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔

جناب محمد ارشد خان لودھی: جناب سپیکر! معذرت چاہتا ہوں، میں نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ شاید وقت کم پڑ جائے۔ میں آپ کا مشکور ہوں لیکن میری یہ گزارش ہے کہ ان معروضات پر توجہ ضرور کر لیں اور ایک ضروری بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ تھانہ کلچر، پولیس کلچر کو ٹھیک کیا جائے بلکہ ان کی academies کو ٹھیک کریں، وہاں پر ان کو educate کریں۔ اس کے علاوہ میرے پاس کچھ تجاویز ہیں اگر آپ اجازت دیں تو میں وزیر موصوف کو دے دوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب کو اپنی تجاویز دے دیں۔ میاں محمد اسلام اسلم صاحب! پہلے آپ بات کریں اس کے بعد ڈھلوں صاحب، گلناز شہزادی صاحبہ، سیٹھی صاحب بات کریں گے، راحیلہ انور صاحبہ بھی موجود ہیں، میں بھی انشاء اللہ یہاں پر موجود رہوں گا اور آپ سب کو پورا موقع دوں گا۔

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے فرمایا تھا کہ میں نے چار بجے کہیں ضروری کام سے جانا ہے اس لئے آپ پہلے پانچ منٹ کے لئے بات کر لیں۔

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! میں پچھلے بجٹ کے حوالے سے تھوڑی سی discussion کروں گا کہ ترقیاتی کاموں کے لئے پچھلا بجٹ 290۔ ارب روپے کا رکھا گیا تھا، میری اس میں تجویز یہ ہو گی کہ ترقیاتی بجٹ کو 360۔ ارب تک کیا جائے۔ وزیر خزانہ کی خدمت میں میری ایک یہ proposal بھی ہو گی کہ پینے کے صاف پانی کے لئے ایک الگ محکمہ بنایا جائے، اسے محکمہ پبلک ہیلتھ کے ماتحت نہ کیا

جائے بلکہ پینے کے صاف پانی کے لئے ایک الگ محکمہ ہونا چاہئے کیونکہ ہمارے رورل ایریاز میں پانی کے بڑے مسائل ہیں، وہاں زیر زمین پانی کڑوا ہونے کی وجہ سے لوگوں کو Hepatitis اور دوسری بہت ساری بیماریاں پیدا ہو رہی ہیں۔ پچھلے سال ایجوکیشن کا بجٹ 244۔ارب روپے کا تھا اور ہیلتھ کا 102۔ارب روپے کا تھا، میں چاہوں گا کہ اب اس آنے والے مالی سال میں ہیلتھ کا بجٹ بڑھا کر two hundred plus کر دیا جائے اور ایجوکیشن کا بجٹ ہیلتھ کے مطابق کر دیا جائے کیونکہ ہیلتھ کے حوالے سے میں چاہوں گا کہ ہر ٹی ایچ کیو میں کڈنی سنٹر اور آنکھوں کا ایک یونٹ ہو۔ جنوبی پنجاب کے اضلاع کے حوالے سے پچھلے سال 93۔ارب روپے مختص کئے گئے تھے اب میری وزیر موصوف سے اس سلسلے میں گزارش ہو گی کہ اس کو بڑھا کر ڈگنا کیا جائے اور اس میں چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو بھی شامل کیا جائے کیونکہ وہ پہلے اس میں شامل نہیں ہے۔ اس حوالے سے میں عرض کروں گا کہ اس اتھارٹی کو ہمیشہ disputed ہی رکھا جاتا ہے اور کبھی کہا جاتا ہے کہ یہ فیڈرل گورنمنٹ کے ماتحت ہے۔ یہاں پر میری constituency ہے، میں چاہوں گا بلکہ request کروں گا کہ اس کو صوبہ پنجاب کے ماتحت کر دیا جائے۔ ہمارا سب سے اہم شعبہ زراعت ہے جس پر میرے تمام بھائیوں نے بات کی ہے، آپ یقین کریں کہ زراعت کے اس وقت جو حالات ہیں وہ بہت خراب ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ میرے تمام بھائی اسی بات کا رونا رو رہے ہیں، اگر پٹرول کو اور بھی مہنگا کر دیا جائے تو وہ پھر بھی قابل قبول ہے لیکن ڈیزل کو پچاس روپے فی لیٹر کر دیا جائے تاکہ اس سے زراعت کا شعبہ زیادہ مستفید ہو سکے۔ اس کے علاوہ میں وزیر موصوف سے گزارش کروں گا کہ پچھلے سال کسانوں کے لئے شمسی توانائی اور بائیو گیس والے ٹیوب ویلوں کے لئے 7.5۔ارب روپے رکھے گئے تھے ان کو اس سال بڑھا دیا جائے، کسانوں کو بائیو گیس / سولر ٹیوب ویل دیئے جائیں تاکہ اس پراجیکٹ پر کام ہو سکے۔

جناب سپیکر! توانائی کے شعبہ میں پچھلے سال 20.43۔ارب روپے رکھے گئے تھے میرے خیال میں اب توانائی کی ضرورت نہیں رہے گی کیونکہ چائنا بھی ہمارا بہت ساتھ دے رہا ہے اور ہمارا جو بجلی کا بحران ہے انشاءاللہ ختم ہو جائے گا بلکہ یہ ایسے ہو جائے گا جیسے موبائل کمپنیوں نے ادھر ڈیرے ڈال دیئے ہیں۔ اللہ کے فضل سے یہ بجلی ایسے ہو جائے گی کہ لوگ لے کر پھریں گے کہ ہم سے کوئی یونٹ خرید لے، ملک میں بجلی کا بحران انشاءاللہ تعالیٰ جلد ختم ہو جائے گا لہذا میری یہ گزارش ہے کہ اس کے فنڈز بھی ترقیاتی سکیموں میں شامل کئے جائیں۔

جناب سپیکر! میری ایک اور گزارش یہ ہوگی کہ بڑے شہروں کی ترقی کے لئے پچھلے سال 10-ارب روپے رکھے گئے تھے میری یہ گزارش ہوگی کہ ان کو ختم کر دیا جائے۔ بڑے شہروں کے پاس اپنا بہت سارا فنڈ ہوتا ہے اور یہ فنڈز دیہات سے منڈیوں تک جن کے لئے 4-ارب روپے رکھے گئے تھے ان فنڈز کو اس میں شامل کر دیا جائے تاکہ کھیت سے منڈی تک کے جو فنڈز ہیں ان کو 14-ارب روپے کے قریب کیا جاسکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! wind up کریں۔

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! میرے چند points آپ سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ wind up کریں۔

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! اسی طرح میری ایک اور تجویز بھی ہے کہ انڈسٹریل سٹی کے لئے جو فنڈز ہیں وہ بھی دیہاتوں کو دیئے جائیں۔ پنجاب اسمبلی کی بلڈنگ کے حوالے سے گزارش کروں گا کہ پنجاب اسمبلی کی بلڈنگ کو کسی موٹروے پر، کالا شاہ کاکو یا ملتان روڈ پر شفٹ کیا جائے اور یہاں پر کوئی بڑی یونیورسٹی بنا دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت بہت شکریہ۔ جناب عبدالرزاق ڈھلوں صاحب!

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! اس کے علاوہ میری ایک تجویز ہے کہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اپنی تجاویز منسٹر صاحب کو لکھ کر دے دیں۔ چودھری عبدالرزاق ڈھلوں!

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ میں انتہائی اہم نوعیت کی کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں اور اس میں یہ بات ضرور کروں گا کہ ہمیشہ اچھے لیڈر ہی اچھی قوم پیدا کرتے ہیں۔ میں قائد محترم میاں محمد نواز شریف کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے 32-ارب ڈالر کا چائنا سے package کرنے کے بعد یہ ثابت کر دیا کہ وہ اس قوم کا مخلص لیڈر ہے اور مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ جس طرح میرے قائد نے ڈالر کی قیمت میں کمی کی ہے، یہ بھی ایک بہت بڑی بات ہے۔ ڈالر کی قیمت کم ہونا انتہائی ضروری ہے، اس کے لئے باقاعدہ ایک قانون پاس کیا جائے جس طرح کے بجلی چوروں، گیس چوروں کو پکڑا جاتا ہے، اسی طرح اس ملک کے بڑے بڑے سفید پوش ڈاکوؤں کو بھی پکڑا جائے جو ڈالر لاد کر اس ملک میں تباہی پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں اور اگر ان کے خلاف کارروائی کی گئی تو انشاء اللہ تعالیٰ ڈالر بہت کم قیمت پر آ جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں اس کے لئے

خاص طور پر سٹیٹ بنک کو ہدایات جاری کی جائیں کہ ڈالرز صرف ان لوگوں کو دیئے جائیں جنہوں نے اپنی ضرورت کے لئے استعمال کرنے ہیں۔ اس سے اس ملک میں ایک بہت بڑی انقلابی تبدیلی آئے گی اور میں سمجھتا ہوں کہ قائد محترم نے انقلابی تبدیلی لانے کے لئے جو پروگرام، جو مشن شروع کیا ہے میں اس کے لئے صرف اتنا کہوں گا کہ:

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل
لوگ ملتے گئے کارواں بنتا گیا

جناب سپیکر! پنجاب کے لئے تین چیزیں انتہائی ضروری ہیں، مجھے اس بات پر بڑا افسوس ہے کہ بجٹ بیوروکریٹس تیار کرتے ہیں آج اگر ہمارے وزراء بیٹھے ہوتے اور یہ سب باتیں سنتے اور وہ بیٹھ کر بجٹ میں سب باتیں discuss کرتے تو آدھا کام بیوروکریٹس کرتے اور آدھا کام قوم کے نمائندے کرتے اور میں سمجھتا ہوں کہ ان وزراء کا یہاں پر ہونا بہت ضروری تھا۔ تین چیزوں میں ایک چیز اس پنجاب میں لاء اینڈ آرڈر ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ ملک میں کئی ایسی تکلیف دہ چیزیں ہیں، وارداتیں ہو رہی ہیں لیکن کیا بیس یا پچیس پولیس افسر دو لاکھ کی آبادی کے لئے کافی ہیں؟ میری استدعا ہے کہ پورے پنجاب میں موازنہ کیا جائے اور پھر تمام اضلاع میں ایک جیسے پولیس افسر تعینات کئے جائیں، ان کو بہترین گاڑیاں دی جائیں، ان کو بہترین اسلحہ دیا جائے اور ان کی strength مضبوط کی جائے، پولیس میں زیادہ سے زیادہ بھرتی کرنے کے بعد انہیں باقی شہروں میں بھیج کر قانون کی گرفت کو مضبوط کیا جائے جس طرح میرے قائد محترم نے سختی کی ہوئی ہے اسے مزید سخت کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! اب میں ہیلتھ کے متعلق بات کروں گا کہ ہیلتھ بہت ضروری ہے ہر ڈویژن ہیڈ کوارٹر پر ہمیں کم از کم انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی قائم کرنا چاہئے تاکہ لوگوں کو ہیلتھ کی سہولتیں مل سکیں۔ میں اس میں ایک بہت اہم بات وزیر خزانہ کے notice میں لانا چاہتا ہوں آپ نے دیکھا کہ پورا پنجاب پانی کے لئے تڑپ رہا ہے۔ پانی کے لئے جو پائپ استعمال کیا جاتا ہے وہ پائپ ہمارے محکموں میں بیس سے پچیس قسم کا ہوتا ہے اس میں اگر پہلا پائپ ایک سو روپے فٹ ملتا ہے تو دوسرا پائپ پچاس روپے فٹ ملتا ہے جو کہ انتہائی ناقص ہوتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جن کمپنیوں کے ناقص پائپ رجسٹرڈ کئے گئے ہیں ان کو فوری طور پر black list کر کے ختم کیا جائے تاکہ جو پائپ لگے اس کی زندگی کم از کم پچاس سال تک ہو تو وہ بہترین کام کر سکتا ہے اور وہاں پر ہمیں بار بار ڈویلپمنٹ کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ ہیلتھ کے ساتھ ساتھ تیسرا پراجیکٹ تعلیم کا ہے میں سمجھتا ہوں کہ پولیس، ہیلتھ اور تعلیم میں

25/25 فیصد بجٹ مختص کر کے انہیں بہترین کیا جائے، جو سب سے ضروری چیز ہے وہ بنیادی سکول کا بہتر ہونا ہے، کالج کی تعلیم کا بہتر ہونا ہے ہم نے سہولتیں بڑھا کر پنجاب کو آگے لے جانا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔wind up کریں۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: میری صرف اتنی بات سن لیں کہ اگر یہ 75 فیصد بجٹ ان تین چیزوں پر لگایا جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ ہماری بہت ساری چیزیں بہتر ہوں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ بہت شکریہ

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! میں اپنے قائد اور اس ملک کے لئے اتنا کہوں گا کہ:

نثار تیری گلیوں پہ اے وطن کہ جہاں
چلی ہے رسم کہ کوئی نہ سر اٹھائے کے چلے
ہم بدلتے ہیں رخ ہواؤں کا
آئے دنیا ہمارے ساتھ چلے

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ ڈھلوں صاحب۔ محترمہ گلناز شہزادی صاحبہ!

محترمہ گلناز شہزادی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں pre-budget بحث پر اپنی تجاویز کا آغاز ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ سے کرنا چاہوں گی کہ خاص طور پر معزز وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کی بھرپور توجہ کی وجہ سے سکولوں میں missing facilities کے reference سے جس تیزی سے کام ہو رہا ہے اور ایجوکیٹرز کی بھرتی کو جس شفاف طریقے سے کیا جا رہا ہے میں اس پر خاص طو پر اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ میں پڑھا لکھا پنجاب کے reference سے ایک تجویز دینا چاہوں گی کہ صوبائی سطح پر موبائل ایجوکیشن نیٹ ورک کا ہونا انتہائی ناگزیر ہے اس کو introduce کروانے کے لئے بجٹ allocate کرنا چاہئے اور ہم اس کے ذریعے کم ترین بجٹ میں بہترین نتائج حاصل کر سکتے ہیں۔ میں منسٹر صاحب کی خصوصی توجہ چاہوں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ اپنی بات جاری رکھیں وہ سن رہے ہیں۔

محترمہ گلناز شہزادی: جناب سپیکر! میں اس کو repeat کرنا چاہوں گی کہ میں provincial level پر موبائل ایجوکیشن نیٹ ورک کی بات کر رہی تھی کہ اس کو introduce کروانا انتہائی ضروری ہو چکا ہے چونکہ یہی وہ ایک نیٹ ورک ہے جس سے ہم کم ترین بجٹ میں بہترین نتائج حاصل کر سکتے ہیں۔ جو

لوگ دور دراز علاقوں میں رہائش رکھتے ہیں اور وہ سکول approach نہیں کر سکتے اس کے علاوہ وہ لوگ جو daily wages پر کام کرتے ہیں ہم انہیں Saturday or Sunday کو ان کے علاقے تک approach کر کے وہاں پہنچ کر ان کو بنیادی تعلیم فراہم کر سکتے ہیں جس کے ذریعے ہم اپنے قائد وزیر اعلیٰ پنجاب کے vision کو بھی achieve کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! Provincial level پر امن و امان کی صورتحال مزید بہتر کرنے کے لئے پولیس سٹیشن کے لئے بجٹ کی percentage میں اضافہ کیا جائے انہیں آبادی کے تناسب سے نفری اور موبائل گاڑیاں مہیا کی جائیں۔میں اس کے ساتھ ہی تھانہ صدر سیالکوٹ کی بات کرتی چلوں جو قریباً 118 گاؤں پر مشتمل ہے عرصہ دراز سے وہاں پر صرف دو موبائل گاڑیاں ہیں، تقریباً 60 کی strength موجود ہے اور تھانہ کی اپنی بلڈنگ بھی نہیں ہے بلکہ کرائے کی بلڈنگ میں قائم ہے۔ میری استدعا ہے کہ اس تھانے کی performance بہتر کرنے کے لئے انہیں موبائل گاڑیاں، اپنی بلڈنگ اور مزید strength provide کی جائے۔ میری یہ بھی تجویز ہے کہ تھانہ صدر سیالکوٹ کو دو حصوں میں تقسیم کیا جائے اور خاص طور پر سیالکوٹ میں وومن پولیس سٹیشن کا قیام انتہائی ضروری ہے۔

جناب سپیکر! سیالکوٹ کے وسط سے گزرنے والا نالہ ڈیک ہر سال برسات میں شہر اور گردو نواح کے گاؤں میں تباہی پھیلاتا ہے حاجی پورہ سے دو برجی ملیاں تک کے گنجان آباد اربن ایریا میں سکول اور قبرستان بھی موجود ہیں۔ دو برجی ملیاں کے قبرستان میں کرسچین کمیونٹی کے لئے بھی قبرستان موجود ہے۔کافی بڑا قبرستان ہے براہ مہربانی اس کی چار دیواری کرا دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت بہت شکریہ۔ بہت مہربانی۔ جی جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی صاحب! آپ نا امید ہو گئے تھے؟

جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی: جناب سپیکر! جی، میں نا امید ہو گیا تھا لیکن آپ کا بہت شکریہ۔ موجودہ حکومت پچھلے پانچ سال بھی اور اب بھی ماشاء اللہ دوسرا بجٹ پیش کرنے جا رہی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ دو شعبوں کو بری طرح نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ایک شعبہ ہماری زراعت ہے اور دوسرا جنوبی پنجاب۔ جنوبی پنجاب کے ساتھ ترقیاتی کاموں کے حوالے سے بہت نا انصافی کی جا رہی ہے جس وجہ سے وہاں پر علیحدہ صوبے کی تحریک زور پکڑ رہی ہے۔ ہماری گزارش ہے کہ موجودہ حکومت زراعت کے لئے خصوصی توجہ دے آج ہم جس طرح بجلی کے لئے بڑے پریشان ہیں وہ وقت دور نہیں جب ہمارے دریا سوکھ جائیں گے۔اگر ہم نے اسی انداز میں اس کو deal کیا تو ہندوستان ہمارے دریاؤں پر

اپنے ڈیم بنا کر پانی روک رہا ہے۔ میری گزارش ہے کہ حکومت اس پر فوری توجہ دے اور پانی کے مسئلے کو فوری addressکرے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہماری زراعت پر خصوصی توجہ ہونی چاہئے۔ روز بروز inputsکی قیمتیں بڑھتی جا رہی ہیں جس سے ہمارے کاشتکار متاثر ہو رہے ہیں۔ ہمیں یہ نوید سنائی گئی تھی کہ یورپی یونین نے کاٹن کی ایکسپورٹ پر ہمیں کوئی سہولتیں دی ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ روز بروز ہماری کاٹن کی قیمت گرتی جا رہی ہے۔ ہم ہندوستان سے دھاگہ importکر رہے ہیں جس کی وجہ سے ہماری مقامی معیشت بری طرح متاثر ہو رہی ہے۔ اسی طرح ہمارے کاشتکار tunnel formingذریعے سبزیاں اگا رہے ہیں لیکن آپ ہندوستان سے وہ سبزیاں منگوا رہے ہیں جس سے ہماری ایگریکلچر فارمنگ اور ویجیٹیبل فارمنگ کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ ہم اس وقت بلا ضرورت وہ سبزیاں importکر رہے ہیں جو کہ ہمارے کاشتکار produceکر رہے ہیں جس کی وجہ سے مارکیٹ میں ان کی حوصلہ شکنی ہو رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ وقت دُور نہیں کہ جب ہمارے وہ کاشت کار بھائی جو tunnel farming کی طرف آ رہے ہیں دل برداشتہ ہو کر اس کو چھوڑ نہ جائیں جس سے یقیناً ہماری عوام متاثر ہو گی۔

جناب سپیکر! ہمیں یہاں پر موجودہ حکومت کی پالیسیوں کے بارے میں بتایا جاتا ہے لیکن ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ موجودہ حکومت کی سب سے بڑی پالیسی حزب اختلاف کو دیوار کے ساتھ لگانے کی ہے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت مہربانی۔ جناب محمد ارشد ملک!

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! کل سے آپ کی محبت کا طالب انتظار کر رہا تھا کہ آپ مجھے بات کرنے کا موقع دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! مجھے اندازہ ہے لیکن ساری صورتحال آپ کے سامنے ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بڑی مہربانی کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں جو باتیں کرنا چاہتا تھا اور میرے جو جذبات تھے وہ مجھ سے پہلے میرے سینئرز نے بیان کر دیئے ہیں۔ بہر حال میں عرض کرتا ہوں کہ جو لوگ دیہات سے تعلق رکھتے ہیں یا جن سیاستدانوں کا تعلق دیہاتی حلقہ جات سے ہے انہیں کوئی priorityنہیں دی جاتی جبکہ شہر سے تعلق رکھنے والے معزز ممبران کو top priorityپر رکھا جاتا ہے۔ آپ کے علم میں ہے کہ شعبہ زراعت سے وابستہ لوگ ملک کے لئے ریڑھ کی ہڈی کا درجہ رکھتے ہیں۔ دیہاتوں میں زیادہ تر لوگ زراعت کے پیشہ سے منسلک ہیں۔ آپ کا تعلق بھی زراعت سے ہے اور آپ بخوبی جانتے ہیں کہ دیہاتوں کو اب شہروں کے درجہ پر لانا انتہائی ضروری

ہے۔دیہاتی علاقوں اور دیہات میں رہنے والے لوگوں کی بھی بہت سی ضروریات ہیں۔شہر کی نسبت دیہات کے لوگ جدید سہولتوں کے لئے زیادہ deserve کرتے ہیں۔میں یہ نہیں کہتا کہ آپ گندم کی قیمت بڑھائیں لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ کسان کو ٹیوب ویل کے لئے سستی بجلی مہیا کی جائے۔کسان کو کھاد پر subsidy نہیں دی جا رہی اور زرعی آلات بھی مہنگے ہوتے جا رہے ہیں۔ہمارے ملک کی بڑی آمدنی شعبہ زراعت سے آ رہی ہے لہذا اس جانب توجہ دی جائے اور زراعت سے متعلقہ تمام inputs کھاد، بیج، پانی اور بجلی پر کسان کو subsidy دی جائے۔ٹریکٹر کی درآمد پر ڈیوٹی ختم کی جائے تاکہ کسان کو سستے ٹریکٹر میسر آ سکیں۔

جناب سپیکر! مجھے پتا ہے کہ منکر نکیر ہمارا وقت نوٹ کر رہے ہیں لہذا میں جلدی سے چند گزارشات کروں گا۔میرا حلقہ دریائے راوی کے گردو نواح میں واقع ہے اور اس بارے میں پنجابی میں کہا جاتا ہے کہ "راوی نہ کوئی آوی نہ کوئی جاوی" تو ایسے علاقے سے میں اللہ کے فضل سے پہلی دفعہ منتخب ہوں۔وہاں پر جب لوگ اپنی گاڑی پر جاتے ہیں تو واپسی پر شاید انہیں گاڑی کے بغیر ہی آنا پڑتا ہے۔اس حلقے کو خصوصی طور پر نظر میں رکھا جائے اور وہاں پر ترقیاتی کام کرائے جائیں۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ کی طرف سے دانش سکول سسٹم کا بڑا تاریخی قدم اُٹھایا گیا ہے۔میری یہ گزارش ہے کہ ساہیوال میں بھی دانش سکول بنایا جائے۔ساہیوال کے لئے انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی دیا جائے اور وہاں پر ہائی کورٹ کا بنچ بھی قائم کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! آپ اپنی باقی تجاویز وزیر خزانہ کو تحریری طور پر دے دیں۔نوابزادہ حیدر مہدی صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے مینجمنٹ اینڈ پروفیشنل ڈویلپمنٹ (نوابزادہ حیدر مہدی): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آج جمعہ والے دن آپ نے اپنے قیمتی وقت میں سے وقت نکال کر ہمیں موقع دیا کہ ہم اپنی تجاویز وزیر خزانہ کو پہنچا سکیں۔سب سے پہلے میں محکمہ تعلیم کے حوالے سے بات کروں گا۔ہمیں ٹیچرز کی بہت زیادہ کمی کا سامنا ہے اس بارے میں کوئی خصوصی توجہ دی جائے اور funds مختص کئے جائیں۔پچھلے بجٹ میں ہمیں missing facilities کے حوالے سے funds ملے ہیں اور حکومت اس پر سنجیدگی سے کام کر رہی ہے۔میں چاہتا ہوں کہ اس میں مزید بہتری لائی جائے اور آنے والے بجٹ میں اس مقصد کے لئے مزید funds مختص کئے جائیں۔

جناب سپیکر! میری یہ تجویز ہے کہ ہم پنجاب میں امریکی طرز پر skill colleges بنائیں تاکہ میٹرک کے بعد بچے ان میں داخلہ لیں۔ اس سے ہم job fulfill کر سکتے ہیں۔ ہزاروں اور لاکھوں گریجویٹ ہر سال یونیورسٹیوں سے نکلتے ہیں لیکن ہم انہیں job provide نہیں کر سکتے۔ پاکستان سمیت دنیا کا کوئی بھی ملک ایسا نہیں جو کہ اپنے لوگوں کو سو فیصد نوکریاں مہیا کر سکے۔ ہوٹل مینجمنٹ کا ڈپلومہ کرنے والے جتنے بھی طالب علم ڈپلومہ کر کے نکلتے ہیں تو ان کی jobs آگے ان کا wait کر رہی ہوتی ہیں۔ اگر ہمارے ہاں skilled workers ہوں گے تو پرائیویٹ سیکٹر انہیں attract کرے گا اور اس طرح employment میں improvement آ سکتی ہے۔

جناب سپیکر! صحت کا شعبہ بہت اہم ہے۔ ہمیں اس شعبہ میں بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اس وقت بنیادی مراکز صحت میں بہت مشکل سے ایم بی بی ایس ڈاکٹر ملتے ہیں۔ اگر ہم ان کی تنخواہوں میں اضافہ کر کے اور انہیں special package دے کر دیہاتی علاقوں میں بھیجیں تو بہت بہتری آ سکتی ہے کیونکہ ہمیں ہر BHU میں ایک ایم بی بی ایس ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔ میرا حلقہ پی پی-108 تقریباً دو لاکھ سے زیادہ آبادی پر مشتمل ہے۔ ہمیں وہاں پر ایک ٹی ایچ کیو عنایت کر دیا جائے تو بہت مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر! اب میں شعبہ زراعت کے حوالے سے بات کروں گا۔ شعبہ زراعت کو develop کرنے کی بہت ضرورت ہے۔ پاکستان میں بہت ساری ایسی جگہیں ہیں کہ جہاں پر land develop نہیں لیکن نیچے میٹھا پانی موجود ہے۔ ان کے لئے special package دیا جائے تاکہ ان زمینوں کو develop کیا جائے اور ان سے فائدہ اُٹھایا جا سکے۔ چونکہ ہم ایک agro-based ملک ہیں اس لئے اس جانب توجہ دینا انتہائی ضروری ہے۔ کسانوں کو laser-leveler اور ضلع کی سطح پر بلڈوزر مہیا کئے جائیں۔ میں ایک خصوصی درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ہو سکے تو گندم کی قیمت پر نظر ثانی کریں کیونکہ کھاد، ڈیزل اور دوسرے inputs بہت مہنگے ہو چکے ہیں۔ اسی طرح منڈیوں میں سے مڈل مین کو eliminate کر دینا چاہئے تاکہ ایک زمیندار کو اس کا حق مل سکے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہ عرض کروں گا کہ میرے حلقہ پی پی-108 میں road infrastructure is close to zero. اور ہمیں اس کی urgently ضرورت ہے لہذا مہربانی فرما کر اس road infrastructure کے لئے ہمیں کوئی special funds عنایت کئے جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جی، قاضی عدنان فرید صاحب!

قاضی عدنان فرید: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ دیر آید درست آید۔ میرا تعلق جنوبی پنجاب سے ہے اور آپ جانتے ہیں کہ جنوبی پنجاب کی اکثریت کا روزگار کاشتکاری سے وابستہ ہے۔ ہمارے علاقہ میں انڈسٹری بہت قلیل ہے اور اس سے بہت زیادہ لوگوں کا روزگار وابستہ نہیں ہے۔ کاشتکاری میں جو چیز ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے وہ پانی ہے۔ میرا حلقہ بلکہ پورا علاقہ پنجاب کی tail پر واقع ہے۔ میرے حلقہ میں non perennial system ہے، جب پانی کی تقسیم کی جاتی ہے تو اسی بنیاد پر ہوتی ہے کہ جہاں پر زیر زمین پانی میٹھا ہے وہاں پر ششماہی پانی دیا جاتا ہے اور جہاں پر پانی brackish ہے وہاں سالانہ پانی دیا جاتا ہے۔ ہمارا علاقہ بدقسمتی سے ان علاقوں میں شامل ہے جہاں پر نہ صرف پانی brackish ہے بلکہ ہمارے پینے کے پانی کے اندر arsenic contamination بھی موجود ہے۔ احمد پور شرقیہ کی ایک واٹر سپلائی سکیم پچھلے بجٹ میں منظور ہوئی تھی لیکن ابھی تک وہ execute نہیں ہو سکی۔ میری وزیر خزانہ صاحب سے گزارش ہو گی کہ وہ مہربانی کریں اور اس دفعہ ensure کریں کہ ہماری واٹر سپلائی سکیم بجٹ میں ضرور شامل ہو جائے۔ ہمارے علاقہ میں پینے کے پانی کی وجہ سے بہت بیماریاں پھیل رہی ہیں۔ اگر آپ پورے پاکستان یا پنجاب کا سروے کریں تو باقی پنجاب میں اگر ہر چوتھے آدمی کو ہیپاٹائٹس ہے تو میرے علاقہ میں ہر دوسرے یا تیسرے آدمی کو ہیپاٹائٹس ہو گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں سیوریج سسٹم صحیح نہ ہے جس کی وجہ سے گردوں کی بیماریاں عام ہیں۔ مجھ سے پہلے ایک معزز ممبر بتا رہے تھے کہ پینے کا پانی جو human consumption کے لئے ضروری ہے اس کے اندر TDS 250 ہونا چاہئے لیکن میں نے جو ٹیسٹ کرائے ہیں ان میں TDS دس ہزار سے زیادہ ہیں جو کہ انسانوں کے لئے ہی نہیں بلکہ جانوروں کے پینے کے لئے بھی نہیں ہے اس لئے مہربانی کی جائے۔

جناب سپیکر! ہمارے ہاں جو dialysis کے انتظامات ہیں ان کے لئے وافر فنڈز مہیا کئے جائیں۔ ہمارے ہاں لوگوں میں ہیپاٹائٹس اور گردوں کی بیماریاں عام ہیں اس لئے میری وزیر خزانہ سے گزارش ہو گی کہ اس مسئلہ کے حل کے لئے زیادہ فنڈز allocate کریں تاکہ ہم اپنے dialysis Centres کو round the clock چلا سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: قاضی صاحب! مختصر کریں۔ آج منسٹر صاحب نے بھی تقریر کرنی ہے۔

قاضی عدنان فرید: جناب سپیکر! مجھے دو منٹ زیادہ دیئے جائیں۔ میرے خیال میں میرے بعد ایک دو ممبر ہی ہوں گے جنہوں نے بات کرنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کے بعد منسٹر صاحب نے بھی تقریر کرنی ہے۔ آپ wind up کریں۔

قاضی عنان فرید: جناب سپیکر! آخری بات کرتا ہوں کہ میری تحصیل کی آبادی تقریباً بارہ لاکھ ہے۔ مجھے اس ایوان کے ممبران میں سے کوئی بھی بتادے کہ کیا ایک تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال جو 90 بستروں کا ہسپتال ہے وہ بارہ لاکھ لوگوں کو طبی سہولیات مہیا کر سکتا ہے؟ میں وزیر اعلیٰ صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مہربانی کی اور ہماری تحصیل کو ضلع کا درجہ دینے کے لئے ایک کمیٹی قائم کی ہے۔ میری وزیر خزانہ صاحب سے گزارش ہوگی کہ وہ اس دفعہ ہماری تحصیل کو ضلع کا درجہ دینے کے لئے بجٹ میں provision رکھیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: قاضی صاحب! بہت شکریہ۔ جی، فیضان خالد ورک صاحب!

جناب فیضان خالد ورک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۝ (اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں) جناب سپیکر! اس کے بعد میں آپ کا شکریہ ادا کروں گا اور سب دوستوں اور colleagues کو مبارک دوں گا کہ آج ایک ٹریفک وارڈن جس کا ادھر ابھی تھوڑ دیر پہلے ذکر ہوا تھا وہ معطل ہو گیا اور معزز ممبر کی کوئی عزت نظر آئی کہ ہوئی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اگر قائدین کی بات کروں تو میرے خیال میں وقت کم پڑ جائے گا۔ اس لئے میں کوشش کرتا ہوں کہ تجاویز پر ہی آ جاؤں۔

جناب سپیکر! پچھلے سال جون میں جو بجٹ پیش ہوا تھا اس میں دو roads رکھی گئی تھیں، ایک گوجرانوالہ تا شیخوپورہ تھی جس کے بارے میں وزیر خزانہ صاحب نے سب کو یہاں سنایا تھا اور ہم لوگوں نے سنا بھی تھا۔ اب تقریباً پورا سال بیت گیا ہے مگر اور آج کے دن تک اس کی کوئی خبر نہ آئی۔ ہم لوگوں نے علاقہ میں جا کر بڑی باتیں بھی کیں کہ یہ road بن جائے گی۔ میں چاہوں گا کہ اس کے بارے میں وزیر خزانہ صاحب کم از کم ہمیں کچھ بتائیں، یہ road گوجرانوالہ کو موٹروے سے ملانے والی واحد road ہے۔ یہ زیادہ نہیں صرف چالیس پنتالیس کلو میٹر کی road ہے۔ اس پر ابھی تک کوئی کام بھی نہیں ہوا اور یہ جوں کی توں ہی ہے۔ اسی طرح ایک مریدکے road ہے جو تحصیل مریدکے کو ڈسٹرکٹ شیخوپورہ سے connect کرتی ہے اور موٹروے کے interchange تک بھی وہی لاتی ہے۔ وہ تقریباً بیس کلو میٹر کی road ہے جس کا کوئی پرسان حال نہیں۔ اس کے بعد جیسے میرے سب دوستوں نے کہا کہ ہم میں سے زیادہ لوگ دیہاتوں سے تعلق رکھتے ہیں اور ہمیں ادھر آ کر اپنی ہی نمائندگی کرنی

چاہئے۔ اس کے علاوہ بہت سے لوگوں کا یہ بھی خیال ہے میں ان سے کافی حد تک اتفاق اور تائید بھی کرتا ہوں کہ ان لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ہمیں شہری لوگوں سے کم اہمیت دی جاتی ہے۔ farm to market تو بعد کی بات ہے میں نے پانچ roads لکھ کر دی تھیں اس کی estimation بھی ہو کر آئی۔ میرا خیال ہے کہ وہ پانچ roads جو link roads ہیں جن کے بارے میں، میں آپ کے گوش گزار کرتا ہوں کہ وہ لاہور تا شرقپور، مریدکے تا حافظ آباد (جس میں ایک پاور ہاؤس اور دیہات وقصبے آتے ہیں)، حافظ آباد تا گوجرانولہ اور حافظ آباد تا فاروق آباد ہے۔ یہ تقریباً پانچ ایسی roads ہیں جو کم از کم تیس تیس ہزار کی آبادی کو connect کرتی ہیں اور link roads کہلاتی ہیں۔ اگر نیا structure بنانے چلیں تو شاید ایک ارب روپیہ بھی کم ہو۔ اس کی صرف repairing میں دس کروڑ روپے تھے جس کی feasibility report بھی آ گئی ہے جو امداد بوسال صاحب کے پاس پڑی ہے۔ اگر منسٹر صاحب شفقت کریں اور اس پر نظر کر لیں تو مہربانی ہوگی۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اس کو دیکھ لیں۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! ہم دیہاتی لوگوں کے لئے بھی کوئی special package announce دیا جائے جو farm to market یا کم از کم قصبوں کو شہر کے ساتھ ملانے اور repairing کے لئے ہو۔

جناب سپیکر! میں آخر میں ہیلتھ کے حوالے سے کہوں گا کہ میں نے اپنی مدد اور DCO کے تعاون سے 120 بستروں کا Children Hospital بنا لیا ہے، جس میں گورنمنٹ کے صرف 4 ملین روپے استعمال کئے ہیں۔ خواجہ عمران نذیر (پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت) اس ہسپتال کا visit بھی کر آئے ہیں۔ ہسپتال بن گیا ہے، ہر چیز مکمل کر لی ہے اور لوگوں کو facilitate کرنے کے لئے کھول بھی دیا ہے لیکن وہاں پر ڈاکٹروں کی کمی ہے۔ میں چاہوں گا کہ اس ہسپتال کے لئے ڈاکٹر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ماشاءاللہ۔ منسٹر صاحب! آپ personally اس کو دیکھ لیں۔ بہت شکریہ۔ جی، چودھری محمد اکرم صاحب!

چودھری محمد اکرم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں اپنے حلقہ پی پی-122 سیالکوٹ کے متعلق ہی بات کروں گا۔ سیالکوٹ تا گوجرانوالہ روڈ جو عرصہ تین چار سال سے ویسے ہی پڑی ہوئی ہے اس کو مکمل کرنے کے لئے اس بجٹ میں فنڈز مختص کئے جائیں۔ سیالکوٹ تا ایمن آباد کو dual road بنایا جائے اور لاہور رنگ روڈ کے ساتھ ملایا جائے اس کے لئے بھی فنڈز مہیا کئے جائیں۔ سیالکوٹ

سرکلر روڈ، رَنگ پورہ چوک، سیالکوٹ ڈیفنس روڈ، شہاب پورہ چوک اور کوٹلی بہرام چوک پر overhead bridges بنانے کی بہت ضرورت ہے کیونکہ ہمارے شہر میں ٹریفک بے ہنگم ہو چکی ہے اس لئے میری گزارش ہے کہ یہ overhead bridges ضرور بنائے جائیں اور اس کے لئے فنڈز آئندہ بجٹ میں فراہم کئے جائیں۔ گورنمنٹ علامہ اقبال ہسپتال اور گورنمنٹ سردار بیگم ہسپتال کی حالت اس وقت یہ ہو چکی ہے کہ مریض برآمدوں میں پڑے ہوئے ہیں کیونکہ اس کی جگہ کم پڑ گئی ہے۔ میری وزیر خزانہ صاحب سے یہ گزارش ہو گی کہ وہ آنے والے بجٹ میں ان ہسپتالوں میں نئے وارڈز بنانے کے لئے فنڈز مختص کریں۔

جناب سپیکر! سیالکوٹ ڈسٹرکٹ جیل جو کہ 1870 میں بنی تھی۔ اس کی عمارت اتنی پرانی ہو چکی ہے کہ اندر جانے سے ڈر لگتا ہے۔ اس جیل میں صرف سات سو قیدیوں کی گنجائش ہے لیکن اس وقت اس جیل میں تقریباً بائیس سو قیدی ہیں۔ میری گزارش ہو گی کہ سیالکوٹ میں جیل کی نئی عمارت کے لئے فنڈز آئندہ مالی سال کے بجٹ میں فراہم کئے جائیں۔ میں نے پچھلے بجٹ پر تقریر کرتے ہوئے گزارش کی تھی کہ سیالکوٹ میں تھانہ سول لائن، تھانہ رَنگ پورہ اور تھانہ نیکاپورہ کی عرصہ تین سال سے عمارتیں demolish کی ہوئی ہیں مگر وہ عمارتیں آج تک نہیں بن سکیں۔ میں نے پچھلے سال بھی بجٹ تقریر کرتے ہوئے request کی تھی کہ ان تھانوں کی عمارتیں بنائی جائیں۔ تھانہ سول لائن بارہ فٹ کی گلی میں ہے جس کی وجہ سے عوام کو بہت پریشانی ہوتی ہے، وہاں کوئی گاڑی کھڑی کر سکتا ہے اور نہ موٹر سائیکل کھڑی کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ وہاں کے رہنے والے لوگوں کو اپنے گھروں میں آنے جانے کی شدید مشکلات ہیں اس لئے میری request ہے کہ اس سال ان تھانوں کی عمارتوں کو بنانے کے لئے بجٹ میں فنڈز مختص کئے جائیں تاکہ وہ مکمل ہو جائیں۔

جناب سپیکر! میرے قائد نے 6-مارچ کو سیالکوٹ چیمبر آف کامرس میں وعدہ کیا تھا کہ ٹریفک وارڈنز اور پانچ سو ملین روپے ڈویلپمنٹ کے لئے دیئے جائیں گے۔ میری گزارش ہو گی کہ وہ رقم ہمیں مہیا کی جائے تاکہ ڈویلپمنٹ کے کام ہو سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب عبدالروف مغل صاحب! آپ کل بھی موجود تھے۔ میں آپ سے معذرت خواہ ہوں لیکن آپ باہر چلے گئے تھے۔ آج آپ اپنی بات کریں۔ جی، جناب عبدالروف مغل صاحب!

جناب عبدالرؤف مغل: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ وزیر خزانہ notes لے رہے ہیں۔ میں اختصار کے ساتھ بات کروں گا تاکہ کچھ چیزیں note کرا سکوں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پورا پنجاب دیکھ رہا ہے کہ ہمارے نمائندے کیا کیا تجاویز دیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے تعلیم کا شعبہ ہے جو اہم ترین شعبہ ہے جس میں باوجود اس کے کہ پچھلے پانچ سال سکولوں کے لئے کافی کام کیا گیا۔ میرے حلقہ پی پی۔94 میں 26 سکول بنائے گئے لیکن حقیقت یہ ہے کہ کم و بیش اتنے ہی مزید سکول ایسے ہیں جن کو نئی عمارتیں مہیا کرنی چاہئیں۔ سکولوں میں چھتوں کے بالے ٹوٹے ہوئے ہیں، لوگوں نے اپنی مدد آپ کے تحت گورنمنٹ سکول بنائے ہوئے ہیں لیکن ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہے اس لئے میری گزارش ہوگی کہ سکولوں کی missing facilities جہاں چار دیواریاں نہیں ہیں، لائبریری نہیں ہے اور لیبارٹری نہیں ہے وہ مہیا کی جائیں۔ اس کے علاوہ جہاں کمرے کم ہیں اور بچوں کی تعداد کافی زیادہ ہے وہاں نئے سرے سے کمرے تعمیر کر کے دیئے جائیں اور جو خستہ حال عمارتیں ہیں انہیں گرا کر تعمیر کیا جائے تاکہ ایسا نہ ہو کہ چھتیں گر جائیں اور بچوں کا جانی نقصان ہو۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں یہ گزارش کروں گا کہ گوجرانوالہ میں راولپنڈی بائی پاس چوک پر ٹریفک ہر وقت jam رہتی ہے، خاص طور پر چار پانچ بجے لوگ گوجرانوالہ کینٹ کو نکلتے ہیں تو آدھ آدھ، پون پون گھنٹہ ٹریفک jam رہتی ہے۔ اس کے لئے جناب حمزہ شہباز نے میٹنگ بھی لی تھی۔ میں نے وہاں بحیثیت صدر گوجرانوالہ سٹی اور سب دوستوں نے مل کر ایک ہی بات کی تھی اور مطالبہ کیا تھا کہ یہاں پر ٹریفک کے مسئلہ کو حل کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ وزیرآباد میں کارڈیالوجی سنٹر عرصہ تین چار سال سے نامکمل پڑا ہے اس کو مکمل کیا جائے اور اس سے استفادہ کیا جائے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ تمام دل کے مریض لاہور پہنچیں تو پھر ہی انہیں کوئی دیکھنے والا ہوگا۔ وہ کارڈیالوجی سنٹر Art of the State ہے اسے مکمل ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں آخری بات کے طور پر یہ کہوں گا کہ پولیس کے سسٹم کو بہتر کیا جائے۔ اس سے ہماری بچیوں کی تعلیم بھی متاثر ہوتی ہے کیونکہ لوگ تحفظ سے محروم رہتے ہیں اور اس خوف سے لوگ اپنی بچیوں کو سکولوں اور کالجوں میں نہیں بھیجتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ مغل صاحب! آپ اپنی باقی تجاویز تحریری طور پر منسٹر صاحب کو دے دیں۔

جناب عبدالرؤف مغل: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چودھری محمد اشرف صاحب!

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! مجھے بھی بات کرنے کا موقع دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری محمد اشرف صاحب کے بعد منان صاحب نے بات کرنی ہے، ان کے بعد چودھری افتخار حسین چھچھر، جناب ظفر، جناب کانجی رام اور آخر میں محترمہ راحیلہ انور صاحبہ بھی ہیں۔ جی، چودھری صاحب!

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! اپوزیشن والے بھی ایوان کی کارروائی میں پورا interest show کر رہے ہیں۔ وزیر خزانہ فراخدلی کا مظاہرہ کریں اور جو صاحبان بیٹھے ہیں ان کے لئے special package announce کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: اس میں، میں بھی موجود ہوں۔ (قہقہہ)

جی، چودھری صاحب!

چودھری محمد اشرف: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کی نوازش ہے کہ آپ نے مجھ جیسے ایم پی اے کو موقع فراہم کیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب! آپ کیسی بات کر رہے ہیں؟ آپ ہمارے لئے قابل احترام ہیں اور آپ کی عزت ہمارے لئے مقدم ہے۔

چودھری محمد اشرف: جناب سپیکر! میرے حلقہ پی پی۔112 میں لالہ موسیٰ تحصیل کھاریاں میں بڑا unit ہے۔ میری گزارش ہے کہ لالہ موسیٰ سول ہسپتال کو تحصیل ہسپتال کا درجہ دے کر مہربانی فرمائی جائے تاکہ وہاں کے لوگوں کو بہتر علاج کی سہولت میسر ہو سکے۔ لالہ موسیٰ میں ہی ایک ٹراما سنٹر موجود ہے جس کی بڑی اچھی عمارت بنی ہوئی ہے، وہاں پر عملہ کی کمی ہے اور جس مشینری کی ضرورت ہوتی ہے وہ موجود نہیں ہے اس لئے گزارش ہے کہ وہاں تمام equipments فراہم کئے جائیں تاکہ لوگوں کو وہاں سے دوسرے ہسپتالوں کی طرف منتقل نہ کیا جائے بلکہ اسی جگہ پر ان کا علاج ہو سکے۔

جناب سپیکر! میں میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کا بہت مشکور ہوں کہ انہوں نے نہایت مہربانی فرماتے ہوئے میرے حلقہ میں ایک ڈگری کالج دینے کی منظوری دی ہے۔ اگر میں اس پر ان کا شکریہ ادا نہ کروں تو یہ ناانصافی ہے۔ میرے حلقہ پی پی۔112 کو نالہ بھمبر سیلاب کے دنوں میں بہت زیادہ متاثر کرتا ہے اس نالے کو chanalize کرنے کے لئے بھی جناب وزیر اعلیٰ نے خصوصی طور پر مہربانی فرمائی ہے۔

(اذان عصر)

جناب سپیکر! میں تعلیم کے حوالے سے یہ گزارش کروں گا کہ لالہ موسیٰ میں اساتذہ کی ٹریننگ کے لئے ایک سکول موجود ہے۔ اس کی عمارت خراب ہو چکی ہے تو اس کی بہتری کے لئے بڑے اچھے طریقے سے غور فرما کر وہاں جناب پبلک سکول بنایا جائے۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب کا ایک دفعہ پھر مشکور ہوں کہ انہوں نے پی پی۔112 میں میری درخواست پر لالہ موسیٰ سٹی اور تمام دیہی علاقوں میں واٹر سپلائی سکیمیں منظور کر کے میرا سر فخر سے اونچا کر دیا ہے۔ میں infrastructure کے حوالے سے یہ عرض کروں گا کہ پی پی۔112 میں سڑکیں بہت خراب ہیں، بے شک پانچ کروڑ سے ایک سڑک بن رہی ہے لیکن اس کے دوسرے حصہ کے لئے بھی پیسے فراہم کئے جائیں تاکہ یہ مکمل ہو جائے اور مزید سڑکوں کو بہتر کرنے کے لئے فنڈز مہیا کئے جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب! بہت شکریہ۔ جی، منان صاحب!

جناب منان خان: جناب سپیکر! میاں محمد نواز شریف کے vision اور چیف منسٹر پنجاب کے عمل اور محنت کی وجہ سے ہمارا ملک اور صوبہ مضبوط ہو رہا ہے اور انشاءاللہ آئندہ آنے والے سالوں میں مسائل میں کمی آئے گی اور ہم ایک قوت کی صورت میں ابھریں گے۔ سب سے پہلے میں نوجوانوں کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ چونکہ چیف منسٹر پنجاب نے youth پر کافی توجہ دی ہے لیکن اس کے ساتھ مزید تجاویز کی گنجائش ہوتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہر UC level پر سپورٹس گراؤنڈ قائم کی جائے۔ پنجاب کی ہر UC میں نوجوانوں کے لئے ایک سپورٹس گراؤنڈ ہونی چاہئے جس سے نوجوان سپورٹس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ نوجوانوں کے روزگار کے لئے فنی تعلیم پر خصوصی توجہ دینی چاہئے کیونکہ جو بچے simple ایف اے، بی اے یا ایم اے پاس کر لیتے ہیں تو اس تعلیم کی بناء پر انہیں روزگار نہیں ملتا لہذا فنی تعلیم پر ہمیں توجہ دینی چاہئے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ پنجاب میں جو پولیس کلچر اور نظام ہے اس کی بہتری کے لئے بھی چیف منسٹر صاحب خصوصی توجہ دے رہے ہیں۔ میری یہ تجویز ہے کہ جو ماڈل پولیس سٹیشن ہم نے شروع کئے تھے اس مد میں اس بجٹ میں مزید فنڈز رکھ کر پورے پنجاب میں ماڈل پولیس سٹیشن قائم کئے جائیں کیونکہ اس سے پولیس کے نظام میں بہتری آئے گی۔ ٹائم بہت short ہے اس لئے میں ہیلتھ کے حوالے سے مختصر بات کروں گا۔ جس طرح کے لاہور شہر کے حالات ہیں اور ہسپتالوں میں جتنا رش ہوتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ DHQ level پر توجہ دی جائے اور ہر شعبہ کے ڈاکٹرز وہاں پر تعینات ہوں تاکہ مریض بڑے شہروں مثلاً لاہور کی طرف نہ آئیں اور وہاں پر ہی لوگوں کے مسائل حل ہوں۔ اس کے علاوہ ایجوکیشن پر چیف منسٹر نے خصوصی توجہ دی ہے۔ پچھلے tenure میں matric level تک computer labs قائم کی تھیں میں سمجھتا ہوں کہ اس دفعہ middle level تک computer labs بنائی جائیں تاکہ ایجوکیشن کے نظام میں مزید بہتری آئے۔ میرا خیال ہے کہ آپ لوگوں نے ٹائم اتنی جلدی ختم کر دیا ہے۔ شاید دو منٹ رہتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منان صاحب! میں آپ کی بات سن رہا ہوں لیکن time ویسے ختم ہو گیا ہے۔

جناب منان خان: جناب سپیکر! اس کے ساتھ ہی میں اپنے علاقے کی طرف آتا ہوں کیونکہ وہاں پر خصوصاً میرے حلقے کا infrastructure کا roads بہت بُرا ہے۔ میرے حلقہ پی پی۔134 میں دریائے راوی، نالہ بھیئں اور ایک بسنتر گزرتا ہے۔ جب سیلاب آتا ہے تو سڑکوں کو بہت نقصان ہوتا ہے۔ پچھلے سال جو سیلاب آیا تھا اس کے نتیجے میں تمام سڑکیں تباہ ہو گئی تھیں لیکن ان پر بالکل ہی توجہ نہ دی گئی۔ سڑکوں کی تعمیر کے لئے estimate بنے تھے لیکن فنڈز کی کمی کی وجہ سے کچھ نہ ہو سکا۔ میں وزیر خزانہ اور حکومت پنجاب کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ہمارے علاقے میں road sector کی بہتری کے لئے توجہ دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منان صاحب! بہت شکریہ۔ جناب مہدی عباس صاحب!

جناب مہدی عباس خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت مہربانی۔ گوجرانوالہ کے میرے ایک بھائی نے farm to market roads کے حوالے سے بڑا اچھا لفظ "پرسان حال" استعمال کیا ہے تو وہی لفظ میں دہرانا چاہتا ہوں مگر مزید کوئی بات نہیں کروں گا۔ ہمارے پنجاب کی ہزاروں سڑکیں ہیں لیکن ان کا وہی پرسان حال ہے کہ وہ پُر ہو چکی ہیں اور پُرباش ہیں۔ ان کی مرمت کے لئے اس بجٹ میں براہ مہربانی ضرور کچھ نہ کچھ فنڈز رکھے جائیں کیونکہ ان کی مرمت بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ کرنی تھی کہ پچھلے منصوبے جو ہماری حکومت نے بنائے ان پر 60فیصد خرچ ہوا مگر وہ مکمل نہ ہوئے۔ میں اپنے حلقے کی مثال دیتا ہوں کہ ایک واٹر سپلائی سکیم جو تقریباً پندرہ ہزار لوگوں کو میٹھا پانی فراہم کرے گی یہ 72ملین کی سکیم تھی جس پر 41ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں جبکہ مزید 32ملین چاہئیں۔ اگر یہ سکیم مکمل نہ ہو تو وہ 41ملین بھی ضائع ہو جائیں گے لہذا براہِ مہربانی ایسی سکیموں کو ضرور مکمل کیا جائے۔

جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو ایک بات میں اور کروں گا جو کیمرہ کے حوالے سے ہے۔ ابھی ہمارا کیمرہ بھی بند ہو گیا ہے کوئی فوٹو شوٹ نہیں لے رہا۔ یہاں ایک اِن کیمرہ سیشن بھی ہوتا ہے۔ اگر وزیر قانون یہاں موجود ہوتے تو میں ان سے ایک چھوٹا سا قانون پوچھتا کہ ایک کیمرہ کسی خاتون یا کسی بچی کی عصمت دری کے لئے لگایا جاتا ہے اس پر بھی تعزیر لگتی ہے۔ میں کسی کی ذات پر بات نہیں کروں گا کہ ایک کیمرہ معصوم جان کی خود سوزی کے لئے لگایا جاتا ہے اس بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں جیسا کہ مظفر گڑھ کا واقعہ ہوا۔ اس سے اگلے دن ملتان شہر میں کچہری چوک میں دس کیمرے لگے ہوئے تھے وہاں ایک بوڑھی خاتون پٹرول کی بوتل ہاتھ میں لے کر کھڑی ہوئی تھی تو جیسے ہی پولیس پہنچی اس نے اپنے اوپر پٹرول ڈالنا شروع کر دیا۔ یہ بے چاری وہ خواتین ہیں جن کو مٹی کا تیل بھی میسر نہیں ہے ان کو پٹرول کی اہمیت کا پتا نہیں کہ یہ کتنی جلدی effect کرتا ہے۔ براہِ مہربانی اس پر بھی کچھ توجہ دی جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چھچھر صاحب!

CHAUDHARY IFTIKHAR HUSSAIN CHHACHHAR: Thank you honourable Speaker Sahib.

MR ACTING SPEAKER: You are welcome.

چودھری افتخار حسین چھچھر: جناب سپیکر! وقت کم ہے اس لئے میں دو تین گزارشات پیش کروں گا۔ کافی لمبی چوڑی pre budget تجاویز آئی ہیں میری پہلی humble submission معزز فنانس منسٹر صاحب سے ہو گی کہ آئندہ جو بجٹ پیش کیا جائے اس میں چھوٹے سرکاری ملازمین کا بھی وہ دھیان رکھیں کیونکہ آج کل کے انتہائی مہنگائی کے دور میں 12/14ہزار روپے میں گزارہ کرنا بہت مشکل ہے۔ یہاں ایک وقت کا کھانا بھی ایک ہزار سے 12/15سو روپے میں ملتا ہے لہذا اس بجٹ میں ان کی pay increase کی جائے کیونکہ میرے خیال میں یہ میرے قائد میاں شہباز شریف صاحب کا ایک بہت بڑا

gift ہو گا اگر وہ گریڈ 16 سے نیچے والے چھوٹے سرکاری ملازمین کی تنخواہ 20 سے 25 ہزار روپے کے درمیان کر دیں گے۔

جناب سپیکر! دوسرا میری آپ کے توسط سے فنانس منسٹر صاحب سے یہ request ہے کہ دانش سکول بہت بڑا پراجیکٹ اور vision ہے جو ہمارے قائدین کا بہت ہی مثالی پراجیکٹ ہے لیکن سرکاری سکولوں پر بھی کچھ توجہ دی جائے۔ میں سوسائٹی کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے محسوس کر رہا ہوں کہ ہمارے ایجوکیشن سسٹم میں ایک بہت بڑا خلاء پیدا ہو رہا ہے کیونکہ ہمارا ایجوکیشن سسٹم divide ہو گیا ہے جس کے بڑے خطرناک نتائج ہم in future دیکھیں گے لہذا ہمارے جو سکول exist کر رہے ہیں چاہے وہ میرے حلقے کے ہیں یا یہاں پر بیٹھے public representatives کے حلقوں کے ہیں ان پر بھی ہمیں دانش سکولوں کی طرح توجہ دینی چاہئے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میری request ہے کہ RHCs and BHUs پر بہت بات ہوئی ہے، میرا تعلق تحصیل دیپالپور سے ہے جس کی آبادی بارہ لاکھ ہے لیکن اتنی آبادی کے لئے صرف ایک ٹی ایچ کیو ہے جو نہ ہونے کے برابر ہے۔ تحصیل سطح کے ٹی ایچ کیو کو لاہور سطح کے ہسپتالوں کے مطابق adjust کر دیا جائے تو لاہور اور بڑے شہروں کا رش ختم ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! آخر پر میں اپنے حلقے کے حوالے سے کہنا چاہوں گا کہ پبلک پارکس کا بڑا اچھا پراجیکٹ چیف منسٹر نے شروع کیا ہے جس کو میں endorse کروں گا اور request کروں گا کہ اگلے بجٹ میں اس کے پیسے بڑھائے جائیں۔ اسی طرح صاف پانی کے حوالے سے بھی خاطر خواہ پیسے رکھے جائیں۔

جناب سپیکر! لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کے حوالے سے ہم واقعی پولیس کو لاکھوں کروڑوں روپے دیتے ہیں لیکن حالت یہ ہے کہ آج پنجاب کے تھانوں میں انصاف بکتا ہے۔ کوئی ایف آئی آر ایسی نظر نہیں آتی جس پر کسی غریب آدمی کے خون پسینے کی کمائی نہیں لگتی۔

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز wind up کر دیں۔

چودھری افتخار حسین چھچھر: جناب سپیکر! میں بس آخری بات کر رہا ہوں۔ میری فنانس منسٹر سے request ہو گی کہ لاء اینڈ آرڈر کے معاملات میں فنڈز کو increase کیا جائے لیکن اس سسٹم کو بھی revive کیا جائے بلکہ اس کو جڑ سے revive کرنے کی ضرورت ہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، اب کانجی رام صاحب کی باری ہے۔ شہزاد صاحب! آپ تو کہہ کر گئے تھے کہ آپ نے مشترکہ ہی speech کرنی ہے پھر کانجی رام صاحب بھی بات کرنا چاہ رہے ہیں۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! کچھ points رہ گئے تھے تو انہوں نے کہا کہ میں بول دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کانجی رام صاحب!

جناب کانجی رام: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے آج کی اس pre budget بحث میں بولنے کا موقع فراہم کیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اجلاس کا وقت پندرہ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب کانجی رام: جناب سپیکر! ہمارے اس پیارے ملک پاکستان کے سبز ہلالی پرچم میں سفید رنگ اقلیتوں کی عکاسی کرتا ہے۔ اس سبز ہلالی پرچم کو اقلیتوں نے بڑی مضبوطی کے ساتھ تھاما ہوا ہے۔ میری آپ کے توسط سے وزیر خزانہ سے گزارش ہو گی کہ ہمارے علاقے کی چند گزارشات کو اس میں شامل کیا جائے۔ سب سے پہلے میری ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے گزارش ہو گی کہ اقلیتوں کے بچے سرکاری سکولوں میں پڑھتے ہیں تو وہاں کی سہولیات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ میرے قائد میاں محمد شہباز شریف کا جو دانش سکولوں کا مثالی قیام ہے تو میری گزارش ہو گی کہ اس میں بھی اقلیتوں کا پانچ فیصد کوٹا مختص کیا جائے۔ اس کے بعد آشیانہ ہاؤسنگ سکیم میں بھی اقلیتوں کا پانچ فیصد کوٹا مختص کیا جائے۔ اس کے علاوہ پچھلی دفعہ بجٹ میں اقلیتوں کے لئے بیس کروڑ روپے کا اعلان کیا گیا تھا جس کے بارے میں بعد میں وزیر خزانہ نے یقین دہانی کرائی تھی کہ اس کو بڑھا کر چالیس کروڑ کیا جائے گا لہذا میری گزارش ہو گی کہ اس بجٹ میں اضافہ کیا جائے۔ اسی طرح اقلیتوں کے تہوار جیسے ہندوؤں کا ہولی، دیوالی تہوار ہوتا ہے اس موقع پر مالی امداد دینے کے حوالے سے بجٹ میں شامل رقم مختص کی جائے۔ اس کے علاوہ کچی آبادیوں کے لئے بھی خصوصی فنڈ مختص کیا جائے۔ میری گزارش ہو گی کہ جس طرح ہمارے مسلم طلباء بھائیوں کو دینی بیس نمبر دیئے جاتے ہیں اسی طرح اقلیتی بچوں کو بھی اقلیتی مذہبی نصاب کے بیس نمبر دیئے جائیں۔ اس کے علاوہ ہمارا سب سے اہم مسئلہ پانی کا ہے کیونکہ میرا تعلق تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان سے ہے جو کہ چولستان سے منسلک ہے۔ وہاں زیر زمین پانی بہت کھارا ہے اس لئے میری گزارش ہو گی کہ وہاں پر واٹر فلٹریشن پلانٹ فراہم کئے جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کانجی رام صاحب! آخری بات کریں۔

جناب کانجی رام: جناب سپیکر! صادق آباد میں ایک ہی ٹی ایچ کیو ہسپتال ہے جو اتنی بڑی آبادی کے لئے ناکافی ہے۔ صادق آباد تحصیل کو سندھ کا بارڈر لگتا ہے اور بلوچستان کے لوگ بھی اپنے مریضوں کو وہاں لے کر آتے ہیں لہذا میری گزارش ہو گی کہ اس کو بھی upgrade کیا جائے اور اس کے بجٹ میں اضافہ کیا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، ظفر اقبال صاحب!

جناب ظفر اقبال: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ایوان میں اپنے خیالات کے اظہار کرنے کا موقع فراہم کیا ہے۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کے توسط سے وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن کا مشکور ہوں جنہوں نے جنڈتراب روڈ کی توسیع کے لئے بجٹ میں رکھی گئی رقم فراہم کر کے علاقے کے لوگوں پر احسان عظیم کیا ہے۔ تحصیل جنڈ کے دیہات کو main road کے ساتھ ملانے کے لئے نئی سڑکوں کے لئے رقوم آمدہ بجٹ میں مختص کرنا ضروری ہیں۔ پی پی۔19 تحصیل جنڈ کی پرانی سڑکوں کی مرمت کے لئے بھی آمدہ بجٹ میں فنڈز مختص کرنا ضروری ہیں جن میں اٹک روڈ سے براستہ بسال شریف سلمان آباد بھٹیوٹ تک تقریباً چونتیس کلو میٹر سڑک کی مرمت اشد ضروری ہے۔ راولپنڈی کوہاٹ روڈ پر واقع پنڈ سلطانی سے دو میل تک جو تقریباً چھ کلو میٹر سڑک بنتی ہے اس کی بھی مرمت اشد ضروری ہے۔ موضع بھٹیوٹ تحصیل جنڈ سے ناوا گاؤں تحصیل اٹک تک تقریباً دس کلو میٹر سڑک دے کر ملایا جا سکتا ہے۔ جنڈ سے براگلیال جنڈپنڈی گھیپ روڈ کو تقریباً تیرہ کلو میٹر سے ملایا جا سکتا ہے جس سے لوگوں کو سہولت میسر آ سکتی ہے۔ موضع اڈووالی سے بھروالہ کو چھ کلو میٹر سڑک دے کر تحصیل جنڈ اور تحصیل پنڈی گھیپ کو ملایا جا سکتا ہے۔ زیارت بیلا روڈ کا بننا بھی ضروری ہے اور پنڈی سرہال ٹھٹھہ یونین کونسل سگری کی پانچ چھ کلو میٹر سڑک سے ان کو ملایا جا سکتا ہے۔ جنڈ سے ٹھٹھی سیداں مین اٹک پنڈی گھیپ روڈ ملانا بھی ضروری ہے۔ نکہ افغان چوک یونین کونسل مکھڈ شریف موضع تک تقریباً تیرہ کلو میٹر سڑک کی توسیع بھی اشد ضروری ہے۔

جناب سپیکر! تحصیل جنڈ کے بوائز اور گرلز سکولوں کو upgrade کرنا ضروری ہے۔ جنڈ گرلز ڈگری کالج کو پنجاب یونیورسٹی کا کیمپس بنانا یا upgrade کر کے ایم اے کی کلاسیں شروع کرنا بھی بہت ضروری ہے کیونکہ بارانی علاقہ ہونے کی وجہ سے لوگ اپنی بچیوں کو گھروں سے دُور تعلیم دلوانے سے قاصر ہیں۔ امید ہے کہ جناب وزیر خزانہ آمدہ بجٹ میں تعلیم کی مد میں زائد رقوم مختص فرما کر تحصیل جنڈ

کی عوام کا دیرینہ مسئلہ حل کروائیں گے۔اسی طرح گرلز ڈگری کالج جنڈ میں Bsc اور Msc کی تعلیم کے لئے عملہ اور دیگر سہولیات فراہم فرمائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ظفر اقبال صاحب! بہت شکریہ

جناب ظفر اقبال: جناب سپیکر! میری ایک دو گزارشات ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ جو بھی بات کرنا چاہیں لیکن یہ آخری گزارش ہو گی۔

جناب ظفر اقبال: جناب سپیکر! بڑا مسئلہ یہ ہے کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال جنڈ میں عرصہ دراز سے لیڈی ڈاکٹر تعینات نہ ہے۔تقریباً تین چار مہینے پہلے دو بچیوں کا قتل ہوا ہے لیکن ان کی dead bodies جنڈ کے backward area سے اٹک میں پوسٹ مارٹم کے لئے لانا پڑیں۔ میں جناب کے توسط سے وزیر خزانہ کے notice میں لانا چاہتا ہوں کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال جنڈ میں لیڈی ڈاکٹر کی تعیناتی ضروری ہے اور پانچ سو ampere کی ایکسرے مشین کی تنصیب بھی ضروری ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ باقی آپ اپنی تجاویز منسٹر صاحب کو دے دیں۔

جناب ظفر اقبال: جی، ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ راحیلہ انور صاحبہ!

محترمہ راحیلہ انور: شکریہ۔ جناب سپیکر! ہم سب کو ground realities کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی proposals دینی چاہئیں۔ میری منسٹر صاحب سے التجاء ہے کہ وہ ہماری suggestions کو ground realities کے ساتھ kindly seriously آگے لے کر جائیں اور کوشش کریں کہ جتنی بھی تجاویز میری بہنوں اور بھائیوں نے دی ہیں ان میں سے جو یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اس قابل ہیں کہ ان کے لئے کچھ کیا جائے تو ان کو ضرور serious لیں کیونکہ ہم لوگ یہاں پر آتے ہیں۔۔۔ I am sorry...

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! نہیں، ایسی کوئی بات نہیں ہوئی۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! یہاں پر جب بھی بات ہوتی ہے تو اس ایوان میں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: کسی نے بات نہیں کی۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! اس ایوان میں کتنی بڑی توہین ہے کہ آپ اگر کوئی بات کرنا چاہتے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب آپ بات کریں اور میرے خیال میں کسی نے کچھ نہیں کہا۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! اس ایوان کی کتنی بڑی توہین ہے کہ اگر آپ کوئی بات کرنا چاہتے ہیں تو ایسی بات کرتے ہیں کہ اس کے بعد دوسرا کبھی کوئی بات کر ہی نہ سکے۔ میری اپنے بھائیوں سے بڑی humble request ہے کہ kindly دیکھا کریں کہ کون آپ کے jokes لے سکتا ہے اور کون نہیں لے سکتا؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! یہاں سے کسی نے بات نہیں کی ہے۔ آپ پلیز بات کریں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! جس طرح سے میرے سارے بھائیوں اور بہنوں نے بات کی ہے تو میں سکولوں پر ضرور بات کروں گی کیونکہ اگر ایجوکیشن ہے تو سب کچھ ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس سیکٹر میں سب سے زیادہ اس وقت کام کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ وزیر اعلیٰ کا بھی یہی vision ہے کہ "پڑھا لکھا پنجاب"۔ یہاں پر میں خاص طور پر اپنے علاقے کی بات کروں گی کیونکہ اتنا وقت نہیں ہے اور مجھے مختصراً بات کرنی ہے۔ میرے علاقے میں خاص طور پر بچیوں کے لئے بہت سے مسائل ہیں، ان کے سکولز اپ گریڈ کئے جائیں کیونکہ اب وہ وقت نہیں رہا کہ ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں میں بچیاں اکیلی آ جائیں، ماں باپ کے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کہ وہ جا کر بچوں کو pick and drop کریں اور نہ ان کے پاس ایسی سہولتیں ہوتی ہیں۔ یہ بہت serious matter ہے جس کی وجہ سے بچیاں اپنی ایجوکیشن سے رہ جاتی ہیں۔

جناب سپیکر! دس سال پہلے چکوال کے علاقے میں یونیورسٹی آف انجینئرنگ کا سب کیمپس بن چکا ہے جبکہ ہمارے علاقے پنڈ دادن خان میں منظور ہوا تھا تو منسٹر صاحب سے میری یہ بڑی humble request ہے کہ دس سال پہلے چکوال میں تو شروع بھی ہو گیا اور کام بھی کر رہا ہے تو ہمارے اوپر بھی عنایت کریں کیونکہ ہم لوگ بھی ترقی کرنا چاہتے ہیں اور ہمارے بچوں کے لئے بھی بڑی شدید ضرورت بنی ہوئی ہے کہ وہ بھی ایسے اداروں میں تعلیم حاصل کر سکیں۔

جناب سپیکر! ٹیچرز کی بھرتیاں رک چکی ہیں اور سب کو پتا ہے کہ فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے رکی ہیں۔ ٹیچرز کے بغیر سکولز کیسے چلیں گے تو میری بڑی humble request ہے کہ ان کے لئے فنڈز ضرور allocate کئے جائیں کیونکہ ٹیچرز ایک طرح سے سکولوں کے لئے ریڑھ کی ہڈی ہیں تو مہربانی کر کے ان کے لئے فنڈز ضرور allocate کریں تا کہ ٹیچرز کی بھرتیاں ہو سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! مختصر کریں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں کوشش کرتی ہوں۔ وہاں کے ڈی ایچ کیو ہسپتال کی حالت زار کا وہاں سے تعلق رکھنے والوں کو پتا ہے کہ وہاں پر ایک ہی ڈی ایچ کیو ہسپتال ہے جہاں پر کوئی سپیشلسٹ ہے، کوئی برن سنٹر ہے، ای این ٹی سپیشلسٹ ہے، کارڈیک سنٹر ہے، ایمرجنسی ہے اور نہ کڈنی سنٹر ہے اور تو اور وہاں کی ایمرجنسی میں بھی facilities نہیں ہیں تو میں بڑی humbly request کروں گی کہ وہاں کے لئے کچھ کیا جائے۔ دینہ بہت بڑی تحصیل ہے لیکن وہاں پر ٹی ایچ کیو ہسپتال نہیں ہے اور ہمیں وہاں پر ٹی ایچ کیو ہسپتال کی ضرورت ہے۔ اسی طرح نرسوں کی vacancies بہت short ہیں کیونکہ کچھ نرسیں UAE جا رہی ہیں اور کوئی سعودی عرب جا رہی ہیں تو ان کے لئے نرسنگ سکولز بنائے جائیں۔ بجٹ میں پیسے ہوں گے تو یہ سارے کام ہوں گے لہذا مہربانی کر کے اسے ضرور دیکھیں۔

جناب سپیکر! لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے بات کروں گی۔ پولیس والوں کے پاس جاؤ تو وہ کہتا ہے کہ ڈیزل کے لئے بھی پیسے نہیں ہیں لہذا آپ ڈیزل ڈلواؤ تو میں آپ کے ساتھ چلنے کو تیار ہوں۔ پولیس کو دیکھ کر ایسے لگتا ہے جیسے پہلے انکم سپورٹ پروگرام چل رہا ہے تو اب کرائم سپورٹ پروگرام چل رہا ہے کیونکہ پولیس نے جو حالات کر دیئے ہیں ان کا سب کو پتا ہے تو مہربانی کر کے ان کے لئے بھی کچھ نہ کچھ کیا جائے تاکہ ہمیں مسائل کا سامنا کرنے سے چھٹکارا ملے۔ جلالپور شریف سے کندوال نہر بننے کا مطالبہ انگریز کے وقت سے چل رہا ہے، میرا علاقہ بہت ہی ریموٹ ایریا ہے جہاں پر پانی کی شدید قلت ہے اور دن بدن پانی زیر زمین نیچے جا رہا ہے اور اس کا bed level کم ہو رہا ہے تو میری بڑی humble request ہے کہ ہمارے لئے یہ ضرور کیا جائے کیونکہ ہماری زمینیں بنجر ہوتی جا رہی ہیں جس کی وجہ سے وہاں پر زمیندار کے حالات بہت خراب ہیں کیونکہ چھوٹے زمیندار کے لئے ٹربائن لگوانا آسان نہیں ہے۔ چونکہ یہ ایک منصوبہ بنا ہوا ہے اگر اس پر عملدرآمد ہو جائے تو وہاں پر ہمارے لاکھوں لوگ خوشحال ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر! اتنے پیسے میٹرو بس پر لگ گئے اس میں سے اگر 1/4 بھی پناپل کے لئے لگا دیئے جاتے، ہمارے ضلع جہلم کا ایک کنارہ اس کے ساتھ effected ہے اور سی ایم ایچ جیسا ہسپتال اس کی وجہ سے effected ہے، اگر میں بتانے لگ جاؤں تو وہاں پر کافی سارے علاقے آ جاتے ہیں لیکن اگر وہاں پر پکا پل بنا دیا جائے تو ہمارے حلقہ این اے۔63 کے 99 فیصد مسائل حل ہو جائیں گے۔ آخر میں پھر میری

humble request ہے کہ ہمیں بھی وہاں پر یہ سہولیات چاہئیں۔ آپ مہربانی کر کے ہمارے لئے seriously کچھ سوچیں کیونکہ اگر ہماری حکومت کرے گی تو کسی کا نام ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! wind up کر دیں۔

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو تمام معزز ممبران اسمبلی کا بے حد مشکور ہوں جنہوں نے pre-budget discussion میں بھرپور حصہ لیا اور اپنی قیمتی آراء اور تجاویز سے آگاہ کیا۔ میں یہاں پر یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ بہت سے معزز ممبران اسمبلی اس بجٹ speech میں participate کرنا چاہتے ہیں مگر انتہائی معذرت کے ساتھ ہماری اپوزیشن کی وجہ سے ہمارے pre budget بحث کے دو دن ضائع ہوئے لیکن آپ کی مہربانی ہے کہ آج ممبران اسمبلی کو جمعہ کے دن اس وقت تک time دیا جس سے ممبران اسمبلی کی طرف سے ہمیں بھرپور تجاویز ملیں۔

جناب سپیکر! مختصراً میں بتانا چاہوں گا مگر اپوزیشن لیڈر یہاں پر موجود ہوتے تو بہتر تھا کیونکہ انہوں نے اپنی تقریر میں بات کی اور بہت سے ہمارے اپوزیشن کے معزز ممبران اسمبلی نے یہ کہا کہ---

جناب قائم مقام سپیکر: اجلاس کا وقت دس منٹ مزید بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! جو بجٹ یہاں پر پیش کیا جاتا ہے اسے کلی طور پر بیوروکریسی پیش کرتی ہے مگر ایسی بات نہیں ہے۔ یہاں پر موجود معزز ممبران اسمبلی کو میں یہ بتانا چاہوں گا کہ ہماری ہی اس سے پچھلی گورنمنٹ تھی جس نے یہ روایت قائم کی کہ یہاں پر pre budget بحث کا آغاز اسمبلی کے floor پر کیا اور یہ ہمارے budget making کا process ہے کہ یہاں پر pre budget بحث میں ممبران اسمبلی جو یہاں سے مفید مشورے اگلے بجٹ کے حوالے سے پیش کرتے ہیں اور ہمیں یہاں پر مشورے ملتے ہیں۔ نئے معزز ممبران اسمبلی کو میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ ہماری باقاعدہ کمیٹیاں بنتی ہیں جن میں ہمارے منتخب نمائندے شامل ہوتے ہیں اور یہ بجٹ کا process چلتا رہتا ہے۔ بات یہ ہے کہ آخری وقت تک بجٹ کے حوالے سے تبدیلیاں لاتے رہتے ہیں اور یہ نہیں ہوتا کہ بجٹ totally بیوروکریسی کے اوپر یا سرکاری افسران کے اوپر چھوڑ دیا جائے کیونکہ عوامی بجٹ دینے کے لئے ضروری ہے کہ ہمارے یہاں پر موجود منتخب عوامی نمائندے ہیں اور انہیں پتا ہے کہ ان کے علاقوں اور اضلاع میں کیا مسائل ہیں تو اس حوالے سے ان ساری چیزوں کو

دیکھ کر بجٹ بنایا جاتا ہے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ بیوروکریسی کی مدد کے بغیر بجٹ نہیں بن سکتا تو وہ ہمارے ساتھ بجٹ سازی میں شامل ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر! جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صوبہ بھر کے ترقیاتی کاموں میں بھرپور دلچسپی لیتے ہیں لہٰذا ان کی ترجیحات میں تعلیم کا فروغ، بنیادی ہیلتھ یونٹس کا قیام، امن وامان کی بہتری، زرعی پیداوار میں اضافہ، ریونیو ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن، انفارمیشن ٹیکنالوجی کا فروغ، صاف پانی کی فراہمی اور basic infrastructure کے لئے موجودہ سال کے بجٹ میں مناسب رقوم مختص کی گئی ہیں۔ محکمہ تعلیم کے بجٹ میں سابق سال کی نسبت 30 فیصد اضافہ کرتے ہوئے 41-ارب روپے کی رقم مختص کی گئی ہے، سکولوں میں missing facilities کی فراہمی کے لئے 7-ارب 70 کروڑ روپے کے فنڈز جاری کر دیئے گئے ہیں جس سے موجودہ مالی سال میں پنجاب کے تمام گرلز سکولوں میں اور جنوبی پنجاب کے 11 اضلاع میں لڑکوں کے تمام سکولوں میں missing facilities کی فراہمی پر کام تیزی سے جاری ہے۔ علاوہ ازیں یہاں پر ہماری اپوزیشن کی معزز خاتون ممبر نے لیپ ٹاپ کے حوالے سے بات کی کہ 17-ارب روپے لیپ ٹاپ کی مد میں خرچ کئے گئے تو میں یہاں پر بتانا چاہوں گا کہ 12-2011 میں لیپ ٹاپس سکیم شروع کی گئی۔ پہلے سال ہم نے ایک لاکھ دس ہزار لیپ ٹاپ خریدے جو تقریباً 4-ارب روپے کی مالیت کے تھے۔ اس کے بعد 13-2012 میں پھر ایک لاکھ لیپ ٹاپ میرٹ پر پنجاب کی یونیورسٹیوں کے ہونہار طلباء کو دیئے گئے اور اس کی مد میں بھی 3-ارب 80 کروڑ روپے خرچ ہوئے۔ اگر آپ دیکھیں تو 17-ارب نہیں بلکہ تقریباً 7-ارب اور کچھ کروڑ روپے لیپ ٹاپ کی مد میں اب تک خرچ کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! pre budget سیشن میں مختلف موضوعات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ معزز ممبران اسمبلی نے نہ صرف اپنے حلقوں کے مسائل پر بات کی بلکہ ایسے شعبہ جات کی بھی نشاندہی کی جس میں بہتری لانے سے صوبے کا مجموعی معاشی اور سماجی ڈھانچہ مزید مضبوط ہوگا۔ میں یہاں پر یہ عرض کرتا چلوں کہ معزز ممبران کی مثبت تجاویز کو خصوصی توجہ دی جائے گی اور صوبے کے محاصل کو سامنے رکھتے ہوئے ان آراء پر عملدرآمد کرنے کی بھرپور کوشش کی جائے گی۔ زیادہ تر ممبران نے مندرجہ ذیل شعبہ جات کو ترجیح دینے پر زور دیا ہے، تعلیم اور صحت کے شعبہ جات میں مزید اصلاحات بشمول missing facilities کی فراہمی اور ان کے لئے ترجیحی بجٹ allocation، امن وامان اور پولیس کی کارکردگی میں بہتری اور اصلاحات، معزز ممبران کا ترقیاتی منصوبہ جات کی نشاندہی میں

مؤثر کردار، خواتین، اقلیت، کسان، خصوصی افراد اور مزدور دوستانہ پالیسی اور بجٹ کی فراہمی، صاف پانی کی فراہمی، سڑکوں کی تعمیر و مرمت اور farm to market roads کے لئے فنڈز کی فراہمی، فلائی اوورز، انڈر پاسز کی تعمیر، لڑکیوں اور لڑکوں کے فنی تعلیم کے اداروں کا قیام، ترقیاتی سکیموں کی بروقت تکمیل کے لئے مؤثر نظام کا قیام، ٹیکس وصولی کے نظام میں مزید اصلاحات شامل ہیں۔

جناب سپیکر! مختلف اضلاع میں ٹراما سنٹرز کا قیام موجودہ سال میں لایا جا رہا ہے تاکہ بڑے شہروں میں موجود ہسپتالوں میں مریضوں کو علاج کی بروقت سہولت میسر آ سکے اور پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور پر دباؤ کم ہو سکے۔ علاوہ ازیں کارڈیالوجی انسٹیٹیوٹ وزیر آباد کی تکمیل کے لئے موجودہ سال میں 487 ملین روپے جاری کر دیئے گئے ہیں کیونکہ اس علاقے سے ہمارے بہت سارے ممبران اسمبلی کا concern تھا کہ وزیر آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کا کام شاید فنڈز کی وجہ سے رکا ہوا ہے۔ میں نے کہا کہ میں انہیں بتا دوں کہ 487 ملین روپے اب تک حکومت پنجاب نے اس کے لئے جاری کر دیئے ہیں اور اس کا کام بڑی تیزی سے شروع ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر! امن و امان کی صورتحال کو مدنظر رکھتے ہوئے محکمہ پولیس اور جیلوں کی سکیورٹی میں مزید اضافہ اور اصلاح کے لئے ضمنی گرانٹ کا اجرا کیا گیا ہے جو کہ سکیورٹی کی موجودہ صورتحال میں بے حد ضروری تھا علاوہ ازیں یہاں پر ماڈل تھانوں کے حوالے سے اپوزیشن لیڈر نے اور ہمارے اپوزیشن کے کچھ دوستوں نے اور کچھ ہمارے حکومتی بنچوں سے معزز ممبران نے بات کی تو ان کو بتانا مقصود ہے کہ ساٹھ عدد نئے پولیس سٹیشن کا قیام کیا جا رہا ہے اس پر کام شروع ہو چکا ہے۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں اس وقت جس طرح کے ملکی حالات ہیں اس میں دہشت گردی ہمارے لئے بہت بڑا چیلنج بنی ہوئی ہے تو اس حوالے سے پنجاب میں دو عدد counter terrorism department بنائے گئے ہیں اس میں دو عدد building بھی اس کے لئے بنائی جا رہی ہیں جہاں پر counter terrorism department کا staff بیٹھے گا اس کے لئے بھی funds مختص کر دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! زراعت کا شعبہ بھی ہماری حکومت کی اوّلین ترجیحات میں شامل ہے لہذا موجودہ بجٹ میں زراعت، آبپاشی اور Livestock کے شعبوں کی ترقی کے لئے 28۔ارب روپے سے زائد رقم مختص کی گئی ہے bio gas tubewell کے حوالے سے یہاں پر بات ہوئی تو اس کے لئے 8534 ملین روپے کا منصوبہ منظور کیا گیا ہے جس کے تحت 20 ہزار tube well بائیو گیس پر منتقل کئے جائیں گے۔

جناب سپیکر! لوگوں کو صاف پانی کی فراہمی کے لئے12-ارب روپے کی لاگت سے منصوبہ منظور کیا گیا ہے کیونکہ یہاں پر صاف پانی پینے کے حوالے سے بھی کافی ممبران کا concern تھا اور کافی ممبران نے اس پر بات کی۔ صاف پانی کے حوالے سے سکیم کے بارے میں بھی بتانا مقصود سمجھتا ہوں صاف پانی کے حوالے سے 12-ارب روپے کا منصوبہ منظور کیا گیا ہے جس کے تحت 1480 filtration plant پورے صوبے میں لگائے جائیں گے جس میں سے 5-ارب روپے خصوصی طور پر جنوبی پنجاب کے گیارہ اضلاع کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں water supply اور 200 سے زائد sewerage منصوبہ جات شروع کئے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! یہاں youth festival کے حوالے سے بات کی گئی ہے اس پر میں کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ملک کی اس وقت 70 فیصد آبادی نوجوانوں پر مشتمل ہے اور ہمیں اپنے نوجوانوں کو ایسی facilities دینی ہیں جیسے ہم تعلیم کے شعبہ میں دے رہے ہیں۔ اسی طرح sports اور اس سے related activates میں بھی اپنی youth، اور پاکستان میں کسی talent کی کمی نہیں ہے ہم اس talent کو سامنے لے کر آ رہے ہیں۔ یہاں پر یہ بھی کہا گیا کچھ ممبران کی جانب سے کہ شاید youth festival کو ہم نے directly Punjab میں یہاں پر لاہور میں start کیا ہے۔ آپ بھی اس چیز کے پوری طرح سے گواہ ہیں آپ کا تعلق ضلع راجن پور سے ہے جو کہ ہمارا ایک دور افتادہ ضلع ہے اور آپ نے اپنی constituency میں بھی دیکھا ہوگا کہ ہم نے یہ union council grass root level سے youth sports festival کا آغاز کیا اور اس میں ہم نے تمام کھیلوں اور تمام چیزوں کو جس سے ہمارے نوجوانوں کی صلاحیتیں ابھر کر سامنے آئیں تو اس حوالے سے union council level اور ضلع کی بنیاد پر کھیلوں کے مقابلہ جات کا انعقاد کیا گیا۔ اس کے بعد پھر پنجاب level پر اور April میں ہمارا international youth festival ہے جس میں تقریباً 30 سے زائد ممالک کی ٹیمیں یہاں پر شامل ہوں گی وہ یہاں پر تشریف لا رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اجلاس کا وقت دس منٹ اور بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات / خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس میں ہمارے ملک پاکستان کا image ہے وہ softer image دنیا میں اس youth festival سے promote ہوا ہے۔ دوسرا ہمارے پاکستان کے نوجوانوں کا جو talent ہے وہ ابھر کر سامنے آتا ہے science اور technology سے related fields کے ہم اُن سے competition کراتے ہیں۔ Sports کے competition اور

ہے اور اس کے Guinness Book of World Record ایک international ادارہ ہیں جن کے مطابق دنیا میں بڑے بڑے ملکوں اور developed countries کے parameters لوگوں نے جو records قائم کئے ہوئے ہیں اسی طرح پاکستان کے نوجوانوں نے بھی اس سال تقریباً 40 کے قریب Guinness Book of World Records کے بین الاقوامی records قائم کئے ہیں تو تمام محکمہ جات کا آڈٹ تو قاعدہ Auditor General of Pakistan کرتا ہے جس کی report میں زیر بحث لائی جاتی ہے۔ یہاں پر یہ بھی ہمارے معزز اپوزیشن Public Accounts Committee کے ممبران کی جانب سے کہا جاتا رہا کہ شاید بہت سارے محکموں کا کوئی proper audit نہیں ہوتا اور وہاں پر شاید corruption بہت کی جاتی ہے تو اس حوالے سے یہ بھی بتانا ضروری تھا اور قائد حزب اختلاف نے بھی یہ point raise کیا تھا جبکہ وہ خود Public Accounts Committee چیئرمین بھی ہیں تو اگر وہ ہوتے تو میں ان کو یہ بتانا چاہتا تھا کہ تمام محکمہ جات کا باقاعدہ Auditor General of Pakistan سے آڈٹ کروایا جاتا ہے اور اس کی reports پھر Public Accounts Committee میں زیر بحث لائی جاتی ہیں اور misappropriation پر متعلقہ محکموں کے ذمہ دار اہلکاروں کے خلاف تادیبی کارروائی کی جاتی ہے۔ ہماری حکومت نے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے اجلاس میں باقاعدگی پیدا کرتے ہوئے اس کے احکامات پر فوری عملدرآمد کا سلسلہ شروع کیا ہے تاکہ حکومتی اخراجات کا ضیاع روکا جا سکے۔

جناب سپیکر! یہاں پر ضمنی گرانٹ کے حوالے سے بات کی گئی، قائد حزب اختلاف نے بھی بات کی کہ ضمنی گرانٹ کو حکومت بہت زیادہ استعمال کرتی ہے تو اس پر میں بتانا چاہوں گا کہ جو ضمنی گرانٹس Chief Minister office کی ہیں باہر سے بہت delegation آرہے ہیں foreigners آرہے ہیں، head of the state آرہے ہیں اور اسی طرح بہت سے ممالک چائنا سے ترکی اور دیگر ممالک سے تشریف لا رہے ہیں تو ان کی جو hospitality ہے ان کے یہاں visit پر جو اخراجات ہوتے ہیں delegation چونکہ unseen expenditure ہوتا ہے تو ان کے اخراجات کے لئے ہمیں ضمنی گرانٹ کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہاں پر قائد حزب اختلاف نے ایک point raise کیا تھا جو ہمارا non development کا بجٹ تھا اس میں جو ہم نے cut لگایا تھا اس حوالے سے میں یہ بتانا چاہوں گا کہ انہوں نے یہاں پر کہا کہ آپ نے بجٹ میں یہ کہا تھا کہ 30 فیصد اور اب آپ opening speech میں 15 فیصد کہہ رہے ہیں چیف منسٹر ہاؤس کا جو بجٹ تھا اس میں 30 فیصد کٹوتی کی گئی ہے اس سال کے لئے اور

overall جو باقی پنجاب کے ڈیپارٹمنٹس ہیں وہاں پر ہم 15 فیصد اس میں کٹوتی کریں گے اس کی figures بھی ان کو دے دیتا ہوں کہ ہمارے جو 2012-13 کے Chief Minister office کے اخراجات تھے وہ 419.86 ملین روپے تھے اور 2013-14 میں Chief Minister office کے اخراجات کے لئے جو funds مختص کئے گئے وہ 199.9 ملین ہیں جو کہ 30 فیصد کمی کے ساتھ ہم نے پیش کئے تھے۔ بجٹ میں ہماری حکومت نے taxes کی وصولی کے لئے نظام میں اصلاح کرتے ہوئے صوبائی محاصل میں خاطر خواہ اضافہ کیا نا صرف غیر ترقیاتی اخراجات میں 15 فیصد کمی کی بلکہ وزیراعلی سیکرٹریٹ کے بجٹ میں مختلف اسامیوں کو بھی ختم کرکے اخراجات میں تیس فیصد کمی کی ہے۔ farm to market roads and infrastructure کی ترقی کے لئے موجودہ بجٹ کے اندر 4۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں اور اگلے سال اس مد میں مزید رقم مختص کی جائے گی جس میں flyovers and under passes منصوبوں کا بغور جائزہ لے کر انہیں consider کیا جائے گا۔

جناب سپیکر! میں آخر میں معزز ممبران اسمبلی کو یقین دلاتا ہوں کہ آئندہ مالی سال کے بجٹ اہداف کو ترتیب دیتے وقت قابل عمل اور مثبت تجاویز پر خصوصی توجہ دی جائے گی۔ pre budget session کو آئندہ سالوں میں آپ کے تعاون سے مزید مؤثر بنایا جائے گا۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے۔

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(42)/2014/1060. Dated: 21st March, 2014. The following Order, made by the Acting Governor of the Punjab, is hereby published for general information:

> "In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Rana Muhammad Iqbal Khan,** Acting Governor of the Punjab, hereby prorogue Provincial Assembly of the Punjab with effect from 21st March 2014 (Friday) after the conclusion of the proceedings of the Assembly on that day.

Dated Lahore, the 20th March, 2014

RANA MUHAMMAD IQBAL KHAN
ACTING GOVERNOR OF THE PUNJAB"

INDEX

PAGE NO.

A

AAMIR SULTAN CHEEMA, CH.
ADJOURNMENT MOTION regarding-
-Failure of LDA in achievement of its targets 672

question REGARDING-
-Incidents of wood theft in district Sargodha and other details *(Question No. 2356*)* 617

QUORUM-
-Indication of quorum of the House during session held on 19th March, 2014 892

AAMIR TALAL GOPANG, SARDAR
DISCUSSION
-Pre-Budget discussion for the year 2014-15 1156

ABDUL RAUF MUGHAL, MR.
DISCUSSION
-Pre-Budget discussion for the year 2014-15 1216

ABDUL RAZZAQ DHILLON, CH.
DISCUSSION
-Pre-Budget discussion for the year 2014-15 1206

ADJOURNMENT MOTIONS regarding-

-ANXIETY AMONGST BS STUDENTS OF MURRAY COLLEGE SIALKOT DUE TO 681
TUSSLE BETWEEN PUNJAB HIGHER EDUCATION DEPARTMENT AND REGISTRAR 760
UNIVERSITY OF GUJRAT 877
672

-ANXIETY AMONGST FARMERS DUE TO LATE STARTING OF CRUSHING SEASON 764

BY SUGAR MILLS OWNERS 1128

-CONTINUOUS INCREASE IN INCIDENTS OF KIDNAPPING AND CAR SNATCHING IN LAHORE 670
980

-CORRUPTION IN REGISTRY BRANCH RAVI TOWN, REVENUE DEPARTMENT 991
672
-Day by day increase in prices of edibles due to connivance of staff

	PAGE NO.
of Food Authorities and other Government Institutions	1124
-Demand for getting the damaged roads of Northern Punjab repaired by the contractor of Multan-Faisalabad Motorway	
-Deprivation from required facilities of Sheikh Zayed Hospital due to cutting half the budget thereof	978
-Disclosure of embezzlement in provision of computerized number plates by Excise & Taxation Department	883
-Disclosure of heavy loss to Government due to ineligible employees of Fodder Research Institute Sargodha	676
-Failure of LDA in achievement of its targets	
-Heavy loss to Government by officers of Irrigation Department in the name of work charge recruitments	1122
	995
-Ignoring shifting of 267 dangerous factories by District Government Lahore	679
-Illegal possession over shops of Unit No.30 of Auqaf Department in Chak No.43 Sargodha by influential persons with connivance of the department	758
-Increase in crimes due to non-consideration of DNA Test as witness by Islamic Ideology Council	989
-Increase in deaths due to incidents of one wheeling due to negligence of concerned department in Lahore	762
-Increase in fatal diseases due to non disposal of waste by Health Department and hospital administration	771
-Increase in patients of Thalassemia due to non establishment of Bone	880
Marrow Transplant Centre in Children Hospital Lahore	1127
-Increase in problems of business community of Anarkali Lahore due to carelessness of Government	759
-Issuance of development budget of four big cities to City Government Lahore under Big City Package	1125
-Looting by private educational institutions due to carelessness of Government Educational authorities	680
-Looting people by Eden Developers in the name of Eden Housing Scheme Ferozpur Road Lahore	768
-Murder of one Maria d/o Abdul Hameed resident of Mozang Lahore by her in-laws due to not bringing dowry	982
-Non-availability of Audiologists in Hospitals of the Punjab	
-Non-availability of new syllabus to students of 8th class due to stubbornness of Schools Education Department	756
-Openly sale of meat of ill cattle in Tollinton Market Lahore	1129
-Payment of more 20 million rupees for the land purchased for University of Engineering and Technology Taxila due to mala fide intention of the authority	989
-Possession over LDA City Housing Scheme by Estate Agents and	1123
capitalists and deprivation of middle class people of their rights	996

PAGE NO.

-Problems faced by dealers and people due to shifting fruit & vegetable market from Lahore to Lakhodehr
-Problems faced by medical students of the Punjab due to continuous increase in seats for medical students of Azad Kashmir 891
-Problems faced by passengers due to worst condition of Narowal-Muridkey Road 671
-Problems faced by patients due to non-availability of medicines in dispensaries and basic health units of Lahore 769
-Problems faced by patients due to shortage of ventilators in Government Hospitals of Lahore due to carelessness of Health Department 979
-Problems faced by people due to increase in water bills 674
-Problems faced by people for burial of dead bodies in the area from Chauburji to Yateem Khana Lahore due to non-availability of space in graveyards 1126
-Problems faced by students due to monopoly of Punjab Board of Technical Education Lahore
-Problems faced by students due to non coordination between Punjab Education Department and District Education Offices
-Restart of construction of sealed plaza at Mall Road Lahore without permission of Chief Secretary
-Suspect about wastage of funds granted to District Councils for public awareness about Consumer Courts
-Worst condition of women convicted in jails of the Punjab

ADNAN FAREED, QAZI

DISCUSSION

-Pre-Budget discussion for the year 2014-15 1213

AGENDAS FOR THE SESSIONS HELD ON-

-17th March, 2014 602
-18th March, 2014 691
-19th March, 2014 795
-20th March, 2014 914
-21st March, 2014 1078

AGRICULTURE DEPARTMENT-

questions REGARDING-

-Abolishment of Agricultural Market Committees of Lahore facing deficit and other details *(Question No. 2897*)* 725
-Action taken against market committees facing deficit in the province and other details *(Question No. 2815*)* 741
-Appointment of Director Marketing Agriculture Lahore and other details *(Question No. 2826*)* 720
-Details about agricultural machniery and equipment of Agriculture Department *(Question No. 2453*)* 738
-Details about Agricultural Market Committees in the Punjab facing 733

PAGE NO.

deficit *(Question No. 1807*)*
-Details about Chairman of Punjab Seed Corporation *(Question No. 2454*)* 740
-Details about completion of Greater Thal Canal Project in district Khushab *(Question No. 2638*)* 716
-Details about establishment of Fodder Market in Pakpattan Sharif *(Question No. 2125*)* 698
-Details about making waterlogged and damped land cultivatable in the province *(Question No. 1171*)* 705
-Details about pavement of water courses in district Kasur *(Question No. 2823*)* 723
-Details about steps taken for control over Citrus Scab Fungus for protection of fruits *(Question No. 3134*)* 727
-Details about steps taken for development of agriculture in district Kasur *(Question No. 1839*)* 734
-Details about water courses made for irrigating arid area of district Pakpattan *(Question No. 2200*)* 700
-Details of illegal vegetable market in district Kasur *(Question No. 1804*)* 708
-Details of offices constructed for Agriculture Officers in the province *(Question No. 2331*)* 711
-Details of reinstatement of 46 Supervisors of Agriculture Department *(Question No. 2083*)* 702
-Head office of Punjab Agriculture Research Board and other details *(Question No. 2282*)* 735
-Number of government and private shops in vegetable market Badami Bagh Lahore and other details *(Question No. 3170*)* 744
-Number of market committees in Gujranwala and other details *(Question No. 2862*)* 743
-Number of tractor factories in the province and other details *(Question No.2393*)* 737
-Offices of Agriculture Department in district Rawalpindi and other details *(Question No. 819*)* 729
-Paved water courses in PP-73, district Chiniot and other details *(Question No. 1731*)* 732
-Provision of bulldozers for levelling agricultural land in district Chiniot and other details *(Question No. 1730*)* 731
-Steps taken for development of agriculture in district Rawalpindi during last five years *(Question No. 820*)* 730

AHMAD ALI KHAN DRESHAK, MR.

DISCUSSION

-PRE-BUDGET DISCUSSION FOR THE YEAR 2014-15 1176

QUORUM- 689

PAGE NO.

-Indication of quorum of the House during session held on 17th March, 2014

AHMAD KARIM QASWAR LANGRIAL, MALIK *(Parliamentary Secretary for Planning & Development)*

Answers to the questions REGARDING-

-Approval of development projects of PP-152, Lahore and other details *(Question No. 672*)* 1083
-Details about sanction of development projects of Local Government of PP-152, Lahore *(Question No. 673*)* 1086
-Number of employees of IT Department in district Jhelum and other details *(Question No. 1165*)* 1090
-Offices of IT Department in district Gujranwala and other details *(Question No. 2033*)* 1099
-Projects of schools and higher education of Bahawalpur and other details *(Question No. 1772*)* 1094
-Sanction of schemes for local government Chakwal and other details *(Question No. 1049*)* 1089
-Sanction of water supply & sewerage for Gujranwala and other details *(Question No. 2252*)* 1104

-Sanction of water supply & sewerage for Lahore and other details *(Question No. 2034*)* 1103
-Sanction of water supply & sewerage projects of Chakwal and other details *(Question No. 1048*)* 1087
-Sanction of water supply & sewerage projects for PP-45, Mianwali and other details *(Question No. 1785*)* 1095
-Water supply and sewerage projects of Bahawalpur and other details *(Question No. 1771*)* 1092

AHMAD SHAH KHAGGA, MR.

DISCUSSION

-PRE-BUDGET DISCUSSION FOR THE YEAR 2014-15 1069

questions REGARDING- 698

-Details about establishment of Fodder Market in Pakpattan Sharif *(Question No. 2125*)* 856
-Details about provision of educational facilities upto matric level in the province according to the Constitution *(Question No. 1694*)* 700
-Details about water courses made for irrigating arid area of district Pakpattan *(Question No. 2200*)* 922
-Land of Revenue Department in district Pakpattan and other details *(Question No. 46*)* 939
-Number of villages victimized by flood in district Pakpattan

PAGE NO.

(Question No. 2128)* 778

Resolution REGARDING-

-DEMAND FOR PUBLICATION OF NOCS FROM THE AUTHORITIES WITH ADVERTISEMENTS OF PRIVATE HOUSING SCHEME FOR SAFETY OF THE PEOPLE

AHMED KHAN BHACHER, MR.

DISCUSSION

-PRE-BUDGET DISCUSSION FOR THE YEAR 2014-15 1157

questions REGARDING-

-Details about employees of Schools Education Department working in Civil Secretariat Lahore since long *(Question No. 1464*)* 849

-Sanction of local government projects for PP-45, Mianwali and other details *(Question No. 1786*)* 1120

-Sanction of water supply & sewerage projects for PP-45, Mianwali and other details *(Question No. 1785*)* 1094

AHMED SAEED, QAZI

question REGARDING-

-Details about allotment of land to landless and small farmers in district Rahim Yar Khan *(Question No. 2705*)* 963

AHMED YAR HUNJRA, MALIK

questions REGARDING-

-Number of Imam Masjid in Primary Schools of Muzaffargarh and other details *(Question No. 1746*)* 858

-Number of schools in district Muzaffargarh and other details *(Question No. 1745*)* 857

AKHTAR ALI, BAO

-Leave of absence 749

ALI ASGHAR MANDA, CH.*(Parliamentary Secretary for S & GAD)*

DISCUSSION

-PRE-BUDGET DISCUSSION FOR THE YEAR 2014-15 1189

ALI RAZA KHAN DRESHAK, SARDAR

DISCUSSION

-PRE-BUDGET DISCUSSION FOR THE YEAR 2014-15 1165

PAGE NO.

ALLAUDDIN, SHEIKH
ADJOURNMENT MOTIONS regarding-
-Increase in crimes due to non-consideration of DNA Test as witness by Islamic Ideology Council 676
-Payment of more 20 million rupees for the land purchased for University of Engineering and Technology Taxila due to mala fide intention of the authority 680
-Problems faced by dealers and people due to shifting fruit & vegetable market from Lahore to Lakhodehr 982
-Problems faced by medical students of the Punjab due to continuous increase in seats for medical students of Azad Kashmir 756
-Suspect about wastage of funds granted to District Councils for public awareness about Consumer Courts 674
DISCUSSION
1181
-PRE-BUDGET DISCUSSION FOR THE YEAR 2014-15
point of order REGARDING- 667
-VICTIMIZATION OF MOTOR VEHICLES OWNERS BY EXCISE AND TAXATION 870
Department
PRIVILEGE MOTION regarding- 1113
-Insulting blames upon MPA by Dr. Safdar Mehmood Columnist
1112
847
questions REGARDING-
-Details about sanction of education projects for PP-181, Kasur *(Question No. 683*)* 844
-Details about sanction of health projects for PP-181, Kasur *(Question No. 682*)*
-Details about upgraded schools in PP-181, Kasur *(Question No. 1451*)*
-Shortage of teachers in Government Primary School Poran district Okara *(Question No. 1347*)*
AMJAD ALI JAVAID, MR.
DISCUSSION
1170
-PRE-BUDGET DISCUSSION FOR THE YEAR 2014-15
PRIVILEGE MOTION regarding- 660
-ABUSING TO MPA BY EDO HEALTH TOBA TEK SINGH
ASHRAF ALI ANSARI, CH.

PAGE NO.

661

Call attention Notice REGARDING-

-DETAILS ABOUT ROBBERY IN HOUSE OF A LADY DOCTOR IN GUJRANWALA 642

743

questions REGARDING- 941

-Land of Forest Department in district Gujranwala and other details *(Question No. 2863*)* 1099

-Number of market committees in Gujranwala and other details *(Question No. 2862*)* 1102

-Number of offices of Revenue Department in district Gujranwala and other details *(Question No. 2864*)*

-Offices of IT Department in district Gujranwala and other details *(Question No. 2033*)*

-Sanction of water supply & sewerage for Gujranwala and other details *(Question No. 2034*)*

AWAIS QASIM KHAN, MR.

question REGARDING-

962

-LAND OF REVENUE DEPARTMENT IN DISTRICT NAROWAL AND OTHER DETAILS *(QUESTION NO. 2240*)* 785

Resolution REGARDING-

-Demand for issuance of Blue Passports to MPAs like MNAs

AYESHA JAVED, MRS.

question REGARDING-

-Details about embezzlements in heads of registries and stamp papers in towns of Lahore *(Question No. 348*)* 959

AZAD ALI TABASSUM, MR.

Call attention Notice REGARDING-

972

-ARREST OF ACCUSED PERSON OF SEXUAL ASSAULT IN DISTRICT NANKANA SAHIB AND OTHER DETAILS 1072

DISCUSSION

-Pre-Budget discussion for the year 2014-15

PAGE NO.

AZMA ZAHID BUKHARI, MRS.

questions REGARDING-

-Appointment of Director Marketing Agriculture Lahore and other details *(Question No. 2826*)* 720

-Number of Tehsildars and Naib Tehsildars in the province and other details *(Question No. 2912*)* 948

B

BILL-

-The Punjab Reproductive, Maternal, Neo-natal and Child Health Authority Bill, 2014 *(Considered and passed by the House)* 999-1006

C

Call attention Notices REGARDING-

-ARREST OF ACCUSED PERSON OF SEXUAL ASSAULT IN DISTRICT NANKANA SAHIB AND OTHER DETAILS 972

-DETAILS ABOUT KIDNAP FOR RANSOM AND RAPE OF 20 WOMEN IN DERA GHAZI KHAN 663

-DETAILS ABOUT ROBBERY IN HOUSE OF A LADY DOCTOR IN GUJRANWALA 661

-Robbery in sugar mill in Kot Radha Kishan Kasur and other details 973

CHIEF MINISTER OF THE PUNJAB

-SEE UNDER MUHAMMAD SHAHBAZ SHARIF, MIAN

D

DISCUSSION

-Pre-Budget discussion for the year 2014-15 682, 898, 1006, 1134

E

EHSAN RIAZ FATYANA, MR.

questions REGARDING-

-Areas victimized by flood in district Faisalabad and other details 964

PAGE NO.

(Question No. 2924)*
-State land in district Toba Tek Singh and other details *(Question No. 3105*)* 966

EXTENSION IN PERIOD FOR SUBMISSION OF REPORT regarding-
-Privilege Motion Nos.6, 7, 11, 12 and 13 of 2013 968

f

FAISAL FAROOQ CHEEMA, CH.

question REGARDING-
-Details about illegal possession over land of Forestry Department district Sargodha *(Question No. 3229*)* 654

FAIZA AHMED MALIK, MRS.
ADJOURNMENT MOTION regarding-
-Problems faced by people due to increase in water bills 996

questions REGARDING-
-Number of government and private shops in vegetable market Badami Bagh Lahore and other details *(Question No. 3170*)* 744
-Number of students in Government High School 5/82-L Katorwala district Sahiwal and other details *(Question No. 1079*)* 840
-Registration of Leads School System Lahore and other details *(Question No. 649*)* 816

FAIZAN KHALID VIRK, MR.
DISCUSSION
-PRE-BUDGET DISCUSSION FOR THE YEAR 2014-15 1214

questions REGARDING-
-Details about vacating state land from possession mafia in district Sheikhupura *(Question No. 329*)* 924
-Sale of forged stamp papers in district Sheikhupura and other details *(Question No. 330*)* 927

FARHANA AFZAL, MRS.
DISCUSSION
-PRE-BUDGET DISCUSSION FOR THE YEAR 2014-15 1060

question REGARDING-
-Details about steps taken for control over Citrus Scab Fungus for protection of fruits *(Question No. 3134*)* 727

FARRUKH JAVED, DR. *(Minister for Agriculture)*

	PAGE NO.
Answers to the questions REGARDING-	725
-Abolishment of Agricultural Market Committees of Lahore facing deficit and other details *(Question No. 2897*)*	741
-Action taken against market committees facing deficit in the province and other details *(Question No. 2815*)*	721
-Appointment of Director Marketing Agriculture Lahore and other details *(Question No. 2826*)*	738
-Details about agricultural machniery and equipment of Agriculture Department *(Question No. 2453*)*	733
-Details about Agricultural Market Committees in the Punjab facing deficit *(Question No. 1807*)*	740
-Details about Chairman of Punjab Seed Corporation *(Question No. 2454*)*	717
-Details about completion of Greater Thal Canal Project in district Khushab *(Question No. 2638*)*	698
-Details about establishment of Fodder Market in Pakpattan Sharif *(Question No. 2125*)*	705
-Details about making waterlogged and damped land cultivatable in the province *(Question No. 1171*)*	723
-Details about pavement of water courses in district Kasur *(Question No. 2823*)*	727
-Details about steps taken for control over Citrus Scab Fungus for protection of fruits *(Question No. 3134*)*	734
-Details about steps taken for development of agriculture in district Kasur *(Question No. 1839*)*	701
-Details about water courses made for irrigating arid area of district Pakpattan *(Question No. 2200*)*	709
-Details of illegal vegetable market in district Kasur *(Question No. 1804*)*	712
-Details of offices constructed for Agriculture Officers in the province *(Question No. 2331*)*	702
-Details of reinstatement of 46 Supervisors of Agriculture Department *(Question No. 2083*)*	736
-Head office of Punjab Agriculture Research Board and other details *(Question No. 2282*)*	745
-Number of government and private shops in vegetable market Badami Bagh Lahore and other details *(Question No. 3170*)*	744
-Number of market committees in Gujranwala and other details *(Question No. 2862*)*	738
-Number of tractor factories in the province and other details *(Question No.2393*)*	729
-Offices of Agriculture Department in district Rawalpindi and other details *(Question No. 819*)*	732

PAGE NO.

-Paved water courses in PP-73, district Chiniot and other details *(Question No. 1731*)* 731
-Provision of bulldozers for levelling agricultural land in district Chiniot and other details *(Question No. 1730*)* 730
-Steps taken for development of agriculture in district Rawalpindi during last five years *(Question No. 820*)*

FARZANA NAZIR, DR.
DISCUSSION
-PRE-BUDGET DISCUSSION FOR THE YEAR 2014-15 1199

FORESTRY, WILDLIFE & FISHERIES DEPARTMENT-

questions REGARDING- 610
-Area of forests in district Jhelum and other details *(Question No. 1226*)* 650
-Area of Lahore Zoo and other details *(Question No. 1271*)* 656
-Details about cases of wood theft and plantation in district Lahore *(Question No. 3264*)* 653
-Details about completion of Wildlife Park district Okara *(Question No. 3195*)* 654
-Details about illegal possession over land of Forestry Department district Sargodha *(Question No. 3229*)* 634
-Details about legislation about declaring the act of confinment of birds into cages as a crime *(Question No. 2449*)* 639
-Details about peacocks and pheasants died in Zoo Safari Park and Lahore Zoo *(Question No. 2569*)* 651
-Details about plantation at road banks in tehsil Daska *(Question No. 1902*)* 650
-Details about plantation campaign in PP-130, Daska *(Question No. 1901*)* 635
-Details about theft of 75 thousand trees in Multan Circle *(Question No. 2471*)* 654
-Forests in the province and other details *(Question No. 3263*)* 621
-Incidents of wood theft in district Kasur and other details *(Question No. 2357*)* 624
-Incidents of wood theft in district Rawalpindi and other details *(Question No. 2362*)* 617
-Incidents of wood theft in district Sargodha and other details *(Question No. 2356*)* 642
-Land of Forest Department in district Gujranwala and other details *(Question No. 2863*)* 651
-Land of Forestry Department in district Gujrat and other details *(Question No. 3162*)* 629
-Number of accused persons arrested in cases of wood theft in Rawalpindi and other details *(Question No. 2378*)*

PAGE

NO.

-Number of employees of Fishries Department in district Vehari and other details *(Question No. 741*)* 608

-Number of employees of Forestry, Wildlife and Fishries Department in district Faisalabad and other details *(Question No. 1828*)* 614

-Number of forests in the province and other details *(Question No. 2975*)* 646

FOZIA AYUB QURESHI, MRS.

-Leave of absence 749

questions REGARDING-

-Projects of schools and higher education of Bahawalpur and other details *(Question No. 1772*)* 1093

-Water supply and sewerage projects of Bahawalpur and other details *(Question No. 1771*)* 1092

G

GULNAZ SHAHZADI , MRS.

DISCUSSION

-PRE-BUDGET DISCUSSION FOR THE YEAR 2014-15 1208

h

HAIDER MEHDI, NAWABZADA *(Parliamentary Secretary for Management & Professional Development)*

DISCUSSION

-PRE-BUDGET DISCUSSION FOR THE YEAR 2014-15 1211

HASEENA BEGUM, MRS.

-Leave of absence 750

HINA PERVAIZ BUTT, MS.

ADJOURNMENT MOTIONS regarding-

-Day by day increase in prices of edibles due to connivance of staff of Food Authorities and other Government Institutions 764

-Looting by private educational institutions due to carelessness of Government Educational authorities 762

DISCUSSION

-PRE-BUDGET DISCUSSION FOR THE YEAR 2014-15 1191

questions REGARDING- 656

-Details about cases of wood theft and plantation in district Lahore *(Question No. 3264*)* 937

PAGE NO.

-Details about computerization of land record in the province *(Question No. 1652*)* 834
-Details about expenditures incurred upon repair and construction of schools in Lahore *(Question No. 867*)* 654
-Forests in the province and other details *(Question No. 3263*)*

HUSSAIN JAHANIA GARDEZI, SYED
EXTENSION IN PERIOD FOR SUBMISSION OF REPORT regarding- 968
-PRIVILEGE MOTION NOS.6, 7, 11, 12 AND 13 OF 2013 968
report ***(LAID IN THE HOUSE)*** REGARDING-
-Privilege Motion No.10 of 2013

I

Iftikhar Hussain Chhachhar, Chaudry
DISCUSSION 1221
-Pre-Budget discussion for the year 2014-15

IHSAN UL HAQ BAJWA, MR.
DISCUSSION
-Pre-Budget discussion for the year 2014-15 1163

IJAZ AHMAD, SHEIKH
DISCUSSION
-Pre-Budget discussion for the year 2014-15 898

IJAZ KHAN, MR.

questions REGARDING-
-Area of Government M.U Muslim High School 97 R.B Johal, Faisalabad and other details *(Question No. 516*)* 805
-Offices of Agriculture Department in district Rawalpindi and other details *(Question No. 819*)* 729
-Steps taken for development of agriculture in district Rawalpindi during last five years *(Question No. 820*)* 730

IRFAN DAULTANA, MIAN
DISCUSSION
-Pre-Budget discussion for the year 2014-15 1143

J

JAVED AKHTAR, MR.
-Leave of absence 746

questionS REGARDING-

PAGE NO.

-Details about teachers posted in Schools Education Department Civil Secretariat Lahore *(Question No. 1469*)* 850
-Number of schools and vacant posts of teachers in schools of district Okara *(Question No. 1560*)* 854
-Sanction of housing schemes for PP-195, Multan and other details *(Question No. 686*)* 1114
-Sanction of projects of local government for PP-195, Multan and other details *(Question No. 687*)* 1114

K

KANEEZ AKHTAR, MRS.
-Leave of absence 746
KANJI RAM, MR.
DISCUSSION
-Pre-Budget discussion for the year 2014-15 1223
KASHIF ALI CHISHTY, PIR

questionS REGARDING-
-Details about allocation of budget for projects in the province and utilization thereof *(Question No. 664*)* 1106
-Sanction of education projects for PP-231, Pakpattan and other details *(Question No. 728*)* 1117
KHALID GHANI CHAUDHRY, MR
DISCUSSION
-Pre-Budget discussion for the year 2014-15 1065
KHALID MEHMOOD SARGANA, MEHR

questions REGARDING-
-Details about projects of schools and higher education in Jhang *(Question No. 1773*)* 1119
-Number of teachers in Government Girls High School Moza Noon district Sheikhupura *(Question No. 1787*)* 859
-Sanction of health projects for district Jhang and other details *(Question No. 1774*)* 1119
KHAN MUHAMMAD JAHANZAIB KHAN KHICHI, MR.
DISCUSSION
-Pre-Budget discussion for the year 2014-15 1209
KHURAM SHAHZAD, MR.
DISCUSSION
-PRE-BUDGET DISCUSSION FOR THE YEAR 2014-15 1178
KHURRAM JAHANGIR WATTOO, MIAN

PAGE NO.

question REGARDING- 653
-Details about completion of Wildlife Park district Okara *(Question No. 3195*)*

L

LEADER OF THE OPPOSITION
-See under Mehmood-ur-Rasheed, Mian
LEAVE OF ABSENCE OF-
-Akhtar Ali, Bao 749
-Fozia Ayub Qureshi, Mrs. 749
-Haseena Begum, Mrs. 750
-Javed Akhtar, Mr. 746
-Kaneez Akhtar, Mrs. 746
-Madiha Khan, Mrs. 748
-Muhammad Rafique, Mian 747
-Muhammad Saqib Khurshid, Mr. 746
-Muhammad Umar Jaffar, Mr. 748
-Muhammad Yousaf Kaselyia, Chaudhary 747
-Ramesh Singh Arora, Mr. 748
-Sultana Shaheen, Mrs. 749, 750
-Tahir Shabbir, Rana 750
LUBNA REHAN, MRS.

questions REGARDING-
-Details about establishment of I.T Laboratories in middle schools of the province *(Question No. 1284*)* 844
-Details about formation of rules and procedure for private educational institutions of the province *(Question No. 1283*)* 842

M

MADIHA KHAN, MRS.
-Leave of absence 748
MANAN KHAN, MR.
ADJOURNMENT MOTION regarding-
-Problems faced by passengers due to worst condition of Narowal-Muridkey Road 1129
DISCUSSION
-Pre-Budget discussion for the year 2014-15 1219
MASHHOOD AHMAD KHAN, RANA *(Minister for Schools Education Additional Charge of Higher Education, Youth Affairs, Sports, Archeology, Tourism)*

PAGE NO.

Answers to the questions REGARDING-	806
-Area of Government M.U Muslim High School 97 R.B Johal, Faisalabad and other details *(Question No. 516*)*	841
-Details about condition of school buildings of district Jhelum *(Question No. 1087*)*	846
-Details about construction of hall in Government Boys High School Raiwind Lahore *(Question No. 1375*)*	845
-Details about construction of two more rooms in Faiz ul Islam High School No.2, Rawalpindi *(Question No. 1374*)*	849
-Details about employees of Schools Education Department working in Civil Secretariat Lahore since long *(Question No. 1464*)*	844
-Details about establishment of I.T Laboratories in middle schools of the province *(Question No. 1284*)*	835
-Details about expenditures incurred upon repair and construction of schools in Lahore *(Question No. 867*)*	843
-Details about formation of rules and procedure for private educational institutions of the province *(Question No. 1283*)*	852
-Details about handing over Government Schools to NGOs in Lahore *(Question No. 1501*)*	852
-Details about missing facilities in schools of district Okara *(Question No. 1541*)*	823
-Details about problems of Government Girls Primary School Maliar district Jhelum *(Question No. 654*)*	838
-Details about problems of Government Girls High School Kalar Syedan, district Rawalpindi *(Question No. 1062*)*	837
-Details about problems of Government High School (Boys) Faisalabad *(Question No. 1018*)*	857
-Details about provision of educational facilities upto matric level in the province according to the Constitution *(Question No. 1694*)*	850
-Details about teachers posted in Schools Education Department Civil Secretariat Lahore *(Question No. 1469*)*	810
-Details about upgradation of schools in district Rawalpindi *(Question No. 621*)*	848
-Details about upgraded schools in PP-181, Kasur *(Question No. 1451*)*	842
-Dilapidation of building of Government Girls Middle School Mandiala Warraich district Gujranwala and other details *(Question No. 1130*)*	828
-Funds provided for construction of school building in PP-69, Faisalabad *(Question No. 691*)*	855
-Missing facilities in schools of tehsil Chobara district Layyah and other details *(Question No. 1642*)*	848
-Number of employees working on deputation in Punjab Civil Secretariat Lahore and other details *(Question No. 1462*)*	859
-Number of Imam Masjid in Primary Schools of Muzaffargarh	851

PAGE NO.

and other details *(Question No. 1746*)*
-Number of private schools in PP-145, Lahore and other details *(Question No. 1496*)* 854
-Number of schools and vacant posts of teachers in schools of district Okara *(Question No. 1560*)* 847
-Number of schools in Daska, Sialkot and other details *(Question No. 1440*)* 858
-Number of schools in district Muzaffargarh and other details *(Question No. 1745*)* 840
-Number of students in Government High School 5/82-L Katorwala district Sahiwal and other details *(Question No. 1079*)* 839
-Number of teachers and class IV emplyees of Government Girls High School 69/R.B Jarranwala, Faisalabad and other details *(Question No. 1064*)* 859
-Number of teachers in Government Girls High School Moza Noon district Sheikhupura *(Question No. 1787*)* 802
-Performance of Monitoring Cell of Education Department in Lahore *(Question No. 403*)* 816
-Registration of Leads School System Lahore and other details *(Question No. 649*)* 845
-Shortage of teachers in Government Primary School Poran district Okara *(Question No. 1347*)* 853
-Shortage of teachers in schools of district Okara and other details *(Question No. 1542*)*

MAZHAR ABBAS RAN, MALIK
ADJOURNMENT MOTION regarding-
-Demand for getting the damaged roads of Northern Punjab repaired by the contractor of Multan-Faisalabad Motorway 1128
DISCUSSION
-Pre-Budget discussion for the year 2014-15 1196

MEHDI ABBAS KHAN, MR.
DISCUSSION
-Pre-Budget discussion for the year 2014-15 1220

MEHMOOD-UR-RASHEED, MIAN *(Leader of the Opposition)*
BILL *(Discussed)*-
-The Punjab Reproductive, Maternal, Neo-natal and Child Health 1000
AUTHORITY BILL, 2014
DISCUSSION 1010
-PRE-BUDGET DISCUSSION FOR THE YEAR 2014-15 695, 785
points of order REGARDING- 606

PAGE

NO.

-DAY BY DAY INCREASE IN HEINOUS CRIMES IN THE PROVINCE 784

-Demand for including MPAs of the Opposition in the Committee on making Southern Punjab a separate province

Resolution REGARDING-

-Demand for better arrangements of security at public places

MINISTER FOR AGRICULTURE

-See under Farrukh Javed, Dr.

MINISTER FOR FINANCE

-See under Mujtuba Shuja-ur-Rehman, Mian

MINISTER FOR FORESTRY, WILDLIFE & FISHERIES

-See under Muhammad Asif Malik, Mr.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT & COMMUNITY DEVELOPMENT ADDITIONAL CHARGE OF LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS

-See under Sana Ullah Khan, Rana

MINISTER FOR SCHOOLS EDUCATION ADDITIONAL CHARGE OF HIGHER EDUCATION, YOUTH AFFAIRS, SPORTS, ARCHEOLOGY, TOURISM

-See under Mashhood Ahmad Khan, Rana

MOTION regarding-

-Suspension of rules for presentation of a resolution 998

MUHAMMAD AFZAL, DR.

question REGARDING-

-Matter about starting water supply in Cholistan, Bahawalpur *(Question No. 781*)* 1118

MUHAMMAD AHMAD KHAN, MALIK

DISCUSSION

-Pre-Budget discussion for the year 2014-15 1186

MUHAMMAD AKRAM, CHODHARY

DISCUSSION

-Pre-Budget discussion for the year 2014-15 1215

MUHAMMAD ANEES QURESHI, MR.

question REGARDING-

-Details of offices constructed for Agriculture Officers in the province *(Question No. 2331*)* 711

MUHAMMAD ARIF ABBASI, MR.

DISCUSSION

PAGE NO.

-PRE-BUDGET DISCUSSION FOR THE YEAR 2014-15 1152

questions REGARDING- 852

-Details about missing facilities in schools of district Okara *(Question No. 1541*)* 624

-Incidents of wood theft in district Rawalpindi and other details *(Question No. 2362*)* 629

-Number of accused persons arrested in cases of wood theft in Rawalpindi and other details *(Question No. 2378*)* 853

-Shortage of teachers in schools of district Okara and other details *(Question No. 1542*)*

MUHAMMAD ARSHAD, RANA *(Parliamentary Seceretary for Information & Culture)*

DISCUSSION

-Pre-Budget discussion for the year 2014-15 901

MUHAMMAD ARSHAD KHAN LODHI, MR.

DISCUSSION

-Pre-Budget discussion for the year 2014-15 1202

MUHAMMAD ARSHAD MALIK, ADVOCATE, MR.

DISCUSSION

-Pre-Budget discussion for the year 2014-15 1210

MUHAMMAD ASHRAF, CH.

DISCUSSION

-Pre-Budget discussion for the year 2014-15 1218

MUHAMMAD ASIF BAJWA, ADVOCATE, MR.

questions REGARDING-

-Details about plantation at road banks in tehsil Daska *(Question No. 1902*)* 651

-Details about plantation campaign in PP-130, Daska *(Question No. 1901*)* 650

-Number of schools in Daska, Sialkot and other details *(Question No. 1440*)* 846

MUHAMMAD ASIF MALIK, MR. *(Minister for Forestry, Wildlife & Fisheries)*

Answers to the questions REGARDING- 611

-Area of forests in district Jhelum and other details *(Question No. 1226*)* 650

-Area of Lahore Zoo and other details *(Question No. 1271*)*

-Details about cases of wood theft and plantation in district Lahore *(Question No. 3264*)* 656

-Details about completion of Wildlife Park district Okara *(Question* 653

PAGE NO.

No. 3195)*
-Details about illegal possession over land of Forestry Department district Sargodha *(Question No. 3229*)* 654
-Details about legislation about declaring the act of confinment of birds into cages as a crime *(Question No. 2449*)* 634
-Details about peacocks and pheasants died in Zoo Safari Park and Lahore Zoo *(Question No. 2569*)* 639
-Details about plantation at road banks in tehsil Daska *(Question No. 1902*)* 651
-Details about plantation campaign in PP-130, Daska *(Question No. 1901*)* 651
-Details about theft of 75 thousand trees in Multan Circle *(Question No. 2471*)* 636
-Forests in the province and other details *(Question No. 3263*)* 655
-Incidents of wood theft in district Kasur and other details *(Question No. 2357*)* 622
-Incidents of wood theft in district Rawalpindi and other details *(Question No. 2362*)* 624
-Incidents of wood theft in district Sargodha and other details *(Question No. 2356*)* 617
-Land of Forest Department in district Gujranwala and other details *(Question No. 2863*)* 642
-Land of Forestry Department in district Gujrat and other details *(Question No. 3162*)* 652
-Number of accused persons arrested in cases of wood theft in Rawalpindi and other details *(Question No. 2378*)* 630
-Number of employees of Fishries Department in district Vehari and other details *(Question No. 741*)* 608
-Number of employees of Forestry, Wildlife and Fishries Department in district Faisalabad and other details *(Question No. 1828*)* 614
-Number of forests in the province and other details *(Question No. 2975*)* 646

MUHAMMAD ASLAM IQBAL, MIAN
DISCUSSION
-Pre-Budget discussion for the year 2014-15 1023

MUHAMMAD ILYAS CHINIOTI, AL HAJ
DISCUSSION
-PRE-BUDGET DISCUSSION FOR THE YEAR 2014-15 1172

questions REGARDING-
-Paved water courses in PP-73, district Chiniot and other details *(Question No. 1731*)* 732
-Provision of bulldozers for levelling agricultural land in district 731

PAGE NO.

Chiniot and other details *(Question No. 1730*)*

MUHAMMAD ISLAM ASLAM, MIAN

DISCUSSION

-Pre-Budget discussion for the year 2014-15 1204

MUHAMMAD JAMAL KHAN LAGHARI, SARDAR

Call attention Notice REGARDING-

-DETAILS ABOUT KIDNAP FOR RANSOM AND RAPE OF 20 WOMEN IN DERA GHAZI KHAN 663

MUHAMMAD KHAN, MR.

-Oath of office 799

MUHAMMAD RAFIQUE, MIAN

-Leave of absence 747

DISCUSSION

-Pre-Budget discussion for the year 2014-15 1160

MUHAMMAD SAQIB KHURSHID, MR.

-Leave of absence 746

MUHAMMAD SHAHBAZ SHARIF, MIAN *(Chief Minister of the Punjab)*

Answers to the questions REGARDING-

-Areas victimized by flood in district Faisalabad and other details *(Question No. 2924*)* 965

-Details about allocation of budget for projects in the province and utilization thereof *(Question No. 664*)* 1107

-Details about allotment of agricultural land to military officers in Bahawalpur, Bahawalnagar and Rahim Yar Khan *(Question No. 698*)* 960

-Details about allotment of land to landless and small farmers in district Rahim Yar Khan *(Question No. 2705*)* 964

-Details about embezzlements in heads of registries and stamp papers in towns of Lahore *(Question No. 348*)* 959

-Details about illegal possession over land of Revenue Department in district Layyah *(Question No. 1637*)* 962

-Details about projects for development of education in Cholistan, Bahawalpur *(Question No. 132*)* 1105

-Details about projects of schools and higher education in Jhang *(Question No. 1773*)* 1119

-Details about sanction of education projects for PP-181, Kasur *(Question No. 683*)* 1113

-Details about sanction of health projects for PP-181, Kasur *(Question No. 682*)* 1113

PAGE NO.

-Details about sanction of health projects for PP-144, Lahore *(Question No. 2251*)* 1121
-Details about sanction of health projects for PP-194, Multan *(Question No. 676*)* 1109
-Details about sanction of projects of local government and irrigation for PP-180, Kasur *(Question No. 679*)* 1110
-Details about sanction of projects of local government for PP-8, Rawalpindi *(Question No. 726*)* 1117
-Details about sanction of projects of local government PP-194, Multan *(Question No. 675*)* 1108
-Details about sanction of schemes of housing and livestock in PP-180, Kasur *(Question No. 680*)* 1111
-Details about vacation of state land from land mafia in district Layyah *(Question No. 1636*)* 961
-Establishment of Cholistan Development Authority and other details *(Question No. 134*)* 957
-Land of Revenue Department in district Narowal and other details *(Question No. 2240*)* 963
-Matter about starting water supply in Cholistan, Bahawalpur *(Question No. 781*)* 1118
-Sanction of education projects for PP-231, Pakpattan and other details *(Question No. 728*)* 1118
-Sanction of health projects for district Jhang and other details *(Question No. 1774*)* 1120
-Sanction of higher education projects for Lahore and other details *(Question No. 2253*)* 1122
-Sanction of housing schemes for PP-195, Multan and other details *(Question No. 686*)* 1114
-Sanction of local government projects for PP-45, Mianwali and other details *(Question No. 1786*)* 1120
-Sanction of projects of health and education for PP-8, Rawalpindi *(Question No. 725*)* 1116
-Sanction of projects of local government for PP-195, Multan and other details *(Question No. 687*)* 1115
-State land in district Toba Tek Singh and other details *(Question No. 3105*)* 967

MUHAMMAD SIBTAIN RAZA, SYED.
DISCUSSION
-Pre-Budget discussion for the year 2014-15 906, 1140

MUHAMMAD SIDDIQUE KHAN, MR.
DISCUSSION
-Pre-Budget discussion for the year 2014-15 1137

MUHAMMAD TAUFEEQ BUTT, MR.
DISCUSSION

PAGE NO.

-PRE-BUDGET DISCUSSION FOR THE YEAR 2014-15 1174

MUHAMMAD UMAR JAFFAR, MR.
-Leave of absence 748

MUHAMMAD WARIS KALLU, MALIK
DISCUSSION
-PRE-BUDGET DISCUSSION FOR THE YEAR 2014-15 1180

MUHAMMAD YOUSAF KASELYIA, CHAUDHARY
-Leave of absence 747

MUJTUBA SHUJA-UR-REHMAN, MIAN *(Minister for Finance)*
DISCUSSION
-Pre-Budget discussion for the year 2014-15 683, 1227

MUNAWAR HUSSAIN, RANA ALIAS RANA MUNAWAR GHOUS KHAN
DISCUSSION
-Pre-Budget discussion for the year 2014-15 910, 1007

MURAD RAAS, DR.
DISCUSSION
-PRE-BUDGET DISCUSSION FOR THE YEAR 2014-15 1042

point of order REGARDING- 969

-PROVISION OF CORRECT ANSWER TO QUESTION NO.524 LAID IN THE HOUSE 1082

ON 12TH MARCH, 2014 1085

questions REGARDING-
-Approval of development projects of PP-152, Lahore and other details *(Question No. 672*)*
-Details about sanction of development projects of Local Government of PP-152, Lahore *(Question No. 673*)*

PAGE NO.

N

Naat-e-Rasool-e-MaqbooL (saw) Presented in the House in sessions held on-

-17th March, 2014 605
-18th March, 2014 694
-19th March, 2014 798
-20th March, 2014 917
-21st March, 2014 1081

NABILA HAKIM ALI KHAN, MS.

Call attention Notice REGARDING-

-Robbery in sugar mill in Kot Radha Kishan Kasur and other details 973

DISCUSSION

-Pre-Budget discussion for the year 2014-15 1145

NABIRA INDLEEB, MRS.

DISCUSSION

-PRE-BUDGET DISCUSSION FOR THE YEAR 2014-15

1184

NAHEED NAEEM, MRS.

DISCUSSION

-PRE-BUDGET DISCUSSION FOR THE YEAR 2014-15

question REGARDING- **1074**

-Dilapidation of building of Government Girls Middle School Mandiala Warraich district Gujranwala and other details *(Question No. 1130*)*

842

NAJMA AFZAL KHAN, DR.

DISCUSSION

-Pre-Budget discussion for the year 2014-15 903

NAJMA BEGUM, MRS.

DISCUSSION

1169

-PRE-BUDGET DISCUSSION FOR THE YEAR 2014-15

PAGE
NO.

NASEER AHMAD, MIAN.

questions REGARDING-

-Details about Tamandari System in the province *(Question No. 64*)* 923

-Difference between measurement of one marla land in Lahore and other cities of the province *(Question No. 24*)* 918

NAUSHEEN HAMID, DR.

ADJOURNMENT MOTION regarding-

672

-CORRUPTION IN REGISTRY BRANCH RAVI TOWN, REVENUE DEPARTMENT 1066

DISCUSSION

733

-PRE-BUDGET DISCUSSION FOR THE YEAR 2014-15

846

questions REGARDING-

-Details about Agricultural Market Committees in the Punjab facing deficit *(Question No. 1807*)* 845

-Details about construction of hall in Government Boys High School Raiwind Lahore *(Question No. 1375*)* 708

-Details about construction of two more rooms in Faiz ul Islam High School No.2, Rawalpindi *(Question No. 1374*)* 1103

-Details of illegal vegetable market in district Kasur *(Question No. 1804*)*

-Sanction of water supply & sewerage for Gujranwala and other details *(Question No. 2252*)*

NAZAR HUSSAIN, MR. *(Parliamentary Secretary for Law & Parliamentary Affairs)*

ADJOURNMENT MOTIONS (Answers) regarding-

-ANXIETY AMONGST FARMERS DUE TO LATE STARTING OF CRUSHING SEASON 760

BY SUGAR MILLS OWNERS 877

672

-CONTINUOUS INCREASE IN INCIDENTS OF KIDNAPPING AND CAR SNATCHING IN LAHORE 765

670

-CORRUPTION IN REGISTRY BRANCH RAVI TOWN, REVENUE DEPARTMENT 980

-Day by day increase in prices of edibles due to connivance of staff of Food Authorities and other Government Institutions 991

PAGE NO.

672

-DEPRIVATION FROM REQUIRED FACILITIES OF SHEIKH ZAYED HOSPITAL DUE TO CUTTING HALF THE BUDGET THEREOF 978

-Disclosure of embezzlement in provision of computerized number plates by Excise & Taxation Department

-Disclosure of heavy loss to Government due to ineligible employees of Fodder Research Institute Sargodha 883

-Failure of LDA in achievement of its targets 1122

-Ignoring shifting of 267 dangerous factories by District Government Lahore 995

-Illegal possession over shops of Unit No.30 of Auqaf Department in Chak No.43 Sargodha by influential persons with connivance of the department 679

758

-Increase in deaths due to incidents of one wheeling due to negligence of concerned department in Lahore 989

-Increase in fatal diseases due to non disposal of waste by Health Department and hospital administration 763

-Increase in patients of Thalassemia due to non establishment of Bone Marrow Transplant Centre in Children Hospital Lahore 771

-Increase in problems of business community of Anarkali Lahore due to carelessness of Government 880

-Issuance of development budget of four big cities to City Government Lahore under Big City Package 759

-Looting by private educational institutions due to carelessness of Government Educational authorities 768

-Looting people by Eden Developers in the name of Eden Housing Scheme Ferozpur Road Lahore 983

-Murder of one Maria d/o Abdul Hameed resident of Mozang Lahore by her in-laws due to not bringing dowry 756

-Non-availability of new syllabus to students of 8th class due to stubbornness of Schools Education Department 989

-Possession over LDA City Housing Scheme by Estate Agents and capitalists and deprivation of middle class people of their rights 1123

-Problems faced by dealers and people due to shifting fruit & vegetable market from Lahore to Lakhodehr 997

-Problems faced by medical students of the Punjab due to continuous increase in seats for medical students of Azad Kashmir 891

-Problems faced by patients due to non-availability of medicines in dispensaries and basic health units of Lahore 671

-Problems faced by patients due to shortage of ventilators in Government Hospitals of Lahore due to carelessness of Health Department 769

-Problems faced by people due to increase in water bills 979

PAGE NO.

-Problems faced by people for burial of dead bodies in the area from Chauburji to Yateem Khana Lahore due to non-availability of space in graveyards 674
-Problems faced by students due to monopoly of Punjab Board of Technical Education Lahore
-Problems faced by students due to non coordination between Punjab Education Department and District Education Offices
-Restart of construction of sealed plaza at Mall Road Lahore without permission of Chief Secretary
-Suspect about wastage of funds granted to District Councils for public awareness about Consumer Courts

NIGHAT SHEIKH, MS.

ADJOURNMENT MOTIONS regarding-
-Anxiety amongst BS students of Murray College Sialkot due to tussle between Punjab Higher Education Department and Registrar University of Gujrat 681
-Increase in patients of Thalassemia due to non establishment of Bone Marrow Transplant Centre in Children Hospital Lahore 679

-PROBLEMS FACED BY STUDENTS DUE TO MONOPOLY OF PUNJAB BOARD OF TECHNICAL EDUCATION LAHORE 671

DISCUSSION 1040

-PRE-BUDGET DISCUSSION FOR THE YEAR 2014-15 851

questions REGARDING-
-Details about handing over Government Schools to NGOs in Lahore *(Question No. 1501*)* 639
-Details about peacocks and pheasants died in Zoo Safari Park and Lahore Zoo *(Question No. 2569*)* 735
-Head office of Punjab Agriculture Research Board and other details *(Question No. 2282*)* 945
-Land vacated from possession of land mafia in district Lahore and other details *(Question No. 2876*)* 851
-Number of private schools in PP-145, Lahore and other details *(Question No. 1496*)* 737
-Number of tractor factories in the province and other details *(Question No.2393*)*

NISHAT AHMED KHAN DAHA, MR.

report ***(LAID IN THE HOUSE)*** REGARDING-
-The Punjab Reproductive Maternal Neo-Natal and Child Health Authority Bill, 2014 (Bill No.12 of 2014)

PAGE

NO.

861

NOTIFICATION of-

-Prorogation of 7th session of 16th Assembly of the Punjab commenced on 7th March, 2014

1223

O

OATH OF OFFICE by-

-Muhammad Khan, Mr. (PP-81)

799

P

PARLIAMENTARY SECERETARY FOR INFORMATION & CULTURE

-See under Muhammad Arshad, Rana

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS

-See under Nazar Hussain, Mr.

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR MANAGEMENT & PROFESSIONAL DEVELOPMENT

-See under Haider Mehdi, Nawabzada

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR PLANNING & DEVELOPMENT

-See under Ahmad Karim Qaswar Langrial, Malik

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR REVENUE & COLONIES

-See under Zahid Akram, Choudhary

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR S & GAD

-See under Ali Asghar Manda, Ch.

PLANNING & DEVELOPMENT DEPARTMENT-

questions REGARDING-

-Approval of development projects of PP-152, Lahore and other details *(Question No. 672*)* 1082

-Details about allocation of budget for projects in the province and utilization thereof *(Question No. 664*)* 1106

-Details about projects for development of education in Cholistan, 1105

	PAGE NO.
Bahawalpur *(Question No. 132*)*	
-Details about projects of schools and higher education in Jhang *(Question No. 1773*)*	1119
-Details about sanction of development projects of Local Government of PP-152, Lahore *(Question No. 673*)*	1085
-Details about sanction of education projects for PP-181, Kasur *(Question No. 683*)*	1113
-Details about sanction of health projects for PP-181, Kasur *(Question No. 682*)*	1112
-Details about sanction of health projects for PP-144, Lahore *(Question No. 2251*)*	1121
-Details about sanction of health projects for PP-194, Multan *(Question No. 676*)*	1108
-Details about sanction of projects of local government and irrigation for PP-180, Kasur *(Question No. 679*)*	1109
-Details about sanction of projects of local government for PP-8, Rawalpindi *(Question No. 726*)*	1116
-Details about sanction of projects of local government PP-194, Multan *(Question No. 675*)*	1107
-Details about sanction of schemes of housing and livestock in PP-180, Kasur *(Question No. 680*)*	1111
-Matter about starting water supply in Cholistan, Bahawalpur *(Question No. 781*)*	1118
-Number of employees of IT Department in district Jhelum and other details *(Question No. 1165*)*	1089
-Offices of IT Department in district Gujranwala and other details *(Question No. 2033*)*	1099
-Projects of schools and higher education of Bahawalpur and other details *(Question No. 1772*)*	1093
-Sanction of education projects for PP-231, Pakpattan and other details *(Question No. 728*)*	1117
-Sanction of health projects for district Jhang and other details *(Question No. 1774*)*	1119
-Sanction of higher education projects for Lahore and other details *(Question No. 2253*)*	1121
-Sanction of housing schemes for PP-195, Multan and other details *(Question No. 686*)*	1114
-Sanction of local government projects for PP-45, Mianwali and other details *(Question No. 1786*)*	1120
-Sanction of projects of health and education for PP-8, Rawalpindi *(Question No. 725*)*	1115
-Sanction of projects of local government for PP-195, Multan and other details *(Question No. 687*)*	1114
-Sanction of schemes for local government Chakwal and other details *(Question No. 1049*)*	1088

PAGE NO.

-Sanction of water supply & sewerage for Gujranwala and other details *(Question No. 2252*)* 1103
-Sanction of water supply & sewerage for Lahore and other details *(Question No. 2034*)* 1102
-Sanction of water supply & sewerage projects of Chakwal and other details *(Question No. 1048*)* 1087
-Sanction of water supply & sewerage projects for PP-45, Mianwali and other details *(Question No. 1785*)* 1094
-Water supply and sewerage projects of Bahawalpur and other details *(Question No. 1771*)* 1092

points of order REGARDING- 695, 785

-DAY BY DAY INCREASE IN HEINOUS CRIMES IN THE PROVINCE 606

686

776, 800

-DEMAND FOR INCLUDING MPAS OF THE OPPOSITION IN THE COMMITTEE ON MAKING SOUTHERN PUNJAB A SEPARATE PROVINCE 969

667

-DEMAND FOR PRESENTATION OF INQUIRY REPORT OF RAPE OF A GIRL OF MUZAFFARGARH

-DEMAND FOR PROVISION OF SECURITY TO SIKH COMMUNITY IN KPK

-PROVISION OF CORRECT ANSWER TO QUESTION NO.524 LAID IN THE HOUSE

ON 12TH MARCH, 2014

-VICTIMIZATION OF MOTOR VEHICLES OWNERS BY EXCISE AND TAXATION

DEPARTMENT

PRIVILEGE MOTIONS regarding- 660, 775

-ABUSING TO MPA BY EDO HEALTH TOBA TEK SINGH 870

-Insulting blames upon MPA by Dr. Safdar Mehmood Columnist 870

-Refusal by DFO Bhakkar to attend the telephone of MPA

PAGE NO.

Prorogation-

-NOTIFICATION OF PROROGATION OF 7TH SESSION OF 16TH ASSEMBLY OF THE PUNJAB COMMENCED ON 7TH MARCH, 2014 1223

Q

QAISAR ABBAS KHAN MAGASSI, SARDAR

questions REGARDING-

-Details about illegal possession over land of Revenue Department in district Layyah *(Question No. 1637*)* 962

-Details about vacation of state land from land mafia in district Layyah *(Question No. 1636*)* 961

-Missing facilities in schools of tehsil Chobara district Layyah and other details *(Question No. 1642*)* 855

PAGE NO.

questions REGARDING-

AGRICULTURE DEPARTMENT-

-Abolishment of Agricultural Market Committees of Lahore facing deficit and other details *(Question No. 2897*)* 725

-Action taken against market committees facing deficit in the province and other details *(Question No. 2815*)* 741

-Appointment of Director Marketing Agriculture Lahore and other details *(Question No. 2826*)* 720

-Details about agricultural machniery and equipment of Agriculture Department *(Question No. 2453*)* 738

-Details about Agricultural Market Committees in the Punjab facing deficit *(Question No. 1807*)* 733

-Details about Chairman of Punjab Seed Corporation *(Question No. 2454*)* 740

-Details about completion of Greater Thal Canal Project in district Khushab *(Question No. 2638*)* 716

-Details about establishment of Fodder Market in Pakpattan Sharif *(Question No. 2125*)* 698

-Details about making waterlogged and damped land cultivatable in the province *(Question No. 1171*)* 705

-Details about pavement of water courses in district Kasur *(Question No. 2823*)* 723

-Details about steps taken for control over Citrus Scab Fungus for protection of fruits *(Question No. 3134*)* 727

-Details about steps taken for development of agriculture in district Kasur *(Question No. 1839*)* 734

-Details about water courses made for irrigating arid area of district Pakpattan *(Question No. 2200*)* 700

-Details of illegal vegetable market in district Kasur *(Question No. 1804*)* 708

-Details of offices constructed for Agriculture Officers in the province *(Question No. 2331*)* 711

-Details of reinstatement of 46 Supervisors of Agriculture Department *(Question No. 2083*)* 702

-Head office of Punjab Agriculture Research Board and other details *(Question No. 2282*)* 735

-Number of government and private shops in vegetable market Badami Bagh Lahore and other details *(Question No. 3170*)* 744

-Number of market committees in Gujranwala and other details *(Question No. 2862*)* 743

-Number of tractor factories in the province and other details *(Question No.2393*)* 737

729

PAGE NO.

-Offices of Agriculture Department in district Rawalpindi and other details *(Question No. 819*)* 732
-Paved water courses in PP-73, district Chiniot and other details *(Question No. 1731*)* 731
-Provision of bulldozers for levelling agricultural land in district Chiniot and other details *(Question No. 1730*)* 730
-Steps taken for development of agriculture in district Rawalpindi during last five years *(Question No. 820*)* 610
FORESTRY, WILDLIFE & FISHERIES DEPARTMENT- 650
-Area of forests in district Jhelum and other details *(Question No. 1226*)*
-Area of Lahore Zoo and other details *(Question No. 1271*)* 656
-Details about cases of wood theft and plantation in district Lahore *(Question No. 3264*)* 653
-Details about completion of Wildlife Park district Okara *(Question No. 3195*)* 654
-Details about illegal possession over land of Forestry Department district Sargodha *(Question No. 3229*)* 634
-Details about legislation about declaring the act of confinment of birds into cages as a crime *(Question No. 2449*)* 639
-Details about peacocks and pheasants died in Zoo Safari Park and Lahore Zoo *(Question No. 2569*)* 651
-Details about plantation at road banks in tehsil Daska *(Question No. 1902*)* 650
-Details about plantation campaign in PP-130, Daska *(Question No. 1901*)* 635
-Details about theft of 75 thousand trees in Multan Circle *(Question No. 2471*)* 654
-Forests in the province and other details *(Question No. 3263*)* 621
-Incidents of wood theft in district Kasur and other details *(Question No. 2357*)* 624
-Incidents of wood theft in district Rawalpindi and other details *(Question No. 2362*)* 617
-Incidents of wood theft in district Sargodha and other details *(Question No. 2356*)* 642
-Land of Forest Department in district Gujranwala and other details *(Question No. 2863*)* 651
-Land of Forestry Department in district Gujrat and other details *(Question No. 3162*)* 629
-Number of accused persons arrested in cases of wood theft in Rawalpindi and other details *(Question No. 2378*)* 608
-Number of employees of Fishries Department in district Vehari and other details *(Question No. 741*)* 614
-Number of employees of Forestry, Wildlife and Fishries Department in district Faisalabad and other details *(Question No. 1828*)* 646
-Number of forests in the province and other details *(Question*

PAGE NO.

No. 2975)*

PLANNING & DEVELOPMENT DEPARTMENT- 1082

-Approval of development projects of PP-152, Lahore and other details *(Question No. 672*)* 1106

-Details about allocation of budget for projects in the province and utilization thereof *(Question No. 664*)* 1105

-Details about projects for development of education in Cholistan, Bahawalpur *(Question No. 132*)* 1119

-Details about projects of schools and higher education in Jhang *(Question No. 1773*)* 1085

-Details about sanction of development projects of Local Government of PP-152, Lahore *(Question No. 673*)* 1113

-Details about sanction of education projects for PP-181, Kasur *(Question No. 683*)* 1112

-Details about sanction of health projects for PP-181, Kasur *(Question No. 682*)* 1121

-Details about sanction of health projects for PP-144, Lahore *(Question No. 2251*)* 1108

-Details about sanction of health projects for PP-194, Multan *(Question No. 676*)* 1109

-Details about sanction of projects of local government and irrigation for PP-180, Kasur *(Question No. 679*)* 1116

-Details about sanction of projects of local government for PP-8, Rawalpindi *(Question No. 726*)* 1107

-Details about sanction of projects of local government PP-194, Multan *(Question No. 675*)* 1111

-Details about sanction of schemes of housing and livestock in PP-180, Kasur *(Question No. 680*)* 1118

-Matter about starting water supply in Cholistan, Bahawalpur *(Question No. 781*)* 1089

-Number of employees of IT Department in district Jhelum and other details *(Question No. 1165*)* 1099

-Offices of IT Department in district Gujranwala and other details *(Question No. 2033*)* 1093

-Projects of schools and higher education of Bahawalpur and other details *(Question No. 1772*)* 1117

-Sanction of education projects for PP-231, Pakpattan and other details *(Question No. 728*)* 1119

-Sanction of health projects for district Jhang and other details *(Question No. 1774*)* 1121

-Sanction of higher education projects for Lahore and other details *(Question No. 2253*)* 1114

-Sanction of housing schemes for PP-195, Multan and other details *(Question No. 686*)* 1120

PAGE NO.

-Sanction of local government projects for PP-45, Mianwali and other details *(Question No. 1786*)* 1115
-Sanction of projects of health and education for PP-8, Rawalpindi *(Question No. 725*)* 1114
-Sanction of projects of local government for PP-195, Multan and other details *(Question No. 687*)* 1088
-Sanction of schemes for local government Chakwal and other details *(Question No. 1049*)* 1103
-Sanction of water supply & sewerage for Gujranwala and other details *(Question No. 2252*)* 1102
-Sanction of water supply & sewerage for Lahore and other details *(Question No. 2034*)* 1087
-Sanction of water supply & sewerage projects of Chakwal and other details *(Question No. 1048*)* 1094
-Sanction of water supply & sewerage projects for PP-45, Mianwali and other details *(Question No. 1785*)* 1092
-Water supply and sewerage projects of Bahawalpur and other details *(Question No. 1771*)*

REVENUE & COLONIES DEPARTMENT- 928

-Area of "Ghorri Paal" Scheme in the province and other details *(Question No. 832*)* 964
-Areas victimized by flood in district Faisalabad and other details *(Question No. 2924*)*
-Details about allotment of agricultural land to military officers 960
in Bahawalpur, Bahawalnagar and Rahim Yar Khan *(Question No. 698*)* 963
-Details about allotment of land to landless and small farmers in district Rahim Yar Khan *(Question No. 2705*)* 937
-Details about computerization of land record in the province *(Question No. 1652*)* 959
-Details about embezzlements in heads of registries and stamp papers in towns of Lahore *(Question No. 348*)* 962
-Details about illegal possession over land of Revenue Department in district Layyah *(Question No. 1637*)* 930
-Details about possession over state land in Lahore *(Question No. 1056*)* 953
-Details about stoppage of consolidation of land in the province 923
(Question No. 3149)*
-Details about Tamandari System in the province *(Question No. 64*)*
924
-Details about vacating state land from possession mafia in district Sheikhupura *(Question No. 329*)* 961
-Details about vacation of state land from land mafia in district Layyah *(Question No. 1636*)* 918
-Difference between measurement of one marla land in Lahore

PAGE NO.

and other cities of the province *(Question No. 24*)* 957
-Establishment of Cholistan Development Authority and other details *(Question No. 134*)* 962
-Land of Revenue Department in district Narowal and other details *(Question No. 2240*)* 922
-Land of Revenue Department in district Pakpattan and other details *(Question No. 46*)* 945
-Land vacated from possession of land mafia in district Lahore and other details *(Question No. 2876*)* 941
-Number of offices of Revenue Department in district Gujranwala and other details *(Question No. 2864*)* 934
-Number of Tehsildars and Naib Tehsildars in Faisalabad and other details *(Question No. 1567*)* 948
-Number of Tehsildars and Naib Tehsildars in the province and other details *(Question No. 2912*)* 939
-Number of villages victimized by flood in district Pakpattan *(Question No. 2128*)* 927
-Sale of forged stamp papers in district Sheikhupura and other details *(Question No. 330*)* 931
-State Land in district Faisalabad and other details *(Question No. 1566*)* 966
-State land in district Toba Tek Singh and other details *(Question No. 3105*)*
SCHOOLS EDUCATION DEPARTMENT- 805
-Area of Government M.U Muslim High School 97 R.B Johal, Faisalabad and other details *(Question No. 516*)* 841
-Details about condition of school buildings of district Jhelum *(Question No. 1087*)* 846
-Details about construction of hall in Government Boys High School Raiwind Lahore *(Question No. 1375*)* 845
-Details about construction of two more rooms in Faiz ul Islam High School No.2, Rawalpindi *(Question No. 1374*)* 849
-Details about employees of Schools Education Department working in Civil Secretariat Lahore since long *(Question No. 1464*)* 844
-Details about establishment of I.T Laboratories in middle schools of the province *(Question No. 1284*)* 834
-Details about expenditures incurred upon repair and construction of schools in Lahore *(Question No. 867*)* 842
-Details about formation of rules and procedure for private educational institutions of the province *(Question No. 1283*)* 851
-Details about handing over Government Schools to NGOs in Lahore *(Question No. 1501*)* 852
-Details about missing facilities in schools of district Okara *(Question No. 1541*)* 823
-Details about problems of Government Girls Primary School Maliar district Jhelum *(Question No. 654*)* 838
-Details about problems of Government Girls High School Kalar

PAGE NO.

Syedan, district Rawalpindi *(Question No. 1062*)* 837
-Details about problems of Government High School (Boys) Faisalabad *(Question No. 1018*)* 856
-Details about provision of educational facilities upto matric level in the province according to the Constitution *(Question No. 1694*)* 850
-Details about teachers posted in Schools Education Department Civil Secretariat Lahore *(Question No. 1469*)* 810
-Details about upgradation of schools in district Rawalpindi *(Question No. 621*)* 847
-Details about upgraded schools in PP-181, Kasur *(Question No. 1451*)* 842
-Dilapidation of building of Government Girls Middle School Mandiala Warraich district Gujranwala and other details *(Question No. 1130*)* 827
-Funds provided for construction of school building in PP-69, Faisalabad *(Question No. 691*)* 855
-Missing facilities in schools of tehsil Chobara district Layyah and other details *(Question No. 1642*)* 848
-Number of employees working on deputation in Punjab Civil Secretariat Lahore and other details *(Question No. 1462*)* 858
-Number of Imam Masjid in Primary Schools of Muzaffargarh and other details *(Question No. 1746*)* 851
-Number of private schools in PP-145, Lahore and other details *(Question No. 1496*)* 854
-Number of schools and vacant posts of teachers in schools of district Okara *(Question No. 1560*)* 846
-Number of schools in Daska, Sialkot and other details *(Question No. 1440*)* 857
-Number of schools in district Muzaffargarh and other details *(Question No. 1745*)* 840
-Number of students in Government High School 5/82-L Katorwala district Sahiwal and other details *(Question No. 1079*)*
-Number of teachers and class IV emplyees of Government Girls High School 69/R.B Jarranwala, Faisalabad and other details *(Question No. 1064*)* 839 859
-Number of teachers in Government Girls High School Moza Noon district Sheikhupura *(Question No. 1787*)* 802
-Performance of Monitoring Cell of Education Department in Lahore *(Question No. 403*)* 816
-Registration of Leads School System Lahore and other details *(Question No. 649*)* 844
-Shortage of teachers in Government Primary School Poran district Okara *(Question No. 1347*)* 853
-Shortage of teachers in schools of district Okara and other details *(Question No. 1542*)*

QUORUM-

INDICATION OF QUORUM OF THE HOUSE DURING SESSIONS HELD ON-

PAGE NO.

-17th March, 2014 689
-19th March, 2014 892

R

RAHEELA ANWAR, MRS.
ADJOURNMENT MOTION regarding-
672
-CORRUPTION IN REGISTRY BRANCH RAVI TOWN, REVENUE DEPARTMENT 1225
DISCUSSION
610
-PRE-BUDGET DISCUSSION FOR THE YEAR 2014-15
841
questions REGARDING-
705
-Area of forests in district Jhelum and other details *(Question No. 1226*)*
-Details about condition of school buildings of district Jhelum *(Question No. 1087*)* 1089
-Details about making waterlogged and damped land cultivatable in the province *(Question No. 1171*)*
-Number of employees of IT Department in district Jhelum and other details *(Question No. 1165*)*

RAHEELA KHADIM HUSSAIN, MRS.
questionS REGARDING- 650
-Area of Lahore Zoo and other details *(Question No. 1271*)*
823
-Details about problems of Government Girls Primary School Maliar district Jhelum *(Question No. 654*)*
1121
-Details about sanction of health projects for PP-144, Lahore *(Question No. 2251*)*
734
-Details about steps taken for development of agriculture in district Kasur *(Question No. 1839*)*
802
-Performance of Monitoring Cell of Education Department in Lahore *(Question No. 403*)*
1121
-Sanction of higher education projects for Lahore and other details *(Question No. 2253*)*

RAMESH SINGH ARORA, MR.
-Leave of absence 748
DISCUSSION
1048
-PRE-BUDGET DISCUSSION FOR THE YEAR 2014-15
776
point of order REGARDING-

PAGE NO.

-DEMAND FOR PROVISION OF SECURITY TO SIKH COMMUNITY IN KPK

RASHIDA YAQOOB, MS.

DISCUSSION

-Pre-Budget discussion for the year 2014-15 1198

RECITATION From the Holy Quran and its translation presented in the House in sessions held on - 604

-17th March, 2014 693

-18th March, 2014 797

-19th March, 2014 916

-20th March, 2014 1080

-21st March, 2014

reports ***(LAID IN THE HOUSE)*** REGARDING- 968

-Privilege Motion No.10 of 2013

-The Punjab Reproductive Maternal Neo-Natal and Child Health Authority Bill, 2014 (Bill No.12 of 2014) 861

Resolutions REGARDING- 784

-Demand for better arrangements of security at public places 785

-Demand for issuance of Blue Passports to MPAs like MNAs 783

-Demand for legislation with reference to torture to students by teachers

-Demand for publication of NOCs from the authorities with advertisements of private housing schemes for safety of the people 778

-Making the training of Basic Life Support and Fire Safety Compulsory for students of Government Educational institutions 782

REVENUE & COLONIES DEPARTMENT-

questions REGARDING-

-Area of "Ghorri Paal" Scheme in the province and other details *(Question No. 832*)* 928

-Areas victimized by flood in district Faisalabad and other details *(Question No. 2924*)* 964

-Details about allotment of agricultural land to military officers in Bahawalpur, Bahawalnagar and Rahim Yar Khan *(Question No. 698*)* 960

-Details about allotment of land to landless and small farmers in district Rahim Yar Khan *(Question No. 2705*)* 963

937

	PAGE NO.
-Details about computerization of land record in the province *(Question No. 1652*)*	959
-Details about embezzlements in heads of registries and stamp papers in towns of Lahore *(Question No. 348*)*	962
-Details about illegal possession over land of Revenue Department in district Layyah *(Question No. 1637*)*	930
-Details about possession over state land in Lahore *(Question No. 1056*)*	953
-Details about stoppage of consolidation of land in the province *(Question No. 3149*)*	923
-Details about Tamandari System in the province *(Question No. 64*)*	924
-Details about vacating state land from possession mafia in district Sheikhupura *(Question No. 329*)*	961
-Details about vacation of state land from land mafia in district Layyah *(Question No. 1636*)*	918
-Difference between measurement of one marla land in Lahore and other cities of the province *(Question No. 24*)*	957
-Establishment of Cholistan Development Authority and other details *(Question No. 134*)*	962
-Land of Revenue Department in district Narowal and other details *(Question No. 2240*)*	922
-Land of Revenue Department in district Pakpattan and other details *(Question No. 46*)*	945
-Land vacated from possession of land mafia in district Lahore and other details *(Question No. 2876*)*	941
-Number of offices of Revenue Department in district Gujranwala and other details *(Question No. 2864*)*	934
-Number of Tehsildars and Naib Tehsildars in Faisalabad and other details *(Question No. 1567*)*	948
-Number of Tehsildars and Naib Tehsildars in the province and other details *(Question No. 2912*)*	939
-Number of villages victimized by flood in district Pakpattan *(Question No. 2128*)*	927
-Sale of forged stamp papers in district Sheikhupura and other details *(Question No. 330*)*	931
-State Land in district Faisalabad and other details *(Question No. 1566*)*	966
-State land in district Toba Tek Singh and other details *(Question No. 3105*)*	

	PAGE NO.
ruling of the chair REGARDING-	
-Whether the replies to the Adjournment Motions should be given by any minister instead of concerned minister or Law Minister	862
S	
SAADIA SOHAIL RANA, MRS.	
ADJOURNMENT MOTION regarding-	
	672
-CORRUPTION IN REGISTRY BRANCH RAVI TOWN, REVENUE DEPARTMENT	1061
DISCUSSION	
-PRE-BUDGET DISCUSSION FOR THE YEAR 2014-15	646
question REGARDING-	
-Number of forests in the province and other details *(Question No. 2975*)*	
SANA ULLAH KHAN, RANA *(Minister for Local Government & Community Development Additional Charge of Law & Parliamentary Affairs)*	
BILL *(Discussed)*-	
-The Punjab Reproductive, Maternal, Neo-natal and Child Health	999
AUTHORITY BILL, 2014	
Call attention Notices (ANSWERS) REGARDING-	972
-ARREST OF ACCUSED PERSON OF SEXUAL ASSAULT IN DISTRICT NANKANA SAHIB AND OTHER DETAILS	664 661 973
-DETAILS ABOUT KIDNAP FOR RANSOM AND RAPE OF 20 WOMEN IN DERA GHAZI KHAN	998 786
-DETAILS ABOUT ROBBERY IN HOUSE OF A LADY DOCTOR IN GUJRANWALA	686
-Robbery in sugar mill in Kot Radha Kishan Kasur and other details	660, 775
MOTION regarding-	872
-SUSPENSION OF RULES FOR PRESENTATION OF A	778

PAGE NO.

RESOLUTION

points of order (ANSWERS) REGARDING-

-Day by day increase in heinous crimes in the Punjab

-DEMAND FOR PRESENTATION OF INQUIRY REPORT OF RAPE OF A GIRL OF MUZAFFARGARH

PRIVILEGE MOTIONS (Answers) regarding-

-Abusing to MPA by EDO Health Toba Tek Singh

-Insulting blames upon MPA by Dr. Safdar Mehmood Columnist

Resolution REGARDING-

-Demand for publication of NOCs from the authorities with advertisements of private housing scheme for safety of the people

SCHOOLS EDUCATION DEPARTMENT-

questionS REGARDING-

-Area of Government M.U Muslim High School 97 R.B Johal, Faisalabad and other details *(Question No. 516*)* 805

-Details about condition of school buildings of district Jhelum *(Question No. 1087*)* 841

-Details about construction of hall in Government Boys High School Raiwind Lahore *(Question No. 1375*)* 846

-Details about construction of two more rooms in Faiz ul Islam High School No.2, Rawalpindi *(Question No. 1374*)* 845

-Details about employees of Schools Education Department working in Civil Secretariat Lahore since long *(Question No. 1464*)* 849

-Details about establishment of I.T Laboratories in middle schools of the province *(Question No. 1284*)* 844

-Details about expenditures incurred upon repair and construction of schools in Lahore *(Question No. 867*)* 834

-Details about formation of rules and procedure for private educational institutions of the province *(Question No. 1283*)* 842

-Details about handing over Government Schools to NGOs in Lahore *(Question No. 1501*)* 851

-Details about missing facilities in schools of district Okara *(Question No. 1541*)* 852

-Details about problems of Government Girls Primary School Maliar district Jhelum *(Question No. 654*)* 823

-Details about problems of Government Girls High School Kalar Syedan, district Rawalpindi *(Question No. 1062*)* 838

-Details about problems of Government High School (Boys) Faisalabad 837

PAGE NO.

(*Question No. 1018**) 856
-Details about provision of educational facilities upto matric level in the province according to the Constitution *(Question No. 1694*)* 850
-Details about teachers posted in Schools Education Department Civil Secretariat Lahore *(Question No. 1469*)* 810
-Details about upgradation of schools in district Rawalpindi *(Question No. 621*)* 847
-Details about upgraded schools in PP-181, Kasur *(Question No. 1451*)* 842
-Dilapidation of building of Government Girls Middle School Mandiala Warraich district Gujranwala and other details *(Question No. 1130*)* 827
-Funds provided for construction of school building in PP-69, Faisalabad *(Question No. 691*)* 855
-Missing facilities in schools of tehsil Chobara district Layyah and other details *(Question No. 1642*)* 848
-Number of employees working on deputation in Punjab Civil Secretariat Lahore and other details *(Question No. 1462*)* 858
-Number of Imam Masjid in Primary Schools of Muzaffargarh and other details *(Question No. 1746*)* 851
-Number of private schools in PP-145, Lahore and other details *(Question No. 1496*)* 854
-Number of schools and vacant posts of teachers in schools of district Okara *(Question No. 1560*)* 846
-Number of schools in Daska, Sialkot and other details *(Question No. 1440*)* 857
-Number of schools in district Muzaffargarh and other details *(Question No. 1745*)* 840
-Number of students in Government High School 5/82-L Katorwala district Sahiwal and other details *(Question No. 1079*)*
-Number of teachers and class IV emplyees of Government Girls High School 69/R.B Jarranwala, Faisalabad and other details *(Question No. 1064*)* 839 859
-Number of teachers in Government Girls High School Moza Noon district Sheikhupura *(Question No. 1787*)* 802
-Performance of Monitoring Cell of Education Department in Lahore *(Question No. 403*)* 816
-Registration of Leads School System Lahore and other details *(Question No. 649*)* 844
-Shortage of teachers in Government Primary School Poran district Okara *(Question No. 1347*)* 853
-Shortage of teachers in schools of district Okara and other details

(QUESTION NO. 1542*)

SHAHABUDDIN KHAN, SARDAR

PAGE NO.

questionS REGARDING- 716

-Details about completion of Greater Thal Canal Project in district Khushab *(Question No. 2638*)* 702

-Details of reinstatement of 46 Supervisors of Agriculture Department *(Question No. 2083*)* 953

-Details about stoppage of consolidation of land in the province *(Question No. 3149*)*

SHAHZAD MUNSHI, MR.

DISCUSSION

-PRE-BUDGET DISCUSSION FOR THE YEAR 2014-15 1193

SHAMEELA ASLAM, MRS.

DISCUSSION

-PRE-BUDGET DISCUSSION FOR THE YEAR 2014-15 908

question REGARDING-

-Number of employees of Fishries Department in district Vehari and other details *(Question No. 741*)* 608

Resolution REGARDING- 782

-Making the training of Basic Life Support and Fire Safety Compulsory for students of Government Educational institutions

SHER ALI GORCHANI, SARDAR (Acting Speaker)

ruling of the chair REGARDING-

-Whether the replies to the Adjournment Motions should be given by any minister instead of concerned minister or Law Minister **862**

SHOUKAT ALI LALEKA, MR.

DISCUSSION

-Pre-Budget discussion for the year 2014-15 1201

SHUNILA RUTH, MS.

ADJOURNMENT MOTIONS regarding-

-Heavy loss to Government by officers of Irrigation Department in the name of work charge recruitments 1124

-Openly sale of meat of ill cattle in Tollinton Market Lahore 1125

-Worst condition of women convicted in jails of the Punjab 1126

DISCUSSION

	PAGE NO.
-PRE-BUDGET DISCUSSION FOR THE YEAR 2014-15	1150
point of order REGARDING-	800
-DEMAND FOR PROVISION OF SECURITY TO SIKH COMMUNITY IN KPK	**783**
Resolution REGARDING-	
-Demand for legislation with reference to torture to students by teachers	
SOBIA ANWAR SATTI, MRS.	
question REGARDING-	
-Details about upgradation of schools in district Rawalpindi *(Question No. 621*)*	810
SULTANA SHAHEEN, MRS.	
-Leave of absence	749, 750

T

TAHIR, MIAN	
questions REGARDING-	
-Funds provided for construction of school building in PP-69, Faisalabad *(Question No. 691*)*	827
-Number of employees of Forestry, Wildlife and Fishries Department in district Faisalabad and other details *(Question No. 1828*)*	614
-Number of Tehsildars and Naib Tehsildars in Faisalabad and other details *(Question No. 1567*)*	934
-State Land in district Faisalabad and other details *(Question No. 1566*)*	931
TAHIR SHABBIR, RANA	
-Leave of absence	
	750
TAIMOOR MASOOD, MALIK	
questions REGARDING-	
-Details about sanction of projects of local government for PP-8, Rawalpindi *(Question No. 726*)*	1116
-Sanction of projects of health and education for PP-8, Rawalpindi *(Question No. 725*)*	1115
TARIQ MEHMOOD, MIAN	

PAGE NO.

question REGARDING-
- -Land of Forestry Department in district Gujrat and other details *(Question No. 3162*)* 651

V

VICKAS HASSAN MOKAL, SARDAR

ADJOURNMENT MOTION regarding-
- -Non-availability of Audiologists in Hospitals of the Punjab 1127

DISCUSSION
- **-PRE-BUDGET DISCUSSION FOR THE YEAR 2014-15** 1054

questions REGARDING-
- -Abolishment of Agricultural Market Committees of Lahore facing deficit and other details *(Question No. 2897*)* 725
- -Details about pavement of water courses in district Kasur *(Question No. 2823*)* 723
- -Details about problems of Government High School (Boys) Faisalabad *(Question No. 1018*)* 837
- -Details about sanction of projects of local government and irrigation for PP-180, Kasur *(Question No. 679*)* 1109
- -Details about sanction of schemes of housing and livestock in PP-180, Kasur *(Question No. 680*)* 1111
- -Incidents of wood theft in district Kasur and other details *(Question No. 2357*)* 621
- -Number of employees working on deputation in Punjab Civil Secretariat Lahore and other details *(Question No. 1462*)* 848

W

WASEEM AKHTAR, DR SYED

questions REGARDING-
- -Details about agricultural machniery and equipment of Agriculture Department *(Question No. 2453*)* 738
- -Details about allotment of agricultural land to military officers in Bahawalpur, Bahawalnagar and Rahim Yar Khan *(Question No. 698*)* 960
- -Details about Chairman of Punjab Seed Corporation *(Question No. 2454*)* 740
- -Details about legislation about declaring the act of confinement 634

PAGE NO.

of birds into cages as a crime *(Question No. 2449*)* 1105
-Details about projects for development of education in Cholistan, Bahawalpur *(Question No. 132*)* 635
-Details about theft of 75 thousand trees in Multan Circle *(Question No. 2471*)* 957
-Establishment of Cholistan Development Authority and other details *(Question No. 134*)*

Z

ZAFAR IQBAL, MR.
DISCUSSION
-Pre-Budget discussion for the year 2014-15 **1224**

ZAHEER-UD-DIN KHAN ALIZAI, MR.

questionS REGARDING-
-Action taken against market committees facing deficit in the province and other details *(Question No. 2815*)* 741
-Details about sanction of health projects for PP-194, Multan *(Question No. 676*)* 1108
-Details about sanction of projects of local government PP-194, Multan *(Question No. 675*)* 1107

ZAHID AKRAM, CHOUDHARY *(Parliamentary Secretary for Revenue & Colonies)*

Answers to the questions REGARDING-
-Area of "Ghorri Paal" Scheme in the province and other details *(Question No. 832*)* 928
-Details about computerization of land record in the province *(Question No. 1652*)* 937
-Details about possession over state land in Lahore *(Question No. 1056*)* 930
-Details about stoppage of consolidation of land in the province *(Question No. 3149*)* 954
-Details about Tamandari System in the province *(Question No. 64*)* 923
-Details about vacating state land from possession mafia in district Sheikhupura *(Question No. 329*)* 924
-Difference between measurement of one marla land in Lahore and other cities of the province *(Question No. 24*)* 918
-Land of Revenue Department in district Pakpattan and other details *(Question No. 46*)* 922

PAGE NO.

-Land vacated from possession of land mafia in district Lahore and other details *(Question No. 2876*)* 946
-Number of offices of Revenue Department in district Gujranwala and other details *(Question No. 2864*)* 942
-Number of Tehsildars and Naib Tehsildars in Faisalabad and other details *(Question No. 1567*)* 934
-Number of Tehsildars and Naib Tehsildars in the province and other details *(Question No. 2912*)* 948
-Number of villages victimized by flood in district Pakpattan *(Question No. 2128*)* 939
-Sale of forged stamp papers in district Sheikhupura and other details *(Question No. 330*)* 927
-State Land in district Faisalabad and other details *(Question No. 1566*)* 931

ZEB-UN-NISA AWAN, MRS.

questionS REGARDING-

-Area of "Ghorri Paal" Scheme in the province and other details *(Question No. 832*)* 928
-Details about possession over state land in Lahore *(Question No. 1056*)* 930
-Details about problems of Government Girls High School Kalar Syedan, district Rawalpindi *(Question No. 1062*)* 838
-Number of teachers and class IV emplyees of Government Girls High School 69/R.B Jarranwala, Faisalabad and other details *(Question No. 1064*)* 839
-Sanction of schemes for local government Chakwal and other details *(Question No. 1049*)* 1088
-Sanction of water supply & sewerage projects of Chakwal and other details *(Question No. 1048*)* 1087